عہد نبوی ﷺ کی نعتیہ شاعری

مقالہ برائے

پی ایچ۔ڈی

جلد اول

مقالہ نگار : شاہ محمد

نگراں : پروفیسر ڈاکٹر جلال الدین احمد نوری صاحب

شعبۂ علوم اسلامی

کلیہ معارف اسلامیہ

جامعہ کراچی

۲۰۰۸ء

July 8,2008

To Whom It May Concern

I hereby verify that **Mr. Shah Muhammad** s/o Kamaluddin Has compiled his Ph.D thesis titled **"Ehd-e-Nabawi Ki Na'tia sha'iry-** عہد نبوی کی نعتیہ شاعری The student, in the course of research work for this thesis, has consulted the original references and the research work is correct in all respects.

I strongly recommend that the student Mr.Shah Muhammad May be granted permission to submit his above-cited thesis, and examiners may be appointed for this purpose.

Prof. Dr. Jalaluddin Ahmed Noori
Dean, Faculty of islamic Studies
Research Supervisor

Prof. Dr. Jalaluddin A. Noori
Deptt. of Islamic Learning
University of Karachi.

فہرست

☆......☆......☆

انتساب

○

سرورِ سروراں، رہبرِ رہبراں، مہترِ مہتراں، سید پیمبراں، مالکِ انس وجاں،

شافع مذنباں، نبی آخرالزّماں

کے نام

جن کی مدح وثناء خالق کائنات، تجلّیات ارض وسماوات نے فرمائی

اور

صحابہ کرام وصحابیات علیہم الرضوان نے ارادت ومؤدت ومحبت کے "المدیح النّبویۃ" کے اس باب میں حمد ونعت کے وہ گل ہائے عقیدت ومحبت کے پھول نچھاور کیے جو تاریخ اسلامی کا ناقابل فراموش باب ہیں۔ ان روشن ابواب میں اسلام کے بنیادی اور اوّلین شعرائے نعت حضرت آمنہؓ، حضرت عبدالمطلب اور حضرت ابوطالب کے کردار کو تا حشر فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

"بعداز خدا بزرگ توئی قصہ مختصر"

فقیر بے نوا، خاک پائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

شاہ محمد تبریزی القادری

تقدیم

اوّل اوّل اس احد الصّمد، اللہ رب ذوالجلال کا کروڑ ہا شکر و ہزار ہا احسان کہ اس نے مجھ ناچیز، حقیر وفقیر، بے بس و بے کس و بے نواء کو، اپنے کریم جلیلہ سے بطفیل محبوب ذی الامین، رحمۃ للعالمین، یہ ہمت و استقامت، طاعت و عزت بخشی کہ میں اس کے محبوب ﷺ کی مدحیہ شاعری کو یکجا کر سکوں اور اس عہدِ عظیم ؐ کی نعوت کو، جو تمام عہد کا نقش اوّل ہے، مقالۂ پی ایچ۔ ڈی کی شکل دے سکوں۔ میں اس باب میں کوئی دعویٰ اوّلیت و آخرت نہیں کرتا، لیکن یہ ضرور ہے کہ حتیٰ المقدور جہد و سعی یہ کی گئی ہے کہ جس قدر زیادہ سے زیادہ، اچھا اور عمدہ مواد مل سکتا ہے، اسے لے لیا جائے۔

عہدِ نبوی ؐ کی نعتیہ شاعری کے اس علمی و تحقیقی جائزے میں، عہد رسالت ﷺ میں کہی گئی نعوت کو یکجا کیا گیا ہے اور آپ ﷺ سے قبل کی نعتیہ شاعری کو بھی ما قبل از ولادت و بعثت کے عنوان سے جمع کیا گیا ہے۔

یہ مقالہ سات ابواب پر مشتمل ہے۔ اس کے باب اول میں شاعری کے حوالے سے اسلام کا نقطۂ نظر قرآن و احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے، پھر شعر کی حکمت و عظمت اور حضور نبی کریم ﷺ کے شعری ذوق اور شعر فہمی پر بات کی گئی ہے۔ حضور ﷺ گو کہ شاعر نہ تھے لیکن آپ ؐ کے خاندان میں شعراء کی ایک طویل فہرست ہے جو مرد و زن پر مشتمل ہے۔ خاندان رسالت ؐ اور شاعری کے عنوان سے اس کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ باب دوم میں کتب سماوی میں نعوت محمدی ﷺ کے عنوان سے وہ بشارات و پیش گوئیاں یکجا کی گئی ہیں جو انبیائے سابقین علیھم السلام نے بیان فرمائیں اور انہیں من جانب اللہ بشارات عطا کی گئیں۔ اس ضمن میں توریت، زبور اور اناجیل کو خاص طور پر لیا گیا ہے، بعد ازاں احبار و رہبان و کہان و کاہنات کی بشارات و پیش گوئیوں کو یکجا کیا گیا ہے، جو آپ ؐ کی بہترین منثور و منظوم نعوت ہیں۔

باب سوم میں ولادت و بعثت نبوی ﷺ سے قبل کی نعتیہ شاعری کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ جس میں بالخصوص تبع ثانی کی آج سے تقریباً ڈھائی ہزار سال اور آپ ؐ کی ولادت سے ایک ہزار سال قبل کہی گئی

نعت کا تذکرہ ہے۔ اس کے علاوہ ایک باب جنّات کی نعتیہ شاعری پر مشتمل ہے اور ہواتفِ غیبی سے بشاراتِ مصطفےٰ اور بتوں کی نعتیہ شاعری کو بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اس باب میں عربی زبان کا پہلا باقاعدہ نعتیہ قصیدہ کس نے کہا؟ اس بات پر بحث کی گئی ہے۔ قرآن کریم اور نعوت محمدیؐ بھی اس باب کا ایک عنوان ہے، جس میں قرآن کریم میں بیان کی گئی نعوتِ مصطفےٰ کو یکجا کیا گیا ہے۔ باب چہارم میں عہدِ نبویﷺ کی نعتیہ شاعری کے عنوان سے بعد از ولادت بشاراتِ مصطفےٰ کو یکجا کیا گیا ہے۔ جس میں جنّات اور بتوں کی بشارات بھی شامل ہیں۔ اس باب کی فصل سوم اس لحاظ سے اہم ہے کہ اس میں صحابہ کرام اور صحابیات علیھم الرضوان کی نعتیہ شاعری کو یکجا کیا گیا ہے۔ اس میں سرزمین حبشہ، مکہ اور مدینہ میں کہی گئی نعوت کو یکجا کیا گیا ہے۔ اس مقالہ کے باب پنجم میں ایک عنوان حضورﷺ کے دفاع میں کہے گئے نعتیہ اشعار ہیں۔ اس میں وہ اشعار نعت یکجا کئے گئے ہیں جو میدان کارزار میں کہے گئے۔ اس باب کی فصل ششم اس لحاظ سے اہم ہے کہ اس میں عہد نبویﷺ کے غیر مسلم شعراء و شاعرات کا نعتیہ کلام یکجا کیا گیا ہے۔

باب ششم میں نعتیہ شاعری میں سوانحی، حیاتی اور تاریخی عناصر کا ارتقاء کے عنوان سے اشعار نعت دئے گئے ہیں۔ اسی باب میں عہد نبویؐ میں کہی گئی نثری نعوت کو بھی یکجا کیا گیا ہے۔ جس میں صحابہ کرامؓ وصحابیاتؓ کی نثری نعوت شامل ہیں، بالخصوص حضرت اُمّ معبد الخزاعیؓ کی اوّلین طویل ترین نثری نعتیہ شاعری بھی شامل ہے۔ اسی طرح نعتیہ شاعری میں سوانحی، حیاتی اور تاریخی عناصر کا ارتقاء کے عنوان سے اشعار نعت دیئے گئے ہیں۔ باب ہفتم میں عہد نبویﷺ کی نعتیہ شاعری بحوالہ شمائل رسولؐ، بحوالۂ سیرت رسولؐ، بحوالہ حدیث رسولؐ اور بحوالۂ عشق رسولؐ پر اشعار نعت یکجا ہیں۔ عہدِ نبویؐ کی نعتیہ شاعری کے مآخذات، نعت صحابہؓ کے مضامین و موضوعات پر بحث اور اشعار نعت یکجا ہیں۔

میں ایک بار پھر بارگاہِ ایزدی میں سربسجود اور رب کائنات کا مشکور وممنون ہوں کہ اس نے اپنے پیارے محبوبؐ کی نعوت کی یکجائی میں میری رہنمائی فرمائی۔ میں بارگاہ رسالت مآبؐ میں ہدیۂ تشکر وسلام عقیدت پیش کرتا ہوں کہ آپؐ کی محبت وعشق کی وہ خلش، وہ چنگاری جو میرے دل میں آتش بار بنی ہوئی تھی، کہ میں آپؐ کے عہد کی نعتیہ شاعری پر کام کروں، آج میں آپؐ کی بارگاہ میں بصد شکر و نیاز مشکور و ممنون ہوں کہ آپؐ کے طفیل، آپؐ کے صدقہ میں آج میری وہ خواہش، تمنا، آرزو پایۂ تکمیل کو پہنچی، جس

کے لیے میں عرصہ بائیس سال سے سعی مسلسل کر رہا تھا۔ میں اپنی اس علمی لگن اور جستجو کے باعث، جہاں جہاں سے جو بھی مواد کسی بھی شکل پاتا، اس شوق جمیل میں جمع کرتا رہا اور حسب استطاعت تحریری کام جاری رکھا۔ ''قطرہ قطرہ دریا می شود'' کی مصداق آخر وہ وقت سعید بھی آ پہنچا، جب میرے شفیق و مہربان استاذ عالی مقام، محترم جناب پروفیسر ڈاکٹر جلال الدین احمد نوری مدفیوضہ نے مجھے حکم دیا کہ ''بس اب تم اپنا رجسٹریشن کرالو اور باقاعدہ کام شروع کردو'' جس وقت میں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ میں عہد نبوی ﷺ کی نعتیہ شاعری پر تحقیقی کام کروں گا، تو اس وقت میں نے اپنی اس خواہش کا اظہار اپنے اساتذۂ کرام، محترم جناب شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا عبد المصطفٰے ماجد الازہری اعظمی الانصاریؒ نور اللہ مرقدہ (شیخ الحدیث دار العلوم امجدیہ، کراچی) اور مفتی ملّت، مفتی ابو الظفر غلام یٰسین رازؔ امجدی اعظمی العدنیؒ نور اللہ مرقدہ (شیخ الحدیث دار العلوم قادریہ رضویہ، ملیر۔ کراچی) سے کیا، تو انہوں نے اس سلسلے میں نہ صرف یہ کہ میری حوصلہ افزائی فرمائی بلکہ مفید مشوروں سے نوزا اور مواد کے سلسلے میں میری مکمل رہنمائی فرمائی۔ یہ دونوں حضرات شاعری کا عمدہ ذوق رکھتے تھے اور بہترین نعت گو تھے۔ ان کے یہ الفاظ آج بھی میرے کانوں میں گونجتے ہیں کہ ''اپنی تمام تر توجہ سرکار کی طرف کرلو'' غیر کی مدد سے بے نیاز ہو جاؤ گے، وہی داتا، وہی دیتے، وہی دلاتے ہیں۔ اللہ کی بارگاہ سے بھی انہیں کے وسیلے سے ملتا ہے۔ تمہیں اتنا مواد ملے گا کہ لکھ لکھ کر تھک جاؤ گے۔'' ان کی یہ بات حرف بہ حرف پوری ہوئی۔ آج میرے پاس اتنا مواد جمع ہے کہ ساری عمر سرکار کی مدح میں لکھتا رہوں تو بھی مکمل نہ لکھ سکوں۔ اسی دوران کچھ عرصہ کے لیے میرا مسکن لاہور ٹھہرا اور وہاں میرے استاذ مکرم، محترم جناب مفتی محمد قیوم ہزاروی مدظلہ العالی (شیخ الحدیث حزب الاحناف، لاہور۔ تا حال منہاج یونیورسٹی) میرے ہادی و رہنما تھے۔ اس دوران میں نے جامعہ پنجاب کی لائبریری سے خوب استفادہ کیا اور جس قدر مواد مل سکتا تھا، یکجا کرلیا۔ میں جامعہ کراچی کے محترم اساتذۂ کرام پروفیسر ڈاکٹر مولانا منتخب الحق قادری صاحب نور اللہ مرقدہ (شعبۂ علوم اسلامی)، پروفیسر ڈاکٹر جمیل احمد صاحب (شعبۂ عربی)، پروفیسر ڈاکٹر عبد اللہ قادری صاحب، پروفیسر ڈاکٹر محمد احمد قادری صاحب (شعبۂ سیاسیات)، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب (شعبۂ ارضیات) کا نہایت ممنون و مشکور ہوں کہ ان حضرات گرامی کے گراں قدر مشوروں اور رہنمائی کے سبب آج میں نے سرخروئی پائی۔ مولانا مفتی محمد اطہر نعیمی صاحب، حضرت مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب، حضرت مولانا سید شاہ تراب الحق قادری صاحب، حضرت مولانا مفتی منیب الرحمٰن صاحب اور حاجی محمد حنیف طیب صاحب کے مفید مشورے اور ان

حضرات گرامی کی مکمل رہنمائی مجھے حاصل رہی اور میں تحریر کا سفر آہستہ آہستہ طے کرتا رہا، میں اپنے ان کرم فرماؤں کی کرم فرمائی کو فراموش نہیں کر سکتا۔

محترم جناب ڈاکٹر نوری صاحب کے حکم کے مطابق جب تسجیل کا وقت آیا تو میرے محترم ہمدرد و برادر پروفیسر ڈاکٹر محمد یونس قادری صاحب (واللہ طال عمرہ) از خود اپنی جیب خاص سے تسجیلی فارم لے آئے اور میرے محترم برادر پروفیسر ڈاکٹر محمد سعید صاحب (واللہ طال عمرہ) نے اپنے دست مبارک سے مقالہ کا عنوان تحریر فرمایا۔ یہ میرے لیے نہایت مسرت کا موقع تھا اور زندگی کے یادگار لمحات بھی۔ اس سلسلے میں پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد ثانی زید مجدک کی کرم گستری نا قابل فراموش ہیں۔ انہوں نے مواد کی فراہمی کے سلسلے میں بھرپور مدد فرمائی۔ میں ان صاحبان گرامی قدر کی عملی کارروائی، ان کے مخلصانہ و ہمدردانہ رویّے، حوصلہ افزائی اور ان کے مفید مشوروں اور رہنمائی کا تہہ دل سے مشکور و ممنون ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کی کاوشوں کو قبول فرمائے کہ ان حضرات کے عملی تعاون کے سبب میرا مقالہ پایۂ تکمیل کو پہنچا اور میں سرکار عالی مقام کی بارگاہ میں سرخرو ہوا۔

اس موقع پر میں اپنے خاص دوست اور محسن، برادر اکبر، نعت گو و نعت خواں، مدیر نعت رنگ، محترم جناب سید صبیح الدین صبیح رحمانی (واللہ تعالیٰ عمرہ) کا خاص طور پر ممنون و مشکور ہوں کہ ان کی تحریک پر میں نے موضوع کو فائنل کیا اور ان کی عملی کاوشوں اور مفید مشوروں نے مجھے اس قابل بنایا کہ میں اتنے وسیع و وقیع موضوع پر کام کر سکوں۔ ان کی دعائیں اور محبتیں لمحہ بہ لمحہ میرے ہمراہ رہیں۔ اس ضمن میں، میں ان کے اس احسان کا ہمیشہ مقروض رہوں گا کہ انہوں نے سعودی عرب سے کتب لا کر فراہم کیں۔ محترم جناب رشید وارثی صاحب کا میں نہایت ممنون و مشکور اور ان کا تا حشر مقروض ہوں کہ انہوں نے مجھے میرے ابتدائی دور میں مجموعۂ قصیدۂ نبہانیہ کی فوٹو کاپی اپنے ذاتی خرچ پر بذریعہ ڈاک اس وقت مجھے فراہم کی، جب میں نہایت تنگ دستی کے عالم میں تھا۔ ''تنگ دستی میں بھی امکان سفر ہے روشن'' کی مصداق میں جناب وارثی صاحب کی اس علم دوستی، علم قدری و علم شناسی کو فراموش نہیں کر سکتا۔

ان عظیم لمحات میں حضرت مولانا سید وجاہت رسول قادری مدفیوضہ، واللہ طال عمرہ (صدر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل) کی محبتیں اور دعائیں نا قابل فراموش ہیں اور جو عملی تعاون ان کا مجھے حاصل رہا، میں ان کا نہایت ممنون و مشکور ہوں، آپ نے ادارے کے در میرے لیے وا کر دیے۔

میں محترم جناب حبیب بھائی علم دوست (مالک) عباسی کتب خانہ کراچی، کی محبتوں اور ان کی

دعاؤں بالخصوص ان کے عملی تعاون کا نہایت ممنون ومشکور ہوں کہ آپ نے اپنے کتب خانہ کے در میرے لئے واکردیئے اور مجھے کتب ومواد کی فراہمی سے بے نیاز کردیا۔ میرے محترم برادران نعت گو ونعت خواں جناب شہزاد احمد صاحب (مدیر حمد ونعت)، نعت گو ونعت خواں محترم جناب محمد طاہر سلطانی صاحب (مدیر جہان حمد)، جناب معراج الدین بھائی (قدیمی کتب خانہ) اور اسٹیٹ بینک لائبریری کے سید آباد علی صاحب (لائبریرین) کا بھی نہایت ممنون ومشکور ہوں کہ انہوں نے لائبریری کے در مجھ پر وا کئے اور مواد کی فراہمی کے سلسلے میں بھرپور تعاون کیا۔

آخر میں، میں اپنے مخلص ترین برادران محترم جناب غلام محی الدین قادری صاحب (میگزین ایڈیٹر روزنامہ جنگ، کراچی) اور جناب سہیل احمد خان صاحب (مینجر ایڈمنسٹریشن، روزنامہ جنگ، کراچی) اور ان تمام حضرات کو جنہوں نے دامے، درمے، قدمے، سخنے میرے ساتھ تعاون کیا، ان سب کا مشکور وممنون ہوں، رب کریم ان تمام حضرات کی کاوشوں کو بطفیل رحمۃ للعالمین قبول فرمائے اور ان حضرات کا سایۂ کرم تادیر مجھ پر قائم ودائم رکھے۔ آمین، والصّلاۃ و السّلام علیٰ سید المرسلین.

باب اول:

فصل اول: نعتیہ شاعری کے حوالے سے اسلام کا نقطۂ نظر

عہدِ نبوی کا اوّلین نقشِ نعت

اللہ رب ذوالجلال نے اپنے پیارے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ذریعے انسانِ عالم کی ہدایت و رہنمائی کے لیے جو سب سے عظیم اور منفرد تحفہ بخشا ہے، وہ اس کی آخری کتاب قرآن کریم ہے۔ یہ ہر دور اور ہر زمانے کے جن وانس کے لیے رہنما کتاب ہے۔

عہدِ نبوی ﷺ میں نعتیہ شاعری کا سب سے بڑا اور بنیادی مآخذ، دنیا کا اوّلین، مستند و معتبر اور جامع ترین محرک اور منبع و سرچشمہ، کائنات کی عظیم و بزرگ ترین الہامی کتاب، یہی کتاب اللہ یعنی قرآن کریم (۱) ہی ہے جس نے نعتیہ شاعری کو جلا بخشی ہے اور انسانیت کو حیاتِ نو عطا کی ہے۔

ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق نے اسی نقطۂ نظر سے قرآن کو نعت کے مضامین سے متعلق کتابِ اوّل قرار دیا ہے۔ آپ اپنے مقالہ ''اردو میں نعتیہ شاعری'' میں لکھتے ہیں۔

''قرآن مجید جس طرح اللہ کی کتاب ہے، اسی طرح وہ اسلامی ادب کی بھی پہلی کتاب ہے۔ اس میں رسول ﷺ کی نعت کے مضامین ملتے ہیں۔'' (۱)

آپ مزید لکھتے ہیں: ''اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خلق محمدی ﷺ کی تعریف میں ''خلقه القرآن'' کہہ کر ساری کتاب آسمان کو نعت کے موضوع سے متعلق کر دیا۔'' (۲)

ڈاکٹر ریاض مجید اپنے مقالہ ''اردو میں نعت گوئی'' میں لکھتے ہیں:

''قرآن مجید حضور اکرم ﷺ کی نعت کا پہلا اہم اور مستند ماخذ ہے۔'' (۳)

ڈاکٹر سید یحییٰ نشیط نے نعتیہ شاعری کا سب سے بڑا سرچشمہ قرآن کریم کو قرار دیا ہے۔ آپ اپنے مضمون ''اردو نعت گوئی کے موضوعات'' میں یوں رقم طراز ہیں:

''حضور ﷺ کی نعت کا سب سے بڑا سرچشمہ قرآن حکیم ہے۔'' (۴)

---

(۱) قرآن کریم کو سب سے پہلے نعت نبوی ﷺ کا اوّلین اور بنیادی مآخذ و مرجع اللہ رب ذوالجلال نے قرار دیا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''وانک لعلیٰ خلق عظیم'' (پارہ ۲۹، سورۃ القلم، آیت ۴) یعنی ''اور بے شک تمہاری خُو بُو (خلق) بڑی شان کی ہے۔'' (ترجمہ کنز الایمان از امام احمد رضا)
اسی طرح اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے قرار دیا، جب ان سے پوچھا گیا کہ حضور نبی کریم رؤف الرحیم رحمۃ للعالمین ﷺ کے اخلاق حمیدہ کیسے تھے؟ تو آپ نے فرمایا: ''ھذا خلق عظیم'' (سارا قرآن ہی آپ کا خلق ہے)۔ اسی طرح حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے مکارم اخلاق اور محاسن افعال کی تکمیل و تتمیم کے لیے مبعوث فرمایا۔'' (تفسیر خزائن العرفان بر حاشیہ ترجمہ کنز الایمان از علامہ نعیم الدین مرادآبادی، پارہ ۲۹، سورۃ القلم، آیت ۴)

نعت دنیا کی کسی بھی زبان میں کہی جائے یا نعت کہنے والا دنیا کا کوئی بھی فرد ہو، اس کے پیش نظر نعت کے بنیادی ماخذ و مرجع کے بطور قرآن کریم کا ہونا لازمی ہے۔ قرآن کریم سے ہدایت و رہنمائی کے بغیر اور موضوع قرآن سے ہٹ کر نعتیہ شاعری کا تصور ممکن نہیں۔

جب تک قرآن کو نہ سمجھا جائے گا اس وقت تک مقام رسالت اور صفاتِ رسول ﷺ کو سمجھنا ناممکن ہے اور جب تک ناسمجھی کا دور رہے گا نعت رسول مقبول ﷺ، کماحقہ کہنا از حد مشکل ہے۔

ڈاکٹر انور محمود خالد اس ضمن میں اپنے مقالہ ''اردو نثر میں سیرت رسول ﷺ'' میں فرماتے ہیں:

''قرآن مجید سیرت رسول ﷺ کا بنیادی ماخذ ہے۔'' (۵)

محمد حسن زیات نے قرآن کریم کو عربی زبان کی پہلی مدوّن تاریخ اور فنی نثر کا بانی قرار دیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔

''قرآن کریم وہ پہلی کتاب ہے جو عربی زبان میں مدوّن کی گئی۔ تاریخ ادب کے لئے اس کا مطالعہ انتہائی ضروری ہے، کیوں کہ یہ چھٹی صدی عیسوی کے اواخر اور ساتویں صدی عیسوی کے اوائل کے عربوں کی ذہنی اور ادبی زندگی کا عظیم مظہر ہے اور یہ فنی نثر کا بانی اور ان معانی و اسالیب اور معارف کا سر چشمہ ہے جو اس زمانے کے ادب میں عام ہوئے۔'' (۶)

قرآن کریم تمام عالم انسانیت کے لیے تا قیامت سر چشمۂ ہدایت و مرکزِ عنایت اور محورِ عبادت ہے، بعد ازاں عہدِ نبوی ﷺ میں نعت رسول کریم ﷺ کے دیگر مآخذ و منابع ہیں۔ فرامین وارشاداتِ گرامی نبی کریم ﷺ یعنی کتب احادیث۔

قرآن کریم کو سیرت رسول ﷺ کا بنیادی مآخذ قرار دینے کے بعد ڈاکٹر انور محمود خالد سیرت رسول ﷺ کا دوسرا بڑا ماخذ احادیثِ نبوی ﷺ کو قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''قرآن مجید کے بعد سیرتِ رسول ﷺ کا دوسرا بڑا مآخذ احادیثِ نبوی ﷺ ہیں۔'' (۷)

ڈاکٹر ریاض مجید نے بھی احادیثِ کریمہ ﷺ کو نعت کا دوسرا بڑا ماخذ قرار دیا ہے، آپ لکھتے ہیں:

''نعت کا دوسرا بڑا مآخذ حدیثِ رسول کریم ﷺ ہے۔'' (۸)

احمد حسن زیات نے احادیثِ کریمہ ﷺ کو دینی وثقافتی امور میں کتاب اللہ کے بعد دوسرا درجہ قرار دیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔

''رسول کریم ﷺ کا قول یا آپؐ کے فعل کی حکایت یا صحابہؓ کا آپؐ کے متعلق کسی بات کا نام حدیث ہے۔ دینی وثقافتی امور میں کتاب اللہ کے بعد دوسرا درجہ حدیث شریف کا ہے۔'' (۹)

خداوند کریم نے حضور نبی کریم ﷺ کا تذکرۂ پاک، آپ کا اسوۂ مبارک، آپ کی سیرتِ کامل اور آپ کی عادات و خصائل و شمائل کا بیان قرآن کریم میں اس کثرت و تنوع کے ساتھ فرمایا ہے کہ، بقول مولانا عبدالقیوم ندوی:

''کُل حالاتِ زندگی صرف قرآن سے معلوم کیے جاسکتے ہیں۔'' (۱۰)

قرآن کریم، کتب احادیث اور تاریخ عالم کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ روئے زمین پر اللہ رب ذوالجلال کی حمد و ثناء اور اس کی تسبیح و پاکی بیان کرنے والے اوّلین و بہترین اور عمدہ ترین انبیائے کرام علیہم السلام تھے، بعد ازاں حضور نبی کریم ﷺ کے صحابۂ کرام علیہم الرضوان، اسی طرح حضور نبی کریم ﷺ کی سب سے عمدہ اور بہترین و جامع ترین نعت بیان کرنے والے بھی انبیائے سابقین علیہم السلام ہی تھے، ان کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، لیکن حضور نبی کریم ﷺ کی سب سے عمدہ و جامع نعوت اللہ رب ذوالجلال نے قرآن کریم میں مذکور فرمائی ہیں، جو تمام نعوت و نعات کا منبع و سرچشمہ اور ماخذ و مرجع ہیں، نیز کتب سابقہ (تورات، زبور اور اناجیل) میں بھی نعت سرکار و حمد رب ذوالجلال مذکور ہیں۔

قرآن کریم عہدِ نبوی ﷺ کی اوّلین کتاب ہے جو نعوتِ رسول مقبول ﷺ کا سرچشمہ ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت لبیدؓ بن ربیعہ (المتوفی ۴۱ھ الموافق ۶۶۱) (۱۱) دور جاہلی کے بڑے زور آور اور نامور شاعر تھے، لیکن آپ مشرف بہ اسلام ہوئے تو آپ نے شاعری چھوڑ دی اور شعر کہنے سے برأت اختیار کر لی۔ آپ ''سبعہ معلقہ'' کے عظیم شاعر تھے اور اسلام لانے کے بعد پچپن برس بقیدِ حیات رہے، کیوں کہ بعد از اسلام آپ کی عملی زندگی بہت زیادہ متحرک و فعلی و عملی ہوگئی تھی۔ ایک مرتبہ خلیفۂ ثانی حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے دور خلافت میں اشعار سننے کے لیے آپ کو کوفہ سے بلوایا۔ آپ ایک صحیفہ میں سورۂ بقرہ لکھ کر اپنے ہمراہ لائے اور اس کو خلیفۂ وقت کے سامنے رکھ کر فرمایا:

''ابدلّنی اللّٰہ ھذا فی الاسلام مکان الشعر''

ترجمہ:۔ (خدا نے شعر کی جگہ، بدلے میں مجھے یہ مرحمت فرمایا ہے۔)

خلیفہ کو ان کی یہ بات بہت پسند آئی اور انعام و اکرام و ہدایہ و تحائف سے مالا مال کر کے انہیں رخصت کیا۔ حضرت لبیدؓ ترکِ شعر کی وجہ ہمیشہ یہ جملہ کہہ کر فرماتے تھے:

"یکفینی القرآن فھو نعم البدل من الاشعار" (۱۲)

ترجمہ:۔ (مجھ کو قرآن کافی ہے اور وہ اشعار کا نعم البدل ہے۔)

حضرت لبیدؓ کا قرآن کو اشعار کا نعم البدل قرار دینا اس بات پر دلیل ہے کہ یہ حضور نبی کریم ﷺ کی اوّلین

سیرت ونعت کا مرجع و ماخذ ہے اور یہ کتاب اتنی عظیم و بابرکت ہے کہ لوگ اسے اپنے سینوں میں اس طرح جذب وحفظ کر لیتے ہیں جیسے شعر۔ جاننا چاہیے کہ نثر کے مقابلے میں نظم بہت جلد اور آسانی سے یادداشت میں محفوظ ہو جاتی ہے، دل پر نقش ہو جاتی ہے اور قرآن کا اسلوب بیان وطرز تخاطب ایسا دل نشین و جاذب قلب ہے کہ شعری اسلوب کی طرح یہ بھی جلد از جلد حفظ و ازبر ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عہدِ نبوی ﷺ کے شعراء جذبات عشق کا اظہار آیاتِ قرآنیہ کے مطابق اپنے افعال و اعمال اور کردار سے کیا کرتے تھے اور شعرائے دربار رسالت مآب ﷺ نے اپنے عشقیہ جذبات، وارفتگی عشق اور والہانہ محبت کا اظہار اپنے اشعار میں کیا ہے۔

عہدِ نبوی ﷺ میں نعتیہ شاعری کے یہ دو عظیم ترین مآخذ و منبع و سرچشمہ ہیں، جن میں سرکار نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی نعوت و مدائح اور صفات و اوصاف و سوانح مذکور ہیں، بعد ازاں کتب المغازی و کتب السیر بھی عہدِ نبوی ﷺ میں نعتیہ شاعری کی عظیم مآخذ و مرجع ہیں، لیکن عہدِ نبوی ﷺ میں نعتیہ شاعری کے جو نقوش اوّل، خدوخال اکمل، اصول وضوابط اطہر، فنون و امثال اکبر اور طرق و کمال اجمل قرآن کریم میں پائے جاتے ہیں، وہ دنیا کی کسی بھی کتاب و زبان میں نہیں ملتے۔ اس لیے اسے ''کتاب النور''(ا)، ''کتاب المسطور''(ب)، ''رق منشور''(ج) یعنی قرآن کریم کو سرکار عظیم نبی کریم ﷺ کی نعوت (مدح وثناء، فکر و ذکر، وصف وصفات) کا اوّلین مصدر و مرکز، مخرج و محور اور منبع و سرچشمہ تسلیم کیا گیا ہے۔

نعوتِ قرآنیہ میں نہ صرف یہ کہ نعت کے اصول وضوابط اور طریقۂ کار کی نشان دہی کر دی گئی ہے، بلکہ نعت کہہ کر بتا بھی دیا گیا ہے کہ رسول کریم ﷺ کی نعت کہنے کے لیے بنیاد (Base) کیسی ہونی چاہیے اور زبان و اسلوب کیسا اختیار کرنا چاہیے اور یہ کہ الفاظ کا چناؤ، جملوں کی بندش و چستی کیسی ہونی چاہیے اور کس مقام و معیار کی شاعری ہونی چاہیے، نیز یہ کہ موضوع و مضمون اور حفظ مراتب کو کس طرح مقدم و محترم رکھنا چاہیے اور نعتیہ اشعار میں لائق شان بات کو کس طرح بیان کرنا چاہیے۔

شاعری قرآن کی روشنی میں

اس حقیقت سے فرار اور دلائل قرآنیہ سے انکار بہت مشکل بلکہ ناممکن ہے کہ شاعری ایک مذموم و مردود صفت ہے، جب کہ وہ دین و شریعت اور مذہب اسلام کے قطعاً وصریحاً خلاف ہو، جیسا کہ قرآن کریم

(ا) قرآن کریم کو کتاب نور (سورۃ النساء، آیت ۱۷۵)، کتاب مبین (سورۃ النمل، آیت ۱)، کتاب الھدیٰ (سورۃ البقرۃ، آیت ۲) اور کتاب مکنون (سورۃ الواقعہ، آیت ۷۷، ۷۸) بھی کہا جاتا ہے۔

(ب) القرآن۔ سورۂ طور، پارہ ۲۷، آیت ۲

(ج) القرآن۔ سورۂ طور، پارہ ۲۷، آیت ۳

والفرقان الحمید میں اس امر وحقیقت اور صداقت وسچائی کی طرف بھرپور اشارہ کیا گیا ہے۔ اللہ رب ذوالجلال و عمنوال کا فرمان عالی شان ہے:

"والشّعراء یتّبعهم الغاوون الم تر انّهم فی کلّ وادٍ یّهیمون o وانّهم یقولون مالا یفعلونo(۱۳)

ترجمہ:۔ اور شاعروں کی پیروی گم راہ کرتے ہیں، کیا تم نے نہ دیکھا کہ وہ ہر نالے میں سرگرداں پھرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں جو وہ نہیں کرتے۔(۱۴)

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری اپنے ترجمۂ قرآن "عرفان القرآن" میں اس آیت کریمہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

ترجمہ: اور شاعروں کی پیروی بہکے ہوئے ہی کرتے ہیں۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ وہ (شعراء) ہر وادیٔ (خیال) میں (یونہی) سرگرداں پھرتے رہتے ہیں (انہیں حق میں سچّی دل چسپی اور سنجیدگی نہیں ہوتی بلکہ فقط لفظی وفکری جولانیوں میں مست اور خوش رہتے ہیں اور یہ کہ وہ (ایسی باتیں) کہتے ہیں جنہیں (خود) کرتے نہیں ہیں۔(۱۵)

برطانوی مستشرق مارماڈیوک پکتھال (Marma Duke Picthall)، (المتوفی ۱۳۵۵ھ الموافق ۱۹۳۶ء) (۱۶) اپنے ترجمۂ قرآن (The Mining of the Glorious Quran میں ان آیات کریمہ کے بارے میں لکھتا ہے:

As for Poets, the ering follow them. والشّعراء یتّبعهم الغاوونo(۱۷)

Host thou not seen how they story in every valley. الم ترانّهم فی کلّ وادٍیّهیمونo(۱۸)

And how they say that which they do not? وانّهم یقولون مالا یفعلونo(۱۹)

مفسر اعظم، ترجمان القرآن حضرت عبداللہ ابن عباسؓ "والشعراء" کی تشریح میں فرماتے ہیں:

"عبدالله بن الزبعری و اصحابه یقولون" (۲۰) یعنی (الشعراء (یہاں شعراء سے مراد عبداللہ بن الزبعری اور اس کے لوگ ہیں جو شعر کہتے ہیں) اور "مالا یفعلون" کی تشریح میں فرماتے ہیں۔

انا وانا ولیس کذلک ویقال مالا یقدرون ان یفعلو او کلا هما عاویان الشاعر والراوی.

(۲۱)

ترجمہ:۔ اور شاعر کہتا ہے کہ میں یوں اور یوں کردوں گا، مگر جو وہ کہتا ہے اسے کرنے کی اس طرح طاقت و قدرت نہیں رکھتا اس لیے وہ ایسا ویسا کچھ نہیں کرسکتا اور ایسی (غلط روایت و بات) کو کہنے والے شاعر اور سننے اور آگے بڑھانے والے (راوی) دونوں گم راہ ہیں۔

امام فخر الدین الرازی (المتوفی ۶۰۶ھ الموافق ۱۲۰۹ء) (۲۲) کہتے ہیں۔ "والشّعراء یتّبعهم الغاوون" اور اس کے مابعد کی آیات شعراء کے لیے تحدید و تاکید ہے، اس سے مقصود و مراد کی شرح آپ یوں فرماتے ہیں۔

فقد ظهر بهٰذاالّذی بیناه ان حال محمد ﷺ ما کان یشبه حال الشعراء ثم ان اللّٰه تعالیٰ لما وصف الشعراء بهٰذه الاوصاف الذمیمة بیانا لهٰذا الفرق استثنیٰ عنهم الموصوفین بامور اربعة (احدها) الایمان وهو قوله تعالیٰ اَلّا الّذین امنوا (وثانیها) العمل الصالح وهو قوله وعملوا الصّالحات (وثالثها) ان یکون شعرهم فی التوحید والنبوّة ودعوة الحق الیٰ الحق وهو قوله و ذکرواﷲ کثیرا (ورابعها) ان لایذکروا هجو احد اَلّا علیٰ سبیل الانتصار ممن یهجوهم وهو قوله وانتصروا من بعد ماظلموا٥(۲۳)

علامہ بیضاوی (المتوفی ۶۹۱ھ الموافق ۱۳۱۶ء) (۲۴) الم ترانّهم فی کلّ وادٍ یّهیمون کی وجہ قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"لانّ اکثر مقدماتهم خیالات لاحقیقة لها واغلب کلماتهم فی النسیب با الحرم والتغزل والا بتهار و تمزیق الاعراض والقدح فی الانساب والوعد الکاذب والافتخار الباطل و مدح من لایستحقه والاطراء فیه. (۲۵)

علامہ ابن رشیق نے اپنا فیصلہ ان الفاظ میں رقم فرمایا ہے:

"فامّا احتجاج من لایفهم وجه الکلام بقوله تعالیٰ والشّعراء یتّبعهم الغاوون الم ترانّهم فی کلّ وادٍیّهیمون وانّهم یقولون مالایفعلون" فهو غلط و سوء تاویل لان المقصود بهٰذا النصّ شعراء المشرکین الّذین تناولوا رسول اللّٰه ﷺ بالهجاء و مسوه بالا ذیٰ فاما من سواهم من المومنین فغیر داخل شیء من ذٰلک الا تسمع کیف استثناهم اللّٰه عزّ جلّ. (۲۶)

ڈاکٹر محمد اسحٰق قریشی اپنے مقالہ "برصغیر پاک و ہند میں نعتیہ شاعری" میں لکھتے ہیں۔

"آیات کا ہدف مطلق شعر نہیں مضمون شعر ہے۔ مضامین کے حسن و قبح پر شعر کی قدر و قیمت کا انحصار ہے۔ اسلام حسن ظاہر کو ناپسند نہیں کرتا بلکہ ہر پہلو احسن کا متلاشی ہے، لیکن مقصود اصلی اس جوہر ذات کو قرار دیتا ہے

کہ جس پر خارج کا ہیولہ مرتب ہوتا ہے۔ اگر شعر فی نفسہ قابل مذمت ہوتا تو الاّ الّذین کے بعد کا لاحقہ بھی کبھی نہ آتا۔ الاّ کے استثناء نے مضامین شعر کی نسبت سے شعر کو محمود اور غیر محمود میں تقسیم کر دیا۔ اس لیے عمدہ خیالات اور بہتر تراکیب و اسلوب کا حامل شعر مرغوب ٹھہرا اور ایسے ہی اشعار دربار نبوی ﷺ میں باریاب ہوئے۔(۲۷)

ڈاکٹر اسحٰق قریشی ایک مقام پر لکھتے ہیں:

"قرآں مجید کی وہ آیات جن پر انکار شعر کی ساری عمارت استوار کی جاتی ہے درحقیقت شعر کی مذمت میں وارد نہیں ہوئیں بلکہ اس قوتِ اظہار کو درست روش اور روشن طریق کا پابند کر کے اس فطری صلاحیت کو انسانیت کے لیے کارآمد بنانا چاہتی ہیں۔ ذوق شعر انسان کی قوت گویائی کا حسین تر پَرتو ہے اور اسلام دین فطرت ہونے کے ناتے سے اس سے صَرف نظر نہیں کرتا۔ اس لیے اسلامی تعلیمات نے کہیں بھی شعر کو بحیثیت شعر قابل نفرت نہیں گردانا بلکہ اس پیکر جمیل کے لیے حسین مضامین کے انتخاب پر زور دیا ہے، اس طرح اس فطری تڑپ کو اسلام نے دین کی سند عطا کر دی ہے۔"(۲۸)

اس ضمن میں ڈاکٹر زکی مبارک کہتے ہیں:

"ولكن الشعر من الفنون الفطرية الّتى كلف بها الانسان منذ عهد بعيد و المسلمون ككلّ الأمم لم يكن لهم بدمن حياة الفنون، و كذلك نهضوا داعين الى رواية الشعر و اجازة الشعراء لكنّهم لم الى الشّعر باعتبارانه فن جميل و انّما دعوا اليه باسم الدين.(۲۹)

احمد حسن زیات اس حوالے سے لکھتے ہیں:

"اسلام مطلق طور پر شاعری پر قدغن نہیں لگاتا بلکہ شاعری کا وہ حصہ مکروہ ہے جو جماعتی اتحاد کو پارہ پارہ کر دے اور دلوں میں پوشیدہ بغض و عداوت کو زبان پر لا کر قومی شیرازہ کو بکھیر دے۔"(۳۰)

اس آیت کریمہ میں ایسی چار بنیادی باتوں، خامیوں اور برائیوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور ایسی بدکاری و بدعملی کی نشان دہی کی گئی ہے، جس کا دین و شریعت اور مذہب اسلام سے کوئی لگاؤ، واسطہ اور تعلق و رشتہ نہیں بنتا۔ مثلاً:

۱۔ شاعروں کی پیروی۔ ۲۔ گم راہ کرتے ہیں۔ ۳۔ ہر نالے میں سرگرداں پھرنا۔ ۴۔ جو کہنا وہ کرنا۔

اب اس آیتِ کریمہ کا مفہوم کچھ اس طرح واضح ہوتا ہے کہ، شاعروں کی پیروی (اطاعت و فرماں برداری) وہ لوگ کرتے ہیں جو گم راہ (غیر ہدایت یافتہ، بے تعلیم، اَن پڑھ اور جاہل) ہیں یا ان کی اندھی تقلید انسان کو راہ راست سے ہٹا دیتی ہے۔ اس لیے کہ وہ ہر موزوں و غیر موزوں، واضح و غیر واضح، ہر بہتر و بدتر

موضوع و مضمون اور اصنافِ سخن میں طبع آزمائی کرتے ہیں اور پھر جو کچھ مضامین خیال کو وہ اپنی شاعری کا جز بناتے ہیں اور جن افکار فاسدہ کو وہ اپنی شاعری میں جگہ دیتے ہیں، وہ دین و شریعتِ اسلام کے قطعاً خلاف اور نا قابل تقلید و عمل ہوتی ہے اور وہ خود بھی اس پر عمل پیرا نہیں ہوتے۔ اس منافقت اور دوعملی و دوغلی پالیسی کی باری تعالیٰ نے اس آیتِ کریمہ میں شدید مذمت کی ہے:

یہ شعراء کون ہیں اور ان کی شاعری کیا ہے؟ اس آیتِ کریمہ کی روشنی میں علامہ جلال الدین سیوطی الشافعیؒ (المتوفی ۹۱۱ھ الموافق ۱۵۰۵ء) (۳۱) اپنی معروف تفسیر ''جلالین'' میں بحوالہ ''تفسیر صاوی'' یوں فرماتے ہیں۔

"والمراد شعراء الكفّار الّذين كانوا يهجون رسول الله صلى الله عليه وسلم"(۳۲)

ترجمہ: اس سے مراد وہ شعرائے کفار ہیں جو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ہجو کیا کرتے تھے۔

علامہ مفتی سید محمد نعیم الدین مرادآبادیؒ (المتوفی ۱۳۶۷ھ الموافق ۱۹۴۸ء) (۳۳) اس آیت کریمہ کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں:

''(ان کی پیروی) ان کے اشعار میں کہ ان کو پڑھتے ہیں، رواج دیتے ہیں باوجود یہ کہ وہ اشعار کذب و باطل ہوتے ہیں۔'' اس آیتِ کریمہ کے شان نزول کے بارے میں حضرت صدرالافاضلؒ فرماتے ہیں:

''یہ آیتِ کریمہ شعرائے کفار کے حق میں نازل ہوئی جو سید عالم ﷺ کی ہجو میں شعر کہتے تھے اور کہتے تھے کہ جیسا محمد (ﷺ) کہتے ہیں، ایسا ہم بھی کہہ لیتے ہیں اور ان کی قوم کے گم راہ لوگ ان سے اشعار نقل کرتے تھے۔ ان لوگوں کی اس آیت میں مذمت فرمائی گئی ہے اور ہر طرح کی جھوٹی باتیں بناتے ہیں اور ہر لغو باطل میں سخن آرائی کرتے ہیں، جھوٹی مدح کرتے ہیں، جھوٹی ہجو کرتے ہیں۔ (۳۴)

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی بدایونیؒ (المتوفی ۱۳۹۱ھ الموافق ۱۹۷۱ء) (۳۵) اس آیت کریمہ کی تفسیر میں یوں بیان فرماتے ہیں:

''اس میں کفار کے اس بکواس کی تردید کی ہے کہ نبی کریم ﷺ شاعر ہیں۔ فرمایا گیا کہ شعراء کے جھوٹے کلام کو رواج دینے والے ان جیسے آوارہ اور جھوٹے لوگ ہوتے ہیں اور حضور ﷺ کی اتباع کرنے والے ابوبکر صدیقؓ علیہم الرضوان جیسے پاک نفس اور پاک باز لوگ ہیں۔ ان پاک لوگوں کو دیکھو اور حضور ﷺ کی حقانیت کا پتا لگالو۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی پاک بازی حضور ﷺ کی حقانیت کی دلیل ہے۔ ہر طرح کی جھوٹی باتیں بناتے اور ہر لغو چیز پر شعر گوئی کرتے ہیں۔ کبھی کسی کی تعریف کرتے ہیں اور پھر اس کی برائی۔ گالی گلوچ یعنی طعن، جھوٹے دعوے، تکبر و فخر کی باتیں کرنا ان کا شیوہ ہے، جیسے شعرائے عرب کے کلام میں دیکھا جاتا ہے۔ (۳۶)

عبدالماجد دریابادی اس آیت کریمہ کی تفسیر میں یوں رقم طراز ہیں:

''دوسرا بڑا شبہ مشرکین ومنکرین کا آپؐ سے متعلق شاعر ہونے کا تھا۔ شاعر سے مراد ناظم نہیں بلکہ وہ لوگ ہیں، جو خیالی فضا اور رنگین عبارت کو اپنا پیشہ بنائے ہوئے ہیں۔ عرب جاہلی کی تہذیب وتمدن میں شعراء کا ایک خاص اور بڑا امتیاز مرتبہ تھا۔ عیب کو ہنر اور ہنر کو عیب بنا دینا ان کا معمولی کرتب تھا۔ شاعروں کی ذرّیت تو انہی لوگوں پر شامل رہتی ہے، جو خود بھٹکے ہوئے ہوں۔ ''الغاوون'' کے تحت میں وہ سب لوگ آگئے، جن کے ایمان اور جن کے اخلاق کم زور ہیں۔ اے السّفہاء او الراوون او الشّیاطین او المشرکون (تفسیر مدارک)۔ (خیالی مضامین کی تلاش میں ٹکریں مارتے، ٹھوکریں کھاتے) یعنی شاعروں کو واقعیت و حقیقت سے واسطہ کیا ہوتا ہے؟ یہ تو تمام ترتخیل پرستی میں مبتلا رہتے ہیں۔ قرآن جو سرتا سر دفتر حقائق ہے، وہ تو شعر و شاعری کی بالکل ضد ہے۔ شاعر کو عمل کی زندگی سے کوئی تعلق ہی نہیں ہوتا۔ وہ مضامین شجاعت و مردانگی کے باندھے گا، لیکن خود بھاگنے والوں میں سب سے آگے ہوگا۔ وہ قصیدہ خوانی عفت وعصمت کی کرے گا اور خود انتہا درجے کا بدچلن اور سیاہ کار ہوگا۔ عام دستور ہر ملک وقوم کے شاعروں کا یہی ہے۔ قوم کی قوت عملی کو وہ اور کم زور کرتے رہتے ہیں۔ کتب تواریخ میں درج ہے کہ دور اموی کے مشہور شاعر فَرَزْدَق نے جب اپنا وہ فحش کلام، جس میں اس نے اپنی حرام کاری (زنا کاری) کو مزے لے لے کر بیان کیا ہے، خلیفۂ وقت سلیمان بن عبدالملک کو سنایا، تو خلیفہ نے برجستہ کہا کہ اس اقبال جرم کے بعد تجھ پر حد شرعی واجب آگئی (کہ تو خود اپنے زنا کاری کا اقراری ہے)۔ شاعر نے فوراً یہی آیت قرآنی اپنی صفائی میں پڑھ کر اپنی جان بچائی۔ یعنی اس نے گویا یہ ظاہر کر دیا کہ ہم شاعر لوگ ہیں، ہمارے کلام سے، ہمارے عمل کا بھلا کیا پتا چل سکتا ہے، یعنی (شعراء کہتے بہت ہیں کرتے کچھ نہیں)''۔ (۳۷)

قاضی ثناء اللہ اس آیت کریمہ "الشّعراء یتّبعهم الغاوون" (اور شاعروں کی راہ تو بے راہ لوگ چلا کرتے ہیں) کی تشریح وتعبیر میں یوں بیان کرتے ہیں:

"کذاذکر البغوی عن الضحاک قال وهی روایة عطیة عن ابن عبّاس و اخرج ابن ابی حاتم عن عکرمة نحوه وقال اکثر المفسرین اراد به شعراء الکفّار والذین کانوا یهجون رسول اللّٰه ﷺ. وذکر مقاتل اسماء هم فقال عبداللّٰه بن زبیر السهمی وهبیره بن ابی وهب المخزومی و شافع بن عبد مناف وابوعزة عبداللّٰه بن عمر الجمحی وامیة بن ابی الصّلت الثقفی.(۳۸)

ترجمہ:۔ (امام بغوی (ابو محمد حسنین بن المسعود البغوی۔ المتوفی ۵۱۶ھ الموافق ۱۱۲۲ء) (۳۹) نے امام

ضحاکؒ (ابو عاصم ضحاک بن مخلد۔ المتوفی ۲۱۲ھ الموافق ۸۲۷ء) (۴۰) کی روایت سے بھی ایسا ہی نقل کیا ہے اورعطیہ (عطیہ بن سعید۔ المتوفی ۴۰۸ھ الموافق ۱۰۱۷ء) (۴۱) کی ایک روایت بھی ابن عباسؓ سے یہی ہے اور ابن ابی حاتم نے بھی بروایت عکرمہ (المتوفی ۱۰۷ھ الموافق ۷۲۵ء) (۴۲) نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے، لیکن اکثر مفسرین کرام کہتے ہیں کہ آیت میں وہ شعراء مراد ہیں جو کافروں کی حمایت میں رسول اللہ ﷺ کی ہجو کرتے تھے۔ مقاتل (مقاتل بن سلیمان، المتوفی ۱۵۰ھ الموافق ۷۶۷ء) (۴۳) نے ان کے نام اس طرح نقل کیے ہیں۔ عبداللہ بن زبیر سہمی، ہبیرہ بن ابی وہب مخزومی، شافع بن عبد مناف، ابوعزہ عبداللہ بن عمر جمحی اور امیہ بن ابی الصلت ثقفی)

اس آیت کریمہ کی تشریح میں آپ مزید لکھتے ہیں:

"فتکلّموا بالکذب والباطل فقالوا نحن نقول مثل مایقول محمّد ویقولون اشعارا ویجمع الیھم غواۃ قومھم یسمعون اشعارھم حین یھجون نبی اللّٰہ ﷺ واصحابہ فیروون عنھم فذلک قولہ تعالیٰ والشعراء یتّبعھم الغاوون ھم الرواۃ الذین یروون ھجاء رسول اللّٰہ ﷺ والمسلمین." (۴۴)

ترجمہ:۔ یہ شعراء جھوٹی غلط سلط باتیں کہتے اور دعویٰ کرتے تھے کہ جیسا محمد (ﷺ) کہتے ہیں، ویسا شعر تو ہم بھی کہتے ہیں۔ یہ لوگ اشعار سناتے اور ان کے قوم کے کچھ گم راہ لوگ جمع ہوجاتے اور رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے متعلق ان شاعروں کے ہجائیہ اشعار سنتے اور پھر نقل کرتے تھے، جن کو اللہ نے "غاؤون" فرمایا، یعنی وہ لوگ جو رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے متعلق کہے ہوئے ہجائیہ اشعار نقل کرتے تھے۔"

قاضی ثناء اللہ پانی پتی آیت کریمہ "وانّھم یقولون مالا یفعلون" کی تشریح وتعبیر میں لکھتے ہیں:

"ای یکذبون کثیراً فی اشعارھم ولمّا کان اعجاز القرآن فی جھۃ النظم والمعنی وکانوا یقدحون فی المعنی بانہ ممّا نزلت بہ الشیاطین وفی اللّفظ بانہ من جنس الشعر ردّ اللّٰہ سبحانہ قولھم ببیان المبائنۃ والمتضادۃ بین حال رسول اللّٰہ ﷺ وحال الکھنۃ والشعراء (۴۵)

ترجمہ:۔ قرآن کریم کے اعجاز کے دو رخ ہیں۔ اوّل ترتیبی یعنی اسلوب ادا اور دوسری معنوی۔ قرآن کی معنویت پر تو لوگ یہ جرح کرتے تھے کہ یہ شیاطین لے کر اترتے ہیں اور اعجاز لفظی کے سلسلے میں کہتے تھے کہ یہ شاعری ہے۔ اس لیے اللہ نے کاہنوں اور شاعروں کی حالت بیان کرکے رسول اللہ ﷺ کا ان کی حالتوں سے فرق ظاہر کردیا۔"

اللہ رب ذوالجلال نے شعرائے جاہلیت (کفار ونصاریٰ) اور ان کی شاعری کی مذمت اس لیے فرمائی کہ

اوّل، کلام الٰہی (قرآن حکیم) کوشاعری کی کتاب کہتے تھے۔ دوم یہ کہ وہ کلام اللہ کو کلام شاعر کہہ کر صاحب کتاب، حضور نبی کریم ﷺ کو شاعر کہتے تھے اور پھر خود کو ان کے پلّہ ظاہر کر کے اپنے اشعار قبیحہ، خیالاتِ فاسدہ، نشید رذیلہ اور تخیل باطلہ کو ان سے تشبیہہ دیتے تھے کہ جیسا یہ کلام (قرآن) ہے، ویسا ہی ہمارا بھی کلام ہے۔ سوم یہ کہ وہ اپنے جھوٹے و بے حقیقت، لغویات سے پُر دروغ گوئی پر مشتمل اپنے کلام کی حقانیت کو ثابت کرنے کے لیے حضور نبی کریم ﷺ کی "ہجو" بیان کیا کرتے تھے۔ ان ہی تین باتوں کے سبب شاعری کو مذموم و مردود صفت کہا گیا اور ان کے پیرووان کو گم راہ، غیر ہدایت یافتہ، بے تعلیم، جاہل اور ایسے شعراء کو "سرگرداں"، "سرپھرے"، اوندھے منہ گندے نالے میں پڑے ہوئے اور بےعمل و بےکار کہا گیا۔

ان شعراء کی بے حقیقت باتوں کی تردید و مذمت کرتے ہوئے اور قرآن و صاحب قرآن علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حمایت و تائید و نصرت میں اللہ رب ذوالجلال نے ارشاد فرمایا:

انّه لقول رسولٍ كريمٍO وما هو بقول شاعر ط قليل مّا تؤمنونO ولا بقول كاهن ط(۴۶)

ترجمہ:۔ بے شک یہ قرآن ایک کرم والے رسول ﷺ سے باتیں ہیں اور وہ کسی شاعر کی بات نہیں، کتنا کم یقین رکھتے ہو اور نہ کسی کاہن کی بات۔ (۴۷)

"وما هو بقول شاعر" فرما کر اللہ رب ذوالجلال نے یہ اشارہ دے دیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ شاعر نہیں ہیں اور شاعری کوئی اچھا و عمدہ فعل نہیں ہے۔ اس آیت کریم کی روشنی میں شاعری مذموم و مردود فعل ہے اور اللہ و رسول ﷺ کے نزدیک ناپسندیدہ عمل ہے۔

معروف مستشرق مارماڈیوک پکتھال اس آیت کریم کے بارے میں لکھتا ہے:

It is not Poet speech little is it that ye believe (۴۸)

مولانا عبدالحق حقانی دہلوی "تفسیر حقانی" میں اس آیت کریمہ کے بارے میں فرماتے ہیں۔

"بعض مفسرین کہتے ہیں فلا اقسم میں لا نفی کے لیے ہے۔ حق سبحانہ فرماتا ہے کہ مجھے ان چیزوں کی قسم کھانے کی حاجت نہیں۔ کس لیے کہ بات ظاہر ہے وہ کیا کہ انه لقول...... الخ کہ یہ قرآن رسول کریم کا قول ہے۔ رسول کریم سے یہاں مراد آنحضرت ﷺ ہیں جن کو کافر شاعر و کاہن کہتے تھے نہ جبرئیل، کس لیے کہ ان کی نسبت وہ یہ نہیں کہتے تھے، البتہ سورۂ اذا الشمس کوّرت میں انه لقول رسول كريم سے مراد جبرئیل علیہ السلام ہیں، کس لیے کہ اس کے بعد ہے وما هو بقول شيطان رجيم جس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ ملک کریم کا کلام ہے نہ شیطان رجیم کا۔ اسی طرح اس جگہ فرماتا ہے وما هو بقول شاعر کہ یہ شاعر کا کلام نہیں جیسا کہ ابوجہل کہتا ہے کس لیے کہ اوّل تو شعراء کو وزن و بحر لازم ہے اور قرآن مجید میں یہ بات نہیں۔

دوم شعراء تخیلات بے اصل مبالغہ کو دخل دیتے ہیں، قرآن مجید میں یہ بالکل نہیں بلکہ قرآن میں حقائق ومعارف بدلائل ثابت کیے گئے ہیں۔ دونوں کلاموں میں بدیہی فرق ہے، لیکن قلیلا ما تؤمنون تم بہت کم مانتے ہو محض ہٹ دھرمی کررہے ہو ولا بقول کاھن اور نہ یہ کسی کاہن کا کلام ہے جیسا کہ عقبہ کہتا ہے۔(۴۹)

صدرالافاضل مولانا سید نعیم الدین مرادآبادیؒ اس آیت کریمہ میں فرماتے ہیں:

''بالکل بے ایمان ہو (اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ نہ یہ شعر ہے، نہ اس میں شعریت کی کوئی بات پائی جاتی ہے۔''(۵۰)

اور علامہ مفتی احمد یار خاں بدایونی فرماتے ہیں:

''یہ معلوم ہوا کہ سارا قرآن اللہ کی وہ باتیں ہیں، جو اس نے اپنے رسول ﷺ سے کہیں اور دوسروں نے حضور ﷺ کے طفیل سنیں۔(۵۱) آپ مزید فرماتے ہیں۔''کیوں کہ نہ تو حضور ﷺ شاعر ہیں، نہ کسی شاعر نے حضور ﷺ کو یہ کلام بھیجا۔ یہ کفار کی اس بکواس کا رد ہے کہ حضور ﷺ شاعر ہیں اور قرآن کریم شعر ہے۔ خیال رہے کہ ان کی مراد شعر سے ناول تھی، یعنی جھوٹا اور آراستہ کلام، نہ کہ وزن و قافیہ والا کلام، کیوں کہ قرآن کریم منظوم نہیں۔''(۵۲)

اس آیت کریمہ کی روشنی میں علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی معروف تفسیر ''جلالین'' میں بحوالہ تفسیر ''جمل'' یوں تحریر ہے:

"ان القرآن قول اللّٰه و کلامه"(۵۳) (بے شک قرآن کریم اللہ رب ذوالجلال کا قول اور اس کا کلام ہے)۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر و تفہیم میں عبدالماجد دریابادی لکھتے ہیں:

''غرض یہ کہ یہ پُر حکمت و عظمت کتاب نہ شعر ہے، نہ کہانت اور تم لوگ ایسی بے ہودہ رائے زنی کررہے ہو، ایمان و عقل دونوں سے خالی ہو۔''(۵۴)

اور ''بقول شاعر'' کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:''مشرکین مکہ کے ایک ''روشن خیال'' گروہ کی تشخیص یہی تھی، اسی طرح قریش کے ''روشن خیال'' بھی مجبور و عاجز ہو کر انہیں تاویلوں پر اتر آتے تھے کہ یا تو اسے شاعر کا کلام قرار دیں یا کاہن کا۔''(۵۵)

کہانت، قرآن اور شاعری

کہانت، دور جاہلیت کا طرّہ ٔ امتیاز تھا، جس میں جہال عرب بالخصوص یہود و نصاریٰ علم غیب بتانے کا دعویٰ کیا کرتے تھے۔ یہ پیشہ ان میں باعث فخر جانا جاتا تھا اور یہ ان کے قبیلے اور خاندان کی پہچان اور عظمت و رفعت کا

نشان تھا۔ کاہن کی جمع ''کھان'' ہے(۵۶)اور کاہنوں کے بارے میں المنجد میں ہے "من یدعی معرفة الاسرار و احوال الغیب" (۵۷) یعنی (وہ شخص جو چھپے ہوئے بھیدوں اور پوشیدہ رازوں کے جاننے کا دعوے دار ہو) اسے کاہن کہا جاتا ہے۔ اس فعل میں یہود و نصاریٰ کے ہاتھ پاؤں بڑے لمبے تھے بلکہ اس شعبے میں ان کے پنجے گڑے ہوئے تھے، جیسا کہ صاحب المنجد لکھتے ہیں:

"عندالیھود وعبدة الاوثان: الذی یقدم الذبائح والقرابین (۵۸) یعنی یہود کو اس فن میں ''پروہت'' کا مقام حاصل تھا اور نصاریٰ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"عندالنّصاریٰ. من ارتقة الیٰ درجة الکھنوت" (۵۹) یعنی جو کہنوت کے درجے پر فائز ہو۔

اگر چہ اس زمانے میں نثر کا رواج کم تھا، لیکن کہانت کا پیشہ عروج پر تھا اور کہانت وشاعری کا چولی دامن کا ساتھ تھا۔ اس شعبے میں مرد وزن کی کوئی تخصیص نہ تھی، شاعرہ کی طرح کاہنہ بھی، عورت ہوسکتی تھی۔

شاعری کی نسبت کہانت میں ثقیل و پیچیدگی، مسجّع وقوافی اور معنیٰ ومفہوم میں تحقق ودشواری کا عنصر غالب تھا۔ وہ بات کو گھما پھرا کر، لپیٹ چپیٹ کر بیان کیا کرتے تھے۔ گول مول باتیں کرنا بھی ان کے مشاغل میں شامل تھا۔ ان کی تمام تر کوششیں اور کاوشیں، جہد وسعی اور محنت ومشقت اسی سمت میں ہوتی تھیں اور یہی ان کے امتیاز وافتخار کا وسیلہ تھی۔ اس دور کے نثری ادب کا سب سے بڑا نمونہ کاہنوں کا کلام ہی ہے، جس کو نہ صرف آپ ﷺ کی فطرت سلیم وطبع حلیم نے گوارا نہیں کیا، بلکہ اس اسلوب کی اتباع و پیروی کرنے اور اس راہ پر چلنے والوں پر آپؐ نے شدید تنقید اور سخت نکیر فرمائی، کیوں کہ اس میں خواہ مخواہ، فضول اور بلاوجہ کی عبارت آرائی، تصنّع اور طول کلام میں اصل مقصد اور حقیقی معنیٰ نگاہوں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔

قرآن کریم میں کئی مقام پر یہ بات ثابت ہے کہ جس بات یا کام کو، جس فعل یا عمل کو اللہ کا محبوب ﷺ پسند نہ کرے، تو اس قول وفعل اور عمل کو محبوب رب بھی پسند نہیں فرماتا اور اس کی سب سے عمدہ و اعلیٰ مثال قبلۂ اوّل ''قبلۂ قدس'' سے آپ کا رخ مبارک، چہرۂ انور پھیر کر، قبلۂ ابراہیمؑ، ''کعبۃ اللہ'' کا عطا کیا جانا ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قدنریٰ تقلّب وجھک فی السمآء ج فلنو لّینک قبلةً ترضٰھا ص فولّ وجھک شطر المسجد الحرام ط (۶۰)

ترجمہ:۔ ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے، ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجد حرام کی طرف (۶۱)

مفتی سید نعیم الدین مرادآبادی لکھتے ہیں:

''سید عالم ﷺ کو کعبہ کا قبلہ بنایا جانا پسند خاطر تھا اور حضور ﷺ اس امید میں آسمان کی طرف نظر فرماتے تھے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی (۶۲)

آپ مزید لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کو آپ کی رضا منظور ہے اور آپ ہی کی خاطر کعبہ کو قبلہ بنایا گیا۔'' (۶۳)

اس ضمن میں حسان الہند، امام احمد رضا بریلویؒ (المتوفی ۱۳۴۰ھ الموافق ۱۹۲۱ء) (۶۴) فرماتے ہیں:

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ (۶۵)

تو پھر یہ کب ممکن تھا کہ حضور ﷺ کہانت کو ناپسند فرمائیں اور آپ کا رب اس کی مذمت نہ کرے۔ آپ اظہار ناپسندیدگی فرمائیں اور آپ کا رب اسے پسند کرے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے مرضی و منشاء کے عین مطابق کہانت کی نہ صرف مذمت فرمائی بلکہ ساتھ ہی شعراء کو بھی چپت لگائی اور شاعری کی بھی مذمت فرمائی۔

کہانت و شاعری کی مذمت میں اللہ رب ذوالجلال نے یہ آیتِ کریم نازل فرمائی۔ ایک مقام پر فرمایا:

''وما هو بقول شاعر'' (۶۶) یعنی (اور وہ کسی شاعر کی بات نہیں) (۶۷) اور دوسرے مقام پر ارشاد ہوا

''ولا بقول كاهن'' (۶۸) یعنی (اور نہ کسی کاہن کی بات) (۶۹)

معلوم ہوا کہ کہانت و شاعری عہد جاہلیت میں لازم و ملزوم تھے، لیکن عہدِ رسالت ﷺ میں انہیں جدا کر دیا گیا اور کہانت کو مٹا کر، شاعر کو مجلّٰی و مصفّٰی کیا گیا اور عہدِ نبوی ﷺ میں ایک طاہرہ و مطہرہ صنف، فن شاعری میں متعارف ہوئی جو ''نعت'' کہلائی۔

مولانا عبدالحق حقانی دہلوی ''تفسیر حقانی'' میں لکھتے ہیں:

''کاہن عرب میں اس کو کہتے تھے جو جن اور چڑیلوں کی نذر و نیاز کیا کرتے تھے اور کبھی ارواح خبیثہ ان پر مسلط ہو کر عالم محسوس کے واقعات مقفّٰی اور مسجع عبارت میں بیان کرتے تھے کہ فلاں مسافر فلاں منزل پر ہے اس وقت یہ کر رہا ہے یا فلاں شخص کا مال چور چرا کر فلاں جگہ لے گیا ہے وغیرہ ذلک۔'' (۷۰)

آپ ایک مقام پر لکھتے ہیں:

یہ قرآن پرہیز گاروں، خدا ترس لوگوں کے لیے نصیحت و پند ہے۔ اس میں کہانت اور شاعری اور شہوانی کی کون سی بات ہے۔ (۷۱)

حضور ﷺ نے کہانت پر سخت وعید فرمائی ہے، جیسا کہ مذکور ہے:

علامہ ابن اثیر (ضیاء الدین ابوالفتح نصر اللہ، المتوفی ۶۳۷ھ الموافق ۱۲۳۹ء) (۷۲) نے ''المثل السائر'' میں

ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ آپؐ نے جنین کی دیت غلام یا باندی مقرر فرمائی تو ایک شخص نے کہا:

"أ أدی من الاشرب ولا أکل ولا نطق ولا استھل و مثل ذٰلک بکل."

ترجمہ:۔ کیا میں اس کی دیت ادا کروں جس نے نہ کھایا نہ پیا نہ بولا نہ حرکت کی، اس کی تو کچھ دیت نہیں ہونی چاہیے۔

تو آپؐ نے فرمایا:

اسجعا کسجع الکھّان و کذٰلک کان الکھنۃ کلّھم فانّھم کانوا اذا سئلوا عن امر جاء وابا لکلام مسجوعا"(۷۳)

ترجمہ:۔ کیا کاہنوں کی سی مسجع عبارت میں بات کرتے ہو۔ ان لوگوں سے جب بات کی جاتی تو مسجع عبارت میں اس کا جواب دیتے تھے۔

ایک موقع پر آپؐ نے فرمایا:

ان اللّٰہ یبغض البلیغ من الرجال الذی یتخلّل بلسانہ کتخلّل الباقرۃ بلسانھا.(۷۴)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ کو وہ فصیح اور چرب زبان شخص ناپسند ہے جو اپنی زبان سے یوں چرتا ہے جس طرح گائے چرتی ہے۔

شعرائے جہال عرب قرآن وصاحب قرآن ﷺ کی مخالفت قرآن کو "شعر" و "شاعر" کہہ کر کرتے تھے اور کہان یہود و نصاریٰ "سحر" و "ساحر" کہہ کر۔ ان دونوں کا یہ دعویٰ تھا کہ جیسا "محمدؐ" کہتے ہیں شعر تو ہم بھی کہہ لیتے ہیں اور ان کا دعویٰ تھا کہ غیب کی خبریں اور چھپے ہوئے راز "معرفۃ الاسرار" اور "احوال الغیب" تو ہم بیان کر دیتے ہیں، لہٰذا اللہ رب ذوالجلال نے ان دونوں کی نفی کر دی اور فرمایا:

"قل فأتوا بعشر سورۃ مثلہ مفتریٰت وادعوا من استطعتم من دون اللّٰہ ان کنتم صٰدقین".(۷۵)

ترجمہ: تم فرماؤ کہ تم ایسی بنائی ہوئی دس سورتیں لے آؤ اور اللہ کے سوا جو مل سکیں سب کو بلا لو اگر تم سچے ہو۔(۷۶)

چوں کہ پیغمبر عالم ﷺ کے زمانہ میں کہانت و شاعری کا اتنا ہی زور تھا جیسا کہ حضرت موسیٰؑ کے عہد میں جادو کا، لیکن پہلوئے سیرت نبوی ﷺ سے کہانت کا ابطال اس طرح ہو گیا جس طرح اعجاز موسویؑ سے جادو کا۔ شعرائے عرب کو بالخصوص اپنی فصاحت و بلاغت پر ناز تھا جب ہی تو وہ اپنے بالمقابل دیگر اقوام بلاد کو عجم (گونگا)، بے حیثیت و بے وقعت جانتے تھے کہ ان جیسا شعر فصیح و بلیغ کہنا دیگر کی بساط میں نہیں اور اپنے اس

دعویٰ کی صداقت ثابت کرنے کے لیے درکعبہ پر ''سبعہ معلّقات'' سات قصائد نصب کیے تھے، لیکن جب قرآن کا انداز بیان، طرز تخاطب، بندش الفاظ، حسن معانی، ترتیب کلمات، نظم شعری، وزن الفاظ، جملوں کی روانی، ہم قافیہ جملوں کا تواتر، تشبیہات و استعارات و کنایات، تماثیل کی دل کشی، واقعات نگاری، بندش وچستی، حقائق کلام، جذبات کا اہتمام، مسلمات وموزونیت، تسلسل وہم آہنگی دیکھی تو وہ ہجم ہوکر رہ گئے اوران کی زبانیں گنگ ہوگئیں، پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ حقیقت وصداقت، معیار وشرافت، اس کلام کی شرط اوّل رہی، جو بات کہی پوری ہوئی، الکل پچّو سے اجتناب اس کا طرّہ امتیاز ہے کہ یہ کسی بشر کا کلام نہیں، لہٰذا وہ اس حقانیت کو دیکھ کر شاعر و کاہن کہنے پر مجبور ہو گئے۔

حضور ﷺ شاعر نہیں اور قرآن شاعری نہیں

جہلائے عرب، کفار ومشرکین حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو شاعر اور قرآن حکیم کو کتاب شاعر قرار دیتے تھے۔ اللہ رب ذوالجلال کو یہ بات سخت ناگوار گزری کہ اس کے محبوب ﷺ کو ''شاعر'' کہہ کر پکارا جائے، اس کی تکذیب کی جائے اور اس بات کو بہانہ بنا کر آپ کی ہجو کی جائے، لہٰذا اسی موضوع ومضمون سے معلق سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت وحقانیت کو ظاہر وثابت کرنے کے لیے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی، جس میں ان بدگوؤں اور گم راہوں کی تردید ومذمت کی گئی ہے۔ فرمان رب ذوالجلال ہے:

وما علّمنٰہ الشّعر وما ینبغی لہ ان ہو الّا ذکر وّ قرآن مّبینo(۷۷)

ترجمہ:۔ اور ہم نے ان کو شعر کہنا نہ سکھایا اور نہ وہ ان کی شان کے لائق ہے، وہ تو نہیں مگر نصیحت روشن قرآن۔(۷۸)

مارماڈیوک پکتھال اس آیت کریمہ کے بارے میں لکھتا ہے:

And we have not taught him (Muhammad) Poetry, not is it meet for him. This is nought else than a Reminder and a Lecture making Plain.(79)

حضور نبی اکرم ﷺ کے شاعر نہ ہونے کے بارے میں قرآن کریم کا موقف اتنا سخت کیوں ہے؟ اور اللہ رب ذوالجلال نے اس بات میں لچک کیوں نہ رکھی؟ علامہ فخر الدین رازیؒ تعلیم شعر کے نفی کے ضمن میں یوں رقم طراز ہیں۔

"امّا الشّعر فکانوا ینسبونہ الیہ عندما کان یتلوا القرآن علیہم لکنّہ ﷺ ماکان تتحدی

الابـالقـرآن كما قال تعالیٰ و ان كنتم فی ریب مّمّا نزّلنا علیٰ عبدنا فأتو بسورة من مثله الیٰ غیر ذٰلک ولم یقل ان كنتم فی شک من رسالتی فانطقوا الجذوع او اشعبوا الخلق العظیم او خبـروا الـغیـوب فـلـمـا كان تـحدیه ﷺ بالكلام و كانوا ینسبونها الیٰ الشعر عندالكلام خصّ الشعر بنفی التعلیم.(۸۰)

شعرائے جاہلیت کے نزدیک شعر نفسانی خواہشات و خیالات باطلہ اور مقاصد فاسدہ کی تعریف و تبلیغ کا مؤثر ترین ذریعۂ اظہار تھا۔ اس طرح اشعار و شعرائے بدگو فروغ بدی و کجی اور گم راہی کا نہ صرف سبب بن رہے تھے بلکہ انہیں اس مذموم کردار میں مرکزیت کا حامل قرار دیا جاتا تھا۔ اس لیے افصح العرب، افصح الادب اور افصح الکلم ہونے کے باوجود آپ کو اللہ رب ذوالجلال نے شاعری اور شعر کے وصف سے متصف نہ کیا، گوکہ آپؐ زبان و بیان پر کامل قدرت رکھتے تھے۔

علامہ بیضاوی "وما ینبغی له" کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وما یصح له الشعر ولایتاتی له ان ارادقرضة". (۸۱)

مولانا شاہ فخر الدین قادری لکھنوی اس آیت کریمہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

''اور نہیں سکھایا ہم نے محمد ﷺ کو شعر اور نہ چاہیے ان کو شعر کہنا اس واسطے کہ اگر آپ شعر کہتے تو قوم کے دلوں میں شبہ آتا کہ آپ کو قرآن شریف نظم اور فصیح کرنے کی قدرت ہے اس قوت اور تیزی کے سبب سے ہے جو آپ شاعری میں لکھتے ہیں تو آپ کو حق تعالیٰ نے شعر نہیں سکھایا تا کہ یہ شبہ پیدا نہ ہو۔''(۸۲)

علامہ سید نعیم الدین مرادآبادیؒ اس آیتِ کریمہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''معنی یہ ہیں کہ ہم نے آپ کو شعر گوئی کا ملکہ نہ دیا، یا یہ کہ قرآن تعلیم شعر نہیں ہے اور شعر سے کلام کاذب مراد ہے، خواہ موزوں ہو یا غیر موزوں۔ اس آیتِ کریمہ میں اشارہ ہے کہ حضور سید عالم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم اوّلین و آخرین تعلیم فرمائے گئے، جن سے کشف حقائق ہوتا ہے اور آپؐ کے معلومات واقعی و نفس الامری ہیں، کذب شعری نہیں، جو حقیقت میں جہل ہے، وہ آپ کی شان کے لائق نہیں اور آپ کا دامن تقدس اس سے پاک ہے۔ اس میں شعر بمعنی کلام موزوں کے جاننے اور اس کے صحیح و سقیم، جید و ردّی کو پہچاننے کی نفی نہیں۔''(۸۳)

اس آیت کریمہ کے شان نزول کے بارے میں آپ تحریر فرماتے ہیں۔

''کفار قریش نے کہا تھا کہ محمد ﷺ شاعر ہیں اور جو وہ فرماتے ہیں یعنی قرآن پاک، وہ شعر ہے۔ اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ (معاذ اللہ) یہ کلام کاذب ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں ان کا قول نقل فرمایا گیا ہے کہ "بل

هو افتراه بل هو شاعر" ۔اسی بات کا، اس آیت میں رد فرمایا گیا ہے۔یعنی ہم نے اپنے حبیب ﷺ کو ایسی باطل گوئی کا ملکہ ہی نہیں دیا اور یہ کتاب اشعار یعنی اکاذب پر مشتمل نہیں۔ کفار قریش زبان سے ایسے بدذوق اور نظم عروضی سے ایسے ناواقف نہ تھے کہ نثر کو نظم کہہ دیتے اور کلام پاک کو شعر عروضی بتا بیٹھتے اور کلام کا محض وزن عروض پر ہونا ایسا بھی نہ تھا کہ اس پر اعتراض کیا جا سکے۔ اس سے ثابت ہوگیا کہ ان بے دینوں کی مراد شعر سے کلام کاذب تھی۔(مدارک وجمل وروح البیان)(۸۴)

آپ الشیخ الاکبر حضرت ابوبکر محی الدین ابن عربی الحاتمی الطائی قدس سرہ (المتوفی ۶۳۸ھ الموافق ۱۲۴۰ء)(۸۵) کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔شیخ اکبر نے اس آیت کریمہ کے معنیٰ میں فرمایا ہے کہ ''معنیٰ یہ ہیں کہ ہم نے اپنے نبی ﷺ سے معمّے اور اجمال کے ساتھ خطاب نہیں فرمایا، جس میں مراد کہ مخفی رہنے کا احتمال ہو، بلکہ صاف، صریح کلام فرمایا ہے، جس سے تمام حجاب اٹھ جائیں اور علوم روشن ہو جائیں، چوں کہ شعر لغز و توریہ اور رمز و اجمال کا محل ہوتا ہے، اس لیے شعر کی نفی فرما کر اس معنیٰ کو بیان فرما دیا۔ صاف، صریح، چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔(الکبریت الاحمر للشیخ الاکبر)(۸۶)

مفتی احمد یار خان نعیمیؒ اس آیت کریمہ کی تفسیر و شان نزول کے بارے میں یوں فرماتے ہیں۔

کفار مکہ قرآن شریف کو شعر اور حضور ﷺ کو شاعر کہتے تھے۔ اس آیت کریمہ میں اس کی تردید ہے۔عربی محاورہ میں جھوٹے مگر دل فریب کلام کو، خیالات کو شعر کہا جاتا ہے، یعنی ناول گو کو شاعر کہتے ہیں، جس کی حقیقت تو کچھ نہ ہو عبارت بہت دل فریب ہو۔ یہاں علم بمعنی ملکہ و عادت ہے، یعنی قرآن شریف ناول نہیں اور حضور ﷺ ناول گو نہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم نے محبوب ﷺ کو ناول کی حقیقت سے بے خبر رکھا، جیسے باپ کہتا ہے کہ میں نے بچوں کو گالیاں نہ سکھائیں، یعنی گالی بکنے کا عادی نہ بنایا نہ یہ کہ اسے گالی کی پہچان نہیں، لہٰذا اس آیت کریم سے حضور ﷺ کے علم کی کمی نہیں ثابت ہوتی، بلکہ آپ کا پاک و ستھرا ہونا ثابت ہوتا ہے۔ (خزائن، روح، مدارک، جمل وغیرہ)(۸۷)

اس آیت کریمہ کی مزید تفسیر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔

''ناول گوئی آپ کی شان سے بعید ہے نہ کہ شعر کا جاننا کہ علم شعر نہ نبی کی شان کے خلاف ہے، نہ رب تعالیٰ کی شان سے بعید۔ اگر شعر کا جاننا برا ہوتا تو نہ حضور ﷺ جانتے نہ رب۔ یعنی جسے کفار مکہ ناول یا شعر کہتے ہیں، وہ قرآن و نصیحت ہے۔ معلوم ہوا کہ شعر سے کفار کی مراد قصیدہ یا نظم نہ تھی۔ قرآن مجید میں کوئی شعر و قصیدہ نہیں۔ وہ اسے شعر کیسے کہہ سکتے تھے بلکہ ان کی مراد دل فریب جھوٹی کہانیاں تھیں۔ خیال رہے کہ قرآن کریم میں اگر چہ بعض آیتوں میں وزن شعری بن گیا ہے، مگر وہ اتفاقاً ہے ارادتاً نہیں، جیسے ''لن تنالوا البرّ

حتّیٰ تنفقوا" (۸۸) ایسے ہی "نصر مّن اللّٰہ و فتح قریب" (۸۹) اور اسی طرح "انّا اعطینک الکوثر" (۹۰) اسی طرح حضور ﷺ کے بعض کلام میں وزن وقافیہ ہے مگر بلا ارادہ ہے، جیسے انا النّبی لا کذِب. انا ابن عبدالمطلب (۹۱) وغیرہ، لہٰذا یہ شعر نہیں کہ شعر میں قافیہ کی قید ضروری ہے۔ یہ بھی خیال رہے کہ حضور ﷺ اشعار و نظم لہجے سے پڑھنے پر قادر نہ تھے، مگر اچھے برے اشعار کی خوب پہچان فرماتے تھے، لہٰذا علم کی نہیں بلکہ ملکہ کی نفی ہے۔ (۹۲)

اس ضمن میں امام زمخشری (المتوفی ۵۳۸ھ الموافق ۱۱۴۴ء) (۹۳) فرماتے ہیں:

قلت: ماھو الّا کلام من جنس کلامہ الذی کان یری بہ عن السلیقة من غیر صنعة ولاتکلّف الّا انہ اتفق ذلک من غیر قصد الٰی ذلک ولا التفات منہ الیہ ان جاء موزوناً کما یتفق فی کثیر من انشأت الناس فی خطبھم ورسائلھم ومحاوراتھم اشیاء موزونة لا یسمیھا احد شعراً ولا یخطر ببال المتکلّم ولا السامع انھا شعر. (۹۴)

حضرت افصح العرب ہوتے ہوئے بھی شعر گو یا شاعر نہیں تھے۔ آپؐ فرماتے ہیں۔ "انا افصح العرب بیدانی من قریش وانی انشأت فی بنی سعد بن بکر" (۹۵) (میں عرب کا فصیح اللّسان ہوں کیوں کہ میں قریش میں پیدا ہوا ہوں اور بنی سعد میں پلا بڑھا ہوں۔)

آپ شعر فہمی اور شعر پڑھنے پر قدرت رکھتے تھے۔ علمائے عروض وادب کا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لسان مبارک، دہان اطہر سے ادا ہونے والے موزوں جملوں کو ضابطۂ عروج کا سہارا لے کر یک لخت صنفِ شعر سے خارج کردینا کہ یہ حدود اشعار کے زمرے میں داخل نہیں تاکہ آپؐ پر کفارِ عرب کا شاعر ہونے کا دعویٰ غلط ثابت ہو جائے، اس لئے بھی مناسب نہیں کہ اس طرح آپؐ کے افصح العرب وافصح الادب ہونے اور آپؐ کی ذات اطہر کے اکمل واتم ہونے اور "ماکان وما یکون" کا علم دیے جانے کے دعویٰ میں شائبہ و تنقیص کا پہلو نمایاں ہونے لگتا ہے، جب کہ آپ کو تمام کائنات کا علم آپؐ کی دست اطہر کی ہتھیلی میں مثل "کخردل" (رائی کے دانے) کی طرح رکھ دیا گیا ہے۔ اس لیے یہ کہنا کہ آپ کو اشعار سے انسیت نہ تھی یا آپ شعر پڑھنے پر قدرت نہ رکھتے تھے، یہ مناسب نہیں، ہاں آپ شعر گو نہیں تھے، شاعر نہیں تھے، شعر موزوں کرکے کہہ نہیں سکتے تھے یہ حکم ربّی ہے، لیکن پڑھنے، سمجھنے اور شعر کو درست کرنے کی ممانعت نہیں، متعدد واقعات ونظائر موجود ہیں کہ آپؐ نے کلمات اشعار میں ردّ وبدل فرمایا۔ اس کی وجہ شعر میں آپ کی پسند، ناپسند، ترتیب کلام میں تو کلام ہوسکتی ہے، کسی خامی کی نشان دہی تو کی جاسکتی ہے اور ایسا آپؐ نے شعر فہمی ہی کی بنیاد پر کیا۔ ترتیب مصرع کو تبدیل کردیا۔ الفاظ کو پیچھے، ہیر پھیر کرکے معنی ومقصود کو اکمل وافضل بنادیا۔ یہ تمام شواہد

آگے

احادیث کریمہ میں ملتے ہیں جو آپ کی شعر فہمی پر واضح دلیل ہیں۔

صاحب روح المعانی علامہ محمد آلوسی (ابوالثناء محمود شہاب الدین، التوفی ۱۲۷۰ھ الموافق ۱۸۵۴ء)(۹۶) نے حضور نبی کریم ﷺ کے قدرت شعر اور انشاد شعر اور آیتِ کریمہ "وما علمناه الشعر" کے تحت بڑی اچھی اور ثقیل بات کی ہے، جس میں وہ حضور نبی کریم ﷺ کی صفات و بلاغت کا ذکر بڑے احسن و عمدہ طور پر ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"فکونه علیه الصلوٰة والسلام فی المرتبة العلیاء من الفصاحة والبلاغة فی النثر لیس باضعف من قول الشعر فی کونه مظنّة تطرق التهمة بل ربما یتخیل انه اعظم من قول الشعر فی ذلک، فلو کانت علة منعه علیه الصلوٰة والسلام من الشعر بما ذکر لزم ان یمنع من الکلام الفصیح البلیغ سدّالباب الریبة دحضاً للشبهة وللحجة.(۹۷)

آپؐ فصاحت و بلاغت کے جس مقام پر فائز تھے اور جو قوتِ تخیلہ قدرت نے آپ کو عطا کی تھی اور جو قدرت علمی وانشائے ادب آپ کو حاصل تھا، اس کی روشنی میں یہ بات ناگزیر ہے کہ آپؐ شعر کہنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں، لیکن ایسا ہونا رب ذوالجلال کی منشاء کے خلاف تھا، لہٰذا اس نے علوم وفنون تو آپ کو تمام بخشے لیکن آپؐ کے شان ارفع، مقام بلند اور آپؐ کی عظمت و حرمت کے سبب انشائے شعر کی تحریک کو متحرک نہ ہونے دیا۔ یہ بھی اس رب کی شان اور اس کا کمال تھا کہ اس نے آپؐ کے مقام کا گرنا اس حد تک کہ لوگ آپ کو شاعر کہیں، شان جلالت کو گوارا نہ ہوا اور اس نے آپ کو اس سے کہیں بڑھ کر اعلیٰ وارفع کلام عطا فرمایا، جو شاعری نہیں لیکن اس سے بڑھ کر ہے، جو موزوں نہیں لیکن اس سے سوا ہے، جو مسجّع و مقفّع نہیں لیکن اس کی جھلک رکھتا ہے، ان تمام باتوں کا انحصار اس کلام الٰہی کو پڑھنے، اس کو سمجھنے اور اس پر عمل میں مضمر ہے۔ یہ شعر سے زیادہ سہل اور سنجیدہ ہے۔

آپؐ کے مقام اعلیٰ کے سبب آپ شعر گوئی سے مجتنب رہے، جیسا کہ صاحب روح المعانی فرماتے ہیں:

"انّه علیه الصّلوٰة والسلام لم یعط طبیعة شعریة اعتناء بشانه ورفعاً لقدرہٖ وتبعیداً له ﷺ من ان یکون فیه مبدأ لما یخل بمنصبه فی الجملة وانما لم یعط ﷺ القدرة علی الشعر مع حفظه عن انشائه لان ذلک سلب القدره علیه فی الابعاد عما یخل بمنصبه الجلیل ﷺ.(۹۸)

اسی طرح نواب صدیق حسن خاں بھوپالی (التوفی ۱۳۰۷ھ الموافق ۱۸۹۰ء)(۹۹) ابجد العلوم میں لکھتے ہیں:

"ان فی قوله تعالیٰ وما ینبغی له اشعاراً بانّ النبی ﷺ کان قادرا علی الشعر ولم یقله بناء علی انّہ مکان ینبغی له فانه سبحانه نفی الابتغا دون القدرة علیه.(۱۰۰)

علامہ قسطلانی (ابوالعباس احمد بن محمد بن ابن ابی بکر الخطیب شہاب الدین شافعی، المتوفی ۹۲۳ھ الموافق ۱۵۱۷ء)(۱۰۱) اس بات کو المواہب اللدنیہ میں بہت پہلے کہہ چکے تھے کہ اس بارے میں بعض آرائی کی یہ ہے کہ۔

" ان علیه الصلوٰة والسلام کان له قدرة علی الشعر الاّ انه یحرم علیه ان یشعر. (۱۰۲)

علامہ محمود آلوسی لکھتے ہیں کہ آپ کا شعر کہنے سے اجتناب اس بات پر دلالت نہیں کہ آپ کو شعر کہنے، شعر کو ادا کرنے، یا شعر پڑھنے پر قدرت نہ تھی۔ یا شعر پڑھنا آپؐ کے منصب جلیلہ کی نفی میں تھا، نہیں بلکہ شعر گوئی سے مجتنب تھے پڑھنے سے نہیں، شعر کہنے سے روکے گئے تھے، شعر سمجھنے سے نہیں۔ اس ضمن میں آپ فرماتے ہیں۔

"ولیس فی الآیة مایدل علی ان النبی ﷺ لاینبغی له التکلّم بشعر قاله بعض الشعراء والتمثل به.(۱۰۳)

اس آیت کریمہ کی تفسیر وتشریح وتعبیر میں علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی معروف تفسیر ''جلالین'' میں بحوالہ تفسیر ''روح المعانی'' بقول امام راغب الاصفہانی(ابو القاسم الحسین بن محمد، المتوفی ۵۰۲ھ الموافق ۱۱۰۸ء)(۱۰۴) یوں درج ہے۔

قال الراغب قال بعض الکفّار للنّبی علیه الصلوٰة والسلام انه شاعر فقیل لما وقع فی القرآن من الکلمات الموزونة والقوافی وقال بعض المحصلین ارادوا به انه کاذب لانه اکثر مایأتی به الشاعر کذب.(۱۰۵)

اور امام شریف الجرجانی کا قول بحوالہ'' حاشیۂ مطالع ''تفسیر جلالین'' میں یوں تحریر ہے۔

وقال الشریف الجرجانی فی حاشیة المطالع قوله تعالیٰ وما علّمنٰه الشعر الآیة والمعنیٰ وما علّمنٰه محمدا الشعر بتعلیم القرآن علیٰ معنی ان القرآن لیس بشعر فان الشعر کلام متکلّف موضوع ومقال مزخرف مصنوع مبنی علیٰ خیالات و اوهام واهیة فاین ذلک من التنزیل؟.(۱۰۶)

اس آیت کریمہ کی تفسیر وتفہیم میں عبدالماجد دریابادی لکھتے ہیں:

''بحیثیت آپؐ کی پیغمبری کے قرآن مجید کہتا ہے کہ یہ احمق مشرک آپؐ کے بیان کیے ہوئے مضامین عالیہ کو

مؤثر پاکر اسے شاعری کی ساحری قرار دے رہے ہیں، جو ان بے چاروں کا منتہائے فکر ہے۔ شاعری یعنی تخئیلی مضمون آفرینی کو مرتبۂ نبوت سے مناسبت ہی کیا۔ آپ کے ہاں تو حقائق ہی حقائق ہیں، کہاں یہ اور کہاں یہ شاعر کی بہتر سے بہتر خیال بندیاں۔ وہ تو اس سے بھی کہیں فرومرتبہ چیز ہے۔ جیسا کہ روح المعانی میں ہے۔ھٰذا ردّ لما كانوا يقولونه من ان القرآن شعر والنّبی صلّی اللّٰه عليه وسلّم شاعر و غرضهم من ذٰلک ان ماجاء به عليه الصلوٰة والسلام من القرآن افتراء و تخيل. آپ لفظ "الشعر" کی تشریح میں یوں رقم طراز ہیں۔ ''شعر یہاں اپنے معروف ومتعارض ومعنی میں مرادنہیں یعنی کلام موزوں و مقفّی کا مرادف نہیں بلکہ شعر سے یہاں مراد جھوٹی خیال آرائیاں اور حقیقت و واقعیت سے عاری منصوبہ بندیاں ہیں۔ شعر اور شاعری عربی میں گویا کذب وکاذب ہی کے مرادف ہیں، جیسا کہ امام راغب کا قول ہے۔ انها رمو بالكذب فان الشعر يعبّر به من الكذب والشاعر الكاذب حتّی مسمّیٰ قوم الادلّة الكاذبة الشعرية. اور روح المعانی میں ہے۔ واما معنیٰ فلان الشعر تخيلات مرغبة او منفرة اونحوذلک وهو المقرالاكاذيب" اور "وما ينبغی له" کی تشریح میں لکھتے ہیں:'' یہاں شعر کی پستی کا استنباط کیا گیا ہے، جیسا کہ روح المعانی میں ہے۔وفی الأية دلالة علىٰ غضاضة الشعر وهی ظاهرة فی انه صلی اللّٰه عليه وسلم له يعط طبيعة وشعرية اعتناء بشانه ورفعاً لقدره."(۱۰۷)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں:

"قال البغوی قال الكلبی ان كفّار مكة قالوا ان محمداً شاعر وما نقول شعر فانزل اللّٰه تعالىٰ و علّمنٰه الشعر وما ينبغی له"(۱۰۸)

ترجمہ:۔ (امام بغوی نے جب قول کلبی (ابوثور، ابراہیم بن خالد بن ابی الیمان کلبی، المتوفی ۲۷۰ھ الموافق ۸۵۴ء)(۱۰۹) بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو کفار مکہ شاعر قرار دیتے تھے کہ محمد ﷺ جو کلام سناتے ہیں یہ شعر ہیں۔ اس کی تردید میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ "وما علّمنه الشعر وما ينبغی له"نازل فرمائی۔''

ترجمہ (اور ہم نے محمد ﷺ کو شاعری نہیں سکھائی اور نہ شاعری ان کے شایان شان ہے)۔

اس آیت کریمہ کی روشنی میں آپ مزید لکھتے ہیں:

"بتعليم القرآن فانه غير مقفّی ولا موزون وليس معناه قل معنی الاشعار من التخيلات المرغبة والمنفرة والاقوال الكاذبة ای مايصح لها ان يضيع وقته الشريف فی انشاد الشعر و رعاية الوزن والقافية.(۱۱۰)

ترجمہ:۔ (''یعنی قرآن کی تعلیم دی جو نہ مقفّی ہے، نہ موزوں ہے (نہ اس میں قافیہ کی پابندی ہے نہ وزن

کی)، نہ اس کے اندر وہ تخیلات کاذبہ ہیں (جو شاعری کا معنوی اثاثہ ہیں) نہ اس کا مقصد غلط طور پر جذبات نفرت ورغبت کو برانگیختہ کرنا ہے (جو شاعری کا اصل مقصد ہے) نہ شعر سازی میں اور نہ وزن قافیہ کی تلاش میں وقت عزیز کو ضائع کرنا ان کے لیے زیبا ہے)

اللہ رب ذوالجلال نے ایک اور مقام پر شعر، شاعر اور شاعری کی بھرپور مذمت کی ہے، جب کہ کفار و مشرکین نے قرآن (کلام اللہ) کو شاعری اور سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شاعر کہا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"بل افتراہ بل ھو شاعر"(۱۱۱)

ترجمہ:۔ بلکہ ان کی گڑھت (گھڑی ہوئی چیز) ہے، بلکہ شاعر ہیں۔(۱۱۲)

مارماڈیوک پکتھال لکھتا ہے۔

Nay,say they,(these are but)muddled dream,may,he hath but invented it, nay he is but a paet. let him bring us portent evet as thos of old(who were allah,s messensgers)were sent(with portents).(113)

کفار و مشرکین قرآن کریم جیسی آفاقی والہامی کتاب کو"کتاب شاعری" اور حضور نبی کریم ﷺ کی فصیح اللّسانی کو"شاعری" قرار دے کر، اپنا ہم پلّہ بنانا چاہتے تھے جب کہ قرآن کریم کی تنزیلی حیثیت، اس کا پُر تاثیر کلام اور حضور ﷺ کی حامل قرآن ہونے کی ذاتی حیثیت ان کے مطابق کسی بھی صورت ممکن ہی نہ تھی، مگر اسے محض ان کی خام خیالی اور جہالت وگم راہی تھی کہ جیسا کہ محمد ﷺ کہتے ہیں، ویسا تو ہم بھی کہہ لیتے ہیں۔ دنیا میں آج تک کوئی بھی کتاب یا صاحب کتاب کسی الہامی کتاب یا صاحب کتاب کا ہم پلّہ نہیں ہوا اور کوئی بھی الہامی کتاب یا صاحب کتاب آپ کا ہم پلّہ نہیں ہوا اور یہ بات تا قیامت ممکن بھی نہیں ہے، لیکن ان جہّال عرب کے دماغ میں کیا سودا سمایا کہ وہ اپنی بات پر بضد رہے، اس کے باوجود کہ وہ اپنی کھلی آنکھوں سے تمام حقائق کا مشاہدہ کرتے رہے۔

علامہ زمخشری کفار وجہّال کے خیالات فاسدہ کی تردید میں نازل شدہ آیت کریمہ "وعلّمناہ الشعر" کی شرح میں یوں بیان فرمایا ہے:

ایّ ما علّمناہ بتعلیم القرآن الشعر علی معنیٰ ان القرآن لیس بشعر وما ھو من الشعر فی شئ و این ھو الشعر، والشعر انّما ھو کلام موزون مقفّٰی یدلّ علی معنی فاین الوزن و این التقفیة و این المعانی الّتی ینتجھا الشعراء و عن معانیہ واین نظم کلامھم عن نظمہ واسالیبہ

فاذا لامنا سبة بينه و بين الشعر اذا حققت اللّهم الا ان هذا لفظه عربی کما ان ذلک کذلک.
(۱۱۴)

علامہ بیضاوی، تفسیر بیضاوی میں لکھتے ہیں:

"قیل الضمیر للقرآن ای وما یصح للقرآن ان یکون شعرا. (۱۱۵)

اسی طرح صاحب روح المعانی کہتے ہیں:

"واظهر القول بانه ضمیر له للقرآن المعلوم من السباق او ما یصح للقرآن ان یکون شعراء. (۱۱۶)

تفسیر مظہری میں ہے۔

وقیل الضمیر للقرآن ای وما یصح للقرآن ان یکون شعرا. (۱۱۷)

علامہ مصطفٰے المراغی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فالمراد من نفی تعلیمه الشعر نفی ان یکون القرآن الشعر الا انّ اللّٰه علمه القرآن واذالم یکن المعلم شاعراً لم یکن القرآن شعراً البتة، وهذا ردّ قولهم ان القرآن شعر وان محمداً شاعر و مقصدهم بهٰذا انه افتراء تخیلات واباطیل ولیس وحیا من عنداللّٰه. (۱۱۸)

ابن رشیق قیروانی (المتوفی ۹۹۵ھ الموافق ۱۰۶۴ء) (۱۱۹) نے کتاب العمدۃ میں امام زہریؒ (ابوبکر محمد المعروف بہ ابن شہاب، المتوفی ۲۴ھ الموافق ۷۴۲ء) (۱۲۰) سے روایت نقل کی ہے:

"ان قال معناه ما الذی علّمناه شعراً وما ینبغی له ان یبلغ عنا شعراً...... وقال غیره اراد وما ینبغی له ان یبلغ عنا مالم نعلمه الیٰ لیس هو من یفعل ذلک لا مانته ومشهور صدقه." (۱۲۱)

ان سیاق وسباق، توضیح وتوصیف کا مقصود ومفہوم یوں واضح ہوا کہ وما هو بقول شاعر قلیلاً ما تؤمنون (۱۲۲)، وما علّمنه الشعروما ینبغی له (۱۲۳) اوربل هو افتراه بل هو شاعر" (۱۲۴) کی آیات کریمہ سے یہی مراد ہے کہ قرآن کریم کسی شاعر یا کاہن کے جذبات وخیالات کا عکس یا اس کے احساسات کا پرتو نہیں ہیں بلکہ رحمٰن ورحیم رب العالمین کا کلام ربانی ہے جو بذریعہ وحی محبوب الٰہی ﷺ پر نازل ہوا اور جس کے بالمقابل کسی بھی مخلوق کا (جن وانس) میں کوئی بھی خلق وتخلیق کلام خواہ کسی بھی معیار کا، احسن و عمدہ، مسجع ومقفع ہو، نہیں لایا جاسکتا۔

مولانا شاہ فخرالدین قادری لکھنوی اس آیت کریمہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''بلکہ وہ شاعر ہے شعر کہتا ہے اور سننے والے کے خیال میں محض بے حقیقت مضمون جاتا ہے، حاصل یہ کہ کافرلوگ حضرت محمد ﷺ کے باب میں مضطرب اور متحیر ہوکر کبھی تو آپ کو ساحر کہتے، کبھی شاعر، کبھی مفتری، کبھی اکھڑی ہوئی پریشان باتیں کرنے والا (۱۲۵)۔

مفتی نعیم الدین مرادآبادی اس آیت کریمہ کی تشریح میں فرماتے ہیں۔

''اور یہ کلام شعر ہے، اسی طرح کی باتیں بناتے رہے، کسی ایک بات پر قائم نہ رہ سکے اور اہل باطل کذ ابوں کا یہی حال ہوتا ہے۔'' (۱۲۶)

مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹے کو خود اپنی بات کا اعتبار نہیں ہوتا، اس لیے اس کو ایک بات پر قرار نہیں۔ وہ کفار حضور ﷺ کے کلام کو کبھی جادو، کبھی پریشان خواب، کبھی گھڑی باتیں، کبھی شعر وکہانت اسی لیے کہتے تھے۔ خیال رہے کہ یہاں شعر سے مراد کلام منظوم نہیں ہے بلکہ جھوٹا مگر حسین وباریک کلام مراد ہے۔'' (۱۲۷)

مولوی شبیر احمد عثمانی (المتوفی ۱۳۶۹ھ بہ مطابق ۱۹۴۹ء) (۱۲۸) موضح القرآن یعنی تفسیر عثمانی میں اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھا ہے۔

''قرآن سن کر ضد اور ہٹ دھرمی سے ایسے بدحواس ہوجاتے تھے کہ کسی ایک رائے پر قرار نہ تھا۔ کبھی اسے جادو بتاتے، کبھی پریشان خواب کہتے، کبھی دعویٰ کرتے کہ آپ اپنے جی سے کچھ باتیں جھوٹ گھڑ لائے ہیں، جن کا نام قرآن رکھ دیا ہے، نہ صرف یہ ہی بلکہ آپ ایک عمدہ شاعر ہیں اور شاعروں کی طرح تخیل کی بلند پروازی سے کچھ مضامین مؤثر اور مسجع عبارت میں پیش کردیتے ہیں۔'' (۱۲۹)

عبدالماجد دریا بادی نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں یوں بیان کیا ہے۔

''یہ اور اس دوسری تشخیص پر بھی ترتی ہے۔ منکرین کہتے ہیں کہ ان کی زندگی ہی شاعر کی طرح تراشیدہ اور خیالی ہے اور ان کا یہ کلام (قرآن) تو بس شروع سے آخر تک اعلیٰ شاعرانہ اور خیالی مضامین کا مجموعہ ہے۔ (۱۳۰)

قاضی ثناء اللہ قانی پتی اس آیت کریمہ کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں:

"بل ھو شاعر" (پھر کہنے لگے یہ خالی دروغ بندی اور کذب تراشی ہی نہیں) بلکہ یہ شخص شاعر ہے۔ (یہ اس کی شاعری کی بلندی پروازی اور کمال شعری ہے)۔ پہلے قرآن کو دروغ بندی قرار دیا تھا، پھر اس سے گریز کیا اور اللہ کے کلام کو شعر کہنے لگے۔'' (۱۳۱) آپ اس ضمن میں لکھتے ہیں: ''امام بغوی نے لکھا ہے، مراد یہ ہے کہ کچھ مشرکوں نے کتاب اللہ کو پراگندہ خواب کہا، کچھ لوگوں نے من گھڑت درغ بندی قرار دیا اور بعض

نے قرآن کو شعر کہا اور رسول اللہ ﷺ کو شاعر۔ مفتری اور شاعر میں فرق یہ ہے کہ افتراء کرنے والے کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ جھوٹی بات کہہ کر سننے والے اور پڑھنے والے کے دل میں خوف یا رغبت یا شوق یا خوشی یا غم یا تعظیم یا تحقیر یا کوئی اور جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ شعر کی غرض صرف جذبات کو برانگیختہ کرنا ہوتا ہے، تصدیق کرانی مقصود نہیں ہوتی (گویا شعر کلام خبری نہیں ہوتا، انشائی ہوتا ہے اور افتراء کلام خبری کا نام ہے)۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ شاعر مقدمات شعریہ کے ساتھ کچھ واقعات بھی بیان کرتا ہے (خواہ کلام سچا ہو یا جھوٹا، مگر واقعات کی تصویر کشی ضروری ہوتی ہے، اس صورت میں شعر کے اندر شعریت اور انشائیت بھی ہوتی ہے اور خبریت بھی) جیسے مثنوی میں ہوتا ہے۔

محفل انشاء (یعنی ترہیب و ترغیب و تعظیم و تحقیر وغیرہ)، غزل میں ہوتی ہے اور مثنوی میں انشاء کے ساتھ اخبار بھی ہوتا ہے۔ کافروں کے یہ پراگندہ اقوال دلالت کر رہے ہیں کہ ان کو کسی بات کا یقین نہ تھا، کبھی قرآن کے متعلق کچھ کہتے تھے، کبھی کچھ۔ (۱۳۲)

قرآن کریم کے اسلوب کے بارے میں احمد حسن زیات لکھتے ہیں۔

''اہل عرب جو شاعری کے رئیس اور زبان و بیان کے امیر تھے جب انہوں نے اسے سنا تو انہوں نے اسے نہایت عظیم قرار دیا اور بہت عجیب محسوس کیا اور وہ ششش در رہ گئے، کہ وہ اسے مشہور اصناف کلام میں سے کس صنف کے ساتھ منطبق کریں، چناں چہ شک و اضطراب میں بھی انہوں نے اسے شاعری بتایا، کبھی جادو کہا اور کبھی کاہن کے مسجع کلام کا نام دیا، بہر حال ان کا کلام (قرآن) کو ایسی اصناف میں شمار کرنا جو عقل کو مفتون کر دیتی ہے، اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ اس کلام نے ان لوگوں کے دلوں پر گہرا اثر کیا تھا۔'' (۱۳۳)

شبیر احمد عثمانی اس آیت کریمہ کی تفسیر میں تفسیر عثمانی میں لکھتے ہیں:

یعنی اوپر جو کچھ بیان ہوا وہ حقائق واقعیہ نہیں، کوئی شاعرانہ تخیلات نہیں، اس پیغمبر کو ہم نے قرآن دیا ہے جو نصیحتوں اور روشن تعلیمات سے منور ہے، کوئی شعر و شاعری کا دیوان نہیں دیا جس میں بڑی طبع آزمائی اور خیالی تک بندیاں ہوں، بلکہ آپ کی طبع مبارک کو فطری طور پر اس فن شاعری سے اتنا بعید رکھا گیا کہ باوجود قریش کے اس اعلیٰ خاندان میں سے ہونے کے جس کی معمولی لونڈیاں بھی اس وقت شعر کہنے کا طبعی سلیقہ رکھتی تھیں۔ آپ نے مدت العمر کوئی شعر نہیں بنایا۔ یوں رجز وغیرہ کے موقع پر کبھی ایک آدھ مرتبہ زبان مبارک سے مقفّی عبارت نکل کر بے ساختہ شعر کے سانچہ میں ڈھل گئی ہو وہ الگ بات ہے۔ اسے شاعری یا شعر کہنا نہیں کہتے۔ آپ خود تو شعر کیا کہتے کسی دوسرے شاعر کا شعر یا مصرع بھی زندگی بھر میں دو چار مرتبہ سے زائد نہیں پڑھا اور پڑھتے وقت اکثر اس میں ایسا تغیر کر دیا کہ شعر، شعر نہ رہے، محض مطلب شاعر ادا ہو جائے۔ غرض آپ کی طبع

شریف کو شاعری سے مناسبت نہیں دی گئی تھی کیوں کہ یہ چیز آپ کے منصب جلیل کے لائق نہ تھی۔ آپ حقیقت کے ترجمان تھے اور آپ کی بعثت کا مقصد دنیا کو اعلیٰ حقائق سے مدوّن ادنیٰ ترین کذب وغلو کے روشناس کرنا تھا ظاہر ہے کہ یہ کام ایک شاعر کا نہیں ہوسکتا، کیوں کہ شاعریت کا حسن وکمال کذب ومبالغہ، خیالی بلند پردازی اور فرضی نکتہ آفرینی کے سوا کچھ نہیں۔ شعر میں اگر کوئی جز محمود ہے تو اس کی تاثیر اور دل نشینی ہوسکتی ہے سو یہ چیز قرآن کی نثر میں اس درجہ پر پائی جاتی ہے کہ ساری دنیا کے شاعر مل کر بھی اپنے کلاموں کے مجموعہ میں پیدا نہیں کرسکتے۔ قرآن کریم کے اسلوب بدیع کو دیکھتے ہوئے کہہ سکتے ہیں کہ گویا نظم کی اصلی روح نکال کر نثر میں ڈال دی گئی ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے فصیح وعاقل دنگ ہوکر قرآن کو شعر یا سحر کہنے لگتے تھے، حالاں کہ شعر وسحر کو قرآن سے کیا نسبت؟ کیا شاعری اور جادوگری کی بنیاد پر دنیا میں کبھی قومیت و روحانیت کی ایسی عظیم الشان اور لازوال عمارتیں کھڑی ہوئی ہیں جو قرآن تعلیم کی اساس پر آج تک قائم شدہ دیکھتے ہو۔ یہ کام شاعروں کا نہیں پیغمبروں کا ہے کہ خدا کے حکم سے مُردہ قلوب کو ابدی زندگی عطا کرتے ہیں، حق تعالیٰ نے عرب کو یہ کہنے کا موقع نہیں دیا کہ آپ پہلے سے شاعر تھے شاعری سے ترقی کرکے نبی بن بیٹھے۔ (۱۳۴)

الحدیث:

شاعری احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں

(ہر وقت شعر وشاعری میں مستغرق رہنے والے شعراء اور برے شعر کی مذمت)

اللہ رب ذوالجلال نے جہاں شاعری کو بری، مذموم اور مکروہ ومردود صفت قرار دیا ہے وہیں رسول خدا، اشرف الانبیاء احمد مجتبیٰ، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے بھی شاعری کو ایک مذموم ومجہول اور مردود وباطل فعل قرار دیا ہے۔ مذکورہ بالا آیات کریمہ میں سید عالم، مولائے کُل، دانائے سُبل ﷺ کی ہجو بیان کرنے والے شعراء کی مذمت اور ان کی مذموم شاعری پر لعنت کی گئی ہے اور ان کے پیروکاروں کو بے راہ رو اور گم راہ کہا گیا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے بھی ایسے شعراء اور ان کی شاعری کی پرزور مذمت فرمائی ہے۔ ملاحظہ ہو ارشاد ربانی کے بعد فرمان رسول ﷺ۔

حضرت ابن عمرؓ (عبداللہ بن عمر بن الخطاب، المتوفی ۷۳ھ الموافق ۶۹۳ء (۱۳۵) سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما عن النبی ﷺ قال لان یمتلی جوف احدکم قیحاً

خیر له من ان یتملی شعراً (۱۳٦)

ترجمہ:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریمہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اگر تم میں سے کسی (شخص) کا پیٹ پیپ سے بھر جائے تو اس سے بہتر ہے کہ وہ شعروں سے پُر ہو۔

اس حدیث کریم کے بارے میں علامہ بدرالدین عینیؒ (المتوفی ۸۵۵ھ الموافق ۱۴۵۱ء) (۱۳۷) فرماتے ہیں:

عمر بن الخطاب عن رسول اللہ ﷺ قال "لان یمتلی جوف احدکم قیحاً خیر له من ان یمتلی شعراً" رواہ ابن ابی شیبه و البزار و الطحاوی و روی مسلم عن سعد بن ابی وقاص عن النّبی ﷺ قال "لان یمتلی جوف احدکم قیحاًیریه خیر من ان یمتلی شعراً" واخرجه ابن ماجة ایضاً واخرجه البخاری عن ابن عمر عن النبی ﷺ نحو روایة ابن ابی شیبة واخرجه مسلم ایضاً عن ابی هریرةؓ نحو روایة عن سعد و اخرجه ایضاً عن ابی سعید الخدری و اخرجه الطحاوی ایضاً عن عوف بن مالک عن النبی ﷺ و اخرجه الطبرانی ایضاً عن ابی الدراداء عن النبی ﷺ.(۱۳۸)

ترجمہ:۔ حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ تیرا پیٹ پیپ سے بھر جائے...... الخ۔ اس حدیث کریمہ کے بارے میں علامہ بدرالدین عینیؒ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو ابن شیبہ اور بزار اور امام طحاویؒ نے بھی روایت کیا ہے اور امام مسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ تیرا پیٹ پیپ سے...... الخ۔ اور اسی حدیث کو ابن ماجہ نے اسی سند سے نقل کیا ہے اور امام بخاری نے ابن عمرؓ سے اسی روایت کو نقل کیا ہے کہ آپ حضور ﷺ سے راوی...... اور اسی حدیث کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے اور امام مسلم نے بھی بعینہٖ حضرت ابو ہریرہؓ سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ امام طحاوی نے اس روایت کو حضرت عوف بن مالکؓ سے نقل کیا ہے کہ آپ حضور ﷺ سے راوی۔ اور امام طبرانی نے بھی اس حدیث کو حضرت ابی درداء سے بعینہٖ نقل کیا ہے کہ آپ حضور ﷺ سے راوی۔

اس حدیث کریمہ کے بارے میں علامہ بدرالدین عینیؒ ایک مقام پر فرماتے ہیں:

واجاب الاوّلون عن هٰذا وقالوا انما هذه الاحادیث وردّت علی خاص من الشعرو هو ان یکون فیه فحش و غناء وقال البیهقی عن الشعبی المرادبه الشعر الذی هجی به النبی ﷺ وقال ابوعبیدة الذی فیه عندی غیر ذلک لان ماهجی به رسول اللہ ﷺ منتظر بیت لکان کفرا ولکن وجهی عدی ان یمتلی قلبه حتی یغلب علیه فیشغله عن القرآن والذکر قیل فیما

قالہ ابو عبیدۃ نظر لان الذین ھجو النبی ﷺ کانوا کفارا وھم فی حال ھجو ھم موصوفون بالکفر۔(۱۳۹)

ترجمہ:۔اس حدیث کریمہ میں اوّلین بات یہ ہے کہ یہاں شعر سے مراد یاوہ گوئی، گندی و بے ہودہ، فضول و بے حیائی سے پُر اشعار سے ممانعت ہے اور امام بیہقیؒ کہتے ہیں کہ امام شعبیؒ نے کہا کہ اس سے مراد حضور نبی کریم ﷺ کی ہجو ہے۔ابوعبیدہ کہتے ہیں کہ کفار حضور ﷺ کی ہجو بیان کرتے تھے اور سرکار ﷺ کی ہجو کرنا کفر ہے۔عدی کہتے ہیں "ان یمتلی" سے مراد یہ ہے کہ دل ناصبور پر مشاعرہ اس قدر غالب و حاوی ہو جائے کہ وہ قرآن (تلاوت) وذکر (اوراد و وظائف) صوم وصلوٰۃ سے روک دے۔

علامہ ابن عابدین شامیؒ اس حدیث کریمہ کے ضمن میں تفصیلی گفتگو کرتے ہوئے حالت شعر کی چار اقسام ذکر فرماتے ہیں کہ کن کن وجوہ کے سبب اس حدیث کریمہ کا اطلاق ہوتا ہے۔

قال صلی اللّٰہ علیہ وسلّم لان یمتلی جوف احدکم قیحًا خیر لہ من ان یمتلی شعر۔

فما کان منہ فی الوعظ و الحکم وذکر نعم اللّٰہ تعالیٰ و صفتہ المتقین فھو حسن۔

وما کان ذکر الاطلال والازمان و الامم فمباح۔

ومان کان ھجو و سخف فحرام وما من وصف المحدود و قدود والشعور فمکروہ۔

کذا فعلہ ابو اللّیث السمرقندی۔(۱۴۰)

ترجمہ:۔حضور ﷺ کا فرمان گرامی ہے تم میں سے کسی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے، یہ بہتر ہے اس سے کہ وہ شعر سے بھرے۔

پس اشعار میں وہ قسم جس میں وعظ، حکمتیں، اللہ کی نعمتوں کا ذکر اور متقی لوگوں کی صفت ہو، وہ حسن ہے اور جن میں کھنڈرات، زمانوں اور امتوں کا ذکر ہو تو وہ مباح ہے۔

اور جن میں کسی کی ہجو اور کم عقلی کا ذکر ہو تو وہ حرام ہے اور جہاں رخساروں، کسی چیز کی مقدار اور بالوں کی صفت ہو تو وہ مکروہ ہیں، اسی طرح ابواللّیث سمرقندی نے اس کی تفصیل کی ہے۔

امام بخاریؒ اس حدیث کریمہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

"شعر جب ذکر اللہ اور قرآن اور علم کے اشکال پر غالب آجائے اور اگر شعر مغلوب ہے پھر برا نہیں ہے، اس طرح وہ اشعار جو فحش مضامین یا لوگوں پر طعن و تشنیع یا دوسرے خلاف شرع مضامین پر مشتمل ہوں وہ باجماع امت حرام و ناجائز ہیں اور یہ کچھ شعر کے ساتھ مخصوص نہیں جو نثر، کلام ایسا ہو اس کا بھی یہی حکم ہے۔"(۱۴۱)

یہ حدیث کریمہ جامع الترمذی میں حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ (المتوفی ۵۵ھ الموافق ۶۷۴ء) (۱۴۲) سے یوں روایت ہے۔

عن محمد بن سعد بن ابی وقاصؓ عن ابیه قال قال رسول اللّٰه ﷺ لان یمتلی جوف احدکم قیحاً حتّٰی یریه خیر له من ان یمتلی شعراً" (۱۴۳)

ترجمہ:۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشادفرمایا اگر تم میں سے کسی (شخص) کا پیٹ پیپ سے بھر جائے تو یہ اس سے اچھا ہے کہ وہ اسے شعروں سے بھرے۔

علامہ نعیم الدین مراد آبادی نے اس حدیث کریمہ کو تفسیر خزائن العرفان برحاشیہ کنزالایمان، پارہ ۱۹، سورۃ الشعراء، ص ۶۷۷ پر بحوالہ بخاری و مسلم نقل کیا ہے۔

بخاری و مسلم میں یہ حدیث کریمہ حضرت سعدؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ (عبدالرحمٰن بن عامر بن دوس، المتوفی ۵۹ھ ۶۷۹ء) (۱۴۴) سے بایں الفاظ روایت ہے۔

حدثنا الاعمش قال سمعت ابا صالح عن ابی هریرة رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ لان یمتلی جوف احکم الرجل قیحاً حتّی یریه خیر من ان یمتلی شعراً. (۱۴۵)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ سرکار عالم ﷺ نے ارشادفرمایا۔ اگر تم سے کسی (شخص) کا پیٹ پیپ سے پُر ہو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ اسے شعروں سے بھرے۔

سنن ابن ماجہ (۱۴۶) میں بھی یہ حدیث کریمہ انہیں دونوں صحابہ کرام علیہم الرضوان سے روایت ہے۔ سنن ابی داؤد میں یہ حدیث کریمہ یوں روایت کی گئی ہے۔

حدثنا ابو الولید الطیالسی نا شعبة عن الاعمش عن ابی صالح عن ابی هریرةؓ قال قال رسول اللّٰه ﷺ لان یمتلی جوف احدکم قیحاً خیر له من ان یتملی شعراً قال ابو علی بلغنی عن ابی عبید انه قال وجهه ان یمتلی قلبه حتی یشغله عن القرآن وذکر اللّٰه فاذا کان القرآن والعلم الغالب فلیس جوف هٰذا عندنا ممتلیاً من الشعر و ان من البیان لسحراً قال کان المعنی ان یبلغ من بیانه ان یمدح الانسان فیصدق فیه حتّی یصرف القلوب الیٰ قوله ثم یذمّه فیصدق فیه حتی یصرف القلوب الیٰ قوله الآخر فکانه سحر السامعین بذالک. (۱۴۷)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کسی کا پیٹ پیپ سے بھرا ہوا ہو تو اس کے لیے شعروں سے بھرے ہونے سے بہتر ہے۔ ابوعلی کا بیان ہے کہ مجھے ابو عبید سے یہ بات

پہنچی کہ انہوں نے فرمایا۔ اس سے مراد ہے کہ اس کا دل اتنا بھر جائے کہ قرآن کریم اور ذکر الٰہی کی فرصت بھی نہ ملے۔ جب قرآن اور دینی علم غالب ہوں تو اس پیٹ کو شعروں سے بھرا ہوا نہیں کہیں گے اور یہ جو "ان من البیان لسحراً" فرمایا تو مطلب یہ ہے کہ اپنی زبان میں مبالغہ کرے یعنی جب کسی کی تعریف کرے تو یوں سچ کر دکھائے کہ لوگوں کے دل اس کی تائید پر مائل ہوں، پھر جب اس کی مذمت کرے تو ایسا سچ کر دکھائے کہ لوگ اس کے دوسرے بیان کی تائید پر تُل جائیں تو گویا اس نے ایسا کر کے سامعین پر جادو کیا۔

شعر اور روایت شعری پر جو قدغن قرآن نے لگائی ہے اور جس کا اظہار اللہ رب ذوالجلال نے آیات قرآنیہ میں برملا فرمایا ہے، یہ ایک واضح اور ناقابل تردید حقیقت ہے۔ اس طرح رسول کریم ﷺ نے بھی اپنی احادیث مبارکہ ایسی شاعری کو جو دین اسلام کے موافق نہ ہو اور مضامین حقیقت سے لگا نہ کھائے، مذموم و مردہ قرار دیا ہے یہی نہیں بلکہ آپؐ نے کثرت گوئی کو بھی ہدف بناتے ہوئے اظہار نفرین فرمایا ہے۔ فضول گوئی تو عام باتوں میں جائز نہیں چہ جائے کہ شاعری میں اس موضوع کو بڑھایا جائے۔ آپؐ نے ایسے لوگوں کو "شیطان" قرار دیا ہے۔ جیسا کہ:

مذمت اشعار و شعرائے بد کی توبیخ حضرت ابی سعید خدریؓ (المتوفی ۷۴ھ الموافق ۶۹۳ء) (۱۴۸) کی روایت کردہ اس حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

عن ابی سعید الخدریؓ قال بینا نحن نسیر مع رسول اللہ ﷺ بالعرج اذ عرض شاعر ینشد فقال رسول اللہ ﷺ خذوا الشیطان او امسکوا الشیطان لان یمتلی جوف رجل قیحاً خیرا لہ من ان یمتلی شعرا. (۱۴۹)

ترجمہ:۔ حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم مقام عرج میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ سفر کر رہے تھے، ایک شاعر، شعر کہتا ہوا سامنے آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس شیطان کو پکڑ لو یا روکو اس شیطان کو، کسی شخص کے پیٹ کا پیپ سے بھرا ہو ہونا اس سے بہتر ہے کہ اشعار سے بھرا ہوا ہو۔

اس حدیث کریمہ کی شدّت تردید و توبیخ کے بارے میں علماء و محدّثین کا گمان ہے کہ یہ کوئی کافر، غیر مسلم شاعر ہے، جس کے بارے میں اس قدر شدید الفاظ استعمال کیے گئے ہیں، جیسا کہ امام نووی فرماتے ہیں:

"واما تسمیۃ ھذا الرجل الذی سمعہ ینشد شیطاناً فلعلّہ کان کافراً او کان الشعر ھو الغالب علیہ او کان شعرہ ھذا من المذموم وبا لجملۃ فتسمیتہ شیطاناً انما ھو فی قضیۃ عین تتطرق الیھا الاحتمالات المذکورۃ وغیرھا ولا عموم لھا فلا یحتج بھا" (۱۵۰)

ڈاکٹر محمد اسحٰق قریشی اپنے مقالہ ''برصغیر پاک وہند میں عربی نعتیہ شاعری'' میں اس حدیث کے ضمن میں یوم رقم طراز ہیں۔

''شیطان'' کہہ کر کسی گناہ گار سے گناہ گار انسان کو بھی پکارنا لسان نبوت ﷺ سے متوقع نہیں، یہ تو اس شاعر کے بارے میں کہا جاسکتا ہے جس کا انداز شعری خرافات سے مملو ہے۔ ہدایت اور کتاب ہدایت نے اس کے اندر کوئی مقام پیدا نہیں کیا ہے۔ ''یمتلی'' کے اشارے نے واضح کر دیا ہے کہ شعر بحیثیت شعر ہی مقصود ہے اور یہی کائنات حیات ہے اور شعر بھی ان مضامین پر مشتمل ہے جو غلاظت کے تعفن سے بھرپور ہے۔ ''قیحا'' فرما کر اس فاسد مواد کی نشان دہی کر دی گئی ہے کہ جس کے خارج ہو جانے میں بھلا ہے وگرنہ وہ فساد کا سبب بنے گا اس سے شعری مواد کے ناقص اور غیر محمود ہونے کی طرف اشارہ ہے۔(۱۵۱)

[illegible]
[illegible] فتح الباری [illegible] البخاری میں اس حدیث [illegible] کی تشریح [illegible] کے ضمن میں فرماتے ہیں۔

"ظاهره العموم فی کل شعر لکنه مخصوص بمالم یکن مدحا حقا کمدح الله و رسوله وما اشتمل علی الذکر والذهدو سائر االمواعظ مما لا افراط فیه". (۱۵۳)

اور پھر مزید وضاحت کرتے ہوئے اس کی توجیہہ یوں بیان کرتے ہیں۔

"لکن وجهه عندی ان یمتلی قلبه من الشعر حتی یغلب علیه فیشغله عن القرآن و عن ذکر الله فیکون الغالب علیه. فاما اذا کان القرآن والعلم الغالبین علیه فلیس جوف ممتلئاً من الشعر. (۱۵۴)

علامہ بدرالدین العینی عمدۃ القاری شرح البخاری میں اس حدیث کریمہ کی توضیح میں لکھتے ہیں:

"توخذ من معناه لان امتلاء الجوف بالشعر کنایةً عن کثرة الاشتغال به حتی یکون وقته مستغرقاً به فلا یتفرّغ لذکر الله عزّوجل ولا لقرأة القرآن وتحصیل العلم وهذا هوالمذموم فیه اشارة الی ذکر الله تعالیٰ و قرأة القرآن والاشتغال اذا کانت غالبة علیه فلا یدخل تحت هذا الذم. (۱۵۵)

اس سلسلے میں امام نووی (محی الدین ابو ذکریا یحییٰ بن شرف النووی (المتوفی ۶۷۶ھ الموافق ۱۲۷۷ء) (۱۵۶) شرح صحیح مسلم میں وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ان المراد ان یکون الشعر غالباً علیه مستولیا علیه بحیث یشغله عن القرآن وغیره من

العلوم الشرعية و ذكر اللّٰه تعالىٰ وهٰذا مذموم من اى شعر كان فاما اذا كان القرآن والحديث وغيرهما من العلوم الشرعية هو الغالب عليه فلا يضرّ حفظ اليسير من الشعر مع هٰذا الان جوفه ليس ممتلئاً شعراً ...... آپ مزید تحریر فرماتے ہیں:

"وقال العلماء كافة هو مباح مالم يكن فيه فحش ونحوه قالوا وهو الكلام حسنه حسن وقبيحه قبيح وهٰذا هو الصواب فقد سمع النبی ﷺ الشعر واستنشده احسان فی هجاء المشركين و انشده اصحابه بحضرته فی الاسفار وغيرها وانشده الخلفاء وآئمة الصحابة وفضلاء السلف ولم ينكره احد منهم على اطلاقه وانما انكروا المذموم منه والفحش ونحو. (۱۵۷)

علامہ ابن رشیق کی رائے بھی یہی ہے کہ "مذمت غلبۂ شعر کی ہے، جو کہ انسان کو فرائض دین الٰہی، ذکر اللہ و ذکر رسول ﷺ اور اعمال صالحہ سے طبیعت کو مکدّر و منقطع کر دے، وگرنہ "شعر" شعر احسن کے جواز پر کوئی قدغن نہیں ہے۔" (۱۵۸)

ڈاکٹر اسحٰق قریشی اس ذیل میں فرماتے ہیں:

"روایات میں تردید اس کیفیت کی ہے کہ شعر انسانی قلب و ذہن پر یوں مستولی ہو جائے کہ اسے دین و دنیا کے دیگر ضروری معاملات سے بے خبر کر دے۔ دینی فرائض مذکورہ سے کوتاہی اور معاملات ضروریہ سے اغماض ہونے لگے، ایسے حالات میں تو بیش تر مباح اعمال بھی قابل مذمت ٹھہرتے ہیں صرف "شعر" پر ہی کیا منحصر ہے۔ عرب ماحول میں اس قدر غلو قرین امکان تھا! اس لیے تردید میں سخت لہجہ اختیار کیا گیا۔ اس سے شعر کی نہیں غلو شعر کی نفی مقصود تھی۔ اسلام دین اعتدال ہے، افراط و تفریط کا ہر عمل اسلامی تعلیمات سے انحراف ہے اس لیے شعر ہی نہیں ہر فعل میں راہ اعتدال ہی مناسب اور قابل قبول ہے۔" (۱۵۹)

اس حدیث کریمہ کی تشریح و تعبیر میں شیخ حق، عبدالحق محدث دہلوی (المتوفی ۱۰۵۲ھ الموافق ۱۶۴۲ء) (۱۶۰) اشعۃ اللّمعات میں فرماتے ہیں:

"جب آپؐ نے اسے ملاحظہ فرمایا کہ شعر کہہ رہا ہے اور بے باکی کے عالم میں جا رہا ہے، حتیٰ کہ مسلمانوں کی جانب متوجہ ہی نہیں ہوا، تو آپؐ نے محسوس فرمایا کہ یہ اشعار سے پُر ہے اور اس کی وجہ سے اس میں میں بے حیائی اور بے ادبی در آئی ہے، اس لیے آپؐ نے اسے شیطان سے تعبیر فرمایا کہ بارگاہِ رحمت سے دور ہو چکا ہے اور ان اشعار کی مذمت کی، جن کی وجہ سے اس میں غرور اور تکبر پیدا ہوا۔ (۱۶۱)

نواب قطب الدین دہلوی اس حدیث کریمہ کے ضمن میں لکھتے ہیں:

''جب آنحضرت ﷺ نے اس شخص کو دیکھا کہ وہ شعر پڑھنے میں بری طرح مشغول ہے، یہاں تک کہ اس کو وہاں موجود مسلمانوں کی طرف بھی کوئی التفات نہیں ہے، بلکہ ایک طرح سے آنحضرت ﷺ اور تمام مسلمانوں سے صرف نظر کیے ہوئے بے محابا چلا جار ہا ہے اور اس کو شوق شعر وشاعری نے اس درجہ بے باک بنا دیا ہے کہ وہ انسانی اور اخلاقی تقاضوں اور آداب زندگی تک فراموش کر بیٹھا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے رگ و پے میں صرف شعر وشاعری ہی سرایت کیے ہوئے ہے اور وہ پرلے درجے کا بے حیا و بے ادب بن گیا ہے، تو آپؐ نے اس کو ''شیطان'' فرمایا، جس سے آپؐ کی مراد یہ تھی کہ یہ شخص رحمتِ الٰہی اور قرب خداوندی سے بُعد اختیار کیے ہوئے ہے اور ظاہر ہے کہ اس سے صورت حال کا صدور محض اس لیے ہوا کہ وہ اپنی شعر وشاعری کے غرور ونخوت میں مبتلا تھا، اس لیے آپؐ نے شعر کی مذمت کی۔(۱۶۲)

امام بخاریؒ نے مذمت شعر وشعراء کے ضمن میں حضرت ابن عباسؓ کا یہ قول نقل کیا ہے:

قال ابن عباسؓ فی کُلّ لغو یَخوضون.(۱۶۳)

ترجمہ: شاعر ہر لغویات میں مغز کھپائی کرتے ہیں۔

اسی طرح امام بخاریؒ (امام ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل البخاری، المتوفی ۲۵۶ھ الموافق ۸۷۰ء) (۱۶۴) نے تو باقاعدہ ناپسندیدہ شاعری کے حوالے سے پورا ایک باب بخاری شریف میں اسی عنوان سے باندھا ہے۔

"باب مایکرہ ان یکون الغالب علی الانسان الشعر حتّی یصدّہ عن ذکر اللّٰہ والعلم والقرآن'' (۱۶۵) (وہ شاعری ناپسندیدہ ہے جو اللہ کی یاد، دینی علوم اور قرآن سے روک دے)۔

یہی حدیث کریمہ حضرت ابن عباسؓ سے بھی ان الفاظ **"دما"** اور **"ھجیت بہ"** کے اضافے کے ساتھ یوں روایت ہے:

عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ لان یمتلی جوف احدکم قیحاً دماً خیر لہ من ان یمتلی شعراً ھجیت بہ (۱۶۶) یہی روایت حضرت جابر بن عبداللہ سے بھی منقول ہے۔(۱۶۷) علامہ سبکی (عبدالوہاب السبکی (المتوفی ۷۷۱ھ الموافق ۱۳۷۰ء) (۱۶۸) کی معروف کتاب ''الطبقات الشافعیہ'' میں بھی یہ حدیث کریمہ حضرت ابو ہریرہؓ سے بایں الفاظ مروی ہے۔

عن ابی ھریرۃ قال، قال رسول اللّٰہ ﷺ لان یمتلی جوف احدکم قیماً دماً خیر لہ من ان یمتلی شعراً ''فقالت عائشۃ رضی اللّٰہ عنھما لم یحفظ الحدیث انما قال رسول اللّٰہ ﷺ لا ن یمتلی جوف احدکم ودماً خیرا لہ من ان یمتلی شعراً ھجیت بہ.(۱۶۹)

اس حدیث کریمہ کی بعض روایات کے آخر میں لفظ ''ھجیت بہ'' کا اضافہ ہے، جیسا کہ علامہ ابونصر

عبدالوہاب السبکی نے اپنی کتاب ''الطبقات الشافعیۃ الکبریٰ'' میں حضرت عباسؓ کی بیان کردہ حدیث کریمہ، حضرت جابر بن عبداللہؓ اور اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت کردہ احادیث نبویہ ﷺ میں اس لفظ کا اضافہ مذکورہ فرمایا ہے۔ اس جملے سے بعض شارحین ومحدثین وعلمائے کرام نے اس کے معنی استخراج فرمائے ہیں کہ یہاں پر مقصود و مذمت ایسے اشعار کی ہے جن میں حضور نبی کریم ﷺ کی ہجو (مذمت) کی گئی ہے اور اس طرح کی احادیث کریمہ بعض مخصوص مقام و ماحول اور مخصوص حالات و واقعات کی نشان دہی کرتی ہیں۔ علمائے کرام کا قول ہے کہ ''یہ تردید عمومی نوعیت کی نہیں۔''

اہل ایمان مومن، مسلمان، عاشق رسولؐ کے لیے، جس کا سینہ حب رسول ﷺ سے لب ریز ہے، اس کے لیے آپؐ کی شان میں لکھا گیا ایک نقطہ بھی نا قابل برداشت ہے اور کہا گیا ایک حرف بھی قابل مذمت و گرفت ہے چہ جائے کہ آپؐ کی ہجو کہی جائے۔ اس کے لیے کسی بھی مقام، ماحول، حالات و واقعات کی کوئی قید نہیں، سرکار ﷺ کی شان میں گستاخی کا پہلو جہاں سے بھی نمایاں ہوگا، تمام عالم میں اس کی مذمت کی جائے گی کہنے والا خواہ کسی بھی رتبے و مرتبے کا حامل ہو۔

ڈاکٹر الحق قریشی لکھتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ کی ''ہجو'' کی مذمت کے لیے ''امتلاء'' کی قید ضروری ہے۔ ہجو رسول ﷺ کے ضمن میں کہا گیا ایک شعر یا ایک مصرعہ بھی قابل گرفت اور لائق مذمت ہے اس میں کیت کا کوئی اعتبار نہیں۔'' (۱۷۰)

علامہ محمود آلوسی ''هجيت به'' کے ضمن میں فرماتے ہیں:

"ولا يخفى ان يبتعد الحمل المذكور التعبير يمتلى فان الكثير و القليل مما فيه فحش اوهجو لسيد الخلق ﷺ سواء. (۱۷۱)

اسی طرح علامہ ابن حجر العسقلانی اس لاحقے کی شرح میں رقم طراز ہیں۔

"قال ابن بطّال ذكر بعضهم ان معنى خيرله من ان يمتلى شعرا يعنى الشعر الذى هجى به النبى ﷺ وقال ابو عبيدو الذى عندى فى هذا الحديث غير هذا القول لان الذى هجى به النبى ﷺ لو كان شطر بيت لكان كفراً فكانه اذا حمل وجه الحديث على امتلاء القلب منه انه قدر خصّ فى القليل منه" (۱۷۲)

اس تمام حجت سے ثابت ہوا کہ ''هجيت به'' کا مقصود و مراد شعر گوئی یا تردید شعری کا اختصاص نہیں بلکہ غلو شعری مراد ہے، یعنی جو شاعری اسلام، صاحب دین، صاحب اسلام، شریعت اسلامیہ کے خالف ہو، وہ قابل ذم و مذمت ہے۔ اصلاحی، تبلیغی، توصیفی، خصوصاً نعتیہ شاعری اور شان کبریائی کی عظمت و حرمت میں کہے گئے

اشعار روا ہیں۔

اس حدیث کریمہ (اگر کسی کے پیٹ میں لہو، پیپ بھرا ہو کہ اس کی صحت کو غارت کردے تو اس سے بہتر ہے کہ اس کے اندر شعر بھرے ہوں)، کو قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے ''تفسیر مظہری'' میں بہ اسناد بخاری و مسلم و احمد و ابوداؤد و الترمذی والنسائی و ابن ماجہ سے نقل کیا ہے۔

"عن ابی هریرةؓ عن النبیﷺ قال لا ن یمتلی جوف قیحاً حتی یفسده خیر له من ان یمتلی شعراً "رواه البخاری و مسلم و احمد و ابودائود و الترمذی و النسائی و ابن ماجة"(۱۷۳)

امام ابی الحسن السندی اس حدیث کریمہ کی تفہیم میں لکھتے ہیں:

والمطابقة توخذ من معناه لان امتلاء الجوف بالشعر کنایة عن کثرة اشتغاله بشئی یکون قلبه مستغرقاً به فلا یتضرّع الذکر الله.(۱۷۴)

ترجمہ:۔ پیٹ کا پیپ سے بھر جانا ان معنی میں کہ جو شعر سے پُر ہو، کا مطلب یہ ہے کہ جو زیادتی مشغولیت اشعار (مشاعروں، مکالموں اور مقابلوں کی محافل) کی کثرت کے سبب دل کو اس قدر مستغرق (مصروف) کردے کہ وہ اللہ کے ذکر و اذکار، (صوم وصلوٰۃ) سے فارغ کردے، ایسے شعراء کے لیے یہ وعید ہے جو ہمہ وقت تن، من دھن کے ساتھ اس بے کار وفضول شغل میں لگے رہتے ہیں۔

اس حدیث کریمہ میں شعر سے مراد کیا ہے؟ اس سلسلے میں علامہ نوویؒ ابوعبید کا قول نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں:

قال ابو عبید قال بعضهم المراد بهذا الشعر شعر هجابه النبیﷺ.(۱۷۵)

ابوعبید نے کہا بعض علمائے کرام نے کہا کہ یہاں شعر سے مراد حضور نبی کریم ﷺ کی ہجو مراد ہے۔

اس ضمن میں ابوعبید مزید فرماتے ہیں کہ ہجو رسول ﷺ میں ایک کلمہ بھی کہنا موجب عذاب اور باعث کفر ہے۔

وقداجمع المسلمون علی ان الکلمة الواحدة من هجاء النّبیﷺ موجبة للکفر. (۱۷۶)

جمیع مسلمانان کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں اگر ایک جملہ یا ایک لفظ بھی ہجو کا کہا جائے تو یہ باعث کفر ہے۔

آپ مزید فرماتے ہیں:

استدلال بعض العلمائے بھٰذا الحدیث علی کراھة الشعر مطلقاً قلیله و کثیرة. (۱۷۷)
بعض علمائے کرام نے اس حدیث کریمہ سے یہ استدلال کیا ہے کہ شعر کم ہو یا زیادہ مطلقاً حرام ہے۔
عارف باللہ شیخ محقق حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ ''اشعۃ اللّمعات شرح مشکوٰۃ'' میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کردہ اس حدیث کریمہ ''لان یمتلی جوف رجل قیحاً یریه خیرا من ان یمتلی شعراً'' (۱۷۸) کی تعبیر و تشریح میں فرماتے ہیں:
یہ شعر اس شخص کا اس طرح مشغلہ بن جائے کہ قرآن ذکر الٰہی اور علوم شرعیہ سے غافل ہو جائے یا اس سے معین شخص مراد ہے، الغرض یہاں وہ گندے اشعار مراد ہیں جو کفر، فحاشی اور ناروا مضامین پر مشتمل ہوں۔'' (۱۷۹)
اور اس حدیث کریمہ کی تشریح و تعبیر میں نواب محمد قطب الدین دہلوی ''مظاہر حق جدید شرح مشکوٰۃ شریف'' میں اس طرح بیان کرتے ہیں:
''اس حدیث کے ذریعے ایسی شاعری کی مذمت کی گئی ہے جو انسان کو ہر طرف سے غافل کر دے، چناں چہ جو شاعر ہر وقت مضامین بندی اور تخلیق شعر میں مستغرق رہ کر فرائض و عبادت و تلاوت قرآن و ذکر خداوندی اور علوم شرعیہ سے غافل ہو جاتے ہیں۔ ان کے اشعار برائی اور قابل نفرین ہونے کے اعتبار سے اس پیپ سے بھی بدتر ہیں جو زخم میں پڑ جاتی ہے، خواہ وہ اشعار کسی بھی طرح کے ہوں اور کیسے ہی اچھے مضامین پر مشتمل کیوں نہ ہوں یا اس ارشاد گرامی میں محض ان اشعار کی مذمت مراد ہے، جو فحش و بے حیائی، کفر و فسق اور ناشائستہ و غیر صالح مامین پر مشتمل ہونے کی وجہ سے برے اشعار کہے جاتے ہوں۔ (۱۸۰)
مولانا نعیم الدین مرادآبادی اس حدیث کریمہ سے متعلق فرماتے ہیں:
''بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ اگر کسی کا جسم پیپ سے بھر جائے تو یہ اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ شعر سے پُر ہو، جو اس طریقے سے اجتناب کرتے ہیں وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔'' (۱۸۱)

شعرائے اسلام (نعت گو) کا استثنیٰ قرآن کی روشنی میں

مذکورہ بالا آیاتِ قرآنیہ و احادیثِ نبویہ ﷺ کی روشنی میں شعرائے بدگویان کی مذمت کی گئی ہے، لیکن اس کے ساتھ ہی نہ صرف اچھی اور ستھری شاعری کی تعریف کی گئی ہے بلکہ عمدہ و احسن، پاکیزہ و منزہ، طاہرہ و مطہرہ افکار و خیالات کو اجاگر کرنے والے تعمیری و تخلیقی، اصلاحی و تعظیمی، حق و صداقت پر مبنی سچی اور اچھی تشریحات و تعبیرات اور مبشرات بیان کرنے والے شعرائے کرام کو بیش بہا خلعت و اعزاز و انعام و اکرام سے بھی نوازا

گیا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور دین حق، دین مبین، دین حنیف یعنی دین اسلام کا دفاع کرنے والے اور ان کے لیے حصن حصین بننے والے شعراء کو دنیا و آخرت میں حقیقی خوشی، سچی مسرت اور صداقت پر مشتمل بشارات ہیں، جیسا کہ اللہ رب ذوالجلال کا فرمان عالی شان ہے:

الاّ الّذین اٰمنوا وعملوا الصّلٰحت و ذکروا اللّٰہ کثیراً و انتصروا من م بعد ماظلموا ٥ (۱۸۲)

ترجمہ: مگر وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور بکثرت اللہ کی یاد کی اور بدلہ لیا بعد اس کے کہ ان پر ظلم ہوا۔ (۱۸۳)

ڈاکٹر طاہر القادری اس آیت کریمہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

ترجمہ: سوائے ان (شعراء کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتے رہے (یعنی اللہ اور رسول ﷺ کے مدح خواں بن گئے) اور اپنے اوپر ظلم ہونے کے بعد (ظالموں سے بزبان شعر) انتقام لیا (اور اپنے کلام کے ذریعے اسلام اور مظلوموں کا دفاع کیا بلکہ ان کا جوش بڑھایا تو یہ شاعری مذموم نہیں) (۱۸۴)

مارماڈیوک پکتھال اس آیت کریمہ کے بارے میں لکھتا ہے:

Save those who believe and do good works, and remember Allah much and vindicate themseleves after they have been wronged. Those who do wrong will come to know by what a (great) reverse they will be over turned(185)

مفسر اعظم، ترجمان القرآن حضرت عبداللہ ابن عباسؓ "الاّ الّذین اٰمنوا" کی تشریح میں فرماتے ہیں۔ "بمحمد ﷺ والقرآن حسان بن ثابت و اصحابه" (یعنی محمد ﷺ اور قرآن پر ایمان لائے اور شعراء میں یہ گروہ حضرت حسانؓ بن ثابت اور اس کے لوگ ہیں) اور "وعملوا الصلٰحت" کی تشریح میں فرماتے ہیں۔ "الطاعات فیما بینهم و بین ربهم" (یعنی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں) اور "وذکروا اللّٰہ کثیرا" کی تشریح میں فرماتے ہیں "فی الشعر" (یعنی ان لوگوں کو منظوم حمایت و نصرت فرمائی، اشعار کو تلوار بنایا) اور "وانتصروا" کی تشریح میں فرماتے ہیں "بمحمد ﷺ و اصحابه بالرد علیٰ الکفّار" (یعنی محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کا دفاع کیا اور اپنے اشعار سے کفار کا رد فرمایا) اور "من م بعد ما ظلموا" کی تشریح میں فرماتے ہیں "هجوا هجاهم الکفّار" یعنی (انہوں نے کفار کی ہجو کا جواب ہجو سے دیا)۔ (۱۸۶)

علامہ جلال الدین سیوطی "ذکروا اللّٰہ کثیراً" کی تشریح تفسیر جلالین میں بحوالہ مدارک یوں فرماتے ہیں:

ایٓ کان ذکر اللّٰہ وتلاوتہ القرآن اغلب علیھم من الشعر و اذا قالوا شعرا قالوہ فی التوحید اللّٰہ تعالیٰ والثناء علیہ والحکمۃ والموعظۃ والزھد والادب و مدح رسول ﷺ واصحابۃ و صلحاء الامۃ ونحو ذٰلک ممالیس فیہ ذنب.(۱۸۷)

ترجمہ:۔اور وہ لوگ کہ جنہوں نے اللہ کا ذکر بلند کیا اور قرآن کریم کی تلاوت فرمائی اس طرح کہ وہ اس پر غالب رہے شعر کے مقابل اور یہ کہ انہوں نے شعر کہے توحید باری تعالیٰ میں اور اس کی ثناء و پاکی، حمد تحمید بیان کی اور انہوں نے حکمت ونصیحت زہد و ادب اور مدح رسول ﷺ (نعت) وصحابہ کرامؓ وصلحائے امتؒ (بزرگان دین و مشائخ اسلام) اور اس طرح دیگر احسن وعمدہ معانی میں اشعار کہے تو ان پر کوئی گناہ لازم نہیں۔

امام سیوطیؒ اپنی تفسیر جلالین میں بحوالہ جمل "من بعد ماظلموا" کی تشریح میں لکھتے ہیں:

قال اللّٰہ تعالیٰ استدلال علیٰ جواز ما فعلوہ من ھجوھم للکافر فی مقابلۃ ھجو الکفّار لھم و قولہ فمن اعتدیٰ علیکم الخ استدلال علیٰ اشتراط المماثلۃ فی المقابلۃ فلایجوز للمظلوم ان یزید فی الذم علیٰ ماظلم بہ من الھجو.(۱۸۸)

ترجمہ:۔اللہ تعالیٰ کے اس قول جلیل سے یہ جواز ثابت ہوا کہ کفار کی ہجو کے مقابلے میں اس کا جواب ہجو سے دینا جائز ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔

اس آیت کے بارے میں سنن ابی داؤد میں ہے کہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں:

عن یزید النحوی عن عکرمۃؓ عن ابن عباسؓ قال والشعراء یتبعھم الغاوون فنسخ من ذٰلک و استثنیٰ وقال الاّ الذین آمنوا و عملوا الصلحت وذکروا اللّٰہ کثیرا. (۱۸۹)

ترجمہ:۔ یزید بن نحوی نے عکرمہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ کرتے ہیں (۲۶۔۲۲۷) سے منسوخ ومستثنیٰ ہے، چناں چہ فرمایا، مگر جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے اور اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کیا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

یہ حضرت کعب شعرائے اسلامیں سے ہیں، مشاہیر شعرائے اسلام تین ہیں۔ حضرت حسان بن ثابت، حضرت عبداللہ بن رواحہ اور حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہم۔ حضرت کعبؓ کافروں کے دلوں میں جہاد کا رعب ودبدبہ پیدا کرنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔ حضرت حسانؓ ان کے نسب پر طعن کرتے اور حضرت عبداللہ

بن رواحہؓ ان کے کفر پر ان کی سرزنش کرتے تھے۔ حضرت کعبؓ نے اپنے حال پر افسوس کرتے ہوئے اور شعر کو قبیح جانتے ہوئے عرض کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے جن آیات میں شعرا کی مذمت کی ہے اس سے مراد "والشعراء یتّبعھم الغاوون" ہے۔ آپؐ نے تسلّی دیتے ہوئے فرمایا۔ وہ شعراء جو اسلام اور دین کی اشاعت و تقریب کا سبب اور کفار کی ہجو کرتے ہیں، وہ آیت مذکور کے تحت نہیں آتے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود استثنیٰ فرما دیا ہے کہ اچھے شعراء اس میں شامل نہیں۔ الّا الّذین امنوا...... الخ(۱۹۰)

امام جلال الدین سیوطی بحوالہ صاوی "تفسیر جلالین" میں لکھتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ الّا الّذین امنوا...... الخ۔ نازل ہوئی تو...... سبب نزولها ان کعب بن مالک قال للنّبیﷺ قدانزل فی الشعر فقال النبیﷺ ان المومن یجاهد بسیفه ولسانه والذی نفسی بیده لکان ماترمونهم به نفح النبل وقوله انزل فی الشعراء ایٔ انزل القرآن فی ذمّ الشعر و اهله. (۱۹۱)

ترجمہ: کعب بن مالکؓ نے حضور نبی کریم ﷺ سے کہا۔ یارسول اللہ ﷺ اس آیت کے نزول کے سبب اب ہمارا کیا ہوگا، تو حضور ﷺ نے فرمایا۔ بے شک مومن جہاد کرتا ہے اپنی تلوار سے اور اپنی زبان سے بھی اور بخدا جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تمہارے اشعار تیر سے بھی زیادہ سخت ہیں جو دشمن کو مجروح کرتے ہیں۔ امام سیوطیؒ کہتے ہیں کہ یہ آیت ان شعراء کے لئے نازل ہوئی جو مذموم شعر کہتے ہیں۔

اسی طرح تفسیر جلالین میں ہے۔

قوله من الشّعراء هم المؤمنین حسان و عبدالله بن رواحه و کعب بن مالک روی ابن جریر وابن ابی حاتم کما نزلت والشعراء...... الخ. جاء هؤلاء الثلاثة الیٰ رسول اللهﷺ وهم یبکون فقالوا قد علم الله حین انزل هذه الآیة انا شعراء فانزل الله الّا الّذین امنوا والسورة وان کانت مکی و لکن اربعة ایات منها وهی الشعراء یتّبعهم الغاوون مدنیة (۱۹۲).

ترجمہ: کہا گیا کہ جب یہ سورت نازل ہوئی تو شعرائے مومنین حضرت حسان بن ثابت وعبداللہ بن رواحہ اور کعب بن مالک یہ تینوں روتے دوبارہ دربار رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے اور کہا کہ اللہ بہتر جانتا ہے کہ ہم شاعر ہیں اب اس نے یہ آیت نازل کردی ہے تو ہم برباد ہوگئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "ایمان والے اس سے مستثنیٰ ہیں۔" اسے ابن جریر وابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے۔ یہ آیت مکی ہے، جب کہ وہ چار آیات مدنی ہیں۔

مولوی فخر الدین تفسیر قادری میں لکھتے ہیں۔ یہ تفسیر کواشی میں لکھا ہے کہ یہ آیت "والشعرآء...... الخ"

اترنے کے بعد حضرت حسان وابن رواحہ اور صحابہؓ سے شاعروں کا ایک گروہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ حق تعالیٰ جانتا ہے کہ ہم شاعر ہیں اور ابن رواحہ نے کہا کہ مجھے ڈر ہے کہ میں اس وصف پر مرجاؤں تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ مومن جہاد کرتا ہے، اپنی شمشیر سے اور تم لوگ اپنی زبانوں سے کافروں کی زبان میں جو شعر کہتے ہو وہ تیر اور نیزے سے زیادہ ان پر سخت ہیں اور یہ آیت نازل ہوئی کہ الاّ الّذین امنوا...... الخ.(۱۹۳)

مولوی ثناء اللہ پانی پتی اس آیت کریمہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

جب یہ آیت کریمہ "والشّعراء یتّبعهم الغاوون"نازل ہوئی تو شعرائے اسلام میں بددلی پھیل گئی اور وہ حیران و پریشان، دل گرفتہ و پژمردہ سرکار ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور سارا قصہ بیان فرمایا کہ یارسول اللہ ﷺ اب ہمارا کیا حال ہوگا تو سرکار ﷺ نے فرمایا:

اخرج ابن ابی حاتم عن عروة قال لما نزلت و الشعراء یتّبعهم الغاوون الیٰ قوله مالا یفعلون قال عبداللّٰه بن رواحة قدعلم اللّٰه ان منهم فانزل الاّ الّذین امنوا الیٰ اخرالسورة و اخرج هو وابن جریر والحاکم عن ابی الحسن البراد قال لما نزلت والشّعراء یتبعهم الغاوون الأیة جاء عبداللّٰه بن رواحة و کعب بن مالک و حسان بن ثابت فقالوا یارسول اللّٰه ﷺ واللّٰه لقد انزل اللّٰه هذه الآیة وهو یعلم انا شعراء وهلکنا فانزل اللّٰه الا الّذین آمنوا الآیة فدعاهم رسول اللّٰه ﷺ وتلیٰ علیهم.(۱۹۴)

ترجمہ:۔ ابن ابی حاتم نے عروہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت "و الشّعراء یتّبعهم ...... مالا یفعلون" تک نازل ہوئی تو حضرت عبداللہ بن رواحہ نے کہا کہ اللہ کو علم ہے کہ میں ان ہی شعراء میں ہوں۔ اس آیت "و الشّعراء یتّبعهم ......الخ" آخر صورت تک نازل نازل ہوئی اور ابن ابی حاتم اور ابن جریر اور حاکم نے ابوالحسن براد کی روایت سے بیان کیا ہے کہ جب آیت "والشّعراء یتّبعهم الغاوون ......الخ" نازل ہوئی تو عبداللہ بن رواحہ اور کعب بن مالک اور حسان بن ثابت خدمت گرامی میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ، اللہ نے یہ آیت نازل کی ہے اور وہ جانتا ہے کہ ہم شاعر ہیں اب ہم تو غارت ہوگئے اس پر اللہ نے آیت "الاّ الّذین امنوا......الخ." نازل فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو طلب فرمایا اور یہ آیات پڑھ کر سنائیں۔

اس حدیث کریمہ سے معلوم ہوا کہ اگر اشعار میں اللہ کا ذکر ہو، علم دین ہو یا مسلمانوں کو وعظ و نصیحت ہو تو ایسی شاعری عبادت ہے۔

صدر الافاضل علامہ مفتی سید نعیم الدین مراد آبادی اس آیتِ جلیلہ کی تفسیر میں یوں بیان فرماتے ہیں:

''اس آیت کریمہ میں شعرائے اسلام کا استثنیٰ فرمایا گیا ہے، وہ حضور سید عالم ﷺ کی نعت شریف لکھتے ہیں۔ اللہ رب ذوالجلال کی حمد لکھتے ہیں۔ اسلام کی مدح لکھتے ہیں، پندونصائح لکھتے ہیں اوراس پر اجروثواب پاتے ہیں۔(۱۹۵)

آپ مزید فرماتے ہیں:''اور شعران کے لیے ذکر الٰہی سے غفلت کا سبب نہ ہوسکا بلکہ ان لوگوں نے جب شعر کہا بھی تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اوراس کی توحید اور رسول کریم ﷺ کی نعت اور اصحاب کرامؓ وصلحائے امتؒ کی مدح اور حکمت وموعظت اور زہد وادب میں، نیز کفار کی طرف سے کہ انہوں نے مسلمانوں کی اوران کے پیشواؤں کی ہجو کی، ان حضرات نے اس کو دفع کیا، ان کو جواب دیے اور کفار سے ان کی ہجو کا بدلہ لیا۔ یہ مذموم نہیں ہے بلکہ مستحق اجروثواب ہیں۔''(۱۹۶)

علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونیؒ اس آیتِ کریمہ کی تشریح وتفہیم میں فرماتے ہیں۔

''اس سے پتا لگا کہ نعت گوئی اور حمد کے قصیدے،علم کے مسائل پر اشعار لکھنا عبادت ہے۔ جن شعراء کی برائی فرمائی گئی وہ جھوٹے اشعار ہیں اور کفار کی ہجو کے اشعار پہلی قسم میں شمار ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ہجو کے بدلہ میں ہجو کرنا برا نہیں کہ یہ بھی انتقام کی ایک صورت ہے۔ ان آیات میں حسب ذیل قسم کے شعراء کو پچھلے حکم سے علیحدہ کیا گیا۔ حمد الٰہی، نعت رسول ﷺ لکھنے والے، شرعی مسائل اشعار میں لکھنے والے، کفار کے بدلہ میں ان کی ہجو اور برائی کرنے والے، غازیوں کو جوش دلانے والے وغیرہ۔(۱۹۷)

اس آیت کریمہ کی روشنی میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں:

''مگر وہ لوگ مستثنیٰ ہیں جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے اور مظلوم ہونے کے بعد انہوں نے انتقام لیا۔(۱۹۸)

آپ لکھتے ہیں:

ای لم یشغلهم الشعر عن الاکثار فی الذکر ویکون اکثر اشعارهم فی الذکر والتوحید والثناء علی اللّٰه والحث علی طاعته.(۱۹۹)

ترجمہ:۔ ذکروا اللّٰه کثیراً:۔ یعنی ان کی شاعری ان کے لیے اللہ کے ذکر کی کثرت سے مانع نہ ہو اور اپنے بیش تر اشعار میں وہ اللہ کے ذکر، توحید، اللہ کی حمد وثناء اوراس کی اطاعت کی ترغیب بیان کرتے ہیں۔''

اسی طرح آپ مزید لکھتے ہیں:

"ولو کان فی کلامهم هجو لاحد ارادوا به الاشعار مما هجاهم ومکافحة هجاء

المسلمین" (۲۰۰)

ترجمہ:۔ "وانتصروا" یعنی مسلمانوں کی ہجا جن لوگوں نے کی ہو، ان مومن شاعروں نے اس کے مقابلے میں ان کی ہجا کی ہو اور اس طرح کافروں کے ظلم کا انتقام لیا ہو۔"

مولوی اشرف علی تھانوی (المتوفی ۱۳۲۶ھ الموافق ۱۹۴۳ء) (۲۰۱) اس آیت کریمہ میں لکھتے ہیں۔

"یعنی شرع کے خلاف نہ ان کا قول ہے نہ فعل یعنی ان کے اشعار میں بیہودہ مضامین نہیں ہیں۔" (۲۰۲)

مولوی شبیر احمد عثمانی "تفسیر عثمانی" میں اس آیت کریمہ میں لکھتے ہیں:

"مگر جو کوئی شعر میں اللہ کی حمد کہے یا نیکی کی ترغیب دے یا کفر کی مذمت یا گناہ کی برائی کرے یا کافر اسلام کی ہجو کریں، یا اس کا جواب دے یا کسی نے اس کو ایذا پہنچائی اس کا جواب، بحد اعتدال دیا، ایسا شعر عیب نہیں۔" (۲۰۳)

عبدالماجد دریابادی اس آیت کریمہ کی تفہیم و تشریح میں یوں رقم طراز ہیں:

"اسلام اکثر "فنون لطیفہ" کی طرح عموماً شاعری کا بھی ہرگز قدردان نہیں اور نہ شاعروں کی ہمت افزائی کرنا چاہتا ہے۔ اسلام کے دربار میں کوئی کرسی ہرگز شاعروں کے لیے نہیں۔ اس لیے کہ عام شاعری میں بجز خیال آرائی اور مبالغہ پروری کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ اعلم ان الأیات الدالۃ علیٰ تقبیح الشعر اکثر من ان یحصیٰ (تفسیر احمدی) لیکن اس عام بے راہ روی کی شاعری کے حکم سے وہ شاعری یقیناً مستثنیٰ ہے، جو حقائق اور صداقتوں کی جامع ہے، جو نصرت و حمایت حق میں کی جائے۔ جس سے کام دین کے غلبہ کا لیا جائے۔ اسلامی نظمیں، جوش دینی پیدا کرنے والی، عصبیت اسلامی کو بے دار کرنے والی، سب ذکر الٰہی کی فرد ہیں۔" (۲۰۴)

ابوالاعلیٰ مودودی اس آیت کریمہ کی تفہیم میں یوں رقم طراز ہیں۔

یہاں شعراء کی اس عام مذمت سے جو اوپر بیان ہوئی، ان شعراء کو مستثنیٰ کیا گیا ہے جو چار خصوصیات کے حامل ہوں۔

اوّل یہ کہ وہ مومن ہوں، یعنی اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اس کی کتابوں کو سچے دل سے مانتے ہوں اور آخرت پر یقین رکھتے ہوں۔

دوسرے یہ کہ اپنی عملی زندگی میں صالح ہوں، بدکار اور فاسق و فاجر نہ ہوں، اخلاق کی بندشوں سے آزاد ہو کر جھک نہ مارتے پھریں۔

تیسرے یہ کہ اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے ہوں، اپنے عام حالات اور اوقات میں بھی اور اپنے کلام میں بھی۔ یہ نہ ہو کہ شخصی زندگی تو زہد و تقویٰ سے آراستہ ہے مگر کلام سراسر رندی و ہوس ناکی سے لب ریز اور یہ

بھی نہ ہو کہ شعر میں تو بڑی حکمت و معرفت کی باتیں بگھاری جارہی ہیں مگر ذاتی زندگی کو دیکھیے تو یادِ خدا کے سارے آثار سے خالی۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ دونوں حالتیں یکساں مذموم ہیں۔ ایک پسندیدہ شاعر وہی ہے جس کی نجی زندگی بھی خدا کی یاد سے معمور ہو اور شاعرانہ قابلیتیں بھی اس راہ میں وقف رہیں جو خدا سے غافل لوگوں کی نہیں بلکہ خدا شناس، خدا دوست اور خدا پرست لوگوں کی راہ ہے۔

چوتھی صفت ان مستثنیٰ قسم کے شاعروں کی یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ شخصی اغراض کے لیے تو کسی کی ہجو نہ کریں، نہ ذاتی یا نسلی و قومی عصبیتوں کی خاطر انتقام کی آگ بھڑکائیں، مگر جب ظالموں کے مقابلے میں حق کی حمایت کے لیے ضرورت پیش آئے تو پھر زبان سے وہی کام لیں جو ایک مجاہد تیر و شمشیر سے لیتا ہے۔ ہر وقت گھگھیاتے ہی رہنا اور ظلم کے مقابلے میں نیاز مندانہ معروضات ہی پیش کرتے رہنا مومنوں کا شیوہ نہیں ہے۔ اسی کے متعلق روایات میں آتا ہے کہ کفار و مشرکین کے شاعر اسلام اور نبی ﷺ کے خلاف الزامات کا جو طوفان اٹھاتے اور نفرت و عداوت کا جو زہر پھیلاتے تھے اس کا جواب دینے کے لیے حضور ﷺ خود شعرائے اسلام کی ہمت افزائی فرمایا کرتے تھے۔(۲۰۵)

شعرائے بدگویان کے لیے قرآن کی وعید

اللہ رب ذوالجلال نے اوپر کی آیات کریمہ میں جب شعرائے اسلام اور مشرک شعراء و شعرائے کفار کا ذکر فرما دیا تو آئندہ آیت میں شعرائے مشرکین و کفار و فجار و فساق و منافقین کو سخت وعید سناتے ہوئے فرمایا:

وسیعلم الّذین ظلموا ایّ منقلب ینقلبون.(۲۰۶)

ترجمہ:۔ اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔(۲۰۷)

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ اس آیت کریمہ کی تشریح و تفہیم میں فرماتے ہیں:

وسیعلم الذین ظلموا. "ھجوا النبی ﷺ و اصحابه (حضور ﷺ اوران کے اصحابہ کی ہجو کرتے ہیں)
ای منقلب ینقلبون. "ایّ مرجع یرجعون فی الأخرة وھی النّار یعنی ان لم یومنوا بطس والقرآن الحکیم واللّٰہ تعالیٰ اعلم باسرار کتابه.(۲۰۸)

مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی اس آیت کریمہ کی تشریح میں فرماتے ہیں:

''یعنی مشرکین جنھوں نے سید الطاہرین افضل الخلق رسول اللہ ﷺ کی ہجو کی، موت کے بعد حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں جہنم کی طرف اور وہ برا ٹھکانا ہے۔''(۲۰۹)

مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''اس میں غیبی خبر ہے کہ حضور ﷺ کی ہجو کرنے والے عن قریب اپنی سزا کو پہنچیں گے اور ایسا ہی ہوا۔'' (۲۱۰)

مولوی فخر الدین اس آیت کریمہ کی تشریح میں فرماتے ہیں:

''اور قریب ہے کہ جائیں گے وہ لوگ جنھوں نے ظلم کیا ہے کفر اور افترا کر کے یا پیغمبر ﷺ کی طرف شاعری کی نسبت کرنے سے کہ موت کے بعد۔'' (۲۱۱)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں:

الذین ظلموا ای اشرکوا وھجوا رسول ﷺ۔ (یعنی جن لوگوں نے شرک کیا یا رسول اللہ ﷺ کی ہجو کی اور بیضاویؒ نے لکھا ہے۔ یہ سخت تحدید ہے اور ''**سیعلم**'' کے اندر وعید بلیغ ہے اور ''**الذین ظلموا**'' میں عموم واطلاق ہے اور ''ای منقلب'' میں ایہام کے ساتھ عظیم ہولناکی کا اظہار ہے۔ (۲۱۲)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ غزلیات و ہزلیات، ہجویات ولغویات بکنے والے دریدہ دہن وشوریدہ ذہن شعراء جو دین اسلام و صاحب دین اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام و اصحاب کرام علیہم الرضوان کی ردوذم و قدح کرے، ان کی تنقیص وتردید کرے۔ کفر و ہزیان بکے، ایسے شعراء کے لیے قرار وفرار ممکن نہیں۔ ایسے لوگ (شاعر وادیب) ظالم ہیں اور ان کا کلام ظلم ہے اور ظالموں کو اللہ راہ نہیں دیتا، ایسے لوگوں کے لیے سخت ترین وعید ہے جو اپنے قبیح وشنیع اشعار کے ذریعے اللہ کے رسول ﷺ، اہل بیت اطہارؓ اور اصحاب رسول ﷺ کو اذیت پہنچاتے ہیں۔ اللہ رب ذوالجلال نے قرآن کریم کی اس آیت کریمہ میں ایسے لوگوں کو ظالم (سنگ دل و بے رحم) ناقابل معافی) فرمایا ہے اور بقول حضرت ابن عباسؓ **ای مرجع یرجعون فی الآخرۃ وھی النار**'' یعنی (یہ لوگ آخرت کی بھڑکتی ہوئی آگ ''نار عظیم'' میں لوٹائے پلٹائے جائیں گے)

مولانا شاہ محمد عبد المقتدر قادری بدایونیؒ اس آیت کریمہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''اور ظالم اسلام کی ہجو کرنے والے عن قریب جانیں گے کہ ان کا انجام کار کیا ہوتا ہے اور ان کا حال کس طرف پلٹتا ہے یعنی وہ سب دوزخ میں جائیں گے اور اسلامی شعراء حضرت حسان وحضرت ابوبکر و مولیٰ علی رضی اللہ عنہم کے ساتھ جنت میں جائیں گے جیسا کہ ''الا الذین امنوا'' سے ثابت ہے۔'' (۲۱۳)

ابوالاعلیٰ مودودی کہتے ہیں:

'' ظلم کرنے والوں سے مراد یہاں وہ لوگ ہیں جو حق کو نیچا دکھانے کے لیے سراسر ہٹ دھرمی کی راہ سے نبی ﷺ پر شاعری اور کہانت اور ساحری اور جنون کی تہمتیں لگاتے پھرتے تھے تا کہ ناواقف لوگ آپ کی دعوت سے بدگمان ہوں اور آپ کی تعلیم کی طرف توجہ نہ دیں۔'' (۲۱۷)

عہدِ رسالت ﷺ میں ادب عربی کا غالب عنصر شاعری ہی تھا، اس لیے آپ کی اصلاحی کوششیں اور ادبی جدوجہد سب سے پہلے اس سمت متوجہ ہوئیں۔ آپؐ نے ادب برائے ادب، ادب برائے لغو، ادب برائے فحش

اور ادب برائے فن کی جگہ ادب برائے زندگی کا تصور عطا کیا۔ ایک موقع پر عہد جاہلی کے سب سے بڑے شاعر امرءالقیس کے جاہلانہ کلام پر تنقید کرتے ہوئے فرمایا:

ذٰلک رجل مذکور فی الدنیا شریف فیھا، منسی فی الآخرۃ، حامل فیھا، یأتی یوم القیامۃ، مع لواء الشعراء الی النار .(۲۱۵)

ترجمہ: یہ ایسا شخص ہے جو دنیا میں قابل ذکر ہے اور دنیاوی اعتبار سے باعزت لیکن آخرت میں گم نام ہوگا، اس کا نام ونشان تک نہیں رہے گا، قیامت کے دن جہنم کی طرف شاعروں کی قیادت کرتا ہوا آئے گا۔

آپؐ کے اس فرمان عالی شان اور اعلان بابرکات نے پہلی مرتبہ تصور ادب میں اخلاق وفن کی دو الگ الگ حیثیتوں کا تقرر فرمایا اور نعتیہ ادب کی بنیاد پڑی۔

فتح طائف کے بعد عصر جاہلی کے مشہور شاعر امیہ بن ابی الصلت (اس شاعر کا کلام حضور ﷺ کو پسند تھا) کی بہن فارعہ جب بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئیں تو آپؐ نے فرمایا۔ کیا تمہیں اپنے بھائی کے کچھ اشعار یاد ہیں۔ فارعہ نے اس کے چند اشعار آپ کو سنائے۔ آپؐ نے فرمایا۔ تمہارے بھائی کی مثال اس شخص کی سی ہے جس کا تذکرہ اس آیت میں ہے۔

الذی اٰتینہ فانسلخ منھا فاتبعہ الشیطٰن فکان من الغٰوین. (۲۱۶)

ترجمہ:۔ ہم نے اس کو اپنی نشانیاں دیں لیکن وہ ان سے نکل بھاگا تو شیطان نے ان کا پیچھا کیا اور وہ گمراہوں میں سے ہوگیا۔

☆......☆......☆

باب اول:

فصل دوم:

شعر پڑھنے، سننے اور کہنے کا شرعی حکم

حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت کے وقت اہل عرب فن زبان وادب کے اعلیٰ مقام کو چھو رہے تھے۔ فن شاعری ہو یا فن خطابت، دونوں ان کے گھر کی لونڈی تھی۔ ان کے کلام و بیان کو لازوال عروج حاصل تھا۔ عالم علم وفن میں ان کی ہی فصاحت و بلاغت کا سکّہ چلتا تھا۔ وہ جس پائے کے حامل تھے، ارباب علم و دانش ان کی اس خوبی سے بہر طور واقف تھے۔ علمائے علم وفن کا کہنا ہے کہ عربی ادب کی ابتدا بھی دنیا کی دیگر بڑی زبانوں کے ادب کی طرح شاعری ہی سے ہوئی۔ یونانی تہذیب ہو یا مصری حیات، ان کی زندگیوں کا بڑا انقلابی حصہ شاعری ہی کی مرہون منّت ہے۔ قدیم تواریخ میں بابل ونینوا بھی اسی تہذیب کا حصہ رہے ہیں۔ مزامیر داؤدؑ آج بھی ان کے مذہب کا حصہ ہے اور مذہبی شاعری ہر تہذیب کا جزوحیات رہی ہے۔

عربوں نے بھی دیگر اقوام کی طرح شاعری کو اپنا جزوحیات اور شعر کو حرز جاں بنایا اور یہی ان کا سرمایۂ حیات وافتخار ووسیلہ تھی جیسا کہ ابوزید قرشی نے حضور ﷺ کا یہ قول نقل کیا ہے:

الشعر كلام من كلام العرب جزل تتكلّم به نوا ديها وتسل به الضغائن من بينها. (۲۱۷)

ترجمہ: شعر کلام عرب کا وہ اہم اور عمدہ حصہ ہے جس کو وہ اپنی مجلسوں میں پیش کرتے ہیں اور اس کے ذریعے اپنے کینوں کو دور کرتے ہیں۔

حضور ﷺ کا یہ فرمان عالی شان اور آپ کا شعر سماعت فرمانا اس بات پر دال ہے کہ شعر سننا، پڑھنا اور کہنا روا ہے، گو کہ اس کی کچھ حدود و قیود دین اسلام نے مقرر کی ہیں جو کہ اس نئے دین کی ضرورت اور تقاضا تھا، لیکن شاعری کی اہمیت سے انکار قطعی نہیں کیا اور نہ ہی اس پر کوئی ایسی قدغن لگائی جو اس فن کی بنیاد و اساس پر اثر انداز ہو۔ ماقبل از اسلام و مابعد از اسلام شاعری ہی اہل عرب کا ذریعۂ اظہار تھی بلکہ ان کی اوّلین زبان تھی، جس کا انہوں نے بھرپور استعمال کیا۔ قبل از اسلام شاعری ان کی مجبوری تھی لیکن مابعد از اسلام وہ ضرورت میں تبدیل ہوگئی۔ پروفیسر ڈاکٹر نکلسن اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

In those days poetry was no luxury for the cultured few but the sole medium of literary expression.(218)

ایک اور موقع پر شعر کی حمایت میں کہا گیا آپ کا یہ قول مبین علامہ ابن رشیق نے یوں نقل کیا ہے۔

انه قال لا تدع العرب الشعر حتی تدع الابل الحنین. (۲۱۹)

ترجمہ: عرب شعر سے اسی طرح کنارہ کش نہیں ہو سکتے جس طرح اونٹنیاں اپنے بچوں سے شفقت و پیار کرنا نہیں چھوڑ سکتیں۔

اہل عرب شاعری و شعر کے معاملے میں خود فریبی کا شکار نہیں تھے بلکہ حقیقت و صداقت کے ترجمان تھے۔ ان کی زبان سے وہی کچھ ادا ہوتا تھا جو ان کی چشم براہ سے ظاہر ہوتا۔ وہ قلوب و اذہان کو کھلا رکھتے تھے اور اسی کے مطابق عمل کرتے تھے۔ ان کی زبان، ان کے قلوب و اذہان اور آنکھوں کی ترجمان تھی۔ وہ کسی سے نہ دبتے تھے اور نہ ڈرتے تھے۔ معذرت خواہانہ رویہ ان کی شاعری میں کہیں نہیں ملتا۔ جو کہتے ڈنکے کی چوٹ پر، تصنع و ریاکاری سے پاک کہتے، نہ خود فریبی کا شکار ہوتے اور نہ کسی کو اس میں مبتلا کرتے۔ ان کے خیالات و مشاہدات ذاتی و وارداتی ہوتے، بلا قصد و بے ارادہ کوئی کام نہیں کرتے خصوصاً شاعری میں ان کے ہاں اس بات کا بڑا خیال کیا گیا ہے۔ وہ اندھیرے میں لاٹھی نہیں گھماتے اور نہ ہی تاریکی میں تیر چلاتے اور نہ ہی اندھیروں میں ٹامک ٹوئیاں مارتے۔ انہوں نے ہمیشہ روشنی کو اپنا معیار بنایا، یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری دور جاہلیت میں بھی ان کے ٹھوس موقف کی بلا لچک ترجمانی کرتی ہے اور بعد اسلام تو وہ پتھر کی لکیر بن گئی ہے۔ انہوں نے اپنے نظریات و عقائد کو جس مؤثر انداز میں پیش کیا ہے وہ انہیں کا خاصہ ہے۔ ڈاکٹر نکلسن اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے:

Their unwritten words ocross the desert faster than arrows,and came home to the hearts and bosoms of all who hrard them.(220)

عربوں نے اپنی ذات کی طرح اپنی شاعری کو بھی نفاق سے دور رکھا۔ بعد از اسلام ان کی شاعری کا معیار محض صداقت ہی صداقت تھا۔ انہوں نے واقعاتی حقائق و مشاہدات اور ذاتی خیالات کو بھی صداقت کے ترازو میں تولا۔ ان کے نزدیک شعری حسن و شعری حقیقت کا معیار محض صداقت ہی صداقت تھا، کیوں کہ وہ خود صادقؐ و امینؐ کے پیروکار تھے، اسی لیے سچے اور عمدہ شعر کہنا اور سننا پسند کرتے تھے۔ زہیر بن ابی سلمٰی (المتوفی ۱۳اق ھ الموافق ۶۰۹ء)(۲۲۱) نے اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ شعر کہا ہے جسے ابن عبدربہ نے نقل کیا ہے۔

وان احسن بیت انت قائلہ　　بیت یقال اذا انشدتہ صدق (۲۲۲)

اہل عرب کے ہاں قابل وصف بات محض شاعر ہونا ہی نہ تھا بلکہ صداقت شعری بھی ایک خاص صفت تھی جس کے سبب ان کی شاعری کو چار چند لگے۔ دنیا کی تاریخ میں اگر کسی قوم نے فن شاعری سے کوئی حقیقی کام لیا ہے تو وہ عرب ہیں، جنھوں نے شعر کو اپنے ہر شعبۂ حیات میں نفاست وصداقت، امانت و دیانت اور اعلیٰ معیار پر برتا ہے۔

ڈاکٹر اسحق قریشی کہتے ہیں:

''عربی شاعری کا معتد بہ حصہ فخریہ اشعار پر مشتمل ہے مگر یہ فخر اپنی صلاحیت کے اظہار، اپنی حیثیت کے تعین اور اپنے خصائل وفضائل کے بیان کا ایک ذریعہ ہے۔ ان کی فخریہ شاعری کا بغور جائزہ لیا جائے تو ایک باہمت انسان ہی کا وجود مترشح ہوتا ہے۔ وہ بہادری کے زعم میں نہ فرشتے بنتے ہیں اور نہ جن، بلکہ وہ سیدھے سادے صاحب عزت وحمیّت انسان تھے، جنھوں نے غیرت پسندی کے شوق میں اپنی جانوں کو بہت سَستا بنا رکھا تھا۔ نہ وہ کمینگی کو پسند کرتے تھے اور نہ ہی انہیں کمینہ دشمن پسند تھا۔ وہ معزز تھے اس لیے معزز دشمنوں سے ہی مقابلہ روا تھا۔ کم حیثیتوں کو منہ لگانا، بہادری نہیں شرافت کی نفی سمجھا جاتا تھا اور اس معاملے میں طبقاتی کش مکش کا شکار بھی ہو گئے تھے۔ ان کی اُنا اس قدر منہ زور تھی کہ اپنے سے کمتر کے وجود کو گوارا ہی نہ کرتے تھے۔ جنگ بدر میں عتبہ بن ربیعہ کا انصار مدینہ کے ساتھ رزم آرائی کو کسر شان سمجھنا (۱) اسی خود نفسی کا اثر تھا۔ (۲۲۳)

آپ مزید لکھتے ہیں:

''اسی طرح دیگر اصناف سخن میں بھی ان کی فطرت پسندی اور حقیقت آشنائی نمایاں ہے۔ وہ اظہار کے سچّے اور کھرے تھے۔ ان کا مشاہدہ واقعاتی تھا اس لیے ان کے شعروں میں صدق روایت کی ایک جھلک ہے۔'' (۲۲۴)

اس سلسلے میں احمد حسن زیات لکھتے ہیں:

فمن خصائصة الصدق فی تصویر العاطفة و تمثیل الطبیعة فلا تجد فیه کلفا بالزحرف و لاتکلّفاً فی الاداء. (۲۲۵)

ایک مقام پر ڈاکٹر اسحق قریشی لکھتے ہیں:

''دور اسلامی میں شاعری کی بنیادی پابندی کے بغیر رواج پذیر رہی اور اسلامی دنیا کے نہایت محترم افراد سے اظہار کے ذریعے کے طور پر استعمال کرتے رہے۔ اسلام چوں کہ صورت سے زیادہ سیرت کی اہمیت کا قائل ہے۔ ''ان اللّٰـه لا ینظر الیٰ صورکم ولا الیٰ الوانکم ولکن فینظر الیٰ قلوبکم

۱۔ السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، الجزء الثانی، ص ۳۶۵

واعمالکم" (۱) اس لیے ہیئت نثر کی ہو یا نظم کی، اس پر کوئی حکم نافذ نہیں کیا جاسکتا، جب تک ان کے مندرجات کو پیش نظر نہ رکھا جائے۔ برا خیال، فاسد نظریہ بہرحال قابل مذمت ہے۔ نظم ہو یا نثر میں، جب کہ اچھا خیال اور عمدہ نظریہ قابل قدر ہے۔ نظم کے قالب میں ہو یا نثر کے روپ میں۔ باطل نظریات کا مبلغ شعر قابل مذمت ٹھہرا تو یہ مغالطہ پیدا ہوا کہ شاید شعر فی نفسہ قابل نفرت ہے۔ یہ استنتاج کا سقم اور استخراج کی کوتاہی تھی۔ اس مغالطے نے بعض اہل علم تک کو متاثر کیا اور شعر کے خلاف ایک معاندانہ سی فضا قائم ہوگئی۔ (۲۲۶)

قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ فیصلہ ہوجانے کے بعد کہ "شعر فی نفسہ برا نہیں" بلکہ اس کے مضامین اسے احسن و بد بناتے ہیں، نہ صرف یہ کہ حضور ﷺ کی لسان مبارک سے مصرع واشعار جاری ہوئے بلکہ آپ کی تقلید و تائید میں صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بھی اشعار کہے اور نہ صرف اشعار کہے بلکہ دیگر شعراء کے بھی پندونصائح، دین اسلام کی تائید وحمایت اور قوت و طاقت بخشنے والے، حمدیہ ونعتیہ اشعار اور قرآن کریم کی روشنی میں کہے گئے رشد و ہدایت پر مبنی ہزارہا اشعار اپنی اذہان میں یکجا کیے۔ اس سلسلے میں ہر شخص ایک دوسرے سے بڑھ کر تھا۔

علی حسین ادیب رائے پوری لکھتے ہیں:

"عرب اپنے عہد کے شعراء کے کلام سے اس درجہ متاثر بلکہ مرعوب تھے کہ ہر قول کی دلیل کے لیے اس کا علمی ثبوت اشعار سے طلب کیا کرتے۔" (۲۲۷)

لیکن حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ فیض یاب میں رہ کر صحابہ کرام علیہم الرضوان کو جو علم و فیضان وعرفان، معرفت و آگہی اور گیان حاصل ہوا تھا اس نے ان حضرات کو علم وشعور اور آگہی کے ان بلند و بالا اور اعلیٰ درجات علمی پر فائز کردیا تھا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم" (۲۲۸) (میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں اگر تم ان کی اقتدا (علم وعمل میں صحبت) اختیار کروتو ہدایت پاجاؤ گے) صحابہ کرامؓ ہر تشنۂ علم کو سیراب فرماتے، ہر قافلۂ تحقیق کی رہبری اور رہنمائی کرتے، اس طرح عرب کی فصاحت و بلاغت میں بھی ان حضرات کرامؓ کا نمایاں حصہ رہا بلکہ حضور ﷺ کے بعد ان حضرات نے ادب عرب کو حیاتِ نو عطا کی اور فن شاعری کو اس کے حد کمال تک پہنچا دیا۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے حضور ﷺ کے اس قول مبارک "لاتدع العرب الشعر حتی تدع الابل الحنین" اور "ان الشعر کلام فن علام العرب" کے ضمن میں حضرت ابن عباسؓ کا یہ قول پیش کیا ہے:

۱۔ صحیح مسلم، کتاب البر، باب تحریم ظلم المسلم، المجلد الاول، ص ۳۱۷

وقال ابن عباسؓ الشعر ديوان العرب، فاذا خفى علينا الحرف من القرآن الذى انزل الله بلغة العرب. رجعنا الى ديوانها، فالتمسنا معرفة ذلک منه. ثم اخرج من طريق عكرمة عن ابن عباسؓ قال اذا سألتمونى عن غريب القرآن فالتمسوه فى الشعر، فان الشعر ديوان العرب.(۲۲۹)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ نے کہا شعر عرب کا دیوان ہے پس جب تمہیں قرآن میں کوئی مشکل نظر آئے تو اسے اشعار عرب میں تلاش کرو، کیوں کہ صرف اللہ نے اسے لغت عرب پر نازل فرمایا ہے، نیز آپ کہا کرتے تھے کہ لوگو مجھ سے قرآن کے بارے میں سوال کرو میں تمہیں اشعار عرب سے اس کا جواب دوں گا، کیوں کہ شعر عربوں کا دیوان ہے۔

حضرت ابن عباسؓ رأس المفسرین کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ آپ نہ صرف یہ کہ خود بہترین شاعر تھے بلکہ آپ کو سیکڑوں شعراء کے ہزار ہا اشعار از بر تھے۔ امام جلال الدین سیوطیؒ ''الاتقان'' میں لکھتے ہیں:

عبداللّٰہ بن عباسؓ جالس بفناء الكعبة قد اكتنفه الناس يسألونه عن تفسير القرآن فقال نافع ابن الارزق لنجده بن عويمر قم بناء الىٰ هذا الذى يجترى على تفسير القرآن بمالا علم له به فقام اليه فقال، انا نريد ان نسألک عن اشياء من كتاب الله فتفسرها لنا وتاتينا بمصادقة من كلام العرب، فان الله تعالىٰ انما انزل القرآن بلسان عربى مبين. فقال ابن عباسؓ سلانى عمابدالكما، فقال نافع اخبرنى عن قول الله تعالىٰ ''عن اليمين و عن الشمال عزين''(ا) قال العزون، الحق الرقاق، قال وهل تعرف العرف العرب ذٰلک؟ قال نعم، اما سمعت عبيد بن الابرص و هو يقول ۔

فجائو و ايهرعون اليه حتى　　　يكونوا حول منبره عزينا(۲۳۰)

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ ایک روز حرم شریف کے دروازے کے قریب بیٹھے تھے اور بہت سے لوگ آپ سے تفسیر قرآن کے سلسلے میں استفادہ کررہے تھے۔ سوال و جواب کی نشست تھی کہ اتنے میں حضرت نافع بن الارزقؓ اور حضرت نجدہؓ بن عویمر آپ کے پاس آئے اور حضرت عباسؓ سے یوں گویا ہوئے۔ کیا جو کچھ ہم کتاب اللہ میں سے دریافت کریں گے تو آپ اس کے مصداق کلام عرب (اشعار عرب) سے پیش کریں گے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کو زبان عربی مبین میں نازل فرمایا ہے۔

حضرت عباسؓ نے جواباً فرمایا: سلانی عمابدالکما'' تم مجھ سے سوال کرو میں تمہیں اس کا جواب دوں

ا۔ سورہ المعارج، آیت ۳۷، پارہ ۲۹۔

گا۔ یہ سن کر نافع بن ارزقؓ نے آپ سے کہا، اللہ رب ذوالجلال نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

''عن الیمین وعن الشمال عزین'' آپ یہ فرمایئے کہ یہاں ''عزین'' کے کیا معنی ہیں اور کیا شعرائے عرب نے اس لفظ کو استعمال کیا ہے؟ اور کیا وہ اس لفظ کے بارے میں جانتے تھے۔ آپ نے جواب دیا ہاں۔ العزون کے معنی ہیں ''حلق الرفاق'' یعنی ارد گرد جمع ہو جانا اور عرب اس کو جانتے تھے۔ میں نے شاعر عرب لبید بن الابرص کا یہ شعر سنا ہے، وہ کہتا ہے ۔

(یعنی وہ اس کی طرف اس غرض سے دوڑے ہوئے آئے کہ اس کے منبر کے ارد گرد جمع ہو جائیں۔)

اس کے بعد نافع بن ارزقؓ نے کہا:

قال اخبرنی عن قوله "شرعة ومنهاجاً قال الشرعة "الدين" والمنهاج "الطريق" (ا) قال وهل تعرف العرب ذلک؟ قال نعم، اماسمعت ابا سفيانؓ بن الحارث بن عبدالمطلب، وهو يقول ۔

لقد نطق المامون بالصدق والهدى وبين للاسلام دينا ومنهجا (۲۳۱)

ترجمہ:۔ نافع بن ارزقؓ نے سوال کیا کہ قرآن کریم میں فرمان رب ذوالجلال ہے "شرعةً ومنهاجا" آپ مجھے بتایئے کہ اس کے کیا معنی ہیں؟ اور کیا شعرائے عرب نے اسے استعمال کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ "الشرعة" کے معنی ہیں۔ ''دین'' اور 'منهاج' 'راستے کو کہتے ہیں اور عرب اسے مانتے تھے۔ میں نے ابو سفیانؓ بن الحارث بن عبدالمطلب کا یہ شعر سنا ہے۔ وہ کہتے ہیں:

(تحقیق کہ مامون نے صدق و راستی کے ساتھ بات کہی ہے اور اس نے اسلام کا ایک حکم اور ایک راستہ (طریقہ) واضح کیا)

یہ سننے کے بعد نافعؓ نے پھر سوال کیا:

قال اخبرنی عن قوله تعالیٰ "لقد خلقنا الانسان فی كبد (ب) قال فی اعتدال و استقامة قال، و هل تعرف العرب ذلک؟ قال نعم، اما سمعت لبيد بن ربيعة وهول يقول ۔

يا عين هلابكيت اربد اذ قمنا و قام الخصوم فی كبد (۲۳۲)

ترجمہ:۔ نافع بن ارزقؓ نے کہا کہ اے عباسؓ ہمیں خبر دیجیے کہ اللہ رب ذوالجلال نے قرآن کریم میں فرمایا "لقد خلقنا الانسان فی كبد" اس آیت کریم میں 'کبد'' سے کیا مراد ہے؟ اور کیا اہل عرب اس سے

(ا) سورۃ المائدہ، آیت ۴۸، پارہ ٦

(ب) سورۃ البلد، آیت ۴، پارہ ۳۰

واقف ہیں؟ آپ نے فرمایا ''کبد'' کے معنی ہیں 'اعتدال و استقامۃ'' اور اہل واہل عرب اسے جانتے ہیں۔ ابن عباسؓ نے فرمایا: میں نے لبید بن ربیعہ کا یہ شعر سنا ہے، وہ کہتا ہے ۔

(یعنی اے آنکھ! کیا تو اس وقت پھوٹ پھوٹ کر نہ روئی جب کہ ہم اور ہمارے حریف استقامت اور اعتدال کے ساتھ کھڑے ہوئے)

نافعؒ نے پھر سوال کرتے ہوئے حضرت ابن عباسؓ سے کہا:

قال اخبرنی عن قوله تعالیٰ ''مثبورا''(۱) قال ملعوناً محبوساً من الخیر، قال وهل تعرف العرب ذلک؟قال نعم، اماسمعت عبداللّٰه بن الزبعری یقول ۔

اذا اتانی الشیطان فی سنة النّو م ومن مال میله مثبورا (۲۳۳)

ترجمہ:۔ حضرت نافعؒ نے فرمایا کہ ارشادی باری تعالیٰ ہے:''مثبورا'' بتایئے اس لفظ کے کیا معنی ہے اور کیا کسی عرب شاعر نے اسے استعمال کیا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: ہاں ''مثبورا'' کے معنی ہیں ''ملعون''، محبوساً (ملعون، خیر سے روکا ہوا) میں نے عبداللہ بن الزبعری کا یہ شعر سنا ہے، وہ کہتا ہے۔

یعنی (جب اونگھ کے وقت شیطان میرے پاس آیا اور جو اس طرف جھکتا ہے وہ ملعون اور خیر سے دور ہوجاتا ہے۔)

امام سیوطیؒ نے نافع بن الازرقؒ اور حضرت ابن عباسؓ کے مابین سوال و جواب کی اس نشست میں ایک سو اکیانوے اشعار (۲۳۴) نقل کیے ہیں جو حضرت ابن عباسؓ نے مختلف شعراء کے اشعار ابن ارزقؒ کو بنائے اور حضرت نافعؒ نے آیات قرآنیہ سے سوالات کیے۔ اس تاریخی معرکہ سے یہ بات واضح ہوگئی کہ حضور نبی کریم ﷺ کی بلاغت وفصاحت کی ایک وجہ آپ کا قریشی ہونا بھی ہے کیوں کہ قریش تمام عرب میں سب سے زیادہ فصیح اللسان و فصیح البیان تھے اور پھر یہ کہ قرآن کا نزول بھی زبان قریش میں ہوا ہے۔ چوں کہ ابن عباسؓ بھی قریشی ہی تھے اور حضور نبی کریم ﷺ کے فیضان کرم سے مالا مال تھے، یہی وجہ ہے کہ ایک طرف تو آپ کو شعرائے عرب سے گہری واقفیت تھی اور دوسری طرف آیاتِ قرآنیہ آپ کے حافظہ میں محفوظ تھیں۔ آیات مقدسہ ہوں پھر یا کلام شعرائے عرب، آپ دونوں فن میں یکتا تھے اور لغاتِ عرب اور لغاتِ قرآن پر یکساں عبور رکھتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی مجلس درس میں فقہ، تفسیر، مغازی و انساب کی طرح ایک دن خاص طور عربوں کے جاہلی ایام و وقائع کے بیان کے لیے مقرر تھا۔ قاضی اطہر مبارکپوری عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہؒ کا بیان نقل

سورۂ بنی اسرائیل، آیت ۱۰۲، پارہ ۱۵

کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ولقد کان یجلس یوماً لایذکر فیه الا الفقه ویوماً التاویل ویوماً المغازی ویوماً الشعر ویوماً ایام العرب.(۲۳۵)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ اپنی مجلس درس میں ایک دن فقہ، ایک دن صرف تفسیر، ایک دن صرف مغازی اور ایک دن اشعار اور ایک دن صرف ایام عرب بیان کیا کرتے تھے۔

قاضی صاحب نے ان سے ایک دوسرا بیان یوں نقل کیا ہے:

لقد کنا نحضر مجلسه فیحد ثنا العشیة کلها فی المغازی والعشیة کلها فی النسب والعشیة کلها فی الشعر.(۲۳۶)

ترجمہ: ہم لوگ ابن عباسؓ کی مجلس میں حاضر ہوتے تو ایک شام کو پورے وقت مغازی بیان کرتے اور ایک شام کو پورے وقت انساب اور ایک شام کو پورے وقت اشعار بیان کیا کرتے تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ''کلام العرب'' اور ''العرب الشعراء'' فرما کر اس بات کی تخصیص ہی ختم کردی کہ مسلم وغیر مسلم، جاہل و عالم کے اشعار میں کوئی اجتناب برتا جائے۔ ان میں شعرائے جہلائے عرب ہوں یا مسلم شعراء یا قبل از اسلام کے یہود و نصاریٰ شعراء ہوں یا عہد اسلام کے شعراء، اچھی بات جو بھی کہے، اسے لے لیا جائے جیسا کہ حضرت علیؓ کی طرف منسوب یہ قول زبان خاص و زد عام ہے کہ ''اچھی بات جہاں سے ملے، لے لو، یہ نہ دیکھو کہ کہنے والا کون ہے؟'' کے مصداق آپ کا فرمان قطعاً حق و صداقت پر مبنی ہے کہ ''بعض اشعار حکمت ہوتے ہیں۔''

اس سلسلے میں ادیب رائے پوری نے عزالدین عبدالسلام کا یہ قول نقل کیا ہے جو اس بات پر بھی دلالت کرتا ہے۔

''ناقل لغت کا حدیث کی طرح نقل لغت میں قابل اعتماد ہونا ضروری ہے مگر اتنا فرق ہے کہ نقل حدیث میں فاسق و کافر کی روایت معتبر نہیں اور نقل لغت میں جاہلیت عرب سے استدلال جائز ہے بلکہ وہی لغت عرب کے لیے اصل اصول ہے، اگر چہ وہ مسلمان نہ تھے۔''(۲۳۷)

انبیائے کرام علیہ السلام کے بعد صحابہ کرام علیہم الرضوان دنیا کے مقدس و معظم ترین انسان ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے حضور نبی کریم ﷺ کے علوم و فنون و اعمال کی جس طرح حفاظت کی اور اس کی ترویج و تبلیغ و اشاعت میں جس طرح اپنی زندگیاں وقف کیں اور سرکار ﷺ کے پیغام و افکار کو جس طرح اپنی زندگی کا مشن بنایا، تاریخ عالم اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ دیگر علوم و فنون کی طرح فن شعر گوئی خصوصاً نعت گوئی بھی ان کی زندگی کا

مشن تھا اور انہوں نے اس فن کو اس کی معراج تک پہنچایا۔فن شاعری کو سندِ جواز کا اجراء ہوتے ہی صحابہ کرامؓ نے اسے بھی حرزِ جاں بنالیا اور بعض نے تو اس میں اتنا کمال پالیا کہ وہ ان کے لیے عبادت کا درجہ قرار پائی۔ صحابہ کرامؓ حضور ﷺ کی زندگی میں اور حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد بھی شعر کہتے تھے اور خوب کہتے تھے۔حضور ﷺ کی بعثت سے قبل بھی آپؐ کی شان اقدس میں کہے گئے اشعار آپؐ کی نعت ہی تھے، یہ محض شاعری نہیں تھی اور آپؐ کی بعثت کے بعد بھی یہ نعت ہی رہے۔آپؐ سے قبل آپ کی شان مقدس میں کہی گئی نعوت کی اسناد ملتی ہیں اور تاریخ میں اس بات کے بھی شواہد پائے جاتے ہیں کہ نعت محض آپؐ ہی کے لیے، آپؐ کی ولادت سے قبل، ظہورِ اسلام سے پہلے، دورِ جاہلیت میں بھی کہی گئی ہے۔

جس طرح حضور نبی کریم ﷺ نے ایک خاص حد تک فن شاعری میں دل چسپی کا اظہار فرمایا اسی طرح صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بھی اس مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔حضور ﷺ کے بے شمار اقوال اور صحابہ کرامؓ کے بے شمار واقعات اس سلسلے میں کتب احادیث و تاریخ و سیر و ادب میں پائے جاتے ہیں۔عہدِ رسالت ﷺ میں، صحابہ کرامؓ کی زندگی میں شاعری کے چرچے و چہچہے عام تھے۔حضور ﷺ کی مقدس زندگی میں نعت گوئی اور صحابہ کرامؓ کی مجالس میں عام طور پر شعر و شاعری کی محافل کا انعقاد ہوتا تھا۔شعر و شاعری کے چرچے ہمہ وقت رہا کرتے تھے، جیسا کہ سیر الصحابہ میں درج ہے:

لم یکن اصحاب رسول اللّٰہ ﷺ متحزقین ولا متماوقین و کانوا یتناشدون الشعر فی مجالسھم ویذکرون امر جاھلیتھم.(۲۳۸)

ترجمہ: صحابۂ رسول اللہ ﷺ مردہ دل اور خشک مزاج نہ تھے بلکہ وہ زندہ رو تھے اور اپنی مجلسوں میں اشعار پڑھتے تھے اور زمانہ جاہلیت کے واقعات کا تذکرہ کرتے تھے اور ایک دوسرے کو بلکہ حضور ﷺ کو بھی اپنے اشعار و واقعات سناتے تھے۔

قاضی اطہر مبارکپوری لکھتے ہیں:

حدثنا ابو خالد الوالبیؒ(۱) قال کنا نجالس اصحاب النبی ﷺ فیتنا شدون الاشعار ویتذاکرون ایامھم فی الجاھلیة.(۲۳۹)

ترجمہ: ابو خالد والبیؒ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرامؓ کی مجلسوں میں بیٹھا کرتے تھے۔وہ حضرات آپس میں اشعار سناتے تھے اور زمانہ جاہلیت کی لڑائیوں کے تذکرے کیا کرتے تھے۔

۱۔ابو خالد والبیؒ کوفی (المتوفی ۱۰۰ھ الموافق ۷۱۸ء) حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ اور حضرت خباب بن ارتؓ کے صحبت یافتہ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت جابر بن سمرہؓ سے حدیث کے راوی ہیں۔

گو کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اپنی گونا گوں مصروفیات کے سبب عدیم الفرصت تھے۔ اکثر ملکی مہمات، جہاد و تبلیغ، مذہبی و دینی، خدمات اور علمی و عملی مشاغل (عبادات و ذکر و اذکار) میں لگے رہتے تھے۔ تبلیغی دوروں، تجارتی اسفار اور جہادی تیاریوں میں اکثر مصروف رہا کرتے تھے۔ اس کے باوجود یہ ان کا شعری و ادبی ذوق و شوق تھا کہ ان میں شعر و سخن کا مذاق عموماً پایا جاتا تھا اور وہ اس کے لیے کسی نہ کسی صورت وقت نکال لیا کرتے تھے۔ انہیں جب بھی ان مشاغل سے فرصت ملتی تو وہ محفل مشاعرہ سجا لیتے، خود بھی اشعار پڑھتے اور دیگر سے بھی پڑھوا کر سنتے اور ان سے لطف اندوز ہوتے تھے، حتیٰ کہ جب رسول اللہ ﷺ اپنے معمول کے مطابق نماز فجر کے بعد طلوع شمس تک اپنے مصلیٰ پر نشست فرماتے ہوتے تھے اس حال میں بھی صحابہ کرامؓ سرکار رسالت مآب ﷺ کے روبرو زمانۂ جاہلیت کے واقعات کا ذکر کرتے تھے۔ اپنے حالات و واقعات دور جاہلیت کے دہراتے، اشعار پڑھتے اور آپس میں ہنسی مذاق کرتے تھے اور حضور نبی کریم ﷺ ان کے حرکات سے محظوظ ہوتے اور ان کے تذکار سن کر مسکراتے تھے۔ آپ کا تبسم فرمانا صحابہ کرامؓ کی دل جوئی وحوصلہ افزائی مقصود تھا اور ان حالات و واقعات کے ذریعے اسلام کو تقویت پہنچانا تھا، دیگر یہ کہ شعر و سخن کی اس محفل کا مقصد اسلامی ادب کو پروان چڑھانا تھا۔ آپؐ نے صحابہ کرامؓ کے جس کام کو سراہا وہ تا قیامت امت مسلمہ کے لیے روا ہو گیا اور جس کی آپؐ نے نکیر فرما دی وہ ہمیشہ کے لئے حرام ٹھہرا اور جہاں آپؐ نے کچھ معیوب جانا وہاں آپؐ نے کچھ حدود و قیود مقرر فرما دیں۔ اسی زمرے میں آپؐ نے شاعری کو بھی جائز قرار دیا کہ اس کے رخ کا تعین فرما دیا۔

حضرت سماک بن حربؓ فرماتے ہیں:

عن سماک بن حرب قال قلت لجابربن سمرة کنت تجالس رسول اللّٰہ ﷺ قال نعم کان رسول اللّٰہ ﷺ اذا صلّی الفجر جلس فی مصلاہ حتّی تطلع الشمس فیتحدّث اصحابہ یذکرون حدیث الجاھلیة وینشدون الشعر و یضحکون ویتبسّم. (۲۴۰)

ترجمہ: سیدنا حضرت سماک بن حربؓ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت جابر بن سمرۃؓ سے پوچھا، کیا آپ حضور ﷺ کے پاس بیٹھا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا ہاں! رسول اللہ ﷺ جب نماز فجر پڑھتے تو آپ اسی جگہ سورج بلند ہونے تک تشریف فرما رہتے پھر آپؐ اپنے صحابہ کرامؓ سے گفتگو فرماتے اور زمانہ جاہلیت کا ذکر کرتے، شعر پڑھتے اور ہنستے، تو حضور ﷺ بھی تبسم فرماتے۔

خلیفۂ ثانی حضرت عمر بن الخطابؓ بھی شعر و شاعری سے خاصی شغف رکھتے تھے، گو کہ آپ کی تمام عمر جہاد میں گزری اور آپ ہمیشہ بڑی بڑی ملکی جہادی مہمات اور تبلیغی و انتظامی اسفار میں مصروف رہا کرتے تھے، تاہم آپ کو جب بھی موقع میسر آتا اور سکون و تنہائی کے لمحات میسر آتے تو آپ نہایت شوق و ذوق سے شعراء کے

اشعار سنتے اور اس سے حظ اٹھاتے، جیسا کہ ''اصابہ'' میں مذکور ہے۔

عن خوّات بن جبیر قال خرجنا حجّاجاً مع عمر فسرنا فی رکب فیهم ابوعبیده بن الجرّاح و عبدالرحمن بن عوف فقال القوم غنّنا من شعر ضرار، فقال عمر دعوا ابا عبدالله فلیغنّ من بنیات فواده فمازلت اغنّیهم حتّی کان السحر، فقال عمر ارفع لسانک یا خوّات فقد اسحرنا. (۲۴۱)

ترجمہ:۔ حضرت خوّات بن جبیرؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم حضرت عمرؓ کی معیّت میں قافلۂ حج کے ساتھ حج کے لیے نکلے ان کے ساتھ حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ بھی تھے۔ لوگوں نے حضرت خوّاتؓ سے کہا کہ ضرار بن خطاب کے اشعار سناؤں لیکن حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ''ان کو اپنے ہی اشعار سنانے دو۔'' چناں چہ وہ صبح تک متصل اپنے اشعار بناتے رہے، صبح ہوئی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا، اب بس کرو اے خوّات، اب سحر ہوگئی ہے۔

حضرت عمرؓ اشعار سننے اور سنانے کا اس قدر ذوق رکھتے تھے کہ ساری شب اسی میں گزر جاتی تھی۔ علامہ سید عبدالسلام ندوی سیر الصحابہؓ میں لکھتے ہیں:

''ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے رات بھر اشعار پڑھوایا کئے، جب صبح ہونے لگی تو کہا کہ قرآن پڑھو۔'' (۲۴۲)

علامہ جاحظ لکھتے ہیں:

''حضرت عمرؓ کا یہ ذوق وشوق صرف اشعار کے سننے اور سنانے پر ہی موقوف نہ تھا بلکہ انہیں بذات خود ہمہ اقسام بے شمار اشعار یاد تھے، یہی نہیں بلکہ آپ شعر گو بھی تھے۔ آپ کو اس کثرت سے اشعار ازبر تھے کہ جب بھی کوئی واقعہ، کوئی حادثہ پیش آتا یا کوئی خلاف معمول بات ہوتی تو آپ اس پر کوئی نہ کوئی شعر ضرور پڑھتے تھے۔'' (۲۴۳)

علامہ شاطبی لکھتے ہیں:

صوفی ابوالحسن قرانی، حسن بصریؒ سے نقل کرتے ہیں کہ کچھ لوگ حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی، ''یا امیر المومنین! ہمارے مسجد کے امام صاحب نماز سے فارغ ہو کر گانا گاتے ہیں۔'' حضرت عمرؓ نے فرمایا ''تم مجھے ان کے پاس لے چلو، چناں چہ آپ نے کچھ صحابہ کرامؓ کو اپنے ساتھ لیا اور ان کے پاس پہنچے اور ان سے کہا 'تمہارا برا ہو(۱) مجھے تمہاری ایک بات ایسی پہنچی ہے جو مجھے بہت بری لگی ہے۔''

ان امام صاحب نے عرض کی۔ ''یا امیر المومنین وہ کیا بات ہے؟'' حضرت عمرؓ نے جواب دیا۔ یہ تم عبادت

(۱) دراصل حضرت عمرؓ نے یہاں ''ویحک'' کا لفظ استعمال فرمایا ہے اور یہ عربی زبان میں ایک محاورہ ہے جو عموماً مستعمل ہے اور اسے متکلم اظہار ناپسندیدگی اور غیر دل چسپی کے لئے استعمال کرتا ہے، اس سے مقصود بددعا دینا یا ہتک کرنا نہیں ہوتا۔ (ش، م)

میں بھی مسخرہ پن کرتے ہو؟'' (وہ صاحب سمجھ گئے اور) عرض کی۔ ''نہیں یا امیر المومنین، بات ایسی نہیں ہے بلکہ وہ ایک وعظ ونصیحت اور پند وحقیقت ہے، جو میں اپنے آپ کو، اپنے نفس کو کرتا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: ''اچھا وہ حقیقت ونصیحت مجھے بھی سناؤ، میں بھی دیکھوں تم کیا پڑھتے ہو، اگر وہ کوئی اچھی بات ہے تو میں بھی تمہارا حامی ہوں اور اگر بات بری ہے تو میں تمہیں اس کے کرنے سے روک دوں گا۔'' امام موصوف نے حضرت عمرؓ کی خدمت میں یہ اشعار پیش کیے جو وہ پڑھا کرتے تھے ۔

وفؤاد کلما عاتبته — فی مدی الهجران یبغی تعبی
ترجمہ: ہائے وہ دل کہ زمانۂ ہجر وفرقت میں جب بھی میں نے اسے ملامت کی، اس نے مجھے تھکا دیا۔

لا اراد الدهر الا لاهیاً — فی تمادیه فقد برح بی
ترجمہ: (میں نے اسے تمام عمر کھیل ہی میں مگن پایا، یہاں تک کہ اس نے مجھے تنگ کر دیا۔)

یا قرین السوء ماهذا الصبا — فنی العمر کذا فی اللّعب
ترجمہ: (اے برے ہم نشین! یہ بچپنا ہے؟ اسی کھیل کود میں ساری عمر فنا ہوگئی۔)

وشباب بان عنی فمضی — قبل ان اقضی منه اربی
ترجمہ: (جوانی نے میرا ساتھ چھوڑ دیا اور ابھی اس سے میرا جی نہ بھرا تھا کہ وہ مجھ سے رخصت ہوگئی۔)

ماارجی بعده الا الفناء — ضیق الشیب علی مطلبی
ترجمہ (اب اس کے بعد مجھے سوائے موت کے اور کسی چیز کا انتظار نہیں اور بڑھاپے نے میرے مقصود کی راہ تنگ کردی ہے۔)

ویح نفسی لا اراها ابداً — فی جمیل ولا فی ادبی
ترجمہ (برا ہو میرے نفس کا کہ میں اسے کبھی بھی کسی اچھائی یا ادب کے کام میں مشغول نہیں دیکھتا۔)

نفس لا کنت ولا کان الهوی — راقبی المولیٰ و خافی وارهبی
ترجمہ: (اے نفس نہ تو ہوتا اور نہ یہ خواہشات ہوتیں، اب اپنے خدا کو دیکھ اور اس کا خوف کر۔)

راوی کا کہنا ہے کہ حضرت عمرؓ نے بھی یہ آخری شعر دہرایا ''نفس لا کنت.......... الخ'' اور پھر ان امام صاحب سے فرمایا:

''تم اسی طرح ان اشعار کو پڑھتے رہو۔'' (۲۴۴)

حضرت عمرؓ شاعری کے محض قدر دان ہی نہیں تھے بلکہ آپ اس کے ساتھ ہی اس فن کے بہت بڑے نقاد بھی تھے اور تمام شعرا کے کلام کے متعلق آپ اس قدر صحیح اور درست آراء رکھتے تھے کہ تمام اہل ادب نے عموماً اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ ان کے عہد میں ان سے بڑھ کر شعر کا پرکھنے والا، سخن شناس کوئی نہ تھا۔ علامہ ابن رشیق القیروانی کتاب العمدۃ میں یوں رقم طراز ہیں:

وکان من انقد زمانہ للشعر و انقدھم فیہ معرفۃ ۔(۲۴۵)

ترجمہ: اور حضرت عمرؓ اپنے زمانے میں سب سے بڑھ کر شعر کے نقاد اور سخن شناس تھے۔

اسی طرح خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ اگر چہ زہد مجسم تھے، تاہم شعر وسخن کے بڑے ادا شناس تھے اور نہ صرف یہ کہ شعر سنتے تھے بلکہ خود بھی شعر کہتے اور سناتے بھی تھے۔ آپ کو ہزار ہا اشعار از بر تھے اور خود نبی اکرم ﷺ اکثر و بیش تر شعر اور شعراء کے بارے میں آپ سے رائے، تصدیق، تحقیق اور تصحیح کے لیے فرمایا کرتے تھے۔ آپ زبردست نقاد بھی تھے۔ آپ سے بہت سے اشعار منسوب ہیں۔(ا)

ایک مرتبہ نواسۂ رسول ﷺ، حضرت امام حسنؓ کو بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا تو حضور نبی کریم ﷺ کی یاد تازہ ہوگئی، بے اختیار ان کو گود میں اٹھالیا اور فرمایا ۔

وبابی تشبہ النّبی لیس شبیھا علی (ب)

(میرا باپ فدا ہو، یہ نبی کریم ﷺ سے مشابہ ہے، علیؓ سے مشابہ نہیں ہے۔)

حضور نبی کریم ﷺ کس قدر شعر فہم تھے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کس قدر شعر از بر تھے اور یہ کہ آپ کس قدر اشعار میں دل چسپی رکھتے تھے، اس بات کا اندازہ اس واقعے سے بخوبی ہوتا ہے۔ علامہ حلبی، سیرت حلبیہ میں لکھتے ہیں:

وعن بعض الصحابۃ قال رأیت رسول اللّٰہ ﷺ و ابابکرؓ علیٰ باب بنی شیبۃ فرّ رجل وھو یقول ۔

یا ایّھا الرّجل المحول رحلہ　　　الاّ نزلت بآل عبدا لدّار

ھبلتک امّک لو نزلت برحلھم　　　منعوک عن عدم و من اقتار

فالتفت رسول اللّٰہ ﷺ الیٰ ابی بکرؓ فقال اٰھکذا قال الشاعر لا والّذی بعثک بالحق ولکنہ قال ۔

یا ایھا الرجل المحوّل رحلہ　　　اَلا نزلت بآل عبد مناف

ھبلتک امّک لو نزلت برحلھم　　　منعوک من عدم و من اقراف

الخا لطین غنیھم بقیر ھم　　　حتّی یعود فقیرھم کا الکافی

فتبسّم رسول اللّٰہ ﷺ وقال ھکذاسمعت الرواۃ ینشدونہ.(۲۴۶)

(ا) علامہ ابن اسحٰق کے حوالے سے علامہ ابن ہشام نے "سیرت ابن ہشام" ص ۲۸۱۔۲۸۲ پر غزوۂ عبیدہؓ بن الحارث میں حضرت ابوبکرؓ کے پندرہ اشعار درج کیے ہیں جو آپ نے اس موقع پر کہے تھے۔

(ب) بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۂ بدر

ترجمہ: بعض صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم سے روایت ہے کہ ہم نے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کو بنی شیبہ کے دروازے پر دیکھا۔ اسی وقت وہاں سے ایک شخص یہ کہتا ہوا گزرا:

ترجمہ: ''اے اپنی سواری کو میزبان کی تلاش میں بھٹکانے والے شخص، کیا تو عبدالدار کی اولاد کے پاس نہیں گیا۔''

''تیری ماں بھی تیری فکر چھوڑ دیتی اگر تو ان کے ہاں جاتا، کیوں کہ وہ بھوک اور افلاس سے تیری حفاظت کرتے۔''

یہ سن کر رسول اللہ، حضرت ابوبکرؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ کیا شاعر نے یہ شعر اسی طرح کہے تھے۔ ابوبکرؓ نے جواب دیا، نہیں! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، شاعر نے اس طرح کہا ہے۔

ترجمہ: ''اے اپنی سواری کو میزبان کی تلاش میں بھٹکانے والے شخص کیا تو عبد مناف کی اولاد کے پاس جا کر نہیں ٹھہرا۔''

''تیری ماں بھی تیری فکر چھوڑ دیتی اگر تو ان کے پاس ٹھہرتا، کیوں کہ وہ غریبی اور بھوک سے تیری حفاظت کرتے۔''

''وہ غریبوں اور امیروں کو ایک جگہ ملانے والے لوگ ہیں اور ایسے ہیں کہ فقیر ان کے پاس سے امیر ہو کر لوٹتا ہے۔''

یہ سن کر حضور ﷺ مسکرائے اور فرمایا کہ میں نے راویوں کو یہ شعر اسی طرح پڑھتے ہوئے سنا ہے۔

''سمعت الرواۃ ینشدونہ'' (میں نے راویوں کو یہ شعر اسی طرح پڑھتے ہوئے سنا ہے) آپ کا یہ فرمان ذی شان اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ شعر سماعت فرماتے تھے، نہ صرف سماعت فرماتے تھے بلکہ ذہن نشین بھی رکھتے تھے اور موقع بہ موقع اس کا اظہار بھی فرماتے تھے۔ یہ تمام باتیں شعر کے کہنے، سننے اور پڑھنے کی اجازت دیتی ہیں۔

اسی طرح شرم و حیا کے پیکر حضرت عثمان بن عفانؓ بھی اشعار کہتے تھے اور شعر سنتے بھی تھے اور خلیفۂ رابع حضرت علیؓ کا شمار زود گو شعراء میں ہوتا ہے۔ آپ نے بے شمار اشعار کہے ہیں، گویا یہ کہ چاروں جانشین رسول ﷺ، خلیفۃ المسلمین شعر کہتے اور سنتے تھے۔ ان کے علاوہ بھی جس قدر صحابہ کرامؓ تھے تقریباً سب ہی شعر و سخن کا کسی نہ کسی حد تک ذوق و شوق رکھتے، معدودے چند کہ اس سے مستثنٰی ہوں، ورنہ اکثر صحابہ کرامؓ اس فن سے حظ اٹھاتے تھے۔

صاحب سیر الصحابہ لکھتے ہیں کہ زمانہ حال کے ایک مصنف نے جمہرۃ العرب کے حوالے سے لکھا ہے:

ولم يبق من الصحابة من لم يقل الشعراء ويتمثل به. (٢٤٧)

ترجمہ:۔ کوئی صحابی ایسا نہ تھا جس نے کوئی نہ کوئی شعر نہ کہا ہو یا نہ پڑھا ہو۔

اور خاندان رسالت مآب ﷺ کے متعلق صاحب کتاب العمدۃ لکھتے ہیں:

وليس من بنی عبدالمطلب رجالاً ونساء من لم يعقل الشعر حاشی النبی ﷺ. (٢٤٨)

ترجمہ:۔ بنو عبدالمطلب کے مردوں اور عورتوں میں سوائے رسول اللہ ﷺ کے کوئی ایسا نہ تھا جس نے شعر نہ کہا ہو۔

اس قدر شاعرانہ ذوق وشوق، شعر گوئی سے اتنا لگاؤ رکھنے کے باوجود صحابہ کرام علیہم الرضوان اپنے فرائض حقیقی سے کبھی غافل نہیں رہے اور نہ ہی اپنے تبلیغی وعبادتی معمولات میں کوئی فرق آنے دیا اور نہ ہی اپنے ذکر واذکار کی محفل میں کمی آنے دی جس طرح محفل مشاعرہ سجتی تھی اسی طرح عبادت الٰہی کے لیے بھی مجالس کا انعقاد ہوتا تھا۔ اگر شب شعر گوئی میں گزرتی تو سحر ذکر الٰہی میں۔ صحابہ کرامؓ نے نہ صرف شعر گوئی کی بلکہ اس کے ذریعے سے اسلامی ادب کی بنیاد ڈالی اور اس ادبی حیثیت کے ساتھ زیادہ تر اخلاقی واصلاحی حیثیت سے عربی ادب کی ترویج واشاعت کی اور اسلامی ادب کو پروان چڑھایا۔ ان کا یہ عمل ''ایک پنتھ دو کاج'' یا ''ایک تیر سے دو شکار'' کے مصداق تھا۔

اسی طرح حضور ﷺ نے شعر وشاعری کو اخلاقی تربیت کا فریضہ بنایا اور آپؐ نے اس فن کے ذریعے صحابہ کرامؓ کے قلوب کو مصفّٰی ومجلّٰی بنایا۔ اصلاحی، پند ونصائح، موعظت، رب ذوالجلال کی حمد وثناء اور اشعار نعت کے ذریعے ان میں ان کے عقائد کو راسخ فرمایا۔ نثر کی بہ نسبت نظم زیادہ جلد اور مؤثر طور پر اثر انداز ہوتی ہے۔ معانی ومفاہیم کی گہرائی وگیرائی کے سبب بہت جلد دل میں گھر کر لیتی ہے۔ اس میں نثر کی نسبت زیادہ کشش ہوتی ہے اور یہ اپنے اندر ایک خاص جاذبیت رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں کبھی بھی کوئی بھی دور شاعری سے خالی نہیں رہا اور قرآن کریم کو بھی زیادہ پر کشش اور جاذب قلب بنانے کے لیے شعری ترکیب تو نہیں اختیار کی گئی لیکن اسلوب کے قریب کا راستہ اس طرز پر اختیار کیا گیا کہ قاری دوران قرأت خود کو اس فن سے قریب محسوس کرے، لیکن یہ قرآن کا اعجاز ہے کہ اس کی قرأت شعر کی طرز پر نہیں رکھی گئی اور نہ ہی اس میں مشاعرہ کا التزام رکھا گیا۔

حضرت عمرؓ کا شعری ذوق اس قدر اعلیٰ تھا کہ آپ اس کے باریک سے باریک نقطے کو بھی سمجھ لیا کرتے تھے۔ یہ آپ کی تفہیم شعری ہی تھی کہ آپ نے اس سے نہ صرف ترویج دین کی اشاعت کا کام لیا بلکہ عربی ادب کو بھی

پروان چڑھایا اور جاہلی ادب کے مقابل اسلامی ادب کو اجاگر کیا۔ اس فن کی سدا بہار حیثیت کو سمجھتے ہوئے آپ نے اپنے دور کے معروف گورنر حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو یہ فرمان لکھ کر بھیجا۔

مرّمن قبلک تعلّم الشعر فانہ یدل علی معالی الاخلاق و صواب الرای و معرفۃ الانساب. (۲۴۹)

ترجمہ:۔ لوگوں کو اشعار یاد کرنے کا حکم دو کیوں کہ وہ اخلاق کی بلند باتوں، صحیح رائے اور انساب کی طرف راستہ دکھاتے ہیں۔

اسی طرح آپ نے تمام اضلاع کے منتظمین کو یہ حکم جاری فرمایا کہ وہ اپنی اولادوں کی تربیت مندرجہ ذیل خطوط پر کریں۔

علموا اولادکم والفروسیۃ ورودھم ما سار من المثل وحسن من الشعر. (۲۵۰)

ترجمہ:۔ اپنی اولاد کو تیرنا (غوطہ خوری) اور شہہ سواری (گھڑ سواری) اور ضرب الامثال اور عمدہ اشعار یاد کراؤ۔

محاورات، ضرب الامثال اور اشعار عربوں کی جان اور عربی ادب کی روح ہیں اور کسی بھی زبان کی ترویج و اشاعت میں اور اس کے ادب کی ترقی میں ان کا بڑا کردار ہوتا ہے، نیز یہ کہ ان سے کم از کم وقت اور مختصر ترین الفاظ اور جملوں میں وقیع و وسیع معنی و مفہوم پر مشتمل عبارات کو نہ صرف بولا بلکہ اسے با آسانی سمجھا بھی جاتا ہے۔ ادب میں تین باتیں تعلّم و تعلیم و تأدّب کا مختصر اور بہترین ذریعہ ہیں اور اسی سے زبان وادب کے اعلیٰ و عمدہ اور پست وگھٹیا ہونے کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔

حضرت امیر معاویہؓ بہترین شعر گو تھے اور آپ شعر کو ایک بہترین اخلاقی وتہذیبی طاقت وقوت سمجھتے تھے۔ آپ کے نزدیک شعر جامع الکلام تھے، اسی لئے آپ لوگوں کو اشعار یاد کرنے کی ترغیب دیتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا:

یجب علی الرجل تادیب ولدہ والشعرا علیٰ مراتب الادب. (۲۵۱)

ترجمہ:۔ آدمی پر اپنی اولاد کی تادیب فرض ہے اور ادب کا بلند ترین مرتبہ شعر ہے۔

آپ نے ایک مرتبہ اپنے ذاتی تجربہ ومشاہدہ کی بناء پر لوگوں کو یہ ہدایت کی۔

اجعلو الشعر کبرھمکم واکثروا بکم خلقاء رایتنی لیلۃ الھریر بصفین وانہ ارید الحرب لتدۃ الیلویٰ فما حملنی علی الاقامۃ الا ابیات عمرو بن الاطناب. (۲۵۲)

ترجمہ:۔ شعر کو اپنا سب سے بڑا مطمح نظر بنالو اور اس کے عادی ہوجاؤ، کیوں کہ جنگ صفین میں لیلۃ الھریر کو

میں نے بھاگنا چاہا تو مجھ کو عمرو بن الاطنابہ کے اشعار نے ثابت قدم رکھا۔
حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:
علموا اولادکم الشعر تعذب السنتهم.(٢٥٣)
اسی طرح علامہ رشیق لکھتے ہیں:
کانت فاطمة الزهراؓ تقول الشعر رويت لهااشياء كثيرة.(٢٥٤)
حضرت عائشہؓ کے بارے میں ہے کہ:
کانت عائشةؓ كثيرة الرواية الشعر يقال انها كانت تروى جميع الشعر لبيد.(٢٥٥)
ثناءاللہ پانی پتی تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں:
عن الشعبى قال كان ابوبكر يقول الشعر و كان عمر يقول الشعر و كان على الشعر الثلاثه.(٢٥٦)
ترجمہ:۔امام شعبیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ شعر کہتے تھے اور حضرت عمرؓ بھی شعر کہتے تھے اور حضرت علیؓ ان میں سب سے زیادہ شعر کہنے والے تھے۔یہ تینوں صاحبان شعر کہتے تھے۔
حضرت ابوبکر، حضرت عامر بن فہیرۃ اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہم شعر کہتے تھے، جیسا کہ حدیث عائشہؓ میں ہے۔
عن عائشةؓ قالت لما قدم رسول الله ﷺ المدينة قدمها وهى اوباارض الله من الحمى فاصاب اصحابه منها بلاء وسقم فصرف الله تعالىٰ ذلك عن نبيه ﷺ قالت فكان ابوبكر و عامر بن فهيره و بلال موليا ابى بكر مع ابى بكر فى بيت واحد فاصابتهم الحمىٰ فدخلت عليهم اعودهم وذلك قبل ان يضرب علينا الحجاب وبهم مالا يعلمه الا الله من شدت الوعك فدنوت من ابى بكر فقلت له كيف تجدك يا ابت؟ قال ۔

قل امرئ مصبح فى اهله والموت ادنىٰ من شراك نعله

قالت:فقلت والله ما يدرى ابى يقول،قالت ثم دنوت الى عامر بن فهيرة فقلت له كيف تجدك يا عامر؟فقال ۔

لقد وجدت الموت قبل ذوقه ان الجبال حتفه من فوقه
كل امرئ لجاهده بطوقه كالثور يحمى جلده بروقه

قالت فقلت واللّٰہ ما یدری عامر ،مایقول قالت وکان بلال اذا ترکتہ الحمیٰ اضطجع بفناء البیت ثم رفع عقیرتہ فقال ؎

الا لیت شعری ھل ابیتن لیلۃ   بفخ وحولی اذخر وجلیل
وھل اردن یوماً میاہ مجنۃ   وھل یبدون لی شامۃ وطفیل (۲۵۷)

ترجم:۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ایسی حالت میں مدینہ تشریف لائے کہ یہ ارض اللہ مدینہ سب سے بڑھ کر وبائی امراض کا شکار تھا، لہٰذا آپؐ کے اصحاب بھی وبائی بخار کا شکار ہو گئے لیکن اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو اس بلا سے محفوظ رکھا۔ ابوبکرؓ اور آپ کے آزاد کردہ غلام فہیرہ اور بلال علیہم الرضوان ایک ساتھ ایک ہی گھر میں مبتلائے بخار ہوئے۔ میں ان کے پاس عیادت کو گئی۔ یہ واقعہ ہمارے پردے کے حکم سے پہلے کا ہے۔ میں نے دیکھا کہ تکلیف کی شدت سے ان لوگوں کی حالت ایسی تھی جو اللہ کے سوا کوئی اور نہیں جانتا تھا۔ میں ابوبکر کے قریب گئی اور کہا۔ بابا جان۔ آپ اپنے آپ کو کس حالت میں پاتے ہیں؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا ؎

''ہر شخص اپنے گھر والوں میں دن گزار رہا ہے (اور ہم اپنے وطن سے دور پڑے ہیں) حالاں کہ موت ہر شخص کے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے۔''

میں نے کہا، واللہ بابا جان کو اس کا ہوش نہیں، جو وہ کہہ رہے ہیں۔ پھر میں عامر بن فہیرہ کے قریب گئی اور پوچھا، عامر! تمہارا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا ؎

میں نے موت کا مزہ چکھنے سے پہلے اسے پالیا اور بزدل کی موت تو اس کے اوپر سے بیٹھے بٹھائے آ کر رہتی ہے وہ اس طرح کے خطروں میں مبتلا ہو کر بہادرانہ موت نہیں مرا کرتا، ہر شخص اپنی قوت کے مطابق بچاؤ کی کوشش کرتا ہے، جس طرح بیل اپنے آپ کو سینگوں کے ذریعے سے محفوظ کرتا ہے۔''

ام المومنین نے کہا، واللہ عامر جو کچھ کہہ رہا ہے اسے اس کا ہوش نہیں۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ بلال کی حالت یہ تھی کہ جب ان کا بخار اتر جاتا تو وہ گھر کے صحن میں لیٹ جاتے اور بلند آواز سے یہ کہتے ؎

''کیا ایسا نہیں ہوگا؟ کاش! مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ میں کوئی رات مقام فخ (حوالی مکہ) میں بھی اس طرح بسر کرسکوں گا کہ میرے گرد اذخر اور جلیل (نامی بوٹیاں) ہوں اور کیا میں کسی روز مقام مجنہ کے چشموں پر بھی جاسکوں گا؟ اور کیا (کوہ) شامہ وطفیل بھی مجھے نظر آئیں گے؟''

تاریخ فقہ والنقد میں ہے کہ، ایک مرتبہ العلاء بن حضرمی نے ایک موقع پر آپؐ کے سامنے یہ اشعار پڑھے:

وحی ذوی الاضغان نسب عقولهم   تحتیک الحسنی وقد یرقع النعل

فان وحسوا بالکره فاعف تکرّماً   وان خنسوا عنک الحدیث فلا تسل

فان الذین یوذیک منه سماعه   وان الذی قالوا وراء ک لم یقل

ترجمہ:۔محلّہ کے کینہ پرور لوگ اپنی عقل کے دشمن ہیں۔ یہ نازیبا حرکتوں میں الجھ کر ہی رہ جائیں گے اور خیر وکامرانی آپؐ کے قدم قدم چومے گی۔

اگر یہ اپنی حرکتوں سے باز نہ آئیں جب بھی ان سے درگزر کیجیے اور اگر یہ آپؐ کے خلاف چہ میگوئیاں کریں تو آپؐ ان کی طرف دھیان ہی نہ دیں۔ یہ لوگ جن کی باتیں آپؐ کے لیے بڑی تکلیف دہ ہیں، قابل مذمت ہیں، یہ پیٹھ پیچھے ہی کچھ کہنے کے عادی ہیں۔ ان کا کہنا نہ کہنے کے برابر ہے۔''

یہ اشعار سننے کے بعد آپؐ نے فرمایا:

ان من الشعر لحکمة فاذا البس علیکم من القرآن فالتمسوہ فی الشعر فانه عربی. (۲۵۸)

ترجمہ:۔ بے شک بعض اشعار حکمت سے بھرے ہوتے ہیں اگر قرآن پاک کی کچھ چیزوں میں تمہیں التباس ہوجائے تو ان کو اشعار میں تلاش کرو اس لیے کہ اشعار صحیح اور فصیح عربی کی نمائندگی کرتے ہیں۔''

ان امثال سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ عمدہ ذوق کے حامل تھے اور آپ کا مزاج کریمہ حسن ذوق کا آئینہ دار ہے اور ان لوگوں کے خیالات کی تردید کے لیے کافی ہے جو معلّم انسانیت ﷺ کو ادب وشعر کے ارتقاء میں مزاحم ومخالف تصور کرتے ہیں۔

مولانا سرور عالم ندوی اپنے مضمون میں لکھتے ہیں:

''شعر کا عیب وہنر اس کے مقاصد اور اثرات سے وابستہ ہے نہ کہ نفس شعر ہے۔'' (۲۵۹)

حضور ﷺ گو کہ خود شاعر نہ تھے لیکن آپؐ اشعار کی باریکیوں کو خوب سمجھتے تھے۔ آپ بہترین نقاد فن اور تفہیم شعری کے ماہر تھے۔ اس بات کا برملا اظہار آپؐ نے منشائے رب کے سبب نہ کیا کہ اس امر کو ظاہر نہ کرنا ہی حکم ربّی تھا، لیکن بتقاضائے بشریت اور اس فن عالی کے مثبت استعمال کو اجاگر کرنے کے لیے بعض مقامات پر آپؐ نے اس بات کا عمدہ اظہار فرمایا ہے۔ آپؐ نے شاعری کو اصلاح قوم اور اخلاق قوم کی عمدہ تربیت اور ان کے افکار کو جلا بخشنے، نیز اسلامی ادب کی ترویج کے لیے اسے استعمال کیا۔ آپ نے اس فن کے ذریعے عربی ادب خصوصاً جاہلی ادب کے مقابل اسلامی ادب کی ترقی کا کام لیا۔ آپؐ کے بعد آپؐ کے صحابہؓ نے اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

کتب احادیث میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے از خود اشعار سننے کی فرمائش کی۔ آپؐ نے بلا تخصیص و مذہب و رنگ و نسل، مسلم و غیر مسلم، جاہل و عالم، کافر و مشرک، یہود و نصاریٰ، آپ نے اچھے اور عمدہ مفہوم و معانی سے پر، فکر و نصائح سے لب ریز اشعار سماعت فرمائے۔ یہ بات آپؐ کے عمدہ و اعلیٰ ذوق اور مروّت و رواداری اور حلم و علم کی ہی نہیں بلکہ اعلیٰ اخلاق کی بھی غماز ہے۔ آپؐ نے امیہ بن ابی صلت کے اشعار سماعت فرمائے۔ آپؐ نے لبید کے اشعار سماعت فرمائے۔ آپؐ نے مختلف مواقع پر مختلف اقسام کی شاعری سماعت فرمائی۔ آپؐ نے ہر عمدہ شعر سماعت فرمایا اور شاعر کی حوصلہ افزائی فرمائی حتیٰ کہ آپؐ نے بنونجار کی بچیوں کے گائے ہوئے اشعار بھی سماعت فرمائے۔ اسی طرح آپؐ نے حدی خوانی بھی سماعت فرمائی اور آپؐ نے رجزیہ اشعار بھی سماعت فرمائے۔

شعر کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہ بمقابلۂ نثر جلد اور بہتر طور پر ازبر ہو جاتا ہے اور بڑے سے بڑا مضمون و مفہوم یک مصرع یا دو مصرع (ایک شعر) میں نہایت جامع و واضح طور پر ادا ہو جاتا ہے۔ شعر کی اسی اہمیت کے پیش نظر حضور نبی کریم ﷺ نے نعت پڑھنے اور شعر کہنے کی اجازت مرحمت فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن کا اسلوب و مفہوم شاعرانہ تو نہیں رکھا لیکن طرز ادا میں جھلک ضرور نظر آتی ہے، بلا ردیف و قافلہ ایک ہی ردھم میں کئی کئی آیات کا آنا اصل میں سہل تفہیم کے لیے ہے۔

علامہ نوویؒ کا ارشاد گرامی ہے:

ویجوز قول الشعر انه کان النبی ﷺ شعرآء فهم حسان بن ثابت و کعب بن مالک و عبدالله بن رواحة ولا نه وفد علیه الشعرآء ومدحوه وجاء ه کعب بن زهیر و النشده (بانت سعاد. الخ) وحکمه حکم الکلام فی خطره واباحته واکراهیة استحبابه وردالشهادة به والدلیل علیه ماروی عبدالله بن عمرو بن العاص ان النبی ﷺ قال الشعر بمنزلة الکلام حسنه کحسن الکلام وقبیحه فقبیح الکلام......الخ. (۲٦۰)

ترجمہ:۔ اور شعر کہنا جائز ہے، کیوں کہ آنحضرت ﷺ کے بھی شاعر تھے جن میں حضرت حسان بن ثابتؓ، حضرت کعب بن مالکؓ اور حضرت عبداللہ بن رواحہؓ اور آپؐ کے پاس شعراء کے وفد آتے اور وہ آپؐ کے مدح کرتے اور کعب بن زہیر آئے اور اپنا قصیدہ بانت سعاد آخر تک پڑھا۔

شعر کا حکم عام کلام جیسے ہے، منع ہونے، جائز ہونے، مکروہ ہونے، مستحب ہونے اور اس کی وجہ سے مردود الشہادت ہونے میں، اور عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کی روایت اس پر دلیل ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ شعر بمنزلہ کلام ہے کہ اس کا اچھا مثل اچھے کلام کے ہے اور اس کا برا بمنزلہ برے کلام کے ہے۔

اور علامہ ابن عابدین شامیؒ اس ضمن میں ارشاد فرماتے ہیں:

ان الشعر کالنثر یحمد حین یحمد ویذم حین یذم ولاباس نشیدالاعراب وھوالنشاد الشعر من غیر لحن ویحرم.(۲۶۱)

ترجمہ:۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ شعر نثر جیسے ہے کہ وہ محمود ہے، جب کہ وہ اچھا ہو اور مذموم، جب کہ وہ برا ہو اور گنواروں کے شعر کہنے میں کوئی قباحت نہیں کہ وہ شعر پڑھتا ہے بغیر سُر یلی آواز کے اور حرام ہوتا ہے کسی مسلمان کا ہجو کرنا، اگر چہ اس مسلمان میں وہ (بات) موجود ہو۔

اسی طرح مقدمہ ردالمحتار میں علامہ موصوف نے شعر پڑھنے کی تفصیلی گفتگو اس طرح فرمائی ہے:

اقول و علیٰ ھٰذا یمکن ان یکون اشارۃ الیٰ ان المکروہ منہ مادا وم علیہ وجعلہ صناعۃ لہ حتی غلب علیہ واشغلہ عن ذکر اللّٰہ تعالیٰ و عن العلوم الشرعیۃ وبہ فسّر الحدیث المتفق علیہ وھو قولہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لان یمتلی جوف احدکم......الخ.

فالسیر من ذالک لاباس بہ اذا قصدبہ اظھار النکات واللطافات والتشابیہ الفائقۃ والمعانی والرائقۃ وان کان فی وصف الخدود والقدود فان علماء البدیع قد استشھدوا من ذلک باشعار المولدین وغیرھم لھٰذا القصدو قد ذکر المحقق ابن الھمام فی شھادات فتح القدیر ان المحرم منہ ماکان فی اللّفظ مالایحل کصفہ الذکور والمرأۃ المعینۃ الحیتہ ووصف الحمرا المھیج والحانات والھجاء لمسلم اوذمی اذا اراد المتکلم ھجاء ہ لا اذا اراد انشاء الشعر للاشھاد بہ اولیعلم فصاحتہ وبلاغۃ......الخ.(۲۶۲)

ترجمہ:۔ میں کہتا ہوں اور اسی پر ممکن ہے کہ یہ اشارہ ہو اس طرف کہ ان (اشعار) میں سے مکروہ وہ ہیں جس پر دوام ہو اور اپنے لیے ذریعۂ کسب معاش بنائے رکھے یہاں تک کہ اس پر اس کا غلبہ ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے مشغول کر لے اور علوم شرعیہ سے دور رکھے اور اسی پر متفق علیہ حدیث (لان یمتلی) کی تفسیر کی جاتی ہے، پس معمولی مقدار میں اس پر کوئی باک نہیں جب کہ اس سے مقصود نکتوں کا اظہار ہو۔

اور لطائف، اونچی تشبیہات اور خوب معانی ہوں اور اگر رخساروں اور کسی چیز کی مقدار کی صفت میں ہوں تو علماء علم بدیع نے بطور استشہاد کے مولدین وغیرھم کے اشعار اسی مقصد کے لیے لائے ہیں۔

اور محقق علامہ ابن ہمامؒ نے فتح القدیر کے ''شہادات'' میں ذکر کیا ہے کہ اشعار میں حرام وہ ہیں جن کا مضمون حرام امور پر مشتمل ہو جیسے وہ اشعار جن میں کسی زندہ اور جانے پہچانے مرد و عورت کے حسن و جمال کی تعریف کی گئی ہو یا شراب کی خوبیاں بتا کر شراب نوشی پر ابھارا گیا ہو یا وہ اشعار جن میں اندرون خانہ اور چار دیواری کا

تجسس کیا گیا ہو یا کسی ذمّی یا مسلمان کی ہجو کی گئی ہو جب کہ متکلم اس کی ہجو کا ارادہ رکھتا ہو، نہ یہ کہ شعر پڑھنے سے استشہاد مقصود ہو یا فصاحت و بلاغت معلوم کرنا ہو۔''

شریعت اسلام میں شعر و شاعری کو ایک خاص درجہ حاصل ہے۔ قرآن کریم کی مذکورہ آیت جس میں شعر و شاعری کی سخت مذمت اور اس کا عنداللہ مبغوض و مردود و مطعون ہونا بیان کیا گیا ہے، مگر اس کے ساتھ ہی آیت کریمہ میں استثنیٰ مذکور ہے، اس سے ثابت ہوا کہ شعر مطلقاً برا نہیں ہے اور نہ ہی شعر کہنا برا ہے اور نہ ہی شعر سننا، بلکہ جس شعر میں خدا تعالیٰ کی نافرمانی یا اللہ کے ذکر سے روکنا یا اس سے غافل کرنا، جھوٹ، نفاق، بد عہدی، بد شگنی، ناحق کسی انسان کی مذمت و توہین، ہجو و برائی، فحش کلامی یا کسی کی بے جا و بے مقصد، جھوٹی مدح و ثناء اور فواحش کے لیے متحرک ہو یا شہواتِ نفسانی پر ابھارنے و اکسانے والی مذموم و مکروہ شاعری ہو، یہ آیت کریمہ اس کی دلیل ہے اور جو اشعار ان معاصی و معائب اور مکروہات و تنزیہات سے پاک ہوں، ان کو اللہ رب کریم نے ''الا الذین امنوا و عملوا الصلحٰت'' (۲۶۳) کے ذریعے مستثنیٰ فرمایا ہے اور جیسا کہ احادیث کریم میں مذکور ہے کہ ''بعض اشعار تو حکیمانہ و نصیحانہ مضامین اور وعظ و پند و موعظت پر مشتمل ہونے کے سبب طاعت و ثواب اور اجر کے زمرے میں داخل ہیں۔'' جیسا کہ حدیث ابن ابی کعبؓ میں ہے۔ ''ان من الشعر حکمة'' (۲۶۴)

جب اشعار کا پڑھنا، سننا اور سنانا جائز ٹھہرا تو پھر اسے ترنم و خوش الحانی، خوش خلقی و خوش آوازی، حدی، نصب اور رجز کی صورت میں بھی پڑھنا درست ہے، بشرطیکہ اس میں برے مقاصد، فحش گوئی، لچر پن، غیبت و کذب بیانی، شریعت کی مخالفت، توہین رسالتؐ، تنقیص وحدانیت، خلاف انسانیت اور حدود شرعیہ سے تجاوز نہ ہو۔

ہر وہ علم و فن جو خدا و آخرت، یادِ الٰہی و رسالت ﷺ، معرفت و وحدانیت اور تعلیماتِ نبویہ ﷺ سے غافل کر دے، مذموم و معتوب و معیوب ہے۔ تفسیر معارف میں ہے کہ ابن ابی حمزہؓ نے فرمایا:

''بہت قافیہ بازی اور ایسا علم و فن جو دلوں کو سخت کر دے اور خدا تعالیٰ کے ذکر سے انحراف و اعراض کا سبب بنے اور اعتقادات میں شکوک شبہات اور روحانی بیماریاں پیدا کرے، اس کا بھی وہی حکم ہے جو مذموم اشعار کا حکم ہے۔'' (۲۶۵)

جیسا کہ روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ و صحابیاتؓ شعر کہتے، پڑھتے اور سنتے سناتے تھے۔ وہ رسول کریم ﷺ کی نعوت میں روحانی تسکین پاتے تھے اور خود رسول کریم ﷺ نے بھی شعر سننے اور سنانے کا عمل جاری رکھا تا کہ فن ادب بھی مسلمانوں کی پہچان رہے۔ اصحاب ریاضت و مجاہدہ نے اشعار کو بطور روحانی علاج

بھی استعمال کیا ہے، جیسا کہ مولانا ابوالحسن ندوی نے علامہ کاشانیؒ کا یہ قول نقل کیا ہے:

علامہ کاشانیؒ فرماتے ہیں:

" اصحاب ریاضت و ارباب مجاہدہ از کثرت معاملات گاہ گاہ اتفاق افتد کہ کلالتے و ملالتے در قلوب ونفوس حادث شود وقبض وبسطے کہ موجب فتور اعمال وقصور احوال بود طاری گردد۔ پس مشائخ متاخر از برائے رفع ایں عارضہ ودفع ایں حادثہ ترکیبے روحانی از سماع اصوات طیبہ والحان متناسبہ واشعار مہیجہ ومعشوقہ بروجہے کہ مشروع بودنمودہ اند۔"(۲۶۶)

ترجمہ:۔ کہ اصحاب ریاضت وارباب مجاہدہ کے قلوب ونفوس، احوال وکیفیات کثرت سے پیش آنے کی وجہ سے کبھی کبھی اکتا جاتے ہیں اوران کو تکان وضعف محسوس ہونے لگتا ہے اوران پر وہ قبض وبسط جو اعمال واحوال میں سستی اور کوتاہی کا باعث ہوتا ہے، طاری ہوجاتے ہیں۔ اسی بناء پر مشائخ، متاخرین نے اچھی آوازوں، متناسب نغموں اور شوق انگیز اشعار کے سننے کو اس طرح پر کہ حدود شرع سے باہر نہ ہوں، علاج روحانی تجویز کیا ہے۔"

حضور ﷺ نے بچیوں کے گائے ہوئے اشعار سماعت فرمائے اور آپؐ نے ان کی نکیر فرمانے کے بجائے انہیں صلاح دی جیسا کہ کتب احادیث میں مذکور ہے۔

حضرت ربیع بنت معوذ فرماتی ہیں:

عن الربیع بنت معوذؓ بل عفراءؓ جاء النّبی ﷺ فدخل حین بُنِیَ علیّ جلس علیٰ فراشی کمجلسک منّی فجعلت جویریات لنا لیضربن بالدّف و یندُ بن من قتل(ا) من آبائی یوم بدر اذقالت "احدھن وفینا بنیّ یعلم مافی غدٍ" فقال دعی ھذا وقولی بالذی کنت تقولین.(۲۶۷)

ترجمہ:۔ حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء کہتی ہیں کہ جب میری رخصتی ہوئی تو حضور ﷺ تشریف لائے اور اسی طرح بیٹھے جس طرح تم میرے سامنے بیٹھے ہو، اتنے میں ہماری کچھ بچیوں نے دَف پر میرے آباؤ اجداد، جو جنگ بدر میں شہید ہوگئے تھے، کا ندبہ (تعریف ومرثیہ) پر مشتمل اشعار گانے شروع کیے۔ اس دوران ایک لڑکی نے یہ مصرعہ پڑھا:

ا۔ ربیع بنت معوذ معروف صحابیہ ہیں۔ ان کے والد حضرت معوذؓ اور دو چچا حضرت معاذؓ اور حضرت عوفؓ جنگ بدر میں شہید ہوگئے تھے۔ شعر پڑھنے والی بچیاں ان کے والد اور چچا کی شجاعت وبہادری پر مستمل اشعار پڑھ رہی تھیں۔ یہ کمسن بچیاں تھیں جو دف پر حضرت ربیع بنت معوذؓ کی شادی کے موقع پر جنگی اشعار گا رہی تھیں۔

''احدھنّ و فینا نبیّ یعلم مافی غدٍ' '(ہمارے مابین ایک نبی ﷺ ایسا ہے جو کل کی بات (آنے والی) بھی جانتا ہے)۔ حضور ﷺ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا: ''اسے رہنے دو اور تم وہی کہتی رہو جو پہلے کہہ رہی تھیں۔''

اسی طرح امّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں:

عن عائشةؓ انّها زُفّت امرأة الیٰ رجل من الانصار فقال نبی ﷺ یا عائشة ما کان معکم لم لھو فان الانصار یعجبھم اللّھو.(۲۶۸)

ترجمہ:۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک عورت ایک انصاری کے پاس نکاح کے بعد رخصت کر کے بھیجی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا ''اے عائشہ کیا تم لوگوں کے ساتھ لہو نہ تھا۔ انصار کو تو لہو پسند ہے۔''

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ شریک کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

فھل بعثتم معھا جاریة تضرب بالدّفّ وتغنّی قلت: تقول ماذا؟ قال: تقول اتینا کم اتینا کم فحیّانا وحیّا کم.(۲۶۹)

ترجمہ:۔ حضور ﷺ نے پوچھا ''تم نے دلہن کے ساتھ کس لڑکی کو بھیجا ہے جو دف بجائے اور گائے۔'' حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ''میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کیا گاتی؟'' تو آپؐ نے فرمایا وہ یہ اشعار گاتی ؎

اتینا کم اتینا کم فحیّانا وحیّا کم

اسی طرح ابن ماجہ کی روایت میں ہے:

قال: ارسلتم معھا من یّغنیّ، قالت: لافقال رسول اللّٰہ ﷺ ان الانصار قوم فیه غزل فلو بعثتم معھا من یقول اتینا کم اتینا کم فحیّانا وحیّا کم.(۲۷۰)

ترجمہ:۔ حضور ﷺ نے پوچھا ''تم نے دلہن کے ساتھ کسی گانے والی کو بھی بھیجا ہے، میں نے عرض کیا، ''نہیں'' آپؐ نے فرمایا ''انصار میں تغزل کا شوق ہے، بہتر تھا کہ تم اس کے ساتھ کسی ایسے کو کر دیتیں جو یہ گاتی۔

اتینا کم اتینا کم فحیّانا وحیّا کم

حضور نبی کریم ﷺ کا مذکورہ احادیث میں حضرت عائشہؓ سے استفسار فرمانا اور پھر الفاظ اشعار (مصرع و شعر) کا بھی تعین کر دینا اس بات کا اظہار ہے کہ اسلام میں شاعری جرم نہیں اور شریعت مطہرہ میں شعر کہنے، سننے، پڑھنے پڑھانے کی اجازت ہے لیکن بات محض حدود و قیود کی ہے، مادر پدر آزاد شاعری کی تو دنیا کے کسی بھی مذہب میں اجازت نہیں چہ جائے کہ اسلام تو دین فطرت ہے۔

اسی طرح حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں:

عن انس بن مالکؓ ان النبی ﷺ مرّ ببعض المدینة فاذا هو بجواریضربن بدفهن ویتغنین و یقلن نحن جوار من بنی نجاریا حبذا محمد من جارٍ فقال النّبیﷺ اللہ یعلم انی لاحبکنّ. (۲۷۱)

ترجمہ:۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریمﷺ مدینہ میں کسی مقام سے گزر رہے تھے دیکھا کہ چند لڑکیاں بیٹھی دف بجا رہی ہیں اور یہ اشعار گا رہی ہیں ۔

نحن جوار من بنی نجار   یا حبّذا محمد من جار

''ہم بنو نجار کی لڑکیاں ہیں، ہم کتنی خوش نصیب وخوش بخت ہیں کہ محمدﷺ جیسے عظیم فرد ہمارے پڑوسی ہیں۔'' حضورﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ خوب جانتا ہے کہ تم لوگ مجھے کتنی عزیز ہو۔''

حضرت خنساؓ مشہور شاعرہ ہیں۔ آپ کا شمار شاعرات اسلام میں ہوتا ہے جب آپ نے اسلام قبول کیا تو حضورﷺ نے آپ سے کئی اشعار سنے اور آپ کی تعریف فرمائی بلکہ مزید اشعار سننے کی فرمائش کی۔ علامہ ابن حجر عسقلانی الاصابہ میں لکھتے ہیں:

قدمت علی رسول اللہﷺ مع قومهانا سلمت معهم فذکروا ان رسول اللہ ﷺ کان یستنشدها و یعجبه شعرها فکانت

تنشده ویقول "هیه یاخُناس" (۲۷۲) (یعنی حضورﷺ آپ سے فرماتے ''اے خناس اور سناؤ۔'')

حضورﷺ نے اشعار سماعت فرمائے ہیں، مگر ایسے اشعار جو اپنے معانی و مقاصد کے لحاظ سے تعمیری و تہذیبی اور اخلاقی ہوں۔ اس کا عیب و ہنر ظاہر و قاہر ہو۔ آپؐ نے ایسی شاعری کو جو حد و اخلاق سے گری ہوئی ہو۔ ''شیطان کا آلۂ طرب'' قرار دیا ہے اور عمدہ و احسن شاعری کو آپؐ نے ''تائیدِ الٰہی کا ذریعہ'' (۲۷۳) قرار دیا۔

علامہ عبدالقاہر الجرجانی اس ضمن میں لکھتے ہیں:

کیف ترکت قوله صلی اللہ علیه وسلم ان من الشعر لحکمة وان من البیان لسحرا و کیف نسیت امره صلی اللہ علیه وسلم بقول الشعر و وعده علیه الجنة و قوله لحسان قل و روح القدس معک" وسماعه و استنشاده ایاهو علمه به واستحسانه له وارتیاحه عند سماعه. (۲۷۴)

ترجمہ:۔ تم نے کیسے رسول پاکﷺ کے اس قول کو چھوڑ دیا کہ بعض اشعار حکمت کا خزینہ ہوتے ہیں اور بعض بیان جادو کا کام کرتے ہیں اور کیسے یہ بات فراموش کردی کہ رسول اکرمﷺ نے بعض مواقع پر شعر کہنے

کا حکم دیا ہے اور اس پر جنت کا وعدہ فرمایا۔ آپؐ نے حضرت حسانؓ سے فرمایا ''شعر کہو روح القدس تمہارے ساتھ ہیں۔'' آپؐ نے ان کے اشعار سنے ہیں۔ ان سے اشعار پڑھنے کی فرمائش کی ہے۔ ان کو پسند فرمایا ہے اور ان کو سن کر آپ پر وجد کی کیفیت طاری ہوگئی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ حضورﷺ نے شاعری کی مطلق نکیر نہیں فرمائی بلکہ اس خاص وصف کی مذمت فرمائی ہے جو تعلیمات اسلامیہ کے قطعی مخالف ہو اور اس کے ذریعے آپس میں ناچاقی اور عصبیت بیدار ہوئی ہو یا توہین رسالتؐ و تنقیص انبیاء کا شائبہ ہو یا مسلمانوں کے مابین اختلاف کا سبب بنے، یہی وجہ ہے کہ سیرتِ نبویﷺ میں ایسے متعدد شعراء کا تذکرہ موجود ہے جو بارگاہِ رسالتؐ سے درجۂ استناد و امتیاز حاصل کر چکے ہیں اور جن کی شاعری اسلام میں معتبر و مستند حیثیت رکھتی ہے بلکہ ان کی شاعری عہدِ نبویؐ کی نعتیہ شاعری کے اولین نقوش اور مضبوط بنیاد قرار پائے ہیں۔

علامہ برقوتی لکھتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہﷺ ''اشعر و قرآن'' (یعنی اے اللہ کے رسولؐ قرآن کی موجودگی میں شعر کیوں؟) تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''هذا مرّة وهذا مرّة'' (۲۷۵) (یعنی کبھی یہ اور کبھی یہ)

زمانۂ جاہلیت میں حد سے بڑھی ہوئی مدح سرائی ادب جاہلی کا طرۂ امتیاز اور فن کی معراج تصور کی جاتی تھی۔ اسے کذب بیانی، لن ترانی، دروغ گوئی، فواحش و تحرین سے آراستہ کیا جاتا تھا۔ رسول اکرمﷺ نے اس مبالغہ آرائی اور خود کبریائی کی نکیر فرمائی۔

ان ہی تعلیمات و رشد و ہدایات کا نتیجہ تھا کہ حضرت عمرؓ نے عصر جاہلی کے ممتاز شاعر زہیر بن ابی سلمیٰ کو ''اشعر الشعراء'' کا خطاب اس لیے دیا تھا کہ:

كان لا يعاظل بين القول ولا يتبع حوشي الكلام ولا يمدح الرجل الا بما هو فيه. (۲۷۶)

ترجمہ:۔ وہ قول میں پیچیدگی اختیار نہیں کرتا تھا، نامانوس الفاظ کا استعمال نہیں کرتا تھا اور لوگوں کی بے جا تعریفیں نہیں کرتا تھا۔

ان تمام سیاق و سباق سے جو چیز مترشح ہوتی ہے وہ یہ آپؐ کے پیش نظر موضوع کی افادیت و اہمیت، مقصد و حقیقت سب سے مقدم و اول تھی، شعرائے اسلامی و جاہلی کے بلاتفریق آپ کلام میں دینی جذبات کی نمائندگی، معنی کی پاکیزگی، فکر کی بلندی، شعور کی بالیدگی اور اخلاق و اقدار کی حکمرانی چاہتے تھے اور ایسے ادب کی تشکیل کرنا چاہتے تھے جو انسانی معاشرے اور اس کے ذہنی فکر کی صحیح رہنمائی کا فریضہ انجام دے، نیز ان کی حقیقی ترجمان بنے ان کی کردار کی اصلاح کرے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے جس طرح شاعری کی اصلاح

فرمائی اسی طرح نثر کے اسلوب و انداز میں بھی زبردست انقلاب پیدا کیا۔

اسی طرح معیار نقد ونظر میں سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کلام میں بے جا اضافت و تکلفات اور تسخر تصنع کو بھی غیر اخلاقی و غیر مستحسن قرار دیا، کیوں کہ اس انداز بیان سے سوائے حقیقت سے دوری، بے راہ روی اور بیان و کلام طوالت و خجالت کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

ایک موقع پر آپؐ نے فرمایا:

وان من ابغضكم الىّ و ابعدكم منّى يوم القيامة الثر ثارون والمتشدّقون والمتفيهقون. (۲۷۷)

ترجمہ:۔ مجھے سب سے زیادہ ناپسند اور قیامت میں مجھ سے سب سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے جو کلام میں بے جا تکلف سے کام لیتے اور حق سے دور نکل جاتے اور تکبر کرتے ہیں۔

ایک موقع پر آپؐ نے فرمایا:

"اياک والتشادق"(۲۷۸)

کلام میں بے جا تکلفات سے بچو۔

ہر وقت شعر و شاعری میں مستغرق رہنے والے شعراء اور برے شعر کی مذمت حضورؐ نے فرمائی۔ شعراء دروغ گوئی سے کام لیتے ہیں۔ چھوٹے سے چھوٹے واقعات اور چھوٹی سی چھوٹی بات اور معمولی سے معمولی قصے کو نمک مرچ، مسالا لگا کر اپنی جانب سے بڑھا چڑھا کر مبالغہ آرائی اور لفاظی و چرب زبانی کے ذریعے حقیقت کا روپ دے کر پیش کرتے ہیں۔ ایسی منافقانہ اور خلا میں باتیں کرنے اور ہوائی تیر چلانے سے شریعت نے سختی سے منع کیا ہے، لیکن یہ شعراء کی فطرت ہے کہ وہ اپنی مذموم حرکات و عادات سے باز نہیں آتے۔ وہ اپنی دیگر تمام تر مصروفیات چھوڑ کر شعر گوئی کے در پہ ہو جاتے ہیں۔ اور اسی کو اپنا مشغلہ اور کسب و معاش بنا لیتے ہیں۔ ایسی لوگوں کے بارے میں حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ (ابو عبدالرحمٰن عبداللہ، التوفی ۳۲ھ الموافق ۶۵۲ء)(۲۷۹) راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ **و عن ابن مسعودؓ قال قال رسول اللّٰه ﷺ هلک المتنطّعون قالها ثلثاً.** (۲۸۰)

(کلام میں انتہائی مبالغہ کرنے والے غارت ہو گئے (ہلاکت میں پڑ گئے) حضور ﷺ نے یہ بات تین بار فرمائی۔ علامہ ابن عابدین شامیؒ اس ضمن میں فرماتے ہیں:

ومن كثر انشادة حين تنزل به مهماته ويجعله مسكبة له تنقص مروته وترد شهادته......الخ. (۲۸۱)

ترجمہ:۔ اور جس کا اشعار پڑھنا اور انشاء پردازی بڑھ جائے جب کہ اس پر اس کی ضروریات واقع ہوتے ہیں اور اس کو اپنا کسب بنالیتا ہے تو اس کی مروۃ (۱) میں نقصان آتا ہے اور اس کی گواہی رد کی جاتی ہے۔

اب حدیث کریمہ کی روشنی میں شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

''یہاں گفتگو میں تکلف اور عمداً فصیح بننا مراد ہے یعنی عبارت و الفاظ میں تصنع، یا لوگوں کی خوشامد اور ان کو جال میں لانا مقصود ہے اور یہ خیال نہ رہے کہ معنی حق ہے یا نہیں اور نفس الامر میں یہ بات درست بھی ہے یا نہیں۔ علامہ قرطبیؒ کہتے ہیں، یہاں غلو، بے فائدہ اور بے ہودگی کرنے والے مراد ہیں۔ (۲۸۲)

اس حدیث کریمہ کی تشریح میں نواب قطب الدین دہلوی لکھتے ہیں:

مطلب یہ ہے کہ تقریر و تحریر اور گفتگو و کلام میں بے جا تکلف و اہتمام کرنا، عبارت آرائی اور مبالغہ آمیزی کی پابندی اختیار کرنا اور لاحاصل و بے فائدہ باتوں کی آمیزش کرنا نہایت برا ہے، جب کہ اس کا مقصد اظہار عظمت اور ریا، تصنع و بناوٹ، کسی کی بے جا خوشامد و چاپلوسی اور اس کو اپنی طرف مائل و راغب کرنا ہو۔ (۲۸۳)

اسی معنی و مفہوم پر مشتمل ایک روایت حضرت ابی ثعلبۃ الخشنیؓ سے بھی باایں الفاظ نقل ہے۔

ومن ابی ثعلبة الخُشنیؓ ان رسول اللهﷺ قال ان احبکم الیّ و اقربکم منی یوم القیامة احاسنکم اخلاقاً وّان ابغضکم الیّ وابعدکم منّی مساویکم اخلاقاً رواه البیهقی فی شعب الایمان و روی الترمذی. نحوة عن جابرؓ. (۲۸۴)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ثعلبہ الخشنیؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ مجھے سب سے عزیز و زیادہ پیارے اور قیامت کے دن سب سے زیادہ میرے قریب و محبوب تم میں سے وہ لوگ ہوں گے جن کے اخلاق سب سے اچھے ہوں اور میرے لیے سب سے قابل نفرت و برے اور قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ دور تم میں سے وہ لوگ ہوں گے جن کے اخلاق سب سے برے ہوں، فضول بکواس کرنے والے ہوں، بنا بنا کر خلاف حقیقت کثیر کلام کرنے والے ہوں۔ حلق پھاڑ کر بغیر احتیاط کے کلام کو پھیلانے والے ہوں۔ (میں کہتا ہوں شعراء کی یہی حالت ہوتی ہے)

اس حدیث کو بیہقی نے شعب الایمان میں اور ترمذی نے حضرت جابرؓ کی روایت سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

اس حدیث کریمہ کو قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے بھی اپنی تفسیر مظہری (۲۸۵) میں بعینہ نقل کیا ہے اور نواب قطب الدین اس حدیث کریمہ کی تشریح میں لکھتے ہیں:

۱۔ مروہ کے مفہوم کے لئے دیکھئے المہذب للنووی، جلد ثانی، ص ۳۲۶ ۔ اسلام اور قوالی، ص ۵۶، ۵۷ ۔

''اس حدیث کریمہ سے معلوم ہوا کہ بک بک لگانا، بے فائدہ ولا حاصل گفتگو کرنا، بنا بنا کر باتیں کرنا اور بیان آرائی ومبالغہ آمیزی کے ساتھ تقریریں کرنا مکروہ ومذموم ہے۔(۲۸۶)

حضورﷺ کے یہ ارشادات گرامی، جن میں آپ کا غیظ وغضب سمٹ آیا ہے درحقیقت اس اسلوب کی پیروی کرنے والوں کے لیے ایک طرح کے تازیانے ہیں۔تحریر وتقریر اور عام گفتگو میں بھی الفاظ کا انتخاب بڑی اہمیت کا حامل ہوتا ہے کیوں کہ الفاظ کے اندر ایک قسم کی حرارت ہوتی ہے جس کا اثر متکلم اور سامع دونوں پر پڑتا ہے۔اسی سے ادب میں زندگی وتابندی اور پائندگی پیدا ہوتی ہے۔

ایسا ادب جس سے معاشرے کو فوائد حاصل ہوں اور اصلاح وتربیت کا کام انجام پائے، اس میں دقیق و مشکل الفاظ کے استعمال سے پرہیز کرنا اور سادگی وسنجیدگی کو ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے تاکہ ادب کا مبارک مقصد حاصل ہو سکے۔جیسا کہ رسول اکرمﷺ نے اس جانب ہدایت فرمائی ہے۔آپ کا اشارہ نہایت ہی مختصر مگر بلیغ وجامع ترین اور پراثر جملے ''من بدا حفا''(۲۸۷)(جس نے بھی بدویت اختیار کی اس کے اندر سختی اور درشتی پیدا ہوتی ہے) سے ظاہر وقاہر ہے۔یہ وہ مختصر ترین جملہ ہے جس میں سہل ترین اور آسان الفاظ پر تبصرہ بھی ہے اور نسل آئندہ کی اصلاح وتربیت کا ذریعہ بھی۔

مولانا سرور عالم ندوی لکھتے ہیں:

'' کلام میں ایجاز ادب کی جان اور فن کی روح ہے۔اس سے کلام میں حسن اور معنی کی افادیت میں اضافہ ہوتا ہے۔یہ تصور خاص تعلیم نبوی کا فیض ہے جس سے عصر جاہلی کا کلام بالکل خالی اور افراط وتفریط کا شکار رہا ہے۔وہاں یا تو اخلاق واختصار کی انتہا تھی یا پھر تفصیلات کا غیر مربوط دفتر جو مزاج نبویؐ کے خلاف تھا چوں کہ آپؐ اعتدال کے داعی تھے اس لیے آپؐ کی طبع لطیف نے اسے گوارا نہیں کیا اور ایجاز و اعتدال کی راہ اختیار کرنے کا حکم دیا۔''(۲۸۸)

ایجاز اور مقتضائے حال کے مطابق کلام کا ہونا ادب کے دو اہم وصف ہیں، جن میں بلاغت کی لوح پنہا ہے، یعنی اختصار کے ساتھ خوب صورت انداز میں اس طرح اپنی بات پیش کی جائے کہ مخاطب کو اس سے پورا پورا فائدہ حاصل ہو، یہی اصل اور حقیقی کلام بلکہ ادب ہے جس کو زبان نبوتؐ نے بلاغت کی سند عطا فرمائی ہے۔

ابو الہلال العسکری نے ''کتاب الصناعتین'' میں ایسے بہت سے اقوال نقل کیے ہیں جن کو اللہ کے رسولؐ نے پسند فرمایا اور ان کو بلاغت قرار دیا۔مثلاً ایک موقع پر ایک شخص نے دوسرے سے کہا''کفاک اللہ ما اھمک'' (اللہ تعالیٰ تمہاری ضرورت پوری کرے) یہ جملہ سن کر آپؐ نے فرمایا ''ھذا البلاغۃ'' (یہ بلاغت

ہے)اسی طرح ایک شخص نے دوسرے سے کہا"عصمک اللّٰہ من المکارہ" (اللہ تمہیں برائیوں سے بچائے)تو آپؐ نے فرمایا"ھذا البلاغۃ"(۲۸۹)

یہ اشارات و ہدایات اور فرمودات مزاج نبویؐ کی صحیح اور حقیقی ترجمانی کرتے ہیں اور ایسے اصول و مبادی تبدیل ہو جاتے ہیں جو ادبی تنقید میں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں، جنھوں نے موضوعاتی اور لغوی دونوں پہلو پر نظر رکھ کر ایسا پیمانہ مقرر کردیا ہے جس رعایت سے صالح اور کارآمد ادب وجود میں آسکتا ہے، جس میں حقیقت کا اظہار تکلفات سے بے زاری، زبان کی روانی، الفاظ کی شیرینی، فکر کی بلندی اور حسن ایجاز و اعجاز کی جلوہ گری نظر آئے اور جو معاشرے کی اصلاح اور وجدان وشعور کی صحت وصالحیت کی راہ پر گامزن کرنے کا سبب ہو اور ایک صحت منداور پاکیزہ ادب کی تخلیق کا سبب بنے اور جو فلاح انسانیت اور عروج ایمانیت کا وسیلہ بنے۔ جو دینی، تہذیبی، اخلاقی اور معاشرتی قدروں سے ہم آہنگ ہو، اخوت ومساوات، ہمدردی و بھائی چارگی، حق گوئی وخدا ترسی، راست گیری و پاک بازی کا داعی ہو، جن پر عمل پیرا ہوکر ماہرین فن، ادب کے گیسوئے خم دار کو اپنے حسن ذوق سے اس طرح آراستہ کرسکتے ہیں کہ اس کے پیچ وخم میں زبان کی حلاوت ولطافت، ذوق کا حسن ونزاکت، معنی کی خوبی وطہارت، فکر کی عظمت و رفعت، حسن اخلاق کی دعوت، قول وفعل کے تضاد سے بغاوت اور خدا و رسولؐ سے محبت کا عنصر شامل ہو۔

اس ادب کے بہترین نمونے، ابتدائے اسلام کی تحاریر خصوصاً حضور اقدسؐ کے خطبات و ارشادات و فرمودات، رسائل اور اقوال کرتے ہیں جن کی اتباع وتقلید کے جذبے نے تحریر وتقریر کا انداز ہی بدل دیا تھا، جس کی وجہ سے فن تنقید کے ماہرین کو یہ کہنا پڑا کہ:

اگر دور جاہلیت اور اسلام کے دور کا تجزیہ کیا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ اسلام کے زمانے میں لوگ اجنبی اور غیر مانوس کلام ناپسند کرتے تھے اور مٹھاس، تازگی اور تسلسل کے حامل کلام کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھتے تھے اور ایسے کلام بھی پسند کرتے تھے جس کی تفہیم آسان ہو اور جس سے لطف اندوز ہونے کی توقع ہو۔ جاہلیت کے شعراء تعریف میں بے جا مبالغہ سے کام لیتے تھے لیکن جب اسلام آیا تو اس دور میں اکثر شعراء کے درمیان صداقت ہی اصل معیار قرار پائی۔

☆☆☆

شعر حدیث کی روشنی میں

(علم وحکمت سے پُر حامل اشعار سننا اور سنانا مسنون ہے)

اچھا شعر اچھا کلام ہے:

عن عائشةؓ قالت ذكر عند رسول اللهﷺ الشعر فقال رسول اللهﷺ هو كلام فحسنه حسن و قبيحه قبيح رواه الدار قطني و روى الشافعي عن عروة مرسلاً.(۲۹۰)

ترجمہ:۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کے سامنے شعر کا ذکر کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا: وہ اچھا کلام ہے تو اچھا ہے اور برا کلام ہے تو برا ہے، اچھے کو لو اور برے کو چھوڑ دو۔ (امام دار قطنیؒ اور امام شافعیؒ نے اسے حضرت عروہؓ سے مرسلاً روایت کیا ہے۔)

اس حدیث کریمہ کی روشنی میں مولوی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں:

" ثبت من هذا الاحاديث ان اشعر لابأس به ما اجتنب الكذب و اشباهه من المحرمات. روى دارقطني عن عائشةؓ قالت ذكر عند رسول اللهﷺ الشعر فقال رسول اللهﷺ هو كلام فحسنه حسن قبيحه قبيح ورواه الشافعي عن عروة مرسلاً و ذكر البغوى انه قالت عائشةؓ الشعر كلام فمنه حسن و منه قبيح فخذالحسن و دع القبيح.(۲۹۱)

(ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر شعر جھوٹ اور دوسری ناجائز باتوں سے پاک ہو تو ایسی شاعری میں کوئی حرج نہیں) دارقطنی نے حضرت عائشہؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس شعر کے جواز و عدم جواز کا ذکر کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا۔ یہ بھی ایک کلام ہے اچھا بھی ہوتا ہے برا بھی ہوتا ہے، اچھے کو لے لو اور برے کو چھوڑ دو۔ امام بغویؒ نے اس حدیث کو حضرت عائشہؓ سے اس طرح روایت کیا ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اشعۃ اللمعات میں اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں:

''یہ بھی ایک کلام ہے۔ شعر میں وزن، قافیہ کی جو زیادتی ہوتی ہے اس کو حرمت و کراہت میں کوئی دخل نہیں ہوتا۔ اس کا دارومدار اس کے معنی و مضمون پر ہے۔ اگر مضمون اچھا ہے تو شعر اچھا، ورنہ برا ہوگا۔ شعر کے بارے میں اس حدیث نے خوب فیصلہ کر دیا ہے جس سے اختلاف ختم ہو گیا ہے۔(۲۹۲)

شعر کی خوبی و برائی اور احسن و بد کا تعلق اس کے مضمون اور بیان و زبان سے ہوتا ہے، جیسا کہ شعر و شاعری کے بارے میں آیاتِ قرآنیہ و احادیثِ نبویہ ﷺ کی روشنی میں مذکور ہوا اور یہ حدیث کریمہ بھی اس بات کو واضح و روشن کرتی ہے کہ شعر کہنا یا پڑھنا، شعر سننا یا سنانا بذات خود کوئی برائی نہیں رکھتا بلکہ اس کی اچھائی و برائی، حسن و

خوبی اور احسن و بد کا دارومدار مضمون شعر پر ہوتا ہے اور اس کے بیان وزبان پر ہوتا ہے، اگر شعر کا مضمون ایسا ہے جو شریعتِ اسلام کے احکام ومنشاء اور دینی وشرعی تقاضوں کے خلاف نہیں ہے تو اس شعر کو پڑھنے پڑھانے یا سننے سنانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، بلکہ ایسے مضامین کے حامل اشعار نہ صرف کہے جائیں بلکہ سنے اور سنائے جائیں کہ اس سے دین کی باتیں معلوم ہوتی ہیں، علوم اسلامیہ کی ترویج واشاعت ہوتی ہے، احکام قرآن واحادیث کی تبلیغ ہوتی ہے، نیز یہ کہ جس سے دین اسلام کی صداقت وحقانیت ثابت ہوتی ہو یا جس سے خدائے ذوالجلال کی وحدانیت کا پتا چلتا ہو اور تحمید اور تمجید ہوتی ہو اور جس میں رسول ﷺ کی محبت ومنقبت، مدحت وصفت اور نعت بیان کی گئی ہو اور دین وخادمین دین کی عظمت وشوکت اور شان وعزت ظاہر ہوتی ہو تو یقیناً ایسا شعر مستحسن ومحمود بھی ہوگا اور اس کے برخلاف جس شعر کا مضمون، بیان وزبان شریعت کے احکام ومنشاء کے خلاف ہو تو اس کو برا ہی کہا جائے گا۔

ڈاکٹر اسحق قریشی لکھتے ہیں:

''شعر کو انسانی کلام کا ایک ایسا رخ قرار دیا گیا ہے جو اپنے مفاہیم کی مناسبت سے حسین بھی ہوسکتا ہے اور قبیح بھی۔ کلام ہونے کی حد تک یہ کسی کا مصداق نہیں بلکہ عربوں کی مخصوص معاشرت کے حوالے سے زیادہ توجہ کا مستحق ہے۔ عربوں کا صحرائی ماحول ہو یا قوت تحریر سے ان کی محرومی کا اثر کہ شعر کو ان کے ذوق کے مطابق اک گونہ نسبت رہی ہے۔ (۲۹۳)

آپ مزید لکھتے ہیں:

''شعر عربوں کی عادتِ ثانیہ اور صلاحیتِ اظہار کا سب سے عمدہ اور قابل قدر ذریعہ تھا۔ نثر کی گفتگو میں وہ کاٹ نہ تھی جو عرب فطرت کا اقتضاء تھی۔ ایسے کاٹ دار ہتھیار کو وہ بھلا کیسے چھوڑ سکتے تھے۔ اسلام فطرت کے عمدہ مظاہر کی نفی نہیں کرتا بلکہ انہیں بہتر قوت عطا کرتا ہے تاکہ ان کا رخ طلب خیر کی طرف مڑ جائے۔ اسلام ''خذما صفا و دع ما کدّر'' کا مبلّغ ہے، اسی لیے شعر کو بھی اسی عمومی کلیے کے مطابق قبول کرلیا گیا۔ شعر تو اظہار خیال کا ایک تند وتیز ذریعہ تھا۔ اسلام نے اسے بہتر مقاصد کی تکمیل کے لیے مباح بلکہ بعض اوقات ضروری قرار دیا ہے۔ موافق حق کلام عزیز ٹھہرا اور شعر کے قالب میں ہو تو تیز تر بھی ثابت ہوا۔ اسی لیے حسن کلام کو محبوب قرار دیا گیا جو کلام طیب کا عکس بنا اور دربار رسالت ﷺ میں محمود ٹھہرا، قبولیت کی صرف ایک شرط تھی کہ ''کلام حق نما ہو'' کلام کا حسن وقبح سانچوں کے اعتبار سے نہیں مضامین کی نسبت سے متعین ہوا۔''
(۲۹۴)

حضرت امام غزالی الشافعیؒ (ابو حامد محمد بن محمد، ۵۰۵ھ الموافق ۱۱۱۲ء) (۲۹۵) شعر کی اسی حیثیت وعظمت

اور شعر کی ضرورت کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"الشعر، وذلک لا یخرج الامن حنحرة الانسان فیقطع باباحة ذلک لانه مازاد الاکونه مفهوماً" والکلام المفهوم غیر حرام والصوت الطیب الموزون غیر حرام فاذا لم یحرم الاحاد فمن این یحرم المجموع" ومهما انضم مباح لم یحرم الا اذا تضمن المجموع مخطوراً الا تتضمنه الاحاد ولا مخطور ههنا وکیف ینکر انشاد الشعر و قدانشد بین یدی رسول اللہ ﷺ وقال علیه السلام، ان من الشعر حکمة". (۲۹۶)

اس ضمن میں آپ مزید فرماتے ہیں:

"نعم ینظر فیما یفهم منه فان کان فیه امرا مخطور حرم نثره و نظمه وحرم النطق به سواء کان بالحان اولم یکن". (۲۹۷)

شعر میں دانائی وحکمت اور بیان میں جادو ہے:

عن مروان بن الحکم اخبره ان عبدالرحمن بن اسود بن عبد یغوث اخبره ان ابی بن کعب اخبره ان رسول اللہ ﷺ قال ان من الشعر حکمة. (۲۹۸)

ترجمہ:۔ مروان بن حکم کو عبدالرحمٰن بن اسود بن عبد یغوث نے بتایا کہ حضرت ابی بن کعب کو رسول اللہ ﷺ نے خبر دی کہ کسی شعر میں دانائی بھی ہوتی ہے۔

اس حدیث کریمہ کو بحوالہ بخاری مولانا نعیم الدین مرادآبادیؒ نے اپنی تفسیر "نورالعرفان" (۲۹۹) میں بھی درج کیا ہے۔

اس حدیث کریمہ کی تشریح میں نواب قطب الدین خان دہلوی لکھتے ہیں:

"مطلب یہ ہے کہ سارے ہی اشعار برے نہیں ہوتے بلکہ ان میں سے بعض اچھے اور فائدہ مند ہوتے ہیں کہ ان کے ذریعے حکمت ودانائی کی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔" (۳۰۰)

حدیث ابوداؤد میں یہ حدیث کریم یوں روایت ہے:

حدثنا ابوبکر بن ابی شیبه نا ابن المبارک عن یونس عن الزهری حدثنا ابوبکر ابن عبدالرحمن بن حارث بن هشام عن مروان ابن الحکم عن عبدالرحمن بن الاسود بن عبد یغوث عن ابی بن کعب ان النبی ﷺ قال ان من الشعر حکمة. (۳۰۱)

ابوبکر بن ابوشیبہ، ابن المبارک، یونس، زہری، ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام، مروان بن حکم، عبدالرحمٰن بن اسود بن عبد یغوث نے حضرت ابی بن کعب سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، بے

شک بعض شعر دانائی ہوتے ہیں۔"

اس حدیث کریمہ کو حضرت عکرمہؓ سے حضرت ابن عباسؓ نے بھی ایضاً (۳۰۲) روایت کیا ہے۔ حاشیہ مشکوٰۃ المصابیح اور حاشیہ جامع الترمذی بحوالہ لمعات، اس حدیث کریمہ کی تشریح کے بارے میں درج ہے۔

قول حکمة الحکمة العدل والعلم وقیل معناه ان عن الشعر کلاماً نافعاً یمنع عن الجهل والسفه واصل الحکمة المنع.(۳۰۳)

ترجمہ: حکمت، دانائی وعدل وعلم ہے اور اس کے معنی میں کہا گیا ہے کہ شعر وہ کلام نافع، فیض دینے والا علم ہے جو جہالت ورذالت سے روک دیتا ہے۔

مشکوٰۃ المصابیح میں بروایت ابوداؤد ایک حدیث کریمہ میں حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

عن صخر بن عبدالله بن بریده عن ابیه عن جدّه قال سمعت رسول اللهﷺ یقول ان من البیان سحراً وان من العلم جهلاً و ان من الشعر حکماً وان من القول عیالاً مرواه ابو دائود.(۳۰۴)

حضرت صخر بن عبداللہ بن بریدہؓ اپنے والد (حضرت عبداللہ) سے اور وہ صخر کے دادا حضرت بریدہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ بعض بیان جادو (کی مانند) ہوتے ہیں اور بعض علم جہالت ہوتے ہیں اور بعض اشعار (فائدہ مند) پُر از حکمت و دانائی اور بعض قول وکلام وبال جان (بوجھ) ہوتے ہیں۔

سنن ابوداؤد میں صعصعہ بن صومان اس حدیث کریمہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

فقال صعصعه بن صومان صدق نبی اللهﷺ ماقوله "ان من البیان سحراً" فالرجل یکون علیه الحق وهو الحَن بالحجج من صاحب الحق فیسحر القوم ببیانه فیذهب بالحق واما قوله "ان من العلم جهلاً" فیتکلّف العالم الیٰ علمه مالا یعلم فیجهله ذلک واما قوله ان من الشعر حکماً فهی هذه المواعظ والا مثال التی یتّخط الناس بها واما قوله ان من القول عیالاً فعرضک کلاملک و حدیثک علیٰ من لیس من شانه ولا یریده. (۳۰۵)

صعصعہ بن صومان کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سچ فرمایا: ارشاد گرامی:

"ان من البیان السحرا" یوں سمجھیے کہ ایک آدمی پر کسی کا قرض ہے جو دلائل پیش کرنے میں قرض خواہ سے زیادہ ماہر ہے۔ پس اپنے بیان سے وہ لوگوں پر ایسا جادو کرتا ہے کہ دوسرے کا حق ہضم کر جاتا ہے۔ ارشاد گرامی ہے:

"ان من العلم جهلاً" یوں ہے کہ طالب علم ایسے علم کو حاصل کرنے میں کوشاں ہوتا ہے جس کو وہ جان نہیں سکتا، تو یہ بات اسے جاہل ہی رکھتی ہے اور ارشاد گرامی "ان من الشعر حکماً" یوں ہے کہ شعری نصیحتوں اور مثالوں سے لوگوں کو نصیحت کی جائے اور یہ ارشاد گرامی کہ "ان من القول عیالاً" یوں ہے کہ تم اپنی بات اور اپنا حال اس کے آگے رکھو جو اس لائق نہ ہو اور نہ وہ سننا چاہے۔"

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اس حدیث کریمہ کی تشریح میں لکھتے ہیں:

"یہ حدیث کریمہ اس بات پر واضح دلیل ہے کہ آپ کا فرمان "ان من البیان سحراً" بیان کی مدح پر دال ہے، جس طرح یہاں حکمت و نصیحت پر مشتمل اشعار کی مدد کی گئی ہے اور یہ دونوں باتیں ایک حدیث میں اکٹھی بھی آئی ہیں، بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ ان ارشادات کے ذریعے ان لوگوں کو روکا گیا ہے جو اس بات کے قائل تھے کہ بیان ہر حال میں محمود ہے اور شعر ہر حال میں مذموم۔ آپؐ نے فرمایا ایسا نہیں، بعض بیان جو جادو کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں وہ مذموم ہیں اور حکمت پر مبنی اشعار محمود ہوتے ہیں۔ (۳۰۶)

جامع الترمذی میں حدیث کریمہ "ان من الشعر حکمة" باختلاف راویان موجود ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام اشعار مردود نہیں ہیں بلکہ جو اشعار حق و حکمت پر قائم ہیں انہیں لکھنا پڑھنا جائز ہے۔ طیبی نے کہا "ارادبه مانظمه الشعراء من الواعظ والامثال التی ینتفع بها الناس" (۳۰۷) (جو شعراء مواعظ حسنہ کو نظم کرتے ہیں اور عوام الناس اپنی اصلاح احوال کے لیے اس سے فیض پاتے ہیں، ایسی شاعری اور ایسے اشعار روا ہیں) اور امام شافعیؒ نے کہا "اشعر کلام فحسنة لحسن الکلام" (۳۰۸) اچھا شعر اچھا کلام ہے)، اچھا کلام نافع العلم ہے اور جہل و گمراہی، رذالت و ذلالت سے روکنے والا ہے۔

تفسیر جلالین میں اس حدیث کریمہ کو علامہ سیوطیؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یوں نقل کیا ہے:

روی عن ابن عباسؓ قال جاء الاعرابی الی النبی ﷺ فجعل یتکلّم بکلام فقال ان من البیان سحراً وان من الشعر حکمة اخرجه ابوداؤد. (۳۰۹)

شعر فی نفسہٖ کن کن اوصاف و صفات، معنی و مفہوم اور مقاصد و تحاریک کا حامل ہوتا ہے، اس سلسلے میں ڈاکٹر محمد اسحٰق قریشی لکھتے ہیں:

"ان من الشعر حکمة" یا 'حکماً' کے الفاظ اپنے بسیط تر معانی میں بھی شعر میں حکمت کی موجودگی کے امکان کا اظہار ہیں۔ 'مِـــن' تبعیض کے لیے ہو تو بعض شعروں کا حکمت سے پر ہونا ثابت ہوگا اور اگر یہ تبیین کے لیے ہے تو ہر شعر کے پُر از حکمت ہونے پر دلیل ہوگا۔ کم سے کم توجیہہ یہی ہو سکتی ہے کہ ہر نہ سہی بعض شعر یقیناً حکمت خیز ہوتے ہیں۔ اس مفہوم کے مطابق شعر کی وسیع تر کائنات میں بعض اشعار کا قابل اخذ اور لائق

التفات ہونا واضح ہو جاتا ہے اور اگر اس مفہوم کے ساتھ وہ حدیث بھی پیش نظر رہے جو ابن ماجہ نے روایت کی ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "**الکلمة الحکمة ضالة المؤمن حیث ماوجدھا فھو حق بھا.** (ا) (۳۱۰)

آپ اس ضمن میں مزید لکھتے ہیں:

''کلمۂ حکمت تو مومن کی متاع گم شدہ ہے جہاں سے بھی اسے ملے وہ اس کا بہتر حق دار ہے۔ دونوں احادیث کو منطقی ربط کے ساتھ پرکھا جائے تو فوری نتیجہ برآمد ہوگا کہ کلمۂ حکمت مومن کی متاع گم شدہ ہے اور بعض شعر کلمۂ حکمت ہوتے ہیں، اس لیے بعض شعر مومن کی متاع گم گشتہ ہیں یعنی شعر کا ایک حصہ مومن کا مطلوب ٹھہرا اس لیے قابل اخذ قرار پایا، متاع مومن عزیز تر ہوگی اور قابل حصول بھی ہوگی۔'' (۳۱۱)

عرب جس طرح جادو صفت قوم تھی، اسی طرح وہ جادو ٹونے اور نجوم و کہانت پر کامل یقین رکھتی تھی۔ وہ سحر آفرین صفت قوم، سحر کی گرویدہ تھی، یہی وجہ ہے کہ اس نے فن شاعری میں سحریت کو عروج بخشا اور شاعر و شاعری کی عظمت کا پیمانہ بھی ساحری قرار پایا۔ ان کے نزدیک عظیم تر وہ تھا جس کا ایک ایک لفظ اپنی اثر انگیزی میں جادوئی اثر رکھتا ہو اور عظیم شاعر اسے قرار دیا جو حروف میں جادو بھر دے اور سامع کو اتنا سحر زدہ کر دے کہ وہ اس کا گرویدہ ہو جائے۔ دراصل حقیقت بھی یہی ہے کہ شاعری کا نقطۂ عروج اور شاعری کا حد کمال یہ ہے کہ شعر کہنے کے لیے ایسے الفاظ و حروف کا انتخاب کیا جائے اور جملوں کی ترتیب و ترکیب ایسی رکھی جائے کہ وہ اپنے معانی و مفاہیم میں پُر کیف و پُر اثر اور وجد آفرین ہوں اور وہ اپنے تفہیم شعری کے سبب قاری کو اپنی کشش و جاذبیت میں اس قدر ڈھال لے کہ وہ اس کا گن گانے لگے۔ اہل عرب اس فسوں کاری کے ماہر تھے۔ صاحب المقامات بدیع الزماں ہمدانی (المتوفی ۳۹۸ھ الموافق ۱۰۰۸ء) (۳۱۲) نے زہیر بن ابی سلمیٰؓ کی شعری صلاحیتوں کا اعتراف بایں الفاظ کیا ہے کہ یہ "**یدعو الشعر والسحر یجیبه**" حضور نبی کریم ﷺ کی احادیث کریمہ میں اشعار کی فسوں کاری کا تذکرہ ملتا ہے اور آپؐ نے کئی مقام پر اشعار کی سحر بیانی، الفاظ کی جادوگری اور جملوں کی فسوں گری کا تذکرہ فرمایا ہے۔ اس سلسلے میں علامہ عبدالرحمٰن اپنی تصنیف ''مرآۃ الشعر'' میں فرماتے ہیں۔

''یہ نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ شعر اسی حد تک شعر ہے کہ شعور کا رنگ و اثر غالب رہے، اپنی اصل حیثیت سے دور نہ ہو۔ یہی راز حدیث نبوی ﷺ میں آیا ہے۔ "**ان من البیان لسحرا وان من الشعر لحکمة**" یعنی بیان اصل میں حکمت و موعظت ہے لیکن کبھی بھی حدود شعر میں داخل ہو جاتا ہے اور سحر بن جاتا ہے اور کبھی کوئی شعر حدود خطابت میں آجاتا ہے اور سحر سے حکمت بن جاتا ہے کیوں کہ خطابت کا منتہائے کمال یہ ہے کہ

ا۔ سنن ابن ماجہ، الجزء الثانی، باب الحکمة، ص ۱۳۱۷

حکمت ہو اور تاثیر میں جادو بن جائے، سننے والا سنے اور مسحور ہو جائے اور انتہائے کمال شعر کا یہ ہوتا ہے کہ شعر اگرچہ فی حد ذاتہ شعور و جذبات کا نتیجہ اور جادو ہے لیکن اس سحر و ساحری کے باوجود دانش و حکمت کے ذروۂ بلند تک پہنچے۔ اہل نظر جانتے ہیں کہ یہ کلام انسانی کے درجۂ کمال کا وہ بلند ترین نقطہ ہے جو ہر ایک کو نصیب نہیں ہوتا اور جن کو نصیب ہوتا ہے ہر وقت نہیں ہوتا، اسی لیے بعض از بیان اور بعض از اشعار کے بارے میں ارشاد ہوا جو کچھ ارشاد ہوا۔'' (۳۱۳)

حضورا کی زبان اقدس سے مفہوم شعر کا جاری ہونا (حضور نبی کریم ﷺ کا شعر پڑھنا)

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم شاعر نہیں، اس کی تفصیل قرآن کریم کی آیات مبارکہ کی روشنی میں جس طرح صراحتاً گزری، اسی طرح احادیث کریمہ بھی اس بات پر دال ہیں کہ آپؐ شاعر نہیں تھے لیکن مفہوم شعر ضرور بیان فرماتے تھے۔ اس طرح کے تمام فرامین آپؐ کے عہد کی نعتیہ شاعری کے اوّلین نقوش ہیں جو موجودہ دور کی نعتیہ شاعری کو مضبوط و توانا اور خوب صورت بنیاد فراہم کرتے ہیں، جیسے حضرت اسود بن قیسؓ کی روایت کردہ یہ حدیث مبارک ملاحظہ ہو:

عن الاسود بن قیس قال سمعت جندباً یقول: بینما النّبی یمشی اذا اصابه حجر فعثر فدمیت اصبعه فقال ۔

هل انت الّا اصبع دَمِيتُ(ا)

وفی سبیل اللّٰه مالَقِيتُ (۳۱۴)

ترجمہ:۔ اسود بن قیسؓ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت جندب بن عبداللہؓ کو فرماتے ہوئے سنا کہ نبی کریم ﷺ جہاد (ب) کے لیے جا رہے تھے کہ ایک پتھر ملا جس سے آپ پھسلے اور پیر کی ایک انگلی سے خون (ج) بہنے لگا تو آپؐ نے فرمایا (د) ۔

خون یہ انگلی سے جو ہے بہہ رہا
شکر ہے کہ راہِ حق (ہ) میں ہے بہا

(ا) دَمِيتِ بروزن سَمِعْتِ: (اشعۃ اللمعات، جلد ہشتم، باب البیان والشعر، ص ۴۳)
(ب) علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ یہاں جہاد سے مراد غزوۂ احد ہے۔ (اشعۃ اللمعات، جلد ہشتم، باب البیان والشعر، ص ۴۳)
(ج) صاحب سفر السعادۃ کہتے ہیں کہ آپ کی انگلی پر پتھر لگنے سے خون جاری ہو گیا۔ (حوالۂ مذکور)
(د) آپؐ نے یہ مفہوم شعر انگلی سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ (حوالۂ مذکور۔ ایضاً)
(ہ) اس تکلیف پر تجھے اجر ملے گا۔ یہ ضائع نہیں جائے گا۔ یہ امت کے لیے تعلیم ہے کہ اللہ کی راہ میں جو بھی تکلیف آتی ہے اس کا اجر ملتا ہے۔ (حوالۂ مذکور، ایضاً)
بعض شارحین کے نزدیک یہ "ما" نافیہ ہے کہ تو نے کوئی بڑی تکلیف نہیں اٹھائی، یہ خون آلود ہونا تو آسان ہے۔

ترجمۂ شعر:۔ ''یعنی تو کیا ہے، ایک انگلی ہے، خون آلود ہوگئی اور تجھ کو جو کچھ ہوا ہے خدا کی راہ میں ہوا ہے۔'' (۳۱۵)

اس حدیث کریمہ کی تشریح وتعبیر میں نواب قطب الدین لکھتے ہیں:

زخمی اور خون آلود انگلی کو مخاطب کر کے آپؐ نے جو اشعار ارشاد فرمایا اس کا مطلب یہ تھا کہ تو جسم کا کوئی بڑا حصہ نہیں ہے، بدن کا کوئی سب سے اہم عضو نہیں ہے، ایک معمولی سی انگلی ہے، پھر تجھے جو تکلیف ہوئی ہے، وہ سخت اور شدید ترین نہیں ہے کہ نہ تو کٹ کر گر پڑی ہے اور نہ ہلاکت میں مبتلا ہوئی ہے، تجھ کو صرف زخم پہنچا ہے اور خون آلود ہوگئی ہے اگر تو نے اتنی سی تکلیف اٹھائی ہے اس کی وجہ سے بے تابی اور بے قراری کی کوئی وجہ نہیں جب کہ یہ تھوڑی سی تکلیف بھی ضائع جانے والی نہیں ہے بلکہ اللہ کی راہ میں اور اس کی رضا میں چوں کہ تو نے تکلیف اٹھائی ہے اس لیے تجھ کو اس پر اجر ملے گا، اس اعتبار سے یہ تکلیف بھی تیرے لیے خوشی و راحت کا ذریعہ ہونا چاہیے، اس ارشاد کے ذریعے گویا آپؐ نے امت کے لوگوں کو تلقین فرمائی کہ اگر کسی مسلمان کو اللہ کی راہ میں کوئی تکلیف وضرر پہنچے تو اس پر صبر کرنا چاہیے، بلکہ حقیقت میں اس کو شکر کا مقام سمجھنا چاہیے کہ اللہ کا عطا کیا ہوا جسم و بدن اسی کی راہ میں قربان کرنے اور تکلیف اٹھانے کی توفیق نصیب ہوئی جو ایک بہت بڑی سعادت ہے۔ (۳۱۶)

آنحضرت ﷺ کی زبان اقدس سے رجزیہ کلمات (اشعار) بھی جاری ہوئے جن میں اتفاقی طور پر وزن پیدا ہوگیا، جس میں کسی ارادہ کو دخل نہیں تھا یا پھر آپؐ نے کسی شاعر کا رجزیہ کلام (شعر) دہرایا یا پڑھا۔ دونوں صورتوں میں وہ شعر آپؐ سے منسوب کیا گیا کہ آپؐ نے شعر یا مصرع کسی شاعر کا پڑھا ہے، دونوں صورتوں میں کہیں بھی یہ بات مترشح نہیں ہوتی کہ آپؐ شاعر تھے۔

یہ شعر ''ھل انت الّا اُصبع دَمیتْ'' کے بارے میں علامہ حلبی نے ابن دحیہ کا یہ قول نقل کیا ہے:

وفی کلام ابن دحیۃ ولا یمر علی لسان رسول اللّٰہ ﷺ من ضروب الرجز الاضربان منھوک ومشطور فالمنھوک. انا النّبی لا کذب. والمشطور. ھل انت الّا اصبع دَمیت. (۳۱۷)

ترجمہ:۔ ابن دحیہ نے لکھا ہے کہ رجزیہ یعنی جنگی اشعار کی قسموں میں آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک پر صرف یہ دو قسمیں ہی جاری ہوتی تھیں، ایک منہوک اور دوسرے مشطور (یہ دونوں رجزیہ اور رزمیہ شاعری کی اصطلاحیں ہیں)

منہوک: یعنی ایسے رجزیہ مصرع کو کہتے ہیں جس کے دو تہائی حصے کو نکال یا چھوڑ دیا گیا ہو یعنی باقی حصے کو

منہوک کہتے ہیں۔

مشطور:۔ایسے رجز یہ مصرع کو کہتے ہیں جس کی چھ جزوں میں سے تین جز کو حذف کر دیا گیا ہو۔

چناں چہ مصرع منہوک جو آپ ﷺ کی لسان حق سے جاری ہوا وہ "انـا الـنبی لا کذب" ہے اور مصرع مشطور "هل انت الا اصبع دميت" ہے۔

رجز یہ کلام شعر ہے یا نہیں تفصیل کے لیے دیکھیے سیرت حلبیہ (۱)۔اخفش کے ایک قول میں ہے۔

وقيـل البيت الواحد لايكون شعرا على انه قيل ان الرجز ليس من الشعر عند الا خفش.
(۳۱۸)

ترجمہ:۔ایک قول یہ ہے کہ ایک مصرع شعر یعنی شاعری کا جز نہیں ہوتا اس قول کی بنیاد یہ ہے کہ مشہور شاعر اخفش کے نزدیک رجز یہ کلمات سرے سے شاعری یا شعر کی جنس میں شامل ہی نہیں ہیں۔

اس حدیث کریمہ کی تشریح میں شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ لکھتے ہیں:

''یہاں ایک اشکال ہے کہ یہ شعر ہے، حالاں کہ آپ ﷺ کی ذات اقدس اشعار سے منزّہ ہے۔آپؐ سے اس کا صدور متصور نہیں ہو سکتا۔شارحین کرام نے اس کے مختلف جوابات دیے ہیں۔

۱۔شعر کے لئے شرط یہ ہے کہ اس کا قائل اس کی موزونیت کا قصد و ارادہ کرے اور آپؐ سے یہ قول موزونیت کے ارادے کے بغیر صادر ہوا تھا۔

۲۔یہ شعر عبداللہ بن رواحہؓ کا ہے جو انہوں نے غزوۂ موتہ کے موقع پر پڑھا تھا۔آپؐ نے بطور تمثیل پڑھا نہ کہ بطور انشاء۔امام جلال الدین سیوطیؒ نے یہی بیان کیا ہے، لیکن یہ جواب اسی صورت میں ہیں جب یہ ثابت ہو جائے کہ آپؐ نے شعر پڑھا، خواہ وہ کسی کا بھی تھا۔بعض علمائے کرام کی رائے یہ ہے کہ آپ ﷺ کی زبان مبارک پر شعر آ ہی نہیں سکتا، خواہ وہ غیر کا ہی ہو، لیکن یہ قول محل نظر ہے، جیسا کہ لبید وغیرہ کے اشعار پڑھنے سے واضح ہے۔

۳۔بعض شارحین کی رائے یہ ہے کہ یہ از قبیل رجز ہے، اس کو شعر نہیں کہا جاتا۔

۴۔علامہ قرطبی کہتے ہیں کہ کبھی اچانک زبان پر شعر کا آجانے سے قائل کو شاعر نہیں کہا جا سکتا اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی "**وما علّمنا الشعر**" (ہم نے آپ ﷺ کو شعر کی تعلیم نہیں دی) سے مراد یہی ہے، لیکن ان کی یہ گفتگو محل نظر ہے، کیوں کہ اس کے ساتھ الفاظ ہیں، "**وما ينبغى له**" (یہ آپ ﷺ کی شایان شان نہیں) جن کا تقاضا ہے کہ شعر آپ ﷺ کی زبان اقدس پر آ ہی نہیں سکتا اور نہ ہی کوئی صورت بن سکتی ہے۔(۳۱۹)

۱۔السیرۃ الحلبیہ ،الجزء الثالث ،ص۶۹

نواب قطب الدین دہلوی لکھتے ہیں:

''اس حدیث کے سلسلے میں یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا مذکورہ ارشاد گرامی ایک شعر ہے جب کہ آپؐ کی ذات اقدس شعر و شاعری کے وصف سے پاک ہے اور آپؐ کی ذات سے کسی شعر کا صادر ہونا غیر ممکن ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے بارے میں فرمایا ہے: ''وما علمناه الشعر'' (یعنی) اور ہم نے آپ کو شعر کہنا سکھایا ہی نہیں) اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ شعر میں شاعر کا قصد و ارادہ بھی شرط ہے، یعنی ضروری ہے کہ جس شخص نے کوئی کلام موزوں کیا ہے اس نے موزونیت کا قصد و ارادہ بھی کیا ہو جیسا کہ باب کے شروع میں بیان کیا جا چکا ہے جب کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی بلاشبہ موزوں کلام ہے لیکن اس کی موزونیت آپؐ کے کسی قصد و ارادہ کے تحت نہیں ہوئی، بلکہ بلا قصد و ارادہ اور بے ساختہ آپؐ کی زبان مبارک سے صادر ہونے والا یہ کلام، شعر میں ڈھل گیا۔

بعض حضرات نے یہ جواب دیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا مذکورہ کلام اصل رجز کی قسم سے ہے اور ''رجز'' پر شعر کا اطلاق نہیں ہوتا۔ علاوہ ازیں یحییٰ نے یہ کہا ہے کہ جو شخص بطریق ندرت یعنی اتفاقاً کبھی کوئی شعر کہہ دے تو اس کو شاعر نہیں کہا جاتا اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''وما علمنٰه الشعر'' سے مراد یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ شاعر نہیں ہیں۔ (۳۲۰)

مولوی زکریا کاندھلوی لکھتے ہیں:

''یہ رجز کہلاتا ہے شعر نہیں، بعض لوگوں نے کہا کہ ایک آدھ شعر کہنے سے آدمی شاعر نہیں ہو جاتا، لہٰذا یہ آیت ''وما علمنٰه الشعر'' کے خلاف نہیں۔ بعض نے کہا کہ ''دَمِیتُ'' اور ''لَقِیتُ'' کی ''تے'' ساکنہ ہے مکسورہ نہیں۔ اس صورت میں موزونیت سے بھی نکل گیا۔ بندۂ ناچیز کے نزدیک اگر اس کی توجیہہ یہ کی جائے کہ یہ شعر حضور اقدس ﷺ کا نہیں بلکہ منقول تھا کسی دوسرے شاعر کے کلام سے تو اس صورت میں کسی اور توجیہہ کی ضرورت نہیں رہے گی۔ چناں چہ واقدیؒ نے اس شعر کو ولید بن ولید کا بتایا ہے اور ابن ابی الدنیا نے اپنی کتاب ''محاسبة النفس'' میں اسے ابن رواحہؓ کی طرف منسوب کیا ہے۔ دو شاعروں سے کسی ایک شعر کا ورود ممنوع نہیں، اس لیے ممکن ہے کہ دونوں نے یہ شعر کہا ہو۔ اس سے اختلاف ہے کہ یہ قصہ کب کا ہے؟ جمہور علماء کی رائے یہ ہے کہ یہ جنگ احد کا ہے اور بعض لوگ اس کو ہجرت سے قبل کا بتاتے ہیں۔ (۳۲۱)

رجز کہنے والا راجز کہلاتا ہے شاعر نہیں، علامہ خلیل بن احمد کے اس قول سے علماء نے آپؐ کے شاعر نہ ہونے پر استنباط کیا ہے، کیوں کہ مقام نبوتؐ اس مقام سے کہیں برتر و ارفع ہے۔ آپ کو شاعر قرار دینے سے توہین و تنقیص کا پہلو نکلتا ہے اس لیے قرآن کریم نے ''وما علمنٰه'' کہہ کر تمام غلط فہمیوں کا ازالہ کر دیا۔

وما علّمنٰه (۳۲۲) (اور ہم نے آپ کو شعر نہیں سکھایا) اور شعر کیا ہے؟ اور یہ کہ "وما ینبغی" (۳۲۳) (یہ آپؐ کے شان کے لائق نہیں) آپؐ کے شایانِ شان نہیں کہ آپ شعر کہیں۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ اس آیت کریمہ کی تشریح و تفہیم اور شعر کے بارے میں تفسیر جلالین میں لکھتے ہیں:

"یتسهل من الشعر الشعر فی الاصل اسم للعلم الدقیق فی قولهم لیت شعری و صارفی التعارف اسماء للموزون المقفّیٰ من الکلام والشاعر المختص بضاعة و قال بعضهم الشعر اما منطقی وهو المؤلف من المقدمات الکاذبة و اما اصطلاحی وهو کلام مقفیٰ موزون علیٰ سبیل القصد و القید الاخیر یخرج ماکان وزنه اتفاقیاً کایات شریفة اتفق جریان الوزان فیها و کلمات شریفة نبویة جاء الوزن فیها اتفاقیاً من غیر قصد الیه نحو قوله علیه الصلوٰة والسلام حین عشر فی بعض الغزوات فاصاب اصبعه حجر فدمیتُ هل انت الاّ اصبع دمیت و فی سبیل اللّٰه مالقیت و قوله یوم الخندق باسم الا لٰه ویعبد انا ولو عبدنا غیره شقینا وغیره ذٰلک والمراد باالشعر الواقع فی القرآن المنطقی سواء کان مجرداً عن الوزن ام لا والشعر المنطقی اکثر ما یروج بالاصطلاح." (۳۲۴)

ابواسحٰق الزجاج اس آیت کریمہ کی تشریح میں کہتے ہیں:

"فی قوله تعالیٰ وما علّمنٰه الشعر، ای ما علّمناه ان یشعر ای ماجعلناه شاعرا وهٰذا لاینا فی ان ینشیٔ شیأ من الشعر من غیر قصد کونه شعر قال النحاس وهٰذا احسن ما قیل فی هٰذا وقد قیل انما اخبراللّٰه عزّوجل انه ما علّمه الشعر ولم یخبر انه لا ینشئ الشعر وقد قالوا کل من قال قولاً موزوناً لایقصد به الی شعر فلیس بشاعر و انما وافق الشعر فما یجری علی اللّسان من موزون الکلام لا یعد شعرا وانما یعد منه ما یجری علی وزن الشعر مع القصد الیه." (۳۲۵)

اس ضمن میں امام راغب کا یہ قول مشکوٰۃ شریف میں بحوالہ مرقات یوں درج ہے۔

قال الراغب الشعر معروف و شعرت اصبت الشعر ومنه استعیر شعرت کذا الی علمت علما فی الدقة کاصابة الشعر. قال بعضهم الشعر کلام مقضی موزون قصد الیخرج ما وقع فی القرآن و کلام النبوة قلت لکن یشکل مع هٰذا فی الکلام الالٰهی لعدم تصور نفی الارادة فیه فانه ماشاء کان وما لم یشالم یکن اللّهم الا ان یقال بان وقوعه غیر مقصود بالذات کماذکروا فی قولهﷺ والخیر بیدیک والشر لیس الیک. (۳۲۶)

نواب قطب الدین دہلوی اس حدیث کریمہ کی روشنی میں لکھتے ہیں:

"آپؐ ایک جنگ (غزوۂ احد) میں شریک تھے کہ (معرکہ آرائی کے دوران) آپؐ کی انگلی زخمی ہوگئی اور اس کی وجہ سے وہ خون آلود ہوگئی۔ آپؐ نے بطور استعارہ یا درحقیقت انگلی کو تسلی دینے کے لیے اس کو مخاطب کر کے یہ شعر فرمایا۔" (۳۲۷)

امام بخاریؒ نے اس حدیث کو حضرت جندب بن سفیانؓ سے یوں نقل کیا ہے:

عن جندب بن سفیانؓ ان رسول اللہ ﷺ کان فی بعض المشاھد وقد دمیت اصبعه فقال ۔

ھل انت الا اصبع دمیت وفی سبیل اللّٰہ مالقیت (۳۲۸)

اس حدیث کریمہ کو ثناء اللہ پانی پتی نے تفسیر مظہری (۳۲۹) میں نقل کیا ہے۔ ڈاکٹر اسحٰق قریشی اس حدیث کریمہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اس حدیث کی وضاحت میں یہ بات وارد ہے کہ" آپؐ چل رہے تھے **"اذا اصابه حجر فعثر فدمیت اصبعه"** تو آپؐ نے یہ شعر پڑھا۔ شارحین نے غزوۂ احد کی مناسبت کو ترجیح دی ہے کہ یہ واقعہ اسی غزوہ کا ہے۔" (۳۳۰)

جنگ حنین کے موقع پر جب مشرکین کے شدید حملے کے نتیجے میں لشکر اسلام کے پاؤں اکھڑ گئے اور مسلمانوں کی صفیں بکھر گئیں، لوگوں میں بھگدڑ مچ گئی اور حواس باختگی کا عالم چھا گیا تو ایسی پُر شور حالت میں سپہ سالار اعظم، نور مجسم، سرور انبیاء ﷺ سوار ہوکر نکلے، ابوسفیانؓ بن حارث لگام تھامے ہوئے تھے اور آپؐ رجز پڑھتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ حضرت البراء بن عازبؓ روایت کرتے ہیں کہ **"فلما غشیه المشرکون منزل فجعل یقول ۔ انا النبی لاکذب انا ابن عبدالمطلب (۳۳۱)**

قال فلما رای من الناس اشد منھم، یہی روایت حضرت ابوعمارہؓ سے بھی مروی ہے۔ (۳۳۲)

صاحب تفسیر مظہری نے اس حدیث کریمہ کو بحوالہ صحیحین درج کیا ہے:

واما روی الشیخان فی الصحیحین من حدیث البراء بن عازب قوله ﷺ ۔

ان النبی لاکذب

انا ابن عبدالمطلب (۳۳۳)

ترجمہ:۔ بخاری و مسلم نے صحیحین میں حضرت براء بن عازبؓ کی روایت سے رسول اللہ ﷺ کا یہ قول نقل کیا ہے ۔

میں نبی ہوں، اس میں کوئی جھوٹ نہیں۔ میں بیٹا ہوں عبدالمطلب کا، یعنی پوتا ہوں، (یہ بھی سچ ہے)۔

(یہ شعر حضور نبی کریم ﷺ کا ساختہ پرداختہ ہے)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی ان اشعار کے بارے میں لکھتے ہیں:

فاتفاقتی من غیر تکلّف و تصنیع وقعت بغیر قصدٍ منہ الیٰ ذلک ومثلہ لایعد شاعراً وقدیقع مثلہ کثیرا فی تضانیف المنشورات علی ان الخلیل ماعد المشطور من الرجز شعراً ھذا۔(۳۳۴)

ترجمہ:۔ یہ شعر بلا ارادہ اتفاقاً زبان حق ﷺ سے نکل گئے۔ آپؐ نے ان کے بنانے کا نہ ارادہ کیا اور نہ سوچنے میں وقت ضائع کیا (گویا بالارادہ آپؐ نے ان کی ساخت پرداخت نہیں کی) اور بلا ارادہ اتفاقاً اگر زبان سے کوئی مخفی موضوع نکل جائے تو ایسے شخص کو شاعر نہیں کہا جاتا۔ یہ وزن وقافیہ تو نثر میں بھی بکثرت آجاتا ہے بلکہ خلیل نے تو رزمیہ رجز کو شعر نہیں مانا ہے اور رسول کریم ﷺ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے دونوں شعر رجز ہی تھے جو (معرکۂ جنگ میں کہے گئے تھے)۔

آپ مزید لکھتے ہیں:

وقد روی انہ ﷺ حرک البائین من کذب وعبدالمطلب و کسر التاء من دمیت بلا اشباع وسکن التاء من لقیت وقال البغوی ماکان یتزین لہ بیت شعر حتی اذا تمثل بیت شعر جری علیٰ لسانہ منکسراً۔(۳۳۵)

ترجمہ:۔ اس کے علاوہ بعض روایات میں آیا ہے رسول اللہ ﷺ نے "لا کَــذِب" اور "ابــنُ عبدالمطلب" پڑھا تھا یعنی بسکون با نہیں فرمایا، دونوں جگہ "با" کو متحرک پڑھا اس لیے قافیہ بدل گیا اور یہ شعر نہیں رہا اور دوسرے شعر میں دُمیت پڑھا۔ دُمیت اشباع کے ساتھ نہیں پڑھا۔ لقیت بسکون "تا" پڑھا، بکسر "تا" نہیں، اس طرح اختلاف قافیہ ہوگیا۔ اگر کوئی شعر پڑھتے بھی تھے تو شعر کا وزن ٹوٹ جاتا تھا۔

علامہ سیوطیؒ نے تفسیر جلالین میں بحوالہ جمل علامہ قرطبی کا یہ قول نقل کیا ہے:

"فی القرطبی مانصہ واصابۃ لا تو جب انہ یعلم الشعر لقولہ ۔

انا النبی لا کذب انا عبدالمطلب

والمعوّل علیہ فی الانفصال علی تسلیم ان ھذا شعر ان التمثل با لبیت لایوجب ان یکون قائلہ عالما بالشعر ولا ان یسمی شاعراً باتفاق العلماء کما ان من خاط خیطاً علی سبیل الاتفاق لایکون خیاطاً۔ (۳۳۶)

علامہ قرطبیؒ بھی انہیں علمائے عروض وادب میں شامل ہیں جنہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کی لسان اقدس سے ادا ہونے والے موزوں و بامعنی، با مقصد و باحکمت جملوں کو، جن میں بعض تو ردیف وقوافی کے ہم وزن ہیں، عروضی وفنی ضابطوں اور قوانین کا سہارا لے کر صنفِ شعر سے اس طور نکال دیا ہے کہ وہ حدودِ شعر سے باہر ہوگئے ہیں۔ اس کی محض ایک وجہ ہے جو کہ قرآن کریم میں ارشاد ہوا "وما علّمنٰہ الشعر"۔ اس کے ضمن میں اقوال جہلاء و کفار و مشرکین کہ "آپؐ شاعر، ساحر اور کاہن ہیں۔" پیش نظر رہا۔ آپؐ کی شان اقدس ان تمام اتہام والزام سے مبرّا ومنزّہ ہے۔ چناں چہ آپؐ کے ان اقوال زریں کو شعر نہ کہنا پُر از حکمت ہے، لیکن ان اقوال میں آپؐ نے شاعری کا شائبہ رکھ کر یہ واضح فرما دیا کہ اگر میں شعر کہنا چاہوں تو اس فن سے ناواقف نہیں، تم سے اچھا کہہ سکتا ہوں، اس کے باوجود آپ کا شعر کہنا جائز نہیں۔

علامہ ابن حجر العسقلانیؒ آپؐ کے شعر کہنے (تخلیق) کرنے کے خیال کو لائق تردید جانتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

فانہ یصیر من ضرب آخر من الشعر وھو من ضروب البحر الملقب بالکامل فی الثانی زحاف جائز. (۳۳۷)

امام عسقلانیؒ کے خیال کے مطابق شاعری دو طرح کی ثابت ہوئی۔ اول تخلیقی، دوم تقلیدی۔ اسے ہم عقلی و نقلی بھی کہہ سکتے ہیں۔ تخلیقی و عقلی شاعر، موجدِ شعر ہوتا ہے، جس کا وہ دعوے دار ہوتا ہے، جب کہ تقلیدی و نقلی شاعر کسی شاعر کا کلام بطور تمثیل، شاعر کی اصلاحی و تعمیری بات، قول یا پیغام کو موقع ومناسبت سے لوگوں کو یاد دلانے کے لیے پڑھتا ہے کہ اس موضوع کے لحاظ سے فلاں شاعر نے یہ شعر فلاں وقت میں کہا تھا۔ آپؐ جب کسی شاعر کا شعر نقل کرتے تو اسے بھی وزن سے گرا کر الفاظ کو آگے پیچھے، دائیں بائیں کر کے پڑھتے کہ کہیں اس میں بھی آپؐ کے شاعر ہونے اور شعر کہنے کی غلط فہمی نہ ہو جائے اور لوگ اسے مثال بنالیں، گو کہ شعر کا صحیح پڑھنا آپؐ کے اختیار میں تھا۔

علامہ زمخشری فرماتے ہیں:

"وما یصح لہ ولا یطلب لو طلبہ ای جعلناہ بحیث لو ارادہ قرض الشعر لم یتات ولم یتسھل." (۳۳۸)

بعد ازاں آپ نے خلیل بن احمد کا یہ قول نقل کیا ہے۔

"کان الشعر احب الی رسول اللہ ﷺ من کثیر من الکلام ولکن کان لایتاتی لہ." (۳۳۹)

حضور نبی کریم ﷺ کے شاعر ہونے کی نفی علی الاعلان کر دی گئی، اب رہی یہ بات کہ زبان رسالت ﷺ سے کسی موزوں مصرعے کا ادا ہو جانا ممکن تھا یا نہیں اور کیا حضور نبی کریم کسی دوسرے شاعر کا کلام پڑھنے اور اس کے شعر دہرانے کی قدرت وصلاحیت رکھتے تھے یا نہیں۔ اس سلسلے میں صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے دو طبقے ہیں اور ان کی دو آراء ہیں۔ اوّل طبقۂ صحابہؓ جو نفی شعر پر شدت کے قائل ہیں اور آپ کی لسان اقدس سے بایں موزوں مصرعے کی بھی پرزور تردید کرتے ہیں اور حتما کہتے ہیں کہ شعر کسی صورت آپؐ سے ادا نہ ہوا، جب کہ دوسرا طبقہ آپ کی زبان مبارک سے اشعار پڑھنے، کہنے اور سننے کا قائل ہے۔ اس ضمن میں ابن سعد نے ''طبقات'' میں ان دو واقعات کی طرف اشارہ کیا ہے جس میں پہلی روایت حسن سے ہے اور دوسری عباس بن مرداسؓ سے۔

عن الحسن ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یتمثل بھٰذا البیت ۔

کفی بالاسلام والشیب للمرءِ ناھیاً

فقال ابوبکرؓ یا رسول اللّٰہ ﷺ انما قال الشاعر "کفی الشیب والاسلام للمرء ناھیاً، رسول اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم یقول کفی بالاسلام والشیب للمرء ناھیاً.

فقال ابوبکر رضی اللّٰہ عنہ اشھد انک رسول اللّٰہ ما علمک الشعر، وما ینبغی لک." (۳۴۰)

اس مصرعے کے بارے میں علامہ حلبی ''سیرت حلبیہ'' میں لکھتے ہیں:

ای وذلک قول سحیم بمھلة مصغرا عبد بنی الحسحاس شاعر مشھور مخضرم. (۳۴۱)

ترجمہ:۔ یہ مصرع سحیم عبد بنی حسحاس کا ہے جو مشہور و معروف شاعر مخضرم ہے۔

صاحب اصابہ نے مکمل شعر یوں درج کیا ہے

ودع سلیمی ان تجھزت غادیاً کفی الشیب والسلام للمرء ناھیا (۳۴۲)

صاحب تفسیر مظہری اس ضمن میں امام بغوی سے ناقل ہیں، لکھتے ہیں:

"روی عن البغوی عن الحسن ان النبی ﷺ کان یتمثل بھٰذا البیت "کفیٰ بالاسلام و الشیب للمرء ناھیاً"

فقال ابوبکر یا نبی اللّٰہ قال شاعر "کفی الشیب والاسلام بالمرء ناھیاً" فاعادہ کالاول فقال ابوبکر اشھدانک رسول اللّٰہ ﷺ یقول اللّٰہ عزّو جل وما علّمنہ الشعر وما ینبغی لہ."

(۳۴۳)

ترجمہ:۔ حسن کی روایت سے امام بغوی نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ شعر بطور مثل پڑھا۔ "کفی بالاسلام والشیب للمرءِ ناھیاً" (اسلام اور بالوں کی سفیدی آدمی کو گناہوں سے روکنے کے لیے کافی ہے۔)

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے نبی ﷺ، شاعر نے تو اس طرح کہا ہے "کفی الشیب والاسلام للمرءِ ناھیا" (بالوں کی سفیدی اور اسلام کافی ہیں آدمی کو گناہوں سے روکنے کے لیے) لیکن حضور ﷺ نے اسے دوبارہ پڑھا تو اسی طرح جیسا کہ پہلی بار پڑھا تھا، تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے رسولؐ ہیں اور پھر یہ آیت کریمہ پڑھی "وما علّمنٰہ الشعر وما ینبغی لہ" (۱)

علامہ فخر الدین قادریؒ نے اس واقعہ کو تفسیر قادری (۳۴۴) میں نقل کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

"جب آنحضرت ﷺ کوئی بیت تمثیل کے طور پر ادا فرماتے تو آپؐ کی زبان مبارک پر اسی طرح جاری ہوجاتی کہ وزن سے گر جاتی۔" (۳۴۵)

اسی طرح کتب احادیث میں منقول ہے:

روی عن المقدام بن شریح عن ابیہ قال قلت عائشۃؓ کان رسول اللہ ﷺ یتمثل شیئاً من الشعر قالت کان یتمثل من شعر عبداللہ بن رواحہ قالت و ربما قال ۔

ویأتیک بالاخبار من لم تزوّدِ وفی باب عن ابن عباسؓ ھذا حدیث حسن صحیح. (۳۴۶)

ترجمہ:۔ حضرت مقدام بن شریحؒ اپنے والد سے راوی ہے کہ میرے والد کا بیان ہے، میں نے حضرت عائشہؓ سے عرض کیا، کیا رسول اللہ ﷺ بطور مثل کبھی کوئی شعر پڑھتے تھے۔ ام المومنینؓ نے جواب دیا، ہاں۔ عبداللہ بن رواحہؓ کا شعر اس طرح بطور مثل پڑھتے تھے:

ویأتیک بالاخبار من لم تزوّدِ

(اور تمہارے پاس وہ شخص خبر لے کر آجائے گا جس کو تم نے اس مقصد کے لیے روانہ ہی نہیں کیا تھا۔) اس باب میں حضرت ابن عباسؓ سے بھی روایت مذکور ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ایسی ہی ایک روایت طبقات ابن سعد میں ہے۔

عن عکرمۃؓ قال سئلت عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا ھل سمعت رسول اللہ ﷺ یتمثل

۱۔ پارہ ۲۳، سورۂ یٰسین، آیت ۶۹

شعراً قط قالت کان احیانا اذا دخل بیته یقول ۔

ویأتیک بالاخبار من لم یُزَوِّد(۳۴۷)

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں ہے۔

قال معمر عن قتادہ بلغنی ان عائشہؓ تسئلت هل کان النبی ﷺ یتمثل بشئ من الشعر قالت کان الشعراء بعض الحدیث الیه قالت ولم یتمثل بشئ من الشعر الابیت اخی بنی قیس بن طرف ۔

ستبدئ لک الایام ما کنت جاهلاً

ویا تیک بالاخبار من لم تزوّدِ

فجعل یقولا "ویاتیک من لم تزوّدِ بالاخبار"

قال ابوبکرؓ لیس هذا یارسول اللہ ﷺ فقال انی لست بشاعر وما ینبغی لی. (۳۴۸)

ترجمہ:۔ حضرت معمرؒ کا بیان ہے کہ مجھ سے حضرت قتادہؓ نے کہا کہ حضرت عائشہؓ سے کسی نے پوچھا۔ کیا رسول اللہ ﷺ کوئی شعر بطور مثل پڑھتے تھے۔ ام المومنین نے فرمایا۔ شعر سے رسول اللہ ﷺ کو ہر کلام سے زیادہ نفرت تھی۔ آپ کوئی شعر بطور مثل نہیں پڑھتے تھے، مگر (قبیلہ) قیس کی طرف کے شاعر کا یہ شعور بطور مثل پڑھتے تھے ۔

ستبدی لک الایام ما کنت جاهلاً ویاتیک بالاخبار من لم تزوّدِ

(عن قریب زمانہ تم پر وہ چیز ظاہر کردے گا جس سے تم ناواقف ہو اور تمہارے پاس وہ شخص خبر لے کر آئے گا جس کو تم نے اس مقصد کے لیے روانہ ہی نہیں کیا تھا) لیکن اس شعر کو آپؐ نے اس طرح پڑھا:

"ویأتیک من لم تزوّدِ بالاخبار" حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ یہ شعر اس طرح نہیں ہے۔ فرمایا نبی اکرم ﷺ نے، میں شاعر نہیں ہوں اور نہ (شاعری) میرے لیے سزاوار ہے۔

حضور ﷺ نے اس شعر کو بہت پسند فرمایا اور اس کی تعریف کی۔

''ابن عبدربہ نے العقد الفرید میں اس روایت کے ساتھ "هذا من کلام النبوة" (یہ کلام نبوت کے مانند ہے) کا اضافہ کیا ہے اور اسے آنحضور ﷺ کا قول قرار دیا ہے۔'' (۳۴۹)

علامہ جلال الدین سیوطیؒ اس حدیث کریمہ کے ضمن میں لکھتے ہیں:

وما ینبغی له. ای لایصلی ولایتاتی له ای جعلناه بحیث لواراد انشاده لم یقدر علیه او اراد انشاده لم یقدر علیه ایضاً بالطبع والسجیة فعدم قدرته علی الانشاد وظاهر مقرر فی

النصوص و عدم قدرته على الانشاد ولماروى عن عائشةؓ انه قيل لها هل كان النبیﷺ يتمثل بشئ من الشعر قالت كان الشعرا. بعض الحديث اليه ولم يتمثل الآبيت ابن رواحةؓ۔

ستبدی لک الایام ما کنت جاھلاً

ویاتیک بالاخبار من لم تزوّدٖ

فجعل يقول وما ياتيک بالاخبار فقال ابوبکر ليس هکذا يا رسول اللهﷺ فقالت انی لست بشاعر ولاينبغی لی وقال العلماء ماکان يتزن له بيت شعرا وان تمثل ببيت شعر جری علیٰ لسانه مسکراً من البيضاوی والخازن و کتب الشهاب. (۳۵۰)

ایک روایت یہ ہے کہ آنحضرتﷺ نے العباس بن مرداسؓ کو مؤلفۃ القلوب کی مناسبت سے چار اونٹ دیے۔ انہوں نے خشمگین انداز میں چند شعر (جو سات تھے) پڑھے جن میں ایک شعر یوں تھا۔

فاصبح نهبی ونهب العبيد بين عيينة والاقرع

جب یہ اشعار حضرت ابوبکرؓ نے دربار رسالتﷺ میں پیش کیے تو آنحضرتﷺ نے حضرت العباسؓ سے فرمایا، یہ شعر تیرا ہے۔ "اصبح نهبی ونهب العبيد بين الاقرع وعينية فقال ابوبکر رضی الله عنه بابی وامّی يا رسول الله ليس هکذا قال، فقال کيف؟ قال فانشده ابوبکر کما قال عباسؓ فقال النّبی صلی الله عليه وآله وسلم سواء مايضرّک بدات بالاقرع او بعيينة فقال ابوبکر رضی الله عنه بابی انت ما انت بشاعر ولا راوية ولا ينبغی لک". (۳۵۱)

سیرتِ حلبیہ میں علامہ حلبیؒ نے لکھا ہے:

"فان انشد بيتاً کاملاً غيره ای غالباً" (۳۵۲) (عباس ابن مرداسؓ کا یہ شعر آپؐ نے پورا پڑھا) یعنی (میری اور میرے غلاموں کی لوٹ مار اقرع اور عینیہ کی نظروں کے سامنے ہوتی تھی)

ثناء اللہ پانی پتی نے تفسیر مظہری (۳۵۳) میں اس حدیث کو عبدالرحمٰن بن ابی الزناد کی روایت سے نقل کیا ہے اور ابوالاعلیٰ مودودی نے تفہیم القرآن (۳۵۴) میں آپؐ کی شعر فہمی پر تبصرہ کرتے ہوئے ان دو اشعار کا ذکر کیا ہے۔

موصوف بایں الفاظ رقم طراز ہیں کہ معتبر روایات میں آیا ہے کہ "کوئی شعر حضورﷺ کو پورا یاد نہ تھا۔ دوران گفتگو میں کبھی کسی شاعر کا کوئی اچھا شعر زبان مبارک پر آتا بھی تو غیر موزوں پڑھ جاتے تھے یا اس میں الفاظ کا

الٹ پھیر ہو جاتا تھا۔'' (۳۵۵)

موصوف کے اس جملے میں کئی سقم ہے اور اس میں تنقیص رسالت ﷺ کا پہلو نکلتا ہے جو قابل گرفت ہے۔

۱۔ موصوف نے کسی معتبر روایت کا حوالہ نہیں دیا جس میں یہ کہا گیا ہو کہ آپ کو، کوئی شعر پورا یاد نہ تھا۔''

۲۔ ان الفاظ کے ذریعے آپ کی یادداشت کو ادھورا یا ناقص گمان کیا گیا ہے یا کم زور۔ ان الفاظ میں شک و شبہ کا اظہار قصر رسالت ﷺ کو ڈھا دینے کے مترادف ہے۔

۳۔ آپ کی پوری حیاتِ مبارکہ میں بھول چُوک کا کوئی واقعہ منقول نہیں۔ نہ ہی مستند اور نہ ہی غیر مستند کسی بھی حوالہ سے۔

۴۔ کسی شعر کا غیر موزوں پڑھنا یا الفاظ کا الٹ پھیر ہو جانا، قصداً و ارادتاً ہرگز نہ تھا، بلکہ یہ من جانب اللہ تھا اور شعر کا غیر موزوں پڑھنا اس بات کی دلیل ہرگز نہیں ہے کہ آپ کو، کوئی شعر پورا یاد نہیں تھا۔''

۵۔ کسی بھی روایت معتبرہ و غیر معتبرہ میں آپؐ سے کوئی ادھورا شعر کیا مصرع منقول نہیں۔ اشعار و مصرع مکمل نقل کیے گئے ہیں لیکن الفاظ کے تغیر و تبدّل کے ساتھ، اس کے باوجود معنیٰ شعر پر کوئی فرق نہیں پڑا اور نہ ہی اس کی ساخت متاثر ہوئی اور نہ اس کی ہیئت میں کوئی تبدیلی واقع ہوئی۔ یہ بھی آپؐ کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے جو قدرت نے آپ کو عطا فرمایا۔

۷۔ ''حضور ﷺ کو کوئی شعر پورا یاد نہ تھا۔'' یہ الفاظ دین اسلام کی بنیادیں ہلا رہے ہیں۔ یہ الفاظ محققین کو دعوت تحقیق دے رہے ہیں۔

۸۔ شعر کا یاد نہ ہونا نقص ہے، عیب ہے اور آپ کی ذات مبارکہ تمام عیوب و نقائص سے مبرّا و منزّہ و مصفّیٰ و مجلّیٰ و معلّیٰ ہے۔ شعر کا غیر موزوں پڑھنا دیگر بات ہے لیکن اس بات سے انکار قطعاً نہیں کیا جاسکتا کہ آپ فن شعر سے آشنا نہ تھے۔ روایاتِ معتبرہ میں آپؐ کے شعر فہمی کے دلائل بکثرت موجود ہیں۔

۹۔ یادداشت کا ناقص نبی نہیں ہوسکتا کیوں کہ یہ عیب ہے اور انبیائے کرام عیوب سے پاک ہیں، لہٰذا کسی بھی معاملے میں خصوصاً علوم کے بارے میں نبی کی ذات یا اس کی یادداشت پر شک کرنا صریح گم راہی اور ظلم ہے اور اگر یہ عقیدہ ہے تو کفر ہے۔

۱۰۔ روایات معتبرہ و کتب احادیث میں کہیں یہ ثابت نہیں کہ آپؐ نے کوئی شعر یا مصرع ادھورا پڑھا ہو یا آپ کو یاد نہ ہو۔ اصل میں ابوالاعلیٰ مودودی موصوف کی اپنی یادداشت ناقص و کم زور ہے کہ وہ شاعری سے متعلق آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ کریمہ کو سمجھ نہ سکے اور اس کی غلط تعبیر کر بیٹھے۔ (ش۔م)

ان روایات سے یہ نتیجہ نکالا گیا کہ آپؐ چوں کہ شاعر نہ تھے اس لیے شعر بھی درست نہ پڑھتے تھے۔ حالاں

کہ شاعر نہ ہونے سے یہ کبھی مترشح نہیں ہوتا کہ جو شاعر نہ ہو وہ شعر درست نہ پڑھے، شعر درست نہ پڑھنا ایک عیب ہے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر عیب سے منزہ ہیں اس لیے افصح العرب سے شعر پڑھنے کی صلاحیت کی نفی فصاحت کی بھی نفی ہوگی۔ آپ سے متعدد واقعات منقول ہوئے ہیں کہ آپ نے بعض اشعار کو پڑھا اور پسند بھی فرمایا، دانستہ کسی شعر کے کلمات میں ردّوبدل اس شعر کے بارے میں آپ کی ناپسندیدگی یا ترتیب کلام میں کسی خامی کی نشان دہی کا باعث بھی تو ہوسکتا ہے۔ کفی الشیب والاسلام للمرء ناھیاً میں الشیب یعنی بڑھاپا اور الاسلام کی ترتیب بدل کر آپ نے اول کو اولیت عطا کردی اور دوسرے مذکورہ مصرعہ کی ترتیب بدل کر اسی میں متضمن خیالات کی بے ترتیبی کو کلمات میں نمایاں کردیا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کے الفاظ بھی شاعر ہونے یا راوی ہونے کی نفی پر محمول ہیں۔ صلاحیت شعر خوانی کی تردید نہیں۔ اس کی دلیل وہ روایات ہیں جن میں آپ نے بعض اشعار کو کاملاً اور بعض کے ایک مصرعے کو ادا فرمایا اور نہ صرف یہ کہ شعر کے مصرعے کو ادا فرمایا بلکہ شعر کی عمدگی پر تبصرہ بھی فرمایا۔ حضرت حسانؓ کے اشعار کا سماعت فرمانا اور مناسب موقع پر برمحل دعائیہ جملوں سے نوازنا۔ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کے اشعار کو اسرع فیھم من نضج النبل کی قوت سے مزین قرار دینا۔ امیۃ بن ابی الصلت کے اشعار کا بار بار تقاضا کرنا، عنترہ کے شعر پر شاعر سے ملنے کی خواہش کا اظہار کرنا ،حضرت لبیدؓ کے مصرعہ کو 'اشعر کلمۃ تکلّمت بھا العرب' کہہ کر سرفراز فرمانا۔ واضح کردیتا ہے کہ آپ عربوں کے کلام سے آشنا تھے اس لیے تو سب سے بہتر قرار دے رہے ہیں۔ یاد رہے کہ نبی کریم ﷺ کا ہر دعویٰ صداقت پر مبنی اور مطابق واقعہ ہے کیوں کہ آپ صداقت شعار اور صداقت کے مبلغ ہیں۔

حضرت عباسؓ، النابغۃ الجعدیؓ، ابوجرولؓ، عامر بن الاکوعؓ، حضرت خنساءؓ اور قتیلہ بنت نضر کے اشعار پر داد تحسین دینا شعر فہمی کے مختلف مظاہر ہیں۔ غزوۂ خندق میں صحابۂ کرامؓ کی ہمنوائی پسندیدگی شعر کا واضح ثبوت ہے۔ انگلی زخمی ہونے پر جذبے کے اظہار کے لیے شعر کا قالب اختیار کرنا شعر سے قلبی مناسبت پر شاہد ہے۔ حضرت کعب بن زہیرؓ کے مدحیہ شعر میں سے "سیوف الھند" کو "سیوف اللّٰہ" سے بدل کر قصیدہ کی قیمت بڑھادی۔ یہ تبدیلی ذوق ادبی اور شعر فہمی کی عمدہ ترین مثال ہے۔ عمدہ ذوق ادب اور شعر فہمی کا یہ بلند مقام آنحضرت ﷺ کی ادائیگی شعر پر قدرت کو واضح کرتا ہے۔ یہ تو عام حالات میں بھی ممکن نہیں کہ اچھے ذوق کا حامل انسان شعر غلط پڑھے تو پھر افصح العرب سے یہ کیسے ممکن ہے۔ مناسب مواقع پر شعر خوانی ذوق شعر کی دلیل ہوتی ہے۔ برمحل شعر کا پڑھنا آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے۔

علامہ حلبی سیرت حلبیہ میں لکھتے ہیں:

انه ﷺ فقد جاء جعل یدور بین قتلی بدر ویقول ـ

نفلق ھا ما من رجال اعزۃ علینا وھم کانوا أعق والأما (۳۵۶)

ترجمہ:۔ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت اغزوۂ بدر کے مقتولین کے درمیان گھوم رہے تھے اور یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

(اور ہم آج ان لوگوں کی کھوپڑیاں توڑتے ہیں جو کبھی ہمارے لیے معزز تھے۔ یہ لوگ بڑے نافرمان اور رشتہ داروں کے حقوق سے غفلت کرنے والے لوگ تھے۔)

آپ مزید لکھتے ہیں:

ولما سمع رسول اللہ ﷺ قول سُحیم ۔

الحمدللہ حمد الا انقطاع لہ فلیس احسانہ عنا بمقطوع

ترجمہ:۔ جب آنحضرت نے سحیم کا یہ شعر سنا۔

(اللہ تعالیٰ ہی کے لیے تمام تعریفیں ہیں جو کبھی نہ ختم ہونے والی ہیں، کیوں کہ اس کے احسانات بھی کبھی نہ ختم ہونے والے ہیں) تو آپؐ نے فرمایا:

قال احسن وصدق. (۳۵۷)

کہ کیا خوب کہا اور سچ کہا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

وقولھا ماسمعت رسول اللہ ﷺ ینشد شعراً الابیتاً واحداً ۔

تفاعل لما تھوی بکن فلقلما یقال لشیٔ کان الا تخلفا (۳۵۸)

ترجمہ:۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو کبھی شعر پڑھتے نہیں سنا۔ سوائے ایک شعر کے:

(تم جس چیز کی طرف مائل ہو اس کے متعلق نیک فال لو یہ کہتے ہوئے کہ یہ چیز ضرور ہو جائے گی، جس چیز کو اس طرح نہ کہا جائے وہ اکثر نہیں ہوتی۔)

حضور ﷺ کی تفہیم شعری اور اصلاح اشعار

قرآن کریم میں اللہ رب ذوالجلال کا یہ فرمان عالی شان کہ ''ہم نے آپ کو نہ تو شعر سکھایا، نہ اس کی تعلیم دی اور نہ ہی یہ فن آپ کو سزاوار ہے۔'' و ماعلّمناہ الشعروما ینبغی لہ. (۳۵۹) (یعنی حضور ﷺ نہ تو شاعر ہیں اور نہ ہی یہ ان کے شان و مرتبے کے شایان شان ہے) لیکن فخر موجودات، سرور کائنات ﷺ نے اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے خوش دلی کے ساتھ بحسن ذوق فرمائش کر کے اشعار سماعت فرمائے اور یہ بھی ہوا کہ آپؐ نے خود شعرائے اسلام کو رجزیہ اشعار پڑھنے کا حکم فرمایا اور یہ کہ آپؐ نے حضرت حسان بن ثابت انصاریؓ کو مسجد نبوی ﷺ میں منبر اطہر پر بٹھا کر ان سے نعتیہ، رجزیہ اور ہجویہ اشعار سماعت فرمائے (۳۶۰)،

اس حال میں کہ آپؐ دیگر اصحاب کبار علیہم الرضوان کے ہمراہ نیچے فرش پر تشریف فرماتے تھے اور حضرت حسانؓ کفار و مشرکین کی ہجو اور سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح وثناء اور صف وصفات بیان فرماتے تھے اور آپؐ ان کے حق میں دعائے خیر فرمار ہے تھے کہ "اللّٰھم ایدہ بروح القدس "(۳۶۱) (اے اللہ حسانؓ کی مدد و تائید و نصرت حضرت جبرائیلؑ کے ذریعے فرما۔)

حضور نبی کریم ﷺ نے نہ صرف یہ کہ اشعار سماعت فرمائے بلکہ ان کی تصحیح بھی فرمائی، یعنی اصلاح شعر کا فریضہ میں انجام دیا، علاوہ ازیں آپؐ نے عمدہ شعر کی تعریف بھی فرمائی اور داد و تحسین کے طور پر شعرائے اسلام کو اعزاز و انعام اکرام سے بھی نوازا اور ان کی حوصلہ افزائی اور ہمت بندھائی کے لئے شعرائے کرام کو القابات و خطابات بھی عطا فرمائے۔ تفہیم شعری حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والثناء کا خاصہ تھا جو آپؐ کے رب نے آپ کو بالخصوص عطا کیا تھا، گو کہ آپ عملاً شاعر نہ تھے لیکن شعری حِس رکھتے تھے اور غلط و صحیح شعر میں تمیز رکھتے تھے، شعر کو بطور شعر نہیں بلکہ بطور علم آپؐ نے روشناس کرایا اور اس کی حدود کا تعین فرمایا۔

آپؐ نے مسجد نبوی ﷺ میں حضرت کعب بن زہیر بن ابی سلمیٰؓ سے نعتیہ اشعار سماعت فرمائے تو انہیں بطور اعزاز و اکرام اپنی ردائے مبارک عطا فرمائی۔ (۳۶۲) اس تجسس و کرم وعطائے نبوی ﷺ کا فیض و کرم یہ ہوا کہ وہ قصیدہ جو محض ایک مجموعۂ شاعری تھا "بانت سعاد" کے نام سے، وہ قصیدۂ بردہ (۳۶۳) کے نام سے عالم میں شہرت پا گیا اور پھر جب حضرت کعب بن زہیرؓ نے بانت سعاد کا یہ شعر سنایا۔

ان رسول لنور یستضاء بہ مھند من السیف الھند مسلول (۳۶۴)

ترجمہ: بے شک رسول اللہ ایک نور ہیں جن سے راہ حق کی روشنی طلب کی جاتی ہے۔ آپؐ ایک عمدہ برہنہ شمشیر ہندی ہیں۔

تو آپؐ نے فرمایا کہ اے کعب! اسے اس طرح پڑھو "مھند من سیوف اللّٰہ مسلول" (۳۶۵) (آپؐ اللہ رب ذوالجلال کی چمچماتی ہوئی تلوار ہیں۔)

آپ کی اصلاح شعر نے قصیدۂ بانت سعاد کو فرش سے عرش پر پہنچا دیا اور عالم میں اس قصیدہ کی وہ دھوم مچی کہ آج بھی شعر میں خصوصاً نعتیہ شاعری اور عربی ادب میں جو مقام اس قصیدہ کو حاصل ہے کسی اور کو نہیں۔

آپؐ نے حضرت کعبؓ کے اس شعر کی اصلاح فرما کر کوئی شاعری نہیں فرمائی بلکہ یہ تو معانی و مفہوم کی اصلاح تھی اور اگر یہ لفظی اصلاح بھی ہے تو اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ آپ کو شعری تفہیم تو تھی اور آپؐ نے نہ صرف اصلاح کرنے پر، بلکہ شعر کہنے پر بھی قدرت رکھتے تھے لیکن باوجود قدرت و دسترس کے، آپؐ نے کبھی شعر نہیں کہا، سوائے مفہوم شعر بیان کرنے کے، کہ شعر کہنا آپؐ کے شایان شان نہیں تھا، جیسا کہ قرآن کریم میں مذکور ہوا "وما علّمنہ الشعر" لیکن یہ کہیں نہیں فرمایا کہ آپ کو تفہیم شعری نہیں تھی یا آپؐ

شعر کی اصلاح نہیں کر سکتے تھے یا آپ مفہوم شعر سے نا آشنا تھے، بلکہ آپ فن شعر و شاعری اور تفہیم شعری سے مکمل طور پر واقف تھے، جب ہی تو آپؐ نے اصلاح شعر فرمائی، اگر ایسی بات نہ ہوتو پھر یہ بات غلط ہو جائے گی کہ آپؐ کو تمام علوم وغیوب عطا کئے گئے۔(۳۶۶) ہاں فن شعر کا استعمال آپؐ نے بھرپور طور پر نہیں فرمایا، لیکن جہاں، جیسے اور جب مناسب سمجھا اس کا اظہار فرمایا۔آپ کی شعری علمیت سے انکار نا قابل فہم ہے۔

آپؐ نے نہ صرف اشعار سماعت فرمائے بلکہ اشعار حسنہ کی تعریف اور محافل نعوت کے انعقاد کو جاری و ساری رکھنے کا حکم بھی فرمایا۔ اس لئے کہ یہ عمل ذکر و اذکار اور عبادت و وظائف کا عمدہ وسستا ذریعہ ہے اور اعمال و اخلاق، حسن و سیرت اور تسکین قلوب و اذہان اور روح و ایمان کی تازگی و بالیدگی کا بھی عمدہ و احسن ذریعہ ہے۔ان ہمہ گیر محافل کی ضرورت ہمہ وقت رہتی ہے۔آپؐ نے جہاد میں رجزیہ اشعار پڑھ کر مجاہدین کی حوصلہ افزائی فرمائی اور رزمیہ اور رجزیہ اشعار پڑھنے کو روا فرمایا۔دشمن کی ہجو کرنا اور میدان جنگ میں دشمن کو مرعوب و کمزور کرنے کے لئے نعتیہ اور رجزیہ اشعار پڑھنا بھی روا فرمایا۔

حضور نبی کریم ﷺ بہترین نقاد فن تھے اور ساتھ ہی بہترین مداح فن بھی۔آپؐ نے بڑے بڑے شعراء کے کلام پر تنقید فرمائی اور عمدہ کلام پسند بھی فرمائے اور ان کی مدح فرمائی۔حضور نبی کریم ﷺ کے عہد میں ادب عربی کا غالب عنصر شاعری تھا جو عربوں کی زندگی کا جز تھا۔شاعری ان کا اثاثۂ حیات تھی، اسی لئے آپ کی اصلاحی کوششیں بھی سب سے پہلے اسی سمت متوجہ ہوئیں، کیوں کہ قرآن نے آپ کو اس فن کی اہمیت سے آگاہ فرمایا اور عمدہ شاعری کی تحسین فرمائی جس کا محور و مرکز آپ کی حیاتِ مبارکہ کو قرار دیا۔

حضور ﷺ نے تفہیم شعری اور اس فن پر آپ کی گرفت اور فن شعر پر قاہرانہ بصیرت ہی کے سبب عہدِ جاہلی کے سب سے بڑے عرب شاعر امراء القیس، جو کہ اسلام سے چالیس سال قبل گزرا ہے اور اس سے پیش تر کوئی اس کا ہمسر نہیں، کے کلام پر تنقید کرتے ہوئے فرمایا۔

ذلک الرجل مذکور فی الدنیا شریف فیھا ، منسی فی الآخرة، خامل فیھا، یأتی یوم القیامة، مع لواء الشعراء الی النّار. (۳۶۷)

ترجمہ: یہ ایسا شخص ہے جو دنیا میں قابل ذکر ہے اور دنیاوی اعتبار سے باعزت لیکن آخرت میں گم نام ہوگا۔اس کا نام ونشان تک نہیں رہے گا۔قیامت کے دن جہنم کی طرف شاعروں کی قیادت کرتا ہوا آئے گا۔

کتاب العمدة میں ہے۔

انه اشعر الشعراء و قائد هم الی النّار. (۳۶۸)

(وہ (امراءالقیس) شاعروں میں سب سے بڑا تھا اور انہیں جہنم کی طرف لے جانے والا بھی وہی ہے۔)

اس ارشادِ نبوی ﷺ سے یہ بات روشن وعیاں ہوگئی کہ حضور ﷺ اعلیٰ درجے کا ادبی ذوق رکھتے تھے اور شعر ہی نہیں بلکہ شاعر کے بھی مرتبہ شناس تھے اور یہ بات بلا تخصیص تھی کہ وہ شاعر مسلمان ہے یا کافر، کالا ہے یا گورا، یعنی بلا تخصیص رنگ و مذہب، آپ فن کے قدر دان تھے۔ آپ کا یہ رویّہ اعلیٰ درجے کی رواداری کا حامل ہے اور یہ نظیر دنیا میں آج تک کوئی نہ پیش کر سکا کہ دنیا کی عظیم قوم کا عظیم نبی، غیر مسلم (کافر) کے فن کی قدر دانی کر رہا ہے۔ یہ ہے آپ کا خلق عظیم جسے قرآن نے ثابت کیا ہے۔ آپؐ نے امراءالقیس کو با اعتبار موضوع ناپسند قرار دیا لیکن اس کے باوجود اس کی شاعرانہ عظمت کے قائل تھے اور اس کے کمالات شعری (فن) کا اعتراف کرتے ہوئے اسے "اشعر الشعراء" کا خطاب دیا۔

حضور نبی کریم ﷺ کی جانب سے یہ اوّلین اعلان ہے جس نے پہلی مرتبہ تصور ادب میں اخلاق اور فن کی دو الگ الگ حیثیتیں اور جدا جدا راہیں مقرر و متعین کیں اور دونوں کے مجموعے کا نام "ادب" رکھا۔ امراءالقیس کے کلام پر آپؐ کی تنقید سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ آپؐ شاعری کے کُلّیۃً خلاف نہ تھے، جیسا کہ ایک تخصیص (حد درجہ اجازت) قرآن نے بھی فرمائی ہے، بلکہ آپؐ بھی قرآن کی روشنی میں فن شاعری کے انہیں سیاق و سباق کے خالف تھے جن کا ذکر قرآن نے کیا ہے، یعنی شاعری کو گمراہی کا ذریعہ بنانا، ہجو نگاری میں گالم گلوچ، فحش نگاری، بے سروپا باتیں، جھوٹی ولغو شاعری، قول و فعل میں تضاد۔ (٣٦٩)

ایک مرتبہ جب حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے بنوقیس کے مشہور شاعر عنترہ بن شدّاد کا یہ شعر پڑھا گیا:

ولقد ابیت علی الطویٰ و اظلّہ   حتّی انال بہ الکریم المأکل

ترجمہ: میں نے بہت سی راتیں محنت شاقّہ (فقر و فاقہ) میں بسر کیں تا کہ میں اکل حلال کے ذریعے بڑے بڑے شرفاء کے مقام کو پالوں۔

حضور ﷺ اس شعر کو سن کر بہت محظوظ ہوئے اور آپؐ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ارشاد فرمایا۔

"ماوصف لی اعرابیّ" قط فاحببت ان اراہ الّا عنترۃ. (٣٧٠)

ترجمہ: کسی عرب کی تعریف نے میرے دل میں اس کا شوق ملاقات پیدا نہیں کیا، لیکن میں سچ کہتا ہوں کہ اس شعر کے قائل (عنترۃ) کو دیکھنے کے لئے میرا دل بے اختیار و بے تاب ہے۔

اس تعریف اشتیاق و ملاقات کی وجہ صرف یہ تھی کہ حضور ﷺ کے نزدیک فن حیاتِ انسانی کے تابع ہے اور جو ہنر و کمال، کھیل تماشا یا شاعری انسان کو کاہلی و سستی، جمود و یاسیت، مایوسی اور عیاشی سے نفرت و عار دلا کر اس میں چُستی و توانائی، رجوع الی اللہ، خشیتِ الٰہی، محبتِ رسولؐ، عقیدتِ اسلام، تقرب دین، محنت و مشقت اور اکل حلال کی طرف متوجہ کرے اور بے جا احتیاج و ضروریات سے روکے، توکل کا درس دے، نہی عن المنکر کا مظہر

ہو، تعاون علی البرّ کا درس دے، وہی ہنر و شاعری اور فن و ادب قابل قدر ہے، کیوں کہ فن برائے زندگی ہے نہ کہ زندگی برائے فن۔ عنترہ کا یہ شعر اور سرکار دو عالم ﷺ کا یہ فرمان اس بات پر دلیل ہے کہ سرکار ﷺ کو نہ صرف اشعار کا ذوق تھا اور آپؐ اشعار سماعت فرماتے تھے بلکہ آپؐ اشعار پر تبصرہ بھی فرماتے تھے، اس کے قبح و حسن کو اجاگر کرتے تھے، اس کے معنوی و صوری حیثیت و حقیقت کو بیان فرماتے تھے اور یہ بات آپؐ کی تفہیم شعری پر واضح دلیل اور بیّن ثبوت ہے۔ آپؐ نثر و نظم دونوں پر یکساں عبور رکھتے تھے اور دونوں ہی سے حظ اٹھاتے، یہ آپؐ کے مزاج، وقت و حالات کی مناسبت پر منحصر ہوتا تھا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ۔

''نحن بنو اب واحد و نراک تکلّم و د العرب بما لاتفهم اکثره''

ترجمہ: ہم سب ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہیں لیکن ہم یہ دیکھتے ہیں کہ آپؐ عربوں کے وفود سے ایسی زبان میں گفتگو فرماتے ہیں جس کا بیش تر حصہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔

یہ سن کر آپؐ نے فرمایا:

ادّبنی ربی فاحسن تادیبی و ربیت فی بنی سعد. (۳۷۱)

ترجمہ: مجھے میرے رب نے تعلیم دی ہے پھر، میں نے قبیلہ بنی سعد میں پرورش پائی ہے۔ (ا)

ڈاکٹر عبدالحلیم ندوی لکھتے ہیں:

''یہاں پر آپؐ نے ''ادّبنی'' کا لفظ استعمال فرمایا ہے اور جہاں تک ہمیں معلوم ہے ادب کا لفظ پہلی مرتبہ عربی زبان میں آپؐ کی زبان مبارک سے نکلا ہے اس سے پہلے ادب کا لفظ غالباً استعمال نہیں ہوا'' (۳۷۲)

جنگ احد کے موقع پر حضرت کعب بن مالکؓ نے ہبیرہ بن ابی وہب(ب) کے کہے گئے اشعار کے جواب میں جو طویل قصیدہ (ج) کہا تھا، اس کا ایک شعر یوں ہے ؎

ا۔ حضرت حلیمہ سعدیہؓ کا خاندان، جو اس زمانے میں زبان و ادب کا مظہر تھا، فصاحت بلاغت کے لئے قبائل عرب میں اسے ممتاز درجہ حاصل تھا۔ خصائص کبریٰ میں ہے۔ قال ابوبکر یارسول اللّٰہ ﷺ لقد طفت فی العرب و سمعت فصحاء ھم، فما سمعت افصح منک قال "ادّبنی" ربّی و نشأت فی بنی سعد ابن بکر. (الخصائص الکبریٰ. الجزء الاول، ص ۱۰۸) (حضرت ابوبکر نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں عرب کے اکثر علاقوں میں گیا ہوں اور بڑے بڑے مدعیان فصاحت کے کلام سنے ہیں مگر کسی کا کلام بھی آپ کی طرح فصیح میں نے نہیں سنا، اس پر آپؐ نے ارشاد فرمایا ''میرے رب نے مجھے سکھایا اور بنو سعد بن بکر میں میری ابتدائی پرورش اور تربیت ہوئی)

ب۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام میں ہبیرہ بن ابی وہب (بن عمرو بن عائذ بن عبد بن عمران بن مخزوم) کے بحر بسیط میں کہے گئے تیئیس اشعار ص ۶۱۳ پر نقل کیے ہیں ج۔ السیرۃ النبویۃ میں ابن ہشام نے ہبیرہ کے کہے گئے جواب میں حضرت کعب بن مالکؓ کے بحر طویل میں کہے گئے اڑتالیس اشعار ص ۶۱۴-۶۱۵ پر نقل کیے ہیں۔

مجالدنا عن ديننا كل فخمة مذرّبة فيها القوالس تلمع (٣٧٣)

ترجمہ: (اس بعید اور دشوار گزار راستے کے باوجود کیا قبیلہ غسان کے پاس ہمارے دین (اسلام) کے محافظ نہیں پہنچے؟ یہ دین کے محافظ ماہرین جنگ کا ایک لشکر عظیم ہے جس میں خودوں کی چوٹیاں ہیں۔)

علامہ ابن ہشام کہتے ہیں کعب بن مالکؓ نے یہ شعر اس طرح کہا تھا۔ "مجالدنا عن جذمنا کل فخمة" یعنی "عن جذمنا" کا لفظ استعمال کیا تھا جس کے معنی اصل و نسل کے ہیں (ہماری نسل کی مدافعت کرنے والا)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کیا یوں کہنا ٹھیک نہ ہوگا "مجالد ناعن ديننا" کعب بن مالکؓ نے جواب دیا بے شک" اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ "فهو احسن" (یہ بہتر ہے) چناں چہ حضرت کعبؓ نے پھر "مجالدنا عن ديننا" ہی کر دیا۔ (٣٧٤)

حضور ﷺ کا ذوق شعری

سیرتِ حلبیہ میں ہے۔

وعن بعض الصحابة قال رأيت رسول الله ﷺ و ابابكرؓ علىٰ باب بني شيبة فرّ رجل و هو يقول ۔

يا ايها الرّجل المحوّل رحله الاّ منزلت بآل عبدالدّار

هبلتک امّک لونزلت برحلهم منعوک عن عدم ومن اقتار

فالتفت رسول اللّٰه ﷺ الىٰ ابى بكرؓ، فقال أهكذا قال الشاعر قال لا والذى بعثک بالحق و لكنه قال ۔

يا ايّها الرّجل المحوّل رحله الّا نزلت بآل عبد مناف

هبلتک امّک لونزلت برحلهم منعوک من عدم ومن اقراف

الخالطين غنيهم ففقير هم حتّىٰ يعود فقير هم كا الكافى

فتبسّم رسول اللّٰه ﷺ وقال هٰكذا سمعت الرواة ينشدونه. (٣٧٥)

ترجمہ: بعض صحابہ کرامؓ سے روایت ہے کہ میں ایک مرتبہ رسول اللہ اور ابو بکرؓ کو بنی شیبہ کے دروازے پر دیکھا۔ اس وقت وہاں سے ایک شخص یہ کہتا ہوا گزرا۔

ترجمہ: اے اپنی سواری کو میزبانی کی تلاش میں بھٹکانے والے شخص کیا تو عبدالدار کی اولاد کے پاس نہیں گیا۔ تیری ماں بھی تیری فکر چھوڑ دیتی اگر تو ان کے ہاں جاتا کیوں کہ وہ افلاس اور بھوک سے تیری حفاظت کرتے۔)

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ، حضرت ابو بکرؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، کیا شاعر نے یہ شعر اسی طرح کہے تھے۔

ابوبکرؓ نے جواب دیا،نہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا،شاعر نے یہ شعر اس طرح کہا تھا ؎

ترجمہ:(اے اپنی سواری کو میزبانی کی تلاش میں بھٹکانے والے، کیا تو عبد مناف کی اولاد کے پاس جا کر نہیں ٹھہرا۔ تیری ماں بھی تیری فکر چھوڑ دیتی اگر تو ان کے پاس جا کر ٹھہرتا، کیوں کہ وہ غریبی اور بھوک سے تیری حفاظت فرماتے۔ وہ غریبوں اور امیروں کو ایک جگہ ملانے والے لوگ ہیں اور ایسے ہیں کہ فقیر ان کے پاس سے امیر ہو کر لوٹتا ہے۔)

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور فرمایا، میں نے راویوں کو یہ شعر اسی طرح پڑھتے ہوئے سنا ہے۔

حضور ﷺ کے ذوق شعری کا ایک واقعہ سیرت ابن ہشام میں بھی موجود ہے کہ اسلام لانے کے بعد ابوسفیانؓ بن حارث بن عبدالمطلب نے جو معذرت خواہانہ اشعار (اسلام سے قبل اپنی زیادتیوں کے ازالہ کے لئے) آپ کی بارگاہ میں پڑھے تھے، ان اشعار کی تعداد نو ہے اور اسے ابن ہشام نے اپنی سیرۃ النبویہ میں اسے درج کیا۔(۳۷۶) اس میں ایک شعر اس طرح ہے ؎

هدانی هادٍ غیر نفسی و نالنی مع اللّٰه من طرّدت کلّ مطرّد (۳۷۷)

ابن اسحاق نے کہا کہ: لوگوں نے کہا، جس وقت رسول اللہ ﷺ کو یہ مصرع سنایا گیا کہ ''ونامع اللّٰه من طرّدت کلّ مطرّد'' (اور جس سے میں ہر طرح مقابلہ کرتا تھا، اسی نے مجھے اللہ سے ملا دیا) تو (ضرب رسول اللّٰه ﷺ فی صدرہ) رسول اللہ ﷺ نے ابوسفیانؓ بن حارث کے سینے پر مارا اور کہا ''انت طرّدتنی کلّ مطرّد'' (تو نے ہر طرح میرا مقابلہ کیا)۔(۳۷۸)

دین اسلام اشهد ان لا اله الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه کہنے کے بعد تمام امتیازات کو مٹا دیتا ہے اور مسلمان اپنے نبی مکرم نور مجسّم کے دامن رحمت و بخشش کے سائے میں آ جاتا ہے۔ مذکورہ مثال اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے ذوق شعری کے سبب نہ صرف یہ کہ ابوسفیانؓ کے اشعار سماعت فرمائے بلکہ محبت وشفقت سے ان کے سینے پر ہاتھ مار کر ان کے شعر کا جواب بھی دیا، گویا یہ آپؐ کی پسندیدگی کی علامت ہے جب ہی تو آپؐ نے محبت وشفقت سے پُر یہ جملہ ارشاد فرمایا کہ ''انت طرّدتنی کلّ مطرّد'' اس جملے کی شیرینی واپنائیت ملاحظہ کیجئے، کس قدر خلوص سے پُر ہے۔ یہ تھا اخلاق نبوی ﷺ اور اخلاص رسول ﷺ۔

حضور نبی کریم ﷺ کا ذوق شعری نہایت عمدہ و اعلیٰ تھا۔ آپؐ حکمت و موعظت سے پُر اشعار پسند فرماتے تھے، نیز یہ کہ آپ کو اس بات کا بھی پتا تھا کہ کون سا شاعر کس معیار کا شعر کہتا یا پڑھتا ہے، آپؐ اسی مناسبت سے شاعر کا کلام پڑھتے (دہراتے) یا اس کا شعر سماعت فرماتے۔ یہ بات تو طے شدہ ہے کہ جو شخص جس شعبے

میں دل چسپی رکھتا ہے اس کے بارے میں وہ خوب بہتر جانتا اور سمجھتا ہے۔ اسی طرح ایک مرتبہ آپؐ سے دریافت کیا گیا کہ سب سے بہتر شاعر کون ہے تو آپؐ نے نہ صرف یہ کہ اظہار فرمایا بلکہ اس کا شعر بھی پڑھ کر سنایا، سیرت حلبیہ میں ہے۔

وقد قیل له صل اللّٰه علیه وسلم من اشعر الناس قال الذی یقول ۔

ترجمہ: ایک مرتبہ آپؐ سے پوچھا گیا کہ سب سے بہترین شاعر کون ہے تو آپ نے فرمایا کہ جو یہ کہے ۔

الم تریانی کلماً جئت طارقاً

وجدت بها وان لم تطیب طیباً

الاصل وجدت بها طیباً وان لم تطیب (۳۷۹)

ترجمہ: (کیا تم دونوں نہیں دیکھتے کہ میں جب بھی اپنی محبوبہ کے پاس گیا تو میں ہمیشہ اس کے پاس جاکر مسحور ہوگیا چاہے اس نے خوشبوئیں بھی نہ لگا رکھی ہوں) یہ مصرع اصل میں اس طرح ہے ''وجدت بها طیباوان لم تطیب''

آپؐ ہمیشہ بامعنی و بامقصد شعر پڑھا کرتے تھے یا جس شعر کا جو مصرع موضوع ومحل کے اعتبار سے مناسب ہوتا، اسے دہراتے تھے اور جس مصرع میں لایعنی و بے مقصد باتیں ہوتیں یا تصنع و بناوٹ ہوتی، اسے پڑھنے سے آپؐ احتراز فرماتے۔ آپ کا مقصدِ بعثت اصلاح قوم اور اصلاح امت تھا، نہ کہ ان کو شاعر بنانا۔ یہی وجہ ہے کہ آپؐ نے از خود کوئی شعر تخلیق و ایجاد نہ کیا، لیکن دیگر شعرا کے اشعار تادیب امت، تعلیم امت اور ترویج امت کے لئے پند و نصائح پر مشتمل، اخلاقیات، ایمانیات، عقیدہ، جوش و جذبہ، شجاعت و مردانگی کو ابھارنے اور ذہنی بالیدگی، شعور و آگہی کی ترقی کے لئے خوش نما، خوب صورت، پند و نصائح سے پُر اشعار پڑھے اور اس عمل خیر میں حکمت عملی یہ کارگر رہی کہ ''بعض شعر حکمت و موعظت سے پُر ہوتے ہیں اور بعض شنیع و قبیح، تو ''اچھے کو لے لو اور برے کو چھوڑ دو'' پھر یہ کہ اچھا شعر دل پر ثلج کی طرح لگتا ہے، جس کی طراوت قلب و جگر کو فرحت و تازگی، ٹھنڈک و سکون بخشتی ہے اور برا شعر دل پر آگ کی طرح برستا ہے اور قلب کو خاکستر کر دیتا ہے۔ یہ کیفیت مومن (مسلمان) کے دل کی ہے اور کافر کے دل کے لئے حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ ''ان پر اچھے اشعار بھی تیر و تلوار اور نشتر و خنجر کے زخم سے زیادہ تیزی سے برستے اور ان کے قلب کو مجروح و زخمی کرتے ہیں۔''

مصرعوں میں الٹ پھیر اور مکمل شعر نہ پڑھنے بلکہ شعر کے اوّل اور کسی کے آخر مصرع پر اکتفا کرنا، اسی مصلحت کے تحت تھا۔ چوں کہ انسانی جسم دل کے تحت کام کرتا ہے اس لئے ہر اچھے برے کا اثر پہلے اس پر پڑتا ہے۔ اچھا اثر صحت یاب اور برا اثر دل کا مرض پیدا کرتا ہے۔ اس لئے آپؐ نے اچھے اور عمدہ اشعار کو ترجیح دی

اور ان کو اصلاح امت کے لئے استعمال کیا اور ضرب الامثال کے ذریعے ان کو تعلیم دی۔ چھوٹی چھوٹی باتوں، مختصر جملوں اور ایک ایک مصرعوں میں زندگی کا نچوڑ بیان کر دیا، جیسے یہ مصرع ؎

''وهن شر غالب لمن غلب'' (٣٨٠) (جو شخص ان (عورتوں) کے شر میں پھنس جائے اس کے لئے وہ زبردست شر ہیں) (١)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔

ماسمعت رسول الله ﷺ ينشد شعراً الا بيتاً واحداً .

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں، میں نے آنحضرت ﷺ کو کبھی شعر پڑھتے نہیں سنا سوائے ایک شعر کے۔

تفا على لما تهوى يكن فلمقنا يقال شنى كان الا تخلفا (٣٨١)

ترجمہ: (تم جس چیز کی طرف مائل ہو اس کے متعلق نیک فال لو یہ کہتے ہوئے کہ یہ چیز ضرور ہو جائے گی۔ جس چیز کو اس طرح نہ کہا جائے وہ اکثر نہیں ہوتی)۔

اس شعر میں کئی پیغام پوشیدہ ہیں جو آپؐ نے امت کو دئے ہیں۔

١...... جو کام کرنا چاہتے ہو، جس چیز کو حاصل کرنا چاہتے ہو، سب سے پہلے اس کے حصول کی خالص نیت کرو، اخلاص کے ساتھ۔

٢...... یہ عقیدہ پختہ رکھو کہ یہ چیز تمہیں من جانب اللہ عطا ہو جائے گی، مضبوط ارادہ کے ساتھ۔

٣...... نیک فال سے مراد صلوٰۃ نفل، صلوٰۃ شکر، صلوٰۃ قضائے حاجات، استخارہ یا رویائے صادقہ ہے اور نیت خالص بھی۔

٤...... قلب کا خشیتِ الٰہی سے پُر ہونا اور مجلّی و مصفّٰی ہونا ضروری ہے۔

٥...... نیت کرنے کے ساتھ ہی ان شاء اللہ کہو کہ یہ طاقت حصول من جانب اللہ ہے اور وہی مرجع ہے۔

٦...... کوئی بھی اچھی چیز بری نیت سے حاصل نہیں ہوتی۔

٧...... التفاتِ اشیاء کے لئے التفات قلب ضروری ہے۔

٨...... نہی عن المنکر کے ارادے سے ہی نیک فال کا تصور ممکن ہے۔

١۔ سیرتِ حلبیہ میں ہے کہ اعشیٰ بن ماذن نے عورتوں کے بارے میں چند شعر پڑھے تھے جو طرفہ (طرفہ بن لبید) کے تھے۔ یہ ان اشعار کا آخری مصرع ہے جسے حضور ﷺ نے دہرایا ہے۔ (ص ٦٩)

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی نعت شریف خود بیان فرمائی

حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والثناء نے اپنی نعوت مبارک از خود بھی بیان فرمائی ہیں اور کتب احادیث میں اس کے نمونے جابجا پائے جاتے ہیں۔ محدثین کرامؒ نے ان نعوت مبارکہ کو احادیث نبوی ﷺ کی شکل میں یکجا کیا ہے۔ آپؐ کی یہ نعتیں کہیں تو بیانیہ ہیں اور کہیں نثریہ۔ ان احادیثِ کریمہ کو ''نثری نعت'' کا مجموعہ ہی کہا جائے گا جس میں آپؐ نے اپنے مناقب واسوۂ حسنہ، مفاخر ومراتب، عادات وخصائل وشمائل، حیات و ممات اور علم وفضل کا بیان فرمایا ہے۔ یہی نہیں بلکہ آپؐ کی زبان اقدس سے شعری وعروضی نعوت بھی فضائے زمان ومکان میں آج بھی گونج رہی ہیں۔ یہ نعوتِ بنویہ ﷺ احادیث کی شکل میں ہوں یا روایات کی شکل میں، منثور ہوں یا منظوم، درحقیقت فن نعت گوئی کی یہی وہ اساس و بنیاد اوّل ہے جس پر آج اس فن کی حسین وجمیل عمارت کھڑی ہے اور جس کے سبب نعت گو شعراء اپنے لئے بہشت میں محل تعمیر کر رہے ہیں۔

حضور ﷺ کی نعت گوئی کے چند نمونے بمصداق ''مشتے نمونہ از خروارے'' ملاحظہ ہوں۔ یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ ''نعت گوئی'' سے مراد پابند شاعری نہیں ہے، یا ردیف وقافیہ کی قید نہیں ہے بلکہ آپؐ کی شان اقدس میں کہا گیا کوئی ایک نثری جملہ یا کوئی آزاد مصرع بھی آپؐ کی نعت ہی کہلائے گا۔

امام یوسف نبہانیؒ نے بحوالہ ترمذی حضرت ابن عباسؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ صحابہ کرام علیہم الرضوان ایک مقام پر بیٹھے ہوئے تھے اور انبیائے سابقین علیہم السلام کا تذکرہ فرما رہے تھے۔

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهما قال جلس اناس من اصحاب رسول الله ﷺ فخرج حتى اذا دنا منهم سمعهم يتذاكرون قال بعضهم ان الله اتخذ ابراهيم خليلاً وقال اخر موسىٰ كلمة الله تكليما و قال اخر فعيسىٰ كلمة الله وروحه وقال آخر ادم اصطفاه الله فخرج عليهم رسول الله ﷺ وقال قد سمعت كلامكم و عجبكم انّ ابراهيم خليل الله و هو كذٰلك و موسىٰ نجى الله و هو كذٰلك و عيسىٰ روح الله و هو كذٰلك و آدم اصطفاه الله وهو كذٰلك. (۳۸۲)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ اصحاب رسول علیہم الرضوان میں سے کچھ لوگ بیٹھے تھے کہ نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے یہاں تک کہ آپؐ ان کے نزدیک ہوئے، سنا کہ صحابہ کرامؓ آپس میں مذاکرہ کر رہے ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا۔ اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو خلیل اللہ بنایا۔ دوسرے نے کہا۔ اللہ تعالیٰ

نے موسیٰ کو شرف سے نوازا اور کلیم اللہ بنایا۔ کچھ نے کہا عیسیٰ کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں، بعض نے کہا کہ اللہ نے آدمؑ کو صفی بنایا۔ آپؐ نے ان سے فرمایا، لوگو! میں نے ہماری گفتگو سنی اور تعجب دیکھا، بے شک ابراہیم خلیل اللہ ہیں، موسیٰ واقعی نجی اللہ ہیں اور عیسیٰ روح اللہ ہیں اور آدم بلاشبہ صفی اللہ ہیں، حقیقتاً ان انبیائے کرام کی ایسی ہی شان ہے، مگر غور سے سنو!

پھر آپؐ نے اپنی نعت شریف بایں الفاظ بیان فرمائی۔

الا وانا حبیب اللّٰہ

میں حبیب اللہ ہوں، میں محبوب کبریا ہوں۔

ولافخر

اور یہ بات بغیر فخر ومباہات کے کہہ رہا ہوں

وانا حامل لواء الحمد یوم القیامۃ

اور میں قیامت کے دن ایسے حکم خداوندی (لوائے حمد) کا حامل ہوگا۔

تحت آدم فمن دونہ(ا)

کہ حضرت آدمؑ اور دیگر مخلوق خدا اس جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

ولا فخر

اور مجھے اس بات پر کوئی فخر نہیں ہے۔

وانا اول شافع

اور میں (قیامت کے روز) سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں گا۔

واول مشفع یوم القیامۃ

اور بروز قیامت میں پہلا شخص ہوں گا جس کی شفاعت قبول کی جائے گی

ولا فخر

اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں ہے

وانا اوّل من یحرک حلق الجنّۃ

در جنّت کے حلقے (قبضے، کنڈے) کو پکڑ کر حرمت دینے والا میں سب سے پہلا شخص ہوں گا۔

(الف) امام احمد رضاؒ اس ضمن میں فرماتے ہیں ؎

جس کے زیر لواء آدم و من سوا

اس سزائے سیادت پہ لاکھوں سلام (حدائق بخشش، ص ۴۴)

فیفتح اللّٰہ لی

میرے لئے باب جنت بحکم الٰہی وا کر دیئے جائیں گے۔

فید خلھا

پھر مجھے اللہ تعالیٰ اس میں داخل فرمائے گا۔

ومعی فقراء المومنین

اور میرے ساتھ فقرائے مومنین (امت کے صالحین) ہوں گے۔

ولا فخر

میں یہ باتیں از روئے فخر نہیں کہہ رہا بلکہ اظہار حقیقت کر رہا ہوں۔

وانا اکرم الاولین

میں اکرم الاوّلین (سب سے پہلے کرم فرمائے جانے والوں میں سے) ہوں۔

والآ خرین علی اللّٰہ

اور اللہ کے نزدیک میں اگلوں اور پچھلوں میں سب سے زیادہ معزز اور محترم ومکرم ومعظم ہوں اور اس دن (قیامت میں) سب سے زیادہ میری ہی شان وعزت وعظمت ہوگی۔

ولا فخر (وراہ الترمذی)(۳۸۳)

اور مجھے اس بات پر کوئی فخر نہیں ہے بلکہ یہ تمام باتیں میں نے بر بنائے حمد وشکر وثنائے ذوالجلال کہی ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ سرور سروراں، سید الانبیاء، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور اپنی نعت ومدح اور اپنی شان ومرتبہ اس طرح بیان فرمایا۔

مامن شئی لم اکن ارتیہ الّا رأیتہ فی مقام ھذا .(۳۸۴)

ترجمہ: کوئی چیز ایسی نہیں جو مجھے دکھائی نہ گئی ہو میں اپنے اس مقام سے ہر شئے کو دیکھ سکتا ہوں۔

سیرت ابن ہشام میں حضور نبی کریم ﷺ کی ایک نعت کے بارے میں ہے کہ ''ابن اسحٰق نے کہا، ثور بن یزید نے بعض اہل علم سے روایت بیان کی ہے اور میں سمجھتا ہوں یہ روایت خالد بن معدان الکلاعی کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعض اصحاب نے آپؐ سے کہا، اے اللہ کے رسول ﷺ اپنے کچھ حالات بیان فرمایئے۔ آپؐ نے فرمایا ۔

نعمہ، انا دعوۃ ابی ابراھیم، و بشریٰ اخی عیسیٰ، ورأیت امّی حین حملت بی انہ خرج

منها نور اضاء لها قصور الشام، و استرضعت فی بنی سعد بن بکر ......الخ. (۳۸۵)

ترجمہ: (اچھا تو سنو) میں اپنے باپ ابراہیمؑ کی دعا اور عیسیٰؑ کی بشارت ہوں۔ جب میں اپنی ماں کے بطن میں آیا تو انہوں نے دیکھا کہ ان کے اندر سے ایک نور نکلا جس سے سرزمین شام کے محل ان پر روشن ہوگئے۔ میں نے سعد بن بکر کے قبیلے میں دودھ پی کر پرورش پائی۔

بحوالہ طبقات الکبریٰ سیرۃ ابن ہشام میں آپؐ کی ایک نعت یوں درج ہے ۔

قال ابن اسحاق و کان رسول اللّٰہ ﷺ یقول لاصحابہ "انا اعربکم، انا قرشی، و استرضعت فی بنی سعد بن بکر" (۳۸٦)

ترجمہ: ابن اسحاق کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کرام سے فرمایا "میں تم سے سب سے زیادہ خالص عرب ہوں، میں قریشی ہوں، میں نے بنی سعد بن بکر کے قبیلہ میں پرورش پائی ہے۔"

علامہ سیوطیؒ لکھتے ہیں۔

واخرج الطبرانی عن ابی سعد الخدری قال قال رسول اللّٰہ ﷺ انا اعرب العرب ولدت فی قریش و نشات فی بنی سعد فانی یا تین اللّحن. (۳۸۷)

ترجمہ: طبرانی نے ابوسعید خدریؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میں عربوں میں سب سے زیادہ فصیح ہوں (۱) میں قریش کی ایک محترم شاخ میں پیدا ہوا اور پھر بنو سعد میں میری پرورش ہوئی، تو ظاہر ہے کہ میرے کلام میں سقم، عامیانہ انداز اور سُبکی کہاں سے راہ پائے گی۔

امام بیہقی نے "شعب الایمان" میں اور ابن ابی الدنیا نے "کتاب المطر" میں اور ابن ابی حاتم و خطیب نے "کتاب النجوم" میں اور ابن عساکر نے محمد بن ابراہیم تیمی سے روایت کی، ایک مرتبہ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا۔

قالو یا رسول اللّٰہ ﷺ مارأینا الذی هو افصح منک، قال مایمنعنی و انما انزل القرآن بلسانی بلسان عربی مبین . (۳۸۸)

ترجمہ: اے اللہ کے رسول ﷺ ہم نے آپؐ سے زیادہ کسی کو فصیح نہ دیکھا اس کا کیا سبب ہے؟ ارشاد فرمایا میرے لئے کون سی چیز فصاحت سے مانع ہوسکتی ہے، جب کہ صورت حال یہ ہے کہ قرآن حکیم میری زبان اور "عربی مبین" کے ساتھ مجھ پر نازل ہوا۔

ایک نعت کریمہ میں حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے بارے میں، اپنے جد امجاد کے بارے میں، اپنے خاندان،

(۱) ایک اور حدیث میں فرمایا "انا افصح العرب والعجم" (میں تمام عربیوں اور عجمیوں میں سب سے زیادہ فصیح ہوں)

قبیلے اور اپنی شخصیت کے حوالے سے اپنی مدح وتوصیف ونعت بیان فرمائی ہے۔ آپؐ نے فرمایا

انا محمد بن عبداللّٰہ بن عبدالمطلب

ان اللّٰہ خلق

الخلق فجعلنی فی خیرھم

ترجمہ: میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں

اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے بہترین (انسانوں میں سے کیا)۔

ثم جعلھم فرقتین	پھر ان (انسانوں میں سے) دو گروہ (عرب وعجم) بنائے۔
فجعلنی فی خیر ھم فرقۃ	تو مجھے بہترین گروہ (عرب) میں سے کیا۔
ثم جعلھم قبائل	پھر عرب کے قبائل بنائے۔
فجعلنی فی خیر ھم قبیلۃ	تو مجھے بہترین قبیلہ (قریش) سے کیا۔
ثم جعلھم بیوتاً	پھر قبیلے کے خاندان بنائے۔
فجعلنی فی خیر ھم بیتاً	تو مجھے ان سب میں اچھے اور بہترین خاندان (بنو ہاشم) میں سے کیا۔
فان خیر ھم نفساً	پس میں ذاتی، خاندانی اور شخصی لحاظ سے سب سے عمدہ،
وخیر ھم بیتاً۔ (۳۸۹)	اور سب سے اچھا اور بہترین فرد ہوں۔

یہود خیبر کے نام، نامۂ مبارک میں نعت رسول کریم ﷺ

علامہ ابن ہشام لکھتے ہیں کہ ابن اسحٰق نے کہا آل زید کے مولیٰ عکرمہ یا سعید بن جبیر سے اور انہوں نے ابن عباسؓ سے روایت سنائی کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے یہود کو لکھ بھیجا۔

"من محمّد رسول اللّٰہ ﷺ صاحب موسیٰ واخیہ، و المصدّق لما جاء بہ موسیٰ الا ان اللّٰہ قد قال لکم یامعشر اھل التوراۃ و انکم تجدون ذٰلک فی کتابکم "محمّد رسول اللّٰہ ﷺ"۔ (۳۹۰)

ترجمہ: اللہ کے رسول محمد ﷺ کی جانب سے جو موسیٰؑ کا دوست اور ان کا بھائی ہے اور اس چیز کی تصدیق کرنے والا ہے جو موسیٰ لائے تھے۔ اے گروہ توراۃ! سن لو کہ بلاشبہ اللہ نے تم سے فرمایا ہے اور یہ بات تم اپنی کتاب میں بھی پاؤ گے کہ "محمد ﷺ اللہ کا رسول(۱) ہے۔

۱۔ القرآن الکریم، پارہ ۲۶، سورۃ الفتح، آیت ۲۶

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے ابو جعفر ابن علی بن حسین نے بیان کیا کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔

نصرت بالرعب ، وجعلت لی الارض مسجداً و طهوراً، و اعطیت جوامع الکلم، واحلّت لی مغانم ولم تحلل لنبی لما قبلی، واعطیت الشفاعة، خمس لی یوتهن نبی قبلی.

(۳۹۱)

ترجمہ: مجھے رعب کے ذریعے مدد گئی اور زمین تو میرے لئے سجدہ گاہ اور پاک بنا دی گئی اور کثیر معانی کا جامع کلام عطا کیا گیا اور غنیمتیں میرے لئے جائز کر دی گئیں اور مجھ سے پہلے کسی نبی کے لئے جائز نہیں کی گئیں اور مجھے شفاعت عطا کی۔ یہ پانچ چیزیں مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔

حضور ﷺ نے اپنے فضائل واکرام کے جو تذکرے فرمائے اور اپنی لسان حق سے اپنی فضیلت وشرف وعز و عظمت کا جو پیغام دیا وہ بھی نعت کی ہی ایک شکل ہے۔ آپؐ کے ذکر خیر کو نعت کا نام دیا جاتا ہے اور احادیث کریمہ میں جا بجا آپؐ نے اپنا جو تذکرہ فرمایا ہے وہ ہمارے لئے نعت ہی کا درجہ رکھتی ہے۔ نعت اپنے معنی و مفہوم میں ایک وسیع و کثیر جہتی لفظ ہے جس میں آپؐ کے ہر پہلو کو اجاگر کیا گیا اور آپؐ نے اپنی حیات مبارکہ کے تمام گوشوں کو اپنی لسان حق سے بیان فرمایا ہے جیسا کہ سیرت ابن ہشام ہے۔

ولکن اللہ بعثنی الیکم رسولا، و انزل کتاباً و امرنی ان اکون لکم بشیر وّ نذیرا.

(۳۹۲)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری جانب پیامبر بنا کر بھیجا ہے، مجھ پر ایک کتاب اتاری ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے لئے خوش خبری سنانے والا اور برائیوں کے انجام سے ڈرانے والا ہو جاؤں۔

نعت شریف پڑھنا دنیا کی سستی وارزاں ترین عبادت ہے۔ اس سے عمدہ واعلیٰ ذکر وفکر دنیا میں کوئی نہیں کہ اس میں بیک وقت رب العالمین ورحمۃ للعالمین کی حمد وثناء، مدح وتحمید کی جاتی ہے۔ یہ بات لازم وملزوم ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کی نعت پڑھی جائے گی تو خالق کون ومکاں، مالک کل جہاں، رب ذوالجلال کا ذکر جلیل بھی ضرور کیا جائے گا اور اللہ رب العزت کا ذکر ہو یا سرکار دو عالم ﷺ کا، دونوں عین عبادت ہیں۔

نعت کا ایک شعر پڑھنے پر جو اجر وثواب ملتا ہے اس کا اندازہ محض اس ایک مثال سے کیا جا سکتا ہے کہ اگر وہ شخص صرف یہ کہے کہ "لا الٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ" تو یہ اللہ کے ساتھ اس کے محبوب ﷺ کا بھی بھرپور ذکر ہوگا اور جب سرکار علیہ التحیۃ والثناء کی نعت کریم رب ذوالجلال کی حمد کے ساتھ پڑھ دی گئی تو اب اس کی نیکیاں ایک ضرب دس کے حساب سے شمار کر لیجئے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے بشکل احادیث اپنی جو صفات وخصوصیات، مناقب وفضائل اور شمائل وفضائل بیان

فرمائے ہیں اس کے چند نمونے ملاحظہ ہوں جو ہمارے لئے نعت کا درجہ رکھتی ہیں اور آپؐ سے قبل جس طرح اللہ رب ذوالجلال نے قرآن کریم میں آپ کی نعوت بیان فرمائیں اور آیات قرآنیہ کو اس کا محور قرار دیا اسی طرح یہ احادیث کریمہ بھی عہد نبوی ﷺ کی نثری نعت کا بنیادی مآخذ و مرجع قرار پاتی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا:

انا سید ولد آدم وفی روایة انا اکرمھم علی ربّی. (الحدیث الصحیح) (۳۹۳)

ترجمہ: میں سردار اولاد آدم ہوں۔ ایک اور روایت میں ہے "میں اپنے پروردگار کے ہاں سب سے زیادہ معزز ہوں۔" (حدیث صحیح)

انا سید ولد آدم یوم القیامة ولا فخر و بیدی لواء الحمد ولا فخر و مامن نبیّ آدم فمن سواہ الاّ تحت لوائی. (ترمذی) (۳۹۴)

ترجمہ: میں روز قیامت اولاد آدم کا سردار ہوں گا اور یہ بات میں بڑائی سے نہیں کہہ رہا۔ لواء حمد میرے دست اقدس میں ہوگا، آدمؑ اور ان کے سوا جتنے رسول ہیں وہ سب میرے جھنڈے تلے ہوں گے۔" (ترمذی)

انا سید الناس یوم القیامة. (بخاری) (۳۹۵) میں روز قیامت تمام انسانوں کا سردار ہوں گا۔ (بخاری)

انا سید العالمین (۳۹۶) (صحیح الحاکم) میں سارے جہاں کا سردار ہوں۔ (حاکم)

انا اکرم الاوّلین والآخرین. (۳۹۷) (حدیث ترمذی) میں اولین و آخرین میں سب سے زیادہ معزز ہوں۔ (ترمذی)

عن واثلة ابن الاسقعؓ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ان اللہ اصطفی کنانة من ولد اسماعیل واصطفیٰ قریشاً من کنانة واصطفٰی من قریش بن ھاشم و اطفانی من بنی ھاشم. (مسلم) (۳۹۸)

ترجمہ: واثلہ بن اسقعؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد اسماعیل میں سے بنی کنانہ کو منتخب فرمایا، پھر کنانہ میں سے قبیلہ قریش کا انتخاب فرمایا اور قریش میں سے بنی ہاشم کو چن لیا اور بنی ہاشم سے مجھے منتخب فرمایا۔ (مسلم)

عن جبیر بن مطعمؓ قال سمعت النبی ﷺ یقول ان لی اسماء انا محمد وانا احمد وانا الماحی الذی یمحو اللہ بی الکفر و انا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی وانا العاقب الذی لیس بعدہ نبیّ رواہ البخاری و مسلم. (۳۹۹)

ترجمہ: حضرت جبیر بن مطعمؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ فرمایا، بے شک میرے بہت سے نام ہیں، میں محمد ہوں، احمد ہوں، میں ماحی ہوں، اللہ میرے ذریعے کفر کو مٹائے گا۔ میں حاشر ہوں، سارے لوگوں کا حشر میرے قدموں میں ہوگا، میں عاقب ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (بخاری ومسلم)

عن عبدالرحمن بن جبلة الکلبیؓ قال، قال رسول اللہ ﷺ النبی الامّی الصادق الزکیّ. رواہ ابن سعد (۴۰۰)

ترجمہ: حضرت عبدالرحمان بن جبلہ الکلبیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نبی اُمّی، نبی صادق اور نبی زکی ہوں۔ (ابن سعد)

عن عبداللّٰہ بن عمر و رضی اللہ عنھا قال، قال رسول اللہ ﷺ انا محمد النبی الامّی لانبی بعدی، اوتیت جوامع کلم و خواتمہ، رواہ الامام احمد بسند حسن. (۴۰۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں محمد ہوں، نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں، مجھے جامع کلمات، حرف آخر عطا کئے گئے ہیں۔ (احمد)

عن جابرؓ انّ النّبی ﷺ قال ان اللہ بعثنی بتمام مکارم الا خلاق و کمال محاسن الافعال رواہ البغوی. (۴۰۲)

ترجمہ: (از جابرؓ) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے مکارم اخلاق اور محاسن افعال کے کمال کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ (بغوی)

عن ابن مسعودؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ادّ نبی ربّی فاحسن تادیبی رواہ ابن السمعانی. (۴۰۳)

ترجمہ: ابن مسعودؓ سے روایت کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ادب سکھایا اور میری بہترین تربیت فرمائی۔ (سمعانی)

عن ابی ھریرةؓ قال قال رسول اللہ ﷺ انما انا رحمة مّھداة رواہ الحاکم. (۴۰۴)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ میں سراپا رحمت ہوں اور اللہ کی طرف سے ہدیہ۔ (حاکم)

عن ابی بن کعبؓ ان النّبی ﷺ قال اذاکان یوم القیامة کنت امام النبیّین و خطیبھم و صاحب شفا عتھم ولا فخر. (۴۰۵) (ترمذی)

ترجمہ: ترمذی نے ابی ابن کعبؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، جب قیامت کا دن ہوگا میں نبیوں کا امام وخطیب ہوں گا، ان کا شفیع بنوں گا اور یہ بات از راہِ فخر نہیں کہہ رہا۔ (ترمذی)

عن جابرؓ قال قا رسول اللہ ﷺ انا قائدالمرسلین ولا فخر و اناخاتم النبیّین ولا فخر و انا اوّل شافع و مشفع ولا فخر رواہ الدارمی (۴۰۶)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میں رسولوں کا سردار ہوں اور یہ فخر سے نہیں کہہ رہا، میں نبیوں کا خاتم ہوں اور فخر کا اظہار نہیں کر رہا۔ میں سب سے پہلے شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی۔ (دارمی)

و اخرج البیھقی و الطبرانی و ابو نعیم، عن ابن عمر قال، قال رسول ﷺ و ان اللّٰہ خلق الخلق فاختار من الخلق بنی آدم و اختار من بین آدم العرب ،و اختیار من لعرب مضر و اختار من مضر قریشاً و اختار من قریش بنی ھاشم،و اختارنی من بنی ھاشم فانا من خیار الٰی خیار. (۴۰۷)

ترجمہ: بیہقی وطبرانی اور ابونعیم نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کر کے ان میں حضرت آدم کو پسند فرمایا اور بنی آدم میں سے اہل عرب کو پسند فرمایا اور اہل عرب میں مضر کو اور مضر میں قریش کو اور قریش میں بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو پسند فرمایا،تو اس طرح میں اچھوں میں سے اچھا ہوں۔

و اخرج احمد و ابن ابی شیبۃ والترمذی فی (الشمائل) عن حذیفۃ قال لقیت النبیﷺ بعض طرق المدینۃ فقال انا محمد و انا احمد وانا نبی الرحمۃ و نبی التوبۃ و انا المقضی وانا الحاشر و نبی الملاحم. (۴۰۸)

ترجمہ: امام احمد ابن ابی شیبہ اور ترمذی نے شمائل میں حضرت حذیفہؓ سے روایت کی کہ میں نے مدینہ کے ایک کوچے میں رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی۔ آپؐ نے فرمایا میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں نبی الرحمہ ہوں۔ میں المقضی ہوں اور میں حاشر ہوں اور میں نبی الملاحم ہوں۔

حضور نبی کریم ﷺ کا اپنی لسان حق سے، اپنی ہی نعت بیان کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی نعت پڑھنا، آپؐ کی مدح وثناء کرنا، آپؐ کی سنّتِ مبارکہ ہے یعنی محض آپؐ کی ایک نعت پڑھنے سے یا ایک نعتیہ جملہ مصرع، شعر، بند، قطعہ کہنے سے ثناء خواں ونعت گو بیک وقت پانچ سنّتیں ادا کرتا ہے اور موجب اجر ٹھہرتا ہے۔

اوّل: سنّت رب ذوالجلال کہ رب تعالیٰ ہی آپؐ کا اوّلین مدح خواں ہے۔
دوم: آپؐ کی سنّت مبارکہ، کہ آپؐ نے خود اپنی نعوت بیان فرمائی ہیں۔
سوم: انبیائے سابقین علیہم السلام کی سنّت مبارکہ، کہ تقریباً تمام ہی انبیائے سابقین و رسول عظام نے آپؐ کی نعوت کریمہ بیان فرمائی ہیں۔
چہارم: صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سنّت مبارکہ، کہ صحابہ و صحابیات کی ایک کثیر تعداد نے آپؐ کی نعت شریف بیان فرمائی ہے۔
پنجم: ملائکہ کی سنّت مبارکہ، کہ ملائکہ جبروت نے بھی آپؐ کی نعت پاک بیان فرمائی ہے۔
اسی طرح آپؐ کی ایک نعت، نعتیہ جملہ، مصرع یا ایک شعر نعت کہنے سے قرآن کریم کے تین احکام پر عمل ہوتا ہے۔
اوّل. انّ اللّٰہ و ملئکتہ یصلّون علی النبی یا ایّھا الّذین امنوا صلّوا علیہ وسلّموا تسلیما. (۴۰۹)
ترجمہ: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود (ا) بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر، اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام (ب) بھیجو۔ (۴۱۰)
دوم۔ ورفعنا لک ذکرک. (۴۱۱)
ترجمہ: اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا (۴۱۲)
سوم۔ الاّ الّذین امنوا و عملوا الصلحٰت و ذکر وااللّٰہ کثیرا. (۴۱۳)
ترجمہ: مگر وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور بکثرت اللہ کی یاد کی۔ (۴۱۴)
اسی طرح نعت گو کے لئے چھ بشارتیں (خوش خبریاں) ہیں۔
اوّل۔ پانچ سنتوں کا بیک وقت عامل ہوتا ہے۔
دوم۔ اللہ رب ذوالجلال کے تین احکام کا عامل و پیروکار رہتا ہے۔
سوم۔ اہل ایمان میں سے ہے۔ "الّا الذین آمنوا"
چہارم۔ اس کا یہ عمل نعت گوئی، عمل صالح میں شامل ہے، گویا یہ صالحین میں سے ہے۔
پنجم۔ قرآن کریم کی آیت کریمہ "و ذکروا اللّٰہ کثیرا" کے مطابق اس کا شمار اللہ کے کثیر الذکر بندوں میں ہوتا ہے۔
ششم۔ اس کے لئے جنت کی بشارت ہے۔

ا۔ب۔ درود و سلام بھی نعت کی ہی ایک شکل ہے، جس میں آپؐ کے مناقب و مفاخر، شمائل و خصائل اور دعائیہ الفاظ شامل ہوتے ہیں۔ اسے آپ "دعائیہ نعت" بھی کہہ سکتے ہیں۔

حضور ﷺ کی لسان اقدس پر عبداللہ بن رواحہؓ کے رجزیہ اشعار

عہدِ رسالت ﷺ میں رجز خوانی کو عروج حاصل ہوا اور شعرائے جاہلیت سے ہٹ کر شعرائے اسلام نے اس فن میں ایک نئی طرح ڈالی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے نہ صرف یہ کہ رجزیہ اشعار سماعت فرمائے بلکہ اپنی لسان اقدس سے ادا بھی فرمائے، جیسا کہ حدیث کریمہ سے ثابت ہے۔ یہ واقعہ غزوۂ خندق (غزوۂ احزاب) کے موقع پر بعثتِ نبوی ﷺ کے پانچویں سال (۵ھ الموافق ۶۲۷ء) (۴۱۵) کو پیش آیا۔

حضرت البراء بن عازبؓ کی روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے یوم الاحزاب کے موقع پر حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کے یہ اشعار بطور رجز اپنی زبان حق ترجمان سے ادا فرمائے۔

قال رأیت النبی ﷺ یوم الاحزاب ینقل التراب واری التراب بیاض بطنه وهو یقول ۔

لو لا انت ما اهتدینا   ولا تصدّقنا ولا صلّینا

فانزلن سکینة علینا   وثبّت الاقدام ان لاقینا

ان الاولیٰ قدبغوا علینا   اذا ارادو فتنة اَبَینا (۴۱۶)

ترجمہ:۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو یوم الاحزاب کے موقع پر دیکھا کہ آپ مٹی اٹھا اٹھا کر پھینک رہے تھے جس کے سبب آپ کا شکم مبارک اور چہرۂ اطہر گرد آلود ہو گیا تھا، اس وقت آپ یہ شعر (رجز) پڑھ رہے تھے)

صحیح بخاری ہی میں ''ان الاولی'' کے بجائے ''ان الاعداء'' کے الفاظ ہیں اور آخر میں ''یرفع بها صوته'' کا اضافہ کیا گیا ہے۔ (۴۱۷) اور اسی روایت میں ہے کہ ''ورفع بها صوته ابیناً ابینا'' (۴۱۸) صاحب ''مظاہر حق'' نے اس حدیث کو بخاری و مسلم کے حوالے سے درج کیا ہے۔ (۴۱۹) آپ ''یرفع بها صوته'' کے ضمن میں لکھتے ہیں: (۱)

محققین کرام نے ان اشعار کو با الفاظ تغیر اپنی اپنی تحقیقات میں پیش کیا ہے، بعض کے یہاں اشعار کی ترتیب میں بھی تبدّل واقع ہوا ہے اور اوپر نیچے یا اول و آخر، ثانی و ثالث وغیرہ سے ترتیب میں فرق ہے، لیکن

---

(۱) یرفع بها صوته میں بھا کی ضمیر لفظ ''ابینا'' کی طرف راجع ہے اور اَبینا اَبینا سے پہلے لفظ قائلاً مقدر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آپ ان اشعار کو پڑھتے تو آخر میں لفظ اَبَیا کو بار بار دہراتے اور اس وقت آواز کو زیادہ بلند کرتے اور اس سے مقصد اس لفظ کے مفہوم کو مؤکد کرنا، تلذ ذ و حظ حاصل کرنا اور زیادہ سے زیادہ مسلمانوں اور کافروں کے کانوں تک پہنچانا تھا۔ طیبی نے لکھا ہے کہ بھا کی ضمیر ان اشعار کی طرف راجع ہے اور اَبَیا اَبینا اس جملہ میں حال واقع ہو رہا ہے اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ آپ تمام اشعار کو با آواز بلند پڑھتے تھے اور لفظ اَبینا پر پہنچ کر آواز کو خصوصیت سے بلند کر دیتے تھے۔ (مظاہر حق جدید شرح مشکوٰۃ، باب البیان والشعر، جلد چہارم، ص ۴۴۱)

☆ حضور ﷺ کا اس شعر کو مل کر با آواز بلند پڑھنا ایک ردھم کے ساتھ دراصل موجودہ کورس (Chorus) کی ایک شکل تھا۔ اس کا ایک مقصد دشمن کے دل میں خوف و دہشت پیدا کرنا اور اپنا رعب و دبدبا قائم کرنا بھی تھا۔ (ش۔م)

ان تمام باتوں سے قطع نظر کہ یہ اختلاف راویان حدیث کے سبب بھی ہے اور کتب احادیث میں بھی الفاظ و ترتیب میں تبدیلی ہے لیکن یہ بات متفق علیہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اشعار پڑھے اور سماعت فرمائے اور اس پر دادِ تحسین بھی دی۔ غزوۂ احزاب کے موقع پر بھی آپؐ نے جو رجز پڑھا، ان اشعار کی ترتیب میں تو فرق ہے، الفاظ میں بھی تبدل ہے لیکن آپ کا شعر پڑھنا ثابت ہے۔

ڈاکٹر سراج احمد قادری نے اپنے مقالہ میں (۴۲۰) اور سعید اعظمی ندوی نے اپنی تحقیق میں (۴۲۱) عبداللہ بن رواحہؓ کے ان اشعار کو نقل کیا ہے اور آپ نے ان دو اشعار کا مزید اضافہ کیا ہے کہ حضور ﷺ کے پڑھے ہوئے اشعار میں بعض روایات کے مطابق یہ بھی اس مناسبت سے شامل ہیں ۔

انا اذا صیح بنا اتینا وبا الصّیاح عوّلوا علینا

فاغفر فداء ما افتغینا ونحن عن فضلک ما استغینا (۴۲۲)

صحیح بخاری کی ہی ایک روایت میں ہے ۔

قال خرجنا مع النبی ﷺ الیٰ خیبر فسرنا لیلاً فقال رجل من القوم لعامر یا عامر الا تسمعنا من هُنیهاتک وکان عامر رجلاً شاعراً فنزل یحدو بالقوم یقول ۔

اللّٰهم لو لا انت ما اهتدینا ولا تصدّقنا ولا صلّینا

فاغفر فداءً لک ما ابقینا وثبّت الاقدام ان لاقینا

والقین سکینةً علینا انا اذا صیح بنا ابینا

وبا الصّیاح عوّلوا علینا

فقال رسول اللّٰه ﷺ من هٰذا السابق قالو عامر بن الاکوع قال یرحمة اللّٰه قال رجل من القوم وجبت یا نبی اللّٰه ﷺ لو لا امتعتنا به (۴۲۳)، طبقات ابن سعد میں بھی یہ روایت بعینہٖ موجود ہے۔ (۴۲۴)

امام بخاریؒ کی البراء بن عازبؓ سے روایت کردہ اس حدیث کو علامہ سید احمد زینی دحلانؒ نے بھی نقل کیا ہے

قال لما کان یوم الاحزاب و خندق ﷺ رأیته ینقل من تراب الخندق حی واری الغبار جلدة بطنه الشریفه ﷺ وکان کثیر الشعر وکان یرتجز وهو ینقل التراب یقول ابن رواحةؓ:

ترجمہ:۔ کہا گیا کہ یوم خندق، یوم الاحزاب کے روز حضور ﷺ کو دیکھا گیا کہ آپؐ خندق کی مٹی ڈھو رہے تھے، جس کے سبب آپؐ کے شکم مبارک کی جلد شریف گرد آلود ہوگئی ہے، غبار میں اَٹ گئی تھی۔ اس وقت حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کے یہ رجز یہ اشعار پڑھے تھے ۔

والله لو لا انت ما اهتدينا　　ولا تصدّقنا ولا صلّينا

فا نزلن سكينة علينا　　وثبت الاقدام ان لاقينا

ان الا لی قد رغبوا علینا　　اذا ارادوا فتنة ابینا

ورفع صوته بقوله ابینا ابینا و اخرج البیهقی عن سلمانؓ انه ﷺ حین ضرب فی الخندق قال ۔

باسم الا له و به بدینا　　ولو عبدنا غیره شقینا

فحبذا ربا وحب دینا　　(۴۲۵)

ترجمہ:(خدا کی قسم! اگر اللہ کی ہدایت ورہنمائی ہمیں حاصل نہ ہوتی تو نہ ہی ہم صدقہ دے سکتے تھے اور نہ نماز پڑھ سکتے تھے۔)

ترجمہ:(پس اے اللہ! تو ہمارے قلوب کو اطمینان وسکون عطا فرما اور جنگ کے موقع پر ہمیں ثابت قدمی عطا فرما۔)

ترجمہ:(بلاشبہ کفار نے ہم پر ظلم ڈھایا ہے، جب کہ وہ فتنہ وفساد اور شر پھیلانا چاہتے ہیں لیکن ہم انہیں ایسا نہیں کرنے دیں گے۔)

حضور ﷺ ان اشعار کو بلند آواز سے پڑھتے ،خصوصاً لفظ ''اَبینـــــا'' کو زیادہ زور سے اور کھینچ کر پڑھتے تھے۔بیہقی نے سلمانؓ سے روایت کی کہ جب آپؐ نے کھدائی شروع کی تو آپؐ اس وقت یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

(پاک پروردگار کے نام سے اور اسی کے سہارے ہم کام کا آغاز کرتے ہیں اور اس رب تعالیٰ کے سوا ہم کسی کے سامنے سر نہیں جھکائیں گے اور اگر کسی کے آگے سر جھکائیں گے تو یہ ہماری شقاوت (سخت دلی) ہوگی)۔

(اے خوش بخت کہ وہ کتنا پاک پروردگار ہے اور اس کا دین کتنا بہترین دین ہے، پس ہم اپنے رب اور اپنے دین سے محبت رکھتے ہیں۔)

علامہ علی ابن برہان الدین الحلبی نے بھی ان اشعار کو ''سیرۃ حلبیہ'' میں نقل کیا ہے۔آپ نے پہلے شعر کے مصرع اول میں لفظ ''اللّٰھم'' اور دوسرے شعر کے مصرع ثانی میں لفظ ''ان'' کی جگہ ''اذ'' اور ''فحبذا'' کی جگہ ''یا حبذا'' درج کیا ہے اور تیسرا شعر آپ نے یوں لکھا ہے۔

والمشر کون قد بغوا علینا　　وان ارادو فتنه ابینا　　(۴۲۶)

ترجمہ:۔مشرکوں نے ہمارے خلاف سر اٹھایا (سرکشی وبغاوت) کی ہے، اگر انہوں نے فساد برپا کرنا چاہا تو ہم انہیں ایسا ہرگز نہیں کرنے دیں گے۔

علامہ حلبیؒ لکھتے ہیں:

وفی الامتا ع انہ ﷺ قال ما نقدم عنہ فی بناء المسجد ۔

ھذا الحمال لا حمال خیبر ھذا ابر ربناء و اطھر (۴۲۷)

ترجمہ:۔ علامہ حلبی کہتے ہیں، کتاب امتاع میں ہے کہ اس موقع پر حضور ﷺ نے وہ شعر پڑھا تھا جو مسجد نبویؐ کی تعمیر کے موقع پر آپؐ پڑھ رہے تھے۔ یعنی ۔

ترجمہ: یہ بوجھ خیبر کا بوجھ نہیں، یہ بوجھ اس سے کہیں زیادہ پاک اور بہتر ہے۔)

تعمیر مسجد نبویؐ کے وقت حضور ﷺ نے رجزیہ اشعار پڑھے اور سماعت فرمائے

رجز خوانی عربوں کی پرانی عادت تھی۔ رجزیہ اشعار عربی ادب کے مستقل شاہ کار ہیں۔ صحابہ کرام علیہم رضوان نے رجزیہ اشعار پڑھے، خود رسول اللہ ﷺ سے رجزیہ اشعار پڑھنا ثابت ہے۔ غزوۂ بدر، غزوۂ حنین، غزوۂ احد اور غزوۂ خندق کے موقع پر آپؐ سے رجزیہ اشعار پڑھنے اور سننے کا ثبوت ملتا ہے۔ احادیث کریمہ میں رجزیہ انداز میں آنحضرت ﷺ سے بعض اشعار کی ادائیگی منقول ہے۔ مسجد نبویؐ کی تعمیر کے حوالے سے درج ہے کہ جب صحابہ کرامؓ دوران کار رجزیہ اشعار پڑھتے تو آپؐ یہ شعر پڑھ کر ان کے رجز کا جواب دیتے ۔

اللّٰھم لاخیر الاّ خیر الآخرہ

فاغفر الانصار والمھاجرۃ (۴۲۸)

سیرت حلبیہ میں ہے:

وعند بنائہ عمل فیہ المسلمون المھاجرون والانصار و عمل فیہ رسول اللہ ﷺ بنفسہ لیرغب المسلمین فی العمل فیہ قال فقد جاء انہ ﷺ صاریتقل اللّبن ای فی ثیابہ و فی روایۃ فی ردائہ حتی اغبر صدرہ الشریف وصاریقول :

ھذا الحمال لا حمال خیبر ھذا ابر ربنا واطھر

وصاریقول ۔

اللّٰھم ان الاجرہ أجر الاخرۃ فارحم الانصار و المھاجرۃ

قال البلاذری وھذا القول لامرأۃ من الانصار وتمامہ

وعافھم من حرّ نار ساعرۃ فانھا لکافر و کافرۃ (۴۲۹)

ترجمہ:۔ تعمیر مسجد کے وقت، کام میں تمام مسلمان مہاجرین وانصار نے حصہ لیا یہاں تک کہ خود آنحضرت ﷺ نے بھی بہ نفس نفیس اور اپنے دست اقدس سے کام کیا تا کہ تمام مسلمانوں کو کام کی ترغیب اور محنت ومشقت کی عادت ہو۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ اپنے کپڑوں میں اینٹیں، پتھر بھر بھر کر ڈھوتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ اپنی چادر میں اینٹیں بھر کر

لا رہے تھے یہاں تک آپ کا چہرۂ انور غبار آلود ہو گیا۔اس وقت آپؐ یہ شعر پڑھ رہے تھے

ترجمہ:(یہ بوجھ خیبر کی کھجوروں کا بوجھ نہیں ہے بلکہ پروردگار کے یہاں یہی بوجھ سب سے زیادہ عمدہ اور بہتر ہے۔)

کبھی آپؐ یہ شعر پڑھتے تھے۔

ترجمہ(اے اللہ! اصل اور حقیقت میں جو کچھ اجر ہے وہ آخرت کا ہے،اس لیے تو انصار و مہاجرین پر رحمت فرما کہ وہ اسی اجر کی آس و امید کرتے ہیں)

علامہ بلاذری نے لکھا ہے کہ یہ شعر ایک انصاری عورت کا ہے،اس کا دوسرا شعر یا اس قطعہ کا آخری بند یہ ہے۔

(اور آپؐ مسلمانوں کو جہنم کی ہول ناک آگ سے بچایئے،کیوں کہ وہ آگ مشرکوں اور کافروں ہی کے لیے ہے۔)

علامہ حلبیؒ اس شعر کے حوالے سے مزید لکھتے ہیں کہ کتاب الامتاع میں اس شعر"فارحم الانصار و المهاجرة" کے بعد اس شعر کا اضافہ ہے۔

اللّٰهم العن عضلا و القاره هم كلفوني انقل الحجارة (۴۳۰)

ترجمہ:۔اے اللہ عضل و قارہ پر لعنت فرما کہ انہوں نے ہی مجھے پتھر ڈھونے پر مجبور کیا ہے۔

ایک روایت میں دوسرا مصرع یوں ہے۔

"كلفونا ننقل الحجارة " (۴۳۱)(یعنی انہوں نے ہمیں پتھر ڈھونے پر مجبور کر دیا) علامہ ابن حجرؒ کہتے ہیں،شاید یہ مصرع اس طرح تھا۔

"والعن الٰهی عضلا و القارة" (۴۳۲) مگر آنحضرت ﷺ نے اس شعر میں تبدیلی کر دی۔ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے دوسرے مصرعے کو اس طرح پڑھا۔

فارحم المهاجرين و الاناصرة" (۴۳۳) اور ایک روایت کے مطابق یوں پڑھا۔

"فانصر الانصار والمهاجرة" (۴۳۴) غرض آنحضرت ﷺ سے یہ کلمات سن کر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اس کے جواب میں یوں کہا۔

نحن الذين بايعو محمدا على الجهاد ما بقيناً ابدا (۴۳۵)

ترجمہ:۔ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد ﷺ کے ساتھ اپنی زندگیوں کا سودا کیا ہے اور آخری سانس تک جہاد کرنے کی بیعت کی ہے۔

سیرت ابن ہشام میں ہے کہ:

قال: فامر به رسول الله ﷺ ان يبنى مسجداً، ونزل رسول الله على ابى ايوب حتى بنى

مسجده ومساكنه فعمل فيه رسول اللهﷺ ليرغب المسلمين فى العمل فيه، فعمل فيه المهاجرون والانصار، ودابوا فيه، فقال قائل من المسلمين:

لئن قعدنا والنبى يعمل لذاک منا العمل المضلّل

وارتجز المسلمون وهم يبنعون، ويقولون:

لاعيش الّا عيش الأخرة اللّٰهم ارحم الانصار والمهاجرة

قال ابن هشام: هذا كلام، وليس رجز

قال ابن اسحق: فيقول رسول اللهﷺ:

لا عيش الّاعيش الآخرة اللّٰهم ارحم المهاجرين والانصار (۴۳۶)

ترجمہ:۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ مسجد بنائی جائے۔ مسجد اور آپؐ کے رہنے کی جگہیں بننے تک رسول اللہ ﷺ حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے پاس اقامت پزیر رہے۔ مسجد کی تعمیر میں رسول اللہﷺ نے (خود بنفس نفیس) کام کیا تا کہ مسلمانوں کو اس کی تعمیر میں رغبت پیدا ہو اور ان کا ذوق وشوق بڑھے۔ چنانچہ مہاجرین اور انصار دونوں نے اس میں کام کیا اور سخت محنت اٹھائی تو مسلمانوں میں سے ایک کہنے والے نے یہ کہا۔

(ایسی حالت میں جب کہ رسول کریم ﷺ کام میں لگے ہوئے ہیں اور ہم بیٹھے رہیں تو ہمارا یہ کام گم راہ کن ہوگا)۔

مسلمان تعمیر مسجد کا کام کرتے وقت یہ رجز پڑھتے جاتے تھے۔

(زندگی تو صرف آخرت ہی کی زندگی ہے، یا اللہ ہم انصار ومہاجرین پر اپنا رحم وکرم فرما)۔

ابن ہشام کا کہنا ہے کہ یہ کلام (نثر ہے) رجز نہیں۔ ابن اسحٰق نے کہا، پھر رسول اللہﷺ بھی فرماتے۔

(نہیں ہے عیش کی زندگی آخرت کی زندگی کے عیش کے سوا، اے اللہ تو مہاجرین وانصار پر رحم فرما)۔

مولانا یٰسین اختر مصاحی لکھتے ہیں:

انه لم يعرض شعراء قط كما جاء فى القرآن "وما علّمناه الشعر وما ينبغى له". لكنه كان ينشد ابياتاً حسناً كما ورد انه كان ينقل اللّبن مع اصحابه فى بناء المسجد الشريف بعد هجرة الىٰ المدينة المنورة ويقول ۔

هذا الحمال لا حمال خير هذا هذا البر عند ربنا واطهر

اللّٰهم ان الاجر اجر الآخرة فارحم الانصار و المهاجرة (۴۳۷)

ترجمہ:۔ حضور ﷺ نے کبھی شعر نہیں کہا۔ جیسا کہ قرآن پاک میں وارد ہے "وماعلّمناہ الشعر وماینبغی لہ" لیکن کبھی کبھار اچھے شعر پڑھتے، جیسا کہ بیان کیا گیا۔ آپؐ مدینہ منورہ ہجرت فرمانے کے بعد مسجد نبویؐ کی تعمیر کے وقت اپنے اصحاب کے ساتھ اینٹ ڈھو رہے تھے اور یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

ڈاکٹر سراج احمد اس ضمن میں لکھتے ہیں:

''اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرت ﷺ نے بعثت و ہجرت کے بعد مسجد نبویؐ کی تعمیر کے موقع پر مذکورہ بالا اشعار کہہ کر مسجد نبویؐ کی بنیاد اور تعمیر کے ساتھ ساتھ عربی میں نعت گوئی کی بھی بنیاد رکھی تو غیر مناسب نہ ہوگا۔ اس لیے کہ بعثت و ہجرت سے قبل آپؐ سے کسی طرح کے شعر پڑھنے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔'' (۴۳۸)

ایک مقام پر آپ لکھتے ہیں:

''عربی میں نعت گوئی کا چلن آپؐ کی بعثت کے بعد ہوا ہے، اس لیے کہ سرکار دو عالم ﷺ سے جن اشعار کا پڑھنا مسنون ہے وہ سب کے سب بعثت کے بعد کے ہیں نہ کہ بعثت سے قبل کے'' (۴۳۹)

ڈاکٹر صاحب کی اس تحریر سے درج ذیل باتیں سامنے آتی ہیں۔

۱۔ مسجد نبویؐ کی بنیاد شعر کہہ کر رکھی گئی۔

۲۔ عربی میں نعت گوئی کی بنیاد حضور ﷺ نے ڈالی۔

۳۔ عربی میں نعت گوئی کا چلن آپؐ کی بعثت کے بعد ہوا۔

جب کہ صورت حال یہ ہے کہ:

ا۔ مسجد نبویؐ کی بنیاد شعر پر یا شعر کہہ کر نہیں رکھی گئی بلکہ اس کی بنیاد تقویٰ کی بنیاد پر رکھی گئی، جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: **والمسجد اُسس علی التقویٰ**'' (ا) (مسجد کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے۔)

علامہ جلال الدین سیوطیؒ آیتِ کریمہ کی تشریح میں لکھتے ہیں: ''**قوله و هو مسجد قباء والاكثرون على انه هو مسجد المدينة**' (ب) (کہا گیا کہ اس سے مراد مسجد قباء ہے، جب کہ اکثر و بیش تر مفسرین وشارحین کا قول یہ ہے کہ اس سے مراد مسجد مدینہ (نبوی) ہے۔)

عبدالماجد دریابادی لکھتے ہیں: ''بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس سے مراد مسجد نبویؐ ہے، تو یہ ارشاد نبویؐ اس تفسیر قرآنی کے منافی ذرا بھی نہیں۔ مسجد قبا کا مداول ہونا تو یہ عبارت النص ہے اور مسجد نبویؐ کا مداول ہونا بدلالۃ النص ہے، یعنی جب صحابۂ متقین کے بانی ہونے سے مسجد قباء اتنی مقبول ٹھہری، تو مسجد نبویؐ کے بانی تو امام المتقین خود حضور سرور عالم ﷺ تھے، وہ ظاہر ہے کہ اس کی مصداق بدرجۂ اولیٰ ہوگی۔'' (ج)

ا۔ پارہ ۱۱، سورۃ التوبۃ، آیت ۱۰۸

ب۔ تفسیر جلالین۔ پارہ ۱۱، سورۃ التوبۃ، آیت ۱۰۸، ص ۱٦٦

ج۔ تفسیر ماجدی۔ پارہ ۱۱، سورۃ التوبۃ، آیت ۱۰۸، ص ۴۲۵ حاشیہ نمبر ۲۰۰

محمد عبدالمعبود لکھتے ہیں:

''ایک مرتبہ دو صحابہ کرامؓ کا اس بات پر باہم اختلاف ہوا کہ مذکورہ آیت میں جس مسجد کا ذکر ہے، وہ کون سی ہے؟ ان میں سے ایک قبیلہ خدری سے تعلق رکھتا تھا اور دوسرا بنی عمرو بن عوف سے تھا۔ خدری کا موقف تھا کہ اس سے مراد مسجد نبوی شریف ہے جب کہ بنی عمرو کا آدمی اسے مسجد قباء قرار دیتا تھا، چناں چہ دونوں اپنے نزاع کا فیصلہ کرانے حبیب کبریا، اشرف الانبیاء ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے دونوں کا بیان سن کر فرمایا: ''ھو ھذا، یعنی مسجدہٖ'' (د) (اس سے مراد مسجد نبویؐ ہے) جب کہ بخاری شریف میں ہجرت کے واقعہ کے ضمن میں مسجد قبا کی تعمیر کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے ''**واُسّس المسجد الذی اُسّس علی التقویٰ**'' (ہ)

ان روایات میں بظاہر تضاد نظر آتا ہے، لیکن امام عماد الدین ابن کثیر نے بڑی عمدگی کے ساتھ ان اشکال کو رفع فرما دیا ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں۔ ''ان دونوں روایات میں کوئی تضاد نہیں کیوں کہ جب مسجد قباء کی بنیاد تقویٰ پر ہونا یقینی ہے تو مسجد نبوی شریف اس سے کہیں زیادہ اس وصف سے متصف اور حق دار ہے۔'' (ی) یعنی مسجد نبوی کئی گنا زیادہ، بدرجہ اولیٰ و اعلیٰ اس بات کی اہل و حق دار ہے۔

یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ اگر مسجد کی بنیاد شعر پڑھ کر رکھی جاتی یا شعر پر (بنیت) رکھی جاتی ہے تو یہ آیت کریمہ ''المسجد اُسّس علی التقویٰ'' کبھی نازل نہ ہوتی، بلکہ اس کے الفاظ یوں ہوتے ''المسجد اُسّس علی الشعر'' کیوں کہ جب مسجد قباء کی تعمیر ہو رہی تھی تو اس وقت بھی عبداللہ بن رواحہؓ شعر پڑھ رہے تھے اور آپؐ اسے دہرا رہے تھے (جسے ڈاکٹر سراج احمد نے شعر گوئی لکھا ہے) جیسا کہ تاریخ مدینۃ المنورہ میں ہے: ''شاعر اسلام سیدنا عبداللہ بن رواحہ بھی دیگر حضرات کے ساتھ اس کار خیر میں شریک تھے۔ جس طرح مزدور لوگ تھکن مٹانے کے لیے کچھ گنگنایا کرتے ہیں، اسی طرح عبداللہ بن رواحہؓ دوران کام اشعار پڑھنے میں مصروف رہتے، جن کے بعض اشعار حسب ذیل ہیں ؎

افلم من یعابح المساجد	ترجمہ:۔ مسجد تعمیر کرنے والا کامیاب ہے، جو اٹھتے بیٹھتے
ویقرء القرآن قائماً وقاعداً	قرآن بڑھتا ہے اور رات عبادت میں جاگ کر گزارتا
ولا یبیت اللّیل عنہ واقدا	ہے۔

د۔ تاریخ مدینۃ المنورہ۔ محمد عبدالمعبود، ص ۲۷۰، بحوالہ ترمذی شریف، ج ۲:۱۴۱۔ صحیح مسلم شریف، ج ۱: ۴۴۷

ہ۔ حوالۂ مذکور ایضاً بحوالہ صحیح بخاری شریف، ج ۱: ۵۵۵

ی۔ حوالۂ مذکور ایضاً بحوالہ تفسیر ابن کثیر، ج ۲: ۳۸۹

''اس خوش کن اور دل فریب ردیف کے ہر ہر قافیہ کے ساتھ حضور اقدس ﷺ بھی آواز ملاتے جاتے تھے۔''(۱)

۲۔عربی نعت گوئی کی بنیاد حضور ﷺ نے ڈالی، گویا آپؐ نعت گو (نعت کہنے اور لکھنے والے) ''شاعر'' تھے۔ (نعوذ باللہ) لفظ نعت گو کا اطلاق مستقل نعت کہنے اور نعتیہ اشعار لکھنے والے پر ہوتا ہے، جو اپنا اوڑھنا بچھونا نعت گوئی کو بنالے، ہمہ وقت اسی میں مستغرق رہے، اسے نعت گو (شاعر) کہا جاتا ہے۔ اسی طرح غزل گو، ہجو گو، مرثیہ گو، ہزل گو ہوتے ہیں جو اسی سوچ وفکر، اشعار کی بُنت جوڑ میں مصروف و مشغول رہتے ہیں اور شاعر کہے جاتے ہیں، جب کہ نعت یا نعتیہ اشعار پڑھنے والے کو نعت خواں کہتے ہیں اور نعت خوانی اس کا مشتقل عمل ہوتا ہے، جس پر وہ کاربند رہتا ہے۔ نعت گو، نعت خواں بھی ہوسکتا ہے اور نعت خواں، نعت گو بھی، لیکن کبھی کبھار کوئی ایک مصرع یا شعر کہنے یا پڑھنے والا نہ تو نعت گو کہلاتا ہے اور نہ ہی نعت خواں، لہٰذا آپؐ نہ تو نعت گو تھے اور نہ ہی نعت خواں۔

محمد عبدالمعبود، تاریخ مدینۃ المنورہ میں لکھتے ہیں:

''صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بڑے وقار، انہماک، ولولہ اور جذبہ کے ساتھ اینٹیں لانے میں مصروف تھے اور سرور کون ومکاں، سلطان زمین وزماں، شہنشاہ ارض وسماں ﷺ بھی ان کے ساتھ شانہ بشانہ کام میں مصروف تھے۔ صحابۂ کرامؓ اپنے دلی جذبات کا اظہار مختلف اشعار سے کررہے تھے اور محسن کائنات ﷺ ان کی آواز سے آواز ملا کر دادِ تحسین دیتے۔(۴۴۰)

حضور ﷺ کی ذات بابرکات کے حوالے سے جہاں جہاں بھی یہ بات درج ہے کہ آپؐ نے شعر پڑھا یا کوئی مصرع، تو وہیں یہ بات بھی صراحت و وضاحت کے ساتھ موجود ہے کہ وہ شعر یا مصرع فلاں شاعر یا شاعرہ کا تھا، جسے آپؐ نے دہرایا۔ راقم نے اپنے اس مقالے میں کئی مقامات پر اس بات کا ذکر کیا ہے۔

۳۔ڈاکٹر موصوف نے تیسری بات یہ لکھی ہے کہ ''عربی میں نعت گوئی کا چلن آپؐ کی بعثت کے بعد ہوا'' یعنی آپؐ کو جب رسالت سے سرفراز کیا گیا، گویا اس سے قبل نعتیہ شاعری کا وجود نہیں تھا، لیکن جب آپؐ کی عمر عزیز چالیس برس کی ہوئی اور آپؐ پر پہلی وحی نازل ہوئی تو پھر نعتیہ شاعری (نعت گوئی وجود میں آئی)۔ ڈاکٹر صاحب اپنے خیال کی تائید ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ ''اس لیے کہ سرکار دو عالم ﷺ سے جن اشعار کا پڑھنا مسنون ہے وہ سب کے سب بعثت کے بعد کے ہیں نہ کہ بعثت سے قبل کے۔'' اگر ڈاکٹر صاحب کی رائے کو ملحوظ خاطر رکھا جائے تو نعت گوئی کا وقت (زمانہ) ہی نہیں بلکہ موضوع بھی نہایت محدود ہوجائے گا،

۱۔تاریخ مدینۃ المنورہ، ص ۲۷۴، بحوالہ کنزالعمال، ج ۴:۱۴۱

کیوں کہ آپؐ کا بعثت سے قبل اشعار کا نہ پڑھنا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ آپؐ کی بعثت سے قبل نعت گوئی (نعتیہ شاعری) کا وجود نہ تھا۔ ڈاکٹر صاحب کے بقول اگر صرف عربی نعتیہ شاعری (عربی میں نعت گوئی کے چلن) کی بات کی جائے تو یمن وحضر موت کے بادشاہ ابا کرب الشہیر بہ تبع الثانی نے آپؐ کی ولادت سے ایک ہزار سال قبل آپؐ کی نعت مبارکہ کہی۔ ''و خرج تبع من یثرب فمات بالهند و من موته الیٰ مولد النبیؐ الف سنة'' (۴۴۱) اسی طرح آپؐ کی والدہ ماجدہ نے اپنے انتقال سے قبل آپؐ کی نعت کہی، اس وقت آپؐ کی عمر شریف محض پانچ برس تھی۔ ''شهدت آمنة ام رسولٍ فی علتها التی فیها محمد غلام یقع له خمس سنین'' (۴۴۲)

نعت گوئی کا تعلق آپؐ کی بعثت سے نہیں بلکہ آپؐ کی ذات مبارکہ، آپؐ کی تخلیق سے جڑتا ہے اور آپؐ کی تخلیق کے بارے میں کتب احادیث میں درج ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدمؑ ابھی آب وگل (پانی و مٹی) کے مابین بشکل کیچڑ (گارہ) کے تھے۔ اسی بنیاد پر شعرائے کرام نے آپؐ کی بعثت ہی نہیں بلکہ ولادت سے قبل بھی آپؐ کی شان میں نعوت کے ہدایہ و نذرانے پیش کیے ہیں، جیسے آپؐ کے ساتویں پشت کے دادا کعب بن لوئی، جنہوں نے آپؐ کی ولادت سے پانچ سو ساٹھ سال قبل آپؐ کی نعت بیان فرمائی۔ اسی طرح اوس بن حارثہ کی نعت، عسکلان الحمیری کی نعت وغیرہ۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے تو الخصائص الکبریٰ میں باقاعدہ اس عنوان کے تحت ایک باب باندھا ہے ''بعثت نبوی سے قبل کی خبریں بذریعہ احبار و رہبان و کہان'' (۱) جن میں ان کی پیشن گوئیاں اور نعوت موجود ہیں، اسی طرح اجنہ کی نعتیہ شاعری کو بھی، جو آپؐ کی ولادت و بعثت سے قبل و مابعد کے موضوعات سے تعلق رکھتی ہیں، عربی نعتیہ ادب میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔ اس طرح کی کچھ چیزیں راقم نے اپنے اس مقالے میں جمع کی ہیں جس سے نعتیہ ادب کا ذوق رکھنے والے طلباء استفادہ کریں گے۔

غزوۂ خندق کے موقع پر حضور ﷺ نے رجزیہ اشعار پڑھے

انصار و مہاجرین آپؐ کے جاں نثار تھے۔ انہوں نے آپؐ کی ہر معاملے میں خصوصاً عسکری اور دفاعی، جنگ اور لڑائی کے مواقع پر آپ کا قدم قدم پر ساتھ نبھایا اور جانوں کے نذرانے پیش کیے۔ یہی وجہ ہے کہ جب خندق کھودتے کھودتے بھوک و پیاس اور تھکن کے سبب یہ لوگ نڈھال ہو گئے تو آپؐ نے ان کی حوصلہ افزائی فرمائی اور ان کی ہمت بندھائی کے لیے یہ اشعار دہرائے کہ جس میں ان جاں نثاروں کی بخشش و عنایت اور کرم

۱۔ باب اخبار الاحبار والرهبان به قبل مبعثة، ص ۳۱ تا ۵۱

وآخرت کی بھلائی کے لیے دعا مانگی گئی ہے۔صاحب بدایہ لکھتے ہیں کہ جب حضورؐ نے خندق کی کھدائی کے لئے کدال اٹھائی اور پہلی مرتبہ گیتی زمین پر ماری تو آپؐ کی زبانِ اقدس پر یہ رجز ماری تھا۔

بسم الله و به هدينا ولو عبدنا غيرها شقينا

يا جندا رب وحب دنيا (۴۴۳)

اکثر روایات میں وہ اشعار جو مسجد نبویؐ کی تعمیر کے وقت صحابہ کرام نے پڑھے یا رسول کریم ﷺ نے دہرائے، انہی اشعار کو الفاظ کے معمولی تغیر وتبدل کے ساتھ غزوۂ خندق کی مناسبت سے بھی نقل کیا گیا ہے۔

سید احمد زینی دحلان مکی حاشیۂ سیرۃ حلبیہ بحوالہ بخاری لکھتے ہیں:

وفى البخارى عن سهل بن سعد الساعديؓ قال كنّامع النبى ﷺ فى الخندق و نحن ننقل التراب على اكتادنا فقال ﷺ۔

اللّٰهم لا عيش الاّ عيش الأخرة

فاكرم الانصار و المهاجرة

وهو من كلام ابن رواحةؓ واصله۔

"لاهمّ ان العيش عيش الآخرة"

فنطق به النّبى ﷺ اللّٰهم لا عيش......

لانه يعسر عليه النطق بالشعر وان كان من قول غيره. (۴۴۴)

آپ نے اس حدیث کو حضرت انسؓ سے بھی روایت کیا ہے۔(۴۴۵)۔اس روایت کو امام بخری نے بھی روایت کیا ہے۔(۴۴۶)

ترجمہ: بخاری شریف میں حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ سے روایت کہ حضور ﷺ نے مٹی ڈھونے کے دوران یہ شعر پڑھا۔

(اے اللہ آخرت کی) زندگی اصل زندگی ہے، پس تو مہاجرین وانصار پر اپنا کرم فرما۔)

یہ ابن رواحہؓ کا کلام ہے جو اصل میں اس طرح ہے "لاھمّ"......

لیکن اسے حضور ﷺ نے "اللّٰھم" پڑھا، کیوں کہ آپؐ شعر کو وزن سے ہٹا کر پڑھا کرتے تھے۔

صاحب سیرت حلبیہ لکھتے ہیں:

ولـمـا رأى رسـول الـلّٰهﷺ مابا صحابه من النصب والجوع قال متمثلاً بقول ابن رواحةؓ ۔

اللّٰھم لا عیش الاّ عیش الآخرة   فارحم الانصار والمھاجرة

قیل و انما قال ابن رواحة، "لاھمّ ان العیش" من غیر الف ولا فقد غیرہ ﷺ علی ماھو عادتہ کما تقدم.(۴۴۷)

ترجمہ:۔خندق کھودنے کے دوران جب صحابہ کرامؓ بھوک اور تکان سے سخت پریشان ہوئے اور حضور ﷺ نے ان کی یہ حالت ملاحظہ فرمائی تو آپؐ کے صحابہ کرامؓ بھوک ومحنت سے بے حال ہیں تو آپؐ نے حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کا یہ شعر بطور مثال پڑھا۔

(اے اللہ عیش وآرام کی زندگی اگر ہے تو صرف آخرت کی ہے، پس تو انصاریوں اور مہاجروں کو اپنی رحمت سے نواز دے)

ایک قول یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے اس شعر میں "اللّٰھم" کے بجائے بغیر الف ولام "لاھمّ" کہا تھا، مگر جیسا کہ آنحضرت ﷺ کی عادت تھی (کہ آپ شعر کو اس کی اصلی حالت (وزن و ردیف وقافیہ) کے ساتھ نہیں پڑھتے تھے) آپؐ نے اس شعر کو بھی تبدیل کر کے اور وزن سے گرا کر پڑھا۔

حضرت انسؓ کی روایت میں ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو خندق کھودتے دیکھا تو آپؐ نے فرمایا:

اللّٰھم ان العیش عیش الآخرة   فاغفر الانصار و المھاجرة (۴۴۸)

ترجمہ:۔اے اللہ اصل عیش زندگی کا آخرت میں ہے، پس تو انصار ومہاجرین کی مغفرت وبخشش فرمادے۔

جب صحابہ کرامؓ نے آپؐ کی زبان مبارک سے یہ رجز سنا تو اس کے جواب میں یہ اشعار فرمایا:

وقال المھاجرون و الانصار محبّین النبی ﷺ ۔

نحن الذین بایعوا محمدا   علی الجھاد ما یقیناً ابدا (۴۴۹)

ترجمہ:۔ہم وہ لوگ ہیں جنھوں نے محمد ﷺ کے ساتھ اپنی زندگیوں کا سودا کیا ہے اور ہم نے آخری دم تک آپؐ کے ساتھ جہاد (جنگ) کرنے کی بیعت کی ہے۔

ایک دوسری روایت میں شعر کی ترتیب یوں ہے ۔

اللّٰھم انہ لا خیر الاخیر الأخرة   فبارک فی الانصار و المھاجرة (۴۵۰)

ترجمہ:۔اے اللہ خیر اور بھلائی اگر ہے تو صرف آخرت ہی کی ہے، پس تو انصاریوں اور مہاجروں پر اپنی برکتیں نازل فرما۔

ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں:

اللّٰھم لا عیش الاّ عیش الآخرہ   فاکرم الانصار و المھاجرة (۴۵۱)

ایک روایت میں 'فاکرم' کے بجائے 'فاصلح' (۴۵۲) اور دوسری میں "فاغفر المھاجرین و الانصار" (۴۵۳) کے الفاظ مروی ہیں۔یہی روایت حضرت حمید اور حضرت انس علیہم الرضوان سے البخاری، المجلد الثانی، کتاب المغازی، باب غزوۂ خندق، ص ۵۸۸ پر بھی منقول ہے۔صحیح بخاری کے علاوہ بھی یہ روایت

متعدد کتب حدیث میں موجود ہے۔(۴۵۴)

علامہ حلبی لکھتے ہیں کہ ایک روایت میں یہ شعر اس طرح ہے ؎

اللّٰھم لاخیر الّا خیر الآخرۃ فارحم المھاجرین والاناصرۃ (۴۵۵)

ترجمہ:۔اے اللہ آخرت کی بھلائی اور خیر کے سوا کوئی خیر نہیں ہے، پس تو مہاجرین اور انصاریوں پر اپنی رحمت فرما۔

اس شعر کے بارے میں ابن شھاب زہریؒ کہتے ہیں:

آنحضرت ﷺ نے اس شعر کو اس طرح پڑھا کہ پہلا مصرع "اللّٰھم لاخیر" اور دوسرا مصرع "فارحم المھاجرین والانصار" اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کبھی مثال کے لیے شعر پڑھتے تو اس کو شعری وزن پر باقی نہیں رکھتے تھے، چناں چہ یہاں دوسرا مصرع بالکل وزن سے ہٹا ہوا ہے، مگر خود پہلا مصرع بھی وزن سے گرا ہوا ہے، کیوں کہ اگر "اللّٰھم" میں سے الف لام نکال کر اس کو "لاھمّ" پڑھا جائے تب شعر کا وزن درست ہوگا، اسی طرح "فَارحَم" کے بجائے "فَارِحَمَ" کہا جائے۔(۴۵۶)

صاحب مظہر حق نے حضرت انسؓ سے روایت کردہ اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

وعن انس قال جعل المھاجرون والانصار یحفرون الخندق و ینقلون التراب وھم یقولون ؎

نحن الذین بایعو محمدا علی الجھاد ما بقینا ابدا

یقول النبی ﷺ وھو یجیبھم ؎

اللّٰھم لا عیش الّا عیش الأخرۃ فاغفر الانصار والمھاجرۃ

متفق علیه. (۴۵۷)

ترجمہ:۔اور حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ جب (غزوۂ احزاب کے موقع پر) مہاجرینؓ و انصارؓ نے خندق کھودنا اور مٹی کو اٹھا اٹھا کر پھینکنا شروع کیا تو وہ (اس دوران) یہ رجز پڑھتے جاتے تھے ؎

ترجمہ: (ہم وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنی زندگی کی آخری سانس تک جہاد کرتے رہنے کے لیے محمد ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔)

اور رسول کریم ﷺ ان کے اس رجز کے جواب میں یہ (دعا) فرماتے جاتے تھے ؎

(اے اللہ! زندگی تو بس آخرت کی زندگی ہے، تو انصار و مہاجرین کو معاف فرما، ان کی مغفرت فرما، ان کو بخش دے۔) (بخاری و مسلم)

نواب قطب الدین دہلوی اس حدیث کریمہ کی تشریح میں لکھتے ہیں:

آنحضرت ﷺ گویا ان دعائیہ الفاظ کے ذریعے صحابہؓ کو تسلی دیتے تھے کہ تمہیں اس موقع پر محنت و

مشقت برداشت کرنا پڑ رہی ہے اور تم جن سخت حالات سے دوچار ہوان پر صبر کرو کہ اللہ تعالیٰ کا انعام تمہارے لیے مقدر ہے اور اس دنیا میں تمہیں راحت و سکون ملے یا نہ ملے لیکن آخرت کی زندگی میں تمہیں اپنی اس محنت و مشقت کے عوض بے شمار انعامات ملیں گے۔ نیز اصل انعامات، آخرت ہی کے ہیں بایں طور کہ زندگی بس آخرت ہی کی زندگی ہے جو ہمیشہ باقی رہنے والی ہے جب کہ اس دنیا کی کیا راحت و کیا مصیبت سب کو آخرکار معدوم ہو جانا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: **وما الحیوٰۃ الدنیا الّا متاع الغرور . (۴۵۸)**

شمع رسالت کے پروانے، حضور ﷺ کے صحابۂ کرامؓ سنتِ نبویؐ پر پیرا ہو کر اپنی عقیدتوں کے نذرانے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں پیش کرتے رہے، حتیٰ کہ جنگ خندق کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے اس شجر طوبیٰ کی آبیاری کی اور اپنی زبان سے نعتیہ اشعار پڑھ کر صحابہ کرامؓ کو بھی طلب پر اکسایا، ان کی ہمت بندھائی اور ان کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

غزوۂ احد کے موقع پر آپ کا رجزیہ اشعار پڑھنا:

علامہ حلبی کہتے ہیں:

حضور ﷺ غزوۂ بدر کے مقتولین کے درمیان گھوم رہے تھے اور یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

نفلق ھاما من رجال اعزۃ

علینا وھم کانوا الحق والاما (۴۵۹)

ترجمہ:۔ اور ہم آج ان لوگوں کی کھوپڑیاں توڑتے ہیں جو کبھی ہمارے لیے معزز تھے۔ یہ لوگ بڑے نافرمان اور رشتہ داروں کے حقوق سے غفلت برتنے والے لوگ تھے۔

مسجد میں نعتیہ شعر پڑھنا جائز ہے:

مساجد کو دین اسلام میں خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ یہ صرف مسلمانوں کی جائے عبادت ہی نہیں ہے، بلکہ عہد نبوی ﷺ سے خلفائے راشدینؓ اور پھر ادوار صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، تابعین و تبع تابعین کے دور میں بھی یہ سماجی، سیاسی، معاشی، عسکری و عائلی معاملات و مسائل کے حل، مصالحت و مشاورت کے مراکز اور ملکی و غیر ملکی فیصلوں، عدالتی انصاف، دستوری معاملات (قضاۃ)، نفاذ اسلام اور شرعی قوانین کی تشریح و تعبیر کے مرکز کے طور پر استعمال ہوتی رہی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ علم و ادب کی ترویج و اشاعت میں بھی مساجد کا بنیادی کردار ہے۔ تعلیم و تعلم کا رشتہ مسجد کی بنیاد سے استوار ہے۔ عہدِ نبوی ﷺ میں مسجد نبوی کو 'جامعہ' کا درجہ حاصل تھا اور علوم کی ترویج میں اس مسجد کا بنیادی کردار رہا ہے۔ علوم قرآن و احادیث و فقہ اور ادب کی ترویج کا سب سے بڑا ذریعہ مساجد ہی رہی ہیں۔

علوم دینیہ کی ترویج و اشاعت میں مساجد کو خصوصی اہمیت حاصل رہی ہے اور عہدِ نبوی ﷺ میں مسجد نبویؐ اس کا سب سے بڑا مرکز تھی۔ یہ محافل دینیہ خصوصاً محافل نعت ومیلاد، وعظ ونصیحت کا مرکز رہی ہیں۔ مسجد نبویؐ میں محافل نعوت کا انعقاد آپؐ کی سرپرستی میں ہوتا تھا۔ آپؐ خود اس کا انتظام فرماتے اور شعراء کو دعوتِ کلام دیتے تھے۔ آپؐ بہ نفس نفیس محافل نعوت میں شرکت فرماتے، جس میں آپؐ کے مفاخر پڑھے جاتے، محاسن بیان کیے جاتے اور شمائل وخصائل کو بطور مضمون باندھا جاتا تھا۔ جس طرح مسجد نبویؐ عالم اسلام کا مرکز عقیدت ومؤدّت ہے، بعینہٖ نعت گوئی بھی حبّ نبویؐ میں تڑپنے والے عاشقین و عارفین کے لیے مداوا ہے۔

مسجد نبویؐ کی تعمیر کے وقت صحابہ کرام علیہم الرضوان نے جو اشعار پڑھے اور حضور نبی کریم ﷺ نے سماعت فرمائے، اور پھر آپؐ نے وہ اشعار اپنی زبان مبارک سے دہرائے۔ آپؐ اور صحابۂ کرامؓ کا یہ عمل رجزیہ ونعتیہ اشعار پڑھنے کے جواز پر دلیل ہے۔ یہ عمل بیرون مسجد بھی ہوا اور اندرون مسجد بھی، یعنی تعمیر مسجد کے بعد آپؐ نے اپنی سرپرستی ونگرانی میں محافل نعوت کا انعقاد فرمایا، جیسا کہ احادیث کریمہ میں مذکور ہے۔

محافل نعوت ودرود میلاد کے انعقاد کا سلسلہ مساجد میں آج بھی جاری وساری ہے، کیوں کہ مساجد میں نعت خوانی کرنا یا محفل نعت منعقد کرنا، محافل حمد ومدح سجانا، نعت خواں کی عزت افزائی کرنا سنّت رسول کریم ﷺ اور سنّتِ صحابہ کرامؓ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت حسانؓ نے مسجد نبویؐ میں آپؐ کے مفاخر پڑھے اور آپؐ نے نہ صرف یہ کہ ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی بلکہ انہیں سید الملائکہ کی تائید بھی عطا فرمائی۔ عہدِ نبوی ﷺ میں نعتیہ اشعار کی ترویج واشاعت کا مضبوط ترین مرکز مساجد ہی تھیں۔ یہ حدیث کریمہ اس بات پر دال ہے۔

عن الزهری عن سعيد قال مرّ عمر بحسّان وهو ينشد فی المسجد فلحظ اليه فقال كنت انشد و فيه من هو خير منك.(۴٦۰)

ترجمہ:۔ امام زہریؒ سے روایت ہے کہ حضرت سعید بن مسیّبؓ نے فرمایا: حضرت عمرؓ ایک مرتبہ حضرت حسّان بن ثابتؓ کے پاس سے گزرے جب کہ وہ مسجد میں شعر پڑھ رہے تھے۔ یہ ان کی طرف متوجہ ہوئے تو انہوں نے کہا کہ میں اس (مسجد) میں ان کے سامنے بھی پڑھتا تھا جو آپ سے بہتر تھے۔

ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے:

عن الزهریؒ عن سعيد ابن المسيّبؓ عن ابی هريرةؓ بمعناه زاده فخشی ان يرميه برسول الله ﷺ فاجازة.(۴٦۱)

ترجمہ:۔ امام زہریؒ سے روایت ہے کہ حضرت سعید بن میسّبؓ نے حضرت ابوہریرہؓ سے اسے معناً روایت

کیا ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ پس وہ ڈرے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا حوالہ دیں گے، اس لیے انہوں نے اجازت دے دی۔

مسجد میں نعتیہ اشعار پڑھنے پر ایک دلیل مستحکم یہ حدیث کریمہ بھی ہے۔

عن عروة عن عائشةؓ قالت کان رسول اللّٰه ﷺ یضع لحسّان منبراً فی المسجد فیقوم علیه یهجو من قال فی رسول اللّٰه ﷺ فقال رسول اللّٰه ﷺ ان روح القدس مع حسّان ما نافح عن رسول اللّٰه ﷺ. (۴۶۲)

ترجمہ:۔ عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ حضرت حسانؓ کے لیے مسجد میں منبر رکھواتے تو وہ اس پر کھڑے ہوکر ان کی ہجو کرتے، جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی توہین کی ہوتی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک روح القدسؑ بھی حسان کے ساتھ ہیں جب تک وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے لڑتے رہیں گے۔ (دشمنان رسول ﷺ کی ہجو کرتے رہیں گے)۔

درج ذیل احادیث کریمہ بھی مسجد نبویؐ میں اشعار پڑھنے پر دال ہیں۔

عن عائشة رضی اللّٰه تعالیٰ عنها قالت کان النبی ﷺ یضع لحسّان منبراً فی المسجد یقوم علیه قائماً یفاخر عن رسول اللّٰه ﷺ اوینا فح عن رسول اللّٰه ﷺ ویقول رسول اللّٰه ﷺ ان اللّٰه یؤیّد حسّان روح القدس مایفاخر اوینا فح عن رسول اللّٰه ﷺ. (۴۶۳)

ترجمہ:۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ، حضرت حسّان کے لیے مسجد میں منبر آراستہ کرواتے اور حضرت حسانؓ اس پر کھڑے ہوکر حضور ﷺ کے مفاخر و محاسن بیان فرماتے اور دشمنوں کی ہجو کرتے۔ حضور ﷺ آپ کے لیے دعا فرماتے کہ بے شک اللہ تعالیٰ حسان کی مدد ونصرت روح القدسؑ کے ذریعے فرماتا ہے، جب تک وہ میرے مفاخر ومحاسن اور دشمنان اسلام کی ہجو بیان کرتے ہیں۔

امام نوویؒ شارح مسلم نے حضرت حسانؓ کے مسجد میں شعر پڑھنے کے بارے میں حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی شرح میں فرمایا:

فیه جواز انشاد الشعر فی المسجد اذا کان مباحاً و استحبابه اذا کان فی سمادح الاسلام واهله او فی هجاء الکفّار والتحریض علی قتالهم اوتحقیرهم و نحو ذلک. (۴۶۴)

پھر آپ ہجو کفار کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فکان مندوبا لذٰلک مع مافیه من کف اذاهم و بیان نقصهم والانتصار لهجائهم

المسلمين. (۴۶۵)

ڈاکٹر اسحٰق قریشی لکھتے ہیں:

''ہجو کفار تقابلی سیاست میں ایک ضرورت کے طور پر اپنی اہمیت منوالیتی ہے کیوں کہ مد مقابل کا ہر حربہ ناکام کرنا جنگ میں اپنے دفاع کی خاطر ضروری ہوجاتا ہے۔ اسی لیے تو آنحضرت ﷺ نے اس کی ترغیب دی اور شعر کو بطور دفاع استعمال کرنے پر تحسین فرمائی۔ (۴۶۶)

کتاب العمدۃ میں حضرت عائشہؓ سے یہ حدیث کریمہ مروی ہے۔

عن عائشة رضى الله تعالىٰ عنها ان النبى ﷺ بنى لحسّان بن ثابتؓ فى المسجد منبراً ينشد عليه الشعر. (۴۶۷)

ایک اور حدیث کریمہ میں ہے۔

عن سعيد بن مسيّبؓ قال مرّ عمرؓ فى المسجد و حسّان ينشد فقال كنت انشد فيه وفيه من هو خير منك ثم التفت الىٰ ابى هريرةؓ فقال انشدك الله اسمعت رسول الله ﷺ يقول اجب عنّى اللّٰهم ايّده بروح القدس قال نعم. (۴۶۸)

مولوی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں:

روى عن ابن عباس انه كان ينشد الشعر فى المسجد ويستنشد فروى انه دعا عمرو بن ربيعة فاستنشده القصيدة اولها ۔

ترجمہ: روایت میں آیا ہے کہ حضرت ابن حسانؓ مسجد کے اندر خود بھی شعر پڑھتے تھے اور شعر پڑھواتے تھے (گویا سنتے تھے اور سناتے تھے) ایک بار عمرو بن ربیعہ کو طلب فرما کر اس سے اس کا ایک قصیدہ سنا، جس کا پہلا شعر یہ تھا ۔

امـــن آل انـــت غـــادو مبـــكـــر
غـــلـــة غـــدام رائـــح فـــمهـــجـــر

فانشده ابن ربيعة القصيده الىٰ اخرها وهى قريب من سبعين بيتاً ثم ان ابن عباس اعادة القصيده جميعاً و كان يحفظها بمرّة واحدة. (۴۶۹)

ابن ربیعہ نے آپ کو پورا قصیدہ آخر تک سنا دیا جو تقریباً ستر اشعار پر مشتمل تھا۔ قصیدہ سننے کے بعد حضرت عباسؓ نے اسے دوبارہ پلٹ کر پورا قصیدہ سنا دیا، کیوں کہ آپ کا حافظہ اتنا مضبوط تھا کہ پورا قصیدہ ایک بار سن کر یاد کرلیا کرتے تھے۔ (یہ خوبی آپ کو حضور ﷺ کی طرف سے عطا کردہ تھی) ایک نشست میں اس قدر

طویل قصیدہ سننا، اشعار میں آپ کی دل چسپی اور ذوق کا بھی مظہر ہے۔

ایک حدیث کریمہ میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حرم شریف (خانہ کعبہ) میں اشعار سماعت فرمائے اور شاعر کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ:

عن انسؓ انّ النّبی ﷺ دخل مکة فی عمرة القضآء و عبداللّٰہ بن رواحة بین یدیه یمشی وهو یقول ۔

خلّو بنی الکفّار عن سبیله

الیوم نضربکم علیٰ تنزیله

ضرباً یزیل الهام عن مقیله

ویذهل الخیل عن خلیله

فقال له عمر یا ابن رواحة بین یدیه رسول اللّٰه ﷺ وفی حرم اللّٰه تقول الشعر، فقالوا رسول اللّٰه ﷺ خلّ عنه یا عمرؓ فلهی اسرع فیهم من نضح النّبل.(۴۷۰)

ترجمہ:۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ عمرۂ قضاء کے موقع پر نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو حضرت عبداللہ ابن رواحہؓ آپؐ کے سامنے چل رہے تھے اور یہ اشعار ان کی زبان پر جاری تھے۔

(اے اولادِ کفار حضور ﷺ کا راستہ چھوڑ دو۔ آج کے دن ہم تمہیں قرآن کے حکم کے مطابق مار ماریں گے۔ ایسی مار، جو تمہاری کھوپڑی کو اپنی جگہ سے دور کردے گی اور دوست کو دوست سے جدا کردے گی۔)

حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا۔ اے ابو رواحہؓ! تم رسول اللہ ﷺ کے سامنے اور حرم شریف میں شعر کہتے ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا۔ اے عمر! اسے چھوڑ دو۔ یہ شعر ان کفار پر تیر سے بھی زیادہ سخت اور شدید ہیں۔(۱)

عہدِ نبوی ﷺ ہی میں صحابہ کرامؓ سے بھی یہ ثابت ہے کہ انہوں نے درحرم، صحن حرم اور حرم کے مختلف حصوں میں شعر پڑھے۔ شعر سماعت فرمائے اور شعر سنے اور سنائے۔ علامہ سیوطیؒ نے 'الاتقان فی علوم القرآن' میں

(۱) بعض روایات میں عبداللہ بن رواحہؓ کی بجائے کعب بن مالکؓ کا شعر پڑھنا مذکور ہے اور اسے زیادہ قرین صداقت کہا جاتا ہے، کیوں کہ عبداللہ بن رواحہؓ جنگ موتہ میں شہید ہو چکے تھے۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۵۳۳۔ جامع الترمذی، ماجاء فی انشاد الشعر ، الجلد الثانی، ص ۱۳۶) اور عمرۃ القضاء بعد کا واقعہ ہے۔ (جامع الترمذی، الجلد الثانی، باب ماجاء فی انشاد الشعر ، ص ۱۳۶) یہ تعقیب خلاف واقعہ ہے۔ عمرۃ القضاء ذی قعدہ (۷ھ) میں ہوا۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، ص ۵۲۹)، جب کہ موتہ جمادی الاولیٰ ۸ھ کا واقعہ ہے۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، ص ۵۰۳)، اس لیے عمرۃ القضاء میں عبداللہ بن رواحہؓ کی موجودگی عین قرین قیاس ہے۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، ص ۵۳۳)

حضرت ابن عباسؓ کے حوالے سے ایک طویل واقعہ تحریر کیا ہے۔ اسی طرح حضورﷺ کا واقعہ کہ آپؐ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ در بنی شیبہ کے ساتھ کھڑے تھے کہ ایک شاعر نے شعر پڑھا۔

جو روایات مسجد میں اشعار پڑھنے کے خلاف وارد ہیں، اس میں یہ بات مشروط ہے کہ مسجد میں ایسے اشعار پڑھنے سے گریز کیا جائے جن میں کذب بیانی، فحش گوئی اور لادینیت کی طرف رغبت دی گئی ہو یا فسق و فجور، غیر اخلاقی اور عامیانہ و سوقیانہ گفتگو کی گئی ہو۔ ایسے اشعار پڑھنے کی مسجد و منبر ہی نہیں بلکہ عام حالت میں بھی ممانعت ہے۔

مسجد میں اشعار نہ پڑھنے کے حوالے سے ایک حدیث کریمہ عمرو بن شعیبؓ سے مروی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

عن عمرو بن شعیبؓ عن ابیہ عن جدّہ انّ النّبی ﷺ فھی من تناشد الاشعار فی المسجد. (۴۷۱)

ترجمہ:۔ سیدنا حضرت عمرو بن شعیبؓ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے دادا سے سنا کہ حضورﷺ نے مسجد میں اشعار پڑھنے سے منع فرمایا۔

نسائی کے علاوہ جامع ترمذی میں (۴۷۲) بھی یہ حدیث کریمہ ایک مفصل حصے کے طور پر مذکور ہے، اگرچہ ترمذی نے عمرو بن شعیبؓ پر ضعیف ہونے کا قول نقل کیا ہے۔ آپ کہتے ہیں:

قال ابو عیسیٰ و من تکلّم فی حدیث عمرو بن شعیب انما ضعفه لانه یحدث عن صحیفة جدّہ کانھم راو انه لم یسمع ھذا الاحادیث من جدّہ. (۴۷۳)

اسی طرح یحییٰ بن سعید بھی حدیث عمرو بن شعیب کو ''واہ'' کہہ کر ضعیف قرار دیتے ہیں۔ (۴۷۴)

حضور نبی کریمﷺ نے مذموم اشعار مسجد میں پڑھنے سے منع فرمایا ہے، جیسا کہ امام طحاویؒ فرماتے ہیں:

وقد اخرج الامام الطحاوی فی شرح مجمع الآثار انه ﷺ نھی ان تنشد الاشعار فی المسجد......الخ . (الحدیث) (۴۷۵)

ترجمہ:۔ اور امام طحاویؒ نے شرح مجمع الآثار میں اس روایت کی تخریج کی ہے کہ حضورﷺ نے مسجد میں اشعار (مذمومہ) پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

مگر ممدوح اشعار پڑھنے کے لیے آپؐ حضرت حسان بن ثابتؓ کے لیے منبر بھی رکھتے تھے، جیسا کہ علامہ شامی تطبیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ثم وفق بینه و بین ماورد انه صلّی اللّٰه علیه وسلم وضع لحسّان منبراً ینشد علیه الشعر

یحمل الاوّل علی ما کانت قریش فهجوہ بہ ونحوہ مما فیہ ضرر اوعلیٰ مایغلب علی المسجد حتیٰ یکون اکثر من فیہ متشاغلاً......الخ. (۴۷۶)

ترجمہ:۔ پھر اس میں اور اس میں جو وارد ہوا ہے کہ آپؐ نے حضرت حسان کے لیے منبر رکھا کہ وہ اس پر شعر پڑھیں۔ توفیق یہ ہے کہ اول اس پر محمول ہو جس سے قریش آپؐ کی ہجو کرتے اور اس جیسے کہ اس میں ضرر ہو یا اس پر کہ غالب ہو مسجد پر، یہاں تک کہ اکثر لوگ مسجد میں اسی سے مشغول ہوں۔

امام ترمذی نے بھی حدیث عمرو بن شعیب کے برعکس روایت کیا ہے۔ آپ کہتے ہیں۔

وقد روی عن النبی ﷺ فی غیر حدیث رخصة فی انشاد الشعر فی المسجد.(۴۷۷)

یعنی مسجد میں شعر پڑھنے کی ممانعت اور رخصت نوعیتِ کلام پر ہے اور علمائے کرام نے اس موضوع پر جو کلام کیا ہے وہ بھی اسی بات پر محمول ہے۔

بلاشبہ مساجد اظہار عبودیت کے مقامات ہیں۔ یہ اپنی تقدیس کے باعث اس بات کی حق دار ہیں کہ انہیں دنیاوی آلائشوں سے منزّہ ومطہرہ رکھا جائے اور انہیں جائے عبادت کا درجہ دیا جائے، پھر مسجد نبویؐ جیسی عالی شان مسجد کو جو نسبتِ حضور نبی کریم ﷺ کی بناء پر تقدس وتقدیس اور حرمت وتعظیم کے اعلیٰ مراتب کی حامل ہے، جہاں صلوٰۃ وعبادات کا اجر وثواب کئی گنا بڑھ جاتا ہے، ایسی متبرک وبابرکت اور منبع رشد وہدایت، مرکز انوار رسالت مسجد میں کسی فعل کا انجام پانا، وہ بھی بانی مسجد الھدیٰ، احمد مجتبےٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی موجودگی میں یقیناً اس ''فعل'' کی حلّت کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ یہ تو ممکن ہی نہیں تھا کہ اوامر ونواہی کا نفاذ کرنے والے، قبیح وحسن، شنیع وصالح کی تعلیم دینے والے رسول معظم، نور مجسم ﷺ موجود ہوں اور اللہ رب ذوالجلال کا کوئی حکم پس پُشت ڈال دیا جائے۔ مسجد نبوی شریفؐ میں شعر خوانی، شعر کو حلّت اور حضور ﷺ کی موجودگی میں شعر کو تقدس عطا کرتے ہیں۔ شعر پڑھنے، شعر کہنے، شعر سننے اور شعر سنانے کا جواز فراہم کرتے ہیں۔ اچھی اور عمدہ شاعری کو پروان چڑھانے کی ترغیب دیتے ہیں، پھر اسی پر بس نہیں ہو جاتا، اسی کو کافی نہیں سمجھ لیا جاتا، بلکہ حضور ﷺ ایسے شاعر کی تعظیم فرماتے ہیں، ایسے ثناء گو کے لیے منبر بچھواتے ہیں، سماعت شعر کا اہتمام خود فرماتے ہیں اور پڑھنے والے کو روح الامینؑ کی تائید ونصرت حاصل ہونے کی نوید وخوش خبری سناتے ہیں۔ ثناء گو وثناء خوان رسول ﷺ، شاعر اسلام حضرت حسان بن ثابتؓ کا مقدر کس قدر تابندہ وتابناک، اوج ثریا پر تھا کہ دربار نبوی ﷺ سے بشارتوں، نویدوں، خوش خبریوں اور انعامات واکرام سے نوازے جاتے تھے۔ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ تمام عمل احسن شاعری اور عمدہ شعر کو پروان چڑھانے اور لطف کو عمدہ اشعار سے حظ اٹھانے اور نعت گوئی کی ترویج واشاعت کا ایک ذریعہ تھا۔

ڈاکٹر اسحٰق قریشی لکھتے ہیں:

''حضرت عمرؓ کا خشمگین ہونا اور حضرت حسانؓ کا پُر اعتماد لہجے میں اپنے عمل کی صداقت پر اصرار کرنا اور حضرت ابو ہریرہؓ سے اپنے دعویٰ کی دلیل چاہنا اور ان کی تائید فرمانا، شعر خوانی کے خلاف تمام شکوک وشبہات کو رد کرتے ہیں، شرط صرف ایک تھی کہ شعر ایسا ہو ''ما یفاخر اوینا فح عن رسول اللہ ﷺ یعنی دفاع اسلام اور حفاظت اسلام کے فرائض ادا کرتا ہو اور اگر شعر میں یہ بنیادی اوصاف نہیں ہیں تو پھر قبیحہ، قبیح کے حکم کے تحت لائق اجتناب ہے۔'' (۴۷۸)

آپ ایک مقام پر لکھتے ہیں:

''شعر کی پسندیدگی کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ عمدہ شعر پر اللہ کا پاک نبیؐ ایک جاہلی شاعر سے ملاقات کا مشتاق ہوتا ہے۔ عنترہ کو دیکھنے کی خواہش اس کے ذاتی اوصاف یا کمالات کی بناء پر نہ تھی، بلکہ اس کے شعر کی عظمت اور مضمون کی رفعت کی وجہ سے تھی۔ اس سے دربار رسالت ﷺ میں شعر کی قدر و منزلت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ حضرت لبیدؓ کے مصرعے کو پسندیدگی کی سند عطا کرنا اور بار بار ادا کرنا اسی موافق رویّے کا غمّاز ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محفل میں شعر خوانی عام تھی اور بسا اوقات رسول اللہ ﷺ بھی موجود ہوتے اور تبسّم فرما کر حوصلہ افزائی فرماتے، یہ سب رویّے اور روایات اسلامی معاشرے میں شعر کا مقام متعین کرتے ہیں۔'' (۴۷۹)

اشعار صحابہؓ اور عطائے مصطفٰے ﷺ

علمائے شعر و ادب نے تخلیقات شعری کو چار اصناف سخن میں تقسیم کیا ہے۔ وہ اسے مدح، ھجاء، نسیب اور رثاء میں تقسیم کرتے ہیں لیکن ان اصناف سخن کی تحدید و قید کے لیے کوئی حتمی اصول یا بے لاگ ضابطہ اور کوئی منضبط قاعدہ مقرر نہیں کرتے، کیوں کہ انسانی زندگی کی مختلف کیفیات، جذبات اور خیالات و احساسات کا شعری پیرہن یہی چار اصناف سخن قرار دیے گئے ہیں۔ تنوع حسّیات، وسعتِ مطالعہ ضرورتِ انسانی اور جذبات و احساسات وسعتِ خیال اور شہری و بدوی (حضری) حیات و مزاج اور شعر کے بے پناہ پھیلاؤ کے سبب، علمائے شعر و ادب نے اصناف سخن کی تقسیم در تقسیم اور حدود و قیود میں ردّ و بدل کرتے رہے۔ یہ انسانی زندگی کے متنوع ہونے کے سبب ہوا، جیسا کہ مؤلفین الوسیط نے اغراض شعر کو ''نسیب، فخر، مدح، رثاء، ھجاء، اعتذار اور وصف میں تقسیم کیا ہے۔ (۴۸۰) یہ تقسیم جاہلی دور میں عربی کے اغراض و مقاصد کے نقطۂ نظر سے کی گئی ہے۔ عربی ادب و شعر کو علمائے ادب نے واضح طور پر دو حیثیتوں شہری اور حضری حیات شعری کے سبب دو اصناف سخن میں

تقسیم کیا ہے یعنی مدح اور ھجاء۔ علامہ ابن رشیق القیر وانی اس ضمن میں لکھتے ہیں۔

"وقال قوم" الشعر كلّه نوعان مدح و هجاء، فالى المدح يرجع الرثاء والافتخار والتشبيب وما تعلق بذلک من محمود الوصف كصات الحمول والآثار و التشبيهات الحسّان و كذلک تحسين الاخلاق كاالامثال والحكم والمواعظ والذهد فى الدنيا والقناعة .... والهجاء ضد ذلک كلّه. (۴۸۱)

درحقیقت مدح انسان فطرت کی تاثیر پذیری کا شعری اظہار ہے، چوں کہ فطرتِ سلیم حقوق آشنا ہوتی ہے اس لیے انسان میں فطرتاً یہ جذبہ ودیعت ہے کہ وہ اپنے محسنین کا بندۂ بے دام ہونے میں فخر محسوس کرتا ہے اور عبادت بھی اسی جذبۂ انقیاد کا نام ہے۔

ڈاکٹر اسحق قریشی لکھتے ہیں:

"مدح رسول اکرم ﷺ اصنافِ سخن کے حوالے سے مدیح کا حصہ ہے مگر اپنی مخصوص ہیئت وعناصر ترکیبی کے لحاظ سے ایک نئی صنف سخن ہے۔ یہ خالف جذبوں اور معطّر خیالات کا وہ حسین مرقّع ہے جو سراسر محترم اور ہمہ تن مقدس ہے۔ یہ مدح نگار کے ضمیر کی آواز ہے اور سامع کے قلب کو متاثر کرتی ہے۔ یہ عام مدیح کی طرح نہ آسان ہے اور نہ ہر کسی کے بس کی بات ہے بلکہ ایک مشکل ترین صنف ہے۔ تاریخی عمل یہ بتاتا ہے کہ وہ شعراء جو ہر کس و ناکس کی مدح میں مبالغہ اور غلو کی تمام حدیں پار کر رہے تھے اور جنھیں رائی کا پہاڑ بنانے کا فن آتا تھا، مدح رسالت مآب ﷺ میں ایسے ژولیدہ بیان ثابت ہوئے کہ ایک شعر بھی نہ کہہ سکے۔ سفلی جذبات اور مادّی خواہشات کے دام میں اسیر اس روحانی سربلندی کے قابل نہ ٹھہرے تھے۔ بنی امیّہ اور بنو عباس کے دور کے فحول شعراء کی طویل فہرست اس دعویٰ کے لیے بطور دلیل پیش کی جاسکتی ہے۔ مدح پیغمبر اسلام ﷺ کا اسلوب بیان عام انداز مدیح سے قطعاً مختلف ہے اس لیے اسے عام مدحیہ شاعری کا جزو خیال کرنا اور اسی کے پیمانوں سے ناپنا اس فن شریف سے انصاف نہ ہوگا۔ (۴۸۲)

حضور نبی کریم ﷺ کی ذات بابرکات میں فی الواقع وہ کچھ موجود ہے جو انسانی سوچ وفکر اور تخیل کا حامل ومرکز ہے اس لیے اس جگہ اور اس مقام پر کہ جب کہ کوئی مداح آپ کی حمد وثناء مدح وستائش وتعریف میں لب کشائی کرے۔

اسی جگہ اور اسی مقام پر جب کہ کوئی مداح، کوئی تخلیق کار، کوئی شاعر، کوئی ادیب، کوئی سیرت نگار، کوئی مؤرّخ، کوئی مصنف، کوئی مؤلّف، آپ کی حمد وثناء اور مدح وستائش وتعریف میں لب کشائی کرے یا قلم بند، اسے اپنی تخلیقات وتحقیقات کی بلند پروازی سے زیادہ حقائق کے ادراک کا مسئلہ درپیش ہے۔ تخیل وتجر کی

کارفرمائی ایک طرف، اس بارگاہِ عالیہ میں "صفات" شماری ایک قرینہ کی محتاج ہے جس کے لیے تحقیق درکار ہے۔ مدّاحین نبویؐ ہی نہیں بلکہ تمام تخلیق کاران، ہمہ ہنرمندان پر لازم ہے کہ وہ اپنی نگارشات کی بنیاد حقائق پر رکھیں اور یہ تبھی ممکن ہے جب وہ سیرت رسول کریم ﷺ کا بغور مطالعہ ومشاہدہ فرمائیں گے۔ یہ عمل اپنی تخلیقات انقلابی پیغام بنانے کا عمدہ ترین ذریعہ ہے۔ علی النجدی ناصف اس جانب ان الفاظ میں اشارہ کرتے ہیں۔

"واذا كان المدح تصوير المحاسن و ابرازها فى ثوب فنّى جميل فاولى ان يتخذالشعراء من سيرهم واخبارهم الّتى تمثلى بها كتب السيرة ماده نعتهم الرفيع ويبعثوهاحية اروع وارفع ماتكون الحياة.(۴۸۳)

علامہ یوسف النبہانیؒ بالتخصیص مدّاحین نبویؐ کے لیے مطالعۂ سیرت کو لازمی قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فيلزم من يريد مدحه ﷺ ان يقف على اخباره وسيره ومعجزاته وفضائله الواردة فى الكتاب والسنة واعلىٰ السنة الاولياء العارفين الذين اطلعهم اللّٰه على بعض فضائله ﷺ حتى يحكى ما يستطيعه منها فى شعره بعبارات فصيحة واساليب بليغ."(۴۸۴)

پھر آپ شعراء خصوصاً نعت گو کو اس عمل کی جانب توجہ دلاتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فالشاعر الماهر من مداحه عليه الصلوٰة والسلام هوالذى يحفظ فضائله و شمائله و دلائله وسائر كما لاته المحمّديه الحقيقية و يحسن التعبير عنها بكلامه". (۴۸۵)

امام یوسف بن اسماعیل النبہانیؒ (المتوفی ۱۳۵۰ھ الموافق ۱۹۳۱ء)(۴۸۶) کا یہ قول صریح کہ شاعر کے لیے لازم ہے کہ اسے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے فضائل مبارکہ، شمائل شریفہ حفظ (یاد) ہوں اور تمام کمالات محمدیہ ﷺ کا دلائل حقیقہ کے ساتھ از بر ہونا ضروری ہے، اگر وہ حقیقت بیان کرنا چاہتا ہے، نیز یہ کہ اس کے کلام میں حسن پیدا ہو۔ یہ قول نبہانی آج کل کے شعراء کے لیے تازیانہ ہے جو قرآن کریم ناظرہ بھی پڑھے ہوئے نہیں ہوتے لیکن نعت کے دیوان پر دیوان طبع ہوتے رہتے ہیں، نعت کے نام پر مرثیہ نما نعتیں کہتے ہیں اور نعت کے مفہوم سے نا آشنا ہونے کے سبب جو اوٹ پٹانگ دل میں آجاتا ہے، دماغ میں سما جاتا ہے، کہہ دیتے ہیں، جو کہ ہرگز ہرگز آپؐ کے شایان شان نہیں ہوتا۔ امام اہل سنّت مجدد قاطع بدعت شاہ احمد رضا خاں بریلویؒ کہتے ہیں:

"حقیقتاً نعت شریف لکھنا نہایت مشکل ہے جس کو لوگ آسان سمجھتے ہیں، اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔ اگر بڑھتا تو الوہیت میں پہنچ جاتا ہے اور کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے، البتہ حمد آسان ہے کہ اس میں راستہ

صاف ہے جتنا چاہے بڑھ سکتا ہے،غرض حمد میں ایک جانب اصلاً حد نہیں اور نعت شریف میں دونوں جانب سخت حد بندی ہے۔(۴۸۷)

امام احمد رضاؒ کا یہ قول حضور نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کے عین مطابق ہے:

"لا تطرونی کما اطرت النصاریٰ عیسیٰ ابن مریم فانما انا عبده ولکن قولوا "عبداللّٰه و رسوله"(۴۸۸)

علامہ ابن حجر العسقلانیؒ اس حدیث کریمہ کی وضاحت میں فرماتے ہیں:

"انّما نهاهم عن مجاوزة الحد فی المدح"(۴۸۹)

علامہ المقری التلمسانیؒ اس ضمن میں کہتے ہیں:

"فالا مداح النبوية بحر لا ساحل له"(۴۹۰)

(مدح رسالت مآب ﷺ ایک ایسا بحرِ بےکراں ہے کہ جس کا کوئی ساحل نہیں)

صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضور نبی کریم ﷺ کے مزاج شناس، رمز آشنا، واقفِ حال وقال، ہم عمر، ہم نشین، ہم خیال، شیدائی جمال عالم مراتب صاحب کمال ﷺ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے جو کچھ کہا، جب بھی آپؐ کی بارگاہ میں لب کشائی کی تو قرآن کی روشنی میں آپؐ کے فضائل وخصائل وشمائل کے مناسب کی۔ آپؐ کی مدح میں رطب اللّسان ہوئے تو حقیقت کی روشنی میں، آئینۂ سیرتِ مصطفےٰ ﷺ میں جو کچھ دیکھا، کلام الٰہی میں پڑھا، فرمان مصطفےٰ ﷺ کو سنا، اسی صراطِ مستقیم میں مدح مصطفےٰ ﷺ کر ڈالی۔ جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ان کا یہ ذوق وشوق دیکھا تو آپؐ نے بھی اس فن (نعت گوئی) میں دل چسپی کا اظہار فرمایا اور ان کی حوصلہ افزائی کے لیے انعام و اکرام، عطا و بخشش کے لیے جود وسخا کے در وَا کردیے۔ آپؐ نے جب حضرت حسانؓ کے اشعار سماعت فرمائے تو ان کے حق میں یوں دعا گو ہوئے۔ "اللّٰهم ايّده بروح القدس "(۴۹۱)۔ایک مقام پر فرمایا"جبريل معک "(۴۹۲)۔ایک مقام پر فرمایا "بقول حسانؓ ان روح القدس لا تزال يؤيّدک مانا فحت عن اللّٰه و رسوله "(۴۹۳)۔ایک اور مقام پر ارشادفرمایا:"بقول هجاهم حسان فشفا واشتفی"(۴۹۴)۔ایک مقام پر ارشادفرمایا: "يؤيّد حسان بروح القدس ما يفاخر اوينا فح عن رسول اللّٰه ﷺ." (۴۹۵)۔ایک مقام پر ارشادفرمایا: "ان روح القدس مع حسّان مانا فح عن رسول اللّٰه ﷺ "(۴۹۶)اور ایک مقام پر ارشادفرمایا: "اجب عنّی اللّٰهم ايّده بروح القدس"(۴۹۷)اس طرح فتح مکہ سے قبل جب حضرت حسان نے ابوسفیانؓ بن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم ابن عم سیدنا رسول اللہ ﷺ کی ہجو کا جواب دیا جو انہوں

نے اسلام لانے سے قبل کہی تھی اور دربار رسالت مآب ﷺ میں اپنا قصیدۂ ہمزیہ پیش کیا اور یہ شعر پڑھا ؎

هجوت محمداً فاجبت عنه
وعند اللّٰه فی ذالک الجزاء (۴۹۸)

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جزائوک علی اللّٰه الجنة یا حسّان." (۴۸۷) اور جب آپ اس شعر پر پہنچے ؎

فان ابی و والده و عرضی
لعرض محمد منکم وفاء

تو ارشاد ہوا "وفاک اللّٰه یا حسّان حرّ النّار" (۴۹۹)

روایت میں ہے کہ جب حضرت حسانؓ نے قصیدۂ لامیہ پڑھا جس کی ابتدا یوں ہوتی ہے ؎

شهدت باذن اللّٰه ان محمداً
رسول الذی فوق السموٰت من علا

تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا "کان یقول بعد کل بیت وانا اشهد" (۵۰۰) حضرت حسان بن ثابتؓ جیسا اعزاز و اکرام و انعام کسی شاعر رسول ﷺ کو حاصل نہ ہوا۔ یہ عطائے مصطفےٰ ﷺ فی شعر صحابہ ہے جو اپنے ممدوح کو اپنی چشم بینا سے اپنے سامنے دیکھتے تھے اور شعر نعت کہتے تھے۔ یہ اعزاز اب کسی کے لیے ممکن نہیں کہ ایسی حقیقی نعت کہے۔

حضرت خنساء رضی اللہ تعالیٰ عنہما مشہور شاعرہ ہیں، جب انہوں نے اسلام قبول کرلیا تو حضور ﷺ نے ان سے کئی اشعار سنے، وہ پڑھتیں تو آپؐ دلچسپی کا اظہار فرماتے اور ان کی حوصلہ افزائی کے لیے فرماتے "هِيه یا خناس" (۵۰۱)

حضرت کعب بن زہیرؓ نے جب بارگاہِ رسالت ﷺ میں اپنا قصیدہ بانت سعاد پیش کیا تو وہ 'قصیدۂ بردۃ' بن گیا اور آج زمانہ اسے اسی نام سے جانتا اور پڑھتا ہے۔ یہ اعزاز و اکرام اس بناء پر حاصل ہوا کہ سرکار دو عالم، نور مجسم ﷺ نے قصیدہ سن کر آپ کو اپنی ردائے مبارک، جو آپؐ کے شانۂ اقدس پر تھی، حضرت کعبؓ کو عطا فرمائی۔ "فکساه النبی ﷺ بردة له" (۵۰۲) یہ شعر آپ کی بیش قیمت بخشش و اعزاز و اکرام کا سبب بنا ؎

انبئت ان رسول اللّٰه اوعدنی   والعفو عند رسول اللّٰه مامول
ان الرسول لسیف یستضاء به   مهند من سیوف اللّٰه المسلول (۵۰۳)

صحابہ کرام علیہ الرضوان حضور نبی کریم ﷺ کے ہر قول و فعل کا بغور جائزہ لیتے، آپ کا ہر پہلو سے مشاہدہ

کرتے، آپؐ کے ہر ہر عضو کو اپنی نگاہوں کا سرمہ بناتے، اس کے بعد تخیل کے گھوڑے دوڑاتے اور بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہو کر فرماتے۔ یا رسول اللہ ﷺ میں نے آپ کی شان میں شعر کہے ہیں، میں نے آپؐ کی مدح کی ہے۔ میں نے آپؐ کی نعت کہی۔ یہ سن کر آپؐ خوشی کا اظہار فرمایا کرتے اور اشعار، نعتِ اشعار، مدحیہ اشعار سماعت فرماتے اور انہیں اعزاز و اکرام سے نوازتے۔ کلماتِ خیر عطا فرماتے، بشارتِ جنّت سناتے، ان کی حوصلہ افزائی فرماتے، ان کی ہمت بندھاتے، بالفاظ دیگر انہیں مشقِ سخن جاری رکھنے کی ترغیب فرماتے، مزید کہنے پر اکساتے کہ فارغ وقت میں اس سے عمدہ ذریعۂ عبادت اور کوئی نہیں ہے، گو کہ صحابہ کرامؓ کی حیات میں ''فراغت'' کا وقت نہ تھا لیکن وہ اپنی مجالس و محافل میں نعت خوانی کا اہتمام کرتے اور محافل کو اشعار سے سجاتے تھے۔ یہ سب کچھ محض آپؐ کی محبت و الفت، عقیدت و عشق اور آپؐ پر جاں نثاری کے سبب تھا۔

ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ نے آپؐ کے چہرۂ انور پر پسینہ کے چند قطرے دیکھے جو موتی کی طرح آب دار اور سورج کی طرح تاب دار تھے۔ اُمّ المومنین نے اس ضوفشانی پر اظہارِ استعجاب فرمایا تو رسول اکرم ﷺ نے استفسار فرمایا کہ وجہِ حیرت کیا ہے۔ عرض کی، آپؐ کی پیشانی سے نور پھوٹ رہا ہے۔ اگر ابو کبیر الہذلی یہ نورانیت (نورِ نبوت ﷺ) دیکھتا تو اسے اپنے شعروں کا مصداق ضرور بناتا۔ آپؐ نے اظہارِ دل چسپی فرمایا اور پوچھا کون سا شعر۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا۔

ومبرءً من کلّ غیر حیضة — وفساد مرضعة وداء مخیل

اذا نظرت الی اسرة وجهه — برقت کبرق العارض المتهلّل

قالت فقام النّبی ﷺ و قبّل عینی وقال جزاک اللّٰه یا عائشة عنّی خیراً ما سرت منی کسروری منک. (۵۰۴)

اسی طرح حضرت عباسؓ کے بارے میں خریم بن اوسؓ کہتے ہیں کہ میں نے سنا، آپؐ فرما رہے تھے۔ ''یا رسول اللّٰه ﷺ الیٰ ارید ان امتدحک فقال له النبی ﷺ قل لا یفضض اللّٰه فاک'' پھر آپ نے قافیہ قطعہ کے چند اشعار پڑھے۔ (۵۰۵)

النابغہ جعدیؓ اپنے قبیلے بنی جعدہ کے ساتھ حاضر دربارِ رسالت ﷺ ہوئے تو اپنا قصیدہ گوش گزار رسالت مآب ﷺ فرمایا۔ جب آپ اس شعر پر پہنچے۔

بلغنا السماء مجدنا وجدودنا — وانا لنبغی فوق ذٰلک مظهرا

فقال النبی ﷺ الیٰ این یا ابا لیلیٰ قال قلت الی الجنّة قال نعم ان شاء اللّٰه تعالیٰ فلما

انشدتہ ؎

ولا خير في حلم اذا لم يكن له   بوادر تحمي صفوه ان يكدرا

ولا خير في جهل اذا لم يكن له   حليم اذا ما اورد الامر اُصدرا

فقال رسول اللّٰہ ﷺ لا يفضض الله فاک، قال و کان من احسن الناس ثغر او کان اذ اسقطت له سن نبتت اخرى. (۵۰۶)

حضرت عبداللہ بن جرار کی روایت ہے۔'قال فنظرت اليه كان فاه البرد المنهل يتلاء لاويبرق ما سقطت له سن ولا تفلتت لقول رسول اللهﷺ اجدت لا يفضض الله فاک"(۵۰۷)

حضرت عباس بن مرداسؓ نے مدحیہ اشعار کہے تو حضور ﷺ نے فرمایا:

"اقطعوا عن لسانه قالوا بماذا يا رسول الله فامرله بحلة قطع بها لسانه" (۵۰۸)

اسی روایت کا حوالہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ (المتوفی ۱۰۱ھ الموافق ۷۲۰ء)(۵۰۹) کو دیا گیا۔(۵۱۰)

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے جب رسول اللہ ﷺ کے حضور مدحیہ اشعار پڑھے تو ان میں ایک شعر یہ بھی پڑھا۔ ؎

فثبت الله ما آتاک من حسن

تبثيت موسىٰ و نصراً كالذی نصروراً

"فقال رسول اللّٰہ ﷺ وانت فثبتک اللّٰہ يا ابن رواحة '(۵۱۱) طبقات ابن سعد میں آنحضرت ﷺ کے الفاظ یوں روایت ہوئے ہیں۔"فاقبل بوجهه مبتسماً وقال: واياک فثبت الله"(۵۱۲)

اسی طرح عمرۂ قضاء میں حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کے اشعار سن کر ارشاد فرمایا:"اللّٰهم ارحمه فقال عمرؓ وجبت"(۵۱۳)

ابوجرول زہیر بن جردؓ جنگ حنین کے موقع پر جب کہ بنو ہوازن کے بچے اور عورتیں اسیر کر لیے گئے تو آپ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے اور سرکار ﷺ سے رضاعت کا وہ واسطہ دے کر ان کی رہائی کی درخواست کی جو حضرت حلیمہ سعدیہؓ کی وجہ سے آنحضرت ﷺ اور بنو ہوازن میں قائم ہو چکا تھا۔ آپ نے یہ شعر اس مفہوم پر مشتمل سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کیا ؎

امنن على نسوة قد كنت ترضعها

اذ فوک تملاه من فحضها الدار

اس کے ساتھ چند دیگر اشعار بھی گوش گزار کیے تو آپؐ نے فرمایا"فقال رسول اللہ ﷺ اما ما کان لی ولبنی عبدالمطلب فللّٰہ ولکم وقالت الانصار ماکان لنا فللّٰہ ولرسولہ فردت الانصار ماکان فی ایدیھا من الذراری والاموال. (۵۱۴)

عبداللہ بن الزبعریٰؓ مکے کے ان شعراء میں سے تھے جو رسول اللہ ﷺ کو بہت تکالیف پہنچاتے اور شدید ہجو لکھتے مگر جب اسلام قبول کیا تو معذرت چاہی اور سابقہ اعمال کی تلافی کے لیے شان رسالت مآب ﷺ میں چند اشعار کہے، ان میں یہ شعر بھی کہا

انی لمعتذر الیک من الذی
اُسدیت اذ انا فی الضلال اُھیم

تو آنحضرت ﷺ نے انعام واکرام سے نوازا"فامر لہ بحُلۃ"یعنی خلعت انعام میں دینے کا حکم فرمایا۔(۵۱۵)

اسی طرح آنحضرت ﷺ ایک مرتبہ خیبر کے سفر پر تھے کہ عامر بن الاکوعؓ نے شعر سنائے، اس پر حضور ﷺ نے فرمایا:"قال رسول اللّٰہ ﷺ یرحمک اللّٰہ فقال عمر بن خطابؓ وجبت واللّٰہ یا رسول اللہ ﷺ."(۵۱۶)

قیس بن الربیعؓ نے حضور اکرم نور مجسم ﷺ کی ہجو کی پھر مدینہ منورہ آئے، اسلام قبول کیا تو آپؐ نے اعراض فرمایا، اس پر قیس نے بطور معذرت چند شعر شان رسالت مآب ﷺ میں کہے۔ آپؐ نے اشعار سماعت فرمائے۔ "فطاب قلب النبی ﷺ لحسن اعتذارہ وقال من لم یقبل من متنصل عذرا صادقاً کان او کاذباً لم یرد علی الحوض."(۵۱۷)

حضور ﷺ نے عبداللہ بن رواحہؓ کے اشعار سماعت فرمائے:

عن انسؓ انّ النّبی ﷺ دخل مکۃ فی عمرۃ القضآء و عبداللّٰہ بن رواحۃؓ بین یدیہ یمشی وھو یقول ۔

خلّوا بنی الکفّار عن سبیلہٖ
الیوم نضربکم علیٰ تنزیلہٖ
ضرباً یزیل الھام عن مقیلہٖ
ویذھل الخیل عن خلیلہٖ

فقال له عمرؓ یا ابن رواحة بین یدیه رسول اللهﷺ وفی حرم الله تقول الشعر فقال رسول اللهﷺ خلّ عنه یا عمر فهی اسرع فیهم من نضح النبل.(۵۱۸)

ترجمہ:۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے عمرۂ قضاء کے موقع پر نبی کریمﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو عبداللہ ابن رواحہؓ آپؐ کے سامنے آگے آگے جا رہے تھے اور یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

اے اولادِ کفار! آپ کا راستہ چھوڑ دو، آج ہم تمہیں قرآن کے حکم کے مطابق مار ماریں گے، ایسی مار جو کھوپڑی کو اپنی جگہ سے دور کر دے گی اور دوست کو دوست سے جدا کر دے گی۔

حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا ''اے ابو رواحہ! رسول اللہﷺ کے سامنے اور حرم شریف میں شعر کہتے ہو؟ رسول اللہﷺ نے فرمایا، عمر! چھوڑ دو، یہ شعران کفار پر تیروں سے زیادہ سختی اور تیزی سے اثر انداز ہوتے ہیں۔

حضورﷺ نے سن ۶ ہجری میں عمرہ کا ارادہ فرمایا تھا۔ حضورﷺ نہ صرف اشعار سماعت فرماتے تھے بلکہ اپنی پسند و ناپسند کا اظہار بھی فرماتے تھے، جیسا کہ حضرت جابر بن سمرۃؓ فرماتے ہیں:

عن سماک عن جابر بن سمرةؓ قال جالست النبیﷺ اکثر من مائة مرّة فکان اصحابه یتنا شدون الشعر و تذاکرون اشیاء من امرا الجاهلیة وهو ساکت فربّما یتبسّم معهم هذا حدیث حسن صحیح و قدرواه زهیر عن سماع ایضاً (۵۱۹)

ترجمہ:۔ حضرت جابر بن سمرۃؓ فرماتے ہیں، میں سو بار سے زیادہ نبی پاکﷺ کی خدمت اقدس میں بیٹھا، صحابہ کرامؓ شعر پڑھتے اور دور جاہلیت کی باتوں کا تذکرہ کرتے لیکن آپؐ خاموش رہتے اور بعض اوقات ان کے ساتھ تبسّم فرماتے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے، زبیر نے بھی اسے سماک سے روایت کیا ہے۔

سیرت ابن ہشام میں ہے ''ابن اسحاق نے کہا، عبداللہ بن ابی بکرؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہﷺ عمرے کے لیے مکہ میں داخل ہو رہے تھے تو عبداللہ بن رواحہؓ آپؐ کے ناقہ کی مہار پکڑے ہوئے یہ اشعار پڑھتے جا رہے تھے۔

خلّوا بنی الکفّار عن سبیله   خلّوا فکل الخیر فی رسوله

یا رب انّی مومن بقیله   اعرف حق الله فی قبوله

(او منکرین توحید و رسالت کی اولاد! رسول اللہﷺ کا راستہ چھوڑ دو اور الگ ہٹ جاؤ (دنیا کی) ساری خیر و فلاح رسول اللہﷺ ہی کے ساتھ ہے۔ اے پروردگار! میں ان کے تمام اقوال پر یقین رکھتا ہوں اور انہیں مانتا ہوں، انہیں مان ہی کر اللہ تعالیٰ کا حق پہچانتا ہوں۔

نحن قتلنا کم علیٰ تاویلہٖ　　　کما قتلنا کم علیٰ تنزیلہٖ

ضرباً یزیل الھام عن مقیلہٖ　　　ویدھل الخلیلة عن خلیلہٖ

جس طرح ہم نے تم سے اس بات پر جنگ کی کہ تم نے قرآن میں تاویلیں کیں، اسی طرح اب بھی ہم تم سے لڑ کر قتل وخون کریں گے۔ اگر تم نے رسول اللہ ﷺ کو (عمرہ نہ کرنے دینے اور مکہ سے یونہی) واپس جانے کے لیے کہا تو ایسی تلوار سے قتل وخون کریں گے جو تمہاری کھوپڑیوں کو اپنی سونے کی جگہ سے ہمیشہ کے لیے جدا اور ایک ایک دوست کو الگ کر دے گی۔'' (۵۲۰)

نعت گو شاعر سچ بولتا ہے، حضور ﷺ نے عبداللہ بن رواحہؓ کے اشعار کی تعریف فرمائی:

حدّثنا اصبغ قال اخبرنی عبداللّٰہ بن وھب اخبرنی یونس عن ابن شھاب ان الھیثم بن ابی سنان اخبرہ انہ سمع اباھریرۃؓ فی قصِصہ یذکر النّبی ﷺ یقول ان اخالکم ولا یقول الرّفث یعنی بذٰلک ابن رواحۃؓ قال:

وفینا رسول اللّٰہ یتلوا کتابہ
اذا انشقّ معروف من الفجر ساطع
ارانا الھدیٰ بعدالعمیٰ قلوبنا
بہ موقنات انّ ما قال واقع
یبیت یجافی جنبہ عن فراشہ
اذا اشتقلت بالکافرین المضاجع

تابعہ عقیل عن الزھری وقال الزّبیدی عن الزّھری عن سعیدؒ و الاعرج عن ابی ھریرۃؓ۔ (۵۲۱)

ترجمہ:۔ ابو سنان کا بیان ہے کہ انہوں نے سنا کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی کریم ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ تمہارا یہ بھائی گندی باتیں نہیں کہتا، اس سے آپؐ کی مراد حضرت ابن رواحہؓ تھے جنہوں نے آپ کی یہ نعت مبارکہ بیان فرمائی۔

(ہم میں پڑھتے ہیں رسول اللہ کتاب صبح کہ جب روشنی پھیلائے اپنی آفتاب
ہم سے اندھوں کو دکھاتے ہیں صراط مستقیم
مانتے ہیں اس کو ہم فرمائیں جو عالی جناب
ان کے پہلو رات کو بستر سے رہتے ہیں الگ
خواب گاہوں میں کہ ہوں کفار جس دم محو خواب)

اسی طرح عقیل نے زہری سے روایت کی ہے۔ زبیدی، زہری، سعید، اعرج نے حضرت ابو ہریرہؓ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

الصحیح البخاری کی جلد دوم کے حاشیہ۲ پر درج ہے۔

ابن رواحة هو عبدالله بن رواحةؓ والابيات المذكوره من بحر الطويل والساطع المرتفع والعمى الضلال قوله بالكافرين و فى رواية الكشميهنى بالمشركين.(۵۲۲)

ترجمہ:۔ (عبداللہ بن رواحہؓ) کے یہ اشعار بحر طویل میں ہیں۔ ساطع بمعنی مرتفع (بلند، اونچا، اٹھایا گیا) کے معنی میں مستعمل ہے، جب کہ والعمی بمعنی الضلال (گمراہی) کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔ یہاں مراد کافرین ہیں اور ایک روایت میں الکشمیہنی نے کہا کہ اس سے مراد مشرکین ہیں۔

یہ اشعار حضور نبی کریم ﷺ کی نعت سے پُر ہیں، گویا یہ نعت کے بھرپور اشعار ہیں جس کی تعریف و توصیف حضور ﷺ نے فرمائی۔ الصحیح البخاری کے حاشیہ میں ہے کہ:

وفى البيت الاوّل اشارة الىٰ علم رسول الله ﷺ وفى الثالث الى عمله فهو كامل علما وعملاً وفى الثانى اے تكميل الغير فهو كامل مكمل ﷺ.(۵۲۳)

ترجمہ:۔ اور اس کے پہلے شعر میں حضور ﷺ کے علم کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جب کہ اس کے تیسرے شعر میں کامل علم و عمل کے بارے میں اشارہ ہے اور اس کے دوسرے شعر میں دوسروں کو کامل مکمل بتاتے ہیں، سرکار دوعالم ﷺ کی طرف اشارہ ہے۔

حضور ﷺ نے حضرت نابغہ جعدیؓ کے اشعار سماعت فرمائے:

علامہ ابن اثیر اسد الغابہ میں لکھتے ہیں۔ حضرت نابغہ جعدیؓ جب حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر اسلام لائے تو آپ نے ایک طویل قصیدۂ رائیہ بحر طویل میں لکھا، جس کے چند شعر یہ ہیں۔

اخبرنا فتيان بن محمد بن سودان ابنانا ابو نصراحمد بن محمد بن عبدالقاهر الطوسى ابنانا ابو الحسين بن النقور ابنانا ابو الحسين محمد بن عبدالله بن الحسين الدقاق حدثنا عبدالله بن محمد بن عبدالعزيز البغوى حدثنا دائود هو ابن رشيد حدثنا يعلى بن الاشدق قال سمعت النابغة يقول انشدت رسول الله ﷺ ۔

ترجمہ:۔ فتیان بن محمد بن سودان کو ابو نصر احمد بن محمد بن عبدالقاہر الطوسی نے، انہیں ابوالحسین بن نقور نے، انہیں ابوالحسین محمد بن عبداللہ بن الحسین الدقاق نے انہیں عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز البغوی نے، انہیں داؤد

(ابن رشید) نے انہیں یعلی بن اشدق نے بتایا کہ انہوں نے نابغہؓ سے سنا کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے سامنے یہ اشعار پڑھے ۔

بلغنا السماء مجدنا وجدودنا   وانا لنرجوا فوق ذلک مظهرا

فقال این المظهر یا ابالیلی؟ قلت: الجنة. قال اجل، ان شاء اللّٰہ ثم قلت :

ترجمہ:۔ (ہماری عزت اور حرمت آسمان تک پہنچ گئی، اب ہم اس سے بڑھ کر ایک اور مقام کے آرزومند ہیں۔)

اس پر حضور ﷺ نے دریافت فرمایا۔ اے ابویعلی! وہ کون سا مقام ہے؟ انہوں نے جواب دیا، یا رسول اللہ ''جنت'' آپؐ نے فرمایا۔ درست کہا، ان شاء اللہ، پھر نابغہ نے یہ دو شعر پڑھے ۔

ولا خیر فی حلم اذا لم یکن له   بوادر تحمی صفوة ان یکدرا

ولا خیرا فی جهل اذالم یکن له   حلیم اذا ما اورد الامر اصدرا

فقال النبی ﷺ "اجدت لا یفضض اللّٰه فاک" مرّتین. (۵۲۴)

ترجمہ: (اس حلم میں کوئی بھلائی نہیں جس کے ساتھ ایسے محافظ نہ ہوں جو اس کے اُجلا پن کو گدلا ہونے سے بچالیں۔

ترجمہ: (اسی طرح اس جہل میں بھی کوئی بھلائی نہیں جس کے ساتھ وہ حلم نہ ہو کہ جب اسے کوئی کٹھن منزل پیش آئے، تو وہ اسے صحیح سلامت باہر نکال لائے۔)

حضور ﷺ نے فرمایا۔ تو نے سچے کی بات کہی ہے، اللہ تعالیٰ تیرے منہ کو سلامت رکھے۔

اس دعا کی برکت سے ان کا کوئی دانت نہ ٹوٹا۔ روایت میں ہے کہ آپ کے دانت سب لوگوں سے زیادہ حسین تھے۔ آپ نے ایک سو بیس یا ایک سو چالیس سال کی عمر پائی۔

علامہ عبدالبر قرطبی نے الاستیعاب میں حضرت نابغہ جعدیؓ کے قصیدۂ رائیہ کے چوبیس اشعار نقل کیے ہیں۔ (۵۲۵)

حضور ﷺ نے ضرار بن الازورؓ کے اشعار سماعت فرمائے:

حضرت ضرار بن الازورؓ بن مرداس بن حبیب الاسدی فارسی النسل تھے۔ آپ بہادر ترین شخص اور عمدہ شاعر بھی تھے۔ آپ جب اسلام لائے تو حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! میں آپؐ کے دست اقدس پر اسلام لایا اور میں نے یہ شعر کہے ہیں، سماعت فرمایئے۔ حضور ﷺ نے اجازت فرحمت فرمائی اور اشعار سماعت فرمائے۔ آپ نے بحر متقارب میں کہے گئے یہ اشعار گوش گزار کیے۔ اسدالغا

بۃ میں ہے۔

کان فارساً شجاعاً شاعراً ولم قدم علی رسول اللہ ﷺ کان له الف بعیربرعا تها فاخبره بما خلف وقال یارسول اللّٰہ ﷺ قدقلت شعراً فقال: هِيه، فقال ؎

خلعت القداح و عزف القیا	ن والخمر الشربها و الشما لا
و کری المحبّر فی غمرة	وجهدی علی المسلمین القتا لا
و قالت جمیلة شتتنا	وطرحت اهلک شتی شمالاً
فیا رب لا اغبنن صفقتی	فقد بعت اهلی وما لی بدالا

فقال النبی ﷺ "ما غبنت صفقتک یا ضرار". (٥٢٦)

ترجمہ:۔ جب آپ بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے تو آپ کے پاس ایک ہزار اونٹ مع ان کے چرواہوں کے تھے۔ آپ نے حضور ﷺ سے عرض کی، میں اتنا مال چھوڑ کر حاضر ہوا ہوں، پھر کہا کہ یارسول اللہ ﷺ میں نے چند شعر کہے ہیں، ملاحظہ ہوں! آپؐ نے فرمایا سناؤ تو آپ نے کہا ؎

(میں نے رزم و بزم کے تمام سامان چھوڑ دیے، میں شراب اور دودھ پیا کرتا تھا۔

اور میری تمام قوت اور ساری کوشش مسلمانوں سے جنگ کرنے میں صرف ہوئی تھی۔

پس اے پروردگار میری تجارت کو خسارے میں نہ کر۔

میں نے (ان افعال کے) بدلے میں اپنے عزیزوں اور مال و اسباب کو چھوڑ دیا ہے۔)

حضور ﷺ نے ان اشعار کو سن کر فرمایا "اے ضرار تمہاری تجارت خسارے میں نہ رہے گی۔"

حضور ﷺ نے حدی خوان سماعت فرمائی

عن یزید بن ابی عبید عن سلمة بن الاکوع قال خرجنا مع رسول اللّٰہ ﷺ الیٰ خیبر فسرنا لیلاً فقال رجل من القوم لعامر بن الاکوع: اَلا تسمعنا من هُنیها تک؟ قال وکان عام رَجلاً شاعراً فنزل یحدو بالقوم یقول:

اللّٰهم لولا انت ما اهتدینا

ولا تصدّقنا ولا صلّینا

فاغفر فدیً لک اقتفینا

وثبّت الاقدام ان لاقینا

والقياً سكينةً علينا

انّا اذا صيح بنا اْتينا

وبا الصّياح عوّلوا علينا

فقال رسول اللّٰه ﷺ من هٰذا النسائق؟

فقالوا عامر بن الاكوع، فقال يرحمه اللّٰه.

فقال وجبت يا نبى اللّٰه لوامتعتنا به.(۵۲۷)

ترجمہ: یزید بن ابوعبیدہ کا بیان ہے کہ حضرت سلمہ بن اکوعؓ نے فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ہم خیبر کی جانب نکلے اور ایک رات چلتے رہے تو ایک شخص نے حضرت عامر بن اکوعؓ سے کہا کہ آپ ہمیں اپنا کلام کیوں نہیں سناتے؟ چوں کہ حضرت عامر شاعر تھے، لہٰذا سواری سے اتر پڑے اور حدی(۱) خوانی کرتے ہوئے کہنے لگے ۔

تو ہدایت گر نہ فرماتا مرے پروردگار

کیسے بن سکتے تھے ہم بندے ترے طاعت گزار

بخش دے ہم زندگی بھر کام جو کرتے رہے

دشمنوں کے بالمقابل دے ہمیں صبر و قرار

ہم پہ نازل کر سکینہ اے مرے رب غفور

چیختے جب دشمنانِ دین آئیں نابکار

شور و غل کرتے ہوئے چڑھتے ہیں ہم پر بار بار

چناں چہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ یہ اونٹوں کو، کون ہانک رہا ہے؟ لوگ عرض گزار ہوئے کہ عامر بن اکوع۔ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔ لوگوں میں سے ایک نے کہا کہ عامر کے لیے تو جنت

---

(۱) اس ضمن میں نواب قطب الدین دہلوی کہتے ہیں:
''حدی'' صراح کے مطابق اس بلند آواز گانے کو کہتے ہیں جس کے ذریعے اونٹوں کو ہانکا جاتا ہے۔ لغت کی بعض دوسری کتب میں لکھا ہے کہ حدی عرب شتربانوں کے نغمہ کو کہتے ہیں، چناں چہ عرب میں دستور ہے کہ شتربان (اونٹ ہانکنے والا) جب یہ دیکھتا ہے کہ اس کا اونٹ تھک گیا ہے یا اس کی چال سست پڑ گئی ہے تو وہ بلند آواز اور خوش گوئی کے ساتھ گانے لگتا ہے۔ اس گانے کی آواز گویا اونٹ میں چستی و گرمی پیدا کر دیتی ہے جس سے وہ تیز رفتاری کے ساتھ چلنے لگتا ہے۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ حدی، جو گانے ہی کی ایک قسم ہے، مباح ہے اور اس کے بارے میں علماء میں سے کسی کا قول اختلافی قول نہیں ہے۔
(مظاہر حق جدید شرح مشکوۃ، جلد چہارم، ص ۴۴۹)

واجب ہوگئی، یا نبی اللہ ﷺ! آپ ہمیں ان سے اور فائدہ حاصل کرنے دیتے۔

شعرائے عرب میں زمانہ جاہلیت و زمانہ اسلام، دونوں میں کافر و مسلم شعراء میں ہجو یہ شاعری اور حدی خوانی مشترک تھی، علاوہ ازیں شعرائے جاہلیہ کی غزلیہ و ہزلیہ، عشقیہ و ہجویہ شاعری میں بدگوئی و بدکلامی، یاوہ گوئی اور فحش کلامی کو اہمت حاصل تھی جسے دین اسلام میں قرآن نے مردود و مذموم شاعری قرار دیا اور نعتیہ شاعری کو عروج حاصل ہوا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اچھے اور عمدہ اشعار سماعت فرمائے خواہ اس کا تعلق شاعری کی اصناف میں ہجو سے ہو یا حدی سے۔ یہ حدیث کریمہ اس بات پر شاہد ہے کہ آپؐ اشعار کی سماعت کا عمدہ ذوق رکھتے تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ کا حدیث مذکور میں حدی خواں کے لیے یہ فرمانا کہ ''یرحمہ اللّٰہ '' (اللہ اس پر رحم فرمائے) اور پھر صحابی کا یہ عرض کرنا کہ اس پر جنت واجب ہوگئی تو اے اللہ کے رسول ﷺ، آپ ہمیں ان سے اور زیادہ مستفیض ہونے دیتے۔ اس بات کی دلیل ہے کہ حمد یہ و نعتیہ شاعری ذریعۂ نجات اور بخشش کا موجب و باعث ہے۔

سیرت ابن ہشام میں ہے کہ:

''ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے ابراہیم ابن حارث تیمی نے ابوالہیثم ابن نصر (ابن دُہر اسلمی) سے نقل کرتے ہوئے بتایا۔ ابوالہیثم سے ان کے باپ نے بیان کیا کہ انہوں نے (ابوالہیثم کے باپ نے) رسول اللہ ﷺ کو خیبر جاتے ہوئے عامر ابن اکوع، جو سلمہ ابن عمرو ابن اکوع کے چچا ہیں (اکوع کا نام سنان تھا) سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ ابن اکوع اترو اور ہمیں حدی کے گیتوں میں سے کوئی سناؤ۔ ابن اکوع رسول اللہ ﷺ کو یہ حدی سنانے لگے۔

واللّٰہ لو لا اللّٰہ ماھتدینا ولا تصدّقنا ولا صلّینا

(خدا کی قسم! اگر اللہ کی رحمت نہ ہوتی تو ہم ہدایت نہ پاتے، نہ صدقات دیتے اور نہ نماز پڑھتے۔)

انا اذا قوم بغوا علینا وان ارادو فتنۃ ابنیا

(کوئی قوم جب ہماری بغاوت یا کوئی فتنہ برپا کرتی ہے تو ہم اس سے اباء (نفرت و انکار) کرتے ہیں۔)

فانزلن سکینۃً علینا وثبت الاقدام ان لاقینا

(پس اے اللہ! تو ہم پر وقار و طمانیت نازل فرما اور دشمن سے مقابلہ آپڑے تو ہمیں ثابت قدم رکھ۔)

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''یرحمک اللّٰہ '' اللہ تجھ پر رحم فرمائے...... (الخ)۔ (۵۲۸)

حضورﷺ نے غیر مسلموں (کفار) کے اشعار سماعت فرمائے اوران کی تعریف فرمائی

حضور نبی کریمﷺ نے اس بات سے قطع نظر کہ اچھی بات کہنے والا کون ہے؟ آپؐ نے ہر صاحب ذوق کی تعریف وتوصیف فرمائی اوراس کے حسن وقبح کے متعلق فیصلہ فرمایا۔ آپؐ نے غیر مسلم شعراء یعنی کفار (یہود ونصاریٰ ومشرکین) کے بھی، کہے گئے عمدہ واحسن اشعار سماعت فرمائے اوراس کی تعریف وتوصیف بھی کی اور شعر کی حسن وعمدگی پر شاعر کو عمدہ الفاظ میں یادفرمایا اورخراج تحسین پیش کیا۔

آپ کو صحابہ کرام علیہم الرضوان زمانۂ جاہلیت کے اشعار سناتے، آپؐ ان اشعار کو سماعت فرماتے، بعض مقام پر آپؐ نے خودان کے اشعار اپنی زبان حق ترجمان سے ادا فرمائے۔ آپ کا یہ عمل اس بات پر دال ہے کہ عمدہ و اچھے، حقائق وحکمت، صداقت وسچائی سے لبریز، وعظ و پند ونصائح، عرفان ومعرفت اور توحید وحدانیت سے معمور اشعار کہنا، پڑھنا، سننا اور سنانا، خواہ اس کے قائل کا تعلق کسی بھی رنگ ونسل، ملک ووطن، قوم وملت اوردین ومذہب سے ہو، جائزوروا ہے۔ آپ کا یہ فعل تحمل ورواداری کی اعلیٰ ترین مثال ہے۔

اچھی باتیں سیکھنے، خلق وخلق کو سنوارنے، عادات واطوار کو جلا بخشنے کے لیے دین اسلام جو حکم دیتا ہے اس میں علم حاصل کرنے کے لیے مسلم وغیر مسلم کی کوئی قید، پابندی یا قدغن نہیں لگاتا، جو بھی علم وفن چاہو، دائرہ اسلام میں سیکھو، اس کے نظائر وشواہد قرآن کریم واحادیث کریمہ میں جابجا پائے جاتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ کا مختلف زبانوں اور علوم وفنون کا سیکھنا اور توار یت وانا جیل کا عالم ہونا اس کی دلیل ہیں۔

دین اسلام واحد الہامی مذہب ہے جس کی تعلیمات اظہر من الشمس ہیں اور یہ دین علوم وفنون سیکھنے کے ضمن میں کوئی قدغن نہیں لگاتا، اس ضمن میں علم الشعر بھی آتا ہے کہ شاعری تو ایجاد ہی جہلائے عرب کی ہے، لیکن آپؐ نے رواداری کا اعلیٰ ترین مظاہرہ کرتے ہوئے کفار ومشرکین کی عمدہ شاعری کو نہ صرف برتا، بلکہ ان شعراء کا مزاج اوران کی شاعری کا رخ، ان کے مضامین اشعار کو ''پیرایۂ نعت'' میں تبدیل کردیا۔ اس طرح مزید اچھے، بہتر اور عمدہ مطالب ومعانی اور خوب صورت وخوش نما الفاظ پر مشتمل اشعار برآمد ہوئے، جو مسلم وغیر مسلم دونوں کی زبان حق شناس سے ادا ہوئے۔

آپ کو شعر اور شعراء کے بارے میں وافر معلومات تھیں اور آپؐ جب شعر سماعت فرماتے تو شاعر اور شعر کے بارے میں نہ صرف تبصرہ فرماتے بلکہ اس کی پچھلی زندگی کا تذکرہ بھی فرماتے مثلاً:

علامہ ابن ہشام لکھتے ہیں:

مجھے معلوم ہوا ہے کہ سامہ (ا) کی اولاد میں سے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر سامہ بنی لؤی سے اپنا نسب ظاہر کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ''الشـــاعـــر'' (کیا وہی اسامہ جو شاعر تھا؟) آپؐ کے اصحاب نے عرض کیا ''یارسول اللہ ﷺ، کیا آپؐ کی مراد اس کا یہ شعر ہے ۔

ربّ کاس هرقت یا بن لؤیّ　　　حذر الموت لم تکن مهراقة

ترجمہ:۔ اے لوئی کے بیٹے! موت کے ڈر سے تو نے بعض ایسے پیالے لنڈھائے جو لنڈھانے کے قابل نہ تھے۔

آپؐ نے فرمایا: ''اجل'' (ہاں)۔ (۵۲۹)

حضور ﷺ تحمل و رواداری کا اعلیٰ ترین مظہر تھے۔ آپؐ نے دنیا کو ایثار و رواداری کا اعلیٰ ترین و اولین درس دیا۔ آپؐ نے عملاً اس کی اُمثال قائم کیں اور نظائر بھی پیش کیے۔ غیر مسلم شعراء سے آپؐ کا تعلق خاطر، حسن اخلاق اور قلبی لگاؤ اس بات کا غماز ہے کہ آپؐ علم و فن کے قدر دان تھے۔

حضور نبی کریم سماعت شعر کا کس قدر ذوق رکھتے تھے اور آپؐ کس قدر تفہیم شعری کے ماہر تھے، اس بات کا اندازہ یوں کیا جاسکتا ہے کہ:

عن عمرو بن الشدیدؓ عن ابیه قال رُدفت رسول اللّٰه ﷺ یوماً فقال، هل معک من شعر امیة بن ابی الصلت شیاً، قلت نعم، قال هِیه، فانشدته بیتاً، هِیه ثم انشدته بیتاً، فقال هِیه حتی النشدته مائه بیت. (۵۳۰)

آپ ہی سے دوسری روایت میں آخر میں یہ اضافہ ہے، آپؐ نے فرمایا ''**قال ان کادلیسلم**'' اور حضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں ہے کہ ''**کاد ابن ابی الصلت ان یسلم**'' (۵۳۱)

سنن ابن ماجہ، الجلد الثانی، باب الشعر، ص ۲۷۵، پر یہی روایت ان الفاظ میں درج ہے: **قال انشدت رسول اللّٰه ﷺ مائة قافیة من شعر ابن ابی الصلت یقول بین کل قافیة هِیه وقال کاد ان یسلم.**

حضرت لبیدؓ نے زمانۂ جاہلیت (اسلام لانے سے قبل) ایک شعر کہا تھا، جس کا ایک مصرع آپؐ کو نہایت پسند تھا۔ آپؐ نے اس مصرعے کو شاعر کا، عربی کلام میں سب سے سچا شعر قرار دیا۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:

(ا) سامہ، حضور ﷺ کے دادا لوی کا بیٹا تھا۔ لوی بن غالب کے چار بیٹے کعب، عامر، سامہ اور عوف تھے۔ سامہ بہترین شاعر تھا۔ ابن ہشام نے اپنی سیرۃ میں آٹھ شعر نقل کیے ہیں۔ یہ موت کے خوف سے عمان بھاگ گیا تھا۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۴۹)

عن ابی ھریرةؓ عن النبیؐ قال الشعر کلمة تکلّمت بھا العرب کلمة لبید.

الا کلّ شئی ماخل اللّٰہ باطل(۵۳۲)

(اللہ تعالیٰ کے ذات کے سوا تمام شئے باطل (فنا) ہوجانے والی ہے۔)

آپ ہی کے ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔

قال النّبی اصدق کلمة قالھا الشاعر کلمة لبید.(۵۳۳)

حضورﷺ نے فرمایا (شاعر نے جو سب سے سچی بات کہی وہ یہی ہے)

آپؐ کے چچا ابوطالب گو کہ ایمان نہیں لائے تھے لیکن آپؐ نے ان کے اشعار پسند فرمائے۔ سیرت ابن ہشام میں ہے کہ مدینہ منورہ میں شدید قحط پڑ گیا تو حضور نبی کریم، نور مجسم ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور باران رحمت کی دعا کے لیے نگاہیں عرش علیٰ کی جانب اٹھائیں اور دست اقدس بارگاہ الٰہی میں دراز فرمائے۔ فوراً باران رحمت کا نزول ہوا اور اس قدر شدید بارش ہوئی کہ لمحوں میں جَل تھل ہوگیا اور لوگ غرق آب ہونے کے خوف سے سہم گئے۔

(ما اتاہ اھل الضواحی یشکون منه الغرق)۔آپؐ نے پھر دعا مانگی۔"اللّٰھم موالینا ولا علینا" تو بادل چھٹ گئے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا "لوادرک ابوطالب ھذا الیوم لنسرّة"، بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان نے ابوطالب کے اس شعر "وابیض یستقیٰ الغمامة بوجه" کا حوالہ دیا تو آپؐ نے فرمایا "اجل" (ہاں)۔(۵۳۴)

یہ واقعہ اس بات کا اعادہ تھا کہ جب حضورﷺ ابھی کم سِن تھے کہ مکے میں سخت قحط پڑا اور اہل مکہ بھوک و پیاس سے عاجز ہوگئے تو آپؐ کے دادا عبدالمطلب کے پاس آکر التجا کی اور تمام صورت حال سے آگاہ کیا، تو عبدالمطلب آپ کو لے کر جبل ابوقبیس پر آئے اور آپؐ کے وسیلے سے دعائے بارش کی اور اہل مکہ پر موسلا دھار بارش ہوئی۔ رقیقہ نے اس حوالے سے دو شعر کہے ہیں۔(۵۳۵) عبدالمطلب کی وفات کے بعد آپؐ کے چچا ابوطالب کے پاس اہل مکہ شدید قحط کی صورت میں حاضر ہوئے اور بارش کی دعا کی درخواست کی تو ابوطالب نے آپ کو، جب کہ ابھی بچے تھے، خانہ کعبہ میں لاکر آپ کی پُشت مبارک خانہ کعبہ سے ملا دی اور اپنی انگلیوں سے آپ کو تھام لیا اور آپؐ کے وسیلے سے بارش کی دعا کی۔ اس وقت شدید موسلا دھار بارش ہوئی۔ اس موقع پر ابوطالب نے آپؐ کی شان میں یہ شعر کہے تھے۔(۵۳۶) حدیث بخاری میں ہے۔ وقال عمر بن حمزہ حدثنا سالم عن ابیه (بما ذکرت قول الشاعر وانا انظر الیٰ وجه النبی ﷺ یستسقیٰ فما ینزل حتی یجیش کل میزاب. (۵۳۷) آپؐ کے دادا اور چچا دونوں نے آپؐ کے وسیلے

سے بارش کی دعا مانگی۔ مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد جب آپؐ نے اہل مدینہ کے لیے بارش کی دعا کی تو آپ کو ابو طالب کے کہے ہوئے یہ اشعار یاد آ گئے۔

حضور ﷺ نے عالم انسانیت کو دنیا کا سب سے پہلا منشور انسانیت، منشور حیات اور منشور حقوق انسانی عطا کیا۔ قرآن کریم، جو کہ مکمل ضابطۂ حیات انسانی، قانون حیات اور احکامات ربانی ہے، اس کا نفاذ آپؐ نے ''شریعتِ الٰہیہ'' کے عنوان سے فرمایا اور خطبۂ حجۃ الوداع (۱۰ھ الموافق ۶۳۲ء) (۵۳۸) حقوق انسانی کا اولین عالمی اور جامع ترین، ہمہ گیر، ناقابل تنسیخ وتغیر وتبدّل، تمام انسانوں کے لیے بلاتفریق رنگ ونسل وقوم و مذہب وملت، ابدی منشور قرار پایا۔ یہ دونوں ضابطے (Manifesto) کسی فرد کی تخلیق نہیں ہیں بلکہ یہ کلام الٰہی اور پیغام الہامی ہیں، یہی وجہ ہے کہ یہ آج بھی پندرہ سو سال کا طویل ترین گزر جانے کے باوجود اس کی تروتازگی، درخشندگی وتابانی وضوفشانی آج بھی اسی طرح برقرار ہے اور اس کا الہامی پیغام اپنی عالمگیریت کے سبب انسانوں کی زندگیوں میں نافذ ورائج ہے اور جو محروم ہیں وہ اس کے حصول کے لیے کوشاں ہیں۔

آج دنیا میں جتنے بھی قوانین (Laws)، ضابطے، اصول اور منشور، حقوق انسانی اور منشور انسانیت کے لیے وضع کیے گئے ہیں، خواہ وہ میگنا کارٹا (۱) (Megna Carta) کی شکل میں ہو یا اقوام متحدہ کا وضع کردہ (Universal Declaration of Human Right 1948) یا کوئی اور مغربی منشور، یہ تمام کے تمام انسانی تخیلات کا مظہر اور نقائص وعیوب اور تحریری اسقام سے پُر ہیں۔ ان کی عبارات نہایت گنجلک اور ناقابل عمل ہیں۔ یہ افراد کے بنائے ہوئے مجموعے، تضادات کا پلندہ ہیں جو محض اپنے مفادات کے لیے بنائے گئے ہیں اس کا انسانی حقوق سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ درپردہ یہودیت وعیسائیت کی تبلیغ کا ذریعہ اور مسلمانوں کو اقلیت میں تبدیل کرنے کا خفیہ حربہ ہیں۔ ان کی امداد سے انسانیت کی تسکین وتمکین کم اور تذلیل وتحقیر زیادہ ہوتی ہے۔

ان منشورات کی بنیاد مفاد پرستی، قوم پرستی، اغراض پرستی، حرص وطمع، اقرباء پروری، مشنری (Missionary) پر رکھی گئی ہے اور یہ کام مختلف این جی اوز کے ذریعے اقوام متحدہ کی نگرانی میں کیا جاتا ہے۔ ان کے مجموعۂ منشورات اپنے متضاد نکات کے سبب اقوام میں تفرقے کا سبب ہیں۔ ہیومن رائٹس (Human Rights) کے نام پر آج جو کچھ ہو رہا ہے، اس کا اثر مغرب ومشرق اور مسلم وغیر مسلم کے مابین بُعد، علٰحدگی

(۱) واضح رہے کہ میگنا کارٹا کی تشکیل ۱۲۱۵ء میں ہوئی، اسے اہل مغرب (یہود ونصاریٰ) نے مسلم دشمنی کے سبب، اسلام کے خلاف خطبۂ الوداع کے مقابل (الہام کے مقابل انسان کے وضع کردہ) نظام کو، دنیا کا پہلا منشور انسانیت قرار دیا ہے اور نام نہاد مغربی تنظیموں (این جی اوز) نے اس کو خواہ مخواہ اچھال رکھا ہے، جب کہ یہ منشور خود خطبۂ حجۃ الوداع اور دیگر خطبات و معاہدات رسول اکرم ﷺ کے نکات پر مشتمل ضابطوں کا چربہ ہے۔ (ش م)

غیر سنجیدہ رویے، کشیدہ تعلقات اور ایک دوسرے کے مابین کھنچاؤ کو دیکھ کر ہی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ کس قسم کے منشورات اور ادارے ہیں، جن پر مغرب عمل پیرا ہے، اس کے برعکس حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے منشور انسانیت میں سب سے پہلے انسانی مساوات کو ترجیح دی اور اس فرق کو ختم کردیا جو انسانوں کے مابین بُعد، تفرقہ و جدائی اور علیٰحدگی کی بنیاد بنتے، یعنی کسی کالے کو گورے پر اور گورے کو کالے پر کوئی فوقیت نہیں، اصل چیز تقویٰ ہے۔ **"لا فضل لعربی علیٰ عجمی، ولا لعجمی علیٰ عربی، ولا لاحمر علیٰ اسود، ولا لاسود علیٰ احمر الاّ بالتقویٰ"** (۵۳۹) (کسی عربی کو عجمی پر، کسی عجمی کو عربی پر، سرخ کو سیاہ پر اور سیاہ کو سرخ پر کوئی فضیلت نہیں مگر تقویٰ کے سبب سے۔) اسی طرح فتح مکہ (۸ ھ الموافق ۶۲۹ء) (۵۴۰) کا خطبۂ آزادی وعفو وکرم اور بریّت کا اعلان۔ **"اذھبوا فانتم الطُّلقة"** (۵۴۱) (جاؤ تم سب آزاد ہو) اور یہ کہ **"الیوم یوم المرحمة"** (۵۴۲)

(آج تو رحم وکرم، عفو ودرگزر اور ایثار ورواداری کا دن ہے، آج عفو عام، کرم گستری کا دن ہے۔)

آپؐ کے یہ فرامین مغرب ومشرق، مسلم وغیر مسلم کے لیے بلاتفریق ہیں اور یہ الہامی منشور انسانیت کے لیے الہامی الفاظ ہیں، جب کہ انسانی منشور میں اقوام و رنگ ونسل کو امتیاز حاصل ہے، دیکھیے مغرب کا غیر مسلموں (یہود ونصاریٰ، کفار ومشرکین) کا رویّہ مسلمانوں (اہل اسلام) کے ساتھ۔ بوسنیا، چیچنیا، فلسطین، لبنان، کشمیر، عراق، افغانستان، صومالیہ، سوڈان اور چاؤ میں مسلمانوں کی صورت حال، حقوق انسانی کے علَم برداروں کے منہ پر طمانچہ ہیں۔ ان کی بربریت اور سوز انسانیت کی اعلیٰ تصاویر اور عمدہ کارکردگی کا مظہر ہیں۔

دین اسلام کو مکمل ضابطۂ حیات کہا گیا ہے، یہ دین فطرت ہے، دین الٰہی ہے، کیوں کہ اس مذہب نے انسان کو طریقۂ انسانیت اور زندگی کو اپنے خالق ومالک کی منشاء کے مطابق گزارنے کا ڈھنگ سکھایا ہے۔ آج جو لوگ اسلامی رواداری کے تعلیمات سے گریزاں ہیں، وہ میثاق مدینہ (معاہدۂ ابواء) (یکم ہجری الموافق ۶۲۳ء) (۵۴۳) (حضورؐ کا یہود مدینہ کے ساتھ اولین معاہدہ بحیثیت غیر مسلم رعایا) (۶ ھ الموافق ۶۲۸ء) (۵۴۴) اسے ڈاکٹر حمید اللہ نے ''دنیا کا سب سے پہلا تحریری دستور قرار دیا ہے۔'' یہ سینتالیس نکات پر مشتمل ہے۔ (۵۴۵) اسی طرح ''معاہدۂ نجران'' (صلح حدیبیہ) معاملۂ عیسائیان نجران، جنہیں حضور ﷺ نے دنیا کا پہلا سند نامۂ حقوق (Charter) بحیثیت رعایا عطا فرمایا۔ یہ تیرہ نکات پر مشتمل ہے۔ اصل متن اور احکام و فرامین کی تفصیل کے لیے دیکھیے (۱)

غیر مسلموں کے تحفظ، مسلمانوں کی رواداری اور رویّے کے لیے مزید دیکھیے بنیادی انسانی حقوق کا پہلا منشور

(۱) فتوح البدان للبلاذری، ص ۷۲، الوثائق السیاسیہ للعہد النبوی از ڈاکٹر محمد حمید اللہ، ص ۸۰، ۸۱

خطبۂ فتح مکہ (۸ھ الموافق ۶۲۹ء) اور مظلوموں کی دادرسی کا پہلا تاریخی منشور معاہدۂ حلف الفضول (۳۷ قبل ہجری الموافق ۵۸۶ء)۔

ڈاکٹر حافظ محمد ثانی لکھتے ہیں:

''عہد حاضر میں مغربی علَم برداروں اور انسانی حقوق کے نام نہاد ترجمانوں کی جدوجہد اور تحریک کا آغاز خود ان کی اپنی تاریخی شہادتوں کی روشنی میں میگنا کارٹا (مجریہ ۱۵ جون ۱۲۱۵ء جسے وولٹیئر منشور آزادی اور مغربی دنیا ''منشور اعظم'' قرار دیتی ہے) سے ہوا۔ مغربی دنیا کی اس تحریک کا اختتام اور منتہائے ارتقاء اقوام متحدہ کے منشور انسانی حقوق مجریہ ۱۰ دسمبر ۱۹۴۸ء کو قرار دیا جاتا ہے۔ اس طرح ہادیٔ عالم، سید عرب وعجم، انسانیت کے محسن اعظم حضرت محمد ﷺ کے عطا کردہ انسانیت کے منشور ''خطبۂ حجۃ الوداع'' کو تاریخ عالم کے تمام انسانی حقوق کے منشوروں اور دستاویز پر تاریخی اولیت اور ابدی فوقیت کا حامل قرار دینا بالکل بجا ہے۔ انسانی حقوق کا یہ مثال اور دائمی منشور رہتی دنیا تک کے تمام انسانوں اور انسانی معاشروں کے لیے دائمی دستور عمل اور ضابطۂ حیات ہے۔'' (۵۴۶)

اقوام محدہ کے منشور انسانی حقوق مجریہ ۱۰ دسمبر ۱۹۴۸ء، جس پر اقوام متحدہ اور انسانی حقوق کی نام نہاد مغربی دنیا نازاں ہے، یہود ونصاریٰ کی تنظیمیں جو اس کی ترویج کے لیے کوشاں ہیں اور جو اسے اپنا خود ساختہ کارنامہ قرار دیتی ہیں، درحقیقت اس میں بیان کردہ انسانی حقوق کے تمام کے تمام احکام وضابطے جو انسانیت نوازی اور انسان دوستی سے عبارت ہے، من وعن کُل کے کُل، فرامین محسن انسانیت ﷺ کے خطبۂ حجۃ الوداع مجریہ ۶ مارچ ۶۳۲ء سے عبارت ہیں، اسی کا چربہ اور اسی سے اخذ کردہ ہیں، جو صدیوں قبل اسلامی ریاست و دستور کا حصہ بنائے جاچکے تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ اپنے منشور کے پہلے عامل ہیں اور حضرت بلال حبشیؓ، حضرت سلمان فارسیؓ، حضرت سہیل رومیؓ اور کئی غیر عرب، حبشی النسل سیاہ فام صحابہ کرامؓ جنہیں آپؐ نے اپنے سینۂ اقدس سے لگایا، ان کی دادرسی فرمائی، انہیں عزت وشرف عطا فرمایا۔ کفار مکہ کے ساتھ فتح مکہ کے بعد آپؐ کا سلوک ورواداری، سینٹ کیتھرین کے نصاریٰ سے آپؐ کا مذہبی برتاؤ، آپ کی مذہبی رواداری کے ہی اعلیٰ اخلاقی رویّے کی اعلیٰ وافضل امثال ہیں۔ حضور ﷺ نے غیر مسلمین (کفار ومشرکین) کے نہ صرف مذہبی، ثقافتی اور سماجی حقوق عطا فرمائے بلکہ ان کو تحریر وتقریر کی بھی مکمل آزادی عطا فرمائی اور صرف یہی نہیں کہ انہیں آزادی دی بلکہ آپؐ نے غیر مسلم شعراء کے کلام سماعت بھی فرمائے اور انہیں تحسین کا مستحق قرار دیا، ان کی تعریف وتوصیف وستائش فرمائی۔ مذاہب واقوام کے مابین حسن اخلاق، رواداری، برتاؤ اور اعلیٰ رویّے کی اس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی مثال

پیش نہیں کی جا سکتی۔

قتیلہ بنت النضر بن الحارث کے باپ النضر بن حارث کو قتل کر دیا گیا۔ قتیلہ نے اپنے باپ کی جان بخشی کے لیے چند اشعار آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں پڑھے یا ارسال کیے۔ "فلما بلغ رسول اللہ ﷺ ذلک بکی حتی اخضلت الدموع لحیته وقال لو بلغنی شعرها قبل ان اقتله لعفوت عنه" (۵۴۷)

کہاں ہیں وہ تقدیس ثناء خوان مغرب، وہ نام نہاد علَم برداران انسانی حقوق (Human Righit) و مساوات انسانی (Human Equality) اور .Declaration of the Rights of Man کے دعویداران، کوئی ایک مثال، کوئی ایک نظیر وہ ایسی مذہبی رواداری کی، میگنا کارٹا اور چارٹر انسانی حقوق برائے اقوام متحدہ اور دیگر مغربی قوانین و منشور انسانی حقوق سے پیش تو کریں؟

ان تمام حقائق و شواہد کو پیش نظر رکھتے ہوئے بھی وظیفہ خواران نام نہاد ان علَم برداران و کفش برداران یہود و نصاریٰ کی این جی اوز کی نمائندگی کرنے والے مسلمین و غیر مسلمین کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے انسانی حقوق کے حوالے سے صرف ایک یا دو باتیں کی ہیں جب کہ وہ مکمل حقوق کا چارٹر میگنا کارٹا کو قرار دیتے ہیں۔ ان جہلاء کو شاید یہ بات نہیں معلوم کہ حضور نبی کریم ﷺ کو "جوامع الکلم" (ا) (گنجینۂ گفتگو)، سمندر کو کوزے، دریا کو قطرے میں بند کر دینے کا فن (علم) دیا گیا ہے۔ قرآن کریم جوامع الکلم کی مکمل باضابطہ کتاب ہے، بعد ازاں احادیث کریمہ اس کی مصداق، لہٰذا اس کو سمجھنے کے لیے جو راست عقل و شعور اللہ نے دیا ہے، جب تک اسے عشق رسالتؐ و معرفت الٰہی میں ڈوب کر استعمال نہ کیا جائے گا، حضور ﷺ کی باتوں کو سمجھنا قطعاً ناممکن ہے۔ نیز اس کے لئے علم دین، علم شریعت، علم قرآن کا سیکھنا ضروری اور لازمی امر ہے، محض انگریزی علوم پڑھ کر "جوامع الکلم" (معرفت قرآن و حدیث) کو نہیں سمجھا جا سکتا بصورت دیگر وہ ایک دو باتیں ہی سمجھے اور کہے گا۔ آپؐ کے فیض یافتہ صحابہ کرامؓ گنجینۂ معرفت تھے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ نے قرآن کریم سے پانچ لاکھ مسائل کا استنباط فرمایا۔ محض آپؐ کے اس فرمان "کالے گورے" کی تفریق کو سمجھنے کے لیے ایک دفتر چاہیے۔ آپ ﷺ کی باتوں کو کھولنے کے لیے، آپ ﷺ کی حیات مبارکہ، صحابۂ کرامؓ کی زندگیوں کا مطالعہ اور علوم شرعیہ (قرآن و حدیث) پر عبور حاصل کیے بغیر ناممکن ہے۔

حضور ﷺ نے لبید کے اشعار پسند فرمائے

موجودہ دور میں ہر طرف نیچرل اور فطری شاعری کی دھوم مچی ہوئی ہے۔ ہر شخص خواہ اس کا تعلق کسی بھی شعبے سے ہو، حقیقت و فطرت پسندی کی طرف مائل و قائل ہے، لیکن ہمارے آقائے نامدار ﷺ نے آج سے

پندرہ سو سال قبل ایسی شاعری کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ حکمت و دانائی سے پُر، با مقصد و با معنیٰ اشعار پسند فرماتے تھے۔ آپؐ نے اچھے اور عمدہ شعر کی اور خالق شعر کی نہ صرف تعریف فرمائی بلکہ اچھے شعر پسند فرمائے اور سماعت بھی فرمائے۔ آپؐ خود بھی شعر پڑھتے اور صحابہ کرامؓ کو بھی پڑھنے کی تلقین فرماتے۔ آپؐ باقاعدہ نعوت کی محافل کا انعقاد فرماتے اور صحابہ کرامؓ اس میں شرکت فرماتے اور محافل نعوت میں آپؐ کی شان میں صرف نعتیں ہی نہیں پڑھی جاتیں بلکہ حمدیہ و ہجویہ اشعار اور وحدت و معرفت پر مشتمل کلام بھی پڑھا جاتا۔ جس طرح آپؐ سفر و حضر میں، دوران سفر، سفر کو خوش گوار بنانے کے لیے اشعار سماعت فرماتے، اسی طرح آپؐ صحابہ کرامؓ اور دوست واحباب کی دل جوئی اور محفل کو خوش گوار بنانے کے لیے ان کے مابین تشریف رکھتے اور ان سے یہ فرمائش اشعار سماعت فرماتے اور صحابہ کرامؓ کو اچھے اور با مقصد شعر کی خصوصیات اور اس میں بیان کردہ مفہوم کی وضاحت بھی فرماتے۔ آپؐ شعر کو محض شعر کی طرح نہیں پڑھتے یا اسے محض سرسری طور پر نہیں سماعت فرماتے بلکہ آپؐ شعر کی تمام تر جزئیات و خیالات، مقصد و مفہوم، شاعر کا تخیل اور اس کی انشاء پردازی اور اس کے حسن و قبح، علم و فلسفہ کی تہہ تک جا کر صحابۂ کرامؓ کو شاعر کی دلی کیفیات اور اس کے جذبات و احساسات کو اجاگر فرماتے کہ شاعر نے اس شعر میں کس طرح مضمون کو باندھا ہے اور کس مفہوم میں اسے بیان کیا ہے۔ آپؐ کی تفہیم شعری دنیا کے کسی بھی فرد سے زیادہ بلیغ و فصیح تھی، یہی وجہ ہے کہ آپؐ کی تفہیم شعری نے اسے مزید بلندی و شہرت بخشی بلکہ لازوال بنا دیا، جسے آپؐ نے کمال عطا فرما دیا، جیسا کہ اس حدیث کریمہ میں ہے۔

حدثنا ابو سلمة عن ابوھریرۃؓ قال النبیؐ اصدق کلمة قالها الشاعر کلمة لبید ۔
الا کلّ شئی ما خلا اللّٰہ باطل. (۵۴۸)

ترجمہ:۔ حضرت ابو سلمہؓ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ کسی شاعر نے جو سب سے سچی اور اچھی بات کہی، وہ لبید کے یہ الفاظ ہیں ۔

''سوائے حق تعالیٰ کے کوئی بھی شے ہو، وہ فانی ہے۔''

واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ نہایت ہی مختصر، مگر جامع ترین تعریف ہے کہ جو شاعر نے اپنے اس شعر میں بیان کی ہے اور شاعر کا یہ بیان قرآن کریم کی اس آیت کریمہ کی مکمل تفسیر و تعبیر ہے، جیسا کہ فرمان رب ذوالجلال ہے ''کلّ من علیها فان''(۱)

دنیا کی بے ثباتی اور اللہ رب ذوالجلال کے حی القیوم کا ثبوت، مفہوم شاعری میں، دور نبوت ﷺ کے شعراء

۱۔ پ ۲۷، سورۂ رحمٰن، آیت ۲۶

میں جامعیت اور سادگی سے پُر، اس سے بہتر شعر کسی اور شاعر کے ہاں نہیں ملتا، جس کی تعریف وتوصیف خود سرکار رسالت مآب ﷺ نے فرمائی ہو۔

شرح صحیح مسلم (۵۴۹) میں مولانا غلام رسول سعیدی نے با اختلاف راویان پانچ احادیث کریمہ اس موضوع پر بیان کی ہیں۔ایک حدیث میں ہے۔

عن ابی سلمةؓ عن ابی هریرةؓ عن النبی ﷺ قال اشعر کلمة تکلّمت بها العرب کلمة لبید ۔ الّا کلّ شئی ماخلا اللّٰه باطل

ترجمہ:۔حضرت ابو ہریرہؓ رسول کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا، عرب شاعروں کے کلام میں لبید کا شعر سب سے بہترین شعر ہے۔سنو! ''اللہ کے سوا ہر چیز فانی ہے۔''

امام مسلم حاشیہ صحیح مسلم (۵۵۰) میں لبید کے بارے میں فرماتے ہیں:

وفی هذا الحدیث منقبة بلبید وهو صحابی وهو لبید بن ربیعةؓ.

ترجمہ:۔ یہ حدیث کریمہ لبید کی منقبت (تعریف وتوصیف) میں ہے اور یہ صحابی رسول ﷺ حضرت لبید بن ربیعہؓ ہیں۔

امام ترمذی نے اس حدیث کریمہ کے بارے میں لکھا ہے کہ "**قد رواه الثوریؒ وغیره عن عبدالمالک بن عمیرؒ**" (۵۵۱) (اس حدیث کریمہ کو حضرت سفیان ثوریؒ وغیرہ نے عبدالملک بن عمیرؒ سے روایت کیا ہے۔)

صحیح مسلم میں ایک اور حدیث حضرت ابو ہریرہؓ سے اس طرق پر مروی ہے۔

عن عبدالملک بن عمیرؒ عن ابی سلمةؓ بن عبدالرحمن قال سمعت اباهریرةؓ یقول سمعت رسول اللّٰه ﷺ یقول ان اصدق کلمة قالها شاعر کلمة لبید الّا کلّ شئی ماخلا اللّٰه باطل مازاد علی ذٰلک. (۵۵۲)

ترجمہ:۔عبدالملک بن عمیرؒ حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰنؒ سے راوی کہ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ شاعروں کے کہے ہوئے کلام میں سب سے سچا اور اچھا کلام شعر لبید کا ہے۔سنو! شاعر کہتا ہے کہ ''اللہ کے سوا ہر چیز فانی ہے'' آپؐ اس سے زائد نہ پڑھتے۔

''کلمة لبید'' کے بارے میں علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں۔

کلمة البید...... الخ: قال الطیّبی و انما کان اصدق لانه موافق لاصدق الکلام وهو قوله تعالیٰ "کل من علیها فان" ولبید هو ابن ربیعة الشاعر العامری کان شریفاً فی الجاهلیة

والاسلام ومن جملہ فضائلہ ان لما اسلم لم یقل شعرا و قال یکفینی القرآن و تمام کلامہ ونعیم لا محالة زائل ۔

نعیمک فی الدنیا غرور و حسرة

وعیشک فی الدنیا محال وباطل (۵۵۳)

ترجمہ:۔طیبی نے کہا کہ لبید سچا شاعر اور اس نے اپنے کلام میں سچ کہا کہ دنیا فانی واللہ باقی ہے، کیوں کہ قول باری تعالیٰ ہے''یہ جہان فانی ہے۔'' وہ لبید ابن ربیعہ بنو عامر کا شاعر تھا۔ وہ عہد جاہلیت ہی نہیں بلکہ دور اسلام میں بھی نہایت شریف النفس تھا۔ یہ تمام فضائل اس کے اسلام لانے کے بعد کے ہیں کہ اس نے اپنے کلام میں قرآن کو کافی کرلیا اور یہ بتادیا کہ تمام نعمات الدنیا زائل ہونے والی بے ثبات ہیں، جیسا کہ اس نے کہا۔

''دنیا کی نعمات پر غرور وتکبر حسرت وافسوس ہے کہ یہ تمام ترعیش زدہ مال دنیا باطل وزائل ہونے والے ہیں۔''

امام نوویؒ اور صراح کے حوالے سے حاشیہ سنن ابن ماجہ میں لبید(ا) کا یہ شعر درج ہے۔

ذکرہ النووی والصراع الثانی من البیت ۔

''وکل نعیم لا محالہ زائل''

ثم الباطل قدیحینی وقد یحینی بمعنی اللّغو فلم یثبت التعارض من بین ھٰذا القول وبین قولہ جل ذکرہ ربنا ما خلقت ھٰذا باطلاً.(۵۵۴)

شیخ حق، شیخ عبدالحق محدّث دہلویؒ اس حدیث کریمہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''سب سے سچی (ب) بات جو شاعر نے کہی لبید(ج) کی بات ہے کہ اللہ کے سوا ہر چیز فانی (د) ہے۔

(ا)لبید کے لیے کہا گیا۔ وقد علیٰ رسول اللہ ﷺ فاسلم حسن مائة واربعة وخمسین سنة قال السمعانی مات خلافت معاویة ولہ مائة اربعون سنة قالوا لم یقل شعراً بعد اسلامیة وکان یقول ابدل لمنی اللہ بہ القرآن.(سنن ابن ماجہ، ص ۲۷۵ حاشیہ ۱)

(ب)۔شعرائے جاہلیت کے کلام میں اکثر باتیں غلط ہوتی تھیں، شعراء کے جس فرد نے بہت ہی سچی بات کہی وہ لبید ہیں، رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ج)۔ یہ صحابی ہیں۔ دور جاہلیت میں اور اسلام میں صاحب عزت وشرافت تھے۔ ایک سو ستاون سال کی عمر میں ان کا وصال ہوا۔

(د)۔ ہلاک اور معدوم ہونے والی ہے۔

صحیحین۔"(ا) آپ لکھتے ہیں کہ ترمذی کی بعض روایات میں یہ اشعار ہیں ۔

الا کل شیئی ماخلا اللہ باطل وکل نعیم لامحالۃ زائل

سوی جنت الفردوس ان نعیمھا سیبقیٰ وان الموت لابدّ نازل

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز فانی ہے، ہر دنیاوی نعمت زائل ہونے والی ہے سوائے جنت کے، بے شک اس کی نعمتیں باقی رہیں گی اور تحقیق موت انسان پر ضرور نازل ہونے والی ہے، یقیناً انہوں نے سچ کہا، بے شک موت ضرور آ کر رہے گی۔(۵۵۵)

حضور نبی کریم ﷺ، لبید کے شعر کا صرف مصرع اول پڑھا کرتے تھے کیوں کہ یہ مصرع آپ کو بہت پسند تھا۔ آنحضرت ﷺ نے لبید کے جس مبنی بر حقیقت مصرع کی تعریف وتوصیف بیان فرمائی ہے۔ یہ حالتِ کفر میں کہا گیا۔

نواب قطب الدین دہلوی لکھتے ہیں:

لبید بن ربیعہ عرب کے مشہور ومعروف شاعر تھے۔ عربی ادب میں ان کے کلام اور ان کی شاعری کو سند کا درجہ حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اسلام کی ہدایت بھی بخشی اور ان کو قبولیت اسلام کے بعد صحابیت کا شرف حاصل ہوا۔ وہ جس طرح زمانۂ جاہلیت میں اپنے فن کی وجہ سے قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں، اسی طرح زمانۂ اسلام میں بھی بہت معزز ومکرم رہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے بڑی طویل (ب) عمر پائی اور تقریباً ایک سو ستاون سال کی عمر میں اس دنیا سے رخصت ہوئے۔(۵۵۶)

مولانا محمد زکریا کاندھلوی لکھتے ہیں کہ بعض علماء نے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد اس شعر پر تھا ۔

لک الحمد والنعماء ولفضل ربنا فلا شئی اعلیٰ منک حمداً ولا مجدا

(اے ہمارے رب آپ ہی کے لیے سب تعریفیں ہیں اور آپ ہی کے لیے ملک کی تمام نعمتیں ہیں اور آپ ہی کے لیے سب فضیلتیں ہیں نہ آپ سے زیادہ کوئی تعریف کے قابل ہے نہ آپ سے زیادہ کوئی بڑائی والا

(ا)۔ ان کا یہ کلام، کلام مجید کے موافق ہے۔ ارشاد فرمایا "کل من علیھا فان" (ہر شئے فنا ہونے والی ہے) کل شئی ھالک لھالک الاّ وجھہ (اللہ کی ذات کے سوا ہر شے ہلاک ہونے والی ہے)۔ (اشعۃ اللمعات، باب البیان والشعر، جلد ششم، ص ۴۱)

(ب)۔ لبیدؓ کی طوالت کا پتا ان کے اس شعر سے بھی چلتا ہے۔ جس میں انہوں نے اپنی لمبی عمر سے بے زاری کا اظہار فرمایا ہے۔

ولقد سئامت من الحیات وطولھا وسوال ھذا الناس کیف لبید؟

ترجمہ:۔ میں زندگی اور اس کی درازی سے بے زار ہو گیا ہوں اور لوگوں کے بار بار پوچھنے سے کہ لبید کیسا ہے؟ (مظاہر حق جدید شرح مشکوۃ، شارح نواب قطب الدین دہلوی، باب البیان والشعر، جلد چہارم، ص ۴۳۷)

ہے۔)(۵۵۷)

حضور ﷺ نے کافر (امیہ بن الصلت) کے اشعار سماعت فرمائے:

علم وحکمت سے پُر اشعار سننا مسنون ہے۔ حضور ﷺ شعر کو پرکھنے، انہیں جانچنے اور تفہیم شعری کا عمدہ ذوق رکھتے تھے۔ آپؐ نے ہر اچھے اور عمدہ، بامقصد و بامعنی، نعتیہ وحمدیہ، رجزیہ وہجویہ اشعار کو پسند فرمایا اور اس کی تعریف بھی کی۔ آپؐ نے عمدہ شعر تخلیق کرنے پر شاعر کو خراج بھی پیش کیا اور شاعر کے حق میں دعائے خیر بھی فرمائی اور اس کی حوصلہ افزائی اور ہمت بندھائی کے لیے اعزازات واکرام وانعام سے بھی نوازا۔ آپؐ نے اس بات سے قطع نظر کہ شعر کا خالق، شاعر کس مذہب وقبیلہ، کسی رنگ ونسل اور کس ملک و وطن سے تعلق رکھتا ہے اور کون سی زبان کا بولنے والا ہے، دوست ہے یا دشمن، آپؐ نے بلاکسی تردّد وتعصب کے، عمدہ رویّے اور بہترین رواداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے خالصتاً رضائے الٰہی اور احترام انسانیت، بندگان الٰہی کی دل بستگی اور انسانیت و مذاہب کے مابین ہم آہنگی کے لیے، عالم انسانیت کو درس وتبلیغ کے لیے، وہ نسخہ وفارمولا کہ ''اللہ کے بندے آپس میں ایک دوسرے کے خیر خواہ ہیں'' بھائی چارگی کا جذبہ پیدا کرنے اور ان کے اذہان وقلوب میں ایک دوسرے کے لیے جذبۂ احترام انسانیت اجاگر کرنے کے لیے، ہر عمدہ خصلت رکھنے والے فرد کی، خواہ وہ کسی بھی شعبے سے تعلق رکھتا ہو، تعریف وتوصیف فرمائی خصوصاً شعراء کو آپؐ نے ترجیح وترویج بخشی، کیوں کہ شاعری مظلوموں کا دوسرا سب سے بڑا، بہترین، کارگر اور مؤثر ترین ہتھیار ہے۔ یہ ظالموں کے لیے دندان شکن، اعصاب شکن اور روح شکن ہے۔ آپ کا یہ فرمان عالی شان کہ ''مومن اپنے ہتھیار (تیر وتلوار) سے بھی جنگ کرتا ہے اور اپنی زبان سے بھی (یعنی اشعار وخطابت) کے ذریعے'' اسی بات کا غماض ہے، نیز یہ کہ ''شعر دشمنوں پر تیر سے زیادہ سخت برستے اور کاری زخم لگاتے ہیں، کیوں کہ یہ مثال مشہور ہے کہ ''تلوار کا گھاؤ بھر جاتا ہے، زبان کا گھاؤ نہیں بھرتا۔''(۱)

اس بات سے قطع نظر کہ اچھا شعر (بامقصد و بامعنی بات) کہنے والا یہود ونصاریٰ سے ہے یا مسلمانوں میں سے، آپؐ نے سب کی یکساں پزیرائی فرمائی، جیسا کہ حدیث کریمہ سے ثابت ہے کہ آپؐ نے کافر شعراء کے اشعار سماعت فرمائے۔

حدیث کریمہ میں ہے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا۔

وعن عمرو بن الشريد عن ابيه قال ردفت رسول الله صلى الله عليه وسلم يوماً فقال هل معك من شعر امية بن ابى الصلت شئى قلت نعم قال هيه بانشدته بيتاً. فقال هيه ثم انشدته

(۱) اردو علمی لغت، وارث سرہندی، ص ۳٦۴

بیتاً فقال ھیه حتّی انشدته مائة بیتاً۔ (۵۵۸) (رواہ مسلم)

اور حضرت عمرو ابن شریدؒ (ا) اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا ایک دن (سفر کے دوران) میں رسول کریم ﷺ کے پیچھے (آپؐ کی سواری پر) بیٹھا ہوا تھا کہ آپؐ نے مجھ سے فرمایا "کیا تمہیں امیہ ابن الصلت (ب) کے کچھ اشعار یاد ہیں؟" میں نے عرض کیا کہ ہاں: آپؐ نے فرمایا "اچھا تو سناؤ۔" (ج) (آپ کو میں نے ایک شعر سنایا آپؐ نے فرمایا، اور سناؤ (آپؐ اسی طرح مزید سنانے کی فرمائش کرتے رہے اور میں سناتا رہا) یہاں تک کہ میں (د) نے سو اشعار سنائے۔

اس ضمن میں امام مسلم نے ایک اور حدیث کریمہ اس طرز پر روایت کی ہے۔

حییٰ بن یحییٰ اخبرنا المعتمر بن سلیمان ح و حدّثنی زھیر بن حرب حدّثنا عبدالرحمن بن مھدیّ کلاھما عن عبداللّٰہ بن عبدالرحمان الطّائفی عن عمرو بن الشّرید عن ابیه قال استنشدنی رسول اللّٰہ ﷺ بمثل حدیث ابراھیم بن میسرة وزاد قال ان کاد لیسلم و فی حدیث ابن مھدیّ قال فلقد کادیسلم فی شعرہ۔ (۵۵۹)

(ا) عمرو بن شریدؒ تابعی، ثقہ اور اہل طائف میں سے ہیں۔ ابن حبان نے ان کا ذکر ثقات میں کیا ہے۔ ان کے والد کا نام شرید، شین پر زبر ہے اور وہ صحابی ہیں۔

(ب) امیہ بن ابی الصلت کا تعلق قبیلۂ ثقیف سے ہے، دور جاہلیت میں اہل کتاب سے دین سیکھا، عبادت کرتے تھے اور احکام دین پر عمل کرتے تھے، قیامت پر ایمان رکھتے تھے اس کے اشعار حکمت و نصیحت پر مشتمل ہوتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا 'آمن شعرہ و کفر قلبه' (اس کے اشعار ایمان لائے اور اس کے دل نے کفر کیا)، دوسری روایت میں ہے۔ 'آمن لسانه و کفر قلبهٗ' اس کی زبان ایمان لائی اور اس کے دل نے کفر کیا۔

(ج) ھیہ اس کا اصل ایہ ہے۔ ہمزہ کو ہا سے بدل دیا، آخری ہا کو حذف کر کے ھی بھی پڑھتے ہیں۔ معنی ہر صورت میں کسی کام یا بات میں اضافے کا حکم دیتا ہے۔ صراح میں ہے کہ ایہ کا معنی ہے مزید کہو۔

(د) ظاہر یہی ہے کہ ہر بار آپ نے مزید پڑھنے کے لیے فرمایا اور وہ پڑھتے رہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ اشعار جو پُر از حکمت ہوں، ان کا سننا سنت ہے۔ خواہ شاعر کافر ہو یا فاسق۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ لکھتے ہیں:

یہ آدمی ہمیشہ اہل کتاب سے پیغمبر آخر الزماں ﷺ کے بارے میں پوچھتا رہتا تھا۔ یہ گمان کرتا کہ شاید ہمارے قبیلے سے ہو، جب اس نے سنا کہ آپ قریش سے ہیں اور آپ کی صفات سے آگاہ بھی ہو گیا مگر حسد و عناد کی وجہ سے منکر ہو گیا اور کہنے لگا کہ یہ مناسب نہیں کہ میں ایسے شخص پر ایمان لاؤں جو ثقیف سے نہ ہو۔ ابن جوزی نے 'الوفا باخبار المصطفےٰ' میں ذکر کیا ہے کہ جب اس نے نبی اکرم ﷺ کے اوصاف سنے تو اس نے آرزو کی کاش میں ان کو پالوں۔ ان کی خدمت اور مدد کروں، لیکن جب آپؐ کی نبوت کا اظہار ہو گیا تو اس نے شقاوت کی وجہ سے انکار کر دیا۔ نعوذ باللّٰہ من الشقاوۃ۔ یہ پہلا شخص تھا جس نے خط کی ابتدا میں 'باسمک اللّٰھم' لکھا تھا۔ قریش نے اسی سے یہ کلمہ سیکھا اور دور جاہلیت میں یہی لکھا کرتے تھے۔"

(اشعۃ اللّمعات (اردو)، باب البیان والشعر، جلد ششم، ص ۴۲)

ترجمہ:۔ عمرو بن شرید اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے مجھے شعر پڑھنے کے لیے فرمایا۔ ابراہیم بن میسرہ کی روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''وہ (امیہ بن ابی الصلت) (۱) مسلمان ہونے کے قریب تھا اور ابن مہدی کی روایت میں ہے کہ وہ اپنے اشعار میں اسلام کے قریب تھا۔

یہ حدیث کریمہ علامہ نووی نے اپنی تہذیب میں ذکر کی ہے، جیسا کہ حاشیہ سنن ابن ماجہ میں ہے۔

بخاری (۵۶۰) و مسلم (۵۶۱) میں حدیث ابوہریرہ میں یہ الفاظ بھی ہیں ''و کاد امیہ بن ابی الصلت ان یسلم'' (اور قریب تھا کہ امیہ بن ابی الصلت اسلام قبول کر لیتا)

ایک روایت میں آپ کا فرمان ان الفاظ میں نقل ہوا ہے۔

امن شعرہ و کفر قلبہ۔ (اس کا شعر ایمان لے آیا لیکن اس کے دل نے کفر کیا)۔ (۵۶۲)

امیہ بن ابی الصلت الکافر اسم لبید عبداللّٰہ بن ربیعہ وینشدالشعر فی ثناء المسیح ولم یثبت فی صحیح مسلم عن البشر ابن السوید قال ردفت رسول اللّٰہ ﷺ یوماً فقال ھل معک من شعر امیة الحدیث ذکرہ النووی فی التھذیب. (۵۶۳)

---

(۱) نواب محمد قطب خان دہلوی لکھتے ہیں:

امیہ ابن ابی الصلت بھی عرب کا ایک مشہور اور با کمال شاعر تھا، اس کا تعلق قبیلہ ثقیف سے تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے عہد جاہلیت میں اہل کتاب سے دین سیکھا تھا اور دین داری کی باتیں کرتا تھا، حشر ونشر اور قیامت کے دن پر بھی عقیدہ رکھتا تھا اور اس کے اشعار علم و حکمت اور پند و نصائح سے پر ہوتے تھے، چناں چہ آنحضرت ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا تھا امن شعرہ و کفر قلبہ (یعنی اس کے اشعار سے ایمان جھلکتا ہے اگر چہ اس کا دل کفر میں مبتلا رہا) اس کا ایک خاص مشغلہ یہ تھا کہ آسمانی کتب کا علم رکھنے والوں کے پاس آنا جانا رکھتا اور ان سے ان بشارتوں اور پیشگوئیوں کے بارے میں دریافت کرتا رہتا جو آسمانی کتابوں پر نبی آخرالزماں ﷺ کی بعثت سے متعلق مذکور تھیں، اس کا گمان تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابوں میں جن نبی آخرالزماں ﷺ کی بعثت کی خبر دی ہے وہ میں ہوں، اور ایک نہ ایک دن مجھے نبوت کے خلعت فاخرہ سے نوازا جائے گا لیکن جب آسمانی کتب کے عالموں نے اس کو بتایا کہ وہ نبی قریش میں سے ہوں گے اور اس کو آنحضرت ﷺ کی صفات تفصیل سے معلوم ہوئیں تو وہ اپنے عقائد و نظریات سے ایک دم پھر گیا اور حسد و عناد کی راہ پر چل کر کہنے لگا کہ مجھے اس نبیؐ پر ہرگز ایمان نہ لانا چاہیے جس کا تعلق قبیلہ ثقیف سے نہ ہو۔

ابن جوزی نے کتاب وفا میں یہ لکھا ہے کہ امیہ ابن الصلت ابتداء میں تو نبی آخرالزماں ﷺ کی بعثت کا انتظار بڑی شدت سے کرتا تھا اور آنحضرت ﷺ کی نبوت کی جو علامتیں اور اوصاف سنتا تھا ان کی بناء پر یہ آرزو رکھتا تھا کہ کاش میں ان کا زمانہ پاؤں اور ان کی خدمت و مدد کروں مگر آنحضرت ﷺ کا جب نور نبوت آشکارا تو اپنی باتوں سے پھر گیا اور بغض و عناد اور شقاوت و بختی کی راہ اختیار کر لی۔

بہرحال مذکورہ بالا حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ جو اشعار علم و حکمت اور پند و نصائح کی باتوں پر مشتمل ہوں ان کو سننا مسنون ہے اگر چہ ان اشعار کو کہنے والا کوئی کافر و فاسق ہی کیوں نہ ہو۔ (مظاہر حق جدید شرح مشکوٰۃ، باب البیان والشعر، جلد چہارم، ص ۴۳۸)

حضور علیہ السلام نے بہ فرمائش قس بن ساعدہ کے اشعار سماعت فرمائے:

قس بن ساعدہ کاہن نے حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں جو پیشن گوئی کی تھی، سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے سراہا اور آپؐ نے اس کا کلام فرمائش کر کے سماعت فرمایا۔ سیرت حلبیہ میں حضرت عباسؓ سے روایت ہے:

عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھما قال قدم وفد عبدالقیس علی رسول اللّٰہ ﷺ فقال ایکم یعرف القس بن ساعدۃ الایادی قالوا کلنا یا رسول اللّٰہ ﷺ نعرفہ، قال فافعل قالوا ھلک قال ما انساہ بعگاظ علی جمل احمر وھو یقول ایّھا النّاس اجتمعوا واسمعوا وعوا من عاش مات ومن مات فات وکل ماھو آت آت ان فی السماء یخبرا وان فی الارض لعبرا مھاد موضوع و سقف مرفوع ونجوم تمور و بحار لاتغور اقسم قس قسماً حاتماً لان کان فی الامر رضا لیکونن سخطا ان اللّٰہ دنیاً ھو احب الیہ من دینکم الذی انتم علیہ مالی اری الناس یذھبون ولا یرجعون ارضوا بالمقام فقاموا ام ترکوا ھناک فناموا ثم قال ﷺ ایکم یروی شعرہ فانشدوا علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

(۱) فی الذاھبین الاوّ   لین من القرون لنا بصائر
(۲) لما رائیت مواردا   للموت لیس لھا مصادر
(۳) ورأیت قومی نحوھا   نسعی الاصاغر والاکابر
(۴) لایرجع الماضی الی   والا من الباقین غابر
(۵) ایقنت انی لامحا   لۃ لہ حیث صار القوم صائر۔ (۵٦۴)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ بنی عبدالقیس کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے ان سے پوچھا۔ ''تم میں سے کون ایسا ہے جو قس ابن ساعدہ ایادی کو جانتا ہو! انہوں نے کہا۔'' یارسول اللہ ﷺ! اس کو ہم میں سے ہر ایک شخص جانتا ہے۔'' آپؐ نے پوچھا اس کا کیا ہوا۔ لوگوں نے کہا کہ وہ ہلاک ہو چکا ہے۔ آپؐ نے فرمایا ''لوگ بھولے نہ ہوں گے کہ عطاظ کے میلے میں وہ سرخ اونٹ پر سوار کہہ رہا تھا۔ ''لوگو! جمع ہو کر سنو اور غور کرو کہ ہر زندہ رہنے والا شخص ایک دن مرجائے گا اور ہر مرنے والا فنا اور گم ہو جائے گا، جو کچھ ہونے والا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ آسمانوں میں علم پوشیدہ اور زمین میں عبرت کے سامان ہیں۔ یہ ایک پست فرش ہے اور وہ ایک بلند چھت ہے۔ چھوٹے چھوٹے ستاروں، نہ خشک ہونے والے

سمندروں کی قسم! قس سچی قسم کھا کر کہتا ہے کہ اگر خوشی سے اس معاملے کو قبول نہیں کیا جائے گا تو یقیناً تنگی پیش آئے گی۔ اللہ تعالیٰ کا ایک پسندیدہ دین ہے جو اس کو اس دین سے زیادہ پسند ہے جس پر تم چل رہے ہو، آخر یہ کیا بات ہے کہ لوگ چلے جاتے ہیں لیکن واپس نہیں آتے۔ کیا انہیں وہ جگہ اس قدر پسند آجاتی ہے کہ وہ وہیں رہ پڑتے ہیں یا انہیں وہاں چھوڑ ہی دیا جاتا ہے، چاہے نہ چاہے وہ لوگ وہاں سب سے الگ تھلگ رہتے ہیں۔ (اور اس نیند کے بعد ادھر کا رخ کرنے کے لیے کبھی ان کی آنکھ نہیں کھلتی)'' تم میں سے کون اس کے وہ شعر سنا سکتا ہے (جو اس نے اس وقت پڑھے تھے؟) ان لوگوں نے آپؐ کے سامنے قس کے یہ شعر سنائے ۔

(۱) گزشتہ زمانوں میں مرنے والے لوگوں کے واقعات ہمارے لیے ایک سبق ہیں۔

(۲) جب میں نے دیکھا موت کے گھاٹ کو کہ اس کے متعلق کوئی بھی اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔

(۳) اور میں نے دیکھا کہ میری قوم کے چھوٹے اور بڑے سب ہی لوگ موت کی جانب دوڑ رہے ہیں۔

(۴) یہاں ایک ماضی اور گزشتہ زمانے کا تعلق ہے، وہ کبھی لوٹ کر نہیں آتا، نہ میرے لیے لوٹے گا اور نہ ان کے لیے جو میرے بعد موجود ہوں گے۔

(۵) لہٰذا اب یقین ہو گیا ہے کہ میرا بھی ایک دن اسی طرح انجام ہو جائے گا جس طرح میری قوم کے باقی لوگوں کا ہو چکا ہے۔

اسی طرح حضرت عباسؓ سے ہی ایک روایت جارود ابن عبداللہ سے متعلق ہے کہ آپ حضورﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور حضورﷺ کی خواہش پر قس کے یہ اشعار آپ کو سنائے۔

(۱) هاج للقلب من جواه ادكار ولیال خلالهن نهار

(۲) وجبال شوامخ راسیات وبحار میاههنّ غزار

(۳) ونجوم تلوح فی ظلم اللّیل تراها فی كل یوم تدار

(۴) والذی قدذكرت دل علی الله نفوسا لها هدی واعتبار. (۵۶۵)

ترجمہ: (۱) قلب کے اندر اس کی فضا سے ایک عبرت کی کیفیت پیدا ہوتی ہے اور اسی طرح راتوں سے بھی جن کے درمیان دن کی روشنی آتی تھی۔

(۲) اور اونچے اونچے ان مضبوط پہاڑوں سے اور ٹھاٹھیں مارتے ہوئے دریاؤں سے بھی یہی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔

(۳) اور ان چمکتے ہوئے ستاروں سے جو رات کے اندھیروں میں دمکتے ہیں اور دن میں نظر نہیں آتے۔

یہ سب چیزیں جو میں نے ذکر کی ہیں اللہ تعالیٰ کے وجود پر ان لوگوں کے لیے گواہ اور دلیل بنتی ہیں جن میں ہدایت اور عبرت حاصل کرنے کا مادّہ ہے۔

جارود یہ اشعار جلدی جلدی پڑھ کر سنا رہے تھے جب کہ آپؐ ان میں بہت دل چسپی لے رہے تھے اس لیے آپؐ نے فرمایا ''جارود! ذرا ٹھہر ٹھہر کر پڑھو، مجھے عطاظ کے میلے میں قس کی وہ باتیں بھولی نہیں ہیں۔''

باب اول: فصل سوم:

خاندان رسالت ﷺ اور شاعری

شاعری (شعر کہنا) حضورﷺ کے لیے روا نہ رکھا گیا، لیکن شعر پڑھنے میں آپ کو اختیار حاصل تھا۔ آپؐ اچھے، عمدہ، بامقصد و بامعنی شعر نہ صرف پڑھتے بلکہ سماعت بھی فرماتے تھے۔ عہدِ نبویﷺ میں شعر کہنا یا شاعری صرف مردوں کے لیے ہی مخصوص نہ تھی، بلکہ خواتین بھی اس فن کا لازمی حصہ اور اہم جز تھیں اور عربی ادب کا ایک بڑا حصہ ان ہی خواتین شعراء کی شاعری پر مشتمل ہے۔ عمومی یا روایتی شاعری سے ہٹ کر ہجوگوئی، مرثیہ گوئی اور بیانیہ وطربیہ نظموں اور قصائد کی طرح نعتیہ شاعری (نعت گوئی) میں بھی خواتین کا طوطی بولتا تھا۔ یہ اپنے فن میں نہایت ماہر و مشاق تھیں اور بعض خواتین تو صاحب دیوان شاعرہ گزری ہیں۔

زمانۂ جاہلیت کے عربوں میں شاعری کو مذہب اور ثقافت کا درجہ حاصل تھا۔ اسے خاندانی ورثہ جانا جاتا تھا اور ہر طرح کی شاعری روا تھی، حتیٰ کہ فحش گوئی پر بھی کوئی قدغن نہیں تھی، لیکن اسلام کی نوری کرنوں اور الہامی تصور نے جہاں زندگی کے دیگر شعبوں میں اعتدال و احترام کو نافذ فرمایا، وہیں شاعری کی حدود کا تعین بھی فرمایا اور فن شاعری میں ایک نئی صنف ''نعت گوئی'' کا اضافہ فرمایا۔

اس فن کا سرچشمہ و منبع حضور نبی کریمﷺ کی ذات اقدس ہے۔ نعتیہ شاعری کا رواج آپؐ کی ذات بابرکات سے وابستہ ہے۔ آپؐ کی ذات مطہرہ ہی اس کی بنیاد ہے۔

آپؐ کی آمد سے قبل ہی نعت گوئی کا رواج ہو چکا تھا، کیوں کہ آپؐ کی آمد کے چرچے چہار سُو تھے۔ اس وقت خال خال نعت تھی اور اس کے طرز و بیان میں وہ شیرینی و حلاوت، شستگی و شائستگی، بندش و ارادت و عقیدت اور مودّت کم کم تھی، کیوں کہ وہ بے دیکھے تھی، لیکن آپؐ کی آمد کے بعد تو گویا سماں بندھ گیا۔ ہر راہ رو نعتِ مصطفےٰﷺ کی طرف تھا۔ جسے دیکھو نعت گو، بیمار مصطفےٰﷺ تھا، نعت خواں تھا۔ آزار عشق میں دل میں لئے، سودائے نعت سر میں سمائے، نعت کے ذریعے اپنے قلوب و اذہان کو سکون دے رہا تھا۔

نعتیہ شاعری میں خواتین صحابیات ہی نہیں بلکہ غیر مسلم خواتین کا بھی بڑا حصہ ہے اور انہوں نے آپؐ کی شان میں بہترین اشعار نعت رقم کئے ہیں۔ عموماً خواتین کی شاعری خاندانی رواج کا حصہ رہی ہے اور ایک ہی خاندان میں کئی کئی شعراء و شاعرات، مسلم و غیر مسلم، دونوں صورتوں میں ہوتے تھے اور اپنے اپنے دائرہ مذہب میں اشعار کہتے تھے۔ ایسے بھی نظائر موجود ہیں کہ آپؐ کے خاندان کے افراد نے آپؐ کی ہجو کہی اور یہ بھی اوراق تاریخ پر رقم ہے کہ آپؐ کے خاندان کے افراد نے آپؐ کی شان اقدس میں ہدیۂ نعت پیش کیا یا آپؐ کے رشتہ دار کی کہی گئی ہجو کا جواب دیا۔ دیگر عرب خاندانوں کی طرح آپؐ کے خاندان میں بھی شعراء و شاعرات کی ایک کثیر تعداد موجود تھی اور یہ ایک قدیم روایت تھی جو آپؐ کے خاندان میں چلی آ رہی تھی۔

آپؐ کی بعثت کے بعد بھی یہ روایت آپؐ کے خاندان میں باقی تھی۔ یہی خاندانی جھلک آپؐ کے شعر پڑھنے میں بھی نظر آتی ہے، دیگر یہ کہ آپ کو قدیم شعراء کے اشعار بھی یاد تھے، جس کا اظہار آپؐ وقتاً فوقتاً کرتے رہتے تھے، گو کہ آپؐ شاعر نہیں تھے، لیکن شعر پڑھنے اور سننے کا ذوق رکھتے تھے۔

خاندان رسالت ﷺ میں شعراء کی تعداد:

حضور ﷺ کے خاندان میں کم و بیش سینتیس افراد شاعر تھے، جو شعر کہتے تھے یا جنہوں نے شعر کہے۔ اس تعداد میں باقاعدہ یا کبھی کبھی شعر کہنے والے، دونوں شامل ہیں۔ آپؐ کے خاندان افراد میں کم و بیش سترہ مرد اور بیس خواتین نے اشعار کہے ہیں یا شاعری کی ہے۔ اس میں آپؐ کے دادا حضرت عبدالمطلب کے افراد خانہ سرفہرست ہیں، بعد ازاں آپؐ کے چچاؤں، چچا زاد بھائیوں، چچیوں اور پھوپھیوں و دیگر رشتہ داروں کا نام آتا ہے۔

۱۔ آپؐ کے ساتویں نمبر کے دادا عمدہ شاعر تھے۔ انہوں نے آپؐ کی بعثت سے پانچ سو ساٹھ سال قبل آپؐ کی نعت کہی۔ یہ آپ کے خاندان کے پہلے فرد تھے جنہوں نے آپؐ کی نعت کہی......کعب (بن لوئی)

۲۔ آپ کے دادا کے پردادا۔ آپؐ کے چوتھے نمبر کے دادا اچھے شاعر تھے...... قصی (بن کلاب)

۳۔ آپؐ کے دادا بہترین شاعر تھے........ عبدالمطلب (بن ہاشم)

۴۔ آپؐ کے آٹھویں نمبر کے دادا لوئی (بن غالب) کے بیٹے عمدہ شاعر تھے۔ سامہ (بن لوئی)

۵۔ حضور ﷺ کے نو چچا تھے، جن میں دو مسلمان اور دو غیر مسلم، عمدہ اور نامور شاعر تھے۔

مسلمان شعراء..................... حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب
حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب

غیر مسلم شعراء..................... ابو طالب بن عبدالمطلب (صاحب دیوان)
زبیر بن عبدالمطلب

۶۔ آپؐ کے آٹھ چچا زاد بھائی، جو بہترین شاعر اور مسلم تھے۔
حضرت علیؓ بن ابی طالب بن عبدالمطلب (صاحب دیوان)
حضرت عقیلؓ (طالب) بن ابی طالب بن عبدالمطلب
حضرت جعفر طیارؓ بن ابو طالب
حضرت عبداللہؓ بن زبیر بن عبدالمطلب
حضرت ابو سفیانؓ بن حارث بن عبدالمطلب
حضرت عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب
حضرت نوفلؓ بن حارث بن عبدالمطلب
حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ بن عبدالمطلب

۷۔آپؐ کے والد بھی بہترین شعر کہتے تھے	حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب
۸۔حضورﷺ کی دادیاں عمدہ شاعرہ تھیں	خالدہ بن ہاشم بن عبدمناف
	سُبیعہ بنت عبدشمس بن عبدمناف
	اُمیمہ بنت عبدشمس بن مناف
۹۔حضورﷺ کی سات پھوپھیاں، سب کی سب عمدہ شاعر تھیں۔	تین پھوپھیاں اسلام لائیں، دو نے اسلام قبول نہ کیا اور دو کے بارے میں اختلاف رائے ہے۔
مسلمان پھوپھیاں جو شاعرہ تھیں۔	حضرت رقیقہ بنت ابی صیفی بن ہاشم بن عبدمناف
	حضرت عاتکہؓ بنت عبدالمصلب بن ہاشم بن عبدمناف
	حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف
ان کے بارے میں اختلاف ہے۔	حضرت اروئی بنت عبدالمطلب بن ہاشم بن مناف
غیر مسلم پھوپھیاں	برّہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف
	اُمیمہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف
۱۰۔حضورﷺ کی چچیاں جو عمدہ شاعرہ تھیں اور مسلمان تھیں۔	حضرت اُمّ حکیم البیھاء بنت عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف
	حضرت لُبابۃ الکبریٰؓ بنت حارث بن حزن الھلالیۃ زوجہ حضرت عباسؓ بن عبدالملطب
	حضرت سلمٰی بنت عمیسؓ الخثعمیہ زوجۂ حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب
۱۱۔حضورؐ کی چچا زاد بہنیں جو عمدہ شاعرہ تھیں اور مسلمان تھیں۔	حضرت ارویٰؓ بنت حارث عبدالمطلب
	حضرت درّۃ بنت عبدالعزیٰ (ابولہب) بن عبدالمطلب
۱۲۔امہات المومنین جنہوں نے عمدہ اشعار کہے۔	حضرت عائشہؓ بنت ابوبکر صدیقؓ
	حضرت اُمّ سلمہؓ بنت ابی امیہ المغیرہ بن عبداللہ بن عمرو القرشیہ۔
	حضرت خدیجہؓ بنت خویلد
	حضرت حفصہؓ بنت عمر بن خطابؓ
۱۳۔حضورﷺ کی والدہ ماجدہ عمدہ شعر کہتی تھیں	حضرت آمنہؓ بنت وہب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب بن مرّۃ۔
۱۴۔حضورﷺ کی صاحب زادی بھی عمدہ شعر کہتی تھیں۔	حضرت فاطمہ بنت محمدﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم۔

خاندانِ رسالت ﷺ میں شعراء کی رشتہ داریاں

اسمائے گرامی	عبدالمطلب سے رشتہ	ابوطالب سے رشتہ	حضرت عبداللہ سے رشتہ	حضور ﷺ سے رشتہ	کیفیت نمبر۱	کیفیت نمبر۲
					---	----
۱۔ خواجہ عبدالمطلب بن ہاشم	---	والد	والد	دادا	باپ، بیٹے تینوں شاعر	والد، چچا اور دادا دونوں شاعر
۲۔ حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب	بیٹا	بھائی	بھائی	چچا	باپ، بیٹا دونوں شاعر	〃 چچا اور دادا دونوں شاعر
۳۔ حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب	بیٹا	بھائی	بھائی	چچا	باپ، بیٹا دونوں شاعر	〃 چچا اور دادا دونوں شاعر
۴۔ خواجہ ابوطالب بن عبدالمطلب	بیٹا	بھائی	بھائی	چچا	باپ، بیٹا دونوں شاعر	〃 چچا اور دادا دونوں شاعر
۵۔ زبیر بن عبدالمطلب	بیٹا	بھائی	بھائی	چچا	باپ، بیٹا دونوں شاعر	〃 چچا اور دادا دونوں شاعر
۶۔ حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب	بیٹا	بھائی	-	والد	باپ، بیٹا دونوں شاعر	والد اور دادا دونوں شاعر
۷۔ حضرت علیؓ بن ابوطالب بن عبدالمطلب	پوتا	والد	بھتیجا	چچازاد بھائی	بیٹا، باپ، دادا تینوں شاعر	چچازاد بھائی، چچا اور دادا تینوں شاعر
۸۔ حضرت عقیلؓ بن ابوطالب بن عبدالمطلب	پوتا	والد	بھتیجا	چچازاد بھائی	بیٹا، باپ، دادا تینوں شاعر	چچازاد بھائی، چچا اور دادا تینوں شاعر
۹۔ حضرت جعفر طیارؓ بن ابوطالب بن عبدالمطلب	پوتا	والد	بھتیجا	چچازاد بھائی	بیٹا، باپ، دادا تینوں شاعر	چچازاد بھائی، چچا اور دادا تینوں شاعر
۱۰۔ حضرت عبداللہ بن زبیر بن عبدالمطلب	پوتا	بھتیجا	بھتیجا	چچازاد بھائی	بیٹا، باپ، دادا تینوں شاعر	چچازاد بھائی، چچا اور دادا تینوں شاعر
۱۱۔ حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ بن عبدالمطلب	پوتا	بھتیجا	بھتیجا	چچازاد بھائی	بیٹا، باپ، دادا تینوں شاعر	چچازاد بھائی، چچا اور دادا تینوں شاعر

۱۲۔ عبیدہؓ بن حارث بن عبدالمطلب	پوتا	بھتیجا	بھتیجا	چچازاد بھائی	پوتا، دادا دونوں شاعر	چچازاد بھائی اور دادا دونوں شاعر
۱۳۔ ابوسفیانؓ بن حارث بن عبدالمطلب	پوتا	بھتیجا	بھتیجا	چچازاد بھائی	پوتا، دادا دونوں شاعر	چچازاد بھائی اور دادا دونوں شاعر
۱۴۔ حضرت نوفلؓ بن حارث بن عبدالمطلب	پوتا	بھتیجا	بھتیجا	چچازاد بھائی	پوتا، دادا دونوں شاعر	چچازاد بھائی اور دادا دونوں شاعر
۱۵۔ خالدہ بنت ہاشم	حقیقی بہن	پھوپھی	پھوپھی	دادی	بہن اور بھائی دونوں شاعر	دادی اور دادا دونوں شاعر
۱۶۔ امیمہ بنت عبدشمس	چچازاد بہن	پھوپھی	پھوپھی	دادی	-	دادی اور دادا دونوں شاعر
۱۷۔ سبیعہ بنت عبدشمس	چچازاد بہن	پھوپھی	پھوپھی	دادی	-	دادی اور دادا دونوں شاعر
۱۸۔ حضرت رقیہؓ بنت ابی صیفی بن ہاشم	بھتیجی	چچازاد بہن	چچازاد بہن	پھوپھی	بھتیجی اور چچا دونوں شاعر	پھوپھی اور دادا دونوں شاعر
۱۹۔ حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب	بیٹی	بہن	بہن	پھوپھی	بیٹی اور باپ دونوں شاعر	پھوپھی اور دادا دونوں شاعر
۲۰۔ حضرت عاتکہؓ بنت عبدالمطلب	بیٹی	بہن	بہن	پھوپھی	بیٹی اور باپ دونوں شاعر	پھوپھی اور دادا دونوں شاعر
۲۱۔ حضرت اروئیؓ بنت عبدالمطلب	بیٹی	بہن	بہن	پھوپھی	بیٹی اور باپ دونوں شاعر	پھوپھی اور دادا دونوں شاعر
۲۲۔ حضرت اُمّ حکیم البیضاؓ بن عبدالمطلب	بیٹی	بہن	بہن	پھوپھی	بیٹی اور باپ دونوں شاعر	پھوپھی اور دادا دونوں شاعر
۲۳۔ برّہ بنت عبدالمطلب	بیٹی	بہن	بہن	پھوپھی	بیٹی اور باپ دونوں شاعر	پھوپھی اور دادا دونوں شاعر
۲۴۔ اُمیمہ بنت عبدالمطلب	بیٹی	بہن	بہن	پھوپھی	بیٹی اور باپ دونوں شاعر	پھوپھی اور دادا دونوں شاعر
۲۵۔ حضرت لبابۃ الکبریٰؓ زوجۂ حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب	بہو	بھاوج	بھاوج	چچی	بہو، بیٹا، سسر تینوں شاعر	چچی، چچا اور دادا تینوں شاعر

۲۶۔حضرت سلمٰی بنت عمیسؓ زوجہ حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب	بہو	بھاوج	بھاوج	چچی	بہو، بیٹا، سسر تینوں شاعر	چچی، چچا اور دادا تینوں شاعر
۲۷۔حضرت درۃؓ بنت عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب	پوتی	بھتیجی	بھتیجی	چچازاد بہن	پوتی اور دادا دونوں شاعر	چچازاد بہن اور دادا دونوں شاعر
۲۸۔اروی بنت حارث بن عبدالمطلب	پوتی	بھتیجی	بھتیجی	چچازاد بہن	پوتی اور دادا دونوں شاعر	چچازاد بہن اور دادا دونوں شاعر
۲۹۔حضرت عائشہؓ زوجہ رسول کریم ﷺ	بہو	بھتیج بہو	بہو	زوجہ محترمہ	دادا سسر اور بہو دونوں شاعر	-
۳۰۔حضرت اُمّ سلمہ زوجہ رسول کریم ﷺ	بہو	بھتیج بہو	بہو	زوجہ محترمہ	سسر اور بہو دونوں شاعر	دادا اور زوجہ دونوں شاعر
۳۱۔حضرت خدیجہؓ زوجہ رسول کریم ﷺ	بہو	بھتیج بہو	بہو	زوجہ محترمہ	سسر اور بہو دونوں شاعر	دادا اور زوجہ دونوں شاعر
۳۲۔حضرت حفصہؓ زوجہ رسول کریم ﷺ	بہو	بھتیج بہو	بہو	زوجہ محترمہ	سسر اور بہو دونوں شاعر	دادا اور زوجہ دونوں شاعر
۳۳۔حضرت آمنہؓ زوجہ حضرت عبداللہؓ	بہو	بھابھی	زوجہ	والد	بہو اور بیٹا، دونوں شاعر	والد اور والدہ دونوں شاعر
۳۴۔حضرت فاطمہؓ زوجہ حضرت علیؓ	پڑپوتی	پوتی	پوتی	بیٹی	تینوں دادا اور پوتی سب کے سب شاعر	بیٹی اور داماد دونوں شاعر

☆......☆......☆

حضور نبی کریم ﷺ کے خاندان

میں شعری روایت

حضور نبی کریم ﷺ کے خاندان میں شعر گوئی کی روایت بہت مضبوط اور قدیم تھی۔ آپ ؐ کے خاندان کے بیش تر افراد خواہ وہ مرد ہوں یا خواتین، شعر گوئی میں مہارت تامہ رکھتے تھے اور دورِ جاہلیت ہو یا دورِ اسلام، عہدِ اصنام پرستی ہو یا عہدِ نبوی ﷺ، آپ ؐ کے خاندان میں، ہر دور میں شعری روایت موجود رہی ہے۔ آپ ؐ کے خاندان میں بڑے بڑے نامور، جید، زبان و بیان پر قادر، ماہرین فن، فی البدیہہ اشعار کہنے والے شعراء گزرے ہیں۔ عمومی عربی شاعری ہو یا خاص، نعت گوئی ہو یا رجز گوئی، ہجوگوئی ہو یا مرثیہ گوئی، طربیہ شاعری ہو یا المیہ، حمدیہ شاعری ہو یا پند و نصائح پر مشتمل اشعار۔ آپ ؐ کے افراد خانہ اس فن کی ترویج کے کوہ گراں ثابت ہوئے ہیں۔ عربی ادب کا بڑا حصہ خصوصاً نعتیہ ادب، آپ ؐ کے خاندان کا رہن منت ہے۔

شعرائے قریش (خاندان رسالت ﷺ) زبانی و بیان پر بے پناہ قدرت، خداداد صلاحیت اور کلام میں بلا کی اثر انگیزی و طاقت اور حسن و ندرت رکھتے تھے۔ ان کی فصاحت و بلاغت کے سامنے بڑے سے بڑا زود آور، زود گو اور نامور شاعر بھی نہیں ٹِک پاتا تھا۔ موضوعات کو انوکھے اور ندرت پن، لطافت و نزاکت، پُر کاری و پُر کاری، بے ساختگی و فی البدیہہ اور مضمون کو بھرپور شدت و قوت کے ساتھ پیش کرنا ان کا خاصہ تھا۔ فن قصیدہ گوئی ہو یا مرثیہ گوئی، غزلیات و ہزلیات ہوں یا رجزیات، حمدیات الٰہی ہوں یا نعت نبوی ﷺ، کسی بھی فن میں ان کا ہم پلّہ و ہمسر کوئی نہ ہوا۔

چوں کہ آپ ؐ کے خاندان کے بیش تر افراد شعر کہتے تھے اور اس دور میں شاعری خاندانوں کا لازمی جز تھی بلکہ خاندانی وراثت سمجھی جاتی تھی، اسی وجہ سے آپ کو بھی شعر سننے اور تفہیم شعری کا عمدہ ذوق تھا، گو کہ آپ کی ولادت سے لے کر وصال تک، آپ ؐ کی شانِ اقدس میں اشعار کہے گئے، قصائد رقم کئے گئے، لیکن چوں کہ آپ ؐ کا منصب شاعری نہیں بلکہ رسالت تھا اور اس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی منصب نہیں، کہ یہ من جانب اللہ، اللہ کے چنیدہ و برگزیدہ بندوں کا منصب ہے۔ اس منصب کا حامل شعراء کی طرح قیاسی و خیالی اور اختراعی باتیں نہیں کرتا

اور نہ ہی وہ خود کلامی کرتا ہے بلکہ اس کی باتیں الہامی اور ایقانی ہوتی ہیں۔ جب وہ من جانب اللہ تقرر کردہ ہوتا ہے تو اس کی گفتگو بھی من جانب اللہ ہوتی ہے۔ ان کی باتیں دین و ایمان کا جز ہوتی ہیں، عقائد کا حصہ ہوتی ہیں۔ توحید کی شہادت اور رسالت کی گواہی ہوتی ہیں۔ اس لئے آپ کو شعر گوئی سے اجتناب کی تاکید کی گئی۔

حضور نبی کریم ﷺ کے دادا حضرت عبد المطلب (بن ہاشم)، آپؐ کے دادا کے پردادا قصیٰ (بن کلاب)، آپؐ کے ساتویں نمبر کے دادا کعب (بن لوی)، آپؐ کی دادیاں، آپؐ کی پھوپھیاں، آپ کے آٹھویں نمبر کے دادا لوی (بن غالب) کا بیٹا سامہ، آپؐ کے چچا، آپؐ کے چچاؤں کے بیٹے (آپؐ کے چچا زاد بھائی) آپؐ کی چچیاں، آپؐ کی چچا زاد بہنیں، آپؐ کے والد، آپؐ کی والدہ، آپؐ کی ازواج مطہرات، آپؐ کی صاحب زادی، فن شاعری پر کامل مہارت اور شعر گوئی پر ملکہ رکھتی تھیں۔

آپؐ کے خانوادہ نے نہ صرف یہ کہ دور جاہلیت میں فن شاعری کی عمدہ اصناف کو برتا اور اس فن میں نئی طرح ڈالی، بلکہ ظہور اسلام کے بعد عہد نبوی ﷺ میں نعت شاعری کو بھی عروج بخشا۔ اس فن کی مکمل و افضل آبیاری کی۔ نعتیہ ادب کو جلا بخشی اور اس فن میں خوب خوب جوہر دکھائے۔

حضور ﷺ کی دادیوں میں خالدہ بنت ہاشم، اُمیمہ بنت عبد شمس بن عبد مناف اور سُبیعہ بنت عبد شمس بن عبد مناف، بہترین شاعرات تھیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کے دادا حضرت عبد المطلب دین حنیف کے پیروکار تھے۔ بتوں کی پرستش سے آپ کو کوئی لگاؤ نہ تھا۔ آپ کعبہ شریف کے متولی تھے۔ آپ شاعری کا نہایت عمدہ ذوق رکھتے تھے۔ آپ کی شاعری حمدیات، توحیدات و الٰہیات اور پند و نصائح پر مشتمل ہے یا پھر نعتیہ اشعار پر، گو کہ فخریہ شاعری بھی آپ کی شاعری کا جز ہے، لیکن فواحشات و خواہشات اور بدگوئی و سوقیات سے مبرّا ہے۔

حضور ﷺ کے خاندان اور تاریخ ادب عربی میں، خواہ وہ جاہلی ادب ہو یا اسلامی، حضور ﷺ کے دادا خواجہ عبد المطلب کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ، ان کے افراد خانہ خواہ وہ مرد ہوں یا خواتین، دونوں اصناف میں شعراء کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ آپ کے دس بیٹوں میں سے پانچ شاعر تھے، جن میں ایک صاحب دیوان شاعر بھی شامل ہے۔ آپ کی تمام یعنی چھ کی چھ بیٹیاں بہترین شاعرہ تھیں، گویا آپ کا خاندان شاعروں کا گھرانہ تھا۔ ان کے کہے گئے اشعار آج بھی تاریخ ادب عربی میں محفوظ ہیں اور ادب عربی کا شاہ کار خزانہ ہیں، پھر یہ اعزاز بھی کسی قبیلے یا خاندان کو حاصل نہیں جو کہ قبیلۂ رسول ﷺ کو حاصل ہے کہ خانوادۂ رسالت ﷺ میں خواجہ عبد المطلب کے بیٹے حارث کے تین بیٹے حضرت عبیدہؓ، حضرت ابوسفیانؓ اور حضرت نوفل

(خواجہ عبد المطلب کے پوتے) تینوں مسلمان شاعر۔ حضرت عباسؓ بن عبد المطلب کے بیٹے، حضرت عبد اللہؓ بن عباسؓ (عبد المطلب کے پوتے) دونوں باپ، بیٹے مسلمان شاعر۔ ابو طالب بن عبد المطلب کے بیٹے حضرت علیؓ (عبد المطلب کے پوتے) دونوں باپ، بیٹے صاحب دیوان شاعر۔ (پوتا مسلمان، باپ کا ایمان ثابت نہیں) اور ابو طالب کے دوسرے اور تیسرے بیٹے حضرت عقیلؓ اور حضرت جعفر طیارؓ (حضرت علیؓ کے حقیقی بھائی) (عبد المطلب کے پوتے) مسلمان شاعر۔ اسی طرح زبیر کے بیٹے حضرت عبد اللہؓ (عبد المطلب کے پوتے) بھی بہترین شاعر تھے۔ یعنی یہ اعزاز بھی جدّ رسول ﷺ، عبد المطلب کو حاصل ہے کہ ان کے آٹھ پوتے، سارے صاحب ایمان، عہدِ نبوی ﷺ کے بہترین شاعر تھے۔ یہی نہیں بلکہ عبد المطلب کی بہوویں، بھتیجیاں، پوتیاں اور چچازاد بہنیں بھی سب ہی بہترین شاعرہ اور عمدہ شاعرات گزری ہیں۔

خاندان یا قبیلہ قریش کو جس طرح دیگر بے شمار باتوں پر، بے شمار اعزازات و افضال، اکرام و انعام، شرف و عزّ حاصل ہے۔ اسی طرح اس قبیلۂ سرکار رسالت مآب ﷺ کو یہ فضیلت و شرف بھی حاصل ہے کہ قبل از اسلام و مابعد از اسلام، سب سے زیادہ شعراء اسی قبیلے اور خاندان میں گزرے ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کے نو چچا تھے، جن میں سے چار یعنی حضرت عباسؓ، حضرت حمزہؓ اور ابو طالب و زبیر عمدہ شاعر تھے۔ ان میں اول الذکر دو چچا مسلمان تھے اور ان کی شاعری اسلامی اور انقلابی تھی۔ یہ بہترین نعت گو شعراء تھے۔ انہوں نے آپ کی بہت عمدہ نعتیں کہی ہیں جو اہل ایمان کے لیے بنیاد ہیں۔ حضرت ابو طالب مسلمان نہ ہوتے ہوئے بھی اسلام کے بنیادی، انقلابی اور اسلامی شاعر تصور کئے جاتے ہیں۔ آپؐ نے بہت ہی عمدہ نعتیہ قصائد اور تحسین سے بھرپور نعتیہ اشعار کہے۔ آپ نے اپنی نعتیہ شاعری کے ذریعے فرامین نبوی ﷺ ہی کو نہیں بلکہ تشخص اسلام کو بھی ابھارا۔ آپ کی نعتیہ شاعری ترویج دین کا عمدہ ذریعہ بنی اور حضور ﷺ کی ذات گرامی کو اعلیٰ مقام پر فائز کیا۔ آپ کی شاعری سے کفار و مشرکین خوف کھاتے تھے، جب آپ ان کے مقابل سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت پیش کرتے تھے۔ اسی طرح آپؐ کے آٹھ چچازاد بھائی (آپؐ کے چچا حارث کے تین بیٹے) حضرت عبیدہؓ، حضرت نوفلؓ اور حضرت ابوسفیانؓ (تینوں مسلمان) اور دوسرے چچا ابو طالب کے تین بیٹے، حضرت علیؓ، حضرت جعفر طیارؓ اور طالب (حضرت عقیلؓ) تینوں مسلمان ،بہترین اور عمدہ شاعر تھے۔ حضرت عقیلؓ تو آپؐ کے ساتھ جنگ خیبر میں بھی شریک ہوئے۔ اسی طرح آپ کے چچا حضرت عباسؓ کے بیٹے حضرت عبد اللہؓ اور زبیر کے بیٹے حضرت عبید اللہؓ بھی عمدہ شاعر تھے۔

آپؐ کی سات پھوپھیاں تھیں یعنی حضرت رقیقہؓ بن ابی صیفی بن ہاشم، حضرت صفیہؓ بنت عبد المطلب، حضرت عاتکہؓ بنت عبد المطلب، امّ حکیم البیضاء، امیمہ، اروئی اور برۃ، یہ سب کی سب اعلیٰ درجہ کی شاعرات

تھیں۔ ان کے کہے ہوئے مراثی وقصائد آج بھی عربی شاعری اور عربی ادب کی روح تصور کئے جاتے ہیں۔

حضورﷺ کی دو چچیاں حضرت لُبابۃ الکبریٰ ۔ ۔ زوجۂ حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب اور حضرت سلمٰی بنت عمیس، زوجۂ حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب بھی عمدہ شاعرہ تھیں۔ اسی طرح آپ ؐ کی چچا زاد بہنیں اروئی بنت حارث بن عبدالمطلب اور دُرّہ بنت عبدالعزیٰ(ا) بن عبدالمطلب بھی عمدہ اشعار کہتی تھیں۔ علاوہ ازیں آپ کی ازدواج مطہرات میں حضرت عائشہؓ، حضرت امّ سلمہؓ، حضرت خدیجہؓ اور حضرت حفصہؓ بہترین شاعرہ تھیں۔ حضرت عائشہؓ عمدہ شعری ذوق رکھتی تھیں اور شعر کہتی تھیں۔ حضرت عائشہؓ کو فن شعر گوئی پر کامل مہارت حاصل تھی۔ آپ کا حافظہ بہترین تھا اور آپ کو مختلف شعراء کے سیکڑوں اشعار از بر تھے۔ آپ ؐ کے والد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب اور والدہ حضرت آمنہؓ بنت وہب بن عبد مناف سے بھی اشعار نعت کا ثبوت ملتا ہے۔ حضورﷺ کی والدہ ماجدہ کی ایک بہت ہی خوب صورت نعت اوراق کتب ادب وتاریخ میں محفوظ ہے۔ آپ کی صاحب زادی حضرت فاطمہ زہراؓ بھی بہت عمدہ شاعرہ تھیں اور آپ کے اشعار بھی اوراق تاریخ پر ثبت ہیں۔

آپ ؐ کے خاندان میں سب سے زیادہ شعر کہنے والے، زود گو، زود طبع اور موضوع کے ساتھ انصاف کرنے والے حضرت ابو طالب اور ان کے بیٹے حضرت علیؓ یعنی آپ ؐ کے چچا اور آپ ؐ کے چچا زاد بھائی ہیں، جو باقاعدہ صاحب دیوان شاعر کہلاتے ہیں۔ ان دونوں حضرات کے دیوان طبع ہو چکے ہیں۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ آپ ؐ کے خاندان میں باپ، بیٹے دونوں صاحب دیوان شاعر ہوئے۔ یہ اعزاز خاندان بنو ہاشم (قبیلۂ قریش) کے سوا کسی اور خاندان یا قبیلہ کو حاصل نہیں (ب) (۱۰۔۷۷)

آپ کا خاندان فن شعر و ادب سے مالا مال تھا۔ عربی زبان و ادب، مراثی وقصائد خصوصاً نعتیہ ادب کی ترویج وابتداء اور نعت گوئی کی شروعات آپ ؐ کے خاندان سے ہوئی۔

(ا) ابولہب کا اصل نام۔

(ب) ابو ہفان عبداللہ بن احمد بن حرب بصری نحوی نے، جو خود بھی بہت عمدہ شاعر تھے، ابو طالب کے پانچ سو سے زائد اشعار کو یکجا کر کے ایک جلد مرتب کی اور اس مجموعے کا نام ''سعر ابی طالب'' رکھا۔
بغداد میں ''آل سید عیسیٰ العطار کے ذخیرہ میں موجود ہے، جسے ایک اور نسخے سے نقل کر کے اس پر مہر لگا دی گئی تھی۔ ناقل نے اختتام بطور کلام یہ تحریر لکھ چھوڑی ہے'' یہ نسخہ محرم ۳۸۰ھ میں ''عفیف بن اسعد'' نے بغداد میں اپنے لئے لکھا اور شیخ عثمان بن جنی کے تحریر کردہ نسخے سے لیا۔ دونوں نسخوں کی آپس میں مطابقت بھی کی اور ان کے سامنے پڑھ کر سنایا بھی گیا۔
اسی مذکورہ ذخیرہ میں علی بن حمزہ البصری التمیمی کا مرتب کردہ دیوان ابی طالب بھی موجود ہے۔ جس میں انہوں نے ابو محمد ہارون بن موسیٰ تلعکبری (المتوفی ۳۷۸ھ) سے روایت کی ہے اور پھر اس نسخے کو علی بن جواد الکاظمی نے ۲۸ رمضان المبارک ۱۱۰۷ھ کو اپنے لئے تحریر کیا۔ جامعہ الازہر کے استاذ محمد خلیل الخطب نے ''غایۃ المطالب فی شرح دیوان ابو طالب'' تصنیف کی ہے۔

خواجہ کعب بن لؤیّ کی نعت و بشارت

خواجہ کعب بن لؤیّ حضور کی ساتویں اور حضرت عمرؓ کی آٹھویں پشت کے دادا ہیں۔ "ای هو الجد الثامن لعمرؓ" (٥٦٦) کعب اور حضور نبی کریم ﷺ کے درمیان پانچ سو ساٹھ سال کا طویل فاصلہ ہے۔(۱) "و کل بینه و بین مبعثه ﷺ خمسأته و ستة و ستّون سنة وفی الامتاع و عشرون ستة لان الحق ان الخمس مائة و الستّین انما هی بین موت کعب و الفیل الذی هو مولده ﷺ کما ذکره ابو نعیم فی الدلائل النبویة" (٥٦٧)

(کعب اور آنحضرت ﷺ کے درمیان پانچ سو ساٹھ سال کا فاصلہ ہے۔ کتاب امتاع میں ہے کہ پانچ سو بیس سال کا فاصلہ ہے، کیوں کہ درحقیقت پانچ سو ساٹھ سال کا فاصلہ کعب کی موت اور عام الفیل کے درمیان ہے (یعنی ہاتھیوں والا سال جس میں شاہ ابرہہ الاشرم نے ہاتھیوں کی فوج کے ساتھ بیت اللہ پر حملہ کیا)

حضرت کعب بن لؤیّ، خاندان رسالت ﷺ کے اولین نعت گو شاعر ہیں۔ آپ نے بحیثیت جدّ خاندان رسالت ﷺ، سب سے پہلے حضور ﷺ کی شان اقدس میں آپ کی ولادت و آمد سے متعلق نعتیہ اشعار کہے۔ آپ اس زمانے میں اہل قریش کو جمع کرتے تھے اور ان کو حضور ﷺ کے ظہور و آمد اور آپ کی رسالت و نبوت و بعثت کے متعلق باتیں بتایا کرتے تھے۔ آپ ان سے کہتے۔

''عن قریب تمہارے پاس ایک عظیم خبر آئے گی اور ایک کریم نبی ﷺ ظاہر ہوگا، لہٰذا تم اپنے حرم کو زینت و عظمت بخشو۔'' وہ ان کے سامنے حضور نبی کریم ﷺ کی شان میں اشعار نعت پڑھا کرتے تھے۔ کعب بہترین خطیب و واعظ بھی تھے اور آپ ہی سب سے پہلے شخص ہیں جس نے جمعہ کا خطبہ دیا۔ اس زمانے میں جمعہ کو ''یوم عروبہ'' کہا جاتا تھا۔ "و کان یجمع قومه یوم العروبة الی یوم الرحمة الذی هو یوم الجمعة." (٥٦٨)

علامہ سیوطی لکھتے ہیں کہ آپ یوم جمعہ کے موقع پر اپنی قوم سے یوں خطاب فرماتے۔

و اخرج ابونعیم عن ابی سلمة بن عبد الرحمن بن عوف قال کان کعب بن لؤیّ بن غالب یجمع قومه یوم الجمعة فینحبطهم فیقول امابعد فاسمعوا و تعلموا و افهموا و اعلموا لیل ساج و نهار و ضاح والارض مهاد و السماء بناء و الجبال اوتاد و النجوم اعلام والاوّلون کا الآخرین و الذکرو الانثیٰ و الروح الی بلیٰ فصلوا ارحامکم و احفظوا

---

(۱) حضرت کعب کا زمانہ حضرت عیسیٰ کے دور کا ہے۔ حضور کی ولادت اور حضرت عیسیٰ کے درمیان فاصلہ کو ''زمانۂ فترت'' کہا جاتا ہے۔

اصهارکم و ثمروا اموالکم فھل رأیتم من ھالک رجع اومیت نشر الدار امامکم و االظن غیر ما تقولون حرمکم زینوہ و عظموہ و تمسکوابہ فسیاتی لہ نباعظیم وسیخرج منہ نبی کریم ﷺ. (۵۶۹)

ترجمہ: ابونعیم نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے نقل کیا کہ کعب بن لوئی بن غالب جمعہ کے قومی اجتماع میں اس طرح خطاب کرتا تھا۔

''اے برادران قوم! جانو اور سمجھو، غور سے سنو اور خبردار ہو جاؤ۔ رات تاریک اور دن روشن ہے۔ زمین بچھونا اور آسمان ہی ہماری چھت ہے۔ پہاڑ میخ اور ستارے رہنما۔ اور پچھلے اگلوں کی مانند، ویسے ہی مرد وعورت ہیں اور روح پرانی ہونے والی ہے، لہٰذا تم صلہ رحمی کرو، حقوق قرابت کی حفاظت کرو، اپنے احوال کو بڑھاؤ۔ تم نے کسی مرنے والے کی بازگشت دیکھی یا کہ کوئی مردہ دوبارہ اٹھا؟ آخرت تمہارے سامنے ہے اور آخرت میں انداز وگمان سے سوا ہے جو تم بتاتے ہو اور جس کا ذکر کرتے ہو۔ اپنے حرم کو زینت دو اور اس کی تعظیم کرو اور اس کو مضبوط تھامو، کیوں کہ عن قریب اس کے لیے ایک عظیم خبر ہونے ہوالی ہے اور بہت جلد اس حرم سے ایک عزت والا، محترم و معظم نبی ﷺ ظہور کرنے والا ہے۔''

پھر اس کے بعد وہ یہ شعر پڑھا کرتے ؎

نھار و لیل کلّ اوب بحادث　　سواء علینا لیلھا و نھارھا

علیٰ غفلۃ یاتی النّبی محمدٌ　　یخبر اخباراً صدوق خبیرھا

(۱)(۵۷۰)

ترجمہ: روزانہ دن و رات نو بہ نو رونما ہوتے ہیں۔ ہم پر دن و رات یکساں ہیں۔

جہالت اور بے خبری کے دور میں اچانک محمد رسول اللہ ﷺ تشریف لائیں گے اور اس طرح سچی خبریں بتلائیں گے جس طرح ایک جاننے اور خبر رکھنے والا ہوتا ہے۔

علامہ سید زینی دحلان نے اپنی سیرۃ میں یہ شعر بھی نقل کیا ہے۔

منونان بالاحداث حین تناوبھا　　وبالنعم الضافی علینا سرورھا

(۵۷۱)

ترجمہ: (یہ باری باری واقعات وانعامات کے ساتھ آتے رہیں گے اور ہمارے سرور میں اضافہ کرتے رہیں گے)

اس کے بعد وہ کہتے۔

(۱) کعب کا یہ شعر حضور نبی کریمؐ کے علم غیب پر مستند دلیل ہے۔ (ش۔م)

والله لو كنت ذا سمع وذا بصر وذا يد و ذا رجل لتنصبت فيها تبصب الجمل و لاقلت فيها ارقال الفحل.

ترجمہ: خدا کی قسم! اگر میں شنوائی اور بینائی اور دست و پا رکھنے والا ہوتا، تو ان کے عہد نبوت میں (ان کے مشوروں کے لیے) ایسی محنت اور سرگرمی سے کوشاں ہوتا جس طرح ایک شتر محنت کش اور مشقت گیر ہوتا ہے اور ایسی تیزی دکھلاتا جس طرح ایک اونٹ اپنی طویل منزل مقصود تک پہنچنے میں دکھاتا ہے۔

پھر وہ نعت کا یہ شعر پڑھا کرتے ؎

یا لیتنی شاهداً نجواء دعوته حين العشيرة تبغي الحق خذلانا

(۵۷۲)

ترجمہ: (کاش میں ان (علیہ) کے دعوت کے دور میں ان کی دعاؤں کا اثر اس وقت دیکھنے والا ہوتا، جب ان کا قبیلہ حق کو چھوڑنے کی خواہش اور سچائی کو رسوا کرنے والا ہوتا) (ا)

قصی بن کلاب کے اشعار

حضورﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب کے پردادا، یعنی حضورﷺ کے چوتھے دادا قصی (بن کلاب) بھی بہت اچھے شاعر تھے۔ زمانہ جاہلیت میں عمدہ شعر کہتے تھے جیسا کہ سیرت ابن ہشام میں ہے کہ آپ نے بحر وافر میں یہ اشعار کہے ؎

انا ابن العاصمين بني لؤيّ بمكة منزلي و بها ربيت

ترجمہ: میں بنی لؤیّ میں سے ہوں جو لوگوں کے محافظ ہیں، مکہ میرا شہر ہے اور یہیں سے میری نشوونما ہوئی۔

الى البطحاء قد علمت معدّ و مروتها رضيت بها رضيت

ترجمہ: وادی بطحاء تک بنی معد نے مجھے خوب جان لیا ہے اور کوہ مروہ سے میں بہت راضی ہوں۔

فلست لغالب ان لم تأثّل بها اولاد قيذر و النبيّت

ترجمہ: اگر قیذر اور بنیت (ا) کی اولاد یہاں مقیم نہ ہوئی تو مجھے غلبہ کیوں کر حاصل ہوتا۔

رزاح ناصري وبه اُسامي فلست اخاف ضيماً ماحييت (۵۷۳)

ترجمہ: میری امداد کرنے والا رزاح (ب) ہے اور اسی پر میں فخر کرتا ہوں، جب تک میں زندہ ہوں، کسی بے انصافی سے نہیں ڈرتا۔

ابن ہشام نے قصی کے تین اشعار اور بھی نقل کیے ہیں، ملاحظہ ہو۔ (۵۷۴)

(ا) یعنی بنی اسرائیل۔ (ب) رزاح بن ربیعہ قصی کا بھائی ہے

حضرت عبدالمطلب کے اشعار

آپ ؐ کے دادا حضرت عبدالمطلب بہترین شاعر تھے۔ جب ابرہہ نے بیت اللہ پر فوج کشی کرنا چاہی تو آپ اس کے لشکر کے مقابل بارگاہِ الٰہی میں امداد کے طلب گار ہوئے اور آپ نے درکعبہ کا حلقہ پکڑ کر یہ دعائیہ اشعار کہے۔ سیرت ابن ہشام میں ہے۔

انصرف عبدالمطلب الیٰ قریش فاخبرهم الخبر وامرهم بالخروج من مکه والتحرر فی شغف الجبال والشعاب تخوفاً علیهم من معرّة الجیش ' ثم قام عبدالمطلب فاخذه بحلقة باب الکعبة وقام معه نضر من قریش یدعون اللّٰه ویستنصرونه علیٰ ابرهة وجنده ،فقال عبدا لمطلب وهو اخذ بحلقة باب الکعبة .

ترجمہ: جب عبدالمطلب قریش کی طرف لوٹ کر واپس آئے تو انہوں نے اہل قریش کو بیت اللہ پر حملے کی خبر دی' انہوں نے لوگوں سے کہا' وہ لشکر کی غارت گری کے خوف سے ملک سے باہر نکل جائیں اور پہاڑوں کی چوٹیوں اور گھاٹیوں میں پناہ گزین ہوجائیں' بعد ازاں عبدالمطلب اٹھے اور خانہ کعبہ کے دروازے کا حلقہ پکڑ کر اللہ کی بارگاہ میں اس حال میں دعا گو ہوئے کہ قریش کی ایک جماعت آپ کے ساتھ تھی' آپ ابرہہ کے لشکر کے مقابلے میں اللہ کی مدد کے طلب گار ہوئے اور آپ نے کعبہ شریف کا حلقہ پکڑ کر یہ دعائیہ اشعار کہے۔

لاهم ان العبد یمنع رحله فامنع حلالک
لا یغلبنّ صلیبهم ومحالهم غدواً محالک
ان کنت تارکهم وقبلتنا فامر مابدالک

قال ابن هشام ' هذا ماصحّ له منها. (۵۷۵)

ترجمہ: (یا اللہ بندہ اپنی سواری کی حفاظت کرتا ہے تو بھی اپنے حرم پاک کے مال ومطاع کی حفاظت فرما' ان کی صلیب اور ان کی قوتیں کل صبح تیری قوتوں پر غالب نہ ہوجائیں۔ اگر تو ہمارے قبیلے کو اس حالت پر اور ان کو ان کے حال پر چھوڑ دے اور بیچ بچاؤ نہ کرے تو تجھے اختیار ہے جو تجھے مناسب معلوم ہو، کر۔

ابن ہشام نے کہا۔ یہ وہ اشعار ہیں جو ابن اسحٰق کے پاس صحیح ثابت ہوئے ہیں۔

امام جلال الدین سیوطیؒ نے بھی ان اشعار کو خصائص میں نقل کیا ہے' آپ کہتے ہیں کہ بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ روایت کی ہے۔ آپ کی شعری ترتیب یوں ہے۔

اللّٰھم ان لکل الٰہ حلالۃً فامنع حلالک   لایغلبنّ محالھم محالک

اللّٰھم فان فعلت فامر مابدالک (۵۷۶)

ترجمہ: (اے خدا ہر معبود کے لیے ایک حِلّ ہوتا ہے' تو اب تو اپنے حِلّ کی حفاظت فرما' تیری تدبیر پر کسی کا داؤ ہرگز غالب نہیں ہوسکتا' اے خدا اب اگر تو بچانا چاہتا ہے تو جس طرح تو بہتر سمجھتا ہے' حکم فرما)

اسی طرح سیرت حلبیہ میں آپ کا ایک معروف شعر درج ہے کہ جب حضرت حلیمہ سعدیہؓ آپؐ کو واقعۂ شق صدر کے بعد واپس مکہ شریف لا رہی تھیں تو آپ راستے میں گم ہو گئے۔ جب اس کی اطلاع آپؐ کے دادا حضرت عبدالمطلب کو ملی تو آپ نے خانۂ کعبہ میں جا کر اللہ کی بارگاہ میں آپ کی واپسی کی دعا مانگی تھی' علامہ حلبی نے یہ واقعہ یوں قلم بند کیا ہے۔ حضرت حلیمہ سعدیہؓ نے عبدالمطلب سے کہا۔

انی قدمت بمحمد ھٰذہ اللّیلۃ فلما کنت باعالی مکۃ اضلنی فو اللّٰہ ماادری این ھو فقام عبدالمطلب عندالکعبۃ یدعو اللّٰہ ان یردّہ علیہ وفی مرآۃ الزمان انہ انشد ۔

ترجمہ: میں آج رات محمد ﷺ کو لے کر آ رہی تھی جب میں مکے کے بالائی علاقے میں پہنچی تو وہ کہیں گم ہو گئے اب خدا کی قسم میں نہیں جانتی کہ وہ کہاں ہیں۔"

یارب ردّ ولدی محمدا اردده ربّی واصطنع عندی یدا. (۵۷۷)

ترجمہ: (اے میرے پروردگار میرے بیٹے محمد (ﷺ) کو واپس بھیج دے' اے میرے رب اس کو میرے پاس بھیج دے اور اسے میرا دست و بازو بنا دے)

اس شعر کے حوالے سے علامہ سیوطی لکھتے ہیں!

اخرج البخاری فی تاریخہ وابن سعد وابویعلی والطبرانی وابن عدی والحاکم وصححہ البیھقی وابونعیم و ابن مندۃ من طریق کندیربن سعید عن ابیہ قال حججت فی الجاھلیۃ فرأیت رجلًا یطوف بالبیت وھو یقول.

بخاری نے اپنی تاریخ میں، ابن سعد نے اور ابویعلی ،طبرانی، ابن عدی اور حاکم نے روایت کر کے صحیح کہا ہے اور بیہقی ،ابونعیم اور ابن مندہ نے کندیر بن سعد کی سند سے، انہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ زمانۂ جاہلیت میں زیارت بیت اللہ کو میرا جانا ہوا' میں نے خانۂ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے ایک شخص کو دیکھا جو یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

ردّ الی راکبی محمداً یارب ردّہ واصطنع عندی بیدا

قلت من ھٰذہ قالوا ھذا عبدالمطلب ...... الخ (۵۷۸)

(اے میرے رب! مجھ پر سواری کرنے والے محمد (ﷺ) کو مجھے لوٹا دے۔ اے میرے رب اسے پلٹا اور میرے ہاتھ مضبوط کر دے)

طبقات ابن سعد میں یہ شعر یوں درج ہے۔

لاھم ردّ راکبی محمداً　　اردّہ الیّ واصطنع عندی یدا

انت الّذی جعلتہ عضدا　　لایُبعد الدھر بہ فیبعدا

انت الذی سمّیتہ محمدًا (۵۷۹)

صاحب البدایہ نے عبدالمطلب کے یہ اشعار وحدانیت نقل کیے ہیں: (۱)

اللّٰھم انت الملک المحمود　　ربّی فانت المبدی المعید

وممسک الراسیۃ الجلمود　　من عندک الطارف والتلید

ان شئت الھمت کما ترید　　لموضع الحلیۃ والحدید

فبین الیوم لما ترید　　انی نذرت العاھد المعھود

اجعلہ لی رب فلا اعود (۵۸۰)

حضرت ابو طالب بحیثیت مداح رسول ﷺ

علامہ سیوطی فرماتے ہیں:

فردھم عنہ بحیرا وذکر ھم وما یجدون فی الکتاب من ذکرہ وصفتہ وانھم ان اجمعوا لما ارادوا لم یخلصوا الیہ حتی عرفوا ما قال لھم وصدقوہ فترکوہ وانصرفوا وقال ابو طالب فی ذلک ابیاتاً منھا.

ترجمہ: بحیرا راہب کی پیش گوئی کے بعد ابو طالب نے جلد از جلد معاملات ضروریات وتجارت کو نمٹایا اور مکہ واپس لوٹ آئے' واپس آ کر انہوں نے تمام واقعاتِ سفر، بحیرا مُرتاض کی مشورت اور یہود کے تجسّس و تلاش وغیرہ کے تمام بیتے حالات پر غور کیا' ایک ایک کر کے تمام باتیں آپ کو یاد آئیں اور اس تاثیر و تاثر و جذبے کے تحت ابو طالب نے یہ چند محبت بھرے اشعار کہے:۔

فما رجعوا حتّی رأوا من محمد　　احادیث تجلو غمّ کلّ فوأد

ترجمہ: (وہ یہود اس وقت تک نہ لوٹے جب تک کہ انہوں نے محمد میں وہ باتیں نہ دیکھ لیں جن سے دلوں کا غم غلط ہوتا ہے۔)

(۱) البدایۃ والنھایۃ، الجزء الاول، کتاب اخبار العرب، ص ۳۱۶

وحتّی راؤا احبار کلّ مدینة　　سجود الہ من عصبة وفراد

ترجمہ:(انہوں نے یہاں تک دیکھا کہ ہر شہر کے اہل علم جمع ہو کر اور فرداً فرداً ان کو سجدہ کرتے ہیں۔)

زبیرا وتماما وقد کان شاھداً　　دریسا وھموا کلّھم بفساد

ترجمہ:(زبیر اور تمام لوگ جوان کے ساتھ تھے، دریس وغیرہ، ان سب نے بُرائی کا قصد کیا۔)

فقال لھم قولاً بحیرا وایقنوا　　لہ بعد تکاذیب وطول بعاد

ترجمہ:(بحیرا نے ان سے ایک بات کہی جس کی تکذیب اور طویل بحث کے بعد انہوں نے اس کو تسلیم کرلیا۔)

کما قال للرّھط الذین تھودوا　　وجاھدھم فی اللّٰہ کلّ جھاد

ترجمہ:(جس طرح بحیرا نے یہودیوں سے پرزور گفتگو کی اور بحیرا نے اللہ کے لئے ان کے ساتھ جدوجہد کی کہ اس کا حق ادا کردیا۔)

فقال ولم یترک النصح ردّہ　　فان لہ ارصاد کلّ مصاد

ترجمہ:(تو بحیرا نے آپ کی خیرخواہی میں سب ہی کچھ کہا اور کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا' کیوں کہ ہر گھات میں ان کے لیے خطرہ ہی خطرہ تھا۔)

فانی اخاف الحاسدین وانّہ　　لفی الکتب مکتوب بکلّ مداد(۵۸۱)

ترجمہ: بحیرا نے کہا۔ میں حاسدوں سے ڈرتا ہوں، کیوں کہ آپ کی (علامات اور رفعتِ شان کتب آسمانی میں درج ہے۔

ابوطالب (۱) کا نام عبدمناف اور کنیت ابوطالب تھی' لیکن آپ اپنی کنیت سے اس قدر مشہور ہوگئے کہ وہی آپ کا نام قرار پایا' علامہ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں۔" اشتھر بکنیة واسمہ عبدمناف علی المشھور "(۵۸۲) آپ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت عمرو بن عائذ المخزومیہ تھا۔

علامہ سیوطی الخصائص میں لکھتے ہیں کہ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں جلھمة بن عرفة سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں مکہ مکرمہ آیا تو اہل مکہ شدید قحط سالی میں مبتلا تھے' ایک روز قریش نے مجاورِ حرم ابوطالب سے کہا۔

" یا ابا طالب اقحط الوادی واجدب العیال فھلم واستسق " فخرج ابو طالب ومعہ غلام کانہ شمس دجن تجلت عنہ سحابة قتماء وحولہ اغیلمة فاخذہ ابو طالب فالصق ظھرہ بالکعبة ولا ذباصبعة الغلام وما فی السماء قزعة فاقبل السحاب من ھا ھنا وھا ھنا و اغدق واغدودق وانفجرلہ الوادی و اخصب البادی والنادی ففی ذٰلک یقول ابی طالب.

ترجمہ: اے ابوطالب! وادیاں خشک اور لوگ بھوکوں مر رہے ہیں آؤ چلو بارش کی دعا کریں" چناں چہ ابو طالب اپنے ساتھ ایک بچے کو لے کر روانہ ہوئے۔ مطلع صاف اور آفتاب روشن تھا۔ ابوطالب نے بچہ کا ہاتھ تھاما اور اس کی پُشت خانۂ کعبہ سے ملادی اور اپنی انگلیوں سے بچّے کو تھام لیا' دفعتہً افق سے بادل اٹھے اور

(۱) ابوطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدالمناف بن قصی القرشی الھاشمی

برسنے لگے' اتنی موسلا دھار بارش ہوئی کہ وادی اور نالے بھر گئے۔ اس موقع پر ابو طالب نے آپ کی شان میں یہ اشعار نعت کہے۔

وابیض یستسقی الغمام بوجهه ثمال الیتامیٰ عصمة للارامل

یلوذبه الهلاک من آل هاشم فهم عنده فی نعمه وفواضل

(۵۸۳)

ترجمہ: (۱) آپؐ ایسے حسین و جمیل اور بابرکت ہیں کہ بادل آپ کے چہرۂ انور سے پانی مانگتا ہے' اور آپؐ یتیموں کے فریادرس اور بیواؤں کی پناہ گاہ، عصمت کے (محافظ) ہیں۔

(۲) بھوک و پیاس سے ہلاک ہونے والی ہاشمیوں کی اولاد' آپؐ کے دامن میں پناہ تلاش کرتی ہے' وہ لوگ آپ کے دامن میں نعمتوں اور برکتوں سے مستفید ہوتے ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کو ابو طالب کا یہ شعر بہت پسند تھا اور اکثر موقع بہ موقع آپ اس کا اظہار فرماتے اور بہ فرمائش یہ شعر سماعت فرماتے اور حضرت ابو طالب کو شدت سے یاد کرتے' وہ آپؐ کے کڑے وقتوں کے ساتھی رفیق' ہمدرد' مہربان' غم گسار اور بہی خواہ تھے۔

علامہ حلبی لکھتے ہیں کہ ایک دیہاتی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یوں گویا ہوا۔

یارسول الله ﷺ اتیناک وما لنا بعیر یئط ولا صغیر یغط ثم انتم شعراء یقول فیه .

ولیس لنا الاالیک فرار نا و این فرارالناس الاّ الی الرّسول.

فقام یجرّ رواء ه حتّی صعدالمنبر فدی فسقی ثم قال ﷺ لو کان ابو طالب حیّاً تقرّت عیناه من ینشد ناقوله. فقال علی کرم الله وجهه الکریم فقال یارسول الله ﷺ کانک ترید قوله.

وابیض یستسقی الغمام بوجهه ثما ل الیتامیٰ عصمة للارامل.

الابیات فقال ﷺ اجل. (۵۸۴)

ترجمہ: یارسول اللہ ﷺ! ہم آپؐ کے پاس اس حال میں آئے ہیں کہ ہمارے پاس نہ اونٹوں کے لیے پانی ہے اور نہ بچوں کے لیے۔ اس کے بعد اس نے یہ شعر پڑھا۔

آپ کے سوا ہمارے لیے کوئی جائے فرار اور ٹھکانہ نہیں ہے اور لوگوں کے لئے جائے فرار اور ٹھکانہ سوائے پیغمبروں کے اور کہاں ہوسکتا ہے؟''

یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ اپنی چادر مبارکہ کھینچتے ہوئے فوراً کھڑے ہوئے اور منبر پر تشریف لائے، پھر آپ نے دعا فرمائی' اور اس کے نتیجے میں لوگوں کو سیرابی حاصل ہوئی' پھر آپ نے فرمایا۔ ''اگر آج ابو طالب

زندہ ہوتے تو یہ دیکھ کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں''۔ کون ہے جو اس وقت ان کا شعر پڑھ کر ہمیں سنائے' اس وقت حضرت علیؓ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے۔ ''یارسول اللہ ﷺ اس قول سے شاید آپ کی مراد ان کا یہ شعر ہے۔''

(وہ روشن چہرے والے (نبی ﷺ) جن کے وسیلے سے بارش طلب کی جاتی ہے۔ وہ یتیموں کا ملجا اور بیواؤں و بے سہاروں کا ماویٰ ہیں) حضور ﷺ نے فرمایا بے شک۔

اس شعر کے بارے میں ڈاکٹر اسحٰق قریشی کہتے ہیں۔

''حسن صورت' حسن سیرت کا ایسا نقشہ ہے کہ شخصیت کے تمام پہلوؤں کو ایک ہی شعر میں یکجا کر دیا گیا ہے۔ تشبیہات کا ایسا ہالہ بنایا گیا ہے کہ مجاز و حقیقت میں فرق محال ہو رہا ہے' موضوع کی مناسبت برقرار ہے اور مدح کے تمام مروّجہ ضابطوں اور معلوم پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا ہے۔'' (۵۸۵)

اسامہ بن لؤیّ کے اشعار

حضور ﷺ کو اپنے خاندان کے لوگوں کے کہے گئے اشعار اور خاندانی شعراء کے بارے میں مکمل خبر تھی اور اتنی اچھی خبر تھی کہ آپ شعر نہ کہنے اور شاعر نہ ہونے کے باوجود تفہیم شعری رکھتے تھے اور ان کے اشعار آپ کے ذہن کے محفوظ تھے۔ آپ کا شعری ذوق بہت عمدہ تھا' آپؐ کے خاندان میں شعری روایت قدیم تھی، جیسا کہ سیرت ابن ہشام میں آپ کے آٹھویں نمبر کے دادا لؤیّ (بن غالب) کے بیٹے سامہ کے بحر خفیف میں کہے گئے سات اشعار درج ہیں۔ علامہ ابن ہشام لکھتے ہیں:

فاسامة بن لؤيّ فخرج الى عمان وكان بها ويزعمون ان عامر بن لؤيّ اخرجه وذلك انه كان بينهما شئى ففقأ سامة عين عامر فاخافه عامر، فخرج الىٰ عمان فيزعمون ان سامة بن لؤيّ بينا هو يسير علىٰ ناقته اذا وضعت رأسها ترتع فاخذت حية بمشفرها فهصرتها حتّى وقعت الناقة لشقها ثم نهشت سامة فقلته، فقال سامة حين احسّ بالموت فيما يزعمون۔

ترجمہ: ابن اسحٰق نے کہا! سامہ بن لؤیّ عمان کی طرف چلا گیا اور وہیں رہا۔ عرب کا خیال ہے کہ عامر بن لؤیّ (سامہ کا بھائی) نے اسے نکالا کیوں کہ دونوں میں کچھ رنجش تھی۔ سامہ نے عامر کی آنکھ پھوڑ دی تو عامر نے اسے اتنا ڈرایا کہ وہ عمان کی طرف چلا گیا۔ کہتے ہیں کہ جب سامہ بن لؤیّ اونٹنی پر جا رہا تھا اور راستے میں اونٹنی چرنے لگی تو ایک سانپ نے اونٹنی کا ہونٹ پکڑ کر کھینچا اور وہ پہلو کے بل گر پڑی' سانپ نے سامہ کو

ڈس لیا اور وہ مر گیا۔ اس نے جب موت آتی دیکھی تو بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے یہ شعر کہے۔

عین فابکی لسامة بن لؤیّ　　　علقت مابسامة العلاقه

ترجمہ: اے آنکھ! سامہ بن لؤی کے لیے رو کہ اسے ایک بڑی لپیٹنے والی چیز لپٹ گئی۔

رب کأس هرقت یا ابن لؤیّ　　　حذر الموت لم یکن مهراقة

ترجمہ (اے لؤی کے بیٹے! موت کے ڈر سے تو نے بعض ایسے پیالے لنڈھا دیئے جو لنڈھانے کے قابل نہ تھے

قال: ابن هشام! وبلغنی ان بعض ولده اتی رسول اللّٰه ﷺ فانتسب الیٰ سامة بن لؤیّ فقال رسول اللّٰه "الشاعر" فقال له بعض اصحابه، کانک یار سول اللّٰه اردت قوله .

ابن ہشام نے کہا! مجھے معلوم ہوا ہے کہ سامہ کی اولاد میں سے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر سامہ بن لؤی سے اپنا نسب ظاہر کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "الشاعر" کیا وہی سامہ جو شاعر تھا ؟ آپؐ کے بعض اصحاب نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ کی مراد اس کا یہ شعر ہے۔

رب کأس هرقت یا ابن لؤیّ　　　حذر الموت لم تکن مهراقة (ا)

قال "اجل" (۵۸۶)

آپ نے فرمایا "ہاں"

مزید اشعار کے لیے دیکھئے۔ (السیرة النبویة لابن هشام. ص ۴۹، ۵۰)

زبیر بن عبدالمطلب کے اشعار

حضور ﷺ کے چچا زبیر عبدالمطلب بھی بہت عمدہ شاعر تھے۔ زبیر، حضور ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ اور حضور ﷺ کے چچا ابو طالب کے حقیقی بھائی تھے (ب) تعمیر کعبہ کے وقت جب سانپ کا واقعہ پیش آیا اور اہل قریش سانپ کے خوف کے سبب تعمیر کعبہ سے ڈرنے لگے تو آپ نے اس موقع پر دس اشعار پر مشتمل ایک نظم کہی' آپ نے اس واقعے کو بحر وافر میں بڑی خوب صورتی سے نظم کیا ہے۔ علامہ ابن ہشام نے یہ اشعار نقل کئے ہیں۔ اس واقعے سے تعلق سیرت ابن ہشام میں ہے۔

فلما فرغوا من البنیان وبنوها علیٰ ما

ارادوا ،قال الزبیر بن عبدالمطلب فیما کان

من امر الحیّة الّتی کانت قریش تهاب

بنیان الکعبة لها ۔

(ا) حضور ﷺ نے ہاں فرما کر اس شعر کی پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ .... (ب) السیرة النبویة لابن ہشام، ص ۵۴

عجبت كا تصور العقاب الى الشعبان وهى لها اضطراب

ترجمہ: مجھے تعجب ہوا کہ عقاب سانپ کی جانب کیوں اتر آیا' حالاں کہ سانپ تو عقاب کو گھبرا دینے والی چیز ہے۔

وقد كانت يكون لها كشيش واحيانا يكون لها وثاب

ترجمہ: (اور اس کی جلد سے کبھی تو ایک خاص قسم کی آواز ہوا کرتی تھی اور کبھی وہ حملہ بھی کیا کرتا تھا۔

اذا قمنا الىٰ تاسيس شدت تهيبنا البناء وقد تهاب(۵۸۷)

ترجمہ: (جب کعبے کی از سر نو تعمیر کے لیے ہم اٹھے' تو سانپ ہمیں ڈرانے کے لیے اس عمارت پر حملہ کرتا' جب کہ ہمیں دیکھ کر وہ خود بھی ڈرتا تھا۔

مزید اشعار کے لیے دیکھئے، الیسرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۹۳۔ صاحب البدایہ نے اس کے دس شعر نقل کیے ہیں۔

حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب کے خوب صورت نعتیہ اشعار:

حضور ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب بہترین شاعر تھے۔ آپ کی کنیت ابو الفضل تھی۔ حضور ﷺ کے والد ماجد حضرت عباس ﷺ کے علاتی بھائی اور ان سے عمر میں تین سال بڑے تھے۔ حضرت عبداللہ کی وفات کے وقت آپ کی عمر ڈھائی یا تین برس تھی' گویا آپ حضور ﷺ سے تین برس قبل پیدا ہوئے' آپ کی والدہ نُتیلہ بنت خباب بن کلیب عرب کی پہلی خاتون تھیں جس نے زمانۂ جاہلیت میں خانہ کعبہ پر ریشمی و منقش دیبا و حریر کا غلاف چڑھایا۔

حضرت عباسؓ نے یوم بدر میں اپنا اور اپنے دونوں بھتیجوں (عقیل ابن ابی طالب اور نوفل بن حارث) کا فدیہ دیا تھا۔

حضرت عباسؓ کے بھی اپنے والد ابو طالب کی طرح دس بیٹے تھے۔ آپ اخیر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ آپ کا وصال مدینہ شریف میں ہوا اور آپ کی نماز جنازہ حضرت عثمانؓ نے پڑھائی۔ آپ کی تدفین جنت البقیع میں ہوئی۔ بوقت وصال آپ کی عمر عزیز اٹھاسی برس تھی۔

امام جلال الدین سیوطیؒ نے ایک بہترین اور بڑی ہی خوب صورت نعت شریف خصائص کبریٰ میں درج کی ہے جو آٹھ اشعار پر مشتمل ہے اور ساتھ ہی نعت کہنے کا پس منظر بھی بیان کیا ہے' آپ لکھتے ہیں۔

ويشهدهذا ما اخرج الحاكم والطبرانى عن خريم بن اوس قال: هاجرت الى رسول الله ﷺ منصرفه من تبوك، فسمعت العباس يقول يا رسول الله ﷺ انى اريد ان امتدحك، فقال: " قل لايفضض الله فاك" فقال.

اس حدیث کی شاہد وہ روایت ہے جسے حاکم وطبرانی نے خریم بن اوس سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کی جناب میں غزوۂ تبوک کی واپسی کے وقت ہجرت کر کے حاضر ہوا' اس وقت میں نے حضرت عباسؓ کو کہتے سنا۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ، میری خواہش ہے کہ میں آپ کی مدح عرض کروں۔ حضور نے فرمایا۔ ''اللہ تمہارے منہ کو ٹھنڈا رکھے'' تو انہوں نے یہ اشعار کہے:

من قبلها طبت فی الظلال وفی　　مستودع حیث یخصف الورق

ترجمہ: یارسول اللہ ﷺ آپ اپنے آباء واجداد کے اصلاب میں، ارحام میں اس وقت سے پاکیزہ رہے' جب سے آدم علیہ السلام جسم پر پتے لپیٹتے تھے۔

ثم هبطت البلاد ولابشر　　انت ولا مضغة ولا علق

(۵۸۸)

ترجمہ: (پھر آپ شہروں میں اس شان کے ساتھ آئے کہ اس وقت آپ نہ انسانی جسم میں تھے اور نہ مضغہ تھے اور نہ جما ہوا خون)

مزید اشعار کے لیے دیکھئے الخصائص الکبریٰ. الجزء الاول، باب اختصاصه بطهارة نسبه وانه لم یخرج من سفاح من لون آدم، ص ٦٦، ٦٧

صاحب استیعاب کہتے ہیں کہ حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب اپنے چھوٹے بیٹے تمام بن عباس کو، جو کہ لبابۃ الکبریٰ ۔ ۔ کے بطن سے ہیں، کو گود میں اٹھائے ہوئے تھے، تو یہ رجز پڑھا۔

تمّوبتمام فصاروعشرة　　یارب فاجعلهم کراماً بررة

واجعل لهم ذکرا وانم الثمره (۵۸۹)

صاحب استیعاب نے حضرت عباسؓ کے بحر طویل میں کہے گئے تین شعر اور ابن اسحٰق کے حوالے سے بحر طویل میں کہے گئے دو شعر مزید نقل کیے ہیں۔ (۵۹۰)

حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب کی نعت

سیدالشہداء حضرت حمزہؓ، حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے چچا اور آپؐ کے رضائی اور خالہ زاد بھائی تھے۔ حضور ﷺ کے والد' حضرت حمزہؓ کے علاتی بھائی تھے۔ حضرت حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب بن عبدالمناف بن قصی نے آپؐ سے قبل ثویبہؓ (ابولہب کی لونڈی) کا دودھ پیا تھا۔ حضرت حمزہؓ کو حضور ﷺ سے بہت زیادہ الفت تھی اور آپؐ بھی ان سے شدید محبت فرماتے تھے۔ حضرت حمزہؓ کی کنیت ان کے دونوں بیٹوں کے نام پر ابو یعلی اور ابو عمارہ تھی۔ حضرت حمزہؓ کی والدہ ہالہ بنت وہب بن عبدمناف بن زہرہ تھیں، یعنی حضرت آمنہؓ بنت

وہب (والدۂ رسول کریم ﷺ) کی چچا زاد بہن۔ حضرت حمزہؓ اور حضور ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب (والدۂ حضرت زبیر بن عوامؓ) کے سگے بھائی تھے۔

حضرت امیر حمزہؓ بہترین شاعر تھے۔ سریۂ امیر حمزہؓ کے موقع پر آپ کے کہے گئے چودہ اشعار سیرۃ النبویۃ لابن ہشام (۵۹۱) میں درج ہیں، جب کہ جنگ بدر کے موقع پر کہے گئے آپ کے سترہ اشعار بھی صاحب سیرۃ النبویۃ نے نقل کیے ہیں۔(۵۹۲)

سید الشہداء حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب نبوت کے آٹھویں یا دسویں سال اسلام لائے اور پھر بعد از اسلام حضور ﷺ کی شان اقدس میں ایک خوب صورت نعتیہ قصیدہ کہا۔ شیخ زینی دحلان لکھتے ہیں۔

وکان اسلام حمزہؓ فی السنۃ الثمانیہ من النبوۃ علی الصحیح وقیل فی السنۃ السادسۃ وقال حمزہؓ بعد ان اسلم. (۵۹۳)

علامہ سید زینی دحلان نے اس قصیدہ کے نو اشعار نقل کیے ہیں‘ چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

حمدت اللّٰہ حین ھدی فوادی	الی الاسلام والدین حنیف
لدین جآء من رب عزیز	خبیر بالعباد بھم لطیف
اذا تلیت رسائلہ علینا	تحدر دفع ذی الکتب الحصیف
رسائل جاء احمد من	ھدا ھا بایات مبیّنۃ الحروف
واحمد مصطفی فینا مطاعاً	فلا تقشوہ بالقول العنیف
فلا واللّٰہ نسلمہ لقومہ	ولمّا نقض فیھم بالسّیوف (۵۹۴)
ونترک فھم قتلی بقاع	علیھا الطیر کالوردالعکوف

(۵۹۵)

ترجمہ: (۱) میں نے رب ذوالجلال کی حمد وثناء اور شکر گزاری کی‘ جب اس نے میرے دل کو ہدایت اسلام دی، اور دین اسلام، بلند مرتبہ دین، دین حنیف کی توفیق بخشی۔

(۲) اس دین اسلام کی، جو (رب عزیز) عظمت اور عزت والے پروردگار کی طرف سے آیا ہے‘ جو بندوں کے عام حسابات سے باخبر اور ان پر بڑا مہربان، لطف و کرم والا ہے۔

(۳) جب اس کے پیغاموں کی تلاوت ہمارے سامنے کی جاتی ہے‘ تو ہر صاحب عقل اور صاحب الرائے کے آنسو رواں ہو جاتے ہیں۔

(۴) وہ پیغامات جن کی ہدایتوں کو احمد (ﷺ) لے کر آئے‘ واضح الفاظ اور روشن حروف والی آیتوں میں۔

(۵) اور احمد (ﷺ) ہم سب میں برگزیدہ ہیں جن کی اطاعت کی جاتی ہے، لہٰذا تم ان کے سامنے ہلکے الفاظ بھی منہ سے نہ نکالنا۔

(٦) پس اور کچھ نہیں، خدا کی قسم ہم اس پر ایمان لائے، تو ان کو اس قوم کے حوالے ہرگز نہیں اور کبھی نہ کریں گے، جن کے بارے میں ہم اپنی تلواروں کے ساتھ فیصلہ کرتے ہیں، تو

(۷) ان کے مقتولوں کو میدان میں کھلا چھوڑ دیتے ہیں۔ ان پر پرندے (اس طرح ان کے مقتولوں پر چکر لگاتے ہیں) جیسے پانی کا گھاٹ، جس کے اردگرد ہجوم ہو۔

حضرت عقیلؓ (طالب) بن ابی طالب کے نعتیہ اشعار

حضورﷺ کے چچا زاد بھائی حضرت طالبؓ (عقیل) بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن عبدمناف بن قصیٰ القرشی الہاشمی بھی بہت اچھے شاعر تھے اور زندہ شعر کہتے تھے۔ آپ حضرت علیؓ اور حضرت جعفرؓ کے علاتی بھائی تھے۔ آپ عمر میں ان دونوں سے بڑے تھے۔ حضرت جعفر طیارؓ سے دس سال اور حضرت جعفرؓ، حضرت علیؓ سے دس سال بڑے تھے۔ حضرت عقیل کی والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد بن ہاشم تھا۔

آپ کی کنیت ابا یزید تھی۔ عام الفتح کے وقت اسلام لائے، بعض کا خیال ہے کہ بعد از حدیبیہ آپ نور اسلام سے منور ہوئے۔ آپ مآثر وانساب کے بڑے ماہر و عالم و فاضل، علم الانساب اور قریش کی تاریخ پر سند تسلیم کیے جاتے تھے۔ انتہائی فصیح اللّسان، جمیع البیان، شگفتہ مزاج اور حاضر جواب آدمی تھے۔ کسی کا جملہ قرض نہ رکھتے تھے۔

یوم بدر کے موقع پر جب آپ اسیر ہو کر بارگاہ رسالتﷺ میں پیش کیے گئے تو آپ کے چچا حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب نے آپ کا فدیہ دے کر آپ کو رہائی دلوائی۔ آپ غزوۂ موتہ میں شہید ہوئے۔ ایک روایت کے مطابق آپ کا وصال عہدِ معاویہؓ میں ہوا۔

حضرت عقیلؓ نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، جنگ وجدل سے ہونے والی خون ریزی وتباہی و بربادی، پند و نصائح، ابرہہ کی بیت اللہ پر فوج کشی، حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح وستائش، نعت وحمد اور جنگ بدر میں قلیب ہونے والے افراد قریش سے متعلق بارہ اشعار پر مشتمل ایک مرثیہ کہا ہے، جس میں ایک شعر حمد اور نعت رسول کریمﷺ کے تین اشعار شامل ہیں۔ یہ مرثیہ بحر طویل میں کہا گیا ہے، جو سیرت ابن ہشام میں درج ہے (۵۹۶)۔ صاحبِ سیرۃ لکھتے ہیں۔

وقال طالب بن ابی طالب یمدح رسول اللہﷺ ویبکی اصحاب القلیب من قریش یوم بدر .

ترجمہ: طالبؓ ابن ابی طالب نے حضورﷺ کی تعریف (نعت) بیان فرمائی اور یوم بدر مین قلیب ہونے والے افراد قریش پر آنسو بہائے۔

حضرت طالبؓ (عقیل) کے کہے گئے نعت کے تین اشعار جو ہر دور کے لئے شاہ کار ہیں۔

فـمـا ان جـنـيـنـا فـى قـريـش عظيـمـة   سـوىٰ ان حمينا خير من وطئ التربا

ترجمہ: بجز اس کے ہم نے روئے زمین پر چلنے والوں میں سے سب سے بہترین فرد (محمدؐ) کی حمایت کی' قریش کا ہم نے کوئی بڑا جرم تو نہیں کیا تھا۔

اخـــائـقة فـــى الـــنّـائبـات مرّزاء   كــريـمـاً ثـنـاه لابخيلاً ولا ذربـاً

ترجمہ: (ہم نے اس فرد عظیم کی حمایت کی جو) تعریف اور آفتوں و مصائب کے مواقع پر قابل بھروسا اور تعریف و توصیف کے لحاظ سے بڑے شرف و مرتبہ کا حامل ہے۔ (وہ) نہ تو بخیل ہے اور نہ فسادی)

يـطيف بــه الـعــافـون يغشون بـابـه   يـومّـون بـحــراً لا نـزوراً ولا صـربـاً

(۵۹۷)

ترجمہ: (اس (نبیؐ) کے در پر مانگنے والوں کی بھیڑ لگی رہتی ہے' اور وہ ایسے سمندر پر آ کر جاتے ہیں جس کا پانی نہ تو کم ہے اور نہ کم ہونے والا ہے اور نہ ہی سوکھنے اور خشک ہونے والا ہے۔)

صاحب سیرۃ النبویۃ نے حضرت طالبؓ بن ابی طالب (عقیل) کا جنگ بدر کے موقع پر کہا گیا ایک رجز بھی نقل کیا ہے جس میں انہوں نے اپنا تخلص طالبؔ بھی استعمال کیا ہے۔ دیکھئے السیرۃ النبویۃ لابن ہشام۔(۵۹۸)

حضرت عبیدہؓ بن حارث کے اشعار:

حضورﷺ کے چچازاد بھائی حضرت عبیدہؓ بن حارث (۱) بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بھی عمدہ شاعر تھے۔ آپ کی کنیت ابو حارث تھی۔ آپ نے غزوۂ بدر میں حضورﷺ کے ساتھ معمر ترین شخص کی حیثیت سے شرکت کی اور اس معرکہ میں تریسٹھ برس کی عمر میں شہید ہوئے' آپ نے جنگ بدر میں اپنا پاؤں کٹ جانے پر بحرطویل میں دس اشعار کہے، جسے ابن ہشام نے نقل کیا ہے۔

قـال ابـن اسـحق وقـال عبيدةؓ بن الحارث بن عبدالمطلب فى يوم بدر وفى قطع رجله حين اصيب وفى مبارزته هو وحمزةؓ وعلیؓ حين بارزوا عدوهم.

---

(۱) طالب ہاشمی نے حضرت عبیدہؓ کو حضور گا چچا لکھا ہے' آپ لکھتے ہیں حضرت عبیدہ بن حارث بن مطلب بن عبدمناف بن قصی مطلبی القرشی کا تعلق بنوعبدمناف کی شاخ بنومطلب سے تھا اور وہ سرور عالمؐ کے پردادا ہاشم بن عبدا مناف کے بھائی مطلب کے پوتے تھے اس لحاظ سے رشتہ میں حضور انور کے چچا ہوتے تھے۔ والدہ کا نام نخیلہ تھا اور رحمت عالم سے دس برس پہلے ہوئے' بعض شارحین حدیث اور اہل سیرہ نے حضرت عبیدہ بن حارث کو حضرت عبدالمطلب کا پوتا اور ہاشمی قرار دیا ہے' مگر یہ غلط فہمی ہے' بلاشبہ حضرت عبدالمطلب کے ایک پوتے کا نام بھی حارث تھا لیکن حارث (عم النبیؐ) بن عبدالمطلب کے بیٹوں کے نام نوفل' عبداللہ' ربیعہ اور مغیرہ تھے' حضرت عبیدہ حارث بن مطلب کے فرزند تھے اور ہاشمی نہیں بلکہ مطلبی تھے' (چالیس جانثار ص ۳۳' ۳۴!)

چونکہ موصوف نے اپنے دعویٰ کے ثبوت میں کوئی دلیل یا حوالہ پیش نہیں کیا ہے اس لیے ان کا موقف درست نہیں' (ش۔م)

ترجمہ: ابن اسحاق نے کہا! عبیدہؓ بن حارث بن عبدالمطلب نے جنگ بدر اور اپنا پاؤں کٹنے سے متعلق یہ اشعار کہے۔ انہیں یہ ضرب اس وقت لگی تھی جب حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ دشمن کے مقابلہ کے لیے نکلے تھے۔

فان تقطعوا رجلی فانی مسلم ارجی بها عیشاً من اللّٰه دانیا

ترجمہ: پھر اگر ان لوگوں نے میرا پاؤں کاٹ دیا تو (کوئی مضائقہ نہیں کہ) میں تو مسلمان ہوں، اس کے عوض میں اللہ سے عن قریب ایک قابل عظمت وقابل رشک زندگی کا امیدوار ہوں۔

فاکرم منی الرحمن من فضل منه بثوب من الاسلام غطّی المساویا

ترجمہ: (اور رحمٰن نے اپنے فضل وکرم) سے مجھے (ایسے) خلعت اسلامیہ سے سرفراز فرمایا جن نے (میری تمام) برائیوں کوڈھانپ لیا۔

ولم یبغ اذا سالوا النبی سواء نا ثلاثتنا حتی حضرنا المنادیا(۵۹۹)

ترجمہ: (جب انہوں نے (نبی ﷺ) سے مطالبہ کیا تو آپؐ نے ہم تینوں کے سوا کسی اور کو طلب نہ فرمایا' (یا ہم تینوں کے مماثل لوگوں کو طلب نہ فرمایا) کہ ہم پکارنے والے کے پاس حاضر ہو گئے۔

مزید اشعار کے لیے ملاحظہ ہو، السیرۃ النبوۃ لابن ہشام۔ ص ۳۵۷ ۳۵۸)

ابوسفیانؓ بن حارث (م ۲۰ھ الموافق ۶۴۱ء):

حضرت ابوسفیانؓ بن (ا) حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم الہاشمی، حضور نبی کریم ﷺ کے چچا زاد اور رضائی بھائی تھے۔ آپ نے حضور ﷺ سے قبل حضرت ثویبہؓ (ب) کا دودھ پیا تھا۔ ثویبہؓ پہلی عورت تھیں جنہوں نے آپ کو، آپ کی والدہ کے بعد اور حضرت حلیمہ سعدیہؓ سے پہلے دودھ پلایا تھا۔ "اول من ارضع رسول اللّٰه ﷺ ثویبة ای بعد ارضاه امه" (۶۰۰) آپؐ سے قبل حضرت حمزہؓ نے ثوبیہ کا دودھ پیا تھا اس لیے حضرت حمزہؓ، حضور ﷺ اور ابوسفیانؓ تینوں آپس میں دودھ شریک رضاعی بھائی تھے' ثوبیہؓ کے بعد حضور ﷺ اور ابوسفیانؓ دونوں نے حلیمہ سعدیہؓ کا دودھ پیا۔"ابن عم رسول ﷺ و اخوہ من رضاعة، ارضعتها حلیمة السعدیة". (۶۰۱)

ابوسفیان کی والدہ کا نام غزنہ تھا جو قیس بن ظریف کی دختر نیک اختر تھیں۔ یہ فہر بن مالک کی نسل سے تھے۔ (۶۰۲) جو لوگ شکل وصورت، چہرے مہرے کی نسبت حضور ﷺ سے شباہت رکھتے اور ملتے جلتے تھے اس میں ابوسفیانؓ بھی شامل تھے۔ "وکان ممن یشبه رسول اللّٰه ﷺ. (۶۰۳)

(ا) یہ تاریخ میں اپنی کنیت ابوسفیان سے معروف ہیں' آپ کا نام مغیرہ تھا

(ب) صحیح نام وتلفظ ثویبہ ہے ہمارے ہاں ثوبیہ غلط العام ہو گیا ہے'

حضور نبی کریم ﷺ اور ابوسفیانؓ کے مابین بچپن ہی سے گہری دوستی اور شدید محبت تھی۔ اس کی کئی وجوہ تھیں، جن میں آپ دونوں حضرات کا ہم عمر ہونا (کچھ معمولی فرق تھا عمر کا)، قریبی عزیز ہونا' خاندانی فرد ہونا' دودھ شریک رضائی و چچازاد بھائی ہونا' ابوسفیان کا آپ کا ہم شکل ہونا' بچپن کی دوستی' علاوہ ازیں ابوسفیان کے والد حارث، خواجہ عبدالمطلب کے سب سے بڑے بیٹے تھے' ان کے نام پر عبدالمطلب کی کنیت ابوالحارث تھی۔ رسول کریم ﷺ کے والد حضرت عبداللہ' ابوسفیان کے والد حارث کے علاتی بھائی تھے۔ ابوسفیان کے تین بھائی اور بھی تھے۔ نوفل' عبداللہ اور ربیعہ۔ یہ سب کے مشرف بہ اسلام اور درجۂ صحابیت سے بہرہ ور ہوئے' لیکن جب اسلام کا سورج طلوع ہوا تو ابوسفیان کا یارانہ عداوت میں تبدیل ہوگیا اور ابوسفیان بیس برس تک عداوت اسلام پر قائم رہے اور اپنے بچپن کے دوست کو اذیتیں اور شدید تکالیف دیتے رہے۔

ابوسفیان بہت عمدہ' کہنہ مشق، نہایت خوش گو اور بلیغ شاعر تھے۔ علامہ ابن اثیر نے آپ کو شعرائے مطبوعین میں شمار کیا ہے۔ آپ کہتے ہیں۔ "وکان ابوسفیان من الشعراء المطبوعین." (۶۰۴) جب کہ علامہ حلبی نے "وکان شاعر مجیداً" (۶۰۵) لکھا ہے۔ آپ نے زمانۂ کفر میں جوش شاعری اور زعم روانی میں حضور نبی کریم ﷺ کی ہجو کہی، جس کا جواب بحکم رسول ﷺ، حضرت حسانؓ نے دیا تھا' حضرت حسانؓ نے بحر وافر میں کہا گیا اپنا مشہور قصیدہ

هجوت محمداً فاجبت عنه وعندالله فی ذاک الجزاء (۶۰۶)

فتح مکہ سے قبل کہا تھا' جو کہ ابوسفیانؓ کی ہجو کے جواب میں تھا' جو انہوں نے اسلام لانے سے قبل کہا تھا۔ ابوسفیانؓ نے عہدِ جاہلیت میں اسلام لانے سے قبل حضور ﷺ کی شدید ہجو کی۔ آپ کو سخت ذہنی اذیتیں دیں' عہدِ جہالت میں بدرالآخرۃ کے موقع پر ابوسفیان نے حضرت حسانؓ کے کہے گئے اشعار کا جواب شعر میں ہی دیا تھا۔ بحر طویل میں کہے گئے یہ دس اشعار ابن ہشام نے نقل کیے ہیں۔ (۶۰۷) ایک مقام پر بحر وافر میں کہے گئے تین شعر درج کیے ہیں۔ (۶۰۸) یہ اشعار بھی حضرت ابوسفیانؓ نے حضرت حسانؓ کے جواب میں واقعہ بنو قریظہ کے موقع پر کہے تھے۔ اس واقعے کو امام بخاریؒ نے حضرت ابن عمرؓ کی روایت سے نقل کیا ہے۔ (۶۰۹)

حضرت ابوسفیانؓ فتح مکہ کے وقت اسلام لائے اور فتح مکہ اور غزوۂ حنین میں آپؐ کے ہمراہ رہے۔ اسلام لانے کے بعد جب ابوسفیانؓ کو اپنی زیادتیوں کا احساس ہوا تو وہ نہایت نادم ہوئے اور حضور ﷺ کی بچپن کی دوستی، قرابت داری اور بچپن کی محبت نے آپ کو اس قدر احساس دلایا کہ آپ جب تک حیات رہے حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے کبھی سر نہ اٹھایا۔ "انه لم یرفع رأسه الیٰ رسول الله ﷺ حیاءً منه." (۶۱۰)

حضور نبی کریم ﷺ کو بھی ابوسفیانؓ سے خاص انس، لگاؤ اور محبت تھی، گو کہ زمانۂ جاہلیت میں وہ آپؐ کے ایذا رساں دشمن و مخالف رہے، لیکن اس وقت بھی آپؐ کے دل میں ان کے لیے جذبۂ محبت موجزن تھا، جس کا اظہار آپؐ نے فتح مکہ کے موقع پر یہ کہہ کر فرمایا کہ ''آج ابوسفیان کے گھر میں جو داخل ہو جائے اسے امان ہے'' پھر آپؐ نے حضرت ابوسفیانؓ کو جنت کی بشارت دی۔ 'ابو سفیان بن حارث سید فتنان اهل الجنة.' (۶۱۱) اس کے بعد آپؐ نے فرمایا۔ میں امید کرتا ہوں کہ تم حضرت حمزہؓ کے جانشین ہو گے۔ ''ارجوان تکون خلفاً من حمزةؓ.'' (۶۱۲) ابوسفیانؓ کا شمار فضلائے صحابہ میں ہوتا تھا، آپ نہایت جری و شجیع اور ماہر حرب تھے۔

حضرت ابوسفیانؓ خشیت الٰہی اور خشیتِ رسول کا نمونہ تھے۔ جب آپ کے وصال کا وقت آیا تو آپ نے اپنے اہل خانہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ ''مجھ پر رونا مت' کیوں کہ جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے، میں نے اپنے دامن کو گناہوں سے آلودہ نہیں کیا''. لاتبکو علیّ فانّی لم اتنطف بخطیئة منذ اسلمت. (۶۱۳) آپ نے اپنے وصال سے تین روز قبل ہی اپنے قبر خود کھود لی تھی۔ ''وهو الذین حفر قبر نفسی قبل ان یموت بثلاثة ایام.'' (۶۱۴) آپ کی نماز جنازہ حضرت عمرؓ نے پڑھائی۔ آپ کا انتقال ہجرت کے پندرھویں برس میں ہوا۔

جب حضور نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا تو آپ خوب روئے۔ ''ان ابا سفیان بن الحارث بکی النبی ﷺ کثیراً و رثاه .(۶۱۵)

پھر آپ نے بحر وافر میں حضور نبی کریم ﷺ کا بڑا پُر درد و پُر اثر، زبان و بیان کا مرقّع، عربی ادب کا شاہ کار مرثیہ کہا۔ امام نبہانیؒ نے اس مرثیہ کے انیس (۶۱۶)، صاحب اسد الغابہ نے تیرہ (۶۱۷) اور صاحب الاستیعاب نے دس (۶۱۸) اشعار نقل کیے ہیں۔ صاحب استیعاب نے بحر وافر میں ہی کہے گئے ابوسفیانؓ کے تین شعر اور بھی نقل کیے ہیں۔ (۶۱۹)

لقد عظمت مصیبتناً و جلّت — عشیّة قبل قدمات الرسل

نبی کا یجلوا الشکّ عنّا — بما یوحی الیه وما یقول

ویهدینا فلا یخشی ضلالا — علینا والرسول لنا دلیل

افالهم ان جزعت فذاک عذر — وان لم تجزعی ذالک السبیل

فقبر ابیک سیّد کلّ قبر — وفیه سید النّا س الرّسل (۶۲۰)

سن آٹھ ہجری آپ کی زندگی کا وہ اہم اور نایاب سال تھا، جب آپ بارگاہِ مصطفوی ﷺ سے فیض یاب

ہوئے۔ ایک طرف لشکر اسلام فتح مکہ کے لیے رواں دواں تھا اور دوسری جانب سرکار ﷺ کا بحر سخا ابوسفیانؓ کے لیے جاری وساری تھا۔ آپ کی تمام خطائیں درگزر ہوئیں۔ رحمت عالم ﷺ نے آپ کو اپنے سایۂ عاطفت میں لے لیا۔ ''چلا ہوں ایک مجرم کی طرح'' کی مصداق آپ سر جھکائے کھڑے ہیں اور نبی کریم ﷺ کا جود و سخا اس طور جاری ہے کہ ''آج کے دن جو پناہ چاہتا ہے' وہ ابوسفیانؓ کے گھر میں داخل ہو جائے۔'' آب آپ لشکر اسلام کے عظیم سپاہی کی حیثیت سے دفاع اسلام' ناموس رسالت ﷺ پر مرمٹنے کے لیے سینہ سپر ہیں' لیکن پچھلی یادیں ہیں کہ پیچھا نہیں چھوڑتیں۔ آخر آپ نے اپنی سابقہ حرکات و اعمال و کردار پر ندامت کے طور پر ایک خوب صورت نعت بطور معذرت بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں پیش کی۔ بحر طویل میں کہی گئی یہ نعت نو اشعار پر مشتمل ہے۔ آپ کہتے ہیں ۔

لعمرک انی یوم احمل رایۃ　　　لتغلب خیل اللات خیل محمد

فکا المدلج الحیران اظلم لیلۃ　　　فھذا اوانی حین اھدی فاھتدی (۱۲۱)

ترجمہ: تیری جان کی قسم! جس وقت میں کفر کا جھنڈا لیے ہوئے اس بات کے لیے کوشاں تھا کہ لات و منات اور کفرو شرک کے سوار محمد (ﷺ) کے سواروں پر غالب آجائیں۔ اس وقت میں قطعی طور پر اس شخص کے مانند تھا، جو گھپ اندھیری رات میں (جن میں گھنا ٹوپ تاریکی چھائی ہوئی ہو) ادھر اُدھر ہاتھ پاؤں مار رہا تھا، مگر اب وہ وقت ہے کہ ہاتھ پکڑ کر مجھے سیدھے راستے پر لگا دیا گیا اور میں لگ گیا ہوں' (اور کفر کی تاریکی سے نکل کر اسلام کی روشنی میں داخل ہو گیا ہوں)

نعتِ ابوسفیانؓ کے مزید اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

ھدانی ھاد غیر نفسی ونالنی　　　مع اللّٰہ من طرّدت کل مطرّد (ا)

ترجمہ: میرے نفس نے نہیں بلکہ ایک ہادی (ﷺ) اور قائد (ﷺ) نے میری ہدایت کی اور مجھے سیدھے راستے پر لگا دیا' جس سے میں ہر طرح مقابلہ کرتا تھا، اسی (ﷺ) نے مجھے اللہ سے ملا دیا۔

اصدّو انأی جاھداً عن محمد　　　وادعی وان لم انتسب من محمد (ب)

ترجمہ: میں انتہائی سعی و کوشش سے محمد کا مقابلہ کرتا اور ان سے دور ہوتا جاتا تھا، حالاں کہ محمد (ﷺ) سے مجھے قریبی نسبت حاصل تھی' اگرچہ میں یہ انتساب ظاہر نہیں کرتا تھا۔

ھم ما ھم من لم یقل بھوا ھم　　　وان کان ذا رأی یُلم ویفنّدِ

ترجمہ: ان (ﷺ) کا کیا کہنا، یہ وہ (نبی) ہیں جو اپنی مرضی اور خواہش سے کچھ نہیں کہتے' اگر یہ خود رائے ہوتے تو نہ صرف ان کی ملامت کی جاتی بلکہ انہیں جھٹلایا جاتا۔

(ا) ابن اسحٰق کہتے ہیں' لوگوں نے کہا کہ جس وقت رسول اللہ کو یہ مصرع سنایا ونالنی مع اللہ من طردت کل مطرد (یعنی اور جس سے میں ہر طرح مقابلہ کرتا تھا اس نے مجھے اللہ سے ملا دیا) تو رسول اللہؐ نے ابوسفیان بن حارث کے سینے پر مارا اور کہا انت طردتنی کل مطرد (یعنی تو نے ہر طرح میرا مقابلہ کیا) (سیرۃ النبوۃ لابن ہشام ص ۵۴۴)

(ب) صاحب اسد الغابہ نے پہلے چار شعر نقل کیے ہیں۔ (الساوس ص ۱۴۲) المجلد

اریـد لا رضیھـم ولسـت بـلائـط　　　　مع الـقـوم مـالـم اھدفی کل مقعدِ

ترجمہ: میں اب انہیں خوش رکھنے کی خواہش رکھتا ہوں اور (ہر موقع پر) اپنی قوم کے ساتھ چمٹا رہنا نہیں چاہتا، جب تک مجھے سیدھا راستہ نہ بتا دیا جائے۔

فـقـل لـثـقیف لا اریـد قتـالـھـا　　　　وقل لثقیف تلک غیر ی اوعدی

ترجمہ: ثقیف سے کہہ دو کہ اب میں ان سے مل کر قتال نہیں کرنا چاہتا، نیز کہہ دو کہ اب میرے سوا کسی اور کو دھمکی دیں۔

فما کنت فی الجیش الذی نال عامراً　　　　ومـا کـان عن جرّی لسانی ولایدی

ترجمہ: میں اس لشکر میں تھا جس نے عامر کو حاصل کیا تھا اور نہ وہ لشکر میری زبان یا میرے ہاتھ سے لایا ہوا تھا۔

قبـائـل جـآء ت مـن بـلاد بـعیـدۃ　　　　نـزائـع جـاء ت من سھام وسَـرِدُدِ

(۶۲۲)

ترجمہ: یہ وہ قبائل ہیں جو دور افتادہ بلاد سے آئے تھے۔ یہ کھینچ کر لائے ہوئے اگر وہ سہام اور سُردد کے مقام سے آئے تھے۔

ابوسفیانؓ کی ایک اور نعت کا ایک شعر ملاحظہ ہو

یـدعـوا الـی الـحق لایبغی بـہ بدلا　　　　یـجـلـوبـضـوء سـنـاہ داجی الظلم

(۶۲۳)

ترجمہ: آپ حق کی طرف بلاتے ہیں اور اس کا بدلہ نہیں چاہتے اور اپنے نیزے کی روشنی سے تاریکی کو دور کرتے ہیں۔

آپ نے حضور نبی کریم ﷺ کی ایک نعت اور بیان فرمائی ایک شعر ملاحظہ ہو

لـقد نطق المامون بالصدق والھدی　　　　وبین الاسلام دنیاً ومنھجا (۶۲۴)

ترجمہ: بے شک مامون (امین) رسول کریم ﷺ نے سچائی اور ہدایت کی باتیں ہمیں بتائیں اور اسلام کو دین اور دین کا صحیح طریقہ اور راستہ واضح طور پر بیان فرمادیا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے اشعار:

حضور نبی کریم ﷺ کے چچا زاد بھائی اور حضرت خالد بن ولید کے خالہ زاد بھائی، ترجمان القرآن، مفسّر اعظم حضرت عبداللہ بن عباسؓ بن عبدالمطلب قریشی الہاشمی بہترین شاعر، خطیب اور ادیب تھے۔ شاعری ان کو وراثت میں ملی تھی۔ ان کے والد، والدہ، دادا، خالہ، چچا اور چچازاد بھائی سب ہی شاعر تھے۔ آپ کے خاندان میں شعر و ادب پروان چڑھا۔ عربی ادب کو بڑھاوا ملا۔ آپ کو اپنے علاوہ دیگر شعراء کے ہزار ہا اشعار ازبر تھے۔ حضرت عباسؓ کے سب سے بڑے بیٹے تھے، آپ کی کنیت ابوالعباس ہے۔ آپ مفسّر قرآن اور فقیہہ اعظم تھے لیکن اس کے ساتھ ہی آپ نہ صرف سخن سنج تھے بلکہ خود بھی عمدہ اشعار کہتے تھے اور شعر و شاعری

کا عمدہ ذوق رکھتے تھے۔ آپ آخری عمر میں اپنے والد کی طرح نابینا ہو گئے تھے۔ اس سے متعلق آپ نے بحر بسیط میں دو شعر کہے تھے۔

ان یا خذ اللّٰہ من عینی نور هما　　ففی لسانی وقلبی منهما نور

قلبی ذکی و عقلی غیر ذی دخل　　وفی فمی صارم کا السیف ماثور

(۶۲۵)

ترجمہ: اگر اللہ نے میری آنکھوں سے روشنی لے لی (تو کچھ پروانہیں) میری زبان اور میرے قلب میں آنکھوں کی روشنی موجود ہے۔ میرا دل ہوشیار اور میری عقل صحیح وسالم ہے اور میرے منہ میں برہنہ تلوار کی طرح ایک شمشیر ہے۔

آپ کے کہے ہوئے چار شعر علامہ رشیق قیروانی نے بھی نقل کیے ہیں۔ (۶۲۶) اور صاحب الاستیعاب نے بحر بسیط میں کہے گئے آپ کے دو شعر نقل کیے ہیں۔ (۶۲۷)

عبداللہ بن زبیرؓ کے اشعار:

حضور کے چچا زاد بھائی حضرت عبداللہ بن زبیرؓ بن عبدالمطلب بن ہاشم القرشی الہاشمی بہترین شاعر تھے۔ آپ کے والد حضور ﷺ کے والد کے حقیقی بھائی تھے۔ آپ جید صحابہ کرام میں سے تھے۔ ابن سعد نے آپ کو طبقۂ خامسہ میں ذکر کیا ہے۔ آپ کی والدہ کا نام عاتکہ بنت ابی وھب بن عمرو بن عائذ بن عمران ہیں مخزوم تھا۔ آپ حضور ﷺ سے عمر میں چھوٹے تھے۔ حضور آپ سے بہت زیادہ محبت فرماتے تھے اور آپ کو " ابن عمّی وحبّی " (میرے چچا کا بیٹا اور میرا پیارا) فرماتے تھے اور کبھی " ابن اُمّی " (میری ماں کا بیٹا) کہتے۔ آپ کو سرکار ﷺ سے خاص انسیت تھی اور حضور ﷺ کے جاں نثاروں کی صفِ اول میں تھے۔ وصال کے وقت آپ کی عمر محض تیس سال تھی۔ آپ نے خلافت اکبر، حضرت ابوبکرؓ میں یوم اجناء دین کے موقع پر شہادت پائی۔ ایک مرتبہ آپ حضور ﷺ کے ساتھ کھیل رہے تھے تو آپ نے یہ اشعار کہے۔

محمد بن عبدم　　عشت بعیش انعم

فی عزّ فزع اسنم (۶۲۸)

حضرت عبداللہ بن زبیر علیہم الرضوان نے یوم اجناء دین کے موقع پر یہ رجز پڑھا۔

خذها وانا عبدالمطلب (۶۲۹)

حضور نبی کریم ﷺ کے بعد آپ پہلے فرد ہیں جس نے اپنے آپ کو عبدالمطلب کا بیٹا کہہ کر دعوت مبارزت دی۔

حضرت نوفلؓ بن حارث کی نعت......دودمان ہاشمی کے چشم و چراغ:

جعفرؓ کے چچا زاد بھائی سیدنا حضرت ابو حارث نوفلؓ (۱) بن حارث بھی بہت عمدہ شاعر تھے۔ آپ نے حضور ﷺ کی شان میں بڑی خوب صورت نعت کہی ہے، جو عربی ادب کا شاہ کار ہے۔ حضرت نوفلؓ مدینہ میں اسلام لائے اور حضور ﷺ کے جان نثاروں میں شامل رہے۔ حضور کے چچا حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب، حضرت نوفلؓ کے بھی چچا تھے، گو کہ وہ اپنے بھتیجے حضرت نوفل سے عمر میں کئی برس چھوٹے تھے، تاہم چچا بھتیجوں میں دلی لگاؤ تھا، حضور ﷺ نے مدینہ شریف میں ان دونوں کے مابین مواخات قائم فرمائی۔ آپ نے عہد فاروقی میں وصال فرمایا۔ نماز جنازہ خود امیر المومنین نے پڑھائی۔

حضرت نوفلؓ کے دل میں حضور کی محبت ہمیشہ موجزن رہی۔ آپ نے قبل از اسلام بھی سرکار ﷺ کی کبھی مخالف نہ کی اور نہ کبھی حضور کو ستایا۔ غزوۂ بدر میں مشرکین مکہ نے آپ کو جبراً اپنے ساتھیوں میں شامل کرلیا۔ آپ بادل ناخواستہ ان کے ساتھ ہولئے، لیکن آپ نے یہاں بھی کوئی سرگرمی نہ کھائی بلکہ اس قدر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا کہ یہ شعر آپ کی زبان پر جاری ہوئے اور تاریخ کا حصہ بن گئے۔

حرام علٰی حرب احمدٌ انّی

اریٰ احمدٌ منی قریباً او اصرہ (۲۳۰)

(میرے لیے احمدؐ سے جنگ کرنا حرام ہے کیوں کہ احمدؐ میرے قریبی عزیز ہیں)

غزوۂ بدر میں جب آپ قیدی بن کر آئے تو حضور ﷺ کی غیبی اطلاعات سے اس قدر متاثر ہوئے کہ فی الفور اللہ کی وحدانیت اور محمد ﷺ کی رسالت کی گواہی دے بیٹھے اور اپنے اخلاص فی الدّین کا اظہار ان نعتیہ اشعار میں فرمایا۔

الیکم الیکم اننی لست منکم   تبرأت من دین الشیوخ الاکابر

ترجمہ: دور ہو، دور ہو میں تمہاری جماعت میں شامل نہیں۔ میں قریش کے شیوخ اور اکابر کے دین سے بے زار ہوں۔

شهدت علیٰ انّ النّبی محمدٌ   اتیٰ بالهدیٰ من رب والبصائر

ترجمہ: (میں نے شہادت دی ہے کہ محمد ﷺ نبی ہیں اور وہ اللہ کی طرف سے ہدایت اور بصیرت لائے ہیں)

ان رسول اللّٰه یدعو الی التقی   وان رسول اللّٰه لیس یشاء

ترجمہ: (اور رسول اللہ پرہیزگاری کی طرف بلاتے ہیں اور بلاشبہ رسول اللہ ﷺ شاعر نہیں ہیں)

---

(۱) سلسلہ نسب یہ ہے، نوفل بن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی، ماں کا نام عزیزیہ بنت قیس تھا اور وہ بنو خیر سے تعلق رکھتی تھیں، (سوشیدائی، ص ۲۸۰)

علیٰ ذلک احییٰ ثم ابعث موقناً — والوی علیہ میتاً فی المقابر

(۶۳۱)

ترجمہ: (میں اسلام پر ہی زندہ رہوں گا اور اس پر قبر کے اندر موت کی حالت میں سوؤں گا اور پھر اسی پر قیامت کے دن اٹھوں گا)

حضرت جعفرؓ بن ابو طالب کا رجز:

حضورﷺ کے چچا زاد بھائی اور حضرت علیؓ کے حقیقی برادر بزرگ حضرت جعفر طیارؓ بھی نہایت عمدہ شعر کہتے تھے۔ ان کا شمار نہایت عظیم المرتبت صحابہ کرام اور سرکارﷺ کے جلیل القدر جاں نثاروں میں ہوتا تھا۔ شاہ نجاشیؓ نے آپ کے ہی دست حق پرست پر بیعت اسلام کیا تھا۔ حضور نبی کریمﷺ نے آپ کے لیے "اخوانی ومونسائی و محدثائی" (یہ میرے بھائی میرے مونس اور میرے جلیس تھے)۔ سرکارﷺ آپ سے شدید محبت فرماتے تھے، آپ نہایت حسین وجمیل وہم شکل مصطفےٰﷺ تھے۔ حضورﷺ نے آپ کے بارے میں ارشاد فرمایا "جعفر تم صورت اور سیرت دونوں میں مجھ سے مشابہت رکھتے ہو۔" (بخاری) آپ نے جنگ موتہ میں شہادت پائی۔ دوران جنگ آپ کی زبان پر یہ رجز جاری تھا۔

یا حبذا الجنّة واقترابها — طیبة وبارد شرابها

والروم روم قدر ناعذابها — کافرة بعیدة انسابها

علیّ ان قتیها ضرابها (۶۳۲)

ترجمہ: (۱) جنت کیا ہی اچھی ہے اور اس کی قربت کتنی پیاری ہے، اور اس کا پانی نہایت ٹھنڈا ہے۔
(۲) رومی وہ لوگ ہیں جن کے عذاب کا وقت قریب آ گیا ہے، یہ کافر ہیں اور ان کے نسب ناموں میں گڑبڑ ہے۔
(۳) مجھ پر فرض تھا کہ جب وہ میرے سامنے آئیں تو میں ان پر وار کروں۔

عبداللہؓ بن عبدالمطلب کے اشعار:

حضورﷺ کے والد محترم حضرت عبداللہؓ بھی بہت عمدہ شاعر تھے۔ سیرت حلبیہ میں ہے۔

فخرج مع ابیہ لیزوّجہ آمنة بنت وھب بن عبد مناف بن زھرة(............)فمرّہ علیٰ امرأة من بنی اسد بن عبدالعزیٰ ای یقال لها قتیلة وقیل رقیة وھی اخت ورقة بن نوفل وھی عندالکعبة و کانت تسمع من اخیها مرقة انه کائن فی ھٰذہ الامّة نبی ای و ان من دلائله ان یکون نورا فی وجهه ابیه اوانها الهمت ذٰلک فقالت لعبد اللّٰه ای وقد رأ ت نورالنبوة فی غرّته . این تذھب یا عبداللّٰه. قال مع ابی. قالت لک مثل الابل التی نحرت عنک وقع علیّ الآن قال انا مع ابی ولا استطیع خلافه ولا فراقه وانشد.

ترجمہ: پس جب عبداللہ بن عبدالمطلب، اپنے والد کے ساتھ، وہب ابن عبد مناف زہرہ کی بیٹی، آمنہ سے شادی کے لیے روانہ ہوئے تو (......) راستے میں ان کا گزر قبیلہ بنی اسد ابن عبدالعزیٰ کی ایک عورت قتیلہ نامی پر ہوا، اسے رقیہ بھی کہا گیا ہے۔ یہ ورقہ بن نوفل کی بہن تھی۔ قتیلہ نے اپنے بھائی سے سن رکھا تھا کہ اس وقت میں ایک نبی ہونے والا ہے اور اس کی ایک نشانی یہ ہے کہ اس کا نور اس کے باپ کے چہرے پر جھلکتا ہوگا۔ یہ بات اس کے دل میں ڈال دی گئی تھی، (نیز یہ کہ یہ عورت خود بھی بہت بڑی عالمہ اور کاہنہ تھی) پھر جب اس نے حضرت عبداللہ کو دیکھا تو ان کی پیشانی میں نور نبوت جھلکتا پایا۔ یہ دیکھ کر اس نے کہا۔ اے عبداللہ! تم کہاں جا رہے ہو۔ انہوں نے کہا! میں اپنے والد کے ساتھ جا رہا ہوں۔ قتیلہ نے کہا میں تمہیں اتنے ہی اونٹ دوں گی جتنے تمہاری جان کے بدلے میں قربان کیے گئے تھے اگر تم اس وقت میرے ساتھ جماع (مباشرت) کرلو۔ حضرت عبداللہ نے کہا۔ میں اس وقت اپنے والد کے ساتھ ہوں اور ان کے خلاف کچھ بھی نہیں کرسکتا اور نہ ہی میں اس وقت ان سے جدا ہوسکتا ہوں، پھر آپ نے اس کی پیش کش کو ٹھکراتے ہوئے یہ شعر کہے۔

اما الحرام فالممات دونه   واکل لا احلّ فاستبینه

ترجمہ: (جہاں تک حرام کاری کی بات ہے، اس سے بہتر تو مرجانا ہے اور فعل حلال کی تو میں خوبیاں بیان نہیں کرسکتا۔)

یحمی الکریم عرضه و دینه (۱)   فکیف بالامری الذی تبغینه (۶۳۳)

ترجمہ: (شریف آدمی تو اپنی توقیر وآبرو اور دین کی حفاظت کیا کرتا ہے۔ اس لیے تو کیسے مجھے ایک غلط کام کی طرف بلا رہی ہے۔)

قال و من شعر عبداللہ والدہ ﷺ   کما فی تذکرۃ الصلاح ال صفدی

ترجمہ: کہا گیا ہے کہ یہ اشعار بھی حضور اکرم ﷺ کے والد محترم کے ہیں جو ''الصلاح الصفدی'' میں مذکور ہیں۔

لقد حکم البادون فی کل بلدۃ   بان لنا فضلاً علیٰ سادۃ الارض

ترجمہ: (دیہاتیوں نے ہر ہر شہر میں یہ اعلان کردیا ہے کہ ساری دنیا کے سرداروں پر ہمیں فضیلت حاصل ہے۔)

وان ابی ذوالمجد والسودد الذی   یشار به ما بین نشز الیٰ خفض (۶۳۴)

ترجمہ: (اور میرے والد عزت اور سرداری والے ہیں جن کی طرف ان کی عزت و سرداری کی وجہ سے بلند اور پست ہر جگہ اشارہ کیا جاتا ہے۔)

امام جلال الدین سیوطیؒ نے اس واقعے اور اشعار کو بحوالہ ابونعیم، خرائطی اور ابن عساکر، بہ بطریق حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے نقل کیا ہے۔ (۶۳۵)

---

(۱) صاحب عیون الاثر کہتے ہیں کہ اس شعر کا اضافہ صاحب روض الانف نے کیا ہے۔ عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر، حافظ ابی الفتح محمد بن محمد بن سید الناس الیعمری، الجزء الاول، ص ۶۷۔

خاندان رسالتؐ کی خواتین شاعرات

خالدہؓ بنت ہاشم کے اشعار:

حضورﷺ کی دادی خالدہ بنت ہاشم بن عبدمناف، خاندان قریش کی بہترین شاعرہ تھیں۔ آپ حضرت عبدالمطلب کی بہن اور حضرت عبداللہ (والد رسول کریمﷺ) کی پھوپھی تھیں۔ آپ کی شادی اسد بن عبدالعزیٰ سے ہوئی جن سے نوفل حیہا، صیغیا اور رقیقہ تولّد ہوئے۔ آپ حلیم الطبع اور ذوق سلیم سے آراستہ تھیں۔ آپ کے لیے کہا گیا۔ "شاعرۃ من حکیمات العرب ." (۱) آپ کے والد ہاشم نے بغرض تجارت شام کا سفر اختیار کیا اور فلسطین کے علاقہ غزہ میں انتقال فرمایا۔ خالدہ نے اپنے والد کی وفات پر بڑا رقّت آمیز مرثیہ کہا ہے۔ بحر خفیف میں کہے گئے اس پُر مغز مرثیہ کے آٹھ اشعار ڈاکٹر تونجی نے نقل کیے ہیں۔ (۶۳۶) آپ نے دوسرا مرثیہ بحر وافر میں کہا ہے۔ اس کے بھی پانچ اشعار ڈاکٹر تونجی نے تحریر کیے ہیں۔ (۶۳۷)

خالدہ نے ایک رجز بھی کہا ہے ؎

نحن و هبنا لعدی سجله   فی تربة غدالة سهله

تروی الحجیج زغلة فزغلة (۶۳۸)

اُمیمہ بنت عبدشمس کے اشعار:

حضورﷺ کی دادی، عبدالمطلب کی چچا زاد بہن، ابو طالب اور حضرت عبداللہ کی پھوپھی اور المطلب بن عبد مناف کی بھتیجی تھیں۔ آپ ابوسفیان کی بھی پھوپھی تھیں۔ امیمہ بنت عبدشمس بن عبدمناف نہایت جری اور قوی خاتون تھیں۔ بہترین شاعرہ ہونے کے ساتھ ساتھ فنون حرب کی بھی ماہر تھیں۔ انہوں نے اپنے والد کے بعد جنگی جیوش کی قیادت کی۔ امیمہ نے اپنے بھائی کے بیٹے یعنی اپنے بھتیجے ابوسفیان بن امیہ کا نہایت دل دوز مرثیہ کہا ہے۔ بحر وافر میں کہے گئے اس مرثیہ کے سترہ اشعار ڈاکٹر تونجی نے نقل کیے ہیں۔ (۶۳۹) مرثیہ کے دو شعر بطور نمونہ ملاحظہ ہوں ؎

ابی لیلک ان یذهب   ونیط الطرف بالکوکب

الا یا عین فابکیهم   بدمع منک مستغرب (۶۴۰)

---

(۱) شاعرات فی عصر النبوۃ، ڈاکٹر محمد التونجی، ص ۵۴

سُبیعہ بنت عبد شمس کے اشعار

حضور ﷺ کی دادی، عبدالمطلب بن ہاشم کی چچازاد بہن، حضرت عبداللہ کی پھوپھی اور المطلب بن عبدمناف کی بھتیجی تھیں۔

سُبیعۃ بنت عبد شمس بن عبد مناف خاندان قریش سے تھیں۔ ان کے والد اصحاب ایلاف میں سے تھے۔ یہ مغیرہ بن شعبۃ کی دادی ہیں۔ وہ صحابی ہیں۔ ۵۰ ہجری میں وصال ہوا۔ سُبیعہ بہترین شاعرہ تھیں۔ انہوں نے اپنے چچا المطلب بن عبدمناف کا مرثیہ کہا ہے۔ ان کا انتقال یمن میں ہوا۔ بحر متقارب میں کہے گئے مرثیہ کے چند شعر یہ ہیں۔

اعینی جودا علی المطلب	بوبل وماء له منسکب
اعینی واسحنفرا واندبا	حلیف الندی وقریع العرب
اخاالجود والمجد والمعضلات	اذا انقطع الدّربعد الحلب
واکدی المامسیح والمنعمون	من اهل الفعال واهل الحسب

(٦٤١)

ڈاکٹر تونجی نے بحر کامل میں کہا گیا ایک شعر اور بھی نقل کیا ہے۔ (٦٤٢)

حضرت رقیقہؓ بنت ابی صیفی بن ہاشم کے اشعار نعت:

حضور نبی کریم ﷺ کے خانوادہ میں مرد و خواتین دونوں بہترین شعر کہنے والے تھے۔ علامہ سید زینی دحلان نے آپؐ کی پھوپھی، آپؐ کے والد کی حقیقی چچا زاد بہن، حضرت عباسؓ کے چچا کی بیٹی اور حضرت عبدالمطلب کی بھتیجی حضرت رقیقہؓ بنت ابی صیفی بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرّۃ (۱) کے یہ اشعار درج کیے ہیں، جس میں لوگوں نے عبدالمطلب کے ذریعے بارش کی دعا کی تھی۔ واضح رہے کہ آپؐ کے خاندان میں آپؐ کے دادا عبدالمطلب اور چچا ابوطالب کے وسیلے سے باران رحمت کی دعا مانگی جاتی تھی۔ اہل مکہ بالخصوص اس کا التزام واہتمام کرتے تھے، لیکن یہ بات بھی تاریخ میں درج ہے کہ لوگ تو آپ کی دادا و چچا کو اپنا وسیلہ بناتے تھے لیکن یہ دونوں حضرات آپ کو اپنا وسیلہ بنا کر، آپؐ کے حوالے سے دعا مانگا کرتے تھے۔ وہ ایسے موقع پر آپ کو ہی سامنے رکھتے تھے، کیوں کہ ان کی دعائے مستجاب کا وسیلہ و ذریعہ آپؐ ہی تھے۔ وہ اپنی دعا کا آغاز آپؐ کے ذریعہ اور وسیلے سے کرتے تھے اور باران رحمت کے طلب گار ہوتے تھے۔ صاحب سیرت

(۱) والدۂ رسول کریم ﷺ کا نسب مبارک: آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ۔

حلبیہ لکھتے ہیں۔ " وفی سقیان النّاس بعبد المطلب و ان ذلک ببر کۃ ﷺ ."(۶۴۳)

سیرت حلبیہ میں حضرت رقیقہ کے یہ اشعار درج ہیں، جس میں دعائے بارش کی تفصیل ہے۔

بشیبۃ الحمد اسقی اللّٰہ بلدتنا — وقد عدمنا الحیاء واجلوّذ المطر

نجاد بالماء جونی لہ سبل دان — فعاشت بہ الانعام والشجر

منامن اللّٰہ بالمیمون طائرہ — وخیر من بشرت یوماً بہ مضر

مبارک الاسم یستسقی الغمام بہ — مافی الانام لہ عدل ولا خطر(۶۴۴)

ترجمہ: عبدالمطلب کے ذریعہ لوگوں کی سیرابی جو درحقیقت آنحضرت ﷺ کی برکت سے حاصل ہوتی تھی، اس کا ذکر رقیقہ نے اپنے اشعار میں کیا ہے۔

''شیبۃ الحمد یعنی عبدالمطلب کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے شہر کو سیرابی عطا فرمائی، جب کہ ہم مدتوں سے بارش اور سبزہ کو ترس رہے تھے۔''

''پس اس نے اپنے خزانوں سے ایسی زبردست بارش عطا فرمائی کہ اس سے جانوروں اور درختوں کو بھی زندگی مل گئی۔''

اور اس کی خوش بختی خدا کی طرف سے اس پر ایک احسان ہے اور اسی بہترین انسان کے ساتھ قبیلہ بنی مضر کو بھی خوش خبری دی گئی۔''

''پس اس کے مبارک نام کے ساتھ بادلوں سے پانی مانگا گیا جس کا پوری کائنات میں کوئی مثل اور مشابہ نہیں ہے۔''

ان اشعار کو علامہ سیوطی نے بھی باختلاف الفاظ نقل کیا ہے۔(۶۴۵) رقیقہ کی شاعری کے بارے میں یہ کہا گیا ہے:'' شاعرۃ ذات فصاحۃ وبلاغۃ''(۶۴۶)

حضرت رقیقہ کی والدہ کا نام تماضر بنت کلدہ بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصی تھا۔ رقیقہ کا نکاح نوفل بن اہیب بن عبد مناف بن قصی سے ہوا۔ حضرت رقیقہ نے بہت طویل عمر پائی۔ حضور ﷺ کی بعثت کے وقت وہ بہت بوڑھی ہو چکی تھیں۔ آپ حضور ﷺ کی بیعت سے مشرف ہوئیں۔

صاحب سیرت حلبیہ نے حضرت رقیقہ کو حضور ﷺ کے دادا عبدالمطلب کی زوجہ لکھا ہے (ا) جب کہ حضرت رقیقہؓ کہا کرتی تھیں کہ '' میں اپنے چچا شیبہ (یعنی عبدالمطلب) کو دیکھ رہی ہوں۔ جب ان کو مطلب بن عبد مناف ہمارے پاس لے کر آئے تھے، اس وقت میں بچی تھی۔ سب سے پہلے میں ہی دوڑ کر ان کے پاس گئی اور انہیں چمٹ گئی پھر ان کے آنے کی خبر گھر میں کی۔ (ب)

(ا) وعن رقیقۃ بنت ابی صیفی بن ہاشم بن عبد مناف زوجہ عبدالمطلب ذکرھا ابن سعد فی المسلمات المھاجرات (اقول) وقال ابو نعیم الاراھا ادرکت الاسلام وقال ابن حبان یقال ان لھا صحبۃ (رقیقہ بنت ابو صیفی عبدالمطلب کی بیوی تھیں، ابو سعد نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ مسلمان تھیں اور ہجرت کرنے والوں میں سے تھیں، اقول مولف کہتے ہیں مگر ابونعیم کہتے ہیں کہ میری رائے میں ان اسلام کا زمانہ نہیں ملا اور ابن حبان کہتے ہیں کہ وہ صحابیہ ہیں، (... الجزو الاول ص ۱۱۰ حاشیہ سیرت حلبیہ السیرۃ الحلبیہ الجزء الاول ص ۶۵ .... (ب) تذکار صحابیات طالب ہاشمی ص ۱۵۲)

حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب کے اشعار:

حضورﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب خاندان بنو ہاشم اور قبیلۂ قریش کی ہی نہیں بلکہ آپ عالمِ اسلام کی نامور شاعرہ تھیں۔ آپ معرکۂ احد سے قبل ۹ ھ میں مشرف بہ اسلام ہوئیں۔ آپ بہترین شاعرہ ہونے کے ساتھ ماہر انساب و تاریخ و سیر بھی تھیں۔ آپ کی کہی گئی نعوت و مراثی اور قطعات و قصائد عربی ادب کی روح ہیں۔ آپ کی والدہ ہالہ بنت وہیب، حضورﷺ کی والدہ ماجدہ کی چچا زاد بہن تھیں، اس طرح آپ حضورﷺ کی خالہ زاد بہن بھی تھیں۔ آپ حضرت حمزہؓ کی حقیقی بہن تھیں۔ آپ کا شمار جلیل القدر صحابیات میں ہوتا ہے۔ آپ کو "عمۃ النبیؐ" بھی کہا جاتا ہے۔

حضرت صفیہ نہایت ہی فصیح و بلیغ شاعرہ تھیں اور آپ کے مراثی عربی ادب کا اثاثہ ہیں۔ خاندان نبوی ﷺ میں آپ کے مقابل مرثیہ کہنے میں کوئی نہیں۔ آپ کو حضورﷺ سے شدید محبت تھی۔ آپ نے خود کو دینِ اسلام کے لئے وقف کر دیا تھا۔ جب حضورﷺ کا وصال ہوا تو آپ شدید صدمے میں آ گئیں اور آپ نے حضورﷺ پر نہایت پُر درد، پُر اثر، پُر مغز اور خوب صورت مراثی کہے جو زبان و ادب کا شاہ کار ہیں۔ آپ کہتی ہیں ؎

لفقد رسول اللہ اذحان یوم   فیاعین جودی بالدموع السواجم (٦٤٧)

ترجمہ: حضورﷺ کی وفات پر آج کے روز اے آنکھ تو خوب جم کر، نہایت سخاوت سے، خون کے آنسو بہا۔

آپ نے حضورﷺ کا ایک اور مرثیہ بحر خفیف میں کہا ہے، اس کے چھ اشعار ڈاکٹر تونجی نے نقل کئے ہیں۔ (٦٤٨)

حضرت صفیہؓ نے حضورﷺ کے کئی مراثی کہے ہیں جو حضرت صفیہؓ کی وجہ شہرت بھی ہیں اور آپ کی حضورﷺ سے محبت و وارفتگی اور جاں نثاری کا ثبوت بھی۔ آپ کے بحر خفیف میں کہے گئے ایک اور مرثیہ کے چھ اشعار ڈاکٹر تونجی نے نقل کئے ہیں۔ (٦٤٩)

حضرت صفیہؓ نے حضورﷺ کی صفات و اسوہ پر مشتمل ایک خوب صورت مرثیہ کہا ہے جو کہ مرثیہ سے زیادہ آپ کی نعت شریف معلوم ہوتا ہے۔ حضرت صفیہؓ نے مرثیہ میں نعت کا پہلو اُجاگر فرمایا ہے جو نعتیہ ادب میں ایک نئی صنف کا اضافہ ہے۔ صاحب استیعاب نے بحر طویل میں کہے گئے اس "نعتیہ مرثیہ" کے دس اشعار نقل کئے ہیں۔ (٦٥٠) جب کہ علامہ یوسف نبہانی نے بتغیر الفاظ اس کے آٹھ اشعار درج کئے ہیں۔ (٦٥١) اس لافانی مرثیہ کے چند نعتیہ اشعار ملاحظہ ہوں ؎

اَلا یا رسول اللّٰہ کنت رجاء نا	وکنت بنا برّاً ولم تکُ جافیا(۱)
وکنت رحیماً ھادیاً ومعلّماً	لیبک علیک الیوم من کان باکیا
فدی لرسول اللّٰہ امّی و خالتی	وعمّی و آبائی و نفسی ومالیا
فلوان رب الناس ابقی نبیّنا	سعدنا ولکن امرہ وکان ماضیا
علیک من اللّٰہ السلام تحیّۃ	وادخلت جنّاتٍ من العون راضیا (۶۵۲)

ترجمہ: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ہماری اُمیدوں کا مرکز تھے اور ہمارے ساتھ نیکی و بھلائی کرنے والے تھے اور ہرگز (ظالم) ظلم کرنے والے نہ تھے (ذرّہ بھر بھی) نہیں۔

اور آپؐ رحم کرنے والے، رہنما و رہبر، راہ دکھانے والے، ہدایت دینے والے اور معلّم (احکام الٰہی) سکھانے والے تھے۔ آج کے دن پر حاضر ہوں جو بھی رونے والے ہوں۔

میں اللہ کے رسول ﷺ پر قربان ہوں۔ میری ماں اور میری خالہ اور میرے چچا اور میرے ماموں، پھر میرا نفس اور میرا مال بھی (سب آپؐ پر قربان)۔

پس اگر لوگوں کا پروردگار ہمارے نبی ﷺ کو باقی رکھتا تو ہم سعادت مند ہو جاتے، لیکن اس کا حکم ہو کر رہا۔

آپؐ پر اللہ کی جانب سے سلام ہوا، مبارک باد دی گئی اور آپ کو ہمیشگی کے باغوں میں راضی بہ رضا داخل کر دیا گیا۔

حضرت صفیہؓ نے حضور ﷺ کا ایک اور مرثیہ بھی کہا ہے جسے صاحب الطبقات نے نقل کیا ہے (۶۵۳)۔ اس کے پانچ شعر احمد خلیل جمعہ نے "نساء من عصر النبوۃ" (۶۵۴) میں نقل کئے ہیں۔

حضرت صفیہؓ نے اپنے والد حضرت عبدالمطلب کی وفات پر بحر وافر میں ایک طویل مرثیہ کہا ہے۔ اس کے گیارہ اشعار اور واقعۂ وفاتِ عبدالمطلب کی تفصیل ابن ہشام نے اپنی سیرۃ میں نقل کی ہے۔ (۶۵۵)

حضرت صفیہؓ خاندان رسالت ﷺ، دربار رسالت ﷺ اور خانوادۂ قریش کی لازوال شاعرہ تھیں۔ علامہ حبیب بغدادی آپ کی شاعری کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"جس طرح جہاد و فضائل کے میدانوں میں حضرت صفیہؓ نے کارہائے نمایاں دکھائے، اسی طرح فصاحت و شیریں کلامی کے فلک کو بھی چھوا اور زبانی پھلوں کے خوشے ان کے لئے جھک گئے اور یہ ہاشمیات خواتین کی شاعرہ بنیں اور ان کے اشعار ان کے منہ سے دل چسپ، خوش گوار معانی کی بارش کرتے تھے اور وہ اشعار عمدگی، رقّت کو پیدا کرنا اور نرمی و عاطفت کو اُجاگر کرنا اور بہادری کو بیدار کرنا وغیرہ اوصاف کے ساتھ ممتاز ہوئے۔ اسی طرح وہ اپنے بیٹے زبیر کو اشعار گا کر سناتیں اور ایسے شعر سناتیں جو اِن میں بہادری اور جواں مردی کو اُکساتے تھے۔ (۶۵۶)

(۱) صاحب الاصابہ نے اس شعر کو اروی بنت عبدالمطلب کا قرار دیا ہے۔ (الاصابہ، المجلد الرابع، ص ۲۳۱۳) اور دوسرا شعر سے نقل کیا ہے (ب) جس کا اردو ترجمہ مولانا محمد اصغر نے "عہد نبوت کی برگزیدہ خواتین" کے نام سے کیا ہے۔

(ب) "کان علی قلبی لذکر محمدوما جمعت بعد النبی المجاویا"

اس حوالے سے صاحب اصابہ نے حضرت صفیہؓ کا ایک رجز نقل کیا ہے جو انہوں نے نوفل بن خویلد کی خفگی کے جواب میں کہا تھا۔(۶۵۷)

حضرت صفیہؓ اپنے بھائی حضرت حمزہؓ سے والہانہ محبت اور شدید انس رکھتی تھیں۔ آپ حضرت حمزہؓ کی شہادت پر جگر دوش روئیں۔ آپ نے اپنے بہترین بھائی کی جدائی پر، بحر طویل میں ایک مرثیہ کہا، جس کے آٹھ اشعار ابن ہشام نے نقل کئے ہیں۔(۶۵۸)

مرثیہ میں نعت کے اشعار

حضرت صفیہؓ نے حضورﷺ کا ایک اور بھی مرثیہ کہا ہے جس میں آپ کی بھرپور نعت بیانی کی گئی ہے۔ ڈاکٹر تونجی نے اس مرثیہ کے سات اشعار نقل کئے ہیں۔(۶۵۹)۔ بحر خفیف میں کہے گئے اس مرثیہ کے اشعار نعت ملاحظہ ہوں ۔

واجتباہ بعلمہ و ارتضاہ　　وھداہ بعد العمی للصواب
فاتح خاتم رؤف رحیم　　صادق القیل طیب الاثواب
مشفق ناصح حریص علینا　　رحمتہ من الٰھنا الوھاب
رحمۃ اللّٰہ والسلام علیہ　　وجزاہ الملیک خیر الثواب (٦٦٠)

حضرت صفیہؓ نے یہ اشعار نعت بھی اپنے مرثیہ میں کہے ۔

لیت شعری و کیف امسی صحیحاً　　بعد ان بین بالرّسول القریب
اعظم الناس فی البریۃ حقا　　سیدالناس حبّۃ فی القلوب
فاوحشت الارض من فقدہ　　وایّ البریّۃ لایُنکب
وتبکی الاباطح من فقدہ　　وتبکیہ مکۃ والا خشب

آپ نے یہ شعر بھی کہے ۔

اعینّی جوداً بدمع سجم　　یُبادر غربا بما منھدم
علی صفوۃ اللّٰہ رب العباد　　ورب السماء وباری النسم

یہ اشعار بھی آپ ہی کے ہیں ۔

طیب العود والضّریبۃ والشیم　　محض الانساب واری الزّناد
ابلج صادق السّجیّۃ عفّ　　صادق الوعد منتھی الرّواد (٦٦١)

حضرت عاتکہؓ بنت عبدالمطلب کے اشعار:

حضورﷺ کی پھوپھی حضرت عاتکہؓ بنت عبدالمطلب بن ہاشم، خاندان قریش کی چشم و چراغ اور معروف شاعرہ تھیں۔ آپ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت عمرو تھا۔ اُنہوں نے عہدِ جاہلیت میں ابواُمیہ بن المغیرہ سے شادی کی۔ ان سے عبداللہ، زہیر اور قریبہ تولّد ہوئے۔ آپ کے اسلام لانے میں اختلاف ہے لیکن یہ ثابت ہے کہ آپ معرکۂ بدر میں مشرکین کے ساتھ شامل تھیں۔ ابن سعد کا کہنا ہے کہ آپ اسلام لائیں اور مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ آپ بہترین شاعرہ تھیں۔ آپ کے لئے کہا گیا۔ "تعد عاتكة من الشاعرات المرموقات لصلابة شعرها". (۲۶۲)

آپ نے حضور نبی کریمﷺ کی بہت عمدہ نعتیں رقم کی ہیں۔ ڈاکٹر تونجی لکھتے ہیں۔ "واستدلو على اسلامها ماجاء من شعرها فى مديح النبوىﷺ. ومن قول بعض الصحابة." (۲۶۳)۔ آپ نے اپنے والد کی وفات پر بڑا پُر درد و پُر کرب مرثیہ کہا ہے۔ بحر متقارب میں کہے گئے اس مرثیہ کے آٹھ اشعار صاحب سیرۃ النبویہ نے نقل کئے ہیں۔ ایک شعر ملاحظہ ہو۔

اعينـــى جـوداً ولا تبـخـلا　　　بدمعكما بعد نوم النّيام (۲۶۴)

ترجمہ: اے میری آنکھوں! سونے والے کے سوجانے کے بعد اپنے آنسو کی سخاوت کرو اور بخل نہ کرو۔

صاحب البدایہ نے سعید بن قطن کی روایت سے آپ کے چودہ اشعار (قصیدۂ بائیہ) نقل کئے ہیں جو آپ نے غزوۂ بدر کے موقع پر کہے تھے۔ (۲۶۵) اور ایک مقام پر چھ اشعار نقل کئے ہیں۔ (۲۶۶)

حضرت اروئیؓ بنت عبدالمطلب کے اشعار:

حضورﷺ کی پھوپھی حضرت اروئیؓ بنت عبدالمطلب بہترین شاعرہ تھیں۔ آپ فی البدیہہ شعر کہنے پر یدِ طولیٰ رکھتی تھیں۔ آپ کی شاعری کے بارے میں کہا گیا "ولها شعر جيّد." (۲۶۷)۔ حضرت اروئیؓ کا نکاح عمیر بن وہب (بن عبدمناف بن قصّی) سے ہوا۔ ان کی صلب سے حضرت طلیبؓ پیدا ہوئے۔ حضرت اروئیؓ نے سن ۳ بعد بعثت کی دوسری شش ماہی میں دارارقمؓ میں اپنے صاحب زادے کے ہمراہ اسلام قبول کیا۔ حضرت اروئیؓ، حضورﷺ کی قبل از اسلام و بعد از اسلام بہترین خیر خواہ و مددگار رہیں۔ آپ کا شمار حضورﷺ کے بہترین جاں نثاروں اور فدائیوں میں ہوتا تھا۔

حافظ ابن حجرؒ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ عوف بن صبرہ سہمی نے حضرت طلیبؓ کے سامنے سرکار دوعالمﷺ کی شان میں کچھ نازیبا الفاظ کہے تو حضرت طلیبؓ جوش و غضب سے بے قرار ہوگئے اور اس گستاخ کو اونٹ کے

کلّے کی ہڈی مار کر لہولہان کر دیا۔ عوف نے حضرت اروی ؓ سے اس کی شکایت کی تو انہوں نے بے ساختہ یہ شعر کہا۔

ان طلیباً نصر ابن خالة　　واساه فی دمه وماله (٦٦٨)

ترجمہ: (طلیب نے اپنے ماموں کے بیٹے کی مدد کی اور اس کے خون اور اس کے مال کی غم خواری کی)۔

حضرت اروی ؓ نے حضور ﷺ کے وصال پر ایک بڑا ہی پُر اثر مرثیہ بحرطویل میں کہا ہے۔ صاحب استیعاب نے اس کے دس اشعار نقل کئے ہیں۔ (٦٦٩) جب کہ علامہ یوسف نبہانی نے اس کے آٹھ شعر بتغیر الفاظ نقل کئے ہیں۔ (٦٧٠)۔ ڈاکٹر تونجی نے ان اشعار کو حضرت صفیہ ؓ کے ضمن میں تحریر کیا ہے۔ (٦٧١) اس مرثیہ میں حضرت اروی ؓ نے نعت کے خوب صورت اشعار رقم کئے ہیں۔

حضرت اروی ؓ نے اپنے والد حضرت عبدالمطلب کا ایک مرثیہ بحر وافر میں کہا ہے، جس کے دس اشعار علامہ ابن ہشام نے نقل کئے ہیں۔ (٦٧٢)۔ ڈاکٹر تونجی نے ایک اور مرثیہ کا ایک شعر نقل کیا ہے جو انہوں نے اپنے والد کے وصال پر کہا تھا (٦٧٣)

حضرت ام حکیم البیضاء ؓ بنت عبدالمطلب کے اشعار:

حضور ﷺ کی پھوپھی خلیفہ ٔ ثالث　حضرت عثمان بن عفان ؓ کی خوش دامن، حضرت اُم حکیم البیضاء ؓ بنت عبدالمطلب بن ہاشم بہترین شاعرہ تھیں۔ آپ حضرت عبداللہ کی جڑواں بہن تھیں۔ آپ نے اپنے والد حضرت عبدالمطلب کے وصال پر ایک مرثیہ کہا جس کے نو اشعار سیرۃ ابن ہشام میں درج ہیں۔ ایک شعر ملاحظہ ہو۔

الایا عین جودی واستھلّی　　وبکّی ذا النّدی والمکرمات (٦٧٤)

ترجمہ: (ہاں: اے آنکھ! سخاوت اور آہ و فغاں کر اور بزرگی والے، سخاوت والے پر رو)۔

اُم حکیم ؓ نے اپنے بھائی حارث بن عبدالمطلب کا بھی مرثیہ کہا ہے جو بحر کامل میں ہے۔ اس کے چھ اشعار ڈاکٹر تونجی نے نقل کئے ہیں۔ (٦٧٥)

اُم حکیم ؓ کی دو بیٹیاں حضرت اروی ؓ بنت کُریز اور حضرت سُعدیٰ بنت کُریز معروف صحابیات میں سے ہیں۔ حضور ﷺ کی یہ دونوں پھوپھی زاد بہنیں خاندان بنو عبد شمس سے تعلق رکھتی تھیں۔ (اروی و سُعدیٰ بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصّی)۔ اُم حکیم البیضاء ؓ کو یہ شرف حاصل ہے کہ ان کی بیٹی حضرت اروی کا نکاح عفان بن العاص (بن اُمیہ بن عبد شمس) سے ہوا اور ان کے بطن سے حضرت عثمان ؓ (ذوالنورین) خلیفہ ٔ ثالث تولّد ہوئے یعنی حضرت عثمان ؓ، حضور ﷺ کی پھوپھی زاد بہن کے بیٹے تھے۔ گویا حضرت عثمان ؓ حضور ﷺ کے بھانجے تھے۔ حضور ﷺ کی دوسری پھوپھی زاد بہن اور حضرت عثمان ؓ کی خالہ حضرت سُعدیٰ بھی

بہترین شاعرہ تھیں اور انہوں نے ہی اپنے اشعار کے ذریعے حضرت عثمانؓ کو اسلام قبول کرنے کی طرف راغب کیا تھا۔ یہ اشعار حضورﷺ کی بہترین نعت ہیں۔

برّہ بنت عبدالمطلب کے اشعار:

حضورﷺ کی پھوپھی برّہ بنت عبدالمطلب عمدہ شاعرہ تھیں۔ آپ نے اپنے والد عبدالمطلب کے انتقال پر ان کے اوصاف وصفات سے پُر بحر متقارب میں ایک مرثیہ کہا ہے جس کے چھ اشعار علامہ ابن ہشام نے نقل کئے ہیں۔ ایک شعر ملاحظہ ہو ؎

اعینّی جود ابد مع دُرَر علیٰ طیّب الخیم والمعتصر (٦٧٦)

ترجمہ: (اے میری آنکھو! نیک سیرت اور سخی پر موتیوں جیسے آنسوؤں سے سخاوت کرو)۔

اُمیمہ بنت عبدالمطلب کے اشعار:

حضورﷺ کی پھوپھی اُمیمہ بنت عبدالمطلب بہترین شاعرہ تھیں۔ ان کی والدہ کا نام فاطمہ بنت عمرو بن عائذ تھا۔ اُمیمہ کی شادی دورِ جاہلیت میں جحش بن رباب بن یعمر سے ہوئی۔ ان سے تین بیٹے اور دو بیٹیاں تولّد ہوئیں۔ ایک بیٹا حضرت عبداللہؓ شہدائے بدر میں سے ہیں۔ ایک بیٹی حضرت زینبؓ بنت جحش اُم المومنین، سرکارﷺ کی زوجہ کہلائیں، دوسری بیٹی حمنہ بنت جحش تھیں۔

اُمیمہ نے اپنے والد کے وصال پر ایک پُر اثر مرثیہ کہا جس کے سات اشعار ابن ہشام نے نقل کئے ہیں۔ ایک شعر ملاحظہ ہو ؎

الاھلک الرّاعی العشیرۃ ذوالفقد وساقی الحجیج والمحامی عن المجد (٦٧٧)

ترجمہ: (سن لو کہ خاندان کا محافظ، خاندان والوں کو ڈھونڈ نکالنے والا، حاجیوں کا ساقی، عزت وشان کی حمایت کرنے والا چل بسا)۔

حضرت خدیجہؓ بنت خویلد کے اشعار:

حضور نبی کریمﷺ کی اوّلین زوجۂ محترمہ اُم المومنین حضرت خدیجہؓ سیّدہ طاہرہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بہترین شاعرہ تھیں۔ آپ کے لئے کہا گیا "کانت السیدہ خدیجۃؓ رقیقۃ الشعر"۔ (٦٧٨) آپ نے بحر کامل میں سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک خوب صورت نعت بیان فرمائی ہے جس میں آپ نے حضور نبی کریمﷺ کے اس معجزے کا ذکر فرمایا ہے کہ جس میں ایک بھیڑیے نے آپؐ کے قدم مبارک پر اپنا سر رکھ کر آپؐ کی رسالت کی گواہی دی تھی۔ آپ فرماتی ہیں ؎

نطق البعیر فضل احمد مخبرا ھذا الذی شرفت بہ اُم القریٰ (٦٧٩)

حضرت عائشہ صدیقہ زوجۂ رسول کریم ﷺ کا روبروئے رسول ﷺ شعر پڑھنا:

ام المؤمنین زوجۂ رسول کریم ﷺ حضرت عائشہ بنت ابوبکر صدیقؓ نہایت ہی عالمہ، فاضلہ، ذہین و فطین، مفسّرہ ومحدّثہ وفقیہہ، ادیبہ وشاعرہ، بہت عمدہ شعر کہنے والی تھیں۔ آپؓ شعر وشاعری کا نہایت عمدہ اور اعلیٰ ترین ذوق رکھتی تھیں۔ آپؓ کو دیگر شعراء کے بھی سیکڑوں اشعار ازبر تھے۔ آپؓ نے اپنے بھائی حضرت عبدالرحمٰنؓ کے وصال پر ایک پُر درد مرثیہ کہا ہے۔ آپؓ ان کی قبر پر حاضر ہوئیں اور روئیں، بعدازاں یہ شعر کہے۔ اس کو صاحب اسدالغابہ نے نقل کیا ہے۔ (۶۸۰)

حضرت عائشہؓ نے حضور ﷺ کی شان میں ایک خوب صورت نعت جو کہ بحرِ طریل میں کہی گئی تھی، آپؐ کے روبرو پڑھی۔ اشعار نعت یہ ہیں۔

یہ اشعار درحقیقت شاعر اسلام حضرت حسان بن ثابتؓ کے ہیں اور ان کے دیوان میں موجود ہیں۔ (۶۸۲) صاحب استیعاب لکھتے ہیں۔ "روینا عن عائشةؓ انها وصفت رسول الله ﷺ فقالت، کان والله کما قال فیه شاعره حسان بن ثابتؓ." (۶۸۳) صاحب اسدالغابہ لکھتے ہیں: "ووصفت عائشة رسول الله ﷺ فقالت. کان والله کما قال فیه حسان" (۶۸۴) حضرت عائشہؓ اکثر دوسرے شعراء کے کلام موقع ومناسبت کے لحاظ سے پڑھا کرتی تھیں۔ یہ آپ کی ذہانت کا کمال تھا کہ آپ کو اس قدر اشعار ازبر تھے۔ علی حسین ادیب رائے پوری (۶۸۵) اور شفیق بریلوی (۶۸۶) نے ان اشعار کو حضرت عائشہؓ کے نام سے منسوب کیا ہے۔

متیٰ یبد فی الدجیٰ البهیم جبینه
یلم مثل مصباح الدجیٰ المتوقد
فمن کان اومن قد یکون کاحمدٍ
نظام لحق اونکال لملحد (۶۸۱)

ترجمہ: جب اندھیری رات میں آپ ﷺ کی پیشانی مبارک نظر آتی ہے تو اس طرح چمکتی ہے جیسے روشن چراغ۔ احمد مجتبیٰ ﷺ کے جیسا کون تھا؟ اور ان جیسا کون ہوگا؟ آپ حق کا نظام قائم کرنے والے اور ملحدوں کو سراپا عبرت بنا دینے والے تھے۔

[illegible]

[illegible]

کیا ہے۔

حضرت اُمّ سلمہ زوجۂ رسول کریم ﷺ کے اشعار:

اُمّ المؤمنین زوجۂ رسول کریم ﷺ، حضرت اُمّ سلمہ بنت ابی امیہ بن المغیر ہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم القرشیہ المخز ومیہ بہترین شاعرہ تھیں۔ آپ کا نام ہند تھا اور رملہ بھی کہا گیا ہے۔ آپ کی والدہ کا نام عاتکہ بنت عامر بن ربیعہ بن مالک الکنانیہ تھا۔ آپ کے پہلے شوہر آپ کے چچا کے بیٹے ابی سلمہ بن عبدالاسد بن المغیر ہ تھے، بعد ازاں آپ کی شادی حضور ﷺ سے ہوئی۔ آپؓ نے حبشہ و مدینہ کی طرف دو ہجرتیں کیں۔ آپؓ کا وصال یزید بن معاویہؓ کے عہد خلافت میں ہوا جو کہ آخری اُمّہات المؤمنین تھیں۔

آپؓ نے اپنے چچا زاد بھائی ولید بن مغیرہ کا ایک مرثیہ بحر کامل میں کہا تھا جس کے چار اشعار صاحب الاصابہ (۶۸۷) نے اور چار اشعار صاحب الاستیعاب (۶۸۸) نے اور تین اشعار ڈاکٹر تونجی (۶۸۹) نے نقل کئے ہیں۔ حضرت امّ سلمہؓ نے سیّدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرؓا اور حضرت علیؓ کی شب زفاف کے موقع پر ایک رجز کہا تھا۔ اس کے پانچ اشعار ملاحظہ ہوں۔

سرن بعون اللّٰہ جاراتی — واشکر انہ فی کل حالات
واذکرنی ما انعم رب العلیٰ — من کشف مکروہ و آفات
فقد ھدانا بعد کفر و قد — انعشنا رب السماوات
وسرن مع خیر النساء الوریٰ — تفدی بعمّات و خالات
یا انت من فضلہ ذو العلیٰ — بالوحی منہ والرسالات (۶۹۰)

حضرت حفصہ بنت عمرؓ امّ المؤمنین کے اشعار:

ام المؤمنین زوجۂ رسول کریم ﷺ، حضرت حفصہؓ قریش کے خاندان بنو عدی سے تھیں۔ (ا) آپؓ بہترین شاعرہ تھیں۔ آپؓ کی والدہ کا نام زینب بن مطعون تھا، جو کہ جلیل القدر مہاجرات میں سے ہیں۔ جلیل القدر اور عظیم المرتبت صحابی حضرت عثمان بن مظعون، حضرت حفصہؓ کے ماموں اور فقیہہ اسلام حضرت عبداللہ

(الف) نسب نامہ یہ ہے۔ حضرت حفصہؓ بنت عمر فاروقؓ بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن زراح بن عدی بن کعب بن لوی، (تذکار صحابیات از طالب ہاشمی، ص ۶۹)

بن عمرؓان کے حقیقی بھائی تھے۔ آپؓ کا وصال ۷۱ھ میں ہوا۔ آپ فصحائے عرب میں سے تھیں۔ نہایت فصیح و بلیغ شاعرہ اور بہترین کاتبہ (Calligrapher) تھیں۔ آپؓ کے والد حضرت عمرؓ بیمار ہوئے تو آپؓ نے بحر خفیف میں یہ اشعار کہے۔

اکظم الغلّة المخالطة القلب   و اعزی و فی القرآن عزائی
لم تکن بغتة وفاتک وجداً   ان میعاد من تری للغناء (۶۹۱)

کہا جاتا ہے کہ حضرت فاطمہؓ کے زفاف کے موقع پر آپؓ نے یہ اشعار کہے۔

فاطمة خیر النساء البشر   و من لهاوجه کوجه القمر
فضّلک اللّٰه علی کلّ الوریٰ   بفضل من خصّ بای الزمر
زوّجک اللّٰه فتی فاضلاً   اعنی علیا خیر من فی الحضر
فسرن جار اتلی بها فانها   کریمةٌ عند عظیم الخطر (۶۹۲

حضرت لبابۃ الکبریٰ زوجۂ حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب:

حضورﷺ کی چچی، حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب کی زوجۂ محترمہ، حضرت خالدؓ بن ولید کی خالہ، حضرت لبابۃ الکبریٰؓ، (ا) بنت حارث، امّ المؤمنین حضرت میمونہؓ بنت حارث کی حقیقی بہن تھیں۔ آپؓ کی والدہ ہند (یا خولہ) بنت عوف بن زہیر بن حارث بن حماطہ بنی کنانہ یا حمیر سے تھیں۔ حضرت لبابہؓ کا تعلق بنو ہلال سے تھا، اس لئے ہلالیہ بھی کہلاتی ہیں۔

آپؓ کو اُمّ الفضل کے نام سے جانا جاتا ہے۔ آپؓ کا شمار جلیل القدر صحابیات میں ہوتا ہے۔ آپ امّ المؤمنین حضرت خدیجہؓ کے بعد پہلی عورت ہیں جو مکہ میں اسلام لائیں، یعنی اسلام لانے والی خواتین میں آپ کا نمبر دوسرا تھا۔

حضرت لبابہؓ بہت عمدہ شاعرہ تھیں۔ ڈاکٹر تونجی نے ان کے کہے ہوئے کئی اشعار نقل کئے ہیں۔ (۶۹۳) حضرت عباسؓ سے آپ کے یہاں چھ صاحب زادے تولّد ہوئے، جس میں ایک حضرت عبداللہ بن عباسؓ، ترجمان القرآن، مفسر اعظم بھی ہیں۔ حضرت لبابہؓ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ کے ساتھ، جب کہ ابھی وہ بچّے تھے، کھیل رہی تھیں تو یہ رجز کہا۔

الف۔ حضرت لبابۃ الکبریٰؓ کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ لبابہ (الکبریٰ) بنت حارث بن خرم بن بجیر بن الحرام (ہزم) بن روبا یا (زویبہ) بن عبداللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن غیلان۔

ثکلت نفسی و ثکلت بکری　　ان لم تسد فهرا وغیر فهر

(میں اپنے آپ کو گم کردوں اور اپنے پہلے بچے کو گم کردوں، اگر تو سردار نہ بنے فہر اور فہر کے علاوہ قبائل کا۔)

بالحسب العدد و بذل الوفر　　حیّ یواری فی صریح العبر (۲۹۴)

(کثرت تعداد کے ساتھ اور بہت مال خرچ کرنے کے ساتھ (اگر سردار نہ بنا تو وہ بیٹا گم ہو جائے، یہاں تک کہ وہ قبر کے ریت میں دیکھا جائے۔)

حضرت لبابہؓ کی ایک اخیافی بہن حضرت اسماء بنت عمیس کی شادی حضرت علیؓ کے برادر حقیقی حضرت جعفر طیارؓ بن ابی طالب (حضورﷺ کے عم زاد بھائی) سے ہوئی تھی اور ایک دوسری بہن سلمیٰ بنت عمیس، حضورﷺ کے دوسرے چچا حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب سے ہوئی تھی۔ حضرت لبابہ کو حضورﷺ سے بے حد عقیدت اور حد درجہ محبت تھی اور حضورﷺ کو بھی اپنی عمہ محترمہ سے بڑا تعلق خاطر تھا۔ لبابۃ الکبریٰؓ اور لبابۃ الصغریٰؓ دونوں بہنیں بہت عمدہ شاعرہ تھیں۔

حضرت سلمیٰؓ بنت عمیس کے اشعار:

سلمیٰ بنت عمیس الخثعمیہ ، اسماء بنت عمیس کی بہن تھیں۔ یہ واحد دو بہنیں تھیں جن کے بارے میں حضورﷺ نے فرمایا۔ "الاخوات المومنات" (۲۹۵)۔ سلمیٰ بنت عمیس، حضورﷺ کی چچی اور حضرت حمزہؓ کی بیوی تھیں۔ حضرت سلمیٰؓ کو حضورﷺ کے ساتھ مضبوط اور قریشی رشتوں کے ساتھ تعلق تھا۔ آپؓ بہترین شاعرہ تھیں۔ آپؓ نے یوم الغمیصاء کے موقع پر یہ اشعار کہے۔

وکم غادروا یوم الغمیصاء من فتی　　اصیب فلم یجرح و قدکان جارحا

ومن سیّد کھل علیہ مھابۃ　　اصیب ولم یعلہ الشیب و اضحا

احاطت بخطاب الدیامی و طلقت　　غداتئذ من کان منھن ناکحا

ولولا مقال القوم للقوم : اسلموا　　للاقت سلیم یوم ذلک ناطحا

لماصعھم بسر و اصحاب جحدم　　ومرّۃ حتی یشرکوا البرک ضابحا(۲۹۶)

آپؓ قبیلہ خثعم سے تعلق رکھتی تھیں۔ (ا) ماں کا نام ہند (خولہ) بنت عوف تھا۔ وہ قبیلہ کنانہ سے تعلق رکھتی تھیں۔ حضرت اسماء بنت عمیس (جن کا نکاح یکے بعد دیگرے حضرت جعفرؓ بن ابی طالب، حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت علی علیہم الرضوان سے ہوا)، حضرت سلمیٰؓ کی حقیقی بہن تھیں، جب کہ امّ المؤمنین حضرت میمونہؓ

الف۔ سلسلہ نسب یوں ہے۔ سلمیٰؓ بنت عمیس، بن صعد بن حارث بن تمیم بن کعب بن مالک بن قحافہ بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن معاویہ بن زید بن مالک بن بشیر بن وہب اللہ بن شہرانی بن غوس بن خلف بن اقبل (خثعم)۔ (تذکار صحابیات، طالب ہاشمی، ص ۳۱۴)

بنت حارث اور حضرت امّ الفضل لبابۃ الکبریٰ (اہلیہ حضرت عباسؓ عم رسول ﷺ) ان کی اخیافی بہنیں تھیں۔
حضرت امامہ بنت حمزہؓ، حضرت سلمیٰؓ کے ہی بطن سے تھیں۔

حضرت ارویٰؓ بنت حارث کے اشعار:

حضور ﷺ اور حضرت علیؓ کی چچا زاد بہن اور عبدالمطلب کی پوتی، حضرت ابو طالب کی بھتیجی، حضرت ارویٰؓ بنت الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم، خاندان قریش کی فرد تھیں۔ ان کی والدہ کا نام غزیّۃ بنت قیس بن طریف تھا۔ وہ بہترین صحابیہ تھیں۔ حضرت ارویٰؓ بہت عمدہ شاعرہ اور فصاحت میں شہرت رکھتی تھیں۔ آپ کی شادی مشہور صحابی ابو وداعۃ بن صبیرہؓ سے ہوئی تھی۔ آپؓ فتح مکہ کے وقت ایمان لائے تھے۔ آپؓ کا نام حارث مشہور ہے اور آپؓ نے حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں وصال فرمایا، جب کہ حضرت ارویٰؓ نے عہد معاویہؓ کو بھی پایا، اس وقت کافی ضعیف تھیں۔ آپؓ نے مدینہ میں ۵۰ھ کے قریب وفات پائی۔

حضرت ارویٰؓ بنت حارث، حضرت حمزہؓ کی بھتیجی تھیں۔ آپ نے یوم احد میں حضرت حمزہؓ کی شہادت پر چھ اشعار پر مشتمل رجزیہ اشعار کہے۔ (۶۹۷) آپؓ نے اپنے والد حارث کے انتقال پر، بحر بسیط میں، بڑا پُر درد و پُراثر مرثیہ کہا ہے، چند شعر درج ذیل ہیں۔

عینی جودا بدمع غیر ممنون	ان افهمالاً بدمع العین یشفینی
انی نسیت ابا اروی و ذکرته	عن غیر مابغضة فی ولاهون
مازال ابیض مکراماً لاسرته	احب المحاسن فی خصب و فی لین
من آل عبد مناف ان مهلکه	ولولقیت رُعوب الدهر یعصینی
من الذین متی ماتغش نادیهم	تلق الخضارمة الشمّ العرانین (۶۹۸)

آپؓ نے حضرت امیر معاویہؓ کے وصال پر بھی نہایت پُراثر مرثیہ کہا ہے۔ بحر وافر میں کہے گئے اس مرثیہ کے آٹھ اشعار ڈاکٹر تونجی نے نقل کئے ہیں۔ (۶۹۹)

حضرت دُرّہؓ بنت ابی لہب کے اشعار:

حضور ﷺ کی چچا زاد بہن، عبدالمطلب کی پوتی، حضرت عبداللہ کی بھتیجی حضرت دُرّہؓ بنت ابی لہب عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب قریشیہ ہاشمیہ، بہترین صحابیہ اور عمدہ شاعرہ تھیں۔ حضرت دُرّہؓ کا شمار قریش کی باکمال و بامعنی شاعرات میں کیا جاتا ہے۔ آپ کے لئے کہا گیا "شاعرة محدثة" (۷۰۰)۔ آپ اسلام لائیں اور مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ آپ کا نکاح حضور ﷺ کے چچا زاد بھائی نوفلؓ بن حارث بن عبدالمطلب کے بیٹے

حارثؓ سے ہوا۔ جب حارثؓ بن نوفلؓ کو جنگ بدر میں مشرکین نے قتل کر دیا تو آپ نے صحابی رسول دحیہ بن خلیفہ الکلبیؓ سے شادی کر لی۔ یہ حامل رسالۃ النبی ﷺ تھے۔ جب قیصر کو دعوت اسلام دی گئی۔ آپ نے دمشق میں ۴۵ھ میں وصال فرمایا۔

حضرت دُرہؓ نے سیّدہ عائشہؓ سے تین احادیث کریمہ روایت کی ہیں۔ آپؓ نے حرب الفجار میں بحر سریع میں یہ اشعار کہے۔

لاقوا غداۃ الرّوع ضمزرہ — فیھا النوّر من بنی فھر

ملمومۃ خرساء تحسبھا — لما بدت موجاً من البحر

والجرد کالعقبان کاسرۃً — تھوی امام کتائب خضر

منھا ذُعاف الموت، ابردہ — یغلی بھم و احرّہ یجری

قوم لوان الضحر صالدھم — صلبوا، ولان عرامِس الضحر (۷۰۱)

حضرت آمنہؓ کا مرثیہ حضرت عبداللہؓ کے لئے:

جب حضرت عبداللہؓ کی وفات ہوئی تو حضرت آمنہؓ کو شدید رنج ہوا اور آپ پر شوہر کی جدائی کا سکتہ طاری ہوگیا۔ آپ نے شوہر کے غم میں ایک پُر درد و پُر اثر مرثیہ کہا جو کہ آپ کے عمدہ شاعرہ ہونے کی دلیل ہے۔

عفا جانب البطحا من آل ھاشم — وجاور لحدًا خار جافی الغمائم

دعتہ المنا یا دعوۃ فاجابھا — وما ترکت فی الناس مثل ابن ھاشم

عشیّۃ راحوا یحملون سریرہ — تعاورہ اصحابہ فی التزاحم

فان تک غالتہ المنون وریبھا — فقد کان معطاء کثیر التراجم (۷۰۲)

حضرت آمنہؓ نے حضور نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں ایک خوب صورت ترین نعت شریف بھی کہی ہے جسے علامہ سیوطی نے نقل کیا ہے۔ (۷۰۳)

جب حضرت آمنہؓ نے اپنے لختِ جگر کو پرورش ونگہداشت کے لئے حلیمہ سعدیہؓ کے سپرد کیا تو انہیں ان کی گود میں دینے سے پہلے اللہ رب ذوالجلال کی پناہ میں دیا اور شر سے پناہ مانگی جو آپ کی ممتا کا جاگتا احساس تھا اور آپؐ کے حوالے سے، آپ کس قدر محتاط رویہ رکھتی تھیں، یہ اشعار اس بات کے شاہد ہیں۔

اعیذہ بالله ذی الجلال ۔۔۔ من شرّ ما مرّ علی الجبال

حتی اراہ حامل الحلال ۔۔۔ ویفعل العرف الی الموالی

وغیرهم من حشوہ الرجال (۷۰۴)

ترجمہ:(۱) میں اپنے بیٹے کو خدا کی پناہ میں دیتا ہوں، اس شر سے جو پہاڑوں پر چلتا ہے۔
(۲) یہاں تک کہ میں اسے شتر سوار دیکھوں اور یہ بھی دیکھ لوں کہ وہ غلاموں۔
(۳) اور درماندہ، خستہ حال لوگوں کے ساتھ نیک سلوک اور احسان و صلہ رحمی کرنے والا ہے۔

حضرت فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ کے اشعار:

شہزادیٔ کونین، حضور نبی کریم ﷺ کی صاحب زادی، امّ المومنین حضرت خدیجہؓ کی لختِ جگر، خواجہ عبدالمطلب، خواجہ ابو طالب اور خواجہ عبداللہ کی کریم پوتی، زوجۂ شیر خدا حضرت علی المرتضیٰ وجہہ الکریم اور شہزادگان کونین، امّ حسن والحسین علیہم الرضوان، حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراؓ بہترین شاعرہ تھیں۔ آپؓ کے کہے ہوئے اشعار تاریخ ادب عربی کا بہترین نمونہ ہیں۔ شاعری آپ کو خاندان کی طرف سے موروثاً ملی تھی۔ سوائے آپؓ کے والد محترم ﷺ کے، آپؓ کے گھر میں تقریباً سب ہی شعر کہتے تھے۔ آپ کے پردادا (عبدالمطلب)، آپ کے دادا (ابو طالب) اور حضرت عبداللہ، آپ کے شوہر نامدار حضرت علیؓ، آپ کی دادی حضرت آمنہؓ، آپ کی والدہ ماجدہ حضرت خدیجہؓ بہترین شعر کہنے والے شعراء تھے۔ ابو طالب اور حضرت علیؓ تو باقاعدہ صاحب دیوان شعراء ہیں۔

حضرت فاطمہؓ نے اپنے والد محترم کی شان اقدس میں بہت ہی عمدہ اور نہایت خوب صورت زبان و بیان کا شاہ کار، شیرینی و چاشنی اور نغمگینی سے پُر اشعار نعت کہے ہیں۔ آپ نعت گو شاعرہ کے علاوہ بہترین مرثیہ گو بھی تھیں۔ آپؓ کے کہے ہوئے مراثی آج بھی عربی ادب میں ''روح'' کی حیثیت رکھتے ہیں۔ فنّی لحاظ سے آپ شاعری کے اعلیٰ درجے پر فائز تھیں۔ آپ نے مرثیہ کی تاریخ میں نعت کے عمدہ اشعار رقم کئے ہیں۔ علامہ سیّد زینی دحلان لکھتے ہیں۔

ولما دفن ﷺ قالت فاطمةؓ اطابت نفوسکم ان تحثوا علی رسول الله ﷺ التراب واخذت من تراب القبر الشریف ووضعته علی عینیها. (۷۰۵)

ترجمہ: حضرت فاطمہؓ جب اپنے والد مکرم ﷺ کی قبر انور پر آئیں تو آپؓ نے قبر اطہر کی مٹی کو اُٹھایا، اسے آنکھوں سے لگایا اور خوب روئیں۔ بعدازاں آپ نے بحر کامل میں یہ اشعار نعت کہے جو تاریخ ادب عربی کا بہترین نمونہ ہیں ۔

ماذا علیٰ من شمّ تربة احمد (ا) ان لایشمّ مدی الزمان غوالیا

صبّت علی مصائب لوانها صبّت علی الایام علدن (ب) لیا لیا (۷۰۶)

ترجمہ: جس نے ایک مرتبہ تربت احمدؐ (قبر انورﷺ) کی خوش بُو سونگھ لی، اسے پھر دوبارہ ساری عمر کوئی اور خوش بُو سونگھنے کی حاجت نہ رہے گی۔

مجھے معلوم نہیں کہ حضورﷺ کی جدائی میں مجھ پر وہ مصائب کے پہاڑ ٹوٹے ہیں کہ اگر یہ مشکلات و مصائب دنوں پر پڑتیں تو دن رات میں تبدیل ہو جاتے۔

حضرت فاطمہؓ کی نعت کا ایک شعر ڈاکٹر تونجی نے نقل کیا ہے ؂

یا خاتم الرسل المبارک قدره صلی علیک منزّل الفرقان (۷۰۷)

ترجمہ: اے رسول آخرﷺ! آپؐ برکت وسعادت کے جوئے فیض ہیں۔ آپؐ پر تو خود قرآن نازل فرمانے والے نے درود و سلام بھیجا ہے۔

علامہ دحلان نے آپ کے کہے ہوئے ایک اور مرثیے کے تین اشعار نقل کئے ہیں۔ (۷۰۸)، جب کہ حسینؒ ادیب رائے پوری نے بحر کامل میں کہے گئے پانچ اشعار نقل کئے ہیں۔ (۷۰۹)۔ آپ نے اپنے والد کا ایک اور مرثیہ کہا ہے جس کے تین اشعار مشکوٰۃ النعت میں درج ہیں۔ (۷۱۰)، ڈاکٹر تونجی نے آپ کا کہا گیا ایک رجز بھی نقل کیا ہے۔ (۷۱۱)

☆......☆......☆

الف۔ خاتون جنت کے اس مصرع "ماذا علی من شم تربة احمدؐ" کے پاکیزہ، ارفع و اعلیٰ تخیل کو امام بوصیری نے اپنے قصیدۂ بردہ میں یوں بیان کیا ہے ؂

لاطیب یعدل تربا ضم اعظمه طوبیٰ لمنتشق منه و ملتثم

(کیا کوئی خوش بو ایسی ہوگی؟ جیسی لحد مبارک میں آپﷺ کے جسم اطہر سے پھوٹ رہی ہے۔ اس کو مبارک ہو یہ خوش بو، جو اس مٹی کو سونگھ لے اور اسے چوم لے۔) (المجموعۃ النبہانیہ فی المدائح النبویۃ، الجزاء اللول، ص ۹)

ب۔ بعض کتب میں عدن کی جگہ صرن بھی ہے۔

باب اول:

فصل چہارم:

شعرائے نعت گویان کا استثنیٰ احادیث کی روشنی میں

شعری جہاد کی فضیلت:

عہدِ نبوی ﷺ میں شعری جہاد کو بڑی فضیلت حاصل ہے۔ آپ کا یہ ارشاد مبارک ہے کہ ''مومن اپنی تلوار سے جہاد کرتا ہے اور زبان سے بھی۔'' اور یہ کہ ''زبان کا زخم تلوار سے زیادہ گھائل کرنے والا اور شدید ہوتا ہے۔ آپؐ کی نعتیہ شاعری میں جہادی اشعار کا بھی بڑا حصہ موجود ہے، جب کہ دیگر اصناف میں آپؐ کے عہد میں نعتیہ شاعری پر مشتمل بڑا ذخیرہ پایا جاتا ہے۔ نعتیہ ادب کا عروج و ارتقاء آپ ہی کی مرہون منت ہے۔ شعری جہاد کے حق میں حضور نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان عالی شان نظیر ہے جو بروایت حضرت کعب بن مالکؓ کتب احادیث میں درج ہے۔

عن کعب بن مالک انه قال للنبی صلّ اللّٰه علیه وسلّم ان اللّٰه تعالیٰ قد انزل فی الشعر ما انزل فقال النّبی صلّی اللّٰه علیه وسلم ان المومن یجاهد بسیفه ولسا نه والذی نفسی بیده لکانما ترمونهم به نضح النبل رواه فی شرح السنّة وفی الاستیعاب لابن عبد البرّ انه قال یا رسول اللّٰه ماذا تری فی الشعر فقال ان المومن یجاهد بسیفه ولسانه. (۲۱۷)

حضرت کعب ابن مالکؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے (ایک دن) نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے شعر و شاعری کے حق میں جو حکم دیا ہے وہ اس آیت سے ظاہر ہے جو اس نے نازل فرمائی ہے؟ نبی کریم ﷺ نے (ان کی اس بات کے جواب میں) فرمایا ''حقیقت یہ ہے کہ مومن اپنی تلوار سے بھی جہاد کرتا ہے اور اپنی زبان سے بھی! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم کافروں کو اشعار کے ذریعے اسی طرح زخم پہنچاتے ہو جس طرح تیروں کے ذریعے۔'' (شرح السنۃ) اور ابن عبدالبرؒ کی کتاب استیعاب میں یوں ہے کہ حضرت کعبؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! شعر و شاعری کے متعلق آپ کیا حکم فرماتے ہیں (یہ کوئی اچھی چیز ہے یا بری؟) آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''مومن اپنی تلوار سے بھی جہاد کرتا ہے اور اپنی زبان سے بھی۔''

مولوی نواب قطب الدین دہلوی مظاہر حق میں لکھتے ہیں:

''علماء نے لکھا ہے کہ تین حضرات شعرائے اسلام میں ممتاز اور برتر حیثیت رکھتے تھے۔ ان میں سے ایک تو حضرت حسان ابن ثابتؓ تھے، دوسرے حضرت عبداللہ ابن رواحہؓ اور تیسرے حضرت کعبؓ بن مالک! علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ تینوں حضرات اپنا الگ الگ شعری انداز و رخ رکھتے ہیں۔ حضرت کعبؓ کے اشعار خصوصیت سے ایسے مضامین پر مشتمل ہوتے تھے جو کفار و مشرکین کو جنگ و جہاد کے خوف میں مبتلا کرتے تھے اور ان کے دلوں پر رعب و ہیبت کے اثرات مرتب کرتے تھے، حضرت حسانؓ اپنے اشعار کے ذریعے دشمنان دین، اور دشمنان رسول ﷺ کے حسب و نسب پر طعن و تشنیع کے تیر چلاتے تھے اور حضرت عبداللہ ابن رواحہؓ کے اشعار کا رخ کفار و مشرکین کی توبیخ و سرزنش کی طرف رہتا تھا۔

حدیث کا حاصل یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی یہ آیت ''والشعرآء یتبعھم الغاون'' نازل فرمائی اور اس کے ذریعے شعر و شاعری کی مذمت ظاہر ہوئی تو حضرت کعبؓ نے گویا شعر و شاعری کی برائی اور اپنے احوال (یعنی اپنے شاعر ہونے) پر تاسف کے اظہار کے طور پر آنحضور ﷺ کے سامنے مذکورہ جملہ ادا کیا لیکن آنحضرت ﷺ نے اپنے جواب کے ذریعے ان پر ظاہر فرمایا کہ شعر و شاعری بذات خود کوئی بری چیز نہیں ہے بلکہ اس میں برائی اس وقت پیدا ہوتی ہے جب اس کو غیر شرعی باتوں اور نامناسب مضامین کے اظہار کا ذریعہ بنایا جائے اور چوں کہ عام طور پر شعراء فکر و خیال کی گم راہی او زبان و کلام کی بے اعتدالیوں کا شکار ہوتے ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی مذمت میں مذکورہ آیت نازل فرمائی ورنہ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ کوئی شخص اپنے اشعار کو حق و صداقت کے اظہار اور باطل و ناحق کی تردید کا ذریعہ بنائے تو اس کی شعر و شاعری اس آیت کا محمول نہیں ہوگی بلکہ جو شعراء اپنے اشعار کے ذریعے خدا اور خدا کے رسول ﷺ کی خاطر کفار کا شعری مقابلہ کرتے ہیں اور ان کی ہجو کا جواب ہجو سے دے کر گویا دین اسلام کی تائید کرتے ہیں وہ دراصل جہاد کرنے والوں میں شمار ہوتے ہیں، لہٰذا تمھیں اطمینان رکھنا چاہیے کہ نہ تمہارے اشعار اس اشعار کی روشنی میں قابل مذمت ہیں اور نہ تم ان شعراء میں داخل ہو جن کی برائی ظاہر کرنے کے لیے یہ آیت نازل فرمائی گئی ہے، کیوں کہ خود اللہ تعالیٰ نے تم جیسے شعراء کو اپنے اس قول کے ذریعے مذکورہ آیت کے حکم سے باہر رکھا ہے کہ ''الاالذین امنوا وعملوا الصلحت وذکرالله کثیرا.'' (۷۱۳)

مومن اپنی زبان سے بھی جہاد کرتا ہے:

عن کعب بن مالک انه قال النبی ﷺ ان اللّٰه تعالیٰ قد انزل فی الشعر ما انزل فقال النبی ﷺ ان المؤمن یجاهد بسیفه ولسانه والذی نفسی بیده کانما ترمونهم به نضح النّبل

رواہ فی شرح السنہ و فی الاستیعاب لابن عبدالبرّ قال یا رسول اللّٰہ ﷺ ماذا تریٰ فی الشعر فقال ان المؤمن یجاھد بسیفه ولسانه.(۲۱۴)

ترجمہ۔ حضرت کعب بن مالکؓ (۱) بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے شعر کے بارے میں جوآیات نازل کیں وہ کہیں ہمارے لئے تونہیں، تو آپؐ نے فرمایا۔ مومن اپنی تلوار اور زبان دونوں سے جہاد کرتا ہے، مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم یہ اشعار کفار کو تیروں کی طرح مارتے ہو۔ استیعاب ابن عبدالبرّ میں ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! شعر کے بارے میں فرمایئے۔ آپؐ نے فرمایا، مومن تلوار اور اپنی زبان سے جہاد کرتا ہے۔

حاشیة مشکوٰة المصابیح میں بحوالہ مرقاة درج ھے کہ: النبل المنضوحة والمراد ان ھجائو کم ایاھم یوثر فیھم کتاثیر النبل و فی ھٰذا اثبات کونه جھاد باللّسان. (۲۱۵)

ترجمہ:۔ زخم تیر سے مراد ہجو ہے کہ وہ تیر سے زیادہ سخت مجروح کرنے والی اور کاری ہے اور کفار و مشرکین کو اذیت دینے والی اور عذاب الیم میں مبتلا کرنے والی ہے۔ یہ ثبوت جہاد باللّسان ہے۔

روی البغوی فی شرح السنّة والمعالم عن کعب بن مالک انه قال للنبی ﷺ ان اللّٰہ تعالیٰ قد انزل فی الشعر ما انزل قال النّبی ﷺ ان المومن یجاھد بسیفه ولسانه والذی نفسی بیده لکانما ترمونھم به نضح النّبل. وفی الاستیعاب لابن عبدالبرّ ان قال یا رسول اللّٰہ ﷺ ماذا تری فی الشعر قال ان المؤمن یجاھد بسیفه ولسانه وروی البغوی عن انس ان النّبی ﷺ دخل ملة فی عمرة القضاء وابن رواحة یمشی بین یدی رسول اللّٰہ ﷺ وفی حرم اللّٰہ یقول الشعر فقال النّبی ﷺ خلّ عنه یا عمر فلمی اسرع فیھم من نضح

---

(۱) کعب بن مالک انصاری خزرجی المسلمین وکان شعراءھم حسان بن ثابت وعبداللہ بن رواحة وکعب بن مالک وقیل کان کعب یخوفھم بالحرب وحسان یقبل علی انسان بھم وعبداللہ یعیرھم علی الکفر فتقولہ قال النبی آہ ای فاجابَ بانہ لیس علی الاطلاق الا الذی آمنوا وعملو الصلحت وذکرواللہ اکثیر الایۃ۔ (مشکوٰۃ المصابیح، باب البیان والشعر، ص ۱۴۰)

ترجمہ: حضرت کعب بن مالک انصاری خزاجی شعرائے اسلام میں سے ہیں۔ شاہیر شعرائے اسلام تین ہیں (شعرائے فارسی بھی تین ہی مشہور ہیں) حضرت حسان بن ثابت، حضرت عبداللہ بن رواحہ اور حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہم۔ حضرت کعب کافروں کے دلوں میں جہاد کا رعب و دبدبہ پیدا کرنے کی کوشش کیا کرتے تھے اور حضرت حسان ان کے نسب پر طعن کرتے تھے۔ آپ ماہر نساب تھے اور عبداللہ بن رواحہ ان کے کفر پر، کفار کی سرزنش کیا کرتے تھے اور انہیں عار دلاتے تھے۔ حضرت کعب نے اپنے حال پر اظہار افسوس کرتے ہوئے اور شعرا کو قبیح جانتے ہوئے آیات مذمت شعر کے نزول پر سرکار کی بارگاہ میں عرض کیا تھا، تو سرکارؐ نے فرمایا۔ وہ شعراء جو اسلام اور دین کی اشاعت وتقرب کا سبب بنتے اور کفار کی ہجو کرتے ہیں وہ آیت مذکور کے تحت نہیں آتے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود ان کا استثنٰی فرمادیا ہے کہ اچھے شعراء اس میں شامل نہیں ہیں، یعنی الا الذین امنوا............ الخ۔

النَبل. (۲۱۶)

امام بغوی نے شرح السنہ اور معالم میں لکھا ہے کہ حضرت کعب بن مالکؓ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یا نبی اللہ ﷺ شاعری کے متعلق اللہ نے جو کچھ نازل فرمایا وہ تو آپ کو معلوم ہی ہے (پھر ہمارا کیا ہوگا) فرمایا مومن اپنی تلوار (سے بھی جہاد کرتا ہے) اور زبان سے (بھی) جہاد کرتا ہے۔ اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم (جو اپنی زبانوں سے) ان کے تیر مارتے ہو وہ گویا کمانوں سے تیر مارنے کی طرح ہیں۔

اسی طرح استیعاب میں عبدالبر نے لکھا ہے کہ حضرت کعبؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ شاعری کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے۔ فرمایا مومن اپنی تلوار سے بھی جہاد کرتا ہے اور اپنی زبان سے بھی۔ اور اسی طرح امام بغوی نے حضرت انسؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ عمرۃ القضاء کے موقع پر رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے ابن رواحہ حضور ﷺ کے آگے آگے چل رہے تھے اور حرم کے اندر شعر پڑھ رہے تھے۔ حضور ﷺ نے (حضرت عمرؓ سے) فرمایا۔ عمر اس کو پڑھنے دو، یہ اشعار کمانوں کے تیروں سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ ان پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

تفسیر مظہری میں ہے۔

روی ابوداؤد والنسائی والدارمی عن انس عن النبی ﷺ قال جاھدوا المشرکین باموالکم و انفسکم والسنتکم. (۲۱۷)

ترجمہ:۔ ابوداؤد و نسائی اور دارمی نے حضرت انسؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مشرکین سے جہاد کرو اپنے مالوں سے، اپنی جانوں سے اور اپنی زبانوں سے۔

مشرکین کی ہجو جائز ہے (سرکار ﷺ نے ہجو کی اجازت مرحمت فرمائی اور ہجو سماعت فرمائی)

عہدِ رسالت ﷺ میں شعراء کے چند خاص شعبے تھے جن میں وہ طبع آزمائی کرتے تھے۔ ان میں ہجو کو اول درجہ حاصل تھا، بعد ازاں رجزیہ و رمزیہ اشعار ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ اس شعبے میں مسلم و غیر مسلم شعراء یکساں تھے لیکن مسلمان شعراء کو یہ فضیلت حاصل تھی کہ وہ حضور ﷺ کی سرپرستی و نگرانی اور آپؐ کے حکم و اجازت سے کفار کی ہجو کیا کرتے تھے۔ شعرائے اسلام کو سب سے بڑھ کر شرف و وصف و فضیلت، عز و عظمت یہ حاصل تھی کہ وہ سرکاری علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت شریف بیان کیا کرتے تھے۔ سرکا ﷺ کا سراپا، آپؐ کی معجز نما سیرت، ان کی نگاہوں کے سامنے رہتی تھی اور وہ ہر ہر ادائے مصطفےٰ ﷺ کو سنت الٰہی و سنت ملائکہ جان کر اپنی جان فدا کیا کرتے تھے۔ کائنات میں یہ شرف سوائے صحابہ کرامؓ کے کسی کو حاصل نہیں اور یہی ' الاّ الــــذیـــن

امنوا، کی عملی تفسیر ہے۔

اخبرنا هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة رضی اللّٰه تعالیٰ عنها قالت استاذن حسّان بن ثابتؓ رسول اللّٰهﷺ فی الجهاد المشرکین فقال رسول اللّٰهﷺ فکیف بنسبی فقال حسان لا سئلنّک منهم کما تسلّی الشّعرة من العجین وعن هشام بن عروة عن ابیه قال ذهبت اسُبّ حسان عند عائشةؓ فقالت لاتسبّه فانه کان ینافح عن رسول اللّٰهﷺ. (۷۱۸)

ترجمہ:۔ عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہﷺ سے حضرت حسان بن ثابتؓ نے مشرکین کی ہجو کہنے کی اجازت طلب کی، چناں چہ رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ میرے نسب کا کیا کرو گے؟ حضرت حسان عرض گزار ہوئے کہ میں آپؐ کے نسب کو یوں نکال لوں گا جیسے آٹے سے بال کھینچ لیا جاتا ہے۔ عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ میں حضرت حسّان کو برا بھلا کہتے ہوئے حضرت عائشہؓ کے پاس گیا تو انہوں نے فرمایا کہ حسان کو برا بھلا نہ کہو کیوں کہ وہ رسول اللہﷺ کی طرف سے جواب دیا کرتے تھے۔

ابوالاعلیٰ مودودی آیت ''والشعراء'' کی تفہیم میں لکھتے ہیں:

کعب بن مالکؓ سے آپؐ نے فرمایا: ''**اهجهم فوالذی نفسی بیده لهوا شدعلیهم من النبل**'' ان کی ہجو کہو کیوں کہ اس خدا کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، تمہارا شعران کے حق میں تیر سے زیادہ تیز ہے۔'' حضرت حسان بن ثابتؓ سے فرمایا ''**اهجهم وجبریل معک**'' اور ''**قل و روح القدس معک**'' ''ان کی خبر لو اور جبریل تمہارے ساتھ ہے۔'' کہو اور روح القدس تمہارے ساتھ ہے۔'' آپ کا ارشاد تھا کہ **ان المؤمن یجاهد بسیفه و لسانه** ''مومن تلوار سے بھی لڑتا ہے اور زبان سے بھی۔'' (۷۱۹)

شعرائے کرام کو کفار قریش کی ہجو کرنے کا حکم

عن عائشة ان رسول اللّٰهﷺ قال اهجوا قریش فانه استدعلیهم من رشق النّبل. (۷۲۰)

ترجمہ:۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمﷺ نے (اپنے شعراء سے) فرمادیا تھا کہ کفار قریش کی ہجو کیا کرو (کیوں کہ یہ ہجو) ان پر تیر مارنے سے زیادہ سخت ہے۔

شیخ حق عبدالحق محدّث دہلویؒ کہتے ہیں: معلوم ہوا کہ کافروں اور دین کے دشمنوں کی مذمت کرنا پسندیدہ عمل ہے لیکن علماء نے بیان کیا ہے کہ ان کی ہجو کے جواب میں ہجو کہنی چاہیے مسلمانوں کی طرف سے ابتدا نہیں ہونی چاہیے تاکہ یہ مسلمانوں کی ہجو کا باعث نہ بنیں۔'' (۷۲۱)

ہجو کیا ہے؟:

ہجو کے معنی ہیں اشعار کے ذریعے برائی کرنا۔ اس حدیث کریمہ سے معلوم ہوا کہ کفار اور دشمنان دین کی ہجو کرنا جائز ہے۔ قاموس میں ہے کہ ہجو، شعر کی صورت میں کسی کو برا کہنا ہے۔ صراح میں ہے کہ ہجو خلاف مدح ہے۔

روی البغوی عن عائشة ان رسول اللهﷺ قال اهجوا قریشا فانها اشدعلیهم من رشق النبل فارسل الی ابن رواحة فقال اهجهم وهاجهم فلم یرض فارسل الیٰ کعب ثم ارسل الی حسان بن ثابت فلما دخل علیه حسان قال قد ان لکم ان ترسلوا الیٰ هٰذا الاسد الضارب بذنبه ثم اولع لسانه یحرکه فقال والذین بعثاء بالحق لاضربنهم بلسانی ضری الادیم فقال رسول اللّٰهﷺ لا تعجل فان ابابکر اعلم القریش بانسا بهاوان لی فیهم نسباً حتی یلخص لک فیهم نسبی فاتاه حسان ثم رجع فقال یا رسول اللهﷺ قل لخص لی نسبک فالذی بعثک بالحق لاسئلنک کما یسلی لشعر من العجین. (۲۲ے)

ترجمہ: امام بغوی نے حضرت عائشہؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا قریش کی ہجو کرو یہ ان کے لیے تیر لگنے سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہے، پھر ابن رواحہ کے پاس آدمی بھیجا اور ان کو حکم دیا ان کی ہجو کرو اور ان سے ہجو سے مقابلہ کرو لیکن وہ حضور اکرمﷺ کی خوشی کے مطابق ہجو نہ کر سکے، پھر کعب بن مالکؓ کو بلوایا پھر حسان بن ثابتؓ کو بلوایا۔ جب حسانؓ آئے تو فرمایا کہ اب وقت آ گیا کہ تم اس شعر کی طرف تیر بھیجو جو دُم پٹک رہا ہے (یعنی حملہ کے لیے تیار ہے) پھر حضرت حسانؓ نے اپنی زبان منہ سے باہر نکالتے ہوئے اسے ہلا کر کہا۔ قسم ہے اس کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں اپنی زبان سے ان کو چمڑے کی طرح چیر ڈالوں گا۔ حضور اکرمﷺ نے فرمایا جلدی نہ کرو، ابو بکر قریش کے نسبوں سے بخوبی واقف ہیں۔ میرا نسب بھی قریش کے اندر ہی ہے۔ ابو بکرؓ میرے نسب کو ان کے اندر سے الگ چھانٹ دیں گے، حضرت حسانؓ، حضرت ابو بکرؓ کے پاس گئے پھر لوٹ کر آئے اور عرض کیا یا رسول اللہﷺ، ابو بکرؓ نے آپؐ کے نسب کو چھانٹ دیا۔ قسم ہے اس کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں آپ کو ان کے اندر سے اس طرح کھینچ نکالوں گا جیسے گوندھے ہوئے آٹے سے بال نکال لیا جاتا ہے۔

پھر حضرت حسانؓ نے اپنا قصیدۂ ہمزیہ سرکارﷺ کی بارگاہ اقدس میں پیش کیا جس میں آپ نے حضور نبی کریمﷺ کی مدح وثناء اور ابوسفیان کی ہجو بیان کی ہے۔ یہ قصیدۂ ہمزیہ ابوسفیان کی ہجو کا جواب ہے اور اس

قصیدۂ نعتیہ میں آپؐ کے دفاع میں نعتیہ اشعار کہے گئے ہیں۔ یہ قصیدہ ہجو میں کہے گئے نعتیہ اشعار کی اعلیٰ مثال کی ہے جس میں ہجو و نعت، مدح و مذمت کو یکجا بیان کیا گیا ہے۔ یہ قصیدہ بحر وافر میں کہا گیا ہے۔ ابن ہشام نے اس کے اٹھائیس اشعار نقل کیے ہیں۔ (۷۲۳) جب کہ عبدالرحمٰن البرقوتی نے اپنی شرح میں بتیس اشعار درج کئے ہیں۔ (۷۲۴) حضرت حسانؓ نے یہ قصیدہ فتح مکہ کے موقع پر کہا تھا۔ اس وقت آپؐ کے ہمراہ دس ہزار افراد کا مجمع تھا۔ اس قصیدہ کے بارے میں معصب الزبیری کہتے ہیں: هذه القصيده قال حسان صدرها في الجاهلية و آخرها في الاسلام. (۷۲۵) ملاحظہ ہو اشعار نعت در دفاع رسول کریم ﷺ۔

وقال الله: قد ارسلك عبداً	يقول الحق ان نفع البلاء
هجوت محمداً و اجبت عنه	وعند الله في ذاك الجزاءُ
اتهجوهُ و لست له بكف	فشركما لخيركما الفداءُ
هجوتا مباركاً براً حنيفاً	امين الله تسمينه الوفاءُ
امن يهجو رسول الله منكم	ويمدحهُ و ينصرهُ سواءُ!
فان ابي ووالده و عرضي	لعرض محمد منكم وقاءُ
وجبريل رسولا لله فينا	و روح القدس ليس له كفاءُ (۱)
شهدت به فقوموا صدقوه	فقلتم نقوم ولا نشاء
وقال الله قد يسرت جندا	هم الأنصار عرضتها اللقاء (۷۲۵)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے ایک بندہ پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ وہ جو کہے گا بالکل سچ کہے گا، بشرط یہ کہ ہم خود آزمائش میں پورے اتریں۔

ترجمہ: (تو نے محمد ﷺ کی ہجو کی اور میں نے ان کی طرف سے اس کا جواب دیا ہے۔ اللہ کے ہاں اس کا بدلہ اچھا اور بڑی جزاء ہے۔)

ترجمہ: (کیا تو محمد ﷺ کی ہجو کرتا ہے، حالاں کہ تو ان کا کسی طرح مماثل نہیں، پس تم دونوں میں جو شریر و مفسد ہے۔ اس شخص پر قربان کیا جاسکتا ہے، جو تم دونوں میں سب سے بہتر ہے۔ محمد ﷺ ابوسفیان سے کہیں بہتر ہیں۔ اس لئے خیر کے مقابلے میں شر کو لات ماردی جائے گی۔

ترجمہ: (تو نے ایک بابرکت، مقدس، پرہیزگار (صالح ترین)، مسلم اور اللہ کے فرماں بردار اور امانت دار شخص کی مذمت و ہجو کی ہے، جن کی فطرت ہی میں اطاعت و فرماں برداری ہے۔

---

(۱) ماہنامہ الرشید (نعت نمبر) میں اس شعر کا ترجمہ یوں درج ہے۔ (حضرت جبرائیل اللہ تعالیٰ کے رسول بن کر آئے اور ان کا کوئی نظیر نہیں۔" (الرشید۔ ماہنامہ نعت نمبر، حصہ اول، ص ۵۸،۵۹)

ترجمہ: (کیا وہ شخص جو اپنے رسول اللہ ﷺ کی ہجو کرتا ہے، اس شخص کی برابری کرسکتا ہے، جو رسول اللہ ﷺ کی مدح وثنا، تعریف وتوصیف کرتا ہے اور آپ کو مدد پہنچاتا ہے۔)

ترجمہ: (سن لو، میرا باپ، اور میرے باپ کا باپ یعنی (میرا دادا) اور میری ساری عزت وآبرو، غرض ہر چیز محمد ﷺ کی عزت وآبرو تم (کفار مشرکین) سے بچانے کی ذمہ دار ہے۔)

ترجمہ: (اللہ کے قاصد جبرئیل (روح القدس) ہمارے اندر موجود ہیں اور ظاہر ہے کہ روح القدس حضرت جبریلؑ کے مقابل کون ہوسکتا ہے۔)

ترجمہ: (میں اس کی گواہی دیتا ہوں: پس تم بھی اٹھو اور تصدیق کرو، لیکن تم نے کہا کہ ہم نہ اٹھتے ہیں اور نہ ارادہ ہے۔)

(اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ میں نے ایک لشکر مہیا کیا ہے، جن کا مقصد ہی دشمن کا مقابلہ کرنا ہے۔)

وعن ابن سيرين مرسلاً قال رسول الله ﷺ لكعب بن مالك هيه فانشده فقال لهو اشد عليهم عن وقع النبل.(۷۲۷).

ابن سیرین کی مرسل روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کعب بن مالکؓ سے فرمایا۔ لاؤ، حضرت کعبؓ نے آپ کو (قصیدہ) سنایا، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، یہ ان (قریش) کے لیے تیر پڑنے سے بھی زیادہ سخت ہے۔

حضرت حسانؓ کے لیے مسجد نبوی ﷺ میں منبر بچھایا جاتا تھا:

عن عائشةؓ قالت كان رسول الله ﷺ يطنع لحسّان منبراً فى المسجد يقوم عليه قائما يفاخر عن رسول الله اوينا فح ويقول رسول الله ﷺ ان الله يؤيّد حسان بروح القدس ماينا فح اويفاخر عن رسول الله ﷺ رواه البخارى.(۷۲۸)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مسجد نبوی میں حضرت حسانؓ کے لیے منبر بچھایا جاتا تھا، وہ اس پر کھڑے ہوکر رسول اکرم ﷺ کے مفاخر پڑھتے تھے اور کفار کی بدگوئیوں کا جواب دیتے تھے اور سید عالم ﷺ ان کے حق میں دعا فرماتے جاتے تھے۔ اے اللہ حسانؓ کی مدد روح القدس (جبرئیل) کے ذریعے فرما۔

ابوداؤد میں ہے:

عن عروة عن عائشةؓ قالت كان رسول الله ﷺ يصنع لحسان منبراً فى المسجد فيقوم عليه يهجو عن قال فى رسول الله ﷺ ان روح القدس مع حسان مانا فح عن رسول الله ﷺ.(۷۲۹)

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ حضرت حسانؓ کے لیے

مسجد میں منبر رکھواتے تو وہ اس پر کھڑے ہوکران کی ہجو کرتے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی توہین کی ہوتی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک روح القدس بھی حسان کے ساتھ ہے جب تک رسول اللہ ﷺ کی طرف سے لڑتے رہیں گے۔

ترمذی نے روایت کی حدیث عائشہؓ میں ہے۔

کان رسول اللہ ﷺ ینصب لحسان منبرا فی المسجد فیقوم علیه ویهجو الکفار. (۷۳۰)

حضرت حسانؓ کی مدد حضرت جبرائیلؑ فرماتے ہیں:

حدثنا ابو الیمان قال حدثنا شعیب عن الزهری...... عن ابن شهاب عن ابی سلمة بن عبدالرحمن بن عوف انه سمع حسان ابن ثابت الانصاری یتسشهد ابا هریرة فیقول: یا ابا هریرة نشدتک واللہ هل سمعت رسول اللہ ﷺ یقول یا حسان اجب عن رسول اللہ ﷺ اللّٰهم ایده بروح القدس قال ابوهریرة نعم. (۷۳۱)

ترجمہ:۔ ابوالیمان کہتے ہیں کہ شعیب نے زہری سے روایت کی ہے کہ ابن شہاب کا بیان ہے کہ انہوں نے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے سنا کہ حضرت حسان بن ثابت انصاریؓ، حضرت ابو ہریرہؓ کو گواہ بنا کر کہہ رہے تھے کہ اے ابو ہریرہ میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اے حسان! اللہ کے رسول کی طرف سے جواب دو، اے اللہ! روح القدس کے ساتھ اس کی مدد فرما۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا، ہاں۔

مفتی احمد یار خان نعیمی (المتوفی ۱۳۹۱ھ الموافق ۱۹۷۱ء) (۷۳۲) تفسیر نور الایمان برحاشیہ کنز الایمان، ص ۹۲۶ پر اس حدیث کریمہ کے تحت لکھتے ہیں:

''حضور اکرم ﷺ حضرت حسانؓ کو بشارت دے رہے ہیں کہ جب تم ہجو کے اشعار لکھنے لگتے ہو تو جناب جبرئیل تمہارے دل میں اچھے مضمون ڈالتے ہیں۔ تمہاری زبان پر اچھے الفاظ جمع فرماتے ہیں اور تم کو دعائیں دیتے ہوئے تمہارا احترام کرتے ہیں، یہ ہے جبرئیل کی مدد۔ معلوم ہوا کہ دشمنان دین کی ہجو اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے۔(۷۳۳)

اس حدیث کے بارے میں شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

''حضرت حسان کو جبرئیل امین کے ساتھ تقویت عطا فرما، یعنی مضامین کے القاء کرنے میں جبرئیل امین تمہاری مدد کریں گے۔ حضرت جبرئیل کو روح کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ تمام پیغمبروں پر وہ علم اور شریعت لے کر

آئے ہیں جس کے ذریعے دلوں کو ہمیشہ کی زندگی نصیب ہوئی۔ قدس، مقدس کے معنی میں ہے، اس سے مراد ذات باری تعالیٰ ہے۔ تشریف و اکرام کی وجہ سے اضافت کی گئی ہے جیسا کہ روحی اور روح اللہ میں ہے۔ یا قدوس روح ہی کی صفت ہو، اب اضافت شدت لزوم و اختصاص کی وجہ سے ہوگی جیسا کہ حاتم جُود میں ہے۔''(۲۳۴)

اس حدیث کریمہ میں سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت حسانؓ کے حق میں دعائے خیر فرمائی ہے۔ یہ اعزاز و اکرام، فخر و عظمت اور تکریم و عزت و شرف و عطاء محض حضرت حسان کو ہی حاصل ہے کہ ''اللّٰھم ایدہ بروح القدس '' کا مطلب (جبریل معک ای بالتائید والمعاونۃ) ہے، کا مقام و مرتبہ آپ کو ملا ہے اور آپ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ آپ نے مسجد نبویؐ کے اندر اشعار اس حال میں پڑھے کہ آپ کے لیے بطور خاص منبر رسول ﷺ، سرکار ﷺ نے خود اپنے دستِ اقدس سے بچھایا اور آپؐ کے اس عمل کے سبب مسجد میں اشعار پڑھنا جائز ہوا، جیسا کہ امام العلام بدرالدین ابی محمد محمود بن احمد العینی (المتوفی ۸۵۵ھ الموفق ۱۴۵۱ء) (۲۳۵) عمدۃ القاری میں لکھتے ہیں:

''وھما حدیث واحد ویقال ان الشعر المشتمل علی الحق مقبول بدلیل دعاء النبی ﷺ لحسان علیٰ شعرہ فاذا کان لایمنع فی المسجد سائر الکلام المقبول و مراد البخاری من وضع ھذہ الترجمۃ ھو الاشارۃ الیٰ جواز الشعر المقبول فی المسجد والحدیث یدل علیٰ ھذا بھٰذا الوجہ فیقع التطابق بین الحدیث والترجمۃ.(۲۳۶)

''اللّٰھم ایدہ'' کی تفسیر میں امام بدرالدین عینی ایک اور مقام پر لکھتے ہیں'' یہ دعائے رسول کریم ﷺ ہے کہ حضرت حسانؓ کے لیے کہ انہیں تائید و قوت (طاقت و معاونت) حاصل ہو کفار پر۔'' (ھذا دعاء من رسول اللہ ﷺ لحسان دعالہ بالتا ییدوھو القوۃ علی الکفّار.''(۲۳۷)

ایک اور حدیث کریمہ میں ہے:

عن عدی بن ثابت عن البراءؓ ان النبی ﷺ قال لحسان اھجھم اوقال ھاجھم وجبرئیل معک.(۲۳۸)

ترجمہ: عدی بن ثابت نے حضرت براء بن عاذبؓ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت حسانؓ سے فرمایا کہ ہجو کہو یا فرمایا کہ ان کی ہجو کہو اور جبرئیل تمہارے ساتھ ہیں۔

''جبرئیل معک'' کا مطلب ہے تائید و معاونت۔ علامہ کرمانی اور ابن بطال کہتے ہیں کہ کفار کی ہجو کرنا افضل الاعمال میں سے ہے، جیسا کہ سرکار ﷺ نے فرمایا ''اللّٰھم ایدہ'' یہ الفاظ عامل کے عمل کو شرف و فضل

بخشتے ہیں اور مسلمانوں پر کافروں کی گالیوں (ہجویات ولغویات) کا جواب دینا فرض ہے، جیسا کہ اللہ رب ذوالجلال کا فرمان عالی شان ہے۔ ولا تسبّو الذین یدعون من دون اللّٰہ یسبو اللّٰہ عدواً . (۷۳۹)

صحیح بخاری میں ہے'' قال الکرمانی قال ابن بطال ھجو الکفار من افضل الاعمال و کفی بقول اللّٰھم ایدہ شرفاً وفضلاً للعمل والعامل وھذا اذا کان جواباً عن سبّھم للمسلمین بقرینۃ ما قال اجب . (۷۴۰)

حضرت حسانؓ کی اس فضیلتِ خاصہ کو بیان کرتے ہوئے نواب قطب الدین دہلوی نے یہ حدیث کریمہ نقل کی ہے:

وعن البرآء قال قال النبی ﷺ یوم قریظۃ لحسان بن ثابت اھج المشرکین فان جبرئیل معک وکان رسول اللّٰہ ﷺ یقول لحسان اجب عنّی اللّٰھم ایّدہ بروح القدس . (۷۴۱)

ترجمہ: حضرت برآء بن عازبؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے یوم قریظہ (غزوۂ بنی قریظہ) کے دن حضرت حسان بن ثابتؓ سے فرمایا کہ تم مشرکین کی ہجو کرو، حضرت جبرئیلؑ تمہارے ساتھ ہیں (یعنی مضامین کے القاء والہام کے سلسلے میں وہ تمہاری مدد کرتے ہیں اور رسول کریم ﷺ (جب کفار ومشرکین کی ہجو سنتے کہ وہ آپ کی شان میں نازیبا باتیں کرتے ہیں اور آپ کو برے الفاظ سے یاد کرتے ہیں تو) حضرت حسان سے فرمادیتے کہ تم میری طرف سے کفار کو جواب دو اور (پھر یہ فرماتے) اے اللہ، جبرئیلؑ کے ذریعے حسان کی مدد کر اور (ان کی زبان وبیان میں طاقت وقوت دے)

ایک اور حدیث کریمہ میں ہے:

وعنھا قالت سمعت رسول اللّٰہ ﷺ یقول لحسان ان روح القدس لایزال یؤیّدک ما نافحت عن اللّٰہ و رسولہ وقالت سمعت رسول اللّٰہ ﷺ یقول ھجا ھم حسان فشفیٰ واشفیٰ. (۷۴۲)

ترجمہ:۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو حضرت حسانؓ سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تک تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے (کفار ومشرکین کی ہجو کا) مقابلہ کرتے رہتے ہو، حضرت جبرئیل برابر تمہاری مدد و اعانت کرتے رہتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ کو (یہ بھی) فرماتے ہوئے سنا کہ'' حسان نے کفار کی ہجو کی تو اس ہجو سے مسلمانوں کو شفا دی اور خود بھی شفا پائی۔ یعنی انہوں نے ہجو کا جواب ہجو سے دے کر مسلمانوں کے لیے بھی تسلّی وتشفّی کا سامان بہم پہنچایا اور خود بھی سکون و طمانیت حاصل کی۔

اس حدیث کریمہ کے بارے میں اشعۃ اللمعات میں ہے کہ:

''مسلمانوں کو شفا دی اور خود شفا پائی، کیوں کہ ان کی اور مسلمانوں کی حالت یہ تھی کہ کافروں کی ہجو سن کر ان کے دل میں سخت جلن تھی، جب کہ انہوں نے بھرپور جوابی کارروائی کی تو اب وہ جلن (بیماری) زائل ہوگئی۔(۷۴۳)

"بروح القدس" کے بارے میں علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں:

الباء فيه تتعلق بقوله ايّده والمراد بروح القدس هنا جبرئيل عليه السلام يدل عليه مارواه البخارى ايضاً من حديث البراء بلفظ وجبرئيل والقدس بضم القاف والدال بمعنى الطهر وسمى جبرئيل بذلك لانه خلق من الطهر وقال كعب القدس الرب عزوجل ومعنى روح القدس اللّٰه و انما سمى بالروح لانه ياتى بالبيان عن اللّٰه تعالىٰ فتحيى بما لارواح وقيل معنى القدس البركة ومن اسماء اللّٰه تعالىٰ القدوس اى الطاهر المنزه عن العيوب و النقائص ومنه الارض المقدسة وبيت المقدس لانه الموضع الذى يتقدس فيه اى يتطهر فيه من الذنوب. (۷۴۴)

اورآپ "اللّٰهم ايّده" کے بارے میں لکھتے ہیں:

"هذا دعاء من رسول اللّٰه لحسان دعاله بالتاييدوهو القوة على الكفار"(۷۴۵)

☆......☆......☆

باب اول

فصل پنجم:

نعت کا لغوی واصطلاحی مفہوم (اہلِ لغت ومحدّثین کی آراء)

نعت کا لغوی مفہوم:

نعت عربی زبان کا لفظ ہے، اس کا مادّہ ''ن۔ع۔ت'' ہے، جس کے معنٰی ہیں ''تعریف''(۷۴۶) نعت کے بارے میں صاحب محیط المحیط (۷۴۷) یوں رقم طراز ہیں:

نعت بالفتح (مؤنث) عربی زبان کا ایک مادّہ ہے جو عام طور پر وصف کے مفہوم میں مستعمل ہے۔(۷۴۸) نعت بالفتح مؤنث، یہ لفظ بمعنٰی مطلق وصف ہے، لیکن اس کا استعمال آنحضرتﷺ کی ستائش وثناء کے لیے مخصوص ہے۔(۷۴۹) غیاث اللّغات میں ہے: نعت بالفتح۔تعریف وتوصیف کردن از منتخب اگرچہ لفظ نعت بمعنیٔ مطلق صفت است لیکن اکثر استعمال ایں لفظ بمعنی مطلق ستائش وثنائے رسول کریمﷺ آمدہ است، بمعنی وصیغۂ اسم فاعل واسم مفعول وصیغۂ صفت مشبہ نیز می آید''(۷۵۰) نعت (اسم مؤنث) صفت وثناء، تعریف و توصیف، مدح وثناء، مجازاً خاص حضرت محمد رحمۃ للعالمین کی توصیف۔(۷۵۱) اسی طرح دیگر لغت نگاروں نے بھی لکھا ہے کہ نعت عربی کا اسم ہے اور مؤنث ہے۔ مدح، ثناء، تعریف و توصیف اس کے معنٰی ہیں۔(۷۵۲) احمد حسن الاعظمی نے اپنی عربی اردو لغت ''المعجم الاعظم'' میں نعت کا معنیٰ تعریف کرنا، کسی چیز کے اوصاف بیان کرنا (اور اکثر اس کا استعمال اوصاف حسنہ کے لیے ہوتا ہے) (۷۵۳) اسی طرح عربی کی معروف لغت ''المنجد'' میں ہے۔نعت، نعتاً: **وصفه واکثر مایستعمل للوصف بما حسن وطاب.** (۷۵۴) نعت کے معنی تعریف کرنا اور بیان کرنا ہے اور اکثر اس کا استعمال صفات حسنہ کے لیے ہوتا ہے۔

ڈاکٹر اسمٰعیل ذبیح کہتے ہیں:

''لغوی اعتبار سے ہر صفت کو نعت کہیں گے۔''(۷۵۵)

نعت ایک ایسا سہ حرفی لفظ ہے جو مخصوص ہے حضور نبی کریمﷺ کی وصف وثناء وستائش وتوصیف وتعریف کے لیے اس کی تصدیق وتحقیق اہل لغات کی آراء سے تو ہوتی ہی ہے لیکن اس کی ایک تحقیق ماہرین علم الاعداد سے بھی ہوتی ہے کہ اس لفظ کے ابجدی اعداد ۵۲۰ بنتے ہیں اور حضور نبی کریمﷺ کے نام نامی اسم گرامی کے

لفظ ''محمدؐ'' کے ابجدی اعداد ۹۲ بنتے ہیں، جب ہم ان اعداد لفظ نعت (۵۲۰) کو معروف ہندی شاعر کبیر داس بنارسی (آنجہانی ۹۲۴ھ الموافق ۱۵۱۸ء) (۷۵۶) کے معروف دوہے۔

عدد نکالو ہر چیز سے چوگن کرلو وائے
دو ملا کے پنچگن کرلو بیس کا بھاگ لگائے
باقی کے نوگن کرلو دواس میں دو اور ملائے
کہت کبیر سنو بھئی سادھو نام ''محمدؐ'' آئے (۷۵۷)

کے مطابق ابجدی کلیہ (Formula) کے مطابق گزارتے ہیں تو حضور نبی کریم ﷺ کے اسم گرامی کے اعداد ۹۲ حاصل نتیجہ برآمد ہوتے ہیں۔ یہ کلیہ بھی لفظ نعت کے حضور ﷺ کی ثناء و ستائش و تعریف و توصیف و مدح پر دال ہونے کی قوی تحقیق ہے۔

کتب لغات میں لفظ نعت پر جو سب سے تفصیلی و تحقیقی بحث پائی جاتی ہے وہ صاحب ''تاج العروس'' علامہ سید مرتضیٰ زبیدی حنفی (التوفی ۱۲۰۴ھ الموافق ۱۷۹۰ء) (۷۵۸) نے کی ہے۔ آپ نے نہ صرف یہ کہ لفظ نعت کی مختلف نحوی صور کو امثال کے ذریعے واضح کیا ہے، بلکہ اس مادّہ کی صوتی و صوری حقیقت کو بھی بیان کیا ہے۔ آپ ''النعت'' کے ضمن میں لکھتے ہیں:

(النعت کالمنع) ای فی کونہ مفتوح العین فی الماضی و المضارع (الوصف) تنعت الشئی و تبانع فی وصفہ والنعت مانعتہ ینعتہ نعتاً وصفہ ورجل ناعت من قوم نعات قال الشاعر ۔ انعتھا من نعاتھا (۷۵۹)

یعنی ''نعت'' صوتی اعتبار سے لفظ ''مَنَع'' (م ۔ ن ۔ ع) کی طرح ہے۔ یعنی اس کا کلمۂ عین (درمیانی حرف) فعل ماضی اور فعل مضارع دونوں میں ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے۔(۱)

نعت کے معنی وصف کے ہیں، بالخصوص اس وقت جب آپ کسی چیز کے وصف میں مبالغہ آمیزی سے کام لیتے ہیں تو اس وقت نعت کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور جو کچھ وصف میں کہا جاتا ہے، اسے بھی نعت سے ہی تعبیر کیا جاتا ہے۔ وصف بیان کرنے والے کو ''واصف'' کہتے ہیں، اسی طرح نعت بیان کرنے والے کو ''ناعت'' کہا جاتا ہے۔ جس طرح نعت کی جمع ''نعوت'' ہے۔ (۷۶۰) اسی طرح ناعت کی جمع ''نعات'' ہے، جیسے کسی

---

(۱) نعت (ن ۔ ع ۔ ت) بروزن فعل (ف ۔ ع ۔ ل) نحوی ترکیب میں یہ حروف اصلی کہلاتے ہیں اور فعل ماضی سے ہیں۔ اسی طرح فعل مضارع میں یفعل (ی ۔ ف ۔ ع ۔ ل) میں لفظ ''ی'' علامت مضارع ہٹا کر حرف ''ع'' درمیان میں حرف اصل ہے نحوی ترکیب میں حرف اصلی کسی بھی فعل وترکیب میں نہیں بدلتے اور ان کے اعراب بھی یکساں رہتے ہیں۔ اسی طرح منع (م ۔ ن ۔ ع) بھی بروزن فعل (ف ۔ ع ۔ ل) ہے اور اس میں حرف ''نون'' اصلی عین کے قائم مقام ہے۔

شاعر نے یہ بات کہی۔

"انعتها من نعاتها"

(میں نے اس کی تعریف کی اور میں اس کے ثناء خوانوں میں ہوں)

اس ضمن میں اردو زبان کے استاد نعت گویان سید محمد محسن کاکوروی کہتے ہیں ۔

خدا کے سامنے محسن پڑھوں گا وصف نبیؐ
سجے ہیں جھاڑ یہ باتوں کے لامکاں کے لیے (۷۶۱)

اور ایک مقام پر فرماتے ہیں ۔

سخن کو رتبہ ملا ہے، مری زباں کے لیے
زباں ملی ہے مجھے، نعت کے بیاں کے لیے (۷۶۲)

"النّعت" کے ضمن میں علامہ زبیدی لکھتے ہیں:

"فی صفته صلّی اللّٰه علیه وسلم یقول ناعته(ا) لم ار قبله و لا بعده مثله. (۷۶۳)

یعنی "حضور نبی کریم ﷺ کے اوصاف (نعت) بیان کرنے والے کو ناعت (نعت کہنے والا) کہتے ہیں، جیسے کہ آپؐ کی نعت بیان کرنے والا کہتا ہے۔

"لم ار قبله و لا بعده مثله"

(میں نے آپؐ سے قبل اور آپؐ کے بعد، آپؐ جیسا کوئی انسان نہیں دیکھا)

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی تعریف و توصیف نثر میں بھی ہو سکتی ہے اور نظم میں بھی، اس لیے ان کی مدح سے متعلق تمام خیالات کو اصولاً نعت ہی کہا جائے گا لیکن اردو میں اور فارسی میں بطور اصطلاح جب بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے تو اس سے عموماً آنحضرت ﷺ کی منظوم مدح ہی مراد لی جاتی ہے۔(۷۶۴) عربی زبان میں بھی یہ لفظ وصف رسول ﷺ کے معنوں میں استعمال ہوا ہے اور نعت کا لفظ حضور ﷺ کے وصف کے لیے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے۔ حضرت علیؓ نے "شمائل ترمذی" کی ایک حدیث میں آپؐ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے اپنے لیے بجائے "واصف" کے "ناعت" کا لفظ استعمال کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

من راه بداهة هابه. و من خالطه معرفةً احبه یقول ناعته لم ار قبله و لا بعده مثله صلّی اللّٰه علیه وسلم . (۷۶۵)

یعنی "آپؐ پر یکایک جس کی نظر پڑتی ہے ہیبت کھا جاتا ہے، جو آپؐ سے تعلقات بڑھاتا ہے، محبت پاتا

(ا) ناعت۔ اسم فاعل۔

ہے۔ آپؐ کی وصف کرنے والا یہی کہتا ہے کہ آپؐ سے پہلے نہ آپؐ جیسا دیکھا اور نہ آپؐ کے بعد آپؐ جیسا دیکھا۔"

ڈاکٹر اشفاق اپنے مقالۂ پی ایچ۔ڈی، اردو میں نعتیہ شاعری (۱) میں لکھتے ہیں۔ نعت کا لفظ جو حضور ﷺ کے لیے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے، غالباً اسلامی ادب میں اس معنیٰ میں یہ لفظ پہلی بار استعمال کیا گیا ہے۔(۷٦٦)

اس ضمن میں شاعر دربار رسالت، شاعر رسول ﷺ، شاعر اسلام حضرت حسان بن ثابتؓ بن منذر کا یہ نعتیہ قطعہ سرکار رسالت مآب ﷺ کے حسن و جمال کے حوالے سے ضرب المثل بن چکا ہے:

واحسن منک لم ترقطُ عینی
واجمل منک لم تلد النّساء
خلقت مبرّء من کلّ عیب
کانک قد خلقت کما تشاءُ (۷٦۷)

ترجمہ (۱) آپؐ سے زیادہ حسین وجمیل اور خوب صورت میری آنکھوں نے کبھی نہ دیکھا۔(۲) اور آپؐ سے زیادہ حسین و جمیل اور خوب صورت، عورتوں نے کوئی بچہ نہ جنا۔(۳) آپؐ تمام عیوب ونقائص سے پاک پیدا کیے گئے (۴) گویا آپؐ نے جس طرح چاہا، آپؐ اسی طرح (سراپا کمال) پیدا کیے گئے۔(ب)

---

(۱) اردو زبان میں نعتیہ شاعری پر یہ پہلا تحقیقی مقالہ ہے۔ اس پر فاضل مصنف کو ناگپور یونیورسٹی (بھارت) نے ۱۹۵۵ء میں پی ایچ ڈی کی ڈگری عطا کی۔ کراچی سے یہ مقالہ ۱۹۷٦ء میں طبع ہوا۔ جب کہ یہ مقالہ بار اول لکھنؤ سے ۱۳۹۵ھ الموافق ۱۹۷۵ء لکھنؤ (بھارت) سے طبع ہوا تھا۔

(ب) اللہ رب ذوالجلال نے جس طرح سرکار رسالت مآب ﷺ کا سایہ نہ رکھا، اسی طرح آپؐ کا کوئی بھی ہمسر و ہم شکل و ہم مثل بھی نہ پیدا فرمایا۔ معروف صحابی و جاں نثار رسول ﷺ، حضرت مالک بن عوف النصریؓ (المتوفی ۱۴ھ الموافق ٦۳۵ء) اس ضمن میں فرماتے ہیں۔

ما ان رأیت ولا سمعت بمثله فی النّاس کلّهم بمثل محمدً

(عہدِ رسالت ﷺ میں نعت، ص ۱۸۹۔ ارمغان نعت، ص ۱۹)

(نہیں دیکھا میں نے اور نہ ہی میں نے سنا آپؐ کی مثل، تمام عالم انسانیت میں محمدؐ کی مثال کوئی بھی نہیں ہوا)

علامہ کمال الدین الدمیری (المتوفی ۸۰۸ھ الموافق ۱۴۰۵ء) نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف ''حیٰوۃ الحیوان'' میں کسی شاعر کا یہ شعر نقل کیا ہے ۔

لم یخلق الرحمن مثل محمد ابدا و علمی انه لا یخلق

(حیٰوۃ الحیوان۔ جلد اول، ص ۱۹٦)

(نہیں پیدا فرمایا اللہ تعالیٰ نے مثل محمد ﷺ کا کبھی اور مجھے یقین محکم ہے کہ وہ نہ پیدا کرے گا)

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر 241 پر ملاحظہ ہو)

اس شعر کے بارے میں ڈاکٹر ریاض مجید کا کہنا ہے کہ یہ شعر حضرت حسانؓ کا نہیں ہے۔ آپ لکھتے ہیں
''خواتین کی نعتیہ شاعری کا پہلا اسم نمونہ بنی زہار کی خاتون کے درج ذیل اشعار ہیں جو غلطی سے حضرت حسان بن ثابتؓ سے منسوب ہیں۔''

(اردو میں نعت گوئی، صفحہ ۷۶ خواتین کی نعتیہ شاعری)

یہ رائے ڈاکٹر ریاض مجید نے عبداللہ عباسؓ ندوی کی اس بات سے قائم کی کہ: ''صاحب بغیۃ الاماثل'' نے لکھا

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر 240 کا)
اس ضمن میں ''امام نعت گویان'' مولوی سید محسن کاکوروی'' (المتوفی ۱۳۲۳ھ الموافق ۱۹۰۵ء) کے معروف قصیدہ ''مدیح خیر المرسلین ۱۳۹۲ھ کا یہ شعر ملاحظہ ہو ۔

کوئی اس کے مشابہ ہے نہ ہمسر ہے نہ نظیر ☆ نہ کوئی اس کا مماثل نہ مقابل نہ بدل

(اردو میں نعتیہ شاعری، ص ۳۳۱۔ اردو میں نعت گوئی، ص ۳۷۶)

اسی سلسلے میں مصنف ''سحر البیان'' میر حسن دہلوی (المتوفی ۱۲۰۴ھ الموافق ۱۷۹۰ء)
کا یہ شعر ملاحظہ ہو ۔

محمد کے مانند جگ میں نہیں ☆ ہوا ہے نہ ایسا نہ ہوگا کہیں

اس ضمن میں حسان الہند وحسان العجم امام احمد رضا خان فاضل بریلوی (المتوفی ۱۳۴۰ھ الموافق ۱۹۲۱ء) (حیات مولانا احمد رضا خان بریلوی، نے حضرت حسان کا تتبع اختیار کرتے ہوئے اپنی نادر الوجود چہار لغتی نعت میں سرکار دو عالم ﷺ کی نعت وصفات یوں بیان فرمائی ۔

''لم یات نظیر و کفی نظر مثل تو نہ شد پیدا جانا''

یعنی اے نازنین کونین ﷺ، آپؐ جیسا زمانے میں نہ دیکھا گیا، آپ کا ثانی ومثل کسی کو نظر نہ آیا۔ اے نبی مختار، محبوب کردگار ﷺ، آپؐ کا کوئی مثل پیدا ہی نہ ہوا، آپؐ جیسا کوئی نہ پایا گیا۔
امام رضا اس ضمن میں مزید فرماتے ہیں ۔

ترے خلق کو رب نے عظیم کہا تیرے خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا ترے خالق حسن وادا کی قسم

اس ضمن میں معروف نعت گو شاعر، ثنا خواں اور مدیر نعت رنگ سید صبیح الدین صبیح رحمانی کا یہ معرکۃ الآراء شعر ملاحظہ ہو :

کوئی مثل مصطفےٰ کا کبھی تھا، نہ ہے، نہ ہوگا

یہ بات کمال حقیقت کو پہنچی ہوئی ہے کہ حضور ﷺ عدیم النظیر ہیں اور آپؐ کے اس کمال پر ایمان لانا، تکمیل ایمان ہے اور جو کوئی یہ کہے کہ آپ کی نظیر و مثال ممکن ہے اور آپؐ جیسا کوئی دوسرا بعینہٖ تمثیلاً، مزاجاً و حقیقتاً ہو سکتا ہے، تو اس کا ایمان کامل نہیں۔ اس ضمن میں امام زرقانی فرماتے ہیں ۔

اعلم ان من تمام الایمان به صلّی اللّٰه علیه وسلم الایمان التصدیق بان اللّٰه تعالیٰ خلق بدنه الشریف علی وجه اے حال وهیئة لم
یظهر قبله ولا بعده خلق ادمی مثله.

ترجمہ:۔ جاننا چاہیے کہ حضور ﷺ پر ایمان لانے کی تکمیل یہ ہے کہ اس بات پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق کرے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے بدن کی تخلیق اس انداز یعنی اس حال اور ہیئت سے فرمائی کہ آپؐ سے پہلے یا آپؐ کے بعد کسی انسان کی تخلیق اس شان سے نہیں فرمائی۔

ہے کہ ایک خاتون نبی زہار سے حضور اکرمؐ میں آئی تھیں اور انہوں نے عرض کیا، رسول اللہؐ! اگر اجازت ہوتو میں اپنے جذبات عقیدت شعر کی صورت میں عرض کروں۔ اجازت پا کر انہوں نے مذکورہ شعر پڑھے۔'' (بغیۃ الاماثل وبہجۃ المحافل'' (از عماد الدین ابی بکر العارمی، شائع کردہ غلکانی مدینہ منورہ، ص ۷۶، ۷۷)

آپ مزید لکھتے ہیں ''علامہ نبہانی نے ان اشعار کی حضرت حسان سے نسبت کو مشکوک قرار دیا ہے، ممکن ہے غلط فہمی کا سبب یہ ہو کہ حضرت حسان کا ایک بہترین قصیدہ نعت نبوی میں اس بحر وقافیہ میں موجود ہے۔'' (عربی میں نعتیہ کلام ریاض مجید نے اپنی جس رائے کا اظہار کیا اسے انہوں نے پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچایا کہ۔

کسی کی غلطی سے ایسا ہوا کہ زہاری خاتون کا شعر حضرت حسان کے نام سے شہرت پا گیا۔ اور نہ ہی اس خاتون کا نام انہوں نے نقل کیا۔

ڈاکٹر موصوف کا زہاری خاتون کے ان اشعار کو شاعری کا پہلا اہم نمونہ قرار دینا صحیح نہیں اس لیے کہ پہلا نمونہ نعت وشاعری آپؐ کی والدہ کے وہ اشعار نعت ہیں جو آپؐ اپنے وصال سے قبل حضور نبی کریمؐ کے روبرو اس وقت کہے تھے، جب آپؐ کی عمر اطہر محض پانچ برس تھی۔

ڈاکٹر عبد اللہ عباس ندوی نے نعتیہ الاماثل کے حوالے سے جو بات نقل کی ہے اس میں بھی اس زہاری خاتون وغیرہ کا تشفی بخش تذکرہ نہیں کیا ہے۔ اس لئے بابت محقق نہیں لگتی۔ ڈاکٹر صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ امام نبہانی نے ان اشعار کو نسبت کو حضرت حسان کی طرف مشکوک قرار دیا ہے۔ حالاں کہ امام نبہانی نے اس شعر کو حضرت حسان کی وجہ شہرت قرار دیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔ ''وما اشتھرت بنسبتہ الی حسان ایضاً قولہ فی مدح النبی ﷺ'' (اور حضرت حسان کی وجہ شہرت یہ شعر ہے جس کی نسبت ان کی طرف ہے کہ انہوں نے حضورؐ کی مدح میں یہ شعر کہے)۔ (المجموعہ النبھانیہ، الجزء الاول، ص ۶۶) علامہ برقوقی نے ان اشعار کو حضرت حسان کے اس معروف قصیدۂ مہزیہ کا حصہ قرار دیتے ہوئے لکھا ہے۔ ''وقال ایضاً یمدح رسول اللہ ﷺ'' (حضرت حسان نے یہ اشعار بھی حضور ﷺ کی مدح میں کہے)۔ (شرح دیوان حسان للبرقوقی، ص ۶۶)

نعت سے باب اِفتعال کے وزن پر اِنتعات آتا ہے۔ اِنتعات کا لفظ بھی وصف کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ (۷۶۸) اسی طرح جب نعت کا لفظ باب ''فتَح یفتَح'' سے آئے تو اس کا معنی بھی وصف ہوتا ہے۔ شمس بد ایونی فعل کی صورت میں اس لفظ کے باب ''فتَح یفتَح'' سے آنے کی صورت میں اس کے معنی لکھتے ہیں: ''تعریف کرنا یا بیان کرنا کسی شخص کا صفات حسنہ کے ساتھ'' (۷۶۹) اسی طرح جب نعت کا لفظ باب ''تَفَعَّل یَتَفَعَّل'' سے آئے تو اس کا مطلب کسی کی تعریف میں مبالغہ کرنا ہوتا ہے۔ (۷۷۰)

''صحاح'' میں جوہری نے لکھا ہے کہ لفظ ''نعت جس وقت باب ''کرُمَ یکرُمُ'' سے آئے تو اس کا معنی

''چہرے کا حسین ہونا'' ہوتا ہے۔ اسی سے مراد ''نعیت'' (ا) اسم علم بھی استعمال ہوتا ہے۔ (۷۷۱) مولوی محمد حسن عسکری قنوجی لکھتے ہیں: ''بداں کہ مادّہ موضوعہ محصرّ فہ از باب کرم یکرم بیش تر برائے صفات خلقی وطبعی می باشد'' (۷۷۲) اسی طرح ڈاکٹر اسمٰعیل آزاد لکھتے ہیں: جب باب ''کرم یکرم'' سے آئے تو اس کا معنی ہوتا ہے ''خلقی اور جبلی اعتبار سے عمدہ صفات والا ہونا'' اور جب ''سمع یسمع'' سے آئے تو ''بہ تکلف عمدہ صفات دکھانا'' (۷۷۳) آپ مزید لکھتے ہیں: ''باب تفعّل'' سے تعریف کرنا اور بیان کرنا اور ''باب استفعال'' سے بیان کرنے کو کہنا۔'' (۷۷۴)

عربی دنیا کی وسیع ترین زبان ہے۔ اس کی خاصیت یہ ہے کہ اس کے ابواب، صیغے اور اوزان و اعراب کے تبدّل و تغیر سے نہ صرف الفاظ کی ہیئت وصورت وصور تبدیل ہوجاتی ہے بلکہ اس کے معانی و مفاہیم بھی بدل جاتے ہیں۔ درج ذیل میں نعت کے مزید مصادر ملاحظہ ہوں۔

استنعات۔ باب استفعال (ب)

انتعات۔ باب افتعال (ج)

انعات۔ باب افعال (د)

تناعت۔ باب تفاعل (و)

تنعّت۔ باب تفعّل (ہ)

کون غایة فی العتق والسّبق بالفتح والنعیت والنعتة کل ذٰلک بمعنی العتیقه و خرس منتعت اذا کان موصوفاً بالعتق والجودة والسبق قال الاخطل ۔

واذ اغرّق الآل الآکام علونه

بمنتعتات لابغال و لاحمر (۷۷۵)

یعنی ابن سیّدہ کہتے ہیں کہ ہر عمدہ اور جید چیز کو جس کے اظہار میں مبالغہ سے کام لیا جائے، نعت کہتے ہیں۔ جو چیز بہت خوب ہو اس کے متعلق کہا جاتا ہے ''هـذا نـعـت'' اور ازہری کہتے ہیں کہ نعت کا لفظ اس گھوڑے

نعیت۔ بروزن فعیل (اسم فاعل) ہے

(ب) بروزن استفصار۔ استقبال۔ ضیاء الصرف، ص ۷۰ (اپنی تعریف چاہنا)

(ج) بروزن اجتناب (ایضاً)

(د) بروزن اکرام۔ گرامی کردن۔ میزان منشعب، ص ۳۴

(و) بروزن تقابل۔ با یکدیگر رو برو شدن (میزان منشعب، ص ۳۵۔ ضیاء الصرف، ص ۷۵)

(ہ) بروزن تقبّل۔ پذیرفتن (میزان منشعب، ص ۳۵۔ ضیاء الصرف، ص ۷۵)

کے وصف کے لیے استعمال ہوتا ہے جو بہت ہی خوب صورت اور دوڑ میں سبقت لے جانے والا ہو۔ اسی طرح منتعت، نعتۃ، نعیت اور نعیتۃ کے الفاظ بھی اس گھوڑے کے لیے استعمال ہوتے ہیں جو عمدگی، جودت اور تیز رفتاری کا وصف رکھتا ہو۔ بقول اخطل ؎

واذ اغرّق الآل الاکام علونه بمنتعتات لابغال ولاحمر

یعنی (جب سراب نے ٹیلوں کو بھی غرق کردیا، ہم ان پر سوار ہوگئے، ایسے عمدہ گھوڑوں کے ساتھ جو نہ خچر تھے نہ گدھے)۔

المنجد میں ہے: والنعتة والنعیت والنعیتة والمنعتت من الخیل. العتیق السُّباق الذی تمدحه الألسن. (۷۷۶) یعنی "گھڑ دوڑ میں سبقت لے جانے والا اصیل گھوڑا، جس کی سب تعریف کریں۔"

"محیط المحیط" میں ہے: النعیت(ا) والنعیتة من الخیل العتیق السُّباق. ایّ تمدحه الألسن. المنتعت(ب) من الخیل النعیت. النعت والصفة والفرس العتیق السُّباق. (۷۷۷) اسی طرح کہا گیا "گھوڑے کا تیز رفتار ہونا، سرپٹ دوڑنا" بھی نعت کے زمرے میں آتا ہے، جیسا کہ لغات میں ہے۔ ونعت الفرس کان نعتاً. (۷۷۸)

المنجد میں ہے: یقال الشئی النعت ای جیّد بالغ. (۷۷۹) یعنی "ایسی عمدہ چیز کو بھی نعت کہا جاتا ہے جو اپنے عروج کو پہنچی ہوئی ہو" اسی طرح کہا گیا۔ یقال ھو نعتة. ایّ غایة فی الفرفعة او الجمال. (۷۸۰) یعنی "وہ بلندی، مرتبہ یا حسن و جمال میں انتہا پر ہے۔" محیط المحیط میں ہے: نعتة بالضم ای غایة فی الرفعة ای الحسن والجمال. (۷۸۱) المعجم الاعظم میں ہے: شئی النعت (۷۸۲) "عمدہ چیز، اچھی چیز" اور نعتة "بہت خوب صورت اور نہایت حسین۔ ایّ ھو نعتة. (۷۸۳) "وہ بلندی مرتبہ یا حسن و جمال میں انتہا پر ہے۔ وہ علوشان یا خوب صورتی میں انتہا پر ہے۔"

صاحب المنجد نے نعت کا ایک اور معنی خوب صورت عورت بھی لکھا ہے۔ تنعّت(ج) الشئی وصفه. ثناعه الناس نعتوه. ونعته المرأة الجمال التصف. (۷۸۴) یعنی عورت کی ایسی تعریف کرنا جو اس کی خوب صورتی سے متصف ہو" اور المعجم الاعظم" میں ہے۔ انتعت المرأة الجمال. التّصف. (۷۸۵) تعریف کرنا، عورت کا متصف بالجمال ہونا۔ شاکر اعوان لکھتے ہیں: "انتعات (باب افتعال) صفات جمال بیان کرنا "انتعت المرأة بالجمال" اس کا اسم فاعل ہے۔ منتعت، وہ گھوڑا بھی جو آخر ہوتے ہوئے دوسروں پر سبقت لے جائے 'منتعت' کہلاتا ہے۔ منتعت، بمعنیٰ پیش رو بھی آتا ہے۔ جمع اس کی منتعات

(ا) فعیل۔ اسم فاعل۔ (ب) متفعّل (ج) صحت بروزن تفعل باب

منتعت بروزن منفعل

ہے، جیسے شاعر کا یہ قول: بمنتعات لابغال والاحمر 'یہ صفت اگر اونٹ کے لئے آئے تو قوی، انسان کے لئے آئے تو نرم خو کے معنوں میں آتی ہے۔(۷۸۶) "النعت" کے ضمن میں علامہ زبیدی مزید لکھتے ہیں: والمنعت من الدواب والناس والموصوف بما يفضله على غيره من جنسه وهو مفتعل من النعت يقال نعته فانتعت كما يقال و صفته فاتصف وقد غفل ان ذلک شيخنا فجعل قول المصنف العتيق السُبّاق من عزائبه مع كونه موجودا فى دواوين اللّغة وامهاتها واختلف رأيه فيما بعده من قوله والنعته الىٰ آخره وجعل عبارت المصنف قلقة والحال انه لاقلق فيها على مافسرنا واتصحت من غير عسر فيها (وقدنعت) الفرس (ككرم نعاتة) اذا عتق ونعت الانسان ككرم نعاتة اذا كان النعت له خلقه و سجية فصار ماهرا فى الاتيان بالنعوت قادراً عليها كذا فى المصباح (وامانعت كفرح) بنعت نعتا (فللمتكلفه ۳) نعرف من ذلک ان نعت من المثلثات باختلاف المعنى وقال شيخنا فى هٰذا الاخير انه غريب الان فعل المكور ليس مما بدل التكلّف لكنه جاء كانه موضوع لذٰلک من غير الصيغة (واستنعته استوصفه). (۷۸۷) یعنی منتعت (بروزن مفتعل) اس ذی حیات (انسان یا حیوان) کو کہتے ہیں، جب کہ اس میں کوئی ایسا خاص وصف ہو جو اسے اپنے ہم جنسوں میں فضیلت بخشے مثلاً نعته وانتعت (میں نے اس کی نعت بیان کی پس وہ صاحب نعت ہوا) جیسے کہا جاتا ہے، وصفته فاتصف (میں نے اس کی صفت بیان کی اور وہ موصوف ہوا)۔لسان العرب میں ابن منظور الافریقی نے نعت کا معنٰی کسی ذات کا اپنی جنس کی دیگر انواع سے افضل ہونا لکھا ہے۔آپ لکھتے ہیں: نعت: انعت: وصفک الشئی تنعته بما فيه وتبالغ فى وصف والنّعت: مانتعت به. نعت ينعته نعتاً: وصفه ورجل ناعت من قوم نعات قال الشاعر۔

انعتها انّى من نعتها

ونعت الشئى وتنعته اذا وصفه

قال ابن الاعرابى: انعت اذا حسن وجهه حتّى ينعت وصفه صلّى اللّٰه عليه وسلم يقول ابن الاثير: النعت وصف الشئى بما فيه من حسن ولا يقال فى القبيح الّا يكلّف متكلّف فيقول نعت سوء والوصوف يقال فى الحسن والقبيح. وناعتون ونا عتين جميعاً موضع يقال الراعى ۔

حىّ الديار ديار امّ بشير

بنويعيتين فشاطى التسرير

انما اراد ناعتين ۲.۳ فصفى ۵ ۔(۷۸۸)

درید ازدی جمہرۃ اللغہ میں نعت کی تعریف یوں کرتے ہیں: (النعت) العسف الحمل علی المکروہ واعنتہ یعنۃ اعناتا ویکون النعت ایضاً من الاثم عنت یعنت عنتا اذا کتسب ماثما ولمست اذکر قول ابی عبیدہ فی تفسیرہ فی التنزیل فاقلدہ ایاہ وعنت المعظم عنتا اذا اصابہ وھی اوکسر اکمۃ عنوت اذا طالت ونعت الشئی انعتہ نعتا اذا اوصفتہ فالشئی منعوت وانا ناعت. ونتع الدم وغیرہ ینتع نتوا عاً وینتع اذا خرج من الجرح قلیا قلیا وکذا لک الماء یخرج من العین اوالجرفھو اناتع وبما قالو انتع العرق ایضا. (۷۸۹) صاحب صحاح لکھتے ہیں: النعت: الصفۃ: ونعت الشئی وانتعتہ اذا وصفتہ وناعتون اسم موضع. (۷۹۰) علامہ زبیری "النعت" کے ضمن میں مزید رقم طراز ہیں: ھو فی تھذیب (و) قال ابن الاعرابی (أنعت) الرجل اذا (حسن وجھہ حتّی ینعت) ای یوصف بالجمال (والنعیت) الرجل الکریم الجید السابق والمسمی بہ (شاعران) النعت بن عمرو بن عمرو بن مرّۃ الیشکری والنعیت الخزاعی واسمہ اُسید (و) النعیت (رجل) آخر (من بنی سلمۃ بن لؤیّ) ذکرہ ابو فراس وھو النعیت بن سعید السامی (و) نقول عبدک او امتک نعتۃ بالضم ای غایۃ فی الرفعۃ) وعلوا المقام وھو ما خوذ من قولھم فرس نعتیہ اذا کان عتیقاً وقد تقدم وغبارۃ الاساس وعبدک نعت وامتک نعتۃ وفیہ وھو منعوت (۱) بالکرم وبخصال الخیرولہ نعوت ومناعت جمیلۃ وتقول حرا المنابت حسن المناعت ووشئی، نعت جید بالغ انتھی (وناعتون اونا عتین ع) واقتصر علی الاول فی الصحاح وفی اللّسان وقول الراعی ؎

حنی الدیار دیار امّ بشیر
بنو ناعتین فشا طنی التسریر
انما ارادہ ناعتین فصخرہ. (۷۹۱)

یعنی ابن اعرابی لکھتے ہیں کہ نعت کا لفظ اس انسان کے لیے بھی استعمال ہوگا جو نہایت خوب رو اور حسن و جمال سے اتصاف پذیر ہو (اس حوالے سے) نعیت نہایت عمدہ، معزز اور سبقت لے جانے والے کو کہتے ہیں...... جب کوئی غلام یا کنیز علو مقام پر فائز ہو اسے نعتہ کہتے ہیں۔ بہتر خوبیوں اور عمدہ اوصاف کے لیے مناعت جمیلہ کی ترکیب بھی مستعمل ہے۔ اسی مفہوم کی ادائیگی کے لیے حرالمنابت، حسن المناعت اور نعت جید کے الفاظ بھی استعمال ہوتے ہیں۔ ناعت کی جمع ناعتون اور ناعتین آتی ہے، جب کہ صحاح (۷۹۲) اور

(۱) منعوت بروزن مفعول۔ اسم مفعول۔ وہ اسم جس کے ساتھ صفت بیان کی گئی ہو۔ موصوف

لسان (۷۹۳) میں صرف پہلے صیغے پر اکتفا کیا گیا ہے۔ راعی کا ایک شعر ہے :

حـــی الـــدیـــار دیـــار ام بشیـــر

بـــنـــو نـــاعتیـــن فشـــا طـــی التســریــر (۷۹۴)

ترجمہ:۔ اے امّ بشیر کے علاقے میں رہنے والے قبیلے جو ناعتین میں تسریر کے کنارے پر ہے۔

صاحب معجم العربیہ نے نعت کی تعریف یوں بیان کی ہے۔ نعت ینعت نعتاً و انتعت : کسی چیز کو بیان کرنا اس کے اوصاف بیان کرنا (خصوصاً) تعریف میں، سراہنا، تعریف کرنا، خوبیاں بیان کرنا، صرف ونحو میں صفت کو موصوف کے ساتھ ملانا۔ نعت: صفت، وصف، جوہر، ہنر، تعریف۔ نعت (ج) نعوت: اسم صفت، وصف، صفت، خاصیت، گن، نعتۃ: بہت خوب صورت، حسن

منعوت: وہ اسم جس کے ساتھ صفت بیان کی گئی ہو موصوف (صرف ونحو)۔ (۷۹۵)

صاحب القاموس العصری نعت کے معانی یوں بیان کرتے ہیں:

نعت: وصف	To Describe Qualit
نعت: وصف	Description or Qualitication
نعت: صفۃ	Quality Altribute
نعت: (فی النحو)	Adjective
نعت: اشاری	Demonstrative Adjective
نعت: التخصیص	Definite Adjective
نعت: التعمیم	Indefinite Adjective
نعت: حقیقی	Altriletive Adjective
نعت: کسبی	Predictive Adjective
نعت: عددی	Adjective of Number
نعت: وصفی	Qualitication Adjective
نعت: نعتی	Descritive Qualitication
نعت: نعجۃ: انثی الضا(۱)	A Nelo Female Sheep(۷۹۶)

المنجد میں ہے۔ انعت الرجل (ا). حسن وجهه. حسنت خصاله. (۷۹۷) یعنی خوب صورت چہرہ والا ہونا، اچھے اخلاق والا اور عمدہ خصلتوں والا ہونا، اچھے اخلاق والا ہونا اور عمدہ خصلتوں والا ہونا بھی نعت

(۱) اسم تفضیل افضل

کے ضمن میں ہے۔اسی طرح ''محیط المحیط'' میں ہے۔ انعت الرجل حسن وجهه حتی ینعت. وانتعة الرجل صاحبه بمعنی نعتة. (۷۹۸) یعنی خوب صورت وخوب رو شخص کے لیے بھی نعت کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔نعت کا لفظ عمدہ صفات وافضل خصائل کے لیے بھی مستعمل ہے،جیسا کہ لغات میں ہے۔ نعت، نعاتة الرجل. کان النعت له خلقه ای کان من طبعة متصفاً بالخصال الحسنه. (۷۹۹) یعنی ''نعت ایسے شخص کے لیے مخصوص ہے جو پیدائشی طبعاً متصف ہو،عمدہ صفات اور اصلی خصائل کے ساتھ۔'' محیط المحیط میں ہے۔ و نعت الرجل ینعت بنعت نعتاً تکلّف النعت. ونعت الرجل ینعت نعاته کان النعت خلقةً وله نعوت حسنه. (۸۰۰) اور یہ بھی ہے کہ۔ نعت الرجل صاحبه ینعته نعتاً وصفه. (۸۰۱) یعنی ''نعت کسی شخص کی تعریف یا اس کے اوصاف بیان کرنے کو کہتے ہیں۔ارشاد شاکر اعوان لکھتے ہیں: انعات (باب افعال) خوب صورت بنانا (خوبروئی گردیدن) انعت الرجل حسن وجهه مثلاً حسنت جمیع خصاله یا کان رسول اللهﷺ ینعت الزّیت الوَرَس (حدیث) انعت ینعت انعاتاً. (۸۰۲)

علامہ حافظ ابو موسیٰ لکھتے ہیں:

''النعت وصف الشئی بما فیه من حسن ماله الجلیل ولایقال فی المذموم اَلابتکلّف متکلّف فیقول نعت سوء. (۸۰۳) یعنی ''نعت وصف محمود کو کہیں گے۔ اگر بتکلّف اس میں وصف مذموم کا مفہوم پیدا کرنا ہو تو ''نعت سے اسے ظاہر کریں گے۔''''نعت سُوء'' کے حوالے سے موسیٰ عبدالرحمٰن صدیقی اپنے جذبات کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:

''عربی نعت میں ''سُوء'' کچھ ایسی ہی مصنوعی ترکیب ہے جیسے اردو میں کوئی ''حسینان بدوضع'' کی ترکیب باندھے'' (۸۰۴)

محیط المحیط میں ابن اثیر کے حوالے سے درج ہے۔ قال ابن الاثیر النعت وصف الشئی بما فیه من حسن، ولایقال فی القبیح، اَلّا ان یتکلّف متکلّف فیقول نعت سوء والوصف فی الحسن والقبح. (۸۰۵) یعنی ''کسی چیز کی اچھائی بیان کرنے کو نعت کہتے ہیں اور یہ برائی (قبح) میں مستعمل نہیں ہے، سوائے اس کے کہ کوئی تکلّف کرے اور نعت سُوء یعنی بری نعت (تعریف) وصف وحسن اور قبح (تعریف و توصیف ومدح ومذمت) دونوں میں استعمال ہوتا ہے۔

ارشاد شاکر اعوان لکھتے ہیں: ''نعت عربی کا ثلاثی مجرّد مصدر ہے۔اس کے لغوی معانی تعریف کرنا ہیں، اس کا مرادف ''وصف'' ہے۔(۸۰۶)

نعت کا اصطلاحی معنیٰ[1]

اب تو تقریباً دنیا بھر میں لفظ نعت اپنے لغوی و معنوی مفہوم و مقصود سے ہٹ کر اور اپنے روایتی دائرے سے نکل کر اپنے اصطلاحی معنوں کے واضح اور وسیع تناظر میں نظر آنے لگی ہے اور نعتِ نبی ﷺ کی خوشبو اپنے لفظی و معنوی اور ہیئتی تنوع کے سبب مختلف اصناف و اشکال سخن میں پھیل چکی ہے، جیسا کہ موسیٰ عبدالرحمن صدیقی کہتے ہیں:

''مدح کے ساتھ رسول ﷺ کی ترکیب ضروری ہے، لیکن نعت چوں کہ خود حضور ﷺ ہی کے لیے مخصوص ہے، لہٰذا ''نعت رسول ﷺ'' کہنا ضروری نہیں۔'' (۸۰۷) اور ڈاکٹر یونس حسنی کہتے ہیں:

''ایسی تمام نظمیں جن میں رسول خداؐ سے محبت اور عقیدت کا اظہار کیا جائے یا انؐ کے محاسن بیان کیے جائیں، نعت کی تعریف میں آتے ہیں۔'' (۸۰۸)

یہاں یہ بات واضح رہے کہ نعت کی اصطلاح شاعری ہی کے لیے خاص نہیں بلکہ حضور اکرم ﷺ کی تعریف وتوصیف، حمد و ستائش، مدح و ثناء اور صفات حسنہ، اخلاق سعیدہ، صورت و سیرت اور اسوۂ مبارک کی حامل ایسی تمام نثری تحاریر بھی ہوتا ہے جو شعری اوزان و بحور، ردائف وقوافی یعنی قانون شعری سے مبرّا ہوں، لیکن ان پر اس عنوان اور اصطلاح کا اطلاق ہوتا ہے جیسا کہ ڈاکٹر فرمان فتح پوری نے کہا ہے کہ: ''اصولاً آنحضرت ﷺ کی مدح سے متعلق نثر اور نظم کے ہر ٹکڑے کو نعت کہا جائے گا، لیکن اردو اور فارسی میں جب نعت کا استعمال ہوتا ہے تو اس سے عام طور پر آنحضرت ﷺ کی منظوم مدح مراد لی جاتی ہے۔'' (۸۰۹)

علامہ شمس بدایونی نعت کے اصطلاحی مفہوم کے بارے میں لکھتے ہیں: ''اصطلاحاً لفظ نعت سے ایک خاص قسم کی شاعری مراد لی جاتی ہے جس میں آنحضور ﷺ کی پاکیزہ شخصیت کا تعریف وتوصیف کی شکل میں بیان ہوتا ہے۔ نعت دراصل ایک مضمون یا موضوع کا نام ہے، لہٰذا جب لفظ نعت کا استعمال کیا جاتا ہے تو وہ تمام ذخیرہ مراد ہوتا ہے جو آنحضور ﷺ کے فضائل و مناقب اور شمائل پر مشتمل ہوتا ہے، خواہ نثر میں ہو یا نظم میں۔'' (۸۱۰) اور علی جواد زیدی کہتے ہیں: ''نثری نعت کو اصطلاحاً محامد رسول ﷺ کا ایک جدا نام دے سکتے ہیں۔'' (۸۱۱)

ممتاز حسن نے ''خیر البشر ﷺ کے حضور میں، نعتیہ شاعری اور نعت کے موضوع وفن پر گفتگو کرتے ہوئے اس کی بڑی بلیغ و جامع تعریف کی ہے۔ وہ کہتے ہیں ''میرے نزدیک ہر وہ شعر نعت ہے جس کا تاثر ہمیں حضور اکرم ﷺ کی ذات گرامی سے قریب لائے جس میں حضور ﷺ کی مدح ہو یا حضور ﷺ سے خطاب

کیا جائے۔ صحیح معنوں میں نعت وہ ہے جس میں محض پیکر نبوت ﷺ کے صوری محاسن سے لگاؤ کی بجائے مقصد نبوت سے دل بستگی پائی جائے۔ جس میں جناب رسالت مآب ﷺ سے صرف رسمی عقیدت کا اظہار نہ ہو بلکہ حضور ﷺ کی شخصیت سے ایک قلبی تعلق موجود ہو۔ وہ مدح یا خطاب بالواسطہ یا بلاواسطہ ہو اور وہ شعر نظم ہو یا غزل، قصیدہ ہو یا مثنوی، رباعی ہو یا مثلث مخمس ہو یا مسدس، اس سے نعت کی نوعیت میں کوئی فرق نہیں پڑتا، البتہ نعتیہ کلام کی معنوی قدر و قیمت کا دارومدار اس کے نفس مضمون پر ہے اگر اس کا مقصد ذات رسالت ﷺ کی حقیقی عظمت کو واضح کرنا اور آقائے دو جہاں ﷺ کی بعثت کی جو اہمیت نوع انسانی اور جملہ موجودات کے لیے ہے، اسے نمایاں کرنا ہو تو وہ صحیح طور پر نعت کہلانے کا مستحق ہے۔(۸۱۲) ڈاکٹر ریاض مجید کہتے ہیں: ''ممتاز حسن نے نعت کی تعریف کرتے ہوئے نہ صرف یہ کہ نعت کے معیار کی نشان دہی کی ہے بلکہ اخلاقی، مذہبی اور اسلامی شاعری اور نعتیہ شاعری میں جو ایک نازک سی حد فاصل ہے اس کی بھی وضاحت کردی ہے، یعنی نعتیہ شاعری صرف وہ شاعری ہوگی جس کے شعری پیکر میں حضور اکرم ﷺ کا کوئی ایسا جلی یا خفی حوالہ موجود ہو جس کا تاثر ہمیں رسول اکرم ﷺ کی طرف لے جائے، گویا نعت کے لیے ضروری نہیں کہ حضور اکرم ﷺ کا نام ظاہری طور پر ضرور ہی لیا جائے یا حضور ﷺ کے متعلقات و مناسبات کا ضرور ہی ذکر کیا جائے۔ نعت کے شعر کی فضا ایسی ہونی چاہیے کہ اس کا تاثر ہمیں حضور اکرم ﷺ کی ذات گرامی، ان کے منصب نبوت، کار رسالت، سیرت و سوانح یا جذبۂ عشق رسول ﷺ کی طرف لے جائے، مثلاً علامہ اقبال کا یہ شعر دیکھیے:

شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب، میرا سجود بھی حجاب(۸۱۳)

اس شعر میں اگرچہ حضور اکرم ﷺ کا نام اور ان کے متعلقات و مناسبات رسالت، نبوت، وحی، قرآن، حرا، حدیث، گنبد خضرا و صحابہ کرامؓ وغیرہ) کا ذکر نہیں مگر شعر کی مجموعی فضا میں جس شوق کا تاثر ابھرتا ہے اس کا حوالہ حضور اکرم ﷺ کی ذات گرامی ہی سے مختص ہے، لہٰذا اس شعر میں خارجی حوالوں کے بغیر نعت کی فضا موجود رہے، اسی سبب ہمارے نعتیہ ادب میں بہت سی منظومات ایسی ہیں جن پر نعت کا عنوان نہیں ہوتا اور نہ ہی اسمائے رسول ﷺ، صفات رسول ﷺ یا مناسبات و تعلقات رسول ﷺ میں سے کسی کو زیب عنوان بنایا جاتا ہے مگر اس کے باوجود اپنی داخلی فضا کے سبب اس کا شمار نعت میں ہوتا ہے، گویا کسی فن پارے پر نعت کی اصطلاح کا اطلاق اس کی داخلی فضا اور اجتماعی تاثر (تاثر رسول ﷺ) کی بناء پر ہوگا۔ اس کے لیے نعت کا عنوان ضروری نہیں۔ نعت غزل کی طرح بے عنوان بھی ہوسکتی ہے۔ اس پر غیر نعتیہ عنوان بھی ہوسکتا ہے اور اس

پر لفظ نعت یا اسمائے رسول ﷺ یا مناسبات و تعلقات رسول ﷺ کا کوئی واضح اور نمایاں حوالہ بھی ہوسکتا ہے، یعنی اس کا عنوان نعتیہ بھی ہوسکتا ہے۔ پہلی طرح کی نعتوں میں نعتیہ دواوین میں چھپنے والی ہزاروں نعتیں شامل ہیں۔ عموماً غزل کی ہیئت میں لکھی جانے والی نعتوں پر نعتوں کا عنوان نہیں ہوتا، مثلاً علامہ اقبال کی وہ نعت جو بالِ جبریل میں شامل ہے اور جس کا پہلا شعر یہ ہے:

سما سکتا نہیں پہنائے فطرت میں مرا سودا
غلط تھا اے جنوں شاید ترا اندازۂ صحرا (۸۱۴)

دوسری طرح کی نعتوں میں علامہ اقبال کی ''ذوق وشوق'' احسان دانش کی ''دارین'' مہدی نظمی کی ''رحلِ نظر'' کی مثال دی جاسکتی ہے جن کے عنوان بظاہر غیر نعتیہ ہیں مگر جن کا موضوع اور مجموعی فضا نعتیہ ہے۔ (۸۱۵)

پروفیسر غلام رسول عدیم ایک نعت کے اصطلاحی مفہوم کے بارے میں یوں رقم طراز ہیں۔ ''اسلام کے ابتدائی قرنوں میں اس (نعت) کے قامتِ زیبا پر وہ معنی نہیں پہنائے گئے تھے جو بعد کی صدیوں میں اس کا طرۂ امتیاز بن گئے، تب اس کے معنی صرف توصیف و تبیین تھے، مگر ادوار مابعد میں اسے بڑی خوب صورتی سے ایک خاص مفہوم کے لیے چُن لیا گیا، اسے صرف اور صرف مدح پیغمبر ﷺ کے لیے مخصوص کرلیا گیا، یوں مدح جم کے، حمد باری تعالیٰ اور نعت سرور ﷺ میں واضح خط کھنچ گئے۔'' (۸۱۶)

نعت، حمد اور منقبت کے اصطلاحی معنوں میں عزیز جے پوری لکھتے ہیں:

''لغوی اعتبار سے نعت کے معنی تعریف کے ہیں لیکن اصطلاح میں ہم نعت صرف رسول کریم ﷺ کی تعریف کو کہتے ہیں۔ حمد کے معنی بھی تعریف کے ہیں لیکن وہ ہم نے ذات باری تعالیٰ کے لیے مخصوص کرلیا ہے، اسی طرح منقب صحابہ کرامؓ اور اولیائے کرامؒ کے لیے مخصوص ہے۔'' (۸۱۷) حفیظ تائب اس بارے میں کہتے ہیں:

''مدح رسول ﷺ (جسے کافی مدت بعد، پہلے پہل فارسی میں اصطلاحاً نعت کہا گیا) نے حضور اکرم ﷺ کی حیات طیبہ ہی میں باقاعدہ فن کی صورت اختیار کرلی تھی۔'' (۸۱۸)

پروفیسر محمد جاوید اقبال ''مخزنِ نعت'' میں لکھتے ہیں:

''حضور ﷺ کی شان میں کہا جانے والا ہر کلمہ ''نعت'' ہے، مگر اصطلاحاً ہم ایسی ہر منظوم کوشش کو نعت کہتے ہیں جس میں ستائش رسول ﷺ کی دل آویزیاں ہوں۔'' (۸۱۹) ڈاکٹر اسمٰعیل ذبیح کہتے ہیں: ''شعراء کی اصطلاح میں نعت اس صنف کو کہتے ہیں جس کا مطمح فکری نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی اور اس کے متعلقات ہوں۔ نعت میں بہت وسعت ہے، کیوں کہ اس میں ہر قسم کے مضامین جو نبی کریم ﷺ کی ذات والا صفات

سے متعلق ہوں، بیان کیے جاسکتے ہیں اور اس طرح عشق نبویﷺ اور فنافی الرسولﷺ میں طاری ہونے والے جذبات کی ترجمانی نعت کے ذریعے کی جاسکتی ہے، ایسی نعتوں میں بلا کا سوز وگداز ہوتا ہے۔'' (۸۲۰)

بلاشبہ نعت کا خمیر کسی بھی زبان میں، کسی بھی صنف میں، کسی بھی ہیئت میں اٹھایا جائے، اصطلاحاً اسے ''نعت'' ہی کہا جائے گا، خواہ وہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کسی بھی شعبہ سے متعلق ہو۔

وصف مدح اور نعت (نعت اور وصف کا فرق):

عموماً یہ تصور کیا جاتا ہے کہ لفظِ ''نعت'' لفظِ ''وصف'' کا (۸۲۱) مترادف (ہم ردیف) ہے۔ بقول ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی: نعت کا عنوان اردو میں ان اشعار کے لیے مخصوص ہے، جو نبی کریمﷺ کی شان میں کہے جاتے ہیں۔ عربی میں یہ لفظ صفت کا مرادف ہے اور ایک نحوی اصطلاح ہے۔ (۸۲۲)

آپ مزید لکھتے ہیں:

''عربی میں اس مقصد کے لیے ''مدح'' کا لفظ مستعمل ہے اور عام ہے، نظم ونثر دونوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے اور انبیاء واولیاء یا عام انسان ہوں، ہر ایک کی تعریف وستائش اس ضمن میں آتی ہے۔ (۱) (۸۲۳)

مترادف سے مراد ''ایسے دو لفظ ہیں جو ہم معنیٰ ہوں، لیکن اہل لغات نے ان دونوں الفاظ کے معنوی اختلافات کی نشان دہی کی ہے، گو کہ یہ اختلاف نہایت معمولی ہے، یعنی ان الفاظ کے مابین محض ایک باریک سی لکیر ہے جو بعض مقامات پر مٹ بھی جاتی ہے اور دونوں الفاظ ہم معنی بھی ہوجاتے ہیں، جیسے صاحب المنجد وصف کے بارے میں لکھتے ہیں: وَصَفَ. یَصِفُ وصفاً وصِفَةً الشئی: نعته بما فیه. (۸۲۴) (بیان کرنا، تعریف کرنا، حال کہنا، صفت بیان کرنا، سراہنا۔)

اسی طرح نعت کے بارے میں لکھتے ہیں۔ **نَعَتَ. نعتاً. وصفه: واکثرما یستعمل للوصف بما حسن وطاب.** (۸۲۵) (تعریف کرنا، بیان کرنا۔ اور اکثر اس کا استعمال وصف (تعریف) کے لیے ہوتا ہے۔)

وصف کے بارے میں لکھتے ہیں: اتّصف الشئی: امکن وصفه (۸۲۶) (قابل بیان ہونا، اوصاف سے موصوف ہونا، قابل تعریف ہونا)

نعت کے بارے میں لکھتے ہیں۔ تنعّت الشئی وصفه (۸۲۷) (کسی چیز کی تعریف کرنا، بیان کرنا)

وصف کے بارے میں لکھتے ہیں۔ **اتّصف الرجل. صار معروفاً بحسن صفاته** (۸۲۸) (آدمی کا

---

(۱) وصف کا لفظ بھی نعت ہی کے معنوں میں آیا ہے، چنانچہ حضرت ہند بن ہالہ کو ''وصاف رسولﷺ'' کہا جاتا ہے

عمدہ صفات سے مشہور ہونا) اور اتّصف بالصفات الحمیدہ. تحلّی بها (۸۲۹) (اس (آدمی) کا اعلیٰ صفات سے آراستہ ہونا)

اس ضمن میں معروف شاعر طرفہ بن العبد کہتا ہے ؎

انی کفانی من امر هممت به
جارٌ کجار الحذاقی الذی اتّصافا (۸۳۰)

نعت کے لیے لکھتے ہیں نَعُتَ. نعاتة الرجل. کان النعت له خلقه ای کان من طبعة متصفا بالجمال الحسنه. (۸۳۱) (انسان کا عمدہ صفات اور اعلیٰ اخلاق سے آراستہ و معروف ہونا)

صفت کے بارے میں لکھتے ہیں وَصَفَ. وصوفا الفرس. اجادالسیر. (۸۳۲) (گھوڑے کا عمدہ چال چلنا)

نعت کے لیے لکھتے ہیں نعت الفرس. کان نعتاً (۸۳۳) (گھوڑے کا تیز رفتار ہونا)

اسی طرح وصف کے لیے لکھتے ہیں الصفة (مصدر). النعت. مایقوم بالموصوف کا العلم و الجمال. الامارة التی یعرف بها الموصوف. (۸۳۴)

الصفت (مصدر)۔ (نعت، خوبی، ہر وہ چیز جو موصوف کے ساتھ قائم ہو، جیسے علم و جمال وغیرہ، علامت جس سے موصوف پہچانا جائے۔)

اسی طرح نعت کے بارے میں لکھتے ہیں النعت (مصدر.) الصفة (تعریف کرنا) اور نَعِتَ، نعتاً. تکلّف النعت (۸۳۵) (بتکلّف عمدہ صفات دکھانا)

وصف کے لیے لکھتے ہیں استوصف فلاناً الشئی. سأله ان یصف له. (۸۳۶) (بیان کرنے کو کہا۔ کسی چیز کا حال یا صفت دریافت کرنا)

نعت کے لیے لکھتے ہیں استنعته الشئی. استوصفه ایّاه. (۸۳۷) (بیان کرنے کو کہا)

محیط المحیط میں وصف کے بارے میں درج ہے وصف الشئی. یَصِفُه وصفاً وصفة نعته بما فیه وحلاّه. ویقال الصفه انما هی فی الحال المتقلة والنعت بما کان فی خَلق او خُلق، راجع ذلک فی ن ع ت. ووصف المهر توجّه لشئی من حسن السیره. یقال هٰذا مهر قدوصف ای وصف المشی واجاد وقول الشماخ یصف بعیراً ؎

اذا ما ادلجت وصفت بداها لها الادلاج لیلة لاهجوعَ (۸۳۸)

(وصف، تعریف و توصیف عمدہ و اعلیٰ صفات، اخلاق حمیدہ۔ ستودہ تعریف کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ یہ راجع

ہے لفظ ''نعت'' کی طرف۔ یہ عمدہ چال اور اعلیٰ حسن کے معنیٰ میں بھی مستعمل ہے)۔ اس ضمن میں علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں: **النعت وصف الشئی بما فیه من حسن ولایقال فی القبح الّا ان یتکلّف متکلّف یقول ''نعت سُوء والوصف یقال فی الحسن والقبح.** (۸۳۹)

(نعت سُوء کے بارے میں مسند امام احمد بن حنبل میں بھی درج ہے۔ (۸۴۰) ابن اثیر کا ایک قول اسی مضمون پر قول کو علامہ زبیدی نے ''تاج العروس'' (۸۴۱) میں بھی نقل کیا ہے۔ حافظ ابو موسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی نے بھی نعت سُوء کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ (۸۴۲)

ڈاکٹر اشفاق لکھتے ہیں۔ نعت وصف محمود کو کہیں گے، اگر بتکلّف اس میں وصف مذموم کا مفہوم پیدا کرنا ہو تو ''نعت سُوء'' سے اسے ظاہر کریں گے۔ نعت میں جب وصف محمود ہے تو وصف کیا ہے؟ وصف کے معنی ہیں کشف اور اظہار شاعرانہ اصطلاح میں وصف کسی چیز کے عوارض اور اس کی خصوصیات کو نمایاں کرنے کو کہتے ہیں۔ (۸۴۳)

نعت سُوء کے حوالے سے موسیٰ عبدالرحمٰن صدیقی اپنے جذبات کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

''عربی میں نعت السُوء'' کچھ ایسی ہی مصنوعی ترکیب ہے جیسے اردو میں کوئی ''حسینان بدوضع'' کی ترکیب باندھے۔'' (۸۴۴)

صاحب قاموس اللّغات نے جوہری اور فیومی سے، جنہوں نے ان دونوں الفاظ (وصف اور نعت) کو ایک دوسرے کا مترادف قرار دیا ہے، ایک دوجے سے اختلاف رائے کرتے ہوئے ابن اثیر ہی کی مؤثقہ رائے کو (جسے کئی دیگر لغات نگاروں اور مفسرین ومحدّثین کرام نے بھی نقل کیا ہے) اسی کے حوالے سے ان الفاظ کے صوتی ومعنوی تفریق کی وضاحت میں یوں رقم طراز ہیں۔

''قلت وهذا احدالفروق بین النعت والوصف و ان صراح الجوهری والفیومی وغیرهما. متراد فیهما ویقال النعت الحلیة کا الطویل والقصیر والصفة بالفعل کضارب وقال ثعلب النعت ما کان خاصا عجل من الجسد کالاعرج مثلاً والصفة للعموم کا العظم والکریم فا للّٰه تعالیٰ یوصف ولاینعت (کالانتعات) یقال نعت الشئی وانتعته اذا وصفته وجمع النعت، نعوت. (۸۴۵)

(جیسا کہ کہا گیا کہ نعت اور وصف کے درمیان یہ فرق ہے کہ (جوہری اور فیومی اور ان کے علاوہ بھی لوگ (اہل لغت کہتے ہیں کہ لفظِ ''نعت'' اور لفظِ ''وصف'' ایک دوسرے کے مترادف ہیں۔ نعت جسمانی خوبی یا حلیہ کے لئے مستعمل ہے، جیسے طویل (دراز قد والا ''لمبو'') یا قصیر (چھوٹے قد والا ''بونا'') اور یہ صفات افعال کی

ادائیگی کے لیے استعمال ہوتے ہیں، جیسے ضارب (مارنے والا) (اسم فاعل) اس ضمن میں ثعلبی نے جو کچھ کہا، ان کی رائے بھی علامہ ابن اثیر نے یوں نقل کی ہے کہ ''نعت جسم انسانی کے لیے مخصوص ہے۔'' مثلاً الاعرج (لنگڑا پن) اور صفت کا استعمال عام بھی ہے، جیسے ''عظیم'' اور ''کریم'' کہ یہ صفات باری تعالیٰ ہیں اوانہیں وصف کہا جائے، نعت نہیں۔''

محیط المحیط میں ہے۔''الوصف مصدر وعند الاصولیین علّه القیاس. وعند الفتهاء مقابل الاصول. ویطلق عند اهل العربیة علی النعت وعلی القائم بالغیر وعلی ما یقابل الاسم. وترادفه الصفة فی هذا المعانی الثلثة. (۸۴۶)

محیط میں مزید درج ہے۔''الصفات الفعلیة هی مایجوز ان یوصف اللّٰه بضده کالرضی والرحمة والسخط والغضب و نحوها. والصفات الجمالیة ما یتعلق باللّطف والرحمة. والصفات الجلالیة ما یتعلق بالقهر والعزة والعظمة والسعة''. (۸۴۷)

لغات عربیہ میں (۸۴۸) لفظ نعت کی کئی نحوی وصرفی، صوروہیئت، معانی ومفاہیم ومطالب ومفہوم مذکور ہوئے ہیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تفہیم نعت میں حضور ﷺ کی مدح وتوصیف بھی بالخصوص شامل حال ہے، گوکہ عربی لغات نگاران وصف وصفت، تعریف وتوصیف، مدح وثناء اور حمد ومنقبت کو مفہوم نعت سے ممتاز ومنفرد گردانتے ہیں، لیکن لفظ نعت بطور خاص مدح وتعریف وثنائے سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یعنی اوصاف حسنہ وصفات محمودہ کے لیے مستعمل ہے، دیگر یہ کہ یہ لفظ کسی شئے یا شخص کے لیے محض سرسری اوصاف وصفات بیان نہیں کرتا بلکہ یہ اپنے اندر عمدہ واعلیٰ خصوصی صفات وہیئت دکھانے اور بتانے کا مفہوم بھی ادا کرتا ہے، بقول علامہ زبیدی نعت الشئی بما فیه و تبالغ فی وصفه. (۸۴۹) (کسی شے کی خوبیوں کا وہ بیان جب کہ اس وصف میں اس کے متضمنات کی بناء پر مبالغہ کیا جائے) اس ضمن میں محی الدین غازی اجمیری لکھتے ہیں: ''نعت باصطلاح نحو تابع ہے جو اس معنی کی جانب رہنمائی کرتا ہے جو مطلق متبوع میں موجود ہیں۔ بہ اصطلاح تصوف صفت وجودی ہے یا ذاتی تمیز کو لازم کردینے والی ہے، بعض کے نزدیک نعت صرف صفت راسخہ کا نام ہے۔'' (۸۵۰)

علامہ ابن اثیر کے بعد علامہ ابن منظور الافریقی (مصنف لسان العرب) اور علامہ الزبیدی (مصنف تاج العروس) نے مدح رسول ﷺ کے معنی میں نعت کے باب میں ابن اثیر ہی کو نقل کیا ہے اور اس کی امثال والفاظ کو اپنا ترجمان بنایا ہے اس اضافت کے ساتھ کہ انہوں نے نعت کے عمومی مفہوم پر زیادہ زور دیا ہے اور مولانا شیخ محمد طاہر (مصنف مجمع بحار الانوار) (۸۵۱) نے بھی ابن اثیر ہی پر اکتفا کیا ہے، لیکن مطلق مفہوم وصف کا ہی پیش کیا ہے۔

لفظ ''وصف'' کی سب سے جامع و بلیغ ترین اور نہایت ہی مفصل و اکمل تعریف ابن رشیق نے کی ہے۔ آپ کہتے ہیں: ''ابلغ الوصف ماقلب السمع والبصر'' (۸۵۲)

علم لغات سے ہٹ کر عربی زبان وادب میں لفظ نعت عمومی مضامین میں بھی مستعمل ہے، جیسے رویم بن محمد لکھتے ہیں: ''من نعت الفقير حفظ سرّه وصيانة نفسه واداء فرائضه'' (۸۵۳) (فقیر کی خوبیوں میں سے اپنے رازِ مکتوم کی محافظت اور اپنے نفس کے جھانسوں سے ہوشیار رہ کر فرائض کا ادا کرنا بھی ہے)

اسی طرح ابوالحسن کے قول کے مطابق: ''نعت الفقير السلافى عندالعدم والبذل عندالوجود'' (۸۵۴) (فقیر کی تعریف یہ ہے کہ جب نہ ہو تو خاموش رہے اور جب ہو تو خوب خرچ کرے)

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ کا قول ہے: ''التصوف نعت رقيم العبد نيه قبل نعت للعبد امر للحق فقال نعت الحق حقيقة ونعت العبد اسم.'' (۸۵۵) (تصوف ایک ایسی صفت ہے کہ بندہ اس صفت کے ساتھ بندہ ٹھہرتا ہے، بعض نے کہا کہ صفت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے یا بندہ کے لیے، تو فرمایا بمعنی حقیقی تو ہر صفت مخصوص بذات باری تعالیٰ ہے لیکن اسماً صفت بطور مجاز بندہ کے لیے ہوتی ہے) اس تعریف میں نعت کا لفظ مطلق خوبی، تعریف اور صفت ہی کے مفہوم میں آتا ہے۔

ڈاکٹر ریاض مجید لکھتے ہیں: ''نعت البدایات وتوصیف النہایات، تبیین الغموض علی نعت العروض، النعت المرصّع بالجنس المرصّع اور نعوت الحیوان وغیرہ نامی کتب میں لفظ نعت غیر اصطلاحی مفہوم میں استعمال ہوا ہے۔'' (۸۵۶)

ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق لکھتے ہیں: ''نعت کے معنی یوں تو وصف کے ہیں لیکن ہمارے ادب میں اس کا استعمال مجازاً صرف حضرت رسول اکرم، سید المرسلین ﷺ کے وصف محمود و ثناء کے لیے ہوا ہے، جس کا تعلق دینی احساس اور عقیدت مندی سے ہے، لہٰذا اسے خالص دینی اور اسلامی ادب میں شمار کیا جائے گا۔ (۸۵۷)

نعت اور وصف کے مابین فرق کا بیان کتب لغات و احادیث میں موجود ہے، خصوصاً سنن ابن ماجہؒ، سنن دارمیؒ اور مسند امام احمد حنبلؒ میں نعت، وصف اور نعت سُوء کے ضمن میں تاج العروس، القاموس، المحیط المعجم الاوسط، محیط المحیط، البستان (معجم لغوی) المعجم الاعظم، المنجد اور القاموس العصری کے حوالے سے بات کی گئی ہے۔ مولانا عبدالقدوس ہاشمی کہتے ہیں: ''عربی زبان میں تعریف و توصیف کے لیے اور بھی بہت سے مصادر مستعمل ہیں مثلاً حمد، ثنا، مدح وغیرہ۔ اگرچہ ان سب کے محل استعمال میں ہمیشہ پوری پابندی نہیں کی گئی مگر اہل قلم حضرات نے عملاً حمد کو اللہ جل جلالہ وعم نوالہ کی تعریف کے لیے اور لفظ نعت کو حضرت رسول کریم ﷺ کی ثناء وصفت بیان کرنے کے لیے مخصوص کر لیا ہے اور لفظ مدح کو عام تعریف و توصیف کے لیے لفظ ثناء کی طرح استعمال کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کی تعریف و توصیف بیان کرنے کو لفظ مدح و مدیح سے بھی تعبیر کیا گیا ہے اور اب بھی بعض شعراء مدح

رسول ﷺ کہتے ہیں لیکن لفظ ''نعت'' تقریباً مختص ہو گیا ہے۔(۸۵۸)

علامہ ہاشمی کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے موسیٰ عبدالرحمٰن صدیقی نے بھی تقریباً یہی بات لکھی ہے، لیکن وہ مدح اور مدیح کو ہم معنی الفاظ نہیں سمجھتے، وہ لکھتے ہیں: ''عربی زبان میں نعت کے قریب المعانی اور بھی متعدد لفظ موجود ہیں، مثلاً حمد، ثناء، مدح، توصیف اور منقبت وغیرہ۔ مدح نعت کے قریب قریب ہے، چناں چہ نعت کو مدح رسول ﷺ بھی کہتے ہیں اور نعت کو مدیح رسول ﷺ کہلاتا ہے۔(۸۵۹)

مدح کے بارے میں پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحٰق قریشی لکھتے ہیں:

''مدح انسانی فطرت کی تاثیر پذیری کا شعری اظہار ہے۔ فطرت سلیم حقوق آشنا ہوتی ہے۔ انسان میں یہ جذبہ ودیعت ہے کہ وہ محسنین کا بندۂ بے دام ہونے میں فخر محسوس کرتا ہے۔ عبادت بھی اسی جذبۂ انقیاد کا نام ہے۔''(۸۶۰)

مدح کی سب سے عمدہ وضاحت اور سب سے خوب صورت تعریف صاحب الوسیط نے کی ہے، آپ لکھتے ہیں:

''المدح وهو الثناء علی ذی شان بما یستحسن من الاخلاق النفسیه کرجاحة العقل والعدل والعفو والشجاعة''(۸۶۱)

ترجمہ:۔ مدح صاحب شان ذات کے ذاتی اوصاف مثلاً عقل، عدل، عفت، پاکیزگی، عصمت اور شجاعت و اخلاق کریمہ سے مستحسن ہوتی ہے۔ اسی برتری و عظمت کے حوالے سے پسندیدہ خصائص کی تعریف و توصیف کی جاتی ہے۔

علی النجدی ناصف کا اس حوالے سے کہنا ہے **فالمدح کما یحب ان یکون......تصویر محاسن الممدوح بالقول الجمیل تصویراً کاشفاً ممیزاً یجلی شخصیته وخصائص نفسه فی وضوح لایشوبه ابهام ولا لُبس.(۸۶۲)**

ڈاکٹر اسحٰق ایک مقام پر اس طرح لکھتے ہیں:

''مدح رسول اکرم ﷺ اصناف سخن کے حوالے سے مدح کا حصہ ہے مگر اپنی مخصوص ہیئت اور عناصر ترکیبی کے لحاظ سے ایک بلند تر صنف سخن ہے...... یہ تاریخ گواہ ہے کہ وہ شعراء جو ہر کس و ناکس کی مدح میں مبالغہ اور غلو کی تمام حدود پار کر رہے تھے اور جنہیں رائی کا پہاڑ بنانا آتا تھا، مدح رسالت مآب ﷺ میں ایسے ژولیدہ بیان ثابت ہوئے کہ ایک شعر بھی نہ کہہ سکے۔ حقیقت ہے کہ مدح پیغمبر ﷺ کا اسلوب عام مدیح سے قطعاً مختلف ہے۔ اس لیے اسے عام مدحیہ شاعری کا جزو خیال کرنا اور اس کے پیمانوں سے ماپنا اس فن شریف سے انصاف نہ ہوگا، یہی تقاضا اسے مدح سے برتر مقام دیتا ہے اور مدح کے عمومی نام سے مختلف اصطلاح کے استعمال کی دعوت دیتا ہے۔ وہ اصطلاح جو بلند تر بھی ہے اور اس صنف خاص کے لیے موزوں تر بھی۔ اس لیے ذات رسالت پناہ ﷺ کے حوالے سے جو مدح نگاری ہوئی، اسے ''نعت'' کا امتیازی نام دیا گیا ہے۔''(۸۶۳)

احادیث نبویہ ﷺ میں لفظ ''نعت'' کا استعمال

کتاب اللہ میں لفظ ''نعت'' کا استعمال کہیں بھی اور کسی بھی معنیٰ میں استعمال نہیں ہوا ہے اور نہ ہی اس مادّے سے کوئی لفظ مشتق ہے اور نہ ہی کوئی اسم یا فعل، لیکن بعض مفسرین کرام نے آیات قرآنیہ کی تفسیر میں لفظِ ''نعت'' کو بہ معنیٰ ''وصف'' تعریف وتوصیف وصفات کے لیے استعمال کیا ہے۔ اسی طرح محدّثین کرام نے بھی احادیث نبویہ ﷺ اور شمائل نبویہ ﷺ میں (شیخ الحافظ ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (المتوفی ۲۷۹ھ الموافق ۸۹۲ء)(۸۶۴) صاحب سنن ترمذی وغیرہم) نے نعت کا لفظ استعمال کیا ہے

مولانا عبدالقدوس ہاشمی ندوی لکھتے ہیں: ''قرآن مجید میں اس مادّہ کا کوئی صیغہ نہیں آیا ہے۔ احادیث میں دو تین جگہ میں یہ لفظ آیا ہے اور ہر جگہ خوبیوں کے بیان کے لیے آیا ہے۔ کرمانی شرح البخاری اور طیّبی شرح مشکوٰۃ میں یہ روایتیں موجود ہیں۔ علامہ محمد طاہر الفتنی نے اپنی مشہور کتاب ''مجمع بحارالانوار'' (لغات حدیث) میں بھی اسی وجہ سے مادّۂ نعت ''ن۔ ع۔ ت'' کا ذکر کیا ہے۔ (۸۶۵)

ڈاکٹر ریاض مجید لکھتے ہیں: ''احادیث رسول اکرم ﷺ اور شمائل نبوی ﷺ میں نعت کا لفظ اپنی مختلف نحوی اور صرفی صورتوں میں تقریباً پچاس مقامات پر استعمال ہوا ہے۔'' (۸۶۶)

یہاں یہ بات واضح رہے کہ احادیث کریمہ ﷺ میں لفظ نعت اگرچہ صفاتِ محمودہ وصفاتِ حَسنہ و حُسنہ اور صفاتِ حَسینہ کے معنیٰ ومفہوم میں پایا جاتا ہے لیکن اس کا استعمال صفات سیئہ وصفات مذمومہ کے لیے بھی ہوتا ہے اور یہ لفظ غیر مقدس ونامبارک اشیاء اور غیر متبرک چیزوں کی وضاحت وکیفیت وحالت وہیئت کے کلام و بیان کے لیے بھی مستعمل ہے۔

مسند امام احمد بن حنبلؒ میں یہ لفظ تقریباً پندرہ مقامات پر استعمال ہوا ہے اور نعت کے تقریباً سارے ہی معنوی مترادفات اور متضاد لائے گئے ہیں، البتہ چند ایک روایات ایسی بھی نقل کی گئی ہے ہیں جس میں بیان حسنہ وصفات حسنہ کے ساتھ ساتھ بیان قبیحہ ومذمومہ کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے، لیکن ایسے تمام بیان کے لیے لفظ نعت کے ساتھ بطور تخصیص وتوضیح لفظ ''المکروہ'' کی اضافت پائی جاتی ہے، جیسے ''النعت المکروہ''

امام احمد بن حنبلؒ (المتوفی ۲۴۱ھ الموافق ۸۵۵ء) (۸۶۷) کی ''مسند'' (جلد۳، ص۱۴) میں ہی یہ لفظ جہنم کی زنجیروں، آگ اور لوہے کے کڑوں اور سلاخوں کی کیفیات وحالات کے بیان کرنے میں بھی استعمال ہوا ہے اور چند ایک مقامات پر یہ لفظ نشان دہی، اشارات اور تجویز وآراء صلاح وتدبیر اور سفارش (Re-Construetion) کے معانی ومفہوم میں بھی استعمال ہوا ہے۔''

سید ریاض حسین شاہ اپنے ایک مضمون میں احادیث پاک میں اس لفظ کے مختلف معنوں میں استعمال کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

سنن ابن ماجہ میں حضرت زید بن ارقمؓ سے ایک روایت اس طرح منقول ہے کہ جس میں رسول اکرم ﷺ نے بذات خود لفظ ''نعت'' کا استعمال خواص اشیاء کے بتانے کے لیے فرمایا ہے، مثلاً حدیث کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

''نعت رسول ﷺ من ذات الجنب ورسا وقسطا و زیتا یلدبه.(۸٦۸)

احادیث (۱) کریمہ میں لفظ ''نعت'' مطلق اظہار اور بیان محض سے لے کر اشیاء و افراد کی تعریف و تعارف، صفات و توصیف، اوصاف و حالات، کیفیات و علامات، نشانات و اشارات صورت احوال اور اشخاص و اشیاء کے تشخص و شجر، حُلیہ و اوصاف اور علامات و خصوصیات کے اظہار و بیان کے لیے مستعمل ہے اور اس مفہوم کی رعایت و جواز اور نسبت و تعلق اور اس لفظ کی صوری و معنوی حقیقت کے سبب بعض مقامات پر یہ لفظ مقامات محمودہ و مقدسہ و متبرکہ مثلاً مقام جبرئیلؑ، سدرۃ المنتہیٰ، قبلۂ اول، مسجد انبیاء مسجد اقصیٰ کی تعریف و توصیف بھی ملتا ہے اور اسی نسبت سے یہ لفظ بعض صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے اوصاف جلیلہ و خصائص کریمہ اور شائل حسنہ اور دین اسلام اور ارکان دین اسلام یعنی صوم و صلوٰۃ وغیرہ کی تعریف و توصیف میں بھی استعمال ہوا ہے، نیز یہ لفظ مقدسہ صفات باری تعالیٰ، اللہ رب ذوالجلال و عمنوال کی ثنا و ستائش، تجید و تحمید، تقدیس و تبریک اور اس کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چال کریمہ، حال شریفہ، قال کریمہ اور آپؐ کی قرأت حسنہ کی تعریف و توصیف و ستائش و مدح میں بھی مستعمل ہے۔

حلیہ و اوصاف بیان کرنے کے معنوں میں ''جامع ترمذی'' میں رسول اکرم ﷺ سے حضرت ابوبکرہؓ نے دجّال کے ماں باپ کا حال و حُلیہ ہم سے بیان کیا ہے۔ الفاظ حدیث ملاحظہ ہوں۔ ''نعت لنا رسول اللہ ﷺ ابویه''

اسی طرح وصف بیان کرنے کے لئے لفظ نعت کا استعمال سنن نسائی میں اس طرح بیان ہوا ہے، ملاحظہ ہو

عن محمد بن سعد بن ابی وقاص قال قال رسول اللہ ﷺ الشهر هكذا و هكذا وصفتی محمد بن عبید بیدیه ینعتهما ثلاثاً ثم قبض فی الثالثة الابهام فی الیسریٰ.(۸۷۰)

ترجمہ:۔ سیدنا حضرت محمد بن سعید ابن وقاصؓ سے مروی ہے کہ حضور پُر نور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ مہینہ اتنے اتنے

(۱) المعجم المفہرس الالفاظ الحدیث النبوی، ص ۲۸۴۔۲۸۳، ضمیمہ ص ۱)

دنوں کا ہوتا ہے اور یہ ہے۔ حدیث ھٰذا کے راوی محمد بن عبید نے تین دفعہ یہ بتلایا اور پھر تیسری دفعہ اپنے بائیں ہاتھ کا انگوٹھا بند کرلیا۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے:

عن ابن عمر عن النبی ﷺ قال الشهر هکذا و وصف شعبة عن صفة جبلة عن صفة ابن عمر انه تسع وعشرون فیما حلیٰ من صنیعه مرتین باصابع یدیه ونقص فی الثالثة اصبعاً من اصابع یدیه. (۸۷۱)

ترجمہ:۔ سیدنا حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ مہینہ یہ ہے اور حضرت شعبہ نے جبلہ بن سحیم سے نقل کیا کہ آپؐ نے حضرت ابن عمرؓ سے کہا کہ مہینہ انتیس دنوں کا ہوتا ہے اس طرح پر کہ انہوں نے دوبارہ اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کے اشارے سے گنا اور تیسری مرتبہ ایک انگلی بند کرلی۔

یہاں یہ بات واضح رہے کہ نعت کا لفظ اگرچہ احادیث کریمہ میں بطور خاص، تخصیصاً حضور اکرم ﷺ کی مدح وثناء، ستائش وتعریف وتوصیف میں نہیں آیا ہے، لیکن محدثین کرام نے اس لفظ کو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ذات بابرکات کے ساتھ خاص قرار دیا ہے، اس لیے لفظ ''نعت'' کا اولین منابع ومراجع، مصادر وماخذ احادیث نبویہ ﷺ ہی قرار پاتی ہیں، جیسے سنن دارمی میں حدیث کریمہ ہے کہ حضرت عباسؓ نے کعب الاحبارؒ سے پوچھا:

''**کیف تجد نعت رسو ل الله صلّی الله علیه وسلم فی التوراة.** (۸۷۲) (آپ توراۃ میں حضور ﷺ کی صفات کیسی پاتے ہیں)

اس کے برعکس بعض شارحین ومفسرین حدیث نے نعت کو مطلق وصف کے عموم سے نکال کرا سے آنحضرت ﷺ کی خاص توصیف وتعریف، مدح وستائش اور ثناء وتوصیف سے متصف کیا ہے اور اسے ایک خاص موضوع ومفہوم کا حامل قرار دیا ہے۔ اس کا پہلا ماخذ علامہ ابن اثیر (المتوفی ٦۰٦) کی ''النھایۃ فی غریب الحدیث والاثر'' ہے، جس میں صاحب کتاب نے لفظ نعت کو اصطلاحی مفہوم میں درج کیا ہے۔ بقول ابن اثیر ''**نعت (س) فی صفة صلی الله علیه وسلم یقول ناعته لم ارقبله ولا بعد مثله**''(۸۷۳)

دراصل یہ الفاظ خلیفۂ رابع حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے منقول ہیں اور اسے ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق نے بھی اپنے مقالہ ''اردو نعتیہ شاعری'' کے صفحہ ۳۱ پر نقل کیا ہے۔

سنن ابی داؤد میں ابواب الدیات اور الصحیح البخاری میں ابواب الانبیاء میں علی الترتیب ''**انه لیس بالنعت**'' اور ''**لقیت عیسیٰ، موسیٰ لنعته النبی صلّی الله علیه وسلم**'' میں لفظ بیان احوال اور حلیہ وغیرہ کے

معنوں میں استعمال ہوا ہے۔اسی طرح یہ لفظ امام مسلم نے اپنی جامع میں (باب الایمان) ''نعت الیه رجل منهم'' کی صورت میں نقل کیا ہے، بعض صوفیائے کرام کے اقوال سے مترشح ہوتا ہے کہ نعت کا معنی ''شان و شوکت، شرف وتوقیر اور خاصیت وخوبی'' بھی آتا ہے۔ طبرانی کی ایک روایت میں نعت کا معنی سفارش کرنا بھی لایا گیا ہے۔

سنن ابوداؤ میں ہے:

عمر بن عبدالعزیز حدثنی بعض الوفد الذین قدموا علیٰ ابی قال قال رسول اللہ ﷺ ایما طبیب تطبّب علیٰ قوم الّایعرف له تطبّب قبل ذلک فاعنت فهو منامن قال عبدالعزیز اما انه لیس بالنعت انما هو قطع العروق والبطّ والکیُّ. (۸۷۴)

ترجمہ:۔ عمر بن عبدالعزیز کا بیان ہے کہ ایک وفد کے لوگوں نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی جو میرے والد کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو طبیب لوگوں کا علاج کرے اور اس سے پہلے لوگوں کو پتا بھی نہ ہو کہ وہ علم طب جانتا ہے پھر اس کے علاج سے نقصان ہو تو وہ (طبیب) ذمہ دار ہے۔ عبدالعزیز کا بیان ہے کہ اس پر دیت لازم نہیں آئے گی، جیسے رگ کاٹنے، زخم چیرنے یا داغ لگانے پر۔

حدیث بخاری میں ہے: **حدثنی ابراهیم بن موسیٰ اخبرنا هشام عن معمر حدثنی محمود حدثنا عبدالرزاق اخبرنا معمر عن الزهری قال اخبرنی سعید ابن المسیّب عن ابی هریرةؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لیله اسریٰ به لقیت موسیٰ قال فنعته فاذا رجل حسبته مضطرب رجل الرّأس کانه من الرجال شنوء ة قال و لقیت عیسیٰ فنعته النبی ﷺ فقال ربعه احمر کانما خرج دیماس یعنی الحمّام ورأیت**

ابراهیم وانا ایشه ولده به قال واتیت بانا وئین فی احدهما لبن وفی الآخر فیه خمر فقیل لی خذایّها شئت فاخذ اللّبن فشربته فقیل لی هُدیت الفطرة او اصبت الفطرة اما انک لواخذت الخمر غوَت امتک. (۸۷۵)

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، شب معراج میری حضرت موسیٰؑ سے ملاقات ہوئی۔ راوی کا بیان ہے کہ میرے خیال میں یوں بتایا کہ وہ دبلے پتلے، دراز قد، سیدھے بالوں والے (بالوں میں کنگھی کی ہوئی) ایسے آدمی ہیں، جیسے قبیلہ شنوہ کے۔ آپؐ نے فرمایا میری ملاقات حضرت عیسیٰؑ سے بھی ہوئی، پھر نبی کریم ﷺ نے ان کا حلیہ بیان فرمایا کہ یہ درمیانہ قد، سرخ رنگ والے اور ایسے تر و تازہ ہیں گویا ابھی حمام سے نکلے ہیں اور میں حضرت ابراہیمؑ کی ساری اولاد میں ان سے، سب سے زیادہ مشابہ ہوں، پھر میرے پاس دو برتن لائے گئے۔ ایک میں

دودھ تھا اور دوسرے میں شراب، پھر مجھ سے کہا گیا ان میں جو مرغوب خاطر ہو لے لیجیے۔ میں نے دودھ لے کر پی لیا۔ پس فرشتہ نے مجھ سے کہا کہ آپؐ نے فطرت کی راہ پائی ہے یا آپؐ نے فطرت کو پالیا ہے۔ اگر آپؐ شراب پی لیتے تو امت گمراہ ہو جاتی۔

لغت و آثار و روایات کی مدد سے نعت کے جو مفاہیم و معانی و مطالب حاصل ہوئے، ان کی ترتیب یہ ہے۔

(۱) اوصاف بیان کرنا۔ (۲) احوال بیان کرنا (۳) حلیہ واضح کرنا (۴) تعریف میں مبالغہ کرنا (۵) سفارش کرنا (۶) نقل کرنا یا نقل اتارنا (۷) جوہر سامنے لانا (۸) کسی جنس کا اپنی انواع پر فضیلت (۹) خواص منکشف کرنا (۱۰) عمدہ صفات رکھنا (۱۱) کسی شے کا قدیم الاصل ہونا (۱۲) دوڑ میں آگے بڑھ جانا (۱۳) صفت کو موصوف کے ساتھ ملانا (۱۴) ایک خاص شان رکھنا (۱۵) حضور ﷺ کی مدح و تحمید بجالانا (۸۷۶)

رسول کریم ﷺ کے اوصاف جلیلہ و کمال شریفہ اور حال و حلیہ و چال و قال حسنہ و حسینہ کے بیان کے لیے لفظ ''نعت'' کا استعمال غالباً سب سے پہلے خلیفۂ رابع حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہ الکریم نے اپنے عم محترم حضور نبی اکرم ﷺ کے لیے استعمال فرمایا اور اسے امام ترمذیؒ نے اپنی شمائل میں ان الفاظ کے ساتھ نقل فرمایا ہے:''**ویقول ناعته لم ار قبله ولا بعده مثلة**''

موسیٰ عبدالرحمٰن صدیقی نے حضرت علیؓ کا پورا قول اس طرح درج کیا ہے۔

''**من راہ بداهة هابه ومن خالطه معرفه احبه یقول ناعته لم ار قبله ولا بعده مثلة**'' **صلی اللّٰہ علیه وسلم.** (۸۷۷)

ترجمہ:۔ جو آپ کو اچانک دیکھ لیتا ہے، ہیبت کھا جاتا ہے، جو آپؐ سے ملتا واقف ہو جاتا۔ آپ کو سب سے زیادہ چاہنے لگتا۔ آپؐ سے متعلق بیان کرنے والا بس یہی کہتا ہے کہ آپؐ جیسا پہلے کبھی نہ گزرا اور نہ بعد میں کوئی ہوگا۔''

بعدہ موسیٰ عبدالرحمٰن لکھتے ہیں: ''زبان و بیان پر قدرت اور فصاحت و بلاغت میں امتیاز رکھنے والے حضرت علیؓ نے ''واصف'' کے بجائے ''ناعت'' کا لفظ استعمال کر کے اس حقیقت کا اظہار فرمایا کہ آپؐ میں پائی جانے والی خوبیاں اکتساب کردہ نہیں تھیں بلکہ آپؐ کی خلقت میں باری تعالیٰ کی جناب سے ودیعت کردہ تھیں، جو کوئی آپؐ کے اوصاف بیان کرنے کی کوشش کرے گا، اس کا بیان تعریف و مدح ہی میں ہو سکتا ہے۔ اگر آپ (حضرت علیؓ) ناعت کے بجائے واصف کا لفظ استعمال کرتے تو یہ بیان ایسا جامع و مانع کہاں رہتا۔'' (۸۷۸)

دراصل یہ ایک طویل حدیث کریمہ ہے جس میں لفظ ''وصف'' کو بمعنی نعت سرکار دو عالم ﷺ کے لیے بیان

کیا گیا ہے اور خلیفۂ رابعہ حضرت علیؓ نے خود کو ''واصف'' (وصف سے اسم فاعل) کے بجائے ''ناعت'' (نعت سے اسم فاعل) گردانا ہے۔ یعنی آپ نے خود کو وصاف، رسول کریم ﷺ کے اوصاف حمیدہ بیان کرنے والا، حلیہ شریف کو بتانے والا (نعت گو) مدح رسول ﷺ کرنے والا بتایا ہے۔ اس کی حقیقی وجہ یہ ہے کہ آپ نے اپنے عم محترم رسول اکرم ﷺ کی ایسی نعت کریمہ (وصف)، حلیہ وشمائل بیان فرمائے ہیں کہ اب تک اس کا کوئی بدل ممکن ہی نہ ہوسکا۔ اسی حدیث کریمہ میں ''صفۃ النبی ﷺ'' کو ''نعت نبی ﷺ'' سرکار علیہ السلام کا حلیہ و شخصیت کے بیان کے لیے بھی استعمال کیا گیا ہے۔ امام ترمذی نے اس حدیث کریمہ کو اپنی شمائل میں یوں بیان فرمایا ہے:

حدثنا سفین بن وکیع حدثنا ابی عن المسعودی بهذا لاسناد نحوه بمعناه حدثنا احمد بن عبدة الضبیّ البصری و علی بن حُجرو ابوجعفر محمد بن الحسین وهوابن ابی حلیمة و المعنی واحد قالوا حدثنا عیسیٰ بن یونس عن عمر بن عبدالله غفرة قال حدثنی ابراهیم بن محمد من ولد علی بن ابی طالب قال کان علی اذا وَصَف رسول اللهﷺ قال لم یکن رسول اللهﷺ بالطَّویل الممّغِظ ولا بالقصیر المتردّ دِ وکان ربعة من القوم ولم یکن بالجعدالقططِ ولا باالسّبط کان جعدا رجلاً ولم یکن بالمطهّم ولا بالمکلثم وکان فی وجهه تدویر ابیض مشرب ادعج العینین اهدب الاشفار جلیل المشاش والکتد اجردُ ذُو مسربة شثن الکفّین والقدمین اذا مشیٰ تقلع کانما ینحطّ من صبب واذا التفت التفت معاً بین کتفیه خاتم النّبوة وهو خاتم النبیّین اجود الناس صدراً واصدق الناس لهجة والینهم عریکة واکرمهم عشیرة من راٰه بدیهة هابه ومن خالطه معرفة احبه یقول ناعته لم ارقبله ولا بعده مثله.(۸۷۹)

قال ابو عیسیٰ سمعت ابا جعفرمحمد بن الحسین یقول سمعت الاصمعی یقول فی تفسیر صفة النّبی ﷺ المغط الذاهب طولاً قال وسمعت اعرابیاً یقول فی کلامه تمغطّ فی نشابته ای مدّها مدّاً شدیداً والمتردّدِ الداخل بعضه فی بعض قصراً واما القطط فالشدید الجعودة والرجل الذی فی شعره حجونة ای تنّ قلیلا واما المطهم فالیادن الکثیر اللّحم

والمكلثم المدور الوجه والمشوب الّذی فی بیاضه حمرة والادعج انشدید سواد العین والاهدب الطویل الاشفار والکتد مجتمع الکتفین وهوا الکاهل والمُسربة هوالشعرا الدقیق الذی کانه قضیب من الصدر الی السرة والشثن الغیظ الاصابع من الکفین والقد مین والتقلُع ان یمشی بقوة والصبب الحدور تقول الحدرنا فی صبوب وصبب وقوله جلیل المشاش یرید رؤس المناکب والعشرة الصحبة والعشیر الصاحب و البدیهة المفاجاة یقال بدهته بامر ای فجئة.(۸۸۰)

ترجمہ:۔ابراہیم بن محمد جو حضرت علیؓ کی اولاد میں سے ہیں (یعنی پوتے ہیں) وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ جب حضور اکرم ﷺ کے حلیہ مبارک کا بیان فرماتے تو کہا کرتے تھے کہ حضور اقدس ﷺ نہ زیادہ لانبے تھے نہ زیادہ پستہ قد، بلکہ میانہ قد لوگوں میں تھے۔ حضور اکرم ﷺ کے بال مبارک نہ بالکل پیچ دار تھے نہ بالکل سیدھے بلکہ تھوڑی سی پیچیدگی لیے ہوئے تھے، نہ آپؐ موٹے بدن کے تھے نہ گول چہرہ کے، البتہ تھوڑی سی گولائی آپؐ کے چہرۂ مبارک میں تھی (یعنی چہرۂ انور نہ بالکل گول تھا، نہ بالکل لانبا بلکہ دونوں کے درمیان تھا) حضور اکرم ﷺ کا رنگ سفید سرخی مائل تھا۔ آپؐ کی مبارک آنکھیں نہایت سیاہ تھیں اور پلکیں دراز، بدن کے جوڑوں کے ملنے کی ہڈیاں موٹی تھیں (مثلاً کہنیاں اور گھٹنے) اور ایسے ہی دونوں مونڈھوں کے درمیان کی جگہ بھی موٹی اور پُرگوشت تھی۔ آپؐ کے بدن مبارک پر (معمولی طور سے زائد) بال نہیں تھے۔ (یعنی بعض آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے بدن پر بال زیادہ ہوجاتے ہیں۔ حضور اقدس ﷺ کے بدن مبارک پر خاص خاص حصوں کے علاوہ جیسے بازو، پنڈلیاں وغیرہ، ان کے علاوہ اور کہیں بال نہ تھے) آپؐ کے سینۂ مبارک سے ناف تک بالوں کی لکیر تھی۔

آپؐ کے ہاتھ اور قدم مبارک پُرگوشت تھے۔ جب آپ تشریف لے چلتے تو قدموں کو قوت سے اٹھاتے گویا کہ پستی کی طرف چل رہے ہیں۔ جب آپ کسی کی طرف توجہ فرماتے تو پورے بدن مبارک کے ساتھ توجہ فرماتے (یعنی یہ کہ صرف گردن پھیر کر کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے۔ اس لیے کہ اس طرح دوسرے کے ساتھ لاپروائی ظاہر ہوتی ہے اور بعض اوقات متکبرانہ حالت ہوجاتی ہے بلکہ سینۂ مبارک سمیت اس طرف توجہ فرماتے۔ بعض علماء نے اس کا مطلب یہ بھی فرمایا ہے کہ جب آپؐ توجہ فرماتے تو تمام چہرۂ مبارک سے فرماتے، کن انکھیوں سے نہیں ملاحظہ فرماتے تھے مگر یہ مطلب اچھا نہیں۔ آپؐ کے دونوں مبارک شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔ آپؐ ختم کرنے والے تھے نبیوں کے۔ آپؐ سب سے زیادہ سخی دل والے تھے اور سب سے زیادہ سچی زبان والے، سب سے زیادہ نرم طبیعت والے تھے اور سب سے زیادہ شریف گھرانے والے

تھے۔ (غرض آپؐ دل وزبان، طبیعت وخاندان، اوصاف ذاتی اور نسبی ہر چیز میں سب سے افضل تھے) آپؐ کو جو شخص یکا یک دیکھتا مرعوب ہو جاتا تھا۔ (یعنی آپ کا وقار اس قدر زیادہ تھا کہ اول وہلہ میں دیکھنے والا رعب کی وجہ سے ہیبت میں آجاتا تھا) اول تو جمال وخوب صورتی کے لیے بھی رعب ہوتا ہے۔

اس کے ساتھ جب کمالات کا اضافہ ہو تو پھر رعب کیا کیا پوچھنا۔ اس کے علاوہ حضور اقدس ﷺ کو جو مخصوص چیزیں عطا ہوئیں ان میں رعب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کیا گیا اور جو شخص پہچان کر میل جول کرتا تھا وہ (آپؐ کے اخلاق کریمہ واوصاف جمیلہ کا گھائل ہو کر) آپ کو محبوب بنا لیتا تھا۔ آپ کا حلیہ بیان کرنے والا صرف یہ کہہ سکتا ہے کہ میں نے حضور اکرم ﷺ جیسا باجمال وباکمال نہ حضور ﷺ سے پہلے دیکھا نہ بعد میں دیکھا۔ (ﷺ)

مذکورہ حدیث شریف میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے خود کو بطور ناعت (حضور نبی کریم ﷺ) کی نعت (حلیہ وصفات واوصاف) بیان کرنے والا) فرمایا تھا، اسی قبیل کی ایک اور طویل حدیث کریمہ ملاحظہ ہو جس میں حضرت حسنؓ نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ کو وصّافہ (حضور اکرم ﷺ کے اوصاف کریمہ (نعوت) بیان کرنے والا) فرمایا ہے اور وصف کو حلیۃ النبی ﷺ سے تعبیر کیا ہے۔ امام ترمذی نے اس حدیث کریمہ کو اپنی شمائل میں یوں بیان کیا ہے۔

حدثنا سفين بن وكيع قال حدثنا جميع بن عمير بن عبدالرحمن العجلى املا علينا من كتابه قال حدثنا رجل من بنى تميم من ولد ابى هالة زوج خديجة يكنى ابا عبدالله عن ابى لابى هالة عن الحسن بن علیؓ قال سالت خالى هند ابن ابى هالة وكان وصّافاعن حلية النبى ﷺ وانا البتهى ان يصف لى منها شيئا تعلق به فقال كان رسول الله ﷺ فخما مفخماً يتلا لا وجهه تلالو القمر ليلة البدر اطول من المربوع والقصرمن المشذب عظيم الهامة رجل الشعر ان الفرقت عميقته فرقها والا فلايجاوز شعره شحمه اذينه اذا هونره ازهر اللون واسع الجبين ازج الحوا جب سوابغ من غير قون بينهما عرق يدره الغضب اقنى العرنين له نورا يعلوه يحسبه من لم يتامله اشم كث اللحية سهل الخدين ضليع العر مفلج الاسنان دقيق المسربة كان عنقه جيد دمية فے صفاء الفضة معتدل الخلق بادن متما سک سواء البطن واصلدر بعيد ما بين المنكبين ضحم الكراديس انور المتجرد موصول مابين اللبة والسرة بشعر يجرى كالخط عادى الثديين والبطن مما سوى ذلک اشعرالذ راعين والمنكبين واعالى الصدر طويل الزندين رحب الراحة شثن الكفين والقد مين سائل

الاطراف اوقال شائل الاطراف خمصان الاخمصين مسيح القدمين ينبوا عنهما الماء اذا زال زال قلعاً يحطوا تكفياً و يمشي هونا ذريع المشية اذا مشيٰ كانما ينحط من صبب واذا التفت التفت جميعا خافض الطرف نظره الى الارض اكثر من نظره الى السماء جل نظره الملاحظة يسوق اصحابه ويبء من لقي بالسلام. (۱۸۸)

ترجمہ:۔ حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے حضور اکرم ﷺ کا حلیہ مبارک دریافت کیا اور وہ حضور اکرم ﷺ کے حلیہ مبارک کو بہت ہی کثرت اور وضاحت سے بیان کیا کرتے تھے۔ مجھے یہ خواہش ہوئی کہ وہ ان اوصاف جمیلہ میں سے کچھ میرے سامنے بھی ذکر کریں تاکہ میں ان کے بیان کو اپنے لیے حجت اور سند بناؤں (اور ان اوصاف جمیلہ کو ذہن نشین کرنے اور ممکن ہو سکے تو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کروں (حضرت حسنؓ کی عمر حضور اکرم ﷺ کے وصال کے وقت سات سال کی تھی۔ اس لیے حضور اکرم ﷺ کے اوصاف جمیلہ میں اپنی کم سنی کی وجہ سے تامل اور کمال تحفظ کا موقع نہیں ملا تھا)، ماموں جان نے حضور اکرم ﷺ کے حلیہ شریف کے متعلق یہ فرمایا کہ آپؐ خود اپنی ذات والا صفات کے اعتبار سے بھی شان دار تھے اور دوسروں کی نظروں میں بھی بڑے رتبہ والے تھے۔ آپؐ کا چہرۂ مبارک ماہ بدر کی طرح چمکتا تھا۔ آپؐ کا قد مبارک بالکل متوسط قد والے آدمی سے کسی قدر طویل تھا لیکن لانبے قد والے سے پست تھا، سر مبارک اعتدال کے ساتھ بڑا تھا۔ بال مبارک کسی قدر بل کھائے ہوئے تھے۔ اگر سر کے بالوں میں اتفاقاً خود مانگ نکل آتی تو مانگ رہنے دیتے ورنہ آپؐ خود مانگ نکالنے کا اہتمام نہ فرماتے تھے (یہ مشہور ترجمہ ہے اس بناء پر یہ اشکال پیش آتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا قصداً مانگ نکالنا روایات سے ثابت ہے۔ اس اشکال کے جواب میں علماء یہ فرماتے ہیں کہ اس کو ابتدائے زمانہ پر حمل کیا جائے کہ اولاً حضور اکرم ﷺ کو اہتمام نہیں تھا، لیکن بندۂ ناچیز کے نزدیک یہ جواب اس لیے مشکل ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی عادت شریفہ مشرکین کی مخالفت اور اہل کتاب کی موافقت کی وجہ سے مانگ نہ نکالنے کی تھی، اس کے بعد پھر مانگ نکالنی شروع فرمادی، اس لیے اچھا ترجمہ جس کو بعض علماء نے ترجیح دی ہے وہ یہ ہے کہ اگر بسہولت مانگ نکل آتی تو نکال لیتے تھے اور اگر کسی وجہ سے بسہولت نہ نکلتی اور کنگھی وغیرہ کی ضرورت ہوتی تو اس وقت نہ نکالتے کسی دوسرے وقت جب کنگھی وغیرہ موجود ہوتی نکال لیتے) جس زمانہ میں حضور اکرم ﷺ کے بال مبارک زیادہ ہوتے تھے تو کان کی لو سے متجاوز ہوجاتے تھے۔ آپؐ کا رنگ مبارک نہایت چمک دار تھا اور پیشانی مبارک کشادہ، آپؐ کے ابرو خم دار باریک اور گنجان تھے۔ دونوں ابرو جدا جدا تھے ایک دوسرے سے ملے ہوئے نہیں تھے، ان دونوں کے درمیان ایک رگ تھی، جو غصہ کے وقت ابھر جاتی تھی۔ آپؐ کی ناک مبارک بلندی مائل تھی اور اس پر ایک

چمک اور نور تھا، ابتداً دیکھنے والا آپ کو بڑی ناک والا سمجھتا (لیکن غور سے معلوم ہوتا کہ حسن و چمک کی وجہ سے بلند معلوم ہوتی ہے ورنہ فی نفسہ زیادہ بلند نہیں ہے)۔ آپؐ کی داڑھی مبارک بھر پور اور گنجان بالوں کی تھی، آنکھ مبارک کی پُتلی نہایت سیاہ تھی۔ رخسار مبارک ہموار ہلکے تھے۔ گوشت لٹکے ہوئے تھے، آپ کا دہن مبارک اعتدال کے ساتھ فراخ تھا (یعنی تنگ منہ نہ تھا)، آپؐ کے دندان مبارک باریک آب دار تھے اور ان میں سے سامنے کے دانتوں میں ذرا ذرا فصل بھی تھا، سینے سے ناف تک بالوں کی ایک باریک لکیر تھی۔ آپؐ کی گردن مبارک ایسی خوب صورت اور باریک تھی جیسا کہ مورتی کی گردن صاف تراشی ہوئی ہوتی ہے اور رنگ میں چاندی جیسی صاف اور خوب صورت تھی۔ آپؐ کے سب اعضاء نہایت معتدل اور پُر گوشت تھے اور بدن گٹھا ہوا تھا، پیٹ اور سینۂ مبارک ہموار تھا لیکن سینہ فراخ اور چوڑا تھا۔ آپؐ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان قدرے زیادہ فصل تھا، جوڑوں کی ہڈیاں قوی اور کلاں تھیں (جو قوت کی دلیل ہوتی ہے) کپڑا اتارنے کی حالت میں آپ کا بدن مبارک روشن و چمک دار تھا، چہ جائیکہ وہ حصہ جو کپڑوں میں محفوظ ہو، بندہ کے نزدیک یہ ترجمہ اچھا ہے)، ناف اور سینہ کے درمیان ایک لکیر کی طرح سے بالوں کی باریک دھاری تھی، اس لکیر کے علاوہ دونوں چھاتیاں اور پیٹ مبارک بالوں سے خالی تھا، البتہ دونوں بازوؤں اور کندھوں اور سینہ مبارک کے بالائی حصہ پر بال تھے۔ آپؐ کی کلائیاں دراز تھیں اور ہتھیلیاں فراخ، نیز ہتھیلیاں اور دونوں قدم گداز پُر گوشت تھے۔ ہاتھ پاؤں کی انگلیاں تناسب کے ساتھ لانبی تھیں۔ آپؐ کے تلوے قدرے گہرے تھے اور قدم ہموار تھے کہ پانی ان کے صاف ستھرا ہونے اور ان کی ملاست کی وجہ سے ان پر ٹھہرتا نہیں تھا فوراً ڈھل جاتا تھا۔ جب آپؐ چلتے تو قوت سے قدم اٹھاتے اور آگے کو جھک کر تشریف لے جاتے۔ قدم زمین پر آہستہ پڑتا زور سے نہیں پڑتا تھا۔ آپؐ تیز رفتار تھے اور ذرا کشادہ قدم رکھتے چھوٹے چھوٹے قدم نہیں رکھتے تھے۔ جب آپؐ چلتے تو ایسا معلوم ہوتا گویا پستی میں اتر رہے ہیں۔ جب کسی طرف توجہ فرماتے تو پورے بدن سے پھر کر توجہ فرماتے۔ آپؐ کی نظر نیچی رہتی تھی۔ آپؐ کی نگاہ بہ نسبت آسمان کے زمین کی طرف زیادہ رہتی تھی۔ (اس میں یہ اشکال ہے کہ ابوداؤد شریف میں روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ آسمان کی طرف اکثر دیکھا کرتے تھے۔ دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ عادت شریف تو زمین ہی کی طرف نگاہ رکھنے کی تھی لیکن چونکہ وحی کا بھی انتظار رہتا تھا اس لیے اس کے انتظار میں گاہ بگاہ آسمان کی طرف بھی ملاحظہ فرماتے تھے، ورنہ عام اوقات میں عادت شریفہ نیچے نظر رکھنے کی تھی۔

آپؐ کی عادت شریفہ عموماً گوشۂ چشم سے دیکھنے کی تھی، یعنی غایت شرم و حیا کی وجہ سے پوری آنکھ بھر کر نہیں دیکھتے تھے۔ چلنے میں صحابہؓ کو اپنے آگے کر دیتے تھے اور آپؐ پیچھے رہ جاتے تھے جس سے ملتے سلام کرنے میں

خود ابتدا فرماتے۔

"لم ارقبله و لا بعده مثله" اس بارے میں صاحب ترمذی نے ایک اور حدیث بھی بیان کی ہے جس میں حضرت علیؓ کا یہ قول نقل کیا ہے۔

حدثنا محمد بن اسمٰعیل حدثنا ابو نعیم حدثنا المسعودی عن عثمان بن مسلم بن هرمز بن نافع ابن جبیر مطعم عن علی بن ابی طالبؓ قال لم یکن النبی ﷺ بالطویل و لا بالقصیر شثن الکفین والقدمین ضخمه الرّاس ضخمه الکرادیس طویل المسربة اذا مشیٰ تکفّأ تکفُّؤا کانّما ینحطُّ من صبب لم ارقبله و لا بعده مثله. (۸۸۲)

ترجمہ: حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نہ زیادہ لانبے تھے، نہ کوتاہ قد، ہتھیلیاں اور دونوں پاؤں پُرگوشت تھے۔ (یہ صفات مردوں کے لیے محمود ہیں اس لیے کہ قوت اور شجاعت کی علامت ہیں، عورتوں کے لیے مذموم ہیں) حضور ﷺ کا سر مبارک بھی بڑا تھا اور اعضاء کے جوڑ کی ہڈیاں بھی بڑی تھیں۔ سینہ سے لے کر ناف تک بالوں کی ایک باریک دھاری تھی۔ جب حضور اکرم ﷺ چلتے تھے گویا کہ کسی اونچی جگہ سے نیچے کو اتر رہے ہیں۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ جیسا نہ حضور ﷺ سے پہلے دیکھا نہ بعد میں دیکھا۔

اس ضمن میں مولانا محمد زکریا کاندھلوی لکھتے ہیں:

اس قسم کی عبارت سے کہ میں نے فلاں جیسا کبھی نہیں دیکھا مبالغہ مقصود ہوا کرتا ہے اس کے مثل نہ ہونے میں، لیکن حضور اکرم ﷺ کے اوصاف میں مبالغہ نہیں اس لیے کہ وہاں کمال جمال ہی تعبیر سے باہر ہے۔ علامہ مناوی نے لکھا ہے کہ ہر شخص یہ اعتقاد رکھنے کا مکلف ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا جسم مبارک جن اوصاف جمیلہ کے ساتھ متصف ہے کوئی دوسرا ان اوصاف میں حضور اکرم ﷺ جیسا نہیں ہوسکتا اور یہ محض اعتقادی چیز نہیں ہے۔ سیر واحادیث وتواریخ کی کتابیں اس سے لبریز ہیں کہ حق تعالیٰ شانہ نے کمالات باطنیہ کے ساتھ جمال ظاہری بھی علی الوجہ الاتم عطا فرمایا تھا۔ حضرت عائشہؓ سے دو شعر نقل کیے گئے ہیں جن کا مطلب یہ ہے کہ زلیخا کی سہیلیاں اگر حضور اقدس ﷺ کے چہرۂ انور کو دیکھ لیتیں تو ہاتھوں کے بجائے دلوں کو کاٹ دیتیں۔ (۸۸۳)

اسی طرح ایک اور حدیث کریمہ میں لفظ وصف کو مطلق نعت کے لیے استعمال بتایا گیا ہے، حدیث ترمذی ہے۔

حدثنا احد بن عبدة الضبی وعلی بن حُجر وغیره واحد قالوا انبانا عیسیٰ بن یونس عن عمر بن عبدالله مولی غفرة قال حدثنی ابراهیم بن محمد من ولد علی بن ابی طالب رضی

اللّٰہ عنہ قال کان علیّ اذا وصف رسول اللّٰہ ﷺ فذکرا الحدیث بطولہ وقال بین کتفیہ خاتم النّبوۃ وھو خاتم النبیّین. (۸۸۴)

ترجمہ: ابراہیم بن محمد جو حضرت علیؓ کے پوتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ جب حضور اقدس ﷺ کی صفت بیان کیا کرتے تو یہ صفتیں بیان کرتے اور حدیث مذکور(ا) سابق ذکر کی۔ منجملہ ان کے یہ بھی کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور آپؐ خاتم النبیین تھے۔

اسی طرح ایک اور بھی حدیث کریمہ میں لفظ وصف کو بھی نعت بمعنی حضور ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کرنے کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ ترمذی میں ہے۔

حدثنا محمد بن بشار سفین ابن وکیع المعنی واحد قالا اخبرنا یزید بن ھارون عن سعید الجریری قال سمعت ابا الطفیل (ب) یقول رایت رسول اللّٰہ ﷺ وما بقی علیٰ وجہ الارض احد راہ غیر قلت صفہ لی قال کان ابیض ملیحاً مقصّداً. (۸۸۵)

ترجمہ: سعید جریریؒ کہتے ہیں کہ میں نے ابوالطفیلؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ حضور اقدس ﷺ کے دیکھنے والوں میں اب روئے زمین پر میرے سوا کوئی نہیں رہا۔ میں نے ان سے کہا کہ مجھ سے حضور ﷺ کا کچھ حلیہ بیان کیجیے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ سفید رنگ تھے۔ ملاحت کے ساتھ یعنی سرخی مائل اور معتدل جس والے تھے۔

بخاری شریف میں ہے۔

حدثنا اسماعیل بن ابی خالد قال سمعت ابا حجیفۃؓ قال رأیت النّبی ﷺ وکان الحسن بن علی علیھما السلام یشبھہ قلت لابی حجیفۃ صفۃ لی قال کان ابیض قد شمط و امرلنا النبی ﷺ بثلاثۃ عشرہ قلوصاً قال فقبض النبی ﷺ قبل ان نقبضھا. (۸۸۶)

ترجمہ:۔ حضرت حجیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے اور امام حسن بن علی علیہما السلام آپؐ کے مشابہ ہیں۔ حضرت حجیفہؓ سے کہا گیا کہ حضور ﷺ کے اوصاف بیان فرمایئے۔ انہوں نے کہا کہ آپ کا رنگ سفید تھا، بعض بال سفید ہو گئے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ہمیں تیرہ اونٹنیاں مرحمت فرمانے کا وعدہ کیا تھا لیکن ہمیں عطا کرنے سے پہلے نبی کریم ﷺ کا وصال ہو گیا تھا۔

(ا) حدیث علیؓ جس میں آپؐ نے خود کو ''ناعت'' فرمایا ہے اس میں بھی مہر نبوت کا ذکر ہے۔

(ب) ابوالطفیلؓ نے صحابہؓ میں سب سے اخیر میں وفات پائی ہے۔ ان کی وفات ۱۱۰ ہجری میں ہوئی ہے۔ اسی بناء پر انہوں نے کہا کہ اب میرے سوا کوئی دیکھنے والا نہیں رہا۔ علماء فرماتے ہیں کہ روئے زمین کی قید اس لیے لگائی کہ آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپؐ کے دیکھنے والوں میں موجود تھے۔

اسی طرح بخاری شریف ایک اور مقام پر وصف بمعنی نعت یوں مستعمل ہے:

عن ربیعة بن ابی عبدالرحمن قال سمعت انس بن مالک یصف النبی ﷺ کان ربعة من القوم لیس بالطویل ولا بالقصیر ازھر اللّون لیس بابیض امھق ولا بالقصیر ولاامه لیس بجعد قطط ولاسبط رجل انزل علیه وھو ابن اربعین فلبث بمکة عشر سینن ینزل علیه وبالمدینة عشر سنین ولیس فی رأسه ولحیته عشرون شعرة بیضاء قال ربیعة فرأیت شعراً من شعره فاذا ھواحمر فسالت فقیل احمر من الطیّب.(۸۸۷)

ترجمہ:۔ حضرت انس بن مالکؓ نے نبی کریم ﷺ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا آپؐ لوگوں میں میانہ قد تھے یعنی نہ زیادہ لمبے تھے اور نہ پست قد، پھول جیسا کھلا ہوا رنگ تھا نہ بالکل سفید نہ اور نہ گندمی، سر کے موئے مبارک نہ گھنگریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے۔ چالیس سال کی عمر میں آپؐ پر وحی کا نزول ہوا۔ مدینہ منورہ میں آپؐ دس سال جلوہ افروز رہے۔ آپؐ کے سر اقدس اور ریش مبارک میں بیس بال بھی سفید نہ تھے۔ ربیعہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپؐ کے بالوں میں ایک بال مبارک کی زیارت کی ہے تو اس کا رنگ سرخ تھا۔ میں نے اس بارے میں پوچھا تو بتایا گیا کہ وہ خوش بو سے سرخ ہو گیا تھا۔

خود حضور نبی کریم ﷺ نے بھی نعت کا لفظ تعریف وتوصیف اور مدح کے معنی میں استعمال کیا ہے۔ جیسا کہ حدیث کی معروف کتاب المشکوٰۃ المصابیح کے باب اسماء النبی ﷺ وصفاتہ میں یہ حدیث کریمہ اس طور منقول ہے کہ حضور ﷺ نے از خود لسان مبارک سے لفظ نعت کو وصف کے معنی میں ارشاد فرمایا ہے۔

عن انس ان غلاماً یھودیاً کان یخدم النبی ﷺ فمرض فاتاہ النبی ﷺ یعودہ فوجد اباہ عند رأسه یقرء التوراة فقال له رسول اللّٰه ﷺ یا یھودی انشدک باللّٰه الذی انزل التوراة علیٰ موسیٰ ھل تجد فی التوراة نعتی و صفتی و مخرجی قال لا .قال الفتیٰ بلیٰ واللّٰه . یا رسول اللّٰه ان نجدلک (نجدلک) فی التوراة نعتک وصفتک و مخرجک وانی اشھد ان لا الٰه اللّٰه وانک رسول اللّٰه فقال النبی ﷺ لا صحابه اقیموا ھٰذا من عندرأسه ولو اخاکم (رواہ البیھقی فی دلال النبوة). (۸۸۸)

ترجمہ:۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ ایک یہودی لڑکا جو رسول اقدس ﷺ کی خدمت کا شرف حاصل کرتا تھا، بیمار ہو گیا۔ نبی اکرم ﷺ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ آپؐ نے لڑکے کے سرہانے اس کے باپ کو تورات پڑھتے ہوئے دیکھ کر اس کے باپ سے فرمایا۔ اے یہودی میں تجھ کو اس خدا کی قسم دلا کر پوچھتا ہوں کہ جس نے موسیٰ پر تورات نازل فرمائی۔ کیا تورات میں میری نعت میری صفت اور میرے مخرج (بعثت و

ہجرت اور مدفن) کا تذکرہ پایا جاتا ہے؟ اس نے جواباً انکار کیا تو لڑکا بول اٹھا کہ خدا کی قسم میں تورات میں آپؐ کی نعت، آپ کی صفت اور آپؐ کے مخرج کا تذکرہ پاتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بلاشبہ آپؐ خدا کے رسول ہیں۔

یہ حدیث کریمہ اس بات دال ہے کہ "نعت" کا لفظ سب سے پہلے آپؐ کی زبان حق ترجمان سے ادا ہوا اور مابعد یہ شاعری کی ایک صنف خاص قرار پایا۔ نعت کا لفظ حضورﷺ کی بعثت سے قبل عربی زبان میں کہیں نہیں ملتا۔ یہ لفظ خاص آپؐ سے قبل ان معنوں میں وارد ہوا کہ اس سے مراد و مقصود آپؐ کی تعریف وتوصیف و مدح وثناء ہو لیکن آپؐ کی لسان حق شناس سے لفظ نعت کیا ادا ہوا کہ ابدالآباد کے لیے یہ لفظ دنیا کی تمام زبانوں کے لیے ایک خاص صنف اور ایک خاص وصف قرار پایا اور یہ لفظ آپؐ کی ذات کا ممدوح ٹھہرا۔ اس حدیث کریمہ کو دلیل و آڑ، ثبوت و ڈھال بنا کر اگر کوئی شارح، شاعر، ادیب یہ کہے کہ عربی زبان میں نعت گوئی کا چلن آپؐ کی بعثت کے بعد ہوا یا آپؐ نے نعت گوئی (نعت کہنے) کی بنیاد رکھی۔ تو وہ تاریخ نعت و بعثت اور ان الفاظ کے معانی وتعبیر وتشریح سے بے بہرہ ہے۔

حواشی

۱۔ اردو میں نعتیہ شاعری، ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق، ص ۳۱
۲۔ حوالۂ مذکور، ایضاً
۳۔ اردو میں نعت گوئی۔ڈاکٹر ریاض مجید، ص ۹۵۔
۴۔ مضمون 'اردو میں نعت گوئی کے موضوعات، از ڈاکٹر سید یحیٰی نشیط، ص ۱۰۷، ماہنامہ معارف، شمارہ فروری ۱۹۹۲ء۔
۵۔ اردو نثر میں سیرتِ رسول ﷺ۔ڈاکٹر انور محمود خالد، ص ۴۵
۶۔ تاریخ ادب عربی (اردو) احمد حسن الزیات، مترجم نعیم احمد صدیقی، ص ۱۲۹
۷۔ اردو نثر میں سیرتِ رسول ﷺ، ص ۳۵
۸۔ اردو میں نعت گوئی، ص ۱۰۴
۹۔ تاریخ ادب عربی للزیات (اردو)، ص ۱۲۹
۱۰۔ تاریخ اسلام کامل۔مولانا عبدالقیوم ندوی، ص ۳۰
۱۱۔ تقویم تاریخی، ص ۱۱۷
۱۲۔ عربی ادب کی تاریخ۔محمد عبدالاحد، ص ۸۷
۱۳۔ القرآن۔پارہ ۱۹، سورۃ الشعراء، آیت ۲۲۴ تا ۲۲۶
۱۴۔ کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن۔مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی، پارہ ۱۹، سورۃ الشعراء، آیت ۲۲۴ تا ۲۲۶، ص ۶۷۷، لاٹ نمبر ۱۶۳
۱۵۔ عرفان القرآن، ڈاکٹر محمد طاہر القادری، پارہ ۱۹۔سورۃ الشعراء آیت ۲۲۴ تا ۲۲۶، ص ۵۹۵، اشاعتِ ہفت دہم، اپریل ۲۰۰۶ء
۱۶۔ تقویم تاریخی۔عبدالقدوس ہاشمی، ص ۳۳۹
۱۷ تا ۱۹۔ THE MINING OF THE GLORIOUS QURAN ,TRANSLATED BY ,MARMA DUKE PICTHAL.CHAPTER ,21,VERSES 224,TO 226,SURAH AL -SHUARA ,PARA 19,PAGE NO.367.
۲۰۔ تنویر المقباس من تفسیر ابنِ عباسؓ۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ بن عبدالمطلب، پارہ ۱۹، سورۃ الشعراء، آیت ۲۲۴، ۲۲۶، ص ۳۹۶
۲۱۔ حوالۂ مذکور، ایضاً
۲۲۔ اشاریۂ مقالات اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد ۲۴، ص ۳۵۶
۲۳۔ مفاتیح الغیب المشتہر بالتفسیر الکبیر ۔امام فخر الدین الدین محمد الرازی، الجزء السادس ص ۳۹۶، تحت آیت و الشعراء یتّبعهم الغاوون
۲۴۔ اشاریۂ، مقالات اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد ۲۴، ص ۱۳۵
۲۵۔ انوار التنزیل و اسرار التاویل التفسیر البیضاوی ۔ابوالخیر عبداللہ عمر البیضاوی، الجزء الثانی ص ۱۳۴، تحت آیت الم تر انّهم......الخ.
۲۶۔ العمدة فی صناعة الشعر و نقده۔ابن رشیق القیروانی (ابوعلی الحسن الازدی)، الجزء الاوّل، ص ۱۲

۲۷۔ برِصغیر پاک و ہند میں نعتیہ شاعری۔ڈاکٹر محمد اسحق قریشی،ص ۲۳۱
۲۸۔ حوالۂ مذکور،ص ۲۳۰
۲۹۔ الموازنة بين الشعراء۔ڈاکٹر زکی مبارک،ص ۲۹
۳۰۔ تاریخ ادب العربی للزیات (اردو)،ص ۱۵۰،۱۵۱
۳۱۔ تقویم تاریخی،ص ۲۲۸۔المنجد فی الاعلام،ص ۳۷۸۔اشاریۂ مقالات اردو دائرہ معارف الاسلامیہ،جلد ۲۴،ص ۲۶۶
۳۲۔ تفسیر جلالین۔علامہ جلال الدین سیوطی،پارہ ۱۹،سورۃ الشعراء،تحت آیت والشعراء......الخ۔ص ۳۱۶۔
۳۳۔ اکابر تحریکِ پاکستان۔محمد صادق قصوری،ص ۳۲۸۔
۳۴۔ تفسیرِ خزائن العرفان بر حاشیہ کنز الایمان۔علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی،پارہ ۱۹،سورۃ الشعراء تحت آیت والشعراء....الخ،ص ۶۷۷،لاٹ نمبر ۱۶۳
۳۵۔ تفسیر نور العرفان بر حاشیہ کنز الایمان۔مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی،پارہ ۱۹،سورۃ الشعراء،تحت آیت والشعراء......الخ،ص ۹۲۶،لاٹ نمبر N.۱۲۶۔
۳۶۔ حوالۂ مذکور،ص ۴۵۲
۳۷۔ تفسیرِ ماجدی۔عبدالماجد دریابادی،پارہ ۱۹،سورۃ الشعراء،تحت آیت والشعراء......الخ،ص ۷۶۲،لاٹ نمبر ۱/۶۶
۳۸۔ التفسیر المظهری۔قاضی ثناء اللہ پانی پتی،پارہ ۱۹،سورۃ الشعراء،تحت آیت والشعراء.....الخ،الجلد السابع،ص ۹۱۔حوالۂ مذکور،تفسیرِ مظہری (اردو) ترجمہ مولوی عبدالصائم جلالی،جلد ہشتم،ص ۵۶۲
۳۹۔ تذکرۃ الحفاظ (اردو ترجمہ) حافظ محمد اسحق،جلد اول،طبقہ ۷،ص ۲۸۱۔المنجد فی الاعلام،ص ۱۳۷۔اشاریۂ مقالات اردو دائرہ معارف اسلامیہ،جلد ۲۴،ص ۱۱۸۔شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا۔مرتب سید قاسم محمود،سلسلہ نمبر ۸،ص ۳۴۱
۴۰۔ تذکرۃ الحفاظ (اردو)،جلد اول،طبقہ ۷،ص ۲۸۱
۴۱۔ تقویم تاریخی،ص ۲۸۔تذکرۃ الحفاظ (اردو) جلد سوم،طبقہ ۱۳،ص ۲۹۷
۴۲۔ تقویم تاریخی،ص ۲۷
۴۳۔ المنجد فی الاعلام۔لویس المعلوف،ص ۶۷۹۔تقویم تاریخی،ص ۳۸
۴۴۔ التفسیر المظهری،الجلد السابع،پارہ ۱۹،سورۃ الشعراء،ص ۹۱۔تفسیر مظہری (اردو)،جلد ہشتم،ص ۵۶۲۔
۴۵۔ التفسیر المظهری،الجلد السابع،پارہ ۱۹،سورۃ الشعراء،تحت آیت و انّهم یقولون .....الخ،ص ۹۱۔تفسیر مظہری (اردو)،جلد ہشتم،ص ۵۶۲
۴۶۔ القرآن الحکیم،پارہ ۲۹،سورۃ الحاقّة، آیت ۴۱،۴۲،
۴۷۔ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن،سورۃ الحاقّة، آیت ۴۱،۴۲۔ص ۱۰۲۲،لاٹ نمبر ۱۶۳
۴۸۔ THE MINING OF THE GLORIOUS HOLY QURAN,CHAPTER 69,VERSE 41,SURA AL-HAQQA,PARA 19,PAGE NO.582.
۴۹۔ تفسیرِ حقانی۔مولانا عبدالحق حقانی دہلوی،جلد ہفتم،پارہ ۲۹،سورۃ الحاقّة،تحت آیت انّه لقول رسول...الخ۔ص ۲۰۶،۲۰۷
۵۰۔ تفسیر خزائن العرفان بر حاشیہ کنز الایمان،پارہ ۲۹،سورۃ الحاقّة،تحت آیت انه لقول رسول...الخ۔ آیت ۴۱،ص ۱۰۲۲،لاٹ نمبر ۱۶۳
۵۱۔ تفسیر نور العرفان بر حاشیہ کنز الایمان،پارہ ۲۹،سورۃ الحاقّة،ص ۶۸۲،لاٹ نمبر N.۱۶۲

۵۲۔ حوالہ مذکور، ایضاً
۵۳۔ تفسیر جلالین، پارہ ۲۹، سورۃ الحاقۃ، تحت آیت انه لقول رسول...الخ۔ص ۴۷۲
۵۴۔ تفسیر ماجدی، پارہ ۲۹، سورۃ الحاقۃ، تحت آیت انه رسول...الخ۔ص ۱۱۳۸، لاٹ نمبر ۱/۲۶
۵۵۔ حوالہ مذکور ایضاً، تحت آیت بقول شاعر...الخ
۵۶ تا ۵۹۔ المنجد فی اللغۃ، ص ۷۰۱
۶۰۔ القرآن الحکیم، پارہ ۲، سورۃ البقرۃ، آیت ۱۴۴
۶۱۔ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن، پارہ ۲، سورۃ البقرہ، ص ۳۹، ۴۰، لاٹ نمبر ۱۶۳
۶۲۔ تفسیر خزائن العرفان بر حاشیہ کنز الایمان، پارہ ۲، سورۃ البقرۃ، ص ۴۱، لاٹ نمبر ۱۶۳
۶۳۔ حوالہ مذکور، ایضاً
۶۴۔ تقویم تاریخی، ص ۳۳۵
۶۵۔ سخنِ رضا مطلب ہائے حدائق بخشش۔ مولانا صوفی محمد اول قادری رضوی سنبھلی، ردیف ''دال''، ص ۶۲
۶۶۔ القرآن الحکیم، پارہ ۲۹، سورۃ الحاقۃ، آیت ۴۱
۶۷۔ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن، پارہ ۲۹، سورۃ الحاقۃ، آیت ۴۱، ص ۱۰۲۲، لاٹ نمبر ۱۶۳
۶۸۔ القرآن الحکیم، پارہ ۲۹، سورۃ الحاقۃ، آیت ۴۲
۶۹۔ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن، پارہ ۲۹، سورۃ الحاقۃ، آیت ۴۲، ص ۱۰۲۲، لاٹ نمبر ۱۶۳
۷۰۔ تفسیر حقانی، پارہ ۲۹، سورۃ الحاقۃ، جلد ہفتم، ص ۲۰۷
۷۱۔ حوالہ مذکور، ص ۲۰۸
۷۲۔ اشاریہ مقالات اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد ۲۴، ص ۱۴
۷۳۔ المثل السائر ۔ابن الاثیر، ص ۱۱۶۔ امام بخاریؒ نے یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے ۔ کیف اعزم یا رسول اللّٰہ ﷺ من لاشرب و الاکل ولانطق و لااستھل، مثل ذٰلک بطل ،فقال النبی ﷺ انما ھذا من اخوان الکھّان. صحیح البخاری ،کتاب الطّب بالکھانۃ.
۷۴۔ سنن ابوداؤد۔ امام ابوداؤد سجستانی، (اردو ترجمہ) مولانا عبدالحکیم خان اختر شاہ جہاں پوری، کتاب الادب، باب ماجاء فی التشدق فی الکلام، جلد سوم، ص ۵۶۸
۷۵۔ القرآن الحکیم، پارہ ۱۲، سورۂ حود، آیت ۱۳
۷۶۔ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن، پارہ ۱۲، سورۂ حود، آیت ۱۳، ص ۴۰۰، ۴۰۱، لاٹ نمبر ۱۶۳
۷۷۔ القرآن الحکیم، پارہ ۲۳، سورۂ یٰسٓ، آیت ۶۹
۷۸۔ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن، پارہ ۲۳، سورۂ یٰسٓ، آیت ۶۹، ص ۸۰۰، لاٹ نمبر ۱۶۳۔
۷۹۔ THE MINING OF THE GLORIOUS QURAN,CHAPTER36,VERSE69,SURA YA SEEN,PARA 23,PAGE NO.438.
۸۰۔ مفاتیح الغیب المشتھر بالتفسیر الکبیر ،الجزء السابع، ص ۱۱۰
۸۱۔ التفسیر البیضاوی. الجزء الثانی، ص ۲۲۶

۸۲۔ تفسیر حسینی مسمّی بہ تفسیر قادری۔ مولانا شاہ فخر الدین قادری لکھنوی، پارہ ۲۳، سورۂ یٰسین، تحت آیت وما علّمنٰہ الشعر... الخ، آیت ۶۹، جلد دوم، ص ۲۸۱

۸۳۔ تفسیر خزائن العرفان برحاشیہ کنز الایمان، پارہ ۲۳، سورۂ یٰسں، تحت آیت وما علّمنٰہ الشعر... الخ، آیت ۶۹، ص ۸۰۰، ۸۰۱، لاٹ نمبر ۱۶۳

۸۴۔ حوالۂ مذکور، ص ۸۰۱

۸۵۔ اشاریۂ مقالات اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد ۲۴، ص ۲۵۔ المنجد فی الاعلام، ص ۱۲

۸۶۔ تفسیر خزائن العرفان برحاشیہ کنز الایمان، پارہ ۲۳، سورۂ یٰسین، تحت آیت وما علّمنٰہ الشعر...... الخ۔ آیت ۶۹، ص ۸۰۰، ۸۰۱، لاٹ نمبر ۱۶۳

۸۷۔ تفسیر نور العرفان برحاشیہ کنز الایمان، پارہ ۲۳، سورۂ یٰسین تحت آیت وما علّمنٰہ الشعر... الخ، آیت ۶۹، ص ۵۳۵، لاٹ نمبر N.۱۶۲

۸۸۔ القرآن الحکیم، پارہ ۴، سورۂ آلِ عمران، آیت ۹۱

۸۹۔ القرآن الحکیم، پارہ ۲۸، سورۃ الصّف، آیت ۱۳

۹۰۔ القرآن الحکیم، پارہ ۳۰، سورۃ الکوثر، آیت ۱

۹۱۔ تفسیر جلالین حاشیہ بہ حوالہ جمل، ص ۳۷۲

۹۲۔ تفسیر نور العرفان برحاشیہ کنز الایمان، پارہ ۲۳، سورۂ یٰسں تحت آیت و ما علّمنٰہ الشعر... الخ. آیت ۶۹، ص ۸۳۵، لاٹ نمبر N.۱۶۲

۹۳۔ اشاریۂ مقالات اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد ۲۴، ص ۲۳۲

۹۴۔ الکشاف عن حقائق التنزیل وعیون الاقاویل فی وجوہ التاویل (تفسیر الکشاف)۔ ابوالقاسم جاراللہ محمود بن عمر الزمخشری، الجزء الثانی، ص ۵۹۳

۹۵۔ تاریخ ادب العربی للزیات، ص ۱۳۳

۹۶۔ اشاریۂ مقالات اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد ۲۴، ص ۷

۹۷۔ تفسیر روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی. ابوالفضل شہاب الدین محمد آلوسی البغدادی، الجزء الثالث و العشرون، ص ۴۴، ۴۳،

۹۸۔ تفسیر روح المعانی، الجزء الثالث و العشرون، ص ۴۴

۹۹۔ تقویم تاریخی، ص ۳۲۷

۱۰۰۔ ابجد العلوم۔ نواب صدیق حسن خان، ص ۲۱۰

۱۰۱۔ المنجد فی الاعلام، ص ۵۵۱۔ اشاریۂ مقالات اردو معارف الاسلامیہ، جلد ۲۴، ص ۳۷۷

۱۰۲۔ الروح المعانی بحوالہ المواہب اللّدنیۃ. الجزء الثالث والعشرون، ص ۴۴۔

۱۰۳۔ تفسیر روح المعانی، الجزء الثالث و العشرون، ص ۴۵

۱۰۴۔ اشاریۂ مقالات اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ص ۲۳۳

۱۰۵۔ تفسیر جلالین۔ ص ۳۷۲

۱۰۶۔ حوالۂ مذکور، ایضاً

۱۰۷۔ تفسیر ماجدی۔ پارہ ۲۳، سورۂ یٰسں، آیت ۶۹، ص ۸۹۱، لاٹ نمبر ۱/۲۶ ۔ من تحت آیت وما علّمنٰہ الشعر...... الخ.

۱۰۸۔ التفسیر المظھری ۔ الجلد الثامن۔ پارہ۲۳،ص۹٦
۱۰۹۔ المنجد فی الاعلام،ص۱۴۔تقویم تاریخی ص۶۰۔اشاریۂ مقالاتِ اردو دائرہ معارف الاسلامیہ،جلد۲۴،ص۳۵۔
۱۱۰۔ التفسیر المظھری ۔الجلد الثامن۔ پارہ۲۳،سورۂ یٰسین،من تحت آیت وماعلمنٰہ الشعر ...الخ۔ص۹۷،۹٦
۱۱۱۔ القرآن الحکیم،پارہ۱۷،سورۃ الانبیاء،آیت ۵
۱۱۲۔ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن،پارہ۱۷،سورۃ الانبیاء،آیت۵،ص۵۷۹،لاٹ نمبر۱٦۳
۱۱۳۔ THE MINING OF THE GLORIOUS QURAN, CHAPTER 21,VERSE5, SURA AL-ANBYA,PARA171, PAGE NO.309.
۱۱۴۔ التفسیر الکشاف۔ الجزء الثانی۔ ص۵۹۳
۱۱۵۔ التفسیر البیضاوی ۔ الجزء الثانی۔ ص۲۲٦
۱۱٦۔ تفسیر روح المعانی۔ الجزء الثالث و العشرون۔ ص۴۵
۱۱۷۔ التفسیر المظھری۔ الجلد الثامن۔ ص۹۷
۱۱۸۔ التفسیر المراغی۔ شیخ احمد المصطفےٰ المراغی،الجزء الثالث و العشرون۔ ص۳۱
۱۱۹۔ المنجد فی الاعلام،ص۱۰۔اشاریۂ مقالات اردو دائرہ معارف اسلامیہ،جلد۲۴،ص۲۰
۱۲۰۔ تقویم تاریخی،ص۳۱
۱۲۱۔ العمدۃ فی صناعۃ الشعر و نقدہ ۔ الجزء الاوّل۔ص٦
۱۲۲۔ القرآن الحکیم۔پارہ۲۹،سورۃ الحاقّۃ،آیت۴۱
۱۲۳۔ القرآن الحکیم۔پارہ۲۳،سورۂ یٰسں،آیت٦۹
۱۲۴۔ القرآن الحکیم۔پارہ۱۷،سورۃ الانبیاء،آیت۵
۱۲۵۔ تفسیر قادری،جلد دوم،پارہ۱۷،سورۃ الانبیاء،ص۴۵
۱۲٦۔ خزائن العرفان فی تفسیر القرآن بر حاشیہ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن ،پارہ ۱۷،سورۃ الانبیاء ،ص۵۷۹، لاٹ نمبر۱٦۳
۱۲۷۔ نور العرفان فی تفسیر القرآن بر حاشیہ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن ،پارہ ۱۷،سورۃ الانبیاء،ص ۳۸۷،لاٹ نمبر N.۱٦۲۔
۱۲۸۔ تقویم تاریخی،ص۳۴۳
۱۲۹۔ موضح القرآن یعنی تفسیر عثمانی۔مولوی شبیر احمد عثمانی۔پارہ۱۷،سورۃ الانبیاء،ص۴۱۷
۱۳۰۔ تفسیر ماجدی،پارہ۱۷،سورۃ الانبیاء،آیت۵،ص٦۵۸،لاٹ نمبر۱/٦۲
۱۳۱۔ تفسیر مظہری(اردو) جلد ہفتم،پارہ۱۷،سورۃ الانبیاء،آیت۵،ص۴۵۱
۱۳۲۔ حوالۂ مذکور ایضاً
۱۳۳۔ تاریخ ادب العربی للزیات(اردو)مترجم محمد نعیم صدیقی،ص۱۲۹
۱۳۴۔ موضح القرآن(تفسیر عثمانی)پارہ۲۳،سورۂ یٰسں،ص۵۵۷
۱۳۵۔ تقویم تاریخی،ص۱۹۔اشاریۂ مقالات اردو دائرہ معارف اسلامیہ،ص۳۰۲

۱۳۶۔ الصحیح البخاری ۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری، الجلد الثانی ، کتاب الادب، باب مایکرہ ان یکون الغالب علی الانسان الشعر حتّٰی یصدّہ عن ذکر اللّٰہ والعلم و القرآن، ص ۹۰۹ ۔ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری۔ علامہ بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد العینی ، الجزء الثالث ۔ بیان رجالہ و لطائف اسنادہ و معناہ ۔ ص ۲۱۹ ۔

۱۳۷۔ تقویم تاریخی، ص۲۱۴

۱۳۸۔ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ۔ الجزء الثالث ۔ بیانِ رجال و لطائف اسنادہ و معناہ ۔ ص ۲۱۹ ۔

۱۳۹۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۱۴۰۔ ردالمختار۔ علامہ ابن عابدین شامی، الجلد الاوّل، ص ۳۴۳

۱۴۱۔ اسلام اور قوالی بحوالہ تفسیر قرطبی ۔ مفتی حفیظ الرحمن ، ص ۶۴

۱۴۲۔ المنجد فی الاعلام، ص ۳۵۵

۱۴۳۔ جامع الترمذی مع شمائل ترمذی (اردو) مترجم مولانا محمد صدیق سعیدی ہزاروی، جلد دوم، ابواب الاستیذان والأدب ۔ (باب ماجاء لان یمتلی احدکم قیحاً خیرا لہ من ان یمتلی شعراً، ص ۳۰۵ ۔

۱۴۴۔ المنجد فی الاعلام، ص ۱۸ ۔ سیرت ابو ہریرہؓ، طالب الہاشمی، ص ۱۴۸

۱۴۵۔ الصحیح البخاری ۔ الجلد الثانی ۔ کتاب الآداب ۔ باب مایکرہ ان یکون الغالب علی الانسان الشعر حتّٰی بصدّہ عن ذکر اللّٰہ والعلم والقرآن، ص ۹۰۹ ۔ الصحیح المسلم ، امام ابوالحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری ، الجلد الثانی ۔ کتاب الشّعر ، ص ۲۴۰ ۔

۱۴۶۔ ماتمس الیہ الحاجۃ لمن یطالع سنن ابنِ ماجہ ۔ امام محمد بن یزید القزوینی، تعلیق محمد عبدالرشید النعمانی، بباب ماکرہ من الشعر ، الجلد الثانی، ص ۲۷۵

۱۴۷۔ سنن ابوداؤد (اردو) ۔ امام ابوداؤد السجستانی ، مترجم مولانا عبدالحکیم اختر شاہ جہاں پوری، جلد سوم، بباب ماجاء فی الشعر ، ص ۵۶۹، ۵٦٨ ۔

۱۴۸۔ تقویم تاریخی، ص ۱۹۔

۱۴۹۔ الصحیح المسلم ۔ الجلد الثانی ۔ ص ۲۴۰، کتاب الشعر ۔ مشکوۃ المصابیح ۔ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب ، کتاب البیان و الشعر ، ص ۴۱۱ ۔ اشعۃ اللّمعات شرح مشکوٰۃ (اردو) شارح شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مترجم مولانا عبدالحکیم شرف قادری، مولانا محمد خان قادری، جلد ہشتم ، بباب البیان والشعر ، ص ۵۴ ۔ مظاہر حق جدید شرح مسلم (اردو) ، نواب محمد قطب الدین خان دہلوی، جلد ہشتم ، کتاب الشعر ، ص ۶۳ ۔ التفسیر المظھری ۔ الجلد السابع ۔ سورۃ الشعراء، ص ۹۲

۱۵۰۔ الصحیح المسلم ۔ المجلد الثانی ۔ الکتاب الشعر ص ۲۴۰، حاشیہ شرح النووی

۱۵۱۔ برِصغیر پاک و ہند میں عربی نعتیہ شاعری، ص ۲۴۱

۱۵۲۔ اشاریۂ مقالات اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد ۲۴، ص ۱۸

۱۵۳۔ فتح الباری شرح بخاری ۔ امام شہاب الدین احمد ابنِ حجر العسقلانی ، الجزء العاشر، ص ۴۱۸

۱۵۴۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۱۵۵۔ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، الجزء الثانی و العشرون، ص ۱۸۸

۱۵۶۔ اشاریۂ مقالات اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد ۲۴، ص ۴۷۴

۱۵۷۔ صحیح مسلم، الجلد الثانی، کتاب الشعر، ص ۲۴۰، حاشیہ النووی۔ سنن ابوداؤد، الجلد الثانی، کتاب الآداب، باب ماجاء فی الشعر، ص ۶۸۳ میں بھی انہی خیالات کا اظہار کیا گیا ہے
۱۵۸۔ العمدۃ، ابن رشیق، الجزء الاوّل، ص ۱۲
۱۵۹۔ برصغیر پاک و ہند میں عربی نعتیہ شاعری، ص ۲۴۳،۲۴۲
۱۶۰۔ تقویم تاریخی، ص ۲۶۳-۲۶۳۔ اشاریہ مقالات اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد ۲۴، ص ۳۰۴-۳۰۴۔ شاہ کار اسلامی انسائیکلو پیڈیا، سلسلہ نمبر ۲۴، ص ۱۰۳۶، یکم نومبر ۱۹۷۷ء
۱۶۱۔ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ (اردو)، جلد ہشتم، ص ۳۵۔ شرح صحیح مسلم، شارح مولانا غلام رسول سعیدی، جلد ہشتم، کتاب الشعر، ص ۶۳۴۔ مظاہر حق جدید شرح مشکوٰۃ (اردو)، جلد چہارم، باب البیان والشعر، ص ۴۵۱
۱۶۲۔ مظاہر حق جدید شرح مشکوٰۃ (اردو)، جلد چہارم، باب البیان والشعر۔ ص ۴۵۱
۱۶۳۔ صحیح بخاری شریف (اردو)، جلد سوم، کتاب الادب، ص ۴۲۳
۱۶۴۔ المنجد فی الاعلام، ص ۱۱۹۔ اشاریہ مقالات اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد ۲۴، ص ۱۰۳۔ تقویم تاریخی، ص ۶۴۔
۱۶۵۔ صحیح بخاری (اردو)، جلد سوم، کتاب الآداب، ص ۴۲۷
۱۶۶۔ الطبقات الشافعیۃ الکبریٰ۔ ابونصر عبدالوہاب السبکی، الجزء الاوّل، ص ۱۲۰ بہ حوالہ ابن عدی۔
۱۶۷۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۱۹، بہ حوالہ ابن عدی
۱۶۸۔ المنجد فی الاعلام، ص ۳۴۹
۱۶۹۔ الطبقات الشافعیۃ الکبریٰ۔ الجزء الاوّل، ص ۱۲۰، بہ حوالہ ابن عدی
۱۷۰۔ برصغیر پاک و ہند میں عربی نعتیہ شاعری، ص ۲۴۳
۱۷۱۔ تفسیر روح المعانی، الجزء التاسع عشر، ص ۱۳۶
۱۷۲۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری، الجزء العاشر، ص ۴۹۸
۱۷۳۔ التفسیر المظھری۔ الجلد السابع۔ سورۃ الشعراء، ص ۹۲۔ تفسیر مظہری (اردو) پارہ ۱۹، سورۃ الشعراء، ص ۵۶۳
۱۷۴۔ صحیح البخاری حاشیہ، الجلد الثانی، باب ھجاء المشرکین۔ ص ۹۰۹
۱۷۵۔ صحیح المسلم حاشیہ (للشرح النووی)، المجلد الثانی۔ کتاب الشعر، ص ۲۴۰۔ حاشیہ ترمذی، باب الشعر، ص ۲۷۵۔
۱۷۶۔ صحیح مسلم حاشیہ (للشرح النووی)، المجلد الثانی۔ کتاب الشعر، ص ۲۴۰۔ حاشیہ ترمذی، باب الشعر۔ ص ۲۷۵
۱۷۷۔ حوالۂ مذکور ایضاً
۱۷۸۔ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ (اردو)، جلد ششم، باب البیان والشعر۔ ص ۴۶
۱۷۹۔ حوالۂ مذکور ایضاً
۱۸۰۔ مظاہر حق جدید، شرح مشکوٰۃ (اردو) جلد چہارم، ص ۴۴۲
۱۸۱۔ خزائن العرفان فی تفسیر القرآن بر حاشیۂ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن، پارہ ۱۹، سورۃ الشعراء، ص ۶۷۷، لاٹ نمبر N.۱۶۲۔
۱۸۲۔ القرآن الحکیم، پارہ ۱۹، سورۃ الشعراء، آیت ۲۲۷
۱۸۳۔ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن۔ پارہ ۱۹، سورۃ الشعراء آیت ۲۲۷، ص ۶۷۷، لاٹ نمبر ۱۶۳۔
۱۸۴۔ عرفان القرآن۔ حوالۂ مذکور، ص ۵۹۵، اشاعت ہفت و دہم، اپریل ۲۰۰۶۔
۱۸۵۔ THE MINING OF THE GLORIOUS QURAN,CHAPTER 26,VERSE 27,SURAH ASH-SHUARA,PARA 19,PAGE NO.367.

۱۸۶۔ تنویر المقباس من تفسیر ابنِ عباسؓ. پارہ۱۹،سورۃ الشعراء،ص۳۹۶
۱۸۷۔ تفسیر جلالین، پارہ۱۹،سورۃ الشعراء، تحت آیت ذکروا اللّٰہ کثیرا... الخ ،ص۳۱۷۔
۱۸۸۔ حوالۂ مذکور ایضاً من تحت آیت من بعد ما ظلموا...الخ.
۱۸۹۔ سنن ابی داوٗد (اردو) جلد سوم،باب ماجاء فی الشعر،ص۵۷۱۔
۱۹۰۔ اشعۃ اللّمعات (اردو)۔جلد ششم،باب البیان و الشعر،ص۴۷۔
۱۹۱۔ تفسیر جلالین ۔ پارہ۱۹،سورۃ الشعراء،ص۳۱۷
۱۹۲۔ حوالۂ مذکور ایضاً
۱۹۳۔ تفسیرِ حسینی مسمّٰی بہ تفسیر قادری، جلد دوم، پارہ۱۹،سورۃ الشعراء،ص۱۵۳
۱۹۴۔ التفسیر المظھری. الجلد السابع. پارہ۱۹،سورۃ الشعراء،ص۹۳
۱۹۵۔ خزائن العرفان فی تفسیر القرآن بر حاشیۂ کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن۔پارہ۱۹،سورۃ الشعراء،آیت ۲۲۷،ص۶۷۸،۶۷۷،لاٹ نمبر۱۶۳
۱۹۶۔ حوالۂ مذکور ایضاً
۱۹۷۔ تفسیر نور العرفان بر حاشیہ کنز الایمان ۔ پارہ۱۹،سورۃ الشعراء،آیت ۲۲۷،ص۴۵۲،لاٹ نمبر N.۱۶۲
۱۹۸۔ تفسیرِ مظہری (اردو)، ۔ پارہ۱۹۔سورۃ الشعراء، آیت ۲۲۷، ،جلد ہشتم،ص۵۶۴
۱۹۹۔ التفسیر المظھری. الجلد الثامن. ص۹۳، پارہ۱۹،سورہ الشعراء، آیت ۲۲۷
۲۰۰۔ حوالۂ مذکور ایضاً
۲۰۱۔ تقویم تاریخی،ص۳۴۱۔اشاریۂ مقالات اردو دائرہ معارف اسلامیہ،جلد۲۴،ص۷۰۔
۲۰۲۔ خلاصۃ البیان القرآن بر ترجمۃ القرآن حاشیہ شاہ رفیع الدین دہلوی۔مولوی اشرف علی تھانوی، پارہ۱۹،سورۃ الشعراء،ص۴۴۴،
۲۰۳۔ موضح القرآن یعنی تفسیر عثمانی، پارہ۱۹،سورۃ الشعراء،ص۴۸۸
۲۰۴۔ تفسیر ماجدی۔ پارہ۱۹،سورۃ الشعراء، آیت ۲۲۷،ص۷۶۲،لاٹ نمبر۱/۶۶
۲۰۵۔ تفہیم القرآن، جلد سوم،ص۵۴۹، پارہ۱۹،سورۃ الشعراء، آیت ۲۲۷
۲۰۶۔ القرآن الحکیم ۔پارہ۱۹،سورہ الشعراء، آیت ۲۲۷
۲۰۷۔ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن ، پارہ۱۹،سورۃ الشعراء، آیت ۲۲۷،ص۶۷۷،لاٹ نمبر۱۶۳
۲۰۸۔ تنویر المقباس فی تفسیر ابنِ عباسؓ. پارہ۱۹،سورۃ الشعراء، آیت ۲۲۷،ص۳۹۶۔
۲۰۹۔ خزائن العرفان فی تفسیر القرآن بر حاشیہ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن ،پارہ۱۹،سورۃ الشعراء،آیت ۲۲۷،ص۶۷۸،لاٹ نمبر۱۶۳
۲۱۰۔ تفسیر نور العرفان بر حاشیہ کنز الایمان، حوالۂ مذکور،ص۴۵۲،لاٹ نمبر N.۱۶۲
۲۱۱۔ تفسیر حسینی مسمّٰی بہ تفسیر قادری، حوالۂ مذکور، جلد دوم،ص۱۵۴
۲۱۲۔ تفسیرِ مظہری (اردو)، حوالۂ مذکور، جلد ہشتم،ص۵۶۸
۲۱۳۔ تفسیرِ ابنِ عباسؓ (اردو)۔مترجم مولانا شاہ عبدالمقتدر بدایونی، پارہ۱۹،سورۃ الشعراء، جلد دہم،ص۱۷۸
۲۱۴۔ تفہیم القرآن، جلد سوم، پارہ۱۹،سورۃ الشعراء،ص۵۵۰
۲۱۵۔ الشعر والشعراء ۔ابنِ قتیبہ الدینوری، جلد اوّل،ص۶۸ ۔مسند احمد کی روایت کے میں صرف "امرء القیس صاحب لواء الشعر الی النّار" کے الفاظ ہیں، دیکھئے جلد دہم،ص۲۲۸

۲۱۶۔ القرآن الحکیم۔سورۃ الاعراف،آیت ۱۷۵
۲۱۷۔ جمہرۃ الاشعار العرب فی الجاھلیۃ و الاسلام۔ ابوزید القرشی،ص ۲۶۔شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاریؓ،ص ۴۸
۲۱۸۔ A LITRARY HISTORY OF THE ARABS.BY R.A.NICHOLOSON. P 72
۲۱۹۔ العمدۃ،الجزء الاوّل،ص ۱۱۔شرح دیوان حسان للبرقوقی،ص ۴۸
۲۲۰۔ A LITRARY HISTORY OF THE ARABS. BY R.A. NICHOLOSON. P 72
۲۲۱۔ تاریخ ادب عربی (اردو) از احمد حسن زیات،مترجم: محمد نعیم صدیقی،ص ۸۲۔
۲۲۲۔ العقد الفرید۔ شہاب الدین احمد ابن عبداللہ الاندلسی،الجزء الثالث،ص ۴۱۳۔
۲۲۳۔ برِصغیر پاک و ہند میں نعتیہ شاعری،ص ۲۰۶
۲۲۴۔ حوالۂ مذکور،ص ۲۰۶،۲۰۷
۲۲۵۔ تاریخ الادب العربی للزیات۔ ص ۳۲
۲۲۶۔ برِصغیر پاک و ہند میں عربی نعتیہ شاعری،ص ۲۰۷
۲۲۷۔ مشکوٰۃ النعت۔ حسین نگار ادیب رائے پوری،ص ۸۸
۲۲۸۔ مشکوٰۃ المصابیح۔ رواہ کذا فی رزین،ص ۵۵۴۔
۲۲۹۔ الاتقان فی علوم القرآن للسیوطی۔ ص ۱۸۳
۲۳۰۔ حوالۂ مذکور،ص ۱۸۴
۲۳۱۔ حوالۂ مذکور ایضاً
۲۳۲۔ حوالۂ مذکور
۲۳۳۔ حوالۂ مذکور،ص ۱۸۵
۲۳۴۔ حوالۂ مذکور،۱۸۴ تا ۲۰۰
۲۳۵۔ تدوین سیر و مغازی۔قاضی اطہر مبارک پوری۔باب اول،ص ۴۰ بحوالہ طبقات ابن سعد،جلد دوم،ص ۳۶۷
۲۳۶۔ حوالۂ مذکور،باب اول،ص ۸۴ بحوالہ سیر الاعلام النبلاء،الجلد الثالث،ص ۲۳۵
۲۳۷۔ مدارج النعت۔ حسین علی ادیب رائے پوری،ص ۳۶
۲۳۸۔ سیر الصحابہؓ۔تحریر و ترتیب مولانا عبدالسلام ندوی،جلد ۵ (ہشتم و نہم)،حصہ دوم (اسوۂ صحابہ)،ص ۳۱۷ بحوالہ الادب المفرد۔
۲۳۹۔ تدوین سیر و مغازی۔باب اول،ص ۴۰ بحوالہ جامع البیان،الجلد الاول،ص ۱۰۵
۲۴۰۔ سنن نسائی (اردو)،باب قعود الامام فی مصلاۃ بعد التسلیم۔ ص ۴۱۹،۴۲۰۔جامع الترمذی (اردو)،باب ماجاء فی صفۃ کلام رسولؐ،ص ۸۶۷
۲۴۱۔ الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ۔ابن الحجر العسقلانی،الجلد الاول،تذکرہ حضرت خوات بن جبیرؓ،ص ۵۲۰
۲۴۲۔ سیر الصحابہؓ (اسوۂ صحابہ)،جلد ۵،(ہشتم و نہم) حصہ دوم،ص ۳۱۸
۲۴۳۔ کتاب البیان و التبیین۔ علامہ جاحظ،جلد اول،ص ۹۸
۲۴۴۔ الاعتصام۔امام ابواسحٰق ابراہیم بن موسیٰ الشاطبی،جلد اول،ص ۳۷۰
۲۴۵۔ کتاب العمدۃ۔ ذکر اشعار الخلفاء،جلد اول،ص ۱۲
۲۴۶۔ السیرۃ الحلبیہ،باب نسبہ الشریف،الجزء الاول،ص ۵

۲۴۷۔ سیر الصحابہ، جلد ۵ (ہشتم ونہم)، حصہ دوم (اسوۂ صحابہ) ص ۳۲۱۔ جمہرۃ الاشعار العرب. ص ۱۶، بحوالہ آداب اللغۃ العربیہ للجرجی زیدان
۲۴۸۔ کتاب العمدۃ۔ الجزء الاوّل، ص ۱۵
۲۴۹۔ ایضاً، ص ۱۰
۲۵۰۔ کتاب البیان والتبیین۔ جلد اوّل، ص ۲۱۳، مطبوعہ مصر
۲۵۱۔ کتاب العمدۃ، الجزء الاوّل، ص ۱۰
۲۵۲۔ حوالۂ مذکور، ایضاً
۲۵۳۔ العقد الفرید۔ الجزء الاوّل۔ ص ۹۰
۲۵۴۔ العمدۃ۔ الجزء الاوّل، ص ۱۶
۲۵۵۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۱
۲۵۶۔ التفسیر المظہری، الجلد السابع، ص ۹۵۔ تفسیر نور العرفان بر حاشیہ کنز الایمان، سورۃ الشعراء، پ ۱۹، ص ۶۷۸۔ تفسیر جلالین۔ سورۃ الشعراء، پ ۱۹، ص ۳۱۷
۲۵۷۔ السیرۃ النبویۃ لابن ھشام. ص ۲۷۹، ۲۸۰
۲۵۸۔ تاریخ النقد والنقد فی الادبی العربی۔ شیخ بیومی السباعی، ص ۱۱۳
۲۵۹۔ تحقیقات اسلامی (سہ ماہی) مضمون "فنِ تنقید میں رسول عربی ﷺ کے رہنما اصول، از مولانا سرور عالم ندوی
۲۶۰۔ اسلام اور قوالی۔ ص ۴۵، بحوالہ المجموع شرح المھذب۔ علامہ نووی، جلد دوم، ص ۳۲۹
۲۶۱۔ ردّ المحتار۔ علامہ ابنِ عابدین شامی، جلد اوّل، ص ۴۴۳ (صحیح مسلم ولو بما فیہ)
۲۶۲۔ ردّ المحتار مقدمہ، جلد اول، ص ۳۲
۲۶۳۔ القرآن۔ پارہ ۱۹، سورۃ الشعراء، آیت ۲۲۷
۲۶۴۔ الصحیح البخاری. الجزء الثانی، باب مایجوز من الشعرء والرجز و الحداء ومایکرہ منہ. ص ۹۰۷
۲۶۵۔ تفسیر معارف القرآن۔ مفتی محمد شفیع دیوبندی، جلد ششم، ص ۵۵۵
۲۶۶۔ اسلام اور قوالی۔ ص ۱۷۱ (مصباح الہدایت، ص ۱۸۰، ۱۸۲، بحوالہ تاریخ دعوت وعزیمت، ج ۳، ص ۱۱۷)
۲۶۷۔ الصحیح البخاری، کتاب النکاح، الجلد الثانی ص ۷۷۳۔ سنن ابنِ ماجہ، کتاب النکاح، باب الغناء والدف، ص ۱۳۸۔ سنن ابنِ داوٗد، الجلد الثانی ص ۶۷۴، کتاب الادب. باب الغناء. الجامع الترمذی. باب النکاح. باب ماجاء فی اعلان النکاح. الجلد الثانی، ص ۱۲۹
۲۶۸۔ الصحیح البخاری. باب السنوۃ التی یھدین المرأۃ الی زوجھا. الجلد الثانی. ص ۷۷۵
۲۶۹۔ فتح الباری۔ جلد نہم، ص ۱۸۵
۲۷۰۔ سنن ابنِ ماجہ، ابواب النکاح، باب الغناء والدف، ص ۱۳۸
۲۷۱۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۲۷۲۔ الاصابة فی تمییز الصحابة. المجلد الرابع ص۲۴۸۶۔اسد الغابة فی معرفة الصحابة. المجلد السابع ص۹۰۔الاستیعاب فی معرفة الاصحاب. المجلد الرابع ص۳۸۷۔تاریخ الفقه و النقد فی الادب العربی ص۱۱۳

۲۷۳۔ الصحیح البخاری، کتاب الادب، باب هجاء المشرکین "اللّٰهم ایده بروح القدس" ص۹۰۹۔سنن ابوداؤد (اردو) کتاب الادب، باب ماجاء فی الشعر، جلد سوم، ص۵۷۱

۲۷۴۔ دلائل الاعجاز، عبدالقاہر الجرجانی، ص۱۳

۲۷۵۔ شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاریؓ، ص۴۸

۲۷۶۔ الشعر والشعراء. ابن قتیبہ، جلد اوّل ص۷۶

۲۷۷۔ ترمذی۔ابواب البر والصله، باب ماجاء فی معانی الاخلاق. ص

۲۷۸۔ المبرّد الکامل۔جلد اول، ص۷

۲۷۹۔ المنجد فی الاعلام، ص۱۳۔اشاریۂ مقالات اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ص۳۰

۲۸۰۔ التفسیر المظهری. سورة الشعراء، پارہ ۱۹، جلد ہشتم، ص۲۹۔مشکوٰۃ حاشیہ کتاب البیان والشعراء، ص۴۰۹۔اشعۃ اللمعات، جلد ہشتم، ص۴۱

۲۸۱۔ ردالمحتار، جلد اول، ص۳۲۳

۲۸۲۔ اشعۃ اللمعات (اردو) جلد ہشتم، ص۴۱

۲۸۳۔ مظاہر حق جدید شرح مشکوٰۃ، باب البیان والشعر، جلد چہارم، ص۴۳۷

۲۸۴۔ حوالۂ مذکور ایضاً۔اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ (اردو) باب البیان والشعر، جلد ہشتم، ص۴۸

۲۸۵۔ التفسیر المظهری. سورۃ الشعراء، جلد ہفتم، ص۹۲

۲۸۶۔ مظاہر حق جدید شرح مشکوٰۃ، باب البیان والشعر، جلد چہارم، ص۴۴۵

۲۸۷۔ مسند احمد بن حنبل، جلد دوم، ص۳۷۱، ۴۴۰ اور جلد چہارم، ص۲۹۷

۲۸۸۔ تحقیقات اسلامی (سہ ماہی) "فنِ تنقید میں رسول عربی ﷺ کے رہنما اصول" ص۴۳، ۴۷

۲۸۹۔ کتاب الصناعتین۔الباب الخامس، ابوالہلال العسکری، ص۱۷۳

۲۹۰۔ مشکوٰۃ المصابیح. کتاب الآداب. باب البیان والشعر. الفصل الثالث، ص۴۱۰، ۴۱۱ بحوالہ سنن الدارقطنی۔تفسیر خزائن العرفان بر حاشیہ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن، سورۃ الشعراء، پارہ ۱۹، ص۶۷۸، لاٹ نمبر ۱۶۳

۲۹۱۔ التفسیر المظهری. الجلد السابع. سورۃ الشعراء، پارہ ۱۹، ص۹۴۔تفسیر جلالین۔سورۃ الشعراء، پارہ ۱۹، ص۳۱۷

۲۹۲۔ اشعۃ اللمعات (اردو)۔جلد ششم، باب البیان والشعر، ص۵۴

۲۹۳۔ برصغیر پاک و ہند میں عربی نعتیہ شاعری، ص۲۲۱

۲۹۴۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۲۹۵۔ تقویم تاریخی، ص۱۳۶

۲۹۶۔ احیاء علوم الدین۔ الجزء الثانی، ص ۲۷۰، ۲۷۱

۲۹۷۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۷۰

۲۹۸۔ الصحیح البخاری. الجزء الثانی، ص ۹۰۷، باب مایجوز من الشعر والرجز والحداء و مایکرہ منہ. جامع الترمذی۔ الجزء الثانی، ص ۱۰۷، باب ماجاء ان من الشعر والحکمۃ. صحیح البخاری (اردو)۔ مترجم مولانا حکیم اختر شاہ جہاں پوری، جلد سوم ص ۴۲۳، کتاب الادب۔ جامع الترمذی (اردو)۔ مولانا محمد صدیق سعیدی، جلد دوم، ص ۳۰۲، باب الاستیذان والادب. التفسیر المظھری. الجلد السابع. سورۃ الشعراء. ص ۹۵۔ سنن ابوداؤد۔ ص ۶۸۴، عن ابی بن کعبؓ، کتاب الادب، باب ماجاء فی الشعر. سنن ابن ماجہ۔ ص ۲۷۴ عن ابی بن کعبؓ، باب الشعر۔ تاریخ بغداد، الجلد الثالث، ص ۹۸ عن عبدالرحمان بن حسانؓ بن ابیہ

۲۹۹۔ تفسیر نور العرفان فی تفسیر القرآن بر حاشیہ کنز الایمان۔ سورۃ الشعراء، پارہ ۱۹، ص ۶۷۸، لاٹ نمبر ۱۶۳

۳۰۰۔ تفسیر حق جدید شرح مشکوٰۃ۔ جلد چہارم، باب البیان والشعر، ص ۴۳۷

۳۰۱۔ سنن ابوداؤد (اردو)۔ جلد سوم، کتاب الادب، باب ماجاء فی الشعر، ص ۵۶۹

۳۰۲۔ حوالۂ مذکور ایضاً۔ سنن ابن ماجہ، جلد دوم، باب الشعر، ص ۲۷۵

۳۰۳۔ مشکوٰۃ المصابیح۔ حاشیہ نمبر ۵ بحوالہ لمعات، باب البیان والشعر، ص ۴۰۹۔ جامع الترمذی، الجلد الثانی، حاشیہ نمبر ۵، ابواب الآداب، ص ۱۰۷۔

۳۰۴۔ مشکوٰۃ المصابیح بروایت ابوداؤد۔ باب البیان والشعر، ص ۴۱۰۔ اشعۃ اللمعات (اردو)۔ جلد ششم، باب البیان والشعر، ص ۵۱۔ التفسیر المظھری. الجلد السابع. سورۃ الشعراء، ص ۹۵۔ سنن ابوداؤد۔ کتاب الادب، باب ماجاء فی الشعر، الجلد الثانی، ص ۶۸۴ عن ابن عباسؓ۔ طبقات الشافعیۃ الکبریٰ۔ الجزء الاول، ص ۱۱۶

۳۰۵۔ سنن ابوداؤد (اردو)۔ مترجم حکیم اختر شاہ جہاں پوری، جلد سوم، باب ماجاء فی الشعر، ص ۵۷۰، ۵۶۹

۳۰۶۔ اشعۃ اللمعات۔ جلد ششم، باب البیان والشعر، ص ۴۱

۳۰۷۔ جامع الترمذی۔ الجزء الثانی، باب ماجاء ان من الشعر والحکمۃ. حاشیہ نمبر ۵، ص ۱۰۷

۳۰۸۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۳۰۹۔ تفسیر جلالین۔ سورۃ الشعراء، پارہ ۱۹، ص ۳۱۷ بحوالہ ابوداؤد

۳۱۰۔ برصغیر پاک و ہند میں عربی نعتیہ شاعری۔ ص ۳۱۹، ۳۲۰

۳۱۱۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۳۱۲۔ تقویم تاریخی، ص ۱۰۰

۳۱۳۔ مرآۃ الشعر۔ عبدالرحمٰن، ص ۶۵، ۶۶

۳۱۴۔ الصحیح البخاری. المجلد الثانی. باب مایجوز من الشعر والرّجز والحداء و مایکرہ فیہ. ص ۹۰۸۔ صحیح البخاری (اردو)۔ جلد سوم، کتاب الادب، ص ۴۲۳۔ مشکوٰۃ المصابیح۔ باب کتاب البیان والشعر، ص ۴۰۸۔ مظاہر حق جدید شرح مشکوٰۃ۔ جلد چہارم، باب البیان والشعر، ص ۴۳۹۔ شمائل ترمذی مع فضائل ترمذی۔ مولوی محمد زکریا کاندھلوی، ص ۲۳۱

۳۱۵۔ مظاہر حق جدید شرح مشکوٰۃ (اردو)۔ جلد چہارم، باب البیان والشعر، ص ۴۳۹

۳۱۶۔ حوالۂ مذکور ایضاً
۳۱۷۔ السیرة الحلبية. الجزء الثانی. ص ۶۹
۳۱۸۔ حوالۂ مذکور ایضاً
۳۱۹۔ اشعة اللمعات۔ جلد ششم، باب البیان والشعر، ص ۴۳، ۴۴
۳۲۰۔ مظاہر حق جدید شرح مشکوٰة (اردو)۔ جلد چہارم، باب البیان والشعر، ص ۴۹۳
۳۲۱۔ شمائل ترمذی مع خصائل ترمذی، ص ۲۳۱
۳۲۲۔ القرآن الکریم۔ پارہ ۲۳، سورۂ یٰسٓ، آیت ۶۹
۳۲۳۔ حوالۂ مذکور
۳۲۴۔ تفسیر جلالین۔ سورۂ یٰسٓ، پارہ ۲۳، حاشیہ نمبر ۵، ص ۳۷۲ من تحت آیت وما علّمنٰه الشعر ...... الخ
۳۲۵۔ حوالۂ مذکور۔ حاشیہ نمبر ۴ من تحت آیت وما علمنٰه الشعر ...... الخ
۳۲۶۔ مشکوٰة المصابیح۔ باب البیان والشعر، حاشیہ نمبر ۳ بحوالہ المرقاة، ص ۴۰۹
۳۲۷۔ مظاہر حق جدید شرح مشکوٰة۔ جلد چہارم، باب البیان والشعر، ص ۴۳۹
۳۲۸۔ صحیح البخاری. الجلد الاول. كتاب الجهاد. باب ماینک اویطعن فی سبیل الله. ص ۳۹۳۔
تاریخ بغداد او مدینۃ الاسلام۔ حافظ ابوبکر احمد خطیب البغدادی، المجلد الرابع. ص ۲۷۱
۳۲۹۔ التفسیر المظهری. الجلد الثامن. پارہ ۲۳، سورۂ یٰسٓ، ص ۹۷
۳۳۰۔ برصغیر پاک و ہند میں عربی نعتیہ شاعری، ص ۲۱۷
۳۳۱۔ صحیح البخاری۔ الجلد الاول، کتاب الجهاد، باب من قال خذها. ص ۴۲۷، بـاب من قاد دابة غيره فى الحرب. ص ۴۱۰۔
(بتغیر یسیر) کتاب المغازی، الجلد الثانی، باب قول الله تعالىٰ فی یوم حنین. اذا عجبتكم كثرتكم. ص ۶۱۷۔
۳۳۲۔ صحیح البخاری۔ الجلد الثانی، کتاب المغازی. باب قول الله تعالىٰ فی یوم حنین. ص ۶۱۷
۳۳۳۔ التفسیر المظهری. الجلد الثامن. پارہ ۲۳، سورۂ یٰسین، ص ۹۷
۳۳۴۔ حوالۂ مذکور ایضاً۔ مدارج النبوة (اردو)۔ مترجم غلام معین الدین نعیمی، جلد دوم، ص ۵۲۲ مطبوعہ دہلی
۳۳۵۔ حوالۂ مذکور ایضاً
۳۳۶۔ تفسیر جلالین۔ سورۂ یٰسٓ، پارہ ۲۳، حاشیہ نمبر ۴، ص ۳۷۲
۳۳۷۔ فتح الباری شرح البخاری۔ الجزء العاشر، ص ۴۱۱
۳۳۸۔ الکشاف۔ الجزء۔ الثانی، ص ۵۹۳
۳۳۹۔ حوالۂ مذکور
۳۴۰۔ طبقات ابن سعد۔ الجزء الاول، ص ۳۸۲، ۳۸۳
۳۴۱۔ السیرة الحلبیہ۔ الجزء الثانی، ص ۶۸
۳۴۲۔ الاصابہ۔ المجلد الاول، ص ۸۰۵
۳۴۳۔ التفسیر المظهری. الجلد الثامن. پارہ ۲۳، سورۂ یٰسٓ، ص ۹۷
۳۴۴۔ تفسیر قادری۔ جلد دوم، پارہ ۲۳، سورۂ یٰسٓ، ص ۲۸۲، ۲۸۱
۳۴۵۔ حوالۂ مذکور ایضاً
۳۴۶۔ جامع الترمذی۔ الجزء الاول، ص ۱۲۶
۳۴۷۔ طبقات ابن سعد۔ الجزء الاول، ص ۳۸۳

۳۴۸۔ ترمذی (اردو)۔مترجم مولانا محمد صدیق ہزاروی، جلد دوم، باب مآجاء فی انشاد الشعر، ص ۳۰۴۔شمائل ترمذی مع خصائل ترمذی۔ مولوی زکریا کاندھلوی، ص ۲۲۹۔ امام ترمذی نے اس شعر کے دوسرے مصرعے کو حضرت عائشہؓ کی روایت سے عبداللہ بن رواحہؓ کی طرف منسوب کیا ہے۔(جامع ترمذی۔ابواب الآداب، ماجآء فی انشاد الشعر)، لیکن صاحب تحفۃ الاحوذی نے اس انتساب کو مجازی قرار دیا ہے۔ حقیقت میں یہ شعر طرفہ بن العبد البکری کا ہے اور خود حضرت عائشہؓ نے بھی اس کی طرف ہی منسوب کیا ہے، جیسا کہ مسند احمد کی روایت میں ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے اس شعر کو حدیث کے حوالے سے ابن رواحہؓ کا ہی شعر درج کیا ہے۔ (تفسیر جلالین۔ پارہ ۲۳، ص ۳۷۲)۔ ثناء اللہ پانی پتی نے تفسیر مظہری میں حضرت عائشہؓ کی جو روایت نقل کی ہے، اس میں حضرت عائشہؓ نے خود اس شعر کو قبیلہ قیس بن طرف کے شاعر کا بتایا ہے، جو اشارہ ہے طرفہ بن العبد کی طرف۔ (تفسیر مظہری (اردو)۔ جلد ششم، ص ۹۷)۔ مولانا سرور عالم ندوی نے بھی اس شعر کو طرفہ بن العبد کا ہی قرار دیا ہے۔ (مضمون ''فن تنقید میں رسول عربیؐ کے رہنما اصول'' سہ ماہی تحقیقات اسلامی، ص ۷۰، علی گڑھ (بھارت)۔ مولوی زکریا کاندھلوی اس سلسلے میں لکھتے ہیں کہ بعض علماء نے لکھا ہے کہ یہ حضور ﷺ نے اپنی مثال ارشاد فرمائی ہے کہ بلا کسی اجرت و معاوضہ کے گھر بیٹھے جنت و دوزخ، آخرت و قیامت، پچھلے انبیاء کے حالات اور آئندہ آنے والے واقعات سناتا ہوں، پھر بھی کافر قدر نہیں کرتے۔ اس حدیث میں دو شاعروں کا ذکر ہے، حضرت عبداللہ بن رواحہؓ تو مشہور صحابی ہیں۔ حضور ﷺ کی ہجرت سے پہلے مسلمان ہوگئے تھے اور حضور ﷺ کے سامنے ہی غزوۂ موتہ میں شہید ہوگئے تھے۔ طرفہ عرب کا مشہور شاعر، ادب کی مشہور کتاب ''سبعہ معلقہ'' میں دوسرا ''معلقہ'' اسی کا ہے۔ اس نے اسلام کا زمانہ نہیں پایا۔ (شمائل ترمذی خصائل ترمذی، ص ۲۲۹، ۲۳۰)

۳۴۹۔ تحقیقات اسلامی (سہ ماہی)۔ مضمون فن تنقد میں رسول عربیؐ کے رہنما اصول، ص ۷۰

۳۵۰۔ تفسیر جلالین۔ سورۂ یٰسٓ، پارہ ۲۳، ص ۳۷۲

۳۵۱۔ طبقات ابن سعد۔ الجزء۔ الرابع، ص ۳۷۲، ۳۷۳۔ السیرۃ الحلبیۃ۔ الجزء الثانی، ص ۶۹

۳۵۲۔ السیرۃ الحلبیۃ۔ الجزء الثانی، ص ۶۹

۳۵۳۔ التفسیر المظھری. الجلد الثامن. سورۂ یٰسٓ، پارہ ۲۳، ص ۳۷۲

۳۵۴۔ تفہیم القرآن۔ جلد سوم، سورۃ الشعراء، پارہ ۱۹، ص ۵۴۷، ۵۴۸

۳۵۵۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۳۵۶۔ السیرۃ الحلبیۃ۔ الجزء الثانی، ص ۶۸

۳۵۷۔ حوالۂ مذکور

۳۵۸۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۳۵۹۔ قرآن حکیم۔ سورۂ یٰسٓ، پارہ ۲۳، آیت ۶۹

۳۶۰۔ سنن ابوداؤد (اردو)۔ مترجم حکیم اختر شاہجہاں پوری، جلد سوم، باب ماجاء فی الشعر، ص ۵۷۰

۳۶۱۔ الصحیح البخاری. المجلد الثانی. باب ھجاء المشرکین. ص ۹۰۹

۳۶۲۔ ارشاد الی بانت سعاد۔ مولوی ذوالفقار علی، ص ۴۴۔ نعتیہ شاعری کا ارتقاء۔ ڈاکٹر اسمٰعیل آزاد فتح پوری، ص ۱۵۵

۳۶۳۔ عربی میں نعتیہ کلام۔ ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی، ص ۵۵

۳۶۴۔ ارشاد الی بانت سعاد، ص ۴۳

۳۶۵۔ حوالۂ مذکور

۳٦٦۔ تفصیل کے لیے دیکھیے القرآن الکریم۔ سورۂ آل عمران، پارہ۴، آیت ۱۷۹، وما کان اللہ یطلعکم علی الغیب. سورۃ النساء، پارہ ۵، آیت ۱۱۳، وعلمک مالم تکن تعلم. سورۃ الانعام، پارہ ۷، آیت ۳۸، ما فرطنا فی الکتاب من شئی. سورۂ یونس، پارہ ۱۱، آیت ۳۷، تفصیل الکتاب لاریب فیه. سورۃ النحل، پارہ ۱۴، آیت ۸۹، ونزلنا علیک الکتاب تبیاناً لکل شئی. سورۂ الرحمٰن، پارہ ۲۷، آیت ۱،۲، الرحمن علّم القرآن. سورۃ الجن، پارہ ۲۹، آیت ۲۷، الّا من ارتضیٰ من رسول. سورۃ التکویر، پارہ ۳۰، آیت ۲۴، وما هو علی الغیب بضنین.

۳٦۷۔ الشعر والشعراء. ابن قتیبہ، الجلد الاول، ص ٦۸، مسند احمد کی روایت میں صرف امرالقیس صاحب لواء الشعراء الی النار کے الفاظ ہیں۔ دیکھیے جلد دوم، ص ۲۲۸

۳٦۸۔ کتاب العمدۃ۔ باب المشاہیر من الشعراء. ص ۵۹۔ التوضیحات علی السبع المعلقات۔ مولوی افتخار علی، ص ۳

۳٦۹۔ اس موضوع پر امام زمخشری نے اپنی تفسیر ''الکشاف'' ابن خلدون نے اپنے مقدمہ، ص ۴۲۸ اور ڈاکٹر عبدالعزیز عتیق نے ''تاریخ النقد الادبی'' ص ۴۴ میں مفصل روشنی ڈالی ہے۔

۳۷۰۔ تاریخ الادب العربی . الخمریات، ص ۱۴۹

۳۷۱۔ نعتیہ روایت کا عروج وارتقاء۔ ڈاکٹر سراج احمد قادری، ص ۲۵

۳۷۲۔ عربی ادب کی تاریخ۔ ڈاکٹر عبدالحلیم ندوی، ص ۷۸،۷۹

۳۷۳۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۴۱۴

۳۷۴۔ حوالۂ مذکور، ص ۴۱۵

۳۷۵۔ السیرۃ الحلبیۃ (من انسان العیون فی سیرۃ الامین والمامون المعروف بالسیرۃ الحلبیۃ). علی بن برہان الدین الحلبی الشافعی، الجزء الاول، ص ۵

۳۷٦۔ السیرۃ النبویۃ لا بن هشام. ص ۵۴۳،۵۴۴

۳۷۷۔ حوالۂ مذکور، ص ۵۴۴

۳۷۸۔ حوالۂ مذکور، ص ۵۴۳،۵۴۴، بحوالہ تاریخ طبری، جلد اول، ص ۵۱

۳۷۹۔ السیرۃ الحلبیۃ، الجزء الثانی، ص ٦۸

۳۸۰۔ حوالۂ مذکور، ص ٦۹

۳۸۱۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۳۸۲۔ حجة الله علی العالمین فی معجزات سیدالمرسلین. الشیخ یوسف بن اسماعیل النبہانی، ص ۲۸

۳۸۳۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۳۸۴۔ صحیح بخاری۔ جلد اول، ص ۸۱

۳۸۵۔ السیرۃ النبویۃ لابن هشام. ص ۷۹۔ الخائص الکبریٰ للسیوطی. الجزء الاول. باب ما ظهر فی لیلة مولده ﷺ من العجزات والخصائص. ص ۷۸۔ (امام سیوطی نے تین روایتیں نقل کی ہیں، اول عرباض بن ساریہ سے، دوم ابی امامۃ اور سوم خالد بن معدان سے بروایت طبرانی و بیہقی)

۳۸٦۔ حوالۂ مذکور بحوالہ الطبقات الکبریٰ، جلد اول، ص ۱۱۳

۳۸۷۔ الخصائص الکبریٰ (کفایة الطالب اللبیب فی خصائص الحبیب الشهیر به الخصائص الکبریٰ). ابی الفضل جلال الدین عبدالرحمٰن ابی بکر السیوطی، الجزء الاول، ص ۱۰۸

۳۸۸۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۳۸۹۔ جامع الترمذی مع شمائل ترمذی (اردو) از صدیق ہزاروی۔ ابواب المناقب، باب ماجاء فی فضل النبی ﷺ. ص ٦٦۔ المشکوۃ المصابیح، ص ۵۱۳

۳۹۰۔ السیرۃ النبویۃ لابن ھشام. ص ۲۵۵

۳۹۱۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۲۴ بحوالہ ترمذی فی السنن برقم ۱۵۹۴

۳۹۲۔ حوالۂ مذکور. ص ۱۳۵

۳۹۳ تا ۳۹۷۔ حجۃ اللّٰہ علی العالمین فی معجزات سیدالمرسلین. ص ۲۳

۳۹۸۔ الخصائص الکبریٰ. الجزء الاول. ص ۶۳، ۶۴۔ حجۃ اللّٰہ علی العالمین فی معجزات سیدالمرسلین. ص ۲۵

۳۹۹۔ حوالۂ مذکور. ص ۱۳۲۔ ایضاً ص ۲٦

۴۰۰۔ حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۲٦

۴۰۱ تا ۴۰۴۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۷

۴۰۵ تا ۴۰٦۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۸

۴۰۷۔ الخصائص الکبریٰ. الجزء الاول، ص ٦۵

۴۰۸۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۳۲

۴۰۹۔ القرآن الکریم۔ پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۵٦

۴۱۰۔ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن۔ سورۃ الاحزاب، آیت ۵٦

۴۱۱۔ القرآن الکریم۔ سورۂ الم نشرح، پارہ ۳۰، آیت ۴

۴۱۲۔ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن۔ سورۂ الم نشرح، آیت ۴

۴۱۳۔ القرآن الکریم۔ سورۃ الشعراء، پارہ ۱۹، آیت ۲۲۷

۴۱۴۔ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن۔ سورۃ الشعراء، پارہ ۱۹، آیت ۲۲۷

۴۱۵۔ تقویم تاریخی، ص ۲

۴۱٦۔ صحیح البخاری۔ کتاب الجهاد. باب حفر الخندق. الجلد الاول، ص ۳۹۸

۴۱۷۔ حوالۂ مذکور. باب الرجز فی الحرب. المجلد الاول. ص ۴۲۵

۴۱۸۔ حوالۂ مذکور۔ کتاب المغازی، باب الخندق، الجلد الثانی، ص ۵۸۹

۴۱۹۔ مظاہر حق جدید شرح مشکوۃ۔ باب البیان والشعر، جلد چہارم، ص ۴۲۲ اخرجہ الشیخان والترمذی

۴۲۰۔ نعتیہ روایت کا عروج وارتقاء (ایک تاریخی و تجزیاتی مطالعہ)۔ ص ۳۰ بحوالہ مدارج النبوۃ، جلد دوم (اردو) مترجم غلام معین الدین)، ص ۵۲۲، مطبوعہ دہلی

۴۲۱۔ شعراء الرسول (فی ضوء الواقع والقریض). ڈاکٹر سعید اعظم ندوی، ص ۳۰۱

۴۲۲۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۴۲

۴۲۳۔ صحیح البخاری۔ کتاب المغازی، باب غزوات القرد، الجلد الثانی، ص ٦۰۳، اور باب مایجوز من الشعر، الجلد الثانی، ص ۹۰۸۔ صحیح مسلم، الجلد الثانی، ص ۱۱۳

۴۲۴۔ طبقات ابن سعد۔ الجزء الثانی، ص ۷۱، نیز یہ ص ۱۱۱ پر معمولی تغیر کے ساتھ دوبارہ درج ہے۔ الجزء الرابع، ص ۳۰۴،۳۰۳۔

۴۲۵۔ السیرۃ النبویۃ و الآثار المحمدیۃ بھا مشھا السیرۃ الحلبیۃ، السید احمد زینی دحلان، الجزء الثانی، باب غزوۃ الخندق، ص ۱۰۴

۴۲۶۔ السیرۃ الحلبیۃ، الجزء الثانی، باب غزوۃ الخندق، ص ۳۱۲

۴۲۷۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۴۲۸۔ الصحیح البخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب ھل ینبش قبور مشرکی الجاھلیۃ، الجزء الاول، ص ۳۹۷

۴۲۹۔ السیرۃ الحلبیۃ، الجزء الثانی، ص ٦۷

۴۳۰۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۱۲

۴۳۱ تا

۴۳۴۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۱۲

۴۳۵۔ حوالۂ مذکور

۴۳٦۔ السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، ص ۲۲۹، اخرجہ البخاری بنحوہ فی مناقب الانصار ۳/۲۲۵

۴۳۷۔ المدیح النبویؐ۔ مولانا یٰسین اختر مصباحی، ص ۸

۴۳۸۔ نعتیہ رواج کا عروج وارتقاء، ص ۲۸

۴۳۹۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۷

۴۴۰۔ تاریخ مدینۃ المنورہ، ص ۲۹۹

۴۴۱۔ حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۱۰۵

۴۴۲۔ الخصائص الکبریٰ، الجزء الاول، ص ۱۳۵

۴۴۳۔ البدایۃ والنھایۃ، الجزء الاول، ص ۵٦۲

۴۴۴۔ السیرۃ النبویۃ و الآثار المحمدیۃ حاشیہ السیرۃ الحلبیۃ، الجزء الثانی، باب غزوۃ الخندق، ص ۱۰۴

۴۴۵۔ حوالۂ مذکور

۴۴٦۔ الصحیح البخاری، کتاب الجھاد، باب البیعۃ فی الحرب، الجزء الثانی، باب غزوۃ الخندق، ص ۱۰۴۔ طبقات ابن سعد۔ الجزء الثالث، ص ۲۵۲

۴۴۷۔ السیرۃ الحلبیۃ، الجزء الثانی، ص ۳۱۲

۴۴۸۔ السیرۃ النبویۃ و الآثار المحمدیۃ حاشیۃ السیرۃ الحلبیۃ، الجزء الثانی، باب غزوۂ خندق، ص ۱۰۴

۴۴۹۔ حوالۂ مذکور۔ الصحیح البخاری، کتاب الجھاد، باب التحریض علی القتال، الجلد الاول، ص ۳۹۷

۴۵۰۔ الصحیح البخاری، کتاب الجھاد، باب حفر الخندق، الجزء الاول، ص ۳۹۸

۴۵۱۔ حوالۂ مذکور۔ باب البیعۃ فی الحرب، ص ۴۱۵۔ طبقات ابن سعد، الجزء الثالث، ص ۲۵۲

۴۵۲۔ الصحیح البخاری، کتاب المناقب، دعا النبی ﷺ، الجلد الاول، ص ۵۲۵

۴۵۳۔ حوالۂ مذکور

۴۵۴۔ الصحیح المسلم، کتاب الجھاد، باب غزوۃ الاحزاب، الجلد الثانی، ص ۱۱۳

۴۵۵۔ السیرۃ الحلبیۃ، الجزء الثانی، ص ۳۱۲

۴۵٦۔ حوالۂ مذکور، ص ٦۷

۴۵۷۔ مظاہر حق جدید شرح مشکوۃ، باب البیان والشعر، جلد چہارم، ص۴۴۲، اخرجہ الشیخان والترمذی
۴۵۸۔ حوالۂ مذکور، ایضاً
۴۵۹۔ السیرۃ الحلبیۃ، الجزء الثانی ص ۶۸
۴۶۰۔ الصحیح المسلم. کتاب الفضائل. باب فضائل حسانؓ. الجلد الثانی، ص۳۰۰۔ سنن نسائی (اردو) ترجمہ حافظ عبدالستار قادری، مولانا دوست محمد شاکر، باب الرخصة فی انشاد الشعر الحسن فی المسجد. ص۲۱۹،
۔ سنن ابوداؤد (اردو) ترجمہ مولانا اختر شاہ جہاں پوری، کتاب الادب. باب ماجاء فی الشعر. جلد سوم، ص۵۷۰
۔ الاستیعاب۔ الجلد الثانی، ص۴۰۳۔ الاصابہ۔ الجلد الاول، ص۳۷۲
۴۶۱۔ سنن ابوداؤد (اردو) کتاب الادب. باب ماجاء فی الشعر. جلد سوم، ص۵۷۰
۴۶۲۔ حوالۂ مذکور، ص۵۷۱
۴۶۳۔ جامع الترمذی، باب ماجاء فی انشاد الشعر. الجلد الثانی. ص۱۲۶۔ کتاب المغازی. باب الاوّل، الجلد الاوّل، ص۵۹۷
۴۶۴۔ مشکوۃ۔ کتاب الادب، باب البیان والشعر، الفصل الثانی، ص۴۱۰، بحوالہ شرح السنۃ والاستیعاب۔
۴۶۵۔ حوالۂ مذکور
۴۶۶۔ برصغیر پاک و ہند میں عربی نعتیہ شاعری، ص۲۲۷
۴۶۷۔ کتاب العمدة. الجزء الاول، ص۹
۴۶۸۔ الصحیح البخاری. کتاب بدء الخلق. باب ذکر الملائکة. الجلد الاول، ص۴۵۶۔ سنن نسائی۔ کتاب المساجد، باب الرخصة فی انشاد الشعر. الجلد الاول، ص۱۱۸
۴۶۹۔ التفیسر المظهری. سورۃ الشعراء، پارہ ۱۹، الجلد الثانی ص۹۵
۴۷۰۔ جامع الترمذی (اردو) مترجم مولوی صدیق ہزاروی، باب ماجاء فی انشاد الشعر. جلد دوم، ص۳۰۴۔ جامع الترمذی، باب ماجاء فی الشعر. الجلد الثانی، ص۱۰۷۔ سنن نسائی، کتاب مناسک الحج، باب انشاد الشعر فی الحرم. الجلد الثانی، ص۲۹۔ البدایۃ والنہایۃ، الجزء الاول، ص۱۱۸
۴۷۱۔ سنن نسائی (اردو) باب النهی عن تناشد الاشعار فی المسجد. ص۲۱۹
۴۷۲۔ جامع الترمذی. ابواب الصلوٰة. باب ماجاء فی کراهة البیع والشعراء وانشاد الضالة والشعر فی المسجد. الجلد الاول. ص ۶۷
۴۷۳۔ حوالۂ مذکور
۴۷۴۔ حوالۂ مذکور
۴۷۵۔ ردالمختار، جلد اول، ص۴۴۴
۴۷۶۔ حوالۂ مذکور
۴۷۷۔ صحیح مسلم۔ کتاب فضائل حسانؓ، الجلد الاول، ص۳۰۰ حاشیہ
۴۷۸۔ برصغیر پاک و ہند میں عربی نعتیہ شاعری، ص۲۲۳
۴۷۹۔ حوالۂ مذکور
۴۸۰۔ الوسیط فی الادب العربی والتاریخه. ص۴۶ تا ۴۸

۴۸۱۔ کتاب العمدۃ۔لابن رشیق القیروانی،الجلد الاول،ص ۷۸

۴۸۲۔ برصغیر پاک و ہند کی عربی نعتیہ شاعری،ص ۱۳۲،۱۳۳

۴۸۳۔ الدین والاخلاق فی الشعراء الشوقی. ص ۵۱

۴۸۴۔ المجوعة النبهانية فی المدائح النبوية. الجزء الاول،ص ۲۷

۴۸۵۔ حوالۂ مذکور

۴۸۶۔ حجة اللّٰه علی العالمین فی معجزات سیدالمرسلین. ص ۱

۴۸۷۔ الملفوظات،ص ۱۶۳

۴۸۸۔ الصحیح البخاری. کتاب الانبیاء. باب قول اللّٰه تعالیٰ واذکر فی الکتاب مریم. الجلد الاول. ص ۴۹۰ عن عمر بن الخطابؓ

۴۸۹۔ فتح الباری فی شرح البخاری. الجزء السابع. ص ۳۰۰

۴۹۰۔ نفح الطیب،الجزء العاشر،ص ۳۵۹

۴۹۱۔ الصحیح البخاری، کتاب الصلوٰة، باب الشعر فی المسجد، الجلد الاول،ص ۶۴،۶۵

۴۹۲۔ الصحیح البخاری، کتاب الخلق، باب ذکر الملائکة، الجلد الاول ،ص ۴۵۷۔الصحیح المسلم ،کتاب فضائل حسانؓ،الجلد الثانی،ص ۳۰۰۔الصحیح المسلم،کتاب الفضائل،باب فضائل حسانؓ،الجلد الاول،ص ۳۰۰ عن ابی ہریرہؓ

۴۹۳۔ الصحیح المسلم. کتاب فضائل حسانؓ،الجلد الثانی،ص ۳۰۰،۳۰۱

۴۹۴۔ حوالۂ مذکور

۴۹۵۔ جامع الترمذی، باب ماجاء فی انشاد الشعر، الجلد الثانی ،ص ۱۳۶۔ کتاب المغازی ،باب الاوّل،الجلد الثانی،ص ۵۹۷

۴۹۶۔ سنن ابی داؤد،کتاب الادب،باب ماجاء فی الشعر،الجلد الثانی،ص ۶۸۴

۴۹۷۔ الصحیح البخاری. کتاب بدء الخلق. باب ذکر الملائکة. الجلد الاول،ص ۴۵۶۔سنن نسائی، کتاب المساجد. باب الرخصه فی انشاد الشعر. الجلد الاول،ص ۱۱۸

۴۹۸۔ الاصابة فی تمییز الصحابة، الجزء الرابع ،ص ۲۸۰۔شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاریؓ،عبدالرحمٰن البرقوقی،ص ۶۴

۴۹۹۔ شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاریؓ،ص ۶۵

۵۰۰۔ شعرالدعوۃ الاسلامیہ،ص ۱۳۶

۵۰۱۔ الاصابه فی تمییز الصحابة. المجلد الرابع. ص ۲۴۸۷

۵۰۲۔ الاصابة فی تمییز الصحابة،ابن حجرالعسقلانی،الجلد الثالث،ص ۱۶۸۹

۵۰۳۔ حوالۂ مذکور،ص ۱۶۸۸،۱۶۸۹۔ الاستیعاب فی معرفة الاصحاب. عمر بن عبدالبرّ القرطبی،المجلد الثالث،ص ۳۷۴۔

۵۰۴۔ تاریخ بغداد۔جلد ۱۳،ص ۲۵۳،معمولی تغیر الفاظ کے ساتھ حلیة الاولیاء الاصبهانی،الجزء الثانی،ص ۴۶ میں بھی درج ہے۔

۵۰۵۔ الاستیعاب. الجلد الاول،ص ۱۶۱۔الملل والنحل. الجزء الثالث،ص ۲۸۹ حاشیہ

۵۰۶۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۱۰، ۳۱۱، الفاظ کے معمولی تغیر وتبدل کے ساتھ یہی روایت الاصابہ، الجزء الثالث، ص ۵۰۹، ۵۱۰ اور اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ. الجزء الخامس. ص ۳۔ العقد الفرید. الجزء الاول، ص ۱۸۷، تاریخ الادب عربی، ص ۱۲۔ العصر الاسلامی، ص ۱۰۱ پر بھی موجود ہے۔

۵۰۷۔ الاستیعاب، المجلد الاول، ص ۳۱۱

۵۰۸۔ العقد الفرید، الجزء الثالث، ص ۴۰۱

۵۰۹۔ تقویم تاریخی، ص ۲۶

۵۱۰۔ وفیات الاعیان. الجزء الثالث، ص ۱۰۰ حاشیہ

۵۱۱۔ الاستیعاب، المجلد الاول، ص ۳۵۰۔ اسد الغابۃ، الجزء الثالث، ص ۱۶۵

۵۱۲۔ طبقات ابن سعد۔ الجزء الثالث، ص ۵۲۸۔ العمدۃ. الجزء الاول، ص ۱۴۱

۵۱۳۔ طبقات ابن سعد۔ الجزء الثالث، ص ۵۲۷

۵۱۴۔ طبقات الشافعیۃ الکبریٰ. المجلد الاول، ص ۱۲۸۔ الاستیعاب، المجلد الاول، ص ۱۹۹۔ تاریخ بغداد۔ المجلد السابع، ص ۱۰۶ بتغیر یسیر

۵۱۵۔ الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ. الجزء الثانی، ص ۳۰۰

۵۱۶۔ طبقات ابن سعد۔ الجزء الرابع، ص ۳۰۳

۵۱۷۔ اسد الغابۃ۔ الجزء الرابع، ص ۲۱۳

۵۱۸۔ جامع الترمذی۔ باب ماجاء فی الشعر، الجلد الثانی، ص ۱۰۷۔ جامع الترمذی (اردو) مترجم محمد صدیق ہزاروی، باب ماجاء فی انشاد الشعر. جلد دوم، ص ۳۰۴۔ خصائل النبوی ﷺ۔ مولوی محمد زکریا کاندھلوی، ص ۳۳۸

۵۱۹۔ جامع الترمذی (اردو)، باب ماجاء فی انشاد الشعر، جلد دوم، ص ۳۰۵۔ خصائل النبوی ﷺ ترجمہ شمائل ترمذی، ص ۲۳۰، ۲۴۰

۵۲۰۔ السیرۃ النبویّۃ لابن ھشام. ص ۵۳۰، ۵۲۹۔ السیرۃ الحلبیۃ، ذکر مغازیۃ، (عمرۃ القضاء ای و یقال لھا عمرۃ القضیۃ)، المجلد الثالث، ص ۶۴۔ السیرۃ النبویۃ الآثار المحمدیۃ، باب المغازیۃ (عمرۃ القضاء)، الجزء الثانی، ص ۲۱۵

۵۲۱۔ الصحیح البخاری. باب ھجاء المشرکین. الجلد الثانی. ص ۹۰۹۔ صحیح بخاری (اردو) ترجمہ مولانا عبدالحکیم اختر شاہ جہاں پوری، کتاب الادب، جلد سوم، ص ۴۳۶

۵۲۲۔ حوالۂ مذکور، حاشیہ نمبر ۲

۵۲۳۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۵۲۴۔ اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ. المجلد الثانی. ص ۲۷۷۔ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب. المجلد الرابع. ص ۷۸، ۷۹ اور الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ. المجلد الثالث. ص ۱۹۷۶، ۱۹۷۷ پر دیگر اشعار بھی منقول ہیں۔

۵۲۵۔ الاستیعاب. المجلد الرابع، ص ۸۲، ۸۳۔ حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین، ص ۴۲۲

۵۲۶۔ اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ. المجلد الثالث، ۵۲، ۵۳، باختلاف معمولی الفاظ یہ اشعار الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب. المجلد الثالث، ص ۲۹۸، ۲۹۹ اور الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ۔ المجلد الثانی، ص ۹۲۵ پر بھی موجود ہیں۔ الاستیعاب اور الاصابۃ میں ''المسلمین'' کی جگہ ''المشرکین'' درج ہے۔ الاستیعاب، ص ۲۹۸ پر دو شعر مزید درج ہیں۔

۵۲۷۔ الصحیح البخاری. باب مایجوز من الشعر والرّجز والحداء وما یکره منه. الجلد الثانی، ص ۹۰۸۔ صحیح بخاری (اردو) کتاب الادب، جلد سوم، ص ۴۲۴ حاشیہ نمبر ۴۔ ا

۵۲۸۔ السیرة النبویة لابن هشام. ص ۵۰۹

۵۲۹۔ حوالۂ مذکور، ص ۵۰

۵۳۰۔ الصحیح المسلم۔ کتاب الشعر، الجلد الثانی، ۲۳۹۔ الطبقات الشافعیة الکبریٰ. الجزء الاول، ص ۱۱۸

۵۳۱۔ حوالۂ مذکور

۵۳۲۔ جامع الترمذی، باب ماجاء فی انشاد الشعر. الجلد الثانی، ص ۱۲۶۔ الصحیح المسلم۔ کتاب الشعر، الجلد الثانی، ص ۲۳۹، ۲۴۰ متعدد بار، الجلد الثانی، باب الشعر، ص ۲۷۵ پر بھی یہ روایت بہ تغیر یسیر موجود ہے۔

۵۳۳۔ الصحیح البخاری. کتاب المناقب. باب ایام الجاهلیة. الجلد الاول. ص ۵۴۱، کتاب الادب. باب مایجوز من الشعر والرّجز

۵۳۴۔ السیرة النبویة لابن هشام. ص ۱۲۸

۵۳۵۔ الخصائص الکبریٰ. باب استسقاء اهل مکه بجدّه ﷺ وهومعه وسقیاهم وما ظهرفیه الآیات. الجزء الاول. ص ۱۳۶

۵۳۶۔ الخصائص الکبریٰ. باب استسقاء ابی طالب به ﷺ. الجزء الاول. ص ۱۴۶

۵۳۷۔ الصحیح البخاری. ابواب الاستسقاء. باب سوال الناس الامام الاستسقاء اذا قحطوا. الجلد الاول. ص ۱۳۷

۵۳۸۔ تقویم تاریخی، ص ۳

۵۳۹۔ سیرت النبی ﷺ۔ شبلی نعمانی، جلد دوم، ص ۹۷ تا ۱۰۰

۵۴۰۔ تقویم تاریخی۔ ص ۲

۵۴۱۔ زادالمعاد فی هدی خیر العباد. الجزء الثالث، ص ۴۴۲، ۴۴۳

۵۴۲۔ حوالۂ مذکور، ص ۴۲۳

۵۴۳۔ تقویم تاریخی، ص ۱

۵۴۴۔ The First Written Constitutions in the World. P 14/ M.Hamidullah.

۵۴۵۔ تقویم تاریخی۔ ص ۲

۵۴۶۔ محسن انسانیت ﷺ اور انسانی حقوق۔ ڈاکٹر حافظ محمد ثانی، ص ۳۴

۵۴۷۔ الاستیعاب۔ الجلد الثانی، ص ۷۵۷۔ اسدالغابۃ۔ الجزء الخامس. ص ۵۳۳۔ العمدۃ۔ الجزء الاول، ص ۳۱۔ الطبقات الشافعیة الکبریٰ. الجزء الاول. ص ۱۳۲

۵۴۸۔ صحیح بخاری (اردو)، کتاب الادب، جلد سوم، ص ۴۲۳۔ الصحیح المسلم۔ الجلد الثانی، کتاب الشعر، ص ۲۳۹۔ مشکوٰۃ المصابیح۔ باب کتاب البیان والشعر، ص ۴۰۹، سنن ابن ماجۃ۔ باب الشعر، ص ۲۷۵۔ خصائل النبویؐ ترجمہ شمائل ترمذی۔ باب ماجاء فی صفة کلام رسول الله ﷺ فی الشعر. ص ۲۳۰

۵۴۹۔ شرح صحیح مسلم (اردو) مولانا غلام رسول سعیدی، کتاب الشعر، جلد ششم، ص ۶۳۳، ۶۳۴۔ الصحیح المسلم. الجلد الثانی، کتاب الشعر، ص ۲۳۹

۵۵۰۔ الصحیح المسلم. کتاب الشعر، الجلد الثانی، ص ۲۴۰ حاشیہ

۵۵۱۔ جامع ترمذی (اردو) باب ماجاء فی انشاد الشعر. جلد دوم، ص ۳۰۵

۵۵۲۔ الصحیح المسلم. الجلد الثانی. کتاب الشعر . ص۲۴۰۔شرح صحیح مسلم۔کتاب الشعر،جلد سادس،ص ۶۳۴

۵۵۳۔ مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ مرقاۃ. باب کتاب البیان و الشعر،ص۴۰۹ حاشیہ نمبر۷

۵۵۴۔ سنن ابن ماجۃ،باب الشعر،ص۲۷۵ حاشیہ نمبر۱

۵۵۵۔ اشعۃ اللّمعات شرح مشکوٰۃ(اردو)،باب البیان و الشعر. جلد ششم،ص۴۲

۵۵۶۔ مظاہرحق جدید شرح مشکوٰۃ(اردو)باب البیان و الشعر. جلد چہارم،ص۴۳۷

۵۵۷۔ خصائل ترمذی۔ص۲۴۱

۵۵۸۔ الصحیح المسلم. کتاب الشعر. الجلد الثانی،ص۲۳۹۔مشکوٰۃ المصابیح۔باب البیان و الشعر. ص۴۰۹۔ اشعۃ اللّمعات شرح مشکوٰۃ (اردو) ترجمہ،مولانا عبدالحکیم شرف قادری،مفتی خان محمد قادری،باب البیان والشعر،جلد ششم،ص۴۲،التفسیر المظھری. سورۃ الشعراء. الجلد السابع. ص۹۳۔خصائل النبوی ترجمہ شمائل ترمذی،ص۲۴۱

۵۵۹۔ الصحیح المسلم۔کتاب الشعر،الجلد الثانی،ص۲۳۹۔شرح صحیح مسلم۔جلد ششم،ص۶۳۲

۵۶۰۔ الصحیح البخاری. باب مایجوز من الشعر والرّجز والحداء. المجلد الثانی. ص۹۰۸۔صحیح بخاری (اردو)۔کتاب الادب،جلد سوم،ص۴۲۳

۵۶۱۔ الصحیح المسلم۔کتاب الشعر،الجلد الثانی،ص۲۳۹۔صحیح مسلم(اردو)۔کتاب الشعر،جلد ششم،ص۶۳۳

۵۶۲۔ الاصابۃ۔جلد چہارم،ص۳۶۳،۳۶۴

۵۶۳۔ سنن ابن ماجۃ۔باب الشعر،ص۲۷۵ حاشیہ نمبر۱

۵۶۴۔ السیرۃ الحلبیہ، باب ماجاء من امر رسول اللّٰہ ﷺ عن احبار الیھود و عن الرھبان من النصاریٰ و عن الکھّان من العرب علی السنۃ الجان و علی غیر السنتھم وما سمع من الھواتف و من بعض الوحوش ومن بعض الاشجار و طرد الشیاطین من استراق السمع عند مبعثہ بکثرۃ تساقط النجوم وما وجد من ذکرہ ﷺ وذکر صفۃ فی الکتب القدیمۃ وما وجدفیہ اسمعہ مکتوبا من النبات والاحجار وغیرھما. الجزء الاول،ص۱۹۶۔ السیرۃ النبویۃ والآثار المحمدیۃ. باب ماجاء من امر رسول ﷺ. الجزء الاول، ص۱۲۱

۵۶۵۔ حوالۂ مذکور،ص ۱۹۷۔حوالۂ مذکور،ص۱۲۱،۱۲۲۔ البدایۃ والنھایۃ، الجزء الاول،ص۳۱۰

۵۶۶۔ السیرۃ الحلبیہ. الجزء الاوّل، باب نسبہ الشریف ، ص ۱۵

۵۶۷۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۵۶۸۔ حوالۂ مذکور

۵۶۹۔ الخصائص الکبریٰ. الجزء الاوّل، باب اخبار الاحبار والرھبانۃ بہ قبل مبعثہ، ص ۴۸، ۴۹.

۵۷۰۔ حوالۂ مذکور ایضاً. السیرۃ النبویۃ والآثار المحمدیۃ بھامشھا علیٰ السیرۃ الحلبیۃ، الجزء الاوّل، باب فیما ورد علی لسان الانبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام من التنویۃ بشانہ ﷺ مع ماورد من ذلک علی لسان آبائہ، ص ۹

۵۷۱۔ السیرۃ النبویۃ والآثار المحمدیۃ،ص ۱۲۵ . حجۃ اللّٰہ علی العالمین، الباب السادس، فی بعض ماسمع من اجواف الاصنام وغیرھا من الشائر بہ ﷺ، ص ۱۴۹

۵۷۲۔ السیرۃ الحلبیہ. الجزء الاوّل، باب نسبہ الشریف، ص ۱۵، ۱۶. السیرۃ النبویۃ والآثار المحمدیۃ بہا مشہا علی السیرۃ الحلبیۃ، الجزء الاوّل، ص ۹، ۱۲۵ بالفاظ تغیر

۵۷۳۔ السیرۃ النبویہ لابن ہشام، ص ۶۳. الاصابۃ. المجلد الرابع، ص ۲۲۱۷

۵۷۴۔ حوالۂ مذکور، ص ۶۴.

۵۷۵۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۸. البدایہ اوالنہایۃ. الجزء الاوّل، کتاب اخبار العرب، ص ۲۸۳.

۵۷۶۔ الخصائص الکبریٰ، الجزء الاوّل، باب کیف فعل ربک باصحاب الفیل، عام ولادتہ ﷺ تشریفاً لہ ولبلدہ، ص ۴۷.

۵۷۷۔ السیرۃ الجلیۃ. الجزء الاوّل، باب ذکر رضاعہ ﷺ، وما اتصل بہ، ص ۹۴. السیرۃ النبویۃ والآثار المحمدیہ بہا مش السیرۃ الجلیۃ، الجزء الاوّل، باب فی ذکر شیٔ من الخوارق التی ظہرت فی العالمین زمن رضاعہ ﷺ. ص ۵۱. الاستیعاب المجلد الثانی، ص ۷۷۱. عیون الاثر، الجزء الاوّل، ص ۱۰۰.

۵۷۸۔ الخصائص الکبریٰ، الجزء الاوّل، باب ماکان النبی ﷺ یذھب فی حاجتہ سجدہ الا النجح فیہا، ص ۱۳۷.

۵۷۹۔ الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الجزء الاوّل، ص ۱۱۲.

۵۸۰۔ البدایۃ والنہایۃ، الجزء الاوّل، کتاب اخبار العرب، ص ۳۱۶.

۵۸۱۔ الخصائص الکبریٰ. باب سفر النبی ﷺ مع ابی طالب الی الشام و ما ظہر فیہ من الآیات و اخبار بحیرا عنہ، الجزء الاوّل، ص ۱۴۴.

۵۸۲۔ الاصابۃ. المجلد الرابع. ص ۲۲۷۹.

۵۸۳۔ الخصائص الکبریٰ للسیوطی. باب استسقاء ابی طالب بہ ﷺ. الجزء الاوّل، ص ۱۴۶.

۵۸۴۔ السیرۃ الحلبیہ. الجزء الثالث، باب یذکر فی ما یتعلق بالوفود اللتی وفدت علیہ ﷺ، ص ۲۳۴.

۵۸۵۔ برصغیر پاک وہند کی نعتیہ شاعری، ص ۲۸۲.

۵۸۶۔ السیرۃ النبویہ لابن ہشام، ص ۴۹، ۵۰.

۵۸۷۔ حوالۂ مذکور، ص ۹۳. البدایہ والنہایہ، الجزء الاوّل، کتاب سیرۃ رسول اللہ ﷺ، ص ۳۴۲.

۵۸۸۔ الخصائص الکبریٰ، الجزء الاوّل، باب اختصاصہ ﷺ، بطہارۃ نسبہ وانہ لم یخرج من سفاح من لدن آدم، ص ۶۶، ۶۷. الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، المجلد الثانی، ص ۳۰. اسدالغابہ، المجلد الثانی، ص ۱۶۶.

۵۸۹۔ الاستیعاب، المجلد الاوّل، ص ۲۷۳

۵۹۰۔ حوالۂ مذکورہ، المجلد الثانی، ص ۳۵۹

۵۹۱۔ السیرۃ النبویہ لابن ہشام، ص ۲۸۳، ۲۸۴

۵۹۲۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۵۰

۵۹۳۔ السیرۃ النبویہ والآثار المحمدیہ، بہا مش علی السیرۃ الجلیہ، الجزء الاوّل، باب فی رایت الوحی واقسامہ (بیان من اسلم بدعایۃ ابوبکر صدیقؓ)، ص ۲۱۰.

۵۹۴۔ المجموعة النبهانيه. الجزء الاوّل، ص ۵۴، ایک شعر شعر الدعوت الاسلامیه، ص ۵۸، ۱۸۹. مشکوٰۃ النعت، ص ۳۹۹.
۵۹۵۔ السیرة النبویة والآثار المحمدیة، بهامش علی السیرة الحلبیه، الجزء الاوّل، ص ۲۱۰. الروض الانف للسهیلی، الجلد الثانی، ص ۵۰.
۵۹۶۔ السیرة النبویة الابن هشام، ص ۳۹۵، (قصیده لطالب بن ابی طالب یوم البدر)
۵۹۷۔ حوالۂ مذکور ایضاً. البدایه والنهایة، الجزء الاوّل، ص ۵۱۶، باره اشعار.
۵۹۸۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۵۷، ۳۵۸
۵۹۹۔ حوالۂ مذکور ایضاً
۶۰۰۔ السیرة الحلبیة، الجزء الاوّل، باب ذکر رضاعتهﷺ، وما اتصل به، ص ۸۴.
۶۰۱۔ الاصابه. المجلد الرابع، ص ۲۲۴۹. الاستیعاب، المجلد الرابع، ص ۲۳۷.
۶۰۲۔ اسدالغابه. المجلد السادس، ص ۱۴۱. الاستیعاب، المجلد الرابع، ص ۲۳۷.
۶۰۳۔ الاصابه. المجلد الرابع، ص ۲۲۴۹. الاستیعاب، المجلد الرابع، ص ۲۳۷. اسدالغابه. المجلد السادس، ص ۱۴۱.
۶۰۴۔ السیرة حلبیة. المجلد السادس، ص ۱۴۱. دیوان شرح حسان بن ثابت الانصاریؓ، ص ۵۷.
۶۰۵۔ السیرة حلبیة. الجزء الاوّل. باب ذکر رضاعتهﷺ وما اتصل به، ص ۸۵.
۶۰۶۔ شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاریؓ، ص ۵۷.
۶۰۷۔ السیرة النبویة، ص ۴۵۳
۶۰۸۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۸۱، ۳۸۲
۶۰۹۔ بخاری شریف (اردو)، جلد دوم، کتاب المغازی، ص ۵۴۶
۶۱۰۔ الاصابه. المجلد الرابع، ص ۲۲۵۱. الاستیعاب. المجلد الرابع، ص ۲۳۷
۶۱۱۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۲۴۹. الاستیعاب، ص ۲۳۸
۶۱۲۔ الاستیعاب، المجلدالرابع، ص ۲۳۸. اسدالغابه، المجلدالرابع. المجلد السادس، ص ۱۴۲
۶۱۳۔ حوالۂ مذکور ایضاً
۶۱۴۔ اسدالغابه. المجلد السادس، ص ۱۴۳. الاستیعاب، المجلدالرابع، ص ۲۳۹
۶۱۵۔ الاستیعاب. المجلدالرابع، ص ۲۳۸
۶۱۶۔ المجموعة النبهانیه. الجزء الاوّل، ص ۵۵، ۵۶
۶۱۷۔ اسدالغابه. المجلد السادس، ص ۱۴۳
۶۱۸۔ الاستیعاب، المجلدالرابع، ص ۲۳۸، ۲۳۹
۶۱۹۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۳۹
۶۲۰۔ الاصابه، المجلدالرابع، ص ۲۲۵۰. السیرة النبویة والآثار المحمدیه علی هامش السیرة الحلبیة، باب فی ذکر وفاتهﷺ، الجزء الثالث، ص ۳۵۸، ۳۵۹
۶۲۱۔ البدایة والنهایة. الجزء الاوّل، ص ۶۵۰، ۶۵۱. الاستیعاب. المجلد الرابع، ص ۲۳۷، ۲۳۸. المجموعة النبهانیة فی المدائح النبویة. الجزء الاوّل، ص ۶۱. الاصابه، المجلدالرابع، ص ۲۲۵۰ صرف دو شعر تبغیر الفاظ. اسدالغابه. المجلدالسادس، ص ۱۴۱.

۶۲۲۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۵۴۳، ۵۴۴. السیرۃ النبویۃ و الآثار المحمدیۃ بہامش السیرۃ الحلبیۃ. باب ۲۳۷، ۲۳۸ بالفاظ تغیر

۶۲۳۔ الاتقان فی علوم القرآن سیوطی، ص ۱۸۴.

۶۲۴۔ حوالۂ مذکور ایضاً۔ سرور کائنات کے پچاس صحابہ۔ طالب الہاشمی، ص ۴۳۹

۶۲۵۔ اسدالغابہ. المجلد الثالث، ص ۲۹۵. الاستیعاب، المجلد الثالث، ص ۷۰

۶۲۶۔ کتاب العمدۃ، ص ۵

۶۲۷۔ الاستیعاب. المجلد الثالث، ص ۶۸، ۶۹

۶۲۸۔ الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ. المجلدالثالث، ص ۱۰۴۷

۶۲۹۔ الاستیعاب. المجلدالثالث، ص ۳۹

۶۳۰۔ طبقات ابن سعد، جلد۴، ص ۴۵، ۴۶۔ سوشیدائی۔ طالب الہاشمی، ص ۲۸۱

۶۳۱۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۸۹، ۲۹۰

۶۳۲۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۴۰

۶۳۳۔ السیرۃ الحلبیۃ، الجزء الاوّل، باب تزویج عبداللّٰہ ابی النبیﷺ آمنہ امہﷺ و حفرۃ زمزم و ما یتعلق بذلک، ص ۳۸، ۳۹

۶۳۴۔ حوالۂ مذکور

۶۳۵۔ الخصائص الکبریٰ، الجزء الاوّل، باب ماوقع فی حملﷺ من الآیات، ص ۶۹

۶۳۶۔ شاعرات فی عصر النبوۃ، ص ۵۴، ۵۵

۶۳۷۔ حوالۂ مذکور، ص ۵۵

۶۳۸۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۶۳۹۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۶، ۲۷

۶۴۰۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۶۴۱۔ حوالۂ مذکور، ص ۸۸

۶۴۲۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۶۴۳۔ السیرۃ الحلبیۃ، الجزء الاوّل، باب وفاۃ امہﷺ و حضانۃ ام ایمن لہ و کفالۃ جدہ عبدالمطلب ایاہ، ص ۱۱۱

۶۴۴۔ السیرۃ الحلبیۃ، الجزء الاوّل، باب وفاۃ امہ ﷺ و حضانۃ ام ایمن لہ و کفالۃ جدہ عبدالمطلب ایاہ، ص ۱۱۱، ان اشعار کو علامہ سیّد زینی دحلان نے بھی با اختلاف الفاظ حاشیہ السیرۃ النبویۃ والآثار المحمدیۃ حاشیہ السیرۃ الحلبیۃ، الجزء الاوّل، باب فی ذکر شی من الخوارق التی ظہرت فی العالمین زمن رضاعۃ ﷺ، ص ۶۵ پر نقل کیا ہے۔

۶۴۵۔ الخصائص الکبریٰ، الجزء الاوّل، باب استسقاء اہل مکۃ بجدہﷺ وھو معہ وسقیاھم وما ظہر فیہ من الآیات، ص ۱۳۷.

۶۴۶۔ شاعرات فی عصر النبوۃ، ص ۷۵

۶۴۷۔ الاصابہ، المجلدالرابع، ص ۲۵۶۰

۶۴۸۔ شاعرات فی عصر النبوۃ، ص ۱۱۲

۶۴۹۔ حوالہ مذکور، ص ۱۱۳، ۱۱۴ (صاحب الاصابہ نے اسے حضرت حمزہؓ کے مرثیہ کا شعر کہا ہے،
المجلدالرابع، ص ۲۵۶۱

۶۵۰۔ الاستیعاب، المجلدالرابع، ص ۱۴۹

۶۵۱۔ المجموعة النبهانية، الجزء الاوّل، ص ۵۵

۶۵۲۔ الاستیعاب، المجلد الاوّل، ص ۱۴۹

۶۵۳ ۔طبقات ابن سعد، جلد دوم، ص ۳۳۰

۶۵۴۔ عہد نبوت کی برگزیدہ خواتین، مترجم مولانا محمد اصغر، ص ۵۴۸، ۵۴۹

۶۵۵۔ السیرة النبوية لابن هشام، ص ۸۰، ۸۱. شاعرات فی عصر النبوة، ص ۱۱۰، ۱۱۱

۶۵۶۔ کتاب المنمق فی اخبار قریش، محمد بن حنیف بغدادی، ص ۳۴۷

۶۵۷۔ الاصابہ، المجلد الاوّل، ص ۲۲۳

۶۵۸۔ السیرة النبوية لابن هشام، ص ۳۳۰، شاعرات فی عصر النبوة، ص ۱۱۱، ۱۱۲

۶۵۹۔ شاعرات فی عصر النبوة، ص ۱۱۴

۶۶۰۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۱۴، ۱۱۵

۶۶۱ طبقات ابن سعد، جلد دوم، ص ۳۲۸ تا ۳۳۰

۶۶۲۔ شاعرات فی عصر النبوة، ص ۱۳۱

۶۶۳۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۶۶۴۔ السیرة النبوية لابن هشام، ص ۸۱

۶۶۵۔ البداية و النهاية، الجزء الاوّل، ص ۵۱۶

۶۶۶۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۶۶۷۔ شاعرات فی عصر النبوة، ص ۱۹

۶۶۸۔ الاصابہ، المجلدالرابع، ص ۲۴۱۳. الطبقات الکبریٰ لابن سعد، المجلدالثانی، ص ۲۸.

۶۶۹۔ الاستیعاب، المجلد الاوّل، ص ۱۴۹

۶۷۰۔ المجموعة النبهانية، الجزء الاوّل، ص ۵۵

۶۷۱۔ شاعرات فی عصر النبوة، ص ۲۱

۶۷۲۔ السیرة النبوية لابن هشام، ص ۸۰، ۸۱

۶۷۳۔ شاعرات فی عصر النبوة، ص ۲۱

۶۷۴۔ السیرة النبوية، لابن هشام، ص ۸۲. شاعرات فی عصر النبوة، ص ۲۱۴، ۲۱۵

۶۷۵۔ شاعرات فی عصر النبوة، ص ۲۱۵

۶۷۶۔ السیرة النبوية لابن هشام، ص ۸۱

۶۷۷۔ حوالۂ مذکور، ص ۸۲

۶۷۸۔ شاعرات فی عصر النبوة، ص ۵۷

۶۷۹۔ حوالۂ مذکور

۶۸۰۔ اسدالغابة، المجلدالثالث، ص ۴۶۴

۶۸۱۔ شرح دیوان حضرت حسان بن ثابت الانصاریؓ، ص ۱۵۷

۶۸۲۔ حوالۂ مذکور ایضاً
۶۸۳۔ الاستیعاب، المجلد الثانی، ص ۴۰۰
۶۸۴۔ اسد الغابة، المجلد الثانی، ص ۶. المجموعة النبهانیة، الجزء الاول، ص ۶۵
۶۸۵۔ مشکوٰۃ النعت، ص ۳۹۰
۶۸۶۔ ارمغان نعت، ص ۴۸
۶۸۷۔ الاصابة. المجلد الثالث، ص ۲۰۸۹
۶۸۸۔ الاستیعاب۔ المجلد الرابع، ص ۱۱۹
۶۸۹۔ شاعرات من عصر النبوۃ، ص ۲۱۸
۶۹۰۔ حوالۂ مذکور، ص ایضاً
۶۹۱۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۹
۶۹۲۔ حوالۂ مذکور، ایضاً
۶۹۳۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۶۶
۶۹۴۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۶۷
۶۹۵۔ حوالۂ مذکور، ص ۹۷
۶۹۶۔ حوالۂ مذکور، ص ۹۷، ۹۸
۶۹۷۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۵، ۱۶
۶۹۸۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۷
۶۹۹۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۶، ۱۷
۷۰۰۔ حوالۂ مذکور، ص ۷۱
۷۰۱۔ حوالۂ مذکور، ص ۷۲
۷۰۲۔ السیرة النبویة والآثار المحمدیة بهامش علیٰ سیرة الحلبیة. الجزء الاوّل، ص ۳۶. شاعرات فی عصر النبوۃ، ص ۱۴
۷۰۳۔ الخصائص الکبریٰ. الجزء الاوّل، باب ماوقع عند وفاة امه ﷺ من الآیات، ص ۱۳۵، شاعرات فی عصر النبوۃ، ص ۱۳
۷۰۴۔ الطبقات الکبریٰ لابن سعد. الجزء الاوّل، ص ۱۱۱
۷۰۵۔ السیرة النبویة والآثار المحمدیة علیٰ هامش السیرة الحلبیة، باب فی ذکره وفاته ﷺ، الجزء الثالث، ص ۳۶۴
۷۰۶۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۶۵۔ المجموعة النبهانیة. الجزء الاوّل، ص ۵۵۔ شاعرات فی عصر النبوۃ، ص ۱۵۴
۷۰۷۔ شاعرات فی عصر النبوۃ، ص ۱۵۳
۷۰۸۔ السیرة النبویة والآثار المحمدیة بهامش السیرة الحلبیة. باب فی ذکر وفاته ﷺ، الجزء الاوّل، ص ۳۶۵
۷۰۹۔ مشکوٰۃ النعت، ص ۴۸۷
۷۱۰۔ حوالۂ مذکور، ص ۴۸۸، ۴۸۹
۷۱۱۔ شاعرات فی عصر النبوۃ، ص ۱۵۴

۷۱۲۔ مظاہر حق جدید شرح مشکوٰۃ (اردو)۔ باب البیان والشعر، جلد چہارم، ص ۴۴۳

۷۱۳۔ حوالۂ مذکور ایضاً۔ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ (اردو)۔ جلد ششم، باب البیان والشعر، ص ۴۷

۷۱۴۔ مشکوٰۃ المصابیح، باب کتاب البیان والشعر، ص ۴۱۰۔ اشعۃ اللمعات فی شرح مشکوٰۃ (اردو) باب البیان والشعر، جلد ششم، ص ۴۷۔ تفسیر نور العرفان برحاشیہ کنز الایمان، سورۃ الشعراء، پارہ ۱۹۔ ص ۶۷۸

۷۱۵۔ مشکوٰۃ المصابیح۔ باب کتاب البیان والشعر، ص ۴۱۰، حاشیہ نمبر ا بحوالہ لمعات

۷۱۶۔ التفسیر المظھری. پارہ ۱۹، سورۃ الشعراء، جلد ہفتم، ص ۹۳

۷۱۷۔ حوالۂ مذکور، ص ۹۵

۷۱۸۔ صحیح البخاری۔ المجلد الثانی، باب ہجاء المشرکین، ص ۹۰۹۔ صحیح البخاری (اردو)، جلد سوم، کتاب الادب، ص ۴۳۵

۷۱۹۔ تفہیم القرآن۔ پارہ ۱۹، سورۃ الشعراء، ص ۵۵۰

۷۲۰۔ مشکوٰۃ المصابیح۔ باب البیان والشعر، ص ۴۰۴۔ مظاہر حق جدید شرح مشکوٰۃ، جلد چہارم، باب البیان والشعر، ص ۴۴۶۔

۷۲۰۔ التفسیر المظھری۔ پارہ ۱۹، سورۃ الشعراء، جلد نہم، ص ۹۳

۷۲۱۔ اشعۃ اللمعات فی شرح مشکوٰۃ۔ جلد ششم، باب البیان والشعر، ص ۴۵

۷۲۲۔ التفسیر المظھری۔ جلد ہفتم، پارہ ۱۹، سورۃ الشعراء، ص ۹۴

۷۲۳۔ السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، ص ۴۵۵، ۵۵۵۔ سیرت ابن ہشام اردو نسخہ، (مترجم مولانا غلام رسول مہر) میں بائیس اشعار درج ہیں۔

۷۲۴۔ شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاریؓ، للبرقوقی ص ۵۷ تا ۶۲

۷۲۵۔ الاستیعاب۔ المجلد الثانی، ص ۴۰۶

۷۲۶۔ السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، ص ۵۵۴، ۵۵۵۔ المجموعۃ النبھانیۃ۔ الجزء الاول، ص ۶۱ تا ۶۳، اٹھائیس اشعار

۷۲۷۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۷۲۸۔ مشکوٰۃ المصابیح۔ باب کتاب البیان والشعر، ص ۴۱۰۔ جامع الترمذی۔ باب ماجاء فی الشعر، ص ۱۰۷ تفسیر جلالین۔ پارہ ۱۹، سورۃ الشعراء، ص ۳۱۷۔ جامع ترمذی (اردو)، مترجم مولانا صدیق ہزاروی، المجلد الثانی، ابواب الاستیذان والادب (ماجاء فی انشاد الشعر)، ص ۳۰۳۔ التفسیر المظھری۔ جلد ہفتم، پارہ ۱۹، سورۃ الشعراء، ص ۹۳ شمائل ترمذی مع خصائل نبوی۔ ص ۲۴۲

۷۲۹۔ سنن ابوداؤد (اردو)، جلد سوم، باب ماجاء فی الشعر، ص ۵۷۰

۷۳۰۔ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری. الجزء الثالث، بیان رجالۃ و لطائف اسنادہ و معناہ، ص ۲۱۸

۷۳۱۔ الصحیح البخاری. الجلد الثانی. باب ھجاء المشرکین، ص ۹۰۹۔ صحیح البخاری (اردو)، جلد سوم، کتاب الادب، ص ۴۲۶۔ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری. الجزء الثالث، بیان رجالۃ و لطائف اسنادہ و معناہ، ص ۲۱۷

۷۳۲۔ تفسیر نور العرفان برحاشیہ کنز الایمان، ص ۹۲۶

۷۳۳۔ مرأت شرح مشکوٰۃ از احمد یار خان نعیمی، مفتی۔ جلد دوم، ص ۴۳۱ بحوالہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ، جلد ششم، باب البیان والشعر، ص ۴۵

۷۳۴۔ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ۔ جلد ششم، باب البیان والشعر، ص ۴۴

۷۳۵۔ اشاریۂ مقالات اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ص ۳۳۹

۷۳۶۔ عمدۃ القاری. الجزء الثالث، بیان رجالۃ ولطائف اسنادہ و معناہ، ص ۲۱۷

۷۳۷۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۱۸

۷۳۸۔ الصحیح البخاری. الجلد الثانی، باب ھجاء المشرکین، ص ۹۰۹۔ صحیح بخاری (اردو) جلد سوم، کتاب الادب، ص ۴۳۶

۷۳۹۔ پارہ ۷، سورۃ الانعام، آیت ۱۰۸

۷۴۰۔ الصحیح البخاری. المجلد الثانی، باب ھجاء المشرکین، ص ۹۰۹ حاشیہ نمبر ۹

۷۴۱۔ مشکوٰۃ المصابیح۔ باب کتاب البیان والشعر، ص ۴۰۹۔ اشعۃ اللمعات۔ جلد ششم، باب البیان والشعر، ص ۴۴۔ مظاہر حق جدید شرح مشکوٰۃ۔ جلد چہارم، باب البیان والشعر، ص ۴۴۰۔ التفسیر المظہری۔ جلد ہفتم، پارہ ۱۹، سورۃ الشعراء، ص ۹۳

۷۴۲۔ مظاہر حق جدید شرح مشکوٰۃ۔ جلد چہارم، ص ۴۴۱۔ مشکوٰۃ المصابیح۔ باب البیان والشعر، ص ۴۰۹۔ اشعۃ اللمعات، جلد ششم، باب البیان والشعر، ص ۴۵۔ التفسیر المظہری۔ جلد ہفتم، سورۃ الشعراء، ص ۹۳

۷۴۳۔ اشعۃ اللمعات۔ جلد ششم، باب البیان والشعر، ص ۴۵

۷۴۴۔ عمدۃ القاری. الجزء الثالث، بیان رجالہ...... الخ. ص ۲۱۸

۷۴۵۔ حوالۂ مذکور

۷۴۶۔ اردو نعت کا شرعی محاسبہ، بحوالہ نعت کائنات، ص ۱۱

۷۴۷۔ مفہوم نعت کے ضمن میں صاحب محیط المحیط کی رائے۔

ولعلّ قولہ محمول علی عرف الاستعمال. و نعت الکلمۃ اتبعھا بنعت وھو من کلام النحاۃ......... و استنعتہ الشئ استوصفہ.......... وعند النحاۃ تابع مکمل متبوعہ ببیان صفۃ من صفاتہٖ نحو مررت برجل کریم و یقال لہٗ الحقیقیُّ اومن صفات ما تعلّق بہ نحو مررت برجل کریم ابوہُ ویقال لہ السبّبی ج نُعُوت. فالکریم فی المثالین نعت و الرجل منعوت. و قال فی الکلّیات النعت فی اللّغۃ عبارۃ عن الحلیۃ الظاھرۃ الدخلۃ فی ماھیۃ الشئ وما شاکلھا کالانف و الاصابع و الطول و القصر و نحوذٰلک و الصفۃ عبارۃ عن العوارض کالقیام و القعود و نحوھما. وقیل النعت یستعمل فی مایتغیر و الصفۃ تشتمل المغیّر و غیر المتغیّر. وقال قوم منھم ثقلب النعت ماکان خاصّاً کالا عور والاعرج و الصفۃ ماکان عامّاً کالعظیم والکریم و عندھولآء یوصف اللّٰہ تعالیٰ ولاینعت. النعتۃ المرّۃ و النعت للفرس المذکور. محیط المحیط. ص ۹۰۲

۷۴۸۔ اردو میں نعت گوئی۔ باب اول (تمہیدی مباحث، ص ۱)

۷۴۹۔ نور اللّغات، جلد سوم، ص ۹۵۱

۷۵۰۔ غیاث اللّغات، ص ۵۲۷۔ اردو نعت کا شعری محاسبہ، ص ۹۔ اردو میں نعت گوئی، ص ۶

۷۵۱۔ فرہنگ آصفیہ، جلد چہارم، ص ۵۷۹۔ علمی اردو لغت، ۱۵۱۵

۷۵۲۔ عصر حاضر کے نعت گو، ص ۱۰۔ اردو کی نعتیہ شاعری، ص ۲۱۔ جامع اللّغات، ص ۱۶۷۔ لغات کشوری، ص ۶۰۱۔ نور اللّغات۔ جلد چہارم، ص ۶۸۱

۷۵۳۔ المعجم الاعظم۔ جلد پنجم، ص ۲۹۳۹

۷۵۴۔ المنجد فی اللّغۃ، ص ۸۱۹

۷۵۵۔ نعتیہ شاعری کا ارتقاء (عربی و فارسی کے خصوصی مطالعے کے ساتھ)، ڈاکٹر محمد اسمٰعیل آزاد فتح پوری، ص ۲۳
۷۵۶۔ ارمغان نعت، ص ۳۷۱
۷۵۷۔ حوالۂ مذکورہ
۷۵۸۔ المنجد فی الاعلام، ص ۳۲۰
۷۵۹۔ تاج العروس۔ جلد اول، ص ۵۹۳
۷۶۰۔ حوالۂ مذکور۔ المنجد فی اللغۃ، ص ۸۱۹۔ محیط المحیط، ص ۹۰۲
۷۶۱۔ اردو میں نعتیہ شاعری، ص ۳۱۷
۷۶۲۔ حوالۂ مذکورہ، ص ۳۱۶
۷۶۳۔ تاج العروس۔ جلد اول، ص ۵۹۳
۷۶۴۔ اردو کی نعتیہ شاعری، ص ۲۱ بحوالہ اردو نثر میں سیرت رسول ﷺ، ص ۱۲
۷۶۵۔ جامع شمائل ترمذی، ۵۶۷
۷۶۶۔ اردو میں نعتیہ شاعری، ص ۳۱
۷۶۷۔ شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاریؓ للبرقوقی، ص ۶۶
۷۶۸۔ اردو میں نعت گوئی، ص ا؛ عہد رسالت ﷺ میں نعت، ص ۱۹
۷۶۹۔ اردو نعت کا شرعی محاسبہ، ص ۹۔ نعتیہ شاعری کا ارتقاء (عربی و فارسی مطالعہ کے ساتھ) ص ۱۹
۷۷۰۔ حمد و نعت، مرتبہ راجا رشید محمود، حصہ دوم، ص ۲۶۔ نعت (ماہنامہ) شمارہ فروری ۱۹۸۸۔ ص ۲۶۔ مضمون، نعت کیا ہے؟'' از سید ریاض حسین شاہ گیلانی
۷۷۱۔ حمد و نعت، حصہ دوم، ص ۲۷
۷۷۲۔ میزان الصرف، حاشیہ، ص ۲۶
۷۷۳۔ نعتیہ شاعری کا ارتقاء (عربی و فارسی مطالعے کے ساتھ) ص ۱۹
۷۷۴۔ حوالۂ مذکور
۷۷۵۔ تاج العروس۔ جلد اول، ص ۵۹۳ البستان (معجم لغوی)، الجزء الثانی، ص ۲۴۴۷
۷۷۶۔ المنجد فی اللغۃ، ص ۸۱۹
۷۷۷۔ محیط المحیط، ص ۹۰۲
۷۷۸۔ المنجد فی اللغۃ، ص ۸۱۹؛ المعجم الاعظم۔ جلد ۵، ص ۲۹۴۳۔ البستان (معجم لغوی) الجزء الثانی، ص ۲۴۴۷۔ محیط المحیط، ص ۹۰۲
۷۷۹۔ المنجد فی اللغۃ، ص ۸۱۹
۷۸۰۔ حوالۂ مذکور
۷۸۱۔ محیط المحیط، ص ۹۰۲
۷۸۲۔ المعجم الاعظم۔ جلد پنجم، ص ۲۹۴۳۔
۷۸۳۔ حوالۂ مذکور
۷۸۴۔ المنجد فی اللغۃ، ص ۲۹۴۳۔ البستان (معجم لغوی) الجزء الثانی، ص ۲۴۴۷
۷۸۵۔ المعجم الاعظم، جلد پنجم، ص ۲۹۴۳۔ البستان (معجم لغوی)، الجزء الثانی، ص ۲۴۴۷
۷۸۶۔ عہد رسالت میں نعت، ص ۱۹

۷۸۷۔ تاج العروس۔ جلد اول، ص ۵۹۳
۷۸۸۔ لسان العرب لابن منظور الافریقی، ص ۶۶۸
۷۸۹۔ جمھرۃ اللغۃ، ص ۳۶
۷۹۰۔ الصحاح۔ اسمٰعیل بن حماد الجوہری، جلد اول، ص ۲۶۹
۷۹۱۔ تاج العروس للزبیدی۔ جلد اول، ص ۵۹۳
۷۹۲۔ الصحاح للجوہری، جلد اول، ص ۲۶۹
۷۹۳۔ لسان العرب لابن منظور، الجزء اول، ص ۴۰۵
۷۹۴۔ تاج العروس، جلد اول، ص ۵۹۳
۷۹۵۔ المعجم العربیہ ولیم ٹامس ورتھ، ص ۱۱۲۱، ۱۱۲۲
۷۹۶۔ القاموس العصری، الیاس، ص ۷۱۶
۷۹۷۔ المنجد فی اللغۃ، ص ۸۱۹ البستان (معجم لغوی)، الجزء الثانی، ص ۲۴۴۷
۷۹۸۔ محیط المحیط، ص ۹۰۲
۷۹۹۔ المنجد، ص ۸۱۹۔ المعجم الاعظم، جلد پنجم، ص ۲۹۴۳
۸۰۰۔ محیط المحیط، ص ۹۰۲
۸۰۱۔ حوالۂ مذکور
۸۰۲۔ عہد رسالتؐ میں نعت، ص ۲۰
۸۰۳۔ جامع الترمذی، ص ۵۶۸، حاشیہ نمبر ۳۔ اردو میں نعتیہ شاعری، ص ۲۹۔
۸۰۴۔ مثنوی جمال محمدؐ، ص ۲۵۔ نعت کائنات، ص ۱۲
۸۰۵۔ محیط المحیط، ص ۹۰۲۔ البستان (معجم لغوی)، الجزء الثانی، ص ۲۴۴۷
۸۰۶۔ عہد رسالتؐ میں نعت، ص ۷
۸۰۷۔ مثنوی جمال محمدؐ، ص ۲۷
۸۰۸۔ اختر شیرانی اور جدید اردو ادب۔ ڈاکٹر یونس حسنی، ص ۲۵۲
۸۰۹۔ اردو کی نعتیہ شاعری، ص ۳۱
۸۱۰۔ اردو نعت کا شرعی محاسبہ، ص ۱۰
۸۱۱۔ نعت نگاری اتر پردیش میں۔ علی جواد زیدی، جلد ۲، شمارہ ۲، مطبوعہ تحریر دہلی، ۱۹۶۱
۸۱۲۔ خیر البشرؐ کے حضور میں۔ ممتاز حسن، ص ۱۵
۸۱۳۔ بال جبریل، ص ۱۱۳۔ کلیات اقبال (اردو)، ص ۴۰۵
۸۱۴۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۲۔ ایضاً ص ۳۱۴
۸۱۵۔ اردو میں نعت گوئی، ص ۹، ۱۰
۸۱۶۔ لوح بھی تو قلم بھی تو، راز کاشمیری، ص ۲۹
۸۱۷۔ ضامن حقیقت۔ ضامن حسنی، ص ۲۶
۸۱۸۔ کیفِ مسلسل۔ حافظ لدھیانوی بحوالہ نعت کائنات، ص ۱۳
۸۱۹۔ مخزن نعت۔ مرتبہ پروفیسر محمد اقبال جاوید، ص ۷
۸۲۰۔ نعتیہ شاعری کا ارتقاء، ص ۲۳

۸۲۱۔ محیط المحیط۔ بطرس البستانی، ص۹۷۲۔ محیط المحیط میں بطرس البستانی نے وصف کے ضمن میں یوں تحریر کیا ہے۔

وصف کی تعریف:

وصفَ الشیئ، یصِفه، وَ صَفاً وصِفةً نعته بما فیه و حلاهٗ. و یقال الصفة انما هی فی الحال المنتقلة و النعت بما کان فی خَلق اوخُلقٍ، راجع ذٰلک فی ن . ع. ت. و و صف المهر توجه لشیٔ من حسن السیرة. یقال هٰذا مهر قد وَصَفَ. ای و صف المشیٔ و اجاد، وقول الشماخ یصف بعیراً.

اذا ما ادلجت و صفت بداها ☆ لها اْلا دالاج لیلة لاهجوعُ

یرید اجادت السیر. ووصف الطبیب المریض و صفةً بین له مایتعالج به. والاسم الوصفة اومولّدة. ووصف الغلام یوصفُ و صافةً بلغ حدّالخدمة. فهو وصِیف، والاسم الا یصاف والوصَافة. واصفُه مواصفَةً باعه الشیٔ بالمواصفة. و تواضفوا الشیٔ و صفه بعضهم لبعض. واتّصف الشیٔ صار متواصفاً یقال اتّصف بالصفات الجمیلة. وقال طرفة بن العبد.

انی کفانی من امرهممت به ☆ جارکجار الحذافیّ الذی اتّصافا

ای صارموصوفاً بحسن الجوار. و استوصف الغلامه بلغ حدّ الخدمة. وفلاناً الشیٔ سأله ان یصفه له. و الطبیب لدآئه سأله ان یصف له مایتعالج به. الوصّاف العارف بالوصف. وقول الحریریّ من مقامته العمانیّة فانک ستجد منی عرّافاً کافیاً ووصّافاً شافیاً. ای طبیاً ماهراً. لوصف مصدر و عند الاصولیّین علّة القیاس. و عند الفقهاء مقابل الاصل. و یطلق عند اهل العربیة علی النعت و علی القائم بالغیر و علٰی مایقابل الاسم. وترادفهُ الصفة فی هٰذه المعانی الثلثه. وقال فی التعریفات الوصف عبارة عمّادلّ علٰی الذات با عتبار معنی هوالمقصود من جوهر حروفه. ای یدلّ علی الذات بصفة کاحمر فانه بجوهر حروفه یدل علٰی معنًی مقصود و هو الحمرة. فالوصف والصفة مصدر ان کالوعد و البعدة. والمتکلّمون فرّقوابینهما فقالو الوصف یقوم بالواصف والصفة تقوم بالموصوف. ج اوصاف.

ووصف الموضوع عند المنطقیین مفهوم الموضوع و حقیقتة و یُسمیّ عنوان الموضوع ایضاً. الوصفِیّة حال الوصف. الصفة مصدر ومایقوم بالموصوف کالعلم و السواد. اوهی الامارة و الحلیة الازمة بذات الموصوف الذی یعرف بها. و اماالنحاة فانمایریدون بهما الاسم الدّال علٰی بعض احوال الذات کاسم فاعل کالضارب اواسم المفعول کالمضروب اومایرجع الیهامن طریق المعنی کمثل و شبه بعمنی مماثل و مشآبه و مایجری مجری ذٰلک. یقولون رأیت اخاک الظریف فالا خ هوالموصوف و الظریف هوالصفة فلهٰذا قالوا لایجوزان یضاف الشیٔ الیٰ صفته کمالایجوز ان یضاف الی نفسه لان الصفة هی الموصوف عندهم ج صفات. و الصفة المشبهة عند الصرفیین اسم مشتق من فعل لازم لما قام ذٰلک الفعل به علٰی معنی الثبوت کحسن و عطشان.

والصفات الذاتیة هی مایوصف اللّٰه به ولایوسف بضدّه نحوالقدرة و العزة و العظمة وغیرها. والصفات الفعلیة هی ما یجوز ان یوصف اللّٰه بضدّه کالرضی والرحمة والسخط والغضب ونحوها .والصفات الجمالیة ما یتعلق باللّطف و الرحمة. و الصفات الجلالیة ما یتعلق بالقهر والعزة و العظمة و السعة. الصفاتیه، نسبة الی الصاف وهم فرقة ینکرون ان اللّٰه صفات ولا

یقرّون الاَبذات الالوهیة الواحد الصفاتی. الوصیف العلام دون المراهق ج وُصَفَآء. الوصیفة الجاریة دون المراهقة ج وصائف. بیع المواصفة عند الفقهآء ان یبیع الشئ بالصفة من غیر رئویة او ان یبیع مالیس عندهُ ثم یبتاعه فید فعه الی المشتری. قیل له ذٰلک لانه باعهُ من غیر نظر ولا حیازة ملکٍ. ویقال لهُ بیع المراوضة ایضاً.

محیط المحیط، بطرس البستانی، ص۹۷۲، مکتبہ لبنان۔ بیروت ۱۹۸۷

۸۲۲۔ عربی میں نعتیہ کلام، ۲۹

۸۲۳۔ حوالۂ مذکور

۸۲۴۔ المنجد فی اللغۃ، ص۹۰۳۔ المعجم الاعظم، جلد پنجم، ص۳۱۲۸۔

۸۲۵۔ حوالۂ مذکور، ص۸۱۹

۸۲۶۔ حوالۂ مذکور، ص۹۰۳۔ المعجم الاعظم، جلد پنجم، ص۳۱۲۸

۸۲۷۔ حوالۂ مذکور، ص۸۱۹۔ البستان (معجم لغوی)۔ الجزء الثانی، ص۲۴۴۷

۸۲۸۔ حوالۂ مذکور، ص۹۰۳۔ المعجم الاعظم۔ جلد پنجم، ص۳۱۲۸، ۳۱۲۹

۸۲۹۔ حوالۂ مذکور ایضاً وایضاً

۸۳۰۔ محیط المحیط، ص۹۷۲

۸۳۱۔ المنجد فی اللغۃ، ص۸۱۹۔ المعجم الاعظم۔ جلد پنجم، ص۲۹۴۳

۸۳۲۔ حوالۂ مذکور، ص۹۰۳۔ البستان (معجم لغوی)۔ الجزء الثانی ص۲۴۴۷

۸۳۳۔ حوالۂ مذکور، ص۸۱۹۔ المعجم الاعظم۔ جلد پنجم، ص۲۹۴۳۔ البستان (معجم لغوی)۔ الجزء الثانی، ص۲۴۴۷

۸۳۴۔ المنجد فی اللغۃ، ص۹۰۳۔ المعجم الاعظم۔ جلد۵، ص۳۱۲۹

۸۳۵۔ حوالۂ مذکور، ص۸۱۹۔ ایضاً ص۲۹۴۳

۸۳۶۔ المنجد فی اللغۃ، ۹۰۳

۸۳۷۔ حوالۂ مذکور، ص۸۱۹

۸۳۸۔ محیط المحیط، ص۹۷۲۔ المعجم الاعظم، جلد۵، ص۳۱۲۸

۸۳۹۔ النہایۃ فی غریب الحدیث والاثیر (ابن اثیر)، جلد۵، ص۷۹

۸۴۰۔ مسند ابن حنبلؒ.......... قال فجاء ت علی النعت المکروہ (جلد پنجم، ص۳۳۴) میں برے وصف کے لیے نعت سُوء کی بجائے نعت مکروہ کے لفظ بھی ملتے ہیں۔ اس حدیث کو امام داری نے (طلاق: ۲۷) اور ابن ماجہ نے (سنن ابن ماجہ، طلاق: ۲۷) میں نقل کیا ہے۔

۸۴۱۔ تاج العروس۔ جلد اول، ص۵۹۳

۸۴۲۔ جامع الترمذی، ص۵۶۸، حاشیہ۳

۸۴۳۔ اردو میں نعتیہ شاعری، ص۲۹

۸۴۴۔ مثنوی جمال محمدؐ۔ سید شمس الحق بخاری شمس، ص۲۵ (پس منظر)

۸۴۵۔ تاج العروس۔ سید مرتضےٰ الزبیدی، جلد اول، ص۵۹۳

۸۴۶۔ محیط المحیط۔ ۹۷۲

۸۴۷۔ حوالۂ مذکور

۸۴۸۔ الصحاح، ص ۲۶۹ ۔القاموس المحیط ، الجزء الاول، ص ۱۵۹۔صراح ،ص ۶۹ ۔ منتھی الارب، ص ۱۸۶۷۔ فاکھۃ البستان، ص ۱۵۷۰۔ المعجم الوسیط، ص ۹۴۱، معجم العربیہ، ص ۱۱۳۱۔ المعجم الاعظم، ص ۲۹۴۳۔ الرائد، ص ۱۵۱۳۔ المنجد فی اللغۃ، ص ۸۱۹۔ القاموس العصری، ص ۱۶۷۔ تاج العروس۔ الجزء الاول، ص ۵۹۳۔ لسان العرب۔ الجزء الاول، ص ۴۰۵۔ لغات الحدیث۔ جلد ششم، ص ۸۹۔ محیط المحیط، ص ۹۰۲۔ البستان (معجم لغوی)، الجزء الثانی، ص ۴۴۴

۸۴۹۔ تاج العروس۔ جلد اول، ص ۵۹۳ جامع الترمذی۔ ص ۵۶۷، حاشیہ ۳

۸۵۰۔ مصطلحات علوم وفنون عربیہ محی الدین غازی اجمیری، ص ۲۷۷

۸۵۱۔ مجمع بحار الانوار۔ مولانا شیخ محمد طاہر، جلد سوم، ص ۳۷۱

۸۵۲۔ کتاب العمدۃ۔ جلد دوم، ص ۲۲۶

۸۵۳۔ کشف المحجوب، حوالۂ مذکور، ص ۱۰۷۔ شیخ علی ہجویری الشہیر بہ داتا گنج بخشؒ۔ مترجم ابوالحسنات محمد احمد قادری، ص ۱۰۵

۸۵۴۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۰۷

۸۵۵۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۳۱

۸۵۶۔ اردو میں نعت گوئی، ص ۶ کشف الظنون۔ حاجی خلیفہ، جلد اول، ص ۸۱۰

۸۵۷۔ اردو میں نعتیہ شاعری، ص ۱۳۲

۸۵۸۔ ارمغان نعت، ص ۱۵، ۱۶ "ورفعنا لک ذکرک" از عبدالقدوس ہاشمی

۸۵۹۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۶

۸۶۰۔ برصغیر پاک و ہند میں عربی نعتیہ شاعری، ص ۱۳۲

۸۶۱۔ الوسیط فی الادب العربی وتاریخہ، ص ۴۸

۸۶۲۔ الدین والاخلاق فی الشعر للشوقی، ص ۵۱

۸۶۳۔ حمد و نعت۔ حصہ دوم، ص ۵۶ نعت (ماہنامہ) شمارہ فروری ۱۹۸۸۔ "نعت کیا ہے" (نعت میں احترام رسالتؐ کے تقاضے) از ڈاکٹر محمد اسحٰق قریشی

۸۶۴۔ تقویم تاریخی، ص ۷۰۔ المنجد فی الاعلام، ص ۱۸۶

۸۶۵۔ ارمغان نعت، ص ۱۵۔ مقدمہ بعنوان "ورفعنالک ذکرک"

۸۶۶۔ اردو میں نعت گوئی، ص ۴

۸۶۷۔ تقویم تاریخی، ص ۶۰

۸۶۸۔ نعت کائنات، ص ۱۲

۸۶۹۔ حوالۂ مذکور

۸۷۰۔ سنن نسائی (اردو) مترجم: مولوی دوست محمد و مولوی عبدالستار قادری، جلد دوم، کتاب الصیام، ص ۱۴۔ نعت کائنات، ص ۱۲

۸۷۱۔ سنن نسائی (اردو)، جلد دوم، کتاب الصیام، ص ۱۵

۸۷۲۔ سنن دارمی۔ ابو محمد عبداللہ محمد بن عبدالرحمٰن، الجزء الاول، باب صفۃ النبی ﷺ فی الکتب قبل مبعثہ، ص ۶

۸۷۳۔ النہایۃ فی غریب الحدیث والاثر۔ الجزء الخامس، ص ۷۹

۸۷۴۔ سنن ابوداؤد (اردو) جلد سوم، باب القسامۃ (دیت کا بیان)، ص ۴۲۳

۸۷۵۔ بخاری شریف (اردو)۔ جلد دوم، کتاب الانبیاء ص ۳۲۰۔ شرح صحیح مسلم (اردو)۔ جلد اول، کتاب الایمان، ص ۶۸۲

۸۷۶۔ حمد و نعت، ص ۲۷ تا ۲۹۔ نعت (ماہنامہ) شمارہ فروری ۱۹۸۸۔ ''نعت کیا ہے'' از سید ریاض حسین شاہ، ص ۲۷، ۲۸۔ نعت کائنات، ص ۱۲

۸۷۷۔ نعت کائنات، ص ۶۵

۸۷۸۔ مثنوی جمال محمد ص ۲۴، ۲۵

۸۷۹۔ السیرۃ النبویۃ لابن ھشام۔ ص ۱۸۵ بحوالہ ترمذی، حدیث ۳۷۱۸، فی المناقب، باب ماجاء فی صفۃ النبی ﷺ۔ جامع الترمذی مع شمائل ترمذی (اردو)۔ جلد دوم، باب ماجاء فی صفۃ النبی ﷺ، ص ۶۸۰

۸۸۰۔ شمائل ترمذی مع شرح خصائل ترمذی (اردو) مولانا محمد ذکریا کاندھلوی، ص ۱۶ تا ۱۹۔ جامع ترمذی۔ مع شمائل ترمذی (اردو) جلد دوم، باب ماجاء فی صفۃ النبی ﷺ، ص ۶۷۹

۸۸۱۔ خصائل ترمذی، ص ۱۹ تا ۲۳ جامع ترمذی (اردو) جلد دوم، باب ماجاء فی صفۃ النبی ﷺ، ص ۶۸۰، ۶۸۱

۸۸۲۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۵، ۱۶۔ ایضاً ص ۶۷۹

۸۸۳۔ حوالۂ مذکور ص ۱۶

۸۸۴۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۱، ۳۲

۸۸۵۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۶

۸۸۶۔ بخاری شریف (اردو)۔ جلد دوم، باب صفۃ النبیین، ص ۳۵۶

۸۸۷۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۵۶، ۳۵۷

۸۸۸۔ المشکوۃ المصابیح، ص ۵۱۸

☆......☆......☆

باب دوم:

فصل اول:

کتب سماوی میں نعوت محمدی ﷺ

کتب سماویہ میں وصف رسول ﷺ با آیاتِ قرآنیہ وبشارت مصطفےٰ ﷺ: (ما قبل ولادت و بعثت)

اللہ رب ذوالجلال نے اپنے محبوب کریم ﷺ کا ذکر مبارک، آپؐ کے اوصافِ حمیدہ، شمائل کریمہ، خصائل عظیمہ، اسوۂ حسنہ یعنی آپ کی نعوتِ مبارکہ جس قدر کتب سابقہ، تورات وانا جیل وزبور میں مذکور فرمائی ہیں، ان کا تذکرہ بطور تصدیق وتوثیق قرآن کریم میں بھی فرمادیا ہے، تاکہ امتِ وسطیٰ (ا) واوّلین واخیرین اور بہترین امت (ب) کو بھی معلوم ہوجائے اور کفار ومشرکین سے تصدیق بھی کہ حضور نبی کریم ﷺ کی نعوتِ مبارکہ اور آپؐ کے اوصافِ ستودہ کتب سابق میں مذکور رہے ہیں، جسے یہود ونصاریٰ اب تک چھپاتے چلے آرہے ہیں۔ حضور ﷺ کی نعت، آپ کا بیان سابق کتب الہامیہ میں ایک حق اور سچ ہے اور اسے ظاہر نہ کرنا حقیقت کو چھپانا اور کتاب الٰہی کو جھٹلانا ہے، اسی لیے قرآن کریم نے اس حقانیت کی روشنی کو جگہ جگہ پھیلایا ہے۔ تصدیقات کے لیے فرمان عالی شان ہے۔

نزّل علیک الکتٰب بالحقّ مصدقاً لما بین یدیه وانزل التوراة والانجیل. (۱)

ترجمہ: اس نے تم پر یہ سچی کتاب اتاری اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی اور اس نے اس سے پہلے توریت اور انجیل اتاری۔ (ج)

سابقہ کتب الٰہیہ کی تصدیق کے بعد آخری کتاب کو گواہ بنادیا، بعدازاں اپنے محبوب ﷺ کی نعت بیان فرمائی کہ یہ نعوت محمدی ﷺ ان کتب میں بھی درج ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الّذین یتّبعون الرّسول النّبی الامّی الّذی یجدونه مکتوباً عندهم فی التّوراة والانجیل. (۲)

(ا) قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: وکذٰلک جعلنکم امةً وّسطاً لتکونوا شهدآء. (اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں سب امتوں میں افضل کیا، کہ تم لوگوں پر گواہ ہو) پارہ ۲، سورۃ البقرہ، آیت ۱۴۳۔ ترجمہ کنز الایمان

(ب) قرآن میں فرمان رب ذوالجلال ہے: کنتم خیر امّة اخرجت للنّاس. (تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں) پارہ ۴، سورۂ آل عمران، آیت ۱۱۰۔ ترجمہ کنز الایمان

(ج) ترجمہ کنز الایمان، ص ۸۹

ترجمہ:۔ وہ جو غلامی کریں گے اس رسولؐ بے پڑھے، غیب کی خبریں دینے والے کی، جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں۔(ا)

ایک اور مقام پر ارشاد گرامی ہے:

محمد رسول اللّٰہ والذین معه اشِدّآء علی الکفّار رحمآء بینھم ترٰھم رکّعاً سجّداً یبتغون فضلاً من اللّٰہ و رضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود ذٰلک مثلھم فی التوراة و مثلھم فی الانجیل کزرع اخرج شطئه. (٣)

ترجمہ:۔ محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے، سجدے میں گرتے، اللہ کا فضل و رضا چاہتے، ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے، یہ ان کی صفت تعریف میں ہے اور ان کی صفت انجیل میں، جیسے ایک کھیتی اس نے اپنا پٹھا نکالا۔(ب)

اگلی کتب میں نعوتِ مصطفےٰ ﷺ کی تصدیق کے لیے قرآن کریم کی دیگر آیاتِ کریمہ بھی ملاحظہ کیجیے۔(ج)

حضور نبی کریم ﷺ کو تورات و انجیل میں اللہ رب ذوالجلال نے "ہدایت" اور "نور" قرار دیا ہے یعنی تاریکی میں راستہ دکھانے والا۔ اس بات کو اللہ رب ذوالجلال نے قرآن کریم میں واضح طور پر بیان فرمایا ہے۔ یہ بات اس بات کے جواب میں ہے کہ یہود و نصاریٰ اپنی اپنی کتب میں نشانات و بشارات و اعلانات کے سبب حضرت محمد ﷺ کی ذات بابرکات سے بہت اچھی طرح آگاہ اور باخبر تھے، وہ ایسے اور اتنے دیدہ و شنیدہ تھے کہ جس طرح اپنی اولاد نرینہ کو جانتے تھے، جیسا کہ قرآن کریم میں کہا گیا (د) وہ تورات و انجیل میں آپ کا ذکر مبارک نہایت صاف، واضح اور بیّن طور پر لکھا ہوا پاتے تھے لیکن انہوں نے ان دونوں کتب میں ردّ و بدل کر دیا تا کہ بقول اس آیت کریمہ کے:

یرِیدون ان یطفئو نور اللّٰہ بافواھھم ویابی اللّٰہ الّا ان یتمّ نورہ ولو کرہ الکفرون. (۴)

(ا) ترجمہ:۔ کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن از مولانا شاہ احمد رضا خان بریلویؒ، ص ٣٠۵، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، سیریل نمبر ١٦٣، لاہور

(ب) حوالۂ مذکور ایضاً، سورۂ فتح، ص ٩٢٦

(ج) پارہ ١، سورۂ بقرہ، آیت ٩٧، حوالۂ مذکور ایضاً۔ پارہ ١، سورۂ بقرہ، آیت ١٠١۔ پارہ ٦، سورۃ المائدہ، آیت ۴٦ تا ۴٨۔ پارہ ٧، سورۃ الانعام، آیت ٩٢۔ پارہ ٣، سورۂ ال عمران، آیت ۵٠۔ پ ٣، سورۂ ال عمران، آیت ٨١

(د) قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **الّذین اٰتینٰھم الکتب یعرفونه کما یعرفون ابناء ھم.** (پارہ ٢، سورۃ البقرہ، آیت ١۴٦۔ سورۃ الانعام، پارہ ٧، آیت ٢٠)

(وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے آدمی اپنے بیٹے کو پہچانتا ہے۔) ترجمہ: کنزالایمان، ص ۴٠

ترجمہ:۔ چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے منہ سے بجھادیں اور اللہ نہ مانے گا مگر اپنے نور کا پورا کرنا پڑے برا مانیں کافر۔(ا)

تینوں کتب تحرّ ف وتبدّ ل کے باوجود ہمارے نبی کریم ﷺ کے دلائل واعجاز نبوت ﷺ بھرپور ہیں اور حضور اکرم ﷺ کی شریعت ورسالت کی واضح ،مبین وبیّن نشانیاں ان میں ہویدا ہیں ،لہٰذا یہود ونصاریٰ کا انکار وانحراف انہیں اس سے کس طرح مستغنی کرسکتا ہے۔ یہ کس طرح ان احکام خداوندی سے منہ موڑ سکتے ہیں اور کس طرح یہ بشارات واوصاف ونعوت محمدی ﷺ کی تصدیق وتوثیق رسالت مآب ﷺ سے بری الذ مہ ہوسکتے ہیں ،جب کہ اللہ رب ذوالجلال نے ان اقوام کوان کے انبیائے کرام علیہم السلام کے ذریعے پہلے ہی آپ کی اطاعت وفرماں برداری اور علامات وآثار واحوال سے آگاہ وباخبر فرمادیا تھا۔قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وقفّينا علىٰ آثارهم بعيسىٰ ابن مريم مصدقا لّما بين يديه من التوراة واٰتينه الانجيل فيه هدى وّنور. (۵)

ترجمہ:۔اور ہم ان نبیوں کے پیچھے ان کے نشانات قدم پر عیسیٰ بن مریم کولائے تصدیق کرتا ہوا توریت کی جو اس سے پہلے تھی اور ہم نے اسے انجیل عطا کی جس میں ہدایت اور نور ہے۔(ب)

ایک مقام پر قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولـمّـا جـآء هـم كتب من عندالله مصدق لما معهم و كانوا من قبل يستفتحون على الذين كفروا فلمّا جاء هم مّاعرفوا كفروا به. (۲)

ترجمہ:۔اور جب ان کے پاس اللہ کی وہ کتاب (قرآن) آئی جوان کے ساتھ والی کتاب (توریت) کی تصدیق فرماتی ہے اور اس سے پہلے وہ اس نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے،تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا اس سے منکر ہو بیٹھے۔(ج)

مولانا نعیم الدین مرادآبادی حاشیہ کنزالایمان میں لکھتے ہیں:

''سیدالانبیا ﷺ کی بعثت اور قرآن کریم کے نزول سے قبل یہود اپنی حاجات کے لیے حضور ﷺ کے نام پاک کے وسیلے سے دعا کرتے اور کامیاب ہوتے تھے(د) وہ اس طرح دعا کرتے تھے۔

(ا) ترجمہ کنزالایمان،ص ۳۴۵

(ب) کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن ص ۲۰۸،سریل نمبر ۱۶۳

(ج) ترجمہ کنزالایمان ص ۲۴،۲۵

(د) حضور ﷺ سے قبل جہاں میں حضور ﷺ کی تشریف آوری کا شہرہ تھا۔اس وقت بھی حضور ﷺ کے وسیلے سے خلق کی حاجت روائی ہوتی تھی ،وہ بھی ان کی جو غیر مذہب اور غیر مسلم تھے لیکن آپ کی آمد پر یقین کامل رکھتے تھے۔اب اگر آپ کا امتی ،آپ کو رسول ماننے اور ان کا کلمہ پڑھنے ،ان پر ایمان رکھنے والا حاجت روائی کی درخواست کرے ،ان کا وسیلہ پکڑے تو یہ کیوں کر ممکن ہے کہ غیر ایمان یافتہ تو کامیاب ہو اور ایمان یافتہ ناکام۔مقام فکر یہ ہے کہ منکرین وسیلۂ رسول ﷺ اپنے عقائد پر غور کریں کہ یہود کا عناد وحسد کس سبب سے تھا اور یہ کیوں کر منکر ہیں۔

اللّٰهم افتح علینا و انصرنا با النبی الامی. (۷)

ترجمہ: (یارب ہمیں نبی اُمّی کے صدقہ میں فتح ونصرت عطا فرما۔

یہود احسان فراموش قوم ہے۔ زبیر بن بکار اخبار مدینہ میں حضرت کعبؓ سے راوی کہ مدینہ کے بنو قریظہ اور نضیر کے یہود جب دیگر قبائل عرب ومشرکین سے برسر پیکار ہوتے تو یوں دعا کرتے تھے۔

اللّٰھمّ انّا نستنصرک بحق النّبی الُامّی الذی وعدتّ انک باعثه اٰخر الزمان اَلاانصرتنا علیھم وفی لفظ اللّٰھمّ انصرنا با النّبی المبعوث فی اٰخرالزمان الذی نجدنعته و وصفه فی التوراۃ فینصرون. (۸)

ترجمہ:۔ اے اللہ! ہم تجھ سے اس نبی ﷺ کے وسیلے سے مدد کے طلب گار ہیں جس کے مبعوث کرنے کا تو نے وعدہ دے رکھا ہے، تو ہمیں دشمنوں کے خلاف کامیابی عطا کر۔ براویت دیگر وہ یہ دعا کرتے۔ اے اللہ! تو ہمیں آخری زمانے میں مبعوث ہونے والے نبی ﷺ کے وسیلے سے امداد عطا کر، جس کی نعت ووصف ہم تورات میں پاتے ہیں، تو اس استغاثہ کی وجہ سے ان کی مدد کی جاتی تھی۔

مذکورہ آیاتِ کریمہ اس بات پر بیّن دال ہیں کہ اگر حضور نبی کریم، سید المرسلین، خاتم النّبیین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے احوال واوصاف وآثار (نعوت وصفات) تورات وانجیل اور زبور میں لکھے ہوئے نہ ہوتے تو قرآن کریم میں اس کلام کا تذکرہ یہود ونصاریٰ کے لیے تنفّر وتعصب وتغضب کا باعث بنتا، کیوں کہ کذب واتہام انتہائی نفرت انگیز فعل ہے اور کوئی بھی صاحب ذی شعور ایسی بات نہیں کرتا جو اس کے لیے گھاٹے کا سودا ہو اور لوگ اس کے کلام کو غیر مقبول جان کر قبول کرنے سے انکار کریں، لہٰذا جب رسول کریم ﷺ نے تورات وانجیل میں اپنے احوال واوصاف وانعات کے ہونے کا ذکر فرمایا تو فی الواقع یہ تورات وانجیل میں نعت محمدی ﷺ، صفات نبوی ﷺ اور اوصاف رسول کریم ﷺ کے ہونے کی دلیل ہے اور صحتِ نبوتِ محمدیہ ﷺ کی عظیم الشان شہادت ہے، مگر اہل کتاب (یہود ونصاریٰ) دانستہ اخفائے حق سے کام لیتے رہے ہیں، جیسا کہ اس اخفائے حق کے بارے میں قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ شاہد حق ہے۔

ومن اظلم ممّن کتم شھادۃً عندہ من اللّٰه. (۹)

ترجمہ: اور اس سے بڑھ کر ظالم کون، جس کے پاس اللہ کی گواہی ہو اور وہ اسے چھپائے۔ (کنز الایمان)

ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

وان فریق منھم لیکتمون الحق وھم یعلمون.(۱۰)
ترجمہ:۔اور بے شک ان میں ایک گروہ جان بوجھ کر حق چھپاتے ہیں۔(کنزالایمان)
اس سلسلے میں مزید آیات کریمہ ملاحظہ ہوں۔(۱)

قرآن کریم میں کئی آیات کریمہ اس بات پر دال ہیں کہ یہود حق کو چھپاتے اور نعوت رسول کریم ﷺ، جو ان کی کتب تورات میں مذکور ہوئیں، ان کو بدل دیتے یا اس کے بیان سے گریز کرتے۔ان کی اس مذہبی بدخصلتی، بد معاملگی اور شدت پسندی و تعصب و بغض و عناد اور حسد کے سبب اللہ تعالیٰ نے، مسلمانوں کو یہودیوں کی دشمنی اور اسلام سے ان کی کھلی جنگ کا واشگاف الفاظ میں انتباہ فرمایا کہ ان سے خیر کی امید، بھلائی کی توقع اور وفاداری و اطاعت شعاری کی امید ہرگز نہ رکھو کہ یہ تمہارے نبی ﷺ، دین اسلام اور مسلمانوں کے ازلی دشمن ہیں۔اللہ رب ذوالجلال فرماتا ہے:

افتطمعون ان منوالکم وقد کان فریق منھم یسمعون کلٰم اللّٰہ ثم یحرّفونہ من بعد ماتعملوہ وھم یعلمون.(۱۱)
ترجمہ:۔تو اے مسلمانو! کیا تمہیں یہ طمع ہے کہ یہ(یہودی) تمہارا یقین دلائیں گے اور ان میں کا تو ایک گروہ وہ تھا کہ اللہ کا کلام سنتے پھر سمجھنے کے بعد اسے دانستہ بدل دیتے۔(کنزالایمان)
مزید تفصیل کے لیے دیکھیے، حاشیہ کنزالایمان، سورۃ البقرہ، آیت ۷۵، ص ۲۰۔۲۱

یہود، دنیا کی بدترین، سرکش ترین اور خبیث قوم ہے۔اس فسادی ذہن قوم کو ہمارے حضور نبی کریم ﷺ سے سب سے زیادہ بغض و عناد اور حسد ہے۔یہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے۔یہود، دنیا کی حاسد ترین مقام ہے اور مسلمان و اسلام دشمنی میں اس کا کوئی ثانی نہیں۔یہ سازشی فطرت، فتین و بدطینت قوم ہے۔ان کا بغض و عناد اور حسد آج سولہ صدیوں کے بعد بھی اسلام اور اہل اسلام (مسلمانوں) کے ساتھ اسی طور قائم ہے، جس طرح روز اوّل تھا۔یہ اتنی شقی القلب اور کینہ پرور قوم ہے کہ اس نے حق اور سچ کہنے، راستی و ہدایت کی بات کہنے کے سبب اپنے انبیائے کرام علیہم السلام کو بھی شہید کرنے میں عار محسوس نہ کیا۔قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

ویقتلون النبیّین بغیر الحق.(۱۲)
ترجمہ:اور انبیائے کرام کو ناحق شہید کرتے۔

کہا جاتا ہے کہ اس قوم نے تقریباً تین ہزار انبیائے کرام کو شہید کیا۔یہ بات قابل ذکر ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام میں سے علاوہ ایک محمد عربی ﷺ کے، بقیہ تمام انبیائے کرامؑ اس قوم بنی اسرائیل میں یہود و

(۱) پارہ ۶، سورۃ النساء، آیت ۱۵۵، پارہ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۹۱۔پارہ ۲، سورۃ البقرہ آیت ۴۲

نصاریٰ کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمائے گئے، لیکن آج تک ان کی سرشت کج کی کج رہی۔ یہ قوم اپنے نبی کی تعلیم کا کوئی اثر قبول نہ کرسکی۔ امام جلال الدین سیوطیؒ نے بحوالہ جمل لکھا ہے:

اتبعناهم رسولا قد قیل ان عددالانبیاء بین موسیٰ و عیسیٰ سبعون الفاً وقیل اربعة الآف وکان جمیعاً علی شریعة موسیٰ وکانوا مامورین بالعمل بالتوراة وتبلیغها الیٰ اممهم. (۱۳)

ترجمہ:۔ ہر رسول نے ایک دوسرے کی اتباع کرتے، پیروی کرتے ہوئے اللہ کا پیغام پہنچایا۔ کہا گیا کہ حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ کے مابین ستر ہزار انبیائے کرام کو بعض قول کے مطابق چار ہزار کو مبعوث کیا گیا۔ وہ تمام کے تمام شریعتِ موسیٰ کے پیروکار تھے اور توراۃ کے پیغام کو پہنچانے پر مامور تھے اور اپنی اپنی امتوں کو توراۃ کی تبلیغ کرتے رہے۔

لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہودی اپنے انبیائے کرامؑ کی تکذیب اور انہیں شہید کرتے رہے، جیسا کہ ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ففریقاً کذّبتم و فریقاً تقتلون. (۱۴)

ترجمہ: ان انبیاء میں ایک گروہ کو تم جھٹلاتے ہو اور ایک گروہ کو شہید کرتے ہو۔ (کنزالایمان)

ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

ممّن فلم تقتلون انبیاء اللّٰه من قبل ان کنتم مومنین. (۱۵)

ترجمہ: تم فرماؤ کہ پھر اگلے انبیاء کو کیوں شہید کیا اگر تمہیں اپنی کتاب پر ایمان تھا۔

اس ضمن میں مزید آیات کریمہ دیکھیے (۱)

امام جلال الدین سیوطیؒ یہود کی سرکشی و ظلم و ستم کے بارے میں ان آیات کریمہ کی روشنی میں لکھتے ہیں:

ان الیهود قتل سبعین نبیاً فی اول النهار.......... وقتلتم زکریا ویحیےٰ و شعیا وغیرهم من الانبیاء. (۱۶)

ترجمہ:۔ بلاشبہ یہود نے ایک ہی دن میں ستر انبیائے کرام قتل کر ڈالے اور حضرت زکریاؑ، حضرت یحییٰؑ اور حضرت شعیاءؑ کو بھی انہوں نے ہی قتل کیا۔

ایک مقام پر آپ بحوالہ جمل لکھتے ہیں:

انهم قتلوا سبعین نبیاً فی یوم واحد فانظر اجتماع هذا العدد فی وقت واحد. (۱۷)

ترجمہ: ایک ہی وقت میں ستر انبیائے کرام کو شہید کر دیا یہود نے، اس اجتماعی عدد پر غور کیجیے۔

یہودی دین میں تحریف کے قائل تھے اور یہ آج بھی اپنی اس روش پر قائم ہیں۔ وہ دنیا میں تمام مذاہب کو اپنی

---

(۱) پارہ ۴۔ سورۂ آل عمران، آیت ۱۱۲۔ پارہ ۶، سورۃ المائدہ آیت ۷۰۔ حوالہ مذکور، آیت ۱۸۳۔ پارہ ۳، آل عمران، آیت ۲۱

مرضی ومنشاء کے مطابق ڈھالنا چاہتے ہیں، نصاریٰ بھی ان کے ہم قدم اس برائی میں پیش پیش ہیں۔ سوشلزم، کمیونزم، ہندوازم ودیگر شخصی نظام ہائے حیاتِ دنیاوی پر ان کی شورش کم اور الہامی مذاہب میں خصوصاً دین اسلام کو نشانہ بنا رکھا ہے اور مسلمانوں کو نشانے پر رکھا ہوا ہے، کیوں کہ وہ اپنے مذہب کا جنازہ تو بہت پہلے نکال چکے۔ یہودیت ونصرانیت کی یہ تدفین کر چکے، اب صرف دین اسلام ان کی نظروں میں کھٹک رہا ہے۔ اس کام کے لیے انہوں نے دنیا کے تمام ادیان باطلہ کو اپنا ہم خیال وہم رکاب بنا رکھا ہے۔ کتب الہامیہ اور دین الٰہیہ میں تحریف کی ان کی عادتِ قبیحہ اور طبیعتِ شنیعہ کے بارے میں بنی اسرائیل کی کتاب صفنیا (ا) نبی نے باب ۳ اور اشعیاء نبی نے تورات میں بیان کیا ہے۔ آیات تورات اس بات پر شاہد ہیں کہ وہ کس طرح ردّ وبدل کرتے تھے۔ دیکھیے کتاب بشریٰ، ص ۲۷۰ تا ۲۷۵

قرآن کریم ان کے بارے میں یوں شاہد ہے:

من الّذین ھادو یحرّفون الکلم عن مواضعه.(۱۸)

ترجمہ:۔ یہود کلاموں کو اس کی جگہ سے پھیر دیتے ہیں۔ (ب)

ایک مقام پر فرمایا:

ویحرّفون الکلم عن مّواضعه.(۱۹)

ترجمہ:۔ اللہ کی باتوں کو ان کے ٹھکانوں سے بدلتے ہیں۔ (ج)

صحفِ سماویہ (آسمانی کتابوں) میں حضور نبی کریم ﷺ کی نعوت وصفات اور بشارات اور مکمل صحت کے ساتھ مذکور ہیں اور اس کی تصدیق قرآن کریم کی مذکورہ آیاتِ بیّنات ہیں۔ بشارات بھی دراصل حضور ﷺ کی نعتیں ہی ہیں، اسے ہم منثور نعت کہہ سکتے ہیں۔ یہ نعوتِ کریمہ انبیائے کرام علیہم السلام کو من جانب اللہ وحی کی گئی جنہیں ہم بشارات ومبشّرات کہتے ہیں اور جو بے شمار پیش گوئیاں انبیائے کرام نے فرمائی ہیں، وہ بھی آپ کی نعت ہی ہیں خواہ وہ منثور ہوں یا منظوم۔

حضور ﷺ کا ذکر مبارک، آپ کی صفات اور آپ کی امت کی صفات، ان کی خوبیوں اور اچھائیوں کا ذکر ان تمام کتب قدیمہ میں ملتا ہے جو آپؐ سے قبل اتاری جا چکی ہیں۔ توریت ہو یا زبور یا انجیل، حضرت شعیاءؑ پر نازل ہونے والی صحائف (د) ہوں یا حضرت شعیبؑ کی کتاب، یا حضرت ادریسؑ پر نازل ہونے والے صحائف، ہر کتاب میں آپ کا ذکر موجود ہے اور ہر صاحب کتاب نے آپ کی بشارت دی ہے۔ ان قدیم کتب میں مذکور

(ا) صفنیاہ بن کوشی بن جدلیا بن امریاہ بن حزقیاہ (انجیل مقدس عہد قدیم، ص ۸۷۹)

(ب) کنز الایمان ص ۱۵۴

(ج) کنز الایمان ص ۱۹۷

(د) ان صحائف کو اشعیاءؑ یا مزامیر داؤدؑ کہا جاتا ہے

رسول کریم ﷺ کے مبارک ذکر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام تقی الدین علی السبکی (۲۰) کہتے ہیں:

وفی کلّ کتب اللّٰہ نعتک قداتی　　　یقصُّ علینا ملّة بعد ملّة(۲۱)

ترجمہ:۔اللہ تعالیٰ کی ہر کتاب میں آپ کی (نعت) تعریفات اور ذکر خیر موجود ہے جسے ہم ہر ہر قوم سے یہی سنتے آئے ہیں۔

آپ مزید کہتے ہیں:

فتورات موسیٰ والزبور بمدحہٖ　　　وانجیل عیسیٰ والقرآن توالتِ

ترجمہ: پس موسیٰ کی تورات میں اور زبور میں بھی آپ کی مدح (تعریف) بیان کی گئی ہے اور عیسیٰ کی انجیل اور قرآن بھی آپ کی نعوت مبارک سے پُر ہیں۔

فکلّ نبیّ جاء یبشّر قومہ　　　بانک تاتی خاتماً للنبوّة(۲۲)

ترجمہ:۔ ہر نبی، جو بھی آیا اس نے اپنی قوم کو یہ خوش خبری سنائی ہے کہ میرے بعد خاتم النّبیین ﷺ آنے والا ہے۔

امام سبکیؒ کا یہ قصیدۂ تائیہ ۲۳۸ اشعار پر مشتمل ہے اور آپ نے اس میں کئی مبشّرات و پیش گوئیاں منظوم فرمائی ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو امام نبہانیؒ کا مجموعۂ قصیدۂ نبہانیہ۔ (۲۳)

آپ کا اسم گرامی پچھلی کتب میں مذکور ہونے کے ثبوت و دلائل قرآن سے بھی ملتے ہیں بلکہ قرآن کریم نے تو بحیثیت آخری کتاب، امّ الکتاب ہونے کے سبب ان تمام باتوں کی تصدیق کی ہے جو کتب سابقہ میں آپؐ کے لیے مذکور ہوئیں، چناں چہ قرآن کریم میں یہ بات بھی تصدیقاً مذکور ہے کہ آپ کا ذکر مبارک زبور میں بھی ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

و انه لفی زبر الاوّلین اولم یکن لهم آیةً ان یّعلمه علمٰٓؤا بنی اسرائیل. (۲۴)

ترجمہ:۔اور بے شک ان کا چرچا اگلی کتابوں میں ہے اور کیا یہ ان کے لیے نشان نہ تھی کہ اس نبی کو جانتے ہیں بنی اسرائیل کے عالم۔ (۱)

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں علامہ نعیم الدین مرادآبادی لکھتے ہیں:

''انہ'' کی ضمیر کا مرجع اگر قرآن ہو تو اس کے معنیٰ یہ ہوں گے کہ اس کا ذکر تمام کتب سماویہ میں ہے اور اگر سید عالم ﷺ کی طرف ضمیر راجع ہو تو معنی یہ ہوں گے کہ اگلی کتابوں میں آپ کی نعت وصفت مذکور ہے'' (۲۵)

آپ مزید لکھتے ہیں:

''حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اہل مکہ نے یہود مدینہ کے پاس اپنے معتمدین کو یہ دریافت کرنے کے لیے بھیجا کہ کیا نبی آخر الزمان سید کائنات محمد مصطفیٰ ﷺ کی نسبت ان کی کتابوں میں کوئی خبر ہے۔ اس کا جواب علمائے یہود نے یہ دیا کہ یہی ان کا زمانہ ہے اور ان کی نعت وصفت توریت میں موجود ہے۔ علمائے یہود میں سے عبداللہ بن سلام اور ابن یامین اور ثعلبہ اور اسد اور اُسید، یہ حضرات جنہوں نے توریت میں حضور ﷺ کے اوصاف پڑھے تھے، حضور ﷺ پر ایمان لائے۔'' (۲۶)

(۱) کنزالایمان، ص ۶۷۵

انبیائے سابقین کو بشارتیں

حضرت ابراہیمؑ کو بشارت مصطفےٰ ﷺ بذریعہ وحی

ابوالانبیاء حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

انّ ابراهیم کان اُمّة قانتاً لِلّٰہ حنیفاًوّلم یک من المشرکین. (۲۷)

ترجمہ:۔ بے شک ابراہیم ایک امام تھا، اللہ کا فرماں بردار اور سب سے جدا اور مشرک نہ تھا۔(۱)

حضرت ابراہیمؑ ابن تارح (TERAH) کا سلسلۂ نسب بیسویں پُشت میں حضرت آدمؑ اور دسویں پُشت پر آدم ثانی حضرت نوحؑ (NOAH) سے جاملتا ہے۔ حضرت لوطؑ، حضرت ابراہیمؑ کے بھتیجے تھے۔ یہ آپ کے بھائی حاران (HARAN) کے بیٹے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ، حضرت یوسفؑ (JOSEPH) کے پردادا تھے۔ یہ حضرت یعقوب بن اسماعیل بن ابراہیم (علیہم السلام) کے بیٹے تھے۔

تورات میں حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں حضرت ابراہیمؑ کی ایک بشارت ''دنیا کی ساری قوموں کے لیے مبارک نبی'' موجود ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل سے اپنے ذبیحؑ کے بارے میں وعدہ فرمایا ہے اور ان کے ذریعے ایک نبی معظم ومحترم نورِ مجسم ﷺ کی بشارتِ عظمیٰ عطا فرمائی۔ تحریرِ وعدہ بزبان عبرانی خط ملاحظہ ہو۔

ולישמעאל
שמעתיך הנה ברכתי אתו ו
והפריתי אתו והרביתי אתו במאד מאד
שנים עשר נשיאם יוליד (۲۸)

اس تحریر کا عربی خط:

وی آی عیسبخا لغوء کا دل وی ابار کیخا واکدّیله شمیخ وهیه بیرا له واباریکر یبار یکخ و ہیقلیح اُرو نیریکو بیخ کل مشقی هوث ادمه. (۲۹)

ترجمہ:۔ اور میں تجھے ایک بڑی قوم بناؤں گا اور تجھے مبارک کروں گا جو تجھے برکت دیتے ہیں اور تجھے خفیف کرنے والوں کو لعنتی کروں گا اور برکت پائیں گے تجھ سے اس زمین کے سب گھرانے۔

علامہ وِدّیارتھی (Vidyarthi) حضرت ابراہیمؑ کی اس پیش گوئی (نعت رسول ﷺ) کے بارے میں لکھتے ہیں

(۱) ترجمہ کنزالایمان، ص ۵۰۵

کہ ''اس پیش گوئی کی چار شقیں ہیں۔ان چاروں کا ماحصل یہ ہے کہ آپ کی اولاد میں سے ایک عظیم الشان امت یا قوم ہوگی جو آپ کی برکت کی وارث ہوگی۔اس امت کی پہچان یہ ہے کہ وہ آپ کو دعائے برکت دے گی اور دنیا کی کل قومیں اس امت کے ذریعے تجھ سے برکت پائیں گے۔''تفصیل کے لیے دیکھیے میثاق النبیین ،ص ۳۱۱

آپ مزید لکھتے ہیں:

''جناب ابراہیمؑ کی پیش گوئی میں یہ الفاظ قابل لحاظ ہیں کہ'' جو تجھے برکت دیتے ہیں،ان کو برکت دوں گا۔''

دنیا میں صرف امت مسلمہ ہی ایک قوم ہے جو اپنی شبانہ روز پانچ وقت کی نمازوں میں،روزانہ وظائف میں درود شریف پڑھتی اور حضرت ابراہیمؑ کے لیے دعائے برکت بھیجتی ہے اور دنیا کا کوئی لمحہ چوبیس گھنٹوں میں ایسا نہیں ہے کہ جس میں کسی نہ کسی ملک کے مسلمان حضرت ابراہیمؑ پر درود شریف نہ پڑھ رہے ہوں۔اسی برکت کے ساتھ وہ اپنے لیے اور آنحضرتﷺ کے لیے بھی دعائے برکت پڑھتی ہے۔چوں کہ محمد رسول اللہؐ نے جناب ابراہیمؑ پر درود پڑھنے کی تاکید فرمائی اس لیے **ھل جزاء الاحسان الا لاحسان**. (۶:۵۵) کے طور پر حضرت داؤدؑ نے آپؐ کے حق میں فرمایا:

''اس کے (آنحضرتﷺ) کے حق میں سدا دعا ہوگی اور ہر روز اس کی مبارک باد کہی جائے گی۔''(زبور ۱۵:۷۲)

یہود ونصاریٰ کے ہاں کوئی روزانہ دعا حضرت ابراہیمؑ کی دعائے برکت کے مضمون پر مشتمل نہیں مانگی جاتی، پس اس برکت دینے والی قوم سے مراد صرف مسلمان ہیں۔(۳۰)

آپ مزید لکھتے ہیں:

''پیش گوئی کا دوسرا حصہ'' دنیا کے سب گھرانے تجھ سے برکت پائیں گے۔'' یہ بھی امت مسلمہ کے لیے خاص ہے۔مذہب یہود میں تو تبلیغ مذہب سرے سے ممنوع ہے اور انجیل میں جناب مسیحؑ فرماتے ہیں:

''میں صرف اسرائیل کے گھرانوں کی گم شدہ بھیڑوں کے لیے بھیجا گیا ہوں۔''(متی ۱۵:۲۴)

انبیائے عالم میں صرف آنحضرتﷺ ہی ایک ایسے نبی ہیں جو دنیا کے تمام گھرانوں کے لیے برکت لائے۔(۳۱)

اس ضمن میں آپ مزید لکھتے ہیں:

''اس پیش گوئی کے اور بھی اجزاء ہیں جو بائبل کی کتاب پیدائش کے ابواب ۱۲ تا ۲۴ میں موتی کے دانوں کی طرح بکھرے ہوئے ہیں،جن کا ملخّص یہ ہے۔

۱۔ختنہ کا عہد جس قوم میں ہوگا،وہی خدا کے عہد کی وارث ہوگی۔(پیدائش،۱۷۔۱۳۔۱۴)

۲۔اسماعیل کے حق میں دعا کا قبول ہونا، یعنی اس سے امتِ عظیمہ پیدا ہوگی۔(پیدائش ۱۷:۲۰)
۳۔فرشتہ کا ہاجرہ سے وعدہ کہ تیرے بیٹے سے ایک عظیم الشان قوم پیدا ہوگی۔(پیدائش ۲۱:۱۸) (۳۲)
حضرت ہاجرۃ کی اس بشارت کا عبرانی زبان وعربی خط علامہ عنایت چریّا کوٹی نے یوں تحریر کیا ہے۔

ول یشمعیل شمعیتخا هنه بیرحتی اوتو و هفریثی اوتو بما و د مسئودشیتم عاشار نسیئیم یولید انشیتو لگوی گادول. (۳۳)

کتاب مقدس نیا اور پرانا عہد نامہ، مطبوعہ پاکستان بائبل سوسائٹی، لاہور کے نسخہ میں یہ آیت، نشانی، پیش گوئی، نعت رسول مقبول ﷺ بایں الفاظ درج ہے۔

بابرکت نبی اور عظیم وکبیر امت:

''اور اسماعیل کے حق میں بھی میں نے تیری دعا سنی۔دیکھو میں اسے برکت دوں گا اور اسے برومند کروں گا اور اسے بہت بڑھاؤں گا اور اس سے بارہ سردار پیدا ہوں گے اور میں اسے بڑی قوم بناؤں گا۔(۳۴)

توریت کی اس آیت کی روشنی میں بڑی قوم بنانے سے مراد محمد ﷺ کی امت مراد ہے ورنہ اولاد اسماعیل میں کوئی اور بڑی قوم نہ ہوئی اور قرآن حکیم میں بھی اس کی تائید حضرت ابراہیم واسماعیل علیہم السلام کی، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے حق میں یہ دعا آئی ہے۔

ربنا وابعث فیهم رسولاً منهم یتلوا علیهم ایاتک ویعلّمهم الکتاب والحکمة و یزکیهم انک انت العزیز الحکیم. (۳۵)

ترجمہ:۔اے ہمارے رب اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں ستھرا فرمادے، بےشک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔(۱)

علامہ سیوطیؒ لکھتے ہیں:

اخرج ابن سعد عن ابن عباس قال لما امر ابراهیم باخراج یهاجر حمل علی البراق فکان لایمر بارض عذبة سهلة الاقال انزل هاهنا یا جبریل؟ فیقول لاحتی اتی مکة فقال جبرئیل انزل یا ابراهیم قال حیث لاضرع ولازرع قال نعم هاهنا بخرج النبی الاُمّی من ذریة ابنک الذی تتم به الکلمة العلیا. (۳٦)

ترجمہ:۔ابن سعد نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو بی بی ہاجرہ کے رخصت کرنے کا حکم فرمایا تو حضرت ابراہیمؑ براق پر سوار ہوئے۔جب آپ کا گزر نرم وشاداب علاقہ پر ہوتا تو

(۱) کنزالایمان ترجمہ القرآن۔سورۃ البقرہ۔آیت ۲

فرماتے ''اے جبریلؑ! یہاں اتروں؟'' مگر جبریلؑ منع کرتے رہے حتیٰ کہ مکہ آ گیا۔ اب جبریلؑ نے کہا سیدنا ابراہیمؑ یہاں اتر جایئے۔ آپ نے کہا، اس مقام پر نہ دودھ دینے والے جانور ہیں اور نہ سبزہ و کھیتی ہے۔ انہوں نے کہا ہاں یہیں اتر جایئے۔ اسی جگہ اللہ تعالیٰ آپ کے فرزند کی نسل سے اس نبی وامّی ﷺ کو مبعوث فرمائے گا جس کے ذریعے کلمۂ دین حق کی تشریع و تکمیل فرمائے گا۔

حضرت یعقوبؑ کو بشارتِ نبوی ﷺ بذریعہ وحی

حضرت یعقوبؑ (Jacob) کے بارے میں قرآن کریم میں اللہ رب ذوالجلال کا فرمان عالی شان ہے۔

فی نفس یعقوب فضھا و انه لذو علم لما علّمه. (۳۷)

ترجمہ:۔ یعقوب کے جی کی ایک خواہش تھی جو اس نے پوری کر لی اور بے شک وہ صاحب علم ہے ہمارے سکھائے سے۔ (کنز الایمان، ص ۴۳۸)

حضرت یعقوبؑ، حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ کے پوتے اور حضرت اسحٰقؑ کے بیٹے ہیں اور حضرت یوسفؑ، حضرت یعقوبؑ کے بیٹے تھے۔ حضرت یعقوبؑ کی والدہ کا نام حضرت ہاجرہؓ تھا۔ حضرت یعقوبؑ کے بارہ بیٹے تھے جنہیں بنی اسرائیل کہا جاتا ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ خصائص کبریٰ میں لکھتے ہیں:

واخرج عن محمد بن کعب القرظی قال: اوحی اللّٰہ الیٰ یعقوب انی ابعث من ذریتک ملوکاً وانبیاء حتی ابعث النبی احرمی الذی تبنی امته ھیکل بیت المقدس وھو خاتم الانبیاء واسمه احمد. (۳۸)

ترجمہ:۔ محمد بن کعب قرظی سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوبؑ کو وحی بھیجی کہ ''میں تمہاری نسل سے بادشاہ اور انبیاء پیدا کروں گا اور اس نبی تہامی کو مبعوث فرماؤں گا جس کی امت بیت المقدس کے ہیکل کو مسجد بنائے گی۔ وہ نبی خاتم الانبیاء ﷺ ہو گا اور اس کا نام نامی احمد ﷺ ہے۔

حضرت موسیٰؑ کو حضور ﷺ کی بشارت بذریعہ وحی

خصائص کبریٰ میں حضرت موسیٰؑ کی یہ بشارت حضور ﷺ کے بارے میں درج ہے۔

اخرج الطبرانی عن ابی امامة الباھلی قال: سمعت رسول اللّٰہ ﷺ یقول: لما بلغ ولد معد بن عدنان اربعین رجلاً وقعوا فی عسکر موسیٰ فانتبھوہ فدعا علیھم موسیٰ فاوحی اللّٰہ الیه لاتدع علیھم فان منھم النّبی الاُمّی النذیر البشیر ومنھم الامّة المرحومة امة محمد الذین یرضون من اللّٰہ بالیسیر من الرزق ویرضی اللّٰہ منھم بالتعلیل من العمل فیدخلھم الجنة بقول لا الٰہ الا اللّٰہ نبیھم محمد بن عبداللّٰہ بن عبدالمطلب المتواضع فی ھیئته المجتمع له الطب

فی سکوتہ ینطق بالحکمۃ ویستعمل الحلم اخرجتہ من خیر جیل من امۃ قریش ثم اخرجتہ صفوۃ من قریش فھو خیر من خیر الیٰ خیر ھو امتہ الیٰ خیر یصیرون. (۳۹)

ترجمہ:۔طبرانی نے ابو امامہ باہلی سے روایت کی، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا۔ جب معد بن عدنان کی اولاد چالیس مردوں پر پہنچ گئی تو وہ حضرت موسیٰ کی فوج پر حملہ آور ہوئے اوران میں لوٹ مار مچادی۔اس موقع پر حضرت موسیٰ نے بددعا کی،اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی فرمایا۔

''اے موسیٰ!ان کے لیے بددعا نہ کر،اس لیے کہ ان لوگوں کی نسل سے نبی اُمّی ،بشیر و نذیر پیدا ہوں گے، نیز ان میں امت محمدیہ ہوگی ۔یہ لوگ خدا کے تھوڑے رزق پر راضی ہوں گے اور خدا ان کے تھوڑے عمل سے راضی ہوگا اور وہ امت لا الٰہ الا اللہ کہتی ہوئی داخل فردوس ہوگی۔ان کے نبی محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہیں جو اپنی وضع وقطع میں متواضع ہوں گے۔ان کا سکوت حکمت ودانائی کی وجہ سے ہوگا۔ان کی گفتگو حکمت ودقائق پر مبنی ہوگی۔حلم اور سنجیدگی اس کی خصلت ہوگی، میں اہل قریش کے بہترین گھرانے میں ان کو پیدا کروں گا۔وہ قریش کے منتخب روزگار مرد ہوں گے،تو وہ بہتر ہیں اور بہترین لوگوں کی طرف مبعوث ہیں اوران کے متبعین اچھائی اور خیر کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔''

حضرت اشعیاؑ کو حضور ﷺ کی بشارت بذریعہ وحی

علامہ سیوطیؒ،حضرت اشعیاؑ کی یہ بشارتِ عظمیٰ حضور نبی کریم ﷺ کے لیے لکھتے ہیں۔

واخرج ابن ابی حاتم وابو نعیم، عن وھب بن منبہ قال: اوحی اللّٰہ الیٰ اشعیاء انی باعث نبیاً امیاً افتح بہ آذاناً صماً وقلوباً واعیناً عمیاً، مولدہ بمکۃ ومھاجر بطیبۃ وملکہ بالشام، عبدی المتوکل المصطفیٰ المرفوع الحبیب المتحبب المختار لا یجزی بالسیئۃ السیئۃ ولکن یعفو ویصفح ویغفر، رحیماً بالمومنین یبکی للبھیمۃ المثقلۃ ویبکی للیتیم فی حجر الارملۃ، لیس بفظ ولا غلیظ ولا صخاب فی الاسواق ولا متزیّن بالفحش ولا قوال بالخنا لو یمر الیٰ جنب السراج لم یطفہ من سکینتہ، ولو یمشی علی القصب الرعراع یعنی الیافع لم یسمع من تحت قدمیہ، ابعثہ مبشراً و نذیراً، اسددہ لکل جمیل وأھب لہ کل خلق کریم، اجعل السکینۃ لباسہ والبرّ شعارہ، والتقویٰ ضمیرہ والحکمۃ معقولہ، والصدق والوفاء طبیعتہ، والعفو والمغفرۃ والمعروف خلقہ والعدل سیرتہ، والحق شریعتہ، والھدی امامہ، والاسلام ملتہ، واحمد اسمہ اھدی بہ من بعد الضلالۃ، واعلم بہ بعد الجھالۃ، وارفع بہ بعد الخمالۃ، واسمی بہ بعد النکرۃ، واکثر بہ بعد القلۃ، واغنی بہ بعد العیلۃ، واجمع بہ بعد الفرقۃ، واؤلف بہ بین قلوب واھواء متشتتۃ وامم مختلفۃ، واجعل امتہ خیر امۃ اخرجت للنّاس امراً بالمعروف ونھیاً عن المنکر و توحیداً بی و ایماناً بی و اخلاصاً لی وتصدیقاً لما جاء ت بہ رسلی، وھم رعاۃ الشمس، طوبی لتلک القلوب والوجوہ والارواح التی

اخلصت لی الهمهم التسبیح والتکبیر والتحمید والتوحید فی مساجدهم ومجالسهم مضاجعهم ومتقلبهم ومثواهم، ویصفون فی مساجدهم کما تصف الملائکة حول عرشی. هم اولیائی وانصاری انتقم بهم من اعدائی، عبدة الاوثان یصلون لی قیاماً وقعوداً ورکعاً وسجداً، ویخرجون من دیارهم واموالهم ابتغاء مرضاتی الوفاً، ویقاتلون فی سبیلی صفوفاً وزحوفاً، اختم بکتابهم الکتب وبشریعتهم الشرائع وبدینهم الادیان، فمن ادرکهم فلم یؤمن بکتابهم ولم یدخل فی دینهم وشریعتهم، فلیس منی وهو منی بریئ، واجعلهم افضل الامم واجعلهم امة وسطاً شهداء علی الناس، اذا غضبوا. هللونی، واذا قبضوا کبرونی، واذا تنازعوا سبحونی، یطهرون الوجوه والاطراف ویشدون الثیاب الی الانصاف، ویهللون علی التلال والاشراف، قربانهم دمائوهم، وانا جیلهم صدورهم، رهباناً باللّیل لیوثا بالنهار ینادیهم منادیهم فی جوالسماء، هم دوی کدوی النحل طوبیٰ لمن کان معهم وعلی دینهم ومنا هجهم وشریعتهم: ذلک فضلی اوتیه من اشاء وانا ذوالفضل العظیم.''(۴۰)

ترجمہ:۔ ابن ابی حاتم اور ابو نعیم نے وہب بن منبہؓ سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اشعیا ءعلیہ السلام پر وحی فرمائی کہ: ''میں نبی اُمّی ﷺ کو مبعوث کرنے والا ہوں، جس کے ذریعے بہرے کان، محجوب دل اور اندھی آنکھیں کھولوں گا۔ اس کی جائے ولادت مکہ اور مقام ہجرت مدینہ اور اس کا ملک شام ہے۔ یہ میرا بندہ متوکل، مصطفی، مرفوع، حبیب، محبوب اور مختار ہے جو برائی کا بدلہ برائی سے نہ دے گا بلکہ عفوودرگزر اور بخشش سے کام لے گا۔ ایمان دار لوگوں کے ساتھ رحم دلی برتے گا اور قوت سے زیادہ لدے ہوئے اور بوجھل جانور کو دیکھ کر دردمند ہوجائے گا اور بے سہارا عورت کی گود میں یتیم بچوں کے لیے وہ دل گرفتہ ہوگا۔ نہ وہ بدخلق ہوگا نہ سخت مزاج، نہ بازاروں میں شور مچاتا پھرے گا، نہ فحش کے ذریعے زینت کو پسند کرے گا، نہ وہ یاوہ گو ہے نہ بری بات کہنے والا اگر وہ چراغ کے قریب سے گزرے گا تو سکون ووقار سے تاکہ چراغ گل نہ کردے اور اگر وہ طویل وسخت میدان پر بھی رواں ہوگا تو اس کی رفتار پروقار اور بے آواز ہوگی، وہ مبشر ونذیر ہے۔ میں اس کے اعمال میں توازن اور اخلاق میں حسن و عظمت دوں گا، طمانیت ووقار کو اس کا لباس بناؤں گا اور نیکی کو اس کا شعار تقوے کو اس کا ضمیر اور حکمت کو اس کی فراست بناؤں گا اور صدق ووفا اس کی طبیعت ہوگی اور عفوو بخشش اور بھلائی اس کی عادت ہوگی۔ عدل وانصاف اس کی سیرت، حق اس کی شریعت، ہدایت اس کا امام اور اسلام اس کی ملت ہوگی۔ اس کا نام گرامی احمد ﷺ ہے۔ میں اس کے ذریعے گمراہی سے لوگوں کو نجات دوں گا اور اس کے ذریعے جہالت سے لوگوں کو علم عطا کروں گا اور اس کے ذریعے گم نامی کے بعد سربلندی عطا کروں گا اور ناواقفیت کے بعد اس کے ذریعے لوگوں کو معرفت دوں گا اور قلت کے بعد اس کے ذریعے کثرت دوں گا اور مفلسی کے بعد اس کے ذریعے تونگر بناؤں گا اور انتشار وتفریق کے بعد اس کے ذریعے مجتمع کروں گا اور دلوں میں اس کے ذریعے الفت پیدا کروں گا اور پراگندہ خیالات مختلف گروہوں کے درمیان اتحاد فکر اور خیرسگالی پیدا کروں گا اور اس کی امت کو خیرامت یعنی بہترین امت بناؤں گا، جو لوگوں کو ہدایت کے لیے ظاہر کی گئی ہے، وہ امت نیکی کا حکم دے گی اور برائی سے منع کرے گی۔ وہ لوگ میری وحدانیت کا چرچا کریں گے اور مجھ پر ایمان لائیں گے۔ میرے ساتھ عقیدہ اور محبت میں اخلاص ہوگا اور میرے تمام انبیاء اور رسول جو الہام و ہدایت لائے ہیں وہ ان سب کی تصدیق کریں گے اور وہ لوگ نمازوں کے اوقات کے لیے سورج کے طلوع وغروب پر نظر رکھیں گے۔ ایسے دِموں، ایسے چہروں اور ایسی روحوں کو خوش خبری ہو جو میرے ساتھ مخلص ہوں گے۔ میں ان کو مسجدوں میں، مجلسوں

میں، ان کے کاروباری اداروں میں، ان کی گزرگاہوں میں اور ان کی آرام گاہوں میں تسبیح و تکبیر اور تحمید و توحید کرنے کی توفیق دوں گا۔ وہ اپنی مساجد میں اس طرح صفیں بنائیں گے جس طرح عرش کے گرد فرشتے صف بناتے ہیں۔ وہ میرے محبوب و محسن اور مددگار ہیں۔ میں ان کے ذریعے اپنے دشمنوں سے بدلہ لوں گا۔ وہ میرے لیے قیام و قعود اور رکوع و سجود کے ساتھ نمازیں پڑھیں گے۔ وہ میری رضا و خوشنودی کی خاطر اپنے دیار و اعصار اور جائیدادوں سے دست کش ہوں گے، وہ قتل کریں گے اور شہید بھی ہوں گے۔ ان کی جماعت مجاہدین میں بڑی تعداد ہوگی۔ میں ان کی کتاب کے ذریعے دوسری کتابوں کو اور ان کے نظام زندگی کے ذریعے دوسرے باطل نظاموں کو اور ان کے قانون شریعت کے ذریعے دوسرے خلاف عدل سیاہ قوانین کو ختم کر دوں گا، پس جو کوئی بھی ان کے زمانہ کو پائے پھر بھی ان کی کتاب کو نہ مانے اور ان کے دین یعنی نظام حیات اور قانون شریعت کو نہ اپنائے، تو وہ میرا نہیں اور مجھ سے بَری ہے۔

میں نے ان کو تمام امتوں پر افضل بنایا اور نیز ان کو 'امتِ وسط' (۱) اور تمام لوگوں پر گواہ بنایا، جب وہ غضبناک ہوتے ہیں تو میری تکبیر کہتے ہیں اور جب وہ لاچار ہوتے ہیں تو میری کبریائی بیان کرتے ہیں اور جب جھگڑتے ہیں تو میری تسبیح کرتے ہیں۔ وہ اپنے چہروں اور اپنے ہاتھوں اور پاؤں کو وضو کے ساتھ پاک وصاف کرتے ہیں اور نصف کمر پر تہبند باندھتے ہیں اور ہر نشیب و فراز پر تہلیل و تکبیر کرتے ہیں۔ ان کی قربانیاں ان کا خون بہانا ہے۔ کتاب اللہ ان کے سینوں میں محفوظ ہے۔ وہ رات کو عبادت کرتے اور دن کو روزہ رکھتے ہیں۔ ان کا منادی یعنی مؤذن اپنی آواز سے فضائے آسمانی میں گونج پیدا کر دیتا ہے، جس طرح شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے۔ خوش خبری ہو اسے جو ان کے ساتھ ہے اور ان کے دین، ان کے طریقہ اور ان کی شریعت پر ہے۔ یہ میرا فضل ہے، میں جسے چاہتا ہوں دیتا ہوں اور میں ہی صاحب فضل عظیم ہوں۔

حضرت داوٗدؑ کو حضور ﷺ کی بشارت بذریعہ وحی

خصائص کبریٰ میں حضرت داوٗد کی یہ بشارت درج ہے۔

واخرج البيهقي عن وهب بن منبه قال ان الله اوحى الىٰ دائود في الزبور يا دائود انه سياتي من بعدك نبي اسمه احمد ومحمد صادقاً نبياً لا اغضب عليه ابداً ولا يعصيني ابداً وقد غفرت له ما تقدم من ذنبه وما تاخر وامته امة مرحومة اعطيتهم من النوافل مثل ما اعطيت الانبياء و افترضت عليهم الفرائض التي افترضت على الانبياء والرسل حتى ياتوني يوم القيامة و نورهم مثل نور الانبياء و ذلك انى افترضت عليهم ان يتطهروا في كل صلاة كما افترضت على الانبياء وأمرتهم بالغسل من الجنابة كما امرتهم بالحج كما امرت الانبياء وامرتهم بالجهاد كما امرت الرسل. يادائود انى فضلت محمداً وامته على الامم كلهم اعطيتهم ست خصال لم اعطها غيرهم من الامم لاؤاخذهم بالخطاء والنسيان. (۴۱)

ترجمہ:۔ بیہقی نے وہب بن منبہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داوٗدؑ پر وحی فرمائی۔ "اے داوٗد، تمہارے بعد جلد ہی ایک نبی آئے گا جس کا نام احمدؐ اور محمدؐ اور صادق ہوگا۔ نہ اس پر کبھی میرا غضب ہوگا اور نہ وہ کبھی میری نافرمانی کرے گا۔ میں

(۱) وكذلك جعلنكم امة وسطاً لتكونوا شهداء على الناس ويكون الرسول عليكم شهيداً. (پارہ۲، سورة البقرہ) (اور ہم نے تم کو ایسی ہی ایک جماعت بنا دیا ہے جو نہایت اعتدال پر ہے تاکہ تم (مخالف) لوگوں کے مقابلہ میں گواہ ہو اور تمہارے لیے رسول (ﷺ) گواہ ہوں۔)

اس کے سبب اس کے اگلے اور پچھلے لوگوں کے گناہ معاف کروں گا۔ اس کی امت، امت مرحومہ ہے۔ میری بخشش ان پر ہوگی، ان میں سے بعضوں پر بعض بخششیں انبیاء کی مانند ہوں گی۔ میں ان پر ایسے فرائض لازم کروں گا جو انبیاء پر کیے ہیں۔ وہ امت قیامت کے دن اس شان سے آئے گی کہ ان کا نور انبیاء کے نور کے مانند ہوگا اور یہ نور اس عائد کردہ فرض کی وجہ سے ہوگا کہ وہ انبیاء کی طرح ہر نماز کے لیے طہارت کریں گے اور مثل انبیاء کے غسل جنابت کریں گے اور انبیاء کی طرح حج کریں گے اور مثل انبیاء کے دین حق کی مدافعت اور اشاعت کے لیے جہاد کریں گے۔ اے داؤد! میں نے محمد ﷺ اور ان کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت دی ہے، نیز میں ان کو ایسی چھ خصلتیں دوں گا جو میں نے دیگر کسی امت کو نہیں دی ہیں اور ان کی خطاء و نسیان پر کوئی مواخذہ نہ کروں گا۔

حضرت ہاجرہؓ کو نوید جاں فزا

توریت کی کتاب یسعیاہ میں حضرت ہاجرہؓ زوجۂ حضرت ابراہیمؑ و والدۂ حضرت اسماعیلؑ کو حضور ﷺ کے لیے یہ بشارت درج ہے۔

"اے بانجھ تو جو بے اولاد تھی نغمہ سرائی کر تو جس نے ولادت کا درد برداشت نہیں کیا خوشی سے گا اور زور سے چلا کیوں کہ خداوند فرماتا ہے کہ بیکس چھوڑی ہوئی کی اولاد شوہر والی کی اولاد سے زیادہ ہے۔ ☆ اپنی خیمہ کو وسیع کر دے ہاں اپنے مسکنوں کے پردے پھیلا دریغ نہ کر۔ اپنی ڈوریاں لمبی اور اپنی میخیں مضبوط کر اس لیے کہ تو دہنی اور بائیں طرف بڑھے گی اور تیری نسل قوموں کی وارث ہوگی اور ویران شہروں کو بسائے گی۔ ☆ خوف نہ کر کیوں کہ تو پھر پشیمان نہ ہوگی تو نہ گھبرا کیوں کہ تو پھر رسوا نہ ہوگی اور اپنی جوانی کا ننگ بھول جائے گی اور اپنی بیوگی کی عار کو پھر یاد نہ کرے گی کیوں کہ تیرا خالق تیرا شوہر ہے اس کا نام رب الافواج ہے اور تیرا فدیہ دینے والا اسرائیل کا قدوس ہے۔ وہ تمام روئے زمین کا خدا کہلائے گا۔ ☆ کیوں کہ تیرا خدا فرماتا ہے کہ خداوند نے تجھ کو متروکہ اور دل آزردہ بیوی کی طرح ہاں جوانی کی مطلوقہ بیوی کی مانند پھر بلایا ہے۔ ☆ میں نے ایک دم کے لیے تجھے چھوڑ دیا لیکن رحمت کی فراوانی سے تجھے لے لوں گا۔ ☆ خداوند تیرا نجات دینے والا فرماتا ہے کہ قہر کی شدت میں میں نے ایک دم کے لیے تجھ سے منہ چھپایا پر اب میں ابدی شفقت سے تجھ پر رحم کروں گا۔ ☆ کیوں کہ میرے لیے یہ طوفان نوح کا سا معاملہ ہے کہ جس طرح میں نے قسم کھائی تھی کہ پھر زمین پر نوح کا سا طوفان کبھی نہ آئے گا اسی طرح اب میں نے قسم کھائی ہے کہ میں تجھ سے پھر کبھی آزردہ نہ ہوں گا اور تجھ کو نہ گھڑکوں گا۔ ☆ خداوند تجھ پر رحم کرنے والا یوں فرماتا ہے کہ پہاڑ تو جاتے رہیں اور ٹیلے ٹل جائیں لیکن میری شفقت کبھی تجھ پر سے جاتی نہ رہے گی اور میرا صلح کا عہد نہ ٹلے گا۔ ☆

اے مصیبت زدہ اور طوفان کی ماری اور تسلی سے محروم دیکھ میں تیرے پتھروں کو سیاہ ریختہ میں لگاؤں گا اور تیری بنیاد نیلم سے ڈالوں گا۔ ☆ میں تیرے کنگروں کو لعلوں اور تیرے پھاٹکوں کو شب چراغ اور تیری ساری

فصیل بیش قیمت پتھروں سے بناؤں گا۔ ☆ اور تیرے سب فرزند خداوند سے تعلیم پائیں گے اور تیرے فرزندوں کی سلامتی کامل ہوگی۔ ☆ تو راستبازی سے پائیدار ہو جائے گی تو ظلم سے دور رہے گی کیوں کہ تو بے خوف ہوگی اور دہشت سے دور رہے گی کیوں کہ وہ تیرے قریب نہ آئے گی۔ ☆ ممکن ہے کہ وہ کبھی اکٹھے ہوں پر میرے حکم سے نہیں جو تیرے خلاف جمع ہوں گے وہ برے ہی سبب سے کریں گے۔ ☆ دیکھ میں نے لُہار کو پیدا کیا جو کوئلوں کی آگ دھونکتا اور اپنے کام کے لیے ہتھیار نکالتا ہے اور غارت گر کو میں ہی نے پیدا کیا کہ لوٹ مار کرے۔ ☆ کوئی ہتھیار جو تیرے خلاف بنایا جائے کام نہ آئے گا اور جو زبان عدالت میں تجھ پر چلے گی تو اسے مجرم ٹھہرائے گی۔ خداوند فرماتا ہے یہ میرے بندوں کی میراث ہے اور ان کی راستبازی تجھ سے ہے۔ (۴۲)

اس بشارت کے سلسلے میں علامہ رحمت اللہ بن خلیل لکھتے ہیں:

فاقول: المراد بالعاقر فی الآیة الاولی مکة المعظمة، لانهالم یظهر منها نبی بعد اسماعیل علیه السلام، ولم ینزل فیها وحی بخلاف اورشلیم، لانه ظهر فیها الانبیاء الکثیرون، وکثر فیها نزول الوحی، وبنو الوحشة عبارة عن اولاد هاجر، لانها کانت بمنزلة المطلقة المخرجة عن البیت، ساکنة فی البر، ولذلک وقع فی حق اسماعیل فی وعد الله هاجر 'هذا سیکون انساناً وحشیاً' کما هو مصرح به فی الباب السادس عشر من سفر التکوین. وبنو ذات رجل عبارة عن اولاد سارة، فخاطب الله مکة امراً لها بالتسبیح والتهلیل وانشار الشکر لاجل ان کثیرین من اولاد هاجر صاروا افضل من اولاد سارة، فحصلت الفضیلة لها بسبب حصول الفضیلة لا هلیها ووفی بما وعد بان بعث محمداً ﷺ رسولاً افضل البشر خاتم النبیّین من اهلها فی اولاد هاجر. وهو المراد بالصائغ الذی ینفخ فی النار جمراً، وهو القتول الذی خلق لاهلاک المشرکین وحصل لها السعة بواسطة هذا النبی ﷺ، وما حصل لغیرها من المعابد فی الدنیا، اذلا یوجد فی الدنیا معبد مثل الکعبة من ظهور محمد ﷺ الی هذا الحین، والتعظیم الذی یحصل لها من القرابین فی کل سنة من مدة الف ومائتین وثمانین لم یحصل لبیت المقدس الا مرّتین، مرة فی عهد سلیمان علیه السلام، لما فرغ من بنائه و مرة فی السنة الثامنة عشر من سلطنة یوشیا. ویبقی هذا التعظیم لمکة الی آخر الدهر ان شاء الله کما وعدالله بقوله لا تخافی لانک لا تخزین ولا تخجلین لانک لا تستحین، وبقوله برحمات عظیمة اجمعک وبالرحمة الابدیة رحمتک، وبقوله حلفت ان لا اغضب علیک وان لا اوبخک، وبقوله رحمتی لا تزول عنک وعهد سلامی

لا یتحرک، وملک زرعھا شرقاً و غرباً ،وورثوا الامم وعمروا المدن فی مدة قلیسة لا تتجاوز اثنین وعشرین سنة من الھجرة، ومثل ھذہ الغلبة فی مثل ھذہ المدة القلیلة لم یسمع من عھد آدم علیه السلام الی زمان محمد ﷺ لمن یدعی الدین الجدید. (۴۳)

ترجمہ: اس بشارت میں بانجھ سے مراد "مکہ مکرمہ" کی زمین ہے، کیوں کہ اسماعیلؑ کے بعد (بجز محمد رسول اللہ ﷺ) کسی نبی کا یہاں ظہور نہ ہوا نہ وحی اتری، بخلاف یروشلم کے، کیوں کہ وہاں بڑی تعداد میں انبیاء مبعوث ہوئے اور کثرت سے وحی نازل ہوئی اور "بنوالوحشة" بیکس چھوڑی ہوئی کی اولاد سے مراد ہاجرہ ہے کیوں کہ وہ بمنزلہ مطلقہ بیوی کے تھی، اسے گھر سے نکالا گیا اور اس نے بیابان میں ٹھکانہ کیا۔ شوہراور بیوی کی اولاد سے مراد سارہ کی اولاد ہے، پس اللہ تعالیٰ نے ارض مکہ سے خطاب فرمایا۔ اسے تسبیح وتحلیل اور شکر گزاری کا حکم دیا تاکہ ہاجرہ کی اولاد میں سے کثیر لوگ اولاد سارہ پر فضیلت پائیں، لہٰذا اس کے مکینوں کو جو عزّ وشرف ملا اس کی وجہ سے یہ سرزمین بھی باشرف ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ اس طرح پورا فرمایا کہ ہاجرہ علیہ السلام کی اولاد میں سے حضرت سیدالمرسلین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ کو سیدالانبیاء وسیدالبشر بنا کر مبعوث فرمایا۔ "کوئلوں کی آگ میں دھونکنے والے شخص اور غارت گر، جو مشرکین کو تباہ وبرباد کرنے والا ہے، اس سے مراد بھی آپ کی ذات گرامی ہے۔ آپؐ کے توسط سے مکہ شریف کو وسعت ملی کہ دنیا کے کسی عبادت کدے کو اتنی وسعت نصیب نہ ہوئی کیوں کہ کعبہ شریف کی مثل دنیا میں کوئی عبادت گاہ آج تک وجود میں نہیں آئی اور جتنی تعظیم اس کو ہر سال آنے والے حاجیوں سے حاصل ہوتی ہے بیت المقدس کو سوائے دو مواقع کے کبھی میسر نہ ہوئی۔ ایک بار حضرت سلیمانؑ کے زمانہ میں جب وہ اس کی تعمیر سے فارغ ہوئے تھے اور دوسری بار سلطنت یوشیا کے اٹھارہویں سال، اس کے برعکس بیت اللہ شریف کی یہ عظمت قیامت تک برقرار رہے گی، ان شاء اللہ العزیز! جیسا کہ وعدۂ الٰہیہ ہے "تو نہ گھبرا کیوں کہ تو پھر کبھی رسوا نہ ہوگی۔" پھر فرمایا "میں تجھے رحمت کی فراوانی سے لوں گا۔" میں ابدی شفقت سے تجھ پر رحم کروں گا...... تجھ پر غضبناک نہ ہوں گا...... میری شفقت تجھ پر سے جاتی نہ رہے گی...... میرا صلح کا عہد نہ ٹلے گا، تیرے بیٹے مشرق سے مغرب تک زمین کے مالک اور قوموں کے وارث بنیں گے...... ویران شہروں کو بسائیں گے۔"

یہ سارا انقلاب بائیس سال کے قلیل مدت میں برپا ہوگیا اور ایسا غلبہ آدمؑ کے زمانہ سے محمد رسول اللہؐ کے دور تک کسی نئے دین کے داعی کے متعلق نہیں سنایا گیا، سوائے محمد رسول اللہؐ کے۔

اس بارے میں علامہ سیوطی لکھتے ہیں:

واخرج عن محمد بن کعب القرظی قال لما خرجت ھاجر بابنھا اسماعیل تلقاھا متلق فقال یاھاجر ان ابنک ابوشعوب کثیرة ومن شعبه النّبی الامّی ساکن الحرم. (۴۴)

ترجمہ: محمد بن قرظی سے مروی ہے کہ جب ہاجرہ اپنے فرزند حضرت اسماعیلؑ کے ساتھ نکلیں تو کسی شخص نے ان سے کہا "اے ہاجرہ! تمہارا یہ فرزند کثیر خاندانوں کا باپ ہے اور انہیں کی نسل سے نبی اُمّی ﷺ پیدا ہوں گے جو حرم کے بسانے والے ہوں گے۔(۱)

(۱) کعبہ شریف کی تعمیر حضرت ابراہیمؑ اور ان کے فرزند حضرت اسماعیلؑ کے بدست ہوئی جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "واذیرفع ابراھیم القواعد من البیت واسمعیل" (پ۱۵، سورۂ ابراہیم)
جس زمین پر کعبہ کی تعمیر ہوئی وہ ایک بے آب وگیاہ میدان، خشک چٹیل خطہ تھا جس کو قرآن کریم نے "واد غیر ذی ذرع" (پ۱۵، سورۂ ابراہیم) فرمایا ہے یعنی ایسی بنجر وادی جو قابل کاشت وزراعت نہ ہو۔ بنائے کعبہ کے وقت یہ جگہ اس آبادی سے بالکل خالی وویران واجاڑ تھی، آدم نہ آدم زاد کی مصداق، حضرت ابراہیمؑ نے اس کی آبادی وزرخیزی کی دعا فرمائی تھی جو بارگاہ خداوندی میں مقبول ہوئی اور سرکار نبی کریم ﷺ کے قدوم لزوم سے یہ غیر ذی ذرع سے ذی ذرع میں تبدیل ہوگئی۔

تحدیثِ نعت

بطورِ تحدیثِ بشارات ونعوت انبیائے سابقین ملاحظہ ہو:

بشارت حضرت آدمؑ

(شیطان کا سر کچلنے والا فارقلیط)

וְאֵיבָה ׀ אָשִׁית
בֵּינְךָ וּבֵין הָאִשָּׁה וּבֵין זַרְעֲךָ וּבֵין זַרְעָהּ הוּא יְשׁוּפְךָ רֹאשׁ
וְאַתָּה תְּשׁוּפֶנּוּ עָקֵב׃

کتاب پیدائش ۵:۳

حضرت نوحؑ کی بشارت

(مذاہب کے طوفان میں ایک مقدس کشتی بان)

וְהָיָה בְּעַנְנִי עָנָן עַל־הָאָרֶץ וְנִרְאֲתָה
הַקֶּשֶׁת בֶּעָנָן׃

(پیدائش ۱۴:۹)

حضرت ابراہیمؑ کی بشارت

(دنیا کی ساری قوموں کے لیے مبارک نبی)

וְאֶעֶשְׂךָ לְגוֹי גָּדוֹל וַאֲבָרֶכְךָ וַאֲגַדְּלָה שְׁמֶךָ וֶהְיֵה בְּרָכָה׃

(پیدائش ۲:۱۲)

بشارات حضرت یعقوبؑ

(حسن یوسف میں نورِ محمدی ﷺ)

וַיְבָרֶךְ אֶת־יוֹסֵף וַיֹּאמַר הָאֱלֹהִים אֲשֶׁר
הִתְהַלְּכוּ אֲבֹתַי לְפָנָיו אַבְרָהָם וְיִצְחָק הָאֱלֹהִים הָרֹעֶה
אֹתִי מֵעוֹדִי עַד־הַיּוֹם הַזֶּה׃

לֹא־יָסוּר שֵׁבֶט מִיהוּדָה וּמְחֹקֵק
מִבֵּין רַגְלָיו עַד כִּי־יָבֹא שִׁילֹה וְלוֹ יִקְּהַת עַמִּים׃

(پیدائش ۲۲،۱۰:۴۹،۱۵:۴۸)

داؤدِ موعودؑ کے متعلق یسعیاہ نبی کی بشارت

הַטּוּ אָזְנְכֶם וּלְכוּ אֵלַי שִׁמְעוּ וּתְחִי נַפְשְׁכֶם וְאֶכְרְתָה לָכֶם בְּרִית עוֹלָם חַסְדֵי דָוִד הַנֶּאֱמָנִים׃ הֵן עֵד לְאוּמִּים נְתַתִּיו נָגִיד וּמְצַוֵּה לְאֻמִּים׃ הֵן גּוֹי לֹא־תֵדַע תִּקְרָא וְגוֹי לֹא־יְדָעוּךָ אֵלֶיךָ יָרוּצוּ לְמַעַן יְהוָה אֱלֹהֶיךָ וְלִקְדוֹשׁ יִשְׂרָאֵל כִּי פֵאֲרָךְ׃

(یسعیاہ ۵۵: ۳-۱۵)

داؤدِ موعودؑ

(بشارت یرمیاہ نبی)

הִנֵּה יָמִים בָּאִים נְאֻם־יְהוָה וַהֲקִמֹתִי לְדָוִד צֶמַח צַדִּיק וּמָלַךְ מֶלֶךְ וְהִשְׂכִּיל וְעָשָׂה מִשְׁפָּט וּצְדָקָה בָּאָרֶץ׃ בְּיָמָיו תִּוָּשַׁע יְהוּדָה וְיִשְׂרָאֵל יִשְׁכֹּן לָבֶטַח וְזֶה־שְּׁמוֹ אֲשֶׁר־יִקְרְאוֹ יְהוָה ׀ צִדְקֵנוּ׃

(یرمیاہ ۲۳: ۵-۷)

داؤدِ موعودؑ

(حزقیل نبی کی بشارت)

לָכֵן כֹּה אָמַר אֲדֹנָי יְהוִה אֲלֵיהֶם הִנְנִי אָנִי וְשָׁפַטְתִּי בֵּין־שֶׂה בִרְיָה וּבֵין שֶׂה רָזָה׃ יַעַן בְּצַד וּבְכָתֵף תֶּהְדֹּפוּ וּבְקַרְנֵיכֶם תְּנַגְּחוּ כָּל־הַנַּחְלוֹת עַד אֲשֶׁר הֲפִיצוֹתֶם אוֹתָנָה אֶל־הַחוּצָה׃ וְהוֹשַׁעְתִּי לְצֹאנִי וְלֹא־תִהְיֶינָה עוֹד לָבַז וְשָׁפַטְתִּי בֵּין שֶׂה לָשֶׂה׃ וַהֲקִמֹתִי עֲלֵיהֶם רֹעֶה אֶחָד וְרָעָה אֶתְהֶן אֵת עַבְדִּי דָוִיד הוּא יִרְעֶה אֹתָם וְהוּא־יִהְיֶה לָהֶן לְרֹעֶה׃ וַאֲנִי יְהוָה אֶהְיֶה לָהֶם לֵאלֹהִים וְעַבְדִּי דָוִד נָשִׂיא בְתוֹכָם אֲנִי יְהוָה דִּבַּרְתִּי׃ (حزقیل ۳۴: ۲۰-۲۵)

(حزقیل ۳۴: ۲۰-۲۵)

داؤدِ موعودؑ

וְדִבַּר
אֲלֵיהֶם כֹּה־אָמַר אֲדֹנָי יְהוִה הִנֵּה אֲנִי לֹקֵחַ אֶת־בְּנֵי
יִשְׂרָאֵל מִבֵּין הַגּוֹיִם אֲשֶׁר הָלְכוּ־שָׁם וְקִבַּצְתִּי אֹתָם
מִסָּבִיב וְהֵבֵאתִי אוֹתָם אֶל־אַדְמָתָם׃ וְעָשִׂיתִי אֹתָם לְגוֹי
אֶחָד בָּאָרֶץ בְּהָרֵי יִשְׂרָאֵל וּמֶלֶךְ אֶחָד יִהְיֶה לְכֻלָּם לְמֶלֶךְ
וְלֹא יִהְיֶה־עוֹד לִשְׁנֵי גוֹיִם וְלֹא יֵחָצוּ עוֹד לִשְׁתֵּי מַמְלָכוֹת
עוֹד׃ וְלֹא יִטַּמְּאוּ עוֹד בְּגִלּוּלֵיהֶם וּבְשִׁקּוּצֵיהֶם וּבְכֹל
פִּשְׁעֵיהֶם וְהוֹשַׁעְתִּי אֹתָם מִכֹּל מוֹשְׁבֹתֵיהֶם אֲשֶׁר חָטְאוּ
בָהֶם וְטִהַרְתִּי אוֹתָם וְהָיוּ־לִי לְעָם וַאֲנִי אֶהְיֶה לָהֶם
לֵאלֹהִים׃ וְעַבְדִּי דָוִד מֶלֶךְ עֲלֵיהֶם וְרוֹעֶה אֶחָד יִהְיֶה
לְכֻלָּם וּבְמִשְׁפָּטַי יֵלֵכוּ וְחֻקֹּתַי יִשְׁמְרוּ וְעָשׂוּ אוֹתָם׃ וְיָשְׁבוּ
עַל־הָאָרֶץ אֲשֶׁר נָתַתִּי לְעַבְדִּי לְיַעֲקֹב אֲשֶׁר יָשְׁבוּ־בָהּ
אֲבוֹתֵיכֶם וְיָשְׁבוּ עָלֶיהָ הֵמָּה וּבְנֵיהֶם וּבְנֵי בְנֵיהֶם עַד־
עוֹלָם וְדָוִד עַבְדִּי נָשִׂיא לָהֶם לְעוֹלָם׃

(حزقیل ۳۷:۲۱-۲۵)

داؤدِ موعودؑ

(بشارت ہوشیع نبی)

וּלְיִשְׁמָעֵאל
וּלְיִשְׁמָעֵאל שְׁמַעְתִּיךָ הִנֵּה בֵּרַכְתִּי אֹתוֹ וְ
הִפְרֵיתִי אֹתוֹ וְהִרְבֵּיתִי אֹתוֹ בִּמְאֹד מְאֹד
שְׁנֵים עָשָׂר נְשִׂיאִים יוֹלִיד וּנְתַתִּיו

(ہوشیع ۳:۵)

یرمیاہ نبی کی بشارت

לָכֵן עֹד אָרִיב אִתְּכֶם נְאֻם־יְהוָה וְאֶת־בְּנֵי
בְנֵיכֶם אָרִיב׃ כִּי עִבְרוּ אִיֵּי כִתִּיִּים וּרְאוּ וְקֵדָר שִׁלְחוּ
וְהִתְבּוֹנְנוּ מְאֹד וּרְאוּ הֵן הָיְתָה כָּזֹאת׃ הַהֵימִיר גּוֹי אֱלֹהִים
וְהֵמָּה לֹא אֱלֹהִים וְעַמִּי הֵמִיר כְּבוֹדוֹ בְּלוֹא יוֹעִיל׃

(یرمیاہ۲:۹۔۱۱)

בַּת־עַמִּי חִגְרִי־שָׂק וְהִתְפַּלְּשִׁי בָאֵפֶר
אֵבֶל יָחִיד עֲשִׂי־לָךְ מִסְפַּד תַּמְרוּרִים כִּי פִתְאֹם יָבֹא
הַשֹּׁדֵד עָלֵינוּ׃ בָּחוֹן נְתַתִּיךָ בְעַמִּי מִבְצָר וְתֵדַע וּבָחַנְתָּ
אֶת־דַּרְכָּם׃ כֻּלָּם סָרֵי סוֹרְרִים הֹלְכֵי רָכִיל נְחֹשֶׁת וּבַרְזֶל
כֻּלָּם מַשְׁחִיתִים הֵמָּה׃ נָחַר מַפֻּחַ מֵאֵשׁתַּם עֹפָרֶת לַשָּׁוְא
צָרַף צָרוֹף וְרָעִים לֹא נִתָּקוּ׃ כֶּסֶף נִמְאָס קָרְאוּ לָהֶם כִּי־
מָאַס יְהוָה בָּהֶם׃

(یرمیاہ۔۶:۲۶۔۳۰)

بحوالہ: میثاق النبیین، ص ۲۸۷

☆.....☆.....☆

انبیائے سابقین کی بشارتیں

حضرت اخنوعؑ کی پیش گوئی

حضرت ادریسؑ، حضرت آدمؑ کی ساتویں پُشت میں نہایت عظیم الشان پیغمبر تھے۔آپ کے بارے میں قرآن کریم میں یہ فرمان عالی شان ہے:

واذكر في الكتٰب ادريس انه كان صدّيقاً نبيّاًو رفعناه مكاناً عُليّا. (۴۵)

ترجمہ: اور کتاب میں ادریس کو یاد کرو، بے شک وہ صدیق تھا غیب کی خبریں دیتا اور ہم نے اسے بلند مکان پر اٹھالیا۔(۱)

نامۂ یہوداہ میں حضرت حنوکؑ کی پیش گوئی بزبان عبرانی:

جناب حنوکؑ کی پیش گوئی

(دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آنے والا خداوند)

גַּם־חֲנוֹךְ הַשְּׁבִיעִי לְאָדָם נִבָּא
עֲלֵיהֶם לֵאמֹר הִנֵּה יְהוָה בָּא בְּרִבְבֹת קְדשָׁיו׃

(نامۂ یہوداہ ۔۱:۱۴)(۴۶)

محمد رسول اللہؐ لاکھوں قدسیوں کے ہمراہ تشریف لائیں گے:

انجیل مقدس میں یہوداہ نے ایک عام خط اخنوع (حنوک ENOCH) یعنی حضرت ادریسؑ کی یہ پیش گوئی حضرت محمد رسول اللہؐ کے بارے میں نقل کی ہے۔

۱۴۔ ان کے بارے میں حنوک (ب) نے بھی جو آدم سے ساتویں پُشت میں تھا، یہ پیش گوئی کی تھی کہ دیکھو خداوند اپنے لاکھوں مقدسوں کے ساتھ آیا۔

۱۵۔ تاکہ سب آدمیوں کا انصاف کرے اور سب بے دینوں کو ان کی بے دینی کے ان سب کاموں کے سبب

---

(۱) کنز الایمان، ص ۵۵۶۔

(ب) حنوک حضرت ادریسؑ کا عبرانی نام ہے، جب کہ یونانی زبان میں ان کا نام طرقیس ہے اور قدیم عبرانی میں آپ کا نام اخنوع اور قرآن کریم میں ادریس کے نام سے پکارا گیا ہے۔ آپ کا لقب ادرین ہے۔ (انبیاء کوئز، مرتب طارق محمود، لطف اللہ گوہر، اورینٹ پبلشر، لاہور، ۱۹۸۸ء، ص ۱۹)

سے جو بے دین گنہ گاروں نے اس کی مخالفت میں کہی ہیں قصوروار ٹھہرائے۔(۳۷)

اس پیش گوئی کے بارے میں علامہ رحمۃ اللہ لکھتے ہیں:

واذا عرفت استعمال لفظ الرب والمقدس او القديس فاقول ان المراد بالرب محمد ﷺ و بالربوات المقدسة الصحابة والتعبير عن مجيئه بقدجاء لكونه اور ايقيناً فجاء محمد ﷺ فى ابوائه المقدسة. قدان الكفار و بكت المنافقين و الخطاة علىٰ اعمال النفاق وعلى اقوالهم البقيحة فى الله ورسله فبكت المشركين لعدم تسليم توحيدالله ورسالة رسله مطلقاً وعبادتهم الاصنام والاوثان وبكت اليهود علىٰ تفريطهم فى حق عيسىٰ ومريم عليهما السلام و بعض عقائدهم الواهية وبكت اهل التثليث مطلقاً علىٰ تفريطهم فى توحيدالله والفراطهم فى حق عيسىٰ وبكت اكثرهم على عبادة الصليب والتماثيل وبعض عقائدهم الواهيه. (۳۸)

ترجمہ:۔رب (خداوند) کا اطلاق مخدوم استاذ پر شائع ہے اور مقدس اور قدیس مومن کو کہتے ہیں۔ یہاں رب (خداوند) سے مراد محمد رسول اللہؐ ہیں اور (ربوات المقدسہ) مقدسوں سے مراد صحابہ کرام کی جماعت ہے۔لفظ''آیا'' یقینی آنے کو ظاہر کر رہا ہے، لہٰذا اس کا مفہوم یہ ہوا کہ محمد رسول اللہؐ صحابہ کرامؓ کی مقدس جماعت کے جلو میں تشریف لائیں گے، آپ کفار سے بدلہ لیں گے اور بے دینوں کو ان کی منافقانہ باتوں پر قصوروار ٹھہرائیں گے۔ مشرکین کو توحید و رسالت کے انکار اور بت پرستی اختیار کرنے کی پاداش میں سزا دیں گے، چناں چہ ایسا ہی ہوا۔آپؐ نے یہودیوں کو عیسیٰ اور مریم علیہما السلام کے متعلق غلط سلط طرز عمل اختیار کرنے اور برے عقائد اپنانے پر سرزنش فرمائی اور اہل تثلیث کو توحید باری تعالیٰ میں تفریط اور عیسیٰ کے حق میں غلو اور زیادتی کرنے پر قابل سزا ٹھہرایا۔

صاحب میثاق النّبیین نے''دس ہزار قدسیوں کے ساتھ'' لکھا ہے۔آپ لکھتے ہیں کہ یہ پیش گوئی مندرجہ ذیل وجوہات کی بناء پر رسول اللہؐ کے حق میں ہے۔

(ا) دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آنا اور یہ ایک امر واقعہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ فتح مکہ کے وقت دس ہزار قدوسی موجود تھے۔

(ب) فتح مکہ کے وقت سبھوں کی عدالت ہوئی یا اسلام نے تمام مذاہب عالم کے متعلق عدل و انصاف کا فیصلہ دیا۔

(ج) فتح مکہ میں سب بے دین سخت باتوں اور بدیوں کی وجہ سے ملزم ہوئے مگر سب کو بغیر ملامت چھوڑ دیا گیا۔

(د) مسیحی حضرات اسی خداوند کی آمد کے منتظر تھے، گویا حضرت حنوکؑ کے زمانہ سے لے کر اب تک اس کا

مصداق پیدا نہ ہوا تھا۔

(ہ) اس پیش گوئی کا مبشر بہ مسیح کو نہیں سمجھا گیا کیوں کہ یہوداہ کا خط مسیح کے بعد لکھا گیا۔ (۴۹)

حضرت موسیٰ نے بھی دس ہزار قدوسیوں اور آتشی شریعت کی بشارت دی ہے۔ دیکھئے بشارتِ عظمیٰ بخط عبری۔

دس ہزار قدوسیوں اور آتشی شریعت والا نبی

ויאמר יהוה מסיני בא וזרח משעיר
למו הופיע מהר פארן ואתה מרבבת קדש מימינו אשדת
למו׃

(استثناء۔ ۳۳:۲)......(۵۰)

حضرت یعقوبؑ کی بشارت حضور ﷺ کے لیے:

شیلوہ قوموں کا حکمراں:

علامہ وڈیارتھی لکھتے ہیں:

حضرت یعقوبؑ نے بوقت وصال اپنی تمام اولادوں یعنی بارہ بیٹوں کو جمع کیا اور ہر ایک کو اس کی عادت اور فضیلت کے مطابق دعا دی اور فرمایا:

''یہوداہ سے ریاست کا عصا جدا نہ ہوگا اور نہ امراس کے پاؤں سے جاتا رہے گا جب تک شیلوہ نہ آجائے اور قومیں اس کے پاس اکٹھی ہوں گی۔'' (۵۱)

توریت میں حضور ﷺ کے لیے حضرت یعقوبؑ کی زبان حق ترجمان سے یہ بشارت مرقوم ہے۔

۱۔ اور یعقوب نے اپنے بیٹوں کو یہ کہہ کر بلوایا کہ تم سب جمع ہو جاؤ تاکہ میں تم کو بتاؤں کہ آخری دنوں میں تم پر کیا کیا گزرے گا۔

۲۔ اے یعقوب کے بیٹو جمع ہو کر سنو اور اپنے باپ اسرائیل کی طرف کان لگاؤ۔

۳۔ یہوداہ سے سلطنت نہیں چھوٹے گی
اور نہ اس کی نسل سے عصا موقوف ہوگا۔
جب تک شیلوہ (۱) نہ آئے۔
اور قومیں اس کی مطیع ہوں گی۔'' (۵۲)

(۱) لفظ شیلو کے معنی اور اس کی تفصیل کے لیے دیکھئے علامہ رحمۃ اللہ بن خلیل کی کتاب اظہار الحق. الباب السادس فی اثبات نبوت محمد ﷺ ودفع مطاعن القسیسین (الاخبارات الواقعة فی حق محمد ﷺ)، ص ۳۳۱، ۳۳۲۔ میثاق النبیین، ۳۱۶ تا ۳۱۸

توریت کی اس آیت کی مصداق حضرت محمد ﷺ کی ذات بابرکات ہے، کیوں کہ قوموں کا اجتماع فقط آپ کی ذات گرامی ہی پر ہوا ہے، اس سے قبل یہ شرف کسی اور نبی کو حاصل نہیں ہوا۔ حضرت یعقوبؑ کا شیلوہ، شیلوم یا شلوم کون ہے؟ اس کی تفصیل با دلیل مولانا عبدالحق وڈیارتھی نے اپنی تحقیق انیق میں پیش کی ہے۔ آپ نے تمیں دلائل قاہرہ سے ثابت کیا ہے کہ یہ بشارت حضور ﷺ کے لیے ہے اور آپؐ ہی کو شیلوم کہا گیا ہے۔ (۵۳)

قرآن کریم نے حضرت اسماعیلؑ کے اس اقرار و عہد کی جو انہوں نے اپنی اولادوں سے حضور ﷺ کے حق میں لیا تھا، اس طرح تصدیق فرمائی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ووصّٰی بھا ابراھیم نبیہ ویعقوب یٰبنیّ ان اللّٰہ اصطفٰی لکم الدین فلا تموتنّ الّا وانتم مسلمون ام کنتم شھدآء اذ حضر یعقوب الموت اذا قال لبنیہ ماتعبدون من بعدی قالوا نعبد الٰھک والٰہ آبائک ابراھم و اسمٰعیل واسحٰق الٰھاً واحداً ونحن لہ مسلمون۔ (۵۴)

ترجمہ:۔ اور اسی دین کی وصیت کی ابراہیمؑ نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوبؑ نے کہ اے میرے بیٹو! بے شک اللہ نے یہ دین (ا) تمہارے لیے چن لیا تو نہ مرنا، مگر مسلمان (ب) بلکہ تم میں کے خود موجود تھے، جب یعقوبؑ کو موت آئی جب کہ اس نے اپنے بیٹوں سے فرمایا میرے بعد کس کی پوجا کرو گے بولے ہم پوجیں گے اسے جو خدا ہے آپ کا اور آپ کے آباء ابراہیمؑ واسماعیلؑ و اسحٰقؑ کا ایک خدا اور ہم اس کے حضور گردن رکھتے ہیں۔

یہ آیت کریمہ اس بات پر دال ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی اولادوں اور پھر حضرت یعقوبؑ نے اپنی اولادوں سے جو عہد وحلف لیا، جو وعدہ و پیمان کیا وہ دین فطرت، دین حنیف، دین اسلام تھا جیسا کہ قرآن میں حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں فرمایا "وما کان من المسلمین" (بہ) حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیل کا اپنی اولادوں سے یہ حلف وعہد اس بات پر تھا کہ وہ آنے والے نبی مکرم خاتم النبیین ﷺ پر عہد باندھیں کہ وہ نبی کریم ﷺ کے معین و مددگار رہوں گے۔ یہ آیت کریمہ دراصل حضور ﷺ کے حق میں ہے کیوں کہ اس سے پہلے حضرت ابراہیمؑ اپنے خاندان میں ایک نبی، نبی آخرالزماں ﷺ کی خواہش کا اظہار کر چکے ہیں بلکہ اس کے لیے انہوں نے بارگاہِ رب العزت میں اس وقت استغاثہ پیش کیا تھا جب وہ بنائے کعبہ کو مستحکم کر رہے تھے، اس وقت آپ نے محافظِ حرم، حافظِ کعبہ کی درخواست کی تھی جسے اللہ رب ذوالجلال نے قبول فرما کر آپ کی اولاد میں حضور نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ دیکھئے القرآن، پارہ ا، سورۃ البقرۃ، آیت ۱۲۷ تا ۱۲۹۔ اتنی واضح، بیّن و روشن دلیل

(ا) دین اسلام، دین محمد ﷺ، دین حنیف، دین فطرت

(ب) مسلمان وہ ہے جو صدق دل سے گواہی دے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول آخر ہیں، صرف لا الٰہ الا اللہ کہنا مسلمان ہونے کی علامت نہیں جب تک محمد رسول اللہ کا لاحقہ نہ لگے اور انبیائے سابقین نے بھی اس امر لاحقہ کی بھرپور تائید کی ہے۔

کے بعد اللہ رب ذوالجلال فرماتا ہے:

ومن یّرغب عن ملة ابراھیم الّا من سفه نفسه. (۵۵

ترجمہ:۔اور ابراہیم کے دین سے کون منہ پھیرے سوا اس کے جس کا دل احمق ہے۔(۱)

حضور ﷺ نے فرمایا میں اپنے باپ ابراہیمؑ کی دعا ہوں اور ابراہیمؑ کے لیے اللہ کا فرمان ہے کہ جو اس کے دین سے منہ پھیرے وہ احمق، گویا حضور ﷺ کی اطاعت ہر یہودی پر لازم ہے۔

مولانا نعیم الدین مرادآبادی اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''علمائے یہود میں سے حضرت عبداللہ بن سلام نے اسلام لانے کے بعد اپنے دو بھتیجوں مہاجر و سلمہ کو اسلام کی دعوت دی اور ان سے فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے توریت میں فرمایا ہے کہ میں اولاد اسمٰعیل سے ایک نبی پیدا کروں گا جن کا نام احمدؐ ہوگا جو ان پر ایمان لائے گا راہ یاب ہوگا اور ایمان نہ لائے گا ملعون ہے۔ یہ سن کر سلمہ ایمان لے آئے اور مہاجر نے اسلام سے انکار کر دیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر ظاہر کر دیا کہ جب حضرت ابراہیمؑ نے خود اس رسول معظمؐ کے مبعوث ہونے کی دعا فرمائی تو جو ان کے دین سے پھرے، وہ حضرت ابراہیمؑ کے دین سے پھرا۔ اس میں یہود و نصاریٰ و مشرکین و عرب پر تعریض ہے جو اپنے آپ کو افتخاراً حضرت ابراہیمؑ کی طرف منسوب کرتے تھے جب ان کے دین سے پھر گئے تو شرافت کہاں رہی۔'' (۵۶) معلوم ہوا کہ یہ آیت کریمہ بھی حضور ﷺ کے حق میں ہے۔

توراتِ مقدس میں مثیلِ موسیٰؑ کے لیے پیش گوئی:

حضرت موسیٰ کلیم اللہ کا سلسلۂ نسب ساتویں پُشت میں حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ سے جا ملتا ہے۔(ب) حضرت موسیٰ کے خاندان میں آپ کے بھائی حضرت ہارونؑ سمیت پانچ افراد مرتبۂ نبوت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کے سسر حضرت شعیبؑ بھی جلیل القدر نبی تھے۔ حضرت موسیٰؑ (MOSES) کے لیے قرآن کریم میں فرمان رب ذوالجلال ہے۔

واذ کر فی الکتاب موسیٰٓ انه کان مخلصاً وّ کان رسولاً نبیّا. (۵۷)

ترجمہ:۔اور کتاب میں موسیٰ کو یاد کرو بے شک وہ چنا ہوا تھا اور رسول تھا غیب کی خبریں بتانے والا۔(ج)

حضرت موسیٰؑ نے اپنے مثیل کے آنے کی پیش گوئی کی تھی۔ شارح بنی اسرائیل کی یہ پیش گوئی نہایت ہی قاہرہ

(۱) کنزالایمان، ص ۳۵، ۳۶۔

(ب) آپ کا سلسلہ نسب عمرانؑ بن قہات بن لاوی بن حضرت یعقوبؑ حضرت اسحٰق بن حضرت ابراہیمؑ (انبیاء کوئز: ص ۱۱۶)

(ج) کنزالایمان ص ۵۵۵۔

معرکۃ الآراء ہے جسے قرآن کریم نے یوں بیان کیا ہے:

قل ارئیتم ان کان من عنداللّٰہ و کفر تم بہ و شھد شاھد من بنی اسرائیل علیٰ مثلہ فاٰمن واستکبرتم ان اللّٰہ لایھدی القوم الظّٰلمین۔(۵۸)

ترجمہ:

قرآن کریم کی یہ آیتِ کریمہ بھی اس بات پر دال ہے کہ آپ مثیلِ موسیٰ ہیں۔فرمان رب ذوالجلال ہے۔

ان ارسلنآ الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولاً۔ (۵۹)

ترجمہ:۔ بے شک ہم نے تمہاری طرف رسول بھیجے کہ تم پر حاضروناظر ہیں۔(۱)

اس کے علاوہ حضور ﷺ نے خود مثیل موسیٰ ہونے کا دعویٰ فرمایا اور حبش کے عیسائی بادشاہ کو جو خط لکھوایا اس میں بھی اس بات کا تذکرہ فرمایا اور قوم نصاریٰ کو یاددہانی اور نشان دہی کرائی۔آپؐ نے اپنی نعت خود بیان فرمائی۔ دیکھیے سیرت ابن ہشام۔(۶۰)

یہ بشارت، یہ نعتِ نبوی ﷺ بزبان حضرت موسیٰ،تورات موسوی کی پانچویں کتاب میں بھی نہایت بلیغ و فصیح الفاظِ صریح میں باوجود تحریف عبری کے موجود ہے۔ملاحظہ ہو خطِ عبری میں بشارتِ موسوی "مثیل موسیٰ"

بشاراتِ موسوی

مثیل موسیٰ کی پیش گوئی

נָבִיא מִקִּרְבְּךָ מֵאַחֶיךָ
כָּמֹנִי יָקִים לְךָ יְהוָה אֱלֹהֶיךָ אֵלָיו תִּשְׁמָעוּן׃ כְּכֹל אֲשֶׁר־
שָׁאַלְתָּ מֵעִם יְהוָה אֱלֹהֶיךָ בְּחֹרֵב בְּיוֹם הַקָּהָל לֵאמֹר
לֹא אֹסֵף לִשְׁמֹעַ אֶת־קוֹל יְהוָה אֱלֹהָי וְאֶת־הָאֵשׁ הַגְּדֹלָה
הַזֹּאת לֹא־אֶרְאֶה עוֹד וְלֹא אָמוּת׃ וַיֹּאמֶר יְהוָה אֵלָי
הֵיטִיבוּ אֲשֶׁר דִּבֵּרוּ׃ נָבִיא אָקִים לָהֶם מִקֶּרֶב אֲחֵיהֶם
כָּמוֹךָ וְנָתַתִּי דְבָרַי בְּפִיו וְדִבֶּר אֲלֵיהֶם אֵת כָּל־אֲשֶׁר
אֲצַוֶּנּוּ׃

(استثناء۔۱۸۔۱۸:۱۵)......(۶۱)

علامہ وڈیارتھی (Vidyarthi) نے بدلائل قاہرہ ثابت کیا ہے کہ مثیل موسیٰ اور کوئی نہیں صرف اور صرف حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔اس ضمن میں آپ نے سولہ دلائل پیش کیے ہیں۔تفصیل کے لیے دیکھیے میثاق

---

(۱) کنزالایمان،ص ۱۰۳

النبیین (۶۲)

خطِ عبری کے بعد بشارتِ موسوی خطِ عربی میں ملاحظہ ہو:

نابی مقربخا یا جیخاً کامونی یاقیم لیخا یھووہ ایلوھیخا الائوتشماعون ویوسر یھووہ ایلدی ھطیبو اُشر دبیرو نابی اقیم لاھم مقرب اجیھم کامونا ونشتی دیبار اے بفیوء ودبرانیھم اث کل اشرھو نو. (۶۳)

ترجمہ:۔خداوند تیرا معبود ایک نبی تیرے لیے (درمیان یا) رحمی رشتہ سے تیرے بھائی (یا بھائیوں) میں سے ایک شخص جیسا کہ میں خود ہوں، تیرے لیے مبعوث کروں گا اس کو مانیو اور کہا خدا نے مجھے انہوں نے (بنی اسرائیل نے) جو جی چاہا، مجھے کہا ایک نبی میں مبعوث کروں گا ان کے لیے ان کے بھائیوں میں سے تیری مثل اور دوں گا اپنی وحی اس کے منہ میں اور کہے گا ان کو وہ سب کچھ جو میں اسے حکم دوں گا۔

علامہ عنایت رسول چریا کوٹی نے اس بشارت کو اپنی تحقیق انیق بشریٰ میں باالفاظِ تغیر یسیر پیش کیا ہے۔(۶۴)

حضرت ہوشیعؑ کی بشارت بنام محمد ﷺ:

حضرت موسیٰ اور حضرت ہارونؑ کے جانشین، حضرت یوسفؑ کی نسل سے تعلق رکھتے تھے۔تورات میں آپ کے تین نام مذکور ہیں۔ یشوع (Joshua)، ہوسیع (Hoshea) اور یہوسوع (Jehoshua) (۶۵) قرآن کریم میں آپ کا نام یوشع (ا) مذکور ہے۔حضرت یوشعؑ (Joshlia) کے لیے قرآن کریم میں فرمان الٰہی ہے۔

واذ قال موسیٰ لفتٰہُ. (۶۶)

ترجمہ: اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا۔(ب)

حضرت یوشعؑ نے حضور ﷺ کے بارے میں جو بشارت فرمائی اس میں آپ کا نام "محمد ﷺ" استعمال کیا۔

ملاحظہ ہو۔

بخطِ عبرانی۔

[illegible]

(۶۷)

(ا) ترجمہ کنز الایمان، ص ۵۴۰۔

(ب) توراۃ میں آپؑ کا ذکر یشوع ابن نون سے مذکور ہے اور پوری ایک کتاب یشوع کے نام سے موسوم ہے۔آپ کا زمانہ چودھویں صدی قبل مسیح کا ہے۔(کوثر انبیاء)

بخطِ عربی: کـه بِنـّـه هـالِـخـو امشّـو د مِصرائیم تَقَبِصِیم مُوف تِقَبّرِیم محمّد لَحُسَپام فیموش
بیرائیم حَودح بآهولیم. (٦٨)

ترجمہ:۔ ہاں دے ظلم سے پریشان ہوجائیں گے مصری ان کو مجتمع کریں گے۔ مُوف میں دے لوگ گریں گے (یعنی مقامات مختلف میں ان کا قیام ہوگا) محمد ﷺ ان کا مال خاردار درختوں کو اس کا مالک کرے گا۔

(اس مقام پر (خاردار درخت سے مقصود اہلِ فوج ہیں، چناں چہ مال اہلِ فوج میں تقسیم ہوتا تھا۔ عربستان میں سمرہ اور ببول بہت ہوتا ہے، کھجور کے درخت بھی کانٹے سے خالی نہیں ہوتے، اس واسطے عرب اس سے مقصود ہیں جن کو اموال بنی قریظہ و بنی نضیر و خیبر تقسیم ہوا تھا اور پیغمبر ﷺ نے خود اسے بانٹا تھا) ان کے مکانات میں کانٹا ہوگا (مقصود معاملہ بنی نضیر ہے کہ یہود بنی نضیر نے اپنے مکانات کو خود اجاڑا تھا پھر ان میں کانٹا رکھا گیا، واضح ہو کہ جب سلطنت بنی اسرائیل برباد ہوئی تو دے مقامات مختلف میں جس کو جہاں آرام ملا جا رہے، کچھ لوگ مصر گئے، کچھ بابل، کچھ عربستان و ہندوستان میں۔ پیغمبر ﷺ کے زمانہ میں جو کچھ معاملہ بنی قریظہ و بنی نضیر و یہود و خیبر کے ساتھ ہوا وہ مشہور ہے۔ طَے کے پہاڑوں میں جو کچھ یہود تھے نکالے گئے، کچھ قتل ہوئے ان کا مال واسباب لشکریوں پر تقسیم ہوا، ویرانے کی وجہ سے ان کے مکانات میں خاردار درخت جم گئے۔ انہیں معاملات کی حکایت یہ نبی کرتا ہے جو اس پر مکاشفہ میں ظاہر ہوا۔)

حضرت سعیاہ کی بشارت حضور ﷺ کے لیے

بخطِ عبرانی:
הֵן עַבְדִּי אֶתְמָךְ־בּוֹ בְּחִירִי רָצְתָה נַפְשִׁי
נָתַתִּי רוּחִי עָלָיו מִשְׁפָּט לַגּוֹיִם יוֹצִיא

بخطِ عربی: هین عَبیدی اِتْمخْ بو بجیری راحتا نفشی ناتیتی روحی عالاُ مِشپاط لگوهیم یُوصِی.

ترجمہ: دیکھو اپنے بندہ کو اٹھا کھڑا کروں گا، اپنے مصطفیٰ ﷺ سے میری جان رضامند ہوئی۔ اس کو وحی دوں گا میں۔ شریعت قوموں کے لیے نکالے گا اس سے۔ (۱)

بخطِ عبرانی:
לֹא יִצְעַק וְלֹא
יִשָּׂא וְלֹא יַשְׁמִיעַ בַּחוּץ
קוֹלוֹ:

(۱) یہ بشارت اس بات پر دال ہے کہ کوئی پیغمبر، کوئی رسول، کوئی ہادی، کوئی نبی صاحب احکام آنے والا ہے اور یہ خبر اس قوم کے لیے ہے، جو منتظر فارقلیط ہے، کیوں کہ شریعت نکالنا کسی دوسرے کا کام نہیں، بعد موسیٰ کے کوئی رسول سوائے ہمارے مخبر العالمین ﷺ کے، کوئی دوسرا نہ ہوا۔ اس پیغمبر ﷺ کو خدا نے عبدی کہہ کر مخاطب کیا ہے جو کہ کلمۂ پیار، اشهد ان محمداً عبده و رسوله۔ یعنی وہ عبد جو منتخب رسول ہے۔

بخطِ عربی: لو یعسعَق و لویسًا دِلویَشمیع بَحو، ص قولو:

ترجمہ:۔نہ چلائے گا اور نہ اپنی آواز بلند کرے گا اور نہ باہر سنائے گا۔(ا)

بخطِ عبرانی:

רצוץ לא ישבור ופשתה כהה לא
יכבנה לאמת יוציא משפ
ט:

عربی خط: قَانَہ راصوص لو یشبُو رُنوفِشتہ کِیہا لو یخبنہ لِامِث یُوصِی مِشپاط.

ترجمہ:۔شکستہ بیل کو نہ توڑے گا اور دھندلی بتّی کو گل نہ کرے گا، تصدیق شریعت جاری کرے گا۔(ب)

بخطِ عبرانی:

קנה רצ
לא יכהה ולא ירוץ עד
ישים בארץ משפט ולתורתו איים ייחלו (۶۹)

بخطِ عربی: لُو یخحہِ ولو یارؤ ص عدّ یا ہیِم بَا آرص مِشپاط نو لِتوراثو ایِیم یَحِیلو. (۷۰)

ترجمہ:۔نہ مضمحل ہوگا نہ دوڑے گا جب تک کہ نہ قائم کرے گا ملک میں دین یعنی جب تک اس کی شریعت اہل بَرنہ قبول کریں۔(ج)

ایک اور مقام پر حضرت یسعیاؑ نے یہ بشارتِ عظمیٰ (نعت کریمہ بیان فرمائی۔ ملاحظہ ہو بزبان عبرانی:

שירו ליהוה שיר חדש תהלתו
מקצה הארץ יורדי הים ומלא
איים וישביהם: ישאו מ
דבר ועריו חצרים תשב קדר ירנו
ישבי סלע מראש הרים יצוחו:
ישימו ליהוה כבוד ותהלתו
באיים יגידו: יהוה כגבור
יצא כאיש מלחמות יעיר קנאה
יריע אף יצריח על איביו יתגבר: (۷۱)

(ا) مقصود یہ ہے کہ وہ پیغمبر نہایت نرم دل ہوگا اور اس کی آواز بہت نرم، دل کش و مترنم، دل پزیر و دل اسیر ہوگی۔ یہ بشارت حضور ﷺ پر دال ہے۔
(ب) مقصود یہ ہے کہ مظلوموں کو نہ ستائے گا، وہ بڑا عادل ہوگا اس سے مراد یہ بھی ہے کہ بیت المقدس کو خراب نہ کرے گا بلکہ محفوظ رکھے گا۔ شکستہ بیل سے مراد بیت المقدس ہے جسے مسلمانوں نے ظالموں سے آزاد کرایا، دھندلی بتی سے مراد تورات ہے یعنی اس کے احکام کو بالکل زائل نہ کرے گا۔
(ج) اس بشارتِ عظمیٰ کا مقصود یہ ہے کہ وہ پیغمبر برحق جب تک اپنے دین کو پورا نہ کرلے گا اور اس کی شریعت ملک میں جاری نہ ہوجائے گی وہ اس وقت تک دنیا سے رخصت نہ لے گا، رحلت نہ کرے گا۔

بخطِ عربی: شیر ولیھُود اِشیر حاداش یھلّا ثومقصہ ھا آرِص یُورِدی ھیّام و ملوایّیم ویُوشبیھم یسومِدْ بَارُوعَارًا وَحَصیریم تَیشب قِیداریار ونُویوشِبی سِلَع مروش ھاریم یصوا حو، یا ھیمو، لِیھوا کابُوو وثھلّا ثوبا اِیّھیم بیّدو یھُوا بگِبُور یصی کایِش مِلَحا مَایَا عِیر مِتنآ یَا رِیَّع اَفْ یصریحَ عَلْ اُویبَا وثیگبّر. (۷۲)

ترجمہ:۔ اے سکّان بحروبر و باشندگان جزائر خدا کو نئی تسبیح سے تسبیح کرو۔ سرداری کریں گے ریگستان اور اس کی بیتاں بیت المقدس میں بیٹھیں گے بنی قیدار، سکان سنگ لاخ زمزمہ کریں گے، پہاڑ کی چوٹی سے شور مچائیں گے۔ خدا کی زکوٰۃ ادا کریں گے یا اس کی عظمت قائم کریں گے اور اس کی ستائش کے جزائر میں اعلان کریں گے۔ خدا مثل بہادر کے نکلے گا۔ سپاہی کی طرح غضب ناک ہوگا بگل دے گا بلکہ کڑ کے گا اپنے دشمنوں پر غلبہ کرے گا۔

اس مبارک فرمان یسعیاؑ کے مطابق: حضرت یسعیاؑ کے اس فرمان کہ، خدا کو نئے بھجن سے بھجو یعنی اس کی حمد و ثناء کرو، انتہا ارض سے سکّان بحر و بر۔ یہاں نئے بھجن سے مراد قرآن کریم ہے۔ آپؐ سے متعلق تمام انبیائے توا ریت وانا جیل، تمام انبیائے بنی اسرائیل، سابقہ شریعتوں اور صحائف کے انبیاء یہی درس ووعظ دیتے اور تبلیغ کرتے رہے۔ سرداری کریں گے میدان اور اس کی بیتاں، قیدار زمزمہ سنج ہوں گے، کوہستانی پہاڑ کی چوٹیوں سے شور مچائیں گے۔ میدان سے مقصود میدان عرب ہے، وادی غیر ذی زرع۔ اس کا ذکر تمام کتب قدیمہ میں ہے۔ قیدار حضرت اسماعیلؑ کے بیٹے کا نام ہے جن کی اولاد ہمارے نبی مکرم ﷺ ہیں۔ یہ اپنی اولاد کے ساتھ اس وادی میں آباد ہوئے تھے اور انہیں کی اولاد حجاز و یمن، شام وعرب میں پھیلی۔ حصیریم، حرم بیت المقدس کو کہتے ہیں۔ یہ خبر نسبتِ حضور اکرم ﷺ سے نہایت واضح وروشن ہے کہ آپؐ نے بیت المقدس کا تقدس بحال کیا۔ اس مقام جلال کبریت کا دوام ہوا۔ مثل پہلوان نکلنا، غضب واشتعال، کڑک وڈپٹ، دشمن پر جبر یہ تمام اشارات جہاد کی طرف ہیں، دین اسلام کی طرف ہیں، اہل ایمان کی طرف ہیں۔

توریت میں بشارتِ مصطفےٰ ﷺ

بحر و بر میں ثنائے خواجہ

توریت کی کتاب یسعیاہ میں حضور ﷺ کی یہ بشارت درج ہے۔

دیکھو میرا خادم جس کو میں سنبھالتا ہوں میرا برگزیدہ جس سے میرا دل خوش ہے۔ میں نے اپنی روح اس پر ڈالی۔ وہ قوموں میں عدالت جاری کرے گا۔ ا: وہ نہ چلائے گا اور نہ شور کرے گا اور نہ بازاروں میں اس کی آواز سنائی دے گی وہ مسلے ہوئے سرکنڈے کو نہ توڑے گا اور ٹمٹماتی بتی کو نہ بجھائے گا۔ وہ راستی سے عدالت کرے گا۔ ۲: وہ ماندہ نہ ہوگا اور ہمت نہ ہارے گا جب تک کہ عدالت کو زمین پر قائم نہ کرے۔ جزیرے اس کی شریعت کا انتظار

کریں گے۔۳: جس نے آسمان کو پیدا کیا اور تان دیا، جس نے زمین کو اور ان کو جو اس میں سے نکلتے ہیں پھیلایا، جو اس کے باشندوں کو سانس اور اس پر چلنے والوں کو روٹی عنایت کرتا ہے یعنی خداوند خدایوں فرماتا ہے۔۴: میں خداوند نے تجھے صداقت سے بلایا۔ میں ہی تیرا ہاتھ پکڑوں گا اور تیری حفاظت کروں گا اور لوگوں کے عہد اور قوموں کے نور کے لیے تجھے دوں گا۔۵: کہ تو اندھوں کی آنکھیں کھولے اور اسیروں کو قید سے نکالے اور ان کو جو اندھیرے میں بیٹھے ہیں قید خانہ سے چھڑائے۔۶: یہوداہ میں ہوں، یہی میرا نام ہے۔ میں اپنا جلال کسی دوسرے کے لیے اور اپنی حمد کھودی ہوئی مورتوں کے لیے روانہ رکھوں گا۔۷: دیکھو پرانی باتیں پوری ہوگئیں اور میں نئی باتیں بتاتا ہوں۔ اس سے پیش تر کہ واقع ہوں، میں تم سے بیان کرتا ہوں۔۸

اے سمندر پر گزرنے والو اور اس میں بسنے والو! اے جزیرو اور ان کے باشندو خداوند کے لیے نیا گیت گاؤ۔۹: زمین پر سرتا سر اسی کی ستائش کرو۔۱۰: بیابان اور اس کی بستیاں۔ قیدار کے آباد گاؤں اپنی آواز بلند کریں۔ سلع کے بسنے والے گیت گائیں، پہاڑوں کی چوٹیوں پر سے للکاریں۔۱۱: وہ خداوند کا جلال ظاہر کریں اور جزیروں میں اس کی ثناء خوانی کریں۔۱۲: خداوند بہادر کی مانند نکلے گا وہ جنگی مرد کی مانند اپنی غیرت دکھائے گا وہ نعرہ مارے گا ہاں وہ للکارے گا وہ اپنے دشمنوں پر غالب آئے گا۔۱۳: میں بہت مدت سے چپ رہا میں خاموش ہو رہا اور ضبط کرتا رہا پر اب میں دردِزہ والی کی طرح چلاؤں گا۔ میں ہانپوں گا اور زور زور سے سانس لوں گا۔۱۴: میں پہاڑوں اور ٹیلوں کو ویران کر ڈالوں گا اور ان کے سبزہ زاروں کو خشک کروں گا اور ان کی ندیوں کو جزیرے بناؤں گا۔۱۵: اور تالابوں کو سکھا دوں گا۔۱۶: اور اندھوں کو اس راہ سے جسے وہ نہیں جانتے لے جاؤں گا میں ان کو ان راستوں پر جن سے وہ آگاہ نہیں لے چلوں گا میں ان کے آگے تاریکی کو روشنی اور اونچی نیچی جگہوں کو ہموار کردوں گا میں ان سے یہ سلوک کروں گا اور ان کو ترک نہ کروں گا۔۱۷: جو کھودی ہوئی مورتوں پر بھروسا کرتے اور ڈھالے ہوئے بتوں سے کہتے ہیں تم ہمارے معبود ہو وہ پیچھے ہٹیں گے اور بہت شرمندہ ہوں گے۔ (۷۳)

اس بشارتِ مصطفےٰ ﷺ کے سلسلے میں علامہ رحمت اللہ بن خلیل لکھتے ہیں:

والتسبيحة الجديدة عبارة عن العباده على النهج الجديد الى هى فى الشريعة المحمدية وتعميمها على سُكّان اقاصى الارض واهل الجزائر و اهل المدن والبرارى اشارة الىٰ عموم نبوّة ﷺ. ولفظ (قيدار) اقوى اشارة اليه. لان محمداً ﷺ فى اولاد قيدار بن اسماعيل. وقوله (من رؤوس الجبال يصيحون) اشارة الى العبادة المخصوصة التى تؤدى فى ايام الحج يصيح الوف الوف من النّاس بلبّيك اللّٰهمّ لبّيك. وقوله (حمده يخبرون به فى الجزائر) اشارة الى الأذان يخبر به الوف الوف فى اقطار العالم فى الاوقات الخمسة

بالجهر. وقوله (الرب كجبار يخرج مثل رجل مقاتل يهوش الغيرة) يشير الیٰ مضمون الجهاد اشارة حسنة بان جهاده وجهاد تابعيه يكون اللّٰه وبامره خالياً عن حظوظ الهوس النفسانية ولذٰلک عبر اللّٰه عن خروج هذا النبیﷺ وخروج تابعيه بخروجه وبيّن فی الآية الرابعة عشر سبب مشروعية الجهاد وفی الآية السادسة عشر الیٰ حال العرب لانهم كانوا غيروا قفين علی احكام اللّٰه وكانوا يعبدون الاصنام وكانوا مبتلين بانواع الرسوم القبيحة الجاهلية كما قال اللّٰه تعالیٰ فی حقهم.

وان كانوا من قبل لفی ضلال مبين. (۷۴)

ترجمہ:۔ ''تسبیح جدیدہ'' سے مراد ہے جدید طرز سے عبادت، جوشریعت محمدیہﷺ کی خصوصیت ہے۔ ساکنان ارض، اہل جزائر ومدن اور دشت وجبل کے مکینوں پر اس عبادت کا عموم دراصل نبی اکرمﷺ کی جہاں گیر نبوت کی دلیل ہے اور لفظ ''قیدار'' اس بات کا قوی اشارہ ہے کیوں کہ محمدﷺ قیدار بن اسماعیل کی اولاد سے ہیں۔ پہاڑوں کی چوٹیوں پر سے چلانے سے مراد ایام حج کی مخصوص عبادت ہے۔ جس میں لاکھوں انسان لبیک اللّٰھم لبیک پکارتے ہیں۔ جزیروں میں ثناء خوانی اور حمد سرائی اذان سے عبارت ہے کہ اقطار عالم میں پانچ وقت روزانہ لاکھوں افراد با آواز بلند پکارتے ہیں۔ مرد میدان جو جوش غیرت دکھاتا ہے، سے جہاد کی طرف اشارہ ہے چودھویں آیت میں مشروعیت جہاد کا سبب بیان کیا گیا ہے اور سولہویں آیت میں عربوں کے حالات کا ذکر ہے جو احکام خداوندی سے نابلد تھے، وہ لوگ بتوں کی عبادت کرتے تھے اور وہ مختلف اقسام کی جاہلی رسومات قبیحہ میں مبتلا تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ان کے بارے میں ارشاد فرمایا: وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین۔ (اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے)(۱)

آپ مزید لکھتے ہیں:

و وفی بما وعدنان مشركی العرب وهرقل عظيم الروم وكسریٰ فارس ما قصروا فی اطفاء النور الاحمدیﷺ لكنّهم ماحصل لهم سوی الخزی التام و عاقبة الامرلم يبق اثر الشرک فی اقليم العرب وزالت دولة كسریٰ مطلقاً وزالت حكومة اهل الصليب من الشام مطلقاً و اما فی الاقاليم الآخر فمن بعضها انمحی اثره مطلقاً كبخارا و كابل وغيرهما ومن بعضها قل كالهند والسند وغيرهما وانتشر التوحيد شرقاً و غرباً. (۷۵)

ترجمہ:۔ اہل عرب ظہور اسلام صریح گمراہی میں مبتلا تھے۔ اللہ نے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا۔ اگرچہ مشرکین عرب قیصر روم اور کسرائے فارس نے نور رسالت محمدیﷺ کو بجھانے کے لیے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا مگر بجز رسوائی کوئی چیز ان کے ہاتھ نہ آئی۔ آخر کار ملک عرب سے شرک کے نشانات مٹ گئے، کسریٰ کی حکومت برباد ہوگئی اور قیصر کا شامی اقتدار نابود ہو گیا۔ بعض دیگر ریاستوں کے نام ونشان بھی صفحۂ ہستی سے ناپید ہو گئے، مثلاً بخارا اور کابل کی سلطنتیں، اس طرح بعض ملکوں کے حصے ان سے الگ ہو گئے مثلاً ہند وسندھ کی حکومتیں اور شرق وغرب چہار دانگ عالم میں نور توحید کا اجالا پھیل گیا۔

---

(۱) کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن، سورۃ آل عمران، آیت ۳۱۴

حضرت یسعیاہؑ کی بشارت بزبان عبرانی:

حضرت یسعیاہؑ کی چھ بشارتیں بزبان عبرانی بطور تحدیثِ نعمت درج کی جا رہی ہیں۔ آپ کی پہلی بشارت: کتاب تورات کی یسعیاہ۔ باب ۹، آیت ۱ تا ۷۔ دوسری بشارت: باب ۱۱، آیت ۷ تا ۹۔ تیسری بشارت: باب ۳۱، آیت ۱۳ تا ۱۷۔ چوتھی بشارت: باب ۲۸، آیت ۹ تا ۱۲ اور ۱۶، ۱۷۔ پانچویں بشارت: باب ۲۹، آیت ۱۱ تا ۱۳ اور چھٹی بشارت: باب ۴۰، آیت ۴، ۵ میں درج ہے۔

یسعیاہؑ نبی کی بشارات

הָעָם הַהֹלְכִים בַּחֹשֶׁךְ רָאוּ אוֹר גָּדוֹל יֹשְׁבֵי בְּאֶרֶץ צַלְמָוֶת
אוֹר נָגַהּ עֲלֵיהֶם׃ הִרְבִּיתָ הַגּוֹי לֹא הִגְדַּלְתָּ הַשִּׂמְחָה
שָׂמְחוּ לְפָנֶיךָ כְּשִׂמְחַת בַּקָּצִיר כַּאֲשֶׁר יָגִילוּ בְּחַלְּקָם שָׁלָל׃
כִּי ׀ אֶת־עֹל סֻבֳּלוֹ וְאֵת מַטֵּה שִׁכְמוֹ שֵׁבֶט הַנֹּגֵשׂ בּוֹ הַחִתֹּתָ
כְּיוֹם מִדְיָן׃ כִּי כָל־סְאוֹן סֹאֵן בְּרַעַשׁ וְשִׂמְלָה מְגוֹלָלָה
בְדָמִים וְהָיְתָה לִשְׂרֵפָה מַאֲכֹלֶת אֵשׁ׃ כִּי־יֶלֶד יֻלַּד־לָנוּ
בֵּן נִתַּן־לָנוּ וַתְּהִי הַמִּשְׂרָה עַל־שִׁכְמוֹ וַיִּקְרָא שְׁמוֹ פֶּלֶא
יוֹעֵץ אֵל גִּבּוֹר אֲבִיעַד שַׂר־שָׁלוֹם׃ לְמַרְבֵּה הַמִּשְׂרָה
וּלְשָׁלוֹם אֵין־קֵץ עַל־כִּסֵּא דָוִד וְעַל־מַמְלַכְתּוֹ לְהָכִין אֹתָהּ
וּלְסַעֲדָהּ בְּמִשְׁפָּט וּבִצְדָקָה מֵעַתָּה וְעַד־עוֹלָם קִנְאַת יְהוָה
צְבָאוֹת תַּעֲשֶׂה־זֹּאת׃ דָּבָר שָׁלַח אֲדֹנָי בְּיַעֲקֹב
וְנָפַל בְּיִשְׂרָאֵל׃

یسعیاہ ۹:۱-۷

וְהָיָה בַּיּוֹם הַהוּא
שֹׁרֶשׁ יִשַׁי אֲשֶׁר עֹמֵד לְנֵס עַמִּים אֵלָיו גּוֹיִם יִדְרֹשׁוּ וְהָיְתָה
מְנֻחָתוֹ כָּבוֹד׃ וְהָיָה ׀ בַּיּוֹם הַהוּא יוֹסִיף אֲדֹנָי ׀
שֵׁנִית יָדוֹ לִקְנוֹת אֶת־שְׁאָר עַמּוֹ אֲשֶׁר יִשָּׁאֵר מֵאַשּׁוּר
וּמִמִּצְרַיִם וּמִפַּתְרוֹס וּמִכּוּשׁ וּמֵעֵילָם וּמִשִּׁנְעָר וּמֵחֲמָת
וּמֵאִיֵּי הַיָּם׃ וְנָשָׂא נֵס לַגּוֹיִם וְאָסַף נִדְחֵי יִשְׂרָאֵל וּנְפֻצוֹת
יְהוּדָה יְקַבֵּץ מֵאַרְבַּע כַּנְפוֹת הָאָרֶץ׃

یسعیاہ ۹:۱-۷

משא בערב ביער בערב תלינו

ארחות דדנים: לקראת צמא התיו מים ישבי ארץ תימא
בלחמו קדמו נדד: כי־מפני חרבות נדדו מפני ׀ חרב
נטושה ומפני קשת דרוכה ומפני כבד מלחמה:
כי־כה אמר אדני אלי בעוד שנה כשני שכיר וכלה כל־
כבוד קדר: ושאר מספר־קשת גבורי בני־קדר ימעטו
כי יהוה אלהי־ישראל דבר:

את־מי יורה דעה ואת־מי יבין שמועה
גמולי מחלב עתיקי משדים: כי בלעגי שפה ובלשון
אחרת ידבר אל־העם הזה: אשר ׀ אמר אליהם זאת
המנוחה הניחו לעיף וזאת המרגעה ולא אבוא שמוע:

לכן כה אמר אדני יהוה הנני יסד בציון אבן אבן
בחן פנת יקרת מוסד מוסד המאמין לא יחיש: ושמתי
משפט לקו וצדקה למשקלת ויעה ברד מחסה כזב
וסתר מים ישטפו:

ותהי לכם חזות הכל כדברי הספר
[illegible]
זה ויאמר לא אוכל כי חתום הוא: ונתן הספר על אשר
לא־ידע ספר לאמר קרא־נא זה ואמר לא ידעתי ספר:
ויאמר אדני יען כי נגש העם הזה בפיו ובשפתיו
כבדוני ולבו רחק ממני ותהי יראתם אתי מצות אנשים
מלמדה:

קול קורא במדבר
פנו דרך יהוה ישרו בערבה מסלה לאלהינו: כל־גיא
ינשא וכל־הר וגבעה ישפלו והיה העקב למישור
והרכסים לבקעה:

بشارتِ راکب الجمل:

بشارتِ راکب الجمل کے ضمن میں حضرت یسعیاؑ کی یہ بشارت بخطِ عبری ملاحظہ ہو۔(۷۷)

כִּי כֹה
אָמַר אֵלַי אֲדֹנָי לֵךְ הַעֲמֵד הַ
מְצַפֶּה אֲשֶׁר יִרְאֶה יַגִּיד׃ וְרָאָה רֶ
כֶב צֶמֶד פָּרָשִׁים רֶכֶב חֲמוֹר רֶכֶב
גָּמָל וְהִקְשִׁיב קֶשֶׁב רַב קָשֶׁב׃ וַ
יִּקְרָא אַרְיֵה עַל־מִצְפֶּה אֲדֹנָי אָ
נֹכִי עֹמֵד תָּמִיד יוֹמָם וְעַל־מִשְׁ
מַרְתִּי אָנֹכִי נִצָּב כָּל־הַלֵּילוֹת׃
וְהִנֵּה־זֶה בָא רֶכֶב אִישׁ צֶמֶד פָּרָשִׁ
ים וַיַּעַן וַיֹּאמֶר נָפְלָה נָפְלָה בָּבֶל
וְכָל־פְּסִילֵי אֱלֹהֶיהָ שִׁבַּר לָאָרֶץ׃
מְדֻשָׁתִי וּבֶן־גָּרְנִי אֲשֶׁר שָׁמַעְתִּי
מֵאֵת יְהוָה צְבָאוֹת אֱלֹהֵי יִשְׂ
רָאֵל הִגַּדְתִּי לָכֶם׃

(۷۸)

بخطِ عربی: کِی کو آمَری اِیلا اَونای لِیخ هعمید هَمُصَیَّه اَشریر ای یگیدوِرَاانا رِخب مِمد پارا شِیم رِخِب حَمُور رخب گامال وهِقشِب مَیشِب رَب قاشِب. و یقِیرا اَرْیه عَل مصیهِ اَونای انُوخِی عُومِید تاهید یُومَام وِعَل مشمَر ثِي اَنوخِي نصَّاب کل هليلوث + دِهِنَّه زه بارِخب الِيس صمِدِ یا راشِیم ویعَن ویُومِرنا فِلانا فلا بأبیل دحُل پسیلی اِلُوهیها شبِّیر لا آرِص مدشَّاثی اَودبن گرِنی اَشِرُشا مَعتِی مِایث یَهُوَا صِبا مُوث اِلُوهی یسرائیل هِگَدتی لاخم.(۷۹)

ترجمہ:۔ہم سے ہمارے مالک نے کہا جا دیدبان قائم کر کے جو دیکھے اس کی خبر دے تو دیکھا سوار یعنی ایک جوڑ سواروں کی ایک سوار گدھے کا اور ایک اونٹ کا اور خوب متوجہ ہوا پھر آواز دی شیر نے مقام بلند پر اے میرے مالک میں رات دن اپنی خدمت پر کھڑا رہتا ہوں اور یہاں پہنچا سوار یعنی مرد یعنی ایک جوڑ سواروں کی تو جواب دیا خدا نے اور کہا گر گئے گر گئے بابل اس کے جملہ بتان معبود ٹوٹ گئے۔اے میرے پامال وخراب جو میں نے خدا سے سنا تم کو خبر دی۔واضح ہو کہ گدھے کے سوار سے مراد حضرت عیسیٰؑ ہیں اور اونٹ کی سواری سے ہمارے پیغمبرﷺ۔یہ سواریاں ان صاحبوں کی مشہور ہیں اور شر سے مراد روحانیت قمر ہے جو مربّی تھی اہل بابل کی لیکن وہاں سے اس کی درخواست منظور ہو کے ویرانی بابل کا حکم صادر ہوا اور حکم ہوا کہ وہاں کے بت سب توڑے جائیں گے، چناں چہ آنحضرتﷺ کے خلفاء کے وقت میں وقوع اس کا ہوا۔بنو العباس کی سلطنت کا مقام بغداد تھا جو بابل سے متصل ہے،اب یہ پیش گوئی پوری ہوگئی۔

بشارتِ جمل عہد نامہ قدیم کی کتاب یسعیاہ کے باب ۲۱ میں اس طرح مرقوم ہے۔

کیوں کہ خداوند نے مجھے یوں فرمایا کہ جا نگہبان بٹھا۔وہ جو کچھ دیکھے سو بتائے۔۱:اس نے سوار دیکھے جو دو دو آتے تھے اور گدھوں اور اونٹوں پر سوار اور اس نے بڑے غور سے سنا تب اس نے شیر کی سی آواز سے پکارا اے خداوند میں اپنی دیدگاہ پر تمام دن کھڑا رہا اور میں نے ہر بات پہرے کی جگہ پر کاٹی۔۲:اور دیکھ سپاہیوں کے غول اور ان کے سوار دو دو کر کے آتے ہیں پھر اس نے یوں کہا کہ بابل گر پڑا گر اپڑا اور اس کے معبودوں کی سب تراشی ہوئی مورتیں بالکل ٹوٹی پڑی ہیں۔۳:اے میرے گاہے ہوئے اور میرے کھلیان کے غلّہ جو کچھ میں نے ربُّ الافواج اسرائیل کے خدا سے سنا تم سے کہہ دیا۔

ڈومہ کی بابت بارِنبوّت۔

کسی نے مجھ کو شعیر پکارا کہ اے نگہبان رات کی کیا خبر ہے؟اے نگہبان رات کی کیا خبر ہے۔۵:نگہبان نے کہا صبح ہوتی ہے اور رات بھی اگر تم پوچھنا چاہتے ہو تو پوچھو۔تم پھر آنا۔۶

عرب کی بابت بارِنبوّت

اے دوانیوں کے قافلو تم عرب کے جنگل میں رات کاٹو گے۔۷:وہ پیاسے کے پاس پانی لائے۔تیما کی سرزمین کے باشندے روٹی لے کر بھاگنے والے سے ملنے کو نکلے۔۸:کیوں کہ وہ تلواروں کے سامنے سے ننگی تلوار سے اور کھینچی ہوئی کمان سے اور جنگ کی شدت سے بھاگے ہیں۔۹:کیوں کہ خداوند نے مجھ سے یوں فرمایا کہ مزدور کے برسوں کے مطابق ایک برس کے اندر اندر قیدار کی ساری حشمت جاتی رہے گی اور تیر اندازوں کی تعداد کا بقیہ یعنی بنی قیدار کے پہاڑ تھوڑے سے ہوں گے کیوں کہ خداوند اسرائیل کے خدا نے یوں فرمایا ہے۔۱۰

رویا کی وادی کی بابت بارِنبوّت۔(۸۰)

حضرت یشعیاء (ا) یعنی یسعیاہؑ حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کے بعد اور حضرت زکریاؑ وحضرت یحییٰؑ سے پہلے گزرے ہیں۔ آپ کی ولادت ۷۵۰ قبل مسیح (۸۱) میں ہوئی اور آپ کا زمانہ ۷۵۰ ق م تا ۶۵۰ ق م (ب) کا ہے۔ جب بنی اسرائیل کو ان کی سرکشی اور گناہوں سے روکا تو وہ سب کے سب ان کی جان کے دشمن بن گئے اور ان کو قتل کرنے کی تلاش میں نکلے۔ سیرت جلسہ میں ہے کہ ''جب آپ ان سے چھپتے چھپاتے پھر رہے تھے تو راستے میں ایک درخت ملا جس کا تنا آپ ہی دو ٹکڑے ہو گیا اور آپ اس میں سما گئے لیکن ان بدبختوں نے آپ کو پھر بھی نہ چھوڑا اور درخت کے تنے کو آری سے چیر کر دو ٹکڑے کر دیا جس سے حضرت یشعیاؑ کا جسم مبارک بھی دو ٹکڑے ہو گیا اور آپ شہید ہو گئے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے (۸۲) حضرت یشعیاءؑ نے حضرت عیسیٰؑ اور حضور ﷺ سے متعلق بشارت وخوش خبری دی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ نے ''گدھا اور اونٹ سوار'' کی بشارت اس وقت بیان کی جب ان سے بیت المقدس نے یہ فریاد کی کہ وہ ویرانہ بنتا جا رہا ہے اور لوگ اس میں گندگی پھینکتے ہیں اس وقت حضرت یشعیاؑ نے بیت المقدس کو مخاطب کر کے یہ تاریخی شہادت سنائی تھی۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (۸۳)

حضرت دانیالؑ کی بشارت حضور ﷺ کے لیے

بخت نصر شاہ بابل کا خواب:

توریت کی کتاب دانی ایل میں ہے کہ شاہ بابل بخت نصر نے ایک خواب دیکھا اور بھول گیا تو حضرت دانیالؑ نے وحی کے ذریعے اس خواب کی وضاحت فرمائی اور تعبیر بھی بیان کی۔ کتاب دانی ایل میں مذکور ہے کہ:

۱۔ اور بنوکدنضر نے اپنی سلطنت کے دوسرے سال میں ایسے خواب دیکھے جن سے اس کا دل گھبرا گیا اور اس کی نیند جاتی رہی۔

۲۔ تب بادشاہ نے حکم دیا کہ فال گیروں اور نجومیوں اور جادوگروں اور کسدیوں کو بلائیں کہ بادشاہ کے خواب اسے بتائیں، چناں چہ وہ آئے اور بادشاہ کے حضور کھڑے ہوئے۔

۳۔ اور بادشاہ نے ان سے کہا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے اور اس خواب کو دریافت کرنے کے لیے میری جان بے تاب ہے۔

۴۔ تب کسدیوں نے بادشاہ کے حضور ارامی زبان میں عرض کی کہ اے بادشاہ ابد تک جیتا رہ۔ اپنے خادموں سے خواب بیان کر اور ہم اس کی تعبیر کریں گے۔

(ا) توریت میں آپ کا نام یسعیاہ بن آموص مذکور ہے۔ کتاب مقدس (پرانا و نیا عہد نامہ) کتاب یسعیاہ، ص ۶۶۰)
(ب) انبیاء کوئز، ص ۲۶۸

۵۔ بادشاہ نے کسدیوں کو جواب دیا کہ میں تو یہ حکم دے چکا ہوں کہ اگر تم خواب نہ بتاؤ اور اس کی تعبیر نہ کرو تو ٹکڑے ٹکڑے کیے جاؤ گے اور تمہارے گھر مزبلہ ہو جائیں گے۔ (۸۴)

علامہ سیوطی اس ضمن میں لکھتے ہیں:

واخرج ابونعیم عن کعب و وھب بن منبه قال: رأی بخت نصر فی منامه رئویا عظیمة افزعته فلما استیقظ نسیھا فدعا کھنته وسحرته فاخبرھم بما اصابه من الکرب فی رئویاہ وسألھم ان یعبروھا له فقالو: قصھاعلینا قال نسیتھا. قالوا فانا لا نقدر علی تاویلھا حتّی تقصھا. فدعا دانیال فاجبرہ. (۸۵)

ترجمہ:۔ ابونعیم نے کعبؓ اور وہب بن منبہ سے روایت کی کہ بخت نصر نے بہت بڑا خواب دیکھا جس کے ڈر سے وہ لرز گیا مگر بیدار ہونے کے بعد بھول گیا۔ اس نے کاہنوں اور جادوگروں کو بلایا اور اثرات خواب کو بیان کیا اور تعبیر چاہی۔ انہوں نے کہا، خواب بیان کرو۔ بخت نصر نے کہا خواب تو یاد نہیں، انہوں نے کہا جب تک خواب ہمارے سامنے نہ ہو تعبیر کہاں سے ہوگی۔ پھر اس نے حضرت دانیالؑ نبی کو بلایا اور سارے حالات بیان کیے۔ آپ نے تعبیر میں حضورﷺ کے بارے میں یہ پیش گوئی بیان فرمائی۔

علامہ رحمۃ اللہ اس سلسلے میں لکھتے ہیں:

من کتاب دانیال فی حال الرویا الّتی راھا بخت نصر ملل بابل ونسی ثم بین دانیالؑ بحسب الوحی تلک الرویا وتفسیرھا. (۸۶)

ترجمہ:۔ کتاب دانیال میں اس خواب کا حال یوں بیان ہوا ہے کہ شاہ بابل بخت نصر نے ایک خواب دیکھا اور بھول گیا پھر اس کے خواب کی تعبیر و تفسیر حضرت دانیالؑ نے حسب الوحی بیان فرمائی۔

بخت نصر کے خواب کی تعبیر و تفسیر حضرت دانیالؑ کی زبانی بذریعہ وحی:

اس تعبیر میں حضرت دانیالؑ نے حضورﷺ کی زبردست بشارت بیان کی ہے اور یہ بشارت حضورﷺ کی ایک خوب صورت منثور نعت ہے۔

اے بادشاہ تو نے ایک بڑی مورت دیکھی۔ وہ بڑی مورت جس کی رونق بے نہایت تھی تیرے سامنے کھڑی ہوئی اور اس کی صورت ہیبت ناک تھی۔ ۱: اس مورت کا سر خالص سونے کا تھا اس کا سینہ اور اس کے بازو چاندی کے، اس کا شکم اور اس کی رانیں تانبے کی تھیں۔ ۲: اس کی ٹانگیں لوہے کی اور اس کے پاؤں کچھ لوہے کے اور کچھ مٹی کے تھے۔ ۳: تو اسے دیکھتا رہا یہاں تک کہ ایک پتھر ہاتھ لگائے بغیر ہی کاٹا گیا اور اس مورت کے پاؤں پر جو لوہے اور مٹی کے تھے لگا اور ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ ۴: تب لوہا اور مٹی اور تانبا اور چاندی اور سونا ٹکڑے ٹکڑے کیے گئے اور تابستانی کھلیہان کے بھوسے کی مانند ہوئے اور ہوا ان کو اڑا لے گئی یہاں تک کہ ان کا پتہ نہ ملا اور وہ

پتھر جس نے اس مورت کو توڑا ایک بڑا پہاڑ بن گیا اور تمام زمین میں پھیل گیا۔۵: وہ خواب یہ ہے اور اس کی تعبیر بادشاہ کے حضور بیان کرتا ہوں۔۶: اے بادشاہ تو شاہنشاہ ہے جس کو آسمان کے خدا نے بادشاہی و توانائی اور قدرت و شوکت بخشی ہے۔۷: اور جہاں کہیں بنی آدم سکونت کرتے ہیں اس نے میدان کے چرندے اور ہوا کے پرندے تیرے حوالہ کر کے تجھ کو ان سب کا حاکم بنایا ہے وہ سونے کا سر تو ہی ہے۔۸: اور تیرے بعد ایک اور سلطنت برپا ہوگی جو تجھ سے چھوٹی ہوگی اور اس کے بعد ایک اور سلطنت تانبے کی جو تمام زمین پر حکومت کرے گی۔۹: اور چوتھی سلطنت لوہے کی مانند مضبوط ہوگی اور جس طرح لوہا توڑا ڈالتا ہے اور سب چیزوں پر غالب آتا ہے ہاں جس طرح لوہا سب چیزوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرتا اور کچلتا ہے اور اسی طرح وہ ٹکڑے ٹکڑے کرے گی اور کچل ڈالے گی۔۱۰: اور جو تو نے دیکھا کہ اس کے پاؤں اور انگلیاں کچھ تو کمہار کی مٹی کی اور کچھ لوہے کی تھیں سو اس سلطنت میں تفرقہ ہوگا مگر جیسا کہ تو نے دیکھا کہ اس میں لوہا مٹی سے ملا ہوا تھا اس میں لوہے کی مضبوطی ہوگی۔۱۱: اور چونکہ پاؤں کی انگلیاں کچھ لوہے کی اور کچھ مٹی کی تھیں اس لیے سلطنت کچھ قوی اور کچھ ضعیف ہوگی۔۱۲: اور جیسا تو نے دیکھا کہ لوہا مٹی سے ملا ہوا تھا وہ بنی آدم سے آمیختہ ہوں گے لیکن جیسے لوہا مٹی سے میل نہیں کھاتا ویسے ہی وہ بھی باہم میل نہ کھائیں گے۔۱۳: اور ان بادشاہوں کے ایام میں آسمان کا خدا ایک سلطنت برپا کرے گا جو تا ابد نیست نہ ہوگی اور اس کی حکومت کسی دوسری قوم کے حوالہ نہ کی جائے گی بلکہ وہ ان تمام مملکتوں کو ٹکڑے ٹکڑے اور نیست کرے گی اور وہی ابد تک قائم رہے گی۔۱۴: جیسا تو نے دیکھا کہ وہ پتھر ہاتھ لگائے بغیر ہی پہاڑ سے کاٹا گیا اور اس نے لوہے اور تانبے اور مٹی اور چاندی اور سونے کو ٹکڑے ٹکڑے کیا خدا تعالیٰ نے بادشاہ کو وہ کچھ دکھایا جو آگے کو ہونے والا ہے اور یہ خواب یقینی ہے اور اس کی تعبیر یقینی۔۱۵: تب بنوکدنضر بادشاہ نے منہ کے بل گر کر دانی ایل کو سجدہ کیا اور حکم دیا کہ اسے ہدیہ دیں اور اس کے سامنے بخور جلائیں۔۱۶: بادشاہ نے دانی ایل سے کہا فی الحقیقت تیرا خدا معبودوں کا معبود اور بادشاہوں کا خداوند اور بھیدوں کا کھولنے والا ہے کیوں کہ تو اس راز کو کھول سکا۔(۸۷)

علامہ رحمۃ اللہ اس بشارتِ عظمیٰ کے بارے میں لکھتے ہیں:

فالمراد بالمملكة الاولىٰ سلطنت بخت نصر و بالمملكة الثانية سلطنة المادئين الذين تسلّطوا بعد قتل بلشاصر بن بخت نصر كما هو مصرّح به فى الباب الخامس من الكتاب المذكور و سلطنتهم كانت ضعيفة بالنسبة الىٰ سلطنة الكلدانيّين والمراد بالمملكة الثالثة سلطنة الكيانيّين لان قورش ملك ايران الذى هو بزعم القسيسين كيخسرو سلط على بابل قبل ميلاد المسيح نجمس مائة وست وثلاثين سنة ولما كان الكيانيون على السلطنة

القاهرة فكانهم كانوا متسلطين علىٰ جميع الارض والمراد بالمملكة الرابعة اسكندر بن فيلبوس الرومى الذى تسلط على ديار فارس قبل ميلاد المسيح بثلث مائة وثلاثين سنة فهٰذا السلطان كان فى القوة بمنزلة الحديد. ثم جعل هٰذاالسلطان سلطنة فارس منفسمة على طوائف الملوک فبقيت هٰذه السلطنة ضعيفة الىٰ ظهور الساسانيّين ثم صارت قوية بعد ظهورهم فكانت ضعيفة تارة وقوية تارة. وتولّد فى عهد انوشروان محمدٌ بن عبدالله واعطاه السلطنة الظاهرية والباطنية وقد تسلط متبعوه فى مدة قليلة شرقاً و غرباً و علىٰ جميع ديار فارس التى كانت هٰذه الرويا وتفسيرها متعلّقين بها فهٰذه هى السلطنة الابدية الّتى لاتنقضى و ملكها لا يعطى لشعب آخر و سيظهر كما لها عن قريب فى زمان الامام الهمام المهدىؒ لكن الوهن والضعف يقع قبل ظهوره بمدة قليلة كما يشاهد بعض علاماته الان ثم يزول بظهوره و يكون الدين كله لِلّٰه. فهٰذا البحر الذى انقطع لايدين من جبل وسحق الخزف والحديد والنحاس والفضه والذهب وصارجبلاً عظيماً و مَلا الارض باسرها هو محمدﷺ. (۸۸)

ترجمہ:۔ پس اس مملکت اولی سے مراد سلطنت بخت نصر ہے اور دوسری سلطنت سے مراد مادئین کی سلطنت ہے جو بلشاصرین کے قتل کے بعد سلطنت بخت نصر پر قابض ہو گئے اوران کی سلطنت، سلطنت کلدانیہ کی نسبت کم زورتھی سلطنت سے مراد کیانیوں کی سلطنت ہے، چوں کہ وہ ایک طاقت وراور قاہر حکومت کے مالک تھے،لہٰذا زمین کے ایک بڑے حصہ پران کا تسلط اور غلبہ تھا اور چوتھی سلطنت سکندر رومی کی سلطنت تھی۔وہ فولاد کی مانند مضبوط اور طاقت ورتھی پھر سلطنت بٹ کر طوائف الملوکی کا شکار ہوگئی اور اس میں ضعف پیدا ہوگیا۔ یہاں تک کہ ساسانیوں کا ظہور ہوا، جو کبھی طاقت ور ہوئے اور کبھی کم زور، حتیٰ کہ نوشیروان کے عہد حکومت میں سیدنا و مولانا محمد بن عبداللہ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ظاہری اور باطنی سلطنت سے نوازا اور آپؐ کے غلام صحابہ کرام علیہم الرضوان ایک قلیل مدت میں دیار فارس کے شرق وغرب پر چھا گئے۔ یہ خواب اسی ابدی سلطنت کی تفسیر ہے جو کبھی ختم نہ ہوگی نہ کوئی دوسری قوم اس پر غالب وقابض ہوگی۔ یہی وہ چٹان ہے جو بے ہاتھ لگائے کاٹی گئی اور اس نے لوہے، تانبے، چاندی اور سونے کو پاش پاش کر دیا۔ یہی وہ کوہ گراں ہے جو ساری زمین تک پھیل گیا، مراد اس سے محمد رسول اللہ کی ذات مقدسہ ہے۔

حضرت زکریاؑ کی بشارت حضورﷺ کے لیے:

حضرت یحییٰؑ کے والد، حضرت مریمؑ کے خالو، جلیل القدر پیغمبر حضرت زکریاؑ (Zacharia) کا سلسلۂ نسب پانچویں پشت میں حضرت سلیمانؑ سے جا ملتا ہے۔ آپ کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وزكريا اذى نادىٰ ربّه. (۸۹)

ترجمہ:۔ اور زکریاؑ کو جب اس نے رب کو پکارا۔

توریت کی کتاب زکریاہ میں حضورﷺ کے لیے یہ بشارت درج ہے۔

ا۔اور وہ فرشتہ جو مجھ سے باتیں کرتا تھا پھر آیا اور اس نے گویا مجھے نیند سے جگا دیا۔

۲۔اور پوچھا تو کیا دیکھتا ہے؟ اور میں نے کہا کہ میں ایک سونے کا شمع دان دیکھتا ہوں جس کے سر پر ایک کٹورا ہے اور اس کے اوپر سات چراغ ہیں اور ان ساتوں چراغوں پر ان کی سات نلیاں۔

۳۔اور اس کے پاس زیتون کے دو درخت ہیں، ایک تو کٹورے کے دہنی طرف اور دوسرا بائیں طرف۔

۴۔اور میں نے اس فرشتہ سے جو مجھ سے کلام کرتا تھا پوچھا اے میرے آقا یہ کیا ہیں؟

۵۔تب اس فرشتہ نے جو مجھ سے کلام کرتا تھا کہا، کیا تو نہیں جانتا یہ کیا ہیں؟ میں نے کہا نہیں، اے میرے آقا۔

۶۔تب اس نے مجھے جواب دیا کہ زرُبابل کے لیے خداوند کا کلام ہے کہ نہ تو زور سے اور نہ توانائی سے بلکہ میری روح سے رب الافواج فرماتا ہے۔

۷۔اے بڑے پہاڑ تو کیا ہے؟ تو زرُبابل کے سامنے میدان ہو جائے گا اور جب وہ چوٹی کا پتھر نکال لائے گا تو لوگ پکاریں گے کہ اس پر فضل ہو، فضل ہو۔

۸۔پھر خداوند کا کلام مجھ پر نازل ہوا۔

۹۔کہ زرُبابل کے ہاتھوں نے اس گھر کی نیو ڈالی اور اسی کے ہاتھ اسے تمام کریں گے۔تب تو جائے گا کہ رب الافواج نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے۔

۱۰۔کیوں کہ کون ہے جس نے چھوٹی چیزوں کے دن کی تحقیر کی ہے؟

کیوں کہ خداوند کی وہ سات آنکھیں جو ساری زمین کی سیر کرتی ہیں خوشی سے اس ساہول کو دیکھتی ہیں جو زرُبابل کے ہاتھ میں ہے۔

۱۱۔تب میں نے اس سے پوچھا کہ یہ دونوں زیتون کے درخت جو شمع دان کے دہنے بائیں ہیں کیا ہیں؟

۱۲۔اور میں نے دوبارہ اس سے پوچھا کہ زیتون کی یہ دو شاخیں کیا ہیں جو سونے کی دو نلیوں کے متصل ہیں جن کی راہ سے سنہرا تیل نکلا چلا جاتا ہے؟

۱۳۔اس نے مجھے جواب دیا کیا تو نہیں جانتا یہ کیا ہیں؟ میں نے کہا نہیں اے میرے آقا۔

۱۴۔اس نے کہا یہ وہ دو ممسوح ہیں جو رب العالمین کے حضور کھڑے رہتے ہیں۔

اس پیش گوئی میں زیتون کے دو درختوں سے مراد دین اور سلطنت ہے اور زرُبابل حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا اسم گرامی ہے۔(۹۰)

باب دوم:

فصل دوم:

توریت میں نعوتِ محمدی ﷺ

توریت میں نعتِ رسول ﷺ جو قرآن میں مذکور ہے۔

علامہ سیوطی لکھتے ہیں:

واخرج البخاری عن عطاء بن یسار قال: لقیت عبداللّٰہ بن عمرو بن العاص قلت اخبرنی عن صفة رسول اللّٰہ ﷺ؟ قال: اجل واللّٰہ انه لموصوف فی التوراة ببعض صفته فی القرآن. یٰا ایّھا النّبیّ انّا ارسلنک شاھدًاوّمبشّرًا وّ نذیرًا (ا) وحرزاً لِلْاُمِیّین انت عبدی ورسولی سمّیتک المتوکّل لیس بفظٍّ ولاغلیظ ولاصخّاب فی الاسواق ولایجزی بالسئیة السیئة ولٰکن یعفوویصفح ولن یقبضه اللّٰہ حتّی یقیم به الملة العوجاٰبان یقولوا لا الٰه اِلاّ اللّٰہ ویفتح به اعینا عمیاً و آذاناً صمّاً وقلوباً غلفاً. (۹۱)

ترجمہ:۔ امام بخاری، عطاء بن یسار سے روایت کرتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے ملا تو میں نے ان سے کہا کہ مجھے رسول اکرم ﷺ کی کوئی خاص (وصفِ رسولؐ) بتائیے تو انہوں نے کہا۔ ہاں خدا کی قسم، آپؐ توریت میں بیان کردہ ان اوصاف سے متصف ہیں اور آپؐ کی بہت سی وہ صفات قرآن کریم میں مذکور ہیں، جیسے اللہ رب کریم ارشاد فرماتا ہے:

''اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوش خبری دیتا اور ڈر سناتا'' (ب) اور ہم نے آپ کو امتیوں کا مامن کر کے رسول بنایا، آپؐ میرے بندے اور رسول ہیں۔ میں نے آپ کا نام پاک ''المتوکّل'' رکھا ہے۔ آپؐ نہ تو بدخلق ہیں اور نہ ہی سخت مزاج اور نہ درشت خُو، نہ آپؐ بازاروں میں زور سے بولنے والے ہیں اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے، بلکہ عفوودرگزر آپؐ کی خصلت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپؐ کی روح مبارک اس وقت نہ قبض فرمائے گا جب تک کہ کج روسیدھے نہ ہو جائیں اور وہ اپنی زبان سے ''لا الٰہ الّا اللہ'' نہ کہہ لیں۔ اللہ تعالیٰ آپؐ کے ذریعے (حق سے) اندھی آنکھیں، بہرے کان اور دلوں کے پردے کھول دے گا۔''

معروف یہودی عالم مدینہ عبداللہ بن سلام نے بھی اس بات کی تصدیق کی کہ توریت میں آپؐ کی یہی توصیف وصفات درج ہیں۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ، خصائص کبریٰ میں لکھتے ہیں:

(ا) پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۴۵۔

(ب) کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن، ص ۶۲۷، سورۃ احزاب

ثم اخرج من طریق زید بن اسلم عن عبداللّٰہ بن سلام قال: صفة رسول اللّٰہؐ فی التوراۃ: "انّا ارسلنک شاھدًا و مبشّرًا فذکرہ الیٰ آخر واخرجہ الدارمی فی مسندہ والبیھقی من طریق عطاء بن یسار عن ابن سلام مثلہ.(۹۲)

ترجمہ:۔ جیسا کہ بہ طریق زید بن اسلم، عبداللہ بن سلام کی روایت ہے کہ انہوں نے کہا، رسول اللہ کی تعریف وتوصیف توریت میں اس طرح درج ہے۔ انا ارسلنک شاھدًا و مبشرًا و نذیرًا دارمی اپنی مسند میں اور بیہقی نے بہ طریق عطاء بن یسار حضرت ابن سلامؓ کی مانند حدیث بیان کی ہے۔

توریت میں صفاتِ سرکار ﷺ بزبان نبی کریم ﷺ:

علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں:

واخرج الزبیر بن بکار فی اخبار مدینہ و ابونعیم عن ابن مسعود قال، قال رسول اللّٰہؐ صفتی احمد المتوکّل مولدہ مکة ومھاجرہ الیٰ طیبة لیس بفظ ولا غلیظ یجزی بالحسنة الحسنة ولا یکافیٔ بالسیئة امتہ الحمّادون ویاتزرون علی انصافھم ویوضؤن اطرافھم انا جیلھم فی صدورھم یصفون للصّلاۃ کما یصفون للقتال قربانھم الذی یتقرّبون بہ الیٰ دمائوھم رھبان باللّیل بالنھار. (۹۳)

ترجمہ:۔ زبیر بن بکار نے "اخبار مدینہ" میں اور ابونعیم نے حضرت ابن سعد سے روایت کی کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: میری علامات اور صفات میں (سابقہ کتب سماوی) میں بیان ہوا ہے کہ۔

"احمد ﷺ متوکل ہیں، ان کی جائے ولادت مکہ اور ان کا مقام ہجرت مدینہ ہے۔ نہ وہ بدخلق اور سخت مزاج ہیں اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے بلکہ برائی کا بدلہ بھلائی سے دینے والے ہیں۔ ان کی امت بہت زیادہ حمد کرنے والی اور نصف کمر پر تہہ بند باندھنے والی ہے۔ وہ اپنے اعضائے جسمانی پر وضو کریں گے اور ان کے سینوں میں کتاب الٰہی ہوگی۔ وہ نمازوں کے لئے اس طرح صف باندھیں گے جس طرح میدان جنگ میں صفیں باندھی جاتی ہیں اور ان کی قربانیاں ایسی ہوں گی جس سے میرا قرب حاصل ہوگا۔ وہ راتوں میں عبادتیں کریں گے اور دنوں میں وہ شیر دل (اللہ کے دین کے سپاہی) جنگ کریں گے۔

توریت میں نعت رسول ﷺ بزبانی کعب احبارؓ:

علامہ سیوطیؒ خصائص کبریٰ میں فرماتے ہیں:

واخرج الدارمی و ابن سعد و ابن عساکر عن ابی فروہ عن ابن عباس انہ سأل کعب الاحبار: کیف تجدنعت رسول اللّٰہؐ فی التوراۃ؟ فقال کعب: نجدہ محمد ابن عبداللّٰہ

یولد بمکة ویهاجر الیٰ طابة ویکون ملکه الشام ولیس بفحاش ولابصخّاب فی الاسواق ولایکافیٔ بالسیئة السیئة ولکن یعفو ویغفرامته الحمّادون یحمدون اللّٰہ فی کلّ سراء ویکبرون اللّٰہ علیٰ کلّ نجد یوضعون اطرافهم ویاتزرون فی روساطهم ویصفون فی صلاتهم کما یصفون فی قتالهم دویهم فی مساجدهم کدوی النحل یسمع منادیهم فی جو السماء. (۹۴)

ترجمہ:۔ دارمی، ابن سعد اور ابن عسا کر نے بروایت فروہ ابن عباس سے روایت کی کہ کعب احبارؓ سے دریافت کیا کہ تم نے رسول اللہ کی تعریف وتوصیف (نعت) توریت میں کس طرح پائی؟ حضرت کعبؓ نے بتایا، ہم نے توریت میں پڑھا کہ ''محمد بن عبداللہ مکہ میں پیدا ہوں گے اور مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کر کے تشریف لے جائیں گے اور ان کا ملک شام ہوگا۔ نہ وہ بے ہودہ گو ہوں گے اور نہ بازاروں میں شور مچانے والے اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیں گے بلکہ عفو ودرگزر سے کام لیں گے۔ ان کی امت بہت زیادہ حمد کرنے والی ہوگی، وہ ہر رنج وراحت میں اللہ کی حمد کرے گی اور ہر بلندی پر اللہ کی کبریائی، اس کی شان اور برائی بیان کرے گی اور اپنے اعضاء کا وضو کرے گی اور کمر پر تہبند باندھے گی اور اپنی نمازوں میں اس طرح صف بستہ ہوگی جس طرح میدان جنگ میں صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں۔ ان کی مساجد میں گونج ہوگی جس طرح شہد کی مکھیاں بھنبھناتی ہیں۔ ان کے اذانوں کی آواز فضائے آسمانی میں سنی جائے گی۔

توریت میں مذکور ایک اور نعتِ رسول کریم ﷺ حضرت کعب احبارؓ نے اس طرح بیان فرمائی۔ علامہ سیوطی لکھتے ہیں:

واخرج البیهقی و ابونعیم عن امّ الدرداء، امرأة ابی درداء قالت: قلت کعب: کیف تجدون صفة رسول اللّٰہؐ فی التوراة؟ قال ''کنّا نجده موصوفاً'' فیها محمد رسول اللّٰہؐ اسمه المتوکّل لیس بفظ ولا غلیظ ولا صخّاب فی الاسواق واعطی المناتیح لیبصر اللّٰہ به اعینا عوراً ویسمع به آذاناً صمّاً ویقیم به السنة معوجة حتی یشهدون ان لا اله الّا اللّٰہ وحده لاشریک له یعین المظلوم ویمنعه من ان یستضعف. (۹۵)

ترجمہ:۔ بیہقی اور ابونعیم نے امّ الدرداء سے جو حضرت ابوالدرداء کی زوجہ ہیں، روایت کی ہے کہ وہ فرماتی ہیں۔ میں نے حضرت کعبؓ سے کہا۔ آپ توریت میں رسول اللہؐ کے اوصاف کس طرح پاتے ہیں، تو انہوں نے جواب دیا، ہم نے توریت میں حضور ﷺ کی یہ صفتیں پائیں کہ: ''محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کا نام متوکل ہے۔ وہ نہ بدخلق ہیں نہ سخت مزاج اور نہ سوقیانہ و بازاری فقرے اور آوازے کستے ہیں اور انہیں کنجیاں عطا فرمائی گئی تا کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے اندھی آنکھوں کو بینائی دے اور بہرے کانوں کو شنوائی بخشے اور ٹیڑھی زبانیں حضور ﷺ کے ذریعے سیدھی ہوں گی یہاں تک کہ لا الٰہ الّا اللہ وحدہ لاشریک کی وہ گواہی دیں گے۔ وہ مظلوموں کی دست گیری فرمائیں گے اور کمزوروں کو زورآوروں سے بچالیں گے۔

آسمانی کتابوں میں بشاراتِ مصطفےٰ ﷺ:

علامہ رحمۃ اللہ بن خلیل الرحمٰن الھندی لکھتے ہیں:

ان الاخبارات الواقعة فی حق محمد ﷺ توجد کثیرة الیٰ الاٰن ایضاً مع وقوع

التحریفات فی هذه الکتب. ومن عرف اولاً طریق اخبار النبی ﷺ المتقدم عن النبی ﷺ المتاخر علی ماعرفت فی الامر الثانی. ثم نظر ثانیاً بنظر الانصاف الیٰ هذه الاخبارات وقابلها بالاخبارات التی نقلها الانجیلیون فی حق عیسیٰ. وقد عرفت نبذاً منها فی الامر السادس، جزم بان الاخبارات المحمدیه فی غایة القوة. (۹۶)

ترجمہ:۔ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے بارے میں وارد ہونے والی پیش گوئیاں (بشارات وتوصیفات اور نعوت و اوصاف) اب بھی کثیر تعداد میں (سابقہ کتب سماویہ) میں موجود ہیں، حالاں کہ ان الہامی کتب میں تحریفات ہو چکی ہیں لیکن جو شخص نبی آخرالزماں، ختم الرسل ﷺ کے بارے میں گزشتہ انبیائے کرام علیہم السلام کی بشارات وپیش گوئیوں سے واقف وآگاہ ہے، وہ اگر بہ نظر انصاف ان پیش گوئیوں پر نگاہ ثانی ڈالے اور اہل انجیل کی عیسیٰ کے متعلق نقل کردہ خبروں سے موازنہ کرے تو اسے یقین جازم حاصل ہوجائے گا کہ حضرت محمد ﷺ کے بارے میں کی گئی پیش گوئیاں (اور دی گئی خوش خبریاں) نہایت مضبوط، قوی اور مستحکم ہیں۔

توریت میں بشاراتِ مصطفےٰ ﷺ:

توریت میں حضور ﷺ کے بارے میں یہ بشارت درج ہے۔

۱۵۔ خداوند تیرا خدا تیرے لیے تیرے ہی درمیان سے یعنی تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا۔ تم اس کی سننا۔

۱۶۔ یہ تیری اس درخواست کے مطابق ہوگا جو تو نے خداوند اپنے خدا سے مجمع کے دن حورب میں کی تھی کہ مجھ کو نہ تو خداوند اپنے خدا کی آواز پھر سننی پڑے اور نہ ایسی بڑی آگ ہی کا نظارہ ہو تاکہ میں مر نہ جاؤں۔

۱۷۔ اور خداوند نے مجھ سے کہا کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں سو ٹھیک کہتے ہیں۔

۱۸۔ میں ان کے لیے ان ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے حکم دوں گا وہی وہ ان سے کہے گا۔

۱۹۔ اور جو کوئی میری ان باتوں کو جن کو وہ میرا نام لے کر کہے گا نہ سنے تو میں ان کا حساب اس سے لوں گا۔

۲۰۔ لیکن جو نبی گستاخ بن کر کوئی ایسی بات میرے نام سے کہے جسے کہنے کا میں نے اسے حکم نہیں دیا یا اور معبودوں کے نام سے کچھ کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے۔

۲۱۔ اور اگر تو اپنے دل میں کہے کہ جو بات خداوند نے نہیں کہی ہے اسے ہم کیوں کر پہچانیں؟

۲۲۔ تو پہچان یہ ہے کہ جب وہ نبی خداوند کے نام سے کچھ کہے اور اس کہے کے مطابق کچھ واقع ہو یا پورا نہ ہو تو وہ بات خداوند کی کہی ہوئی نہیں بلکہ اس نبی نے وہ بات خود گستاخ بن کر کہی ہے تو اس سے خوف نہ کرنا۔ (۹۷)

علامہ رحمۃ اللہ بن خلیل الھندی ''اظہار الحق'' میں اس بشارت کے بارے میں لکھتے ہیں:

وهذه البشارة ليست بشارة يوشعؑ كمايزعم الآن احبار اليهود ولابشارة عيسىؑ كما زعم علماء پروتشنت بل هي بشارة محمد ﷺ لعشره اوجه. (۹۸)

ترجمہ:۔ اور یہ پیش گوئی نہ یوشعؑ کے بارے میں ہے جیسا کہ علمائے یہودیوں کا گمان ہے اور نہ ہی عیسیٰؑ کے متعلق ہے جیسا کہ علمائے نصاریٰ سمجھتے ہیں بلکہ دس وجوہات کی بناء پر اس کا مصداق حضرت محمد ﷺ کی ذات گرامی ہے۔

آپ نے اپنی کتاب اظہار حق میں ۴۲۲ تا ۴۲۸ ان دس وجوہات کا تفصیلی ذکر فرمایا ہے۔

حضرت موسیٰ کی بشارت حضور ﷺ کے لیے:

حضور ﷺ کی دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آمد حضرت موسیٰ کی آخری وصیت ہے جو بشکل بشارتِ مصطفےٰ ﷺ بنی اسرائیل کو دی گئی ہے۔ آپ نے اپنے وصال سے قبل یہود کو یہ وصیت جلیلہ فرمائی جو موسیٰ کی پانچویں کتاب میں درج ہے، ملاحظہ ہو بخطِ عبرانی۔

ויאמר
יהוה מסיני בא וזרח משעיר למו הופיע
מהר פארן ואתה מרבבת קדש מימי
נו אשדת למו:

(۹۹)

بخطِ عربی بشارتِ موسیٰ ملاحظہ ہو:

ویؤمر یهوه مِسّینایَ بَاوزَارَح مِسّعیر لامُو وهو فیَع مَهرُ پَارَان و آتامِر بِبُوتِ قُودِشُ هیمِینو الیش داث لامو. (۱۰۰)

ترجمہ:۔ اور کہاں (حضرت موسیٰ نے) خداوند سینا سے آیا اور طلوع ہوا شعیر سے ان کے لیے وہ شدت (متجلّی) جلوہ گر ہوا فاران کے پہاڑ سے اور وہ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آتا ہے۔ اس کے داہنے ہاتھ پر ان کے لیے آتشی شریعت ہے۔

نیّر فاران کا طلوع:

حضرت موسیٰ کی یہ پیش گوئی کتاب مقدس میں یوں درج ہے۔

ا۔ اور مردِ خدا موسیٰ نے جو دعائی خیر دے کر اپنی وفات سے پہلے بنی اسرائیل کو برکت دی وہ یہ ہے۔ اور اس

نے کہا:

۲۔خداوند سینا سے آیا۔

اور شعیر سے ان پر آشکارا ہوا۔

وہ کوہِ فاران سے جلوہ گر ہوا

اور لاکھوں قدسیوں میں سے آیا۔

اس کے دہنے ہاتھ پر ان کے لیے آتشی شریعت تھی۔

۳۔وہ بے شک قوموں سے محبت رکھتا ہے۔

اس کے سب مقدس لوگ تیرے ہاتھ میں ہیں

اور وہ تیرے قدموں میں بیٹھے۔

ایک ایک تیری باتوں سے مستفیض ہوگا۔(۱۰۱)

اس بشارت کے ضمن میں علامہ رحمۃ اللہ بن خلیل لکھتے ہیں:

فمجیئه من سیناء: اعطاؤه التوراة لموسیٰ والشراقه من ساعیر: اعطاؤه انجیل لعیسیٰ واستعلانه من جبل فاران: انزاله القرآن لان فاران جبل من جبال مکة. (۱۰۲)

ترجمہ: پس سینا سے آنا موسیٰ کو تورات عطا کرنا ہے، ساعیر کی روشنی عیسیٰ کی انجیل ہے اور کوہِ فاران سے جلوہ گری حضرت محمد ﷺ پر قرآن کا اترنا ہے، کیوں کہ کوہِ فاران مکہ مکرمہ کا پہاڑ ہے۔

کوہِ فاران کی دلیل تورات میں بھی موجود ہے، یہ مکہ مکرمہ کا پہاڑ ہے۔ملاحظہ ہو حضرت اسماعیلؑ کے حالات پر مشتمل آیاتِ توریت پر دلیل فاران۔

کوہِ شعیر طور سینا اور فاران کی چوٹیوں پر مزید تفصیل کے لیے دیکھیے۔(۱۰۳)

فاران مکہ معظمہ کے پہاڑ کا نام ہے جیسا کہ تورات سامری کے مترجم جے آر کیونن نے جو ۱۸۵۱ء میں شائع ہوئی، کتاب پیدائش ۲۱:۲۱ کے ترجمہ میں فاران کو حجاز بتایا ہے۔وہ لکھتا ہے: **وسکن بریة فاران (الحجاز) و اخذت له انه امرأة من ارض مصر.** (تکوین ۲۱:۲۱)

(اسماعیل بیابان فاران واقع حجاز میں سکونت پذیر ہوا اور اس کی ماں نے اس کے لیے مصر سے ایک عورت لی)

تورات کی آیت (پیدائش ۲۱:۲۱) بخطِ عربی یوں درج ہے: **ویکیشیب یدبر پاران وتقه لوامو او ایشه بارض مصرئیم.** (پیدائش ۲۱:۲۱)

(اور سکونت کی وادی غیر ذی ذرع فاران میں اور اس کے ماں نے اس کے لیے ملک مصر سے

ایک عورت لی۔)

تورات واناجیل کی دیگر کتب میں بھی کوہِ فاران کو کوہِ عرب (حجاز) کا حصہ بتایا گیا ہے۔ دیکھیے کتاب شمار ۱۰:۱۲۔ کتاب پیدائش ۱۴:۶۔ کتاب شمار ۱۲:۱۶ اور ۱۳:۳۰۔ کتاب شمار ۱۳:۲۵، ۲۶۔ کتاب اول سلاطین ۱۱:۱۸۔ پیدائش ۱۴:۶، ۷۔

حبقوق نبی کی پیش گوئی بھی اس بات پر دال ہے کہ فاران حجاز میں واقع ہے۔ آپ نے فرمایا ''خدا جنوب سے اور وہ جو قدوس ہے کوہِ فاران سے آیا۔ (حبقوق ۳:۳)

علامہ وڈیارتھی لکھتے ہیں:

''ایک عرصہ دراز سے بائبل کے ترجمہ میں دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ خداوند کے آنے کا ذکر موجود ہے مگر اب کچھ نئے ترجموں میں اس پیش گوئی کو مبہم بنانے کے لیے اس کا ترجمہ ''لاکھوں قدوسیوں'' کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اس لیے اصل عبری الفاظ پر مختصری بحث کی ضرورت ہے۔ دراصل دس ہزار قدوسیوں کی معیت نہ صرف فاران کے جائے متعلق فیصلہ کر دیتی ہے بلکہ پیش گوئی کے اصل مصداق کی ناقابل تردید شہادت دیتی ہے، کیوں کہ صرف انبیائے بنی اسرائیل وقوع کے تاریخ میں نہیں بلکہ دنیا کی تاریخ میں دس ہزار قدوسیوں کا قدوس ساتھی صرف آنحضرت ﷺ ثابت ہوتے ہیں۔ جناب موسیٰ نے دو ہزار سال پیش تر موعود کل ادیان کا یہ نشان بتایا ایسا نہیں بلکہ جناب آدمؑ کی صرف ساتویں پشت میں حضرت ادریس یہی روشن نشان بیان فرماتے ہیں۔'' (۱۰۴)

آپ مزید لکھتے ہیں:

آپ نے زیر بحث کے عربی الفاظ میں ایک لفظ ربوث استعمال کیا ہے جس کے معنٰی دس ہزار کیے ہیں، یہ لفظ کئی مقامات پر کتب انبیاء میں استعمال ہوا ہے، اس کا مادّہ ربث ہے اور معنٰی دس ہزار، دیکھو نحمیاہ ۷:۱۷ اور ولیم جینس کی عبری انگریزی کی لغت میں ربوث کے معنٰی لکھے ہیں۔

A My riad ten Thousends(ربوث)

Twice ten Thousend(شیتی ربوث)

کبھی کبھی ربوث کا آخری 'ثا' گرا کر بھی انہیں معنوں میں استعمال کرتے ہیں جیسے تواریخ اول ۲۹:۷۔ عزرا ۲:۶۴۔ نحمیاہ ۷:۶۶۔ زبور ۶۸:۱۸

پس مسیحوں کا نیا ترجمہ لاکھوں ملائکہ محض پیش گوئی کو مبہم بنانے کے لیے ہے۔ دوسرا لفظ ''قودش'' ہے جس کا ترجمہ اب ملائکہ کر دیا ہے۔ یہ مطلق پاکیزہ اور پاک کے معنٰی رکھتا ہے اور ہر ایک جگہ پاک اور مقدس شے، قوم اور جگہ کے لیے استعمال ہوا ہے۔ مثلاً۔

''آدمہ قدوش'' (خروج ۳: ۵: مقدس سرزمین)

مقوم ہقودیش (احبار ۱۰: ۱۷، ۱۴: ۱۳۔ مقدس جگہ)

ہر قادیشی (زبور ۲: ۶۔ میرا مقدس پہاڑ)

عم قودیش (دانیال ۱۲: ۷۔ مقدس لوگ)

پس جملہ ''مربوث قودش'' کے معنی از روئے لغت ومحاوراتِ بائبل دس ہزار قدسیوں کے ساتھ ہیں۔ (۱۰۵)

حضور ﷺ کے بارے میں توریت کی کھلی پیش گوئی

۹۔ اور سارہ نے دیکھا کہ ہاجرہ مصری کا بیٹا جو اس کے ابرہام سے ہوا تھا ٹھٹھے مارتا ہے۔

۱۰۔ تب اس نے ابرہام سے کہا کہ اس لونڈی کو اور اس کے بیٹے کو نکال دے کیوں کہ اس لونڈی کا بیٹا میرے بیٹے اضحاق کے ساتھ وارث نہ ہوگا۔

۱۱۔ پر ابراہام کو اس کے بیٹے کے باعث یہ بات نہایت بری معلوم ہوئی۔

۱۲۔ اور خدا نے ابراہام سے کہا کہ تجھے اس لڑکے اور اپنی لونڈی کے باعث برا نہ لگے جو کچھ سارہ تجھ سے کہتی ہے تو اس کی بات مان کیوں کہ اضحاق سے تیری نسل کا نام چلے گا۔

۱۳۔ اور اس لونڈی کے بیٹے سے بھی میں ایک قوم پیدا کروں گا اس لیے کہ وہ تیری نسل ہے۔

۱۴۔ تب ابراہام نے صبح سویرے اٹھ کر روٹی اور پانی کی ایک مشک لی اور اسے ہاجرہ کو دیا بلکہ اسے اس کے کندھے پر دھر دیا اور لڑکے کو بھی اس کے حوالے کر کے اسے رخصت کر دیا۔ سو وہ چلی گئی اور بیر سبع کے بیابان میں آوارہ پھرنے لگی۔

۱۵۔ اور جب مشک کا پانی ختم ہو گیا تو اس نے لڑکے کو ایک جھاڑی کے نیچے ڈال دیا۔

۱۶۔ اور آپ اس کے مقابل ایک تیر کے ٹپے پر دور جا بیٹھی اور کہنے لگی کہ میں اس لڑکے کا مرنا تو نہ دیکھوں۔ سو وہ اس کے مقابل بیٹھ گئی اور چلا چلا کر رونے لگی۔

۱۷۔ اور خدا نے اس لڑکے کی آواز سنی اور خدا کے فرشتہ نے آسمان سے ہاجرہ کو پکارا اور اس سے کہا۔ اے ہاجرہ تجھ کو کیا ہوا؟ مت ڈر کیوں کہ خدا نے اس جگہ سے جہاں لڑکا پڑا ہے اس کی آواز سن لی ہے۔

۱۸۔ اٹھ اور لڑکے کو اٹھا اور اسے اپنے ہاتھ سے سنبھال کیوں کہ میں اس کو ایک بڑی قوم بناؤں گا۔

۱۹۔ پھر خدا نے اس کی آنکھیں کھولیں اور اس نے پانی کا ایک کنواں دیکھا اور جا کر مشک کو پانی سے بھر لیا اور لڑکے کو پلایا۔

۲۰۔ اور خدا اس لڑکے کے ساتھ تھا اور وہ بڑا ہوا اور بیابان میں رہنے لگا اور تیرانداز بنا۔

۲۱۔ اور وہ فاران کے بیابان میں رہتا تھا اور اس کی ماں نے ملک مصر سے اس کے لیے بیوی لی۔ (۱۰۶)

علامہ علی بن برہان الدین الحلبی الشافعیؒ اپنی معروف کتاب "من انسان العیون فی سیرۃ الامین والمامون المعروف بالسیرۃ الحلبیۃ" میں مذکورہ بشارات وآیات کی روشنی میں لکھتے ہیں:

"وفی الانجیل جاء اللّٰہ من طور سینا وظہر بساعیرو اعلن بفاران" ای عرف اللّٰہ بارسالہ موسیٰ و عیسیٰ و محمداً صلوٰۃ اللّٰہ و سلامہ علیہم لان ظہور بنبوّۃ موسیٰ کان فی طورسینا وتقدم انہ جبل بالشام قیل ہوالذی بین مصر وایلیا و انزلت التوراۃ علیہ فیہ وظہور نبوّۃ عیسیٰ کان فی ساعیرو ہو جبل القدس لان عیسیٰ کان یسکن بقریۃ بارض الخلیل یقال لہاناصرۃ و باسمہا سمی من تبعہ وانزل علیہ الانجیل بہا و ظہور نبوّۃ محمد ﷺ کان فی فاران وہی مکۃ وانزل علیہ القرآن بہا وفی التوراۃ ان اسمٰعیل اقام بقریۃ فاران." (۱۰۷)

ترجمہ:۔ اور انجیل مقدس میں ہے کہ "اللہ تعالیٰ کی تجلی طور سینا نامی پہاڑ سے آئی اور ساعیر کے مقام سے اس کا ظہور ہوا اور فاران کے علاقہ سے اس کا اعلان اور چرچا ہوا۔" یعنی اللہ رب ذوالجلال نے موسیٰ، عیسیٰ اور محمد (صلوٰۃ وسلام ہوان پر) کو بھیج کر اپنے آپ کو پہچنوایا، کیوں کہ موسیٰ کی نبوت کا ظہور طور پہاڑ پر ہوا تھا، یہ پہاڑ شام کے علاقے میں ہے۔ ایک قول کے مطابق یہ مصر اور ایلیا کے مابین ہے، یہیں حضرت موسیٰ پر تورات نازل ہوئی پھر حضرت عیسیٰ کی نبوت کا ظہور ساعیر کے مقام پر ہوا جو مقدس پہاڑ ہے، اس لیے کہ حضرت عیسیٰ جس گاؤں میں رہتے تھے وہ ارض خلیل تھا اس گاؤں کو ناصرہ کہا جاتا تھا۔ اسی لیے جن لوگوں نے عیسیٰ کی تصدیق کی ان کا نام نصاریٰ پڑا، حضرت عیسیٰ پر یہیں انجیل نازل ہوئی۔ اس کے بعد محمد ﷺ کا ظہور فاران یعنی مکہ میں ہوا (فاران ایک پہاڑ کا نام ہے جو مکے میں ہے) یہیں آپ پر قرآن کریم نازل ہوا۔ تورات میں ہے کہ "اسمٰعیل فاران کے علاقے میں رہتے تھے۔

علامہ رحمت اللہ بن خلیل لکھتے ہیں:

ولا شک ان اسماعیلؑ کانت سکونتہ المکۃ. (۱۰۸)

ترجمہ: اور اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت اسماعیل دشتِ فاران (مکہ) میں رہتے تھے۔

حضرت الیسعؑ (یسعیاہ) کی نعت:

حضرت الیسعؑ (Elisha) کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

واذکر اسمٰعیل والیسع وذا الکفل وکلّ من الاخیار. (۱۰۹)

ترجمہ: اور یاد کرو اسمٰعیل اور یسع اور ذوالکفل کو اور سب اچھے ہیں۔ (۱)

---

(۱) کنزالایمان، ص ۸۲۱

حضرت الیسعؑ بنی اسرائیل میں مبعوث ہوئے اور شریعتِ موسوی کی تبلیغ کرتے رہے۔ ملک شام آپ کی سرزمین تلقین وتبلیغ تھی اور دمشق مولود تھا۔ حضرت الیسعؑ کا عبرانی بائیبل میں نام یسعیاہ یعنی ''خداوند کی نجات'' ہے۔ آپ یروشلم کے ایک معزز خاندان کے فرد تھے۔ آپ نے حضور نبی آخرالزماں ﷺ سے متعلق کئی پیش گوئیاں، بشارات، خوش خبریاں اور نعت رسول ﷺ بیان کی ہیں۔ علامہ وڈیارتھی نے اپنی تصنیف میں چودہ بشارتیں درج کی ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھیے۔(۱۱۰)

حضرت یسعیاہ اپنی پہلی بشارت میں فرماتے ہیں۔

''اس سے پہلے زبلون اور نفتالی (پسران یعقوبؑ) کی سرزمین کو ذلت دی، پر آخری زمانہ میں غیر قوموں کے جلیل میں سمندر کی طرف یرون کے پار شرف دے گا، وے لوگ جو تاریکی میں چلتے تھے، بڑی روشنی دیکھتے اور ان پر جو موت کے سایہ کے ملک میں رہتے تھے، نور چمکتا...... ہمارے لیے ایک لڑکا تولد ہوا اور ہم کو ایک بیٹا بخشا گیا اور سلطنت اس کے کاندھے پر ہوگی اور وہ اس نام سے کہلاتا ہے۔ ''عجیب مبشر خدائے قادر، ابدیت کا باپ، سلامتی کا شہزادہ، اس کی سلطنت کے اقبال اور سلامتی کب کچھ انتہا نہ ہوگی۔ وہ داؤد کے تخت پر اس کی مملکت پر ابتدا سے لے کر ابد تک انتظام کرے گا اور عدالت وصداقت سے اسے قیام بخشے گا۔ ربّ الافواج کی غیوری یہ کرے گی۔''(۱۱۱)

اس بشارتِ عظمیٰ کے بارے میں علامہ وڈیارتھی نے پانچ بصیرتیں بیان کی ہیں۔ اس کی پہلی بصیرت میں آپ لکھتے ہیں:

''اس نے پہلے زبلون اور نفتالی کی سرزمین کو ذلت دی۔'' زبلون اور نفتالی (پسران یعقوبؑ) کی سرزمین جلیل کہلاتی ہے۔ اس کو خداوند نے ذلت دی (یعنی بنی اسرائیل) ذلیل ہو گئے۔ ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے ملک ان سے چھین لیا گیا۔ دیکھو سلاطین دوم ۱۵:۲۶ اور تواریخ دوم ۱۶:۴۔ اس ذلت دینے کے بعد یسعیاہ نبی فرماتے ہیں۔

''پر آخری زمانہ میں'' یعنی اس وقت جب بنی اسرائیل کلیۃً دم توڑ چکے ہوں گے، حکومت اور نبوت دونوں نعمتیں ان سے چھین لی جائیں گی تو اس کے بعد وقت آئے گا کہ ان کو مکرر شرافت دی جائے۔(۱۱۲)

اس بشارت کی دوسری بصیرت میں آپ لکھتے ہیں:

''غیر قوموں کے جلیل میں سمندر کی جانب'' یرون کے پاران کو پھر شرف دے گا۔ لفظ جلیل کے معنی عبری زبان میں علاقہ، سرزمین کے ہیں۔ غیر قوموں کے جلیل سے مراد وہ علاقہ جہاں یہود دوسری قوموں کے ساتھ رہتے ہوں (انسائیکلو پیڈیا ببلیکا اور مقدس صحائف مترجمہ جیوش سوسائٹی امریکہ) اور وہ علاقہ نواح مدینہ ہے

جہاں یہود عرب اقوام کے ساتھ رہتے تھے۔ وہاں ان اقوام یہود نے اسلام قبول کرلیا اور وہ شرف اور عزت جو مسلمانوں کونصیب ہوئی، ان کا بھی اس میں برابر کا حصہ تھا۔ اس سرزمین شرافت کا ایک اورنشان یہ بتایا کہ پہلے وہ تاریکی کا ملک تھا اور موت کے سایہ کی سرزمین تھی یعنی جہالت، بت پرستی اور کشت وخون کا وہ ایک گراں بازار تھا، مگر انہوں نے ایک روشنی دیکھی اوران پر ایک نور چمکا اور یہ روشنی اور نور ایک ایسے لڑکے کی معرفت عطا کیا گیا جسے خود اللہ تعالیٰ نے اس غرض کے لیے مبعوث کیا۔ یہ روشنی وہ کامل شریعت ہے جو آنحضرت ﷺ کو دی گئی۔'' (۱۱۳)

اس پیش گوئی کی تیسری بصیرت میں آپ لکھتے ہیں:

''اور سلطنت اس کے کاندھے پر ہوگی، آنحضرت ﷺ کو سلطنت اور حکومت بھی عطا کی گئی لیکن بنی اسرائیل میں پیش گوئی کے وقت سے لے کر آج تک کسی کو شریعت اور بادشاہت دونوں نعمتیں نہیں ملیں، اس لیے فرمایا اس کا نام ہے۔ ''پیلے یوعیص ایل حیورابی اور سرشلوم'' یعنی وہ آنے والا موعود، بے نظیر، واعظ، خداوند قدرت، ہمیشہ رہنے والا باپ ہے۔ چناں چہ رسول اللہؐ ایک بے نظیر وعظ، قدرت اور طاقت والے ہیں، ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نبی ہیں۔ آپؐ کے بعد دنیا میں کوئی نبی نہ آئے گا، کہ وہ کسی قوم کا باپ کہلا سکے بلکہ دنیا میں آپ کی ابوت یا نبوت دائمی ہے۔'' (۱۱۴)

چوتھی بصیرت میں آپ لکھتے ہیں۔

پیش گوئی میں لفظ شلوم کے معنی ہیں ''سلامتی دینے والا یا مسلم'' جو صریح طور پر آنحضرت ﷺ کا نام ہے۔ چناں چہ اول المسلمین کا خطاب قرآن شریف میں دیا گیا ہے۔'' (۱۱۵)

حضرت یسعیاہؑ کی مزید بشارات کے لیے دیکھیے۔ میثاق النبیین، ص۴۰۴ تا ۴۱۳

توریت میں حضور ﷺ کے بارے میں یہ پیش گوئی بھی درج ہے۔

۲۱۔ انہوں نے اس چیز کے باعث جو خدا نہیں مجھے غیرت اور اپنی باطل باتوں سے مجھے غصہ دلایا، سو میں بھی ان کے ذریعے سے جو کوئی امت نہیں ان کو غیرت اور ایک نادان قوم کے ذریعے سے ان کو غصہ دلاؤں گا۔ (۱۱۶)

علامہ رحمۃ اللہ بن خلیل اس بشارت کے بارے میں لکھتے ہیں:

والمراد بشعب جاهل العرب لانهم كانوا فی غاية الجهل والضلال وما كان عندهم علم لا من العلوم الشرعية ولا من العلوم العقلية وما كانوا يعرفون سوى عبادة الاوثان والاصنام. (۱۱۷)

ترجمہ:۔ اس ''نادان اور جاہل قوم'' سے مراد عرب ہیں، کیوں کہ وہ انتہائی جہالت وضلالت میں مبتلا تھے اور علوم شرعیہ وعقلیہ سے قطعاً نابلد تھے۔ وہ سوائے بت پرستی کے کچھ نہ جانتے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اور اس نے ان عربوں میں

محمد ﷺ جیسے عظیم الشان نبی کو مبعوث فرمایا جن کی کاوشوں سے یہ گمراہ قوم صراط مستقیم پر گامزن ہوگئی۔

جیسا کہ اللہ رب ذوالجلال نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

ھو الّذی بعث فی الامیّین رسولا منھم یتلوا علیھم ایاته ویزکّیھم ویعلّمھم الکتاب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین. (١١٨)

ترجمہ: وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب وحکمت کا علم عطا فرماتے ہیں اور بے شک وہ اس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے۔(١)

زبور میں نعوتِ محمدی ﷺ

حضور ﷺ کی شان میں حضرت داؤدؑ کے زبور:

حضرت داؤدؑ کا سلسلۂ نسب تیرھویں پشت میں حضرت ابراہیمؑ سے جا ملتا ہے۔آپ کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واذکر عبدنا داؤد ذا لاید انه اوّاب. (١١٩)

ترجمہ:۔اور ہمارے بندے داؤد نعمتوں والے کو یاد کرو بے شک وہ بڑا رجوع کرنے والا ہے۔

حضرت داؤدؑ (David) بڑے جلیل القدر نبی تھے۔آپ نے حضور ﷺ کے بارے میں بے شمار پیش گوئیاں کی ہیں جنہیں بشارتِ داؤدؑ کا نام دیا گیا ہے۔مولانا عبدالحق وڈیارتھی نے اپنی تحقیق میثاق النّبیین میں بارہ بشارتیں درج کی ہیں۔دسویں بشارت میں آپ لکھتے ہیں۔

"وہ قوم کے مکینوں کا انصاف کرے گا اور محتاجوں کے فرزندوں کو بچاوے گا اور ظالموں کو ٹکڑے ٹکڑے کرے گا، جب کہ سورج اور چاند باقی رہیں گے۔ساری پشتوں کے لوگ تجھ سے ڈرا کریں گے۔وہ بارش کی مانند جو کاٹی ہوئی گھاس پر پڑے نازل ہوگا اور موسلا دھار مینہ کی طرح جو زمین کو سیراب کرتی ہے۔اس کے عصر میں کہ جب تک چاند رہے گا صادق پھیلیں گے اور سلامتی فراواں ہوگی......ساری گروہیں اس کی تعظیم کریں گی، کیوں کہ وہ دہائی دینے والے محتاج کو اور مسکین کو، جن کا کوئی مددگار نہ ہو، چھڑائے گا......ان کا خون اس کی نظر بیش قیمت ہوگا۔وہ جیتا رہے گا اور سبا کا سونا اسے دیا جائے گا۔اس کے حق میں سدا دعا ہوگی۔ہر روز اس کی مبارک باد کہی جائے گی......اس نام ابد تک باقی رہے گا جب تک کہ آفتاب رہے گا اس کے نام کا رواج رہے گا، لوگ اس کے

(١) کنزالایمان ترجمۃ القرآن

باعث اپنے تئیں مبارک باد کہیں گے، ساری قومیں اسے مبارک دیں گی۔ خداوند خدا اسرائیل کا خدا جو اکیلا ہے عجائب کام کرتا ہے۔" (۱۲۰)

اس پیش گوئی میں آپ کو یتیموں کا ملجا و ماویٰ بتایا گیا ہے۔ نیکیوں کو زور دار مینہ اور سخاوت کو بارش سے تعبیر کیا ہے۔ "آپؐ کے حق میں دعا ہوگی" درود و سلام، درود ابراہیمی اور بے شمار درود و اوراد جو آپ کے نام و برکات و مبارک، تبارک وھدایہ کے لیے مسلمان قوم پڑھتی ہے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کے عجائب ہیں جو آپؐ کے سوا کسی کو حاصل نہیں۔

آپؐ کی گیارہویں بشارت میں یوں درج ہے۔

"یہ پچھلی پُشت کے لیے لکھا جائے گا اور لوگ جو پیدا ہوں گے خداوند کی حمد کریں گے۔" (۱۲۱)

پچھلی اور آخری پُشت صرف مسلمان قوم اور دین اسلام ہے۔ بے شمار آیات و احادیثِ کریمہ اس پر دال ہیں۔ اہل اسلام نے ہی اللہ رب ذوالجلال کی سب سے زیادہ اطاعت و عبادت، حمد و ثناء، تسبیح و تحمید کی ہے۔ کسی دوسرے مذہب میں اس کی نظیر نہیں پائی جاتی۔ آج بھی روزانہ پانچ نمازوں میں اس قدوس کی حمد ہوتی ہے۔

حضرت ایوبؑ کی بارہویں پیش گوئی بشارت مصطفٰے ﷺ پر فیصلہ کن ہے۔ جس میں آپ کو خاتم النبیین کہا گیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

"میں تیری حمد و ثناء کروں گا، تو نے میری سن لی اور میری نجات ہوئی۔ وہ پتھر جسے معماروں نے رد کیا، وہی چوٹی کا پتھر ہو گیا۔ یہ خداوند سے ہوا جو ہماری نظروں میں عجیب ہے...... مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام سے آتا ہے۔" (۱۲۲)

مولانا عبدالحق ودیارتھی لکھتے ہیں:

"حضور ﷺ اور حضور ﷺ کی قوم ہی وہ پتھر ہے جسے بنی اسرائیل کے معماروں نے رد کیا اور کہا کہ بنی اسمٰعیل میں کوئی خوبی نہیں مگر اس رد شدہ قوم میں آنحضرت ﷺ مبعوث ہوئے جنہوں نے بحیثیت چوٹی کا پتھر ہونے کے قصر نبوت کی تکمیل کی۔ اگر یہ چوٹی کا پتھر نہ ہوتا تو نبوت کی سنہری عمارت بے کار تھی۔ چوٹی کا پتھر جسے عبری بائبل کے اس حوالے میں "روش پناہ" کہا گیا ہے۔ گنبد کا چوٹی کا پتھر ہوتا ہے یا وہ عمارت جو دشمنوں سے محفوظ رہنے کے لیے بنائی جاتی ہے، اس کے برج کا آخری پتھر "روش پناہ" کہلاتا ہے۔ پناہ کے معنٰی حفاظت کا برج ہیں۔ دیکھو ۲ تواریخ ۲۶:۱۵ اور صفنیا ۱:۱۶ اور ۳:۶۔ قصر نبوت کی چوٹی کا یہ پتھر سواء آنحضرت ﷺ کے کوئی اور نہیں۔ آپ کی ذات بابرکات پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہو گیا۔ بنی اسرائیل میں کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے یہ دعویٰ کیا ہو یا خدا

نے اس کے متعلق کہا ہو کہ وہ خاتم النبیین ہے۔'' (۱۲۳)

حضور نبی کریم ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کی شہادت تمام ہی انبیائے کرام نے دی ہے اور خود حضور ﷺ نے بھی خود کو نبی آخر الزماں فرمایا۔ اس موضوع پر مذکور دلائل کتب سابقہ کی تصدیق آپؐ نے یوں فرمائی ہے، ملاحظہ ہو حدیث کریمہ۔

قصر نبوت کی آخری اینٹ:

عن ابی هریرةؓ ان رسول اللّٰہ قال ان مثلی و مثل الانبیآء من قبلی کمثل رجل بنیٰ بیتاً فاحسنه و اجمله الّا موضع لبنةٍ من زاویةٍ فجعل النّاس یطوفون به ویعجبون ویقولون هلّا وضعت هذه اللّبنة قال فانا اللّبنة و انا خاتم النبیّن. (۱۲۴)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی آدمی نے گھر بنایا اور اس کے سجانے اور سنوارنے میں کوئی بھی کسر نہ چھوڑی مگر کسی گوشے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی۔ لوگ اس کے گرد پھرتے اور تعجب سے کہتے، بھلا یہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی؟ فرمایا! وہ اینٹ میں ہوں۔ میں سارے انبیاء سے آخری ہوں۔

زبور میں بشارات مصطفےٰ ﷺ:

حمد سرا امّت:

زبور میں حضور ﷺ کی یہ نعت درج ہے۔

۱۔ خداوند کی حمد کرو۔ خداوند کے حضور نیا گیت گاؤ۔ اور مقدسوں کے مجمع میں اس کی مدح سرائی کرو۔

۲۔ اسرائیل اپنے خالق میں شادمان رہے۔ فرزندان صیون اپنے بادشاہ کے سبب سے شادمان ہوں۔

۳۔ وہ ناچتے ہوئے اس کے نام کی ستائش کریں۔ وہ دف اور ستار پر اس کی مدح سرائی کریں۔

۴۔ کیوں کہ خداوند اپنے لوگوں سے خوشنود رہتا ہے۔ وہ حلیموں کو نجات سے زینت بخشے گا۔

۵۔ مقدس لوگ جلال پر فخر کریں۔ وہ اپنے بستروں پر خوشی سے نغمہ سرائی کریں۔

۶۔ ان کے منہ میں خدا کی تمجید اور ہاتھ میں دو دھاری تلوار ہو۔

۷۔ تا کہ قوموں سے انتقام لیں اور امتوں کو سزا دیں۔

۸۔ ان کے بادشاہوں کو زنجیروں سے جکڑیں اور ان کے سرداروں کو لوہے کی بیڑیاں پہنائیں۔

۹۔ تا کہ ان کو وہ سزا دیں جو مرقوم ہے، اس کے سب مقدسوں کو یہ شرف حاصل ہے۔ خداوند کی حمد کرو۔ (۱۲۵)

اس بشارت کے بارے میں علامہ رحمۃ اللہ بن خلیل لکھتے ہیں۔ المبشّر بہ محمد و اصحابہ ولیس المبشّر بہ سلیمانؑ. (١٢٦)

ترجمہ: اس بشارت کا مصداق حضرت محمد ﷺ اور آپ کے اصحاب کرام ہیں کیوں کہ مذکورہ تمام اوصاف وصفات انہیں پر صادق آتے ہیں اور اس بشارت کا سلیمانؑ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

کتاب بشریٰ میں حضرت داؤدؑ کی یہ بشارت (نعت) مصطفےٰ ﷺ یوں درج ہے۔

آیت ۵، بخطِ عبرانی:

שירו לאלהים זמרו שמו סלו
לרכב בערבות ביה שמו ועלזו לפניו:

عربی خط: شیرو لیلو ھیھم زمرّ وشمو سولُو لارخیب بَعرا بوث بیاہِ شمو و اعلِز ولفانا وَ.

ترجمہ: ۔ اس سلطان کی مدح گاؤ، اس کا نام زمزمہ کرو، سوار عرب کے لیے راہ ہموار وصاف کرو، جس کا نام خدا کے نام کے ساتھ ہوگا۔ اس کے سامنے خوش کرو۔ (ا)

آیت ٦، بخطِ عبرانی:

אבי יתומים
ודין אלמנות אלהים במעון
קדשו:

عربی خط: ابی ثیومیم ودّین المانوث الوھیم بمعون قدسو.

ترجمہ: ۔ یتیموں کا سرپرست اور بیوہ عورتوں کا حامی ہوگا۔ اس کے قدم میں ملائکہ ہوں گے۔ (ب)

آیت ۷۔ بخطِ عبرانی:

אלהים מושיב יחידים
ביתה מוציא אסירים בכושרות אך
סוררים שכנו צחיחה:

(١٢٧)

(ا) "خدا کے نام کے ساتھ اس کا نام ہے۔" یہ حال وقال صرف اور صرف ہمارے رسول کریم ﷺ کے وصف خاص میں ہے اور آپ کی صفت میں شامل ہے کہ آپ کا اسم گرامی پانچوں وقت اذان میں خدائے ذوالجلال کے نام سے ساتھ لیا جاتا ہے۔

(ب) ہمارے پیغمبر اعظم، رسول اکرم ﷺ اس صفت میں مشہور تھے۔ آپؑ خود بھی یتیم تھے اور یتیموں کے ملجا و ماویٰ تھے۔ آپؐ عورتوں کے عظیم حامی تھے اور بیوہ عورتوں کے لیے پناہ گاہ۔ آپؐ کے وقت میں کوئی فرد عورتوں پر ظلم وستم نہ کرسکتا تھا بلکہ اس کا تصور بھی محال تھا۔ ابو طالب نے اس موقع پر کہا تھا ۔ "ثمال الیتامیٰ عصمة للارامل"

عربی خط:الوهیم موشیب یحیلیم باتیه موصی اسیریم بکوشارث اخ سور ریم شاخنو صحیحا. (۱۲۸)
ترجمہ:۔ وہ سلطان بھلائے گا غریبوں کو جن کے نہ یار ہے نہ مددگار گھر میں اور آزاد کرے گا مقید راستی یعنی جن کی طبیعت راست ہے اور اسلام قبول کریں گے ان کو ہر طرح کی آزادی دے گا، مگر اشرار و اصل جہنم ہوں گے۔(۱)

تارے ٹوٹنے کی پیش گوئی حضرت داوٗدؑ کی زبانی:

حضرت داوٗدؑ نے بوقتِ ولادت رسول کریم ﷺ تارے ٹوٹنے کی پیش گوئی فرمائی۔ ملاحظہ ہو نعت کریمہ بزبان حضرت داوٗدؑ بخطِ عبرانی:

אלהים בצאתך לפני
עמך בצעדך בישימון: ארץ רעש
ה אף שמים נטפו מפני אלהים זה סיני מפני

(۱۲۹)

بخطِ عربی: الُوهیم بصتخا لفنی عمّیخا بعصدخا بمیشیمون اِرص راعا شا اف شا مایم نا طافو مپنی الوهیم زه سینای مپّنی الوهیم الوهی لسرائیل. (۱۳۰)
ترجمہ:۔ اے سلطان اپنی قوم کے سامنے تیرے نکلنے کے وقت ویرانہ میں تیرے رینگنے کے وقت میں زمین متزلزل ہوگی، تارے ٹوٹیں گے، سلطان کے سامنے جیسے یہ سینا خدا معبود اسرائیل کے سامنے موسیٰ نے اپنے شیر و بھجن میں بیان کیا ہے کہ وہ امام ملک ویران میں ہوگا۔ یہ بشارت مبینہ حضور نبی کریم ﷺ کی عظمت پر دال ہے۔
یہ اشارہ پیغمبر اعظم رسالت مآب ﷺ کے زمانۂ ولادت کی طرف۔ حضرت داوٗدؑ بمحبت والفت و مودّت فرماتے ہیں۔ اے راجا جب تو اپنی قوم کے سامنے نکلے گا یعنی پیدا ہوگا اور ویرانہ یعنی ملک عرب میں دوودی حرکت کرے گا یعنی جنم لے گا تو اس وقت زلزلہ آجائے گا کفر کے ایوانوں میں اور تارے ٹوٹ پڑیں، اصنام اوندھے منہ گر پڑے گے۔ ملاحظہ کیجیے کیسی بشارتِ عظمیٰ ہے سرکار عالی مقام ﷺ کے لیے۔

---

(۱) حضرت داوٗدؑ فرماتے ہیں۔ وہ کاملین کو اپنے نفوس قدسیہ سے مہذب کر کے زمرۂ ملائکہ میں داخل کرے گا اور ہوا و ہوس کو بایصال راستی آزاد کرے گا۔ اوہام وظنوں کے پھندے سے چھڑائے گا لیکن کفار واصل جہنم ہوں۔ دوسری تعبیر یہ ہے کہ ''بھلائے گا وہ بادشاہ مصیبت زدوں کو گھر میں اور قیدیوں کو بہ سبب راستی کے'' چوں کہ حضرت آدمؑ کا اصل گھر جنت تھا بہ سبب نکالے گئے، تو حضرت داوٗدؑ فرماتے ہیں وہ خلیفہ موحدین کو جنت میں لوٹائے گا یا یوں کہیں کہ وہ خلیفہ کاملین کو جنت میں آباد کرے گا یعنی ان کو اپنے ایمان تصدیق سے کامل کر کے جنت میں پہنچائے، چوں کہ ارواح بحصول کمال زمرۂ ملائکہ میں داخل ہوتے ہیں کہ یہی جنت ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق حضرت داوٗدؑ کی مزید بشارات ملاحظہ ہوں۔

اصل عبرانی عبارت:

יהללו שמו במח
ול בתף וכנור יזמרו לו:

عربی خط: یهَللو شِمُوبما حُول تُبوف دخنوریز مزّولو. (ا)

ترجمہ: ۔اس کے نام کی ستائش کرو بانسوری سے، دف وستار سے اس کے بھجن کرو۔

اصل عبرانی:

כי רוצה יהוה בעמו יפאר ענוים בי
שועה:

عربی خط: کی رُوصه یهوا بعمّوا یقا اِبر عنادیم بیشوعا. (ب)

ترجمہ: ۔جب رضامند ہوگا خدا اپنی قوم سے تو فخر دے گا مساکین کو نجات دینے کا۔

اصل عبرانی:

יעלזו חסי
דים בכבוד ירננו על משכבו
תם:

عربی خط: یَعلِز وحیدیم بِنجَابُودَبِر منّوعل مِشکبِو ثام. (ج)

ترجمہ: ۔خوش ہوں گے زہاد عزت سے ترنم کریں گے اپنے بستر پر۔

(ا) اس اظہار خوشی وانبساط سے مقصود فقط اظہار سرور وجد ہے ایسے خالق والیے بادشاہ پر۔ اس میں ایک سر ہے 'یہللو' کے معنی ہیں 'محمد کو'، یہ صیغہ مضارع ہے لیکن اس سے اسم مفعول مراد ہو سکتا ہے تو معنی یہ ہوئے کہ اس بادشاہ کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا۔

(ب) مقصود اس آیت کا یہ ہے کہ جب خدا بنی اسرائیل سے ان کی نجات کے لیے رضامند ہوگا تو فخر غریب قوم کو عنایت کرے گا۔ غریب قوم سے مراد عرب ہیں کہ وہ بنی اسرائیل کے مقابل ہر معاملے میں کم زور تھے۔ علاوہ بریں قریش جو اولاد اسمٰعیل سے ہیں حضرت ابراہیم نے ان کے صورت اعلیٰ یعنی حضرت اسمٰعیل کو ملک شام سے نکال دیا تھا اور یہ بوجہ حضرت سارہؑ کے تھا تو اب خدا نے بنی سارہؑ کی نجات کے لیے بنی حاجرہؑ کو تجویز مامور کیا۔ جو لوگ اس بادشاہ کے مطیع وفرماں بردار، اطاعت ووفا شعار اور اس کے طلب گار وشکر گزار ہوئے ان کو نجات دنیا وآخرت میں نصیب ہوئی۔ وہ لوگ بت پرستوں کی دست وبرد سے محفوظ ہو گئے اور اشقیا خائب وخاسر رہے۔

(ج) وحی اور کلام اللہ سے۔

اصل عبرانی:

רוממות אל בגרו
נם וחרב פיפיות בידם:

عربی خط: رُومُموث ایل بغردنام وحِرب پیپوثِ بیادام. (۱)

ترجمہ:۔ خدا کا کلام ان کے حلق میں ہوگا اور دو دھاری تلوار ان کے ہاتھ میں۔

عبرانی خط:

לעשות נק
מה בגוים תוכחות בלא מי
ם:

عربی خط: لَعَسُوث بِقاما بگویِم توخیموث بُلامیم. (ب)

ترجمہ:۔ اقوام کو سزا دینے کے لیے اصلاح امم کے واسطے۔

بخطِ عبرانی:

לאסר מלכיהם
בזקים ונכבדיהם בכבלי
ברזל:

بخط عربی: لاسوَر مِلِکیهم ترقیهم و نَحُنِدِیهِمُ بکبلِی بَرزَل.

ترجمہ:۔ ان کے سلاطین کو زنجیروں میں اسیر کرنے کے لیے اور ان کے سرداروں کو لوہے کی بیڑیوں میں۔

بخطِ عبرانی:

לעשו
ת בהם משפט כתוב הד
ר הוא לכל חסידיו הללויה: (۱۳۱)

بخطِ عربی: لعسوث باهم امشیاط کاثوب هادارهو نِحُل حسیداً وُ هَللوُیاه. (۱۳۲)

ترجمہ:۔ ان میں شریعت مکتوب جاری کرنے کے لیے وہ زینت ہے جملہ زہاد کے لیے، خدا کی حمد کرو۔

(ا) یہ نشان ہے اس غریب قدوم کا جس کو خدا حق پرستی پر مامور کرے گا کہ خدا کا کلام ان کی گردن میں ہوگا اور دو دھاری تلوار ہاتھ میں احکام الٰہی جاری کرنے کے لیے جو سراسر عدالت حکمت ہوگی، یہ سوائے زمانہ اسلام کے کبھی نہ ہوا۔ احکام ربانی کے اجراء کے لیے کسی نبی کے وقت میں تیغ رانی نہیں ہوئی یہ بشارت تو نہایت واضح و روشن ہے۔

(ب) تلوار ان کے ہاتھ ہوگی اقوام بت پرست کی اصلاح کریں ان کو سزا دینے کی۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی کئی بشارات و پیش گوئیاں اور نعوت ہیں، چند ایک بطور تحدیث زبان عبرانی ملاحظہ ہو۔

داؤد موعود ﷺ

קומה יהוה באפך
הנשא בעברות צוררי ועורה אלי משפט צוית: ועדת
לאמים תסובבך ועליה למרום שובה: יהוה ידין עמים
שפטני יהוה כצדקי וכתמי עלי: יגמר־נא רע רשעים
ותכונן צדיק ובחן לבות וכליות אלהים צדיק:
הנה יחבל־און והרה עמל וילד שקר:
תביט לתת בידך עליך
יעזב חלכה יתום אתה היית עוזר: שבר זרוע רשע
ורע תדרוש־רשעו בל־תמצא: יהוה מלך עולם ועד
אבדו גוים מארצו: תאות ענוים שמעת יהוה תכין לבם
תקשיב אזנך: לשפט יתום ודך בל־יוסיף עוד לערץ
אנוש מן־הארץ:

(زبور۹:۷_۱۱_۵۰_۱۰:۱۴_۱۸)

حضرت داؤدؑ کی بشارات

הכל
סר יחדו נאלחו אין עשה־טוב אין גם אחד: הלא ידעו
כל־פעלי און אכלי עמי אכלו לחם יהוה לא קראו: שם
פחדו פחד כי־אלהים בדור צדיק: עצת־עני תבישו כי
יהוה מחסהו: מי־יתן מציון ישועת ישראל בשוב יהוה
שבות עמו יגל יעקב ישמח ישראל:

אמרות יהוה אמרות טהרות כסף צרוף
בעליל לארץ מזקק שבעתים: אתה־יהוה תשמרם תצרנו
מן־הדור זו לעולם: סביב רשעים יתהלכון כרם זלות
לבני אדם:

יהוה מי־יגור באהלך מי־ישכן בהר קדשך:
הולך תמים ופעל צדק ודבר אמת בלבבו: לא־רגל
על־לשנו לא־עשה לרעהו רעה וחרפה לא־נשא על־
קרבו: נבזה בעיניו נמאס ואת־יראי יהוה יכבד נשבע
להרע ולא ימר: כספו לא־נתן בנשך ושחד על־נקי לא־
לקח עשה אלה לא ימוט לעולם:

(زبور۱۴:۳_۷_۹،۱۵:۱_۵)(۱۳۳)

حضرت داوؑد کی پیشن گوئی

כי־מרעים יכרתון וקוי יהוה המה ירשו
ארץ׃ ועוד מעט ואין רשע והתבוננת על־מקומו ואיננו׃
וענוים יירשו־ארץ והתענגו על־רב שלום׃ זמם רשע
לצדיק וחרק עליו שניו׃
צדיקים
יירשו־ארץ וישכנו לעד עליה׃ פי־צדיק יהגה חכמה
ולשונו תדבר משפט׃ תורת אלהיו בלבו לא תמעד
אשריו׃ (زبور:۳۷:۹_۳،۲۹_۳۱)

حضرت داوٗد کی بشارت

ישפט עניי־עם יושיע לבני אביון
וידכא עושק׃ ייראוך עם־שמש ולפני ירח דור דורים׃
ירד כמטר על־גז כרביבים זרזיף ארץ׃ יפרח־בימיו
צדיק ורב שלום עד־בלי ירח׃
מלכי תרשיש ואיים מנחה ישיבו מלכי שבא וסבא
אשכר יקריבו׃
וברוך שם כבודו
לעולם וימלא כבודו את־כל־הארץ אמן ואמן׃

(زبور:۷۲:۳_۷،۱۰_۱۹)

بشارت داوٗد علیہ السلام

כרתי ברית לבחירי נשבעתי
לדוד עבדי׃ עד־עולם אכין זרעך ובניתי לדר־ודור
כסאך סלה׃ ויודו שמים פלאך יהוה אף־אמונתך
בקהל קדשים׃ (زبور:۸۹:۳_۷)

بشارت حضرت داوٗد علیہ السلام

תכתב זאת לדור אחרון ועם נברא יהלל־יה׃

(زبور:۱۰۲:۱۹)

حضرت داؤدؑ کا خداوند

אֶבֶן מָאֲסוּ הַבּוֹנִים
הָיְתָה לְרֹאשׁ פִּנָּה׃ מֵאֵת יְהוָה הָיְתָה זֹּאת הִיא נִפְלָאת
בְּעֵינֵינוּ׃ זֶה־הַיּוֹם עָשָׂה יְהוָה נָגִילָה וְנִשְׂמְחָה בוֹ׃
אָנָּא יְהוָה הוֹשִׁיעָה נָּא אָנָּא יְהוָה הַצְלִיחָה נָּא׃ בָּרוּךְ
הַבָּא בְּשֵׁם יְהוָה בֵּרַכְנוּכֶם מִבֵּית יְהוָה׃

(زبور:۱۱۸:۲۲-۲۶) (۱۳۵)

انجیل میں نعوتِ محمدی ﷺ

انجیل میں نعتِ رسول مقبول ﷺ بہ زبان امّ المومنین حضرت عائشہؓ:

خصائص کبریٰ میں ہے:

و اخرج ابن سعد والحاکم و صححه وبیهقی و ابو نعیم عن عائشۃؓ قالت: ان النّبیﷺ مکتوب فی الانجیل لافظ ولاغلیظ ولا صخاب فی الاسواق ولایجزی بالسیئة ولکن یعفوه ویصفح. (۱۳۶)

ترجمہ:۔ ابن سعد اور حاکم نے صحت کے ساتھ اور بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہؐ کے اوصاف جلیلہ انجیل میں اس طرح درج ہیں۔

''وہ بد خلق ہیں نہ سخت مزاج، نہ سوقیانہ اور بازاری انداز سے شور وغوغا کرنے والے اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے ہوں گے بلکہ عفو ودرگزر سے کام لیں گے۔''

انجیل میں نعت رسول ﷺ:

خصائص کبریٰ میں ہے:

واخرج ابن سعد وابن عساکر من طریق موسیٰ بن یعقوب الزمعی عن سهل مولیٰ غیشمة انه کان نصرانیاً من اهل مریس وکان یتیماً فی حجر عمّه قال: فاخذت الانجیل فقرأته حتی مرّت بی ورقة ملصقة بغری ففتقتها فوجدت فیها نعت محمدﷺ: ''انه لا قصیر ولا طویل ابیض ذو ضفرین بین کتفیه خاتم یکثر الاحتباء ولا یقبل الصدقة ویرکب الحمار والبعیر

ویحتلب الشاة ویلبس قمیصاً مرقوعاً ومن فعل ذلک فقد بری من الکبر وھو یفعل ذلک وھو عن ذریة اسماعیل اسمہ احمدﷺ. قال سھل فلی انتھیت الیٰ ھذا من ذکر محمدﷺ جاء عمی فلم رأی الورقة ضربنی وقال مالک وفتح ھذہ الورق و قرأ تھا؟ فقلت فیھا نعت النبی احمدؐ فقال انه لم یات بعد. (۱۳۷)

ترجمہ: ابن سعد اور ابن عسا کر نے بطریق موسیٰ بن یعقوب زمعی، سہل موسیٰ غیثمہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اہل مریس کا نصرانی تھا اور یتیم تھا اور وہ اپنے چچا کی کفالت میں تھا۔ اس نے بتایا کہ میں ایک مرتبہ انجیل پڑھ رہا تھا کہ دوران مطالعہ مجھے ایک ورق گوند سے جڑا ہوا ملا۔ جب میں نے اس کو کھولا تو اس میں محمدﷺ کے اوصاف حمیدہ آپؐ کی نعت اس طرح لکھی ہوئی پائی۔

''آپؐ نہ کوتاہ قد ہوں گے اور نہ طویل القامت، آپؐ کا رنگ گورا ہوگا، دو زلفیں ہوں گی، دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی، احتباء کی ہیئت میں اکثر بیٹھیں گے، اور صدقہ کو قبول نہ کریں گے اور دراز گوش اور اونٹ پر سواری کریں گے اور بکری کا دودھ دوہیں گے اور پیوند شدہ لباس زیب تن فرمائیں گے، جو شخص اپنی خصلت میں ایسا ہو وہ ظاہر ہے کہ غرور و تکبر سے مبرّا و منزّہ ہوگا۔ آپؐ میں یہ تمام اوصاف ہوں گے اور آپؐ اولاد اسمٰعیلؑ سے ہوں گے اور آپؐ کا اسم گرامی احمدﷺ ہوگا۔'' سہل بیان کرتے ہیں کہ میں جب حضورﷺ کا تذکرہ یہاں تک پڑھ چکا تو میرا چچا آ گیا۔ جب اس نے اس ورق کو دیکھا تو مجھے مارا اور کہا کہ تو نے اس ورق کو کیوں نکالا اور پڑھا؟ میں نے جواب دیا کہ میں نے اس میں نبی موعودﷺ کی نعت پڑھی ہے۔ اس پر اس نے کہا کہ وہ نبی ابھی نہیں آیا ہے۔

انجیل مقدس میں حضورﷺ کے لیے بشارت:

آسمانی بادشاہت:

متی کہ انجیل میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے بارے میں یہ پیش گوئی درج ہے۔

۱۔ ان دنوں میں یوحنا بپتسمہ دینے والا آیا اور یہودیہ کے بیابان میں یہ منادی دینے لگا کہ۔

۲۔ توبہ کرو کیوں کہ آسمان کی بادشاہی نزدیک آ گئی ہے۔

۳۔ یہ وہی ہے جس کا ذکر یسعیاہ نبی کی معرفت یوں ہوا کہ، بیابان میں پکارنے والے کی آواز آتی ہے کہ، خداوند کی راہ تیار کرو، اس کے راستے سیدھے بناؤ۔ (۱۳۸)

اسی انجیل مقدس کے چوتھے باب میں ایک اور بشارت مصطفویﷺ درج ہے کہ

۱۲۔ جب اس نے سنا کہ یوحنا پکڑوا دیا گیا تو گلیل کو روانہ ہوا۔

۱۳۔اور ناصرہ کو چھوڑ کر کفرنحوم میں جا بسا جو جھیل کے کنارے زبولون اور نفتالی کی سرحد پر ہے۔

۱۴۔تا کہ جو یسعیاہ نبی کی معرفت کہا گیا تھا وہ پورا ہو کہ۔

۱۵۔زبولون کا علاقہ اور نفتالی کا علاقہ، دریا کی راہ یردن کے پار، غیر قوموں کی گلیل۔

۱۶۔یعنی جو لوگ اندھیرے میں بیٹھے تھے، انہوں نے بڑی روشنی دیکھی، اور جو موت کے ملک اور سایہ بیٹھے تھے، ان پر روشنی چمکی۔

۱۷۔اس وقت سے یسوع نے منادی کرنا اور یہ کہنا شروع کیا کہ توبہ کرو کیوں کہ آسمان کی بادشاہی نزدیک آگئی ہے۔(۱۳۹)

متی کی انجیل، باب ۶ میں نماز و دعا کی تعلیم کے ضمن میں التجا کی، جس میں یہ بشارت مصطفوی ﷺ درج ہے کہ۔

۹۔پس تم اس طرح دعا کیا کرو کہ اے ہمارے باپ تو جو آسمان پر ہے تیرا نام پاک مانا جائے

۱۰۔تیری بادشاہی آئے، تیری مرضی جیسی آسمان پر پوری ہوتی ہے زمین پر بھی ہو۔(۱۴۰)

متی کی انجیل باب دس میں یہ خوشی اس طرح درج ہے کہ جب عیسیٰؑ نے اپنے حواریوں کو اسرائیلی شہروں میں وعظ و تبلیغ کے لیے بھیجا تو انہیں یہ وصیت کی۔

۶۔بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا۔

۷۔اور چلتے چلتے یہ منادی کرنا کہ آسمان کی بادشاہی نزدیک آگئی ہے۔(۱۴۱)

اسی طرح لوقا کی انجیل میں یہ بشارت اس طرح درج ہے۔

۱۔پھر اس نے ان بارہ کو بلا کر انہیں سب بدروحوں پر اختیار بخشا اور بیماریوں کو دور کرنے کی قدرت دی۔

۲۔اور انہیں خدا کی بادشاہی کی منادی کرنے اور بیماروں کو اچھا کرنے کے لیے بھیجا۔(۱۴۲)

لوقا کی انجیل، باب دس میں یہ بشارت اس طرح درج ہے۔

۱۔ان باتوں کے بعد خداوند نے ستر آدمی اور مقرر کیے اور جس جس شہر اور جگہ کو خود جانے والا تھا وہاں انہیں دو دو کر کے اپنے آگے بھیجا۔

۲۔اور وہ ان سے کہنے لگا کہ فصل تو بہت ہے لیکن مزدور تھوڑے ہیں اس لیے فصل کے مالک کی منت کرو کہ اپنی فصل کاٹنے کے لیے مزدور بھیجے۔

۳۔جاؤ، دیکھو میں تم کو گویا برّوں کو بھیڑیوں کے بیچ میں بھیجتا ہوں۔(۱۴۳)

اور اسی باب کی آیت ۸ تا ۱۱ میں ہے۔

۸۔اور جس شہر میں داخل ہو، وہاں کے لوگ تمہیں قبول کریں تو جو کچھ تمہارے سامنے رکھا جائے کھاؤ۔
۹۔اور وہاں کے بیماروں کو اچھا کرو اور ان سے کہو کہ خدا کی بادشاہی تمہارے نزدیک آ پہنچی ہے۔
۱۰۔لیکن جس شہر میں داخل ہو اور وہاں کے لوگ تمہیں قبول نہ کریں تو اس کے بازاروں میں جا کر کہو کہ
۱۱۔ہم اس گرد کو بھی جو تمہارے شہر سے ہمارے پاؤں میں لگی ہے تمہارے سامنے جھاڑے دیتے ہیں، مگر یہ جان لو کہ خدا کی بادشاہی نزدیک آ پہنچی ہے۔(۱۴۴)

علامہ رحمت اللہ ان آیاتِ مبشرات کی روشنی میں لکھتے ہیں:

فظهر ان کلاً من یحییٰ و عیسیٰ والحوارین والتلامیذ السبعین بشر بملکوت السموٰت وبشر عیسیٰ بالالفاظ التی بشر بها یحییٰ فعلم ان هٰذا الملکوت کمالم یظهر فی عهد یحییٰ فکذٰلک لم یظهر فی عهد عیسیٰ ولا فی عهد الحوارین والسبعین بل کلّ منهم مبشر به ومخبر عن فضله و مترجّ لمجیئه فلایکون المراد بملکوت السموٰت طریقة النجات التی ظهرت بشریعة عیسیٰ والا لما قال عیسیٰ والحواریون السبعون ان ملکوت السموٰت قد اقترب ولما علّم التلامیذ ان یقولوا فی الصلاة (ولیات ملکوتک) لان هٰذا طریقة قدظهرت بعد ادعاء عیسیٰ النبوة بشریعته فهو عبارة عن طریقة النجاة التی ظهرت بشریعة محمدﷺ. فهوء لاء کانوا یبشرون بهٰذه الطریقة الجلیلة ولفظ ملکوت السموٰت بحسب الظاهر یدل علیٰ ان هٰذا الملکوت یکون فی صورة السلطنة لا فی صورة المسکنة وان المحاربة والجدال فیه مع المخالفین یکونان لاجله وان مبنی قوانینه لابدّ ان یکون کتاباً سماویاً وکلّ من هٰذه الامور یصدق علی الشریعة المحمدیة.(۱۴۵)

ترجمہ: اس سے صاف ظاہر ہوا کہ یحییٰ، عیسیٰ اور ان کے ستر شاگردوں نے آسمانی بادشاہی کی بشارت دی۔ عیسیٰ اور یحییٰ کی بشارت کے الفاظ ایک جیسے ہیں۔ اس آسمانی بادشاہی کا ظہور نہ تو یحییٰ کے عہد میں ہوا اور نہ ہی عیسیٰ کے زمانے میں اور نہ ہی ان کے حواریوں اور شاگردوں کے دور میں یہ آسمانی بادشاہی ظاہر ہوئی، بلکہ وہ سب کے سب اس کے ظاہر ہونے کی محض خوش خبری ہی دیتے رہے اور مبشر بہ نبی کی تشریف آوری کے بشدت نظر اور امیدوار رہے۔ لہٰذا اس بادشاہت سے مراد وہ ''راہِ نجات'' نہیں جو شریعتِ مسیحی کے ذریعے ظاہر ہوئی، ورنہ عیسیٰ ان کے حوارین اور شاگرد یہ کیوں کہتے کہ ''آسمانی بادشاہی'' قریب آ گئی ہے اور جب عیسیٰ نے اپنے شاگردوں کو دعا کے لیے یہ الفاظ سکھائے کہ ''اللہ کرے تیری بادشاہی آئے'' تو ان کے دعویٰ نبوت کے بعد یہ طریق نجات واضح ہو گیا (اور اس پیش گوئی کا مصداق نہیں بن سکتا) لہٰذا اس سے مراد وہ آسمانی بادشاہی ہے جو شریعتِ محمدیہ ﷺ سے ظاہر ہوئی۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ وہ انبیائے کرام اور ان کے حواری اس جلیل راستے اور آسمانی بادشاہی کی خوش خبری دیتے رہے اور ملک السموٰت ''آسمانی بادشاہی'' کا واضح مفہوم یہی ہے کہ یہ بادشاہی اقتدار اور غلبہ کی صورت میں ہوگی نہ کہ کمزوری اور مسکینی کی شکل میں، جس کے لیے مخالفین کے ساتھ پیکار اور آرائی بھی شامل ہے اور اس بادشاہی کے قوانین کی بنیاد لازمی طور پر آسمانی کتاب پر ہوگی۔ یہ تمام باتیں صرف اور صرف شریعت محمدیہ پر راست و صادق آتی ہیں۔

آپ مزید لکھتے ہیں:

و کذا یرو ھٰذاالتاویل قول عیسیٰؑ بعد بیان التمثیل المنقول فی الباب الحادی والعشرین من انجیل متی ھٰکذا " لذٰلک اقول ان ملکوت اللّٰہ ینزع منکم و یعطی لامۃ تعمل اثمارہ" فان ھٰذ القول یدل علیٰ ان المراد بملکوت السمٰوٰت طریقہ النجاۃ نفسھا لاشیوعھا فی جمیع العالم و احاطتھا کل العالم و الاّ لا معنیٰ لنزع الشیوع والاحاطۃ من قوم و اعطائھما لقوم آخرین. فالحق ان المراد بھٰذا الملکوت ھی المملکۃ التی اخبر عنھا دانیالؑ فی الباب الثانی من کتابہ فمصداق ھٰذا الملکوت و تلک المملکۃ نبوّۃ محمدﷺ. (۱۴۶)

ترجمہ: یعنی، جس کی تائید انجیل متی، باب اکیس، آیت ۴۳، ص ۲۵ میں عیسیٰؑ کا یہ ارشاد ہے۔ "اس لیے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہی تم سے لے لی جائے گی اور اس قوم کو جو اس کے پھل لائے، دے دی جائے گی۔" پس حق یہ ہے کہ اس بادشاہی سے مراد وہی سلطنت ہے جس کی خبر دانیالؑ نے اپنی کتاب میں دی ہے۔ یہ پیش گوئی صرف اور صرف نبوت محمدﷺ پر ہی صادق آتی ہے۔

آسمان کی بادشاہت (اسلام) کی مثال

متی کی انجیل میں حضورﷺ کے لیے حضرت عیسیٰؑ کی یہ بشارت درج ہے۔

۳۱۔ اس نے ایک اور تمثیل ان کے سامنے پیش کر کے کہا کہ آسمان کی بادشاہی اس "رائی" کے دانے کی مانند ہے جسے کسی آدمی نے لے کر اپنے کھیت میں بو دیا۔

۳۲۔ وہ سب بیجوں سے چھوٹا تو ہے مگر جب بڑھتا ہے تو سب ترکاریوں سے بڑا اور ایسا درخت ہو جاتا ہے کہ ہوا کے پرندے آ کر اس کی ڈالیوں پر بسیرا کرتے ہیں۔ (۱۴۷)

علامہ رحمۃ اللہ اس خوش خبری کے بارے میں لکھتے ہیں:

فملکوت السماء طریقۃ النجاۃ التی ظھرت بشریعۃ محمد ﷺ لانہ نشاء فی قوم کانوا حقراء عندالعالم لکونھم اھل البوادی غالباً وغیر واقفین علی العلوم والصناعات محرومین عن الذات الجسمانیۃ والتکلّفات الدینویۃ سیما عندالیھود لکونھم من اولادھاجر فبعث اللّٰہ منھم محمداً ﷺ فکانت شریعۃ فی ابتداء الامر بمنزلۃ حبۃ خردل اصغر الشرائع بحسب الظاھر لکنھا لعمومھا نمت فی مدۃ قلیلۃ وصارت اکبرھا واحاطت شرقاً و غرباً حتّی ان الذین لم یکونوا مطیعین لشریعۃ من الشرائع تشبثوا بذیل شریعتہ. (۱۴۸)

ترجمہ:۔ آسمان کی بادشاہی وہ راہ نجات ہے جو شریعت محمدﷺ کے ذریعے ظاہر ہوئی۔ وجہ یہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ایسی قوم میں پروان چڑھے جو دنیا بھر میں انتہائی حقیر اور ذلیل تھی، جس کے افراد زیادہ تر بدو تھے۔ وہ علم و ہنر سے نابلد، جسمانی

لذات اور دنیاوی تکلفات سے محروم تھے، بالخصوص یہودیوں کے ہاں بالکل بے قدر تھے، کیوں کہ آپ حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی اولاد میں سے تھے اور اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ کو اسی قوم میں مبعوث فرمایا۔ آپ کی شریعت ابتدائے امر میں ایک معمولی دانے کی مانند تھی، بظاہر سب سے چھوٹی شریعت، مگر ہمہ و جہانگیر ہونے کی وجہ سے انتہائی قلیل عرصے میں سب سے بڑی شریعت بن گئی، جس نے شرق و غرب اپنے گھیرے میں لے لیے۔ یہاں تک کہ جو لوگ بھی شریعت کے پیروکار نہ تھے، دامن شریعت مصطفےٰ ﷺ سے وابستہ ہو گئے۔

رائی کے دانہ کی اس تمثیل میں حضرت مسیحؑ نے اسلام اور محمد ﷺ کے عمر میں سب سے چھوٹا ہونے کے باوجود تمام ادیان سے بڑھ جانے کی پیش گوئی کی ہے اور زمانہ نے دیکھا کہ تھوڑے ہی عرصے کے اندر وہ بڑی بڑی پرانی قوموں اور عظیم سلطنتوں پر سبقت لے گیا اور غالب آ گیا۔ اسی طرح کی ایک تمثیل مرقس ۴:۲۶ تا ۲۹ میں بھی بیان ہوئی ہے۔

متی کی انجیل میں حضرت مسیحؑ کی ایک بشارت مصطفےٰ ﷺ یوں درج ہے۔ اس تمثیل کو مولانا ودیارتھی نے ''انگورستان کی تمثیل'' پیش گوئی ۱۳ کے عنوان کے تحت نقل کیا ہے۔ (۱۷۹)

۳۳۔ ایک اور تمثیل سنو۔ ایک گھر کا مالک تھا جس نے تاکستان لگایا اور اس کی چاروں طرف احاطہ گھیرا اور اس میں حوض کھودا اور برج بنایا اور اسے باغبانوں کو ٹھیکے پر دے کر پردیس چلا گیا۔

۳۴۔ اور جب پھل کا موسم قریب آیا تو اس نے اپنے نوکروں کو باغبانوں کے پاس اپنا پھل لینے کے لیے بھیجا۔

۳۵۔ اور باغبانوں نے اس کے نوکروں کو پکڑ کر کسی کو پیٹا اور کسی کو قتل کیا اور کسی کو سنگسار کیا۔

۳۶۔ پھر اس نے اور نوکروں کو بھیجا جو پہلے سے زیادہ تھے اور انہوں نے ان کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا۔

۳۷۔ آخر اس نے اپنے بیٹے کو ان کے پاس یہ کہہ کر بھیجا کہ وہ میرے بیٹے کا تو لحاظ کریں گے۔

۳۸۔ جب باغبانوں نے بیٹے کو دیکھا تو آپس میں کہا، یہی وارث ہے۔ آؤ اسے قتل کر کے اس کی میراث پر قبضہ کر لیں۔

۳۹۔ اور اسے پکڑ کر تاکستان سے باہر نکالا اور قتل کر دیا

۴۰۔ پس جب تاکستان کا مالک آئے گا تو ان باغبانوں کے ساتھ کیا کرے گا۔

۴۱۔ انہوں نے اس سے کہا، ان بدکاروں کو بری طرح ہلاک کرے گا اور باغ کا ٹھیکہ دوسرے باغبانوں کو دے گا جو موسم پر اس کو پھل دیں۔

۴۲۔ یسوع نے ان سے کہا کہ کیا تم نے کتاب مقدس میں کبھی نہیں پڑھا کہ جس پتھر کو معماروں نے رد کیا وہی کونے کے سرے کا پتھر ہو گیا، یہ خداوند کی طرف سے ہوا اور ہماری نظر میں عجیب ہے۔

۴۳۔اس لیے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہی تم سے لے لی جائے گی اور اس قوم کو جو اس کے پھل لائے، دے دی جائے گی

۴۴۔اور جو اس پتھر پر گرے گا، ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا، لیکن جس پر وہ گرے گا، اسے پیس ڈالے گا۔

۴۵۔اور جب سردار کاہنوں اور فریسیوں نے اس کی تمثیلیں سنیں تو سمجھ گئے کہ ہمارے حق میں کہتا ہے۔

۴۶۔ اور وہ اسے پکڑنے کی کوشش میں تھے، لیکن لوگوں سے ڈرتے تھے، کیوں کہ وہ اسے نبی جانتے تھے (۱۵۰)

علامہ رحمۃ اللہ اس بشارتِ مصطفوی ﷺ کے بارے میں فرماتے ہیں۔

اقول ان رب بيت كناية عن الله والكرم كناية عن الشريعة واحاطته بسياج وحفر المعصرة فيه وبناء البرج كنايات عن بيان المحرمات المباحات والا وامر و النواهي وان الكرامين الطاغين كناية عن اليهود كما فهم رئوساً الكهنة والفريسيون ان تكلّم عليهم والعبيد المرسلين كناية عن الانبياء عليهم السلام والا بن كناية عن عيسىٰؑ و قد عرفت فى الباب الرابع انه لاباس باطلاق هٰذا اللّفظ عليه وقد قتله اليهود ايضاً فى زعمهم والحجر الذى رفضه البنائون كناية عن محمد ﷺ والامة التى تعمل اثماره كناية عن امته ﷺ وهٰذا هو الحجر الذى كل من سقط عليه يترضض و كل من سقط هو عليه سحقه وما ادعى العلماء المسيحية بزعمهم ان هٰذا الحجر عبارة عن عيسىٰؑ فغير صحيح لوجوه.

(۱۵۱)

ترجمہ:۔گھر کے مالک سے مراد اللہ تعالیٰ ہے، باغ کنایہ ہے شریعت سے اور احاطہ حوض اور برج محرمات، مباحات اور اوامر و نواہی کی تعبیر ہی ہیں۔سرکش باغبان یہودیوں کی تمثیل ہے، جیسا کہ کاہنوں اور فریسیوں نے اس سے سمجھا اور فرستادہ نوکروں سے مراد انبیاء علیہم السلام ہیں اور لفظ ''ابن'' عیسیٰ کے لیے بولا گیا، اس اطلاق ابن میں کوئی حرج نہیں، کیوں کہ اس کا معنی ہے صالح، نیوکوکار جیسا کہ انجیل متی میں ایک اور جگہ آیا ہے اور اس کی کئی نظیریں ہیں۔عیسیٰ کو یہودیوں نے اپنے زعم فاسد کے مطابق قتل کر دیا اور کونے کے پتھر سے حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت کو تشبیہ دی گئی ہے اور ثمر بردار امت ''امت محمدیہ'' ہے۔حضرت محمد ﷺ رسول اللہ ہی وہ فولادی چٹان ہیں کہ جو ان سے ٹکرایا، پاش پاش ہو گیا اور جس پر آپ جا پڑے اسے پیس کر رکھ دیا۔ان اوصاف جلیلہ کے مصداق حضرت عیسیٰ قطعاً نہیں ہو سکتے، جیسا کہ عیسائی خام خیالی میں مبتلا ہیں۔

علامہ رحمۃ اللہ نے اس ضمن میں چار معقول وجوہ اور دلائل بیّنہ اناجیل سے بیان فرمائے ہیں جو ان کی تصنیف ''اظہار حق، ص ۴۴۶ پر درج ہیں۔

علامہ وڈیارتھی اس تمثیل تاکستان (انگورستان) کی شرح میں لکھتے ہیں۔

''حضرت داؤدؑ کے اس بیان میں نہ تو خدا کے بیٹے کا ذکر ہے اور نہ اس کے قتل کیے جانے کا کوئی تذکرہ ہے، البتہ اس قدر ضرور ہے کہ انگور کی بیل سے مراد بنی اسرائیل کی قوم ہے جسے خداوند ملک مصر سے نکال لایا اور اسے کنعان کی سرزمین میں قوت اور کثرت بخشی لیکن اس کی خرمستیوں کی وجہ سے خداوند نے اس تاکستان کو اجاڑ دیا۔ حضرت داؤدؑ اس پر ماتم کرتے ہوئے خدا کی توجہ اس طرف دلاتے ہیں کہ وہ از سرنو اس توحید کے باغ کو سرسبز کرے اور اس باغ کو دوبارہ رونق بخشنے والا خدا کے دہنے ہاتھ کا انسان خدا کا بیٹا نہیں بلکہ وہ یمین اللہ خدا کا دایاں ہاتھ یا موعود نبی ہے اور ''ذی قوۃ عند ذی العرش مکین'' رسول کریم ﷺ ہے۔ حضرت داؤدؑ کے الفاظ میں (ذی قوۃ) ابن آدم ہے اور یہ تاکستان بنی اسرائیل سے چھین کر بنی اسمٰعیل یا امت محمدیہ ﷺ کو دیا گیا ہے۔ یسعیاہ نبی کی کتاب باب ۵، آیت ۷ میں ہے۔ ''سورب الافواج کا تاکستان جو ہے بنی اسرائیل کا گھرانا ہے'' مگر اسے ویران کر دیا گیا۔ اس کی باڑ گرا دی گئی۔ اس کا احاطہ توڑ ڈالا گیا۔ یسعیاہ ۵:۵ تا ۶۔ انجیل مرقس ۱۲:۱ اور لوقا ۹:۲۰ میں بھی یہی تمثیل ہے۔ (۱۵۲)

حضور ﷺ خاتم النّبیین ہیں، انجیل کی روشنی میں:

انگورستان کی تمثیل کے بعد حضور ﷺ کے نبی آخر الزماں ہونے کی یہ آیات اناجیل کی ملاحظہ ہوں۔

۱۔ کیا تم نے یہ نوشتہ نہیں پڑھا کہ وہ پتھر جسے معماروں نے رد کیا وہی کونے کا سرا ہوا۔ یہ خدا کی طرف سے ہوا اور ہماری نظروں میں عجیب ہے۔ (مرقس ۱۲:۱۱)

۲۔ جو اس پتھر پر گرے گا چُور ہو جائے گا، پر جس پر وہ گرے اسے پیس ڈالے گا۔ (متی ۲۱:۴۴،۴۵)

۳۔ پھر وہ کیا ہے؟ جو لکھا ہے کہ وہ پتھر جسے راج گیروں نے رد کیا وہی کونے کا سرا ہوا، جو اس پتھر پر گرے گا چُور ہو گا اور جس پر وہ گرے اسے پیس ڈالے گا۔ (لوقا ۲۰:۱۷،۱۸)

۴۔ میں تیری حمد و ثنا کروں گا کہ تو نے میری سن لی اور میری نجات ہوا۔ وہ پتھر جسے معماروں نے رد کیا، کونے کا سرا ہو گیا ہے۔ (زبور ۱۱۸:۲۱،۲۲)

یسعیاہ نبی اس کے متعلق پیش خبری کی ہے۔

۵۔ وہ تمہارے لیے ایک مقدس ہوگا، پر اسرائیل کے دونوں گھرانوں کے لیے ٹکڑ کا پتھر اور ٹھوکر کھلانے کی چٹان اور یروشلم کے باشندوں کے لیے پھندا اور دام ہووے گا۔ (یسعیاہ ۸:۱۴)

۶۔ شاہ بابل بخت نصر کو ایک بشارت خواب میں دی گئی تھی جو آپؐ کے خاتم النّبیین پر دلیل ہے۔ اس خواب کی تعبیر حضرت دانیالؑ نے بیان کی ہے۔ دیکھیے۔ توریت کتاب دانی ایل، باب ۱۲، آیت ۳۲ تا ۴۴، ص ۸۳۳۔ یہ

تمثیل کتاب زبور ۱۱۸: ۱۶۔ یسعیاہ ۲۸: ۱۶۔ مرقس ۱۲: ۱۰ لوقا ۲۰: ۱۷۔ اعمال ۴: ۱۱۔ نامہ افسیون ۲: ۲۰۔ نامۂ پطرس اول ۲: ۶، ۷ میں بھی موجود ہے۔ دیکھیے۔ عہد نامہ قدیم نظر ثانی شدہ ایڈیشن ۹۳، مطبوعہ پاکستان بائبل سوسائٹی۔ لاہور، نیز دیکھیے میثاق النبیین، ص ۴۹۲

انجیل یوحنا میں بشارات مصطفےٰ ﷺ:

روح حق کی آمد:

یوحنا کی انجیل میں بشارتِ مصطفےٰ ﷺ یوں درج ہے۔

۱۵۔ اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو گے۔

۱۶۔ اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے۔

۱۷۔ یعنی روح حق جسے دنیا حاصل نہیں کر سکتی کیوں کہ نہ اسے دیکھتی اور نہ جانتی ہے، تم اسے جانتے ہو، کیوں کہ وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے اور تمہارے اندر ہوگا۔ (۱۵۳)

اسی باب میں مزید درج ہے۔

۲۵۔ میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ رہ کر تم سے کہیں۔

۲۶۔ لیکن مددگار یعنی روح القدس جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا وہی تمہیں سب باتیں سکھائے گا اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے وہ سب تمہیں یاد دلائے گا۔

۲۷۔ میں تمہیں اطمینان دیئے جاتا بخش۔تا ہوں۔ اپنا اطمینان تمہیں دیتا ہوں، جس طرح دنیا دیتی ہے میں تمہیں اس طرح نہیں دیتا۔ تمہارا دل نہ گھبرائے اور نہ ڈرے۔

۲۸۔ تم سن چکے ہو کہ میں نے تم سے کہا کہ جاتا ہوں اور تمہارے پاس پھر آتا ہوں، اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو اس بات سے کہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں، خوش ہوتے ہو کیوں کہ باپ مجھ سے بڑا ہے۔

۲۹۔ اور اب میں نے تم سے اس کے ہونے سے پہلے کہہ دیا ہے تا کہ جب ہو جائے تو تم یقین کرو۔

۳۰۔ اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا، کیوں کہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں۔ (۱۵۴)

اس انجیل کے باب ۱۵ میں درج ہے۔

۲۶۔ لیکن جب وہ مددگار آئے گا جس کو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا یعنی روح حق جو باپ سے صادر ہوتا ہے تو وہ میری گواہی دے گا۔

۲۷۔اور تم بھی گواہ ہو کیوں کہ شروع سے میرے ساتھ ہو۔(۱۵۵)

اور اسی انجیل کے باب ۱۶ میں درج ہے۔

۷۔لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لیے فائدہ مند ہے، کیوں کہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا۔

۸۔اور وہ آکر دنیا کو گناہ اور راست بازی اور عدالت کے بارے میں قصوروار ٹھہرائے گا۔

۹۔گناہ کے بارے میں اس لیے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لاتے۔

۱۰۔راست بازی کے بارے میں اس لیے کہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں تم مجھے پھر نہ دیکھو گے۔

۱۱۔عدالت کے بارے میں اس لیے کہ دنیا کا سردار مجرم ٹھہرایا گیا ہے۔

۱۲۔مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہے مگر اب تم ان کو برداشت نہیں کر سکتے۔

۱۳۔لیکن جب وہ یعنی روح حق آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا۔اس لیے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔

۱۴۔وہ میرا جلال ظاہر کرے گا اس لیے کہ مجھ ہی سے حاصل کر کے تمہیں خبریں دے گا۔

۱۵۔جو کچھ باپ کا ہے وہ سب میرا ہے اس لیے میں نے کہا کہ وہ مجھ سے ہی حاصل کرتا ہے اور تمہیں خبریں دے گا۔(۱۵۶)

ان بشارات کے بارے میں علامہ حلبی لکھتے ہیں:

وفی الانجیل ان احببتمونی فاحفظو او صیتی وانا اطلب الیٰ ربی فیعطیکم بارقلیط والبار قلیط لا یحببتکم مالم اذهب فاذا جاء ونج العالم علی الخطیئة ولایقول من تلقاء نفسه ولکنه مایسمع بکلمهم به ویسوسهم بالحق ویخبرهم بالحوادث والغیوب. (۱۵۷)

ترجمہ:۔اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میری ایک وصیت یاد رکھو، میں اپنے پروردگار سے دعا مانگتا ہوں کہ وہ تمہیں ایک بار قلیط یعنی نجات دہندہ عطا فرمائے مگر وہ نجات دہندہ اس وقت تک نہیں آئے گا جب تک کہ میں یہاں سے چلا نہیں جاؤں گا۔ جب وہ نجات دہندہ ظاہر ہوگا تو برائیوں اور غلطیوں پر لوگوں کو ملامت کرے گا۔وہ کوئی بات بھی اپنی طرف سے نہیں کہے گا بلکہ جو کچھ (بذریعہ وحی) اس پر القاء ہوگا (اس کے رب کی طرف سے) وہی وہ لوگوں سے کہے گا۔انہیں سچائی کا راستہ دکھائے گا اور آنے والے حادثوں اور غیب کی باتوں کے متعلق لوگوں کو بتائے گا۔

ایک مقام پر آپ لکھتے ہیں:

ای وما جاء بذلک واخبر بالحوادث والغیوب الاّمحمد رسول اللّٰہ والبارقلیط او الفار قلیط الحکیم والرّسول. (۱۵۸)

ترجمہ:۔غیب کی خبریں دینے والے اور آئندہ کی باتیں بتانے والے آنحضرت ﷺ کے سوا اور کوئی نہیں، لہذا یہاں انجیل کی آیات میں بارقلیط یا فارقلیط سے مراد جونجات دہندہ ہے وہ حضور ﷺ کی ذات بابرکات ہے۔ بارقلیط یا فارقلیط کے معنی رسول اور حکمت کی باتیں بتلانے والا ہے۔

یہاں یہ بات واضح رہے کہ ہر نبی عالم الغیوب ہوتا ہے جو اپنی قوم یا امت کو آنے والے حالات و واقعات سے آگاہ کرتا ہے اور یہ علم من جانب اللہ ہوتا ہے جو اسے دیا جاتا ہے، لیکن حضور ﷺ کو اس علم غیب پر بھی دیگر انبیاء کے مقابل ایک سبقت، خصوصیت اور درجہ حاصل ہے۔

علامہ رحمۃ اللہ بن خلیل اس بشارت کے بارے میں لکھتے ہیں:

البشارة الثامنة عشر: وهٰذه البشارة واقعة فی آخر ابواب انجيل يوحنا، وانا انقل عن التراجم العربية المطبوعة سنة ۱۸۲۱ وسنة ۱۸۳۱ وسنة ۱۸۴۴ فی بلدة لندن، فاقول فی الباب الرابع عشر من انجيل يوحنا هكذا:

"۱۵ . ان كنتم تحبوننی فاحفظوا وصاياى ۱۶ . وانا اطلب من الاب فيعطيكم فارقليط آخر ليثبت معكم الى الابد ۱۷ . روح الحق الذی لن يطيق العالم ان يقبله لانه ليس يراه ولا يعرفه، و انتم تعرفونه لانه مقيم عندكم وهو ثابت فيكم ۲۶ . والفارقليط روح القدس الذی يرسله الأب باسمی، هو يعلمكم كل شیء، وهو يذكركم كل ما قلته لكم ۳۰. والان قد قلت لكم قبل ان يكون حتى اذا كان تؤمنون".

وفی الباب الخامس عشر من انجيل يوحنا هكذا: "۲۶ . فاما اذا جاء الفارقليط الذی ارسله انا اليكم من ألاب روح الحق الذی من الأب ينبثق هو يشهد لاجلی ۲۷ . وانتم تشهدون لانكم معی من الابتداء".

وفی الباب السادس عشر من انجيل يوحنا هكذا: "۷. لكنی اقول لكم الحق انه خير لكم ان انطلق، لانی ان لم انطلق لم يأتكم الفارقليط، فاما ان انطلقت ارسلته اليكم ۸. فاذا جاء ذاک فهو يوبخ العالم علی خطيةٍ وعلیٰ برٍ وعلیٰ حكم ۹ . اما علی الخطية فلأنهم لم يؤمنوا بی ۱۰ . واما علی البر فلانی منطلق الی ألاب ولستم تروننی بعد ۱۱ . واما علی الحكم فان اركون هٰذا العالم قد دين ۱۲ . و ان لی كلاماً كثيراً لقوله كام ولكنكم لستم تطيقون حمله الآن ۱۳ . واذا جاء روح الحق ذاک فهو يعلمكم جميع الحق لانه ليس ينطق من عنده، بل يتكلّم بكل ما يسمع ويخبركم بما سياتی ۱۴ . وهو يمجدنی لانه ياخذ مما هو لی ويخبركم ۱۵ .

جمیع ما ہو للاب فہو لی. فمن اجل ھٰذا قلت ان مما ہو لی یاخذ ویخبر کم."(۱۵۹)

ترجمہ:۔ اٹھارہویں بشارت: اور یہ بشارت انجیل یوحنا کے آخری ابواب میں واقع ہے اور اسے میں نے انجیل کے عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۲۱۔۱۸۳۱ اور ۱۸۴۴ کے نسخے سے جو لندن میں طبع ہوئے نقل کیا ہے۔

انجیل یوحنا باب چودہ آیت ۱۵، ۱۶، ۱۷ اور ۲۶ اور ۳۰ میں اس طرح کہا گیا ہے۔

"اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو گے اور میں باپ سے درخواست کروں گا کہ وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے یعنی روح حق جسے دنیا حاصل نہیں کر سکتی کیوں نہ ایسے دیکھتی ہے اور نہ جانتی ہے۔ تم اسے جانتے ہو کیوں کہ وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے اور تمہارے اندر ہوگا اور فارقلیط جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا وہی تمہیں سب باتیں سکھائے گا اور جو کچھ میں نے تم سے کہا کہ جاتا ہوں اور تمہارے پاس پھر آتا ہوں اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو اس بات سے کہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں، خوش ہوتے کیوں کہ باپ مجھ سے بڑا ہے اور میں نے تم سے اس کے ہونے سے پہلے کہہ دیا ہے تاکہ جب ہو جائے تو تم یقین کرو، اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیوں کہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں لیکن یہ اس کے لیے ہوتا ہے۔"

اور انجیل یوحنا، باب ۱۵، آیت ۲۶ اور ۲۷ میں درج ہے کہ:

"لیکن جب وہ مددگار آئے گا جس کو میں تمہارے باپ کی طرف سے بھیجوں گا، یعنی روح حق جو باپ سے صادر ہوتا ہے تو وہ میری گواہی دے گا اور تم بھی گواہ ہو، کیوں کہ شروع سے میرے ساتھ ہو۔"

اسی طرح انجیل یوحنا، باب ۱۶، آیت ۸ تا ۱۵ میں ہے کہ:

"لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لیے فائدہ مند ہے کیوں کہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ فارقلیط تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا اور وہ آکر دنیا کو گناہ اور راست بازی اور عدالت کے بارے میں قصور وار ٹھہرائے گا۔ گناہ کے بارے میں اس لیے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لاتے۔ راست بازی کے بارے میں اس لیے کہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے۔ عدالت کے بارے میں اس لیے کہ دنیا کا سردار مجرم ٹھہرایا گیا ہے، مجھ تم سے اور بھی بہت سی باتیں کرنا ہے مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ یعنی روح حق آئے گا تو تم کو سچائی کی راہ دکھائے گا، اس لیے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا، لیکن جو کچھ سنے گا، وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔ وہ میرا جلال ظاہر کرے گا، اس لیے کہ مجھ ہی سے حاصل کر کے تمہیں خبریں دے گا جو کچھ باپ کا ہے وہ سب میرا ہے، اس لیے میں نے کہا کہ وہ مجھ ہی سے حاصل کرتا ہے اور تمہیں خبریں دے گا۔"

لفظ فارقلیط کے بارے میں علامہ رحمت اللہ لکھتے ہیں:

فاذا علمت ذلک، فاقول ان اللّفظ العبرانی الذی قالہ عیسٰی علیہ السلام مفقود، واللّفظ الیونانی الموجود ترجمۃ، لکنی اترک البحث عن الاصل واتکلّم علٰی ھٰذا اللّفظ الیونانی واقول: ان کان اللّفظ الیونانی الاصل پیر کلوطوس، فلامر ظاہر وتکون بشارۃ المسیح فی حق محمد ﷺ بلفظ ہو قریب من محمدً واحمدً. وھٰذا وان کان قریب القیاس بلحاظ عاداتہم، لکنی اترک ھٰذا الاحتمال لانہ لا یتمّ علیہم الزاماً. واقول ان کان اللّفظ الیونانی الاصل پاراکلی طوس، کما یدعون، فھٰذا لا ینافی الاستدلال ایضاً لان معناہ المعزی والمعین والوکیل علی ما بین صاحب الرسالۃ او الشافع، کما یوجد فی الترجمۃ العربیۃ المطبوعۃ سنۃ

١٨١٦ . وهٰذه المعاني كلّها تصدق على محمد ﷺ. وانا ابين الان اوّلًا ان المراد بفارقليط النبيّ المبشرة به اعني محمداً ﷺ لا الروح النازل على تلاميذ عيسىٰ. (١٦٠)

ترجمہ: ”لفظ فارقلیس عبرانی لفظ کا یونانی ترجمہ ہے۔ عیسیٰ کی اپنی زبان کا لفظ مفقود ہے۔ علامہ رحمت اللہ فرماتے ہیں، میں یہاں اصل بحث کو چھوڑ کر اس یونانی لفظ پر کلام کرتا ہوں۔

اگر اس یونانی لفظ کی اصل ”پیرکلوٹس“ ہے تو معاملہ واضح اور ظاہر ہے کہ مسیح کی یہ بشارت حضرت محمد ﷺ کے بارے میں ہے، کیوں کہ یہ لفظ محمدؐ اور احمدؐ کے مترادف ہے اور اگر اس کی اصل پاراکلیطوس ہے، جیسا کہ عیسائی دعویٰ کرتے ہیں تب بھی یہ استدلال کے منافی نہیں، کیوں کہ اس کا معنی مددگار، وکیل اور شفیع ہے اور یہ تمام مفہوم حضرت محمد رسول اللہؐ پر صادق آتے ہیں۔ علامہ فرماتے ہیں کہ وہ تمام اوصاف جن سے حضرت عیسیٰ نے اس مبشر بہ فارقلیط کو متصف قرار دیا ہے۔ وہ حضرت محمد ﷺ کی ذات گرامی کے ساتھ کمال مطابقت رکھتے ہیں اور حضرت عیسیٰ کے شاگردوں پر اترنے والی روح سے ذرہ برابر نسبت نہیں رکھتے جیسا کہ عیسائی علماء کا خیال ہے کہ فارقلیط سے مراد شاگردان مسیح پر اترنے والی روح ہے۔“

علامہ رحمت اللہ نے اس لفظ فارقلیط کی بہت ہی عمدہ اور تحقیقی تفصیل بیان کی ہے اور کئی وجوہ سے اس کا مفصل رد کیا ہے۔ یہ مکمل بحث ان کی کتاب اظہار الحق میں دیکھی جا سکتی ہے۔ (۱۶۱) لفظ فارقلیط پر دوسری بحث کے لیے دیکھیے میثاق النبیین، ص ۵۵۸ تا ۵۷۵۔ ملاحظہ ہو آنے والے فارقلیط (مددگار) کے لیے حضرت ایوبؑ کی پیش گوئی بخطِ عبرانی بطور تحدیثِ نعمت۔

حضرت ایوبؑ کی پیش گوئی

(آنے والا فارقلیط)

הִנֵּה־נָא בְהֵמוֹת אֲשֶׁר־עָשִׂיתִי עִמָּךְ
חָצִיר כַּבָּקָר יֹאכֵל׃ הִנֵּה־נָא כֹחוֹ בְמָתְנָיו וְאֹנוֹ בִּשְׁרִירֵי
בִטְנוֹ׃ יַחְפֹּץ זְנָבוֹ כְמוֹ־אָרֶז גִּידֵי פַחֲדָו יְשֹׂרָגוּ׃ עֲצָמָיו
אֲפִיקֵי נְחוּשָׁה גְּרָמָיו כִּמְטִיל בַּרְזֶל׃ הוּא רֵאשִׁית דַּרְכֵי־
אֵל הָעֹשׂוֹ יַגֵּשׁ חַרְבּוֹ׃ כִּי־בוּל הָרִים יִשְׂאוּ־לוֹ וְכָל־חַיַּת
הַשָּׂדֶה יְשַׂחֲקוּ־שָׁם׃ תַּחַת־צֶאֱלִים יִשְׁכָּב בְּסֵתֶר קָנֶה
וּבִצָּה׃ יְסֻכֻּהוּ צֶאֱלִים צִלֲלוֹ יְסֻבּוּהוּ עַרְבֵי־נָחַל׃ הֵן יַעֲשֹׁק
נָהָר לֹא יַחְפּוֹז יִבְטַח ׀ כִּי־יָגִיחַ יַרְדֵּן אֶל־פִּיהוּ׃
הֵן־תֹּחַלְתּוֹ נִכְזָבָה הֲגַם אֶל־מַרְאָיו יֻטָל׃ לֹא־אַכְזָר כִּי
יְעוּרֶנּוּ וּמִי הוּא לְפָנַי יִתְיַצָּב׃ מִי הִקְדִּימַנִי וַאֲשַׁלֵּם תַּחַת
כָּל־הַשָּׁמַיִם לִי־הוּא׃ לֹא־אַחֲרִישׁ בַּדָּיו וּדְבַר גְּבוּרוֹת וְחִין
עֶרְכּוֹ׃ מִי־גִלָּה פְּנֵי לְבוּשׁוֹ בְּכֶפֶל רִסְנוֹ מִי יָבוֹא׃ דַּלְתֵי
פָנָיו מִי פִתֵּחַ סְבִיבוֹת שִׁנָּיו אֵימָה׃ גַּאֲוָה אֲפִיקֵי מָגִנִּים
סָגוּר חוֹתָם צָר׃ אֶחָד בְּאֶחָד יִגַּשׁוּ וְרוּחַ לֹא־יָבוֹא בֵינֵיהֶם׃
אִישׁ־בְּאָחִיהוּ יְדֻבָּקוּ יִתְלַכְּדוּ וְלֹא יִתְפָּרָדוּ׃ עֲטִישֹׁתָיו
תָּהֶל אוֹר וְעֵינָיו כְּעַפְעַפֵּי־שָׁחַר׃

(۱۶۲)

علامہ حلبی لفظ فارقلیط کے معنی میں لکھتے ہیں:"وقیل معناہ الذی یعلم الاشیاء الخفیۃ"(۱۶۳) (وہ جو پوشیدہ چیزوں کو جانتا ہو)

آپ کتاب ینبوع کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ یہ ان لفظوں میں سے ہے جن کو عیسائیوں نے اپنی مرضی کے مطابق معنی پہنا دیے ہیں اور اپنی خواہش کے مطابق ان کا ترجمہ کیا ہے۔آپ لکھتے ہیں کہ حضرت مسیحؑ نے ایک دفعہ فرمایا تھا:

وفی الینبوع ومن الالفاظ التی رضوھا لانفسھم یعنی النصاری و ترجموھا علی اختیارھم ان المسیحؑ قال انی اسئل اللّٰہ ان یبعث الیکم بارقلیط آخریکون معکم الی الابد وھو یعلمکم کلّ شیء ویفسر لکم الاسرار وھو یشھد لی کما شھدت لہ و یکون خاتم النّبیین.(۱۶۴)

ترجمہ:۔میں اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ تمہارے لیے ایک اور بارقلیط ظاہر فرمائے جو ہمیشہ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے جو تمہیں سب چیزیں بتلائے گا اور پوشیدہ باتوں اور رازوں کو تمہارے سامنے کھول دے گا اور وہ میری بھی اسی طرح گواہی دے گا جیسے میں نے اس کی گواہی دی ہے اور وہ خاتم النّبیین یعنی آخری نبی ہوگا۔"

گستاخ رسولؐ نا قابل معافی ہے:

حضور ﷺ کی شان اقدس میں شم برابر بھی گستاخی کرنے والا، عیب لگانے والا، نقص بتانے والا اور آپؐ کے اقوال وافعال وکردار کی نفی کرنے والا گستاخ رسولؐ، واجب القتل، نا قابل معافی اور جہنمی ہے۔یہ فیصلہ حضرت عیسیٰؑ نے فرمادیا۔دیکھیے ابواب اناجیل اور اقوال مسیح ؑ انجیل متی میں ہے۔

''جو کوئی ابن آدم کے حق میں برا کہے وہ تو معاف ہو سکے گا، پر جو روح قدس کے حق میں برا کہے اسے ہرگز معاف نہ ہوگا نہ اس جہان میں نہ آئندہ جہان میں۔(ا)

مرقس کی انجیل میں ہے۔

''میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ بنی آدم کے سب گناہ اور کفر جو وہ بکتے ہیں، معاف کیے جائیں گے لیکن جو روح قدس کے حق میں کفر کہے اس کی معافی ہرگز نہ ہوگی بلکہ وہ ہمیشہ کے عذاب کا سزاوار ہو چکا۔(ب)

لوقا کی انجیل میں ہے۔

''اور جو کوئی ابن آدم کے خلاف کوئی بات کہے اس کو معاف ہوگا، پر جس نے روح قدس کے حق میں کفر کیا اس کو معاف نہ ہوگا۔(ج)

ان حوالہ جات میں متی اور لوقا کا مفہوم ،مرقس کے مفہوم سے مختلف ہے، تاہم یہاں ابن آدم سے مراد حضرت مسیحؑ ہیں۔(لوقا۱۲:۱۰۔متی ۱۲:۱۳۔۳۳......الخ)ان آیات سے معلوم ہوا کہ مسیح کے خلاف کفر معاف ہو جائے گا کیوں کہ مسیح کی بعثت صرف علم اور صبر کی بعثت ہے لیکن آنحضرت ﷺ کے خلاف کفر نہ ہوا بلکہ آپ کو تلوار کے بالمقابل تلوار اٹھانی پڑی اور بالآخر کفر اپنے کیفر کردار کو پہنچا۔روح القدس (کلام الٰہی) یا پیش گویوں کے خلاف گناہ ہرگز معاف نہ ہوگا۔

(ا) متی ۱۲:۳۲ (عہد نامہ جدید ۱۲:۳۱ تا ۳۳)......(ب) مرقس ۳:۲۸ (عہد نامہ جدید ۳:۲۸ تا ۳۰)......(ج) لوقا ۱۲:۱۰

انجیل میں اوصافِ رسول کریم ﷺ بزبان حضرت عیسیٰ:

ابن اسحاق نے کہا: مجھے جو خبریں معلوم ہوئیں ان میں سے یہ خبر بھی ہے کہ عیسیٰ بن مریم علیہم السلام نے انجیل میں اہل انجیل کے لیے رسول اللہؐ کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ یہ صفت بیان فرمائی ہے جسے یحنس (ا) حواری نے انجیل لکھتے وقت رسول اللہؐ کے بارے میں عیسیٰ بن مریم علیہم السلام کا یہ عہد لکھا ہے، فرمایا:

من ابغضنی فقد البغض الرب ولولا انّی صنعت بحضرتهم صنائع لم یضعها احداً قیلی ما کانت لهم خطیئة ولکن من الآن بطروا وظنّوا انهم یعزوننی وایضاً للرّب ولکن لابدّ من ان تتمّ الکلمة اللّتی فی الناموس، انهم ابغضونی مجاناً ای باطلاً فلوقدجاء المنحمنّا (ب) هٰذالذی یرسله اللّٰه الیکم من عند الرب و روح القدس هٰذا الذی من عندی الرب خرج فهو شهید علیّ وانتم ایضاً؟ لانکم قدیماً کنتم معی فی هٰذا قلت لکم لاتشکوا. (۱٦۵)

ترجمہ:۔ جس نے مجھ سے دشمنی کی، اس نے پروردگار سے دشمنی کی اور اگر میں ان کے سامنے ایسے کام نہ کرتا جو مجھ سے پہلے کسی نے نہیں کیے تو ان کی کچھ خطا نہ ہوتی، لیکن وہ آج سے اترانے لگے ہیں اور انہوں نے سمجھ لیا ہے کہ وہ مجھ پر اور پروردگار پر بھی غلبہ حاصل کرلیں گے مگر جو بات ناموس میں ہے، اس کا پورا ہونا ضروری ہے۔ انہوں نے مجھ سے ناحق بغض کیا، پس کاش! منحمنا آ گئے ہوتے، جنہیں اللہ تعالیٰ تمہاری طرف پاک روح کے ساتھ بھیجے گا۔ یہ وہ ہوگا جو رب کے پاس سے نکلا اور میرا گواہ ہے اور تم بھی میرے گواہ ہو، کیوں کہ قدیم سے میرے ساتھ رہ رہے ہو۔ میں نے تم سے یہ بات کہہ دی ہے تاکہ تم شک میں نہ رہو۔ (تمہیں عدم تبلیغ کی شکات نہ رہے)

☆......☆......☆

(ا) اس سے مراد یوحنا ہیں اور یوحنا حواری کی انجیل موجودہ ترتیب کے لحاظ سے چوتھی ہے۔
(ب) منحمنا کو سریانی زبان میں محمد کا ہم معنی لکھا ہے اور رومی زبان میں برقلیطس (فارقلیط کا)

باب دوم:
فصل سوم:

صحفِ قدیم میں انبیائے سابقین کی نثری نعت کے نمونے

زبور مقدس میں حضرت داؤد کی نعت:

چھٹی بشارت: پیکرِ حسن و جمال:

عہدِ قدیم (Old Testament) میں زبور مقدس کی دوسری کتاب کے باب ۴۵ میں حضرت داؤد (David) (۱۰۳۴ق م تا ۹۶۴ق م) (۱۶۶) نے حضور اقدس ﷺ کا پیکر حسن و جمال اس طرح بیان فرمایا ہے۔

۱۔ میرے دل میں ایک نفیس مضمون جوش مار رہا ہے۔ میں وہی مضامین سناؤں گا جو میں نے بادشاہ کے حق میں قلم بند کیے ہیں۔ میری زبان ماہر کاتب کا قلم ہے۔

۲۔ تو بنی آدم میں سب سے حسین ہے۔ تیرے ہونٹوں میں لطافت بھری ہے۔ اس لیے خدا نے تجھے ہمیشہ کے لیے مبارک کہا۔

۳۔ اے زبردست! تو اپنی تلوار کو، جو تیری حشمت و شوکت ہے، اپنی کمر سے حمائل کر۔

۴۔ اور سچائی اور حلم اور صداقت کی خاطر، اپنی شان و شوکت میں اقبال مندی سے سوار ہو، اور تیرا دہنا ہاتھ تجھے مُہیب کام دکھائے گا۔

۵۔ تیرے تیر تیز ہیں۔ وہ بادشاہ کے دشمنوں کے دل میں لگے ہیں۔ امتیں تیرے سامنے زیر ہوتی ہیں۔

۶۔ اے خدا! تیرا تخت ابدالآباد ہے۔ تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے۔

۷۔ تو نے صداقت سے محبت رکھی اور بدکاری سے نفرت۔ اسی لئے خدا تیرے خدا نے شادمانی کے تیل سے، تجھ کو تیرے ہمسروں سے زیادہ مسح کیا۔

۸۔ تیرے ہر لباس سے مُر اور عود اور تج کی خوش بُو آتی ہے۔ ہاتھی دانت کے محلوں میں سے تاردار سازوں نے تجھے خوش کیا ہے۔

۹۔ تیری معزز خواتین میں شہزادیاں ہیں، بلکہ تیرے دہنے ہاتھ اوفیر کے سونے سے آراستہ کھڑی ہے۔

۱۰۔ اے بیٹی! سن، غور کر اور کان لگا۔ اپنی قوم اور اپنے باپ کے گھر کو بھول جا۔

۱۱۔ اور بادشاہ تیرے حسن کا مشتاق ہوگا، کیوں کہ وہ تیرا خداوند ہے تو اسے سجدہ کر۔

۱۲۔ اور صُور کی بیٹی ہدیہ لے کر حاضر ہوگی، قوم کے دولت مند تیری رضا جوئی کریں گے۔

۱۳۔ بادشاہ کی بیٹی محل میں سرتاپا حسن افروز ہے۔ اس کا لباس زربفت کا ہے۔
۱۴۔ وہ بیل بوٹے دار لباس میں بادشاہ کے حضور پہنچائی جائے گی۔ اس کی کنواری سہیلیاں جو اس کے پیچھے پیچھے چلتی ہیں تیرے سامنے کھڑی ہوں گی۔
۱۵۔ وہ اسے خوشی اور خرمی سے لے آئیں گے۔ وہ بادشاہ کے محل میں داخل ہوں گی۔
۱۶۔ تیرے بیٹے تیرے باپ دادا کے جانشیں ہوں گے، جن کو تو تمام روئے زمین پر سردار قوم کرے گا۔
۱۷۔ میں تیرے نام کی یاد کو نسل در نسل قائم رکھوں گا۔ اس لئے امتیں ابداً باد تیری شکر گزاری کریں گی۔ (۱۶۷)
علامہ رحمۃ اللہ بن خلیل اس بشارت کی روشنی میں لکھتے ہیں۔

وهٰذا الامر مسلمه عند اهل الكتاب ان داوٗدؑ يبشّر فى هذا الزبور بنبىّ يكون ظهوره بعد زمانه ولم يظهر الىٰ هذا الحين عند اليهود نبىّ يكون موضوفاً بالصفات المذكورة فى هٰذا الزبور ويدعى علماء پروتستنت ان هذا النبىّ عيسىٰؑ ويدعى اهل الاسلام سلفاً و خلفاً ان هٰذا النّبىّ محمد ﷺ. (۱۶۸)

ترجمہ: اہل کتاب کے نزدیک مسلم ہے کہ داؤدؑ اس زبور میں ایک نبی کی بشارت دے رہے ہیں، جس کا ظہور ان کے زمانے کے بعد ہوگا۔ یہودیوں کے نزدیک ان صفات سے متصف نبی کا ابھی تک ظہور نہیں ہوا ہے، جب کہ نصرانی علماء اس بات کے مدعی ہیں کہ اس ''نبی'' سے مراد عیسیٰ ہیں۔ جب کہ مسلمان سلفاً خلفاً اس بشارت صادقہ کا مصداق حضرت محمد ﷺ کو قرار دیتے ہیں، کیوں کہ حضرت داؤدؑ اس مبشر بہ نبی کی یہ صفات بیان کرتے ہیں کہ وہ ''حسین'' اور ''افضل البشر'' ہوگا۔

علامہ رحمۃ اللہ نے اس بشارت میں سترہ صفات و وجوہات بیان کی ہیں، جس کے سبب آپ نے ثابت کیا ہے کہ یہ بشارت حضور نبی کریم ﷺ کے لیے ہے اور آپؐ پر یہ صادق آتی ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔

فاقول انه ذكر فى هذا الزبور من صفات النبى ﷺ المبشرة به هذا الصفات.
۱. كونه حسناً
۲. كونه افضل البشر.
اسی طرح
۱۷. كونه اسمه مذكوراً جيلاً بعد جيلاً.
۱۸. مدح الشعوب اياه الىٰ دهر الدهراين وهٰذه الاوصاف كلّها توحيد فى محمد ﷺ علىٰ اكمل وجه. (۱۶۹)

ترجمہ: یہ جو کچھ بھی زبور میں صفات النبی ﷺ کے بیان میں کہا گیا، یہ مبشرات وصفاف حضرت محمد ﷺ پر مکمل طور پر صادق آتی ہیں، جیسے اس میں کہا گیا۔
آپ حسین وجمیل ہیں۔
آپ تمام بشر سے افضل ہیں۔
اور اسی طرح بیان ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔
میں آپ کے نام کی یاد کو نسل در نسل قائم رکھوں گا۔
اس لیے امتیں ابداً باد تیری شکر گزاری کریں گی۔
اور تمام صفات واوصاف حمیدہ محمد ﷺ میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔

مزید تفصیل کے لیے دیکھیے، اظہار الحق، ص ۴۳۳ تا ۴۳۵۔

حضرت سلیمانؑ کی نثری نعت:

انجیل مقدس (بائبل) عہد نامہ قدیم (Old Testament) میں ''غزل الغزلات'' کے باب پنجم میں حضرت سلیمانؑ (Solomon) (۹۹۲ق م تا ۹۳۲ق م) (۱۷۰) نے حضور اقدس ﷺ کا سراپا مبارک اس طرح بیان فرمایا ہے۔

''میرا محبوب سرخ و سفید ہے۔ وہ دس ہزار میں ممتاز ہے۔ اس کا سر خالص سونے کا ہے۔ اس کی زلفیں پیچ در پیچ اور کوے کی سی کالی ہیں۔ اس کی آنکھیں ان کبوتروں کی مانند ہیں، جو دودھ میں نہا کر لب دریا تمکنت سے بیٹھے ہیں۔ اس کے رخسار پھولوں کے چمن اور بلسن کی ابھری ہوئی کیاریاں ہیں۔ اس کے ہونٹ سوسن ہیں جن سے رقیق مُر ٹپکتا ہے۔ اس کے ہاتھ زبرجد سے مرصّع سونے کے حلقے ہیں۔ اس کا پیٹ ہاتھی دانت کا کام ہے، جس پر نیلم کے پھول بنے ہوں۔ اس کی ٹانگیں کندن کے پایوں پر سنگِ مرمر کے ستون ہیں۔ وہ دیکھنے میں لبنان اور خوبی میں رشکِ سرو ہے۔ اس کا منہ ازبس شیریں ہے۔ ہاں وہ سراپا عشق انگیز ہے۔

اے یروشلم کی بیٹیو! یہ ہے میرا محبوب۔ یہ ہے میرا پیارا۔ (۱۷۱)

بطور تحدیثِ نعت یہ خوب صورت نعت عبرانی اور انگریزی زبان میں اس کے ترجمے کے ساتھ ملاحظہ ہوں۔

י דּוֹדִי צַח וְאָדוֹם, דָּגוּל מֵרְבָבָה.	10 'My beloved is white and ruddy, pre-eminent above ten thousand.
יא רֹאשׁוֹ, כֶּתֶם פָּז; קְוֻצּוֹתָיו, תַּלְתַּלִּים, שְׁחֹרוֹת, כָּעוֹרֵב.	11 His head is as the most fine gold, his locks are curled, and black as a raven.
יב עֵינָיו, כְּיוֹנִים עַל-אֲפִיקֵי מָיִם; רֹחֲצוֹת, בֶּחָלָב--יֹשְׁבוֹת, עַל-מִלֵּאת.	12 His eyes are like doves beside the water-brooks; washed with milk, and fitly set.
יג לְחָיָו כַּעֲרוּגַת הַבֹּשֶׂם, מִגְדְּלוֹת מֶרְקָחִים; שִׂפְתוֹתָיו, שׁוֹשַׁנִּים--נֹטְפוֹת, מוֹר עֹבֵר.	13 His cheeks are as a bed of spices, as banks of sweet herbs; his lips are as lilies, dropping with flowing myrrh.
יד יָדָיו גְּלִילֵי זָהָב, מְמֻלָּאִים בַּתַּרְשִׁישׁ; מֵעָיו עֶשֶׁת שֵׁן, מְעֻלֶּפֶת סַפִּירִים.	14 His hands are as rods of gold set with beryl; his body is as polished ivory overlaid with sapphires.
טו שׁוֹקָיו עַמּוּדֵי שֵׁשׁ, מְיֻסָּדִים עַל-אַדְנֵי-פָז; מַרְאֵהוּ, כַּלְּבָנוֹן--בָּחוּר, כָּאֲרָזִים.	15 His legs are as pillars of marble, set upon sockets of fine gold; his aspect is like Lebanon, excellent as the cedars.
טז חִכּוֹ, מַמְתַקִּים, וְכֻלּוֹ, מַחֲמַדִּים; זֶה דוֹדִי וְזֶה רֵעִי, בְּנוֹת יְרוּשָׁלִָם.	16 His mouth is most sweet; yea, he is altogether lovely. This is my beloved, and this is my friend, O daughters of Jerusalem.'

حضرت سلیمانؑ (Solomon) ابن حضرت داؤدؑ کے بارے میں قرآن کریم کا ارشاد ہے۔

وَوَرِثَ سلیمٰن داؤد۔(۱۷۲)

ترجمہ: اور سلیمانؑ، داؤد کا جانشین ہوا۔(۱)

حضرت سلیمانؑ پہلے نبی ہیں جنھوں نے اپنی پیش گوئی، اپنی نعت اور اپنی بشارت میں حضور نبی کریم ﷺ کا نام نامی اسم گرامی، محمد "محمّدیم" استعمال کیا۔ آپ سے قبل یہ اسم حقیقی کسی نبی نے استعمال نہیں کیا۔ آپ نے اپنی نعت میں حضور ﷺ کی تین نشانیاں بیان فرمائی ہیں۔

۱۔ شیریں کلام ہونا۔

۲۔ آپ کا نام گرامی محمدیم۔

۳۔ وہ نبی کس شجرۂ نسب سے ہوگا۔

حضرت سلیمانؑ نے حضور ﷺ کو اپنا چچیرا بھائی بتایا ہے، گو کہ دوست اور محبوب بھی استعمال کیا ہے، لیکن آپ کہتے ہیں کہ بنی اسماعیل ان کے چچیرے بھائی ہیں۔ اس لحاظ سے آپ کی یہ پیش گوئی کسی اور کے حق میں نہیں جا سکتی۔ حضرت سلیمانؑ نے آپ کو اپنا پڑوسی بھی بتایا ہے، کیوں کہ ملک شام کے ساتھ عرب کا ملک ملا ہوا ہے۔ چوں کہ حضرت سلیمانؑ بنی اسرائیل سے متعلق ہیں اور اس شاخ کی دوسری قوم بنی اسمٰعیل ہیں۔ اس لیے آپ نے فرمایا۔

''میرا محبوب بنی اسمٰعیل ہے۔'' یعنی اس کی قوم، میری قوم کی ہم سایہ اور وہ ہماری دوسری شاخ میں سے ایک محبوب ہے۔ یہاں یہ بات واضح ہے کہ لفظِ "محمّدیم" بائبل میں صرف ایک مرتبہ استعمال ہوا ہے اور اسے حضرت سلیمانؑ نے اپنی نعت بہ عنوان ''غزل الغزلات'' میں استعمال کیا ہے، یہ کسی اور جگہ میں مستعمل نہیں۔ حضرت سلیمانؑ نے کہا۔''وی کلّ محمّدیم'' (۱۷۳) (وہ سراپا محمد ﷺ ہے) یعنی نہ صرف اس کا کلام شیریں و شہد ہے بلکہ وہ خود بھی تعریف مجسم یا محمد ہے۔

حضرت سلیمانؑ فرماتے ہیں: میرے محبوب میں تمام خوبیاں موجود ہیں۔ وہ تعریف والا یا محمد ہے یا اس کی ہر ادا قابل تعریف ہے۔ دیگر انبیائے کرام کی طرح حضرت سلیمانؑ نے بھی آنحضرت ﷺ کے متعلق پیش گوئی کی ہے اور آپ نے حضور ﷺ کے عشق میں ڈوب کر بحالت سرشاری، وجد و کیف سے پُر نشاط و سرور انگیز کئی ایک نعتیہ غزلیں لکھی ہیں اور یہاں تک واضح الفاظ میں پیش گوئی فرمائی ہے کہ اس سے زیادہ فصاحت و صراحت ممکن نہ تھی اور ایک نعتیہ غزل میں تو آپ نے اپنے محبوب، بھائی، اپنے دوست، اپنے پڑوسی حضرت محمد ﷺ کا اسم

(الف) کنز الایمان، ص ۶۷۷۔

گرامی مبارک "محمدیم" بھی ذکر فرمایا ہے۔ آپ کہتے ہیں۔

بخطِ عبرانی:

דּוֹדִי צַח וְאָדוֹם דָּגוּל מֵרְבָבָה׃
מְיֻסָּדִים עַל־אַדְנֵי־פָז מַרְאֵהוּ כַּלְּבָנוֹן בָּחוּר כָּאֲרָזִים׃
חִכּוֹ מַמְתַקִּים וְכֻלּוֹ מַחֲמַדִּים זֶה דוֹדִי וְזֶה רֵעִי בְּנוֹת
יְרוּשָׁלִָם׃ (۱۷۴)

حضرت سلیمان کا محمدیم:

بخطِ عربی: حِكّو مُمتَّقيم وى كلّ محمّديم زِه دودى وى زه رے عى. بينوت يروشلايم. (۱۷۵)

ترجمہ: (اس کا کلام شیرینیوں سے لب ریز ہے۔ اس کا سراپا خود تعریف مجسم ہے۔ یہ ہے میرا محبوب محمدیم، اے یروشلم کی بیٹیو۔)

انبیائے انبیائے کرام میں صرف دو شخصیات ایسی گزری ہیں، جنہوں نے حضور ﷺ کے نام مبارک کے ذریعے بشارت مصطفےٰ ﷺ بیان کی ہے یا اپنی نعت میں سرکار دو عالم ﷺ کا اسم گرامی استعمال کیا ہے۔ حضرت سلیمانؑ (الف) نے "محمد ﷺ" اور حضرت عیسیٰ (ب) نے "احمد ﷺ" اس کے علاوہ آپ کی تمام پیش گوئیاں اور نعت پاک، آپ کی صفات وکمالات، فضائل وخصائل اور اسوۂ پر مشتمل ہیں۔

حضرت سلیمانؑ اپنے دوست، پڑوسی، محبوب، چچا حضور ﷺ کی نعت یوں بیان کرتے ہیں۔

"دودى صح وى ادوم داغرل مُربابا. (۱۷۶)

ترجمہ: (میرا دوست روشن ہے اور سرخ رنگ ہے، دس ہزار میں ممتاز ہے۔)

حضور ﷺ کا چہرۂ انور روشن اور چمک دار تھا۔ آپ کا رنگ سرخ تھا، بالکل سپید نہ تھا۔ آپ فتح مکہ کے وقت اپنے دس ہزار قدوسیوں میں نمایاں امتیاز اور جدا حیثیت رکھتے تھے۔ حضرت سلیمانؑ نے حضور ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کر کے دس ہزار میں ممتاز بتایا ہے۔ یہ خوبی دنیا میں صرف ایک ہی شخص کو نصیب ہوئی ہے اور وہی حضرت سلیمانؑ کے "محمدیم" آنحضرت ﷺ ہیں جن کی معیت میں فتح مکہ کے وقت دس ہزار قدوسی موجود تھے۔

توریت میں حضرت حبقوقؑ کی نثری نعتیں:

امام نبہانی اکتالیسویں بشارت میں رکھتے ہیں۔

ما حكاه فى البشر عن اليهود من كلام حنقوق (ج) احدالانبياء فى عصر بختنصر قال:

(ا۔ب)۔ حضرت آدمؑ کا ذکر یہاں اس لیے نہ کیا کہ یہاں مقصود ذکر ان انبیائے کرام کا ہے جو کسی قوم کی جانب مبعوث ہوئے۔ جب کہ آدمؑ کی بعثت کسی قوم خاص کی جانب نہ تھی، بلکہ مجموعی طور پر مخلوق خدا کی طرف تھی۔

(ج) علامہ یوسف نبہانی نے حبقوق کو حنقوق لکھا ہے۔

اذا احاءِ ت الامة الاخرىة يسبح بهم راكب الجمل تسبيحاً جديداً فی الكنائس الجدد فافرحوا و سيروا الیٰ صهيون بقلوب امنة و اصوات عالية با لتسبيحة الجديدة التی اعطاكم اللّٰه فی الايام الآخرة امة جديدة بايديهم سيوف ذوات شفرتين فينتقمون من الامم الكافرة فی جميع الاقطار. (۱۷۷)

ترجمہ: حبقوق نبی نے بخت نصر کے زمانہ میں یہ خبر دی۔

''جب آخری امت آئے گی، سترسوار نئی عبادت گاہوں میں انہیں نئی تسبیح کرائے گا۔ پس خوش ہو جاؤ اور صہیون کی طرف جاؤ، پرسکوں دلوں کے ساتھ بلند آواز سے نئی تسبیح کرتے، یہ آخری زمانے کی امت ہوگی، ان کی تلواریں دودھاری ہوں گی اور وہ تمام اقطار ارض میں کافر امتوں سے انتقام لے گی۔

اسی بشارت کے تحت امام نبھانی نے حضرت حبقوقؑ (۱) کی یہ نعت مبارکہ بھی درج کی ہے۔

قد نقل قدماء المؤرخين عن حنقوق هذا انه قال: جاء اللّٰه من اليمين و ظهر القدس علی جبال فاران و امتلأت الأرض من تحميد احمد و ملك بيمينهٖ رقاب الامم و اضاء ت بنوره و حملت خيله فی البحر. (۱۷۸)

ترجمہ: قدیم مؤرخین نے حبقوقؑ سے یہ نقل کیا ہے۔ ''اللہ جنوب سے آیا اور اور قدوس کوہ فاران سے (جلوہ گر ہوا) اور زمین احمد کی حمد سے معمور ہوگئی۔ وہ رقاب (امتوں کی گردنوں کا مالک ہوا) اس کا نور جگمگا اٹھا اور اس کے گھڑ سوار حملے کے لیے سمندر میں گھس گئے۔

خدا تیمان سے آیا:

انجیل مقدس (عہد نامہ قدیم) میں ''حبقوقؑ'' کے باب میں حضرت حبقوق کی یہ نعت رقم ہے۔

شیگانوت کے سُر پر حبقوق نبی کی دعا۔

''اے خدا میں نے تیری شہرت سنی اور ڈر گیا۔ اے خداوند اسی زمانہ میں اپنے کام بحال کر۔ اسی زمانہ میں اس کو ظاہر کر۔ قہر کے وقت رحم کو یاد فرما۔

خدا تیمان سے آیا اور قدوس کوہ فاران سے۔ سلاہ اس کا جلال آسمان پر چھا گیا۔ خدا تیمان سے آیا۔ اور قدوس کوہ فاران سے۔ سلاہ۔

اس کا جلال آسمان پر چھا گیا۔ اور زمین اس کی حمد سے معمور ہوگئی۔ اس کی جگمگاہٹ نور کی مانند تھی۔ اس

---

(۱) صاحب المنجد حضرت حبقوقؑ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

''حبقُوق من انبياء اليهود من قبل الجلاءِ. تنبأً فی اواخر القرن السابع فی مملكة يهوذا فأنّب الشعب و انذره بمجيئی الكلدانين قصاصاً لهم. و نبوة حبقّوق من اسفار العهدالقديم. (المنجد فی الاعلام . ص ۲۲۸)

کے ہاتھ سے کرنیں نکلتی تھیں۔ اور اس میں اس کی قدرت نہاں تھی۔ وبا اس کے آگے آگے چلتی تھی۔ اور آتشی تیر اس کے قدموں سے نکلتے تھے۔ وہ کھڑا ہوا اور زمین تھرا گئی۔

اس نے نگاہ کی اور قومیں پراگندہ ہوگئیں۔ ازلی پہاڑ پارہ پارہ ہوگئے۔ قدیم ٹیلے جھک گئے۔ اس کی راہیں ازلی ہیں۔ میں نے کوشن کے خیموں کو مصیبت میں دیکھا۔ ملک مدیان کے پردے ہل گئے۔ (۱۷۹)

حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی نے حضرت حبقوق کی یہ نعت درج کی ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔ ''حضرت حبقوق کی کتاب سے جو کہ حضرت دانیالؑ کے ہم عصر پیغمبر ہے۔'' (۱۸۰)، واضح رہے کہ حضرت دانیالؑ کا زمانہ (تقریباً ۵۸۰ ق م تا ۵۰۰ ق م کا ہے۔ (۱۸۱)

جاء اللّٰہ من التسبیح و التقدیس من جبال فاران و امتلات الارض من تحمید احمد و تقدیسہ و ملک الارض رقاب الامم. لقد انکشفت اسماء من بھا محمد و امتلات الارض من حمدہ. یعضئ بنورہ الارض ویحمل خیلہ فی البحر سنزغ فی فیک اغر اقاو ترتوی الشھام یا مرک یا محمدا رتوراء. (۱۸۲)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تسبیح و تقدیس کے ساتھ فاران کی پہاڑیوں میں سے ایک پہاڑی پر جلوہ گر ہوا اور زمین کو احمد کی حمد وثناء اور تقدیس سے بھر دیا۔ اور وہ زمین اور امتوں کی گردنوں کا مالک ہے۔ تحقیق محمد ﷺ کی خوبیوں سے آسمان روشن ہوگیا اور زمین اس کی تعریف وحمد سے بھر گئی۔ اس کے نور سے زمین چمک اٹھی اور اس کے گھوڑے سمندر میں دوڑیں گے۔ جلد ہی آپؐ کے کمان میں سختی سے تیر کھینچے جائیں گے اور یا محمد ﷺ! آپ کے حکم پر تیر خوب سیراب ہوں گے۔

<u>ملاحظہ ہوں نعت حبقوق بخط عبرانی:</u>

آیت ۳:

אֱלוֹהַ מִתֵּימָן

יָבוֹא וְקָדוֹשׁ מֵהַר־פָּארָן סֶלָה כִּסָּה שָׁמַ

יִם הוֹדוֹ וּתְהִלָּתוֹ מָלְאָה הָאָרֶץ׃

بخطِ عربی:

اِلُوَہٖ متیمَان یا بو وقاذُوش مھر
یاران سَلا کسّا شامائیم ھُو دود
تھلاتُو مالِتا ھا آرض

ترجمہ: خداوند جنوب خواہ یمن سے آئے گا اور مقدس کوہِ فاران سے اس کا جمال آسمان کو چھپا لے گا۔ اس کے جلال سے زمین بھر جائے گی۔

آیت۴: بخطِ عبرانی:

וְנֹגַהּ כָּאוֹר תִּהְיֶה
קַרְנַיִם מִיָּדוֹ לוֹ וְשָׁם חֶבְיוֹן עֻזֹּה׃

بخطِ عربی:

وِنوغه کا اُورتهی قَرْنَیِمْ مِیَّادُو لُووِشَام حِیُون عزّو.

ترجمہ: روشنی صبح کی سی ہوگی۔ اس کے ہاتھ میں بجلی ہوگی۔ اس کی قوت پردہ اٹھادے گی۔

آیت۵،۶: بخطِ عبرانی

לְפָנָיו יֵלֶךְ דָּבֶר וְיֵצֵא רֶשֶׁף לְרַגְלָיו׃

עָמַד וַיְמֹדֶד אֶרֶץ רָאָה
וַיַּתֵּר גּוֹיִם וַיִּתְפֹּצְצוּ הַרְרֵי־עַד שַׁחוּ
גִּבְעוֹת עוֹלָם הֲלִיכוֹת עוֹלָם לוֹ׃

بخطِ عربی:

عامد همودوارص رائه و يتر کويم ويتو صصوهاهر ری عد شحو کبعوث عُولام هجوث عُولام لو.

ترجمہ: اس کے سامنے موت چلے گی اور نکلے گی۔ برق اس کے قدموں سے۔
قائم ہوا اور زمین کو ناپ ڈالا تاکہ اور قبائل کو آزاد کیا خواہ پریشان کیا اور ٹوٹ جائیں گے بڑے پہاڑ اور قدیم پہاڑیاں جھک جائیں گی۔ خسف ہوں گے ابدی راہ اس کی ہوگی خواہ قدیم راہ اس کی ہوگی۔

آیت۷: بخطِ عبرانی:

תַּחַת אָוֶן רָאִיתִי אָהֳלֵי כוּשָׁן
יִרְגְּזוּן יְרִיעוֹת אֶרֶץ מִדְיָן׃

بخطِ عربی:

تَحث آوِن رایئتی اهلی کوشان
بــر گــزوٗن بــریـعُـوث اِرص
مدیان.(۱۸۴)

ترجمہ: آون کی نواح میں دیکھا میں نے خیمے اہل مدین کے اور ملک مدین کے خیموں کے چوب حرکت کریں گے۔

مزید تفصیل کے لیے دیکھیے بشریٰ،ص۹۱ تا ۹۶۔

توریت مقدس میں حضور ﷺ کی نثری نعت

علامہ یوسف نبہانی "حجة الله على العالمين فى معجزات سيد المرسلين ﷺ" میں لکھتے ہیں کہ "توریت" میں حضور ﷺ کے یہ اوصاف درج تھے۔

انه صلى الله عليه وسلم اكمل العينين
ربعة جعد الشعر
حسن الوجه(۱۸۵)

ترجمہ: محمد ﷺ کی آنکھیں سرگیں (کجرالی)
باوقار اور درمیانہ قد
معمولی کنڈلی دراز زلفیں، اور خوب صورت چہرہ ہے۔

انجیل میں حضرت عیسیٰ کی نثری نعت:

اسـمـه الـمسيح عيسىٰ ابن
مـريـم وجيهاً فـى الـدنيا والآخرة
ومن القرّبين.(۱۸۶)

ترجمہ: جس کا نام ہے مسیح عیسیٰ مریم کا بیٹا
رودار (باعزت) ہوگا دنیا اور آخرت میں
اور قرب والا (ا)

قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کی وہ نعت درج ہے جو انجیل میں آپ نے حضور ﷺ کی شان میں بیان فرمائی ہے۔

انى رسول الله اليكم
مصدق لّما بين يدى من التوراة
و مبشّراً برسول يّاتى
من بعده اسمه احمد(۱۸۷)

ترجمہ: میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں۔ اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوں اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ﷺ ہے۔(ب)

خاتم الانبیائے بنی اسرائیل حضرت عیسیٰ کے لیے قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

انجیل مقدس میں سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نثری نعت:

علامہ سیوطی لکھتے ہیں:

و اخـرج ابـن سعد و ابن عساكر من طريق موسىٰ بن يعقوب الزمعى عن سهل

(الف) کنز الایمان،ص ۹۹۲..................(ب) کنز الایمان،ص ۱۰۰

مولی غیثمة انه کان نصرانیاً، من اهل تریس و کان یتیماً فی حجر عمه قال فاخذت الانجیل فقرأته حتی مرّت بی ورقة ملصقة بغراء ففتحتها فوجدت فیهانعت محمد ﷺ انه لا قصیر ولاطویل ابیض ذوصفیرتین بین کتفیه خاتم النبوة یکثر الاحتباء ولا یقبل الصدقة و یرکب الحمار و البعیر و یحتلب الشاة ویلبس قمیصاً مرقوعاً ومن فعل ذالک فقد برئ من الکبر وهو یفعل ذالک وهو من ذریة اسماعیل اسمه احمد.(۱۸۸)

ترجمہ: آپؐ نہ کوتاہ قد ہیں نہ انتہائی دراز قد، رنگ گورا چٹا ہوگا، دو زلفیں دراز، دونوں شانوں کے مابین پُشت پر مہر نبوت ہوگی۔ گوٹ مار کر (احتباء کی ہیئت میں) اکثر بیٹھیں گے۔ صدقہ قبول نہیں کرتے، گدھے اور اونٹ پر سواری کرتے ہیں۔ بکریوں کا دودھ دوہیں گے۔ مرقع (پیوند والی) قمیص زیب تن فرمائیں گے۔ (اور جو آدمی اس طرح کا طرز زندگی اختیار کرتا ہے، تکبر سے خالی ہوتا ہے) غرور و تکبر سے پاک ہوں گے۔ آپ نسل اسمٰعیل سے تعلق رکھتے ہیں اور نام نامی اسم گرامی ''احمد ﷺ'' ہے۔

حضور ﷺ کا سراپا حضرت عیسیٰؑ کی زبانی جو اللہ کی طرف سے کو وحی ہوا، ملاحظہ ہو، حضرت عیسیٰؑ کی خوب صورت نعت بفیض الٰہی۔

امام بیہقی دلائل میں مقاتل بن حیان سے راوی ہیں کہ انہوں نے فرمایا۔

اوحی اللّٰہ الیٰ عیسیٰ ابن مریم جدّ فی امری..................

الجعد الراسی السّبط الجبین المقرون الحاجبین الانجل العینین الاهدب الاشفار الادعج العین الاقنیٰ الانف الواضح الخدّین الکثّ اللّحیّه عرقه وجهه کا اللُّؤلُؤ ریح المِسک ینفح منه. (۱۸۹)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کو وحی فرمائی کہ میرے (دین کے) معاملے میں بھرپور کوشش کر.................. خم دار زلفیں، کشادہ پیشانی، ابرو مبارک قریب قریب (مگر درمیان میں معمولی فاصلہ)...... چشم ہائے مبارک سیاہ، پلکیں دراز،...... بنی مبارک بلند، رخسار مبارک واضح اور ہموار، داڑھی مبارک گھنی، چہرۂ اقدس پر پسینے کے قطرے موتیوں کی طرح آب دار، آپؐ کے جسم اطہر سے کستوری کی مانند خوشبو آتی ہے۔

کتب قدیم میں آنحضرت ﷺ کا ذکر مبارک

نام نبی ﷺ اور نعت نبی ﷺ:

حضور ﷺ کے اوصافِ جمیلہ، صفاتِ حسنہ اور اسوۂ مبارک، فضائل و خصائل و شمائل، خصوصیات و عطایات و عنایات، آپؐ کے ہر ہر پہلوئے حیات،، آپؐ کی زندگی کے ہر ہر لمحے اور ساعات کو، جسے آپؐ نے کسی بھی حیثیت و حالت (بشری، فطری، نوری، خاکی) میں برتا اور وہ اقوال و افعال و کردار کسی بھی حیثیت میں

(خانگی، عائلی، سماجی، سیاسی، معاشی، فلاحی، حربیات وادبیات) جوصحابہ کرام علیہم الرضوان کے سامنے رہا اور جسے اللہ رب ذوالجلال نے قرآن کریم میں ہی نہیں بلکہ کتب الہامیہ وصحفِ سماویہ میں جو خصائل وشمائل بیان فرمائے۔ آپؐ کے رفقاء، اہل بیت وازواج مطہرات نے اور انبیائے سابقین علیہم السلام نے جو بھی ذکر کیا، وہ خواہ منثور ہو منظوم، آپؐ کی نعت کہلاتا ہے۔ اسی میں ایک شعبہ، ایک گوشہ، ایک پہلو آپؐ کے اسمائے گرامی کا بھی ہے۔

آپؐ کے اسمائے جلیلہ قرآن کریم اور کتب احادیث میں مذکور ہیں۔ آپؐ نے از خود بھی اپنے اسمائے حسنہ بیان فرمائے ہیں اور اللہ رب ذوالجلال نے بھی آپ کا اسم گرامی مذکور فرمایا ہے اور ملائکہ نے بھی۔ آپؐ کے اسمائے گرامی کتب سابقہ میں بھی مذکور ہیں جو انبیائے سابقین نے بھی ذکر فرمائے ہیں۔

نام شخصیت کا آئینہ ہوتا ہے اور شخصیت کے تشخص کو ظاہر کرتا ہے۔ اس لئے سرکار کائنات ﷺ نے اچھے، عمدہ اور بامعنی نام رکھنے کی تاکید فرمائی ہے، یعنی نام ایسے رکھے جائیں جو انسانی زندگی پر اچھے اثرات مرتب کریں۔ آپؐ نے گنجلک، بے معنی، مہمل اور بدمعنی ناموں کو بدل دیا۔ اچھے نام اللہ تعالیٰ کو بھی پسند ہیں، جیسا کہ اس کا فرمان ہے۔ "له الا سماء الحسنیٰ"(۱) (اسی کے ہیں سب اچھے نام)

حضور ﷺ کے بے شمار اسمائے گرامی مذکور ہیں۔ علمائے کرام نے تین ہزار اسماء مذکور فرمائے ہیں۔ حضور ﷺ کے نام مبارک کی یہ شان ہے کہ آپ کے تمام اسماء خواہ وہ کسی بھی زبان میں، کسی بھی کتاب میں مذکور ہو، مکمل نعت کی صورت رکھتا ہے۔ آپؐ کے اسمائے گرامی نہ صرف یہ کہ آپ کی مکمل نعوت ہیں بلکہ آپ کی بہترین توصیف وتعریف بھی ہیں، جسے ایک مرتبہ ادا کرنے کے بعد، نعت کا ایک جملہ یا مصرع مکمل ہو جاتا ہے۔

سُریانی زبان میں اسمائے نبی کریم ﷺ:

امام نبہانی لکھتے ہیں:

اسم النبی ﷺ بالسُّریانیة مشقح، فمشقح محمد. بغیر شک و اعتباره انهم یقولون شقحاً لاها اذا اردو ان یقولوا الحمد لِلّٰه و اذا کان الحمد شقحاً فمشقح محمد ولان الصفات التی اقروا بهاهی وباق لاحواله وزمانه و مخرجه و مبعثه و شریعته. (۱۹۰)

ترجمہ: سریانی زبان میں نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی "مشقح" ہے جو اسم محمد ﷺ کا مترادف ہے اور وہ لوگ جب الحمدللہ کہنا چاہتے تو کہتے ہیں "شقحا لاھا" تو الحمدللہ کا معنی "شقحا" ہوا اور "مشقح" "محمدؐ" ہوا۔ اور وہ صفات جن کا اعتراف یہود ونصاریٰ کرتے ہیں وہ سب حضور ﷺ کے احوال زمانہ، جائے ظہور اور

(۱) پارہ ۲۸ سورہ الحشر، آیت ۲۴۔

بعثت کے موافق ہیں۔

البر قلیطس: امام ابن اسحاق اوران کے متبعین کہتے ہیں کہ یہ رومی زبان میں محمد ﷺ کا مترادف ہے۔

السر خلیطس: عزفی کہتے ہیں کہ یہ سریانی زبان میں ''محمد ﷺ'' ہے۔

اَلـمـنُـحَـمنیٰ: قاضی عیاض، شفاء میں کہتے ہیں، یہ سریانی لغت میں حضرت محمد ﷺ کا اسم پاک ہے اور اس کے معنی محمدؐ کے ہیں۔

المشفح المشقح : یہ سریانی زبان میں ''محمدؐ'' کا ہم معنی ہے، بقول ابن ظفر یہ کتاب یسعیاہ میں ہے۔

عبرانی زبان میں حضور ﷺ کے اسمائے گرامی:

بِماُ دِماُد یا بماؤ دمئود	בְּמְאֹד	اس کے معنی ہیں کثیراً کثیراً اشارۂ محمدؐ
یاُ حید	יַחִד	اس کے معنی ہیں واحد،اشارۂ محمدؐ،اس کی جمع یحیدیم ہے۔
بیاہ شمو	בְּיָה שְׁמוֹ	اس لفظ کے معنی ہیں احمدؐ
یَہِللو	———	اس لفظ کے معنی ہیں محمدؐ
نَاسَا	נָשִׂא	بمعنی سردار۔اشارۂ محمدؐ
لگوی گادول	וּנְתַתִּיךָ לְגוֹי גָּדוֹל	بمعنی محمدؐ
ایل	אֵל	اسم گرامیؐ بہادر، شجاع، قوی، قوت والا
امونہ	אֱמוּנָה	امین، مضبوط، مستحکم، باعظمت وباحفاظت، امانت دار۔
عادل	עָדֵל	عادل، ظلم کے خلاف عدل کرنے والا
صدیقو : صادق	צַדִּיק	سچ بولنے والا
عیقت:	עָקֵב	بمعنی عاقبت، انجام، انتہا۔ یہ حضور ﷺ کا نام گرامی ہے۔ اسے عربی میں عاقبت کہتے ہیں۔
فرء قلیط:	פְּרַקְלִיט	رسول مکہؐ۔ مکہ کا رسول، جو صرف محمدؐ ہیں۔

نام	عبرانی	معنی
فارقلیط	פרקליט	محمد مکہ۔ مکہ کے محمد ﷺ جو صرف محمد عربی ہیں۔
شیلو	שילוה	صاحب شریعت و سلطنت۔ آنحضرت ﷺ کو شریعت و حکومت دونوں ملی۔
شالا	שלוה	امین و مامون اسم نبی ؐ میں سے ہے امن دہندہ۔
گبور	גבור	شجاع، بہادر، جبار آپ ؐ کا اسم گرامی۔ مٹانے والا۔ ماحی آپ ؐ کا اسم گرامی۔
ابی عدد	אבי-עד	ابوالقاسم ؐ، قاسم نعت۔
سر شام لو	שר שלום	سید اسلام، سید المسلمین، سید مکہ ؐ
فَحلَلُ یُوفِی	פלאי	کامل الجلال
یَفَع	יפע	متجلی، چمک دار نور، روشن نور۔
اِلُودہ	אלוה	قاضی، سلطان، ملک، بادشاہ۔ آپ ؐ شاہ ذوالمنن ہیں۔
یفری	יפריא	رسول، آپ ؐ کا اسم گرامی، خلیفہ، آپ ؐ خلیفہ اللہ ہیں۔
قادِیم	קדים	مبشر، اسم رسول ﷺ
رُوْوَحْ	רוח	روح۔ آپ ؐ کا اسم گرامی۔
حمدہ، حامد	חמוד	ستائش کرنے والا۔ مرادف محمود و محمد ﷺ
حامود	חמוד	محمود، آپ ؐ کا اسم گرامی
مُحِمَّاد	מחמד	بمعنی محمد ﷺ و ستودہ
مُهِلَال	מהלל	ستودہ محمود، محمد ﷺ
منود	(۱) מאלד	قوی، ذی قوت۔

☆......☆......☆

(۱) یہ اسمائے گرامی بشریٰ کے مختلف صفحات سے اخذ کئے گئے۔

توریت (عبرانی) میں آنحضرت ﷺ کے اسمائے گرامی:

المتوکلؒ: (اپنے معاملات اللہ کے سپرد کرنے والا)

امام نبہانی لکھتے ہیں:

ومن بشائر التوراة علٰی ماروٰه فی الشفاء بسنده علی عطاء بن یسار قال لقب عبد اللّٰه بن عمرو بن العاص فقلت اخبرنی عن صفة رسول اللّٰہؐ فی التوراة قال اجل واللّٰه انه لموصوف فی التوراة ببعض صفته فی القرآن "یا ایّها النّبی انّا ارسلناک شاهدًا وّ مبشّرًا وّ نذیرًا و حرزاً لِلامُیّین انت عبدی و رسول سمّیته المتوکلؒ. (۱۹۱)

ترجمہ: تورات کی بشارت شفاء قاضی عیاض میں عطاء بن یسار کی سند منقول ہے کہ میری عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے ملاقات ہوئی۔ میں نے ان سے درخواست کی کہ مجھے تورات میں موجود نبی کریم ﷺ کی صفات کے متعلق بتایئے۔ فرمایا ہاں اللہ کی قسم، تورات میں آپ کی بعض صفات وہی بیان ہوئی ہیں جو موجود ہیں قرآن میں، تورات کی عبارت ہے۔ اے نبیؐ ہم نے تم کو شاہد، مبشر، نذیر اور اُمّیوں کی پناہ...... بنا کر بھیجا۔ تم میرے بندے اور رسول ہو میں نے تمہارا نام متوکل (اللہ پر توکل کرنے والا) رکھا۔

ایک جگہ لکھتے ہیں:

احمد:

وما من بشائر التوراة علٰی مافی الشفاء ایضاً ورواه الدارمی عن کعب موقوفاً الطبرانی و ابونعیم فی دلائله عن ابن مسعود اخبرنا رسول اللّٰہؐ علٰی صفته فی التوراة"عبدی احمد المختار مولده بمکة ومهاجره بالمدینة، اوقال طیبة امته الحمّادون للّٰه علٰی کلّ حال" (۱۹۲)

ترجمہ: شفاء شریف میں بحوالہ تورات دارمی حضرت کعبؓ سے موقوفاً اور طبرانی اور ابونعیم دلائل النبوۃ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے راوی کہ رسول اللہؐ نے اپنی صفات کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "میرا بندہ احمد مختار ہے، جائے ولادت مکہ شریف اور جائے ہجرت مدینہ شریف ہے۔ آپ کی امت ہر حال میں خدا کی حمد سرا ہوگی۔

مادماد (محمد ﷺ):

"انه سمی بمحمد ﷺ قبل الانجیل فان ذلک اسمه فی التوراة" هذا ذکر اسماعیل انه سیلد اثنی عشر عظیماً منهم عظیم یکون اسمه مما ذباذ. (۱۹۳)

ترجمہ: انجیل میں نام احمدؐ مذکور ہونے سے پہلے "تورات" میں اسم "محمدؐ" آچکا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں اسماعیلؑ کا تذکرہ فرمایا وہاں سے ارشاد فرمایا "سمختک حانا" یا کتہ والمنیۃ بماذ ماذ۔ یہ تذکرہ اسماعیل کے بعد ہوا کہ ان کی اولاد میں بارہ عظیم انسان پیدا ہوں گے ان میں ایک عظیم الشان ہستی ہوگی، جس کا اسم گرامی "ماد ماذ" ہوگا۔

حمطایا حمیاطاً: اس نام کوامام قسطلانی اور زرقانی نے ذکر فرمایا ہے۔اس کا مطلب ہے حامی حرم یعنی حرم مکہ کا محافظ، دوسری روایت میں اس کا معنی ''عورتوں کی عزت کا رکھوالا'' ہے۔

تورات میں مذکوراسمائے گرامی:

بموذ ماذ: امام سیوطی فرماتے ہیں، اس اسم پاک کو ابن وحید نے نقل کیا اور بتایا کہ یہ گرامی تورات کے سفراول میں درج ہے۔

ماذ ماذ: قاضی عیاض فرماتے ہیں یہ اسم گرامی کتب آسمانی میں بمعنی (محمد) بمعنی طیب طیب درج ہے۔

موذ موذ: امام عزفی کے بقول صحف ابراہیم یہ محمدؐ کا اسم مبارک ہے۔

میذ میذ: یہ نام بھی امام عزفی نے تورات سے نقل کیا ہے۔

طاب طاب: بقول امام عزفی تورات مقدس میں یہ نام نبی معظم کا ہے۔اس کے معنی ہیں طیب یعنی پاکیزہ۔

حامد: تورات میں مذکور ہے۔ بقول ابن اسحاق اس نام کی بشارت حضرت آمنہ گو دی گئی۔

احید: اس اسم مبارک میں قاضی عیاض نے الشفاء میں ذکر کیا اور فرمایا۔ تورات میں یہ اسم پاک مذکور ہے، معنی ہیں ''جہنم کی آگ سے بچانے والا'' حافظ ابوالعباس عزفی نے اپنے مولد میں ''احید'' بیان کیا ہے۔

حرز الامیین: یہ نام گرامی توریت میں بمعنی ''ان پڑھوں کی جائے پناہ'' مذکور ہے، یعنی آپ عربوں کو عذاب وذلت سے بچانے والے ہیں۔

راکب الجمل: ابن وحید کے بقول یسعیاہ (شعیا) نبی نے دونوں نام مذکور کئے۔ حضرت ذوالکفل فرماتے ہیں کہ مجھے کہا گیا کہ اٹھ، نظارہ کر، میں نے دیکھا کہ دو سوار آرہے ہیں ایک گدھے پر اور دوسرا اونٹ پر سوار ہے، پھر اپنے ساتھی سے فرمایا۔ ''بابل اپنے اصنام سمیت تباہ ہوگیا'' فرمایا! راکب حمار عیسیٰؑ ہیں اور سوار شتر سوار محمد ﷺ۔ (۱۹۴)۔

رکن المتواضعین و نور اللہ: یہ دونوں اسماء کتاب یسعیاہ میں مذکور ہیں۔ آپؐ صدیقین کی قوت، متواضعین کا سہارا اور اللہ کا نہ بجھنے والا نور ہیں۔

صاحب السلطان: امام قاضی عیاض نے شفاء میں ذکر کیا کہ یہ اسم گرامی کتب قدیم میں مذکور ہے اور کتاب یسعیاہ میں آیا ہے۔ عبرانی علماء کی روایت میں اس سے مہر نبوت مراد لیا گیا ہے یعنی سلطان الانبیاء۔

صاحب الخاتم: امام سیوطی فرماتے ہیں اس سے مراد مہر نبوت ہے۔

صاحب لا الٰہ الا اللّٰہ :تورات میں یہ صفت رسول کریم ﷺ مذکور ہے کہ آپ ٹیڑھی امت کو سیدھا کریں گے اور وہ لا الٰہ الا اللہ کہے گی۔

ضحوک قتال راکب البعیر :ابن فارس، حضرت ابن عباسؓ سے راوی حضور ﷺ نے فرمایا کہ تورات میں آپ کا نام احمد الضحوک قتال ہے۔ آپ اونٹ پر سوار ہوں گے، شملہ باندھیں گے اور آپ کی تلوار کاندھے پر ہوگی۔ امام احمد، حضرت ابودرداؓ سے راوی کہ حضور ﷺ ہمیشہ بات کرتے وقت مسکراتے تھے۔(۱۹۵)

العظیم :یہ اسم پاک قاضی عیاض نے ابن وحید سے روایت کیا۔ تورات سفر اول میں مذکور ہے "ستلا عظیماً لامة عظیمة." (عن قریب تم ایک عظیم اللہ کے فرماں روا کو جنم دوگی) حضور ﷺ عظیم ہیں اور خلق عظیم کے مالک ہیں۔

اخوناخ :یہ نام امام عزفی نے بحوالہ صحف حضرت شیثؑ ذکر کیا۔ اس کا معنی ہے "صحیح الاسلام"

قدمایا: تورات میں اسم محمد، جس کا مفہوم ہے السابق الاول۔

العفو: امام سیوطی کہتے ہیں تورات میں ہے "ولکن یعفو و یصفح" کہ آپ عفو و درگزر سے کام لیتے ہیں۔

الغفور: تورات میں ہے "ولکن یعفو و یغفر" آپؐ معاف کرنے اور بخشش دینے والے ہیں۔

موصل :عزفی کے بقول یہ نام تورات میں مذکور ہے۔

امام نبہانی کہتے ہیں:

راوی الحافظ السیوطی بالسند الی ابن عباسؓ انه ﷺ کان سیمی فی الکتب القدیمة احمد و محمد و المقفی و نبی الملاحم و حمطایا و فارقلیطا وماذ ماذ. (۱۹۶)

ترجمہ: حافظ سیوطی ابن عباسؓ سے راوی کہ کتب قدیم میں نبی اکرم ﷺ کے اسم گرامی احمد، محمد، مقفی، نبی الملاحم، حمطایا، فارقلیطا اور ماذ ماذ تھا۔

امین :عزفی اپنے مولد میں وھب بن منبہ سے راوی کہ کتب سابقہ میں آپ کو صادق و امین و یتیم کہا گیا ہے۔

صادق :قاضی عیاض کا بھی یہی قول ہے۔(۱۹۷)

یتیم :..........................

زُربّایال :بمعنی محمدؐ۔ امام ماوردی نے اسے اکتیسویں بشارت میں ذکر کیا ہے۔

نید نید: جہنم کی آگ سے بچانے والا۔

محمد حبیب الرحمن: صاحب کشاف نے یہ اسم گرامیؐ درج کیا ہے۔ "اللہ کے دوست محمد ﷺ"

انجیل مقدس میں مذکور اسمائے گرامی:

بار قلیط: فارقلیط کی طرح ہے۔ انجیل میں مذکور رسول اکرم ﷺ کا اسم گرامی۔ اس کے معنی ہیں، روح حق یا وہ ذات جو حق و باطل کے مابین خطِ امتیاز کھینچ دے۔ بعض روایات میں اس کا معنی حماد، حمد اور حامد آیا ہے۔ اکثر اہل انجیل اس کا معنی ''نجات دہندہ'' کرتے ہیں۔ امام کرمانی نے اس کی تفسیر ''وہ ذات جو قابل مذمت نہ ہوں'' کی ہے۔ (۱۹۸)

المنحمنیٰ: امام ابن اسحٰق کہتے ہیں، یہ نام انجیل میں ہے اور اس کا معنی ہے ''محمد ﷺ''

حبیطیٰ: اسے عزفی نے نقل کیا ہے اور انجیل میں مذکور بتایا ہے۔ اس کا مطلب ہے حق و باطل میں فرق کرنے والا۔

اخوایا: یہ نام علامہ سیوطی نے نقل کیا ہے۔ انجیل میں مذکور ہے بمعنی آخرالانبیاء۔

احمد: انجیل میں مذکور ہے۔ بقول ابن اسحٰق اس کی بشارت حضرت آمنہ کو دی گئی۔

روح حق، روح القدوس: ابن وحید کے بقول یہ دونوں نام انجیل میں مذکور ہیں۔

صاحب القضیب: شفاء شریف میں مذکور ہے۔ قضیب سے مراد تلوار ہے جو کہ انجیل کی تفسیر ہے۔ انجیل مقدس میں مذکور ہے۔ "معه قضيب من حديدٍ يقاتل به" (اس کے پاس آہنی تلوار ہے جس کے ساتھ وہ قتل کرے گا) (۱۹۹)

حَنْبُطَا: حق اور باطل، سچ اور جھوٹ میں تفریق (علیٰحدگی) کرنے والا۔

فارقلیط: پوشیدہ چیزوں کو جاننے والا (عالم الغیب)

صاحب تاج وعصا:

امام نبہانی لکھتے ہیں:

اخرج البهيقى فى الدلائل عن مقاتل بن حيان قال اوحى الله الىٰ عيسىٰ ابن مريم جدّ فى امرى ولا تهزل واسمع واطع يا ابن الطاهرة اكبر التبدل انى خلقتک من غير فحل آية للعالمين فايّاى فاعبد و علىّ فتوكّل بلغ من بين يديک انّى انا الله الحىّ القيوم الذى لاازول صدقوا بالنّبى الاُمّى العربى صاحب الجمل، و المدرعة و التاج و النعلين و الهراوة. (۲۰۰)

ترجمہ: امام بیہقی دلائل میں مقاتل بن حیان سے راوی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ ابن مریم کو وحی فرمائی کہ میرے (دین

کے لئے پیچ کوشش کر، سستی اور کمزوری نہ دکھا اور سمع وطاعت اختیار کر۔ اے پاک دامن کنواری بتول کے بیٹے۔ میں نے تجھے بن باپ کے پیدا کیا، اہل جہاں کے لیے معجزہ بنا کر، تو صرف میری عبادت کر اور میرے اوپر بھروسا رکھ، لوگوں تک یہ بات پہنچا دے، میں اللہ ہوں ہمیشہ زندہ اور قیوم، اُمی عربی نبی کی تصدیق کرو، وہ صاحب الجمل، صاحب مدرعہ، صاحب تاج ونعلین اور صاحب عصا ہیں۔

زبور میں مذکور اسمائے گرامی:

محمود:

حضرت داؤدؑ نے زبور میں حضورﷺ کا نام محمود بیان کیا ہے۔ زبور میں بشارت داؤد ہے۔

ان اللّٰہ اظھر من صیفون (۱) اکلیلاً محموداً (۲۰۱)

ترجمہ: اللہ نے صیفون (عرب) سے اکلیل (نبوت) محمود کو ظاہر فرمایا۔

صیفون عرب کو کہتے ہیں۔ مراد تاج نبوت ہے اور محمود، محمدﷺ کا نام پاک ہے۔

اکلیل کا معنی سردار وامام بھی ہے۔

علامہ حلبی لکھتے ہیں۔

داؤد ان اللّٰہ اظھر من صھیونی اکلیلا محموداً و صھیون اسم مکہ و الاکلیل الامام الرئیس وھو محمدﷺ. (۲۰۲)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ صیہون یعنی مکہ سے ایک قابل تعریف اکلیل یعنی امام اور سردار ظاہر فرمائے گا جو محمدﷺ ہوں گے۔

زبور میں مذکور اسمائے گرامی

حاط حاط: بقول امام عزفی نام پاک زبور میں مذکور ہے۔ ''وہ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ باطل کو مٹاتا ہے۔'' فلاح کے بھی یہی معنی ہیں۔

صاحب السّیف: حضرت داؤدؑ نے کہا۔ ''**تقلّد ایّھا الجبار سیفک**'' (اے جبار اپنی تلوار حمائل کر)

جبار: زبور میں مذکور اسم پاکﷺ

قیّم: یہ اسم گرامی حضرت داؤدؑ نے اپنی دعا میں استعمال کیا تھا کہ اے اللہ محمدﷺ کو مبعوث فرما جو سنت کو فطرت کے بعد قائم کریں۔

الفارق، الفاروق: عزفی کے بقول یہ نام گرامیﷺ زبور میں مذکور ہے۔ اس کے معنی ہیں، حق وباطل کے مابین تفریق کرنے والا۔ یعنی معنی **فارقلیط** اور **بار قلیط** کے بھی ہیں۔

فلاح: یہ اسم پاک بھی عزفی نے زبور میں مذکور بتایا ہے۔

مقیم السنّة: زبور میں مذکور حضورﷺ کا اسم پاک۔

---

(۱) امام حلبی نے اس لفظ کو صیہون لکھا ہے۔ دیکھئے السیرة الحلبیة، جلد اول، ص ۲۱۹

صاحب سیرت حلبیہ لکھتے ہیں:

واسمہ ﷺ فی حاط حاط و الفلاح الذی یمحق اللّٰہ بالباطل و فارق و فاروق الیٰ یفرّق بین الحق و الباطل و ھو کما تقدم معنی فارقلیط او بارقلیط . (۲۰۳)

ترجمہ: زبور میں آنحضرت ﷺ کا نام حاط حاط اور فلاح ذکر کیا گیا ہے۔ جس کا مطلب ہے وہ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ باطل کو مٹاتا ہے۔ اسی طرح زبور میں آپ کو فارق اور فاروق بھی کہا گیا ہے۔ یعنی حق اور باطل میں فرق کرنے والا یہی معنی فارقلیط اور بارقلیط کے بھی ہیں۔

حضرت شعیاء کے صحائف میں اسم رسول ﷺ:

صاحب سیرۃ حلبیہ لکھتے ہیں:

وفی صحف شعیاء اسمہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم رکن المتواضعین . (۲۰۴)

ترجمہ: حضرت شعیاء کے صحیفوں میں بھی آنحضرت ﷺ کا تذکرہ آیا ہے اور وہاں آپ ؐ کا اسم گرامی رکن المتواضعین ذکر کیا گیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ؐ تواضع اور انکسار پسند لوگوں میں سب سے زیادہ اونچے درجے کے مالک ہیں۔

حضرت شیثؑ کے صحائف میں اسم رسول ﷺ:

علامہ حلبی لکھتے ہیں۔

وفی صحف شیث اخوناخ و معناہ صحیح الاسلام. (۲۰۵)

ترجمہ: حضرت شیثؑ کے صحیفوں میں آپ ؐ کو اخوناخ کہا گیا ہے، جس کے معنی ہیں صحیح اسلام والا شخص۔

حضرت ابراہیمؑ کے صحائف میں اسم رسول ﷺ:

سیرت حلبیہ میں ہے:

وفی صحف ابراھیم اسمہ یوذموذ. وقیل ان ذالک فی التوراۃ ولا مانع من وجود فیھما و تقدم انہ فی صحف ابراھیم طاب طاب ولا مانع من وجود الوصفین فی تلک الصحف.(۲۰۶)

ترجمہ: حضرت ابراہیمؑ کے صحیفوں میں آپ ؐ کو یوذموذ کے نام سے یاد کیا گیا ہے، مگر ایک قول کے مطابق آپ ؐ کا یہ اسم گرامی تورات میں بھی مذکور ہے، تو کوئی بات نہیں کہ یہ لفظ دونوں میں استعمال کیا گیا ہو۔ پھر یہ کہ ابراہیمؑ کے صحیفوں میں آپ ؐ کا نام طاب طاب بھی مذکور ہے تو کوئی حرج نہیں کہ یہ دونوں نام صحائف ابراہیمیؑ میں بیان کئے گئے ہوں۔

سیرت حلبیہ میں ہے کہ کتاب در منظّم کے مصنف نے اپنی سند سے ایک روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عمر فاروقؓ سے فرمایا۔

وقد ذکر صاحب الدر المنظّم باسنادہ ان النبی ﷺ قال العمرؓ یا عمراً تدری من انا انا

الذی بعثنی اللّٰہ فی التوراۃ الموسیٰ و فی الانجیل لعیسیٰ وفی الزبور الدائود و لا فخر ای لا اقوال ذٰلک علی سبیل الافتخار بل علٰی سبیل التحدّث بالنعمۃ یا عمرأ تدری من انا انا اسمی فی التوراۃ احید و فی الانجیل البار قلیط و فی الزبور حمیاطاً و فی صحف ابراھیم طاب طاب ولا فخر. (۲۰۷)

ترجمہ: اے عمرؓ! کیاتم جانتے ہو کہ میں کون ہوں؟ میں وہ ہوں جس کو تورات میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کے لیے بھیجا۔ انجیل میں عیسیٰ کے لیے بھیجا اور زبور میں داوٴدؑ کے لئے ظاہر فرمایا اور یہ بات بڑائی کی خاطر نہیں، یعنی میں یہ ذکر کسی فخر وغرور کے جذبے سے نہیں کررہاہوں بلکہ اللہ تعالیٰ کی نعمت بیان کرنے کے لیے کررہاہوں (اس کے بعد آپؐ نے فرمایا) اے عمرؓ! کیاتم جانتے ہو میں کون ہوں؟ میں وہ ہوں جس کا نام تورات میں اُحید ہے، انجیل میں فارقلیط ہے، زبور میں حمیاط ہے اور ابراہیمؑ کے صحیفوں طاب طاب ہے اور میں یہ فخر کے لئے بیان نہیں کررہاہوں۔

حضورؐ کے اسمائے گرامی آپ کی زبانی:

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں، حضورﷺ نے فرمایا۔

واخرج ابن عدی و ابن عساکر قال: قال رسول اللّٰہؐ اسمی فی القرآن محمد وفی الانجیل احمد وفی التورات احید و انما سمیت اُحید لانّی اُحید امتی عن نار جھنّم. (۲۰۸)

ترجمہ: ابن عدی اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ قرآن کریم میں میرا نام محمد، انجیل میں احمد، توریت میں اُحید ہے۔ میرا نام اُحید اس لیے رکھا گیا ہے کہ میں اپنی امت کو جہنم کی آگ سے دور کرتا ہوں۔

ابونعیم حضرت ابن عباسؓ سے راوی:

و اخرج ابونعیم عن ابن عباسؓ ابن النبیﷺ کان یسمی فی الکتب القدیمۃ احمد و محمد و الماحی و المقفی و نبی الملاحم و حمطایا وفارقلیطا وماذ ماذ. (۲۰۹)

ترجمہ: ابونعیم نے حضرت عباسؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ کو کتب سابقہ میں احمد، محمد، ماحی، المقفی، نبی الملاحم، حمطایا، فارقلیطا اور ماذ ماذ کے ناموں سے مخاطب کیا جاتا تھا۔

حضرت ابن فارس کہتے ہیں:

و اخرج ابن فارس عن ابن عباس ان النبیﷺ قال اسمی فی التوراۃ احمد، الضحوک القتال، یرکب البعیر، ویلبس الشملۃ و یجتزیٔ بالکسرۃ سیفہ علی عاتقہ. (۲۱۰)

ترجمہ: ابن فارس نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ میرا نام احمد الضحوک القتال' ہے جو اونٹ پر سواری کرے گا۔ عمامہ باندھے گا اور کاندھے پر تلوار لگائے گا۔

علامہ حلبی لکھتے ہیں:

وفیھا ایضاً محمد و اسمه فیھا ایضاً حمیاطا وقیل حمطایا، أی یحمی الحرم من الحیرام و اسمه فی التورات ایضاً قدمایا ایّ الاول السابق و اسمه فیھا ایضاً ینِد ینِد و اسمه فیھا ایضاً احید و قیل احید ایّ یمنع نارجھنم عن امته و اسمه فیھا ایضاً طاب طاب ایّ طیب و اسمه فیھا ایضاً کما فی الشفاء محمد حبیب الرحمٰن ووصف فیھا بالضحوک ای طیب النفس و فیھا محمد بن عبد اللّٰہ مولده بمکة ومھاجره الیٰ طابة و ملکه بالشام.(۲۱۱)

ترجمہ: تورات میں آپ ؐ کا نام محمد بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اسی طرح آپ ؐ کا نام حمیاط اور ایک قول کے مطابق حمطایا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ یعنی حرم کی حفاظت کرنے والا۔ اسی طرح تورات میں آپ ؐ کا نام قدمایا بھی ذکر ہوا ہے۔ جس کے معنی ہیں اولین۔ نیز اسی میں آپ ؐ کا نام نید نید اور احید بھی بتایا گیا ہے، جس کے معنی ہیں اپنی کو جہنم سے بچانے والا۔ اسی طرح آپ ؐ کا نام نامی طاب طاب بھی ذکر ہوا ہے، جس کے معنی ہیں طیب، یعنی پاک۔ اسی طرح کشاف کے حوالے کے مطابق تورات میں آپ ؐ کا نام محمد حبیب الرحمٰن یعنی اللہ کا دوست ''محمد'' بھی ذکر ہوا ہے۔ اسی کے ساتھ تورات میں آپ ؐ کی ایک صفت پاک نفس بھی بتلائی گئی ہے۔ اسی میں یہ بھی ہے کہ آپ ؐ کا نام محمد ابن عبداللہ ہے۔ آپ ؐ کی جائے پیدائش مکہ ہوگی اور آپ ؐ کی ہجرت گاہ طابہ ہوگی اور آپ ؐ کی سلطنت شام میں ہوگی، یعنی (ملک شام آپ ؐ کے ہاتھوں فتح ہوگا)

ایک مقام پر علامہ حلبی لکھتے ہیں:

و اسمه فی الانجیل المنحمنا و المنحمنا بالسّریانیة. (۲۱۲)

ترجمہ: انجیل میں آپ ؐ کا نام منحمنا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ سریانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں محمدؐ (یعنی جو خود حمد کرنے والا اور جس کی دوسرے حمد کریں)

آپ مزید لکھتے ہیں:

ای وفی الانجیل ایضاً اسمه حبنطا ای یفرق بین الحق و الباطل ووصفه بانه صاحب المدرعة وھی الدرع و فیه ایضاً و صفه بانه یر کب الحمار و البعیر.(۲۱۳)

ترجمہ: انجیل میں آپ ؐ کا نام حبنطا بھی ذکر ہے۔ جس کا مطلب ہے، حق اور باطل، اور سچ اور جھوٹ کو الگ الگ کردینے والا۔ آپ ؐ کی نشانیوں میں یہ بھی ذکر ہے کہ وہ زرہ بکتر والے ہوں گے۔ اس کے ساتھ اس میں آپ ؐ کی ایک نشانی یہ بھی درج ہے کہ گدھے اور اونٹ آپ ؐ کی سواری میں شامل ہوں گے۔

☆......☆......☆

باب دوم:

فصل چہارم:

احبار کی بشارت

علمائے یہود کی زبانی نعوت مصطفےٰ ﷺ:

قدیم کتب سماویہ وصحفِ الٰہیہ میں آپؐ کی نعوت و بشارات و اشارات، پیش گوئیاں، اطلاعات و مصدّقات، تشریحات وتصدیقات، تذکار وخوبیاں، محاسن واسوہ اور خصائل وخصائص سیکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں سال قبل موجود تھیں اور یہود ونصاریٰ، مشرکین وکفار، ملحدین وموحدین آپ کی اس بات سے بخوبی واحسن طور پر واقف تھے۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں یہ اشارات و بشارات اور پیش گوئیاں نہ صرف یہ کہ انبیائے سابقین علیہم السلام نے بیان فرمائیں، بلکہ اس کا اظہار احبارِ یہود، رہبانِ نصاریٰ، کہان وکاہناتِ عرب، ہواتفِ غیبیہ، اجنہ، وحوش واصنام، تساقطِ النجوم، نطقِ احجار واشجار کے ذریعے، آپؐ کے ماقبل ومابعداز ولادت وبعثت نبوی ﷺ، بہ صحفِ منثور ومنظوم، ظہور پذیر ہوئیں۔

علامہ علی بن برہان الدین الحلبی الشافعیؒ اپنی معروف کتاب "من انسان العیون فی سیرۃ الامین والمامون" المعروف بہ "السیرۃ الحلبیۃ" میں بحوالہ ابن اسحٰق، لکھتے ہیں:

وکانت الاحبار من یهود و الرهبان من النصاریٰ و الکهّان من العرب قدتحدثوا بامررسول اللّٰه ﷺ قبل مبعثه لماتقارب زمانه اما الاحبار من یهود و الرّهبان من النصاریٰ فلما و جدوا فی کتبهم من صفته و صفة زمانه و اما الکهّان من العرب فجاء هم به الشیاطین فیما تسترق به من السمع اذکانت لا تحجب عن ذٰلک کما حجبت عند الولادة و المبعث و کان الکاهن و الکاهنة لایزال یقع منها ذکر بعض اموره و لا تلقی العرب لذٰلک بالاحتی بعثه اللّٰه تعالیٰ ووقعت تلک الامور التی کانوایذکرونها فعرفوها وهٰذا فیه تصریح بان الملائکة کانت تذکرهٔ ﷺ فی السماء قبل وجوده . (۲۱۴)

ترجمہ: یہودی عالم، عیسائی راہب اور عرب کاہن اس زمانے میں حضور ﷺ سے متعلق باتیں کیا کرتے تھے جب آپ کی نبوت اور ظہور کا وقت قریب آ گیا تھا۔ جہاں تک علمائے یہود اور رہبان نصاریٰ کے اس بارے میں خبریں دینے کا تعلق ہے، تو ان کی بنیاد، ان کی قدیم آسمانی کتب تھیں، جن میں آنحضرت ﷺ کی نبوت ورسالت، حلیہ وشمائل اور زمان ووقت کا بھرپور

تذکرہ موجود تھا اور جہاں تک کہان عرب کی خبروں کا تعلق تھا، تو ان کی خبروں کی بنیاد وہ شیاطین اور اجنہ تھے، جو ان کے تابع و فرمان تھے اور آسمانوں تک پہنچ کر، فرشتوں کے مابین ہونے والی گفتگو چھپ چھپ کر سنا کرتے اور پھر کاہنوں کو بتلایا کرتے تھے اس وقت تک شیاطین کا چھپ کر آسمان کی خبریں سننے اور ان کے آسمانوں پر جانے پر پابندی نہیں لگی تھی، جیسا کہ حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے وقت ان شیاطین کو اس سے روک دیا گیا تھا۔ چناں چہ اکثر ایسا ہوا کہ عرب کاہنوں اور کاہنات کی زبانوں پر آپ کی بعض باتوں کا ذکر آتا رہا، مگر عرب کے لوگ ان باتوں پر کوئی خاص توجہ نہیں دیتے۔ یہاں تک کہ آخر آپ کا ظہور مبارک ہو گیا اور آپ ؑ سے وہ باتیں، وہ کام، وہ احکام، وہ اوامر و نواہی ادا ہوئے، جن کا کہان و کاہنات نے تذکرہ کیا تھا۔ جن کے نتیجے میں عربوں کو وہ باتیں یاد آ گئیں اور ان کہان کی تصدیق ہو گئی۔ اس بارے میں یہ تصریح موجود ہے کہ آسمانوں میں فرشتے، رسول کریم ﷺ کے وجود مسعود سے بھی پہلے آپ ؑ سے متعلق باتیں کیا کرتے تھے، جن کی بھنک کبھی کبھی ان شیاطین واجنہ کے کانوں میں بھی پڑ جاتی تھی جو آسمانوں کے قریب منڈلاتے رہتے تھے۔ پھر یہی خبریں وہ زمین پر آ کر کاہنوں کو بتا دیتے تھے، اس طرح وہ لوگوں تک پہنچ جاتی تھیں۔

کعب الاحبار کی بشارت:

کعب توریت کے زبردست عالم تھے۔ ان کے والد بھی توریت کے بہت بڑے عالم تھے۔ حضرت کعبؓ عہد فاروقیؓ میں اسلام لائے۔ خصائص کبریٰ میں ہے کہ آپ فرماتے ہیں۔

وأخرج أبو نعيم من طريق شهر بن حوشب، عن كعب قال: ان ابى كان من أعلم الناس بما انزل الله علىٰ موسىٰ، وكان لم يدخر عنى شيئاً مما كان يعلم، فلما حضره الموت دعانى، فقال لى: يا بنى انک قد علمت أنى أدخر عنک شيئلاً مما كنت أعلمه الا أنى قد جست عنک ورقتين فيهما نبى يبعث قد اطل زمانه، فكرهت ان اخبرک بذلک فلا آمن عليک ان يخرج بعض هؤلاء الكذابين فتطيعه، وقد جعلتهما فى هذه الكوة التى ترى وطينت عليهما، فلا تعرضن لهما ولا تنظرن، فيهما حينک هذا، فان الله ان يردبک خيراً ويخرج ذالک النبى تتبعه، ثم انه قد مات فدفناه، فلم يكن شئ أحب الى من أن انظر فى الورقتين، ففتحت الكوة ثم استخرجت الورقتين، فاذا فيهما محمد رسول الله خاتم النبيّين لا نبى بعده، مولده بمكةومهاجره بطيبة لا فظ ولا غليظ ولا صخاب فى الأسواق ويجزى بالسيئة الحسنة، ويعفو و يصفح، أمته الحمادون الذين يحمدون اللّٰه علىٰ كل حال تدلّل السنتهم بالتكبير وينصر نبيهم على كل من ناوأه، يغسلون فروجهم ويأتزرون على اوساطهم، أنا جيلهم فى صدورهم وتراحهم بينهم تراحم بنى الأم، وهم أول من يدخل الجنة يوم القيامة من الأمم. (۲۱۵)

ترجمہ: ابونعیم نے یہ طریقہ شہر بن حوشب، حضرت کعب سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میرا باپ تمام لوگوں میں حضرت موسیٰ پر نازل شدہ کتب کا بہت بڑا عالم تھا۔ وہ علم کو مجھ سے چھپاتا بھی نہ تھا۔ اس نے اپنی موت کے وقت مجھے بلایا اور

کہا۔اے بیٹے! تم جانتے ہو کہ میں نے اپنے علم کو تم سے پوشیدہ نہیں رکھا ہے، بجز دو ورقوں کے۔ان دو اوراق میں ایک نبی کا ذکر ہے، جن کی بعثت کا زمانہ بہت قریب ہے، لہٰذا میں نے مناسب سمجھا کہ میں تمہیں اس کی اطلاع کر دوں۔اس لیے کہ مجھے خطرہ ہے کہ بعض نبوت کے جھوٹے مدعی ظاہر ہوں گے اور تم ان کی اطاعت کرنے لگو، لہٰذا میں نے ان دونوں ورقوں کو تمہارے سامنے روزن میں رکھ دیا ہے اور ان پر مہر لگا دی ہے، تم ان اوراق کو ابھی نہ دیکھنا۔ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے بھلائی کا ارادہ فرمائے اور وہ نبی مذکور آ جائے تو تم اس کی پیروی کرنا، اس کے بعد وہ فوت ہو گئے اور ہم نے ان کو دفن کر دیا۔اس کے بعد میرے لیے کوئی شئے اس سے زیادہ محبوب نہ تھی کہ میں ان اوراق کو دیکھوں۔ بالآخر میں نے اس روزن کو کھولا اور ان ورقوں کو نکالا۔ان میں لکھا تھا۔

''محمد رسول اللہؐ خاتم النبیین ہیں۔ان کی جائے ولادت مکہ اور ان کا مقام ہجرت مدینہ ہے۔وہ نہ بدخلق ہیں، نہ سخت مزاج، نہ بازاروں میں شور مچانے والے ہیں اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے ہیں۔وہ عفو و درگزر سے کام لیں گے۔ان کی امت بہت زیادہ حمد کرنے والی ہوگی۔وہ لوگ ایسے ہوں گے کہ ہر حالت میں اللہ کی حمد کریں گے۔ان کی زبانیں حمد و سپاس میں سرگرم، وہ دشمنان دین کے مقابلے میں اپنے نبیﷺ کی مدد کریں گے۔ وہ اپنی شرم گاہوں کو دھوئیں گے اور نصف کمر پر تہہ بند باندھیں گے۔خدا کی کتاب ان کے سینوں میں ہوگی اور وہ باہم اتنے رحیم و کریم ہوں گے، جس طرح ماں جائے بھائی باہم رفیق و شفیق ہوتے ہیں اور وہ لوگ قیامت کے دن تمام لوگوں سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔''

عالم یہود: نعمان سبائی کی بشارت

عن النعمان السبائیؓ وکان من احبار یہود بالیمن قال لی سمعت یذکر النبیﷺ قدمت علیه و سالته عن اشیاء وثم قلت له ان ابی کان یختم علیٰ سفر و یقول لاتقرأه علیٰ یهود و حتی تسمع بینی قد خرج بیثرب فاذاسمعت به فافتحه قال النعمان فلما سمعت بک فتحت السفرفاذا فیه صفتک کماارٰک الساعة واذا فیه ماتحل و ماتحرّم و اذا فیه انت خیر الانبیاء و امتک خیر الامم و اسمک احمدﷺ و امتک الحمادون ایّ یحمدون اللّٰه فی السرّاء و انصراء قربانهم دماوهم ای یتقرّبون الی اللّٰه سبحانه وتعالیٰ باراقة دماء هم فی الجهاد وانا جیلهم فی صدورهم ای یحفظون کتابهم لایحفرون قتالا اَلا و جبریل معهم یتحنن اللّٰه علیهم کتحنن الطیرعلی فراخه ثمه قال لی یعنی اباه اذا سمعت به فاخرج الیه وآمن به و صدّقه فکان النبیﷺ یحب ان یسمع اصحابه حدیثه فاتاه یوماًفقال الی النبیﷺ یانعمان حدثنا فابتداء النعمان الحدیث من اوله فروی رسول اللّٰهؐ یتبسّم ثم قال اشهدان رسول اللّٰهؐ. (۲۱۶)

ترجمہ: نعمان سبائی یمن کے عالم یہود میں سے تھے، وہ کہتے ہیں۔

''جب میں نے آنحضرتﷺ کے ظہور کا چرچا سنا تو آپؐ کے پاس حاضر ہوا اور آپؐ سے بہت سی باتوں کے بارے میں سوالات کئے (جن کے جوابات سن کر مجھے آپ کی سچائی کا یقین ہوگیا) آخر اس کے بعد میں نے عرض کیا۔

''میرے باپ جب (توراۃ کا) ایک سفر یعنی باب ختم کیا کرتے تھے، تو یہ کہا کرتے تھے کہ تم اس باب کو یہودیوں کے

سامنے اس وقت تک مت پڑھنا، جب تک کہ تم یہ نہ سن لو کہ ایک نبی یثرب میں ظاہر ہو گیا ہے۔ جب تم یہ خبر سن لو تو پھر اس کو کھول سکتے ہو۔"

چناں چہ نعمان کہتے ہیں۔

"جب میں نے آپؐ کے متعلق سنا تو میں نے وہ سفر کھولا۔ میں نے دیکھا کہ اس میں آپ کی وہ تمام صفات لکھی ہوئی تھیں جو میں آپؐ میں اس وقت دیکھ رہا ہوں۔ پھر اس میں یہ سب تفصیلات تھیں کہ آپ کن چیزوں کو حلال قرار دیں گے اور کن چیزوں کو حرام۔ اس کے بعد لکھا تھا کہ آپؐ سب سے بہترین نبی ہیں اور آپ کی امت، سب امتوں سے بہترین امت ہے، اور یہ کہ آپؐ کا نام نامی احمدﷺ ہے اور آپ کی امت حماد ہوگی یعنی تنہائیوں میں اور کھلے عام، ہر طرح اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرنے والی ہوگی۔ ان کی نذر و نیاز خود ان کی جانیں ہوں گی، یعنی اللہ تعالیٰ کا قرب اور نزدیکی حاصل کرنے کے لیے وہ لوگ جاہ میں اپنی جانوں کی سوغات پیش کریں گے۔ یہ کہ ان کی کتاب یعنی قرآن ان کے سینوں میں محفوظ ہوگی یعنی اپنی کتاب کی پوری طرح حفاظت کریں گے۔ وہ جب بھی کسی لڑائی میں شریک ہوں گے تو جبرئیلؑ ان کے ساتھ ہوں گے، جو اس طرح اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ان پر سایہ رکھیں گے، جیسے پرندے اپنے بچوں پر چھایا کرتے ہیں۔"

پھر نعمان کہتے ہیں کہ!

"مجھ سے میرے باپ نے کہا تھا کہ جب بھی تم اس نبی کے متعلق خبر سنو تو فوراً ان کے پاس حاضر ہونا، ان پر ایمان لانا اور ان کی تصدیق کرنا۔ یہ واقعہ سن کر حضورﷺ نے چاہا کہ آپؐ کے صحابہ کرامؓ بھی اس واقعہ کو سنیں، چناں چہ ایک روز آپؐ نے حضرت نعمانؓ کو بلایا اور ان سے فرمایا۔

"اے نعمانؓ ہمیں وہ واقعہ پھر سناؤ" چناں چہ حضرت نعمان نے اپنا پورا واقعہ شروع سے آخر تک سنایا، جب نعمانؓ یہ واقعہ سنا رہے تھے تو اس وقت آنحضرتﷺ کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ (واقعہ سن لینے کے بعد) آپؐ نے فرمایا۔" میں گواہی دیتا ہوں کہ میں خدا کا رسولؐ ہوں۔"

یہودی عالم ابن ھیبان کی بشارت:

مادرت به من شيخ من بنی قريظه قال ان رجلا من يهود من اهل الشام يقال له ابن الهيبان ای الجبان قدم الينا قبل الاسلام بنين بين اظهرنا والله مارأينا رجلًا قط لا يصلّی الخمس افضل منه .... ثمه حضرته الوفاة عندنا فلما عرف انه ميت قال يا معشر يهود ماترينه اجرجنی من اهل الخمر بالتحريک و باسکان الميم الشجر الملتف و الحمير الیٰ ارض البوس و الجوع قلنا انت اعلم قال فانما قدمت هذه الارض اتوکف ای اتوقع خروج ای قد اظل زمانه ای اقبل و قرب کانه لقربه اظلهم ایّ القی عليهم ظله وهذه البلد مهاجره و کنت ارجو ان يبعث فاتبعه فانه يبعث بسفک الدماء وبسبی الذراری و النساء ممن خالفه فلايمنعکم ذٰلک منه فلما بعث اللّٰه رسول محمدﷺ و حاصره بنی قريظة قال لهم نفرمن هول........ وقيل بسکونها اخوة بنی قريظة وهم ثعلبة بن سعية و اسد بن شعبة و يقال اُسيد بالتصغير و اسد بن عبيد و کانوا شباناً احداثاً يا بنی قريظة و اللّٰه

انه له بصفته فنزلوا واسلموا فاحرزوا دماء هم و اموالهم واهلهم كماسيأتي. (۱۲۷)

ترجمہ: بنی قریظہ (یعنی مدینے کے ایک یہودی قبیلے) کے شخص نے بیان کیا ہے کہ ملک شام کا ایک یہودی عالم تھا، جس کا نام (ابن ہیبان تھا، جس کو عرب "جبان" کہتے تھے۔ یہ ظہور اسلام سے ایک عرصہ پہلے مدینہ آ گیا تھا اور ہم لوگوں کے درمیان آ کر بس گیا تھا۔ وہ ایسا نیک اور خدا ترس تھا کہ خدا کی قسم! پانچ وقت نماز نہ پڑھنے والوں میں سے ہم نے اس شخص سے زیادہ افضل اور بزرگ کسی کو نہ پایا............ پھر جب اس کا وقت آخر آ پہنچا اور اسے یہ یقین ہو گیا کہ اب موت اس کے سر پر آ چکی ہے تو اس نے لوگوں سے کہا۔

"اے گروہ یہود! سنو، تمہارا کیا خیال ہے کہ میں کس وجہ سے اس دولت مند اور سرسبز علاقے (یعنی ملک شام) کو چھوڑ کر اس بنجر اور بھو کے علاقے میں آ کر بس گیا ہوں۔"

ہم نے کہا کہ آپ بہتر جانتے ہوں گے، تو پھر اس نے کہا۔ "میں اس علاقے میں اس لیے آ کر ٹھہرا ہوں کہ مجھے ایک نبی کے ظہور کی امید ہے جس کا زمانہ اب قریب آ پہنچا ہے۔ یہ اسی طرح قریب آ چکا ہے کہ گویا تم اس زمانے کے سائے میں پہنچ چکے ہو۔ یہ شہر اس کی ہجرت گاہ یعنی ہجرت کا گھر ہوگا۔ میری تمنا ہے کہ وہ نبی ظاہر ہو جائے اور میں بھی اس کی پیروی کروں۔

بہر حال تم لوگوں تک اس کا زمانہ آ پہنچا ہے، اس لیے اس نبی کو ماننے میں تم پہل کرنا، جان لو کہ، جو لوگ اس نبی کے مخالف ہوں گے، ان کی خوں ریزی ہوگی اور ان کے بچے اور عورتیں قیدی نہیں گے، لہٰذا ان باتوں کی وجہ سے تم اس کی طرف بڑھنے سے رک مت جانا۔"

چناں چہ جب رسول اللہ کا ظہور ہو گیا اور مدینے پہنچنے کے بعد یہودیوں کی مخالفت اور سازشوں کی بناء پر آپؐ نے بنی قریظہ کے یہودیوں کا محاصرہ فرمایا تو بنی قریظہ کے کچھ یہودیوں نے یعنی ثعلبہ ابن سعد، اسد بن شعبہ یا (اُسید ابن شعبہ) اور اسد ابن عبید جو سب کے سب نوجوان تھے، کہا۔ "اے بنی قریظہ، بے شک یہ ہُو بہو وہی نبی ہیں (جن کی خبر ابن ہیبان نے دی تھی) اس کے بعد یہ تینوں اس حویلی سے اتر کر آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور مسلمان ہو گئے۔ اس طرح ان کی جانیں اور ان کے مال اور ان کے گھر والے محفوظ و مامون ہو گئے۔

یوشع یہودی کی پیش گوئی:

واخرج ابونعيم من طريق ابى سعيد الخدرى قال: سمعت ابامالك بن سنان يقول: جئت بنى عبد الاشهل يوماً لا تحدث فيهم فسمعت يوشع اليهودى يقول اذل خروج نبى يقال له احمدً يخرج من الحرم فقيل له ماصفته؟ قال رجل ليس بالقصير ولا بالطويل فى عينيه حمرة يلبس الشملة و يركب الحمار سيفه على عاتقه و هذا البلد مهاجرة فرجعت الى قومى بنى خدرة وانا اتعجب مما قال فاسمع رجلاً مايقول ويوشع يقول هذا وحده كل يهود يثرب تقول هذا فخرجت حتى جئت بنى قريظه فاجد جمعاً فتذا كروا النبى ﷺ فقال الزبير ابن باطا قد طلع فاجد جمعاً فتذاكرو النبى ﷺ فقال الزبير ابن باطا قد طلع الكواكب الاحمر الذى لم يطلع الالخروج نبى و ظهوره ولم يبق احد الاحمد وهذه مهاجره. (۱۲۸)

ترجمہ: ابونعیم نے بروایت حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کی کہ میں نے اپنے باپ مالک بن سنان کو یہ کہتے سنا کہ میں ایک

روز بنی عبدالاشھل کے پاس کچھ باتیں کرنے گیا۔ وہاں میں نے یوشع یہودی کو کہتے سنا کہ "اس نبی کے ظہور کا زمانہ قریب ہے جس کا نام احمد مجتبیٰ ﷺ ہے اور وہ حرم سے ظاہر ہوگا۔" لوگوں نے پوچھا "اس کی شناخت وعلامت بتا دیجئے" اس نے کہا۔

"نہ وہ پستہ قد ہوگا نہ طویل قامت، آنکھوں میں سرخ ڈورے ہوں گے، اون کا لباس پہنے گا، دراز گوش پر سواری کرے گا اور اس کے شانہ پر تلوار آویزاں ہوگی اور یہ شہر یعنی مدینہ منورہ اس کی ہجرت کا مقام ہوگا۔"

اس کے بعد میں اپنی قوم بنی خدرہ میں لوٹ آیا۔ میں نے یوشع سے جو کچھ سنا تھا اس پر تعجب کر رہا تھا کہ اپنے قبیلے کے ایک شخص کو کہتے سنا کہ تنہا یوشع اس بات کو نہیں کہہ رہا ہے بلکہ یثرب کا ہر یہودی یہی بات کہہ رہا ہے، پھر میں بنی قریظہ کے پاس آیا تو وہ سب مجتمع تھے اور نبی آخرالزماں کا ذکر کر رہے تھے۔ زبیر ابن باطا نے کہا کہ وہ سرخ ستارہ طلوع ہو گیا ہے جو کسی نبی کے ظہور کے وقت طلوع ہوتا ہے اور اب احمد مجتبیٰ ﷺ کے ظہور کے سوا کسی اور نبی کی آمد باقی نہیں اور یہ شہر مدینہ اس کی ہجرت کا مقام ہے۔

یہودی عالم شامون (شامول) کی بشارت:

و اخرج ابن سعد من طريق عكرمة عن ابن عباس عن ابى بن كعب قال لم قدم تبع المدينة و نزل بقناة بعث الىٰ احبار يهود و فقال انى مخرّب هٰذا البلد فقال له شامون اليهودى وهويومئذٍ اعلمهم ايّها الملك ان هٰذا بلديكون اليه مهاجر بنى من بنى اسماعيل مولده بمكة اسمه احمد ﷺ وهٰذا هجرته وان منزلك هٰذا الذى انت به يكون به من القتل والجراح امر كثير فى اصحابه وفى عدوهم قال تبع و منه يقاتله يومئذ؟ قال يسير اليه قومه فيقتتلون هاهنا قال فاين قبره قال بهٰذا البلد قال فاذا قوتل لمن تكون الدبرة؟ قال تكون له مرّة وعليه مرّة وبهٰذا المكان الذى انت به تكون عليه ويقتل به اصحابه مقتلة لم يقتلوا فى موطن مثلها ثم تكون له العاقبه ويظهر فلا ينازعه فى هٰذا الامر احد قال وما صفته قال رجل بالطويل ولا بالقصير فى عينيه حمرة يركب البعير ويلبس الشملة سيفه علىٰ عاتقه لايبالى من لا قى حتى يظهر امره. (۲۱۹)

ترجمہ: ابن سعد نے بروایت عکرمہ ابن عباسؓ سے اور انہوں نے ابی بن کعب سے روایت کی کہ جب تبع مدینہ آیا اور وادی قناۃ میں اترا تو اس نے "احبار یہود" کو کہلا بھیجا کہ میں اس شہر کو تباہ و برباد کردوں گا، تو ایک عمر رسیدہ شخص شامون (عالم یہود) نے جواب دیا۔

"اے بادشاہ! بلاشبہ یہ وہ شہر ہے، جس میں بنی اسماعیل کا آخری نبی اپنے مولد یعنی مکہ سے ہجرت کر کے یہاں سکونت پذیر ہوگا۔ یہ اس کی جائے ہجرت ہے جو دین ابراہیمی کے ساتھ مبعوث ہوگا اور جس کا نام اقدس احمد ﷺ مرقوم ہے اور تمہارے پڑاؤ کا مقام (میدان) جاں نثاران احمد ﷺ اور دشمنان نبوت کی معرکہ آرائی اور مہمات امور کے واقع ہونے کا میدان ہے۔"

تبع نے پوچھا۔ "اس نبی سے جنگ کرنے والے کون لوگ ہوں گے۔"

شامون نے جواب دیا۔ "اس کی اپنی قوم حملہ آور ہوگی۔"

تبع نے پوچھا۔ "اس نبی کا مزار کہاں ہوگا۔" شامون نے کہا۔ "اسی شہر میں" تبع نے پوچھا۔ "لڑائی کا نتیجہ کس کے حق میں ہوگا" شامون نے جواب دیا۔ "کبھی تو ان کے حق میں ہوگا اور کبھی اہل باطل مخالفین کے حق میں۔" اور اس مقام پر، جہاں تم فروکش ہوئے ہو۔ یہاں نبی اللہ کو زحمت برداشت کرنی پڑے گی اور اس جنگ میں ان کے اتنے مجاہدین شہید ہوں گے کہ شاید کسی اور جنگ میں نہ ہوں۔ پھر اس کے بعد اس نبی کے لیے نیک انجام ہوگا اور وہ غالب ہو جائیں گے اور امر نبوت میں کوئی ان سے اختلاف کرنے والا نہ رہے گا۔

تبع نے پوچھا: "اس نبی کی شان اور وصف کیا ہے؟"
اس کے جواب میں شامون نے کہا۔
"وہ نہ پست قد ہوں گے، نہ طویل قامت۔ ان کی آنکھوں میں سرخی ہوگی۔ اونٹ پر سواری کریں گے، عمامہ کی بندش میں شملہ ہوگا۔ اکثر تلوار شانے پر آویزاں ہوگی۔ جو بھی طاقت ان کے کاموں میں مزاحم ہوگی، وہ اس کو پاش پاش کردے گا اور بالآخر اس کا دین غالب ہوجائے گا۔"

مزید تفصیل کے لیے دیکھئے علامہ یوسف نبہانی کی تصنیف "حجة الله علی العالمین فی معجزات سید المرسلین"، ص ۱۰۴ تا ۱۰۵۔

یہودی عالم زبیر بن باطا کی پیش گوئی:

واخرج ابن سعد من طریق عبد الحمید بن جعفر عن ابیه قال کان الزبیر بن باطا اعلم الیهود ویقول انی وجدت سفراً کان ابی کتمه علیٰ فیه ذکر احمد ﷺ نبی خرج بارض القیوظ صفته کذا وکذا فتحدث به الزبیر بعد ابیه و النبی ﷺ لم یبعث فماهو الاان سمع بالنبی ﷺ قدخرج بمکة عمد الیٰ ذالک السفر فمحاه وکتم شان النبی ﷺ و قال لیس به. (۲۲۰)

ترجمہ: ابن سعد نے بروایت عبدالحمید بن جعفر روایت کی اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ زبیر بن باطا یہود کا سب سے بڑا عالم تھا۔ اس نے ذکر کیا، میں نے اس کتاب کو حاصل کیا جس کو میرا باپ مجھ سے چھپاتا تھا۔ اس میں نبی احمد مبشر ﷺ کا ذکر تھا کہ وہ علاقہ گرم یعنی مکہ مکرمہ میں پیدا ہوگا اور آپ کے یہ اور یہ اوصاف ہوں گے۔ زبیر نے یہ بات اپنے باپ کے مرنے کے بعد بیان کی۔ رسول اللہ ابھی مبعوث نہ ہوئے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے سنا کہ نبی ﷺ نے مکہ مکرمہ میں ظہور فرمایا ہے تو زبیر نے اس کتاب کو چھپادیا اور نبی کریم ﷺ کے بارے میں تجاہل عارفانہ برتتے ہوئے انکار کا رویہ اختیار کرلیا۔

امام نبہانیؒ نے دیگر احبار وعلمائے یہود کی بھی بشارت وپیش گوئیاں بیان کی ہیں، جو بعد ازاں اسلام لائے، جیسے عبد السلام بن سلام کا عہدِ یہودیت میں سرکار ﷺ کے اوصاف بیان کرنا۔ (۲۲۱) مخیرّق یہودی کا واقعہ۔ (۲۲۲) اور عسکلان حمیری کا قصہ (۲۲۳) ان کے علاوہ آپ نے دیگر احبار کی بھی بشارات نقل کی ہیں، جن میں میمون بن یامین (قبل از اسلام) عبداللہ بن صوریا الاعور، (۱) سلمہ بن سلامہ اور شاہ یمن سیف بن ذی یزن کے واقعات شامل ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھئے (۲۳۴)

علامہ ابن ہشام، علامہ سید زینی دحلان اور علامہ نبہانی نے اس عالم یہود کا نام۔ شامول درج کیا ہے۔
(الف) بن ثعلبہ بن الفطیون، حجاز کا سب بڑا عالم تورات۔
(ب) حضور ﷺ نے فرمایا۔ "مخیرّق خیر یہود" (یہودیوں میں سب سے بہتر مخیرّق تھے) مخیرّق بہت مال دار ترین شخص تھے۔ ماہر عالم اور بڑی جائیداد کے مالک تھے۔ اپنے علم کے سبب حضور ﷺ کی صفات سے واقف اور حضور ﷺ سے شدید محبت رکھتے تھے۔ جنگ احد کے موقع پر اپنے تمام مال کی وصیت حضور ﷺ کے حق میں فرمائی کہ اگر "میں اس جنگ میں مار دیا جاؤں تو میری ہر طرح کی ملکیت محمد ﷺ کے لیے ہے۔ وہ اس میں اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق تصرّف فرمائیں۔" جب ان کے مارے جانے کی خبر حضور ﷺ کو ہوئی تو آپؐ نے مذکورہ الفاظ کہے اور ان کی ہر طرح کی ملکیت پر قبضہ کیا اور مدینے میں آپؐ کے عام صدقات اسی مال سے ہوا کرتے تھے۔
تصور رفاہ وفلاح کی یہ بڑی مثبت اور مستند دلیل ہے۔ فنڈ قائم کرنا، چیریٹی بنانا اور خدمت انسانیت کے لئے وقف املاک کرنے کا یہ اعلیٰ ثبوت ہے۔

رہبان کی بشارتیں

علمائے نصاریٰ (راہبوں) کی زبانی نعوتِ مصطفٰے ﷺ

بحیرا راہب کی پیش گوئی:

فلمّا نزل الرّکب بصریٰ وبها راهب یقال له بحیرا.......................

واسمه جرجیس و قیل سرجیس و حینئذٍ یکون بحیرا العقبه فی صومعة له و کان انتهی الیه علم النّصرانیة ای لان تلک الصومعة کانت تکون لمن ینتهی الیه علم النصرانیة یتوارثونها کابرا عن کابر عن اوصیاء عیسٰیؑ و فی تلک المدة انتهی علم النصرانیة الٰی بحیرا.......................

وکانت قریش کثیرا ماتمر علی بحیرا فلا یکلّمهم حتی کان ذلک الطعام صنع لهم طعاماً کثیراً وقد کان رأی وهو بصومعته رسول اللّٰه ﷺ فی الرکب حین اقبا و او غمامة قد تظله من بین القوم ثم نزلوا فی ظلّ شجرة نظر الی الغمامة قد اظلّت الشجرة وتهصرت ای مالت. اغصان الشجرة علٰی رسول اللّٰه ﷺ وفی روایة و افضلت ای کثرت اغصان الشجرة علیٰ رسول اللّٰه ﷺ حین استظلّ تحتها ای وقد کان ﷺ وجدهم سبقوه الٰی فی الشجرة فلما جلس ﷺ مال فی الشجرة علیه ثم ارسل الیهم ان قد صنعت لکم طعاماً یا معشر قریش و احب ان تحضرو اکلکم صغیر کم وکبیر کم وعبدکم وحرکم فقال له رجل منهم لم اقف علٰی اسم هٰذا الرجل یا بحیرا ان. اک الیوم لشأنا ماکنت تصنع هٰذا بنا وکنا غرّ علیک کثیر فما شانک الیوم فقال له بحیرا صدقت قد کان ماتقول ولکنکم ضیف وقد احببت ان اکرمکم واصنع لکم طعاماً مافتاکلون منه کلکم فاجتمعوا الیه وتخلف رسول اللّٰه ﷺ من بین القوم لحداثة سنه فی رحال القوم ای تحت الشجر فلما نظر بحیرا فی القوم ولم یرا الصفة ای لم یر فی احد منهم الصفة التی هی علامة لِلنّبی المبعوث آخر الزمان التی یجدها عنده ای ولم یر الغمامة علٰی احد من القوم ورآها متخلفة علٰی راس رسول اللّٰه ﷺ فقال یا معشر قریش لایتخلف احد منکم عن طعامی فعالوا یا بحیرا

مـاتخلف عن طعامک احد ینبغی له ان یاتیک آلاغلام وهوا لحدث القوم سنا قالو لاتفعلوا ادعوه فلیحضر هٰذا الغلام معکم ای وقال فما اقبح ان تحضرو ویتخلف رجل واحد مع انّی اراه مـن انفسکم فقال القوم هو واللّٰه اوسطنا نسباً وهو ابن اخی هٰذا الرجل یعنون ابا طالب وهـو ولد عبدالمطلب فقال رجل من قریش واللاّت والعزیٰ ان کان للؤ ماینا ان یختلف ابن عبـدالـلّٰـه بـن عبـدالـمـطلب عن طعام من بیننا ثم قام الیه فاحتضنه ای وجاء به. واجلسه مع الـقـوم ای وذٰلک الـرجـل هـو عـمـه الـحـرث بـن عبدالمطلب. ....

ولـمـا سـاربـه مـن احتضنه لم تزل الغمامة تیسر علی راسه ﷺ فلما رآه بحیرا جعل یلحظه لخطاً شدیداً وینظر الٰی اشیاء من جسده قد کان یجدها عنده من صفته ﷺحتی اذا فـرغ الـقوم من طعامهم وتفرقوا قام الیهﷺ بحیرا فقال له اسألک بحق اللاّت والعزیٰ آلاّ مـااخبـر تـنـی عـما اسألک عنه وانما قال له بحیرا ذالک لانه سمع قومه یحلفون بهما ای وفـی الشـفـاء انـه اختبـره بـذٰلک فـقال له رسول اللّٰهﷺ لاتسأ لنی بااللّات والعزیٰ شیئاً فـوالـلّٰهماابغض شیئاً قط بغضها فقال بحیرا فبا اللّٰه آلا ما اخبرتنی عما اسئلک عنه فقال له سئلنی عما بذالک فجعل یسئاله عن اشیاء من حاله من نومه وهیئته وامورہ ویخبره رسول اللّٰهﷺ فیوافق ذٰلک ماعند بحیرا من صفته ای صفة النبی المبعوث آخر الزمان التی عنده ای ثـم کشف عـن ظهره فرأی خاتم النبوة علی الصفة التی عنده فقبل موضع الخاتم فقالت قـریـش ان لـمحمد ﷺ عند هٰذا الراهب لقدر فلما فرغ اقبل علٰی عمه ابی طالب فقال له مـاهٰـذا الـغـلام منک قال ابنی قال ماهو ابنک وما ینبغی لهٰذا الغلام ان یکون ابوه حیّاً قال فـانـه ایـن اخـی قال فما فعل ابوه قال مات وامه حبلیٰ به قال صدقت ای ثم قال مافعلت امه قـال تـوفـیـت قـریـباً قال صدقت فارجع بابن اخیک الیٰ بلاده احذر علیه الیهود فواللّٰه لئن رأوه وعـرفـوامـنـه ماعرفت لتبغینه شرا فانه کائن لابن اخیک هٰذا شان عظیم ای نجده فی کتبـنـا وروینـاه عن آبائنا واعلم انی قد ادّیت الیک النصیحة فاسرع به الٰی بلده وفی لفظ لما قال له ابن اخی قال له بحیرا أشفیق علیه انت قال نعم قال فواللّٰه لئن قدمت به الی الشام ای جـاوزت هـذا الـمـحـل ووصـلـت الی داخل الشام الذی هومحل الیهود لتقتلنّه الیهود فـرجع به الی المکه ویقال انه قال لذٰلک الراهب ان کان الامر کما وصفت فهو فی حصن

من الله عزّوجل. (۲۲۵)

ترجمہ: بحیرا راہب ملک شام کا معروف عالم انجیل تھا۔ اس نے جس وقت یہ بشارت بیان کی اس وقت حضور سیّد عالم ﷺ کی عمر اطہر نو یا بارہ سال تھی۔ یہ آپ ﷺ کا پہلا سفر شام تھا۔ جب یہ قافلہ روانہ ہو کر شہر بصریٰ پہنچا جہاں بحیرا نامی راہب اپنی خانقاہ میں مقیم تھا۔ اس کا نام جرجیس تھا، بعض لوگوں نے اسے سرجیس بھی لکھا ہے، گویا بحیرا اس کا لقب تھا۔ یہ راہب (اتنا زبردست عالم تھا کہ) نصرانی مذہب کا علم اس پر آ کر ختم ہو گیا تھا (یعنی اس مذہب کا اس سے بڑھ کر کوئی دوسرا عالم اس وقت نہ تھا۔) یہ ان کی سب سے بڑی اور مرکزی خانقاہ تھی اور اس کا عابد وہی شخص ہوتا تھا جو علوم نصرانیہ کا سب سے بڑا عالم ہو۔ حضرت عیسیٰ کے جانشینوں کے وقت سے ہی پشت در پشت اس خانقاہ کا ایسا ہی زبردست عالم چلا آ رہا تھا، جیسا کہ راہب تھا۔

....

قریش کے لوگ اکثر (اپنے تجارتی اسفار کے دوران) بحیرا راہب کے پاس سے گزرا کرتے تھے، مگر وہ کبھی ان پر نگاہ التفات نہ کرتا تھا، مگر اس سال اس نے ان کے لئے بہت سا کھانا تیار کرایا۔ جب یہ قافلہ اس کے پاس پہنچا تو اس نے قافلے میں آنحضور ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ لوگوں کے مابین تھے اور ایک بدلی آپ ﷺ پر سایہ کئے ہوئے تھی۔ یہ قافلہ ایک درخت کے نیچے آ کر ٹھہرا تو بحیرا نے یہ منظر دیکھا کہ بدلی کا ٹکڑا درخت کے اوپر اس جگہ سایہ کئے ہوئے تھا جہاں حضور ﷺ تشریف فرما تھے اور درخت کی شاخیں بھی بڑھ کر اس طرف کو جھک گئی تھیں، جس طرف آپ ﷺ تشریف فرما تھے۔

جب بحیرا نے حضور اکرم ﷺ کی یہ شان وعظمت دیکھی تو اس نے اہل قریش کے پاس یہ پیغام بھجوایا کہ "اے گروہ قریش! میں نے آپ لوگوں کے لئے کھانا تیار کرایا ہے اور میری خواہش ہے کہ آپ میں سے تمام لوگ کھانا کھانے کے لئے یہاں آئیں، جن میں بچے بھی ہوں، بڑے بھی ہوں، غلام بھی ہوں اور آزاد بھی ہوں۔"

(یہ پیغام سن کر) ان میں سے ایک شخص نے کہا۔ "اے بحیرا! آج تم نرالی بات کر رہے ہو۔ ہم اکثر تمہارے پاس سے گزرتے ہیں مگر تم نے ہمارے ساتھ تو کبھی یہ برتاؤ نہیں کیا، آج کیا خاص بات ہوئی ہے؟"

بحیرا راہب نے جواب دیا۔ "تم ٹھیک کہتے ہو اور بات بھی ایسی ہی تھی، مگر آپ لوگ میرے مہمان ہیں اور میری خواہش ہے کہ میں آپ لوگوں کا اعزاز واکرام اور احترام کروں اور آپ سب کے لئے کھانا تیار کروں اور آپ سب لوگ کھانا یہیں کھائیں۔"

غرض یہ کہ پھر سب لوگ بحیرا کے پاس پہنچ گئے، صرف رسول اللہ ﷺ پڑاؤ میں رہ گئے۔ کیوں کہ آپ کم عمر تھے اور آپؐ وہیں درخت کے نیچے ہی بیٹھے ہوئے تھے۔ اب بحیرا نے جب لوگوں کو دیکھا تو اسے ان میں سے کسی میں بھی وہ صفت اور نشانی نظر نہیں آئی، جو ظاہر ہونے والے نبی آخر الزماں میں تھی اور جو اس نے بخوبی طور پر بہ نظر غائر آپؐ میں دیکھی تھی۔

پھر جب اس نے باہر کی طرف نگاہ دوڑائی تو اس نے دیکھا کہ حضور ﷺ وہاں درخت کے نیچے تشریف فرما ہیں اور بدلی نے آپ ﷺ پر سایہ کیا ہوا ہے، تو اس نے کہا۔ "اے گروہ قریش! آپ میں سے کوئی بھی میری اس دعوت سے باقی نہیں رہنا چاہئے۔"

قریش نے کہا۔ "اے بحیرا! جن کو آپ کی دعوت میں آنا ضروری تھا، ان میں سے کوئی بھی نہیں رہا۔ ہاں ایک لڑکا ضرور رہ گیا ہے، جو سب میں کم عمر ہے۔"

بحیرا نے کہا۔ "نہیں، ایسا مت کیجئے، اس کو بھی بلائیے۔ اس بچے کو بھی آپ کے ساتھ ہی ہونا چاہئے۔"

پھر اس نے کہا۔ "یہ کس قدر بری بات ہے کہ آپ سب لوگ آئیں اور آپ میں سے ایک آدمی رہ جائے، حالانکہ میں نے اس کو آپ لوگوں کے ساتھ ہی دیکھا تھا۔"

قریش نے کہا۔ "خدا کی قسم! ویسے وہ ہم میں نسب کے لحاظ سے سب سے بہتر ہے۔ وہ اس شخص کا بھتیجا ہے۔" انہوں نے

ابوطالب کی طرف اشارہ کیا۔ ''اور عبدالمطلب کی اولاد میں سے ہے۔''
پھر قریش میں سے ہی ایک شخص نے کہا۔ ''لات اور عزیٰ کی قسم! ہمارے لئے یہ بڑے شرم کی بات ہے کہ ہمارے ساتھ ہوتے ہوئے عبداللہ ابن عبدالمطلب کا بیٹا کھانے میں شریک نہ ہو۔''
اس کے بعد وہ شخص اُٹھ کر گیا اور آنحضرت ﷺ کو ساتھ لے آیا اور اس نے آپ کو اپنے ساتھ بٹھایا۔ یہ شخص آپ کا چچا حارث ابن عبدالمطلب تھا۔
جب وہ شخص آپ کو پڑاؤ سے لے کر بحیرا کی خانقاہ کی طرف چلا تو وہ بدلی بھی آپؐ کے سر کے اوپر ساتھ ساتھ چلتی رہی۔
جب بحیرا نے یہ منظر دیکھا، تو وہ آپ کو اور زیادہ غور سے دیکھنے لگا اور آپؐ کے جسم اطہر میں وہ علامتیں تلاش کرنے لگا جو اس کے نزدیک آپؐ میں ہونا چاہئے تھیں۔ غرض جب سب لوگ کھانا کھا کر فارغ ہو چکے اور اِدھر اُدھر ہو گئے تو بحیرا راہب آپؐ کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا اور آپؐ سے باادب یوں مخاطب ہوا۔ ''میں آپؐ سے لات وعزیٰ کے نام پر چند باتیں پوچھتا ہوں اور جو کچھ میں پوچھوں، آپؐ اس کے متعلق مجھے بتلائیں۔''
بحیرا نے لات وعزیٰ کے نام پر اس لئے پوچھا تھا کہ وہ جانتا تھا کہ آپؐ کی قوم کے لوگ ان ہی دونوں بتوں کے نام پر قسم اور حلف لیتے ہیں۔
رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر بحیرا سے فرمایا۔ ''لات اور عزیٰ کے نام پر مجھ سے کوئی بات مت پوچھو، کیوں کہ خدا کی قسم! مجھے سب سے زیادہ ان ہی سے نفرت ہے۔''
اب بحیرا نے کہا۔ ''تب پھر خدا کے نام پر کہتا ہوں کہ جو کچھ میں پوچھوں، تم مجھے اس کے متعلق بتلاؤ۔''
آپؐ نے فرمایا۔ ''پوچھو، کیا پوچھنا چاہتے ہو۔''
اب بحیرا نے آپؐ سے مختلف باتوں کے متعلق پوچھنا شروع کیا۔ اس نے آپؐ کے سونے، جاگنے، آپ کی عادات اور آپؐ کے طور طریق کے متعلق پوچھا اور آنحضرت ﷺ اس کو تسلی بخش جواب دیتے رہے۔ آپؐ کے تمام جوابات ان ساری علامتوں کے متعلق تھے، جو نبی آخر الزماں ﷺ کے متعلق بحیرا راہب جانتا تھا۔ اس کے بعد بحیرا راہب نے آپ کی کمر انور کھولی اور مہر نبوت کو بھی بالکل ویسا ہی پایا، جیسا اس نے پڑھا اور سنا تھا۔ اس نے فوراً مہر نبوت ﷺ کو بوسہ دیا۔ (قریشی، جو بحیرا کی یہ ساری باتیں اور آپؐ کے ساتھ اس کی محویت دیکھ رہے تھے) کہنے لگے۔ ''اس راہب کے نزدیک محمد (ﷺ) کی بہت قدر اور بڑا مرتبہ ہے۔''
آنحضرت ﷺ سے بات کرنے کے بعد، بحیرا راہب آپؐ کے چچا ابوطالب کے پاس آیا اور ان سے کہنے لگا کہ یہ لڑکا تمہارا کون ہے؟
ابوطالب نے کہا کہ ''یہ میرا بیٹا ہے۔''
بحیرا کہنے لگا کہ ''یہ تمہارا بیٹا نہیں ہو سکتا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ اس کا باپ زندہ ہو۔''
تب ابوطالب نے کہا کہ ''اصل میں یہ میرے بھائی کا لڑکا ہے۔''
بحیرا نے کہا کہ ''پھر ان کے باپ کا کیا ہوا؟''
ابوطالب نے کہا۔ ''ان کا اس وقت انتقال ہو چکا تھا جب ابھی یہ ماں کے پیٹ میں تھے۔''
بحیرا نے کہا۔ ''تم سچ کہتے ہو۔'' اس کے بعد اس نے کہا۔ ''ان کی ماں کا کیا ہوا؟''
ابوطالب نے کہا۔ ''ان کا ابھی تھوڑا عرصہ پہلے انتقال ہو گیا۔''
بحیرا نے کہا۔ ''تم یہ بات بھی ٹھیک کہتے ہو، لیکن اب تم اپنے بھتیجے کو لے کر واپس اپنے وطن چلے جاؤ اور یہودیوں سے ان کی پوری طرح حفاظت کرو۔ کیوں کہ خدا کی قسم! اگر انہوں نے اس کو دیکھ لیا اور ان میں وہ نشانیاں دیکھ لیں، جو میں نے دیکھی ہیں، تو وہ ان کے ساتھ بہت برا معاملہ کریں گے۔ اس لئے کہ تمہارا یہ بھتیجا نبی ہے اور اس کی بہت بڑی شان ہے۔ یہ بڑی عظمت

وعزت والا ہے، جو ہم اپنی کتابوں میں بھی پاتے ہیں اور اپنے باپ دادا سے بھی سنتے آئے ہیں۔ یہ بات سمجھ لو کہ میں نے تمہیں یہ نصیحت کر کے اپنا فرض پورا کر دیا، اس لئے اسے جلد سے جلد وطن واپس لے جاؤ۔'' ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ جب ابو طالب نے بحیرا کو بتایا کہ یہ میرے بھائی کا لڑکا ہے تو بحیرا نے ابو طالب سے پوچھا۔ ''کیا تم اس کے سرپرست اور نگراں ہو؟''

ابو طالب نے کہا۔ ''ہاں۔''

بحیرا نے کہا۔ ''تب خدا کی قسم! اگر تم اسے ملک شام لے گئے، یعنی اس جگہ سے آگے بڑھ کر، شام کے اندرونی علاقے میں داخل ہو گئے، جو یہودیوں کا گڑھ ہے، تو یہودی اس کو قتل کر دیں گے۔''

چناں چہ ابو طالب (بحیرا کی باتیں سن کر آپ کی طرف سے خوف زدہ ہو گئے اور) آپ کو لے کر مکہ واپس آ گئے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ (بحیرا کی بات سن کر) ابو طالب نے اس سے کہا۔ ''اگر یہ بات ٹھیک ہے، جو تم بتا رہے ہو، تو پھر یہ اللہ عزّ وجلّ کی ہی حفاظت میں ہے۔''

نسطورا راہب کی پیش گوئی

ملک شام کے معروف عالم انجیل نسطورا نے یہ بشارت اس وقت بیان کی، جب آپؐ نے میسرہ، غلامِ حضرت خدیجہؓ کے ہمراہ شام کا دوسرا سفر اختیار کیا۔ اس وقت آپ کی عمر پچیس برس تھی۔

فی الشرف للنیسا بوری ملما رأی الراهب الغمامة نظله ﷺ فزع وقل ماانتم علیه ای شئی انتم علیه قال میسرة غلام خدیجةؓ فدنا الی النبی ﷺ سرا من میسرة وقبل رأسه وقدمه وقال آمنت بک وانا اشهد انک الذی ذکره الله فی التوراة ثم قال یا محمد ﷺ قد عرفت فیک العلامات کلها ای العلامات الدالة علی نبوتک المذکورة فی الکتب القدیمة خلا خصلة واحدة فاوضح لی عن کتفک فاوضح له فاذا هوا بخاتم النبوة یتلألأ فاقبل علیه یقبله ویقول اشهدان لا اله الا الله واشهد انک رسول الله النبی الامی الذی بشربک عیسیٰ ابن مریم فانه قال لاینزل بعدی تحت هذا، الشجرة الا النبی الامی الهاشمی العربی المکی صاحب الحوض والشفاعة وصاحب الواء الحمد انتهی. (۲۲۶)

ترجمہ: نسطورا راہب کا یہ واقعہ علامہ نیشاپوری کی کتاب ''الشرف المصطفیٰ ﷺ'' میں اس طرح ہے کہ جب راہب نے یہ دیکھا کہ بدلی آنحضرت ﷺ پر سایہ کئے ہوئے ہے تو وہ ڈر گیا اور اس نے (قافلہ والوں) سے کہا کہ تم ان کے کیا ہو۔ حضرت خدیجہؓ کے غلام میسرۃ کہتے ہیں کہ پھر وہ راہب چپکے سے آپؐ کے پاس پہنچا اور آپؐ کے سرِ اقدس اور آپؐ کے مبارک کو بوسہ دے کر کہنے لگا۔ میں آپؐ پر ایمان لایا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ وہی ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے تورات میں ذکر فرمایا ہے۔ اس کے بعد اس نے کہا۔ ''اے محمد ﷺ میں نے تم میں تمام نشانیاں دیکھ لی ہیں، یعنی وہ تمام علامات و نشانیاں جو قدیم کتابوں میں آپ ﷺ کی نبوت کی علامتوں کے طور پر ذکر ہیں، صرف ایک نشانی دیکھنی باقی رہ گئی ہے، اس لئے آپ مجھے اپنا مونڈھا کھول کر دکھا دیجئے۔'' آپؐ نے اس کے سامنے اپنا شانہ مبارک کھولا، تو راہب نے دیکھا کہ وہاں مہر نبوت جگمگا رہی تھی۔ راہب فوراً یہ کہتے ہوئے اس مہر نبوت کو چومنے کے لئے جھکا۔ ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر اُمّی ہیں، جن کے متعلق حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ نے خوش خبری دی تھی اور انہوں نے یہ کہا تھا کہ میرے بعد اس درخت کے نیچے کوئی نہیں بیٹھے گا۔ سوائے اس پیغمبر کے، جو اُمّی، ہاشمی عربی اور مکی ہوگا۔ حوض کوثر والا، شفاعت والا اور لواء الحمد یعنی (علم بردار) ہوگا۔''

سوق بصریٰ میں راہب کی پکار

ومن ذٰلک خبر طلحة بن عبداللّٰہؓ قال حضرت سوق بصریٰ فاذا راھب فی صومعته یقول سلوا اھل ھذا الموسم ھل فیکم احدمن اھل الحرم فقلت نعم انا قال ھل ظھر احمد قلت ومن احمد؟ قال ابن عبداللّٰہ بن عبدالمطلب ھذا شھره الذی یخرج فیه وھوا آخر الانبیاء مخرجه من الحرم ومھاجره الٰی نخلة و حرة و سباخ فایاک ان تسبق الیه قال طلحة فوقع فی قلبی ماقال الراھب فلما قدمت مکة حدثت ابابکر بذٰلک فخرج ابوبکر حتی دخل علٰی رسول اللّٰہ ﷺ فاخبر فسر بذٰلک و اسلم طلحة فاخذ نوفل بن العدویة ابابکر و طلحةؓ فشدھما فی حبل واحد فلذٰلک سیما القرینین.(۲۲۷)

ترجمہ: حضرت طلحہ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں بصریٰ کے بازار میں موجود تھا۔ ایک راہب اپنے صومعہ میں پکار کر کہہ رہا تھا۔ ''لوگو! اس میلہ کے شرکاء سے پوچھو، کیا تم میں سے کوئی حرم کا رہنے والا ہے؟ میں نے کہا۔ ہاں میں ہوں۔ پوچھا کیا تم میں احمد کا ظہور ہوگیا ہے؟ میں نے کہا، کون احمد؟ اس نے کہا۔ عبداللہ بن عبدالمطلب کا بیٹا۔ یہ اس کے عہد کا مہینہ ہے۔ وہ انبیائے کرام کے آخر میں آئے گا، حرم میں مبعوث ہوگا اور کھجوروں اور حرہ وسباخ کی زمینوں کی طرف ہجرت کرے گا۔ حضرت طلحہؓ فرماتے ہیں کہ راہب کی یہ بات میرے دل نشین ہوگئی۔ جب میں مکہ شریف واپس آیا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ سے اس بات کا تذکرہ کیا۔ وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو یہ بات بتائی تو اس سے نبی اکرم ﷺ کو بڑی مسرت حاصل ہوئی، پھر طلحہؓ نے اسلام قبول کرلیا۔ جس کی بناء پر نوفل بن عدویہ نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت طلحہؓ کو ایک ہی رسّی سے باندھ دیا۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ انہیں قرینین کہتے ہیں۔

ورقہ بن نوفل کی شہادت

ورقہ بن نوفل نے آپ کی یہ شہادت وبشارت اس وقت بیان کی جب آپؐ پر پہلی وحی کا نزول ہوا۔

واخرج البیھقی و ابو نعیم من طریق موسیٰ بن عتبه عن ابن شھاب قال بلغنا ان روی مارای النبی ﷺ ان اللّٰہ اراه رویا فی المنام فشق ذٰلک علیه فذکرھا خدیجةؓ فقالت ابشر

....

فرجعت خدیجةؓ من عنده فجاعت ورقه بن نوفل فاخبرته فقال : لعل صاحبک النبی الذی ینتظر اھل الکتاب الذی یجدونه مکتوباً عندھم فی التوراة و الانجیل قم اقسم باللّٰہ لئن ظھر دعاؤه وانا حیی لابلین اللّٰہ فی طاعته رسوله و حسن موازرته فمات ورقه.(۲۲۸)

ترجمہ: بیہقی اور ابونعیم نے بہ طریق موسیٰ بن عتبہ ابن شہاب سے روایت کی کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو رویائے صادقہ دکھائے اور وہ آپؐ پر بہت شاق گزرے۔ جب آپؐ نے اس کا ذکر حضرت خدیجہؓ سے کیا تو انہوں نے کہا۔ ''آپ کو مبارک ہو۔''

پھر حضرت خدیجہؓ، آپ کو لے کر ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں اور سارے حالات اور پیش آمدہ عجائبات کو بیان کیا، جن کو بغور سننے کے بعد ورقہ نے کہا۔ ''ہوسکتا ہے کہ تمہارے شوہر ہی وہ نبی ہوں جن کا انتظار اہل کتاب کر رہے ہیں اور جن کا مذکور کتب سماوی تورات وانجیل میں پڑھتے ہیں۔'' اس کے بعد ورقہ بن نوفل نے اللہ رب ذوالجلال کی عظمت وجلالت کی قسم کھا کر کہا۔ ''اگر آپ کی جانب سے اعلان نبوت پہنچا اور میں بقید حیات ہوا تو آپ کی اطاعت کروں گا اور مزاحمت کرنے والوں کے مقابلے میں آپ کی بھرپور مدد کروں گا۔'' مگر نیک دل ورقہ نے اس سے قبل ہی وفات پائی۔

اس روایت کو حضرات شیخان نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے (۲۲۹) اور بیہقی وابونعیم نے حضرت میسرہؓ سے بھی روایت کیا ہے۔ (۲۳۰)

راہب کی بشارت اور حضرت سلمان فارسیؓ کی شہادت:

و اخرج ابو نعيم من طريق ابن سلمة بن عبدالرحمن عن مسلمان قال كنت فيمن ولد برام هرمز فكنت انطلق مع غلمان من قريتنا و كان ثم جبل فيه كهف فمررت ذات يوم وحدى واذا انافيه برجل طويل عليه ثياب شعر نعلاه شعر فاشار الىّ فدنوت منه فقال لى يا غلام تعرف عيسىٰ بن مريم؟ قلت لاو لا سمعت به قال اتدرى من عيسىٰ بن مريم هو رسول اللّٰه من آمن يعيسىٰ انه رسول اللّٰه ﷺ و برسول ياتى من بعده اسم احمد اخرجه اللّٰه من غم الدنيا الى روح الآخرة و نعيمها فرأيت الحلاوة و النور يحرج من شفيته فعلقه فو ادى فكان اول ما علمنى شهادة ان لآاِلٰه اَلا اللّٰه و ان عيسىٰ ابن مريم رسول اللّٰه و محمد بعده رسول اللّٰه و البعث بعد الموت و علمنى القيام فى الصلاة و قال اذا اقمت فى الصلاة فاستقبلت القبلة فاذا استوشتک النار فلا تلتفت وان دعتک امک ابوک وانت فى صلاة الفريضة فلا تلتفت الا ان يدعوک رسول من رسل اللّٰه فان دعاک وانت فى فريضة فاقطعها فانه لايدعوک الابوحى من اللّٰه ثم قال ان ادركت محمد بن عبداللّٰه الذى يخرج من جبال تهامة فآمن به و اقراء عليه السلام منى قلت صفه لى قال انه نبى يقال له نبى الرحمة محمد بن عبداللّٰه يخرج من جبال تهامة و يركب الجمل والحمار و الفرس والبغل والبغلة و يكون الحر و المملوک عنده سواء و تكون الرحمة فى قلبه و جوارحه بين كتفيه

بیضة کبیضة الحمامة علیها مکتوب باطنها اللّٰہ وحدہٗ لاشریک لہ محمد رسول اللّٰہ و ظاھرھا توجہ حیث شئت فانک المنصور یأ کل الھدیہ ولا یاکل الصدقة لیس بحقود ولا حسود ولایظلم معاھداً ولا مسلماً. (۲۳۱)

ترجمہ: ابونعیم نے بہ طریق ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن، حضرت سلمان فارسیؓ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں رام ہرمز میں پیدا ہوا۔ ہم عمر بچوں کے ساتھ بستی میں جانا ہوتا۔ اس بستی کے قریب ایک پہاڑ ہے، جس میں ایک غار تھا۔ ایک روز میں تنہا اس طرف چلا گیا، اتفاقاً اس جگہ ایک دراز قد آدمی اونی لباس اور بالوں سے بنی چپل پہنے دکھائی دیا، پھر اس نے مجھے اپنے پاس بلانے کے لئے اشارہ کیا۔ جب میں اس کے پاس پہنچا تو اس نے کہا۔ ''اے فرزند! تم حضرت عیسیٰ ابن مریم کو جانتے ہو؟

میں نے جواب دیا۔ ''میں نہیں جانتا اور نہ میں نے یہ نام سنا ہے۔''

اس نے کہا۔ ''وہ اللہ کے رسول ہیں۔ اس لئے جو شخص حضرت عیسیٰ پر ایمان لائے گا، اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ ان کو اللہ کی طرف سے پیغام بر سمجھتا ہے اور جو عن قریب رسول کریم ﷺ تشریف لانے والے ہیں، ان کا نام نامی ''احمد ﷺ'' ہے اور جو بھی شخص ان رسول مکرم ﷺ پر ایمان لائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا کے غموں سے نجات دے کر آخرت کی راحتوں اور اس کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے گا۔'' حضرت سلمان فارسیؓ کہتے ہیں کہ ''میں نے اس اجنبی کی باتوں میں سچائی کی حلاوت اور حقیقت کا نور دیکھا، جو اس کے لب گویا سے نمودار ہوا تھا۔ میرے دل کو اس کی باتیں لگیں، میرے ضمیر کو انبساط حاصل ہوا، گویا یہ پہلا محسن تھا جس نے مجھے **''لا الٰہ الاّ اللّٰہ و انا عیسیٰ بن مریم رسول اللّٰہ و محمد بعدہٗ رسول اللّٰہ والبعث بعدالموت''** کی تعلیم دی۔

پھر اس نے مجھے نماز میں قیام کی تعلیم دی اور کہا۔ ''جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو قبلہ کی جانب منہ کرنا، اس وقت اگر تمہیں چاروں طرف سے آگ بھی گھیر لے تو اطمینان خاطر رکھنا اور اگر بہ حالت نماز فرض، تمہارے والدین بھی بلائیں تو ہرگز ان کی طرف توجہ نہ دینا۔ ہاں اگر اللہ کا رسول ﷺ بلائے تو نماز فرض کو بھی قطع کر دینا، کیوں کہ اس کا بلانا اللہ کے حکم سے اور اللہ کے لئے ہوتا ہے۔''

اس کے بعد اس نے کہا۔ ''اگر تم محمد بن عبداللہ (ﷺ) کو پاؤ، جو تہامہ پہاڑی کے علاقے سے ظہور فرمائے گا، تو اس پر ایمان لانا اور ان کے حضور میرا اسلام پیش کرنا۔''

میں نے کہا۔ ''ان کی کچھ علامتیں بیان فرمایئے۔'' تو انہوں نے بتایا۔ ''ان کو نبی رحمت، محمد بن عبداللہ (ﷺ) کہا جائے گا۔ وہ تہامہ کے پہاڑی علاقے سے ظہور کریں گے۔ آزاد اور غلام ان کے نزدیک برابر ہوں گے۔ ان کے دل میں انسان دوستی اور کرم ہوگا اور ان کے دونوں شانوں کے درمیان بیضہ کبوتر کے برابر ایک مہر ہوگی، جس پر غیر مرئی حروف میں۔ **''اللّٰہ وحدہٗ لاشریک لہ محمد رسواللّٰہ''** لکھا ہوگا اور نمایاں اور مرئی حروف میں ہوگا۔ **''توجہ حیث شئت فانک المنصور''** وہ ہدیہ قبول کریں گے اور صدقہ کو اپنی ذات کے لئے پسند نہ فرمائیں گے۔ ان کے اندر کسی کے لئے حسد و عناد نہ ہوگا۔ نہ وہ معاہد پر ظلم کریں گے اور نہ مسلمان پر۔

مزید تفصیل کے لئے دیکھئے، علامہ یوسف نبہانی کی کتاب ''حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سیّد المرسلین ﷺ''، ص ۱۰۹ تا ۱۱۲۔

کہّان کی بشارات رپیش گوئیاں

کاہنوں کی زبانی نعوتِ مصطفےٰ ﷺ:

حضور اکرم نبی مکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بعثت سے قبل جنّات کان لگا کر آسمانی خبریں چرالیا کرتے تھے اور کہّان ان سے سن کر اس خبر کو آگے بڑھا دیا کرتے تھے۔ امام ماوردی نے اپنی کتاب ''اعلام النبوۃ'' میں کہا ہے کہ ''ایام جاہلیت میں بعثتِ نبوی ﷺ سے قبل جنّات آسمانی خبریں چوری چھپے سن لیا کرتے تھے اور انسانوں میں کہانت کا باعث یہی خبریں تھیں جو جنّات ان کے دلوں میں القاء کرتے تھے۔'' اللہ جلّ شانہ کا فرمان عالی شان ہے۔

وانّا لمسنا السّمآء فوجدنٰها ملئت حرساً شديداً وشبهاةً وَانا کنّا فقعد منها مقاعدا للسّمع فمن يّستمع الأن يجدله شبهاباًرّصدا. (۷-۲۳)

ترجمہ: اور یہ کہ ہم نے آسمان کو چھوا اور اسے پایا کہ سخت پہرے اور آگ کی چنگاریوں سے بھر دیا گیا ہے اور یہ کہ ہم پہلے آسمان میں سننے کے لئے کچھ موقعوں پر بیٹھا کرتے تھے پھر اب جو کوئی سنے وہ اپنی تاک میں آگ کا لوکا (لپیٹ) پائے۔(۱)

ستاروں کے ذریعے جنّات اور شیاطین کو مارنے اور انہیں آسمان سے دُور رکھنے کا سلسلہ آنحضرت ﷺ کے ظہور کے وقت سے شروع ہوا جس کی حکمت اور مصلحت یہ تھی کہ وحی کے زمانے میں اور اس کے بعد کے دَور میں بھی اکثر کاہنوں کی طرف سے بھی شیطانی خبروں اور پیش گوئیوں کا سلسلہ جاری رہا تو لوگوں کے دل ودماغوں میں طرح طرح کے شبہے اور شک سر اُبھاریں گے اور کم سمجھ لوگوں کو خاص طور پر مغالطے پیدا ہوں گے۔

اہل عرب ستاروں کی چالوں سے موسم کا پتا لگاتے تھے۔ سردی، گرمی، خزاں، بہار، آندھی، طوفان، خوشی، غم، حادثہ، واقعہ ستاروں کے علم اور ان کی چالوں پر محیط تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر کہّان عرب حضور ﷺ کی ولادت و بعثت کی بشارت وخوش خبری ستاروں کی چال اور ان کے گرنے ٹوٹنے، پیدا ہونے یا ان میں کوئی تبدیلی ظاہر ہونے کے ذریعے دیتے تھے۔

اُمیہ بن ابی الصّلت کاہن ثقیف کی شہادت

علامہ نبہانی لکھتے ہیں۔

ومن ذلک ماروی عن مغيرة بن الاخنس انه قال ان اول العرب فزع من النجوم ثقيف فاجتمعوا الىٰ کاهنهم وعالمهم امية بن الصّلت فقالوا قدر أيت ماکان من ترامی النجوم

---

(۱) کنز الایمان، ص ۱۰۳۰

وقد خيثنا ان يكون كما ذكرته لنامن امر القيامة امهلونى الى اللّيل فذهبوا ثم اتوه ليلاً فقال انظر واهل تفقدون من نجوم البروج قالوا وما يهتدى به يشاً فنظروا فقالو ا لانفقد مما نعرف من النجوم يشاً فقال لو كان هٰذا الامر القيامة لسقطت نجوم البروج قالوا فى ترى قال هٰذا المولد نبى هٰذه الامة الذى ذكرت لكم. (۲۳۸)

ترجمہ: مغیرہ بن اخنس بیان کرتے ہیں کہ عربوں میں سب سے پہلے ستاروں کے ٹوٹنے سے خوف زدہ ہونے والے اہل ثقیف تھے۔ وہ کاہن و عالم امیہ بن ابی الصّلت کے پاس جمع ہوئے اور کہا۔ آپ ستاروں کے ٹوٹنے کا سلسلہ دیکھتے ہیں، ہمیں اندیشہ ہے کہ کہیں یہ قیامت نہ ہو جس کا ذکر آپ کرتے رہتے ہیں۔ اس نے کہا! مجھے آج رات تک (جواب کے لئے) مہلت دو، لہٰذا وہ چلے گئے اور پھر رات کے وقت دوبارہ آئے تو امیہ نے ان سے کہا۔ جاؤ دیکھو کیا برجوں کے ستاروں میں سے کوئی ستارہ کم ہے جن ستاروں سے راہنمائی حاصل کی جاتی ہے؟ انہوں نے جواب دیا، نہیں! جن ستاروں سے ہم آگاہ ہیں ان میں سے کوئی ستارہ مفقود نہیں۔ اس نے کہا۔ اگر یہ وقوع قیامت کا معاملہ ہوتا تو برجوں کے سارے ستارے گر جاتے۔ انہوں نے پوچھا۔ پھر ان ستاروں کے ٹوٹنے کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ اس نے جواب دیا "یہ اس اُمت کے اس عظیم الشان نبی ﷺ کی ولادت کی نشانی ہے جس کا ذکر میں تم سے کیا کرتا تھا۔

ابلیس لعین نے حضور ﷺ کی ولادت کی خبر دی

صاحب سیرت حلبیہ لکھتے ہیں:

وقول ابن عمر رضى اللّٰه تعالىٰ عنهما لما كان اليوم الذى تنبأ فيه رسول اللّٰه منعت الشياطين من خبر السمآء رموا بالشّهب فذكرو ذٰلک ولابايس فقال بعث اى لعله بعث نبى عليكم بالارض المقدسة اى لانها امحل الانبياء وهٰذا يدل علىٰ ان عند ابليس ان الرمى بالنجوم علامة على بعث الانبياء فذهبوا ثم رجعوا فقالو ليس بها احد فخرج ابليس يطلبه بمكة اى لاانّها مظنة ذٰلک بعد محل الانبياء فاذا رسول اللّٰه بحراء منحدرامعه فرجع الى اصحابه فقال بعث احمد ﷺ ومعه جبريل. (۲۳۹)

ترجمہ: حضرت ابن عمر علیہم الرضوان کی روایت میں ہے کہ جب وہ دن آ گیا جس میں آنحضرت ﷺ کو نبوت ملنے والی تھی تو شیطانوں کو آسمانی خبریں سننے سے روک دیا گیا اور ان پر شہاب مارے گئے۔ شیاطین نے اس تبدیلی کا ذکر ابلیس سے کیا۔ اس نے کہا۔ "شاید ارض مقدس یعنی فلسطین میں تمہارے مقابلے پر کوئی نبی ظاہر کیا گیا ہے۔" خاص طور پر ارض مقدس کا نام اس لئے لیا کہ یہ سرزمین ہمیشہ نبیوں اور رسولوں کا مرکز رہی ہے۔ ادھر اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ابلیس کے نزدیک بھی شہاب کا پھینکا جانا کسی نبی کے ظہور کی علامت رہا ہے۔ چناں چہ شیاطین ارض مقدس کی طرف تحقیق کے لئے گئے اور واپس آ کر انہوں نے کہا۔ "اس سرزمین میں کوئی نبی ظاہر نہیں ہوا۔" اس کے بعد خود ابلیس مکے کی طرف گیا کیوں کہ نبیوں کے مرکز کے بعد اسی سرزمین میں کسی نبی کے ظہور کا امکان ہو سکتا تھا۔ وہاں اس نے غار حرا میں آنحضرت ﷺ کو جبریل کے ساتھ دیکھا، پھر وہ اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آیا اور ان سے بولا۔ "احمد ﷺ کا ظہور ہو گیا ہے اور جبرائیل ان کے ساتھ ہیں۔

سطیح کاہن کی پیش گوئی:

ہدایت یافتہ نبی ﷺ

حافظ جلال الدین سیوطیؒ خصائص کبریٰ میں لکھتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی کہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہا۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ سطیح (۱) کاہن کا ذکر کرتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اللہ نے اس جیسی کوئی (حیران کن) چیز پیدا نہیں فرمائی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا۔ ہاں! اللہ نے سطیح کو گوشت کا ایک لوتھڑا پیدا کیا ہے جو ایک تختہ پر ساکت و جامد پڑا رہتا اور اسی تختے پر اسے اُٹھا کر لایا جاتا، جہاں وہ جانا چاہتا۔ اس کے جسم میں ہڈی، پٹھے کچھ نہ تھے، سوائے کھوپڑی، گردن اور ہتھیلیوں کے۔ اسے پاؤں سے ہنسلی کی ہڈیوں تک یوں دہرا کیا جاسکتا تھا، جیسے کپڑا لپیٹا جاتا ہے۔ اس کے جسم میں حرکت کرنے والی کوئی چیز نہ تھی، سوائے اس کی زبان کے۔ جب اس نے مکہ جانے کا ارادہ کیا تو اسے تختے پر ڈال کر مکہ لایا گیا، تو اس کے پاس قریش کے چار آدمی آئے۔ قصی کے دو بیٹے عبد شمس اور عبد مناف، اخوص بن لہر اور عقیل بن ابی وقاص، جنہوں نے اپنے آپ کو غیر نسب کی طرف منسوب کیا اور کہا۔ ہم خود سر اور سرکش قوم کے لوگ بنو جمح سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہم آپ سے ملنے آئے ہیں۔ پھر عقیل نے سطیح کو ہندی تلوار اور ردینی نیزہ بطور ہدیہ پیش کیا اور بیت اللہ شریف کے دروازے پر رکھ دیا تاکہ سطیح کی آزمائش کریں۔ سطیح نے عقیل سے کہا۔ میرے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دو، پھر اس نے عقیل کا ہاتھ تھام کر کہا۔

والآتی بالفرح وقوس قزح
والسابق القرح واللّطیم المنطبح
و النخل و الرّطب والبلح
ان الغراب حیث ماطار اسخ
واخبران القوم لیسوا من جمح
وان نسبهم من قریش ذی البطح

ترجمہ: خوشی اور قوس وقزح لانے والے کی قسم! پھر قرح اور لطیم (سبقت لے جانے والے) گھوڑوں کی قسم! شاخ خرمہ (تازہ کھجور کے درخت اور خشک و تر (کچی پکی کھجوروں) کی قسم! کہ بلاشبہ کوا جس طرف اُڑا، مبارک ہے۔ یہ لوگ بنو جمح سے تعلق نہیں رکھتے، بلکہ ان کی نسبت، ان کا نسب، مکہ کے قریش سے ملتا ہے، جو پتھریلی زمین کے رہنے والے ہیں۔

پھر ان لوگوں نے کہا۔ ''ہمیں آنے والے زمانے کی خبر دو۔'' سطیح نے کہا۔ سنو جو بات اللہ نے میرے دل میں ڈالی ہے۔

(۱) سطیح کاہن کا نسب: سطیح کا نام ربیع بن ربیعہ بن مسعود ماذن بن ذئب بن عدی بن ماذن غسان تھا۔

انتم الان یامعتر العرب فی زمان الھرم
سواء بصائر کم وبصیرت العجم
لاعلم عندکھم ولافھم
وینشأ کم من عقبکم
یطلبون انواع العلم
یکسّرون الصنم
یبلغون الروم یقتلون العجم
یطلبون الغنم

ترجمہ: ''اے گروہ عرب، تم اب پیرانہ سالی میں ہو۔ تمہاری بصیرت، اہل عجم کی بصیرت (بلحاظ گراہی) یکساں ہے۔ نہ تمہارے پاس علم ہے نہ دانش، البتہ! تمہاری نسل میں سے ایسے لوگ ہوں گے جو طرح طرح کے علوم حاصل کریں گے۔ وہ بت شکن ہوں گے اور روم تک نہیں پہنچیں گے۔ عجمیوں کو قتل کریں گے اور مال غنیمت کی تلاش میں نکلیں گے۔''

سرداران قریش نے اس کی تصریح چاہی تو پھر سطیح نے کہا۔

والبیت ذی الارکان والامن والسلطان لینشأن من عقبکم ولدان یکسّرون الاوثان عبادۃ الشیطان یوحدون الرحمٰن

ویترکون ویسنون دین الدّیان یشرفون البُنیان وسبقون العمیان.

''ستونوں والے گھر کی قسم! جو امن و دہشت کا گھر ہے۔ وہ تمہاری نسل میں سے ایسے ہوں گے، جو بتوں کو توڑیں گے۔ اللہ کا دین نافذ کریں گے۔ بڑی بڑی عالی شان عمارات بنائیں گے اور اندھوں کی دست گیری کریں گے۔''

پھر انہوں نے پوچھا۔ اس کا نسب و نسل کیا ہے؟ سطیح نے جواب دیا۔

واشرف الاشراف والمحصی الاسراف والمزعزع الاحقاف والمضعّفِ الاعضاف لیمشون الأف من بنی عبد شمس وّمناف یکون فیھم اختلاف.

''سب سے زیادہ ذی شرف کی قسم! ریتیلے میدان کو تہہ و بالا کرنے والی کی قسم! کہ عبد شمس اور بنو عبد مناف ہزاروں کی تعداد میں ہوں گے۔ ان کے درمیان اختلاف و انتشار ہوگا۔''

اور پھر اس نے کہا۔

والباقی الابد والبالغ الامد
لیخرجن من ذالبلد نبی مھتد
یھدی الی الرشد یر فض یغوثا والفند
یبرّا من عبادۃ الصدد
یعبد ربا انفرد

ترجمہ: ''ہمیشہ ابد تک باقی رہنے والے پروردگار کی قسم! اس شہر سے ایک ہدایت یافتہ نبی ظاہر ہوگا، جو رشد و ہدایت کی طرف رہنمائی کرے گا۔ یغوث وفند بتوں سے اظہار برأت کرے گا۔ حجر پرستی سے انکار کرے گا، صرف ایک خدا کی عبادت کرے گا۔ پھر اللہ اس حالت میں اسے وفات دے گا کہ سارا زمانہ اس کی تعریف میں رطب اللّسان ہوگا۔ وہ زمین سے مفقود ہوگا اور نور آسمان میں موجود ہوگا۔''

لقد یتوفاہ اللّٰہ محموداً وفی الارض مفقوداً وفی السمآء مشھوداً. (۲۴۰)

اس کے بعد سطیح نے انہیں خلفائے راشدین کے حالات اوران کے بعد کے واقعات سے آگاہ کیا۔ تفصیل کے لئے دیکھئے (۲۴۱)

سطیح کاہن کی پیش گوئی

ربیعہ بن نصر (۱) شاہ یمن نے ایک خواب دیکھا اور وہ نہایت خوف زدہ ہوگیا۔ بادشاہ خواب بیان کرنے سے عاجز ہوا اور منجمین ورمال وکہان تعبیر بیان کرنے سے، آخر سطیح نے کہا۔ اے بادشاہ آپ کا خواب یوں ہے۔

جمجحة خرجت من ظلمة فوقعت بارض تهامة فاكلت كل ذات جمجحةٍ.

ترجمہ: شررفشاں انگارے ہیں جو تاریکی میں سے نکل کر سرزمین تہامہ میں آ گرے ہیں اور وہاں ہر کھوپڑی والی چیز ہڑپ کر گئے ہیں۔

پھر اس نے کہا۔

احلف بمابين الحرتين من حنشٍ لتنزلنّ ارضكم الحبش فلتملكنّ مابين ابين و جرش.

''میں قسم کھاتا ہوں دو سنگستانوں کے درمیان کے مقام کی کہ تمہاری زمین میں حبشی آئیں گے اور ابین اور جرش کے درمیانی علاقے پر قابض ہوجائیں گے۔

بادشاہ نے پوچھا۔ یہ کام کون کرے گا؟

سطیح نے جواب دیا۔'' یہ کام سیف بن ذی یزن کرے گا اور اس کے اقتدار کا خاتمہ ''**نبی زكي ياتيه الوحى من قبل العلى**'' (۲۴۲) (ایک پاکیزہ نبی جس کے پاس خدا کی طرف سے وحی آئے گی۔ اولا دغالب میں ہوگا اور حکومت قیامت تک اس کی قوم کے پاس رہے گی)۔

پھر اس نے کہا۔

والشفق والغسق والفلق اذا اتّسق ان ما انباتك به لحق تم بعد قلم عليه بعد ذلك شق. (۲۴۳)

''شفق کی سرخی، رات کی سیاہی اور دن کی سپیدی کی قسم! جو کچھ میں نے آپ سے بیان کیا ہے، وہ حق ہے۔''

یہ پیش گوئی نہایت طویل ہے، اسے مختصراً پیش کیا گیا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھیے (۲۴۴)۔ اور مزید تفصیل کے لئے دیکھیے الخصائص الکبریٰ، امام سیوطیؒ نے اس پیش گوئی کو بحوالہ ابن عساکر من طریق ابن الحق نقل کیا ہے۔ (۲۴۵)

شق کاہن کی پیش گوئی

سطیح کاہن کے بعد شق (۱) کاہن نے ربیعہ بن نصر کے خواب کی تعبیر یوں بیان کی۔

جمجحة طلعت من ظلمةٍ فوقعت بين روضة و اكمةٍ فاكلت كل ذات نسمةٍ.

ترجمہ: شررفشاں انگارے تاریکی سے نکل کر باغ اور ٹیلے کے درمیان گرے ہیں اور ہر ذی روح کو کھا گئے ہیں۔

---

(۱) مشہور بادشاہ نعمان بن منذر اسی گھرانے سے تعلق رکھتا تھا۔ ربیعہ بن نصر اس کا جدِ امجد تھا۔ نعمان بن منذر بن عمرو بن عدی بن ربیعہ بن نصر۔

(۱) شق کا نسب: شق بن صعب بن یشکر بن رھم بن افرک بن قسر (قیس) بن عبقر بن انمار بن نزار تھا۔

پھر شق نے کہا۔

''آپ کے ملک میں کالے حبشی آئیں گے اور ابین تا نجران قابض ہو جائیں گے۔''

بادشاہ نے پوچھا۔''یہ حادثۂ فارجعہ کب ہوگا؟''

شق نے کہا۔''آپ کے بہت بعد۔''

پھر اس نے کہا۔

یستنقذ کم فیھم عظیم ذوشان ویذیقھم اشدالھوان.

''ایک عظیم الشان شخص آپ کی قوم کو ان سے نجات دے گا اور انہیں ذلت آمیز شکست دے گا۔''

بادشاہ نے سوال کیا۔من العظیم الشان. (یہ عظیم الشان شخص کون ہوگا؟)

شق نے جواب دیا۔غلام من علیة الیمن. (بالائی یمن کا ایک نوجوان۔)

یخرج من بیت ذی ھزن.

(جو ذی ہزن کے گھرانے سے ہوگا۔)

بادشاہ نے پوچھا۔''کیا اس کی سلطنت باقی رہے گی؟''

پھر شق نے جواب دیا۔''نہیں۔''

بل ینقطع برسولٍ مرسلٍ

یاتی بالحق والعدل

بین اھل الدین والفصل

یکون الملک فی قومہ الیٰ یوم الفصل.

ترجمہ:''بلکہ ایک عظیم الشان رسول ﷺ کے ہاتھوں ختم ہو جائے گی، جو دین دار اور اصحاب فضیلت لوگوں کے درمیان حق عدالت کے ساتھ مبعوث ہوگا اور سروری قیامت تک اس کی قوم میں رہے گی۔''

بادشاہ نے سوال کیا۔''روزِ قیامت (یوم الفصل) کیا ہے؟''

تو شق کاہن نے یوں جواب دیا۔

یوم تجزیٰ فیہ الولاۃ

یدعی فیہ من السماء بدعوات

تسمعھا الاحیاء والاموات

ویجمع فیہ الناس للمیقات

ویکون فیہ لمن التقیٰ الفوز والخیرات

ترجمہ:ص''وہ ایسا دن ہے جس میں والیان امر کو بدلہ ملے گا۔ آسمان سے پکار آئے گی جسے زندہ اور مُردہ سب سنیں گے۔ اور جس میں لوگ ایک خاص عرصے کے لئے جمع کئے جائیں گے اور خدا ترس اس روز فوز و خیرات سے سعادت مند ہوں گے۔''

پھر اس نے کہا۔

ای ورب السماء والارض
وما بینھما من رفع و حفضٍ
ان ماانبا تک بہ لحق
مالہ نقض. (۲۴۶)

ترجمہ: "ارض وسما کے پروردگار کی قسم! اور زمین و آسمان کے درمیان ہر بلند و پست کی قسم! میں نے آپ سے جو کچھ بیان کیا ہے، وہ حق ہے۔ اس میں کوئی خلافِ حق بات نہیں ہے۔"

خطر بن مالک کی بشارت:

علامہ نبہانی و صاحب الاستیعاب نے خطر بن مالک، کاہن کی پیش گوئی بروایت لھیب بن مالک اللھبیؓ یوں بیان کی کہ وہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور تمام واقعۂ کہانت سرکار ﷺ کے گوش گزار کیا۔ خطر بن مالک ایک شیخ کبیر کاہن تھا۔ اس کی عمر ایک سو اسی سال تھی۔ (ا) لھیبؓ کہتے ہیں کہ اس نے حضور نبی کریم ﷺ کی شہادت نبوت و ظہور و ولادت و آمد کی خبر بڑے ہی عجیب و غریب رجزیہ انداز میں دی ہے۔ وہ کہتا ہے۔

اصابہ اصابہ خامرہ عقابہ
عاجلہ غدابہ احرقہ شھابہ
زایلہ جوابہ

ترجمہ: اسے پڑ گیا، (وہ ستارہ) پڑ گیا۔ اس کے عذاب نے اسے گھیر لیا۔ اور جلدی آیا شعلے نے اسے جلا ڈالا۔ اس کے جواب نے اسے پریشان کر دیا۔

یاویلہ ماحالہ
عاودہ خبالہ فقطّعت حبالہ
وغیّرت احوالہ (ب)

"ہائے بربادی! کیا حال ہے، شدتِ غم نے اسے نڈھال کر دیا ہے۔ اس کی تباہی لوٹ کر آ گئی ہے۔ اس کے اسباب کٹ چکے ہیں اور احوال بدل چکے ہیں۔

اس کے بعد خطر نے ایک خوب صورت نعت شانِ رسالت ﷺ میں کہی۔

یامعشر بنی قحطان اخبرکم بالحق والبیان

ترجمہ: اے قبیلہ قحطان کے لوگو، میں تمہیں ایک حق اور سچ بات بیان کرتا ہوں۔

اقسم بالکعبۃ والارکان والبلد المؤمن السّدان

(کعبہ اور ارکان کعبہ کی قسم! شہر امن مکہ کی قسم!)

قدمنع السمع عتاۃ الجان بثاقب بکف ذی سلطان

(سرکش جنوں کو خبریں سننے سے روک دیا گیا ہے۔ ستاروں کے ذریعے (شعلے) ایک طاقتور کے دستِ قدرت سے پھینکے جاتے ہیں۔)

(ا) حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۱۲۷

(ب) حوالۂ مذکور، ص ۱۲۸

من اجل مبعوث عظیم الشان　　یبعث بالتنزیل والقرآن

(ایک عظیم الشان پیغمبر کی بعثت کی وجہ سے، جو تنزیل وقرآن کے ساتھ مبعوث ہوں گے۔)

وبالهدیٰ وفاضل الادیان　　بتطل به عبادة الاوثان

(وہ ہدایت اور بہترین دین کے ساتھ مبعوث ہوں گے، جس سے وہ بُت پرستی کا خاتمہ کردیں گے۔)

پھر اس نے اپنی قوم کا حال بیان کرتے ہوئے یہ رجز پڑھا۔

اریٰ لقومی ماأریٰ لنفسی　　ان تتبعوا خیر نبی الانس

(میں اپنی قوم کے لئے وہی کچھ بہتر سمجھتا ہوں، جو اپنے لئے سمجھتا ہوں کہ اس عظیم الشان نبی انس وجان کی اتباع کریں۔)

برهانه مثل شعاع الشمس　　یبعث فی مکة دار الحمس

بمحکم التنزیل غیر اللّبس (۱)

(اس کی برہان سورج کی شعاع کی مانند ہوگی۔ وہ مکہ دارالحمس میں محکم (مضبوط و معتبر) کتاب کے ساتھ، جس میں کوئی اشتباہ نہیں، مبعوث ہوگا۔)

پھر اس نے آپؐ کے قبیلہ کا ذکر کرتے ہوئے یہ رجزیہ اشعار نعت پڑھے۔

والحیاه والعیش　　انه لمن قریش

مافی حلمه طیش　　ولافی خلقه طیش

کیون فی جیش　　وای جیش

من آل قحطان وآل ایش

پھر اس نے آپؐ کا گھرانا اس رجزیہ نعت میں بیان کیا۔

انه لمن نسل هاشم　　من معشر اکارم

یبعث بالملاحم　　وقتل کلّ ظالم

(ستونوں والے گھر کعبہ کی قسم! وہ بنو ہاشم کے معزز گروہ میں سے ہوگا۔ وہ غزوات کے ساتھ ساتھ مبعوث ہوگا اور ہر ظالم کو قتل کرے گا۔)

پھر اس نے کہا۔

هٰذا هو البیان　　اجزنی به رئیس الجان

(یہ وہ بیان ہے، جس کی خبر مجھے سردار اجنّہ نے دی ہے۔)

پھر اس نے یہ شعر پڑھا۔ اللہ اکبر! (اللہ بہت بڑا ہے۔)

جاء الحق وظهر　　وانقطع علی الجن الخبر (۲۴۷)

(حق آ گیا اور ظاہر ہوگیا اور جنوں کے خبر حاصل کرنے کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔)

---

(۱) عیون الاثر، الجزء الاول، ص ۱۵۸

یہ کہہ خطر خاموش اور غمگین ہو گیا۔ اس پر سکتہ طاری ہو گیا اور وہ تین دن تک اسی حالت سکر میں رہا۔ جب اسے تین دن بعد ہوش آیا تو اس نے کہا۔ ''لا الہ الا اللہ''

اس پیش گوئی کے بارے میں علامہ حلبی کہتے ہیں کہ حضورﷺ نے حضرت لھیبؓ سے مذکورہ اشعار و واقعات سننے کے بعد فرمایا۔

سبحان اللّٰہ! لقد نطق عن قتل نبوة ای وحی و انه لیبعث یوم القیامة امة واحده ای مقام جماعة. (۲۴۸)

ترجمہ: سبحان اللہ! اس نے بالکل اس طرح کلام کیا جیسے وہ شخص کرتا ہے، جس کے پاس وحی آتی ہے اور وہ قیامت کے دن تنہا ایک امت کے برابر بنا کر اُٹھایا جائے گا، یعنی پوری ایک جماعت کی حیثیت میں۔

قس بن ساعدہ الایادی کاہن کی پیش گوئی

عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھما ان قس بن ساعدة کان یخطب قومه بسوق عطاظ فقال سیأتیکم حق من ھٰذا الوجه واشاربیده الی نحومکة قالو اله وما ھٰذا الحق قال رجل ابلج احور من ولد لؤیّ بن غالب یدعو کم الی کلمة الاخلاص وعیش و نعیم لاینفد ان فاذا دعاکم فاجیبوه ولو علمت انی اعیش الی مبعثه لکنت اول من یسعی الیه. (۲۴۹)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ قس بن ساعدہ الایادی اپنی قوم کو عکاظ کے بازار میں خطبہ دیا کرتا تھا۔ وہ اپنے خطبہ میں یوں کہتا۔

''عن قریب اس جگہ حق عام ہوگا اور تمہاری طرف اس مقام سے سچائی آشکار ہونے والی ہے۔ یہ کہتے ہوئے وہ مکے کی طرف اشارہ کرتا۔ لوگ اس سے پوچھتے، وہ حق کیا ہے؟ وہ جواب دیتا۔ ایک شخص کشادہ رو، سیاہ چشم جولؤی بن غالب کی نسل سے ہوگا، وہ لوگوں کو کلمۂ اخلاص، ابدی زندگی اور کبھی نہ کم ہونے والی نعمتوں کی طرف بلائے گا۔ تم اس کی دعوت کو قبول کرنا۔ اگر میں اس کی بعثت تک زندہ رہتا تو سب سے پہلے اس کی طرف دوڑ کر جانے والا ہوتا۔

مامون بن معاویہ کاہن کی پیش گوئی

علامہ سیوطی لکھتے ہیں۔

واخرج ابوموسیٰ المدینی فی "الذیل" عن ابن الکلبی عن عوانة قال قال عمر لجلسائه ھل فیکھم احدکم وقع له خبر من امر رسول اللّٰہ فی الجاھلیة؟ فقال طفیل ابن زید الحارثی وکان قداتت علیه ستّون ومائة سنة نعم یا امیر المؤمنین کان المامون بن معاویة علی مابلغک من کھانة فذکر الحدیث فی انداذه بالنبیﷺ وقوله.

ترجمہ: ابوموسیٰ المدینی ''الذیل'' میں یہ بروایت ابن کلبی از عوانہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے ہم نشینوں سے پوچھا۔ کیا تم میں سے کوئی شخص زمانۂ جاہلیت میں رسول اللہؐ کے بارے میں کوئی ایسی بات جانتا تھا اور جو اس کے سامنے واقع

ہوئی ہو؟ آپ کے استفسار پر طفیل بن زید حارثی نے، جن کی عمر ایک سوساٹھ برس تھی ۔کہا، ہاں امیر المومنین! ایک شخص مامون بن معاویہ تھا، جس کی کہانت کے بارے میں آپ کو علم ہے ۔وہ حضورﷺ کے بارے میں لوگوں کو بتایا کرتا تھا ۔وہ اکثر کہتا سنا گیا

یـالیـت انـی الـحقـه ولیتـنـی لااسبـقـه

''اے کاش میں آپؐ کے ساتھ شامل ہو جاتا ۔اے کاش میں آپؐ سے پہلے پیدا نہ ہوا ہوتا۔''

قـال طـفیـل فـاتـانـا خبر النبیﷺ و نحن بتهامة فعلت یانفس هذا ذاک الذی انذر به المامون قال وتراخت الایام الی ان وفدت فاسلمت. (۲۵۰)

طفیل بیان کرتے ہیں کہ ہم تہامہ میں تھے کہ ہمیں نبی کریمﷺ کی بعثت کی خبر ملی ۔میں نے اپنے دل میں کہا۔ یہ وہی نبی مکرمﷺ ہے جس کے بارے میں مامون ہمیں خبر دیا کرتا تھا۔ طفیل کہتے ہیں کہ دن گزرتے گئے حتیٰ کہ میں ایک وفد کے ساتھ آیا اور اسلام لایا۔

نافع جرشی کے کاہن کی پیش گوئی

ان بطنـا مـن الیـمـن کان لهم کاهن فی الجاهلیة فلما ذکر امر رسول اللّٰه وانتشر فی الـعـرب جـاوا الـی کـاهـنـهـم واجتمعوا الیه فی اسفل جبل فنزل الیهم حین طلعت الشمس فـوقف لهـم قـائـمـاً عـلـی قوس فرفع رأسه الی السماء طویلاً ثم قال ایها الناس ان اللّٰه کرم محمداﷺ واصطفاه وطهر قلبه وحشاه ومکثه فیکم ایها الناس قلیل. (۲۵۱)

ترجمہ: نافع کا واقعہ ہے کہ یمن کا ایک خاندان تھا جس کا اپنا ایک کاہن تھا ۔یہ جاہلیت کے زمانے کی بات تھی ۔(اس وقت عرب میں کاہنوں کی بڑی حیثیت تھی اور ہر خاندان اپنا علیحدہ کاہن رکھتا تھا، جس کے پاس وہ اپنی ہر لڑائی، جھگڑے اور پریشانی کے معاملے میں جایا کرتے تھے ۔)

اسی زمانے میں اچانک حضورﷺ کے ظہور کی خبر پھیلی اور آپؐ سے متعلق چرچے ہونے لگے، تو یہ لوگ اپنے کاہن کے پاس پہنچے اور پہاڑ کے دامن میں جمع ہو کر اس کا انتظار کرنے لگے ۔جب سورج طلوع ہو گیا تو وہ کاہن پہاڑ سے اُتر کر ان کے پاس آیا اور اپنی کمان کا سہارا لے کر ان کے سامنے کھڑا ہو گیا ۔اس کے بعد اس نے بہت دیر تک اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھائے رکھا اور پھر یوں گویا ہوا۔

''لوگو! اللہ نے محمدﷺ کو بڑا اعزاز اور بزرگی بخشی ہے ۔اس نے ان کے قلب اور باطن کو پاک کیا ہے، لیکن لوگو! تمہارے درمیان ان کے قیام کی مدت بہت تھوڑی ہے (یعنی اس خیر و برکت کا وقت بہت تھوڑا سا ہوگا کہ آپؐ کی ذات بابرکت ہمارے درمیان موجود رہے گی، لہٰذا اس وقت کو غنیمت سمجھو اور جتنا ہو سکے، آپؐ سے فائدہ اُٹھاؤ۔

کاہنات کی پیش گوئیاں

عفیراء کاہنہ کی پیش گوئی

مرثد بن کلال کے خواب میں بشارتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

علامہ نبہانی لکھتے ہیں:

مرثد بن کلال جنگ میں زبردست فتح کے بعد جب بڑی غنیمتوں کے ہمراہ لوٹا تو زعمائے عرب اور خطباء و شعراء وفد لے کر مبارک باد کے لیے اس کے دربار میں آئے تو اس نے جھروکے میں اہل وفد کو دیدار کرایا اور ان پر انعام واکرام کی بارش کی۔ خطباء و شعراء کے تعریفی و توصیفی کلمات نے اس کے سرور وانبساط میں اوراضافہ کیا۔ ایک رات اس نے خواب دیکھا جس سے وہ بہت خوف زدہ اور پریشان ہوگیا، جب بیدار ہوا تو خواب کی کوئی بات یاد نہ رہی۔ اس نے کاہنوں کو جمع اور اس کا جواب چاہا لیکن نا کام رہا۔ اس کے اضطراب میں سخت اضافہ ہوا۔ مرثد کی ماں بھی ایک کاہنہ تھی۔ اس نے کہا۔ مردوں کی نسبت عورتیں تمہارے جواب دینے کی زیادہ اہل ہیں، کیوں ان عورتوں کے جن، مرد کاہنوں کے تابع دار جنوں کی نسبت زیادہ لطیف وظریف ہوتے ہیں۔ اس نے تمام کہان عورتوں کو یکجا کیا، لیکن گوہر مقصود پانے میں نا کام رہا اور مایوس ہوکر بیٹھ رہا۔ ایک روز وہ شکار کے لیے نکلا اور شکار کے تعاقب میں اپنے خدام ورفقاء سے بچھڑ گیا اور حرارت آفتاب کے سبب نڈھال پہاڑ کی ایک چوٹی کے قریب پہنچا جس کے اوپر کچھ گھر بنے ہوئے تھے۔ اس نے الگ تھلگ بنے ایک گھر کا قصد کیا تو اس سے ایک بڑھیا برآمد ہوئی اور مرثد سے یوں مخاطب ہوئی۔

انزل بالرّحب و السّعة

و الامن و الدّعة

و الجفنة المُدعدعة

و العلبة المترّعة

یہ سن کر مرثد اپنے گھوڑے سے اترا اور گھر میں داخل ہوگیا۔ سائے میں آرام میسر آیا تو سوگیا۔ جب آنکھ کھلی تو ایک خوش قامت دوشیزہ، حسینہٗ قبالہ کو اپنے روبرو پایا۔ یہ دیکھ کر مرثد خوف زدہ ہوا۔ تو اس دوشیزہ نے کہا۔

اللّعن ایّها الملک الهُمام و هل لک فی الطّعام.

خدا آپ کو قابل طعن اور پریشان کن باتوں سے محفوظ رکھے۔ اے بادشاہ ذی جاہ! کیا آپ کو کھانے کی طلب ہے؟

یہ سن کر مرثد بادشاہ اور بھی خوف زدہ ہوا کیوں کہ اس نے پہچان لیا تھا کہ یہ وہی بڑھیا ہے۔ کاہنہ نے کہا۔

لاحدر فداک البشر فجدک الاکبر و حظنابک الاوفو

ترجمہ: خوف کی کوئی بات نہیں، انسان آپ پر قربان ہوں۔ آپ کی شان بہت بڑی ہے اور ہمارا نصیب آپ کے ساتھ زیادہ ہے۔

اس لڑکی نے مرشد کو کھانا پیش کیا۔ دوران طعام وہ لڑکی کا بغور جائزہ لیتا رہا۔ وہ اس دوشیزہ کے حسن اور دل اس کی محبت سے معمور ہوگیا۔ مرشد نے پوچھا۔ اے حسینۂ ناز وادا تمہارا نام کیا ہے۔ اس نے کہا! میرا نام عفیراء ہے۔

مرشد نے پوچھا! عفیرا یہ کون ہے جسے تم نے بادشاہ (الملک الھمام) کہہ کر پکارا ہے؟

دوشیزۂ جاں فزاء نے جواب دیا۔

مرثد العظیم الثانی...... حاشر الکواھن و الکھّان...... لمعضلة ملّ منها الجان

''یہ ایک عظیم الشان بادشاہ مرثد ہے، جو ایک معما کے حل کے لیے کاہنہ عورتوں اور کاہن مردوں کو اکٹھا کرنے والا ہے جس معما کے حل کرنے سے جن عاجز آ گئے ہیں۔

بادشاہ نے عفیراء سے کہا۔ کیا تم جانتی ہو کہ وہ پیچیدہ معاملہ کیا ہے؟ دوشیزۂ دل بند نے کہا۔ ہاں! وہ ایک پریشان کن خواب ہے۔

ایھا الملک الھمام...... انھا رئویا منام...... لیست یا ضعات احلام.

پھر اس دوشیزہ نے کہا۔ اے بادشاہ تیرا خواب یہ ہے۔ تو نے دیکھا کہ۔

رأیت اعاصیر زوابع بعضھا لبعض تابع فیھا لھب لامع ولھا دخان ساطع یقفوھا نھر متواضع و سمعت فیما انت سامع دعاء ذی جرس صادع ھلموا الی المشارع ریٌّ جارع و غرق کارع.

ترجمہ: بگولوں پر بگولے اڑا رہے ہیں، جو ایک دوسرے کے پیچھے بلند ہو رہے ہیں۔ ان بگولوں میں آگ کے شعلے فروزاں ہیں، جس کا دھواں مرغولوں کی شکل میں اٹھ رہا ہے اور ان بگولوں کے پیچھے ایک موجزن نہر ہے اور آپ نے ہاتف غیبی کی یہ آواز سنی جو کہہ رہے تھے کہ پانی کے گھاٹوں کی طرف آؤ جن سے پینے والے سیراب ہوں گے اور اس پانی میں گھسنے والے ڈوب جائیں گے۔

بادشاہ نے کہا، اس کی تعبیر کیا ہے۔ حسینۂ دل رُبا بولی!

الزوابع ملوک تتابع والنھر علم واسع والداعی بنی شافع و الجارع له ولی تابع و الکارع عدولھن منازع.

زوابع (بگولوں) سے مراد بادشاہ ہیں، نہر سے مراد وسیع علم ہے۔ داعی کی تعبیر نبی شافع ہے۔ اس کے جارع یعنی اس پانی کے پینے والے اس نبی معظم کے پیروکار (صحابہ عظام ؓ) ہیں اور کارع سے مفہوم اس نبی رحمت ﷺ کے دشمن ہیں۔

یہ سن کر مرثد نے کہا۔ کیا یہ نبی امن وسلامتی والا ہے یا معرکہ آراء؟

عفیراء کاہنہ (دوشیزۂ خوش جمال) نے کہا۔

اقسم برافع السماء و ینزل الماء

من الغماء انه لمبطل الدّماء

و فطق العقائل نطق الماء.

قسم ہے اس ذات کی جس نے آسمان کو بلندی عطا کی اور آسمان سے مینہ برسایا کہ وہ رسم خوں ریزی بند کرے گا اور شریف زادیوں کو، کنیزوں کو، کنیزوں کے پٹکے سے باندھے گا۔

پھر اس نے کہا۔

الیّ صلاۃ وصیام وصلۃ ارحام

و کسّر اصنام وتعطیل الازلام

واجتناب آثام.

وہ (نبی رحمت) نماز، روزہ، صلہ رحمی، بت شکنی، فال گیری اور گناہوں سے اجتناب کا حکم دے گا۔

مرثد نے کہا۔ اس کی قوم کون سی ہے؟ عفیرا بولی۔

''وہ بنونضر بن نزار سے ہوگا۔ اس کی قوم اس سے معرکہ آراء ہوگی اور کشتوں کے پشتے لگیں گے، نیز وہ انہیں قیدی بنائے گا۔''

بادشاہ نے کہا۔ اے عفیراء! جب وہ اپنی قوم کو تباہ و برباد کرے گا تو اس کی اعانت و امداد کون کرے گا؟

دوشیزہ نے جواب دیا۔

اعضاده غطارف یمانون ......طائرهم به میمون...... یعزّبهم فیعزون...... و یدحث بهم الحزون...... والیٰ نصره یعتزون. (۲۵۲)

اس کے معاون و مددگار خوش قسمت یمنی سردار ہوں گے۔ وہ انہیں عزت عطا کرے گا تو وہ معزز ہو جائیں گے۔ وہ ان کی سخت زمین کو نرمی عطا کرے گا۔ یعنی وہ نرم اخلاق بن جائیں گے اور اس پیغمبر (آخر نبی ﷺ) کی نصرت و اعانت پر فخر کریں گے۔

یہ سن کر بادشاہ نے سر جھکا لیا۔

کاہنہ کی پیش گوئی:

مشہور شاعر فرزدق کے دادا سفیان بن مجاشع (۱) کہتے ہیں کہ ان کا قبیلہ ایک کاہنہ کے پاس جمع تھا اور وہ یوں کہہ رہی تھی۔

العزیز من وّالاہ	**والذّلیل من خالاہ**
والموفور من وّالاہ	**والموتور من عاداہ**

(۱) السیرۃ النبویۃ فی الآثار المحمدیۃ حاشیۃ السیرۃ الحلبیۃ۔ الجزء الاول، ص ۱۲۵۔

ترجمہ: وہ عزت مند ہو گیا جس نے اس سے محبت کی اور وہ ذلیل ہو گیا جس نے اس سے تعلق توڑ لیا۔ وہ دولت مند ہو گیا جس نے اس سے محبت کی اور جس نے اس سے عداوت کی، وہ محروم ہو گیا۔

سفیان نے اس سے پوچھا۔ یہ کس کا ذکر ہے۔'' تو اس نے کہا۔

صاحب حلّ و حرم و هدی و علمٍ

و بطشٍ و حلمٍ و حربٍ و سلمٍ

رأس رئووسٍ و ارائض شموسٍ

وماحي بوسٍ وما هدٍ و عوسٍ

وناعشٍ منعوسٍ

(وہ صاحب حلّ وحرم ہے۔ ہدایت وعلم والا ہے۔

بردباری اور سخت گرفت اس کا شیوہ ہے۔ صاحب حرب (ماہر جنگ) و صلح (سلامتی والا) ہے۔

سرداروں، دشمنوں کو ہدایت دینے والا۔

معصیت ومصیبت کو مٹانے والا، ریگستانوں کو پامال کرنے والا۔ اور سوئے ہوؤں کو خواب غفلت سے جگانے والا)۔

سفیان نے دریافت کیا۔ وہ کون ہے؟ تو اس کاہنہ نے بتایا۔

نبی مؤید قدامّی حین یوجدودنا اوران یولدیبعث الی الاحمر ولا سود بکتاب الاینفد اسمه محمد (صلی اللہ علیہ وسلم).

''تائید الٰہی کا حامل نبی، جو آنے والا ہے اور اس کی پیدائش کا زمانہ قریب آ گیا ہے۔ وہ احمر واسود (تمام انسانوں) کی طرف ایک کتاب ہدایت کے ساتھ مبعوث ہوگا۔ اسم شریف اس کا محمد ﷺ ہے۔

پھر ابوسفیان نے پوچھا۔ وہ آنے والا عربی ہے یا عجمی، تو اس کاہنہ نے جواب دیا۔

اما و السماء ذات العنان...... و الشجر ذات الافنان...... انه لمن سعدبن عدنان (۲۵۳)

(ابر آلود آسمان اور شاخ دار درخت کی قسم! وہ شخص سعد بن عدنان کی نسل سے ہوگا۔

کاہنہ کی پیش گوئی:

علامہ نبہانی لکھتے ہیں۔

جب عمرو بن معدی کرب کو اسلام کے بارے میں تردّد کی وجہ سے عتاب کیا گیا تو انہوں نے کہا۔ بخدا یہ تو انتہائی بدبختی اور شقاوت کی بات ہے، کیوں کہ مجھے تو نزول وحی سے پہلے ہی معلوم تھا کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ ان سے دریافت کیا گیا کہ اے ابا ثور! یہ کیسے معلوم ہوا؟ تو انہوں نے بتایا کہ بنی زبید کی کاہنہ نے کہا۔

اقسم بالسّماء ذات البروج......والارض ذات الادراج......والريح ذات العجاج......

والجبال ذات الفجاج......والبحار ذات الامواج......ان ھذا الامواج والارتجاج......للقاح ذات نتاج......

ترجمہ: برجوں والے آسمان کی قسم...... راستوں والی زمین کی قسم...... گرد و غبار والی ہوا کی قسم...... درّوں والے پہاڑ......اور تلاطم خیز سمندروں کی قسم! کہ اس بگاڑ اور شور وشر کا باعث ایک حاملہ اونٹنی ہے جو جننے والی ہے۔

لوگوں نے کہا، اس کا نتیجہ کیا ہے؟ تو اس نے کہا۔

ظھور بني صادق بکتاب ناطقٍ و حسامٍ فالقٍ

ایک سچے نبی کا ناطق کتاب اور شمشیر برآں کے ساتھ ظاہر ہونا۔

انہوں نے کہا۔ دعوت کیا دے گا تو اس نے کہا۔

یظھر بصلاح و یدعوالی الفلاح

ویعطل القداح وینھیٰ عن الراح

و الشّفاح و عن الا مور القباح.

وہ بھلائی اور درستی کے ساتھ ظاہر ہوگا اور کامیابی کی طرف دعوت دے گا۔ جواء بازی بند کرے گا اور شراب نوشی وقتل و غارت گری اور گندی باتوں سے منع کرے گا۔

کاہنہ نے مزید کہا۔ جب انہوں نے گھرانہ پوچھا۔

ولد شیخ الاکرم حافر ز مزم

ومطعم الطیر الحوم والسّباع الصّوم .

چاہ زمزم کو کھودنے والے۔ پیاسے پرندوں کو پلانے والے اور بھوکے درندوں کو کھانا کھلانے والے معزز بزرگ کی اولاد میں سے ہوگا۔

پھر انہوں نے نام پوچھا تو کاہنہ نے کہا۔

اسمه محمد و عزّہ سرمد و خصمه مکمّد.

اس عظیم الشان پیغمبر کا نام نامی اسم گرامی محمد ﷺ ہے۔ اس کی عزت سرمدی ہے اور اس کا دشمن پریشان حال ہے۔

اس کے بعد عمرو بن معدی کرب نے بیان کیا کہ وہ ہوذہ صاحب تاج کے دربار میں گئے تو وہاں ایک راہبہ نے بتایا کہ محمد ﷺ وہی نبی عربی ہیں جن کی بشارت عیسیٰؑ نے دی ہے۔ (رواحہ خزیمہ بن ثابت) (۲۵۴)

سُعدی بنت کرز، کاہنہ کی پیش گوئی:

ابن عساکر خلیفۂ ثالث حضرت عثمان غنیؓ سے روایت کرتے ہیں اور ابو سعد نیشاپوری اپنی کتاب ''شرف مصطفیٰ ﷺ'' میں نقل کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے فرمایا۔ میں ایک رات صحن کعبہ میں بیٹھا ہوا تھا، جب مجھے پتا چلا کہ محمد ﷺ نے اپنی بیٹی رقیہ کا نکاح عتبہ بن ابی لہب سے کر دیا ہے تو میرے دل میں حسرت پیدا ہوئی کہ

میں اس رشتے کے حصول میں کیوں کر پیچھے رہ گیا۔ کیوں کہ وہ حسن و جمال کا پیکر تھیں۔ آپ حسنِ رقیہ کے بارے میں کہتے ہیں۔

وکان وضیاً حسناً جمیلاً، ابیض مشرباً، صفرة، جعد الشعر، له حجة اسفل من اذنیه، جذل الساقین، طویل الذراعین، اقنّی بین القنا." (۲۵۵)

آپ کہتے ہیں کہ جب میں یہ خواہش لئے حسرت و یاس کی تصویر بنا اپنے گھر میں داخل ہوا تو میری خالہ سُعدی بنت کرز بن ربیعہ بن عبد شمس العبشیة (۱) جو کہ ایک کاہنہ عورت تھی اور کہانت کیا کرتی تھی، مجھے دیکھا تو یوں گویا ہوئی۔

ابشر و حییت ثلاثه تتریٰ ثم ثلاثاً وثلاثاً اخریٰ

ثمه باخریٰ کی تتم عشراً واتاک خیراً ووقیت شراً

انکحت واللّٰه حصاناً زهراً وانت بکر و لقیت بکراً

وافیتها بنت عظیم قدراً (۲۵۶)

ترجمہ: (۱) اے عثمانؓ! تمہیں بشارت ہو کہ تم پے در پے تین بار عزت وتوقیر سے نوازے جاؤ گے، پھر تین بار اور دوسری مرتبہ پھر تین بار۔

(۲) اس کے بعد مزید ایک بار اور عزت سے نوازے جاؤ گے، یہ کہ دس باریاں پوری ہو جائیں گی۔ تمہارے پاس بھلائی اور خیر آئی اور تم ہر شر سے مامون ومحفوظ رہے۔

(۳) اللہ خوب بہتر جانتا ہے کہ تمہارا نکاح ایک حسین وجمیل، نہایت خوب صورت، پاک دامن دوشیزہ سے ہوگا، کیوں کہ تم خود ناکتخدا ہو، تو تمہیں عورت بھی تمہاری جیسی کنواری دوشیزہ ہی ملے گی۔

(۴) وہ نہایت ہی عظیم الشان اور جلیل القدر شخص کی بیٹی ہے۔

حضرت عثمانؓ نے اس بات پر بہت تعجب کیا اور پھر حیرت واستعجاب میں ڈوبے لہجے میں اپنی خالہ سے کہا۔

اے خالہ جان یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں، تو خالہ جان نے کہا۔

عثمان یا عثمان یا عثمان لک الجمال و لک الشان

هٰذا النبی البرهان ارسله بحقه الدیان

وجاء التنزیل و الفرقان فاتبعه لاتغیابک الاوثان (۲۵۷)

ترجمہ: (۱) عثمان، اے عثمان، اے عثمان۔ تم صاحب حسن وجمال اور اونچی شان وآن کے مالک ہو۔

(۲) یہ اللہ کے نبی ہیں جس کے ساتھ برہان عظیم ہے اور انہیں رب کائنات نے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔

(۳) ان کے پاس دلیل وفرقان کا نزول ہوا ہے، وہ حق کے ساتھ آئے ہیں، لہٰذا تم ان کی اتباع وپیروی کرو اور تمہیں بت ہرگز دھوکے میں مبتلا نہ کرنے پائیں۔

---

(۱) الاصابہ، المجلد الرابع ص ۲۵۳۳

جب میں نے پھر خالہ سے اس کی وضاحت چاہی تو انہوں نے کہا۔

"محمد بن عبد اللہ رسول من عند اللہ جاء بتنزیل اللہ یدعو بہ الی اللہ. (۲۵۸)

(محمد بن عبداللہ، اللہ کے رسول ﷺ ہیں اور آپ اللہ کے نازل کردہ کلام کے ساتھ آئے ہیں، جن کے ذریعے اللہ کی طرف دعوت دیتے ہیں)

پھر خالہ نے یوں کہا۔

مصابحہ مصابح — ودینہ فلاح

وامرہ نجاح — وقرنہ نطاح

ذلت لہ النطاح — ماتنفع الصیاح

ووقعت الذباح — وسلتِ الصفاح

ومدت الرّماح (۲۵۹)

ترجمہ: (۱) اس کا چراغ ہی چراغ ہے اور اس کا ہی دین فلاح وکامرانی کا امین ہے۔

(۲) اس کا معاملہ کامیابی ہے اور اس کی تلوار ٹکرانے والی ہے۔

(۳) اس سے ٹکرانے والا ذلیل ہوگا، جسے چیخ وپکار کوئی فائدہ نہ دے گی۔

(۴) کشتوں کے پشتے لگیں گے، تلواریں بے نیام ہوں گی۔

(۵) اور نیزے کھینچے جائیں گے۔

اس کے بعد حضرت عثمانؓ نے بذریعہ حضرت ابوبکرؓ، بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہو کر اسلام قبول کرلیا اور کچھ عرصہ بعد آپ کی شادی حضرت رقیہؓ سے ہوگئی، جسے حضور ﷺ نے بہترین جوڑا قرار دیا۔ اس طرح حضرت عثمانؓ کی خالہ کی پیش گوئی پوری ہوئی۔

☆......☆......☆

حواشی

۱۔ پارہ۳،سورۂ آل عمران،آیت۳
۲۔ پارہ۹،سورۃ الاعراف،آیت ۱۵۷
۳۔ پارہ۲۶،سورۃ الفتح،آیت۲۹
۴۔ پارہ۱۰،سورۃ التوبۃ،آیت۳۲
۵۔ پارہ۶،سورۃ المائدۃ،آیت۴۶
۶۔ پارہ۱،سورۃ البقرہ،آیت۸۹
۷۔ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن،پارہ۱،سورۃ البقرۃ،ص۲۵
۸۔ حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ﷺ، ص۹۵
۹۔ پارہ۱، سورۃ البقر،آیت۱۴۰
۱۰۔ پارہ۲،سورۃ البقرۃ،آیت۱۴۶
۱۱۔ پارہ۱،سورۃ البقرہ،آیت۷۵
۱۲۔ پارہ۱،سورۃ البقرہ،آیت۶۱
۱۳۔ تفسیر جلالین،ص۱۳،سورۃ البقرہ،پارہ۱
۱۴۔ پارہ۱،سورۃ البقرہ،آیت۸۷
۱۵۔ پارہ۱،سورۃ البقرہ،آیت۹۱
۱۶۔ تفسیر جلالین،ص۱۱
۱۷۔ تفسیر جلالین،ص۱۴حاشیہ۱بحوالہ جمل
۱۸۔ پارہ۵،سورۃ النساء،آیت۵۶
۱۹۔ پارہ۶، سورۃ المائدہ،آیت۱۳
۲۰۔ المنجد فی الاعلام،ص۳۴۹
۲۱۔ المجموعۃ النبہانیۃ فی المدائح النبویۃ،الجزء الاول،ص۴۱۹
۲۲۔ حوالۂ مذکورہ ایضاً
۲۳۔ حوالۂ مذکور ایضاً
۲۴۔ پارہ۱۹،سورۃ الشعراء،آیت۱۹۶،۱۹۷
۲۵۔ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن،پارہ۱۹،سورۃ الشعراء،آیت۱۹۶،حاشیہ نمبر۱۶۵،ص۶۷۵
۲۶۔ حوالۂ مذکور ایضاً،حاشیہ نمبر۱۶۶
۲۷۔ پارہ۱۴،سورۃ النحل،آیت۱۲۰
۲۸۔ بشریٰ،مولانا عنایت رسول چریا کوٹی،ص۳۱
۲۹۔ میثاق النبیین،مولانا عبدالحق ودیارتھی،ص۳۱۱۔بحوالہ پیدائش۱۲:۲
۳۰۔ حوالۂ مذکور،ص۳۱۲
۳۱۔ حوالۂ مذکور،ص۳۱۲۔۳۱۳

۳۲۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۱۳

۳۳۔ بشریٰ، ص ۱۱

۳۴۔ کتاب مقدس (پرانا اور نیا عہد نامہ) پیدائش، باب ۱۷، آیت ۲۰، ص ۱۷
The Holy Bible in urdu Revised Version 93

۳۵۔ پارہ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۱۲۹

۳۶۔ الخصائص الکبریٰ، الجزء الاول، باب اعلام اللّٰہ بہ ابراھیمؑ و آلہ، ص ۱۷۔

۳۷۔ پارہ ۱۳، سورۂ یوسف، آیت ۲۸

۳۸۔ الخصائص الکبریٰ، الجزء الاول، باب اعلام اللّٰہ بہ ابراھیمؑ و آلہ، ص ۱۷

۳۹۔ حوالۂ مذکور، باب اعلام اللّٰہ بہ موسیٰ ص ۱۸

۴۰۔ حوالۂ مذکورہ، باب ذکرہ فی التورۃ و الانجیل و سائر الکتب الامنزلۃ، ص ۲۳، ۲۴، السیرۃ الحلبیۃ، (من انسان العیون فی سیرۃ الامین الامامون المعروف بالسیرۃ الحلبیۃ) علامہ علی بن برھان الدین الحلبی الشافعی، الجزء الاول، باب ماجاء من امررسول اللّٰہ علی احبار الیھود عن الرھبان من النصاری و عن الکھان من العرب علی السنۃ الجان و علی غیر السنتھم وما سمع من الھواتف و من بعض الوحوش ومن بعض الاشجار و طرد الشیاطین من استراق السمع عند مبعثہ بکثرۃ تساقط النجوم و ماوجد من ذکرہٗ وذکرہ صفتۃ فی الکتب القدیمۃ و ماوجدفیہ اسمہ مکتوباً من النبات والا حجار وغیرہ ھما، ص ۲۱۸

۴۱۔ الخصائص الکبریٰ، الجزء الاول، باب ذکرہ فی التوراۃ والانجیل وسائر کتب اللّٰہ المنزلۃ، ص ۲۶

۴۲۔ کتاب مقدس، یسعیاہ، باب ۵۴، آیت ۱ تا ۱۷، ص ۷۰۴ عہد نامہ قدیم

۴۳۔ اظہار الحق، مولانا رحمت اللّٰہ بن خلیل، الباب اسادس، فی اثبات نبوۃ محمدؐ ودفع مطاعن عن القسیسین (الاخبار الواقعہ فی حق محمدیؐ) ص ۴۳۸، ۴۳۹

۴۴۔ الخصائص الکبریٰ، الجزء الاول، باب اعلام اللّٰہ بہ ابراھیم و آلہ، ص ۱۷

۴۵۔ پارہ ۱۹، سورۂ مریم، آیت ۵۶، ۵۷

۴۶۔ میثاق النبیین، ص ۲۸ بحوالہ یہوداہ، باب ۱، آیت ۱۴

۴۷۔ کتاب مقدس (پرانا اور نیا عہد نامہ) یہوداہ کا عام خط (نیا عہد نامہ)، باب ۱، آیت ۱۴، ۱۵، ص ۲۴۱

۴۸۔ اظہار الحق، الباب السادس، فی اثبات محمدؐ ودفع مطاعن عن القسیسین (الاخبار الواقعہ فی حق محمدیؐ) ص ۴۳۲، ۴۳۳

۴۹۔ میثاق النبیین، ص ۲۹۵

۵۰۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۸۱ بحوالہ استثناء، ۳۳:۲

۵۱۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۱۴ بحوالہ پیدائش، باب ۴۹، آیت ۱۰

۵۲۔ کتاب مقدس (پرانا اور نیا عہد نامہ) پیدائش، باب ۴۹، آیت ۱۰، ص ۴۵ عہد نامہ قدیم

۵۳۔ میثاق النبیین، ص ۳۱۴ تا ۳۲۱

۵۴۔ پارہ ۱، سورۃ البقرۃ، آیت ۱۳۲، ۱۳۳

۵۵۔ حوالۂ مذکور، آیت ۱۳۰

۵۶۔ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن، پارہ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۱۳۰، ص ۳۶، حاشیہ نمبر ۲۳۸

۵۷۔ پارہ ۱۶، سورۂ مریم آیت ۵۱

۵۸۔ پارہ ۲۶، سورۂ احقاف، آیت ۱۰
۵۹۔ پارہ ۲۹، سورۂ مزمل، آیت ۱۵
۶۰۔ السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، ص ۲۵۵
۶۱۔ میثاق النبیین، ص ۲۸۱ بحوالہ استثنا، باب ۱۵، آیت ۱۷، ۱۸
۶۲۔ حوالۂ مذکورہ، ص ۳۳۱ تا ۳۶۸
۶۳۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۳۲
۶۴۔ بشریٰ، مولانا عنایت رسول چریا کوئی، ص ۴۸ تا ۵۱
۶۵۔ انبیاء کوئز، ص ۱۴۵
۶۶۔ پارہ ۱۵، سورۃ الکہف، آیت ۶۰
۶۷۔ بشریٰ، ص ۱۰۹
۶۸۔ حوالۂ مذکور ایضاً
۶۹۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۸۴، ۱۸۵۔ بحوالہ اشعیا، باب ۴۲
۷۰۔ حوالۂ مذکور، ایضاً
۷۱۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۸۷
۷۲۔ حوالۂ مذکور ایضاً
۷۳۔ کتاب مقدس (عہد نامہ قدیم) یسعیاہ، باب ۴۲، آیت ۱ تا ۱۷۔ ص ۶۹۴
The Holy Bible in urdu Revised Version 93
۷۴۔ اظہار الحق، الباب السادس، فی اثبات محمدؐ ودفع مطاعن عن القسیسین (الاخبارات الواقعۃ فی حق محمدؐ) ص ۴۳۷
۷۵۔ حوالۂ مذکور، ص ۴۳۷، ۴۳۸
۷۶۔ میثاق النبیین، ص ۲۸۶، ۲۸۷
۷۷۔ کتاب مقدس، یسعیاہ، باب ۲۱، آیت ۶ تا ۱۷، ص ۶۷۶، عہد قدیم
۷۸۔ بشریٰ، ص ۳۳۹
۷۹۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۳۹، ۳۷۰
۸۰۔ کتاب مقدس، یسعیاہ باب ۲۱، آیت ۶ تا ۱۷، ص ۶۷۶
۸۱۔ انبیاء کوئز، ص ۲۲۳
۸۲۔ السیرۃ الحلبیۃ، الجزء الاول، جاب ماجاء من امر رسولؐ......الخ، ص ۲۱۸
۸۳۔ حوالۂ مذکور ایضاً
۸۴۔ کتاب مقدس (عہد نامہ قدیم) دانی ایل، باب ۲، آیت ۱ تا ۵، ص ۸۳۲
۸۵۔ الخصائص الکبریٰ الجزء الاول، باب اخبار الاخبار والرھبان بہ قبل مبعثہ، ص ۴۱
۸۶۔ اظہار الحق، الباب السادس، فی اثبات محمدؐ ودفع مطاعن عن القسیسین (الاخبار الواقعۃ فی احق محمدؐ)
۸۷۔ کتاب مقدس (عہد نامہ قدیم) خلاصۂ توریت مع زبور وصحائف انبیاء۔ بادشاہ کے خواب کی تعبیر نمبر ۱۰۳، ص ۱۰۶ بحوالہ دانی ایل، باب ۲۔ دانی ایل باب ۲، آیت ۳۲ تا ۴۷، ص ۸۳۳
The Holy Bible in urdu Revised Version 93
۸۸۔ اظہار الحق، الباب السادس، فی اثبات محمد ودفع مطاعن عن القسیسین (الاخبارات الواقعۃ فی حق محمدؐ، ص ۴۴۱

۸۹۔ پارہ ۱۷، سورۃ الانبیاء آیت ۸۹
۹۰۔ کتاب مقدس (عہد نامہ قدیم) ذکریا، باب ۴، آیت ۱ تا ۱۴، ص ۸۸۴، ۸۸۵
۹۱۔ الخصائص الکبریٰ۔ الجزء الاول۔ باب ذکرہ فی التوراۃ والانجیل وسائر کتب اللہ المنزلۃ۔ ص ۱۸۔۱۹
۹۲۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۹
۹۳۔ حوالہ مذکور، ص ۲۰
۹۴۔ حوالۂ مذکور ص ۲۰
۹۵۔ حوالہ مذکور ص ۲۰، ۲۱
۹۶۔ اظہار الحق، علامہ رحمت اللہ بن خلیل الھندی، الباب السادس، فی اثبات محمد و دفع مطاعن عن القسیسین۔ (الاخبارات الواقعۃ فی حق محمدؐ) ص ۴۲۲
۹۷۔ کتاب مقدس (عہد نامہ قدیم و جدید) استثنا، باب ۱۸، آیت ۱۵ تا ۲۲، ص ۱۸۴
۹۸۔ اظہار الحق الباب السادس، ص ۴۳۳
۹۹۔ بشریٰ مولانا عنایت رسول چریا کوٹی ص ۱۱۴ اور ۵۴
۱۰۰۔ میثاق النبیین، ص ۳۵۲۔ استثنا ۳۳: ۲
۱۰۱۔ کتاب مقدس (پرانا اور نیا عہد نامہ) استثنا، باب ۳۳، آیت ۱ تا ۳، ص ۲۰۱
۱۰۲۔ اظہار الحق، الباب السادس، فی اثبات نبوۃ محمدؐ......الخ ص ۴۲۷، ۴۲۸
۱۰۳۔ میثاق النبیین، ص ۳۵۲ تا ۳۶۱۔ بشریٰ ص ۵۴ تا ۵۶
۱۰۴۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۵۹
۱۰۵۔ حوالۂ مذکور ص ۳۶۰
۱۰۶۔ کتاب مقدس (نیا اور پرانا عہد نامہ) پیدائش، باب ۲۱، آیت ۹ تا ۱۲، ص ۲۰، ۲۱
۱۰۷۔ السیرۃ الحلبیۃ، الجزء الاول. باب ماجاء من امر رسول اللہؐ علی احبار الیہود و عن الرھبان من النصاری و عن الکھان من العرب علی السنۃ الجان و علی غیر السنتھم وما سمع من الھواتف ومن بعض و الوحوش و من بعض الاشجار و طرد الشیاطین من استراق السمع عند مبعثۃ بکسر قتساقط النجوم وما وجد من ذکرہٗ و ذکرہ صفتۃ فی الکتب القدیمۃ وما وجد فیہ اسمہ مکتوباً من النبات ولاحجار وغیرھما. ص ۲۱۵.
۱۰۸۔ اظہار الحق، الباب السادس، فی اثباب محمدؐ......الخ۔ ص ۴۳۰
۱۰۹۔ پارہ ۲۳۔ سورۂ ص، آیت ۴۸
۱۱۰۔ میثاق النبیین، ص ۴۰۳ تا ۴۴۰
۱۱۱۔ میثاق النبیین، ص ۴۰۳، بحوالہ یسعیاہ۔ ۹: ۱ تا ۷۔
۱۱۲۔ حوالۂ مذکور، ص ۴۰۳
۱۱۳۔ حوالۂ مذکور، ص ۴۰۳، ۴۰۴
۱۱۴۔ حوالۂ مذکور، ص ۴۰۴
۱۱۵۔ حوالۂ مذکور ۴۰۴، ۴۰۵
۱۱۶۔ تورات، سفر استثناء، باب ۳۲، آیت ۲۱ ص ۱۹۹۔ عہد نامہ قدیم
۱۱۷۔ اظہار الحق، الباب السادس، فی اثبات محمدؐ......الخ ص ۴۲۹

۱۱۸۔ پارہ ۲۸۔ سورہ الجمعۃ آیت ۲
۱۱۹۔ پارہ ۲۲، سورۂ ص، آیت ۱۷
۱۲۰۔ میثاق النبیین ص ۳۸۱، بحوالہ زبور ۲۷:۴ تا ۱۸ اور ۱ تا ۱۹
۱۲۱۔ حوالۂ مذکور ص ۳۸۲۔ بحوالہ زبور ۱۰۲:۱۸
۱۲۲۔ حوالۂ مذکور ایضاً بحوالہ ۱۱۸:۲۲ تا ۲۴ اور ۲۶
۱۲۳۔ حوالہ مذکور، ص ۳۸۳
۱۲۴۔ صحیح بخاری (اردو) جلد دوم، باب خاتم النبیین، ص ۳۵۲۔ جامع ترمذی مع شمائل ترمذی (اردو) جلد دوم: ابواب المناقب، ص ۶۶۵
۱۲۵۔ زبور، باب ۱۴۹، آیت ۱ تا ۱۹، ص ۶۱۶ عہد نامہ قدیم
۱۲۶۔ اظہار الحق، الباب السادس، فی اثبات محمد...... الخ، ص ۴۳۶
۱۲۷۔ بشریٰ ص ۱۴۲ تا ۱۴۴
۱۲۸۔ حوالۂ مذکور ایضاً
۱۲۹۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۴۵
۱۳۰۔ حوالۂ مذکور ایضاً
۱۳۱۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۸۲، ۱۸۳
۱۳۲۔ حوالہ مذکور ایضاً
۱۳۳۔ میثاق النبیین ص ۲۸۳۔ بحوالہ زبور ۹:۷۔۱۱۔۵۔۱۴۔۸۱۔ زبور ۱۴:۳۔۷۔۱۲:۷۔۹، ۵۱:۱۔۵
۱۳۴۔ میثاق النبیین، ص ۲۸۴ بحوالہ زبور ۳۷:۹۔۳، ۲۹۔۳۱۔ زبور ۲۷:۴۔۷، ۱۰، ۱۹۔ زبور ۹۷:۳۔۷۔ زبور ۲:۱، ۱۹
۱۳۵۔ میثاق النبیین، ص ۲۸۵ بحوالہ زبور ۱۱۸:۲۲۔۲۶
۱۳۶۔ الخصائص الکبریٰ الجزء الاول، باب ذکرہ فی التوراۃ والانجیل وسائر کتب اللہ المنزلۃ، ص ۲۷، ۲۸
۱۳۷۔ حوالۂ مذکور ایضاً۔ السیرۃ النبویۃ الآثار المحمدیۃ علی حاشیۃ السیرۃ الحلبیۃ، الجزء الاول، باب ماجاء من امر رسولؐ، ص ۱۴۴ (تغیر الفاظ)
۱۳۸۔ متی کی انجیل باب ۲، آیت ۱ تا ۳۔ اور ص ۶ (عہد نامہ جدید)
۱۳۹۔ متی کی انجیل، باب ۴، آیت ۱۲ تا ۱۷، اور آیت ۲۳، ص ۷ (عہد نامہ جدید)
۱۴۰۔ متی کی انجیل، باب ۶، آیت ۹، ۱۰، ص ۹
۱۴۱۔ متی کی انجیل، باب ۱۰، آیت ۶، ۷، ص ۱۳
۱۴۲۔ لوقا کی انجیل، باب ۹، آیت ۱، ۲، ص ۶۳
۱۴۳۔ لوقا کی انجیل، باب ۱۰، آیت ۱، ۳، ص ۶۴
۱۴۴۔ حوالۂ مذکور، آیت ۸، ۱۱، ص ۶۴
۱۴۵۔ اظہار الحق، الباب السادس، فی اثبات محمدؐ و دفع مطاعن القسیسین (الاخبار الواقعہ فی حق محمدؐ) ص ۴۴۳
۱۴۶۔ حوالۂ مذکور ایضاً، ص ۴۴۳
۱۴۷۔ متی کی انجیل، باب ۱۳، آیت ۳۱، ۳۲، ص ۱۷۔ لوقا ۱۲:۱۹
۱۴۸۔ اظہار الحق، الباب السادس فی اثبات محمدؐ............ الخ، ص ۴۴۴
۱۴۹۔ میثاق النبیین، ص ۴۹

۱۵۰۔ متی کی انجیل، باب ۲۱، آیت ۳۳ تا ۴۶، ص ۲۵، ۲۶
۱۵۱۔ اظہار الحق، الباب السادس، فی اثبات محمدؐ...... الخ۔ ص ۴۴۵، ۴۴۶
۱۵۲۔ میثاق النبیین، ص ۴۹۰، ۴۹۱
۱۵۳۔ یوحنا کی انجیل، باب ۱۴، آیت ۱۵ تا ۱۷، ص ۹۹
۱۵۴۔ حوالہ مذکور، آیت ۲۵ تا ۳۰، ص ۹۹۔ میثاق النبیین، ص ۲۹۲ چند الفاظ اضافے کے ساتھ۔
۱۵۵۔ حوالہ مذکور باب ۱۵، آیت ۲۶، ۲۷، ص ۱۰۰
۱۵۶۔ حوالہ مذکور، باب ۱۶، آیت ۷ تا ۱۵، ص ۱۰۱
۱۵۷۔ السیرۃ الحلبیۃ، الجزء الاول، باب ماجاء فی امر رسولؐ............ الخ ص ۲۱۴
۱۵۸۔ حوالۂ مذکور ایضاً
۱۵۹۔ اظہار الحق، الباب السادس، فی اثبات محمدؐ............ الخ ص ۴۴۷، ۴۴۸
۱۶۰۔ حوالہ مذکور ص ۴۴۹، ۴۵۰
۱۶۱۔ حوالۂ مذکور ص ۴۴۸ تا ۴۵۳
۱۶۲۔ میثاق النبیین، ص ۲۸۵ بحوالہ ایوب ۴۰: ۱۵: ۱۴: ۱: ۔ ۱۰
۱۶۳۔ السیرۃ الحلبیۃ، الجزالاول، باب ماجاء فی امر رسولؐ............ الخ ص ۱۲۸
۱۶۴۔ حوالۂ مذکور ایضاً
۱۶۵۔ السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، ص ۱۰۶
۱۶۶۔ انبیاء کوئز: ص ۲۲۷
۱۶۷ زبور، باب ۴۵، آیت ۱ تا ۱۷، ص ۵۵۳، ۵۵۴ عہد نامہ قدیم
۱۶۸۔ اظہار الحق، ۴۳۳
۱۶۹۔ حوالۂ مذکور ایضاً
۱۷۰۔ انبیاء کوئز، ۲۲۷
۱۷۱۔ انجیل مقدس، غزل الغزلات، باب پنجم، آیت ۱۰ تا ۱۶، ص ۶۵۷
۱۷۲۔ پارہ ۱۹، سورۃ النحل، آیت ۱۶
۱۷۳۔ میثاق النبیین، ص ۳۸۷
۱۷۴۔ حوالۂ مذکور ص ۲۸۵
۱۷۵۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۸۶
۱۷۶۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۹۵ بحوالہ غزل الغزلات، باب ۵، آیت ۱۰ عہد نامہ قدیم
۱۷۷۔ حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلینؐ، ص ۸۳
۱۷۸۔ حوالۂ مذکور ایضاً
۱۷۹۔ انجیل مقدس، حبقوق، باب ۳، آیت ۱ تا ۷، ص ۸۷۷، ۸۷۸ عہد نامہ قدیم
۱۸۰۔ مدرج النبوت (اردو)، شیخ عبد الحق محدث دہلوی، مترجم عبد المصطفےٰ اشرف نقش بندی، جلد اول، ص ۱۶۸، ۱۶۹
۱۸۱۔ انبیاء کوئز: ص ۲۲۸
۱۸۲۔ مدارج النبوت (اردو)، جلد اول، ص ۱۶۸
۱۸۳۔ بشریٰ، ص ۹۱ تا ۹۴

۱۸۴۔ حوالۂ مذکور، ص۹۱ تا۹۶

۱۸۵۔ حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۹۷

۱۸۶۔ پارہ۳، سورۃ آل عمران، حدیث۴۵

۱۸۷۔ پارہ۲۸، سورۃ الصف، آیت۶

۱۸۸۔ الخصائص الکبریٰ، الجزالاول، باب ذکرہ فی التورات والانجیل وسائر الکتب اللہ منزلہ، ص ۲۷، ۲۸۔ حجۃ اللہ علی العالمین، ص۹۴

۱۸۹۔ حوالۂ مذکور، ص۶۴

۱۹۰۔ حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین، ص۶۴

۱۹۱۔ حوالۂ مذکور، ص۸۱

۱۹۲۔ حوالۂ مذکور، ص۸۲

۱۹۳۔ حوالۂ مذکور، ص۸۴

۱۹۴۔ حوالۂ مذکور، ص۸۷، ۸۸

۱۹۵۔ الخصائص الکبریٰ۔ الجزءالاول، باب اختصاصہ بکثرت الاسماءالدالۃ علی شرف المسمی، ص۸۸

۱۹۶۔ حوالۂ مذکور، ص۸۷

۱۹۷۔ حوالۂ مذکور، ص۸۸

۱۹۸۔ حوالۂ مذکور، ص۸۷

۱۹۹۔ حوالۂ مذکور، ص۸۸

۲۰۰۔ حوالہ حوالۂ مذکور ایضاً

۲۰۱۔ حوالۂ مذکور، ص۸۱

۲۰۲۔ تا۲۰۵۔ السیرۃ الحلبیۃ، الجزءالاول، باب ماجاء من امر رسولؐ......الخ۔ص۲۱۸

۲۰۶۔ حوالۂ مذکور، ص۲۱۹

۲۰۷۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۲۰۸۔ الخصائص الکبریٰ، المجلد، الاول، ص۱۳۳

۲۰۹۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۲۱۰۔ حوالۂ مذکور

۲۱۱۔ السیرۃ الحلبیۃ، الجزءالاول، ص۲۱۴

۲۱۲۔ حوالۂ مذکور

۲۱۳۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۲۱۴۔ السیرۃ الحلبیۃ، باب ماجاء من امر رسولؐ عن احبار الیھود و عن الرھبان من النصاریٰ و عن الکھان من العرب علی السنۃ الجان و علی غیر السنتھم وماسمع من الھواتف و من بعض الوحوش و من بعض الاشجار و طرد الشیاطین من استراق السمع عند مبعثہ بکثرۃ تساقط النجوم وما وجد من ذرائؑ وذکر صفتہ فی الکتب القدیمۃ وما وجد فیہ اسمہ مکتوبا من النبات والا حجار وغیرھما، الجزء الاول، ص ۱۸۳

۲۱۵۔ الخصائص الکبریٰ للسیوطی، باب ذکرہ فی التورات والانجیل وسائر کتب اللہ المنزلۃ، المجلد الاول، ص۲۵

۲۱۶۔ السیرۃ الحلبیہ، باب ماجاء من امر رسول اللہ عن احبار الیھود وعن الرھبان من النصاریٰ وعن الکھان من العرب…… الخ، الجزء الاول، ص ۲۱۶۔ السیرۃ النبویۃ والآثار المحمدیۃ علی ھامش السیرۃ الحلبیۃ، باب ماجاء فی امر رسولؐ (ورماما جاء من ذکرہ) الجزء الاول، ص ۱۴۶

۲۱۷۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۱۰۰۔ السیرۃ الحلبیۃ، باب ماجاء من امر رسول اللہ عن احبار الیھود وعن الرھبان من النصاریٰ وعن الکھان…… الخ، الجزء الاول، ۱۸۵۔ السیرۃ النبویۃ والآثار المحمدیۃ علی ھامش السیرۃ النبویۃ، الجزء الاول، ماجاء من امر رسولؐ، ص ۱۱۲ حجۃ اللہ علی العالمین، الباب الثانی فی بعض ما اخبرہ بہ احبار الیھود وغیر ما تقدم من البشائر بہؐ، ص ۱۰۴، ۱۰۵

۲۱۸۔ الخصائص الکبریٰ للسیوطی، الجزء الاول، باب اخبار الاحبار والرھبان بہ قبل مبعثہ، ص ۴۶

۲۱۹۔ حوالۂ مذکور، ایضاً، ص ۴۷۔ السیرۃ النبویۃ والآثار المحمدیۃ علی ھامش السیرۃ الحلبیہ، الجزء الاول، باب ماجاء من امر رسولؐ۔ ص ۱۳۴۔ حجۃ اللہ علی العالمین، الباب الثانی فی بعض ما اخبرہ بہ…… الخ، ص ۱۰۴، ۱۰۵

۲۲۰۔ الخصائص الکبریٰ۔ الجزء الاول، باب اخبار الاحبار والرھبان بہ قبل مبعثہ، ص ۴۷

۲۲۱۔ حجۃ اللہ علی العالمین۔ الباب الثانی، باب فی بعض ما اخبرہ بہ احبار الیھود وغیر ما تقدم من البشائر بہؐ، ص ۱۰۲

۲۲۲۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۰۳

۲۲۳۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۰۵

۲۲۴۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۰۱، ۱۰۲

۲۲۵۔ السیرۃ الحلبیۃ، الجز الاول، باب ذکر سفرؐ مع محمد ابی طالب ابی الشام، ص ۱۱۸، ۱۱۹ (عبارت کی طوالت کے سبب اختصار کیا گیا……) الخصائص الکبریٰ، الجزء الاول، باب سفر النبیؐ مع عمہ ابی طالب الی الشام، و ماظھر فیہ من الآیات و اخبار بحیراعنہ، ص ۱۴۲، ۱۴۴. السیرۃ النبویۃ والآثار المحمدیۃ علی ھامش السیرۃ الحلبیۃ، الجزء الاول، باب ومن الارھاصات التی ظھرت علی یدیہؐ وھو صغیر، ص ۹۰. حجۃ اللہ علی العالمین، الباب الثالث. فی بعض ما اخبر بہ رھبان النصاریٰ غیر ماتقدم من البشائر بہؐ، ص ۱۱۷، ۱۱۸

۲۲۶۔ السیرۃ الحلبیہ الجزء الاول، باب سفرؐ الی الشام ثانیا، ص ۱۳۳۔ السیرۃ النبویۃ والآثار المحمدیۃ علی ھامش السیرۃ النبویۃ، الجزء الاول، باب سفرہؐ الی الشام ثانیا مع میسرۃ غلام خدیجۃؓ وذالک لما بلغ خمساً وعشرین سنۃ'' ص ۱۰۴

۲۲۷۔ حجۃ اللہ علی العالمین، الباب الثالث تانی بعض ما اخبر بہ رھبان النصاریٰ غیر ما تقدم، من البشائر بہؐ، ص ۱۱۹

۲۲۸۔ الخصائص الکبریٰ، الجزء الاول، باب ما وقع عند المبعث من المعجزات والخصوصیات، ص ۱۵۸

۲۲۹۔ حوالۂ مذکور ایضاً، ص ۱۵۵، ۱۵۶

۲۳۰۔ حوالۂ مذکور ایضاً، ص ۱۶۱

۲۳۱۔ حوالۂ مذکور، الجزء الاول، باب اخبار الاحبار والرھبان بہ قبل مبعثہ، ص ۳۷، ۳۸

۲۳۲۔ حوالۂ مذکور، الجزء الاول، باب معرفۃ عبد المطلب بشان النبیؐ، ص ۱۳۸، ۱۳۹۔ حجۃ اللہ۔ علی العالمین ص ۱۲۲ الباب الثانی فی بعض، اخبر بہ رھبان النصاریٰ غیر ماتقدم، من البشائر بہؐ،

۲۳۳۔ حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۱۰۹، ۱۱۰

۲۳۴۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۱۳

۲۳۵۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۱۲

۲۳۶۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۲۲

۲۳۷۔ پارہ ۲۹، سورۃ الجن، ص ۸، ۹

۲۳۸۔ حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلینؐ، الباب الرابع فی بعض ماورد علی السنۃ الکھان من البشائر بہؐ ص ۱۲۸

۲۳۹۔ السیرۃ الحلبیۃ، الجزء الاول، باب ماجاء امر رسولؐ...... الخ ص ۲۱۰

۲۴۰۔ حجۃ اللہ علی العالمین، الباب الرابع، فی بعض ماورد...... الخ ص ۱۲۵

۲۴۱۔ الخصائص الکبریٰ، الجزء الاول، باب اخبار الکھان بہ قبل مبعثہؐ ص ۵۷، ۵۸

۲۴۲۔ حجۃ اللہ علی العالمین ص ۱۲۸

۲۴۳۔ حوالہ مذکور۔ الباب الرابع فی ما بعض ماورد علی السنۃ الکھان من البشائر بہؐ ص ۱۲۸

۲۴۴۔ حوالہ مذکور ایضاً

۲۴۵۔ الخصائص الکبریٰ، الجزء الاول، باب اخبار الکھان، بہ قبل مبعثہؐ ۶۰، ۶۱۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۱۲، ۱۳۔

۲۴۶۔ حجۃ اللہ علی العالمین۔ الباب الرابع فی بعض ماصرد...... الخ، ص ۱۲۹۔ مزید تفصیل کیلئے دیکھئے:

السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۱۲، ۱۳

۲۴۷۔ الاستیعاب، المجلد الثالث، ص ۳۹۸، ۳۹۹۔ حجۃ اللہ علی العالمین ص ۱۲۷، ۱۲۸۔ الاصابہ، المجلد (الثالث) ص ۱۷۲۳

۲۴۸۔ السیرۃ الحلبیۃ، الجزء الاول، باب ماجاء من امر رسولؐ عن احبار الیھود وعن الرھبان وعن الکھان العرب...... الخ ص ۲۰۸، ۲۰۹۔ السیرۃ النبویۃ والآثار المحمدیۃ بھامش السیرۃ الحلبیۃ، الجزء الاول، باب ماجاء من امر رسولؐ...... الخ ص ۱۳۰، ۱۳۱

۲۴۹۔ السیرۃ الحلبیۃ، الجزء الاول، باب ماجاء...... الخ ص ۱۹۸

۲۵۰۔ الخصائص الکبریٰ۔ الجزء الاول، باب اخبار الکھان بہ قبل مبعثہؐ ص ۶۱۔ حجۃ اللہ علی العالمین۔ الباب الرابع...... الخ، ص ۱۲۶

۲۵۱۔ السیرۃ الحلبیۃ، الجزء الاول، باب ماجاء من امر رسولؐ عن احبار الیھود وعن الرھبان من النصاریٰ وعن الکھان من العرب...... الخ ص ۱۹۸۔ حجۃ اللہ علی العالمین، الباب الرابع...... الخ ص ۱۳۴

۲۵۲۔ حجۃ اللہ علی العالمین۔ الباب الرابع...... الخ ص ۱۲۹، ۱۳۰

۲۵۳۔ السیرۃ النبویۃ والآثار المحمدیۃ بھامش السیرۃ الحلبیۃ، الجزء الاو، باب ماجاء من امر رسولؐ...... الخ ص ۱۲۵۔ حجۃ اللہ علی العالمین۔ الباب الرابع...... الخ ص ۱۳۳۔ السیرۃ الحلبیۃ۔ الجزء الاول، باب تسمیتہؐ محمد واحمدؐ ص ۸۲

۲۵۴۔ حجۃ اللہ علی العالمین۔ الباب الرابع فی بعض ماورد علی السنۃ الکھان من البشائر بہؐ ص ۱۳۲

۲۵۵۔ الاصابۃ، المجلد الرابع ص ۲۵۳۳

۲۵۶۔ الخصائص الکبریٰ، الجزء الاول، باب ماوقع فی اسلام عثمان بن عفان، ص ۲۱۸۔ حجۃ اللہ علی العالمین ص ۱۲۷۔ الاصابۃ، المجلد الرابع ص ۲۵۳۳، آخری مصرع درج نہیں ہے

۲۵۷۔ الاصابۃ، المجلد الرابع ص ۲۵۳۳۔ حجۃ اللہ علی العالمین ص ۱۲۷ بتغیر الفاظ

۲۵۸۔ حجۃ اللہ علی العالمین ص ۱۲۷

۲۵۹۔ حوالہ مذکور، الاصابہ۔ المجلد الرابع ص ۲۵۳۳

☆......☆......☆

عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی نعتیہ شاعری

مقالہ برائے

پی ایچ۔ڈی

جلد دوم

مقالہ نگار : شاہ محمد

نگراں : پروفیسر ڈاکٹر جلال الدین احمد نوری صاحب

شعبۂ علوم اسلامی

کلیہ معارف اسلامیہ

جامعہ کراچی

۲۰۰۸ء

باب سوم:

فصل اول:

ولادت و بعثت نبوی ﷺ سے قبل نعتیہ شاعری کا جائزہ

(قبل از اسلام)

نعوت ملائکہ

حضرت جبریلؑ کی نعت:

روی ابو نعیم فی الدلائل عن عائشہ قالت، قال رسول اللّٰہ ﷺ! قال لی جبریلؑ قلّبت مشارقھا و مغاربھا فلم اجد رجلاً افضل من محمد، ولم اجدبنی اب افضل من بنی ہاشم. (۱)

ترجمہ: ابونعیم نے دلائل میں حضرت عائشہؓ سے روایت کیا کہ حضرت جبریلؑ سے، بحوالہ نبی اکرم ﷺ مروی ہے، جبریل امین نے فرمایا۔ میں نے تمام مشرق و مغرب سب چھان مارے مگر مجھے حضرت محمد ﷺ سے اعلیٰ و افضل کوئی نظر نہیں آیا اور نہ ہی کوئی گھرانہ بنی ہاشم کے گھرانے سے افضل پایا۔

ایک فرشتے کی نعت:

مواہب میں ہے کہ حضرت سہل بن عبد اللہ تستری فرماتے ہیں (جیسا کہ خطیب البغدادی کی روایت ہے) کہ جب اللہ تعالیٰ نے ماہ رجب جمعہ کی شب نبی اکرم ﷺ کو شکم آمنہؓ میں پیدا فرمانے کا ارادہ کیا تو اس نے رضوان خازن جنت کو حکم دیا کہ جنت فردوس کے دروا کردیئے جائیں اور ایک منادی (فرشتہ) آسمانوں اور زمینوں میں یہ اعلان کردے۔

الاّ ان النور المخزون المکنون الذی یکون منہ النبی الھادی فی ھذا اللّیلۃ یستقرّ فی بطن امہ الذی فیہ یتمّ خلقہ و یخرج للناس بشیراوّ نذیرا. (۲)

ترجمہ: اے لوگو! سن لو کہ وہ نور مخزون و مکنون جس سے محمد ﷺ کا جسم اطہر بننے والا تھا...... شکم مادر میں قرار پاچکا ہے۔ اس سے آپ کی تخلیق نقطۂ کمال تک پہنچ جائے گی اور آپ لوگوں کے لیے بشیر و نظیر بن کر جلوہ گر ہوں گے۔

نعتِ جبریلؑ:

حضرت سعد، حضرت ابن عباسؓ سے راوی کہ جب حضرت جبریلؑ، حضرت ابراہیمؑ کو لے کر وادی غیر ذی زرع میں اترے تو حضورﷺ کی شان میں یہ نعت ارشاد فرمائی۔

ھٰھنا یخرج النبی الذی من ذرّیۃ ابنک الذی تتمّ بہ الکلمۃ العلیا. (۳)

ترجمہ: یہاں تیرے بیٹے کی نسل سے اس عظیم الشان نبی کا ظہور ہوگا، جس کے ذریعے کلمۃ العلیا (دینِ حق) کی تکمیل ہوگی۔

کنانہ کی بشارت حضورﷺ کے لئے:

یہ خیال نہایت فرسودہ اور یہ تصور نہایت باطل ہے کہ حضورﷺ کی نعت گوئی کا چلن آپؐ کی ولادت یا بعثت سے جڑا ہوا ہے۔ ایسا ہرگز ہرگز نہیں ہے بلکہ ان تصورات و خیالات کے حامل لوگ تاریخِ نعت گوئی سے واقف ہی نہیں۔ آثار و قرائن، شواہد و نظائر یہ ہیں کہ آپؐ کی ولادت و بعثت سے سیکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں سال قبل آپؐ کی نعوت و صفات و مبشّرات، آپؐ کے اوصافِ جلیلہ، شمائل کبیرہ اور اسوۂ حسنہ کا تذکرہ عربی ہی نہیں بلکہ دیگر قدیم زبانوں، سریانی و عبرانی میں بھی ملتا ہے۔

روئے زمین پر، اہلِ زمین میں آپؐ کی نعت بیان کرنے والے اوّلین نبی، اولین انسان اور اولین نعت گو حضورﷺ کا وصف اور آپؐ کی صفات بیان کرنے والے، حضرت آدمؑ تھے۔ علمائے کرام لکھتے ہیں کہ ’’حضرت آدمؑ کی توبہ قبول ہی اس وقت ہوئی جب انہوں نے اپنی توبہ میں حضورﷺ کو وسیلہ بنایا اور نبی کریم ﷺ کے توسل سے، آپؐ کے اسم گرامی کے وسیلے سے اللہ رب ذوالجلال کے حضور توبہ طلب کی۔ (۴)

حضورﷺ کے اجداد میں، آپؐ کی آمد کی بشارت و خوش خبری، آپؐ کے اسم گرامی ’’احمدؐ‘‘ کے ساتھ جس شخص نے سب سے پہلے دی، وہ آپؐ کے چودھویں نمبر کے دادا حضرت کنانہ (بن خزیمہ) ہیں۔ آپ اولین شخص ہیں جس نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا اسم گرامی ’’احمدؐ‘‘ اپنی نعت و بشارت میں استعمال کیا۔ اسی طرح حضورﷺ کے آٹھویں نمبر کے دادا حضرت کعب (بن لوئی) آپؐ کے اجداد میں پہلے فرد ہیں جنہوں نے آپ کا اسم گرامی ’’محمدؐ‘‘ اپنی نعت و بشارت میں استعمال کیا۔ (۵) اور آپؐ کے دادا حضرت عبدالمطلب آپؐ کے خاندان کے پہلے فرد ہیں جنہوں نے آپ کو، آپؐ کے اسم گرامی سے ’’محمدؐ‘‘ کہہ کر پکارا (۶) کیوں کہ آپ کا اسم گرامی ’’محمدؐ‘‘ عبدالمطلب نے ہی تجویز کیا تھا۔ (۷) جب کہ حضرت آمنہ کو دورانِ حمل صرف یہ بشارت دی گئی تھی کہ جب یہ بچہ تولد ہو تو اس کا نام ’’محمدؐ‘‘ رکھنا۔ (۸)

سابقہ تمام ادیان الٰہیہ وکتب سماویہ میں آپ کا اسم گرامی ''احمدؐ'' مذکور ہے اور تمام انبیائے سابقین آپؐ کے انہیں اسمائے جلیلہ کے ساتھ مبشّرات بیان کرتے اور آپؐ کی نعت خوانی کرتے رہے ہیں۔ صاحبان توراۃ وانا جیل ہوں یا صاحب زبور، احبار ورہبان و کہان ہوں یا اجنّہ واصنام وکاہنات۔ تمام نے آپؐ کے انہیں دونوں اسمائے مبارکہ کے ساتھ اپنی اپنی بشارات وپیش گوئیاں اور نعوت ومبشّرات بیان کی ہیں، بعض مبشّرات نے آپؐ کی بشارات، آپؐ کے اجدادِ قدیم، بیسویں اور اکیسویں نمبر کے دادا یعنی حضرت معد وعدنان (معد بن عدنان) کے ذریعے سے دی ہیں کہ آپؐ ان کے خاندان اوران کی نسل سے ہوں گے۔ واضح رہے کہ معد وعدنان کا زمانہ حضرت موسیٰ کے زمانے کا ہے۔ (۹) زیادہ تر مبشّرین نے آپؐ کے اسم گرامی احمد ومحمد ﷺ کے ساتھ مبشّرات و بشارات بیان کی ہیں اور آپؐ کے دیگر اسمائے گرامی بھی مذکور ہیں، جب کہ آپؐ کی خصوصیات وصفات واسوۂ حسنہ وشمائل کریمہ بھی ان بشارات کا جز ہیں اور یہ تمام کی تمام مبشّرات آپؐ کی ولادت وبعثت سے قبل کی ہیں۔

کنانہ کی نعت وبشارت:

ومن ذلک ما نقل عن جده کنانة (۱) بن خزیمة انه کان شیخاً عظیماً تقصده الرب لعلمه و فضله و کان یقول: قد ان اخرج نبی من مکة یدعی احمد یدعوالی اللّٰہ تعالیٰ والی البرّ و الاحسان ومکارم الاخلاق فاتبعوه تزدادوا شرفاً و عزاً الی عزکم ولا تفندوا ماجاء به فهوا الحق . (۱۰)

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ کے جد امجد کنانہ(۱) (بن خزیمہ) بہت عظیم بزرگ تھے۔ وہ اپنے علم وفضل، شرف وقدر کے سبب اہل عرب کا مرجع تھے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ اب مکہ میں ایک عظیم الشان پیغبر کے ظہور کا وقت آ پہنچا ہے۔ اس کا اسم گرامی ''احمدؐ'' ہوگا۔ وہ لوگوں کو اللہ کی طرف بلائے گا۔ نیکی واحسان اور حسن اخلاق کی دعوت دے گا، پس اے لوگو تم اس کی اتباع وپیروی اختیار کرو، تمہارے شرف وعز میں اضافہ ہوگا۔ تم اس کے لائے ہوئے پیغام کو غلط مت ٹھہرانا، کیوں کہ وہ حق پر ہوگا۔

(۱) ''اس حدیث کریمہ کو حاکم وبیہقی، طبرانی نے فی الصغیر میں اور ابونعیم وابوعساکر نے حضرت عمر بن خطاب سے روایت کیا ہے جب کہ امام مسلم نے حضرت واثلہ بن الاسقع سے راوی کہ انہوں نے رسول کریم ﷺ سے سماعت کیا، آپؐ نے فرمایا۔ **ان اللّٰہ عزوجل اصطفی کنانه من ولد اسمعیل واصطفی قریش، من کنانه واصطفی من قریش بنی هاشم و اصطفانی من بنی هاشم۔** (اللہ تعالیٰ نے اولاد ابراہیمؑ میں اسماعیلؑ کو برگزیدہ بنایا اور اسماعیلؑ کے گھرانے میں سے کنانہ کو انتخاب فرمایا، پھر کنانہ میں سے قریش کو چنا اور قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھے تمام بنو ہاشم پر منتخب فرمایا اور فضیلت بخشی)۔ تفصیل کے لئے دیکھئے۔ حجۃ اللہ علی العالمین، فصل فی طھارت نسبہ ﷺ، ص ۱۶۵۔ الیسرۃ الحلبیۃ، الجزء الاول، باب نسبۃ الشریف ﷺ، ص ۲۶، ۲۷۔ **الخصائص الکبریٰ، الجلد الاول، باب اختصامه ﷺ بطهارة نسبه وانه لم یخرج من سفاح من لدن آدم ، ص ۶۴، ۶۵۔**

علامہ حلبی جناب کنانہ کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

قیل لہ کنانہ' لانہ لم یزل فی کن مل قومہ وقیل لسرّہ علی قومہ وحفظہ لا سرار ھم وکان شیخاً حسناً عظیم القدر. تحج الیہ العرب لعلمہ وفضلہ. (۱۱)

ترجمہ: کنانہ کو کنانہ اس لیے کہا گیا کہ وہ اپنی قدم کی پردہ پوشی کرتا رہا اوران کے اسرار ورازوں کی حفاظت کرتا رہا۔ یہ ایک نیک اور عظیم المرتبت بزرگ تھا۔ اس کے علم اور بزرگی کی وجہ سے عرب اس کی زیارت کے لیے حاضر ہوا کرتے تھے۔

ڈھائی ہزار سالہ قدیم نعت

تُبّع حمیری (شاہ یمن) کی نعت شریف:۔

تبع حمیری، شاہِ یمن جب حجاز مقدس آیا تو انصار نے اس سے یہودیوں کی شرارتوں اور ایذ ارسانیوں کی شکایت کی تو اس نے مدینہ کو برباد کرنے اور یہودیوں کی بیخ کنی کا عزم مصمّم کرلیا۔ چناں چہ وہ مدینہ آیا اور یہودیوں کے ہاں ٹھہرا۔ ایک عمر رسیدہ یہودی عالم شامول (شامون) نے اس سے کہا۔"خوف زدہ ہونا یا غضب ناک ہوکر سبک سر ہونا بادشاہ کی شان سے بعید ہوتا ہے۔ وہ اس سے کہیں بالا تر ہوتا ہے کہ تنگ دلی کا مظاہرہ کرے یا عفوودرگزر کا دامن چھوڑ دے۔ پھر اس نے اس شہر اور حضور ﷺ کے بارے میں تمام شہادات ومبشّرات تفصیلاً بیان کئے۔ (۱۲) حضور ﷺ کا تذکرۂ مبارک سن کر تبع حمیری حضور اکرم ﷺ پر ایمان لے آیا۔ علامہ سیوطی لکھتے ہیں۔

واخرج ابو نعیم عن عبداللّٰہ بن سلام قال: لم یمت تبّع حتی صدق النبی ﷺ لما کان یھود یثرب یخبرونہ .(۱۳)

ترجمہ: ابونعیم نے عبداللہ بن سلام سے روایت کی کہ تبع نے اپنی وفات سے پہلے حضور ﷺ کی تصدیق کردی، اس وجہ سے کہ یہودِ یثرب نے اسے خبردار کردیا تھا۔

سیرۃ ابن ہشام میں ہے۔ "ھی مھاجر نبی یخرج من ھذا الحرم من قریش فی آخر الزمان تکون دارہ وقرارہ."(۱۴)

(یہ مقام ہجرت نبی ہے جو قریش کے قبیلے میں سے آخر زمانے میں نکلے گا۔ مدینہ منورہ اس نبی کا گھر اور مستقر ہوگا)۔

حضور نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی آمد کا تذکرہ سن کر، بعدازایمان تبع (شاہ یمن) اپنے اس ارادے سے باز آیا اور واپس لوٹ گیا اور جاتے ہوئے کعبہ شریف کو غلاف چڑھایا، پھر اس نے دین اسلا، اپنے ایمان لانے کا تذکرہ اور سرکار علیہ الصلاۃ والسلام کی بعثت، اپنے عزم و جہاد اور امت مسلمہ کا بھرپور تذکرہ اپنی اس

خوب صورت نعت میں کیا، جو اس نے حضور ﷺ کی ولادت سے ایک ہزار قبل کہی تھی اور آج اس نعت شریف کو تقریباً ڈھائی ہزار سال گزر چکے ہیں لیکن اس کی قدامت کے باوجود، اس نعت مبارک کا حسن، اس کی حلاوت وشیرینی، زبان و بیان کی اثر آفرینی اور اس کی تروتازگی اسی طرح برقرار ہے۔ اس کی شادابی اور نکھار سدا بہار ہے۔

آج سے ڈھائی ہزار سال قبل کہی گئی، سرزمین حجاز مقدس میں تبع حمیری (شاہ یمن) کی اس نعت کریم کو سلسلۂ مبشرات کی قدیم ترین روایت کہا جاتا ہے۔ یہ نعت مبارکہ کسی ایسے مسلمان کی کہی گئی قدیم ترین نعت ہے، جو آپؐ پر بن دیکھے ایمان لایا، سن کر مسلمان ہوا اور آپؐ کی رسالت کی گواہی دے۔

علامہ نبہانی لکھتے ہیں:۔

"و خرج تبع من یثرب فمات بالھند و من موته الیٰ مولدالنبی ﷺ الف سنة. (۱۵)

ترجمہ: پھر وہ یثرب سے روانہ ہوگیا، بعدازاں ہندوستان میں اس کا انتقال ہوگیا۔ اس کے انتقال اور میلادِ مصطفیٰ ﷺ تک ایک ہزار سال کا عرصہ ہے۔

تبع الحمیری نے حضور نبی کریم ﷺ کی شان میں یہ نعت عظیم کہی۔

شھدتّ علیٰ احمد انه نبی من اللّٰه باریٔ النّسم

ترجمہ: میں نے نبوت احمد ﷺ کی گواہی دی کہ وہ اللہ کی طرف سے سچے (نبی برحق) پیغمبر ہیں۔

فلو مدّ عمری الیٰ عمره لکنت وزیراً له وابن عمّ

ترجمہ: اگر میں ان کے زمانۂ بعثت تک زندہ رہا تو ان کا وزیر(۱) بنوں گا اور چچیرا بھائی۔

وجاھدتّ بالسیف اعداء ه وفرّجت عن صدره کلّ غمّ

ترجمہ: اور ان کے دشمنوں کے ساتھ تلوار سے جہاد کروں گا اور ان کے سینے سے ہر غم کو دور کردوں گا۔

له امة سُمّیت فی الزبور وامته فیه خیر الاُمم

ترجمہ: ان کی امت کا تذکرہ زبور میں آیا ہے جسے خیر الامم کہا گیا ہے۔

ویاتی بعد ھم رجل عظیم نبی لا یرخّص فی الحرام

ترجمہ: ان کے بعد ایک عظیم آدمی آئے گا یعنی ایسا نبی جو حرم کی حرمتوں کو پامال نہیں کرے گا۔

---

(۱) وزیر بمعنی مددگار، دستِ راست، مجاہد، جاں نثار۔

یسمّٰی احمد یالیت انّی اعمر بعدمبعثہ بعام (۱۶)

ترجمہ: اس کا اسم گرامی احمدؐ ہوگا۔ اے کاش! میں اس کی بعثت کے ایک سال بعد تک زندہ رہوں۔

تبع الحمیری (۱) تاریخ اسلام کا وہ روشن باب ہے جس نے ظہور اسلام سے ایک ہزار سال قبل ترویج اسلام کا فریضہ ادا کیا۔ دارالنبیؐ، مدینۃ المنورہ میں کہی گئی یہ کسی مسلمان کی اولین نعت ہے جو اپنے الفاظ و معانی، سلاست وروانی اور مضمون وموضوع کا احاطہ کرتی ہوئی ایک جامع تخلیق ہے۔

''شکار کرنے آئے تھے شکار ہو چلے۔'' کی مصداق جس وقت عالم یہود شامول نے تبع کو اس کے ارادۂ پامالی حرم سے باز رکھنے کے لئے حضور نبی کریم ﷺ کی صفات کریمہ اور اوصاف جلیلہ بیان کر رہا تھا تو اس کے ساتھ اور بھی علمائے یہود موجود تھے جو ان نشانات بیّنات کو بغور سن رہے تھے۔ انہوں نے کہا۔ اے بادشاہ اب ہم اس جگہ اور اس مقام کو اپنا مسکن حیات وممات بنائیں گے، اس امید پر کہ شاید ہم اس نبی رحمت کے زمانۂ بعثت کو پالیں یا ہماری اولادوں کو یہ شرف عز وقدر حاصل ہو جائے۔ شاہ تبع نے ان کی اس بات سے اتفاق کرتے ہوئے ان کی بود و باش کا اس طرح انتظام کیا کہ ہر ایک کو، ایک کنیز اور مال و دولت عطا کیا اور یہ حضرات مدینہ شریف میں ہی اقامت پذیر ہو گئے۔ ان صاحبان ذی حشم نے سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنی محبت والفت کا ثبوت اس طرح دیا کہ انہوں نے نبی اکرم ذی محتشم ﷺ کے لئے ایک گھر تعمیر کرایا اور اس گھر کی حفاظت کے لئے کمربستہ ہو گئے۔ تاریخ اپنے آپ کو کس طرح دہراتی ہے ملاحظہ ہو۔ علمائے تاریخ و سیر کا اس بات پر اتفاق واتحاد ہے کہ یہی وہی گھر ہے جسے حضرت ایوب انصاریؓ کی جائے رہائش کا شرف حاصل ہے اور اسی مقام پر نبی رحمت ﷺ نے ہجرت کے وقت نزول اجلال فرمایا تھا۔ آپ کی اونٹنی مامور من اللہ محض اس لئے تھی کہ اس گھر کی بنیاد ایک مومن مسلمان کے ہاتھوں خلوص وتقویٰ، اخلاص وللّٰہیت، خشیت ومعرفت اور عقیدت ومحبت کے سبب رکھی گئی تھی۔ یہ ایسا مومن تھا جسے آپؐ نے اپنا صالح بھائی کہا اور تاریخ میں جسے بن دیکھے پہلے مسلمان ہونے کا شرف حاصل ہے۔

''ہر کوئی فدا ہے بن دیکھے، دیدار کا عالم کیا ہوگا۔'' کی مصداق عقیدت ومحبت کا یہ سفر جاری وساری

(۱) تبع الحمیری کا نام حسان بن تبان اسعد ابوکرب ہے۔ یہ تبان اسعد تبع ثانی کہلاتا ہے جو کلی کرب بن زید کا بیٹا تھا اور زید تبع اول کہلاتا ہے۔ تبع خاندان حضرت ہودؑ (EBER) کا فرد تھا۔ اس کا نسب آپ کے بیٹے قحطان (یقطان JOKTAN) سے ملتا ہے۔ حضرت ہودؑ کا زمانہ ڈھائی ہزار سال قبل مسیح کا ہے۔ ملکۂ سباء بھی اسی خاندان میں تھی۔

ہے۔ شاہ تبع (۱) نے ان تمام کاموں سے فارغ ہو کر جب واپسی کا رخت سفر باندھا تو اس نے حضور نبی اکرم ﷺ کے نام ایک خط لکھ کر ان یہودی علماء کے سپرد کیا اور اس امانت کو آپ تک پہنچانے کی وصیت کی۔ یہ خط خاندان یہود میں متوارث رہا اور خاندان در خاندان، نسل در نسل ان میں منتقل ہوتا رہا۔ وہ اس خط کی حفاظت اپنی جان سے زیادہ کرتے اور اسے سینے سے لگا کر رکھتے، تا آں کہ آپ کی بعثت ہوگئی اور آپؐ نے ہجرت فرما کر مدینۃ المنورہ الشریفہ کو اپنا دار ہجرت بنالیا تو وہ خط آپ کی بارگاہ اقدس میں بصد نواز پیش کیا گیا۔

ابن عساکر کی روایت ہے کہ تبع جب مکہ شریف آیا اور غلاف کعبہ چڑھا کر عازم مدینہ ہوا تو اس کے ہمراہ ایک لاکھ تیس ہزار سوار اور ایک لاکھ تیرہ ہزار پیادہ تھے۔ تقریباً ڈھائی لاکھ کا یہ کوہ انبوہ مدینۃ الرسول ﷺ میں اس حال میں قیام پذیر رہا کہ اس میں چار سو علماء و حکمائے وقت موجود تھے۔ تبع نے ان سے روانگی کے لئے کہا تو انہوں نے یہ بلد امین چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ تبع نے حکمت پوچھی تو انہوں نے وہ نشانیاں بیان کر دیں۔ ابن عساکر کہتے ہیں کہ اس نے کنیزوں سے ان کے نکاح کئے اور گھر نہ چھوڑنے کی وصیت کی اور جو خط لکھا اس میں یہ شعر بھی لکھا۔

شهدت علی احمد انه رسول من اللّٰه باری النسم

اور یہ خط سب سے بڑے عالم یہود شامول کے حوالے کر کے حضور ﷺ تک پہنچانے کی وصیت کی جو بطور وراثت و امانت نسل در نسل انتقال کرتا ہوا آپ تک پہنچا۔ مضمون یوں بیان کیا ہے۔ "**انه آمن به وعلی دینه**" (کہ وہ تبع) آپ کی رسالت اور آپؐ کے دین پر ایمان لے آیا ہے)۔ پھر وہ یثرب سے روانہ ہوگیا' بعد ازاں ہندوستان میں اس کا انتقال ہوگیا۔ تبع کا تعمیر کردہ گھر اولاد شامول کے پاس رہا، یہاں تک کہ وہ

---

(۱) تبع ثانی پہلا شخص تھا جس نے حرم کعبہ کا تقدس بحال کیا بلکہ مدینہ المنورہ کو بھی آلائشوں سے صاف کیا اور آمد رسول ﷺ کی مناسبت سے اسے آباد کیا۔ یہ پہلا فرد تھا جس نے کعبہ شریف پر یکے بعد دیگرے چار غلاف چڑھائے اور یہی پہلا شخص ہے جس نے باقاعدہ سب سے پہلے نہ صرف غلاف چڑھایا بلکہ اس کے منتظمین (بنو جرہم) کو ہدایت کی کہ حرم شریف کو پاک صاف رکھیں اور خون مردار، نجس اشیاء، چیتھڑے وغیرہ اس کے نزدیک نہ آنے دیں۔ اس کا مکمل تقدس بحال کریں اور یہی پہلا شخص ہے جس نے حرم شریف کا دروازہ بنوایا اور اس کے لئے قفل و کلید کا انتظام کیا۔ تعظیم مکرم اور مدینۃ المنورہ تبع کا خاص وصف تھا، گو کہ وہ اور اس کی قوم بت پرست تھے، لیکن جب مدینہ میں آیا تو پکا اور سچا مسلمان، دین اسلام کا حامی و مددگار و پیروکار اور حضور ﷺ کا پرستار ہوگیا۔

حضرت ایوب انصاریؓ کے زیر تصرف آیا۔ حضرت ایوب انصاریؓ اس عالم یہود شامول کی نسل سے تھے(ا) جب نبی کریم ﷺ کی بعثت ہوئی تو اہل مدینہ نے یہ خط ابولیلیٰ کے ہاتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ جب نبی اکرم ﷺ نے ابولیلیٰ کو دیکھا تو فرمایا۔ ''تو ابولیلیٰ ہے اور تیرے پاس تبع اول کا خط ہے۔'' ابو لیلیٰ یہ سن کر سوچ میں پڑ گیا اور حضور ﷺ کو پہچان نہ سکا۔ عرض کیا۔ آپ کون ہیں؟ مجھے آپ کے چہرے پر جادو کے اثرات نظر نہیں آتے۔ دراصل وہ غلط فہمی میں آپ کو (معاذ اللہ) ایک جادوگر سمجھ بیٹھا تھا(ب) آپؐ نے فرمایا: میں محمدؐ ہوں، تم خط پیش کرو، جب آپؐ نے مذکورہ خط پڑھا تو تین بار فرمایا۔ ''مرحبا بتبع الاخی الصالح'' (مرحبا اے صالح بھائی تبع)۔ (۱۷)

ابن اسحٰق کا قول ہے، مدینہ شریف میں جن لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کی امداد و اعانت کی وہ انہی چار سو علماء کی اولاد تھی، وہ (ج) اوس وخزرج (د) کے لوگ تھے۔'' مزید تفصیلی کے لیے دیکھئے، حجۃ اللہ علی العالمین ،ص ۱۰۵۔۱۰۶۔

گویا نسل انصار، یہودی النسل ہیں۔ (ہ) یہ حضرت ہودؑ کے بیٹے قحطان کی نسل سے ہیں۔

یہ یمن میں آباد ایک نہایت جنگ جو قوم تھی۔ ان کے اجداد زمانہ حضرت سلیمانؑ یا بخت نصر، یثرب میں آ کر آباد ہوئے تھے۔ ان کے دو قبائل اوس وخزرج یثرب پر قابض ہوئے۔ یہ نہایت جنگ جو قوم تھی۔

ان میں اسلام کی ابتدا یوں ہوئی کہ حج کے موقع پر بنی خزرج کی ایک وفد سے حضور ﷺ کی ملاقات ہوئی تو آپؐ نے فرمایا۔ ''من انتم'' (تم کون ہو) انہوں نے کہا۔ ہم بنو خزرج کے لوگ ہیں۔ پھر آپ نے کہا۔ امن موالی یھود. (کیا یہودیوں کے دوست؟) انہوں نے کہا، ہاں۔ آپؐ نے انہیں دعوت اسلام دی جو انہوں نے قبول کر لی۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ یہ چھ افراد کی اولین جماعت تھی بنو خزرج میں جو اسلام لائی۔ یہاں اسلام سب سے پہلے انصار مدینہ میں بنو خزرج کے لوگوں نے قبول کیا۔ ان میں بعض بنو النجار کے لوگ تھے جو تیم اللہ کے نام سے مشہور تھے۔ بنو نجار کی بھی ایک شاخ بنی بجار بن ثعلبہ ابن عمرو بن الخزرج بن حارثہ بن

(ا) مزید تفصیل کے لیے دیکھئے، سیر الصحابہ، (سیر انصار) حصہ چہارم، ص ۷ تا ۹۷۔ اس میں مولانا سعید انصاری نے بدلائل قاہرہ انصار کو حضرت اسماعیلؑ کی نسل سے ثابت کیا ہے۔

(ب) چوں کہ جہلائے عرب ومشرکین یہی خیال کرتے تھے کہ آپؐ (نعوذ باللہ) ساحر ہیں)، الہٰذا ابویعلی نے بھی یہی گمان کیا۔

ج۔ المنجد فی الاعلام، ص ۹۳

د۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۶۹۔

ہ۔ عرب اسے قحطان کہتے ہیں اور توریت میں اس کا نام یقطان ہے۔

ثعلبہ عمرو بن عامر میں سے تھے۔ (یہ دو افراد تھے) سعد بن زرارہ (بن عدس بن عبید بن ثعلبہ ابن غنم بن مالک بن النجار) جو امام کے نام سے مشہور تھے اور عوف ابن الحارث (ابن رفاعہ بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن النجار) جو ابن غفراء کہلاتے تھے۔ (غفراء ان کی بیٹی تھی، ابن ہشام) بعض نبی زُریق کے تھے، غرض یہ کہ یہ تمام لوگ خزرجی قبیلہ یہود سے تھے۔ جب یہ لوگ بعد از حج واپس اپنے وطن مدینہ پہنچے تو ان کی مساعی سے تمام گھرانہ قبائل یہود مشرف بہ اسلام ہوا۔ پہلی بیعت (عقبۂ اولیٰ) اسی قبیلہ خزرج نے کی اور مدینہ میں پہلی نماز جمعہ انہوں نے ہی قائم کی۔ یہاں سے بات واضح رہے کہ انہیں انصار کا خطاب بعد از ہجرت مدینہ عطا کیا۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھئے، السیرۃ النبویہ، ص ۱۹۷ تا ۱۹۸۔

ان کی زبان ارامی (عربی سے ملتی جلتی) تھی۔ نسل یہود سے ہونا کوئی معیوب بات نہیں، کیوں کہ جس یہودی عالم شامول سے ان کا نسبی سلسلہ وابستہ ہے، وہ نہایت جید عالم توریت (علوم قدیمہ) کا ماہر اور مبشّرات جاننے والا تھا۔ یہ نہایت راست گو، پاک باز اور شریف النفس شخص تھا۔ اس نے اور اس کے ہم عصر علماء نے محض حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے عقیدت ومحبت کے سبب اپنے وطن مالوف کو واپس لوٹنا گوارا نہ کیا، بلکہ اپنے آباؤ اجداد کی سرزمین کو خیر آباد کہہ دیا اور انتظار میں آخر الزماں ﷺ کو اپنی حیات مستعار کا مشن بنالیا۔ یہ شخص حضور ﷺ کے اس خط کا امین تھا جو شاہ تبع الحمیری نے اس کے حوالے کیا تھا۔ یہ محض ایک خط نہیں تھا، بلکہ ایک قوم کا، ایک قوم کے لیے پیغام امن ومحبت اور پیغام انسانیت تھا۔ یہ مذاہب مابین روا داری کا اعلیٰ نمونہ اور عمدہ مظہر تھا۔ قوم یہود مسلمانوں کے امین رہی ہے، لیکن باستثنائے چند کے شرّی وفسادی لوگوں کے سبب آج تک یہ مذہب خسارے میں چل رہا ہے۔ تبع ثانی نے مشرک (بت پرست) ہونے کے باوجود حرمین شریفین، مکہ ومدینہ کی بے حرمتی کرنے، اس کا مقدس پامال کرنے اور اسے بے شان کرنے کے بجائے، اس کی شان وعظمت ووقار کو بحال کیا۔ اس کے ساتھ آئے ہوئے علمائے یہود نے محض حضور ﷺ سے عقیدت کی بناء پر آپؐ نے بلد امین کو اپنا مسکن بنایا۔ یہ ان کے حضور ﷺ پر غیر متزلزل عقیدے کا ثبوت ہے، کہ اگر وہ نہیں تو ان کی اولادوں کو آپؐ کے دیدار اور آپؐ کے معاون و مددگار بننے کا شرف حاصل ہوجائے اور زمانے نے دیکھا کہ بعد میں انہی کی اولاد د اصحاب حضور اکرم، نور مجسم ﷺ کے دستِ حق پرست پر مشرب بہ اسلام ہوئیں اور آپؐ نے انہیں ''انصار'' (۱) کے عظیم لقب سے نوازا۔

یاد رہے کہ ''انصار'' ان یہودی النسل مسلمانوں کو، من جانب اللہ، بلسان رحمت عالم ﷺ، عطا کردہ وہ

(۱) انصار بمعنی مددگار: اصطلاحاً وہ لوگ مراد ہیں جو دین کی مدد کرتے ہیں، بالخصوص انصار مدینہ

لقب عظیم ہے جو ان پر ہی نہیں، بلکہ اس وقت جس قدر بھی لوگ مدینے میں آباد تھے، خواہ وہ کسی بھی قبیلہ قوم، خاندان، نسل کے لوگ تھے۔

مگر وہ بوقت ہجرت مدینہ، حضور نبی کریم ﷺ اور ان کے رفقائے معاون و مددگار اور جان نثار تھے۔ انہوں نے اپنی جان و مال، آل و اولاد، زمین و مکان اور باغات، سب کچھ ان پر محض عشق رسول کریم ﷺ میں ''محمد رسول اللہ'' کہہ کر قربان کر دیا تھا۔ اس حسن سلوک کے سبب اس لقب ''انصار'' کا اطلاق ان سب پر ہوتا ہے، لیکن اس میں حضرت ایوب انصاریؓ (ا) کو یہ تحسین و تخصیص اس لیے حاصل ہے کہ:

اول: تو آپ اس یہودی عالم، شامول (ب) کی اولاد میں سے ہیں، جو حضرت ہود (ج) (EBER) کی نسل سے تعلق رکھتا تھا۔

دوم: آپ کا تعلق، اس خاندان یہود، عالم تورات و مبشرات سے تھا، جو آپ ؐ کے خط کا امین تھا۔

سوم: یہ کہ جس گھر میں حضرت ایوب انصاریؓ رہائش پذیر تھے، اسے آپ ؐ کے صالح بھائی تبع ثانی الحمیر ی نے تعمیر کرایا تھا اور اس میں حضرت ایوبؓ کے آباؤ اجداد، جو نیک و متقی اور صالح و پرہیزگار، عالم با عمل لوگ تھے، رہائش پذیر تھے اور ایک ہزار سے یہ ان کا مسکن تھا۔

چہارم: یہ کہ آپ ؐ کی اونٹنی اسی سبب سے مامور من اللہ تھی اور حضرت ایوبؓ کے در دولت پر از خود تشریف فرما ہوئی۔ اس علاقہ میں اتنا معزز و معتبر و مکرم، باعظمت و ذی حشم فرد کوئی اور نہ تھا۔

پنجم: یہ کہ انصار ایک بہادر اجداد کی نسل سے تھے۔ ان کے اجداد ایک طویل اور پر کٹھن سفر طے کر کے شہر مدینہ (یثرب) میں آئے تھے۔ یہ نڈر اور جان نثار قسم کے لوگ تھے، نہایت باشعار، وفادار۔

حضور ﷺ ان کی اس خاندانی بہادری و جان نثاری سے واقف تھے۔ آپ ؐ ان کے خاندانی حسب نسب کو بھی جانتے تھے۔ آپ کو معلوم تھا کہ آپ ؐ کی حفاظت و مہمان نوازی، ان سے بڑھ کر اور کوئی نہیں کر سکتا، پھر یہ کہ آپ ؐ کی جو الفت و محبت اور عقیدت ان کے اجداد میں تھی، وہی عقیدت و جاں سپاری اور جاں نثاری ان میں بھی ودیعت و موجزن تھی، اس لیے اللہ تعالیٰ نے، آپ ؐ کے لیے حضرت ایوب انصاریؓ کا چناؤ کیا۔ انصار کے دو قبیلے (قبل از اسلام یہود کے قبائل) اوس و خزرج تھے، جو آپ ؐ کے معین و مددگار رہے۔

(الف) ابو ایوب خالد بن زید۔

(ب) شامول حضرت ہودؑ کے بیٹے قحطان (یقطان JOKTAN) کی نسل سے تھا۔ سباء اور قوم تبع بھی اسی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔

(ج) حضرت ہودؑ، حضرت نوحؑ کی پانچویں اور حضرت آدمؑ کی چودھویں پشت میں ہیں۔

فاطمہ بنت مُرّ الخثعمیہ کاہنہ کی پیش گوئی بزبان نعت:

واخرج ابونعیم الخرائطی و ابن عساکر من طریق عطاء عن ابن عباسؓ قال لما اخرج عبد المطلب بابنه لیزوّجه مرّبه علیٰ کاهنة من اهل تباله متهودة قد قرأت الکتب یقال لها فاطمة بنت مرّ الخثعمیة فرأت نور النبوة فی وجه عبد اللّٰه فقالت یا فتی هل لک ان تقع علی الآن و اعطیک مائة من الابل؟ فقال عبد اللّٰه.

امام الحرام فالممات دونه و اکلّ لا حلّ فاستبینه

فکیف لی الامر الذی تبغینه یحمی الکریم عرضه و دینه

ثمه مضمی مع ابیه فزوّجه آمنة بنت وهب فاقامه عندها ثلاثاً ثم ان نفسه دعته الیٰ ما دعته الیه الخثعمیة فاتاه فقالت ماضعت بعدی؟ قال زوجنی ابی آمنة بنت وهب فاقمت عندها ثلاثاً قالت انی واللّٰه ما انا بصاحبة ریبة و لکنی رأیت فی وجهک نوراً فاردت ان یکون فی وابی اللّٰه الاّ ان یصیرة حیث احب ثم قالت فاطمة.

ترجمہ: ابونعیم خرائطی اور ابن عساکر نے بہ طریق عطاء حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ، حضرت عبدالمطلب اپنے بیٹے عبداللہ کو نکاح کے لیے لے کر روانہ ہوئے تو ان کا گزر اہل تبالہ (یمن) کی ایک کاہنہ خاتون پر ہوا جو کتب سماویہ کی عالم مشہور تھی اور اس کا نام فاطمہ بنت الخثعمیہ تھا۔ اس نے جب نور نبوت ﷺ کو عبداللہ کی پیشانی میں دیکھا تو ان سے کہا کہ ''اے جوان! اگر تم اس وقت میرے ساتھ مباشرت کرو، تو میں تم کو سو اونٹ پیش کروں گی۔'' اس کی اس پیش کش پر حضرت عبداللہؓ نے کہا۔

امام.................. والحل..................

فکیف.................. یحمی..................

''فعل حرام سے تو مرجانا بہتر ہے اور فعل حلال تو میں اس کی خوبیاں نہیں بیان کرسکتا۔ اے خاتون! حرام کاری کی جو خواہش تو میرے ساتھ رکھتی ہے اس کی تکمیل کیسے ممکن ہے، کیوں کہ اہل توقیر و آبرو، اپنی عزت اور دین کی پاسداری کرتے ہیں۔''

اس کے بعد حضرت عبداللہ اپنے والد کے ساتھ روانہ ہو گئے اور انہوں نے حضرت آمنہؓ بنت وہب زہری کے ساتھ آپ کا نکاح کردیا اور جناب عبداللہ ان کے پاس تین روز رہے۔ اس کے بعد انہوں نے اس خاتون کے پاس جانے کا ارادہ کیا، جس نے دعوت مباشرت دی تھی۔ چناں چہ وہ اس کے پاس آئے تو اس عورت نے ان سے پوچھا۔ ''میرے پاس سے جانے کے بعد تم نے کیا کیا۔'' جناب عبداللہ نے جواب دیا۔ ''میرا نکاح آمنہ بنت وہب سے ہو گیا ہے اور میں تین روز تک ان کے پاس رہا۔'' یہ جواب سن کر اس عورت نے کہا۔

''اے عبداللہ! میں بدکار عورت نہیں ہوں، چوں کہ میں نے تمہاری پیشانی میں نور نبوت کی چمک دیکھی تو مجھے تمنا ہوئی کہ وہ نور میں حاصل کروں، مگر اب اللہ تعالیٰ نے اسے جہاں چاہا، وہاں ودیعت فرمادیا۔''

اس کے بعد فاطمہ نے حسب ذیل اشعار پڑھے۔

انی رأیت فحیلة لمعت فتلالأت بخاتم القَطَر
ظلماً بهانور مضیئی له ماحوله کاضاءة البدر
ورجوته فخراً ابوه به ماکل قادم زنده یوری
لِلّٰه مازهریة سلبت ثوبیک ما استلبت و ماتدری

ترجمہ: (۱) میں نے ایک برسنے والے ابر کی بجلی دیکھی، جس کی تابناکی نے جہاں بھر کے سیاہ کالے بادلوں کو جگمگا دیا۔
(۲) ان کالے بادلوں میں ایک ایسا نور تھا جس نے گردوپیش کے سارے علاقے کو روشن کردیا، جس طرح کے چودھویں رات کی چاندنی ہوتی ہے۔
(۳) میں نے عبداللہ سے نکاح کر کے فخر حاصل کرنے کی تمنا کی، مگر میں کامیاب نہ ہوسکی، جس طرح کہ ہر شخص چقماق سے چنگاری حاصل نہیں کرسکتا۔
(۴) ساری خوبیاں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ اس زہری عورت نے کتنی اعلیٰ چیز پائی ہے، اے عبداللہ وہ تمہارے دو کپڑے ہیں، ایک نور نبوت دوسرا ملک، جو آمنہ زہری نے حاصل کرلیے، حالاں کہ وہ نہیں جانتی کہ اس نے کیا چیز حاصل کی ہے۔

پھر اس کاہنہ نے یہ کہا۔

بنی هاشم قد غادرت من اخیکم امینة اذللباه یعتلجان
کماغادر المصباح بعد خبوه فتائل قد مشیت له بدهان
وماکل مایحولی انقی من تلاده بحزم ولا مافاته لتوانی
فاجمل ذا طالبت امراً فانه سیکفیکه جدّان یصطرعان
سیکفیکه امایدٍ مقفلة واماید مبسوطة ببنان
ولما قضت منه امینة ماقفت نبابصری عنه و کلّ لسانی

(۱۸)

ترجمہ: (۱) اے آل ہاشم! آمنہ نے تمہارے بھائی کو ایسا چھوڑا جب کہ وہ اپنی خواہش کی سیرابی کررہی تھیں۔
(۲) جس طرح کہ چراغ، بتی کے اس تیل کو پھونے کے بعد، جو اس میں ڈالا جاتا ہے۔ بتی کو خالی اور خشک چھوڑ دیتا ہے۔
(۳) آدمی جو قدیمی اور موروثی مال جمع کرتا ہے، وہ اس کی کوشش سے نہیں ہے اور مال اس سے جاتا رہتا ہے، وہ اس کی غفلت سے نہیں ہے۔
(۴) جب تم کسی بات کی طلب کرو تو خوبی کے ساتھ کرو، کیوں کہ باہم لڑنے والوں کی دو کوششیں تم کو کفایت کریں گی۔
(۵) یا تو وہ ہاتھ جو تم سے روک دیا گیا، تمھیں کافی ہوگا، یا وہ ہاتھ جو کشادہ ہے اور انگلیوں کے پوروں کے ساتھ ہے، کافی ہوگا۔
(۶) حضرت آمنہؓ نے جس چیز کی خواہش کی، وہ حضرت عبداللہ سے حاصل کرچکیں، تو اب میری آنکھوں کی بصارت جاتی رہی اور میری زبان گونگی ہوگئی۔

☆......☆......☆

باب سوم:

فصل دوم:

جنّات کی نعتیہ شاعری

حضور نبی کریم ﷺ کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ آپ ؐ کی امت میں انسان ہی نہیں بلکہ اجنہ بھی شامل ہیں اور جنّات نے نہ صرف یہ کہ آپ ؐ کے دستِ اقدس پر اسلام قبول کیا بلکہ انہوں نے اشاعتِ دین اور اسلام کی ترویج و اشاعت میں بھر پور کردار ادا کیا۔ یہ آپ ؐ سے دین سیکھنے آتے تھے اور آپ ؐ بھی انہیں تعلیم اسلام دینے کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔ کتب احادیث میں مذکور ہے کہ آپ ؐ سے اجنہ نے وفود کی شکل میں ملاقات کی اور اپنے اہل خانہ کے ساتھ اسلام قبول کیا۔ اجنہ کا ذکر توریت میں بھی ملتا ہے اور ان جنوں کی جماعت سے آپ ؐ کی ولادت و بعثت (اعلان نبوت) ما قبل و مابعد از اسلام، بہت سی مبشرات، اطلاعات و تصدیقات اور پیش گوئیاں وارد ہیں۔ ان میں مسلم و غیر مسلم جنات، دونوں شامل ہیں۔ اللہ رب ذوالجلال نے قرآن کریم میں با قاعدہ ایک سورۃ ''سورۂ جن'' کے نام عنوان سے نازل فرمائی ہے۔ علامہ سیوطی لکھتے ہیں۔

قال ابو نعیم اسلام الجن و وفادتھم علی النبی ﷺ کوفادۃ الانیس فوجاً بعد فوج و قبیلہ بعد قبیلہ بمکہ و بعد الھجرہ. (۱۹)

ترجمہ: ابونعیم نے کہا کہ حضور ﷺ کی خدمت میں جنّات کا اسلام لانا اور ان کے وفود آنے میں اسی طرح تھے، جس طرح کہ انسانوں کے تھے۔ فوج در فوج اور قبیلہ در قبیلہ۔ مکہ مکرمہ میں اور بعد از ہجرت مدینہ المنورہ میں آتے رہے۔

اللہ رب ذوالجلال، جنوں کے بارے میں یوں ارشاد فرماتا ہے۔

قل اوحی الیّ انہ استمع نفر من الجن فقالوا انا سمعنا قراناً عجباہ یھدی الی الرشد فاٰمنّا بہ ولن نشرک بربنا احداًo (۲۰)

ترجمہ: تم فرماؤ! مجھے وحی ہوئی کہ کچھ جنوں نے میرا پڑھنا کان لگا کر سنا تو بولے۔ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا کہ بھلائی کی راہ بتاتا ہے تو ہم اس پر ایمان لائے اور ہم ہرگز کسی کو اپنے رب کا شریک نہ کریں گے۔ (ا)

نبی کریم سے جنوں کی پہلی ملاقات مکہ شریف میں ہوئی۔ یہ نصیبین کے جن تھے جن کی تعداد علمائے کرام نے نو عدد لکھی ہے۔ ''**سبعۃ نفر من جن اھل نصیبین**'' (۲۱) یہ آپ ؐ کے دستِ اقدس پر ایمان لائے اور آپ ؐ کی بیعت کی، پھر اپنی قوم میں جا کر دین اسلام کی تبلیغ شروع کی۔ ان کا رابطہ سرکار ؐ سے آخر دم تک قائم اور جنوں کی کوئی نہ کوئی جماعت آپ ؐ کے قریب رہتی تھی۔

(الف) کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن، ص ۱۰۳۰

جہلائے عرب بنیادی طور پر جنوں سے مرعوب اور خائف تھے۔ وہ انہیں غیر مرئی قوت جان کر ان سے ڈرتے اور ان کی عبادت کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ دوران سفر جب منزل کرتے تو جنوں کی پناہ حاصل کرتے تھے۔ اس کا تذکرہ قرآن کریم میں باری تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا ہے۔

وانہ کان رجال من الانس یعوذون برجال من الجن فزادوھم رھقا . (۲۲)

ترجمہ: اور یہ کہ آدمیوں میں سے کچھ مرد جنوں کے، کچھ مردوں کے پناہ لیتے تھے، تو اس سے اور بھی ان کا تکبر بڑھ گیا۔

اس آیت کریمہ میں صرف طور پر یہ بتایا دیا گیا ہے کہ اجنہ کا دماغ خراب کرنے، ان کا تکبر و غرور بڑھانے اور ان کو باغی و سرکش بنانے میں خود انسانوں کا بڑا ہاتھ ہے۔ رہبان و کہان جنوں سے علم لیا کرتے تھے۔ جہلائے عرب جنوں کو انسانوں سے بڑھ کر اعلیٰ مخلوق تصور کرتے تھے، یہی وجہ ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ نے آیات قرآن کریم ان کے سامنے تلاوت کی تو انہوں نے اسے جنوں کا کلام قرار دیا۔

جنات بڑے عمدہ شاعر اور اعلیٰ ذوق کے حامل ہوتے ہیں۔ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی شان میں بہت ہی عمدہ، خوب صورت ترین، فصاحت و بلاغت سے پُر نعوت وقصائد تخلیق کئے ہیں۔ یہ نعوت وقصائد کتب احادیث وسیر و مغازی میں موجود ہیں۔ ان کے کہے ہوئے نعتیہ اشعار عربی ادب کا بڑا خزانہ ہیں، جو زبان و بیان کی پرکاریوں سے پُر ہیں۔

مدینہ میں بعثت نبوی ﷺ کی پہلی خبر ایک جن نے دی

اجنہ کی غیبی خبریں:

حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے متعلق مدینہ منورہ میں بعثت نبوی ﷺ کی پہلی خبر جو پہنچی تھی، وہ اس طرح تھی۔

وأخرج ابن سعد و احمد الطبرانی فی (الاوسط) و البھیقی وابو نعیم عن جابر ابن عبد اللّٰہ قال: اول خبر قدم المدینة عن النبی ﷺ ان امراۃ من اھل المدینہ کان لھا تابع، فجاء فی سورۃ طائر حتی وقع علی حائط دیارھم، فقالت لہ المرأۃ: انزل، قال: لا انہ بعث بمکة نبی منع منا القرار و حرم علینا الزنا.

ترجمہ: ابن سعد احمد، طبرانی، بیہقی اور ابونعیم نے حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کی کہ مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سب سے پہلے یہ خبر آئی کہ مدینہ کی ایک عورت (ا) کے تابع جن تھا۔ ایک روز وہ جن پرندے کی صورت میں اس کے گھر کی دیوار پر بیٹھ گیا۔ عورت نے اس سے کہا نیچے اتر آ۔ تو اس نے جواب دیا۔ ایسا نہیں ہوسکتا کیوں کہ مکہ میں جو نبی مبعوث ہوا ہے اس نے ہر طرح کی بداخلاقی کو منع اور زنا کو حرام کردیا ہے۔

(الف) علامہ دحلان اور صاحب سیرت حلبیہ نے اس کاہنہ کا نام حطیمہ لکھا ہے۔

اسی طرح ایک دوسری روایت میں ہے۔

واخرج ابونعیم عن عثمان بن عفان قال: خرجنا فی عیر الی الشام قبل ان بیعث رسول اللہ ﷺ، فلما کنا بافواہ الشام و بھا کاھنة فتعرضتنا وقالت: اتانی صاحبی فوقف علی بابی فقلت الا تدخل؟ قال: لا سبیل الی ذلک، خرج احد جاء امرلا یطاق، ثم انصرفت فرجعت الی مکة، فوجدت رسول للہ ﷺ قد خرج بمکة یدعو الی اللہ تعالیٰ. (۲۴)

ترجمہ: ابونعیم نے حضرت عثمان ابن عفانؓ سے روایت کی کہ، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل شام کی طرف روانہ ہوئے۔ جب باب شام پر پہنچے تو وہاں ایک کاہنہ تھی اس نے بتایا۔ میرا جن آیا اور مکان کے دروازے پر کھڑا ہوگیا۔ میں نے کہا اندر کیوں نہیں آتا؟ جن نے جواب دیا اب اس کی کوئی صورت نہیں، اس لیے کہ احمدؐ کا ظہور ہوگیا ہے اور انہوں نے اس سلسلہ میں قطعی ممانعت کردی ہے، یہ بتا کر وہ کاہنہ چلی گئی۔ جب میں مکہ واپس پہنچا تو اہل مکہ نے بتایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوگئے ہیں اور قریش کو اللہ کے دین فطرت کی دعوت دے رہے ہیں۔

جن کی بشارت بزبان نعت......(جندل بن نضلہ کے لیے)

واخرج ابوسعید فی شرف المصطفےٰ عن جندل بن نضلة (ا)انہ انی الی النبی ﷺ فقال کان لی صاحب من الجن فاتانی فدھمنی وقال

هب فقد لاح سراج الدین لصادق، مھذب، امین.

فارحل الی ناجیة امون تمشی علی الصحصح و الحزون

فانتبھت فدعورا" فقلت ماذا؟ قال......

وساطح الارض و فارض الارض

لقد بعث محمد فی الطول و العرض

نشاء فی الحرمات العظام

وھاجر الیٰ طیبة الامینة.

فسرت فاذا انا بھا تف یقول......

یا ایّھا الرّاکب المزجّی مطیته

نحوا لرسول لقد وفقت للرشد (۲۵)

(الف) جندل بن نضلہ بن عمر بن بھدلہ (الاصابہ، الجزء الاول، ص ۲۸۸)

ترجمہ: ابوسعید نے ''شرف مصطفیٰ'' میں جندل بن نضلہ سے روایت کی، وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا۔ یارسول اللہ! ایک جن میرا ساتھی تھا، وہ اچانک میرے پاس آیا اور اس نے مجھے ڈراتے ہوئے کہا۔

''چل اٹھ! دین کا چراغ روشن ہوگیا، اس نبی کے ذریعے جو صادق، مہذب اور امین ہے۔''

''اور تو ایسی اونٹنی پر سوار ہو، جو مضبوط ہو اور وہ نرم وسخت، ہر جگہ پر چلتی ہو۔''

میں خوف زدہ ہوکر بے دار ہوگیا۔ میں نے حقیقت حال دریافت کی، تو اس نے کہا۔

''زمین کے بچھانے والے اور قانون نافذ کرنے والے کی قسم، یقیناً طول وعرض میں محمد ﷺ کی بعث ہوگئی ہے۔''

''انہوں نے مکہ مکرمہ میں نشوونما پائی اور مدینہ طیبہ کی جانب ان کی ہجرت ہوگی۔''

یہ سن کر میں خوش ہوگیا۔ اور جانے لگا، تو اچانک میں نے ہاتفِ غیبی کو یہ کہتے سنا۔

''اے ساربان! جو سوار ہوکر رسول اقدس ﷺ کی خدمت میں رواں دواں ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تو نے ہدایت کی توفیق پالی ہے۔''

جب وہ یہ قصہ بیان کر چکے تو حضور ﷺ نے انہیں دعوت اسلام دی جو انہوں نے قبول کر لی۔

حابس بن دغنہ کو جن کی ہدایت

جن کی بشارت بزبان نعت:

واخرج ابن الکلبی عن عدی بن حاتم قال کان لی عسیف من کلب یقال له حابس بن دغنة فبینا انا ذات یومه بفنائی اذا انا به مروع الفواد قال دونک ابلک قلت ماهاجک ؟ قال بینا انا بالواد اذا بشیخ من شعب جبل تجاهی کان راسه رخمة فانحورعما تزلی عنه العقاب وهومترسل غیرمنزعج حتیٰ استقرت قدماه فیه الحضیض وانا اعظم ماری فقال.

یاحابس بن دغنه یا حابس — لاتعرضنّ الیک الوساوس

هذا سنا النور بکف القابس — فاجنح الی الحق ولاتوالس

قالت ثم غاب فروحت ابلی و سرحتها الی غیر ذالک الوادی ثم اضطجعت فاذا راکب قد رکضنی فاستیقظت فاذا هوا صاحبی وهویقول......

یاحابس اسمع ما اقول ترشد — لیس ضلول جائر کمهتدی

لاتترکن نهج الطریق الاقصد — قدنسخ الدین بدین احمد

قال فاغمی علی ثم افقت بعد زمن وقد امتحن الله قلبی لاسلام. (۲۶)

ترجمہ: ابن کلبی نے عدی بن حاتم سے روایت کی، انہوں نے کہا۔ قبیلۂ بنی کلب کا ایک مزدور تھا جس کا نام حابس بن دغنہ تھا۔ ایک دن میں اپنے صحن میں تھا کہ وہ بھاگ کر خوف زدہ حالت میں میرے پاس آیا اور کہنے لگا۔ ''آپ اپنے اونٹوں کو سنبھال لیجئے۔'' میں نے اس سے پوچھا۔ ''تم کس وجہ سے اس قدر خوف زدہ اور لرزہ وترساں ہو۔'' تو اس نے جواب دیا۔

''میں فلاں وادی میں تھا کہ میں نے ایک بوڑھے کو پہاڑ کی گھاٹی سے نمودار ہوتے دیکھا۔ اس کا سر ''رخم (ا) کی مانند تھا، پھر وہ آگے بڑھتے ہوئے اس جگہ اترا جہاں پر عقاب تک پھسل جائے، مگر وہ قطعی بے خوف سا لگا ہوا تھا۔ میں اسے دیکھتا رہا، حتیٰ کہ اس کے قدم زمین پر جم گئے۔ اس کے بعد میں نے جو کچھ دیکھا، وہ بہت ہی عجیب ہے۔ اس نے کہا۔

''اے حابس بن دغنہ! یا حابس، شیطان تمہارے درپے نہ ہو (تو اپنے دل میں کسی نوع کا ہراس اور کسی طرح کا خدشہ مت لا۔''

''یہ روشنی دراصل تیرے تیرے نور بکف ہونے کی بناء پر ہے۔ تو حق اور سچائی کی طرف مائل ہو اور فریب میں مبتلا نہ ہو۔''

حابس نے بتایا کہ وہ یہ کہہ کر غائب ہو گیا اور میں نے اونٹوں کو وہاں سے ہٹا کر ایک دوسری جگہ پر چرنے کے لیے چھوڑ دیا اور میں خود لیٹ گیا اور پھر کسی کے ٹھوکر مارنے پر میری آنکھ کھلی، دیکھا تو وہی بوڑھا تھا۔ پھر اس نے کہا۔

''اے حابس! میرے قول پر دھیان دینے سے تو ہدایت یافتہ ہو جائے گا۔ ایک ظالم اور گم راہ شخص، ایک ہدایت یافتہ شخص کی طرح نہیں ہو سکتا۔''

''ارے حابس! تو اعتدال اور میانہ روی کی راہ کو نہ چھوڑ، بلاشبہ دین احمد (ﷺ) کے سوا تمام ادیان منسوخ ہو گئے ہیں۔''

حابس نے بتایا۔ میں اس کے بعد بے ہوش ہو گیا اور بہت دیر بعد مجھے ہوش آیا، بلاشبہ حق تعالیٰ نے اسلام کے لئے میرے دل کا امتحان لیا۔

سواد بن قارب دوسی کے لئے

جن کی بشارت بزبان نعت:

واخرج البیهقی عن البراء ان عمر بن الخطابؓ قال لسواد بن قارب حدثنا ببدء اسلامک قال کان لی رئیی من الجن فبینا انا ذات لیلة نائمه اذا جاء نی قال قم فافهم و اعقل ان کنت تعقل بعث رسول من لؤی بن غالب ثم انشاد یقول.

عجبت للجنّ و انجاسها　　　وشدّها العیس باحلاسها

تهوی الیٰ مکة تبغی الهدیٰ　　　ما مومنوها مثل ارجاسها

فانهض الی الصفوة من هاشم　　　واسم بعینیک الیٰ راسها

ثمه انبهنی وا فزعنی وقال یا سواد بن قارب ان اللّٰه تعالیٰ بعث نبیا فانهض الیه تهدی و ترشد فلما کانت فی اللّیلة الثانیة اتانی فانبهنی ثم انشاد یقول.

(ا) الاصابہ، المجلد الاول، ص ۳۱۰۔ الخصائص الکبریٰ للسیوطی، باب ماسمع من الکهان والاصوات بظهور النبی ﷺ عند بعثتہ، الجزء الاول، ص ۱۷۷۔ حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۱۴۳۔

(ب) اس کا سر رخم یعنی گدھ کی مانند تھا۔

عجبت للجنّ و تطلابها — وشدها العيس باقتابها
تهوی الٰی مکة تبعی الهدیٰ — ما صادقوا الجن کَکَذّابها
فارحل الی الصفوة من هاشم — لیس قدامها لماذنابها

فلما کان فی اللّیلة الثالثة اتانی فانبهنی ثم قال......

عجبت للجنّ و تجسارها — وشدها العیس ما کوارها
تهوی الی مکة تبغی الهدی — ما مومن الجن ککفارها
فانهض الی الصفوة من هاشم — ما مومن الجن ککفّارها

قال فلما سمعته یکرر علیٰ لیلة بعد لیلة وقع فی قلبی حسب الاسلامه فانطقت حتی اتیت النبی ﷺ فلما رآنی قال مرحبابک یاسواد بن قارب قد علمناه ما جاء بک قلت یا رسول ﷺ فاسمعه فی فقلت شعر. (۴۷)

ترجمہ: حضرت سواد بن قارب زمانۂ جاہلیت میں ایک زبردست کاہن اور بہت عمدہ شاعر تھے اوران کے تابع فرمان ایک کھیا جن تھا، جوانہیں آئندہ کی خبریں دیا کرتا تھا۔حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت کی اطلاع بھی انہیں ان کے جن نے دی، جو بڑا عجیب وغریب واقعہ ہے۔اسے صاحب سیرت حلبیہ اور علامہ نبہانی نے محمد ابن کعب قرظی کی روایت سے اور علامہ سیوطی نے بحوالہ بیہقی حضرت براء کی روایت سے نقل کیا ہے۔

حضرت عمرؓ نے ،حضرت سواد بن قاربؓ سے فرمایا۔ بتاؤ،تمہیں اسلام قبول کی تحریک کس طرح ہوئی؟ اورتمہارے جن نے تمہیں حضور ﷺ کی نبوت ورسالت اورظہور و بعثت سے متعلق کیا بتلایا تھا۔سواد بن قارب نے کہا۔

''ہاں اے امیر المومنین !ایک مرتبہ جب کہ میں رات میں سونے اور جاگنے کی کیفیت میں تھا کہ میرے پاس، میرا تابع فرمان جن آیااوراس نے مجھے پیر سے ٹھوکا دے کرکہا۔''

''اے سواد ابن قارب! اٹھ کرمیری بات سن اور اگر تجھ میں عقل ہے تو اس کو سمجھنے کی کوشش کر کہ لؤی ابن غالب کی اولاد میں سے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ظاہر ہو چکے ہیں، جو اللہ تعالیٰ اوراس کی عبادت کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں۔''

اس کے بعد اس نے یہ اشعار(۱) پڑھے۔

(۱) مجھے جنّات اوران کی نجاستوں اوران کے اپنے اونٹوں پر کجاوے کسنے پر تعجب ہے۔

(۲) کہ وہ جنّات مکہ کی طرف آ کر ہدایت کے خواست گار ہو رہے ہیں اور جنّات میں جو صاحب ایمان ہیں وہ ناپاک جنّات کی طرح نہیں ہیں۔

(۳) لہٰذا تم بنی ہاشم کے صاحب پاک سیرت کی خدمت میں پہنچو اور اولادِ ہاشم کے سردار کی جانب ذرا جائزہ گیر نگاہ سے تو دیکھو۔

پھراس نے مجھے بیدار کر کے اور خوف زدہ کر دیا اور کہا۔ اے سواد بن قارب، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مبعوث فرمادیا ہے تو تم اس کے پاس پہنچو اور رشد و ہدایت حاصل کرو۔ دوسری رات بھی وہ جن پھر آیا اور مجھے

(۱) یہ اشعار بحر السریع میں کہے گئے ہیں۔

خواب سے بیدار کر کے یہ اشعار سنانے لگا۔

(۱) مجھے جنات اوران کی طلب اوران کے اپنے اونٹوں پر کجاوے کسنے پر حیرت ہوتی ہے۔

(۲) جنات مکہ کی جانب سفر کر کے رشد و ہدایت کے طالب ہیں اور گروہ جنات میں جو صدق وصفا کے حامل ہیں وہ کذب وافتراء کے خوگر جنوں کی طرح کیسے ہوسکتے ہیں۔

(۳) تو تم بنی ہاشم کے پاس سیرت شخص کے پاس سفر کر کے پہنچو۔ ان کے اگلے لوگ، ان کے پچھلے لوگوں کی طرح نہیں ہیں۔

پھر جب تیسری رات آئی تو وہ جن میرے پاس آیا اور اس نے مجھ کو بیدار کر کے حسب ذیل اشعار سنائے۔

(۱) میں، جنات پر اور ان کی جسارت پر اور اونٹوں پر، کجاوے باندھنے پر تعجب کرتا ہوں۔

(۲) وہ جنات مکہ پہنچ کر ہدایت ورہنمائی کی جستجو میں ہیں اور بُرے جنات ان کے اچھے جنوں کی مانند ہرگز نہیں ہیں۔

(۳) تو تم بنی ہاشم کے پاک سیرت شخص کی خدمت میں حاضر ہو، اور صاحب ایمان جن کافر جنوں کے مانند نہیں ہیں۔

سواد بن قارب نے کہا۔ جب میں نے مسلسل تین راتوں تک (۱) یہ وعظ سنا تو میرے دل میں اسلام کی محبت اور عظمت جانشین ہوگئی۔ میں روانہ ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوگیا۔ حضور ﷺ نے مجھے دیکھ کر ارشاد فرمایا۔

''اے سواد بن قارب! مرحبا، ہم جانتے ہیں کہ کس نے تم کو بھیجا ہے۔'' میں نے گزارش کی، اے اللہ کے رسولؐ! میں نے واردات اور تاثرات کو اشعار کے قالب میں ڈھالا ہے، براہ لطف وکرم اجازت دیجئے کہ بیان کر کے قلب کو سکون دوں، پھر میں نے حضور ﷺ کے سامنے کچھ اشعار عرض کئے۔

اہل مکہ کو، ہجرت مدینہ کے تین دن بعد حضور ﷺ کے مدینہ پہنچنے کی خبر سب سے پہلے ایک جن نے دی۔

واخرج ابونعیم من طریق ابن سحق حدثت عن اسماء بنت ابی بکر قالت لما هاجر رسول اللہ ﷺ مکثنا ثلاث لیال ماندری این توجه حتی اقبل رجل من الجن من اسفل مکة یغنی بابیات شعر و ان الناس لیتبعونه یسمعون صوته وما یرونه حتی حرج من اعلیٰ مکة یقول.

ترجمہ: ابونعیم نے روایت کی کہ حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیقؓ سے، وہ فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی (ابوبکرؓ) کے ساتھ ہجرت کے بعد ہم تین روز تک بے خبری کی حالت میں ٹھہرے رہے کہ رسول اللہ کس طرف تشریف لے گئے ہیں۔ یہاں تک کہ اچانک جنوں میں کا ایک جن، مکہ کی نشیبی جانب سے (عربوں کی طرح) چند اشعار گاتا ہوا آیا۔ لوگ اس کے پیچھے پیچھے چلے جارہے تھے اور اس کی آواز سن رہے تھے، لیکن وہ دکھائی نہ دیتا تھا، یہاں تک کہ وہ مکہ کے بالائی حصے سے یہ کہتا ہوا نکل گیا۔

---

(۱) ''لؤی بن غالب'' لؤی، فہر بن مالک (قریش) کے بیٹے کے بیٹے یعنی پوتے تھے۔

جزی اللّٰہ رب الناس خیر جزائہ　　رفیقین حلاَّ خیمتی ام معبد

هما نزلا ها بالهدی واهتدیت به　　فقد فاز من امسی رفیق محمد

فیاَلقصی مازوی اللّٰہ عنکم　　به من فعال لا تجازی و سؤدد

لیمن بنی کعب مقام فتاتهم　　وقعودها للمومنین بمر صد

سلوا اختکم عن شاتها واناثها　　فانکم ان تسألوا الشاة تشهد

دعا ماثبلة حائل منحلبت　　له بصریح صرة الشاة مزید

فغادرها رهناً لدیها بحالب　　یرددها فی مصدر ثم موردِ (۲۸)

ترجمہ: (۱) اے لوگوں کے پروردگار! ان دونوں رفیقوں کو اپنے پاس کی بہترین جزا دے، جو امّ معبد کے خیموں میں اترے ہیں۔

(۲) وہ اترے تو نیکی و ہدایت کو ساتھ لئے، تو جس نے رات حضور ﷺ کے ساتھ قیام کیا اس نے فلاح ورشد و ہدایت پائی، یعنی وہی پھلا پھولا جو محمد ﷺ کا رفیق ہوگیا۔

(۳) اے قصی کی اولاد! اللہ نے تم لوگوں سے ان نیک کاموں کے سبب ایسی سرداری کو دور نہیں کیا، جس کا بدل نہیں ہے۔

(۴) بنی کعب کو اپنے زنان خانے اور دیوان خانے سے خوش ہونا چاہئے کہ وہ ایمان داروں کے انتظار کرنے اور ٹھہرنے کے مقام ہیں۔

(۵) اے عورتو! تم اپنی بہن ام معبد سے ان کی بکری اور ان کے ہرن کے بارے میں پوچھو اور اگر تم اس بکری سے بھی پوچھو گے تو وہ بھی گواہی دے گی۔

(۶) کہ کس طرح ویل بکری کے دودھ سے حضور ﷺ نے برتنوں کو بھر دیا۔

(۷) پھر جب حضور ﷺ نے اس بکری کو دوہا تو اس نے، اس قدر وافر دودھ دیا کہ برتن کے برتن پُر ہوگئے۔

"فانکم ان تسئالوا الشاة تشهد" اس شعر میں جن صاحب نے حضور نبی کریم ﷺ کے اس معروف معجزہ کا ذکر کیا ہے کہ آپ کے دستِ اقدس پر جانور بھی گواہی دیتے ہیں، بول پڑتے ہیں۔ آپ کا ام معبدؓ کی بانجھ بکری سے دودھ دوہنا اور پھر لوگوں کا سیراب ہوکر پینا، ایسا معجزہ ہے جس کی کوئی نظیر نہیں اور اس بات کی شہادت جن صاحب نے دی ہے کہ آپ کی حکومت وتصرف اور ملکیت میں یہ جہاں ہے اور کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں آپ کا قبضہ نہ ہو، ہر جا آپ کی رسائی اور دہائی ہے۔ جان دار ہو کہ بے جان، سب آپ کی رحمت کے محتاج وطلب گار ہیں۔ شاہ احمد رضا خان بریلوی فرماتے ہیں۔

جس کے زیر لوا آدم و مَن سوا　　اس سزائے سیادت پہ لاکھوں سلام

عرش تا فرش ہے جس کے زیر نگیں　　اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام (۱)

صاحب سیرۃ حلبیہ جن صاحب کی اس نعت کے بارے میں لکھتے ہیں۔

(الف) حدائق بخشش، ص ۲۴۔

ایّ و اظھرت الجن اوصافہ ﷺ الحمیدۃ فی صورۃ الغناء الذی تتولع بہ النفس ذالک من ھاتف ھتف لہ.

ان یسلم السعدان یصبح محمد　　من الامر لایخشی حلاف المخالف(۱)

فقالوا السعود سعد بن بکر و سعد بن زید مناۃ وسعد سعد ھدیم فلما کانت القابلۃ سمعوا ذلک الھاتف یقول.

فیا اسعد سعود الا وس کن انت مانعاً　　ویا سعد سعد الخزرجین الغطارف (۲۹)

ترجمہ: جنات نے آنحضرتؐ کے بہترین اوصاف کو ایک نغمہ (نعت) کی صورت میں بیان کیا ہے جس سے قلوب شادمانی پاتے ہیں اور دل خوش ہوتے ہیں۔اذہان فرحت پاتے ہیں اور جب انسانوں نے اس نغمے (نعت) کو سنا تو ان کے دلوں میں طرب و شادمانی اور وجدان پیدا ہوا۔ کہا گیا کہ کفار قریش کو ان دیکھے پکارنے والے کے اس شعر سے حضور ﷺ کے مدینے جانے کا علم ہوا۔

"اگر دونوں سعد مسلمان ہو گئے تو حضرت محمد ﷺ کو کسی بھی معاملے میں کسی مخالف کی مخالفت کا کوئی خوف نہیں رہے گا۔"

لوگوں نے اس جگہ سعد سے مراد، سعد بن بکر اور سعد بن زید لیا ہے، پھر جب دوسرا دن ہوا، تو یہ شعر سنائی دیا۔

"پس اے اوس کے سعد اور قبیلۂ خزرج کے سعد تم دونوں حضور ﷺ کے بہترین محافظ بن جاؤ۔"

علامہ سید زینی دحلان بھی اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ وہ جنوں میں سے ایک جن تھا اور جبل ابو قبیس پر اس کے یہ اشعار سنے گئے جو آپ نے باختلاف الفاظ نقل کئے ہیں۔"قیل انہ من الجن و قیل سمعوا ھاتفاً علٰی ابی قبیس و ھوینشد ھذہ الابیات" (۳۰)

جبل ابی قبیس پر بحر طویل میں گائے گئے جن کے نعتیہ اشعار کا جواب شاعر اسلام حضرت حسانؓ نے اسی بحر میں ایک خوب صورت نعت کی شکل میں دیا ہے۔ علامہ برقوتی نے حضرت حسانؓ کے کہے گئے اشعار نعت کے آٹھ نقل شعر نقل کئے ہیں۔ (۳۱) یہ اشعار صاحب الاستیعاب نے بھی نقل کئے ہیں۔ (۳۲)

ایک جن کی بشارت ...... تمیم داری کے لیے:

حضرت تمیم داری بیان کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ کی بعثت ہوئی تو میں اس وقت شام میں تھا۔ کسی کام سے نکلا تھا کہ شام ہوگئی۔ رات میں نے اس جگہ قیام کیا اور کہا کہ میں آج رات میں وادی کے سب سے بڑے سردار کی پناہ میں ہوں۔ جب میں سونے کے لیے لیٹنے لگا تو میں نے ایک پکارنے والے کی پکار سنی جو مجھے نظر تو نہیں آ رہا تھا، مگر یہ کہہ رہا تھا۔

---

(۱) السیرۃ النبویۃ والاثار المحمدیۃ بھامشھا السیرۃ الحلبیۃ۔ باب المغازنی، الجزء الثانی، ص ۲۳)

عذ باللّٰہ فان الجن لاتجیر احداً علی اللّٰہ.
ترجمہ: اللہ کی پناہ طلب کر، کیوں کہ جن اللہ کے خلاف کسی کو پناہ نہیں دے سکتے۔
میں نے کہا، یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ تو اس نے جواب دیا۔

قد خرج رسول اللّٰہ ﷺ و صلّینا خلفه بالحجون واسلمنا واتبعناه و ذهب کبد الجن و رمیت بالشهب فانطلق الی محمد و اسلم.

ترجمہ: رسول اللہ کا ظہور ہو چکا ہے، ہم نے رسول کریم ﷺ کی اقتداء میں، آپؐ کے پیچھے مقام حجون میں نماز ادا کی ہے۔ ہم اسلام لے آئے ہیں اور آپ کی اتباع (پیروی) اختیار کرلی ہے۔ اب جنات کا مکروفریب ختم ہوگیا ہے اور ان پر شہاب (شعلۂ نار) پھینکے جاتے ہیں، لہٰذا تم بھی محمد ﷺ کی خدمت میں چلو، ان کی اتباع کرو، ان کا دین اختیار کرو، (یعنی اسلام لے آؤ)۔

جناب تمیم داریؓ فرماتے ہیں کہ صبح ہوئی تو دیرایوب آیا تو میں نے راہب کو سارا ماجرا کہہ سنایا اور اس واقعہ کی حقیقت دریافت کی۔ راہب نے کہا! تم سے ہاتف نے سچ کہا ہے۔

صدقوک بخده یخرج من الحرم الیّ مکه و مهاجره الحرم الیّ المدینة و هو خیر الانبیاء فلا تسبق الیه. (۳۳)

ترجمہ: واقعی اس نبی کا ظہور حرم مکہ سے ہونے والا ہے اور اس کی ہجرت گاہ حرم مدینہ ہے۔ وہ سب نبیوں سے افضل ہے، لہٰذا تم دیر نہ کرو تا کہ کوئی سبقت نہ کر جائے۔

حضرت تمیمؓ فرماتے ہیں کہ میں فوراً مکہ کی طرف روانہ ہوگیا اور رسول اللہؐ سے ملا، اس وقت آپ چھپ کر تبلیغ کرتے تھے، پس میں ایمان لے آیا۔

مالک بن مالکؓ الجنّی کی نعت:

طبرانی، ابونعیم اور ابن عساکر بالفاظ متقاربہ روایت کرتے ہیں کہ خریم بن فاتک نے فرمایا۔ میں اپنے اونٹوں کی تلاش میں نکلا اور انہیں ڈھونڈ نکالا (چوں کہ رات ہو چکی تھی اس لیے) میں نے سونے کا ارادہ کیا۔ ہم لوگ جب کسی وادی میں اترتے تو اس طرح کہتے۔ ''نعوذ بعزیز هذا الوادی'' (ہم اس وادی کے عزیز کی پناہ میں آتے ہیں)، سو میں نے بھی اپنی اونٹنی کو تکیہ بناتے ہوئے کہا۔ ''اعوذ بعزیز هذا الوادی.'' (میں اس وادی کے عزیز جن کی پناہ چاہتا ہوں)، تو اچانک ایک ہاتف نے آواز دی۔

عذ یافتیٰ باللّٰہ ذی الجلال	ترجمہ: اے جوان! اللہ ذوالجلال کی پناہ مانگ
و المجد و النعماء و الا فضال	جو بزرگی، نعمتوں اور فضیلتوں کا مالک ہے۔
و منزل الحرام و الحلال	حرام وحلال کو نازل کرنے والا ہے
و اقراء الأیات من الانفال	اور سورۂ انفال کی آیات پڑھ
ووحد اللّٰہ و لاتبال	اور اللہ کی توحید بیان کر اور کچھ پروانہ کر۔
قد صار کید الجن فی سفال	کیوں کہ جنوں کا مکر وفریب پامال کر دیا گیا ہے، تو میں نے اس جن سے کہا۔

تو میں نے اس جن سے کہا:

یا ایھا الھاتف ماتقول	''اے ہاتف! جو کچھ تو کہہ رہا ہے
ارشد عندک ام تضلیل	کیا یہ تیرے ہاں راہِ ہدایت ہے یا گمراہی کا راستہ
بین لناھدیت مالسبیل	خدا تجھے ہدایت دے ہمیں بتا کہ اس کی تدبیر کیا ہے؟''

ھاتف نے جواباً رجز پڑھا۔

جاء رسول اللّٰہ ذوالخیرات	ترجمہ: بھلائیوں والا رسول ﷺ یثرب میں آ گیا۔
بیثرب یدعوا الی النجاۃ	جو لوگوں کو نجات کی طرف دعوت دیتا ہے۔
جاء یٰسین و حامیمات	وہ یٰسین (ا) اور حامیمات (ب)
و سور بعد مفصلات (ج)	اور مفصلات کے بعد کی سورتیں لایا ہے۔
محرکات و محلّات	جو حلال وحرام کے احکامات پر مشتمل ہیں۔
یأ مرنا بالصّوم و الصلوٰۃ	وہ ہمیں صوم وصلوٰۃ کا حکم دیتا ہے
و یزع الناس عن الھناۃ	اور لوگوں کو بری باتوں سے منع کرتا ہے،
قد کن فی الاسلام منکرات (۳۴)	جو اسلام میں منکرات شمار ہوتی ہیں۔

یہ سن کر میں نے کہا۔ کاش کوئی میری طرف سے، میرے اونٹ میرے گھر والوں تک پہنچا دیتا تو میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیتا، تو ہاتف نے پکار کر کہا: ''انا اودیھا'' (میں ان اونٹوں کو پہنچا آؤں گا) چناں چہ میں ایک اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ تشریف لے گیا، تو لوگ اس وقت جمعہ کی نماز میں

(الف) سورۂ یٰسین۔ (ب) وہ سورتیں جو حٰم سے شروع ہوتی ہیں۔
(ج) جن سورتوں میں نماز اور زکوٰۃ کا حکم ہے۔

مصروف تھے۔ میں اپنی سواری بٹھا ہی رہا تھا کہ حضرت ابوذرؓ نکل کر میرے پاس آئے اور کہا: رسول اللہ تمہیں اندر آنے کے لیے ارشاد فرمارہے ہیں، پس میں اندر آ گیا، تو رسول اللہؐ نے مجھے دیکھ کر فرمایا۔ اس بوڑھے شخص نے کیا کیا ہے جس نے تمہارے اونٹ پہنچانے کی ضمانت دی تھی۔ اس نے واقعی تمہارے اونٹ صحیح سالم پہنچادیئے ہیں۔

علامہ نبہانی لکھتے ہیں کہ ابن عساکر نے قیس بن ربیع کی روایت میں اشعار کے بعد خریم کے قول میں یہ اضافہ کیا ہے۔

یعنی للهاتف من انت رحمک اللّٰہ قال ان عمروبن آثال و انا عاملة ﷺ علیٰ جن نجدالمسلمین و کفیت ابلک حتی تقدم اھلک. (۳۵)

ترجمہ: میں نے ہاتف سے پوچھا، تو کون ہے؟ خدا تجھ پر رحم کرے، تو اس نے جواب دیا، میں عمرو بن آثال ہوں اور میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نجد کے مسلمان جنوں پر حاکم ہوں اور میں نے تمہارے اونٹوں کی ذمہ داری لے لی ہے، یہاں تک کہ تو اپنے گھر پہنچ جائے۔

صاحب اصابہ وصاحب اسد الغابہ نے اس جن کا نام مالک بن مالک الجنی درج کیا ہے۔ "**قال، انا مالک بن مالک، بعثنی رسول اللّٰہ علی جن اھل نصیبین نجد. (۳۶)**

جن کی بشارت بزبان نعت......ذباب مذحجی کے لئے:

حضرت ذُباب مذحجیؓ کہتے ہیں کہ ایک باران کا جن ان کے پاس آیا اور یہ خبران کودی۔

یا ذباب، یا ذباب اسمع العجب العجاب

بعث محمد بالکتاب یدعو بمکہ فلا یجاب (۳۷)

ترجمہ: ذباب کہتے ہیں کہ میں نے اس سے پوچھا کہ تو یہ کس کے بارے میں کہہ رہا ہے، تو اس نے کہا۔ "میں نہیں جانتا" پھر کچھ دن بعد اس خبر کی تصدیق ہوئی کہ جس نبی کا انتظار تھا، اس نے خروج کیا ہے۔ پس میں حضور ﷺ سے ملاقات کے لیے چل پڑا اور آپ کی بارگاہ میں پہنچ کر اسلام قبول کرلیا اور پھر میں نے اس بت کو توڑ دیا، جسے میں پوجا کرتا تھا۔

شاصر جن کی نعت......اسد بن عبادہ کیلئے:

سعد بن عبادہ کہتے ہیں کہ وہ حضرموت (یمن) میں تھے کہ رات کے پہر میں ہاتف نے آواز دی۔

ابا عمر و تاوّبنی السّھود وراح النّوم و امتنع الھجود

پھر یہ آواز آئی۔

بازلعب ذھب بک العجب ان اعجب العجب بین مکة و یثرب

آپ نے جب اس سے پوچھا۔ ''وماذا یا شاصر'' (اے شاصر کیا ہوا؟) تو اس نے جواب دیا۔

نبی ارسل بخیر کلام الی جمیع الانام

یخرج من بین بلدالحرام الیٰ نخیل و آطام

اس کے بعد اس نے کہا۔

ماھذا النبی المرسل و الکتاب المنزل؟

اور پھر کہا۔ اجل من لؤیّ بن غالب. (۳۸)

سعد کہتے ہیں کہ صبح ہوتے ہی میں نے سواری پکڑی اور حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گیا، یہاں تک کہ حضور ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔

جن کی بشارت بزبان نعت......فَدفَد بن خنافہ البکری کے لئے:

فَدفَد بن خنافہ البکری کا تعلق بنی بکر سے تھا۔ آپ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ وادی مکہ میں تھا۔ اس روز رات بڑی تاریک تھی۔ میں نے دیکھا کہ میرا اونٹ اس وقت شدید خوف کے عالم میں اٹھ کھڑا ہوا، جب اچانک ایک بجلی کی کڑک آئی۔ میں چوں کہ اس اونٹ کی پناہ میں تھا، لہٰذا میں بھی ڈر گیا، پھر اچانک جوف وادی سے ایک ہاتف نے یوں بشارت نبویؐ دی۔

رسول أتی من عند ذی العرش صادقاً علی طرق الخیرات للنّاس واقف

فَدفَد کہتے ہیں کہ میں نے گمان کیا کہ یہ کسی ستارہ کی آواز ہے۔ میں نے ابھی کچھ بولنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ میں نے پھر سے آواز سنی تو میں سمجھ گیا کہ یہ کسی جن کی آواز ہے، پھر اس جن نے یہ شعر پڑھا۔

لک الخیر قد اسمعتنی قول ھاتف ونبھت حوساً قلبه غیر خائف

پھر اس نے مجھے جواب دیا، اس وقت میں اپنے اونٹ کے نیچے بیٹھا ہوا تھا۔

لحا اللّٰہ اقواماً ارادو محمداً بسوءٍ ولا اسقاھم صوتِ ماطر

عکوفاً علی الا وثان لایترکونھا وقدام دین اللّٰہ اھل البصائر (۳۹)

فَدفَد کہتے ہیں کہ پھر میں سرکار کی بارگاہ میں آپ کا پتا پوچھتے پوچھتے حاضر ہوا۔ لوگوں نے آپؐ کے بارے میں تصدیقاً فرمایا کہ آپؐ نبی مرسل ہیں۔ میں نے یہ واقعہ بھی آپؐ کے گوش گزار کیا اور آپ کی دعوت پر اسلام قبول کیا۔

خنافر بن توم الحمیری کو جن کی بشارت:

ابن درید سے روایت ہے کہ خنافر بن توم الحمیری ایک کاہن تھا۔ جب یمن کے وفود رسول اللہؐ کے پاس آئے اور اسلام کا غلبہ ہوا تو اس نے مراد کے اونٹوں پر حملہ کیا اور ان کا مال ومتاع لے کر چلتا بنا اور مقام شجر میں جا پہنچا۔ اس کا ایک جن زمانۂ جاہلیت میں اس کے تابع تھا، جو کہ زمانۂ اسلام میں اسے چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ خنافر نے کہا کہ میں ایک رات وادی میں تھا تو وہ جن آیا اور اس نے کہا۔ جو کچھ کہہ رہا ہوں اسے غور سے سن۔ میں نے کہا، میں ہمہ تن گوش ہوں، پھر اس جن نے کہا۔

لکل ذی امد نهاية — وكل ذی ابتداء الیٰ غاية

ترجمہ: (ہر مدت کی حد ہوتی ہے اور ہر ابتداء کی غایت ہوتی ہے)

میں نے کہا، ٹھیک ہے، پھر اس نے کہا۔

كل دولة الى اجل — ثمه يتاح لها حول

وقد انتسحت النحل — ورجعت الى حقائقها ملل

ترجمہ: (ہر دولت ایک وقت تک ہے، پھر اس کے لیے بدلنا ہے، بلاشبہ تمام مذاہب منسوخ ہو چکے ہیں اور تمام ملتیں اپنی حقیقتوں کی طرف لوٹ آئی ہیں)

انی اتيت بالشام — نفراً من آل العدام

حكاماً على الحكام — يزبرون ذا رونق من الكلام

ليس بالشعر المؤلّف — ولا السجع المكلّف

فاصغيت فزجرت — فكاودت فطلعت

فعلت بما تهيمون — والیٰ ما تغترون

ترجمہ: (میں شام کے علاقہ میں آل عدام کے کچھ لوگوں کے پاس پہنچا، جو حاکموں پر حاکم تھے۔ وہ لوگ ایک بارونق کلام کی تلاوت کر رہے تھے۔ وہ کلام نہ شعروں کی مانند مترتب تھا اور نہ نثر کی مانند تکلف کے ساتھ مرصع ومسجع کیا گیا تھا۔ میں سامنے آیا تو جھڑکا گیا اور جب دوبارہ سامنے آیا تو میں نے ان لوگوں سے پوچھا، تم لوگ کون سا کلام گنگناتے ہو اور کہاں تک لوگوں کو دھوکے میں رکھو گے۔

میرا یہ سوال سن کر انہوں نے جواب دیا۔

خطاب كبار — جاء من عند الملک الجبار

فاسمع يا شصار — لاصدق الاخبار

واسلک اوضح الآثار — تنبح من اوار النار

ترجمہ: (یہ بہت عظیم خطاب ہے، جو اللہ تعالیٰ ملک الجبار کی طرف سے آیا ہے۔ اے شصار سن! اور تو روشن اور واضح راستے کو اختیار کر، تاکہ تو جہنم کی آگ سے بچا رہے)

یہ سن کر میں نے اس سے کہا۔ یہ کس کا کلام ہے؟ انہوں نے جواب دیا۔ یہ قرآن کا کلام ہے جو کفر و ایمان کو واضح کرتا ہے۔ انہوں نے کہا۔

اتـی بـه رسـول مـن مـضـر ثم من اهل الدار انبعث فظهر

فـجـاء بـقـول قـد بهـر واوضـع نهـجـاً قـد دبـر

ففيه مواعظ لمن اعتبر

ترجمہ: (اسے قبیلہ مضر کے ایک شخص لائے ہیں جو رسول معتبر ہیں، وہ اہل دار میں ظاہر و مبعوث ہوئے ہیں۔ وہ رسول مکرم ﷺ ایسا کلام پاک لائے ہیں جو خوب روشن و واضح ہے۔ اس رسولؐ نے اس راہ کو واضح کر دیا ہے۔ جس سے لوگ رو گرداں ہو چکے تھے اور اس کلام میں عبرت حاصل کرنے والوں کے لیے نصیحت ہے)

میں نے ان سے پوچھا۔ جوان بڑی نشانیوں کو لے کر آیا ہے، وہ کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا۔

احـمـد خيـر البشـر فـان آمنـت اعـطيت البشر

وان خـالـفـت اصليت سقر فـآمنت و اقبلت اليک ابادر

فـجـانـب كـل نجس كـافـر وشـائع كـل مؤمـن الطاهر

والا فهـو الـفـراق

ترجمہ (وہ احمد خیر البشر ہیں۔ اگر تم ان پر ایمان لاؤ گے تو تمہیں اجر و ثواب کی بشارت دیں گے اور اگر مخالفت کرو گے تو جہنم میں جھونکے جاؤ گے، لہٰذا میں ان پر ایمان لے آیا ہوں اور اب تیرے پاس آنے میں جلدی کی ہے، لہٰذا تو ہر نجس کافر سے بچ اور ہر مومن طاہر سے مشایعت کر، ورنہ میرے اور تیرے درمیان تو جدائی ہے ہی۔)

اس کے بعد خنافر نے اپنے گھر بار کو اونٹوں پر سوار کیا اور ان سوئے ہوئے اونٹوں کو ان کے مالکوں کو واپس کر کے میں حضرت معاذ بن جبلؓ کے پاس صنعاء پہنچا اور ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ خنافر کے کہے ہوئے دو شعر علامہ سیوطی نے نقل کئے ہیں۔ (۴۰) اس واقعے کو علامہ نبہانی نے بھی ذکر کیا ہے اور خنافر کے کہے گئے دو شعر نقل کئے ہیں۔ (۴۱)

حضرت عمرؓ (جن) کا قصیدہ

قصیدۂ جنّیہ:

عہدِ رسالت مآب ﷺ میں، آپؐ کی شان میں کہے گئے انسانوں کے نعتیہ قصائد میں خواجہ عبد المطلب، خواجہ ابو طالب اور ورقہ بن نوفل کے قصائد اپنی ایک شان رکھتے ہیں، لیکن جنّات کے کہے گئے قصائد

میں حضرت عمرؓ (جن) کا نعتیہ قصیدہ، جو عربی نعتیہ ادب میں ایک اعلیٰ مقام رکھتا ہے، قصیدۂ جنیہ کے نام سے معروف ہے۔ یہ ایک عیب وغریب، متحیّر کن لیکن اپنی زبان و بیان کے اعتبار سے نہایت شستہ و رواں، متاثر کن اور قابل تحقیق قصیدہ ہے۔ یہ ''قصیدۂ بائیہ'' فنی معیار کے لحاظ سے عربی ادب کا شاہ کار ہے۔ یہ انسانی تخیل و معیار کے ہم پلّہ ہی نہیں، بلکہ بعض اعتبار سے، اس سے بڑھ کر، اپنی تمام تر ادبی لوازمات کے مجموعے کے ساتھ ایک مکمل و باضابطہ نعتیہ قصیدہ ہے، جو عربی نعتیہ ادب کے بنیادی قصائد میں سے ایک ہے۔

الفاظ کے یکساں چناؤ، اعراب کی یکسانیت اور صوتی ہم آہنگی اس قصیدہ کی نمایاں و اعلیٰ خصوصیات ہیں۔ بلحاظ الفاظ یہ انسانی تخیل سے ماورا ایک جناتی تخلیق معلوم ہوتا ہے، چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

شُنُخ رُخُخ مُخُخ دُخُخ　　فُنُخ شُمُخ جُرُخ هُلُب
هُشُش خُشُش عُشُش فُشُش　　خُدُش عُمُس بُرُش عُتُب(۴۳)
عُجُج شُجُع لُجُج صُجُج　　فُجُج مُزُج نُعُج ذُهُب
فُطُظ غُلُظ نُكُظ كُظُظ　　بُدُد جُدُد خُدُد طُلُب
عُجُل رُجُل مُلُل فُلُل　　عُلُل حُلُل نُحُل نُعُب
شُطُط عُطُط حُطُط مُطُط　　فُرُط نُحُط قُنُط هُرُب
فُصُص خُصُص غُصُص فُصُص　　لُصُص دُلُص نُكُص قُطُب
خُرُق شُرُق طُرُق عُشُق　　تُمُك بُتُك بُوُك سُلُب
هُفُف رُفُف شُفُف قُضُف　　نُحُف عُجُف صُوُف كُوُب
قُذُب شُبُب رُهُب عُبُب　　شُطُب وُطُب نُعُب نُقُب
سُهُب وُسُم حُسُم رُسُم　　سُلُس شُمُس هُمُس اُوُب
صُمُت هُفُت خُفُت مُرُت　　بُنُت شُتُت عُتُت سُكُب
خُثُث بُثُث غُثُث رُغُث　　دُعُت دُمُت دُمُت وُثُب
لُفُز لُغُز نُشُز نُهُز　　جُمُز جُفُر ضُمُز شُزُب
بُعُع كُعُع وُعُع صُمُع　　قُطُع سُمُع طُمُع اُلُب(۴۴)

قصیدۂ جنیہ، اپنے جناتی ردائف و قوافی کے اعتبار سے ایک مشکل ہی نہیں بلکہ مشکل ترین، چناتی انتخاب ہے، لیکن اس مشکل ترین فنی چناؤ کے سبب بھی اس قصیدہ کی نغمگینیت، اس کی حلاوت اور اس کی تازگی پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ سدا بہار قصیدہ عربی نعتیہ ادب میں ایک خوش گوار اضافہ اور بہ لحاظ ترنم و تجر، یہ نہایت خوب

صورت صوتی آہنگ اور رنگ ترنگ ہے۔

ڈاکٹر اسحٰق قریشی لکھتے ہیں۔ ''قصیدہ کیا ہے، مترادف اور ہم صورت الفاظ کا جل ترنگ ہے۔ ترنم سے پڑھا جائے تو جناتی آواز معلوم ہوتا ہے۔'' (۴۴)

اس معروف قصیدۂ جناتی کے چالیس اشعار ارشاد شاکر اعوان نے، (۴۵) جب کہ شفیق بریلوی نے اٹھارہ اشعار نقل کئے ہیں۔ (۴۶) اس قصیدہ کے کچھ اشعار کراچی کے معروف رسالہ ''اخبار جہاں'' میں بھی شائع ہو چکے ہیں۔ (۴۷) قصیدۂ ھٰذا میں بھی عربی رسم و ثقافت اور روایت و قدامت کے مطابق اونٹنی کی حرکات و سکنات، خصائل و خصائص اور خراج و طبع سے متعلق تذکرہ شامل ہے۔ اس کی تشبیب بائیس اشعار پر مشتمل ہے، بعد ازاں گریز کے اشعار ہیں اور پھر آخر کے گیارہ اشعار حضور ﷺ کی مدح و ثناء، آپ کی نعت پر مشتمل ہیں۔ قصیدہ کا آخری یعنی چالیسواں شعر دعائیہ ہے۔ اس میں آپؐ پر ہدیۂ درود و سلام پیش کیا گیا ہے اور آپؐ کے روضۂ اطہر پر رحمت الٰہی کی موسلا دھار بارش کی دعا کی گئی ہے۔ ان اشعار نعت سے جنات کے نزدیک حضور نبی کریم ﷺ کا مقام رسالت و عظمت و ادب واضح ہوتا ہے۔ آپؐ کے حاضر و ناظر، شافع و نافع، معین و مددگار، استعانت و وسیلہ کے فضائل و خصائص ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ قصیدۂ جنّیہ آپ کی جناتی امت کی طرف سے ہدیہ ہے۔

اس قصیدہ (ا) میں اونٹنیوں کا ذکر اس حوالے سے کیا گیا ہے کہ یہ، وہ سفری سواریاں ہیں جو حضور ﷺ کی بارگاہ میں اپنے سواروں کو لے کر جانے کے لیے بے قرار و بے تاب ہیں۔ یہ خوب صورت، صحت مند، موٹے

(الف) اس قصیدہ کے بارے میں شفیق بریلوی یوں رقم طراز ہیں۔ ''غازی پور زمینہ کے مولانا سید احمد علیؒ نے سفر ترکی کے موقع پر یہ نعتیہ قصیدہ، قسطنطنیہ (استنبول) کے شاہی قطب خانہ میں دیکھا تھا۔ چوں کہ وہ پہلے بھی اس کی شہرت سن چکے تھے، لہٰذا انہوں نے اس قصیدہ کی نقل حاصل کر لی اور ہندوستان پہنچ کر ۱۳۰۷ھ میں اس کو چھپوایا۔ ۱۳۳۶ھ میں نواب واجد علی خان رئیس ریاست بوڑہانسی، ضلع بلند شہر کے کتب خانہ سے اس قصیدۂ مطبوعہ کا نسخہ خواجہ حسن نظامی نے حاصل کر کے دوبارہ شائع کیا۔'' (ارمغان نعت، ص ۵۰)

ارشاد شاکر اعوان لکھتے ہیں۔ قیاس کہتا ہے کہ یہ قصیدہ برصغیر میں کافی مشہور تھا اور بار بار چھپا، لیکن ادبی دنیا میں اس کی شہرت ۱۹۷۰ء کے عشرے میں عام ہوئی اور اس شہرت کی بنیاد سیٹھ آدم جی لاہور کا مطبوعہ ''مجموعہ اوراد قادریہ'' مرتبہ درد علی شاہ قلندر قادری، بعنوان ''تمغۂ درویشان'' بنا۔ اس مجموعہ کے صفحہ ۱۲۶ پر یہ قصیدۂ جنّیہ مع منظوم پنجابی ترجمہ از قلندر علی شاہ درج ہے۔ جناب درد علی شاہ نے اس قصیدے کے روحانی اثرات و ثمرات سے بھی بحث کی ہے۔ اس مجموعہ اوراد کی تاریخ اشاعت تو درج نہیں، مگر درد علی شاہ نے اس کی تدوین ۲۵ فروری ۱۹۷۶ء کو مکمل کی۔'' (عہد رسالت میں نعت، ص ۲۵۲۔

آپ مزید لکھتے ہیں۔

''قصیدۂ جنّیہ کے نام سے یہ قصیدہ اٹک سے مکتبۂ ظفر کی طرف سے چھپا، جس پر تاریخ اشاعت بار اول جنوری ۱۹۶۸ء درج ہے۔ پیش لفظ پر نصر اللہ خان نے اکتوبر ۱۹۶۷ء درج کیا ہے، جب کہ مولانا ابوالنصر سامی نے اس کی عربی و اردو تشریح کا کام (جیسا کہ قصیدہ کے صفحہ ۸۰ سے ظاہر ہے) ۱۴ ستمبر ۱۹۷۱ء میں مکمل کیا۔'' (عہد رسالت میں نعت ص ۲۵۲)

چوڑے سینوں والی، مضبوط وتوانا پشت رکھنے والی شحیم اونٹنیاں، جن کے گلے میں وفاداری و اطاعت شعاری کے قلادے ڈلے ہوئے ہیں، اپنی سُبک خرامی اور تیز رفتاری کے سبب اپنے سواروں کو عزیز ہیں، چوں کہ ان کا سفر کائنات کی عظیم ترین ہستی کی طرف ہے، اس لیے ان کا شمار دیگر اونٹنیوں سے سوا کیا گیا ہے۔

شفیق بریلوی اس قصیدہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

''یہ قصیدہ عربی قصائد میں بلاشبہ ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔ اس میں ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کے الفاظ خاص قسم کے ہیں اور اکثر متحد حروف سے رقم کئے گئے ہیں۔ جس عجیب وغریب طریقے سے ایک ہی صورت اور قریب قریب ایک ہی قسم کے اعراب وحرکات وحروف جمع کئے گئے ہیں، یہ بات انسانی قصائد میں بہت کم ملتی ہے۔'' (۴۸)

قصیدۂ جنّیہ کے مافوق ومتحیّر، متمثّل ومتموّج الفاظ محفوف ومکتوف نہیں بلکہ یہ مکتوف ومنظہور ہیں۔ ان الفاظ کی مشاکلت مشامِ جاں کو مشک فشاں اور مکمکا دینے والی ہے۔ یہ طبع انساں کے لیے مبتذل نہیں بلکہ مفرح ومکلل الفاظ پر مشتمل ہیں۔ یہ انسان کو متوحش کرنے والے نہیں بلکہ مجد مفاہیم سے ممتلی ہیں۔ یہ اپنے ممدوح کے ذکر کو مختم ومتمم کرنے والے ہیں۔ ایسے الفاظ انسانی تفاہیم میں خال خال بھی مشتہر نہیں۔

ارشاد شاکر اعوان لکھتے ہیں۔ ''اس قصیدہ میں مستعمل ایک ہی قسم کے تہہ درتہہ معانی رکھنے والے الفاظ ہمیں سیرت کی کتابوں میں بیان کئے گئے، عربی کاہنوں کے الفاظ یاد دلاتے ہیں، جن کے قبضے میں مسلمہ حد تک جن ہوا کرتے تھے اور یہ مسجع کلام جنوں ہی کا ہوتا تھا، صرف کاہنوں کی زبان پر جاری ہوتا۔'' (۴۹)

آپ مزید لکھتے ہیں۔ ''الفاظ کا اس طرح ہم شکل ہونا زیرِ قصیدہ کو بھی اس زمانے کے جنوں ہی کی زبان تسلیم کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ زبان و بیان کے اعتبار سے یہ قصیدہ ایک محیر العقول نمونہ کلام ہے۔ اول سے آخر تک ایک حیرت انگیز سماں باندھ دیا گیا ہے۔ یوں کہ نہ سمجھنے والے بھی ان بجتے ہوئے الفاظ کی دھن میں مستانہ وار آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ قصیدہ کی لَے عربی گانے اور حدی کے سے انداز میں ہے۔'' (۵۰)

حضرت عمرؓ (جن) کون تھے؟:

علامہ سیوطی نے ابونعیم کی ایک روایت حضرت ابراہیم نخعی سے نقل کی جس میں ایک جن کی تدفین کا ذکر ہے۔ ان کا نام عمر بیان کیا گیا ہے۔ اس جن کے شہید ہونے کی تصدیق حضرت عمر فاروقؓ نے بھی کی ہے۔ (۵۱) اس واقعے کو علامہ سیوطی نے ابونعیم کے حوالے سے ابورجاء عطاردی سے بھی نقل کیا ہے۔ جس میں مذکور ہے کہ اس جن نے حضور ﷺ کے دستِ اقدس پر بیعت کی تھی اور یہ ان میں آخری جن تھا۔ (۵۲) علامہ

سیوطی نے اس واقعے کو حضرت کثیر بن عبداللہ ابو ہاشم تاجیؒ کے حوالے سے بھی نقل کیا ہے۔(۵۳)

حضرت معاذ بن عبداللہ بن معمرؓ نے حضرت عثمان بن عفانؓ کی خدمت میں یہ واقعہ پیش کیا کہ انہوں نے (عمر، جن) نے حضورﷺ سے قرآن سنا تھا اور اپنی قوم کی طرف واعظ بن کر لوٹے تھے۔(۵۴) مزید حوالہ کے لئے دیکھئے۔(ا)

غالباً یہ حضرت عمرؓ (جن) یہی ہوں۔ ان کا نام عمر بن جابرؓ بیان کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں علامہ سیوطی نے حضرت ابن مسعودؓ کی ایک روایت بیان کی ہے۔(۵۵) صاحب اسد الغابہ لکھتے ہیں۔ حضورﷺ سورۂ نجم کی تلاوت فرما رہے تھے تو حضرت عمر بن طارق الجنّی حاضر ہوئے۔ آپؐ کے دستِ اقدس پر بیعت کی اور اسلام لائے اور صبح کی نماز آپؐ کے پیچھے ادا کی۔ صبح یہ واقعہ صحابہ میں مشہور ہوا۔(۵۶)

یہ قصیدہ بلادِ ہند میں طبع ہوا اور یہیں شہرت پذیر ہوا، لیکن علمائے عرب میں نہ تو حضرت عمرؓ (جن) کے بارے میں کوئی تصریح ملتی ہے اور نہ ہی اس قصیدہ کو علمائے سیر و مغازی نے نقل کیا۔ درج ذیل کتب اس تذکرے سے خالی ہیں۔(ب)

(ا) ابن ابی الدنیا۔ کتاب الہواتف، ص ۱۵۸، ص ۱۱۴۔ آکام المرجان للسیوطی، ص ۴۳۔ ابن ابی الدنیا۔ دلائل النبوۃ، ابو نعیم اصفہانی۔ الہواتف ابی الدنیا، ص ۳۵، ۳۹۔ حلیہ ابو نعیم ۲/۳۰۴۔ دلائل النبوۃ لابو نعیم الاصبہانی۔ ۲/۱۲۷۔

(ب)

کتاب	مصنف		وفات
ا۔ جمہرۃ الاشعار العرب	ابی زید القرشی	المتوفی	۱۷۰ھ
۲۔ السیرۃ النبویۃ	ابن ھشام	-	۲۱۳ھ
۳۔ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب	علامہ عبدالبرّ القرطبی	-	۴۶۳ھ
۴۔ اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ	علامہ ابن اثیر الجزری	-	۶۳۰ھ
۵۔ البدایۃ والنھایۃ	علامہ ابن کثیر الدمشقی	-	۷۰۱ھ
۶۔ عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر	ابن سید الناس	-	۷۷۳ھ
۷۔ الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ	علامہ ابن حجر القسطلانی	-	۷۷۳ھ
۸۔ السیرۃ الحلبیۃ	علامہ علی بن برہان الدین الحلبی	--	۱۰۴۴ھ
۹۔ الخصائص الکبریٰ (کفایت الطالب، اللبیب فی خصائص الحبیب	علامہ جلال الدین السیوطی	--	۱۳۵۰ھ
۱۰۔ حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلینؐ	--	--	--
۱۱۔ المجموعۃ النبھانیۃ فی الموائح النبویۃ	-	-	-

قصیدۂ جفیہ کے چند اشعار نعت ملاحظہ ہوں۔

وارحل قلصاً یقدمن علیَّ — رئوف فتزاح بہ الکرب

فالخلق الیہ جماعتھم — تحدیٰ بھم فسح بخب

فانخ بینی الٰہ الخلق — اتت بفضائلہ الکتب

لنبیِّ ھدیٰ ونسیج تقیٰ — فبذاک و تدین لہ العرب

بحمدہٗ المبعوث وذی الخیرات — منازلہ السُرَّحب

والحوض لہ الرکن معاً — والبیت ومکۃ والحجب

نصراً ھزم الاحزاب لہ — فتمام صنائعہ الرغب

فھدیت فانت جلوت عماً — واضاء بذاک لنا السبب

والیک محمد انبعثت — جون باخشتھا تبوا

والیک رحلۃ مغاق اولیٰ — بشرائع لیس لھا ثلب

فاللّٰہ ھداک وانت ھدیت — فدلّ لملّتک النّصب

فصلّوا الٰہ الخلق علیک

وجاد فملکت السّکب (۵۷)

ترجمہ: (۱) تو اپنی اونٹنیوں کو کوچ کے لئے ہانک تا کہ اس دل برنوازؐ کے مبارک قدموں میں جا پہنچیں، وہ (نبی مکرمؐ) جس کے ذریعے سب دکھ درد مٹ جاتے ہیں۔

(۲) تمام مخلوق کے لوگ گروہ در گروہ، جماعت در جماعت، جس اس (حادی مکرمؐ) کی طرف چلے جا رہے ہیں۔ اور ایسی اونٹنیوں کو خدی پڑھتے ہوئے، ہانکے لئے جاتے ہیں جو چوڑے سینے والی اور منتخب ہیں۔

(۳) ٹھہر ٹھہرا اے مسافر! رک جا، قافلے کے اونٹوں کو بٹھا دے اور پیغمبر خداوند، حادی عالم، نبی معظم کی بارگاہ میں حاضر ہو جا، جس کے فضائل بے شمار کتب میں (اور جس کے فضائل میں بے شمار کتب) آئی ہیں۔

(۴) وہ جو بہترین ہدایت کرنے والا (حادی اعظم) نبی ہے۔ جس کا جامۂ وجود سراسر تقویٰ کے تاروں سے بنا ہوا ہے، جبھی سارا عرب (وعجم) اس کے دین کا جاں نثار اور اس کے نام کا فدا کار ہے۔

(۵) وہ محمدؐ جو خدائے ذوالجلال کی طرف سے مبعوث کیا گیا ہے، تمام تر خوبیوں، صلاحیتوں اور اداؤں کا مالک ہے۔ جس کے مراتب و مدارج نہایت ہی بلند واعلیٰ وارفع اور وسیع وعریض ہیں۔

(۶) حوض کوثر کا بھی وہی نبی معظمؐ مالک ومختار ہے اور مکہ و رکن و مقام کعبہ اور اس کے پردوں کا، ان سب کا بھی وہی نبی مکرمؐ، مالک ومختار ہے۔

(۷) اسی (حادی اعظمؐ) کی نصرت و مدد اور فتح کے لیے تمام قوموں کے جتھے پسپا و رسوا کر دیئے گئے ہیں۔ اس محبوبؐ کے سارے کام پیارے اور نرالے ہیں۔

(۸) اے ہمارے محبوب محمدؐ! آپؐ (ایسے عمدہ ہادی ہیں کہ) آپؐ نے ہدایت کر کے ہم اندھوں کی آنکھیں کھول

دیں۔اسی لیے حقیقت اور کامیابی کے راستے روشن ہوئے اور در وا ہوئے۔

(۹) اے میرے پیارے محمدؐ! آپؐ کی خدمت اقدس میں (طویل مسافت کے بعد) اونٹنیاں مع اپنی نکیل اور خورجیوں کے باادب، سر جھکائے بیٹھی ہوئی ہیں۔

(۱۰) اے میرے آقا و مولاؐ! میں بھی حاضر دربار ہوا ہوں۔ اے مولائے کل، آپؐ تو تمام کتب و ہدایت والوں کے سرتاج ہیں۔

(۱۱) اے میرے داتاؐ! میں حاضر خدمت ہوں، آپؐ مجھے اپنی عنایات و اسرار سے بے عیب شریعت عطا فرمائیے۔

(۱۲) رب تعالٰی نے آپؐ کو ہدایت دی ہے اور آپؐ ہادی و رہنما ہیں۔ آپؐ کے دین کے آگے تمام بت سرنگوں ہوگئے ہیں۔

(۱۳) آپؐ پر خداوند عالم کا درود و سلام ہو، اور آپؐ کے روضۂ اطہر، قبر انور پر رحمت الٰہی کی موسلا دھار بارش ہو۔

باب سوم:

فصل سوم:

ھاتفِ غیبی سے بشاراتِ مصطفےٰ ﷺ

حضور ﷺ کی ولادت و بعثت کے موقع پر جہاں دیگر لوگوں نے آپؐ کی بارگاہ اطہر میں ہدیۂ نعت پیش کیا، وہیں ہواتف غیبیہ سے بھی آپؐ کی مبشرات ونعوت کا ظہور ہوتا رہا ہے۔ یہ ہواتف غیبیہ کبھی تو کسی فرشتے کی طرف سے ہوتی تھی یا پھر اجنہ کی طرف سے۔ آپؐ کی نعت بیان کرنے والوں میں صرف انسان ہی نہیں بلکہ ملائکہ اور جنات بھی شامل رہے اور ان جن و انس میں بلاتخصیص مسلمان ومومن، یہود و نصاریٰ، موحد و مشرک (مسلم وغیر مسلم) سب شامل ہیں۔ ہواتفِ غیبیہ میں زیادہ تر نعتیں اجنہ ہی کی شامل ہیں۔ اور عہدِ نبویؐ یا ماقبل عہد (ولادت و بعثت) میں کہی گئی یہ نعوت (بشارات ومبشرات) عربی ادب ہی نہیں بلکہ اسلامی ادب کا بھی عظیم سرمایہ ہیں۔

بارگاہ نبویؐ میں ہاتفِ غیبی کا ہدیۂ سلام:

ابوسعد نے ''شرفِ مصطفےٰ'' میں جعد بن قیس المرادی سے، جو کہ عمدہ شاعر تھے اور نبی غطیف سے تعلق رکھتے تھے، روایت کی ہے کہ ہم چار آدمی ایام جاہلیت میں حج کے ارادے سے نکلے تو ہمارا گزر یمن کی ایک وادی سے ہوا۔ جب رات آئی تو ہم نے وادی کے سردار سے پناہ طلب کی اور اپنی سواریاں باندھ دیں، پس جب سکوت شب طاری ہوا اور میرے ساتھی سوگئے تو وادی کی دوسری جانب سے ہاتف کی آواز آئی۔

الا ایھا الرکب المعرس البلغوا   اذا ما وقفتم بالحطیم و زمزما

محمداً (ا) المبعوث مناتحیة   تشیعه من حیث سارُو یمّما

وقولوا له انا لدینک شیعه   بذلک اوصانا المسیح ابن مریما(۵۸)

ترجمہ: اے رات کے آخری حصہ میں آرام کے لیے اترنے والے قافلے! جب تم حطیم و زمزم کے پاس جا کر رکو تو ہماری طرف سے مبعوث ہونے والے پیغمبر محمدؐ کو سلام پہنچادو، ایک دائمی سلام (کہ جہاں وہ جائیں تو وہ آپؐ کے ساتھ رہے) جس جگہ کا وہ قصد و ارادہ کریں تو ہماری محبت ان کے ساتھ ہو۔ اور آپؐ ان سے عرض کریں کہ میں آپؐ کے دین کا حامی آپ کا پیرو اور تبع ہوں، اسی بات کی ہمیں حضرت ابن مریمؑ نے وصیت کی ہے۔

(الف) حجۃ اللہ علی العالمین کے اردو نسخہ میں یہ مصرع یوں درج ہے۔ ''محمدن المبعوث مناتحیۃ'' ص ۳۶۷

بذریعۂ ہاتف غیبی بے شمار بشارات وپیش گوئیاں، اطلاعات وترغیبات اسلام کی ہدایات، کتب سیرۃ میں جابجا ملتی ہیں۔ امام نبہانی نے اپنی خوب صورت تصنیف (۱) میں ان تذکار و واقعات کو نقل کیا ہے۔ آپ نے ذباب بن حارث کے ایمان لانے کا واقعہ (ایک جن کی بشارت کے حوالے سے(۵۹)، ابوسعید کی شرف مصطفےٰ کے حوالے سے جندع بن سمید کے پاس آنے والے جن کی نصیحت (۶۰) اور ابن سعد وابونعیم کی امام زہری سے روایت کردہ شعیرہ نامی عورت کے جن کی بشارت (۶۱) کے علاوہ زبیر بن بکار کی موفقیات میں روایت اور ابونعیم کی بواسطہ شہر بن حوشب از ابن عباسؓ از ابن سعدؓ کی روایت کردہ خرعب اور شاصب کے ذریعے بشارت نبوی کا واقعہ درج کیا ہے۔(۶۲)

ہاتف غیبی سے بشارت مصطفےٰ بزبان نعت:

و اخرج ابونعیم عن عمر قال کنت جالسا "مع ابی جهل وشیبه بن ربیعة.................. فاذا هاتف یهتف و یقول.

ترجمہ: ابونعیم نے حضرت عمرؓ سے روایت کی کہ مشرکین قریش جمع تھے اور میں ابوجہل اور شیبہ بن ربیعہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا..................تو اچانک ہاتف نے کہا۔

یا ایها الناس ذوا والاجسام	ماانتم وطائش الاحلام
ومسند و الحکم الی الاصنام	فکلکم ب اوره کالنعام
اما ترون ما اری امامی	من ساطع یجلود جی الظلامه
قد لاح للناظر من تهام	اکرم بـه اللّٰه من امام
قد جاء بعد الکفر بالاسلام	والبرّ و الصلات للارحام

ترجمہ: (۱) اے صاحبان اجسام! تم میں اور بے وقوفوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

(۲) تم لوگ بتوں سے فیصلہ لیتے اور پھر اس پر یقین کرتے ہو (اس بناء پر) تم سب لوگ چوپاؤں کی مانند (بے وقوف اور بے عقل ہو۔

(۳) کیا تم لوگ وہ نہیں دیکھتے جس کو میں اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں، وہ ایک نورتاباں ہے جو ظلمت کو چھانٹ دیتا ہے۔

(۴) صاحبان بصیرت کے لیے وہ نور تہامہ سے طلوع ہوا ہے، وہ کس قدر برگزیدہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے اس کی پیشوائی ہے۔

(۵) وہ کفر کے بعد اسلام، نیکی، صلاۃ اور صلۂ رحمی کو (تحفۃً) لایا ہے۔

قال عمر فقلت واللّٰه ما ارده الا ارادنی ثم مررت بالضمار فازا هاتف من جوفه یقول.

حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ میں نے خیال کیا کہ یہ میری ہی ہدایت کے لیے کیا گیا ہے۔ پھر میرا گزر ضمار نامی

(۱) حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین۔ ص۱۴۴ تا ۱۴۴

بت پر ہوا تو اس کے پیٹ سے میں نے یہ آواز سنی۔

ترک ضمار وکان یعبدوحده	بعد الصلاة مع النبی محمدؐ( )
ان الذی ورث النبوة و الهدی	بعد ابن مریمه من قریش مهتدی
سیقول من عبد الضمارو مثله	لیست ضمار و مثله لم یعبد
فاصبر ابا حفص فانک آمن	یاتیک وعز غیر عز بنی عدی
لاتعجل فانت ناصر دینه	حقا یقیناًباللسان و بالید

قال عمر فوالله لقد علمت انه ارادنی فجئت خی دخلت علی اختی فاذاخباب ابن الارت عندها و زوجها.................. الخ. ۶۳)

ترجمہ: (۱) اب ضمار کو چھوڑ دیا گیا، کیوں کہ محمدؐ کے ساتھ نماز میں اکیلے خدائے بزرگ و برتر کی بندگی ہوگی۔
(۲) وہ شخص سیدنا ابن مریم کے بعد نبوت و ہدایت کا وارث ہوا ہے۔ وہ ہدایت کرنے والا اولاد قریش سے ہے۔
(۳) علی قریب ضمار کے پرستار کہیں گے، کاش ضمار جیسے بتوں کی پرستش نہ جاتی۔
(۴) اے ابوحفص! باز آ جاؤ، اس لیے کہ تم ایمان لانے والے ہو۔ تم کو وہ عزت نصیب ہوگی جو نبی عدی کے اعزاز کے سوا ہے۔
(۵) تم عجلت نہ کرو، بلاشبہ ان کے دین کے مددگار ہو، تم یقیناً قول و عمل سے بھرپور تعاون کر کے ان کا حق ادا کرو گے۔
حضرت عمرؓ نے بیان کیا کہ اس کے بعد میں بخوبی سمجھ گیا کہ یہ سب کچھ میری فہمائش کے لیے ہو رہا ہے۔ اس کے بعد میں اپنی بہن کے پاس آیا تو ان کے پاس خباب بن الارت کو اور ان کے شوہر کو بیٹھے دیکھا.................. الخ۔

ہاتف غیبی سے بشارت مصطفےٰ:

وفی شرح الزرقانی علی المواهب انها لمادخلت علیهﷺ سمع جده هاتفایقول.

جب حضورؐ کو برائے رضاعت حلیمہ سعدیہ کو گود دینے کا وقت آیا تو آپؐ کے دادا حضرت عبدالمطلب کو ہاتف غیبی سے آپؐ کی عظمت شرافت کی خبر دی گئی اور یہ کہا گیا کہ اس نبی موعود کو سوائے حلیمہ کے کسی کو رضاعت کے لیے نہ دیا جائے۔ اس آواز کو آپؐ کے دادا نے سماعت کیا۔ یہ وہ حکم ربی تھا جو فرشتہ کی زبان سے ادا ہوا۔

علامہ حلبی اس واقعہ کو نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ان ابن آمنة الامین محمداً	خیر الانام و خیرة الاخیار
ما ان له غیر الحلیمة مرضع	نعم الامینة هی علی الابرار
مامونة من کل عیب فاحش	ونقیة الاثواب والاوزار
لاتسلمنه الی سواها انه	امروحکم جاء من جبار (۶۴)

ہاتف غیبی سے بشارت مصطفیؐ بزبان نعت:

بعضهم و ذكره النبيّ قال يا رسول اللهؐ لقد رأيت من قس عجباً خرجت اطلب بعير الىٰ حتى اذا عسعس اللّيل اى ادبر و كادا لصبح ان يتنفس هتف بى هاتف يقول:

يا ايها الراقد فى اللّيل الاحم قد بعث الله نبياً بالحرم

من هاشم اهل العرفاء و الكرم بجلود جنات الليالى و البهم

فادرت طرفى فمارأيت شخصاً فانشأت اقول.

يا ايها الهاتف فى داجى الظلم اهلاً و سهلاً بك من طيف ألم

بين هواك الله فى الحن الكلم من ذالذى تدعوااليه بغتنم

فاذا انا بنحنحة وقائل يقول.

ظهر النور...... و بطل الزور

وبعث الله محمداً بالحبور

اى السرور!!

صاحب النجيب الاحمر

اى الكريم!!

من الابل والتاج و المغفر

والوجهه الازهر

اى الابيض المشرب

بالحمرة و الحاجب

الى الجبين الاقمر

اى الابيض والطرف الاحور

اى شديد سواده

صاحب قول الشهاده

لا اله الا الله

فذاك محمد المبعوث

الی الاسود والاحمر

اهل المدر والوبر

الی العرب و العجم

ثم انشاء یقول......

الحمد الله الذی لم یخلق الخلق عبث

ارسلنا فینا احمداً خیر نبی قد بعث

صلی علیه الله ما حج لی رکبت و حت (۶۵)

ترجمہ: ایک مرتبہ کسی نے (ا) حضور نبی کریمؐ سے عرض کی۔ یا رسول اللہ! میں نے قس کی ایک بڑی عجیب بات دیکھی ہے۔ ایک دفعہ رات کے وقت میں اپنے اونٹ کی تلاش میں جا رہا تھا۔ یہاں تک کہ رات ڈوبنے لگی اور صبح کا وقت قریب آ گیا۔ اچانک مجھے ایک پکارنے والے کی آواز سنائی دی، جو یہ کہہ رہا تھا۔

(اے خفتہ شب تاریک! (ب)

اللہ نے ایک عظیم الشان نبی حرم میں مبعوث فرمایا ہے۔

جو بنو ہاشم کے وفا کیش اور کرم پیشہ گھرانے سے تعلق رکھتا ہے اور وہ نبی شب ہائے تاریک کی ظلموں کو کافور کر دے گا)

میں نے منادی کو دیکھنے کے لیے ہر طرف نظر دوڑائی، مگر مجھے کوئی شخص دکھائی نہ دیا تو میں نے اس کا جواب ان اشعار میں دیا۔

(اے ظلمتِ شب میں صدا دینے والے! تجھے خوش آمدید ہے۔ وہ خیال کیا ہے جو تو لے کر آیا ہے۔ اللہ طرز بیان میں تیری رہنمائی کرے، جس کی طرف تو بلاتا ہے، وہ تو غنیمت ہے)

اس کے بعد مجھے کھانسنے (گلا صاف کرنے کی) آواز آئی، پھر اسی ہاتف نے اس طرح کہا۔

''نور کا ظہور ہو گیا ہے اور جھوٹ کا نام و نشان مٹ گیا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے محمد کو خوش بختی، سعادت مندی اور خوشی و سرور دے کر مبعوث فرمایا ہے، جو شریف اور معزز خاندان سے ہیں۔

جو تاج یعنی عظمت و اعزاز اور خود یعنی قوت والے ہیں۔

سرخ و سپید چہرے والے ہیں۔

روشن و چمک دار پیشانی والے ہیں۔

سفید آنکھوں میں گہرے سیاہ ڈورے والے ہیں۔

جن کا کلمہ اشھدُ ان لا الہ الا اللہ ہے۔

یہ وہی محمدؐ ہیں جو ہر سرخ و سیاہ سپید، شہری و دیہاتی (عرب وعجم)، سب کی طرف (بلا تخصیص) مبعوث کئے گئے ہیں۔

پھر اس نے یہ اشعار پڑھنا شروع کئے۔

(سزاوار حمد ہے اللہ کی ذات، جس نے کوئی چیز عبث پیدا نہیں کی۔

ہم میں تمام انبیاء سے افضل احمد کو مبعوث فرمایا۔

آپ کی ذات بابرکات پر اللہ درود بھیجے، جب تک سوار و پیدل حج کرنے والے، حج کرتے رہیں اور وہ اس پر آمادہ ہوں)

(الف) امام نبہانی نے یہ واقعہ ایک انصاری کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ (حجتہ اللہ علی العالمین، ص ۱۳۹، ۱۴۰)

(ب) اشارہ ہے کفر و شرک میں زندگی بسر کرنے کی طرف۔

ہاتف غیبی نے نجم احمد کے طلوع کی خبر دی:

ابونعیم یعقوب بن یزید بن طلحہ التیمی سے راوی کہ ایک انصاری شخص نے حضرت عمرؓ کو یہ واقعہ سنایا کہ ایک مرتبہ میں شام جا رہا تھا، جب ہم مقام قفرہ یا بے آب و گیاہ میدان میں پہنچے تو پیچھے سے ہاتف نے یہ آواز دی۔

قد لاح نجم فاضا مشرقه
يخرج من ظلما عسوف موبقه
ذلک رسول مفلح من صدقه
الله اعلیٰ امره و حققه (٦٦)

ترجمہ: نجم (احمد) چمک اٹھا ہے، جس نے اپنی ضوفشانی سے مشرق کو جگمگا دیا ہے۔ وہ نبی مطلق ہے، ہلاکت خیز تاریکی سے مخلوق کو نجات دینے والا۔ وہ ستارہ ایک رسول ہے جو اپنی تصدیق کرنے والوں کو فلاح و کامرانی عطا کرتا ہے۔ اور اللہ نے اپنا دین برتر، غالب اور حق و سچ ثابت کر دیا ہے۔

امام جلال الدین سیوطی نے یہ واقعہ یوں درج کیا ہے کہ مذکورہ شخص نے دوران سفر ایک ٹوٹی سینگ ہرنی پکڑی اور اسے لے چلا، راوی کہتے ہیں کہ وہ چار شخص تھے جو مسافر تھے۔ ان کے پیچھے ایک شخص آیا اور اس نے ہرنی کو رہا کرنے پر اصرار کیا تو انہوں نے قسم کھالی کہ وہ اس ہرنی کو ہرگز نہ چھوڑیں گے۔ اس شخص نے کہا۔ تم نے ہمیں اس راستے میں دیکھا ہے، اللہ کی قسم ہم دس افراد سے بھی زائد ہیں اور ہم (جنات) انسانوں کو بھی اغوا کر لیتے ہیں، یا امیر المومنین! اس نے یہ کہہ کر مجھے پاگل کر دیا۔ حتیٰ کہ ہم دیر عثنین میں جا پہنچے اور پھر وہاں سے بھی روانہ ہو گئے۔ وہ بھی ہمارے ساتھ تھا کہ اچانک ہاتف نے منادی کی۔

يـا ايهـا الـركب السرع الاربعة   خـلـوا سبيـل النـافـر المـروعة
مهلاعن العضباء ففی الارض سعة   ولا اقـول مـاقـال كذوب امعة

ترجمہ: (۱) اے چار افراد کی تیز رو جماعت، اس بھاگنے والے خوف زدہ ہرنی کو چھوڑ دو۔
(۲) اس سینگ ٹوٹی ہرنی کو چھوڑ دو، جنگل سے اور ہرنی مل سکتی ہے۔ میں چھوٹے فسادی کی طرح جھوٹ نہیں بولتا۔

تو اے امیر المومنین، میں نے اس کی رسی کو اپنی سواری سے کھول دیا تو ہمارے پاس ایک بہت بڑا قبیلہ آیا اور ہمارے سامنے کھانا پیش کیا۔ پھر ہم ملک شام چلے اور اپنے کام کاج سے بعدِ فراغ واپس لوٹے تو اس مقام پر کچھ نہ تھا، جہاں اس قبیلہ نے ہمارا استقبال کیا تھا۔ اے امیر المومنین مجھے یقین ہو گیا کہ یہ جنات تھے۔ پھر میں ایک جگہ گرجا گھر کے پاس گیا تو ایک ہاتف نے یہ آواز دی۔

ايـاک لاتـعـجـل وخـذعـن ثقة   اسيـر سيـر الـجـديوم الحقحقة
قـدلاح نـجـم واستـوىٰ بمشرقة   ذو ذنـب كـالشعلة الـمعـرقة
يـخـرج مـن ظـلـمـاء عسرموبقة   انـی امـرائو ابنائوه مصدقه (٦٧)

ترجمہ: تم جلدی نہ کرو میری نصیحت کو مضبوطی سے باندھ لو، تیز ترین چلنے کے دن کی طرح بہت جلدی روانہ ہو جاؤ۔ ایک ستارہ چمکا ہے اور مقام طلوع کو گھیرے میں لے لیا ہے، جلا دینے والے شعلوں کی طرح دم دار ہے۔ یہ ہلاک کر دینے والی تنگ و تاریک وادی سے طلوع ہوا ہے۔ میں وہ شخص ہوں جس کی اطلاع درست ہوتی ہے۔ تو اے امیر المؤمنین! جب میں واپس آیا تو آنحضرتؐ اپنی نبوت کا اعلان فرما رہے تھے۔ انہوں مجھے دعوت اسلام دی تو میں مسلمان ہو گیا۔ اس واقعہ کو امام بیہانی نے بھی بتغیر الفاظ اشعار نقل کیا ہے۔

اسی مجلس میں ایک اور شخص نے اپنا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا۔ یا امیر المؤمنین! بخدا، ہم پر کیف گنگناہٹ میں چل رہے تھے اور ہمیں سوائے بازگشت کے کچھ اور سنائی نہ دیتا تھا کہ اچانک ہماری نظر سامنے سے آتے ہوئے شتر سوار پر پڑی۔ اس نے (پکار) کر کہا۔

یا احمد یا احمد الله اعلیٰ و امجد	ترجمہ: یا احمد! یا احمد! اللہ اعلیٰ و امجد ہے۔
اتاک وماوعدک من الخیریا احمد	یا احمد! آپ کے پاس وہ بھلائی ہے جس کا
(٦٨)	وعدہ آپ کو دیا گیا تھا۔

امام سیوطی اس واقعہ کو یوں بیان کرتے ہیں۔ قائل نے حضرت عمرؓ سے کہا۔ اے امیر المومنین میں اور میرا ایک ساتھی کسی کام سے گئے تو ہم نے ایک سوار شخص کو دیکھا، جب وہ مقام ''مزج الکلب'' کے نزدیک پیش ہوئے تو بلند آواز سے ندا کی......

احمد یا احمد...... الله اعلیٰ و امجد	ترجمہ: اے احمد! اے احمد! اللہ بہت بلند اور بزرگی والا ہے۔ محمدؐ ہمارے
محمد اتانا...... بالہٗ یوحد	پاس صرف ایک خدا کی دعوت دینے کے لیے تشریف لائے ہیں۔ وہ
یدعوالی الخیر...... فالیه فاعمد	ہمیں سچائی کی دعوت دیتے ہیں، تم ان کے پاس حاضری دو۔

اس کی اس بات نے ہمیں گھبرا دیا، پھر اس نے اپنے بائیں سے آواز دے کر کہا۔

انجز ما وعدمن شق القمر الله اکبر النبی ظهر (٦٩)

ترجمہ: اس نے چاند دو ٹکڑے کرنے کا جو وعدہ کیا تھا اس کو پورا کر دیا۔ اللہ اکبر (سب سے بڑی شان ہے) نبی ظاہر ہو گئے ہیں۔ جب میں واپس لوٹا تو حضورؐ مبعوث ہو چکے تھے۔ انہوں نے دعوت اسلام دی تو میں بھی مسلمان ہو گیا۔

عمرو بن مرّہ جہنی کو بشارت و ہدایت:

طبرانی اور ابونعیم نے عمرو بن مرّہ جہنی (ا) سے روایت کی کہ، میں حج کے ارادے سے نکلا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ دراں حالیکہ میں مکہ میں تھا۔ میرا خواب یہ تھا کہ کعبہ سے ایک نور چمکا اور پھر یثرب کی

(الف) عمرو بن مرہ بن عبس بن مالک بن الحرث مازن بن سعد بن مالک بن رفاعة بن نصر بن غطفان بن قیس بن جنبه (الاصابہ، المجلد الثالث، ص ١٣٥٦)

پہاڑیاں مجھے نظر آنے لگیں، نیز میں نے نور سے آواز سنی، کوئی کہتا تھا۔

انقشعت الظلماء	ترجمہ: تاریکی چھٹ گئی
وسطع ایضاء	اور نور روشن ہوگیا
وبعث خاتم الانبیاء	اور حضرت خاتم الانبیاءؐ مبعوث ہوگئے۔

پھر میں نے دوبارہ نور کو روشن ہوتے دیکھا۔ اور اس کی چمک میں، میں نے حیرہ کے محلات اور ابیض المدائن دیکھ لئے، پھر میں نے سنا کہ۔

ظھر الاسلام	ترجمہ: اسلام کا ظہور ہوگیا۔
وکسرت الاصنام	اور بتوں کو توڑ دیا گیا
ووصلت الارحام (۷۰)	اور صلۂ رحمی کا دور دورہ ہوگیا

عمرو کہتے ہیں پھر میں خوف زدہ ہوکر بیدار ہوگیا اور مکہ میں ایک نبی کی بعثت کا غلغلہ سن کر حضورؐ کی خدمت میں آیا اور اپنا خواب بیان کرکے مسلمان ہوگیا۔

باب سوم:

فصل چہارم:

بتوں کی نعتیہ شاعری

حضور نبی کریم ﷺ کا یہ اعجاز اور معجزہ ہے کہ آپ کی مدح وثناء، صفات ونعوت کے بیان کا شرف صرف اشرف المخلوقات، ملائکہ یا اجنہ ہی کو حاصل نہیں ہے بلکہ یہ شرف ومرتبہ احجار واشجار اوران اصنام وخودتراشیدہ ناخداؤں کو بھی حاصل ہے، جن کو ذی روح ہونے سے کوئی واسطہ نہیں، لیکن آپ کی مدح وشہادت میں یہ مُردہ اجسام بھی زندہ ہوکر بولے۔ نطق زبانی، قوت گویائی ہی زندگی کی دلیل ہے۔

سونے، چاندی، ہیرے، موتی، پتھر لکڑی اور مٹی کے بنے ہوئے یہ مادھو، جو اپنے محافظ ہیں اور نہ اپنے بندوں (پجاریوں) کے، جو انہیں عقل وشعور ہونے کے باوجود محض اپنی انا وتفرّد کی بنیاد پر پوجتے ہیں، جب کہ ان معبودانِ بے زبانوں کی تاریخ یہ ہے کہ ہزار ہاصدیاں گزر جانے کے باوجود آج تک کسی بت کے بولنے، لب کشائی کرنے یا محض کسی بھی قسم کا کوئی اشارہ کرنے کی تاریخ نہیں ملتی، لیکن جب حضور نبی کریم، رحمۃ للعالمین کی ولادت باسعادت ہوئی، بلکہ ابھی آپ شکم مادر ہی میں تشریف فرما تھے کہ یہ ''صُمٌ بکمٌ عُمی'' اصنام ایک دم پھوٹ پڑے اور ان کے عضوعضو سے ولادت مصطفےٰ کی بشارات ومبشرات اور پیش گوئیاں جاری ہوگئیں اور آپ کے بعثت وہجرت کے بعد تک جاری رہیں۔

جہلائے عرب ومشرکین مکہ اس اچانک تبدیلی پر حیران وپریشان رہ گئے اور اس بات پر مجبور ہوگئے کہ ان دستی خداؤں کو جیسے تعمیر کیا تھا، ویسے ہی توڑ دیا اور کلمۂ شہادت پڑھتے ہوئے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوگئے۔ یہ بھی اعجاز محمدی ہے کہ جس طرح ہر قوم، ہر قبیلہ کا صنم جدا جدا تھا، اسی طرح وہ قبیلہ در قبیلہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ اصنام پرستوں کا دعوت قبول کرنا اور اصنام کا دعوتِ اسلام دینا، تاریخ صنمیت کا لازوال حصہ ہے، جس سے مشرکین کے قلوب آج بھی لرزہ براندام ہیں کہ کہیں ان کے بھی دل سے صدائے ''محمد رسول اللہ'' ایک دم نہ بلند ہوجائے، حالاں کہ اس سے بہتر دنیا وآخرت کے لیے کوئی بھلائی نہیں۔

بادر بت کی شہادت بزبان نعت

(ماذن بن غضوبہ(ا) الطائی کے لئے:

خبر ماذن بن عضوية قال كنت اسدن الى اخدم صنماً بقرب عمان يدى سمائل و سمال يقال له بادر وفى لفظ باحر بالحاء المهملة فعترنا عنده ذات يوم عيترة وهى الذبيحة مطلقاً و قبل فى رجب خاصة فسمعنا صوتاً من جوف الصنم يقول.

ترجمہ: بیان کیا گیا کہ ماذن عضوبہ نے کہا کہ وہ سرزمین عمان کے قریب ایک گاؤں کے بت خانہ میں بتوں کے نگہبان اوران کے پجاری تھے، اس قریہ کو سائل یا سمال کہا جاتا تھا۔ ایک روز انہوں نے بتوں پر قربانی (چڑھاوا دیا) تو ایک بت کے پیٹ سے، جسے بادر (ب) یا باحر کہا جاتا تھا، یہ آواز آئی، وہ کہہ رہا تھا۔

يا ماذن اسمع تسر ظهر خير وبطن شر

بعث نبى من مضر بدين الله الاغر الا كبر

فدعا نجيا من حجر تسلم من حرّ نار سقر

ترجمہ: اے ماذن! ایک خبر صادق سن، تو جس سے بے خبر ہے کہ خیر ظاہر ہوگیا ہے، اور شر چھپ گیا ہے۔

ایک نبی صادق کی بعثت ہوئی ہے خاندان مضر سے، وہ اللہ کے دین اور اس کی کبریائی و بڑائی اور اس کی شان وعظمت کو بیان کرنے اور بڑھاوا دینے والا ہے۔

لہٰذا تو بھی ان تراشیدہ معبودوں کو چھوڑ کر اس نبی برحقؐ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر سرخرو ہوجا اور نجات پا جا اس نار خطرناک ودردناک والمناک سے، جو جن وانس وحجر کو جلانے والی ہے۔

قال ماذن ففزعت لذلک الصنم فسمعت صوتاً منه يقول......

ماذن کہتے ہیں میں نے اس بت پر کچھ دن کے بعد دوبارہ قربانی (چڑھاوا دیا) تو اس کے پیٹ سے پھر یہ آواز آئی۔

اقبل الى اقبل تسمع ما لا تجهل

هذا نبى مرسل جاء بحق منزل

آمن به كى تعدل عن حرّ نار تشعل

وقعود ها بالجندل

خوش خبری ہے تیرے لیے اے ماذن! اچھی خبر، جس سے تو ابھی تک بے خبر ہے۔

یہ نبی بحق رسالت، اپنے مقام پر صداقت وہدایت کے ساتھ نازل (مبعوث) ہو چکا ہے۔

اگر تو سلامتی چاہتا ہے اس جلانے والی سخت ترین عذاب دینے آتش مشتعل سے، تو اس نبی پاک کی امان میں آجا۔

جس جلتی ہوئی آگ کا ایندھن (نشان) جندل (جھنڈ کے جھنڈ) ہیں۔

(الف) علامہ حلبی نے آپ کا نام ماذن بن عضوبہ اور سید زینی دحلان نے ماذن بن القصوبہ لکھا ہے۔ اور علامہ نبہانی نے ماذن بن القصر یہ درج کیا ہے۔

(ب) علامہ ابن اثیر الجزری نے بت کا نام ناجر لکھا ہے۔ (اسد الغابہ، المجلد الخامس، ص ۴)

فقلت ان هذا العجب و انه الخير برادبي قال مازن فبينما نحن كذالک اذ قدم رجل من اهل الحجاز فقلنا له ما الخير و راعک قال قد ظهر رجل يقال له احمد ﷺ يقول لمن اتاه اجيبوا داعي الله فقلت هذا بناً ما سمعته منزلت الیٰ الصنم فکسرته جذاذ او رکبت راحلتي و اتيت رسول اللهؐ فشرح لی الاسلام فاسلمت. (۷۱)

ترجمہ: مازن نے کہا، یہ تو بڑا عجیب طریقہ ہدایت ہے میرے لئے، پھران کا کہنا ہے کہ ایک شخص حجاز سے میرے پاس آیا۔ میں نے اس سے پوچھا، کوئی خاص خبر ہے تو سنا، اس نے کہا۔ ایک شخص ایسا ظاہر ہوا ہے جوخود کو نبی کہتا اور اپنا نام احمد بتاتا ہے۔ مازن نے کہا واللہ یہ تو وہی دعوت ہے جو مجھے دی گئی ہے اور میں نے بت کے پیٹ سے سنی، پس میں بت خانے میں گیا اور بتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ان کے اجزاء بکھیر دیئے اور اپنی سواری پر سوار ہو کر حضور نبی کریم شفیع المذنبین رؤف الرحیم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اللہ رب ذوالجلال نے میرا سینہ دین اسلام کے لیے کھول دیا، میرا قلب کشادہ فرمادیا، پس میں آپؐ پر ایمان لے آیا اور مسلمان ہو گیا۔

بت کی بشارت بزبان نعت، جبیر بن مطعم کے لئے:

ابن سعد بزار اور ابونعیم جبیر بن مطعم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرمؐ کی بعثت سے ایک ماہ قبل کی بات ہے کہ مقام بوانہ میں ہم ایک بت کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور ہم نے ایک اونٹ ذبح کیا ہوا تھا کہ اچانک جوفِ صنم سے ایک پکارنے والے کی آواز آئی۔ وہ کہہ رہا تھا۔

الا اسمعوا الی العجب	ترجمہ: اے لوگو سنو تعجب کی بات ہے۔
ذهب استراق السمع للوحی	استراق وحی (وحی چرانے) کا زمانہ گزر گیا ہے۔ ایک نبی مکرمؐ کی
ويرمی بالشهب	وجہ سے، جنوں پر شہاب باری ہونے لگی ہے۔
لنبی بمكة اسمه احمد	وہ نبی معظم مکہ میں ظاہر ہوا ہے۔ اس کا نام گرامی احمدؐ ہے۔ اس کی
مهاجره الی يثرب (۷۲)	جائے ہجرت یثرب (مدینہ) ہے۔

ابونعیم کی خویلد الضمیری سے ایک روایت میں یہ اضافہ ہے۔

يامر بالصلاة والصيام	ترجمہ: (وہ نماز، روزے کا حکم دیتا ہے اور
والبرّ والصلة والارحام (۷۳)	نیکی وصلہ رحمی کی تلقین کرتا ہے)

وہ کہتے ہیں کہ یہ سن کر ہم بت کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور لوگوں سے حقیقت حال دریافت کی تو انہوں نے بتایا کہ واقعی مکہ میں ایک نبی کا ظہور ہوا ہے، جس کا اسم گرامی احمدؐ ہے۔

ابن سعد اور ابونعیم نے ایک روایت سعد بن عمرو الہذلی سے اور انہوں نے اپنے والد سے اس طرح بیان

کی کہ میں نے بت کے نام پر جانور ذبح کیا تو اس بت کے پیٹ سے یہ آواز آئی جو میں نے سنی، وہ کہہ رہا تھا۔

العجب کل العجب	ترجمہ: کتنی عجیب اور حیرت ناک بات ہے کہ بنی عبد المطلب
خرج نبی من بنی عبد المطلب	سے ایک نبی ظاہر ہوئے ہیں۔ انہوں نے زنا کو حرام قرار دیا ہے
یحرم الزنا ویحرم الذبح للاصنام	اور بتوں کے لئے جانور ذبح کرنے کو حرام کر دیا ہے اور آسمانوں
وحرست السماء و رضینا بالشهب	کو محافظوں نے گھیر لیا ہے۔ اب ہمیں آگ کے شعلے مارے
(۷۴)	جاتے ہیں۔

خمام بت کی پیش گوئی بزبان نعت:

واما خبر زمل بن عمرو العذری قال کان النبی عذرة وهی قبیلة من الیمن صنم یقال له خمام.............. و کا یعظمونه و کان فی بنی هند بن حرام.............. و کان سادته الی خادمه اجلاً یقال طارق قال و کانوا یعترون ان یذبحون الذبائح عند ظهر النبیﷺ سمعنا صوتاً یقول............

ترجمہ: زمل بن عمرو العذری کہتے ہیں کہ بنو عذرہ جو یمن کا ایک قبیلہ تھا۔ اس کا ایک بت تھا، جس کا نام خمام (ا) تھا۔ یہ قبیلہ اس کی بہت عزت و تعظیم کرتا تھا، مگر یہ بت بنی ہند ابن حرام کا تھا.............. اور اس بت کے خادم کا نام طارق تھا.......... یہ لوگ اکثر اس بت کے سامنے جانوروں کی قربانی پیش کیا کرتے تھے، اسی زمانے میں جب کہ آپ کا ظہور مبارک ہو چکا تھا، ہم نے ایک آواز سنی جو یہ کہہ رہی تھی۔

یا نبی بن حرام	"اے ہند ابن حرام سن! حق اور سچائی ظاہر ہوگئی اور
ظهر الحق واودی خمام	خمام بت تباہ و برباد ہوگیا۔
ای ملک وفع الشرک والسلام	وہ ہلاک ہوگیا اور دین اسلام نے کفر و شرک کو مٹا ڈالا، انہیں ختم کر دیا گیا۔
قال زمل ففزعنا ذلک وهالنا ای افزعنا	زمل کہتے ہیں کہ اس غیبی آواز سے ہم لوگ گھبرا گئے اور
فکثنا ایاماً ثم سمعنا صوتاً یقول	خوف زدہ ہوگئے، پھر کچھ دن ہی گزرے تھے کہا ایک روز پھر ہم نے اس طرح کی آواز سنی جو یہ کہہ رہی تھی۔
یا طارق یا طارق...... بعث النبی الصادق	"اے طارق، اے طارق۔ وہ سچا نبی ظاہر ہوگیا، جو
بوحی ناطق	صاف صاف سلسلہ وحی ساتھ لایا ہے۔

(الف) امام نبہانی نے اس بت کا نام شمام لکھا ہے۔

صـدع صـدقة...... بـارض تهـامة
لـناصـرية السلامة...... و الخادلية الندامة

ارض تہامہ میں اچانک، زبردست ہلچل پیدا ہوگئی ہے، لیکن اس نبی صادق کے حامیوں اور اس کے مددگاروں کے حق میں سلامتی اور امن ہے اور اس کے جھٹلانے، عیب لگانے والوں کے نصیب میں سوائے ندامت اور رسوائی کے کچھ نہیں ہے۔

هـذا الـوداع مـنـي الیٰ یوم القیـامة
فـوقـع الـصـنـم لـوجـهـه...... قـال زمـل

بس اب میں تم سے قیامت تک کے لیے رخصت ہوا جاتا ہوں۔ اے طاق الواداع"
اس کے ساتھ ہی وہ بت منہ کے بل زمین پر گر پڑا۔ زمل کہتے ہیں کہ میں نے اس واقعے کے فوراً بعد ایک اونٹنی خریدی اور اس پر سوار ہوکر اپنی قوم کے کچھ دیگر لوگوں کے ہمراہ آنحضرتؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اور مشرف بہ اسلام ہوگیا۔

فـاتـبـعـت اشتریت راحلة و رحلـت
حتی اتیت النبیؐ مع نفر من قومی (۷۵)

بت کی بشارت بزبان نعت (خثعمی کا قبول اسلام):

اسماعیل بن زیاد بطریق ابن جریج حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ وہ بنوخثعم کے ایک شخص کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ بنوخثعم حلال کو حلال جانتے تھے نہ حرام کو حرام۔ وہ بتوں کی پوجا کرتے تھے، ایک رات ہم آپس میں ایک فیصلے کے سلسلے میں ایک بت کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ بت کے اندر سے کسی کی آواز آئی۔

یا ایها الرکب ذوو الاحکام	ترجمہ: اے فیصلہ کرنے والے لوگو!
ماانتم وطائشو الاحلام	تم کس قدر کم عقل ہو
ومسند و الحکم الی الاصنام	کہ بتوں کی طرف حکم کی نسبت کرتے ہو
اماترون ما اریٰ امامی	کیا تم نہیں دیکھ رہے جو میرے سامنے ہے
من ساطع یجلو دجی الظلام	ایک ایسی روشنی جو ظلمتوں کو کافور کرنے والی ہے
هذا نبی سید الانام	یہ نبی ہیں جو ساری مخلوق کے سردار ہیں
من هاشم فی ذروه السنام	آل ہاشم کے عالی مرتبت پیغمبر
یصدع بالحق و باالاسلام	راہ حق اور اسلام کو کھول کر بیان کرنے والے
اعدل ذی حکم من الاحکام	تمام احکام میں سب سے زیادہ عاقل
مستعلن بالبلداالحرام	بلد حرام میں اعلان حق کرنے والے
قدطهر الناس من الآثام	لوگوں کو بت پرستی سے پاک کرنے والے
جاء یهدم الکفر بالاسلام(۷۶)	جو لوگ اسلام لے آئے ہیں تا کہ اسلام کے ذریعے بنائے کفر کو منہدم کردیں۔

خثعمی شخص کا کہنا ہے کہ اس آواز سے ہم خوف زدہ ہو گئے، بعدازاں میں مکہ شریف کے لیے روانہ ہو گیا اور نبی اکرمؐ پر ایمان لے آیا۔

صاحب سیرت حلبیہ علامہ علی بن برہان الدین الحلبی نے با اسناد واقدی اس واقعہ کو بروایت حضرت ابوہریرہؓ نقل کیا ہے اور ہاتف کے کہے گئے پانچ مصرعے (با الفاظ تغیر) درج کیے ہیں۔ آپ نے حضرت ابوہریرہؓ کا یہ قول بھی نقل کیا ہے۔

قال ابوهريرةؓ فامسكوا ساعة حتىٰ حفظوا ذٰلک ثم تفرقوا فلم يمض بهم تالثهم حتىٰ فجاهم خبر رسول اللهؐ انه قد ظهر بمكة اى جاء هم ذلک بغتة فما اسلم الخثعميون حتىٰ استأخر اسلامهم وراء و اعبرا عند اصنا مهم.(۷۷)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ تھوڑی دیر تک وہ لوگ ان اشعار کو دہراتے رہے اور جب وہ ان کو یاد ہو گئے تو وہ لوگ وہاں سے اٹھ گئے۔ ابھی اس واقعے کو تین دن بھی نہیں گذرے تھے کہ اچانک انہیں خبر ملی کہ مکہ میں رسول اللہؐ ظاہر ہو گئے ہیں۔ یعنی اس سے پہلے وہاں کوئی آپؐ کے بارے میں نہیں جانتا تھا بلکہ اس واقعے کے دو دن کے بعد اچانک انہیں آپؐ کے ظہور کا حال معلوم ہوا، پھر بھی خثعمی قوم کے یہ لوگ فوراً مسلمان نہیں ہوئے بلکہ کافی دن کے بعد انہوں نے اسلام قبول کیا۔

ضمان بت کی بشارت...... حضرت عمرؓ کے لئے:

فقال عمرؓ انا لها وتعاهد معهم علىٰ ذلک

وفى رواية فقلت يا اباالحكم الضمان صحيح قال نعم فخرجت متقلد السيف متنكباً كنانتى اريد رسول اللهؐ فمررت على عجل وهم يريدون ذلجه فقمت انظر اليه فاذا صائح يصيح من جوف العجل:

يا آل ذريح...... امر نجيح

رجل يصيح...... بلسان فصيح

يدعوا الى شهادة

ان لا الهٰ الا الله

محمداً رسول الله

فقلت فى نفسى ان هذا الامرما يرادبه الاانا ثم مررت بصنم فاذا هاتف من جوفه يقول............

يـــا ايهـــا الـنـــاس ذوو الاجســـام	مـــاانتـم وطـــائـــش الاحـلام
ومسـنـدالـحـكم الى الاصـنـام	اصبـحـتـم كـراتـع الانـعـام
امـــاتـــرون مـــاارئ امـــامـــى	من سـاطـع يـجـلـو دجـىٰ الظلام
قـد لاح لـلـنـاظـريـن من تهـام	وقـدبـدالـنـاظـريـن الشـامـىّ
مـحـمـد ذوالبـــر والاكـــرام	اكـرمـه الـرحـمٰـن من امـام
قـدجـاء بـعـد الشـرك بـالاسـلام	يـامـر بـالـصـلاة والـصـيـام
والبـــر الـصـلات لـلارحـــام	ويـزجـر الـنـاس عـن الاوثـام
فبـــادر واسبـقـــاً الـــى الاســلام	بــلا فـتـور وبــلا احـجـــام

قال عمرؓ فقلت والله ماراه الاارادنی ثم مررت باالضمار فاذا هاتف من جوفه يقول......

اودى الـضـمـار و كـان يـعبده مرة	قـبـل الـكـتـاب وقبل بعث مـحـمـد
ان الـذى ورث الـنـبـوة والهـدى	بعد ابن مـريـم من قـريـش مهتدى
سيـقـول من عبـد الـضـمار و مثله	ليـت الـضـمـار ومثـلـه لـم يـعبد
ابشـر ابـا حـفـص بـديـن صـادق	يـهـدى اليـک وبـالـكتـاب الـمـرشـد
واصبـر ابـاحـفـص فـانک آمـر	يـاتيک عـزّ غيـر عـزّ بـنـى عـدى
لاتـعـجـلـن فـانـت نـاصـر ديـنـه	حـقـا يقينـاً بـالـلسان و بـاليد (۷۸)

ضمار بت کی شہادت بزبان نعت......عباس ابن مرداس کا قبول اسلام:

عباس بن مرداس نے اپنے اندر قبول اسلام کی تحریک پیدا کرنے والے ابتدائی واقعہ کا تذکرہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

کـان فـى لـقـاح له نصف النهار اذطلع عليه راكب على نعامة بيضاء و عليه ثياب بيض فقال له يا عباس:

ترجمہ: ایک روز دو پہر کے وقت وہ (عباس بن مرداس) اپنے اونٹوں کے گلے کے ساتھ تھے کہ اچانک انہیں ایک سوار نظر آیا جو ایک سفید رنگ کی اونٹنی پر سوار تھا اور سفید ہی لباس پہنے ہوئے تھا۔ اس سوار نے عباس سے کہا۔

الم تـرا ان السماء قد تعب احرا سها — ترجمہ: اے عباس! کیا تم نہیں دیکھتے کہ آسمان اپنی

و ان الحـرب قـد حـرقـت انفاسهـا — حفاظت سے رک گیا ہے۔خون ریزی نے خود اپنے آپ

و انـا الـخيـل و ضعـت احـلا سهـا — کو پھونک ڈالا ہے۔اور گھوڑوں نے اپنے کھر توڑ ڈالے۔

و ان الـذى نـزل عـليـه البـر والتقوىٰ — وہ ہستیؐ جس پر نیکی اور پرہیزگاری اتری ہے قصویٰ اونٹنی کا

صـاحـب الـنـاقـه الـقـصـوا — مالک ہے)(۱)

فـقـال عباس فراعنى ذلک فجئت وثنالنا، يقال له الضمار كنا نعبده ونكلمه من جوفه فكنست ماحوله ثم تمسحت به فاذا صائح يصبح من جوفه.

عباس کہتے ہیں کہ میں یہ بات سن کر کچھ ڈر سا گیا اور وراً اپنے بت کے پاس آیا، جس کا نام ضمار تھا۔ ہم اس بت کی عبادت کیا کرتے تھے۔ میں اس بت کے گرد گھوما۔ پھر میں نے برکت کے لیے اس کے پیٹ پر ہاتھ پھیرا ہی تھا کہ اچانک اس کے پیٹ سے ایک پکارنے والے کی آواز آئی جو یہ کہہ رہا تھا۔

قـل لـلقبـائـل مـن قـريـش كـلهـا — هـلک الـضـمـار وفـاز اهـل مـسـجد

هـلک الـضـمـار و كـان بعد مدة — قـبـل الـصـلاة على النبى مـحـمـد

ان الـذى ورث الـنـبـوة والهـدىٰ — بـعـد ابـن مـريـم من قـريـش مهتد

''قریش کے تمام قبیلوں کو بتادو کہ ضمار مرچکا اور مساجد کو آباد کرنے والے زندہ ہو گئے۔''
''ضمار بت ہلاک ہو گیا جو حضورؐ پر درود بھیجے جانے سے قبل ایک مدت تک پوجا جاتا رہا تھا۔''
''وہ محمدؐ جو عیسیٰؑ ابن مریم کے بعد قریش میں سے نبوت ورشد وہدایت کے وارث بن کر آئے ہیں۔''

قال عباس فـخـرجت مع قومى بنى حارثة الىٰ رسول اللهؐ، بالمدينة فدخلت المسجد فـلـمـا رآنـى رسـول اللهؐ، تبسم وقال يا عباس كيف اسلامک فقصصت، عليه القصة فقال صدقت واسلمت انا وقومى. (۷۹)

عباس ابن مرداس کہتے ہیں کہ (یہ آواز سننے کے بعد) میں اپنی قوم بنی حارثہ کے لوگوں کے ساتھ حضورؐ کی خدمت میں پہنچنے کے لیے مدینہ کو روانہ ہوگیا۔ جب میں مسجد نبوی میں داخل ہوا اور حضورؐ نے مجھے دیکھا تو آپ مسکرائے اور فرمایا۔

''اے عباس! تم اسلام کی طرف کیسے جھکے؟'' تو میں نے آپ کو پورا واقعہ سنایا (جو میرے ساتھ پیش آیا) تو آپؐ نے فرمایا کہ تو نے سچ کہا۔ اس کے بعد میں اپنی قوم کے لوگوں کے ہمراہ حلقہ بگوش اسلام ہوگیا۔

ابونعیم، ابن جریر، ابن ذکریا اور ابن الطراح نے ''کتاب الشعراء'' میں اپنی اسناد کے ساتھ عباس بن

(۱) اس سے مراد حضور نبی کریمؐ ہیں۔

مرداس سے اس واقعہ کی روایت کی ہے۔ علامہ سیوطی نے تین اسناد کے ساتھ اس واقعہ کا ذکر کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔

قال فکتمته الناس فلم احدث به احداً فلما رجع الناس من غزوۃ الاحزاب فبینا انافی ابلی بطرف العتیق من ذات عرق سمت صوتاً شدیداً فرفعت رأسی فاذا برجل علیٰ جنحی نعامة وھو یقول:

ترجمہ: (عباس نے کہا) میں نے اس بات کو لوگوں سے چھپایا اور اس کا چرچا نہ کیا، حتیٰ کہ جب لوگ (علم برداران اسلام) غزوۂ احزاب سے واپس آ رہے تھے اور ہم وادی عقیق میں ذات عرق میں تھے، تو میں نے ایک زوردار آواز سنی جب دیکھا تو ایک شخص شتر مرغ پر کھڑا ہوا نظر آیا۔ وہ یہ کہہ رہا تھا۔

"النور الذی وقع یوم الاثنین ولیله الثلاثا مع صاحب الناقة الغضباء فی دیار نبی فی العنقاء" فاجابه هاتف عن شماله لا ابصره فقال......

(پھر اس آواز کا جواب میرے بائیں جانب سے کسی غیبی آواز نے یوں دیا۔

بشر الجن وابلاسها ان وضعت اعطی احلاسها

وبنیت السماء احراسها

قال فوثبت مذعوراً و علمت ان محمداً مرسل.(۸۰)

عباس (بن مرداس) کہتے ہیں کہ میں خائف ہو گیا اور مجھے یقین آ گیا کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔

نعت و بشارت مصطفےٰ بزبان نعت صنم:

ماحکاہ وائل بن حجر الحضرمی ویکنی اباهنیدۃ کان قیلا من اقیال حضر موت و کان ابوه من ملوکهم قال وفدت علی رسول اللہؐ وقد بشر اصحابه بقدومی فقال یاتیکم وائل بن حجر من ارض بعیدۃ من حضر موت راغباً فی اللہ عزوجل و فی رسول و هو بقیة ابناء الملوک" قال وائلی فما لقینی احد من الصحابة الا قال بشرنا بک رسول اللہؐ قبل قدومک بثلاث" فلما دخلت علی رسول اللہؐ رحب بی و ادنانی من نفسه و قرب مجلسی و بسط لی رداء ہ فاجلسنی علیه وقال "اللّٰهم بارک فی وائل بن حجر و ولده وولده ولده." ثم صعد المنبر واقاضی بین یدیه ثم قال "ایها الناس هذا وائل بن حجراتاکم من ارض بعیدۃ من حضر موت راغباً فی الاسلام" فقلت یا رسول اللہ "بلغنی ظهورک وانا فی ملک عظیم فمن اللہ علیّ ان رفضت ذلک کله وآثرت دین اللہ" قال "صدقت" اللّٰهم

بارک فی وائل بن حجر وولده وولده وولده" (قال) وسبب وفودی علی رسول اللهؐ انه کانه لی صنم من العقیق فبینا انانائم فی الظهیرة اذا سمعت صوتاً منکراً من المخدع الذی به الصنم فاتیت الصنم و سجدت بین یدیه و اذا قائل یقول......

واعجبا لوائل بن حجر یخال یدری وهولیس یدری

ماذا یرجی من لمخیتٍ صخر لیس بذی نفع ولا ضرٍ

لوکان ذاحجر اطاع امر

قال فقلت اسمعت ایها للهاتف الناصح فاذا تامرنی فقال......

ارحل الیٰ یثرب ذات النخل تدین دین الصائم المصلی

محمد النبی خیر الرسل

ثم خر الصنم لوجهه فاندقت عنقه فقمت الیه فجعلته رفاتاثم سرت مسرعاًحتی اتیت المدینة فد خلت المسجد. (۸۱)

ترجمہ: اسی طرح وائل ابن حجر حضرمی نے بیان کیا ہے کہ ان کا لقب ابوہبیدہ تھا۔ یہ حضرموت کے رئیسوں میں سے ایک تھے اور ان کا باپ وہاں کے بادشاہوں میں سے تھا۔ غرض وائل کہتے ہیں کہ جب میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے میرے آنے سے پہلے ہی اپنے صحابہ کو میری آمد کی خبر دیدی تھی اور فرمایا تھا۔

''تمہارے پاس وائل ابن حجر حضرموت کی دور دراز سرزمین سے آ رہا ہے۔ اسے اللہ عزوجل اور اس کے رسول کی محبت لے کر آ رہی ہے اور وہ وہاں کے بادشاہوں کی نشانی ہے۔''

وائل کہتے ہیں کہ صحابہ میں سے جو بھی مجھے ملا اس نے مجھ سے کہا۔

''تمہاری آمد سے بھی تین دن پہلے رسول اللہ ﷺ ہمیں تمہارے آنے کی خبر دے چکے تھے۔''

غرض جب میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے مرحبا کہہ کر میرا استقبال کیا اور مجھے اپنے قریب بلایا، آپ نے مجھے اپنے برابر بٹھایا اور میرے لیے اپنی چادر بچھا کر مجھے اس پر بٹھایا پھر آپ نے مجھے یہ دعا دی۔

''اے اللہ! وائل ابن حجر اور اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد میں برکت عطا فرما۔''

اس کے بعد آپ منبر پر چڑھے اور مجھے اپنے ساتھ کھڑا کر لیا۔ پھر آپ نے فرمایا۔

''لوگو! یہ وائل ابن حجر ہیں جو حضرموت جیسی دور دراز سرزمین سے اسلام کی محبت کی خاطر آئے ہیں۔''

میں نے عرض کیا۔

''یا رسول اللہ! مجھے آپ کے ظہور کی خبر ملی تو اس وقت میں ایک بڑی حکومت کا مالک تھا، مگر پھر یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور رحمت تھی کہ میں نے اس سب عیش و آرام کو ٹھکرا دیا اور اللہ تعالیٰ کے دین کو پسند کر لیا۔'' آپ نے فرمایا۔ ''تو نے ٹھیک کہا۔ اے اللہ! وائل ابن حجر، اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد میں برکت عطا فرما۔''

غرض یہ وائل ابن حجرؓ کہتے ہیں کہ میرے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کا سبب یہ ہوا کہ میرے پاس ایک بت تھا جو یاقوت کا بنا ہوا تھا۔ ایک روز جب میں سو رہا تھا مجھے اچانک ایک آواز آئی جو اس کمرے سے آ رہی تھی جہاں وہ بت رکھا ہوا تھا۔ فوراً گھبرا کر بت کے پاس آیا اور اس کو سجدہ کیا۔ اسی وقت کسی کہنے والے کی آواز آئی جو یہ کہہ رہا تھا۔

”تعجب ہے وائل ابن حجر پر جو اپنے بارے میں یہ سمجھتا ہے کہ وہ سب کچھ جانتا ہے حالانکہ وہ بے خبر ہے اور کچھ بھی نہیں جانتا۔

یہ کیا توقع رکھتا ہے ان پتھر کے تراشے ہوئے بتوں سے جن سے نہ کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے اور نہ نقصان۔ کاش یہ بت پرست میری بات مانتا۔

یہ سن کر میں نے کہا۔ نصیحت کرنے والے۔ میں نے تمہاری آواز سن لی۔ اب تم مجھے کیا حکم دیتے ہو۔“ اس نے کہا۔

تو یثرب کے نخلستانوں (کھجوروں والی سرزمین) کی طرف جا اور اس نبی کا دین اختیار کر ”جو روزے رکھنے والا اور نمازیں پڑھنے والا ہے۔ یعنی نبی کریم محمد ﷺ جو سب پیغمبروں میں بہترین اور افضل ہیں۔“

اس کے ساتھ ہی وہ بت منہ کے بل زمین پر گر پڑا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی۔ پھر خود میں نے آگے بڑھ کر اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اس کے بعد میں بڑی تیزی کے ساتھ وہاں سے روانہ ہو کر مدینہ منورہ پہنچا اور مسجد نبوی میں داخل ہوا۔

جوف صنم سے بشارتِ مصطفیٰ بزبان نعت (راشد بن عبدربہ السلمی کے لئے):

ابونعیم از طریق حکیم بن عطاء سلمی، راشد بن عبدربہ سے نقل کرتے ہیں کہ معلات میں جو بت نصب تھا، اسے سواع کہا جاتا تھا۔ بنوظفر نے مجھے نیاز دے کر اس بت کے پاس بھیجا تو میں فجر کے وقت سواع سے قبل ایک اور بت کے پاس پہنچا۔ اچانک کسی چلانے والے کی آواز اس بت کے اندر سے آئی، جو یہ کہہ رہا تھا۔

العجب كل العجب	ترجمہ: انتہائی حیرانی کی بات ہے۔
من خروج النبي	ایک نبی ذی محتشم کا ظہور ہو چکا ہے
من بني عبد المطلب	بنی عبدالمطلب میں
يحرم الزنا والربا	وہ زنا و سود کو
والذبح للاصنام	اور بتوں کے ذبیحے کو حرام ٹھہراتا ہے
وحرست السماء	اور آسمان کی حفاظت اور پہرے داری شروع ہوگئی ہے۔
ورضينا بالشهب (ا)	اور ہم پر تارے توڑے جاتے ہیں۔

پھر ایک اور بت کے اندر سے یہ ہاتف سنائی دی۔

آخر ترک الضمار و کان بعيد و خرج احمد ﷺ نبی يصلى الصلوٰة و يامر بالزكاة، و الصيام والبر والصلة للارحام. (ب)

ترجمہ: ”ضمار بت کی پوجا (عبادت) ختم ہو چکی ہے۔ احمدؐ نبی کا ظہور ہو چکا ہے، جو خود نماز پڑھتا ہے اور دوسروں کو زکوٰۃ، روزے، نیکی اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے۔

(ا) علامہ سیوطی نے یہ اشعار براویت سعید بن عمرو الہذلی کے والد سے، بحوالہ ابن سعد و ابونعیم نقل کیا ہے۔ (الخصائص الکبریٰ، الجزء الاول، ص ۱۸۱)

(ب) علامہ سیوطی نے یہ شعر خویلد الضمیری کی روایت سے نقل کیا ہے۔ (الخصائص الکبریٰ۔ الجزء الاول، ص ۱۷۹) علامہ مبہانی نے یہ شعر جابر بن مطعم کے حوالے سے لکھا ہے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین۔ ص ۱۴۷)

اوراس کے بعد ایک اور بت سے یہ آواز آئی۔

ان الـذی ورث الـنبـوة والهدٰی بعد ابن مـریـم من قریـش مهتد (ا)

ترجمہ: (بے شک عیسیٰ بن مریم کے بعد قریش میں سے ایک عظیم الشان نبی نبوت وہدایت سے سرفراز ہو چکا ہے)

نبـی یـخبـر بـمـا سبـق ومـا یـکـون فـی غـد (ب) (۸۲)

ترجمہ: (جو ماضی، حال اور مستقبل کی صحیح صحیح غیبی خبریں لے کر آیا ہے)

''یہ واقعہ راشد کو ہجرت مدینہ کے بعد پیش آیا، تو آپ رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا اور حضور اکرمؐ کے دست اقدس پر بیعت کی۔ پھر راشد نے رہاط میں زمین کا قطعہ طلب کیا جو حضورؐ نے انہیں عطا فرمایا اور ایک مشکیزہ پانی کا بھرا ہوا عنایت فرمایا اور اس میں آپؐ نے اپنا لعاب دہن ڈالا اور ان سے فرمایا، اس پانی کو، اس قطعہ زمین کے بالائی حصے میں بہادینا اور اس کے بقیہ پانی سے لوگوں کو منع نہ کرنا، تو انہوں نے جا کر ایسا ہی کیا اور وہ پانی وافر طور پر آج تک جاری و باقی ہے اور اس قطعۂ زمین پر انہوں نے کھجور کے درخت لگائے۔ لوگ کہتے ہیں کہ رہاط کی ساری آبادی اس چشمے سے پانی پیتی ہے اور لوگ اسے ''ماء الرسول'' (رسول کریمؐ کا عطا کردہ پانی) کے نام سے پکارتے ہیں اور رہاط کے لوگ اس پانی سے غسل کرتے اور شفایاب ہوتے ہیں۔'' (۸۳)

یغوث بت کی نعت...... عوام بن جہیل کے لئے:

عوام بن جہیل المساعی الہمدانی کا تعلق قبیلہ بنو ہمدان سے تھا۔ آپ یغوث نامی بت کے مجاور تھے۔ ایک رات وہ بتوں کے ساتھ ان کے کمرے میں سو رہے تھے۔ موسم بڑا خوشگوار تھا۔ تیز ہوا چل رہی تھی، آسمان پر بجلی چمک رہی تھی اور بادل گرج رہے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ رات گئے میں نے سنا کہ بت کے اندر سے یہ آواز آ رہی تھی، جب کہ اس سے پہلے ہم نے کوئی آواز نہ سنی تھی، لیکن جب میں نے یہ رجز سنا تو میرا دل بتوں کی طرف سے خراب ہو گیا۔

(ا) اس شعر کو ابن ہشام نے اپنی سیرۃ نبویہ، ص ۵۵۶،۵۵۶۔ علامہ حلبی نے سیرۃ حلبیہ، الجزء الاول، ص ۲۰۰، ۲۰۱۔ علامہ نبہانی نے حجۃ اللہ علی العالمین۔ ص ۱۴۴۔۱۴۵۔ ابن سید الناس نے عیون الاثر، الجزء الاول، ص ۱۵۷ اور علامہ ابن کثیر الدمشقی نے البدایۃ والنھایۃ، الجزء الاول، ص ۲۶۲ میں عباس بن مرداس کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

(ب) یہ شعر حجۃ اللہ علی العالمین کے اردو ترجمہ میں یوں درج ہے۔

نبی اتی یخبر بما سبق. ویما یکون الیوم حقاً او غد (مترجم پروفیسر محمد اعجاز جنجوعہ، ص ۳۷۰)

یا ابن جُهیل — ترجمہ: اے ابن جہیل

حلّ با الاصنام الویل — اب بتوں کی خرابی آئی ہے

ھذا نور سطع من الارض الحرام — دیکھو اسرزمین مقدس سے یہ نور چمکا ہے

فودّع یغوث السلام — اب تم یغوث (بت) کو اچھی طرح (مکمل) چھوڑ دو۔

آپ کہتے ہیں کہ یہ آواز سن کر مجھے بتوں سے نفرت ہوگئی، لیکن میں نے اس بات کو اپنی قوم سے چھپائے رکھا، پھر ایک ہاتف سے یہ آواز آئی اور اس نے یہ رجز پڑھا۔

ھل تسمعنّ القول یا عوّام — ام قد صمت عن مدی الکلام

قد کشفت دیاجر الظلاّم — واصفق الناس علی الاسلام

ترجمہ: (۱) اے عوام سنتے ہو یا بہت باتیں سنتے سنتے تم بہرے ہوگئے ہو۔
(۲) تمام تاریکیاں دور ہوگئیں اور لوگوں نے اسلام کے لیے بیعت کرلی۔
ان اشعار کے جواب میں، میں نے یہ رجز کہا۔

یا ایھا الھاتف بالنوام — لست بذی و قر عن الکلام

فبیّن عن سنۃ الاسلام

ترجمہ: (۱) اے سوتوں کو جگانے والے! تو بات کرنے سے عاجز نہیں ہے، پس تو مجھے اسلام کا طریقہ بتا دے۔

جہیل کہتے ہیں کہ میں اس سے پہلے اسلام سے ناواقف تھا، مجھے اس ہاتف کے ذریعے اس دین متین کے بارے میں پتا چلا۔ اس نے میرے رجز کے جواب میں یہ نعتیہ رجز پڑھا۔

ارحل علی اسم اللہ و التوفیق — رحلۃ لاوان ولا مشیق

الی فریق خیر مافریق — الی النبی الصادق المصدوق (۸۴)

ترجمہ: خدا کا نام لے کر اور اس کی توفیق کے ساتھ سفر کر، ایسا سفر جن میں کچھ تکلیف و مشقت نہ ہوگی۔ تو اس فریق کے پاس جا، جو نبی صادق اور نبی مصدوق ہے۔

آپ کہتے ہیں کہ میں پھر اپنے قبیلہ بنو ہمدان کے ایک وفد کے ہمراہ بارگاہِ رسالتؐ میں حاضر ہوا اور یہ تمام ماجرہ آپؐ کے گوش گزار کیا۔ پھر میں نے اسلام قبول کیا اور حضورؐ نے مجھے بتوں کو توڑنے کا حکم دیا، پھر میں اپنے وطن یمن کو لوٹ آیا۔ یہ اللہ کی طرف سے میرے دل کے لیے اسلام کے واسطے ایک امتحان تھا۔

بت کی نعت:

علامہ خرائطی ہواتف میں اور ابن عساکر حضرت عروہ سے روایت کرتے ہیں کہ قریش کا ایک گروہ جن میں ورقہ بن نوفل، زید بن فضیل، عبداللہ بن جحش اور عثمان ابن الحویرث شامل تھے۔ ایک بت کے پاس جمع

ہوتے تھے۔ ایک رات وہ اس بات کے پاس آئے تو انہوں نے دیکھا کہ وہ سر کے بل اوندھا پڑا ہوا ہے، انہیں بڑا تعجب ہوا۔ انہوں نے اسے اٹھا کر سیدھا کیا مگر وہ پھر گر گیا، اسے پھر اس کی اصلی حالت پر لایا گیا، لیکن وہ تیسری مرتبہ بھی دھڑام سے الٹ گیا، تو عثمان بن حویرث نے کہا۔ ضرور کوئی غیر معمولی واقعہ رونما ہوا ہے۔ یہ وہ رات تھی جس میں حضور نبی کریمؐ بزم آرائے گیتی ہوئے۔ پھر اس بت سے یہ آواز بلند ہوئی۔

تــردی لـمـولـود انـارت بـنـوره　　جميع فجاج الارض بالشرق و الغرب

وخـرّت لـه الاوثـان طرّا وارعدت　　قـلـوب مـلـوک الارض طرّامن الرّعب

ونـار جـمـيـع الفرس باخت و اظلمت　　وقـلـبـات شـاه الفرس فی اعظم الکرب

وصـدت عـن الـکـهـان بـالغيب جنها　　فـلا مـخـبـر فهـم بـحـق ولا کـذب

فيـا لـقـصـی ارجـعـوا عـن ضلالکم　　وهوالی الاسلام و المنزل الرحب (۸۵)

ترجمہ: (۱) بت ایک مولود کی وجہ سے برباد ہوگئے ہیں جس کے نور سے مشرق ومغرب میں زمین کے تمام راستے روشن ہوگئے۔

(۲) بت اس کے سامنے سرنگوں ہوگئے اور روئے زمین کے بادشاہوں کے دل اس کے رعب سے کانپ اٹھے۔

(۳) آتش فارس بجھ گئی اور تاریکی چھا گئی۔ اور شاہ فارس نے انتہائی کرب میں رات گزاری۔

(۴) اور کاہنوں کو جنوں کے ذریعے ملنے والی غیبی خبروں سے روک دیا گیا۔ اب انہیں نہ کوئی سچی خبر دینے والا ہے نہ جھوٹی۔

(۵) اے آل قصی! اپنی گمراہی سے باز آجاؤ اور اسلام کے دامن میں آجاؤ، اب کھلی فضا میں۔

☆......☆......☆

باب سوم:
فصل پنجم:

عربی زبان کا پہلا باقاعدہ نعتیہ قصیدہ

عہدِ اسلام ہو یا زمانہ ماقبل از اسلام، ہر دَور میں عربی شاعری میں قصائد و مراثی و ہجویات کو اولیت حاصل رہی ہے۔ ان اصنافِ سخن میں بعداز اسلام، عہدِ نبویؐ میں بڑی اور بنیادی تبدیلی یہ آئی کہ آپؐ نے ان کے لئے دائرۂ اخلاق اور ضابطۂ کلام مقرر فرمایا اور یہ اصناف، فحش گوئی اور ہرزہ سرائی کے گرداب سے نکل کر اخلاقیات و تہذیب کے شائستہ و شگفتہ، ستھرے و منزّہ منازل پر آ گئیں، پھر ان اصنافِ سخن میں، دیگر باتوں سے جدا، ایک خوب صورت اور حسین اضافہ ''نعتیہ شاعری'' کا ہوا۔ قصائد و مراثی و ہجو میں نعتیہ شاعری، نعت گوئی اور نعت نگاری کا اضافہ اصنافِ سخن میں ایک مثبت تبدیلی اور حیاتِ انسانی میں ایک انقلاب کی بنیاد بنا۔

نعتیہ قصائد، مراثی اور ہجو میں اشعارِ نعت کے اضافے سے ان اصناف کی ہیئتی تنوع میں اہم اور مفید اضافہ ہوا اور ان کی سخنی قدر و قیمت دُنیائے ادب میں بڑھ گئی۔ جو چیز کسی ایک طبقہ کے لئے قابل قبول یا قابل اعتراض تھی، اب وہ ہر طبقۂ فکر کے لئے قابل قدر اور قابل فخر ہوگئی۔ لوگ ان اصنافِ سخن میں طبع آزمائی کو باعث اعزاز و شرف گردانتے لگے۔ یہ محض آپؐ کی معجز نما ذات بابرکات کا معجزہ تھا کہ ہر شخص نعت، اشعارِ نعت، نعت گوئی اور نعت خوانی کا دیوانہ ہوگیا۔

یہ انقلابی تبدیلی، یہ بنیادِ انقلاب، حضور نبی کریمؐ سے عشق و محبت، الفت و جاں نثاری اور جاں سپاری کے سبب تھا۔ یہ وہی جذبہ ہے جسے جہاد کا نام دیا جاتا ہے اور جب تک کسی بھی شخص کے دل میں آپؐ کے عشق کی آتش فروزاں، شعلہ بار رہے گی، اس وقت تک دُنیا کی کوئی طاقت مسلمانوں کے دل سے جذبۂ جہاد کو ختم نہیں کرسکتی۔ عربی نعتیہ شاعری (عہدِ نبویؐ کی نعتیہ شاعری) کا بڑا حصہ میدانِ کارزار کا مرہون منت ہے۔ آپؐ کی شان میں بڑے بڑے نعتیہ قصائد اور نعتیہ اشعار میدانِ جہاد میں تخلیق ہوئے۔ ہجو میں نعت گوئی کی ابتدا میدانِ جہاد میں ہوئی اور کفار کی ہجو کے مقابل نعتیہ اشعار کہے گئے۔

عربوں میں شاعری کو جنگ کا نعم البدل سمجھا جاتا تھا اور ان کے ہاں شمشیر و نبل، تیر و تبر سے زیادہ شعری زخم کو کارگر جانا جاتا تھا۔ وہ توپ و تفنگ سے زیادہ اشعار سے گھائل کرنے کا فن اور خنجر سے زیادہ شدید گھاؤ لگانے کا ہنر جانتے تھے۔ موجودہ دَور میں بھی افواج کا حربی مورال بلند کرنے، جنگی صلاحیتوں اور قوتوں میں

اضافہ کرنے کے لئے، جنگی گیت، حربی نغموں اور ملی گانوں سے کام لیا جاتا ہے۔

نعتیہ ادب میں قصائد و مراثی اور ہجویات، عربی ادب کا ضخیم و لازوال سرمایہ ہیں۔ ان اصناف کو عہدِ نبویؐ میں جو عروج و جلا ملی، وہ ایک ایسا جوالا ہے جو کسی صورت سرد ہونے والا نہیں، بقول جمیل قادری

میں وہ سُنّی ہوں جمیل قادری مرنے کے بعد
میرا لاشہ بھی کہے گا الصلوٰۃ والسلام

گئے وقتوں میں سلاطین و شاہانِ وقت اور امراء و نوابین کے قصائد یقیناً بڑی شان سے رقم کئے گئے ہیں، لیکن جب سیّد السلاطین، ملک الملوک، رسول پاکؐ کے وجودِ مسعود کا ظہور ہوا، سلطان السلاطین کا ورودِ موعود ہوا تو تمام شاہانِ وقت کے قصائد و ابیات ایک طرف اور آپؐ کی شانِ اقدسؐ میں کہا گیا فقط ایک شعر، ایک مصرع، ان سب پر سوا ہو گیا۔

اہلِ تاریخ و سیر کا اس بات میں اختلاف ہے کہ آپؐ کی شانِ اقدس میں عربی زبان کا پہلا باقاعدہ قصیدہ کس نے تخلیق کیا؟ بعض لوگ اس طرف گئے ہیں کہ آپؐ کی شان میں پہلا قصیدہ، آپؐ کے چچا ابو طالب نے کہا تھا اور بعض نے اس کا خالق ورقہ بن نوفل کو قرار دیا ہے۔ ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی لکھتے ہیں:

''آنحضرتؐ کی مدح میں سب سے پہلے جس شخص نے زبان کھولی وہ آنحضرتؐ کے مربّی و محسن عم نامدار ابو طالب ہیں۔'' (۸۶)

ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی اپنے مقالۂ پی ایچ۔ ڈی میں لکھتے ہیں:

''کائنات میں سب سے پہلے آپ کے چچا ابو طالب نے آپ کی شان میں نعتیہ اشعار کہنے کا شرف حاصل کیا اور ایک طویل قصیدہ آپ کی تعریف میں لکھا'' (۸۶A)

ایک مقام پر ڈاکٹر ریاض مجید لکھتے ہیں:

''نعت میں پہلا اہم قصیدہ ورقہ بن نوفل (جو عیسائیت کے بہت بڑے عالم اور مذہباً عیسائی تھے) نے کہا۔'' (۸۷)

ارشاد شاکر اعوان قصیدۂ ورقہ بن نوفل کے لئے لکھتے ہیں:

''نعت شہ کونین میں پہلے باقاعدہ قصیدے کی حیثیت حاصل ہے۔'' (۸۸)

یہ تو ان حضرات کا نقطۂ نظر ہے، لیکن میں اس سے اتفاق نہیں کرتا۔ تاریخ اسلام میں، ولادتِ رسول کریمؐ کے بعد، آپؐ کی شان میں سب سے پہلا قصیدہ اور مُردوں میں کہی گئی اوّلین نعت، ایک موحد (اللہ کی وحدانیت پر یقین اور حضور نبی کریمؐ کی ذات بابرکت پر یقین کامل رکھنے والے، نے کہا تھا۔ اُنہوں نے ہی

آپ ؐ کا اسم گرامی تجویز کیا تھا اور آپ ؐ کی ولادت کے فوری بعد، آپ ؐ کو خانۂ خدا، بیت الحرام میں لے جا کر، بارگاہِ خداوندی میں پیش کر کے شکر الٰہی ادا کیا تھا اور آپ ؐ کی شانِ اقدس میں اشعارِ نعت پیش کئے تھے۔ صاحب بدایہ لکھتے ہیں۔ ''فقام عبدالمطلب یدعوا ویشکر اللہ عزوجل'' (۸۹) اور پھر حضرت عبدالمطلب نے یہ دعا کی۔

الحمدللہ الذی اعطانی	ھٰذا الغلام الطیب الاردان
قدساد فی المھد علی الغلمان	اعیذہ باللہ ذی الارکان
حتی یکون بلغۃ الفتیان	حتی اراہ بالغ البنیان
اعیذہ من کل ذی شنان	من حاسد مضطرب العنان
ذی ھمتہ لیس علی عینان	حتی اراہ رافع اللسان
انت الذی سمیت فی الفرقان	فی کتب ثابتتہ المثانی

احمد مکتوباً علی اللسان (۹۰)

یہ وہ اولین اشعارِ میلاد ہیں جو کسی شخص کی زبان سے پہلی بار ادا ہوئے۔ آپ ؐ کی ولادتِ مبارک کے بعد، آپ ؐ کی شانِ اقدس میں پہلی نعت کہنے کا شرف بھی آپ ؐ کے دادا حضرت عبدالمطلب کو حاصل ہوا اور آپ ہی کو یہ اولین اعزاز حاصل ہے کہ آپ نے اپنے پوتے کی شان میں پہلا قصیدہ تخلیق کیا، جسے عربی زبان اور عربی ادب، نعتیہ ادب اور اسلامی ادب کا پہلا باقاعدہ نعتیہ قصیدہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ یہ محض قصیدہ ہی نہیں بلکہ ابوطالب کے لئے حضورؐ کے حق میں وصیت نامہ بھی ہے۔

نعتیہ ادب اور عربی ادب کی تاریخ میں، عہدِ نبویؐ میں کہے گئے تین قصائد کو ''بنائے قصائد نعت'' کا درجہ حاصل ہے، جس میں اول تو آپ ؐ کے دادا کا قصیدہ ہے، دوسرا آپ ؐ کے چچا حضرت ابوطالب، اور تیسرا قصیدہ ورقہ بن نوفل کا ہے۔ اتفاق یہ ہے کہ یہ تینوں حضرات حضور نبی کریمؐ کے نہایت قریبی عزیز، ہمدرد و غم خوار و غم گسار اور معین و مددگار تھے۔

تاریخ اسلام میں یہ تینوں افراد اپنے اپنے نعتیہ قصائد کے باعث ایک نمایاں مقام رکھتے ہیں اور عربی ادب میں یہ ایک روشن دلیل کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ نعتیہ ادب اور نعتیہ قصائد میں کوئی ان کا ثانی نہیں، یہ خود ایک دوسرے کے اول، ثانی اور ثالث ہیں۔ ان حضرات کو آپ ؐ کا اولین قصیدہ نگار، قصیدہ گو اور قصیدہ خواں ہونے کا شرف حاصل ہے، اس حیثیت سے کہ جب آپ ؐ کے دادا عبدالمطلب نے آپ ؐ کا قصیدہ اپنے انتقال سے قبل کہا، تو اس وقت آپ ؐ کی عمر اطہر محض آٹھ سال تھی، جس میں آپ نے ابوطالب کو وصیت کی کہ:

''اے ابوطالب! میں اپنے بعد تمہیں اس موحد (محمدؐ) کے لئے وصیت کرتا ہوں، جس کی سر پرستی میں نے ایک ماں کی طرح کی، کیوں کہ اس کے ماں باپ اسے ایسی حالت میں تنہا چھوڑ گئے، جب کہ ابھی اس کی عمر کھیلنے کودنے کی تھی اور گہوارے میں سونے کی تھی۔'' عبدالمطلب نے آپ کو رشد و ہدایت کا دروازہ قرار دیتے ہوئے کہا۔

''میں اسے اپنے پاس رشد و ہدایت کا دروازہ سمجھتا ہوں، بلکہ ہدایت و رہنمائی کے لئے احمدؐ سے اُمیدیں وابستہ کی جائیں گی۔'' آپ کہتے ہیں۔ ''بے شک میرا بیٹا اہل نجد کا سردار ہے، وہ بہادر نوجوانوں پر غلبہ حاصل کرے گا۔'' آپ مزید کہتے ہیں۔ ''اس (محمدؐ) کی پیروی حرم کے سوا تمام کرۂ ارض (حل) کی کشادہ اور سنگلاخ زمین میں کی جائے گی اور ساکنان حرم اور اس کے گرداگرد کے لوگ بھی ایسا ہی کریں گے۔''

اب آیئے قصیدۂ ابوطالب کی طرف۔ ابوطالب نے اپنا پہلا قصیدہ ابوطالب کی وفات اور حضور کو اپنی سر پرستی میں لینے کے بعد، ملک شام کے سفر پر روانگی کے وقت کہا۔ اس وقت آپؐ کی عمر انور نو سال تھی اور آپؐ نے بھی اس سفر پر انہیں ساتھ لے جانے کی معصومانہ ضد کی، جسے آپؐ نے اپنے قصیدے میں یوں بیان کیا ہے۔

''جب فرزند آمنہؓ نے میری اونٹنی کی مہار پکڑ لی تو میرا دل اس کی محبت سے بھر آیا۔''

ابوطالب نے اسی مفہوم کو اپنے دوسرے اور پھر تیسرے قصیدے میں بھی دہرایا ہے اور بحیرا راہب کا واقعہ تفصیلاً پیش کیا ہے۔ آپ کے اس قصیدہ میں نعتیہ اشعار بھی ہیں۔

اب آیئے قصیدۂ ورقہ بن نوفل کی طرف۔ ورقہ بن نوفل نے اپنا پہلا قصیدہ بعد از وحی اول، رقم کیا۔ اس وقت آپؐ کی عمر شریف چالیس برس تھی۔ ورقہ کا قصیدہ اس لحاظ سے ضرور اول ہے کہ یہ کسی غیر مسلم کا کہا ہوا پہلا قصیدہ ہے۔ اس وقت آپ نصرانی عقیدے پر قائم تھے، جب کہ عبدالمطلب و ابوطالب موحد (دینِ ابراہیمؑ) کے پیروکار تھے۔ ایک روایت کے مطابق ورقہ یہودی ہو گئے تھے۔ اس لحاظ سے بالترتیب قصیدۂ اول و دوم اور سوم کا فیصلہ از خود ہو جاتا ہے۔

قصیدۂ عبدالمطلب:

عبدالمطلب کا کہا گیا قصیدہ شانِ رسالت کا شاہ کار اور عربی ادب میں نعتیہ قصائد کی بنیاد ہے۔ یہ ابوطالب کے لئے پند و نصائح پر مشتمل بہترین نمونہ اور مجموعہ ہے۔ تاریخ ادب عربی اور نعتیہ ادب میں کہا گیا پہلا قصیدہ، جو عہدِ نبویؐ میں آپؐ کی شان میں رقم ہوا اس کے چند شعر ملاحظہ ہوں ۔

اوصیک یا عبد مناف بعدی	بموحد بعد ابیہ فرد
فارقہ وھو ضجیع المھد	وکنت کالام لہ فی الوجد
تدنیہ من احشائھا و الکبد	حتی اذا خفت مدادا الوعد
اوصیت ارجی اھلنا للتوقد	بابن الذی غیبتہ فی اللحد
بالکرہ منی ثم لا بالعمد	فقال لی والقول ذو مرد
ما ابن اخی ماعشت فی معد	الا کادنی ولدی فی العود
عندی اری ذلک باب الرشد	بل احمد قد یرتجی للرشد
وکل امر فی الامور ود	قد علمت علام اھل العھد
ان ابنی سید اھل النجد	یعلو علی ذی البدن الاشد (۹۱)

ترجمہ: (۱) اے عبد مناف (ابوطالب) میں اپنے بعد اس موحد کے بارے میں تمہیں وصیت کرتا ہوں جو اپنے باپ کی وفات کے بعد اکیلا رہ گیا ہے۔ (۲) اس کا باپ اس حال میں اسے داغ مفارقت دے گیا کہ وہ ابھی گہوارے میں سونے والا تھا اور میں نے اس حالت میں اس کی سرپرستی کی کہ میں اس کے لئے بمنزلہ ماں کے تھا۔ (۳) جو اپنے جسم و جان سے زیادہ بچے کو عزیز رکھتی ہے، یہاں تک کہ میں اجل کے وعدہ کی سیاہی سے خائف اور بے بس ہوگیا۔ (۴) اور میں نے اس بارہ میں اپنے اہل بیت کو وصیت کی اس بیٹے کی وجہ سے جو مجھ سے قبل ہی قبر میں چھپ گیا ہے۔ (۵) میں نے ایسا عمداً نہیں کیا بلکہ مجبوری کی بناء پر کیا ہے۔ عبد مناف نے اس وصیت کو قبول کیا اور قول و قرار پختہ ہی ہوا کرتا ہے۔ (۶) اس نے کہا کہ جب تک میں زندہ ہوں میرے بھائی کے بیٹے کو کوئی اچک کر نہیں لے جاسکے گا بلکہ میں اس کے ساتھ بیٹے کی طرح محبت کروں گا۔ (۷) میں اسے اپنے پاس رشد و ہدایت کا دروازہ سمجھتا ہوں بلکہ ہدایت و رہنمائی حاصل کرنے کے لئے احمدؐ سے اُمیدیں وابستہ کی جائیں گی۔ (۸) عہد و پیمان کرنے والے جانتے ہیں کہ محبت تو سب اُمور میں سے بہترین ہے۔ (۹) بے شک میرا بیٹا اہل نجد کا سردار ہے وہ بہادر نوجوانوں پر غلبہ حاصل کرے گا۔

حضرت عبدالمطلب نے اپنے اس قصیدے میں ابوطالب سے، حضورؐ کی نگرانی، حفاظت اور سرپرستی کرنے کا اقرار لیا ہے۔ آپ نے اپنے بیٹے (حضرت عبداللہ) کا تذکرہ اس حوالے سے کیا ہے کہ آپ نے حضورؐ کی حفاظت کا اقرار اپنے تمام اہل خانہ، خصوصاً سارے بیٹوں سے لیا تھا۔ اس میں آپ نے ابوطالب کے اقرار کا بھی تذکرہ کیا ہے، گویا یہ قصیدہ ایک اقرار نامہ یا حلفی دستاویز ہے، جس کا محور و مرکز حضور نبی کریمؐ کی ذاتِ گرامی ہے۔ یہ قصیدہ اس بات کا بھی شاہد ہے کہ عبدالمطلب کو اس بات کا علم تھا کہ حضور نبی کریمؐ اللہ کے رسول ہیں اور آپ کو جن امور پر اللہ تعالیٰ نے مامور فرمایا تھا، عبدالمطلب اس سے واقف تھے، جب ہی تو اُنہوں نے اپنے دوسرے قصیدے میں فرمایا ہے۔

''یہ وہ شخص ہے جس کی اقتداء اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی کی طرح کی جائے گی۔''

ایک مقام پر آپ کہتے ہیں:

''اور جو بھی جزائے خیر کا طالب ہوگا، وہ اس (ﷺ) کی اقتداء سے سرتابی نہ کرے گا۔''

عبدالمطلب کے کہے گئے دوسرے قصیدہ کے چند اشعار ملاحظہ ہوں

اوصیتہ من کنیتہ بطالب	عبدمناف وھو ذوتجارب
بابن الذی قد غاب غیر ائب	بابن اخ والنسوہ الحبائب
بابن الحبیب اقرب الاقارب	فقال لی کشبہ المعاتب
لاتوصنی ان کنت بالمعاتب	بثابت الحق علی واجب
محمد ذوالعرب والذوائب	قلبی الیہ مقبل و ائب
فلست بالانس غیر الراغب	بان یحق اللہ قول الراھب
فیہ و ان یفضل ال غالب	انی سمعت اعجب العجائب
من کل حبر عالم و کاتب	ھذا الذی یقتاد کالجنائب
من حل بالا بطح والا خاشب	ایضاً ومن ثاب الی المثاوب

من ساکن للحرم او مجانب (۹۲)

(۱) میں نے اسے وصیت کی جس کی کنیت ابوطالب ہے اور وہ تجربہ کار عبدمناف ہے۔ (۲) یہ وصیت میں نے اس بیٹے کی وجہ سے کی جو قبر میں روپوش ہے اور واپس آنے والا نہیں ہے۔ ابوطالب کو یہ وصیت میں نے اس کے بھتیجے اور عزیز خواتین کے بارے میں کی ہے۔ (۳) یہ موصیٰ لہ محبوب کا بیٹا اور سب رشتہ داروں سے قریب ترین ہے۔ ابوطالب نے مجھے رضامندی سے کہا۔ (۴) اگر آپ مجھے ملامت کرنے والے نہیں ہیں تو آپ مجھے اس کے بارے میں وصیت نہ کریں جس کا حق مجھ پر ثابت اور واجب ہے۔ (۵) محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھلائیوں والا اور عزت و شرافت والا ہے۔ میرا دل اس کا استقبال کرنے والا اور بار بار اس کی طرف لوٹ کر آنے والا ہے۔ (۶) میں بنی نوع انسان کے ساتھ محبت نہ کرنے والا نہیں ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں راہب کے قول کو سچ کر دکھائے۔ (۷) اسے آلِ غالب پر فضیلت حاصل ہوگی میں نے عجیب وغریب باتیں سنی ہیں۔ (۸) یہ بشارتیں ہر نیکوکار عالم اور عقل مند سے سنی گئی ہیں کہ یہ وہ شخص ہے جس کی اقتداء اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی کی طرح کی جائے گی۔ (۹) اس کی پیروی حرم کے سوا تمام کرۂ ارض (حل) کی کشادہ اور سنگلاخ زمین میں کی جائے گی اور ساکنانِ حرم اور اس کے گرداگرد کے لوگ بھی ایسا ہی کریں گے۔ (۱۰) اور جو بھی جزائے خیر کا طالب ہوگا وہ اس کی اقتداء سے سرتابی نہ کرے گا۔

حضرت ابوطالب کا نعتیہ قصیدہ:

حضرت ابوطالب زبردست قصیدہ گو شاعر تھے۔ آپ نے حضورؐ کی شان میں جو نعتیہ قصائد رقم کئے، وہ

تاریخ ادب عربی ہی نہیں بلکہ تاریخ اسلام میں نعتیہ ادب کا بھی نقش ثانی ہے۔ (ا) حضورؐ کی ذات مقدسہ آپ کی شاعری کا مرکز و محور ہے۔ آپؐ کی ذات بابرکات پر، ابوطالب کا اندھا یقین، آپؐ کی ذات مطہرہ پر اعتماد و ایقان و ایمان کا مظہر ہے، گوکہ آپ نے اپنی زبان سے کلمۂ شہادت پڑھ کر، آپؐ کی رسالت کی گواہی تو نہ دی لیکن ایک موحد، راست گو اور پاک باز شخص کی حیثیت سے، آپ کا ایمان و ایقان، حضورؐ کی ذات کُل صفات پر کامل و اکمل تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپؐ کی شان میں، اُنہوں نے جو بھی شعر کہا، بحرِ عشق رسولؐ میں ڈوب کر، آپؐ کا جلوۂ پاکیزہ اپنی چشم و قلب میں سمو کر کہا۔ حضرات عبدالمطلب، ابوطالب اور ورقہ بن نوفل کے کہے گئے نعتیہ قصائد عربی ادب کا بے بہا خزانہ اور بیش بہا سرمایہ ہیں۔ یہی وہ تین قصائد نعت ہیں جو نعتیہ ادب میں قصیدہ گوئی کی بنیاد ہیں اور آج نعتیہ قصائد کی عمارت انہی تین قصیدوں کے ستونوں پر کھڑی ہے۔ یہ تینوں حضرات، گوکہ کلمہ گو نہ تھے لیکن صاحب ایمان و ایقان، اعتقادِ رسول کا مظہر اور آپؐ کی ذات باجمال پر اپنی جان نثار کرنے والے تھے۔ ان کے نعتیہ قصائد نے حضورؐ کو بہت حوصلہ، ہمت اور طاقت و قوت عطا کی اور آپؐ ان کے اشعار میں خود کو نہایت محفوظ و مامون سمجھتے تھے کہ ان کے اشعار کفار کے لئے شمشیر و تیر و تبر سے زیادہ گہرے گھاؤ لگانے والے اور آپؐ کی تصدیق و تائید کرنے والے، اور آپؐ کے مضبوط و مستحکم، معاون و معین تھے۔

ابوطالب نے اپنا پہلا قصیدہ اس وقت کہا، جب آپؐ کی عمر اطہر محض نو سال تھی (ب)۔ ابوطالب ابھی سفر شام کے لئے رخت سفر باندھ رہے تھے کہ آپؐ نے بھی ان کے ساتھ جانے کی خواہش پکڑلی اور یہ آپؐ کی معصومانہ بچپن ہی تھی جس نے ابوطالب کی زبان سے ایسا عظیم قصیدہ (ج) رقم کرایا جس کی نظیر دُنیا کا کوئی ادب اب تک پیش نہیں کرسکا ہے۔ اس قصیدہ میں ابوطالب نے سفر پر روانہ ہونے سے پہلے حضورؐ کی کیفیتِ ضد، ایک معصوم بھتیجے کی چچا سے لجاجت بھری درخواست، وصیت عبدالمطلب میں کہی گئی باتوں کا اعادہ، راہِ مشکلات کے حالات و واقعات، لوگوں سے ملاقات کا تذکرہ، بحیرۂ راہب کا احوال و پیش گوئی اور وہ تمام باتیں جو اس سفر میں اول و آخر پیش آئیں، نظم کردیں، ساتھ ہی جو اشعار نعت ان تمام باتوں کے ضمن میں یا پیش نظر آپ نے رقم کئے، وہ اپنی مثال آپ ہیں۔

یہ قصیدہ ان کے فی البدیہہ کہنے، ان کے زود گو ہونے اور ان کی خداداد صلاحیت کا اعلیٰ مظہر ہے۔ زبان و

(ا) نقش اول حضرت عبدالمطلب کا نعتیہ قصیدہ ہے۔
(ب) حضرت عبدالمطلب نے اپنا پہلا نعتیہ قصیدہ اپنے انتقال سے قبل اس وقت کہا تھا جب آپؐ کی عمر محض پانچ سال تھی۔
(ج) صاحب البدایہ لکھتے ہیں کہ ابن ہشام نے کہا کہ اکثر علماء نے اس قصیدہ کے اشعار سے انکار کیا ہے۔ قال ابن ھشام السیرۃ (180/1)، ھذا ما صح لی من ھذہ القصیدۃ و بعض اھل العلم بالشعر ینکر اکثرھا۔ (البدایۃ والنھایہ، الجزالاول، ص ۳۸۹)

بیان سے مرصع و مرقع اس نعتیہ قصیدہ میں ابوطالب نے جو نقشہ کھینچا ہے اور جو آنکھوں دیکھا منظر بیان کیا ہے، وہ تا قیامت ان کے عظمت کی دلیل بنا رہے گا اور حضورؐ پر ان کے ایمان کامل رکھنے کی شہادت دیتا رہے گا۔ آپ نے کلمہ نہ پڑھ کر، کلمہ گو سے بڑھ کر جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے، اس کی کوئی اور نظیر تاریخ اسلام میں نہیں ملتی۔ یہ بات واضح ہے کہ اگر اس وقت ذاتِ ابوطالب کا وجود نہ ہوتا تو دین اسلام کی اتنی تیزی و سرعت سے ترویج و اشاعت ممکن نہ تھی۔ دورِ ابتدائے اسلام میں ابوطالب ہی تن تنہا تھے جو کفار و مشرکین، اپنے ہی نہیں غیروں سے بھی مقابلہ کر رہے تھے اور اپنے بھتیجے کی حفاظت کے لئے آہنی دیوار بن گئے تھے۔ آپ کے اشعار نے ان کے ہوش و حواس ہرن کر دیئے تھے اور انہیں مثل تار پود مثل کے رکھ دیا تھا۔

تاریخ اسلام کا یہ قصیدۂ ثانیہ اس بات پر دلیل ہے کہ آپ نے اپنی نعتیہ شاعری کے ذریعے مخالفین کے لبوں پر مہر لگا دی۔ یہ ایک طویل قصیدہ ہے جو مختلف مراحل پر کہا گیا ہے۔ پہلا قصیدہ دالیہ، اس میں بیس اشعار، جب کہ دوسرا قصیدہ میمیہ، اس میں اٹھارہ اشعار ہیں۔ یہ نعتیہ قصائد عربی ادب کا شاہ کار ہیں۔ حضرت ابوطالب کی جاں نثاری و جاں سپاری، حضورؐ کی حفاظت کا بیڑہ اُٹھانے اور اپنے والد حضرت عبدالمطلب کی وصیت کے مطابق، اپنی ذمے داری کو نبھانے کی واضح دلیل اور بین ثبوت، ان کا یہ نعتیہ شعر ہے

واللہ لن یصلوا الیک بجمعھم	حتی اوسد فی التراب دفینا
فاصدع بامرک ما علیک غضاضۃ	وابشر بذاک وقرمنک عیونا (۱)
ودعوتن وزعمت انک ناصحی	ولقد صدقت وکنت ثم امینا
وعرضت دینا لامحالۃ انہ	من خیر ادیان البریۃ دینا (۹۴)

ترجمہ: (۱) خدا کی قسم! یہ مخالفین (کفار و مشرکین) اپنے جمعیت کو د جتھہ شرک کے باوجود (میری زندگی میں) تجھ تک نہیں پہنچ سکتے۔ (یہ آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے) یہاں تک کہ میں ہی مٹی میں دفن کر دیا جاؤں۔
(۲) اے نبی مکرمؐ! آپ اپنی بات نہایت زور و شور سے کہیے، کوئی آپ کو گزند نہیں پہنچا سکتا۔ آپؐ خوش رہیں اور (خوشیاں بانٹتے رہیں) اور آپ کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں (اور آپؐ میری آنکھیں بھی ٹھنڈی کرتے رہیں)۔
(۳) آپؐ نے مجھے (قبول اسلام کی دعوت دی ہے اور مجھے یقین ہے کہ آپ مخلص بھی ہیں، سچے بھی اور امانت دار بھی۔
(۴) اور آپؐ نے تو ایسا دین پیش کیا ہے، جس کے بارے میں مجھے یقین ہے کہ یہ کائنات کے تمام ادیان و مذاہب کے مابین سب سے اچھا، عمدہ اور بہترین دین ہے۔

حضرت ابوطالب کے دفاعی نعتیہ اشعار:

آپ نے یہ اشعار اس وقت کہے، جب قریش مکہ غصے اور اضطراب سے بھرے ہوئے نارحسد سے پیچ و

(۱) ص ۱۹۶ پر یہ شعر یوں درج ہے ''وابشر وقربذاک منک عیونا''۔

تاب کھاتے ہوئے خدمت ابوطالب میں پہنچے اور حرص وطمع و دھونس و رعب و دھمکی سے اعلان نبوت و پیغام الٰہی کو بزور طاقت روکنے کا عندیہ دیا اور قتل وقتال، مارنے مرنے کی باتیں کیں تو ابوطالب نے سارا واقعہ سرکاری رسالت مآبؐ کے گوش گزار کیا کہ اہل قریش یہ کہہ کر گئے ہیں، یہ تمام باتیں سن کر حضورؐ تو نہایت مطمئن رہے جب کہ ابوطالب نہایت متفکر، حیران و پریشان بھتیجے کا جواب سننے کو منتظر رہے۔ ابوطالب کے یہ الفاظ ''یا ابن اخی ان قومک جاءنی فقالوا لی کذا وکذا فابق علی وعلی نفسک ولا تحملنی من الامر مالا اطیق'' (۹۴) ''اے میرے بھائی کے بیٹے! میرے (بھتیجے) تمہاری قوم کے لوگ میرے پاس آئے تھے اور انہوں نے مجھے ایسا ایسا کہا، اس لئے اپنے اور میرے اوپر رحم کرو اور مجھ پر اتنا بوجھ نہ ڈالو جسے برداشت کرنے کی طاقت مجھ میں نہ ہو۔'' یہ الفاظِ ابوطالب آپؐ کے قلب وذہن پر نقش ہو کر رہ گئے اور آپؐ اس بات کی طرف گئے کہ شاید اب چچا بھی میرا ساتھ چھوڑ رہے ہیں اور میری مدد و مدافعت، دستگیری ومحافظت سے دست کشی اختیار کر رہے ہیں ''فظن رسول اللهؐ ان عمہ خاذلہ وانہ ضعیف عن نصرتہ'' (۹۵) بلاشبہ یہ ابوطالب کی ضعیفی کا زمانہ تھا لیکن ان کے عزائم جوان اور حوصلے بلند تھے، اس کے باوجود کہ پوری ملت شرک وقوم کفار ایک طرف اور ابوطالب تن تنہا دوسری جانب تھے۔

حضور نبی کریمؐ نے ابوطالب کو جواب کا منتظر پایا تو فرمایا۔

یاعم والله لو وضعوا الشمس فی یمینی والقمر فی یساری علی ان انزل عن هذا الا مر حتی یظهر الله تعالیٰ او اهلک فیه ماتر کته (۹۶)

ترجمہ: ''اے میرے چچا جان! خدا کی قسم، اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ میں سورج اور بائیں ہاتھ میں چاند رکھ کر بھی مجھ سے یہ کہیں کہ میں اس معاملے کو چھوڑ دوں اور تبلیغ دین سے باز آجاؤں، یہاں تک کہ خود رب ذوالجلال ہی اس کو ظاہر فرمادے، تو بھی میں ہرگز اسے نہیں چھوڑوں گا۔''

اتنا کہہ کر حضورؐ کی آواز بھرّا گئی اور آنکھیں بھر آئیں، آپؐ اُٹھ کر جانے لگے۔ بھتیجے کی چشم نم، چھلکتے آنسو دیکھ کر چچا کا دل بھر آیا۔ آواز دے کر چہیتے بھتیجے کو واپس بلایا اور کہا۔ (اے میرے بھائی کے بیٹے) ''اذھب یا ابن اخی فقل ما احببت واللہ لا اسلمک'' (۹۷) (جاؤ اے میرے بھائی کے بیٹے، جو تمہارا دل چاہے کہو، خدا کی قسم! میں تمہیں کسی بھی حال میں نہیں چھوڑ سکتا۔)

یہ ہمت وحوصلہ اور طاقتِ فیصلہ ابوطالب نے محض دو وجہ سے حاصل کی۔ اوّل بھتیجے کی ثابت قدمی، دوم بھتیجے سے شدید محبت۔ آپ نے اپنے والد حضرت عبدالمطلب سے ان کے پوتے، اپنے بھائی کے بیٹے اور اپنے بھتیجے کی مکمل حفاظت ونگرانی کا جو وعدہ کیا تھا، وہ بھی یاد آیا، لہٰذا اس پاس وایفائے عہد نے آپ کو ازسرنو جوان

کردیا کہ ایفائے عہد، آپ کی خاندانی روایت رہی ہے۔ اب آپ نے اپنی زندگی داؤ پر لگادی اور بہ بانگ دہل دفاعِ رسولؐ میں مذکورہ بالا اشعارِ نعت کہے۔

جب ابوطالب نے حضور نبی کریمؐ کی اولوالعزمی، جرأت و ہمت، استحکام و استقلال، عزم وشجاعت، جذبہ الٰہیت کو دیکھا تو آپ نے بھی دَم پکڑا اور کمر مضبوط کر کے بھتیجے کے ساتھ علی الاعلان میدان عمل میں آ گئے۔ اب یہ ایک اور ایک گیارہ ہو گئے، غالباً یہ محاورہ اسی لئے مشہور ہے کیوں کہ اب ابوطالب تن تنہا کفار کے دس پر نہیں، سو پر بھاری تھے۔ ابوطالب اسلام کے بنیادی محافظ، بنیادی شاعر اور حضورؐ کے بنیادی سپاہی ہیں۔ اس کا ثبوت ان کے قصائد ونعتیہ اشعار ہیں۔ آپ نے حضورؐ کے لئے دیگر افراد وقبائل سے مدد، استعانت اور تائید کی درخواست بھی کی۔ اس کام کے لئے آپ نے اپنی شاعری کو ذریعہ بنایا، جس میں حضور نبی کریمؐ کی خوب خوب نعت کریمہ بیان کی اور مدد واعانت کی سفارش کی۔ ابوطالب نے اپنے ایک قریبی رشتہ دار، جن کی کنیت ''ابواروی'' تھی، کو ایک نظم لکھی جس میں انہیں رسول کریمؐ کی مدد ونصرت پر حمایت کی ترغیب دی۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

اعلم ابا اروی بانک ماجد   من صلب شیبة فانصرن محمداً

للہ درک ان عرفت مکانہ   فی قومه ووهبت منک له یدا (۹۸)

ترجمہ: ''اے ''ابواروی'' یہ بات یاد رکھو کہ تم جناب شیبۃ الحمد ہی کے خاندان کی ایک معزز اور صاحب منزلت شخصیت ہو، تو تمہیں (حضرت) محمد مصطفیؐ کی ضرور مدد کرنی چاہئے۔

خدا تمہارا بھلا کرے! تم اس بات کا احساس کرو کہ قوم کے اندر نبی کریمؐ کی منزلت کتنی ہے (اور ان کی مدد و نصرت کتنی ضروری ہے، تو اگر تم ان کے ساتھ پورا تعاون کرو (تو یقیناً یہ ایک گراں قدر کام ہوگا)۔''

بعض لوگوں نے ابوطالب کے قصیدۂ لامیہ کو ان کا پہلا قصیدہ قرار دیا ہے۔ یہ بات کسی صورت درست نہیں، گو کہ یہ قصیدہ ایک سو دس اشعار پر مشتمل ہے لیکن اس میں محض چند اشعار ہی نعت رسولؐ کے پائے جاتے ہیں، باقی تمام اشعار حالات و واقعات پر مشتمل ہیں، لیکن اس قصیدہ کی شہرت اپنی جگہ بجا ہے کہ اس کا شمار بھی عہد نبویؐ کے بنیادی قصائد میں ہوتا ہے اور زبان و بیان کا یہ شاہ کار ابوطالب کی دین اسلام کے لئے کی گئی جدوجہد وکاوش کا گواہ ہے۔ قصیدہ کا ایک ایک لفظ خلوص وعقیدت میں ڈوبا ہوا نشتر ہے۔ غیرت وحمیت اور سوز والفت اس قصیدے کا جوہر اور ابوطالب کے جذبات قلبی کا مظہر ہے۔ اگر بنظر عمیق اور بچشم حمید دیکھا جائے تو یہ قصیدہ حقیقتاً عتاب لطیف اور عذر جمیل کا آئینہ دار ہے۔ اس کے آگے کفار کا واویلا، شور وشغف اور تعدی وظلم بے کار ہے۔ اس قصیدہ میں ابوطالب خود حضورؐ کے ساتھ مل کر دین حق کی تبلیغ وترجمانی کر رہے ہیں۔ ان تمام

باتوں کے باوجود اوّلیت اسی قصیدہ دالیہ کو حاصل ہے، جو ملک شام کی روانگی کے موقع پر کہا گیا۔ اس میں آپ علمائے یہود ونصاریٰ کی بشارات کا تذکرہ بھی کیا ہے۔

ملاحظہ ہوں، تاریخ ادب عربی اور نعتیہ ادب میں کہے گئے دوسرے اور ابوطالب کے قصیدہ اوّل کے چند اشعار ؎

ان ابن آمنة النبی محمدا ‏ عندی بمثل منازل الاولاد

لما تعلق بالزمام رحمته ‏ والعیس قد قلص بالا زواد

فارفض من عینی دمع ذارف ‏ مثل الجمان مفرق الفراد

راعیت فیه قرابة موصولة ‏ وحفظت فیه وصیة الا جداد

وامرته بالسیر بین عمومته ‏ بیض الوجوه مصالت انجاد

ساروا الا بعد طیة معلومه ‏ فلقد تباعد طیه المرتاد

حتی اذا ما القوم بصری عاینوا ‏ لاقوا علی شرک من المرصاد

جبرا فا خبرهم حدیثا صادقا ‏ عنه ورد معاشر الحساد

قوما یهودا قدرا ما قدرای ‏ ظل الغمام وعزذی الاکیاد

ساروا القتل محمد فنها هم ‏ عنه واجهد احسن الا جهاد

فثنیزبیرا بحیرا فانثنی ‏ فی القوم بعد تجادل و بعاد

ونهی دریسانا فانتهی عن قوله ‏ حبر یوافق امره برشاد (۹۹)

ترجمہ: (۱) بے شک آمنہ کے فرزند حضرت محمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے بمنزلہ اولاد کے ہیں۔ (۲) جب فرزند آمنہ نے میری اونٹنی کی مہار پکڑلی تو مارا دل اس کی محبت سے بھر آیا اور اس وقت سرخی مائل سفید اونٹوں کا قافلہ زادِ سفر لے کر کوچ کے لئے تیار کھڑا تھا۔ (۳) میری آنکھوں سے موتیوں کی طرح آنسو بہنے لگے جو افراد کے درمیان جدائی کے مواقع پر بہتے ہیں۔ (۴) میں نے اس کے بارے میں صلہ رحمی کی رعایت اور اپنے بڑوں کی وصیت کی پاسداری کی۔ (۵) میں نے اسے اپنے چچاؤں کے ہمراہ سفر کا حکم دیا جو سرخ چہروں والے اور چنے ہوئے بہادر ترین لوگ ہیں۔ (۶) وہ ایک دور دراز کے معلوم سفر پر روانہ ہوئے۔ راستہ اگرچہ جانا پہچانا ہے لیکن مسافت بہت طویل ہے۔ (۷) یہاں تک کہ وہ بصریٰ کے لوگوں کے پاس پہنچے وہاں راستے میں ایک جگہ ان کی ملاقات۔ (۸) ایک یہودی عالم سے ہوئی جس نے انہیں آنحضورؐ کے بارے میں سچی باتیں بتائیں اور حاسدوں کے ایک گروہ سے محفوظ رکھا۔ (۹) وہ یہودی تھے انہوں نے وہی علامتیں دیکھیں جو بحیرا نے دیکھی تھیں یعنی بادلوں کا سایہ اور مضبوط لوگوں کی قدر شناسی۔ (۱۰) یہود محمدؐ کے قتل کے درپے تھے لیکن بحیرا نے زبیر کو انہیں اس سے باز رکھا اور اس ضمن میں بہترین کوشش کی۔ بحیرا نے روکا وہ بحث وتکرار کرتا رہا اور بالآخر اپنی قوم سمیت اس نے یہ ناپاک ارادہ ترک کردیا۔ (۱۱) بحیرا نے دریس کو بھی منع کیا اور وہ بھی اپنی بات سے باز آ گیا۔ بحیرا ایک ایسا عالم تھا جس کا حکم رشد و ہدایت پر مبنی تھا۔

اس قصیدہ کے بارے میں علامہ ابن کثیر الدمشقی بحوالہ ابن ہشام لکھتے ہیں کہ اکثر علماء نے اس قصیدہ کے اشعار سے انکار کیا ہے۔ ''قال ابن ھشام الیسرۃ ۱/۲۸۰، ھذا ما صح لی من ھذہ القصیدہ وبعض اھل العلم بالشعر ینکرہ اکثرھا'' (۱۰۰)

ابوطالب نے اسی موضوع ومضمون سے متعلق ایک قصیدہ کہا تھا۔ اس قصیدہ ''میمیہ'' کے کچھ اشعار ملاحظہ ہوں ؎

الم ترنی من بعدھم ھمتہ ۔۔۔ بفرقۃ حر الوالدین کرام

باحمد لما ان شدت مطیتی ۔۔۔ برحلی وقد ودعتہ بسلام

بکی حزنا والعیس قد فصلت بنا ۔۔۔ واخذت بالکفین فضل زمام

ذکرت اباہ ثم رقرقت عبرۃ ۔۔۔ تجود من العینین ذات سجام

فقلت تروح راشدا فی عمومتہ ۔۔۔ مواسین فی الباساء غیر لئام

فرحنا مع العیر التی راح اھلھا ۔۔۔ شامی الھوی والاصل غیر شامی

فلما ھبطنا ارض بصری تشرفوا ۔۔۔ لنا فوق دور ینظرون جسام

فجاء بحیرا عند ذالک حاشدا ۔۔۔ لنا بشراب طیب و طعام

فقال اجمعوا اصحابکم لطعامنا ۔۔۔ فقلنا جمعنا القوم غیر غلام

یتیم، فقال ادعوہ ان طعامنا ۔۔۔ کثیر، علیہ الیوم غیر حرام

فلما راہ مقبلا نحو دارہ ۔۔۔ یوقیہ حر الشمس ظل غمام

حنا راسہ شبہ السجود و ضمہ ۔۔۔ الی نحرہ والصدر ای ضمام

واقبل رکب یطلبون الذی رای ۔۔۔ بحیرا من الاعلام وسط خیام

فثار الیھم خشیۃ العرامھم ۔۔۔ وکانوا ذوی دھی معاد عرام

دریسا و تماما وقد کان فیھم ۔۔۔ زبیرا وکل القوم غیر نیام

فجاؤوا وقد ھموا بقتل محمد ۔۔۔ فردھم عنہ بحسن خصام

بتاویلہ التوراۃ حتی تفرقوا ۔۔۔ وقال لھم ما انتم بطغمام

فذا لک من اعلامہ وبیانہ ۔۔۔ ولیس نھار واضح کظلام (۱۰۱)

ترجمہ: (۱) کیا تو نے نہیں دیکھا کہ میں نے شریف والدین کے برگزیدہ لڑکے سے جدائی کا قصد کیا ہوا تھا۔ (۲) یعنی احمدؐ سے جب میں نے اپنی سواری پر کجاوہ باندھا اور اسے سفر کے لئے تیار کیا میں نے سلامتی کے ساتھ احمدؐ کو الوداع کہا۔ (۳) وہ غم سے رو پڑا، اس حال میں کہ سرخی مائل سفید اونٹوں کا قافلہ روانہ ہوا اور دونوں ہتھیلیوں سے میری ناقہ کی مہار پکڑ لی

گئی۔(۴) مجھے اس کا باپ یاد آ گیا، میری آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے اور میں زار و قطار رونے لگا۔(۵) میں نے اس سے کہا: راحت و آرام کے ساتھ اپنے چچاؤں کے ساتھ چلو جو مصائب و آلام میں غم خواری کرنے والے ہیں اور ملامت زدہ نہیں ہیں۔(۶) ہم اس قافلے کے ساتھ نکلے جس نے اس حال میں کوچ کیا کہ قافلہ والے محبت و شفقت کو بدفالی خیال کرتے تھے حالانکہ درحقیقت بدشگونی کا کوئی وجود نہیں ہے۔(۷) جس وقت ہم نے سرزمین بصریٰ میں ڈیرا ڈالا تو ہماری وجہ سے قافلہ والوں کی عزت افزائی ہوئی اور وہ تناور معلوم ہوتے تھے۔(۸) اس وقت بحیرا (راہب) آیا اور اس نے ہمیں پاک مشروبات اور کھانے کی پیش کش کی۔(۹) اس نے کہا ہمارے کھانے میں اپنے سب ساتھیوں کو لے آؤ اور ہم نے کہا ہم سب موجود ہیں ماسوائے ایک لڑکے کے۔(۱۰) جو یتیم ہے اس نے کہا اس لڑکے کو بھی بلا لاؤ کیونکہ کھانا کافی مقدار میں ہے اور لڑکے کے لئے بھی حلال ہے۔(۱۱) جب بحیرا نے اپنے گھر کی طرف اس لڑکے کو اس حال میں آتے دیکھا کہ بادل کا سایہ دھوپ سے اس کا بچاؤ کئے ہوئے تھا۔(۱۲) اس نے اپنے سر کو احتراماً سجدہ کی طرح نیچے جھکا دیا اور آپ کو اپنے گلے اور سینے سے لگا لیا۔(۱۳) اور یہود کا ایک وفد بھی آ پہنچا جو ان ہی نشانات کے درپے تھے جن کو بحیرا نے خیموں کے درمیان دیکھا تھا۔(۱۴) ان کی بدخوئی کے ڈر سے بحیرا نے ان کو دوست بنایا۔ وہ چال باز اور کثیر التعداد تھے۔(۱۵) ان میں دریس، تمام اور زبیر تھے اور وہ سب کے سب ہوشیار اور غفلت نہ کرنے والے تھے۔(۱۶) وہ سب کے سب محمدؐ کو قتل کرنے کی غرض سے آئے لیکن بحیرا نے حسن تدبیر سے ان کو اس اقدام سے باز رکھا۔(۱۷) بحیرا نے انہیں توراۃ پڑھ کر نصیحت کی یہاں تک کہ وہ منتشر ہو گئے اور بحیرا نے انہیں کہا کہ تم نااہل اور کمینے لوگ نہیں ہو۔(۱۸) پس یہ اس کے نشانات اور علامات میں سے ہے اور روشن دن تاریکی کی طرح نہیں ہوتا۔

حضرت ابوطالب نے اس سفر کی باتوں کا اعادہ اپنے ایک اور قصیدہ یعنی تیسرے قصیدے میں بھی کیا ہے۔ یہ آپ کی زود گوئی اور موزوں طبیعت کی واضح اور مثبت دلیل ہے۔ آپ بات بنانے اور بات کو نباہنے کا ہنر خوب جانتے تھے۔ یہ بات آپ کے اس تیسرے قصیدے سے خوب ظاہر و قاہر ہے۔ ملاحظہ ہوں قصیدہ "دالیہ" کے چند اشعار ۔

بكى طربا لما راه محمد — كان لا يرانى راجعا لمعاد

فبت يجافيى تهلل دمعا — وقربته من مضجعي ووسادى

فقلت له قرب قعودل وارتحل — ولا تخش منى جفوة ببلادى

وخل زمام العيس وار تحلن بنا — على عزمة من امرنا و رشاد

ورح رائحا فى الراشدين مشيعا — لذى رحم فى القوم غير معاد

فرحنا مع العيرالتى راح ركبها — يومون من غورى ارض اياد(۱۰۲)

ترجمہ: (۱) محمدؐ یہ دیکھ کر غم کے باعث رو پڑا گویا کہ وہ یہاں واپس آتے ہوئے مجھے نہیں دیکھ سکے گا۔(۲) میں نے رات بھر اس بات کو سوچتا رہا کہ اس کا آنسو بہانا مجھے اس سے دُور کر دے گا اور میں اپنی خواب کا اور آرام گاہ میں اس کی قربت سے محروم ہو جاؤں گا۔(۳) میں نے اس سے کہا اپنے اونٹ کے قریب جاؤ اور کوچ کی تیاری کرو اور ان شہروں میں میری طرف سے تمہیں کسی بدسلوکی کا خدشہ نہیں ہونا چاہئے۔(۴) اونٹوں کی مہار چھوڑ دی گئی اور ہمیں لے کر منزل مقصود کی طرف مستعدی اور راست روی سے چل پڑے۔(۵) ان راست رندگان کے ساتھ بخوشی چلو اور قوم میں اپنے رشتے داروں کو الوداعی سلام کہتے ہوئے نکلو۔(۶) ہم اس قافلے کے ہمراہ روانہ ہوئے جس کی سواریوں نے اس نشیب زمین سے نعمتوں بھری اراضی کی طرف کوچ کیا۔

حضرت ابوطالب کی نعتیہ شاعری کے اثرات:

ابوطالب کی تمام تر شاعری مکے میں کہی گئی لیکن اس کے اثرات شعرائے مدینہ میں بھی محسوس کئے گئے۔ چوں کہ آپ اسلام کے بنیادی شاعر ہیں اور تخیلات ومحسوسات اور موضوعات کے اعتبار سے آپ نے جن جن اوصاف و اوزان کو برتا اور جن خوبیوں اور محاسن کو بیان کیا، وہ آنے والوں کے لئے نقش راہ بن گیا۔ حضرت علیؓ اور حضرت حسان بن ثابتؓ اس پیرائے میں آپ کے بہترین پیروکار و جانشین ثابت ہوئے کہ اُنہوں نے نہ صرف یہ کہ آپ کے موضوعات کو آگے بڑھایا بلکہ الفاظ و معانی میں بھی آپ کی پیروی اختیار کی۔

آپ کی شاعری دیگر مشرکین و جہلائے عرب کی شاعری سے قطعاً مختلف ہے، یعنی لچّر وفحش گوئی سے مبرّا اور کبر ونخوت سے عاری، محض پیغام وحدانیت، توحید و رسالت، اپنے خاندان کے اوصاف و محاسن سے پُر اور وعظ و پند ونصائح پر مشتمل ہے۔ اس کی بنیادی وجہ آپ کا شرک و بُت پرستی سے بے زاری، اللہ کی وحدانیت کا اقرار اور حضور نبی کریمؐ سے محبت ہے۔

مکے کی نسبت مدینے کا نعتیہ کینوس خاصا وسیع تھا۔ مکے میں تو خال خال نعتیہ شاعر ملتا ہے، جب کہ افرادی تعداد اور موضوعاتی کثرت کے سبب شجر نعتیہ شاعری مدینے میں خوب خوب پھلا پھولا اور ایسا تناور شجر سایہ دار بنا کہ آج ساری دُنیا اس کے سائے میں پناہ لئے ہوئے ہے۔ آج دُنیا کا ہر شاعر نعت کہتا ہوا مدینے سے اپنا ناتا جوڑتا ہے۔ یہ اعزاز ابوطالب کا ہے کہ اُنہوں نے مکے میں نعتیہ موضوعات کے ایسے ایسے عمدہ پہلو تلاش کئے جو آج اہل مدینہ کے طفیل اہل عالم کے لئے مشعل راہ بنے، گو کہ مکے میں نعتیہ شاعری کا کینوس نہایت مختصر اور محدود تھا۔

ورقہ بن نوفل کا نعتیہ قصیدہ:

ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ ام المومنین حضرت خدیجہؓ بنت خویلد کے چچازاد بھائی تھے اور نصرانی المذہب تھے۔ علم توریت وانجیل کے زبردست عالم تھے۔ صحف سماوی وکتب قدیمہ کا وسیع مطالعہ رکھتے تھے۔ اس کے ساتھ ہی آپ بہت عمدہ شاعر بھی تھے۔ جب ورقہ بن نوفل کو یقین ہوگیا کہ محمدؐ پر جو وحی آئی ہے، یہ وہی ناموس اکبر ہے، جو عیسیٰ بن مریم پر آتا تھا تو وہ آپؐ کے اعلان نبوت اور دعوت اسلام کا انتظار کرنے لگے۔ علامہ سیوطی لکھتے ہیں۔

فرجعت فاخبرت ورقه فقل انه لياتيه الناموس الاكبر ثم اقامة ورقه ينتظر اظهار الدعوة

فقال فی ذٰلک. (۱۰۳)

ورقہ بن نوفل مکہ کے پہلے فرد تھے جنہوں نے دین عیسیٰ پر قائم رہتے ہوئے حضورؐ کی شان میں باقاعدہ نعتیہ قصیدہ کہا۔ یہ کسی غیر مسلم (عیسائی) کا اوّلین نعتیہ قصیدہ ہے جو آپ کی بعثت (اعلانِ نبوت) سے چند روز قبل مکہ مکرمہ میں کہا گیا۔ یہ قصیدہ بشارات پر مشتمل ہے۔ ملاحظہ ہو ورقہ کا زبان و بیان کا مرقّع اور وقیع موضوع سے مرصّع قصیدہ جیمیہ جو بحر وافر میں کہا گیا ہے۔(۱)

لججت وکنت فی الذکریٰ لجوجا	لھم طالما بعث النشیجا
ووصف من خدیجة وصفٍ	فقد طال انتظاری یاخدیجا
ببطن المکتین علیٰ رجائی	حدیثک ان اریٰ منه خروجا
بما خبرتنا من قول قسّ	من الرھبان اکرہ ان یعوجا
بان محمداً سیسود فینا	ویخصم من یکون له حجیجا
ویظھر فی البلاد ضیاء نور	یقیم به البریة ان تموجا
فیلقیٰ من یحاربه خساراً	ویلقیٰ من یسالمه فلوجا
فیالیتنی اذا ما کان ذاکم	شھدت فکنت اولھم ولوجا
ولوجا فی الذی کرھت قریش	ولو عجت بمکتھا عجیجا
ارجی بالذی کرھوا جمیعاً	الیٰ ذی العرش ان سفلو عروجا
وھل امر السفالة غیر کفر	بمن یختار من سمک البروجا؟
فان یبقوا وابق تکن اُمور	یضج الکافرون لھا ضجیجا
وان اھلک فکل فتی سیلقیٰ	من الاقدار متلفةً حروجا (۱۰۴)

ترجمہ: (۱) میں ایک خیال میں مستغرق تھا کہ ایک فکرمندی نے مجھے پریشان کردیا اور رونے پر مجبور کردیا۔ (۲) اور وہ فکر خدیجہ کے بتکرار بیان کے متعلق ہے، جو انہوں نے یکے بعد دیگرے اوصاف بیان کئے۔ (تو میں نے اس سے کہا)۔ اے خدیجہ! میرا انتظار بہت طویل ہوگیا ہے۔ (۳) اے خدیجہ! تمہارے بیان کی وجہ سے مجھے اُمید ہے کہ بطن مکہ میں اس کا ظہور ہوگا۔ میرا انتظار اس شہر مکہ میں صرف اس ظہور کو دیکھنا ہے۔ (۴) مجھ کو یہ انتظار تمہاری اس کے بتانے سے ہوا جو تم نے راہبوں میں سے ایک راہب قس کا قول کہا تھا اور میں اس بات کو اچھا نہیں سمجھتا کہ اس (قس) کی بات اُلٹی ہو۔ (۵) اس قس نے کہا تھا کہ محمدؐ عن قریب ہم میں سے قوموں کے سردار ہوجائیں گے اور ان کی جانب سے جو شخص کسی سے بحث (مکالمہ و مقابلہ)

(۱) ورقہ بن نوفل کے اس نعتیہ بیانیہ قصیدے کو علامہ عینی نے شواہد الکبریٰ میں تحریر کیا ہے۔ تیسرے شعر میں ''ببطن مکتین'' کے سلسلے میں اسی کتاب میں علامہ عینی نے لکھا ہے کہ اس سے مراد مکہ کے دونوں اطراف یعنی ''اعلیٰ'' (بالائی) و ''اسفل'' (زیریں) حصے مراد ہیں۔

کرے گا، وہی غالب رہے گا۔ (٦) اور حضورؐ کے ذریعے شہر بہ شہر، قریہ بہ قریہ، آپؐ کے نور کی کرنیں فروزاں ہو جائیں گی، جو خلق خدا کو راہِ ہدایت دکھائے اور صراطِ مستقیم پر چلائے گی اور لوگ آپؐ کے ذریعے کج کو چھوڑ کر راہِ راست پر آ جائیں گے۔ (٧) اس کے بعد جو آپؐ سے جنگ کرے گا، وہ خسارے میں رہے گا اور جو مصالحت سے رہے، صلح و آشتی کرے گا، وہ کامیاب و کامران ہوگا۔ (٨) اے کاش! میں بھی اس وقت موجود ہوتا جب آپؐ سے برسرِ پیکار ہوں گے اور میں آپ کی مدد کرنے (شہادتِ رسالت دینے اور اولین آپؐ کے دین میں داخل ہونے) والوں میں سب سے آگے آگے ہوتا۔ (٩) میں پوری عزیمت کے ساتھ بالیقین اس دین میں داخل ہو جاتا جسے قریش برا سمجھتے اور کراہت محسوس کرتے ہیں، اگر وہ اپنے مکہ میں کتنا ہی شور و ہنگامہ کرتے، اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کرتے۔ (١٠) میں اس سے اُمید وابستہ کرتا ہوں جس کو سب برا سمجھتے ہیں۔ مجھ کو سہارا اور اُمید عرش والے خدا سے ہے۔ اگرچہ ناہنجار لوگ کتنا ہی مادّی عروج حاصل کرلیں، اُنہیں ذلت ہی حاصل ہوگی۔ (١١) اس شخص کے لئے جس نے اس ذات کو اختیار کیا، جس نے برجوں کو بلندی کے لئے منتخب فرمایا ہے، اس سے انکار و کفر کے سوا کیا اور کوئی ذلت بھی ہے؟ (١٢) اگر وہ لوگ زندہ بھی رہے اور میں بھی باقی رہا تو بلاشبہ وہ دیکھ لیں گے کہ ایسے ایسے واقعات رونما ہوں گے کہ کافران پر سخت آہ و زاری کریں گے۔ (١٣) اور اگر میں مرگیا (تو ذہن نشین کر لیجئے) کہ ہر جوان کو ان اقدار کا سامنا کرنا پڑے گا یعنی قضا و قدر کے فیصلے کے بموجب ہلاک ہو کر اس دُنیا سے نکل جانا ہے۔

علامہ ابن ہشام اور علامہ سیوطی نے قصیدہ ھٰذا کے تیرہ اشعار درج کئے ہیں جب کہ علامہ نبہانی نے سات شعر نقل کئے ہیں (١٠٥)۔

علامہ سیوطی نے ورقہ بن نوفل کے ایک اور نعتیہ قصیدہ کے بارہ اشعار درج کئے ہیں جو اپنے موضوع و مضمون، سیاق و سباق سے پتہ دیتے ہیں کہ یہ قصیدہ بھی اسی کے ساتھ یا کچھ وقت کے بعد کہا گیا ہے، کیوں کہ ورقہ بن نوفل اس پیش گوئی کے بعد زیادہ عرصہ زندہ نہیں رہے، خصائص میں ہے۔

واخرج الحاكم من طريق ابن اسحق حدثنا عبدالملک بن عبدالله بنی ابی سفیان الشقفی وكان واعية قال قال ورقه بن نوفل فيها كانت خديجة ذكرت له من امر رسول اللهؐ. (١٠٦)

ترجمہ: حاکم نے ابن اسحاق کی سند سے روایت کی، کہ حضرت خدیجہؓ کے حالات جو حالات بیان کرتی تھیں (ابتدائے وحی سے متعلق) ان سے متاثر ہو کر اس موحد عالم و کاتب انجیل نے متاثر ہو کر یہ اشعار نعت کہے۔

يا للرجال وصرف الدهر والقدر	**وما لشي قضاه الله من غير**
حتى خديجة تدعوني لاخبرها	**وما ها بخفي الغيب من خبر**
جاء ت لتسالني عند لاخبرها	**امراً اراه سياتي الناس من اخر**
وخبرتني بامر قد سمعت به	**فيما مضى من قديم الدهر والعصر**
بان احمد ياتيه ويخبره	**جبرنيل انک مبعوث الى البشر**
فقلت على الذى ترجين ينجزه	**لک الا له فرجى الخير وانتظرى**

وارسلت الینا کی نسائله	عن امره ما یری فی النوم والسهر
فقال حین اتانا منطقاً عجباً	یقف منه اعالی الجلد والشعر
انی رایت امین الله واجهنی	فی صورته اکملت من اهیب الصور
ثم استمر فکان الخوف یذعرنی	مما یسلم ماحولی من الشجر
فقلت ظنی وما ادری ایصدقنی	ان سوف تبعث تتلو منزل السور
وسوف آتیک ان اعلنت دعوتهم	من الجهاد بلا من ولا کدر (۱۰۷)

ترجمہ: (۱) اے لوگو! زمانہ اور قضا وقدر کے انقلابات پر حیرت وتعجب کا اظہار کرو (حالانکہ تمہارے حیرت فزا ہونے پر) اللہ تعالیٰ کے کسی بھی شے کے فیصلۂ قضا میں، کوئی تغیر وتبدل نہیں ہوسکتا۔ (۲) ام المومنین حضرت خدیجہؓ چاہتی ہے کہ میں ان کو وہ بات بتادوں جو میرے نزدیک ظاہر ہونے والی ہے اور انہیں تو پوشیدہ باتوں (علم غیب) کی کچھ بھی خبر نہیں ہے۔ (۳) (حضرت) خدیجہؓ میرے پاس اس مقصد سے آئیں تا کہ میں انہیں اس کے بارے میں بتاؤں جو کہ حضورؐ نے دیکھا۔ میرے خیال میں وہ عن قریب نبی آخر کی حیثیت سے تشریف لائیں گے۔ (۴) (حضرت) خدیجہؓ نے مجھے ایسے امر کی خبر دی، جس کو میں زمانۂ قدیم سے سنتا چلا آرہا تھا۔ (۵) مجھے (حضرت) خدیجہؓ نے اس بات کی خبر دی ہے کہ (حضور) احمدؐ کے پاس جبریل یعنی ناموس اکبر آئے ہیں اور یہ کہ آپؐ تمام مخلوق اور تمام انسانوں کی طرف رسول ہیں۔ (۶) میں نے خدیجہؓ سے کہا، جس چیز کی تم اُمید رکھتی ہو، اللہ تعالیٰ تمہارے لئے پوری کردے گا، تو تم بھلائی کی اُمید رکھو اور انتظار کرو۔ (۷) اور خدیجہؓ نے حضورؐ کو ہمارے پاس بھیجا تا کہ ہم ان سے وہ احوال دریافت کریں جو آپؐ خواب (رویائے صادقہ) اور بے داری میں دیکھتے ہیں۔ (۸) جب حضورؐ ہمارے پاس تشریف لائے تو آپؐ نے ایسی عجیب بات سنائی کہ جس سے جسم کے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ (۹) حضورؐ نے فرمایا! میں نے کلام الٰہی کے امین کو دیکھا کہ وہ مصور اشیاء کی عطا کردہ بہترین وکامل شکل وصورت میں میرے پاس تشریف لائے۔ (۱۰) پھر جب وہ امین الٰہی تشریف لے گئے تو میں اپنے اردگرد موجود درختوں سے خوف کھا رہا تھا، جو آپؐ پر سلام پیش کررہے تھے۔ (۱۱) تو میں نے حضورؐ سے عرض کیا! گمان غالب ہے اور جو میں جانتا ہوں کہ آپ عن قریب رسول بن کر مبعوث ہوں گے اور نازل شدہ سورتوں کی تلاوت کریں گے۔ (۱۲) اگر کفار نے آپ کو لڑائی کا چیلنج کیا تو عن قریب اللہ تعالیٰ آپ کو بغیر کسی پریشانی اور احسان کے فتح وکامرانی سے سرفراز فرمائے گا۔

☆......☆......☆

باب سوم:

فصل ششم:

قرآن کریم اور نعوتِ محمدی ﷺ

رسول کریمؐ کی نعتیہ شاعری کو سمجھنے کے لیے اسلوب قرآن کو سمجھنا نہایت ضروری اور اہم ہے، گو کہ قرآن، کتاب شعر و شاعری نہیں لیکن اس کا طرز اور اسلوب، انداز و ڈھب اس دور کے لوگوں کے شعری خیالات سے اس لیے ملتا جلتا ہے تا کہ اس کی تقلید با آسانی کر لیں۔ وہ اپنی دانست میں اسے ''کتاب شاعری'' ہی سمجھتے رہیں، لیکن جب اس کے متبع و فرماں بردار ہو جائیں تو اس کی حقیقت کو جان لیں کہ یہ کتاب شاعری نہیں بلکہ اس انداز میں کلام الٰہی ہے، جو ہماری شعری ذہنیت کو تبدیل کرنے کے لیے نازل کیا گیا ہے۔

قرآن کریم کے مطالعہ سے شان رسالتؐ میں شعر (نعت) پیش کرنے کا سلیقہ ضرور آتا ہے۔ الفاظ کا چناؤ، جملوں کی بندش، زبان کا معیار، معانی و مفاہیم کی گہرائی و گیرائی، تفہم و تعقل کی بینائی، شاعری کا سلیقہ و ادب، حضورؐ کی شخصیت کی اہمیت و حیثیت، مقام رسالت و عظمت اور آپؐ کی بارگاہ میں پیش ہونے اور ادائیگی الفاظ، جذبۂ مودت و عقیدت اور محبت کا طریقہ و سلیقہ اسی کتاب سے سامنے آتا ہے۔

قرآن کریم میں اللہ رب ذوالجلال کی نعوت، طرز گفتگو، انداز تخاطب اور الفاظ کا رکھ رکھاؤ، انسان کو حضورؐ کی نعت کہنے اور آپؐ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا ڈھنگ بتاتا ہے۔ قرآن کریم سے ہٹ کر، آپؐ کی نعت بیان نہیں ہو سکتی کہ یہ آپؐ کی شان میں کہا گیا اولین مجموعۂ نعت ہے۔ یہ مجموعۂ نعتِ الٰہی ہے اور جس کی نعت رب بیان کرے، اس کی تہہ تک کون پہنچے؟ اسی لیے ذکر حق کے بعد، ذکر رسول کو افضل ترین عبادت قرار دیا گیا ہے، یعنی لاالہٰ الا اللہ، بعد ازاں محمد رسول اللہؐ..... ذکر رسولؐ کی خاص بات یہ ہے کہ آپؐ کے ذکر میں خود خالق کائنات بھی شریک ہے اور صرف انسان ہی نہیں بلکہ ملائکہ و جنات بھی آپؐ کے نعت گزار ہیں، جیسا کہ سورۃ الاحزاب (۱) میں مذکور ہے۔

نعت تقریباً دنیا کی ہر زبان میں کہی جاتی ہے، لیکن جو شہرت و عظمت عربی نعتیہ شاعری میں، عہد نبویؐ کی نعتیہ شاعری کو حاصل ہوئی، وہ مرتبہ و مقام کوئی اور زبان نہ حاصل کر سکی۔ فارسی اور اردو شعراء کے یہاں بلاشبہ عقیدت و مودت و محبت کی جھلک نمایاں ہے، لیکن عہد نبویؐ کی عربی نعتیہ شاعری اس لحاظ سے مقدم و معظم ہے کہ اس کے عام شعراء کو مع ان کے اشعار کے، معتبر و مستند ہونے کی بارگاہِ رسالتؐ سے سندِ تصدیق حاصل ہے۔ ان اصحاب کرام علیھم الرضوان کی شاعری کو بھی درجۂ صحابیت حاصل ہے۔ اس لیے کائنات میں قرآن

(۱) پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۵۶۔

کریم کے بعد عہد نبویؐ کی نعتیہ شاعری کو جو مقام و مرتبہ، عظمت و عزت اور شرف و قدر حاصل ہے، اس کے مقابل کوئی اور شاعری یا کسی اور دور کی شاعری نہیں رکھی جا سکتی۔

عربی زبان میں نعت رسول کو مدیح النبیؐ یا المدیح النبویہ کہا جاتا ہے۔ یہی وصف رسولؐ اور مدح رسولؐ ہے۔ صحابہ کرام کو یہ اعزاز حاصل رہا ہے کہ ان اولادیں بھی، حضور نبی کریمؐ کے سامنے آپؐ کی نعوت بیان کرتے تھے، اس کی واضح مثال حضرت عبدالمطلب کے بیٹے ابو طالب اور ان کے بیٹے حضرت علیؓ، حسان بن ثابت کے بیٹے عبدالرحمٰن بن حسان ہیں۔ اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق اور ان کی صاحب زادی ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں، علی ہذا القیاس۔

قرآن کریم کتاب ہدایتِ اولین و آخرین، جمیع عالمین، کل مسلمین و کافرین و مشرکین، یہودیین و نصرانیین، عربیین، و عجمیین، انسانیین، و شیطانیین، غرض ہر ذی روح امتیین کے لیے نسخۂ شفا اور اکثیر کیمیا ہے۔

یہ مجموعۂ صفات، مجموعۂ حسنات، مجموعۂ راہِ حیات، مجموعۂ ایمانیات، مجموعۂ اعتقادات، مجموعۂ قوانین، الٰہیات، مجموعۂ الہامات، مجموعۂ احکامات، مجموعہ دلائل و بینات، مجموعہ فرمودات اور مجموعۂ آیات ہی نہیں بلکہ حضور نبی کریمؐ کے شمائل و خصائل اور اسوہ پر مشتمل ''مجموعۂ نعت'' بھی ہے۔

قرآن کریم آئینہ سیرت رسولؐ ہے، جس میں ہمیں آپؐ کی حیات مبارکہ کا جامع عکس، بلکہ مکمل تصویر نظر آتی ہے۔ جسے سرکار رسالت مآبؐ کی حیات حقیقی کا مطالعہ کرنا ہو، وہ قرآن کریم کو پڑھ لے۔ یہ کتاب الٰہی صرف حیات ہی نہیں بلکہ حیات بخش بھی ہے۔ قرآن کریم میں حضور نبی کریمؐ کی مکی اور مدنی زندگی کی جھلکیاں صاف طور پر نظر آتی ہیں۔ اس میں آپؐ کی یتیمی، جوانی میں معاشی آسودگی (۱۰۸) قبل از بعثت مطہر و منزہ حیات مبارکہ (۱۰۹) تلاش حقیقت و معرفت کے لیے نفس کشی اور مجاہدے۔ (۱۱۰) بعثت نبوی، منصب نبوت سے سرفرازی (۱۱۱) آغاز وحی۔ (۱۱۲) تبلیغ کے احکام، مکہ میں تبلیغ اسلام کی ابتداء۔ (۱۱۳) قریش کی شدید مخالفت اور ان کی ایذا رسانی (۱۱۴) رواح سعیدہ (نیک) کا قبول اسلام۔ (۱۱۵) راہِ دعوت دین میں مشکلات کا سامنا (۱۱۶) واقعۂ معراج (۱۱۷) مظلوم مسلمانوں کی ہجرت حبشہ (۱۱۸) کفار کی نیت بد حضورؐ کے قتل کے لیے۔ (۱۱۹) ہجرت مدینہ بہ ہمراہ صدیق اکبرؓ (۱۲۰) حضورؐ کا غار ثور میں پناہ لینا۔ (۱۲۱) مشرکین کی عہد شکنی (۱۲۲) حکم جہاد (۱۲۳) مہاجرین وانصار مدینہ کا حسن سلوک حضورؐ سے۔ (۱۲۴) منافقین کا کردار۔ (۱۲۵) مسجد ضرار کا انہدام۔ (۱۲۶) اصحاب صفہ (۱۲۷) مسجد قبا کی تعمیر (۱۲۸) تحویل قبلہ (۱۲۹) غزوۂ بدر (۱۳۰) غزوۂ احد (۱۳۱) غزوۂ احزاب (۱۳۲) غزوۂ حنین (۱۳۳) غزوۂ تبوک (۱۳۴) بیعت رضوان (۱۳۵) صلح حدیبیہ (۱۳۶) فتح مکہ (۱۳۷) اور حجۃ الوداع (۱۳۸) اور وفات جیسے موضوعات و عنوانات۔ (۱ے۱۳۸) مجمل و مفصل طور پر مذکور ہیں جو آپؐ کی سیرت طیبہ کے روشن باب ہیں۔ اس کے

علاوہ قرآن کریم میں آپ کی عائلی حیات و معاشرہ کا بھی احاطہ موجود ہے۔ جسے آپ کی ازدواجی زندگی (۱۳۹) معاشرتی تعلقات (۱۴۰) سیرت و کردار (۱۴۱) اخلاق حسنہ و عادات (۱۴۲) کے بارے میں واضح اور روشن اشارے موجود ہیں۔ اسی طرح قرآن کریم میں آپ کی ازدواج مطہرات کی خصوصی حیثیت (۱۴۳) خصوصیات وصفات اور حضور اکرمؐ کی طرف ان کا عمومی اور استثنائی رویہ (۱۴۴) حضرت زینبؓ کا، حضرت زید بن حارثہؓ سے نکاح، ان کے مابین ازدواجی بدمزگی، طلاق اور آنحضرتؐ سے زینب کی شادی (۱۴۵) ایک زوجہ کا افشائے راز (۱۴۶) واقعہ افک (۱۴۷) وفد نجران کو دعوت مباہلہ (۱۴۸) حضرت عبد اللہ ابن مکتومؓ (نابینا صحابی) سے بے اعتنائی اور سردار مکہ کی طرف حضورؐ کی غیر معمولی توجہ پر اللہ تعالیٰ کی ہدایت و رہنمائی (۱۴۹) کا بھی قرآن نے ذکر فرمایا ہے۔

حضور نبی کریمؐ سراپا قرآن تھے۔ حامل قرآن تھے، عامل قرآن تھے، روح قرآن تھے، جان قرآن تھے، آن قرآن تھے، شان قرآن تھے۔ آپؐ موضوع قرآن تھے۔

ڈاکٹر خالد محمود لکھتے ہیں:

قرآن مجید میں ایک طرف آپ کی زندگی کے اہم پہلو واضح ئے گئے ہیں، دوسری طرف آپؐ کے عہد کے بعض وقائع پر بحث کی گئی ہے اور تیسری طرف آپ کے کردار کی تمام خصوصیات گنوائی گئی ہیں۔ ان سب کا تذکرہ کتب احادیث کتب مغازی وسیر اور کتب تاریخ کی طرح مفصل ومرتب نہیں، بلکہ مختصر و مجمل ہے اور کوئی نہ کوئی اخلاقی سبق دینے کے لیے ہے، کیونکہ قرآن مجید، موجودہ توریت کی طرح نہ محض تاریخ ہے اور نہ موجودہ اناجیل کی طرح محض سوانح عمری۔ قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ صحیفہ ہدایت ہے جو آنحضرتؐ کے ذریعے نبی نوع، انسان تک پہنچا۔ حضورؐ ایک خاص ملک، ایک خاص عہد، اور ایک خاص معاشرے میں مبعوث ہوئے، لیکن آپ کو قرآن کی شکل میں جو پیغام عطا ہوا، وہ ساری دنیا، سارے زمانوں اور سارے معاشروں کے لیے تھا، چنانچہ جہاں قرآن مجید کی عام تعلیمات انسانوں کے لیے دستور حیات ہیں، وہاں صاحب قرآن کی زندگی ان کے لیے قابل عمل اسوۂ حسنہ (اچھا نمونہ) ہے۔ اسی لیے قرآنِ مجید میں خدا تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کی سیرت و کردار کو مومنوں کے لیے ایک اعلیٰ مثال کے طور پر پیش کیا ہے اور اپنی اطاعت کے ساتھ ساتھ پیغمبر کی اطاعت کو لازم قرار دیا ہے کیونکہ آنحضرت محض حامل قرآن نہ تھے بلکہ سراپا قرآن تھے۔ (۱۵۰)

قرآن کریم وہ آئینہ ہے جو ہمیں سیرت، رسولؐ کی دل آویز و دل آراء، دل پسند و دل نظر جھلکیاں دکھاتا ہے۔ اس کتاب میں سب سے نمایاں، سب سے اطہر اور سب سے اعلیٰ مظہر نظر آپ کی ایک جھلک جلیل القدر عظیم الشان اور عظیم القدر نبی کی حیثیت سے نظر آتی ہے۔ آپ کو قرآن کریم میں ایک ایسے اولوالامر پیغمبر کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے، جس کی آمد کی بشارت سابقہ انبیاء و کتب سماویہ میں دی گئی تھی۔ قرآن کریم کی

آیات کی رو سے آپؐ دعائے خلیل (۱۵۱) تھے۔ آپؐ نوید مسیحاؑ (۱۵۲) تھے۔ آپؐ کو قرآن کریم میں نبی اُمّی (۱۵۳) داعی الی اللہ (۱۵۴) منذر (۱۵۵) معلم کتاب وحکمت (۱۵۶) آپ رسول مبین (۱۵۷) رسول کریم (۱۵۸) اور رسول امین (۱۵۹) آپ مصطفےٰ (۱۶۰) اور مجتبےٰ (۱۶۱) ہیں۔ آپ یٰسٓ (۱۶۲) طٰہٰ (۱۶۳) مزمل (۱۶۴) اور مدثر (۱۶۵) ہیں۔ رسول صادق (۱۶۶) رسول برحق (۱۶۷) برہان ربانی (۱۶۸) حاکم برحق (۱۶۹) صاحب خلق عظیم (۱۷۰) سراپا ہدایت (۱۷۱) اول المسلمین (۱۷۲) بندۂ الٰہی (۱۷۳) صاحب کوثر (۱۷۴) صاحب رفعت شان (۱۷۵) مرکز آرزوئے مومنین (۱۷۶) محبوب خدا (۱۷۷) ممدوح ملائکہ (۱۷۸) قرار دیا گیا ہے۔ اللہ رب ذوالجلال نے قرآن کریم میں حضور نبی کریمؐ کی سب سے اعلیٰ اور عمدہ خوبی اور صفت یہ بیان فرمائی ہے کہ آپؐ اللہ کے محبوب ترین بندے (۱۷۹) اور عزیز ترین رسول (۱۸۰) ہیں۔

قرآن کریم ایک ایسی کتاب ہے جس میں آپؐ کی حیات مبارکہ کا مکمل احاطہ کیا گیا ہے۔ آپؐ کی ہر ہر طرز و ادا کا قرآن شاہد ہے۔ آپؐ کے ہر پہلوئے حیات کو اتنے مؤثر اور جامع انداز میں پیش کیا ہے کہ مؤرخین و اہل سیر نے اس کو موضوع بنا کر، نت نئے عنوانات دے کر باقاعدہ کئی کئی اجلاد پر مشتمل ضخیم کتب رقم کر دی ہیں۔ قرآن کریم کے ذریعے آپؐ ہر گوشۂ حیات کو اس قدر اجاگر کر گیا ہے اور تحقیق و تحریر کے ایسے در وا کئے ہیں کہ آج پندرہ سو سال سے آپؐ کی حیات مبارکہ پر تخلیق، تحقیقی، تصنیفی، تحریری اور تالیفی عمل جاری و ساری ہے، کروڑ ہا کتب لکھ دی گئی ہیں، لیکن آپؐ کی ذات باہرکات، آپؐ کی شخصیت کا ہر پہلو اتنا وسیع اور ہر گوشہ اتنا کشادہ ہے کہ ضبط تکمیل تحریر میں نہیں آتا۔ پرت در پرت، تہہ در تہہ آپؐ کی ذات مبارکہ کے پہلو نمایاں ہو رہے ہیں۔ جتنا کچھ آپؐ کی ذات پر آج تک لکھا گیا ہے ابھی تک لکھا جا رہا ہے اور آئندہ لکھا جاتا رہے گا، لیکن آپؐ کی صفات کا احاطہ پھر بھی نہ ہو سکے گا۔ قیامت سے قیامت تک کے کئی عرصے بھی گزر جائیں، پھر بھی انسانی قوت اور نہ ہی اجنہ کی طاقت، اس بات کی متحمل ہے کہ وہ آپؐ کی ذات مقدس کا احاطہ کر سکے۔ یہ اعجاز صرف قرآن کریم کا ہے کہ اس نے نہ یہ کہ آپؐ کی ذات گرامی کا احاطہ فرمایا بلکہ آپؐ کے ہم نشینوں، آپؐ کے دائرہ اثر میں متعلقات کے تذکار بھی شامل ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ رب ذوالجلال نے آپؐ کے جاں نثاروں، سرفروشوں، دوستوں، شہیدوں اور آپؐ کے جانی دشمنوں، اسلام دشمن طاقتوں کا ذکر بھی کیا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا تذکرہ بے نام لیے غار ثور کے حوالے سے یوں کیا ہے۔ (۱۸۱) آپؐ کے جانی دشمن اسلام کا شدید مخالف ابولہب، جو آپؐ کا چچا بھی تھا اور اس کی بیوی (جمیلہ) جو آپ کی چچی، آپؐ کے ان دونوں دشمنوں کا تذکرہ باقاعدہ ایک سورۃ ''سورۂ اللھب'' کے نام سے نازل فرما کر، ابولہب کا نام لے کر ان دونوں کو دردناک عذاب کی خبر دی ہے۔ (۱۸۲) یہ آپؐ کو ایذا دہندگان کے موجدین میں تھے۔ ولید بن مغیرہ، آپؐ کا شدید دشمن

تھا۔ اس کا نام لئے بغیر تذکرہ فرمایا۔ یہ نہایت مال دار، حریص وخبیث، متکبر اور اقتدار پسند شخص تھا۔ اس نے قرآن کو الہامی کتاب ماننے سے نہ صرف یہ کہ انکار کیا بلکہ اسے جادو کا کرشمہ اور حضور کو جادوگر قرار دیا۔ یہ شخص ایذا رسانی کے طریقے اور راستے تلاش کرتا تھا۔ قرآن نے اسے دوزخ کی وعید سنائی۔ (۱۸۳)

قرآن مجید میں مختلف مقامات پر وہ تمام جھوٹے الزامات بھی درج ہیں، جو کفار آنحضرت پر عائد کرتے تھے، وہ آپ کو (نعوذ باللہ) مجنون، گمراہ، مفتری، جادوگر، کاہن اور شاعر (۱۸۴) قرار دے کر لوگوں کو اسلام قبول کرنے سے روکتے تھے۔ قرآن نے ان الزامات کے بڑے منطقی اور مدلل جواب دے کر نبی کریمؐ کے حقیقی اوصاف کی طرف توجہ دلائی ہے۔ (۱۸۵) کفار مکہ کی طرف سے آپؐ سے معجزات طلب کرنے پر خدا نے ہی آپ کی طرف سے جواب دیا ہے۔ (۱۸۶) اور سوائے شق القمر کے کسی اور معجزے کو آنحضرت سے منسوب نہیں کیا۔ (۱۸۷) آپؐ کے شرح صدر کا ذکر بھی قرآن میں موجود ہے۔ (۱۸۸) سب سے اہم بات یہ ہے کہ قرآن آنحضرت کو بھی ایک بشر بنا کر پیش کرتا ہے، لیکن اس تخصیص کے ساتھ کہ آپ پر اللہ کی طرف سے وحی نازل ہوتی ہے۔ (۱۸۹)

آپ کی سیرت کا ہر پہلو آیات قرآنیہ کے ذریعے نمایاں ہے اور قرآن سے ہی آپ کی پیش گوئیوں کے سچا ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ مثلاً اہل مکہ کی نافرمانی پر آپ کی طرف سے ان کے قحط میں مبتلا کیے جانے کی بد دعا۔ (۱۹۰) رومیوں کے ایرانیوں کے ہاتھوں مغلوب ہونے کے بعد جلد ہی غالب آنے کی پیش گوئی (۱۹۱) اور آپ کا مسجد حرم میں امن وامان سے داخل ہونے کا خواب (۱۹۲) وغیرہ۔

اسی طرح آپؐ کے اخلاق وآداب، تو ان سے پورا قرآن بھرا پڑا ہے۔ اس مقدس کتاب میں آپ کی شجاعت واستقامت، ایثار وسخاوت، صبر ودرگزر، حق وصداقت، قیادت وسیادت، بصیرت وحسن، تدبیر، رحم دلی وشفقت، احسان ومروت، عبادت وریاضت، رشد وہدایت، عدل ومساوات، فیاضی وفراخ حوصلگی، عسکری صلاحیت، بشریت وعبودیت، اور خلق خدا سے محبت اور خیر خواہی کا بار بار ذکر کیا گیا ہے۔

معروف مستشرق ولیم میور لکھتا ہے۔

The Koran Becomes the ground work and test of all inquiries in to the origin of islam and the character of its Founder. Here we have a Stare house of Mohammad's own recorded during his life, extending over the whole course of his public career and iliustrating his religious views, his public acts and this domistic character By this standard of this own

making, we may safety judge his life and nations for is must represent either what he actually thought or what he effected ot think And a mirror is koran of Mohammad's character, that saying become proverbal among the early muslims his Character is the Koran.(193)

یعنی: ''قرآن کی اس خصوصیت میں قطعاً کوئی مبالغہ نہیں کہ محمدؐ کی سیرت اور اسلام کی ابتدائی تاریخ معلوم کرنے کے لیے اس میں بنیادی باتیں موجود ہیں اور محمدؐ کی زندگی کے تمام تحقیق طلب امور، اس کے ذریعے صحت کے ساتھ جانچے جا سکتے ہیں۔ چنانچہ ہمیں محمدؐ کے مذہبی خیالات، ان کے پبلک افعال اور ان کی نجی زندگی کے متعلق تمام مواد قرآن میں مکمل طور پر مل جاتا ہے۔ محمدؐ کی سیرت اور ان کا کردار معلوم کرنے کے لیے قرآن ایک ایسا شفاف آئینہ ہے جس میں ہمیں سب کچھ صاف صاف نظر آ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ابتدائی مسلمانوں میں یہ بات ضرب المثل کے طور پر مشہور تھی کہ آپؐ کی سیرت، قرآنی ہے۔''

اگر بہ نظر انصاف دیکھا جائے تو حقیقت یہ ہے کہ آنحضرتؐ کی سیرت کا کوئی جزء ایسا نہیں جس کے متعلق قرآن میں ایک سے زائد آیات نہ ہوں۔ اسی لیے مولانا ابوالکلام آزاد کہتے ہیں کہ ''اگر دنیا سے تاریخ اسلام کی ساری کتابیں معدوم ہو جائیں اور صرف قرآن ہی باری رہے تب بھی آنحضرت کی شخصیت، مقدسہ اور آپؐ کی سیرت وہ حیات کے براہین وشواہد مٹ نہیں سکتے، کیوں کہ یہ صرف قرآن ہے جو ہمیشہ دنیا کو بتلاتا رہے گا کہ اس کا لانے والا کون تھا؟ کس ملک میں پیدا ہوا؟ اس کے خویش و یگانہ کیسے تھے؟ قوم مرزبوم کا کیا حال تھا اس نے کیسی زندگی بسر کی۔'' اس نے دنیا کے ساتھ کیا کیا اور دنیا نے اس کے ساتھ کیا کیا؟ اس کی باہر کی زندگی کیسی تھی اور گھر کی معاشرت کا کیا حال تھا؟ اس کے دن کیسے بسر ہوتے تھے اور راتیں کیسے کٹتی تھیں؟ اس نے کتنی عمر پائی؟ کون کون سے اہم واقعات وحوادث پیش آئے؟ پھر جب دنیا سے جانے کا وقت آیا تو دنیا اور دنیا والوں کو کس عالم میں چھوڑ گیا۔؟ اس نے جب دنیا پر پہلی نظر ڈالی تھی تو دنیا کا کیا حال تھا؟ اور جب واپسیں نظر وداع ڈالی تو وہ کہاں سے کہاں پہنچ چکی تھی؟''(۱۹۴)

''المدیح النبویہ'' کے حوالے سے حضور نبی کریمؐ کی جو بھی مدح وستائش کی جاتی ہے۔ حضورؐ کی شان میں جو قصیدہ خوانی کی جاتی ہے، اس مدح رسالتؐ کی بنیاد سیرت رسولؐ پر ہے اور سیرت رسول کی بنیاد قرآن کریم پر رکھی گئی ہے۔ تذکار سیرت اور حوالۂ قرآنی کے بغیر نعتیہ شاعری کا تصور ممکن نہیں۔ قرآن کریم سیرت رسولؐ اور پھر مدح رسولؐ کا منبع وسر چشمہ ہے۔

قرآن کی نثری نعوت

ا۔رسالت محمدؐ کے بارے میں پیش گوئیاں:

وکانوا من قبل یستفتحون علی الذی کفروا. (۱۹۵)

الذی یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التورات و الانجیل. (۱۹۶)

ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد (۱۹۷)

ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم (۱۹۸)

۲۔محبوب حق ،محبوب خداؑ:

وعلمت مالم تکن تعلم (۱۹۹)

فلنولینک قبلہ ترضٰھا (۲۰۰)

ومن انآئ اللّیل فسبح واطراف النھار نعلک ترضیٰ (۲۰۱)

ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ (۲۰۲)

ورفعنالک ذکرک (۲۰۳)

یؤذون رسول اللہ لھم عذاب (۲۰۴)

۳۔مقام عبدیت:

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً (۲۰۵)

الحمدللہ الذی انزل علیٰ عبدہ الکتاب (۲۰۶)

تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ (۲۰۷)

الیس اللہ بکاف عبدہ (۲۰۸)

فاوحیٰ الیٰ عبدہ ما اوحیٰ (۲۰۹)

ھو الذی ینزل علیٰ عبدہ ایاتٍ بینات (۲۱۰)

۴۔مقام رسالت،منصب رسول:

وما محمد الارسول (۲۱۱)

وارسلنک للناس رسول (۲۱۲)

قد جاء کم الرسول بالحق من ربکم (۲۱۳)

ما علی الرسول الا البلاغ (۲۱۴)

قل یاایھاالناس انی رسول الله الیکم جمیعاً (۲۱۵)

لقد جاء کم رسول من انفسکم (۲۱۶)

وما علی الرسول الا البلاغ المبین (۲۱۷)

انک لمن المرسلین (۲۱۸)

محمد رسول الله (۲۱۹)

ھو الذی بعث فی الامیّین رسول منھم (۲۲۰)

انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم (۲۲۱)

۵۔مقام محمود:

عسیٰ ان یبعثک ربک مقام محمودا (۲۲۲)

۶۔نبی الانبیاء:

ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن به ولتنصرنه (۲۲۳)

۷۔کامل النعمت نبی:

ویتم نعمته علیک (۲۲۴)

۸۔ناسخ ادیان:

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دنیا (۲۲۵)

ان الدین عندالله الاسلام (۲۲۶)

ومن یتبع غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه (۲۲۷)

۹۔حامل قرآن:

فانه نزله علیٰ قلبک باذن الله (۲۲۸)

واوحی الی ھذا القرآن (۲۲۹)

ولقد اتیناک سبعامن المثانی والقرآن العظیم (۲۳۰)

وانزلنا الیک الذکر (۲۳۱)

نزل به الروح الامین،علی قلبک (۲۳۲)

اولم یکفهم انا انزلنا علیک الکتاب (۲۳۳)

وکذلک اوحینا الیک قراناً عربیاً (۲۳۴)

فذکر بالقرآن من یخاف وعید (۲۳۵)

الرحمن،علم القرآن (۲۳۶)

انا نحن نزلنا علیک القرآن تنزیلا (۲۳۷)

انا نحن نزلنا الذکر واناله کافظوه (۲۳۸)

۱۰۔معلم کتاب وحکمت:

یعلمهم الکتاب والحکمة (۲۳۹)

ویعلم الکتاب والحکمة (۲۴۰)

۱۱۔شارح احکامات،شارح مبین:

قد جاء کم رسولنا یبین لکم کثیرا (۲۴۱)

وما ارسلنا من رسول آلابلسان قومه لیبین لهم (۲۴۲)

لیبین لهم الذی یختلفون فیه (۲۴۳)

وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس مانزل الیهم (۲۴۴)

وما انزلنک علیک الکتاب الالتبین لهم الذی اختلفوافیه (۲۴۵)

۱۲۔حکم وفیصل،حاکم برحق:

فلا ربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجربینهم ثم لا یجدوافی انفسهم حرجاً مما قضیت ویسلمو اتسلیما.

(۲۴۶)

انا انزلنا الیک الکتاب بالحق لتحکم بین الناس بما اراک الله (۲۴۷)

وما کان لمومن ولا مؤمنه اذا قضی الله ورسوله امرا ان یکون لهم الخیرة من

امرھم. (۲۴۸)

۱۳۔مزکی نفوس:

ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم (۲۴۹)

ویزکیھم ویعلمکم الکتاب والحکمۃ (۲۵۰)

ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ (۲۵۱)

۱۴۔اسوۂ حسنہ' بہترین نمونہ:

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (۲۵۲)

۱۵۔نائب حق' امتیاز خطاب:

وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ (۲۵۳)

ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ (۲۵۴)

وما ینطق عن الھویٰ، ان ھو الاوحی یوحیٰ (۲۵۵)

حضور نبی کریم ﷺ نائب دست قدرت ہیں۔اللہ تعالیٰ نے آپ کا اسم جمیل اپنے اسم جلالی کے ساتھ ذکر فرما کر اس بات کی توثیق بھی کی ہے کہ یہ ایک نور کے دو حصے ہیں۔لہٰذا بطور مشترک آپ کے نام اور کام کو بطور مرکب عطفی استعمال فرما کر اس کا اظہار بھی فرمادیا ہے۔جیسے

قل اطیعو اللہ والرسول (۲۵۶)

واطیعو اللہ واطیعو الرسول (۲۵۷)

واطیعو اللہ ورسولہ (۲۵۸)

ان کے علاوہ سورۃ المائدہ، آیت ۹۲،سورۃ التوبہ، آیت ۷۱،سورۃ النور، آیت ۵۴،سورۃ الاحزاب، آیت ۳۲،سورۃ الحجرات، آیت ۱۴،سورۃ المجادلۃ، آیت ۱۳ میں یہ اشتراک مذکور ہے۔کہیں یہ شرکت بطور جملہ شرطیہ ذکر کی گئی ہے، جیسے ومن یطع اللہ ورسولہ (سورۃ النساء، آیت ۱۳،سورۃ النور، آیت ۵۲،سورۃ الاحزاب آیت ۷۱ اور سورۃ الفتح، آیت ۱۷) اور کہیں بطور جملہ جذبہ،اس شرکت کا اظہار کیا گیا ہے۔جیسے اطعنا اللہ واطعنا الرسول (سورۃ الاحزاب، آیت ۶۶)

یہ اشتراک اظہار حروف طاعت وعبادت ہی میں مذکور نہیں ہے بلکہ کئی احکام اوامر ونواہی اور انتباہ وتحدید وتنکیر میں بھی مشترک ہے، جیسے ومن یعص اللہ ورسولہ (سورۃ النساء، آیت ۱۴)، لاتخونوا اللہ ورسولہ

(سورۃ الاحزاب، آیت ۵۷)، ومن لم یومن باللہ ورسولہ (سورۃ الفتح، آیت ۱۳)، بانہم شاقوا اللہ و رسولہ (سورۃ الحشر، آیت ۴) اور اسی تسلسل کی متعدد آیات کریمہ جو قرآن کریم میں مذکور ہیں۔ عبد و معبود کے اس اشتراک احکام پر دال ہیں، جیسے سورۃ البقرۃ، آیت ۲۷۹۔ سورۃ المائدہ، آیت ۳۳، ۵۶۔ سورۃ الانفال، آیت ۱۲۔ سورۃ التوبۃ آیات ۱، ۳، ۷، ۵۴، ۸۴، ۹۰ اور ۱۰۷۔ سورۃ النور، آیت ۵۰۔ سورۃ الاحزاب آیت ۳۶۔ سورۃ المجادلۃ، آیت ۵، ۲۰، ۲۲۔ سورۃ الجن، آیت ۲۳، علاوہ ازیں مختلف احکامات، واقعات اور تنبیہات جو مشترکہ طور پر مذکور ہوئیں، ان کی تفصیل من تحت آیات مذکور و مشہور ہیں۔ سورۂ آل عمران آیت ۱۷۲۔ سورۃ النساء، آیت ۵۹، ۱۰۰، ۱۳۶۔ سورۃ المائدہ، آیت ۵۵۔ سورۃ الاعراف، آیت ۱۵۸۔ سورۃ الانفال، آیت ۴۱۔ سورۃ التوبۃ، آیات ۳، ۲۴، ۲۹، ۵۹، ۲۶، ۷۴، ۹۱، ۹۴، ۱۰۵۔ سورۃ النور، آیت ۴۷، ۴۸، ۱۵۱، ۲۶۔ سورۃ الاحزاب، آیات ۱۲، ۲۲، ۲۹، ۳۱، ۳۶۔ سورۃ الفتح، آیات ۹، ۲۷۔ سورۃ الحجرات، آیت ۵۱۔ سورۃ الحدید، آیت ۷۔ سورۃ المجادلہ، آیات ۴، ۱۳۔ سورۃ الحشر، آیت ۷، ۸۔ سورۃ الصف، آیت ۱۱، سورۃ المنافقون، آیت ۸۔ سورہ التغابن، آیت ۸۔ ان کے علاوہ قرآن کریم کی اور بھی کثیر آیات اس مفہوم پر شاہد و قاہر ہیں۔

۱۶۔ صاحب کوثر:

انا اعطینک الکوثر (۲۵۹)

۱۷۔ افضل و اکرمؐ:

تلک الرسل فضلنا بعضم علیٰ بعض منہم من کلم اللہ ورفع بعضہم درجات (۲۶۰)

۱۸۔ رحمت عالمؐ:

لقد من اللہ علی المؤمنین اذبعث فیھم رسولاً (۲۶۱)

وماکان اللہ لیعذبھم وانت فیھم (۲۶۲)

لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیہ ماعنتم حریص علیکم بالمؤمنین رئوف الرحیم۔ (۲۶۳)

وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین (۲۶۴)

۱۹۔ صاحب عصمتؐ:

انا شائنک ھو الابتر (۲۶۵)

والله یعصمک من الناس (۲۶۶)

۲۰۔صاحب خلق عظیم:

فبما رحمة من الله لنت لهم (۲۶۷)

وانک لعلیٰ خلق عظیم (۲۶۸)

۲۱۔برہان عظیم:

یآیها الناس قد جاکم برهان من ربکم (۲۶۹)

قد جاء کم من الله نور و کتاب مبین (۲۷۰)

سراپا معجزہ

۲۲۔معجزات نبویؐ اور قرآن:

اللہ رب ذوالجلال نے قرآن کریم میں معجزاتِ رسول کریم کے جو اشارے بیان فرمائے ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں۔

صاحب معراج: سبحان الذی اسریٰ بعبده لیلاً (۲۷۱)

ثمه دنا فتولیٰ، فکان قاب قوسین او ادنیٰ (۲۷۲)

غلبۂ روم کی خبر: آلمo غلبت الرومo فی ادنیٰ الارض وهم من بعد غلبهم سیغلبونoفی بضع سنین. (۲۷۳)

اہل مکہ کو قحط سالی کی تہدید: یوم نبطش البطشة الکبریٰ انا منتقمونo (۲۷۴)

مسجد حرام میں فاتحانہ داخلہ: لقد صدق الله رسوله الرویا بالحق لتد خلن المسجد الحرام (۲۷۵)

شق القمر: اقتربت الساعة و انشق القمر (۲۷۶)

شق صدر: الم نشرح لک صدرک (۲۷۷)

۲۳۔اطاعت واتباع:

وما جعلنا القبلة التی کنت علیها الا لنعلم من یتبع الرسول (۲۷۸)

قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله (۲۷۹)

قل اطیعو اللہ و الرسول (۲۸۰)

من یطیع اللہ و الرسولہ ید خلہ جنت (۲۸۱)

یا ایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ و اطعیوا الرسول (۲۸۲)

وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ (۲۸۳)

ومن یطیع اللہ و الرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم (۲۸۴)

ومن یطیع الرسول فقد اطاع اللہ (۲۸۵)

واطیعو اللہ و اطیعوا الرسول (۲۸۶)

الذین یتبعون الرسول النبی الامی (۲۸۷)

واطیعو اللہ و رسولہ ان کنتم مومنین (۲۸۸)

یا ایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ و رسولہ ولا تولوا عنہ و انتم تسمعون۔ (۲۸۹)

واطیعوا اللہ ورسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا (۲۹۰)

ومن یطیع اللہ و رسولہ و یخش اللہ و یتقہ (۲۹۱)

قل اطیعو اللہ و اطیعوا الرسول (۲۹۲)

واقیموا الصلواۃواتوا الزکواۃ و اطیعو الرسول لعلکم ترحمون (۲۹۳)

یقولون یالیتنا اطعنا اللہ و اطعنا الرسول (۲۹۴)

ومن یطع اللہ و رسولہ فقد فاز فوزاً عظیما (۲۹۵)

یا ایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول ولا تبطلوا اعمالکم (۲۹۶)

ومن یطع اللہ و رسولہ یدخلہ جنات تجری من تحتھا الانھار (۲۹۷)

وما اتکم الرسول فخذوہ ومانھا کم عنہ فانتھوا (۲۹۸)

واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول فان تولیتم فانما علی رسولنا البلاغ المبین۔ (۲۹۹)

اوران مفاہیم پر مشتمل کئی دوسری آیات جواطاعت رسول ﷺ کی فرضیت کا اعلان کر رہی ہیں۔

۲۴۔عزت واحترام:

لاتجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعآء بعضکم بعضاً (۳۰۰)

النبی اولی بالمومنین من انفسهم و ازواجه امهاتهم (۳۰۱)

ولاتنکحوا ازواجه من بعده ابداً (۳۰۲)

لتومنوا بالله و رسوله و تعزروه و توقرهُ (۳۰۳)

یا ایها الذین امنوا لا تقدموا بین یدی الله و رسوله و اتقوا الله (۳۰۴)

یا ایها الذین امنو لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجهروا
له بالقول کجهر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون (۳۰۵)

ان الذین یغضون اصواتهم عند رسول الله اؤلئک الذین امتحن الله
قلوبهم للتقوی ط لهم مغفرة و اجرٌ عظیم (۳۰۶)

ان الذین ینادونک من ورآء الحجرات اکثرهم لا یعقلون (۳۰۷)

یایها الذین امنوا اذا ناجیتم الرسول فقد موابین یدی نجواکم صدقة (۳۰۸)

یا ایها الذین امنو اذا اتاجیتم فلا تناجو بالاثم والعدوان و معصیت الرسول. (۳۰۹)

ان امتیازات شان کے علاوہ یہ آیات کریمہ بھی آپ ؐ کی عظمت و رفعت پر دلیل ہیں۔ آپ ؐ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ آپ کو اللہ رب ذوالجلال نے ذوقبلتین بنایا اوراس امتیاز وصف کا قرآن میں بیان بھی فرمایا۔

۲۵۔ نبی ذو قبلتین:

ولم یکن للا نبیاء الا احداهما (۳۱۰)

۲۶۔ نبی دین کامل:

الیوم اکملت لکم دینکم (۳۱۱)

۲۷۔علی الاطلاق اطاعت:

وما اتاکم الرسول فخذوه ومانهاکم عنه فانتهوا (۳۱۲)

۲۸۔ نبی ھاد

انما انت منذر ولکل قوم هاد (۳۱۳)

۲۹۔داعی الی اللہ:

وداعیاً الی الله باذنه و سراجاً منیرا (۳۱۴)

۳۰۔ نبی مبشرات:

یا ایها النبی انا ارسلنک شاهد و مبشرا و نذیرا. (۳۱۵)

۳۱۔ نبی رحمۃ للمؤمنین:

وانه لهدی ورحمة للمومنین (۳۱۶)

۳۲۔ ذکر رسول درحقیقت ذکر خدا ہے:

واطعن الله رسوله (۳۱۷)

ویطیعون الله و رسوله (۳۱۸) ←

انما المؤمنون الذی امنوا بالله ورسوله (۳۱۹)

واذا ان من الله ورسوله (۳۲۰)

قل الانفال لله و الرسول (۳۲۱)

سیؤتینا الله من فضله و رسوله (۳۲۲)

اغنٰهم الله و رسوله من فضله (۳۲۳)

انعم الله علیه و انعمت علیه (۳۲۴)

۳۳۔ حضورؐ ذکر اللہ ہیں:

الابذکر الله تطمئن القلوب (۳۲۵)

قد انزل الله الیکم ذکراً (۳۲۶)

انما انت مذکر (۳۲۷)

۳۴۔ سراپائے اقدس اور قرآن:

یہ بات بھی حضور نبی کریمؐ کے خصائص میں سے ہے کہ اللہ رب ذوالجلال نے آپ کے اعضائے مبارکہ کا بھی ذکر قرآن میں فرمایا ہے۔

چہرۂ مصطفٰےؐ:

قد نری تقلب وجهک فی السماء (۳۲۸)

چشم ہائے مبارک

ولاتمدن عینیک الیٰ ما متعنابه (۳۲۹)

مازاغ البصر و ماطغے (۳۳۰)

لسان مبارک:

فانما یسرناه بلسانک لتبشربه المتقین (۳۳۱)

دست اقدس اور عنق شریف:

ولاتجعل یدک مغلولة الی عنقک (۳۳۲)

صدر اقدس:

الم نشرح لک صدرک (۳۳۳)

کمر مبارک:

ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظهرک (۳۳۴)

قلب انور:

فانه نزله علیٰ قلبک باذن الله (۳۳۵)

رسول کریمؐ کے یہ اوصاف بھی قرآن کریم میں مذکور ہیں

۳۵۔ میثاق النبیّین:

واذا اخذ الله میثاق النبیّین (۳۳۶)

۳۶۔ رویائے صادقہ:

لقد صدق الله رسول الرویا بالحق (۳۳۷)

۳۷۔ لوگوں کو تاریکی سے نکالنے والے نبی:

لتخرج الناس من الظلمات الی النور (۳۳۸)

۳۸۔ غلط بندھنوں سے نجات دلانے والے نبی:

ویضع عنهم امرهم والاغلال التی کانت علیهم (۳۳۹)

۳۹۔حامل صدق، نبی صادق:

والذی جاء بالصدق (۳۴۰)

۴۰۔ نبی شاہد:

ویتلوہ شاھد منہ (۳۴۱)

۴۱۔ نبی مشہود:

وشاھد و مشھود (۳۴۲)

۴۲۔صاحب کتاب نبی

الحمد اللہ الذی انزل علی عبدہ الکتاب (۳۴۳)

۴۳۔صاحب اجر نبی:

وانہ لک لاجراً غیر ممنون (۳۴۴)

۴۴۔افضل الانبیاء والرسل:

اولئک الذی ھدی اللہ (۳۴۵)

تبارک الذی تنزل الفرقان (۳۴۶)

ولکن الرسول اللہ وخاتم النبیّین (۳۴۷)

وما ارسلنک الا کافۃ للناس (۳۴۸)

۴۵۔نبی کائنات:

انی رسول اللہ جمیعا (۳۴۹)

وما ارسلنک الارحمۃ للعالمین (۳۵۰)

لیکون للعالمین نذیرا (۳۵۱)

وما ارسلنک الا کافۃ للناس (۳۵۲)

انا اعطینک الکوثر (۳۵۳)

۴۶۔خاتم النبیّین، نبی الآخرین:

وما کان محمد ابا احدمن رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیّین (۳۵۴)

الیوم اکملت لکم دینکم (۳۵۵)

لانذرکم به ومن بلغ (۳۵۶)

لیظهره علی الدین کله (۳۵۷)

وما ارسلناک الا رحمة للعالمین (۳۵۸)

تبرک الذی نزل الفرقان (۳۵۹)

الا کافه للناس بشیر و نذیرا (۳۶۰)

۴۷۔ درودوسلام:

انا اللہ و ملئکته یصلون علی النبی ٥یا ایها الذین امنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما٥ (۳۶۱)

آیاتِ قرآنیہ کا شعری نغز:

بلاشبہ قرآن کریم نہ تو کتابِ شعری ہے اور نہ ہی آیاتِ قرآنیہ اشعار، لیکن ان آیات میں نغزِ شعری ضرور پایا جاتا ہے اور ردائف وقوافی کے لحاظ اور اوزان کے معیار سے، موزونیتِ شعری کے حوالے سے یہ مکمل شعر ہی معلوم ہوتی ہیں۔ اس طرح کی موزونیت تو قرآن کریم میں جگہ جگہ پائی جاتی ہے، لیکن قرآن کریم کی کوئی آیت شعر یا شاعری نہیں ہے، جیسے

قل هو الله احد (۳۶۲)

انا اعطینک الکوثر (۳۶۳)

فصلی لربک وانهر (۳۶۴)

انک شانئک هو الابتر (۳۶۵)

والعٰدیت ضبحاً (۳۶۶)

فالموریٰت قدحاً (۳۶۷)

فالمغیرات صبحاً (۳۶۸)

اهدنا الصراط المستقیم (۳۶۹)

لا اقسم بهذا البلد (۳۷۰)

وانت هل، بهذا البلد (۳۷۱)

انا انزلنه فی لیلة القدر (۳۷۲)

وما ادراک مالیلة القدر (۳۷۳)

اسی طرح مزید امثال ملاحظہ ہوں۔

اذا زلزلت الارض زلزالها (۳۷۴)

واخرجت الارض اثقالها (۳۷۵)

والشمس وضحها (۳۷۶)

والقمر اذا تلها (۳۷۷)

والنهار اذا جلها (۳۷۸)

اقراء باسم ربک الذی خلق (۳۷۹)

خلق الانسان من علق (۳۸۰)

قد افلح من زکها (۳۸۱)

وقد خاب من دثها (۳۸۲)

☆......☆......☆

حواشی

۱۔ الخصائص الکبریٰ. الجزء الاول، باب اختصاصهٗ بطهارة نسبه وانه لم یخرج من سفاح من لدن آدم . ص ٦٦ . اخرج البهیقی و الطبرانی فی الاوسط و ابن عساکر وروی ابونعیم فی الدلائل. امام نبہانی نے بھی اس روایت کوحوالہ ابونعیم فی الدلائل نقل کیا ہے. حجة الله علی العالمین. فصل فی طهارة نسبهٗ، ص ١٦٦ . اسی روایت کوطبرانی نے اوسط میں بھی نقل کیا ہےاورالمواہب اللدنیۃ میں علامہ ابن حجرؒ کے حوالے سے ہے کہ صحت کی روشنیاں اس متن حدیث کے چہرے پر ظاہر ہیں۔

۲۔ حجة الله علی العالمین. الباب الثانی، فی مابعض ماوقع من آلایات و خوارق العادات مدة حمله وولادتهٗ، ص ١٦٩ .

۳۔ حجة الله علی العالمین. ص ٨٩.

۴۔ الخصائص الکبری، الجزء الاول، باب خصوصیةٗ بکتابة اسمه الشریف مع اسم الله تعالیٰ علی العرش وسائر مافی الملکوت، ص ١٢ . حجة الله علی العالمین فی معجزات سید المرسلین، الباب الثامن فی مابعض ماوجد مکتوباً بقلم القدرة الهیة علی الاشیاء العلویة النقلیة من التنویه باسمه و رسالةٗ، ص ١٥٧ .

۵۔ الخصائص الکبری، باب اخبار الاحبار و الرهبان به قبل مبعثه، ص ٤٩. السیرة الحلبیة، الجزء الاول، باب نسبه الشریفٗ ص ١٥ .

۶۔ الخصاص الکبری، الجز الاول، باب ماکان النبیؐ یذهب فی حاجة لجده الاانجح فیها، ص ١٣٧ "ردالیٰ راکبی محمداً. السیرة الحلبیة، الجز الاول، باب ذکر رضاعةٗ وما اتصل به ، ص ٩٤.

۷۔ الخصائص الکبری، الجز الاول، باب ماظهر فی لیلة مولدهٗ من المعجزات والخصائص، ص ٨٥. باب اختصاصهٗ باشتقا ق اسمه الشریف الشهیر من الله تعالیٰ، ص ١٣٤ .

۸۔ الخصائص الکبریٰ. الجزء الاول، باب ماقع فی حملهٗ من الآیات ، ص ٧٢. حجة الله علی العالمین، الباب الثانی فی بعض ما وقع من آیات وخوارق العادات مدة حمله وولادتهٗ ، ص ١٧٠ . علامه نبهانیؒ لکھتے هیں.

وقال الماوردی فی اعلام النبوة ولما حملت آمنة بنت وهب برسول اللهؐ حدثت انها اتیت الی فی المنام فقیل له انک قد حملت بسیدهذه الامة فاذا وقع علی الارض فقولی.

اعیذه بالواحد — هن شر حاسد

ثم سمیه محمداً: امام ماوردیؒ ''اعلام النبوۃ'' میں لکھتے ہیں کہ جب حضرت آمنہ بنت وھب نے دولت وجود مصطفےٰ کو اپنے شکم اطہر میں لیا تو بیان کیا کہ ان کے پاس حالت خواب میں کوئی آیا اور کہا۔اے آمنہ! آپ سید المرسلینؐ کے حمل سے مشرف ہوگئی ہیں، پس جب وہ ولادت کے بعد زمین پر تشریف فرما ہوں تو یوں کہنا: ''میں انہیں یکتا وتنہا خدا کی پناہ میں دیتی ہوں، ہر حاسد کے شر سے، پھران کا نام نامی اسم گرامی محمد رکھنا''

۹۔ الخصائص الکبری. الجزء الاول باب اعلام اللہ بہ موسیٰ، ص ۱۸ .باب ماظهر فی لیلة مولدہٗ من معجزات. والخصائص، ص ۴۸. السيرة الحلبية. الجزء الاول ، باب نسبه الشریفؐ، ص ۱۷، ۱۸ .

۱۰۔ حجة الله على العالمين ، الباب السابع، فی بعض بشائر متفرقه نبوةؐ، ص ۱۴۹ . السيرة الحلبية، الجزء الاول، ص ۱۲ .

۱۱۔ السيرة الحلبية، الجز الاول، باب سنه الشریف، ص ۱۲ .

۱۲۔ الخصائص الکبری. الجزء الاول، باب اخبار الاحبار والرهبان به قبل مبعثہٗ، ص ۴۷. حجة الله على العالمين، الباب الثانی. فی بعض ماخبربه...... الخ، ص ۱۰۴، ۱۰۵ .

۱۳۔ الخصائص الکبری. الجزء الاول، باب اخبار الاحبار والرجال به قبل مبعثہٗ، ص ۴۶.

۱۴۔ السيرة النبوية لابن هشام، ص ۱۴ .

۱۵۔ حجة الله على العالمين، ص ۱۰۵ .

۱۶۔ حواله مذکور ص ۱۰۴، ۱۰۵ . السيرة النبوية والآثار المحمدية بهامش السيرة الحلبية، الجزء الاول ، باب ماجاء فی امر رسولؐ، ص ۱۲۴ .

۱۷۔ حجة الله على العالمين، ص ۱۰۵ .

۱۸۔ الخصائص الکبری. الجزء الاول، باب ماوقع فی حملہٗ من الآيات، ص ۶۹، ۷۰. البداية والنهاية. الجزء الاول، کتاب اخبار العرب، ص ۳۸۱ باالفاظ تغیر۔ علامہ سید احمد زینی دحلان نے السيرة النبوية و الآثار المحمدية بهامش السيرة الحلبية، الجزء الاول، باب فيما ورد على لسان الانبياء عليهم الصلاة والسلام من التنوبة بشانہٗ مع ماورد من ذلک على السان آبائه، ص ۳۰، درمیان کے چار شعر بتغیر الفاظ نقل کئے ہیں اور باب وفات امہ۲، ص ۵۸، اوپر کے دوشعر مذکور کئے ہیں۔ علامہ حلبی نے سیرۃ حلبیہ کے باب تزویج عبداللہ ابی النبیؐ آمنہ امہٗ وحفرزم زم وما یتعلق بذلک، الجزء الاول، ص ۳۹، حضرت عبداللہ کے کہے ہوئے دوشعر نقل کئے ہیں۔

۱۹۔ الخصائص الکبری. الجزء الثانی. باب ماوقع فی وفد الجن ، ص ۴۸.

۲۰۔ پارہ ۲۹، سورة الجن ، آیت ۲.

۲۱۔ السيرة النبوية لابن هشام، ص ۱۹۴ .

۲۲۔ پارہ ۲۹، سورۂ جن، آیت ۵.

۲۳۔ الخصائص الکبریٰ للسیوطی، الجزء الاول، باب ماسمع من الكهان والاصوات بظهور النبیؐ عند بعثة ص ۱۷۳ . الحجة الله على العالمين ص ۱۳۶ . السيرة النبوية والآثار المحمدية بهامش على السيرة الجليلة. باب ماجاء من امر رسولؐ رواما اخبار الکهان لا على السنة الجان) الجزء الاول، ص ۱۳۰ .

۲۴۔ حوالہ مذکور ایضاً (علامہ زینی دحلان اور صاحب حلبیہ نے اس کاہنہ کا نام حطیمہ لکھا ہے)

۲۵۔ الاصحابه المجلد الاول، ص ۲۸۸، ۲۸۹ . الخصائص الکبریٰ. باب ماسمع من الكهان والا صوات بظهور النبیؐ عند بعثته، الجزء الاول، ص ۱۷۶، ۱۷۷ . الحجة الله على العالمين، ص ۱۴۳ .

۲۶۔ الاصابہ، المجلد الاول، ص ۳۱۰. الخصائص الکبری. باب ماسمع عن الکهان و الا صوات بظهور النبیؐ عند بعثته، الجزء الاول، ص ۱۷۷ . حجة الله علی العالمین. ص ۱۴۳ .

۲۷۔ الخصائص الکبریٰ. باب ماسمع من الکهان والاصوات بظهور النبیؐ عند بعثته، الجزء الاول، ۱۷۱، ۱۷۲ . یہ اشعار بتغیر الفاظ واشعار ومصرع اور تبدل ترتیب اشعار کے ساتھ ان کتب میں بھی موجود ہیں۔ السیرۃ الحلبیہ. الجزء الاول ، باب ماجاء من الرسولؐ عن احبار الیهود............ الخ ، ص ۱۹۹ . السیرۃ النبویة والآثار المحمدیة. الجزء الاول، باب ماجاء من امر رسولؐ(وما احبار الکهان......الخ) علی حاشیة السیرۃ الحلبیة، ص ۱۲۹ . حجة الله علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ، ص ۱۳۵ . البدایة والنهایة . الجزء الاول، کتاب سیرۃ رسولؐ هواتف الجان و کلام الکهان فی المبعث، ص ۳۵۶، ۳۳۷. عیون الاثر. الجزء الاول ص ۱۵۱ . الاصابة فی تمییز الصابة. المجلد الاول، ۲۸۹. اسد الغابة فی معرفة الصحابة. المجلد الاول، ص ۵۹۱. (صرف مذکورہ بالا تین شعر درج ہیں) الاستیعاب فی معرفة الاصحاب، المجلد الثانی ، ص ۲۳۴ (صرف درمیان کے تین شعر) تاریخ جناب وشیاطین اردو) ترجمہ مولانا امداداللہ نور، ص ۲۵۰، ۲۵۱ . (مرجع الاصل لقط المرجان فی احکام الجان" للسیوطی)

۲۸۔ الخصائص الکبریٰ. الجزء الاول، باب وقع فی الهجرة من الایآت و المعجزات، ص ۳۰۹، ۳۱۰. الاستیعاب. المجلد الرابع، ص ۵۵. البدایة و النهایة. الجزء الاول، ص ۳۵۰، چھ شعر. عیون الاثر. الجزء الاول، ص ۳۰۵. پانچ شعر. السیرۃ النبویة لابن هشام، ص ۵۳۷ تین شعر. شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاریؓ، ص ۱۴۲، ۱۴۳ حجته الله علی العالمین، ص ۱۳۷، ۱۳۸ اور ۴۴۳ با الفاظ تغیر.

۲۹۔ السیرۃ الحلبیة. الجزء الثانی، باب الهجرة الی المدینة، ص ۵۰، ۵۱.

۳۰۔ السیرۃ النبویة والآثار المحمدیة بهامشها السیرۃ الحلبیة. الجزء الاول، باب ماجاء من امر رسولؐ، ص ۳۲۰.

۳۱۔ شرح دیوان حسان بن ثابت انصاریؓ ص ۵۱۵.

۳۲۔ الاستیعاب المجلد الرابع، ص ۵۱۵.

۳۳۔ حجة الله علی العالمین. ص ۱۳۷ .

۳۴۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۳۷، ۱۳۸ . الخصائص الکبری. الجزء الثانی، باب ماوقع فی قدوم خریم بن فاتک، ص ۵۱، ۵۲. اسد الغابه، المجلد الخامس، ص ۴۳ با الفاظ تغیر. السیرۃ الحلبیه. الجزء الاول، باب ماجاء من امر رسولؐ عن احبار الیهود و عن الرهبان النصاری و عن الکهان العرب...... الخ (واما سمع من الهواتف) ص ۲۰۵ . السیرۃ النبویة والآثار المحمدیة بها مشها السیرۃ الحلبیة. ص ۱۳۶ . ۱۳۷ . با الفاظ تغیر. البدایة و النهایة. الجزء الاول، ص ، ص ۳۶۳.

۳۵۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۳۶۔ الاصابۃ. المجلد الثالث، ص ۱۷۵۷. اسد الغابہ. المجلد الخامس، ص ۴۳. الخصائص الکبریٰ.

۳۷۔ الاصابہ. المجلد الاول، ص ۵۴۷.

۳۸۔ حوالۂ مذکور، ص ۸۳۵.

۳۹۔ الاصابۃ المجلد الثالث، ص ۱۵۷۶.

۴۰۔ الخصائص الکبریٰ. الجزء الثانی، باب ماوقع فی اسلام خنافربن التنوم الحمیری، ص ۵۲، ۵۳.

۴۱۔ حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۱۳۴.

۴۲۔ برصغیر پاک و ہند میں عربی نعتیہ شاعری، ص ۳۴۶۔

۴۳۔ ارمغان نعت، ص ۵۱.

۴۴۔ عہد رسالت میں نعت۔ ص ۲۵۵، ۲۵۶۔

۴۵۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۵۴ تا ۳۵۶۔

۴۶۔ ارمغان نعت، ص ۵۰ تا ۵۳۔

۴۷۔ اخبار جہاں۔ شمارہ ۱۷ مارچ ۱۹۷۶ء۔

۴۸۔ ارمغان نعت، ص ۵۰۔

۴۹۔ عہد رسالت میں نعت، ص ۲۵۳۔

۵۰۔ حوالۂ مذکور۔

۵۱۔ الخصائص الکبری. باب الاسلام و ماظہر فی ذالک من الایات، الجزء الاول، ص ۲۳۳.

۵۲۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۳۲.

۵۳۔ تاریخ جنات وشیاطین، مولانا امداد اللہ انور۔ ص ۱۱۴ مترجم بحوالہ لقط المرجان فی احکام الجان للسیوطی.

۵۴۔ حوالۂ مذکور ایضاً. الخصائص الکبری. ص ۲۳۳.

۵۵۔ حوالۂ مذکور.

۵۶۔ اسد الغابہ. المجلد الرابع، ص ۱۹۶، ۱۹۷.

۵۷۔ ارمغان نعت. ص ۵۰ تا ۵۳.

۵۸۔ الخصائص الکبریٰ. الجزء الاول، باب ماسمع من الکہان والا صوات بظہور النبیؐ عند بعثتہ، ص ۱۸۲، حجۃ اللہ علی العالمین. ص ۱۴۳. اسد الغابہ. المجلد الاول، ص ۲۷۰.

۵۹۔ حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۱۴۳.

۶۰۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۴۴.

۶۱۔ حوالۂ مذکور.

۶۲۔ حوالۂ مذکور ایضاً.

۶۳۔ الخصائص الکبری، الجزء الاول، باب ماوقع فی اسلام عمر بن الخطابؓ من الآیات، ص ۲۲۱، ۲۲۲.

۶۴۔ السیرۃ النبویۃ والآثار المحمدیۃ. الجزء الاول، باب ماذکر شئ من الخوارق الی ظھرت فی العالمین زمن رضاعۃ. ص ۴۷.

۶۵۔ السیرۃ الحلبیۃ. الجزء الاول، باب ماجاء فی امر رسولؐ علی احبار الیھود و عن الرھبان انصاری و عن الکھان العرب...... الخ(وا ما سمع من الھواتف) ص ۲۰۲، ۲۰۳. السیرۃ النبویۃ والآثار المحمدیۃ بھامش الحلبیۃ. الجزء الاول، ص ۱۳۳. الخصائص الکبریٰ. الجزء الاول، باب ماسمع من الکھان و الاصوات بظھور النبیؐ عند مبعثہ، ص ۱۸۱، ۱۸۲. چند اشعار بتغیر الفاظ. البدایۃ و النھایۃ. الجزء الاول، کتاب اخبار العرب، ص ۳۱۱.(ا) یہ شعر یوں درج ہے۔

"لم یخلنا یوماً سدی ...... من بعد عیسیٰ و اکثرت"

عیون الاثر فی فنون المغازی و الشمائل والسیر، الجزء الاول، ص ۱۴۹ (آخری تین شعر) حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۱۳۹، ۱۴۰.

۶۶۔ الخصائص الکبریٰ، الجزء الاول، ص ۱۷۵ بتغیر الفاظ. حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۱۲۶.

۶۷۔ تاریخ جنات و شیاطین، ص ۲۸۱، مرجع الاصل "لقط المرجان فی احکام الجنان للسیوطی"

۶۸۔ حجۃ اللہ علی العالمین ص ۱۲۶.

۶۹۔ تاریخ جناب و شیاطین ص ۲۸۱.

۷۰۔ الخصائص الکبری.الجزء الاول، ص ۱۷۷، ۱۷۸.

۷۱۔ السیرۃ الجلیلۃ. الجزء الاول، باب ماجاء الرسول عن احبار الیھود و عن الرھبان النصاریٰ و عن الکھان عرب...... الخ. (ومن ذلک خبر ماذن بن العضویۃ) ص ۲۰۱. السیرۃ النبویۃ والآثار المحمدیۃ. باب ماجاء امررسولؐ (وا ما ماسمع من جوف الاصنام فکثیراً ایضاً) بھامش السیرۃ الحلبیۃ. الجزء الاول، ۱۳۱، ۱۳۲. الخصائص الکبری. الجزء الاول، باب ماسمع من الکھان و الاصوات بظھور النبیؐ عند مبعثۃ، ص ۱۷۲، ۱۷۳ بروایت بھیقی عن ھشام بن محمد الکلبی من شیوخ طی.

۷۲۔ الخصائص الکبری. الجزء الاول، باب ماسمع من الکھان والا صوات بظھور النبیؐ عند بعثتہ، ص ۱۷۹

۷۳۔ حوالۂ مذکور ایضاً. حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۱۴۷.

۷۴۔ حوالہ مذکور ص ۱۸۱

۷۵۔ السیرۃ الجلیۃ. الجز الاول، باب ماجاء من امر رسولؐ...... الخ. ص ۱۰۳، ۱۰۴. الاصابۃ، المجلد الاول، ص ۶۳۰. الخصائص الکبری. الجزء الثانی، باب ماوقع فی وفد عذرۃ، ص ۳۹ با الفاظ تغیر. حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۱۴۶، صرف تین مصرعے با الفاظ تغیر.

۷۶۔ حجة اللہ علی العالمین. الباب السادس، فی جص ماسمع من اجواف الاصنام وغیرها من البشائربہؒ، ص ۱۴۶ ۔ الخصائص الکبریٰ. الجزء الاول، ص ۱۷۸ ۔ صرف چار شعر باالفاظ تغیر۔ باب ماسمع من الکھان والا صوات بظھور النبیؐ عند بعثتہ. السیرۃ النبویۃ والآثار المحمدیۃ بھامش السیرۃ الحلبیۃ. الجزء الاول، باب ماجاء من امر رسول رواما ماسمع من الھواتف) ص ۱۳۴ چار شعر باالفاظ تغیر۔

۷۷۔ السیرۃ الحلبیۃ. الجزء الاول، باب ماجاء من امر رسولؐ عن احبار الیھود و عن الرھبان من النصاریٰ و ...... الخ. (واماماسمع من الھواتف) ص ۲۰۳ . الخصائص.

۷۸۔ السیرۃ النبویۃ والآثر المحمدیۃ بھامش السیرۃ الحلبیۃ. الجز الاول، باب فی بیان تعذیب کفار قریش للمستضعفین من المؤمنین (ذکر اسلام عمرؓ) ص ۲۶۱ . البدایۃ و النھایۃ. الجزء الاول، کتاب سیرۃ رسول اللہؐ بہ ھواتف الجان و کلام الکھان فی المبعث، ص ۳۵۹ ...... ۹ شعر زائد از مصرع واحد.

۷۹۔ السیرۃ الحلبیۃ. الجزء الاول. باب ماجاء من امر رسول...... الخ. ص ۲۰۰، ۲۰۱ . علامہ حلبی نے ان اشعار کو صفحہ ۲۰۰ پر بھی نقل کیا ہے، جس کا پہلا شعر یوں ہے. من للقبائل من سلیم کلھا...... اودی ضمار و عاش اھل المسجد. (سُلیم کے تمام قبائل سے کہہ دو ضمار ہلاک ہوگیا اور اہل مسجد کو زندگی حاصل ہوگئی) السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، ص ۵۵۶، ۵۵۷ . یہ شعر اسی طرح درج ہے. حجة اللہ علی العالمین ،ص ۱۴۴، ۴۵ . عیون الاثر. الجزء الاول، ص ۱۵۷ . البدایۃ والنھایۃ. الجزء الاول ص ۲۶۲ . السیرۃ النبویۃ والآثار المحمدیۃ بھامش السیرۃ الجلیۃ. الجز الاول ، باب ماجاء من امر رسولؐ...... الخ. ص ۱۳۱ .

۸۰۔ الخصائص الکبریٰ. الجزء الاول، باب ماسمع من الکھان والا صوات بظھور النبیؐ عند بعثہ، ص ۱۷۹ . ۱۸۰ . البدایۃ والنھایۃ. الجزء الاول، کتاب سیرۃ رسول اللہؐ، ھواتف الجان و کلام الکھان فی المبعث ص ۳۵۸.

۸۱۔ السیرۃ الحلبیۃ. الجزء الاول، باب ماجاء امر رسولؐ احبار الیھود و عن الرھبان النصاری و عن الکھان العرب...... الخ...... ص ۲۰۵، ۲۰۶ . السیرۃ النبویۃ والآثار المحمدیۃ. باب ماجاء من امر رسولؐ...... الخ، الجزء الاول، ص ۱۳۷، ۱۳۸ . باالفاظ متغیر کثیر، اشعار میں بھی اضافہ ہے۔ حجة اللہ علی العالمین ص ۱۴۷ .

۸۲۔ الخصائص الکبریٰ. الجزء الثانی، باب ماوقع فی قدوم راشد بن عبد ربہ، ص ۵۴ . حجة اللہ علی العالمین. الباب السادس فی بعض ماسمع من اجواف الاصنام و غیر ھامن البشائربہؒ، ص ۱۴۴ . اسد الغابۃ. المجلد الثانی ص ۲۲۹ (صاحب اسد الغابہ اس واقعے کو نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ابن عبدربہ السلمی کو راشد بن حفص بھی کہتے ہیں)

۸۳۔ حجة اللہ علی العالمین. ص ۱۴۴

۸۴۔ اسد الغابہ. المجلد الرابع، ص ۲۹۵.

۸۵۔ الخصائص الکبریٰ. الجزء الاول، باب ماظهره فی لیلة مولدهٖ من المعجزات و الخصائص. ص ۸۸. حجة الله علی العالمین. ص ۱۴۷. البدایة والنهایة. الجزء الاول، کتاب سیرة رسولؐ ص ۳۵۸.

۸۶۔ عربی میں نعتیہ کلام۔ ص۲۴۔

۸۷۔ اردو میں نعت گوئی۔ ص۱۲۴۔

اردو نعت گوئی اور فاضل بریلوی، ص 19

۸۸۔ عہد رسالت میں نعت۔ ص۳۹۔

۸۹۔ البدایة و النهایة. الجزء الاول، کتاب سیرة رسولؐ، ص ۳۲۵.

۹۰۔ حوالۂ مذکور ایضاً۔ حجة الله علی العالمین، ص ۷۰.

۹۱۔ ماہنامہ الرشید (نعت نمبر) حصہ اول، ص۴۹۔

۹۲۔ حوالۂ مذکور ایضاً۔

۹۳۔ السیرة النبویة و الآثار المحمدیة بهامش السیرة الحلبیه. الجزء الاول، ص ۸۶ اور ۱۹۶. الاصابه. المجلد الرابع، ص ۲۲۸۰، آخری دو شعر.

۹۴۔ حوالۂ مذکور۔

۹۵۔ حوالۂ مذکور۔

۹۶۔ حوالۂ مذکور۔

۹۷۔ حوالۂ مذکور۔

۹۸۔ دیوان ابوطالب۔ ص۵۲۔

۹۹۔ الرشید (ماہنامہ، نعت نمبر) حصہ اول، ص۵۱۔ دیوان حضرت ابوطالب، ص۶۶، ۶۷۔ باختلاف الفاظ۔

۱۰۰۔ البدایة و النهایة. الجزء الاول، ص ۳۸۹.

۱۰۱۔ الرشید (ماہنامہ، نعت نمبر) حصہ اول، ص۵۲۔ دیوان حضرت ابوطالب، ص۱۵۵ تا ۱۵۸۔

۱۰۲۔ حوالۂ مذکور، ص۵۳، ۵۴۔ دیوان ابوطالب، ص۲۹۔

۱۰۳۔ الخصائص الکبری. الجزء الاول، باب ماوقع عند المبحث من المعجزات و الخصوصیات، ص ۱۶۲.

۱۰۴۔ السیرة النبویة لابن هشام، ص ۹۰. البدایة و النهایة. الجزء الاول، کتاب سیرة رسولؐ ص ۳۳۹. دس اشعار.

۱۰۵۔ حجة الله علی العالمین، ۱۲۴.

۱۰۶۔ الخصائص الکبریٰ. الجزء الاول، باب ماوقع عند المبحث من المعجزات والخصوصیات. ص ۱۶۵.

۱۰۷۔ حوالۂ مذکور. البدایة والنهایة. الجزء الاول، کتاب سیرة رسولؐ، ص ۳۶۹. حجة الله علی العالمین، ص ۱۲۴. الاصابه. المجلد الثالث، ص ۲۰۸۳ صرف دو شعر ۵، ۶.

۱۰۸۔ پارہ ۳۰. سورہ الضحیٰ، آیت ۶ تا ۸.

۱۰۹۔ پارہ ۲۱، سورۂ العنکبوت، آیت ۴۸. پارہ ۱۱، سورۂ یونس، آیت ۱۶.

۱۱۰۔ پارہ ۳۰. سورۃ الضحیٰ، آیت ۸.
۱۱۱۔ پارہ ۴، سورۃ آل عمران، آیت ۱۶۴.
۱۱۲۔ پارہ ۳۰، سورۃ العلق، آیت ۱تا ۵.
۱۱۳۔ پارہ ۶، سورۃ المائدۃ، آیت ۶۷. پارہ ۱۴. سورۃ الحجر، آیت ۹۴.
۱۱۴۔ پارہ ۷، سورۃ الانعام، آیت ۳۳تا ۳۵.
۱۱۵۔ حوالۂ مذکور، آیت ۵۲.
۱۱۶۔ حوالۂ مذکور، آیت ۱۰۶، ۱۰۷. سورۃ المزمل. پارہ ۲۹، آیت ۱ تا ۱۳.
۱۱۷۔ پارہ ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۱. پارہ ۲۷. سورۃ النجم، آیات ۱ تا ۱۸.
۱۱۸۔ پارہ ۱۴. سورۃ النحل، آیت ۴۱.
۱۱۹۔ پارہ ۹، سورۃ الانفال، آیت ۳۰.
۱۲۰۔ پارہ ۱۰، سورۃ التوبۃ، آیت ۴۰.
۱۲۱۔ حوالۂ مذکور.
۱۲۲۔ حوالۂ مذکور، آیت ۱.
۱۲۳۔ حوالۂ مذکور، آیت ۷۳.
۱۲۴۔ حوالۂ مذکور آیت، ۹۹. ۱۰۰.
۱۲۵۔ پارہ ۲۸، سورۃ المنفقون. آیت ۱.
۱۲۶۔ پارہ ۱۱، سورۃ التوبۃ، آیت۱۰۷تا ۱۱۰.
۱۲۷۔ پارہ۳، سورۃ البقرہ، آیت ۲۷۳.
۱۲۸۔ پارہ ۱۱، سورۃ التوبۃ آیت ۱۰۸.
۱۲۹۔ پارہ ۲، سورۃ التوبہ، آیت ۱۴۴.
۱۳۰۔ پارہ۴، سورۃ آل عمران، آیت ۱۲۳.
۱۳۱۔ حوالۂ مذکور، آیت ۱۲۱ تا ۱۷۵.
۱۳۲۔ پارہ۲۱، سورۃ الاحزاب، آیت ۱ تا ۲۰.
۱۳۳۔ پارہ ۱۰، سورۃ التوبۃ، آیت ۲۵، ۲۶.
۱۳۴۔ پارہ ۹، ۱۰، سورۃ التوبۃ، آیت ۹۲ تا ۱۰۶، ۱۱۷ تا ۱۲۳.
۱۳۵۔ پارہ ۲۶، سورۃ الفتح، آیت ۱۸، ۱۹.
۱۳۶۔ حوالۂ مذکور، آیت ۲، تا ۲۷.
۱۳۷۔ پارہ ۱۵، سورۃ نبی اسرائیل، آیت ۸۱ سورۃ فتح، آیت ۲۷. پارہ ۲۶.
۱۳۸۔ پارہ ۶، سورۃ المائدہ، آیت ۳.
۱۳۸ A پارہ۴، سورۃ آل عمران، آیت ۱۴۴.
۱۳۹۔ پارہ ۲۱، ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۲ تا ۵۱.
۱۴۰۔ پارہ ۳، سورۃ آل عمران، آیت ۲۸(آل عمران اور احزاب کی کئی آیات)
۱۴۱۔ حوالۂ مذکور، آیت ۲۰. ۲۱. (آل عمران، توبہ اور احزاب کی کئی آیات)
۱۴۲۔ پارہ۱۰، سورۃ التوبہ، آیت ۷. (سورۃ ال عمران، توبہ اور احراب کی کئی آیات)

۱۴۳۔ پارہ ۲۱، ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۳۰ تا ۳۴.
۱۴۴۔ پارہ ۲۸، سورۃ التحریم، آیات ۳ تا ۵.
۱۴۵۔ حوالۂ مذکور آیت ۱ تا ۲.
۱۴۶۔ حوالۂ مذکور آیت ۳.
۱۴۷۔ پارہ ۱۸، سورۃ النور، آیت ۱۱ تا ۱۸.
۱۴۸۔ پارہ ۳، سورۃ آل عمران،آیت ۶۴.
۱۴۹۔ پارہ ۳۰، سورۃ عبس، آیت ۱ تا ۱۶.
۱۵۰۔ اردو میں سیرت رسولؐ، ص ۴۶.
۱۵۱۔ پارہ ۱، سورۃ البقرۃ، آیت ۱۲۹.
۱۵۲۔ پارہ ۲۸. سورۃ الصف، آیت ۶.
۱۵۳۔ پارہ ۹، سورۃ الاعراف، آیت ۱۵۸.
۱۵۴۔ پارہ ۲۲، سورۃ الاعراف، آیت ۱۵۸.
۱۵۵۔ پارہ ۱۳، سورۃ الرعد، آیت ۷.
۱۵۶۔ پارہ ۳. سورۃ آل عمران ، آیت ۸۱.
۱۵۷۔ پارہ ۲۵، سورۃ الدخان، آیت ۱۳.
۱۵۸۔ حوالۂ مذکور، آیت ۱۷.
۱۵۹۔ حوالۂ مذکور، آیت ۱۸.
۱۶۰۔ پارہ۳، سورۃ آل عمران، آیت ۳۳.
۱۶۱۔ پارہ ۴، آل عمران، آیت ۱۷۹.
۱۶۲۔ پارہ ۲۲، سورۃ یٰس، آیت ۱.
۱۶۳۔ پارہ ۱۶، سورۃ سورۃ طٰہٰ، آیت ۱.
۱۶۴۔ پارہ ۲۹، سورۃ مزمل ، آیت ۱.
۱۶۵۔ پارہ ۲۹، سورۃ مدثر، آیت ۱.
۱۶۶۔ حوالۂ مذکور.
۱۶۷۔ پارہ ۶، سورۃ النساء، آیت ۱۷۰.
۱۶۸۔ حوالۂ مذکورہ، آیت ۱۷۴.
۱۶۹۔ پارہ ۵، سورۃ النساء ، آیت ۱۰۵.
۱۷۰۔ پارہ ۲۹، سورۃ القلم، آیت ۴.
۱۷۱۔ پارہ ۸، سورۃ الانعام، آیت ۱۶۱.
۱۷۲۔ حوالۂ مذکور، آیت ۱۶۳.
۱۷۳۔ پارہ ۱۵، سورۂ بنی اسرائیل، آیت ۱.
۱۷۴۔ پارہ ۳۰، سورۃ الکوثر، آیت ۱.

۱۷۵۔ پارہ ۳۰، سورۂ الم نشرح آیت ۴.
۱۷۶۔ پارہ ۲۱، سورۃ الاحزاب، آیت ۶.
۱۷۷۔ پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۵۶، ۵۷.
۱۷۸۔ حوالۂ مذکور، آیت ۵۶.
۱۷۹۔ پارہ ۱۶، سورۃ الکهف، آیت ۱۱۰.
۱۸۰۔ پارہ ۹، سورۃ الاعراف، آیت ۱۵۸.
۱۸۱۔ پارہ۱۰، سورۃ التوبۃ آیت ۴۰.
۱۸۲۔ پارہ ۳۰،سورۃ اللهب، آیت ۱ تا ۵.
۱۸۳۔ پارہ ۲۹، سورۃ المدثر، آیت ۱۱ تا ۲۹.
۱۸۴۔ پارہ ۲۲، سورۂ سبا، آیت ۴۳، ۴۶، ۵۰. پارہ ۲۳، سورۃ الصفت، آیت ۱۵، ۳۶.
۱۸۵۔ پارہ ۲۶، سورۃ الطور، آیت ۲۹، ۳۰.
۱۸۶۔ پارہ ۹، سورۃ الاعراف، آیت ۲۰۳.
۱۸۷۔ پارہ ۲۷، سورۃ القمر، آیت ۱ تا ۳.
۱۸۸۔ پارہ ۳۰، سورۂ الم نشرح، آیت ۱ تا۸.
۱۸۹۔ پارہ ۱۶، سورۃ الکهف، آیت ۱۱۰.
۱۹۰۔ پارہ ۲۵، سورۃ الدخان، آیت ۱۰ تا ۲۱.
۱۹۱۔ پارہ ۲۱، سورۃ الروم، آیت ۲ تا ۴.
۱۹۲۔ پارہ ۲۶، سورۃ الفتح، آیت ۱ (دیگر کئی آیات)
۱۹۳۔ The life of muhammad: Sir williommure (introduction) P.28
۱۹۴۔ رسول رحمت۔ مولانا ابوالکلام آزاد (مرتبہ مولانا غلام رسول مہر) ص ۱۹ تا ۲۰.
۱۹۵۔ پارہ ۱، سورۃ البقرہ. آیت ۸۹.
۱۹۶۔ پارہ ۹، سورۃ الاعراف، آیت ۱۵۷.
۱۹۷۔ پارہ ۲۸، سورۃ الصف، آیت ۶.
۱۹۸۔ پارہ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۱۲۹.
۱۹۹۔ پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۱۱۳.
۲۰۰۔ پارہ۲، سورۃ البقرہ، آیت ۱۴۴.
۲۰۱۔ پارہ ۱۶، سورۂ طٰہٰ، آیت ۱۳۰.
۲۰۲۔ پارہ ۳۰، سورۃ الضحیٰ، آیت ۵.
۲۰۳۔ پارہ ۳۰، سورۃ الانشراح، آیت ۴.
۲۰۴۔ پارہ ۱۰، سورۃ التوبہ، آیت ۶۱.
۲۰۵۔ پارہ ۱۵، سورۂ بنی اسرائیل (سورۃ الاسراء) آیت ۱.
۲۰۶۔ پارہ ۱۵، سورۃ الکهف، آیت ۱.
۲۰۷۔ پارہ ۱۸، سورۃ الفرقان، آیت ۱.
۲۰۸۔ پارہ ۲۴، سورۃ الزمر، آیت ۲۶.

۲۰۹۔ پارہ ۲۷، سورۃ النجم، آیت ۱۰ .

۲۱۰۔ پارہ ۲۷، سورۃ الحدید، آیت ۹ .

۲۱۱۔ پارہ ۴، سورۃ آل عمران، آیت ۱۴۴ .

۲۱۲۔ پارہ۵، سورۃ النساء، آیت ۷۹.

۲۱۳۔ پارہ ٦، سورۃ النساء، آیت ۱۷۰ .

۲۱۴۔ پارہ ۷، سورۃ المائدہ، آیت ۹۹ .

۲۱۵۔ پارہ ۹، سورۃ الاعراف، آیت ۱۵۸ .

۲۱۶۔ پارہ ۱۱، سورۃ التوبۃ، آیت ۱۲۸ .

۲۱۷۔ پارہ ۲۰، سورۃ العنکبوت، آیت ۱۸ .

۲۱۸۔ پارہ ۲۲، سورۃ یٰسن، آیت ۳.

۲۱۹۔ پارہ ۲٦، سورۃ الفتح، آیت ۲۹ .

۲۲۰۔ پارہ ۲۸، سورۃ الجمعۃ، آیت ۲ .

۲۲۱۔ پارہ ۲۹، سورۃ المزمل آیت ۱۵ .

۲۲۲۔ پارہ ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل، آیت۷۹.

۲۲۳۔ پارہ ۳، سورۃ آل عمران، آیت ۸۱.

۲۲۴۔ پارہ ۲٦، سورۃ الفتح، آیت ۲ .

۲۲۵۔ پارہ ۳، سورۃ المائدۃ ، آیت ۳.

۲۲٦۔ پارہ ۳، سورۃ آل عمران، آیت ۱۹ .

۲۲۷۔ حوالۂ مذکور. آیت ۸۵.

۲۲۸۔ پارہ ۱ ،سورۃ البقرۃ، آیت ۹۷ .

۲۲۹۔ پارہ ۷، سورۃ الانعام، آیت ۱۹ .

۲۳۰۔ پارہ ۱۴، سورۃ الحجر، آیت ۸۷.

۲۳۱۔ پارہ ۱۴، سورۃ النحل ، آیت ۴۴.

۲۳۲۔ پارہ ۱۹، سورۃ الشعراء، آیت ۱۹۲، ۱۹۴ .

۲۳۳۔ پارہ ۲۱، سورۃ العنکبوت، آیت ۵۱.

۲۳۴۔ پارہ ۲۵، سورۃ الشوریٰ، آیت ۷.

۲۳۵۔ پارہ ۲٦، سورۃ ق، آیت ۴۵.

۲۳٦۔ پارہ ۲۷. سورۃ الرحمن، آیت ۱، ۲.

۲۳۷۔ پارہ ۲۹، سورۃ الدھر، آیت ۲۳.

۲۳۸۔ پارہ ۱۴، سورۃ الحجر، آیت ۹.

۲۳۹۔ پارہ ۱، سورۃ البقرۃ، آیت ۱۲۹ . پارہ ۴، سورۃ آل عمران، آیت ۱٦۴، پارہ ۲۸، سورۃ الجمعۃ، آیت ۲ .

۲۴۰۔ پارہ ۲، سورۃ البقرۃ، آیت ۱۵۱ .

۲۴۱۔ پارہ ٦، سورۃ المائدہ، آیت ۱۵.

۲۴۲۔ پارہ ۱۳، سورۃ ابراھیم، آیت ۴.

۲۴۳۔ پارہ ۱۴، سورۃ النحل، آیت ۳۹.

۲۴۴۔ حوالہ مذکور، آیت ۴۴.

۲۴۵۔ حوالہ مذکور، آیت ٦۴.

۲۴٦۔ پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ٦۵.

۲۴۷۔ حوالۂ مذکور، آیت ۱۰۵.

۲۴۸۔ پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۳٦، ۳۳.

۲۴۹۔ پارہ ۱، سورۃ البقرۃ، آیت ۱۲۹.

۲۵۰۔ پارہ ۲، سورۃ البقرۃ، آیت ۱۵۱.

۲۵۱۔ پارہ ۴، سورۃ آل عمران، آیت ۱٦۴. پارہ ۲۸، سورۃ الجمعۃ، آیت ۲.

۲۵۲۔ پارہ ۲۱، سورۃ الاحزاب، آیت ۲۱.

۲۵۳۔ پارہ ۹، سورۃ انفال، آیت ۱۷.

۲۵۴۔ پارہ ۲٦، سورۃ الفتح، آیت ۱۰.

۲۵۵۔ پارہ ۲۷، سورۃ النجم، آیت ۳۰۴.

۲۵٦۔ پارہ ۳، سورۃ آل عمران، آیت ۳۲.

۲۵۷۔ پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۵۹.

۲۵۸۔ پارہ ۹، سورۃ الانفال، آیت ۱، ۲ اور ۴٦.

۲۵۹۔ پارہ ۳۰، سورۃ الکوثر، آیت ۱.

۲٦۰۔ پارہ ۳، سورۃ البقرۃ، آیت ۲۵۳.

۲٦۱۔ پارہ ۴، سورۃ آل عمران آیت ۱٦۴.

۲٦۲۔ پارہ ۹، سورۃ الانفال، آیت ۳۳.

۲٦۳۔ پارہ ۱۱، سورۃ التوبۃ آیت ۱۲۸.

۲٦۴۔ پارہ ۱۷، سورۃ الانبیاء، آیت ۱۰۷.

۲٦۵۔ پارہ ۳۰، سورۃ الکوثر، آیت ۳.

۲٦٦۔ پارہ ٦، سورۃ المائدہ، آیت ٦۷.

۲٦۷۔ پارہ ۴، سورۃ آل عمران، آیت ۱۵۹.

۲٦۸۔ پارہ ۲۹، سورۃ القلم آیت ۴.

۲٦۹۔ پارہ ٦، سورۃ النساء، آیت ۱۷۴.

۲۷۰۔ پارہ ٦، سورۃ المائدہ، آیت ۱۵.

۲۷۱۔ پارہ ۱۵، سورۃ الاسراء، آیت ۱.

۲۷۲۔ پارہ ۲۷، سورۃ النجم، آیت ۹،۸۔ سورۂ نجم کی آیت ۱۸ تک معراج شریف کا ہی ذکر ہے۔

۲۷۳۔ پارہ ۲۱، سورۃ الروم، آیت ۱ تا ۴۔
۲۷۴۔ پارہ ۲۵، سورۃ الدخان، آیت ۱۶ ۔
۲۷۵۔ پارہ ۲۶، سورۃ الفتح، آیت ۲۷۔
۲۷۶۔ پارہ ۲۷، سورۃ القمر،آیت ۱ ۔
۲۷۷۔ پارہ۳۰، سورۃ الانشراح، آیت ۱ ۔
۲۷۸۔ پارہ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۱۴۳ ۔
۲۷۹۔ پارہ۳، سورۃ آل عمران، آیت ۳۱۔
۲۸۰۔ حوالۂ مذکور، آیت ۳۲۔
۲۸۱۔ پارہ ۴، سورۃ النساء آیت ۱۳ ۔
۲۸۲۔ پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۵۹۔
۲۸۳۔ حوالۂ مذکور سورۃ النساء، آیت ۶۴ ۔
۲۸۴۔ حوالۂ مذکور سورۃ النساء، آیت ۶۹ ۔
۲۸۵۔ حوالۂ مذکور، سورۃ النساء، آیت ۸۰۔
۲۸۶۔ پارہ ۷، سورۃ المائدہ، آیت ۹۲ ۔
۲۸۷۔ پارہ ۹، سورۃ الاعراف، آیت ۱۵۷ ۔
۲۸۸۔ پارہ ۹، سورۃ الانفال، آیت ۱ ۔
۲۸۹۔ حوالۂ مذکور، سورۃ الانفال آیت ۲۰ ۔
۲۹۰۔ پارہ ۱۰، سورۃ الانفال، آیت ۴۶۔
۲۹۱۔ پارہ ۱۸، سورۃ النور، آیت ۵۲۔
۲۹۲۔ حوالۂ مذکور، آیت ۵۴۔
۲۹۳۔ حوالۂ مذکور، آیت ۵۶۔
۲۹۴۔ پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۶۶ ۔
۲۹۵۔ حوالۂ مذکور، آیت ۷۱۔
۲۹۶۔ پارہ ۲۶، سورۃ محمد، آیت ۳۳۔
۲۹۷۔ پارہ ۲۶، سورۃ الفتح، آیت ۱۷ ۔
۲۹۸۔ پارہ ۲۸، سورۃ الحشر، آیت ۷۔
۲۹۹۔ پارہ ۲۸، سورۃ التغابن، آیت ۱۲ ۔
۳۰۰۔ پارہ ۱۸، سورۃ النور، آیت ۶۳ ۔
۳۰۱۔ پارہ ۲۱، سورۃ الاحزاب، آیت ۶ ۔
۳۰۲۔ پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۵۳۔
۳۰۳۔ پارہ ۲۶، سورۃ الاحزاب، آیت ۵۳۔
۳۰۴۔ پارہ ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت ۱ ۔

۳۰۵۔ حوالۂ مذکور، سورۃ الحجرات، آیت ۲۔
۳۰۶۔ حوالۂ مذکور، سورۃ الحجرات، آیت ۳۔
۳۰۷۔ حوالۂ مذکور، سورۃ الحجرات، آیت ۷۔
۳۰۸۔ پارہ ۲۸، سورۃ المجادلہ، آیت ۱۲۔
۳۰۹۔ حوالۂ مذکور، آیت ۹۔
۳۱۰۔ پارہ ۳،سورہ آل عمران،
۳۱۱۔ پارہ ٦، ، سورۃ المائدہ، آیت ۳۔
۳۱۲۔ پارہ ۲۸،سورۃ الحشر،آیت۷
۳۱۳۔ پارہ ۱۳،سورۃ الرعد،آیت۷
۳۱۴۔ پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۳٦۔
۳۱۵۔ پارہ ۲۲،سورۃ الاحزاب،آیت۳۵
۳۱٦۔ پارہ۲،سورہ نمل،آیت۷۷
۳۱۷۔ پارہ ۲۲،سورۃ الاحزاب،آیت۳۳
۳۱۸۔ پارہ۱۰،سورۃ التوبۃ،آیت ۱۷
۳۱۹۔ پارہ ۱۸،سورۃ النور،آیت٦۲
۳۲۰۔ پارہ ۱۰،سورۃ التوبہ،آیت۳
۳۲۱۔ پارہ۹،سورۃ الانفال،آیت ۱
۳۲۲۔ پارہ ۱۰،سورۃ التوبہ،آیت۵۹
۳۲۳ - پارہ ۱۰، سورۃ التوبہ، آیت ۱۰۷
۳۲۴ - پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۲۸
۳۲۵۔ پارہ، ۱۳، سورۃ الرعد، آیت ۲۸۔
۳۲٦۔ پارہ ۲۸، سورۃ الطلاق، آیت ۱۰۔
۳۲۷۔ پارہ ۳۰، سورۃ الغاشیۃ، آیت ۲۱۔
۳۲۸۔ پارہ ۲، سورۃ البقرہ، آیت ۱۴۴۔
۳۲۹۔ پارہ ۱۴، سورۃ الحجر، آیت ۸۸۔
۳۳۰۔ پارہ ۲۷، سورۃ النجم، آیت ۱۷۔
۳۳۱۔ پارہ ۱٦، سورۃ مریم، آیت ۹۷۔
۳۳۲۔ پارہ ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل آیت ۲۹۔
۳۳۳۔ پارہ ۳۰، سورۃ الم نشرح، آیت ۱۔
۳۳۴۔ حوالہ مذکور، آیت ۲، ۳۔
۳۳۵۔ پارہ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۹۷۔
۳۳٦۔ پارہ ۳،سورۃ آل عمران،ص ۸۱
۳۳۷۔ پارہ۲٦،سورۃ الفتح،آیت۲۷
۳۳۸۔ پارہ ۱۳،سورہ ابراهیم،آیت ۱

۳۳۹ پارہ ۹ ،سورۃالاعراف،آیت۱۵۷

۳۴۰۔ پارہ ۲۴، سورۃ الزمر، آیت ۳۳.

۳۴۱۔ پارہ ۱۲، سورۃ ہود، آیت ۱۷.

۳۴۲۔ پارہ ۳۰، سورۃ البروج، آیت ۳.

۳۴۳۔ پارہ ۱۵، سورۃ الکھف، آیت ۱.

۳۴۴۔ پارہ۲۹، سورۃ القلم، آیت ۳.

۳۴۵۔ پارہ ۷، سورۃ الانعام، آیت ۹۰.

۳۴۶۔ پارہ ۱۸، الفرقان، آیت ۱.

۳۴۷۔ پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۴۰.

۳۴۸۔ پارہ ۲۲، سورۃ السبا، آیت ۲۸.

۳۴۹۔ پارہ ۹، سورۃ الاعراف، آیت ۵۸.

۳۵۰۔ پارہ ۱۷، سورۃ الانبیاء، آیت ۱۰۷.

۳۵۱۔ پارہ ۱۸، سورۃ الفرقان، آیت ۱.

۳۵۲۔ پارہ ۲۳، سورۃ السبا، آیت ۲۸.

۳۵۳۔ پارہ ۳۰، سورۃ الکوثر، آیت ۱.

۳۵۴۔ پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۴۰.

۳۵۵۔ پارہ ۶، سورۃ المائدہ، آیت ۴.

۳۵۶۔ پارہ ۷، سورۃ الانعام، آیت ۱۹.

۳۵۷۔ پارہ ۱۰، سورۃ التوبۃ، آیت ۳۳، پارہ ۲۶، سورۃ الفتح، آیت ۳۸. پارہ ۲۸. سورۃ الصف، آیت ۹.

۳۵۸۔ پارہ ۱۷، سورۃ الانبیاء، آیت ۱۰۷.

۳۵۹۔ پارہ ۸، سورۃ الفرقان، آیت ۱.

۳۶۰۔ پارہ۲۳، سورۃ السبا، آیت ۲۸.

۳۶۱۔ پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۵۶.

۳۶۲۔ پارہ ۳۰، سورۃ الاخلاص، آیت ۱.

۳۶۳۔ پارہ ۳۰، سورۃ الکوثر، آیت ۱.

۳۶۴۔ حوالۂ مذکور، آیت ۲.

۳۶۵۔ حوالۂ مذکور، آیت ۳.

۳۶۶۔ پارہ ۳۰، سورۃ العدٰیت، آیت ۱.

۳۶۷۔ حوالۂ مذکور، آیت ۲.

۳۶۸۔ حوالۂ مذکور آیت ۳.

۳۶۹۔ پارہ ۱، سورۃ الفاتحہ، آیت ۱.

۳۷۰۔ پارہ ۳۰، سورۃ البلد، آیت ۱۔
۳۷۱۔ حوالۂ مذکور، آیت ۲۔
۳۷۲۔ پارہ ۳۰، سورۃ القدر، آیت ۱۔
۳۷۳۔ حوالۂ مذکور، آیت ۲۔
۳۷۴۔ پارہ ۳۰، سورۃ الزلزال، آیت ۱۔
۳۷۵۔ حوالۂ مذکور، آیت ۲۔
۳۷۶۔ پارہ ۳۰، سورۃ الشمس، آیت ۱۔
۳۷۷۔ حوالۂ مذکور، آیت ۲۔
۳۷۸۔ حوالۂ مذکور آیت ۳۔
۳۷۹۔ پارہ ۳۰، سورۃ العلق، آیت ۱۔
۳۸۰۔ حوالۂ مذکور، آیت ۲۔
۳۸۱۔ پارہ ۳۰، سورۃ الشمس، آیت ۹۔
۳۸۲۔ حوالۂ مذکور، آیت ۱۰۔

باب چہارم:

فصل اول:

عہد نبوی ﷺ کی نعتیہ شعری

بعد از ولادت بشارات مصطفےٰ ﷺ

فرشتے کی بشارت بوقت ولادت:

زید بن عمرو بن نفیل دربار نجاشی میں حاضر تھے اور وہ یہ واقعہ شاہِ حبش کو سنا رہے تھے کہ، اے بادشاہ! ایسی ہی ایک رات تھی، جب میں جبل ابوقبیس پر آیا تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص آسمان سے اتر رہا ہے اور اس کے دو سبز پر ہیں، پھر وہ ابوقبیس پر آ ٹھہرا اور جھانک کر مکہ کو دیکھا، پھر یوں کہا۔

"ذلّ الشيطان وبطلت الاوثان و ولد الامين" ثمه نشر ثوباً معه و اهوى به نحو المشرق و المغرب فرايته قد جلل ما تحت اسماء و سطح نور كاد يخطف بصرى وهانى مارايت و خفق الهاتف بخباحيه حتى سقط على الكعبة فسطع له نور اشرقت له تهامة وقال " زكت الارض وادت ربيعها" واوماً الى الاصنام الى كانت على الكعبة فسقطت كلها. (۱)

ترجمہ: ''بت پرستی کا خاتمہ ہو گیا اور امین کی ولادت ہو گئی۔'' اس کے بعد اس نے ایک کپڑا پھیلایا اور اسے لے کر مشرق و مغرب کی طرف چلا گیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ زیر آسمان پوری فضا اس کے جسم سے بھر گئی ہے اور ایک ایسا نور چمکا ہے جس سے میری آنکھوں کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔ اس منظر سے مجھ پر دہشت طاری ہو گئی۔ پھر ہاتف نے اپنے پر پھڑ پھڑائے، یہاں تک کہ کعبہ شریف پر آ بیٹھا، تو اس سے ایسا نور بلند ہوا جس نے ارض تہامہ کو جگمگا دیا، پھر اس نے کہا۔

''زمین سر سبز و شاداب ہو گئی ہے اور بہار کا موسم آ گیا ہے۔''

پھر اس نے سطح کعبہ پر پڑے ہوئے بتوں کی طرف اشارہ کیا تو وہ زمیں بوس ہو گئے۔

ہاتف غیبی سے (فرشتے کی نعت):

صاحب سیرۃ حلبیہ لکھتے ہیں۔ "انها لما دخلت عليه ﷺ سمع جدها هاتفاً" (۲) جب حضور نبی کریمؐ کے دادا حضرت عبد المطلب حلیمہ سعدیہ کو لے کر حضرت آمنہ کے پاس پہنچے تو غیب سے یہ اشعار نعت پڑھنے کی آواز آئی۔

الى ابن آمنة الامين محمدا	خير الانام و خيرة الاخيار
ما ان له غير الحليمة مرضع	نعم الامينة هى على الابرار

مـامـونـه مـن كل عيب فـاحـش ونـقـيـه الاثـواب والاوزار

لاسـلـمـنـه الـىٰ سـواهـا انـه آمـر وحـكـم جـاء من جـبـار (۳)

ترجمہ: (۱) بے شک آمنہ کا بیٹا امانت دار محمد ﷺ مخلوق میں سب سے بہتر اور بہترین لوگوں میں سب سے بہترین ہیں۔
(۲) ان کے لیے حلیمہ کے سوا کوئی (آیا) دودھ پلانے والی نہیں ہو سکتی اور وہ ﷺ، بہترین رازوں پر امانت دار ہیں۔
(۳) اور ہر عیب سے اور فحش سے پاک و محفوظ ہیں۔ وہ ﷺ پاک دامن اور گناہوں سے پاک ہیں۔
(۴) اور تم اس (ﷺ) کو اس کے سوا کسی کے سپرد نہ کرو اور یہ حکم و فرمان ہے جو جبار خداوندی کی طرف سے آیا ہے۔

دیوار کعبہ سے بشارت ولادت مصطفےٰ ﷺ:

سید احمد زینی دحلان لکھتے ہیں۔

عن عبد المطلب قال كنت في الكعبه فرايت الا صنام سقطعت فمن ما كنها وخرت سجد اوسمعت من جدار الكعبه قائلاً بقول.

ولـد الـمـصـطـفىٰ الـمـخـتـار الـذى تهـلـك بيـده الـكـفـار

ويـظـهـر مـن عـبـادة الاصـنـام ويأمـر بـعـبـادة الملك العلام (۴)

ترجمہ: عبدالمطلب سے روایت ہے کہ کعبے میں تھا کہ اچانک میں نے دیکھا کہ کعبہ میں رکھے بت اپنی اپنی جگہوں سے گر پڑے اور حالت سجدہ میں زمین بوس ہو گئے۔ ساتھ ہی میں نے کعبہ کی دیوار سے آنے والی ایک صدا سنی جو کہہ رہی تھی کہ وہ محبوب، خدا پیدا ہو گئے ہیں، جن کے ہاتھوں کفار ہلاک ہوں گے۔
اور جو مکہ کو بتوں کی پوجا سے پاک صاف کر دیں گے اور جو لوگوں کو خدا کا حکم دیں گے، اس خدا کا جو سب کچھ جاننے والا ہے۔

نجم احمد کا طلوع:

امام نبہانی لکھتے ہیں:

ایک یہودی نے حضرت عبدالمطلب سے کہا! اے سردار بطحاء: بے شک وہ نومولود جس کے بارے میں آپ کو بتایا تھا، کل پیدا ہو گیا ہے۔ حضرت عبدالمطلب نے فرمایا، ہاں! کل ہمارے گھر ایک بچے کی پیدائش ہوئی ہے۔ اس یہودی نے پوچھا! آپ نے اس کا نام کیا رکھا ہے؟ تو آپ نے فرمایا۔ ''محمد'' یہودی نے کہا، یہ تین نشانیاں ہیں جو اس کی نبوت کی شہادت دیتی ہیں۔

احـداهن ان نجمه طلع البارحة و الثانية ان اسمه محمد و الثالثةان يولد فى صيابة قومه و انت يا عبد المطلب صيابتهم. (۵)

ترجمہ: ایک یہ کہ کل اس کا ستارہ طلوع ہو چکا ہے۔ دوسری یہ کہ اس کا نام نامی اسم گرامی ''محمد'' ہے اور تیسری یہ کہ وہ ایک سردار کے گھرانے میں پیدا ہوگا۔ اے عبدالمطلب! آپ بلاشبہ سردار قریش ہیں۔

علامہ نبہانی نے بحوالہ سیرۃ ابن ہشام ابوقیس یہودی کی ایک بشارت ''طلوع نجم احمد ﷺ'' نقل کی ہے

(۶) اس طرح ایک اور روایت بیہقی اور ابونعیم کے حوالے سے درج ہے۔(۷) نجم طلوع کی خبر حضرت موسیٰ نے دی تھی اور یہ بات علمائے بنی اسرائیل میں نہایت مشہور و معروف ہے۔ امام نبہانی نے حضرت کعب احبار کی روایت نقل کی ہے کہ جب فلاں ستارہ حرکت کرے گا اور محو خرام ہوگا تو وہ محمد مصطفےٰ کے ظہور کا وقت ہوگا۔(۸)

ایک یہودی نے آپ کی ولادت پر نعرۂ تکبیر بلند کیا اور بطور نشانی نبوت مہر نبوت کا ذکر کیا۔ علامہ نبہانی لکھتے ہیں۔

ومن ذالک ماروی هشام بن عروه عن ابیه عن عائشةؓ قالت کان یهودی یسکن مکة فلما کانت اللیه التی ولد فیها رسول اللهؐ حضر مجلس قریش فقال یا معشر قریش هل ولد فیکم اللیلة مولود فقال القوم والله مانعلم قال الله اکبر اما اذا اخطاکم فلا باس انظرو واحفظوا ما اقول لکم ولد فی هذه اللیلة نبی بین کتفیه علامة فیها شعرات متواترات کانها عرف فرس .... الخ (۹)

ترجمہ: ہشام بن عروہ بطریق حضرت عائشہ نقل کرتے ہیں کہ ایک یہودی مکہ میں رہتا تھا۔ شب میلاد رسول وہ قریش کی مجلس میں آیا اور اس نے کہا: اے معشر قریش! کیا آج کی رات تمہارے قبیلے میں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے؟ انہوں نے جواب دیا، ہمیں نہیں معلوم۔ وہ پکارا۔ اللہ اکبر۔'' جب تمہیں معلوم نہیں تو پھر کوئی حرج نہیں۔ دیکھو! میری بات اچھی طرح یاد رکھو کہ آج کی رات وہ نبی پیدا ہوا ہے جس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک نشانی ہے جس میں بالوں کا ایک گچھا ہے .... الخ۔(۱)

ملک یمن میں کہی گئی نعت

شاہ یمن، سیف ابن ذی یزن الحمیری کی پیش گوئی:

سیف ابن ذی یزن الحمیری، شاہ یمن نے یہ نعت حضورؐ کی ولادت کے دو سال بعد بیان کی۔ اس کی کنیت ابومرّہ تھی۔

وروی ابونعیم و البهیقی ان سیف بن ذی یزن الحمیری لما ولی علی الحشبة وذلک بعد مولد رسول اللهؐ بسنتین اتاه و فود العرب و اشرافها او شعر اؤ ها............ و کان من جملتهم وفد قریش و فیهم عبد المطلب و امیة ابن عبد شمس و غالب و جهائهم الی کعبد الله بن جد عان............ فارسل الیٰ

(۱) یہ بشارت طوالت کے سبب باختصار پیش کی گئی۔

عبد المطلب فأ دناه ثمه قال له "با عبد المطلب انی مفض الیک من سرّ علمی أمراً لو غیرک یکون لم ألج له به ولکن رأیتک معدنه فاطلعتک طلعه ای علیه فلیکن عندک مخباً حتی باذن الله عزوجل فیه انی اجد فی الکتاب المکنون و العلم المخزون الذی ادّخرناه لانفساً و احتجبناه ای کتمناه دونا غیرنا:

"خبراً عظیما .... و خطراً جسیماً

فیه شرف الحیاة .... وفضیلة العرفاة

للناس عامة .... ولرهطک کافة

ولک خاصّةً ....

فقال له عبد المطلب مثلک ایها الملک سرّوبرّ فما هوفداک اهل الوبرزمر بعد زمر قال:

اذا ولد بتهامة غلام لبین به علامة

بین کتفیه شامة کانت له الامة

ولکم به الزعامة ای لسیادة

الی یوم القیامة

فقال له عبد المطلب ایها الملک أبت ای رجعت بخیر مآب بمثله وافد قوم ولولا هیبة الملک و اجلاله واعظامه لسألته من مساره ای من سارعة ایای بما ازداد به سروراً فقال له الملک:

هذا حینه الذی یولد فیه اوقد ولد

اسمه محمد

بین کتفیه شامة یموت ابوه وامه

ویکفله جده وعمه

وقد ولدنا مراراً والله باعثه جهاراً

وجاعل له منا انصاراً

یعذبهم الاولیاء ہ .... ویذلی بهم اعواء ہ

ویضرب هم الناس .... عن عرض ای جمیعاً

ویستفتح بهم کرائم الارض ....

يعبد الرحمنٰ...... و يدحض يز جر الشيطان

ونجمد اليزان...... و يكسر الاوثان

قول فصل...... و حكمه عدل

يأمربالمعروف...... و يفعله و ينهيٰ عن المنكر .... ويبطله

قال له عبد المطلب:

جد جدک...... ودام ملکلک

وعلاکعبک...... فهل الملک

ساری با فصاح فقد وضح لی بعض الایضاح

قال: والبيت ذی الحجب...... و العلامات علی النقب

ای الطرق انک لجده یا عبد المطلب، غير کذب:

قال فخر عبد المطلب ساجداً (۱۰)

ترجمہ: ابونعیم اور بیہقی روایت کرتے ہیں کہ، جب سیف ابن ذی یزن الحمیری حبشیوں پر غالب ہوا۔ یہ واقعہ حضورؐ کی ولادت باسعادت کے دوسال بعد کا ہے، تو اس کے پاس عرب کے بہت سے وفود مبارک باد دینے کے لیے پہنچے، جن میں عرب کے معزز لوگ اور شاعر بھی شامل تھے .... ان ہی وفود میں سے ایک وفد مکہ کے قبیلہ قریش کا بھی تھا اس وفد میں عبدالمطلب، امیہ ابن عبدالشمس اور دوسرے بہت سے معزز و گرامی سردار شامل تھے، جیسے عبداللہ ابن خویلد بن اسد اور وہب بن عبدمناف .... پھر اس بادشاہ نے عبدالمطلب کو بلا بھیجا۔ جب وہ آئے تو انہیں اپنے بالکل قریب بٹھا کر ان سے کہا۔

''اے عبدالمطلب! میں اپنے علم کے پوشیدہ اور خفیہ رازوں میں سے ایک ایسا راز تمہیں بتلا رہا ہوں کہ تمہارے علاوہ کوئی اور ہوتا تو میں اس کو ہرگز نہ بتلاتا، مگر میں تمہیں اس راز کا صحیح راز دار سمجھتا ہوں، اس لیے تمہیں اس کی اطلاع دے رہا ہوں، اور تم بھی اس راز کو اس وقت راز ہی رکھنا، جب تک کہ خود اللہ تعالیٰ ہمیں اس راز کو نہ کھول دے۔''

میں نے پوشیدہ کتاب اور علم کے اس سربستہ ذخیرے میں جس کو ہم صرف اپنا خزانہ سمجھتے ہیں اور دوسروں سے اس کو چھپا کر رکھتے ہیں۔ میں نے اس میں ایک بہت عظیم الشان خبر اور ایک بڑے خطرے کے متعلق پڑھا ہے۔ جس میں تمام لوگوں کے لیے عام طور پر اور آپ کے خاندان کے لیے خاص طور پر زندگی کا بھی عز و شرف ہے اور موت کی بھی فضیلت ہے۔''

یہ سن کر عبدالمطلب نے کہا۔

''خدا کرے جہاں پناہ کو بھی ایسی ہی بھلائی اور خوش قسمتی ہو اور آپ پر ہمیشہ اہل دولت قربان ہوں۔ وہ خبر کیا ہے؟''

سیف ذی یزن نے کہا۔

''جب تہامہ کی وادی یعنی مکے میں ایسا بچہ پیدا ہو جس کے دونوں مونڈھوں کے درمیان میں بالوں کا گچھا (یعنی مہر نبوت) ہو، تو اس کو امامت اور سرداری حاصل ہوگی اور اس کی وجہ سے تم لوگوں کو قیامت کے لیے اعزاز اور فضیلت حاصل ہوگی۔''

عبدالمطلب نے کہا۔

''اے بادشاہ! خدا کرے آپ کو بھی ایسی خوش بختی میسر آئے۔ اگر بادشاہ کا ادب و اعزاز اور ہیبت میری زبان نہ روکتی تو

میں دریافت کرتا کہ اس بچے کا زمانہ کب ہوگا، تاکہ اس کے بعد میری مسرت اور خوشی اور زیادہ بڑھ جاتی۔"

بادشاہ نے جواب دیا۔

"یہی اس کا زمانہ ہے، جس میں وہ پیدا ہوگا یا پیدا ہو چکا ہے۔ اس کا نام "محمد" ہوگا۔ اس کے والد اور والدہ دونوں کا انتقال ہو جائے گا اور اس کے دادا اور چچا اس کی پرورش کریں گے۔ ہم بھی اس بات کے آرزومند رہے کہ وہ بچہ ہمارے یہاں پیدا ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کو کھلے عام ظاہر فرمائے گا اور اس کے لیے ہم میں سے (یعنی مدینہ کے قبیلہ خزرج میں سے، جو اصل میں یمن کے لوگ تھے، ان میں سے) اس نبی کے مددگار و انصار بنائے گا جس کے ذریعے اس نبی کے خاندان اور قبیلے والوں کو عزت و سربلندی حاصل ہوگی اور جن کے ذریعے اس کے دشمنوں کو ذلت و خواری ملے گی اور جن کے ذریعے وہ تمام لوگوں سے مقابلہ کرے گا اور جن کے ذریعے روئے زمین کے اہم علاقے فتح ہو جائیں گے۔ وہ نبی رحمٰن کی عبادت کرے گا اور شیطان کو دھکائے گا۔ آتش کدہ کو ٹھنڈا کر دے گا اور بتوں کو توڑ ڈالے گا۔ اس کی ہر بات آخری فرمان ہوگی اور اس کے احکام انصاف والے ہوں گے۔ وہ نیک کاموں کا حکم دے گا اور خود بھی اس پر عمل کرے گا اور برائیوں سے روکے گا اور ان کو مٹا ڈالے گا۔

عبدالمطلب نے (سیف ابن ذی یزن سے دعاؤں کے ساتھ) کہا۔

"آپ کامیاب اور صاحب نصیب ہوں۔ آپ کی سلطنت ہمیشہ باقی رہے اور آپ کے عز و اقبال میں ترقی ہو، لیکن کیا جہاں پناہ اور تفصیل بتائیں گے، جیسا کہ کچھ وضاحت کر چکے ہیں۔"

بادشاہ نے کہا۔

"بات ابھی ڈھکی چھپی ہے اور علامتیں پردوں میں پوشیدہ ہیں، مگر اے عبدالمطلب! اس میں کوئی شک نہیں کہ تم اس کے دادا ہو۔"

یہ خوش خبری سن کر عبدالمطلب فوراً سجدے میں گر گئے۔(۱)

عیصیٰ راہب کی پیش گوئی:

واخرج ابونعیم و ابن عساکر من طریق المسیب بن شریک علی محمد بن شریک عن عمرو بن شعیب من ابیه عن جده قال کان بمر الظهران راهب من اهل شام یدعی عیصیٰ و کان اتاه الله علماً کثیراً و کان یلزم صومعة له و ید خله مکة فیلقی الناس و یقول "انه یوشک ان یلد فیکم مولود یا اهل مکة تدین له العرب و یملک العجم هذا زمانه فمن ادرکه و اتبعه اصاب حاجته و من ادرکه و خالفه اخطا حاجته" و تا الله ما ترکت ارض الخمر و الخمیر و لامن و لاحلت ارض البؤس و الجوع و الخوف الافی طلبه فکان لا یولد بمکة مولود الایسأل عنه فیقول ماجاء بعد فلما کان صبیحة الیوم الذی ولد فیه رسول اللهؐ خرج عبد المطلب حتیٰ الی عیص فوقف فی اصل صومعته فناداه فقال من هذا؟ قال انا عبد المطلب فاشرف علیه فقال " کن اباه ولد ذلک المولود الذی کنت احدثکم به عنه یوم الاثنین و هو یبعث یوم الاثنین و یموت یوم الاثنین و ان نجمه طلع البارحة و آیة ذلک انه

(۱) یہ پیش گوئی نہایت طویل ہے جسے یہاں اختصار کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

الآن وجع فيشتكى ثلاثاً ثم يعافى فاحفظ لسانك فانه لم يحسد حسده احد ولم يبغ على احد كما يبغى عليه" قال فما عمر؟ قال" ان طال عمره او قصره لم يبلغ السبعين يموت فى وتر دونها فى السنتين فى احدى و ستين اوثلاث و ستين اعمار جل امته."(١١)

ترجمہ: ابونعیم اور ابن عساکر نے یہ روایت مسیب بن شریک سے بیان کیا کہ شام کے علاقے بمقام مرالظہر ان ایک نصرانی راہب تھا، جس کا نام عیصی (عیص) تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے علم کثیر سے نوازا تھا۔ وہ ہمیشہ اپنے معبد میں رہتا اور جب کبھی وہ مکے آتا تو لوگوں سے ملاقاتیں کرتا اور انہیں خبریں دیتا۔ ایک مرتبہ وہ مکے آیا اور لوگوں سے دوران ملاقات یوں گویا ہوا۔

''عن قریب تمہاری سرزمین سے ایک فرزند پیدا ہوگا، جس کے سامنے تمام عرب سرنگوں ہوں گے اور جس کی تمام عجم والے پیروی کریں گے۔ یہ اس نبی موعودؑ کے ظہور کا زمانہ ہے، تو جو لوگ اس کے عہد کو پائیں، وہ اس کی اتباع ضرور کریں اور اس کی دعوت کو قبول کریں۔ وہی لوگ راہ یافتہ اور فلاح یاب ہوں گے اور جنہوں نے اس کی مخالفت کی اور رہنمائی سے گریز کیا، لاریب وہ نادار، خسران میں رہیں گے۔'' بخدا میں دنیاوی راحت و آرام، سرزمین امن اور خوش حالی اور وطنی ماحول اور اپنی سرزمین کو چھوڑ کر محنت و تکلیف اور بھوک و پیاس اور اجنبی ماحول میں صرف اس کی طلب و جستجو میں آیا ہوں۔

جب رسول کریم کی جلوہ فرمائی ہوئی تو اسی صبح عبدالمطلب عیصی راہب کے صومعہ پر آئے اور آواز دی۔ اس نے نام پوچھا اور پھر باہر آیا اور کہا۔

''اے عبدالمطلب! تم ہی اس فرزند ارجمند کے دادا ہو، جس کی ولادت کے بارے میں میں تم سے باتیں کیا کرتا تھا۔ وہ دوشنبہ کو پیدا ہوا۔ اسی دن بعثت کا اعلان کرے گا اور اسی دن اس جہاں سے رحلت اور کوچ فرمائے گا۔ بلاشبہ آج رات ہی اس کا ستارہ طلوع ہوا ہے۔ اس کی پہچان یہ ہے کہ وہ اس وقت درد میں ہے اور یہ شکایت تین دن رہے گی، پھر وہ صحت مند ہو جائے گا۔ تم اپنے آپ کو قابو میں رکھنا۔ اس لیے کہ جس قدر حسد لوگ اس فرزند کے ساتھ کریں گے، اس کی مثال نہیں ملے گی اور جس مخالفت اور مزاحمت اس کے ساتھ کریں گے، ویسی مخالفت کسی کے ساتھ نہ ہوگی۔''

عبدالمطلب نے پوچھا۔ اس بچے کی عمر کتنی ہوگی؟ راہب نے جواب دیا۔ ''اس کی عمر کم ہو یا زیادہ، ستر کو نہیں پہنچے گی۔ اس کی عمر کے لیے گنتی طاق پر ہوگی۔ اکسٹھ، اکسٹھ یا تریسٹھ برس۔ یہ ہی اس کی امت کی عمریں ہوں گی۔''

زید بن عمرو بن نفیل کی پیش گوئی:

اخرج ابن سعد و ابونعيم عن عامر بن ربيعة قال لقيب زيدى بن عمرو بن نفيل وهو خارج من مكة يريد حراء و اذا هوقد كان بينه و بين قومه سوء فى صدر النهار فيما اظهر من خلا فهم و اعتزال آلهتم وما كان يعبد آباء هم فقال زيد ،ياعامر انى خالقت قومى واتبعت ملة ابراهيم وماكان يعبد فانا انتظر نبياً من ولد اسماعيل ثم من بنى عبد المطلب اسمه احمد "ولا ارانى ادركه فانا اومن به واصدقه و اشهد انه نبى فان طالت بك مرة فرايته فاقراه من السلام وساخبرك يا عامر مانعته حتى لايخفى عليك "هو رجل ليس بالقصير ولا بالطويل ولا بكثير الشعر ولا بقليله وليس تفارق عينيه حمرة وخاتم النبوة بين كتفيه و اسمه احمد وهذا البلد مولده و مبعثه ثمه يخرجه قومه منها ويكرهون ماجاء به

حتیٰ یھاجر الی یثرب فیظھر امرہ فایاک ان تخدع عنہ فانی بلغت البلد کلھا اطلب الدین وراءک و ینعتونہ مثلہ مانعتہ ویقولون لم یبق بنی غیرہ قال عامر فلما تبنأ رسول اللہؐ اخبرتہ فترحم علیہ وقال "قد رایتہ فی الجنۃ سحب ذیلہ" (۱۲)

ترجمہ: ابن سعد اور ابونعیم نے عامر بن ربیعہ سے روایت کی کہ عامر نے کہا۔ مجھے زید بن عمرو بن نفیل مکہ مکرمہ سے غار حرا کی جانب جاتے ہوئے ملے۔ اس زمانے میں ان کے اور ان قوم کے درمیان اس بات پر رنجش تھی کہ انہوں نے پوری قوم کے عقیدہ اور عمل کے خلاف طرز فکر اختیار کر لیا تھا۔ ان کی اصنام پرستی سے بے زار ہو کر کنارہ کش ہو گئے تھے۔ اس ملاقات میں زید نے عامر سے کہا۔

''اے عامر! میں نے قوم کی مخالفت اور ملت ابراہیمی کی پیروی شروع کر دی ہے۔ میں اس کی عبادت کرتا ہوں، جس کی وہ عبادت کرتے تھے اور میں اس نبی کا منتظر ہوں جو حضرت اسماعیلؑ کی اولاد اور نسل عبدالمطلب سے ہوں گے جن کا اسم گرامی احمد (ﷺ) ہوگا۔ میرا خیال ہے کہ میں ان کا زمانہ نہ پاسکوں گا، مگر میں ان پر ایمان لاتا ہوں اور تصدیق کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے نبی ہیں۔ اگر تمہاری زندگی وفا کرے اور تم اس کے عہد سعادت کو پاؤ، تو میری جانب سے ان پر سلام عرض کرنا۔ اے دوست عامر! میں آنے والے نبی کی کچھ علامتیں بتاتا ہوں، تاکہ وہ ذات گرامی تم پر پوشیدہ نہ رہ سکے اور بغیر کسی ادنیٰ تعامل کے تم ان کو پہچان سکو۔

''وہ ہادی برحق میانہ قد ہوں گے، نہ کوتاہ نہ دراز، جسم پر بال زیادہ ہوں گے نہ کم، آنکھوں کا رنگ شربتی ہوگا اور دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔ نام آپ کا احمدؐ ہوگا۔ یہ شہر مکہ ان کی ولادت اور بعثت کا مقام ہے، بعد میں قوم ان کو جلا وطن اور خارج الدیار کر دے گی اور وہ یثرب کو ہجرت کر جائیں گے، جہاں اس کی دعوت کو غلبہ حاصل ہوگا۔ پھر باطل حق کے سامنے نہ ٹھہر سکے گا۔''

اے میرے راز دار عامر! متنبہ ہو جاؤ کہ ان کے ساتھ تم پر فریب طرز عمل مت اختیار کر بیٹھنا۔ تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ میں دین ابراہیمی کی تلاش میں ملکوں اور شہروں گھوما ہوں اور ہر ذی علم و نیک نہاد یہودی، نصرانی اور زرتشتی نے یہی بتایا کہ ''یہ دین تو تیرے پیچھے آ رہا ہے۔'' اور انہوں نے تقریباً بالاتفاق یہی علامتیں مجھے سکھائیں، جن کو میں نے تم سے بیان کر دیا ہے اور وہ بتاتے تھے کہ بس اسی ایک نبی مرسل احمد کا آنا باقی ہے۔''

عامر نے کہا کہ جب میں نے زید بن عمرو کے اس پورے واقعے کو حضورؐ کے سامنے بیان کیا تو آپؐ نے زید کے لئے رحمت کی دعا فرمائی اور کہا۔ ''میں ان کو جنت میں دامن پھیلائے دیکھ رہا ہوں۔''

بت کی شہادت بزبان نعت:

واخرج الخرائطی فی (الھواتف) وابن عساکر عن عروۃ ان نفراً من قریش منھم ورقع بن نوفل وزید بن عمرو بن نفیل وعبیداللہ بن جحش و عثمان بن الحویرث کانوا عندھم لھم یجتمعون الیہ فدخلوا الیہ لیلۃ فرائوہ مکبوبا علی وجھہ فانکروا ذلک فاخذوہ فردوہ الیٰ حالہ فلم یلبث ان انقلب انقلاباً عنیفاً فردوہ الی حالہ فانقلب الثالثۃ فقال عثمان بن الحویرث ان ھذا الا مر قد حدث وذٰلک فی اللیلۃ التی ولدفیھا رسول اللہؐ فجعل عثمان یقول شعراً....

ایــاصـنـم الـعـیـد الذی صف حولـه　　صـنـادیـد وفـدٍ من بعیدٍ ومن قربِ

تـنـکـس مـقـلـوباً فما ذاک قل لنا　　أ اذاک شیٔ ام تـنـکـس الـلـعب

فــان کــان مـن ذنب اسـانـا فـاننـا　　نبـوء بـاقـرار ونـلـویـی عن الذنب

وان کـنـت مغلوباًتنکست صاغرا　　فـما انت فی الاوثان بالسید الرب

قال فاخذو الصنم فردوه حاله فلما استوی هتف بهم هاتف من الصنم بصوت جهیر وهو یقول.

تــردی لــمـولـود انـارت بـنـوره　　جـمیع فجاج الارض بالشرق والغرب

وخـرت لـه الاوثـان طراً وارعدت　　قـلـوب ملوک الارض طرا من الرعب

ونار جمیع الفرس باخت واظلمت　　وقـد بات شاہ الفرس فی اعظم الکرب

وصـدت علی الکهان بالغیب جنّها　　فـلا مـخـبـرٍ منهم بـحـق ولا کـذب

فیــا قـصـی ارجـعـواعـن ضلا لکم　　وهبـوا الـی الاسـلام الـمـنـزل الرحب (۱۴۳)

ترجمہ: خرائطی نے ''الہواتف'' میں اور ابن عساکر نے عروہ سے روایت کی کہ ایک جماعت قریش جن میں ورقہ بن نوفل' زید بن عمرو بن نفیل' عبداللہ بن جحش اور عثمان بن حویرث شامل تھے۔ ان لوگوں کا ایک مشترکہ بت تھا، جس کے پاس یہ جمع ہوتے تھے۔ ایک رات جب یہ اس بت کے پاس گئے تو دیکھا کہ وہ منہ کے بال اوندھا پڑا ہے۔ انہوں نے اس بات کو کوئی اہمیت نہ دی اور بت کو سیدھا کر کے اس کے مقام پر درست کر دیا۔ کچھ دیر گزری ہوگی کہ وہ بت پھر منہ کے بل گر گیا۔ انہوں نے دوبارہ پھر سیدھا کر کے درست کر دیا۔ تیسری مرتبہ وہ پھر اسی طرح گر پڑا۔ اب عثمان نے کہا۔ کوئی خاص بات معلوم ہوتی ہے۔ یہ وہی رات تھی جس میں حضور کی ولادت باسعادت ہوئی تھی اس موقع پر عثمان نے یہ اشعار کہے۔

ترجمہ: (۱) اے خوشی اور انبساط کے صنم! جس کے طواف کے لیے قریب و بعید سے بڑے بڑے لوگ آتے ہیں۔

(۲) تو منہ کے بل اوندھا ہوا تو ہمیں اس کی وجہ بتا۔ کیا یہ کسی خاص بات کی وجہ سے ہے، یا یوں ہی تفریح طبع کے طور پر ہے۔

(۳) اور اگر تو ہمارے معاصی (گناہوں) سے بے زار ہو کر اوندھا ہوا ہے، تو ہم اعتراف قصور (گناہ کرتے ہیں اور معصیت سے اجتناب کا اقرار کرتے ہیں۔

(۴) اور اگر تو مغلوب ہو گیا ہے اور ذلت و رسوائی نے تجھے منہ کے بل گرایا ہے، تو جب تو بتوں میں سرداری اور معبود ہونے کے لائق تو نہیں ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ انہوں نے پھر اس بت کو اٹھا کر اس کی جگہ پر قائم کر دیا۔ جب وہ سیدھا ہوا تو بحکم خداوندی بت کی جانب سے یہ کہتے ہوئے سنا گیا۔

(۱) میرا گرنا اس مولود عظیم کی وجہ سے ہے، جس کے نور کے طفیل مشرق و مغرب کے تمام راستے منور و درخشاں ہو گئے ہیں۔

(۲) اور اس مولود کی وجہ سے تمام بت گر پڑے برباد ہو گئے ہیں اور جہاں آباد کے تمام بادشاہوں کے دل اس کے رعب سے لرزہ براندم ہو گئے ہیں۔

(۳) اور فارس کے تمام آتش کدے بجھ کر تاریک ہو گئے ہیں اور فارس کے اعلیٰ مرتبت بادشاہ کو شدید درد و تکلیف کا سامنا ہے۔

(۴) اور کاہنوں کے پاس غیبی خبریں لانے والے جنات کو روک دیا گیا ہے۔ ان کے پاس اب سچی خبر ہے نہ جھوٹی۔

(۵) تو اے اولاد قصی! تم اپنی راہ ضلالت، گمراہی اور کج روی سے لوٹ کر اسلام کی راہ اور کشادہ منزل کی طرف دوڑ کر پہنچو اور ایک کھلی فضا میں آ جاؤ۔

بت کی بشارت ورقہ بن نوفل کی شہادت:

خرائطی حضرت اسماء بن ابی بکر سے نقل کرتے ہیں کہ زید بن عمرو بن نفیل اور ورقہ بن نوفل بیان کرتے ہیں کہ وہ دونوں ابرہہ کی مکہ کی واپسی کے بعد نجاشی کے پاس آئے، وہ کہتے ہیں کہ جب ہم دربار نجاشی میں داخل ہوئے تو اس نے پوچھا، اے قریشیو! مجھے سچ سچ بتاؤ، کیا تم میں ایسا کوئی بچہ پیدا ہوا جس کے باپ کو ذبح کرنے کا ارادہ ہو، پھر قرعہ اندازی کے بعد اس کی طرف سے بہت سے اونٹ قربان کیئے گئے، تو ہم نے جواب دیا۔ ہاں! اس نے پوچھا۔ کیا تم اس کے احوال سے آگاہ ہو؟ ہم نے جواب دیا اس نے آمنہ نامی عورت سے شادی کی، پھر اسے حاملہ چھوڑ کر چل بسا۔ اس نے پوچھا۔ کیا تمہیں پتا ہے کہ اس عورت کے ہاں بچہ کی ولادت ہوئی یا نہیں؟ ورقہ نے کہا۔ اے بادشاہ! میں آپ کو بتاتا ہوں۔ میں رات ایک بت کے پاس سے گزرا کہ اچانک اس کے جوف سے ہاتف کی آواز آئی۔

ولدالنبی فذلت الاملاک ونایٔ الضلال وادبر الاشراک (۱۴)

ترجمہ: ایک نبی کی ولادت ہو چکی ہے، جس کی وجہ سے سلطنتیں لرزہ براندام ہیں اور گمراہی دور ہو گئی ہے اور دنیائے شرک شکست کھا گئی ہے۔

پھر وہ بت سر کے بل گر گیا۔

ولادت نبیؐ پر جبل ابوقبیس پر جنات کی ندا:

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف فرماتے ہیں کہ جب حضورؐ کی ولادت شریف ہوئی تو جبل ابوقبیس اور جون کے پہاڑ پر چڑھ کر جن نے یہ نداء کی۔

فاقسم لا انثی من الناس الجبت　　ولا ولدت انثیٰ من الناس واحدة

کما ولدت زهرية ذات مفخر　　بجنبة لؤمه القبائل ماجدة

فقد ولدت خير القبائل احمد　　فاكرم بمولود واكرم بوالدة(۱۵)

ترجمہ: (۱) میں قسم اٹھاتا ہوں انسانوں میں سے کوئی عورت مرتبہ والی نہیں ہوئی اور نہ انسانوں میں سے کسی عورت نے کوئی (ایسا) بچہ جنا۔

(۲) جس طرح کا ذات فخر بچہ آمنہ الزہرا نے جنا ہے۔ یہ قبائل کی ملامت سے دور رہنے والی ہے، شان والی ہے۔

(۳) اس نے تمام قبائل میں سے بہترین بیٹا احمد جنا ہے۔ کیا ہی شان والا بیٹا ہے اور کیا ہی شان والی ماں ہے۔

اور جو جن جبل ابوقیس پر تھا، اس نے یہ اشعار کہے۔

یا ساکن البطحا لا تغلطوا　　ومیزوا الامر بعقل مضیء

ان بنی زهرة من سرکم　　فی عابر الدهر وعند البدی

واحـــدة مـنـكـم فـهـاتـو الـنـا | فيمن مضى في الناس او من بقى
واحـــدة مـن غيـر كـم مثلهـا | جنينها مثل النبي التقى(١٦)

ترجمہ:(۱) اے بطحا کے رہنے والو! غلطی میں نہ پڑو، معاملہ کو روشن عقل کے ساتھ واضح کرو۔
(۲) بنو زہرہ تمہاری نسل میں سے ہے، قدیم زمانہ میں بھی اور موجودہ زمانہ میں بھی۔
(۳) جو لوگ گزر چکے یا موجود ہیں، ان میں سے ایک خاتون ایسی ہو تو وہ ہمارے سامنے لاؤ۔
(۴) ایسی کسی غیر سے ہی لا دو، جس نے آنحضرتؐ جیسا پاک باز نبی جنا ہو۔

☆......☆......☆

باب چہارم:

فصل دوم:

بعثت نبوی (اعلان نبوت) کے بعد بشارات مصطفےٰ ﷺ

عام طور پر یہ کہا جاتا ہے اور عموماً یہ تصور کیا جاتا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو چالیس سال کی عمر میں نبوت ملی یعنی آپ کو ولادت کے چالیس سال بعد درجۂ نبوت پر فائز کیا گیا۔ یہ دور بعثت رسالت کہلاتا ہے، یعنی جب آپؐ پر وحی کا نزول ہوا اور آپؐ نے قوم کو دین اسلام کی طرف دعوت دینے اور تبلیغ دین کا سلسلہ شروع کیا، گویا اس سے قبل آپؐ نبی نہ تھے؟ یاد رکھیے ہر نبی، مادرزاد نبی ہوتا ہے اور تاریخ نبوت، معجزات انبیاء سے بھری ہوئی ہے جن کا صدور و ظہور بچپن میں، بعد از ولادت، قبل از ولادت ہوا۔ طرق ظہور و صدور میں فرق ہے اور یہ فرق اس فرمان رب ذوالجلال کے مطابق ہے۔

تلک الرسل فضلنا بعضهم علیٰ بعض منهم من کلم الله ورفع بعضهم درجت. (۱۷)

ترجمہ: یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا۔ ان میں سے کسی سے اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے جسے سب درجوں پر بلند کیا۔ (ا)

"ورفع بعضهم درجت" (کوئی وہ ہے جسے سب درجوں پر بلند کیا) سے مراد حضور نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی مقصود ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی۔ "ورفع بعضهم" کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ "ای محمد" (۱۸) (اس سے مراد محمدؐ ہیں) اور "درجات" کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ "**علیٰ غیره بعموم الدعوة و ختم النبوة به و تفضیل امته علی السائر الا مم و المعجزات التکاثرة و الخصائص العدیده.**" (۱۹) اور "بعموم الدعوۃ" کی تشریح میں فرماتے ہیں:

اعدالی الجن و الانس و کان النبی قبله یبعث الی قومه خاصة و الخصائص العدیدة من ایتاء الشفاعة العظمیٰ و جوامع الکلم و حلال الغنائم و جعل الارض له مسجداً و طهورا الی غیر ذلک من فضائل الدارین و قد ذکر ابوسعید النیشا فوری فی شیرف المصطفیٰؐ ان عدد الذی خص علیه ﷺ ستون خصلة. (۲۰)

ترجمہ: آپ کی خصوصیات نبوت میں یہ بات شامل ہے کہ آپؐ انسانوں ہی نہیں بلکہ اجنہ (ب) کی طرف

(ا) کنز الایمان، ص ۵۷۔

(ب) یہ خصوصیت آپؐ کے سوا کسی نبی کو حاصل نہیں کہ ان کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہو، یعنی اجنہ کو بھی انسانوں کی طرح آپ کا امتی بنایا گیا ہے۔ حضرت سلیمان کو ان پر مبعوث نہیں کیا گیا بلکہ وہ بطور مخلوق الٰہی ان کے تابع فرمان کئے گئے۔ یہ بالکل ایسے ہی ہے کہ آپ کسی جانور کو سدھا کر اپنا مطیع کرلیں، لیکن وہ جانور بھی امتی آپ کا ہی ہے۔

بھی نبی مبعوث ہوئے۔ اور آپ ؐ کی خصوصیت ہے۔ شفاعت عظمیٰ آپ کو ملی، جوامع الکلم عطا ہوا، جانور (چوپائے) حاصل کئے گئے، اور تمام زمین کو پاک کر کے مسجد بنایا گیا اور بے شمار فضائل وخصائل جسے ابوسعید نیشاپوری نے اپنی تصنیف ''شرف مصطفےٰ'' میں نقل کیا ہے۔ آپ نے ستر خصائص آیت کے ذکر کئے ہیں۔

مزید تفصیل کے لیے دیکھئے، کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن از مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی، ص ۶٧،٦٨، پارہ ۳، سورہ البقرہ، آیت ۲۵۳، حاشیہ نمبر ۵۱۴ تا ۵۱٦۔

قرآن کریم، کتب احادیث و سیر ان معجزات کے اذکار سے پر ہیں جن میں انبیائے کرام کے قبل از ولادت اور حضور نبی کریمؐ کے ازلی وابدی نبی ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ حضورؐ کے ہمیشہ سے نبی ہونے پر یہ آیت کریمہ دال ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وکذالک جعلنکم امۃ و سطاً لتکونوا شھدآء علی الناس و یکون الرسول علیکم شھیدا. (۲۱)

ترجمہ: اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسولؐ تمہارے نگہبان وگواہ (ا)

مزید تفصیل کیلئے دیکھئے، کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن، ص ۳۹، پارہ ۲، سورۃ البقرہ، آیت ۱۴۲ حاشیہ نمبر ۲۵۸، ۲۵۹۔

ایک مقام پر ارشاد فرمایا۔

انا ارسلنآ الیکم رسولاً شاھداo الیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولاً (۲۲)

امام سیوطی ''رسولا'' کی تفسیر میں لکھتے ہیں: ھو محمدؐ (۲۳) اور شاھد علیکم کی تفسیر میں فرماتے ہیں: یوم القیامۃ بما یصور منکم من العصیان. (۲۴)

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یا ایھا النبی انا ارسلنک شاھداً ومبشراًو نذیرا.o (۲۵)

ترجمہ: اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) ہم نے تمہیں بھیجا حاضر وناظر اور خوش خبری دیتا اور ڈر سناتا (ب)

مولانا نعیم الدین مرادآبادی اس آیت کریم کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

''شہود اور شہادت کے معنی ہیں حاضر ہونا مع ناظر ہونے کے، بصر کے ساتھ ہو یا بصیرت کے ساتھ اور گواہ کو بھی اسی لیے شاہد کہتے ہیں کہ وہ مشاہدہ کے ساتھ جو علم رکھتا ہے اس کو بیان کرتا ہے۔ سید عالم تمام عالم کی طرف

(ا) کنز الایمان، ص ۳۹

(ب) کنز الایمان، ص ٧٦٢۔

مبعوث ہیں، آپ کی رسالت عامہ ہے، جیسا کہ سورۂ فرقان کی پہلی آیت میں بیان ہوا، تو حضور پرنور قیامت تک ہونے والی ساری مخلوق کے شاہد ہیں اور ان کے اعمال وافعال واحوال، تصدیق، تکذیب، ہدایت، ضلال سب کا مشاہدہ فرماتے ہیں۔(۲۶)

مذکورہ بالا سیاق وسباق سے معلوم ہوا کہ شاہد، گواہ وہ ہوتا ہے جو وقوعہ کا عینی شاہد ہو۔ امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ تورات میں ہے۔

یاایھاالنبی انا ارسلنک شاھداً ومبشرا ونذیرا و حرزا لامیّین(۲۷).

آپ کا دعویٰ کہ آپؐ ازلی وابدی، اول وآخر اور ظاہر وباطن نبی ہیں، رہے اور رہیں گے تا ابدالآباد، ایک ہزار فیصد درست ہے۔ اگر آپؐ شاہد نہیں ہیں تو روز قیامت آپ تمام امتوں اور انبیاء کے بارے میں کس طرح، بارگاہ الٰہی میں گواہی دیں گے؟

لہٰذا آپ کو اس پیمانے اور ان نشانیوں کے ساتھ، نبی نہ ماننے کا خیال وتصور نہایت بھونڈا، قابل گرفت اور نہایت فرسودہ و باطل ہے، بلکہ اگر اسی پر عقیدہ ہے، تو یہ کفر ہے۔ یہاں ایک بات واضح رہے کہ ولادت وبعثت میں ایک بنیادی فرق یہ ہے کہ "ولادت" آپؐ کے جسمانی ظہور کا نام ہے اور "بعثت" آپ کی روحانی تخلیق کا، آپ کی بندگی کا ہر ہر پہلو، ہر ہر گوشہ، ایک ایک معجزہ ہے۔ اسی طرح آپ کی ولادت اور بعثت (اعلان نبوت) بھی آپؐ کے معجزات میں سے دو معجزے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ الگ الگ آپ کا فیض انور، دور بعثت میں بھی ویسے ہی جاری وساری تھا، جس طرح آپؐ کے ولادت سے قبل و مابعد جاری رہا۔ امام نبہانی لکھتے ہیں۔

فکذلک الانبیاء قبل وجوده علیه الصلوٰة والسلام کانوا یظهرون فضله فجمیع ماظهر علی ایدی الرسل علیهم الصلاة والسلام من الانوار فانما هی من نوره الفائض ومدده الواسع من غیر ان ینقص منه شئی و اول ما ظهر ذلک فی ادم حیث جعله اللهٌ خلیفة وامده بالاسماء کلها من مقام الجوامع الکلم التی لمحمدٌ، فظهر بعلم الاسماء کلها علی الملائکة القائلین (البقره: ۳۰) ثم توالت الخلائف فی الارض الی ان وصلی الیٰ زمان وجود صورة جسم نبیناً الشریف لا ظهار حکم منزلته. (۲۸)

ترجمہ: اسی طرح انبیائے کرام علیہم السلام، تمام کے تمام، نبی اکرمؐ کے ظہور سے پہلے آپؐ ہی کے نور کمال کو ظاہر کرتے رہے ہیں، لہٰذا جس قدر انوار ان کے ہاتھوں پر ظاہر ہوئے، وہ سب نور محمدی کا فیضان اور آپ کی امداد کا ثمر ہے۔ اس فیضان کا پہلا ظہور آدمؑ کی ذات میں ہوا کہ اللہ نے انہیں خلیفہ بنایا اور محمدؐ کے جوامع کلمات میں سے اسماء کے ذریعے ان کی امداد فرمائی، تو اس علم کے ذریعے انہیں ان فرشتوں پر غلبہ حاصل ہوا، جنہوں نے انسان کو فسادی اور خوں ریز قرار دیا تھا، پھر خلافت ارضیہ کا یہ سلسلہ جاری رہا، تاآں کہ حضرت محمدؐ کے جسمانی ظہور کا زمانہ آ گیا تا کہ شان رسالت محمدیہ کا ظہور تام (اور فیض عام) ہو۔

اب یہ بات ذہن نشین رہے کہ آپؐ ازلی وابدی نبی تھے اور کائنات کی کسی چیز کی تخلیق سے قبل، سب سے پہلے آپؐ کی تخلیق کی گئی اور اس بارے میں خود آپؐ کا ارشاد گرامی ہے۔

عن جابر بن عبداللہ الانصاریؓ قال قلت یارسول اللہؐ بابی انت وامی اجبرنی عن اولی شئی خلقہ اللہ تعالیٰ قبل الاشیاء قال یا جابر ان اللہ تعالی خلق قبل الاشیاء نور نبیک و من نورہ فجعل ذالک النور یدور بالقدرۃ حیث شاء اللہ تعالیٰ ولم یکن فی ذٰلک الوقت لوح والا قلم ولا جنۃ والانار ولا ملک ولاسماء والارض ولا شمس ولا قمر ولا جن و الانس............ الخ (رواہ عبدالرزق)(۲۹)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے روایت ہے میں نے عرض کیا یارسول اللہؐ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں۔ مجھے بتائیے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز پیدا فرمائی۔ رسول اکرمؐ نے فرمایا۔ اے جابر، بے شک اللہ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور، اپنے نور کی تجلی سے پیدا فرمایا۔ اس وقت نہ لوح تھی، نہ قلم، نہ جنت تھی، نہ دوزخ، نہ فرشتے تھے، نہ آسمان وزمین، نہ سورج تھا نہ چاند اور نہ ہی جن وانسان.................... الخ۔

ایک مقام پر امام بغوی نے شرح السنہ میں حضرت ارباض بن ساریہ سے یہ حدیث کریمہ نقل فرمائی کہ حضورؐ نے فرمایا۔

قال انی عنداللہ مکتوب خاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینتہ. (۳۰)

ترجمہ: میں اللہ کے ہاں اس وقت خاتم النّبیّین لکھا جا چکا تھا جب آدمؑ آب وگل کے درمیان تھے۔

ایک مقام پر حضور نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا۔

کنت نبیاً و آدم بین الروح والجسد(۳۱)

ترجمہ: میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم روح وجسد کے درمیان تھے۔

حضورؐ کے اس فرمان صادق اور افضیلت کلیہ کی گواہ ودلیل یہ آیت کریمہ "**واذ اخذا للّٰہ میثاق النبیّین**...... الخ ہے۔(۳۲)

اسی سبب علمائے کرام لکھتے ہیں کہ سجدۂ آدم در حقیقت آدمؑ کو سجدہ نہ تھا، بلکہ بشرف وعزِ اس نور نبوت کو سجدہ تھا جو حضرت آدمؑ کی پیشانی میں جلوۂ محمدی فروزاں تھا اور یہ پشت در پشت، نسل در نسل انبیائے کرام اور اجداد سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اصلاب میں منتقل ہوتا رہا اور جس کے پاس بھی یہ نور نبوت بطور امانت گیا وہ صاحب ذی شان ہو گیا۔ یہ تمام تصریحات کتب تفاسیر واحادیث میں صراحتاً پائی جاتی ہیں۔

اسی توضیح وتشریح اور تعبیر کے بعد ہم رسول اکرمؐ کے نعتیہ دور کو دو واضح اور جلی ادوار پر تقسیم کرتے ہیں۔

(۱) قبل ولادت و بعثت کی نعتیہ شاعری: اس میں وہ تمام نعتیں، بشارات ومبشرات اور پیش گوئیاں،

اشارات واطلاعات شامل ہیں جو کتب سابقہ، صحف سماویہ، انبیائے سابقین، احبار ورھبان وکھان وکاہنات، اجنہ وہواتف غیبیہ کے ذریعے ہم تک پہنچیں۔

(۲) مابعد ولادت واعلان نبوت: اس دور کی نعتیہ شاعری کو جو "عہد نبوت ورسالت کی نعتیہ شاعری" کہلاتی ہے، ایک خاص مقام حاصل ہے کہ یہ نعت، ان فصحائے عرب کی لسان مقدسہ اور ذہن فکر رسا کا بحر ذخار تھا جو جہلائے عرب کہلاتے تھے، اور اس نعتیہ شاعری کی خصوصیت یہ ہے اس میں ناعت نے اپنے ممدوح کو اپنی نظروں کے سامنے، آئینۂ چشم میں عکس رسالت کو سمو لینے کے بعد اپنے جذبات وخیالات کا اظہار کیا ہے، یہی وجہ ہے کہ "دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے" کے مصداق، عہد نبوی کی نعتیہ شاعری کے بالمقابل کوئی اور کلام جچتا ہی نہیں۔

ایک دور آپؐ کی ولادت کے بعد اور بعثت (درجۂ نبوت پر فائز ہونے سے قبل) کا بھی ہے۔ اس چالیس سالہ عرصے میں احبار ورہبان وکھان وکاہنات، اجنہ وہواتف غیبیہ کی مبشرات واطلاعات اور پیش گوئیاں شامل ہیں۔ درحقیقت دیکھا جائے تو یہ دور ہی عہد نبویؐ کی نعتیہ شاعری کا پہلا دور ہے، کیوں کہ آپؐ کے جسمانی ظہور کے بعد، جب لوگوں نے مبشرات سابقہ سے آپؐ کی جسمانی خصوصیات کا مشاہدہ کیا اور پھر اپنے جذبات وخیالات کا اظہار کیا وہ آپؐ کے دور کی اولین نعت کہلائی اور جو لگاؤ ورفعت اس میں بیان کی گئی، وہی آئندہ نعتیہ شاعری کی بنیاد بنی۔ جیسے آپؐ کی ولادت سے قبل آپؐ کے اسم گرامی "محمد واحمد" کی بشارات اور حضرت عبد المطلب کا، آپؐ کے حسن وجمال کو دیکھ کر اسم "محمد" تجویز کرنا، آج نعتیہ شاعری کی بنیاد ہے۔ جس نعت میں اسم محمد واحمد، تذکرۂ جمال رسالت نہ ہو وہ نعت مکمل نہیں ہو سکتی۔

جب آپؐ کو دعوت دین حق کی تبلیغ واشاعت کی اجازت مل گئی، بصورت الفاظ دیگر، آپؐ کا ظہور جسمانی طور پر ہو گیا اور آپ بچپن لڑکپن کے دور سے گزر چکے اور آپ کو دعوتِ حق کے لیے چن لیا گیا اور نزول وحی کا سلسلہ شروع ہو گیا اور آپؐ نے جماعت حق کی صف بندی شروع کر دی تو اہل عرب، آپ کو سابقہ مبشرات کی روشنی میں دیکھ اور پرکھ چکے تھے۔ پھر بھی قلب اطمینان کے لیے احبار ورہبان وکہان کے در کے اسیر رہے اور تصدیق کے لیے ان کے در بجاتے رہے۔

اخرج ابن سعد عن ابی عباسؓ قال بعثت قریش النضر بن الحارث و عقبة بن ابی معیط و غیرهما الیٰ یهود و یثرب و قالوهم سلوهم عن محمدؐ فقد موا المدینة فقالو اتیناکم بامر حدث منا غلام یتیم یقول قولاً عظیماًبزعم ان رسول الرحمن قالو صفوالنا صفته فوصفوالهم قالوا فمن تبعه منکم قالوا سفلتنا فضحک جرمنهم وقالوا هذا النبی الذی

نجده نعته و نجده قومه اشدالناس له عداوة. (۳۳)

ترجمہ: ابن سعد حضرت ابن عباسؓ سے راوی کہ قریش نے نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط وغیرہ کو یثربی یہودیوں کے پاس بھیجا کہ ان سے محمد رسول اللہؐ کے بارے میں دریافت کریں، وہ مدینہ شریف پہنچے اور یہودیوں سے کہا۔ ہم تمہارے پاس، اپنے مابین ایک نیا مسئلہ کھڑا ہونے کے سبب اس کے حل کے لیے آئے ہیں۔ بات یوں ہے کہ ایک جوان جو حالت یتیمی میں پروان چڑھا ہے، وہ ایک بہت بڑی بات کا دعویٰ کرنے لگا ہے۔ وہ اللہ کا رسول ہونے کا مدعی ہے۔ یہود نے کہا: ہمیں اس کے اوصاف بتاؤ، تو انہوں نے آپؐ کے متعلق تمام حالات بیان کئے۔ یہودیوں نے پوچھا، تم میں سے اس کی اتباع کرنے والے کون ہیں؟ تو ان قریشیوں نے جواب دیا کہ اس کی اتباع کرنے والے گھٹیا قسم کے لوگ ہیں۔ یہ جواب سن کر ایک یہودی عالم ہنس پڑا۔ یہود بولے! یہ وہی نبی ہے جس کے اوصاف ہم تورات میں پاتے ہیں اور یہ بھی تورات میں لکھا ہوا ہے کہ اس نبی کی قوم اس سے شدید عداوت رکھے گی۔

علامہ واقدی کی روایت میں ہے کہ، ہرقل قیصر روم نجاشی کے پاس شمامسہ بھیجا کرتا، تاکہ وہ نجاشی اور اس کے درباریوں سے انجیل اور دیگر کتب وعلوم کی تحصیل وتکمیل کریں۔ نجاشی خود اپنے زمانے میں کتب سماویہ کا بڑا عالم تھا۔ جب شمامسہ تحصیل علم سے فارغ ہوجاتے تو ان کی جگہ دوسرے نئے پڑھنے کے لیے آجاتے۔ ایک مرتبہ قیصر نے پوچھا، کیا کوئی ایسا بھی ہے جس نے نجاشی کے سامنے پڑھا ہو۔ انہوں نے جواب دیا ہاں! دس شمامسہ ایسے موجود ہیں، پھر اس نے ان میں سے سب سے بڑے عالم کو طلب کیا اور خلوت میں لے جاکر کہا کہ مجھے نجاشی کے بارے میں بتاؤ۔ شمامسہ نے کہا۔ میں نے چار سال وہاں رہ کر سب سے آخر میں تعلیم حاصل کی ہے، آپ کس بارے میں دریافت کرنا چاہتے ہیں؟ قیصر نے کہا! کیا نجاشی اس عربی شخص کا ذکر کرتا ہے جو نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے؟ اس نے کہا ہاں! اس نے انجیل اپنے سامنے رکھی، اس وقت اس کے پاس میرے علاوہ کوئی نہ تھا، اس نے پڑھا۔

احمد النبی العربی یرکب البعیر ویجبر الکسیر یخرج من مکة الی یثرب وهو خیر الانبیاء یقوم فیما بین عیسیٰ والساعة فمن ادرکه واتبعه رشد ومن خالفه هلک. (۳۴)

ترجمہ: احمد عربی نبی ہیں، اونٹ پر سوار ہوں گے، ٹوٹے دلوں کو جوڑیں گے، مکہ سے نکل کر یثرب جائیں گے۔ وہ تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ عیسیٰ اور قیامت کے مابین ظہور فرمائیں گے۔ تو جس نے ان کا زمانہ پایا اور ان کی اتباع کی، وہ ہدایت یاب ہوگیا اور جس نے ان کی مخالفت کی، وہ ہلاک ہوگیا۔

یہی تعلیم نجاشی اپنے بیٹے کو دیتا تھا۔ جب محمدؐ کے اصحاب نے اس کے دربار میں آکر نجاشی سے گفتگو کی تو وہ اشک بار ہوگیا، حتیٰ کہ اس کی داڑھی تر ہوگئی۔ پھر اس نے کہا۔

اشهدان النبی العربی الذی بشربه عیسیٰ و هو خیر الانبیاء. (۳۵)

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ نبی عربی ہیں، جن کی عیسیٰ نے بشارت دی، وہ سب انبیاء سے افضل ہیں۔

تو قیصر نے کہا: نجاشی نے سچ کہا ہے۔ اگر مجھے اپنے ملک کی فکر نہ ہوتی اور رومیوں کی بغاوت کا خطرہ نہ

ہوتا تو میں اس کی تصدیق کا اظہار عام کرتا اور عن قریب اس کا دین غالب ہو کر میری زمین (میرے قدموں تک) آ جائے گا۔ قیصر نے شماس سے پوچھا، تم کس دین پر ہو؟ اس نے کہا۔ اگر مجھے بادشاہ معظم کی مخالفت ناگوار نہ ہوتی تو میں محمد (ﷺ) کی اتباع کرتا۔ قیصر نے اس سے کہا۔ تو مجھ سے خوف نہ کرو، البتہ اہل روم سے یہ معاملہ پوشیدہ رکھو اور جہاں چاہو چلے جاؤ، رہو۔ شماس نے کہا۔ میں محمد (ﷺ) سے ملنا چاہتا ہوں، قیصر نے کہا چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے روانہ ہو گیا۔ جب بلقاء کے مقام پر پہنچا تو ایک گروہ رہزناں نے اسے قتل کر دیا۔ قیصر روم کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے عامل بلقاء کو حکم دیا کہ ان لوگوں کو تلاش کر کے قتل کر دو، جس نے ہمارے خادم کو قتل کیا ہے۔ پس عامل بلقاء نے انہیں گرفتار کر کے سولی چڑھا دیا۔

سیرت ابن ہشام بحوالہ ابن اسحٰق درج ہے کہ ان سے ابن سلام کے کسی رشتہ دار نے ان کے ایمان لانے کا واقعہ یوں نقل کیا ہے۔

وکان حبراً عالماً، قال کاسمعت برسول اللہؐ عرفت صفته و اسمه و زمانه الذی کنا نتوکف له، فکنت مسراً لذلک، صامتاً علیه حتیٰ قدم رسول اللہؐ المدینة فلما نزل بقباء فی نبی عمرو بن عوف اقبل رجل حتیٰ اخبر بقدومه و انا فی راس نخله لی اعمل فیها و عمتی خالده ابنة الحارث تحتی جالسة فلما سمعت الخبر بقدوم رسول اللہؐ کبرت، فقالت لی عمتی حین سمعت تکبیری خبیبک اللہ! واللہ لو کنت سمعت بموسیٰ بن عمران قادماً مازدت ، قال فقلت لها، الی عمة، هو واللہ اخو موسیٰ بن عمران و علی دینه، بعثت بما بعثت به قال فقالت الی ابن اخی، أهو النبی الذی کنا تخبر انه یبعث مع نفس الساعة؟ قال فقلت لها نعم، قال، فقالت فذاک اذا، قال ثم خرجت الی رسول اللہؐ، فاسلمت ثمه رجعت الیٰ اهل بیتی، فامرتهم فاسلموا. (۳۶)

ترجمہ: ابن سلام ایک ماہر عالم تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ جب میں نے حضرت محمد ﷺ کے متعلق سنا اور آپ کے اسم گرامی، اوصاف و حالات اور زمانہ بعثت، جس کے ہم اہل کتاب منتظر تھے، کو جان لیا تو میں نے اس راز کو راز رہنے دیا۔ تا آں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔ جب آپ نے بنی عمرو بن عوف کے محلہ قبا میں نزول، اجلال فرمایا تو ایک شخص نے آ کر آپ ﷺ کی تشریف آوری کی خبر دی۔ میں اس وقت کھجور کے ایک درخت پر کام کر رہا تھا۔ میری پھوپھی خالدہ بنت الحارث اس درخت کے نیچے بیٹھی تھی۔ میں نے جب یہ دل افروز خبر سنی تو ایک زوردار صدائے تکبیر بلند کی۔ میری پھوپھی نے یہ سن کر کہا۔ تیرا برا ہو، تو عمران بن موسیٰ کی آمد کا سنتا تو کچھ زیادہ نہ کہتا۔ میں نے اس سے کہا پھوپھی جان! اللہ کی قسم! وہ موسیٰ بن عمران کا بھائی ہے۔ انہیں کے دین پر ہے اور اسی دعوت کے ساتھ اسے مبعوث کیا گیا ہے۔ جس کے ساتھ موسیٰؑ کو بھیجا گیا تھا۔ پھوپھی جان یہ سن کر بولی! کیا یہ وہی نبی ہے۔ جس کی خبر ہمیں دی جاتی رہی ہے کہ وہ قرب قیامت میں مبعوث ہوگا۔ میں نے کہا ''ہاں'' پھوپھی نے کہا۔ جبھی تو تمہاری یہ حالت ہے۔ اس کے بعد میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام اختیار کر لیا۔ پھر اپنے اہل خانہ کی طرف لوٹا اور ان سے کہا تو ان لوگوں نے بھی دین محمدی اختیار کر لیا۔

عسقلان بن عواکن الحمیری کی بشارت وبارگاہِ رسالت میں ہدیۂ نعت:

عسقلان بن عواکن الحمیری کے بارے میں علامہ ابن حجر العسقلانی لکھتے ہیں۔ " احمد العمرین کان ممن بشر برسالة النبیؐ ثم ادرک البعث وارسل الیٰ النبیؐ بشعر یمدحه." (۳۷)

(یہ ان بزرگ ترین لوگوں میں سے ایک تھا جو حضور نبی کریم ﷺ کی رسالت کے منتظر تھے) پھر جب اسے آپ ﷺ کی بعثت کی خبر ملی تو اس نے آپ ﷺ کی بارگاہ میں نعت کا تحفہ بھیجا۔

علامہ سیوطی نے عسقلان کا واقعہ یوں نقل کیا ہے۔

وأخرج ابن عساكر من طريق عبد الرحمن بن حميد بن عبد الرحمن بن عوف، عن ابيه، عن جده قال: سافرت الى اليمن قبل مبعث رسول الله ﷺ بسنة، فنزلت على عسكلان بن عواكن الحميرى، و كان شيخاً كبيراً و كنت لا ازال اذا قدمت الى اليمن نزلت عليه فيسالنى عن مكة و الكعبة و زمزم، و يقول: هل ظهر فيكم رجل له نبأ له ذكر، هل خالف أحدمنكم عليكم فى دينكم؟ فأقول: لا، حتى قدمت القدمة التى بعث فيها رسول الله ﷺ فوافيته وقد ضعف و ثقل سمعه،فنزلت عليه فاجتمع عليه ولده وولد ولده، فأخبروه بمكانى فشدت عصابة على عينيه وأسند فقعد؟ وقال لى: انتسب يا اخاقريش، فقلت: أنا عبد الرحمن بن عوف بن عبد عوف ابن عبد الحارث ابن زهره. قال.

حسبک یا اخازهرة .... الا ابشرک بشارة

وهى خيرلک من التجارة؟ ....

قلت: بلىٰ قال

انبئک بالمعجبة .... وابشرک بالمرغبة

ان الله قد بعث فى الشعر الاول، .... من قومک نبياً

ارتضاه صفياً .... وانزل عليه كتاباً وفيّاً

وجعل له ثواباً .... ينهىٰ عن الاصنام

ويدعو الى الاسلام .... يامر بالحق ويفعله

وينهىٰ عن الباطل و يبطله .... فقلت: ممن هو؟ قال:

لامن الازد ولا ثماله .... ولا من السرف ولاتباله

هومن بني هاشم و انتم اخواله .... يا عبد الرحمن:

اخف الواقعة .... وعجل الرجعة

ثم امض ووزاره وصدقة واحمل .... اليه هذاالابيات

(اشعارِ نعت) یہ نعت شریف سرزمین یمن میں قبل از بعثت کہی گئی۔

اشهدُ بالله ذى المعالى ‏ وفالق الليل والصباح

انک فى السر ومن قريش ‏ يا ابن المفدى من الذباح

ارسلت تدعو الى يقين ‏ ترشد للحق والفلاح

اشهد بالله رب موسىٰ ‏ انک ارسلت بالبطاح

فكن شفيعى الى مليک ‏ يدعو البرايا الى الفلاح

قال عبد الرحمن، فحفظت الابيات و اسرعت فى تقضى حوائجى و انصرفت فقدمت مكة، فلقيت ابابكر فاخبرته الخبر، فقال: هذا محمد بن عبد الله قد بعث الله رسولاً الى خلقه فاته فاتيته وهو فى بيت خديجة، فلما رانى ضحک، وقال: ارى وجها خلقا أرجو له خيراً ما وراء ک ؟ قلت: وما ذاک يا محمد؟ قال و حملت الى و ديعة ام ارسلک مرسل الى برسالة هاتها فاخبرته و اسلمت فقال " اما ان اخاحمير من خواص المومنين. ثم قال رب مؤمن بى ولم يرنى و مصدق بى وما شهدنى اولئک اخوانى حقاً...(۳۸)

ترجمہ: ابن عساکر نے عبدالرحمٰن بن حمیر کے دادا سے روایت کی، انہوں نے کہا۔ میں نے حضور کی بعثت سے قبل یمن کا سفر کیا اور عسکلان (ا) بن عوا کن الحمیر ی کے پاس قیام کیا۔ میں جب یمن جاتا اسی کے یہاں ٹھہرتا۔ وہ ایک بزرگ اور اچھا شخص تھا۔ ایک مرتبہ جب میں اسکے پاس گیا تو اس نے مجھ سے مکہ مکرمہ، کعبہ شریف اور آب زمزم کے بارے میں پوچھا اور کہا۔ کیا تم میں کسی ایسے شخص کا ظہور ہوا ہے جو تمہارے دین کے مخالف ہو؟ میں نے کہا نہیں۔ پھر میں حضور کی بعثت کے بعد گیا تو وہ اس وقت بہت بوڑھا، نحیف و کمزور ہو چکا تھا اور ثقلِ سماعت بھی تھا۔ میں نے اس کے یہاں قیام کیا۔ اس کی اولا د در اولاد کا سلسلہ بہت طویل تھا۔ بیٹے، پوتے، پوتیاں، نواسے، نواسیاں اور ان کی اولادیں بے شمار تھے۔ صبح کو اسے مسند پر بٹھایا گیا اور اس کے سب بیٹے، پوتے اور پڑپوتے وغیرہ سلیقے اور قرینے سے باموٴدب اس کے روبرو بیٹھے۔ مجھ کو بھی مہمان کی حیثیت سے بٹھایا گیا۔ حمیری بزرگ نے مجھ سے کہا۔

''اے قریشی بھائی ذرا اپنا نسب تو بیان کرو۔'' میں نے کہا۔ ''میرا نام عبدالرحمٰن ہے اور میں عوف بن عبد عوف بن عبد الحارث بن زہرہ کا بیٹا ہوں۔''

اس نے کہا۔ ''اے معزز زہری بھائی! بس کافی ہے، کیوں کہ باقی سے میں واقف ہوں۔''

کیا میں تم کو ایک ایسی اچھی خبر اور عمدہ بشارت نہ دوں، جو تمہارے لیے تجارت سے زیادہ سود مند اور اس کے فائدوں سے

(الف) علامہ نبہانی نے اسے عسکلان لکھا ہے۔

زیادہ نفع بخش ہے؟

میں نے کہا: ہاں کیوں نہیں، ضرور بتلایئے؟ اس معزز بزرگ نے کہا:

''میں تم کو تعجب میں ڈالنے والی خوش خبری اور رغبت وشوق پیدا کرنے والی بشارت سناتا ہوں۔

''کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے پہلے مہینے میں ایک نبی مبعوث فرمایا ہے۔'' وہ نبی تمہاری قوم میں سے آیا ہے اور اسے اللہ نے صفی بنایا ہے۔ اس کے خصائل پسندیدہ ہیں۔ اور اس پر ایک کتاب (برحق) کا نزول فرمایا ہے۔ اور اس کے (قاری وعامل اور متبعین) کے لیے ثواب مقرر فرمایا ہے۔ وہ نبی مطلق، اصنام پرستی سے روکتا ہے، بت پرستی وشرک سے منع کرتا ہے۔ اور اسلام کی دعوت دیتا ہے، بھلائی کی طرف بلاتا ہے۔

حق کی تلقین کرتا ہے اور خود بھی اس پر عمل پیرا رہتا ہے۔ وہ باطل سے روک کر اس کی بیخ کنی کرتا ہے۔

میں نے اس بزرگ سے دریافت کیا کہ وہ کس قبیلے سے ہے؟ انہوں نے جواب دیا:

''ازد(ا) سے ہے نہ ثمالہ سے''

''سرف سے ہے نہ تبالہ (ب) سے''

وہ بنو ہاشم سے ہے اور تم اس کے احوال (ننھیالی) ہو۔

پس اے عبدالرحمٰن!

تم اپنے قیام کو مختصر کرو اور اپنے کام کو سمیٹو، اور جلد از جلد واپس (اپنے وطن) لوٹ جاؤ اور وہاں جا کر اس داعی الی الحق کے مددگار بن جاؤ، اس کی تائید ونصرت کرو، اس کے کاموں میں تعاون کرو، اس کی تصدیق اور حمایت کرو، اور میرے ان اشعار کو لے جا کر ہدیۃً اور تحفتاً اس نبی برحق کی بارگاہ میں بطور عقیدت پیش کرو۔

ترجمۂ نعت: ''میں اللہ کی گواہی دیتا ہوں جو بلندیوں کا مالک اور سلسلۂ روز وشب کا قائم رکھنے والا (اور دن ورات کو پیدا کرنے والا ہے۔

آپ ﷺ بلاشبہ جواں مردی میں قریش ہیں۔ آپ ﷺ قریش کے صاحب اسرار ہیں۔ اے ذبیحا! کے بدلے میں دیئے گئے شخص کے فرزند۔ آپ ﷺ رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ آپ ﷺ (تذبذب وفریب سے نکال کر) منزل یقین کی طرف لے جاتے ہیں اور لوگوں کو فوز وفلاح کی دعوت دیتے اور حق کی ہدایت فرماتے ہیں۔

میں اللہ کی گواہی دیتا ہوں جو رب ہے موسیٰ کا۔ بے شک آپ ﷺ بطحائے مکہ میں رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

لہٰذا اے رسول معظم، ذی مکرم، ذی محتشم ﷺ، اس بادشاہ (ارض وسما) کی بارگاہ میں میری بھی شفاعت کیجئے، مجھے بھی اپنے سایۂ عاطفت میں مجھے بھی لے لیجئے۔ کیوں کہ حق تعالیٰ لوگوں کو (مخلوق) بھلائی (اور نیکی) کی طرف بلاتا ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ میں نے ان اشعار کو، (جن میں ''شہادت رسالت، مدح نبوت فلاح کی دعوت اور منصب شفاعت کا مضمون بے پناہ ارادت اور جذبۂ اخلاص کے ساتھ نظم کیا گیا تھا) یاد کر لیا اور اپنی ضروریات جلد از جلد پوری کر کے مکہ لوٹ آیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ملاقات اور تبادلۂ خیال کیا۔ انہوں نے کہا وہ محمد بن عبداللہ ہیں تم ان کی خدمت میں حاضر ہو۔ چنانچہ میں بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا۔ آپ بیت خدیجہ

(الف) ازد، عرب کے بڑے قبائل میں سے ایک ہے۔ ان کی نسبت قحطان کی طرف ہے، اس سے بیس قبیلے پھوٹے۔ تفصیل دیکھئے المنجد فی الاعلام، ص ۳۸۔

(ب) تبالہ۔ جنوب مشرق میں آباد ایک قوم۔ اس کے بت کا نام ''ذوالخلصۃ'' تھا جو سفید پتھر سے بنا ہوا تھا۔ تفصیل دیکھئے المنجد فی الاعلام، ص ۱۸۲۔ السیرۃ النبویہ لابن ہشام، ص ۴۳۔)

میں تشریف فرما تھے۔ حضورؐ کی نظر مجھ پر پڑی تو آپؐ نے تبسم فرمایا اور کہا کہ ''میں ایک خوش اخلاق شخص کے چہرے کو دیکھ رہا ہوں اور میں اس کیلیے خیر کی امید رکھتا ہوں، جسے تم پیچھے چھوڑ کر آئے ہو۔''

میں نے عرض کیا: ''اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون سی بات ہے؟''

حضورﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم میری لیے ایک امانت لے کر آئے ہو، کسی بھیجنے والے نے تم کو میرے پاس ایک پیام کے ساتھ بھیجا ہے، وہ جو کچھ ہے بیان کرو۔''

پھر مجھے اپنے میزبان اور بوڑھے حمیری کا پیام یاد آ گیا اور حضورؐ کی خدمت میں اس کے ارادت مندانہ اشعار، جو دراصل اس کے والہانہ جذبات تھے، جو شعر و نعت میں اپنی پرزور کیفیت کی وجہ سے ڈھل گئے تھے، سنائے اور میں نے اسلام قبول کیا۔

حضرت عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے عسکلان کے اشعار نعت سننے کے بعد فرمایا۔

اخو حمیر مؤمن مصدق بی وما شاهدنی اولئک من اخوانی حقا. (۳۹)

ترجمہ: حضورﷺ نے ارشاد فرمایا۔ معمر حمیری خاص مومنین میں سے ہے۔ وہ میری تصدیق کرتا ہے۔ چونکہ ایسے لوگوں کی تعداد جنھوں نے اپنی چشم سر سے مجھے نہ دیکھا، مگر میری تصدیق کی، مجھ پر ایمان لائے اور انہوں نے میری محبت میں آنکھوں کو پرنم اور دلوں کو داغدار کرلیا وہ لوگ میرے سچے (برحق) بھائی ہیں۔

امام نبہانی نے حضرت عبداللہ بن مسعود کی ایک روایت نقل کی ہے جو کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے راوی ہیں اور قبیلہ ازد کے ایک ماہر عالم توریت و مبشرات کی ایک بشارت درج ہے جو کہ اس نے بعد از بعثت سرکارﷺ بیان کی ہے، تفصیل ملاحظہ ہو۔ (۴۰)

خزیمہ بن عامر کا دربار شاہ یمامہ میں شامی راہب سے بشارت مصطفیٰﷺ پانا:

حضرت خزیمہ بن ثابتؓ سے مروی، وہ فرماتے ہیں کہ ابو عامر راہب نبی اکرمؐ کے اعلان نبوت سے پہلے آپؐ کے اوصاف بیان کیا کرتا تھا، کیوں کہ ابو عامر شرک سے بے زار ہو کر اللہ تعالیٰ کا قائل تھا اور ابراہیمؑ کے دین حنیف کا متلاشی تھا۔ اس نے علمائے اہل کتاب یہود و نصاریٰ سے دین حنیف کی تعلیم کے لیے اطراف و اکناف میں کئی بار سفر کئے۔ ان علماء نے اسے بتایا کہ محمد رسول اللہ ملت ابراہیمی کے ساتھ مبعوث ہوں گے۔ انہوں نے رسول کریمؐ کے اوصاف بھی بیان کئے۔ خزیمہ کہتے ہیں کہ ابو عامر ایک دن سرداران اوس و خزرج کی مجلس میں بیٹھا تھا تو اس نے وہاں نبی اکرمﷺ کا تذکرہ کیا اور آپﷺ کی بعثت و ہجرت کے وقت کی تلقین کی، پھر آپﷺ کے زبردست اوصاف بیان کئے .... پھر اس کے عامر کی ملاقات ایک گروہ اجنہ سے ہوئی،

اوران میں سے ایک جنؔ نے حضور نبی کریمؐ کی یہ نعت (اوصاف حمیدہ) بیان کئے۔(۱)

اجل انه لا زهر و ضاح	ترجمہ: ہاں! آپ کا چہرۂ انور صاف اور روشن ہے۔
ليس بالطويل الملواح	نہ آپ لمبے تڑنگے ہیں۔
ولا القصير الدحداح	اور نہ ہی پست قد۔
اذا نظر انا والاح	جب آپؐ دیکھتے ہیں تو ٹکٹکی باندھ کر بغور دیکھتے ہیں۔
وان اوذی اعرض وا شاح	اور اگر آپ کو اذیت دی جاتی ہے۔
فی عينيه نجلة	تو آپ چشم پوشی فرماتے ہیں، گویا انجان ہیں اور
وترفه شكله	آپ کی آنکھوں میں کشادگی اور سرخی ہے۔
وبين كتفيه امره	اور آپؐ کے دونوں کاندھوں کے درمیان مہر نبوت ہے
وهو آمن لا يزبر	آپ ایک سیدھی، امین و مستحکم
ياتی بالحنفية الميسرة	شریعت لے کر آئیں گے، لہٰذا جو چاہے، آپؐ کے
فيسعد من قفا. (۴۱)	نقش قدم پر چل کر سعادت مند ہو جائے۔

اس کے بعد خزیمہؓ نے ھوذہ صاحب کا واقعہ بیان کیا ہے، بعد ازاں اپنے دولت ایمان سے شرف ہونے کا۔

☆......☆......☆

(۱) یہ ایک طویل واقعہ ہے، تفصیل کے لیے دیکھیے، حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۱۲۲، ۱۲۳۔

باب چہارم:

فصل سوم:

مکی دور کی نعتیہ شاعری

صحابہ کرام کی نعتیہ شاعری:

مکی دور، حضورؐ کی حیات مبارکہ کا سخت ترین دور رہا، جہاں سخت مصائب و آلام، آپ کی زندگی کا حصہ رہے۔ اس ابتلاء سے آپؐ کے صحابہ کرام بھی محفوظ نہ تھے، بلکہ وہ آپ کی محبت اور عشق میں ان مصائب کو بسر و چشم قبول کرتے تھے۔ اسی پرُ آشوب دور میں نعتیہ ادب نے جنم لیا۔ گو کہ اس وقت یہ صنف ادب، اپنے موضوع و مضمون کے اعتبار سے ایک مخصوص و محدود دائرہ میں محیط تھی، لیکن اس کی ترویج و اشاعت مسلسل جاری تھی۔ مکی دور، نعتیہ شاعری کا ابتدائی دور ہے اور یہ مکی طرز معاشرت و ثقافت، ادبی رجحان، مکی رسم و رواج کے مطابق اپنا مخصوص لب ولہجہ لئے ہوئے ہے۔

حضرت ابواحمد بن جحش الاسدیؓ کے نعتیہ اشعار:

حضرت ابواحمد بن جحش الاسدیؓ (عبداللہ بن جحشؓ) بہت عمدہ شاعر تھے۔ آپ نعمتِ بصارت سے محروم تھے، لیکن وجدان و بصیرت کی اعلیٰ منزل پر فائز تھے۔ آپ کا قلب نور مصطفیٰؐ سے روشن تھا۔ نابینا ہونے کے باوجود آپ نے شان رسالتؐ میں پر اثر نعتیہ اشعار رقم کئے۔ حضرت ابوسفیانؓ کی بہن فارعہ آپ کے نکاح میں تھیں۔ آپ ام المؤمنین حضرت زینبؓ کے بھائی تھے۔ یہ قربت و نسبت آپ کی شناخت اور حضورؐ پر جان نثاری کا سبب تھی۔ آپ سابقین واولین میں سے ہیں۔ (۴۲) آپ نے پہلے حبشہ اور پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ آپ مدینہ میں داخل ہونے والے تیسرے شخص تھے۔ (۴۳) آپ سے قبل، اول ابی مسلمہ عامر بن ربیعہ اور دوم عبد اللہ بن جحش تھے۔ آپ نے ہجرت مدینہ کے موقع پر حضورؐ کی شان میں جو اشعار نعت کہے، ابن ہشام نے اسے نقل کیا ہے۔ ایک شعر ملاحظہ ہوں۔

الی اللہ نغدو بین مثنیٰ و موحدِ و دین رسول الله و الحق دینها (۴۴)

ترجمہ: یہ قبیلہ ایک ایک، دو دو کی تعداد میں اللہ کی راہ میں نکل رہا ہے۔ یہ ہجرت دین رسول کریمؐ کی خاطر ہے جو اللہ کا برحق پیغام لے کر آیا اور یہی دین بنی غنم کا بھی ہے۔

آپ نے حضورؐ کے عشق میں اپنے وطن مالوف کو خیر باد کہہ دیا اور حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ اس موقع پر آپ

نے جواشعار نعت کہے، اس کے پندرہ اشعار صاحب سیرۃ النبویہؐ نے درج کیے ہیں، چند اشعار نعت ملاحظہ ہوں۔

الی اللہ وجھی والرسول ومن یقم — الی اللہ یوماً وجھہ لایخیّب

اجابوا بحمد اللہ لما دعاھم — الی الحق داع و النجاح فاوعبوا

ورعنا الیٰ قول النبی محمد — فطاب ولاۃ الحق منا و طیبوا

تسعلم یوماً اینا اذ تزایلوا — وزیل امر الناس للحق اصوب (۴۵)

ترجمہ: (۱) میری تمام تر توجہ (رخ) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہے۔ جو شخص اللہ کی طرف متوجہ ہو جائے، وہ بھلا کیوں کر محروم رہ سکتا ہے۔

(۲) اللہ کا شکر ہے کہ ہم نے اجتماعی طور پر حق کی طرف اور نجات کی طرف بلانے والے (رسول ﷺ) کی آواز پر لبیک کہی ہے۔

(۳) ہم نے رسول کریمؐ کے ارشاد مبارک کی طرف رجوع کیا ہے۔ ہم میں سے رسول کریمؐ سے محبت کرنے والے پاک صاف ہو گئے اور صاف ستھرے کر دیے گئے۔

(۴) اس دن جب تمام لوگوں میں آپس کے تعلقات زائل ہو جائیں گے اور لوگ منتشر ہو جائیں گے، تو تمہیں معلوم ہوگا کہ راہ حق پر ٹھیک چلنے والا کون تھا۔

ان اشعار نعت سے حضرت ابو احمدؓ کے ایمان وعقیدے کی پختگی، اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت وعشق، سرشاری وسرخوشی کا ظہور ہوگا ہے۔ آپ نے کفار واعدائے اسلام کو کھلا چیلنج دے دیا ہے کہ حق پر ہونے کا فیصلہ روز محشر ہوگا اور ہم تو حق کی طرف، رسول کریمؐ کی طرف رجوع کرنے اور ان پر جان فدا کرنے والے ہیں اور وہی لوگ فلاح یاب ہیں جو اس عشق میں کامیاب ہیں۔

حضرت انس بن زنیم الدیلی الکنانیؓ کے نعتیہ اشعار:

حضرت انس بن زنیم الدیلی الکنانیؓ فتح مکہ کے وقت اسلام لائے۔ آپ کا تعلق ابو اسود الدّیلی کے قبیلے سے تھا۔ آپ اپنے قبیلے کے سردار اور حضرت ساریہ بن زنیم اور اُسید بن ابی اناس بن زنیم کے بھتیجے تھے۔ (۴۶) آپ بہترین شاعر تھے اور بہت اچھے اشعار کہتے تھے۔ آپ کے بیٹے انس بن ابی اناس بھی عمدہ شاعر تھے۔

انسؓ بن زنیم نے زمانہ جاہلیت میں حضورؐ کی ہجو کہی، بعد ازاں نادم ہوئے اور حضورؐ سے معذرت کرتے ہوئے آپ کی مدح میں اٹھارہ اشعار پر مشتمل بحر طویل میں ایک طویل نعت کہی۔ آپ کا کہا ہوا یہ شعر نعت بہت مشہور ہوا۔

وما حملت من ناقۃ فوق رحلھا — ابـرّ وا وفـی ذمۃ مـن محـمـد

ترجمہ: (آج تک کسی اونٹنی کے پالان پر رسول کریم ﷺ سے بڑھ کر کوئی راست باز اور اپنی ذمہ داریوں سے اچھی طرح عہدہ برآ ہونے والا کوئی اور آدمی نہیں دیکھا گیا)

اس شعر کے بارے میں دعبل بن علی، طبقات الشعراء میں لکھتے ہیں: **ھذا اصدق بیت قالتہ العرب**'' (۴۷) اس بات کو علامہ مرزبانی نے بھی نقل کیا ہے۔ (۴۸) بحر طویل میں کہے گئے اس شعر کو، صاحب اصابہ نے ایک مقام پر انس بن اسید بن ابی اناس بن زنیم الکنانیؓ کے نام سے نقل کیا ہے (۴۹)، جب کہ صاحب اسد الغابہ (۵۰) اور صاحب استیعاب (۵۱) نے اس شعر کو ابو اناس الدیلیؓ سے موسوم کیا ہے۔ علامہ ابن حجر العسقلانی نے اس شعر کے علاوہ مزید چھ اشعار ابو اناس کے نام سے نقل کئے ہیں، لیکن یہ وہی اشعار نعت ہیں، جو ابن ہشام نے اپنی سیرۃ میں قصیدۂ انس بن زنیمؓ کے نام سے اٹھارہ اشعار (۵۲)، صاحب بدایہ نے چودہ اشعار (۵۳)، علامہ عسقلانی نے ساریہ بن زنیمؓ کے نام سے دس اشعار (۵۴) اور پھر انس بن زنیمؓ کے نام سے آٹھ اشعار (۵۵) نقل کئے ہیں۔ علامہ ابن اثیر الجزری نے یہی اشعار ابو اناسؓ کے نام سے نقل کئے ہیں (۵۶) اور پھر اسید بن اناسؓ کے نام سے وہی سات اشعار نقل کئے جو انس بن زنیم نے کہے تھے۔ (۵۷)۔ امام نبہانی نے بھی اسید بن ابی اناس الکنانیؓ کے نام سے یہی پانچ اشعار درج کئے ہیں۔ (۵۸)، صاحب اسد الغابہ نے یہ اشعار ابو اناس بن زنیم کے بیٹے اسید کے نام سے نقل کئے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ جب اسید نے پہلا مصرع "**انــت الــذی تھدی**" پڑھا تو حضورؐ نے فرمایا۔ "**بـل الـلـہ یھدی**" تو اسید نے اسی قول رسول کو لے کر مصرع پورا کر دیا۔ (۵۹)۔ علامہ ابن ہشام نے مکمل شعر یوں درج کیا ہے۔

انــت الـذی تھدی معـد بـامـره — بل اللہ یھدیھم وقال لک: اشھد (۶۰)

حضرت انس بن زنیم الدیلی الکنانی کے کہے ہوئے اشعارِ نعت بارگاہِ رسالتؐ میں مقبول ہوئے، (ا) چند شعر ملاحظہ ہوں۔

اانـت الـذی تھدی معـد بـامـره — بل اللہ یھدیھم وقال لک اشھدِ

ترجمہ: کیا آپؐ وہی ہستی ہیں، جن کی ہدایت سے قبیلہ سعد کے لوگوں کو سیدھا راستہ دکھایا جا سکتا ہے، بلکہ اللہ انہیں سیدھے راستے پر ڈالے گا اور اللہ نے آپؐ سے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ آپ اس پر گواہ رہیں گے۔

وما حـمـلـت من ناقة فوق رحلھا — ابـر واوفـی ذمة مـن مـحـمـد

احـث عـلـی خیر واسبغ نـائلاً — اذا راح کـالسیف الصیقل المھند

(الف) یہ واحد نعتیہ اشعار ہیں جو بیک وقت کسی صحابی کے خاندان کے کئی افراد جس میں بھائی، بھتیجے، چچا سب شامل ہیں، کے نام منسوب ہیں، لیکن یہ ممکن ہے کہ بطور تبرک و تشکر سرکار کی بارگاہ میں وقتاً فوقتاً سب نے بطور عقیدت اسے پیش کرنے کا شرف اور سعادت حاصل کی ہو۔ ان اشعار کے خالق تو حضرت انس بن زنیم ہی ہیں، جب کہ مختلف لوگوں نے اسے، مختلف اوقات میں بارگاہِ رسالتؐ میں دہرایا ہے، اسی لیے یہ مختلف افراد کے نام موسوم ہے، کیوں کہ بیک وقت چار افراد کا ایک جیسا شعر کہنا ممکنات میں نہیں، نہ ہی تاریخ میں کوئی نظیر ہے۔

واكسى لبرد الخال قبل ابتذاله　　واعطى لرأس السابق المتجرد

ترجمہ: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے زیادہ صالح، محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اور آپ سے بڑھ کر وفائے عہد کرنے والے، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے زیادہ بھلائی کے کاموں پر اکسانے والے، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے زیادہ عطا بخشش کرنے والے، جنگ رونما ہونے کے وقت صیقل شدہ ہندی تلوار کی مانند زیادہ تیز چلنے والے، یمن کی بہترین اور اعلیٰ چادروں کو استعمال کے بغیر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے زیادہ دوسروں کو پہنانے والے اور محمد ﷺ کے گھوڑے سے زیادہ سبقت لے جانے والے، یکتا گھوڑا رکھنے والے انسان کو آج تک کسی ناقہ (اونٹنی) نے اپنے کجاوے پر سوار نہیں کیا۔

تعلم رسول الله انک مدرکی　　وان وعیدا منک کالا خذبالید (۶۱)

ترجمہ: یارسول اللہ! آپ سمجھ لیجئے کہ میں آپ سے نکل کر کہیں جا نہیں سکتا اور یہ کہ آپ کی وعید و تنبیہ گویا ہاتھ کی زبردست گرفت ہے۔

تعلم رسول الله انک قادر　　علی کل صرم متهمین ومنجد (۶۲)

ترجمہ: یارسول اللہ! آپ ﷺ سمجھ لیجئے کہ آپ ان تمام گھروں پر، جو خواہ نشیبی علاقوں میں ہوں یا بلند علاقوں میں، پوری طرح قادر ہیں۔

ونبوا رسول اللهؐ انی هجوته　　فلا حملت سوطی الی اذن یدی (۶۳)

ترجمہ: اور رسول اللہ کو خبر دی گئی کہ میں نے ان کی ہجو کی ہے (اگر میں نے اس کا ارتکاب کیا ہو) تو میرا ہاتھ کوڑا نہ اٹھائے (یعنی شل ہو جائے)

بجید بن عمران الخزاعیؓ کا نعتیہ شعر:

فتح مکہ کے موقع پر بجید بن عمران الخزاعی نے بحر طویل میں جو اشعار کئے، ابن ہشام نے چھ اشعار نقل کئے ہیں۔ اس میں ایک شعر نعت کا یوں ہے۔ ملاحظہ ہوں۔

وهجرتنا فی ارضنا عندنا بها　　کتاب اتی من خیر ممل و کاتب (۶۴)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے ہجرت ہمارے مقدر میں کی، جہاں ہمارے پاس ایک بہترین املاء و کتابت کرانے والے کے ذریعے سے قرآن مجید جیسی کتاب آئی ہے۔

بجیر بن زہیر بن ابی سلمیٰؓ کے دفاعی نعتیہ اشعار:

حضرت بجیرؓ بہت عمدہ شاعر تھے۔ یہ شاعر اسلام کعب بن زہیر کے بھائی تھے۔ یہ اپنے بھائی سے پہلے اسلام لائے۔ حضرت بجیرؓ، ان کے بھائی حضرت کعبؓ اور ان کے والد زہیر، تینوں بہترین شاعر تھے۔ والد کا شمار تو فحول شعراء میں ہوتا تھا۔ حضرت بجیر بن زہیر بن ابی سلمیٰ المزنی نے فتح مکہ کے موقع پر بحر وافر میں جو اشعار کہے، ابن ہشام نے اس کے نو اشعار نقل کئے ہیں۔ (۶۵) اس میں نعت کے دفاعی اشعار ملاحظہ ہوں۔

ضربنا هم بمكة یوم فتح النبی　　الخیر بالبیض الخفاف

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح کے روز مکہ میں ہم نے ہلکی ہلکی تلواروں سے ان کی گردنیں اڑا دیں۔

واعطينا رسول الله منا　　مواثقنا على حسن التصافي(٦٦)

ترجمہ: اور ہم نے اللہ کے رسول کو جو ہمیں میں سے ہیں، اپنا قول وقرار انتہائی خصوص اور صفائے قلب کے ساتھ دیا۔

اسی طرح جنگ حنین کے موقع پر بجیر نے بحر کامل میں جو اشعار کہے، اس کے پانچ شعر ابن ہشام نے نقل کئے ہیں۔(٦٧) اس میں آپؐ کے مدح میں یہ شعر کہے۔

لولا الاله و عبده وليتم　　حين استخف الرعب كل جبان

بالجزع يوم حبالنا اقراننا　　وسوابح يكبون للا ذقان

من بين شاع ثوبه في كفه　　ومقطر بسنابک ولبان (٦٨)

ترجمہ: جس وقت خوف ومرعوبیت نے ہر بزدل کو اوچھا بنادیا تھا اور جس وقت وادی کے موڑ پر مقابل دشمن ہمارے سامنے آرہے تھے اور اچھے سبک رفتار گھوڑے بھی ٹھوکریں کھا کھا کر منہ کے بل گر رہے تھے، جن میں کچھ وہ لوگ تھے، جن کے پہلوؤں پر تیروں کا مینہ برس رہا تھا اور دشمنوں کے گھوڑوں کے سم اور ان کے سینے ان پر چڑھے جاتے تھے، اس وقت میں اگر اللہ اور اس کے رسول برحقؐ نہ ہوتا تو تم پیٹھ دکھا کر بھاگتے نظر آتے۔

حضرت بشر بن عرفطہؓ کا شعر نعت:

حضرت بشر بن عرفطہ بن الخشخاشؓ نے فتح مکہ کے موقع پر بحر طویل میں یہ شعر نعت کہے۔

ونحن غداة الفتح عند محمد　　طلعنا امام الناس الفاً مقدماً(٦٩)

صاحب اصابہ نے مذکورہ شعر کے دو شعر مزید نقل کئے ہیں۔(٧٠) صاحب اسد الغابہ نے اسے بشر بن عرفطہؓ میں بھی نقل کیا ہے۔(٧١)

اضارب بالبطحاء دون محمد　　كتائب هم كانوا اعق و اظلما (٧٢)

حضرت بلیح بن مخشیؓ کے دفاعی نعتیہ شعر:

حضرت بلیح بن مخشیؓ نے حضورؐ کے حق میں یہ دفاعی نعتیہ اشعار کئے۔

نصرنا النبي بأسيافنا　　نكر بمكة نستبشر

بأمر الأله له وأمر النبي　　ومافوق امر يهما مأمر(٧٣)

ترجمہ: (١) ہم نے اپنی تلواروں سے نبی کریم ﷺ کی مدد کی، اور ہم مکہ میں اللہ تعالیٰ (٢) کے حکم اور رسول اللہ ﷺ سے خوش ہو رہے تھے اور ان کے دونوں حکموں کے اوپر کوئی حکم نہیں۔

حضرت جُریہ الامدیؓ کے اشعار نعت:

کہا گیا کہ یہ بنی اسد کے شیاطین میں سے تھے۔ زمانۂ جاہلیت کے شعراء میں سے تھے، پھر جب اسلام لائے تو یہ شعر کہے۔

بـدلـت دنيا بـعـد ديـن قـد قـدم　　كـنـت مـن الـذنـب كـان فـي ظلم

يـاقـيـم الـديـن اقـمـنـا نستقـم　　فـان اصـادف مـاثـما فلم اثم (۷۴)

ترجمہ: (۱) میں نے قدم بہ قدم (ہر لحظہ) کے بعد دیگرے دین کو تبدیل کیا، لیکن اپنے گناہوں کی سیاہی کو نہ دھو سکا۔
(۲) پس! اے دین مستقیم پر قائم کرنے والے نبیؐ، مجھے اپنے دین (اسلام پر استقامت عطا فرما اور میرے گناہوں کو اس طرح مٹا دے، جیسے مجھ پر کوئی گناہ تھا ہی نہیں)

حکیم بن خرام الاسدیؓ:

حضرت حکیم بن خرام الاسدیؓ (۱) کی کنیت ابو خالد تھی۔ یہ ام المومنین حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے تھے۔ آپ کی ولادت کعبۃ اللہ میں ہوئی۔ اشراف قریش میں سے تھے، واقعہ فیل سے بارہ یا تیرہ سال قبل ولادت ہوئی۔ آپ نے تاخیر سے اسلام قبول کیا، فتح مکہ کے وقت اسلام لائے۔ آپ کے چار بیٹے تھے اور چاروں صحابی و جان نثار رسولؐ تھے۔ آپ نے زمانۂ جاہلیت و اسلام، دونوں میں ساٹھ ساٹھ سال کا زمانہ پایا۔ خلافتِ حضرتِ معاویہؓ میں ۵۴ھ میں وصال ہوا۔ صاحب الاستیعاب آپ کے بارے میں لکھتے ہیں۔ "و کـان عاقلاً سرّیاً فاضلاً تقیاً سیداً بماله غنیاً" (۷۵) آپ نے حضورؐ کی شان اقدس میں اشعار نعت کہے۔

مـايـنـظـر الـحـكـام بالفضل بعد ما　　بـدا واضـح مـن غـرة و حـجـول

اذا قايسوه الجد الجد اربى عليهم　　بمستفرع ماء الذناب سجيل (۷۶)

ترجمہ: (۱) حاکموں کے داد و ہش کا انتظار نہیں کیا جاتا، جب کہ آپ کا چہرہ اقدس ظاہر ہو جائے۔ (۲) جب بزرگی و شرافت کا مقابلہ و موازنہ کیا جائے، تو آپ اُن سے بڑھے ہوئے ہوں گے۔

حضرت راشد بن حفصؓ کی نعت:

حضرت راشد بن حفصؓ کو ابن عبدالبرّ السلمیؓ بھی کہا گیا ہے۔ آپ کا نام قبل از اسلام ظالم اور کنیت ابو اثیلۃ تھی۔ حضورؐ نے آپ کا نام بدل کر "راشد" کر دیا۔ جب حضورؐ نے ان سے اُن کا نام پوچھا تو انہوں نے کہا۔ غاو بن ظالم، حضورؐ نے فرمایا۔ "انت راشـد بن عبدالله." (۷۷) آپ اس واقعے کا جب بھی تذکرہ کرتے، تو کہتے۔ "میں وہ ہوں، جس کا نام حضورؐ نے راشد رکھا ہے۔" (۷۸) حضرت راشد اسلام لانے سے قبل بنی سلیم کے بت "سواع" کے مجاہد تھے۔ جب حضورؐ نے مکہ فتح فرمایا تو آپ نے دیکھا کہ بت محض آپؐ کے اشارۂ انگشت سے اوندھے منہ زمیں بوس ہو رہے ہیں؛ تو آپؐ نے بھی جا کر سواع بت کو پاش پاش کر دیا اور بارگاہِ رسالتؐ میں حاضر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ حضورؐ کا معجزۂ بت شکنی دیکھ کر آپ نے بارگاہِ رسالتؐ میں یہ

(۱) حکیم بن خرام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی، القرشی الاسدی (الاستیعاب، المجلد الاول، ص ۴۱۷)

اشعار نعت بحر کامل میں کہے۔

قالت هلم الی الحدیث :لا یابی الیک الله والاسلام
لو ما شهدت محمداً وقبیله بالفتح حین تکسر الاصنام
لرایت نور الله اضحی ساطعاً والشرک یغشی وجهه الاظلام (۷۹)

ترجمہ: (۱)۔میری معشوقہ نے کہا کہ آؤ باتیں کریں میں نے کہا نہیں۔اللہ اور اسلام اس سے منع کرتے ہیں۔
(۲) اگر تو محمدؐ اور ان کے اصحابؓ کو دیکھتی، فتح مکہ میں جب انہوں نے بتوں کو توڑا۔
(۳) تو یقیناً تو خدا کے نور کو روشن اور چمکنے والا دیکھتی اور شرک کو دیکھتی کہ اس کے چہرے کو تاریکیاں چھپائے ہوئے ہیں۔

زمل بن عمر والعذ ریؓ کے نعتیہ اشعار:

جب زمل بن عمر والعذ ریؓ (کو زمل بن ربیعہ اور زمیل بھی کہا گیا) آپ کہتے ہیں کہ جب میرے بت نے رسول اکرمؐ کی رسالت کی گواہی دی تو میں نے سواری کا جانور خریدا اور اپنی قوم کے چند افراد کے ہمراہ حضورؐ کی خدمت عالیہ میں، سفر کر کے مکے شریف پہنچ گیا اور یہ اشعار عقیدت پیش کئے۔

الیک رسول الله اعملت نصّها وکلّفتها حزناًو غوراً من الرمل (۸۰)
لا نصر خیر الناس نصراً مؤزراً واعقد حبلاً من حبالک فی حبلی
واشهد ان الله لا شئی غیره ادین له ما أثقلت قدمی نعلی (۸۱)

ترجمہ: (۱) یا رسول اللہؐ، میں نے آپ کی طرف اپنی سواری تیز دوڑائی ہے اور اسے سنگلاخ اور پست ریتیلے میدان طے کرنے کی تکلیف دی ہے۔
(۲) تا کہ میں خیر البشر (دنیا کے سب سے بہتر انسان) کی بھرپور مدد کروں اور آپؐ کے ساتھ محبت کے رشتوں کو استوار کروں۔
(۳) اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی چیز کو دوام و بقا حاصل نہیں اور جب تک میں زندہ رہوں اس کے سامنے سرافگندہ رہوں۔

حضرت زید بن حارثہ الکعبیؓ کے اشعار نعت:

حضرت زید بن حارثہ بن شراحیل الکعبیؓ (ابو اسامہ) حضورؐ کے غلام تھے۔ایک مرتبہ ان کے والد حارثہ بن شراحیل نے ان کو واپس بلانے کے لیے بحر طویل میں کہی گئی ایک منظوم عرضی بھیجی۔صاحب الاستیعاب نے آپ کے آٹھ اشعار نقل کئے ہیں۔(۸۲) پھر وہ خود اور ان کے بھائی بارگاہِ رسالتؐ میں حاضر ہوئے اور حضورؐ سے انہیں مانگا۔آپؐ نے فرمایا۔یہ اختیار زید کو حاصل ہے، وہ جسے چاہے، اسے لے لے۔اگر تمہارے ساتھ جانا چاہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔اس پر حضرت زیدؓ نے آپ کو اختیار فرمایا، تو آپؐ نے حضرت زید کے لیے فرمایا۔"اشهدو ا ان زیداً النبی یرثنی وارثه" (۸۳)۔(میں گواہی دیتا ہوں کہ زید میرا بیٹا اور میرا وارث

ہے اور میں اس کا وارث ہوں، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ''ادعوھم لاباۤءھم''۔(۸۴) پھر ان کے والد اور بھائی مطمئن ہو کر چلے گئے۔ حضرت زیدؓ نے اپنے والد کے اشعار کے جواب میں یہ اشعار نعت کہے تھی۔

احن الی اھلی وان کنت نائیا　　　بانی قعید البیت عند المشاعر

فکفوا من الوجد الذی قد شجاکم　　　ولا تعملوا فی الارض نص الاباعر

فانی بحمد اللہ فی خیر اسرۃ　　　کرام معد کابرا بعد کابر (۸۵)

ترجمہ:(۱) میں اپنے اہل کا مشتاق ہوں اگرچہ میں دور ہوں، میں خانہ کعبہ کے پاس بیٹھا ہوں۔
(۲) آپ لوگ اس غم سے باز آجائیں، جس نے آپ کو غمگین بنایا، اور زمین میں اونٹوں کو (میری تلاش میں) نہ تھکائیں۔
(۳) کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ''معد'' کے اچھے قبیلے میں ہوں جو نسلاً بعد نسل معزز ہیں۔
(ان اشعار میں نبی کریم ﷺ کے خاندان کی تعریف ہے)۔

سواد ابن قاربؓ کی نعت حضور ﷺ نے سماعت فرمائی:

جب سواد ابن قارب الدوسیؓ کے جن نے انہیں حضور نبی کریمؐ کی بعثت کی بشارت دی تو آپ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی ایک نعت کریمہ حضورؐ کی بارگاہ میں پیش کی، جسے حضورؐ نے بڑی چاہ سے سماعت فرمایا۔ قبول اسلام سے قبل سواد بن قاربؓ کاہن تھے اور کہانت کرتے تھے لیکن اس کے ساتھ ہی بہت عمدہ شاعر تھے۔ بحر طویل میں کہی گئی آپ کی یہ نعت شریف مکہ میں کہی گئی۔ علامہ سیوطی لکھتے ہیں:۔

قال فلما سمعتہ بکرر علیٰ لیلۃ بعد لیلۃ وقع فی قلبی حب الاسلام فا نطلقت حتی اتیت النبیؐ فلما رآنی قال مرحبا بک یا سواد بن قارب قد علمناہ ماجاء بک قلت یارسول اللہؐ قد قلت شعراً فاسمعہ منی فعلت شعر. (۸۶)

ترجمہ: سواد بن قاربؓ کہتے ہیں۔ جب میں نے مسلسل تین راتوں تک اپنے جن کی زبانی یہ وعظ ونصیحت سنی تو میرے دل میں اسلام کی محبت اور عظمت جانشین ہوگئی۔ پھر میں نے سواری لی اور روانہ ہوا اور رسول اللہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوگیا۔ حضور ﷺ نے مجھے دیکھ کر ارشاد فرمایا۔ ''اے سواد بن قارب! مرحبا۔ ہم جانتے ہیں کہ کس نے تم کو یہاں بھیجا ہے۔'' میں نے گزارش کی۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے اپنے واردات وتاثرات قلبی کو، قالب اشعار میں ڈھالا ہے۔ براہ لطف وکرم اجازت رحمت فرمایئے کہ میں اسے آپ کی بارگاہ میں پیش کر کے قلب کو سکون دوں اور میری روح کو سرور حاصل ہو، پھر میں نے یہ اشعار نعت بارگاہ رسالتؐ میں ہدیہ کئے۔

اتانی نجی بعد ھدء ورقد　　　ولم یک فیما قد بلوت بکاذب

ثلاث لیال قولہ کل لیلۃ　　　اتاک نجی من لؤیّ بن غالب

فرفعت اذیال الازار وشمرت　　　بی الفرس الوجناء حول السبائب

وانک ادنی المرسلین وسیلہ　　الی اللہ یا ابن الاکرمین الاطائب

فاشہد ان اللہ لارب غیرہ　　وانک مامون علی کل غائب

فمرنا بما یاتیک من وحی ربنا　　وان کان فیما جئت شیب الذوائب

وکن لی شفیعاً یوم لا ذوشفاعۃ　　بمغن فتیلاً عن سواد بن قارب (۸۷)

ترجمہ: (۱) میرے پاس ایک راز کی بات کہنے والا (میرا جن) رات کو اس وقت آیا جب میں سو رہا تھا اور وہ میرے تجربے اور آزمائش کی بناء پر کبھی جھوٹا ثابت نہیں ہوا۔

(۲) وہ مسلسل تین راتوں تک آتا رہا اور ہر رات وہ ایک ہی بات دہراتا تھا کہ تمہارے پاس لؤی بن غالب کے قبیلہ، اس کی اولاد سے ایک نجات دہندہ (رسول، پیغمبر) تشریف لے آئے ہیں۔

(۳) پھر میں نے لنگوٹ کس لیا اور ایک تیز رفتار، سفر کرنے والی، مضبوط، بڑے چہرے والی اونٹنی پر سوار ہوا، جس نے مجھے بیابانوں اور صحراؤں کو عبور کر کے، ٹیلوں کے درمیان، غباروں میں پہنچادیا۔

(۴) اے شرفاء اور پاکوں کے فرزند! آپ تمام انبیائے کرام علیہم السلام میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہیں۔ آپؐ اللہ کے حضور سب سے زیادہ مقرب و معظم ہیں، اے ستھرے آباؤ اجداد کے نور نظر۔

(۵) پس میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے سوا کوئی رب نہیں اور بلاشبہ آپؐ ہر غائب پر مامون ہیں۔

(۶) اے افضل الخلائق! آپؐ جو امر (شریعت و وحی) لے کر آئے ہیں اس کا ہمیں حکم دیجیے، گرچہ وہ اس قدر دشوار ہو کہ ہمارے بال سفید ہو جائیں۔ (آدمی بوڑھا ہو جائے عمل کر کر کے)۔

(۷) مگر آپؐ میری اس دن شفاعت فرمائیں (آپؐ میرے شفیع بن جائیں) جس دن سوائے آپؐ کے، کوئی شفاعت کرنے اور آپؐ کے سوا کوئی سواد بن قارب کو چھڑانے والا نہ ہوگا۔

علامہ حلبی لکھتے ہیں:

قال ففرح النبیؐ واصحابہ بمقالتی فرحاً شدیداً روی الفرح فی وجوھھم ای وضحک رسول اللہؐ حتی بدت نواجذہ وقال افلحت یاسواد ۔(۸۸)

ترجمہ: سواد بن قارب کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ میرے شعر سن کر بے حد مسرور و خوش ہوئے۔ یہاں تک کہ خوشیاں ان کے چہروں سے پھوٹی پڑتی تھیں اور آپؐ مارے خوشی کے اس طرح ہنسے کہ آپؐ کے دانتوں کی موتیوں جیسی قطار نظر آنے لگی۔ پھر آپؐ نے فرمایا: ''اے سواد! تم نے فلاح اور نیکی حاصل کر لی۔''

شداد ابن عارض الجشمیؓ کے اشعار نعت:

حضرت شداد بن عارض الجشمیؓ بہترین اور معروف شاعر تھے۔ جب رسول کریمؐ غزوۂ طائف کے لئے روانہ ہوئے تو شداد بن عارض الجشمیؓ نے بحر بسیط میں جو اشعار نعت کہے اس میں انہوں نے حضور نبی کریمؐ کا رعب و دبدبہ، جرأت و شجاعت اور شان و عظمت کو بیان کیا ہے اور اپنی قوم کو عار بھی دلایا ہے۔ ابن ہشام نے یہ تین شعر نقل کئے ہیں۔

لا تنصروا اللاتَ ان اللہ مھلکھا　　وکیف ینصر من ھو لیس ینصر؟

ان التی حرقت بالسد فاشتعلت ولم تقاتل لدی احجارها هدر

ان الرسول متی ینزل بلاد کم یظعن ولیس بها من اهلها بشر (۸۹)

ترجمہ(۱)(تم لوگ) لات کی مدد نہ کرو، کیوں کہ خدا اس کو ہلاک کرنے والا ہے اور وہ کیوں کر مدد کرے گا جو (خود اپنا) بدلہ نہیں لے سکتا۔

(۲) بے شک جو مقام سد میں جلایا گیا ہے اور وہ بھڑک اٹھا ہے اور اس کے قریب کوئی لڑائی بھی نہ ہوئی، اس کا جلانا درست ہے۔

(۳) بے شک! رسول کریمؐ جب تمہارے شہر میں آ کر نزول فرماتے ہیں، تو تم لوگ سب کچھ چھوڑ کر (بسبب خوف یا رعب) کوچ (بھاگ) کر جاتے ہو اور وہاں کے باشندوں (رہائشیوں) میں سے کوئی انسان نظر نہیں آتا۔ (جب کہ آپؐ کے آنے سے برکت آتی اور جانے سے چلی جاتی ہے)۔

حضرت شریح بن ہانیؓ کے نعتیہ شعر:

حضرت شریح بن ہانیؓ صحابی رسولؐ ہیں۔ان کی کنیت ابوالمقداد تھی۔آپ نے طویل عمر پائی اور سجستان میں جہاد کیا اور وہیں ۷۸ھ میں شہید ہوئے۔خلیفہ رابع حضرت علیؓ کے ہمراہی رہے۔شہادت سے قبل یہ اشعار نعت کہے۔

اصبحت ذابث اقاسی الکبرا قد عشیت بین المشرکین اعصرا

ثمت ادرکت النبی المنذرا وبعده صدیقه وعمرا (۹۰)

ترجمہ(۱) میں نے اپنی اتنی عمر مشرکوں ہی کے درمیان میں خرچ کی ہے اور وہیں میں نے ڈرانے والے نبی کو پایا۔

(۲) اور انؐ کے بعد میں نے انؐ کے صدیقؓ اور عمرؓ کو دیکھا۔

ضرار بن الخطاب الفہریؓ کے اشعار نعت:

حضرت ضرار بن الخطاب الفہریؓ کے والد خطاب بن مرداس اپنے زمانے میں نبی فہر کے رئیس تھے۔ضرار بن خطاب جنگ فجار کے دن بنی محارب بن فہر کے سردار تھے۔آپ کا شمار قریش کے بہادر شہسواروں اور شیریں کلام شعراء میں ہوتا تھا۔آپ نہایت قادرالکلام اور زود گو شاعر تھے۔صاحب استیعاب لکھتے ہیں:"کان من فرسان قریش وشجعنا هم وشعراء هم المطبوعین المجودین." (۹۱) اور زبیر بن بکار کہتے ہیں: "لم یکن فی قریش اشعرمنه ومن ابن الزبعری ، ویقد مونه علی ابن الزبعری لانه اقل منه سقطاً و احسن صنعة" (۹۲) آپ فتح مکہ کے روز اسلام لائے اور پھر اپنی زندگی اور شاعری اسلام کے لیے وقف کر دی۔آپ نے فتح مکہ کے موقع پر حضورؐ کو خطاب کر کے جو اشعار نعت و مدح کہے، صاحب اسدالغابہ نے بحر خفیف میں کہے گئے چار شعر نقل کئے ہیں۔(۹۳)، جب کہ صاحب اصابہ نے بھی چار شعر نقل کئے ہیں۔

(۹۴)، علامہ زینی دحلان نے تیرہ اشعار نقل کئے ہیں، لیکن آپ نے یہ قصیدہ حضرت سعد بن عبادہ سے موسوم کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:۔ "وروی ابن عساکر عن جابرؓ قال لما قال سعد بن عبادة ذلک القول تعرضت امرأة الرسول اللهؐ فقالت" (۹۵) آپ مزید لکھتے ہیں: "فلما سمعؐ هذا لشعر دخلته رافة ورحمة فامر بالراية فاخذت عن سعد و دفعت لابنه قيس وجاء انه لما جاء الرسول من النبيؐ بتسليمها الانبه ابى ان يسلمها الا با مارة من النبيؐ فارسل اليه بعامته فسلمها لانبه".

(۹۶) صاحب بدایۃ والنھایۃ نے بھی بحوالہ جابرؓ بن عبداللہ، نوشعر سعد بن عبادۃ کے بتا کر نقل کئے ہیں۔ (۹۷) اور صاحب استیعاب لکھتے ہیں: "وتمام هذا الشعر فى باب سعد بن عبادة من هذالكتاب ." (۹۸) جب کہ آپ نے ایک مقام پر یہی تیرہ اشعار ضرار بن الخطاب الفہری کے نام سے نقل کئے ہیں۔ (۹۹) اور ایک مقام پر چار شعر حضرت ضرارؓ کے نام سے درج کئے ہیں۔ (۱۰۰)، صاحب عیون الاثر نے اس قصیدۂ ہمزیہ کو ضرار بن خطاب الفہری کے نام سے نقل کیا ہے۔ (۱۰۱) حضرت ضرارؓ کے کہے گئے قصیدہ سے تین شعر نعت ملاحظہ ہوں۔

يانبى الهدىٰ اليک لجاحى — قريش و انت خير لجاء

حين ضاقت عليهم سعة الار — ض وعادا هم اله السّماء

والتقت حلقتا البطان على القو — م نودوا بالصيلم الصلعاء (۱۰۲)

ترجمہ: (۱) اے نبی ہدایتؐ! آپؐ کے یہاں قریش کا قبیلہ پناہ گزین ہوا ہے اور آپؐ بہترین جائے پناہ ہیں۔ (۲) جب کہ زمین کی وسعتیں ان پر تنگ ہوئیں اور آسمان کا خدا ان کا دشمن ہوا۔ (۳)۔ قریش پر دونوں حلقہ کمند کے پڑ گئے اور انہیں سخت مصیبت کی خبر سنادی گئی تھی۔

حضرت الطفیل بن عمر والدوسیؓ کے نعتیہ اشعار:

حضرت الطفیل بن عمرو الدوسیؓ کا لقب ذوالنور تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ایک وفد کے ہمراہ بارگاہِ رسالتؐ میں حاضر ہوئے، تو حضورؐ نے آپ کے لیے دعا فرمائی۔ "اللّٰھم نور لہ" (۱۰۳) تو آپ کی آنکھوں کے مابین نور پھوٹ پڑا۔ اس وقت سے آپ "ذوالنور" مشہور ہوئے۔ آپ نے مکہ میں اسلام قبول کیا اور اپنی قوم کی طرف لوٹ گئے۔ جب آپ اسلام لائے تو آپ نے قریش کو مخاطب کر کے یہ اشعار نعت کہے۔

الا ابلغ لديک بنى لؤى — على الشنآن والغضب المرد

بان الله رب الناس فرد — تعالى جده عن كل ند

وان محمدا عبد رسول — دليل هدى و موضع كل رشد

وان الـلـــه جـلـلـــه بهـاء　　　واعـلـى جـده فى كل جد (۱۰۴)

ترجمہ:۔(۱) سنو، بنی لوئی کو غضب و دشمنی کی بات پہنچاؤ۔(۲) کہ اللہ تعالیٰ اکیلے لوگوں کا رب ہے، جن کی شان ہر شریک سے بلند تر ہے۔(۳) اور یہ کہ محمدؐ (اللہ تعالیٰ کے) بندے اور رسول ہیں، اور ہدایت کی دلیل اور ہر ہدایت کی جگہ ہیں۔۴۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے حسن وخوبی میں بہت اضافہ کیا ہے، اور آپ کی شان کو ہر شان میں بلند کیا ہے۔

حضرت (ابوالطفیل) عامر بن واثلہ الکنانی اللیثیؓ کے شعر نعت:

حضرت عامر بن عبداللہ الکنانی اللیثیؓ کی کنیت (ابوالطفیل) تھی، آپ اسی سے مشہور ہوئے۔ آپ کوفہ کے رہائشی تھے، پھر مکہ منتقل ہوگئے۔ آپ نے حضور کی شان میں یہ شعر نعت کہے۔

ان الـنـبـى هـو الـنـور الذى كشفت　　　بـه عـمـايـات بـاقـينـا ومـاضـينـا

ورهـطـه عـصـمـة فـى ديـنـنـا ولهم　　　فضل علينا وحق واجب فينا (۱۰۵)

ترجمہ:(۱) بے شک نبی کریم ﷺ ایک نور ہیں، جن کے سبب ہماری گمراہیاں ختم ہوگئیں۔
(۲) اور آپ ﷺ کا گروہ ہمارا نگہبان ہے، اور ان کو ہمارے اوپر فضیلت حاصل ہے اور ان کا ہمارے اوپر حق واجب ہے۔

حضرت عثمان بن مظعون الجمحیؓ کے اشعار نعت:

حضرت عثمان بن مظعون الجمحیؓ جب حبشہ سے واپس آئے تو ولید بن مغیرہ کی امان سے برأت اختیار کر لی۔ ولید نے ایک مناقشے میں تھپڑ مار کر آپ کی آنکھ ضائع کر دی، معاملہ جو بھی تھا، اصل خلش اسے آپ کے ایمان لانے اور اسلام قبول کرنی کی تھی 2لیدنے کہا۔ اگر تم میری امان میں ہوتے تو یوں تھپڑ نہ کھاتے۔'' آپ کی غیرت ایمانی جوش میں آئی اور اسے یوں دنداں شکن جواب دیا۔

فان تک عينى فى رضى الرب فانها　　　يـدا مـلـحـد فـى الـديـن ليـس بمهتد

فــانــى وان قـلـتـم غـوى مـضـلـل　　　ســفـيــه عـلـى ديـن مـحـمـد

اريـد بـذاک الـلـه والـحـق ديـنـنـا　　　عـلىٰ رغـم من يـبـغىٰ علينـا ويهتدى

فـقـد عـوض الـرحـمـن منهـا ثوابـه　　　ومن يرضه الرحمن ياقوم يسعد (۱۰۶)

ترجمہ:(۱) اگر ایک ملحد، بے دین اور گمراہ شخص کے ہاتھوں، اللہ کی رضا میں میری آنکھ کو تکلیف پہنچی تو کیا ہوا۔
(۲) تم مجھے کتنا ہی بھٹکا ہوا، بے وقوف اور گم راہ کہہ لو، لیکن میں اطمینان بخش طور پر، دین محمدؐ پر قائم ہوں (مجھے تمہاری ان ہفوات کی کچھ پروانہیں ہے)۔
(۳) میں اللہ سے یہی توقع رکھتا ہوں اور یہ کہ میرا دین، جس پر قائم ہوں، سب سے اچھا اور سب سے سچا اور ہدایت بخش ہے۔ جو لوگ ہم سے بغاوت وعداوت رکھتے ہیں، انہیں یہ بات کتنی ہی بری کیوں نہ لگے، مگر میرا رحمان مجھے اس کا بہتر اجر وثواب دے گا۔ اے قوم! جسے اللہ راضی کر دے اس سے بڑھ کر خوش نصیب کون ہے۔

حضرت عبداللہ بن الزبعری القرشی السہمیؓ کے اشعار نعت:

عبداللہ بن الزبعریؓ دور جاہلیت اور قریش کے معروف شاعر تھے۔ آپ کا تعلق قبیلہ قریش کی شاخ بنو سہم سے تھا اور والدہ عاتکہ بنت عبداللہ بن عمرو بن وہب بن ہذافہ بن جمح سے تھیں۔ آپ نے حالت کفر و شرک میں، کفار و مشرکین کے حق میں اور مسلمانوں کے خلاف بہت سے اشعار کہے، لیکن اس طرح کی کوئی گستاخی یا شان رسالتؐ کے خلاف کوئی بات نہ کہی، جو ان کے لئے موت کا سبب بنتی۔ ان کی شاعری بھی انہیں کی طرح شریفانہ رہی۔ اس کے باوجود آپ رسول کریمؐ اور آپؐ کے اصحابؓ پر اپنی جان اور زبان و بیان کے لحاظ سے نہایت سخت تھے۔

علامہ عبدالبرؒ فرماتے ہیں: "وکان من اشد الناس علی رسول اللہؐ وعلی اصحابه بلسانه ونفسه" (۱۰۷)

یہی نظریہ علامہ ابن اثیر الجزری کا بھی ہے۔ (۱۰۸) آپ ہمہ وقت اہل اسلام کی مخالفت و عداوت پر کمربستہ رہتے، مسلمانوں کی ہجو کہتے اور قریش سے مقابلہ کرتے۔ "وکان یناضل عن قریش ویھاجی المسلمین." (۱۰۹) غرض کہ، کوئی موقع دشمنی کا ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ اہل اسلام پر نہایت سختی کرتے اپنے اشعار کے سبب۔ "وکان شدیدا علی المسلمین" (۱۱۰) عبداللہ کا شمار قریش کے بڑے اور بہترین شعرا میں ہوتا تھا۔ " وکان من اشعر الناس و ابلغھم "(۱۱۱) ابن زبیر کہتے ہیں کہ راویان قریش نے انہیں جاہلیت کا شاعر اعظم قرار دیا ہے۔ "کذلک یقول راوۃ قریش: انه کان اشعر هم فی الجاھلیة و امام ما سقط الینامن شعره" (۱۱۲) صاحب اصابہ کہتے ہیں: "کان من اشعر قریش." (۱۱۳) علامہ مرزبانی کہتے ہیں: " کان شعر قریش" (۱۱۴) آپ کے لیے یہ بھی کہا گیا: " انه اشعر قریش قاطبة" (۱۱۵)

عبداللہ بن الزبعری مکہ کے ان بڑے شعراء میں شمار کئے جاتے تھے جو مسلمانوں کے بدترین دشمن تھے۔ محمد بن سلام کہتے ہیں "کان بمکة شعراء فابدھم شعراً عبد اللہ بن الزبعری." (۱۱۶)

ہجو گوئی آپ کی شاعری کا خاص جز تھی اور حضرت حسانؓ نے ہجو گوئی میں آپ کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ دونوں میں خوب ٹھنی رہتی تھی۔ فتح مکہ کے وقت آپ حضورؐ کے ڈر اور مسلمانوں کے خوف سے نجران بھاگ گئے اور وہاں پناہ لی، لیکن حضرت حسانؓ کے عار دلانے پر واپس آ گئے۔ آپ حضرت حسانؓ کی شعری مار کا مقابلہ نہ کر سکے۔ آپ نے انہیں عار و ترغیب کے لیے بحر کامل میں جو شعر کہا ابن ہشام نے اسے نقل کیا ہے۔ (۱۱۷)

رسول کریمؐ کے قول کے مطابق، زبان کا زخم تیر سے زیادہ گھائل کرتا ہے، لہٰذا آپ نے بارگاہ رسالتؐ میں

حاضری دی، اور اپنی سابقہ زیادتیوں اور کوتاہیوں پر معذرت طلب کی اور مشرف بہ اسلام ہوئے اور اسلام کے لیے بڑے شجاع و مددگار ثابت ہوئے اور اب آپ کی ہجویانہ توپوں کا رخ دشمنان اسلام کی طرف ہوگیا۔ صاحب استیعاب لکھتے ہیں۔ " فلما بلغ ذلک ابن الزبعری قدم علی رسول اللہؐ فاسلم و حسن اسلامه. و اعتذرالی رسول اللہؐ فقبل عذرة ." (۱۱۸) آپ بہترین مسلمان اور حضورؐ کے بہترین جاں نثار و رفیق ثابت ہوئے۔ چوں کہ شاعری آپ کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی، اس لیے دربار رسالتؐ سے وابستہ ہو گئے اور فن شاعری میں خوب خوب جوہر دکھائے۔ آپ نے اپنی صلاحیتوں کو عشق رسولؐ کے تحت کر دیا اور تاحیات عقیدت کے پھول بارگاہ رسالتؐ میں نچھاور کرتے رہے۔

دربار رسالتؐ سے وابستہ ہونے کے بعد آپ نے بہت خوب صورت نعتیں تخلیق کیں۔ صاحب اسد الغابہ لکھتے ہیں۔

" فلما سمع ذلک ابن الزبعری رجع الی رسول اللہؐ فاسلم و قال حین اسلم." (۱۱۹) صاحب استیعاب لکھتے ہیں۔ "ومن قوله بعد اسلامه للنبی علیه السلام معتذراً." (۱۲۰)۔ صاحب اصابہ لکھتے ہیں۔ "ومن شعره لما اسلم." (۱۲۱) بعد از اسلام عبداللہ بن الزبعری نے جو پہلی نعت، بحر خفیف میں کہی، اس کے چار شعر ابن ہشام نے نقل کئے ہیں۔ (۱۲۲) صاحب اسد الغابہ نے (۱۲۳) اور صاحب الاستیعاب نے (۱۲۴) چھ چھ اشعار نقل کئے ہیں، جب کہ صاحب اصابہ نے تین شعر نقل کئے ہیں۔ (۱۲۵) نعت کے چند شعر ملاحظہ ہوں۔

یا رسول اللہ الملیک ان لسانی — راتق مافتقت اذا انا بور
اذ اباری الشیطان فی سنن الغیّ — ی و من مال میله مثبور (۱۲۶)
امن اللحم و العظام لربی — ثم قلبی الشهید انت النذیر
اننی عنک زاجر ثم حیا — من لؤی و کلهم مغرور (۱۲۷)
ان ماجئتنا به حق صدق — ساطع نوره مضیء منیر
جئتنا بالیقین والبر والصد — ق و فی الصدق و الیقین سرور (۱۲۸)
اذهب اللہ ضلة الجهل عنا — واتانا الرخاء و المیسور (۱۲۹)

ترجمہ: (۱) اے مالک الملک کے بھیجے ہوئے رسول برحق! میری زبان سنجیدہ و محتاط رہی ہے۔ میں نے اس وقت بھی معصیت کی بات نہیں کی۔

(۲) جب میں گمراہی میں ہلاک ہو رہا تھا اور گمراہی کے راستے پر شیطان سے بھی آگے نکل رہا تھا، جو گمراہی کی طرف مائل ہوتا ہے یقیناً وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔

(۳) اب تو گوشت و پوست تک پروردگار عالم پر ایمان لے آئے ہیں، پھر یہ کہ میرا قلب بھی اس بات کا مقر ہو گیا ہے کہ آپؐ رسول نذیر ہیں۔

(۴) میں نے آپؐ کے لیے وہاں قبیلۂ لؤی کو جھڑک دیا، کیوں کہ وہ سب کے سب فریب خوردہ ہیں۔

(۵) جو کچھ آپؐ ہمارے پاس لائے ہیں وہ سچ اور حق ہے، اس کی روشنی بلند و تاباں ہے۔

(۶) آپؐ ہمارے پاس یقین، بھلائی اور سچائی لے کر آئے ہیں اور حقیقی خوشی اسی سچائی اور یقین میں ہے۔

(۷) خدا ہم سے جہالت و گمراہی لے گیا اور ہمارے پاس نرمی و آسانی کو بھیج دیا۔

ان اشعار کے حوالے سے ڈاکٹر اسحٰق قریشی لکھتے ہیں:

''ان اشعار کی اٹھان بتا رہی ہے کہ شاعر کس شدت سے سابقہ طریق عمل سے نفرت کر رہا ہے اور اس کو کس قدر احساس ہے کہ وہ راہ بھولا ہوا ہے، اب جب کہ اسے راہ حق پر چلنا نصیب ہوا ہے تو وہ اس راہ کے بادل پر دل و جان سے نچھاور ہو رہا ہے اور اس کا دل ان کے احساس سے معمور ہے، لہجہ قدیم ہے اور مگر اسلامی خیالات اور الفاظ جگہ پا رہے ہیں اور یہ شاعری کا رخ بدلتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔'' (۱۳۰) ابن زبعری نے اسلام لانے کے بعد دوسری نعت بحر کامل میں کہی۔ علامہ ابن اسحٰق لکھتے ہیں: **"وقال عبد اللہ بن الزبعری ایضاً حین اسلم."** (۱۳۱) ابن ہشام نے اس نعت کے چودہ اشعار (۱۳۲)، جب کہ صاحب اسد الغابہ نے گیارہ اشعار (۱۳۳) نقل کئے ہیں۔ ان اشعار کے بارے میں ابن ہشام لکھتے ہیں۔ **"وبعض اھل العلم بالشعرینکر ھالہ."** (۱۳۴) نعت ثانی کے کچھ شعر ملاحظہ ہوں۔

منع الرقاد بلابل وھموم　　　والّیل معتلج الرواق بھیم

مما اتانی ان احمد لامنی　　　فیہ فبتّ کاننی محموم

ترجمہ: ایسی تیرہ و تاریک راہ میں، جس میں تاریکیوں کے تہ بہ تہ پردے چڑھے تھے۔ طرح طرح کے وساوس اور حزن و ملال نے میری نیند اڑا دی۔

ترجمہ: اس چیز کے باعث جس کے بارے میں مجھے معلوم ہوا کہ احمد مصطفیٰ ﷺ نے میری مذمت و ملامت کی ہے۔ چنانچہ ساری رات میں نے آنکھوں میں کاٹی، ایسا معلوم ہوتا تھا، گویا مجھے بخار چڑھا آ رہا ہے۔

یا خیر من حملت علی اوصابھا　　　عیرانۃ سرح الیدین غشوم

انی لمعتذرالیک من الذی　　　اسدیت اذا انا فی المنلال اھیم

ترجمہ: اے ان لوگوں میں سب سے اعلیٰ ہستیؐ جنھیں کسی مضبوط اور پُر از نشاط، ہلکے ہلکے پاؤں والی اور منہ نہ پھیرنے والی اونٹنی نے کبھی اپنے متناسب اعضا، پر بٹھایا ہے۔

ترجمہ: میں سچے دل سے آپؐ سے اپنی اس چیز کے لیے عذر خواہ ہوں، جس کا تانا بانا میں نے خود ہی لگایا تھا اور واقعہ یہ ہے کہ اس وقت میں ظلمت و تاریکی میں ہاتھ پاؤں مار رہا تھا۔

فالیوم امن بالنبی محمد　　　قلبی و مخطی ھذہ محروم (۱۳۵)

ترجمہ: مگر (بحمد للہ) آج محمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر میرا قلب ایمان لے آیا ہے۔ اور اس میں جو خطا کا مرتکب ہو وہ حرماں نصیب ہے۔

مضت العداوة و انقضت اسبابها ودعت اواصر بيننا و حلوم

ترجمہ: عداوت کا زمانہ گزر گیا اور عداوت کے اسباب بھی منقطع ہو گئے اور اب ہمارے باہمی قرابت دارانہ تعلقات نے اور عقل و ہوش نے ہمیں دعوت دے دی ہے۔

فاغفر فدی لک والدای کلاهما زللی، فانک راحم مرحوم

ترجمہ: پس آپؐ پر میرے ماں باپ دونوں قربان، آپ میری لغزش معاف فرمائیں، آپ ہی رحم کرنے والے ہیں، کیونکہ اللہ کا رحم، آپ پر ہوا ہے۔

وعلیک من علم الملیک علامة نور اغرّ و خاتم مختوم

ترجمہ: اور آپؐ میں خداوند تعالیٰ کے علم کی نشانی ہے، آپ سراپا نور ہیں، آپؐ کے ذریعے سے نبوت و رسالت پر مہر لگ گئی ہے اور یہ مہر اللہ کی لگائی ہوئی ہے۔

اعطاک بعد محبة برهانه شرفاً و برهان الاله عظیم(۱۳۶)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے آپ کو مجد و شرف کی محبت آمیز برہان دی ہے اور اللہ کی جو برہان ہوگی، اس کی عظمت میں کیا شک کیا جا سکتا ہے؟

ولقد شهدت بان دینک صادق حق و انک فی العباد جسیم

ترجمہ: اور میں نے واقعی اس بات کا اقرار کر لیا ہے کہ آپ کا دین سچا اور برحق ہے اور آپ تمام بندوں میں سب سے اعلیٰ ہستی ہے۔

والله یشهد ان احمد مصطفیٰ مستقبل فی الصالحین کریم

ترجمہ: اور خود اللہ اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ احمد مصطفےٰ تمام صلحا کے منظور نظر اور کریم و شریف ہیں۔

قوم علی بنیانه من هاشم فرغ تمکن فی الذرا و ارمه (۱۳۷)

ترجمہ: وہ ایک ایسے بہادر سردار ہیں جن کی بنیاد بنوہاشم سے اٹھی ہے، وہ فرع بھی ہیں اور اصل بھی اور ان دونوں کا مقام انتہائی بلندیوں پر ہے۔ آپ شرافت و جمال میں فائق و کریم النفس ہیں۔

عمرو بن سُبیع الرهاویؓ کی نعت:

حضرت عمرو بن سُبیع الرهاویؓ نے حضورؐ کی بارگاہ میں، بحر طویل میں یہ نعت پڑھی۔

الیک رسول الله من سرو حمیر اجوب الضیافی سملقاً بعد سملق(۱۳۸)

علی ذات الواح اکلفها السریٰ تخب برحلی تارةً ثم تعنق

فمالک عبدی راحة اوتحلحلی بباب النبی الهاشمی الموفق

عشقت اذا من حله بعد حلة وقطع دیا میم وهم مورّق (۱۳۹)

ترجمہ: (۱) میں آپؐ کے پاس اے خدا کے رسولؐ، قبیلہ حمیر کے سرو نامی محلّہ سے آیا ہوں۔ میں جنگلوں کو قطع کرتا ہوا، بیابانوں کو طے کرتا ہوا پہنچا ہوں۔

(۲) اونٹ کے کجاوئی پر بیٹھ کر اس کو ہانکتا تھا۔ کبھی وہ سست چلتا تھا اور کبھی تیز چلنے لگتا تھا۔

(۳) میں اس سے کہتا تھا کہ اب تجھے آرام نہ ملے گا، یہاں تک کہ مجھے نبی ہاشمیؐ کے درِ اقدس پر پہنچادے۔
(۴) میں نے اس سفر میں بہت سے کپڑے پرانے کرڈالے اور کتنے ہی جنگل قطع کیے اور کتنے ہی مصائب اٹھائے۔

عبداللہ بن عجرہ السلمیؓ کے دفاعی نعتیہ اشعار:

حضرت عبداللہ بن عجرہ السلمیؓ المعروف ابن غنیہ نے فتح مکہ کے موقع پر یہ اشعار نعت دفاع رسولؐ میں کہے۔

نصرنا رسول الله من غضب له — بالف كمي لا تعد حواسره
وكنا له دون الجنود بطانة — يشاورنا في امره ونشاوره
دعانا فسمانا الشعار مقدما — وكنا له عونا على من ينافره
جزى الله خيرا من نبي محمد — وايده بالنصر والله ناصره (۱۴۰)

ترجمہ: (۱) ہم نے رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں کے خلاف آپ ﷺ کی ایک ہزار زرہ پوش بہادروں کے ساتھ مدد کی۔ بغیر زرہ کے لوگوں کا تو کوئی حساب نہیں۔ (۲) ہم آپ ﷺ کے لئے (لشکر دشمن کے مقابلے میں) پوشیدہ راز دار تھے، آپؐ ہمارے ساتھ مشورہ فرماتے تھے اور ہم آپؐ سے مشورہ کرتے تھے۔ (۳) آپؐ نے ہمیں بلایا اور ہمارا ''شعار'' ''مقدم'' مقرر فرمایا، اور ہم آپؐ کے مددگار رہے، ہر اس شخص کے خلاف جو آپؐ کے ساتھ دشمنی کرتا تھا۔ (۴) اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کو جزائے خیر دے، اور اپنی نصرت سے آپ کو مضبوط کردے اور اللہ تعالیٰ آپ کا مددگار ہے۔

حضرت عمرو بن مرّہ الجہنیؓ کے نعتیہ اشعار:

جب حضرت عمرو بن مرّہ الجہنیؓ کو خواب میں حضورؐ کی ہدایت و بشارت ہوئی تو آپ نے بتوں کو توڑا اور اس کے بعد بارگاہِ رسالتؐ میں حاضر ہوئے اور یہ اشعار نعت کہے۔

شهدت بان الله حق وأنني — لآلهة الأحجار اول تارك
وشمرت عن ساقي الأزار مهاجرا — اليك اجوب القفر بعد الدكادك
لا صحب خير الناس نفسا و والدا — رسول مليك الناس بعد الحبائك (۱۴۱)

ترجمہ: (۱) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ حق ہے، اور میں پتھروں کے دیوتاؤں کو سب سے پہلے چھوڑنے والا ہوں۔ (۲) اور میں ہجرت کرتے ہوئے تیار ہوا، اور آپ کی طرف سخت زمینوں کے بعد چٹیل میدانوں کو طے کرتا ہوا آیا۔ (۳) تاکہ میں لوگوں میں نفس اور والد کے لحاظ سے سب سے بہترین شخص کی صحبت اختیار کرلوں جو آسمانوں کے بعد لوگوں کے بادشاہ کی طرف سے رسول ہیں۔

حضورؐ نے فرمایا ''مرحبا بک یا عمرو بن مرہ'' (۱۴۲) پھر آپ نے یہ شعر پڑھے۔

الم تر ان الله اظهر دينه — وبين برهان القرآن لعامر
كتاب من الرحمن نور لجمعنا — واخلاقنا في كل بلاد و حاضر

الی خیر من یمشی علی الأرض کلھا   وافضلھا اعتکار الضرائر

اطعنا رسول اللہ لما نقطعت   بطون الأعادی بالظبی و الخواطر (۱۴۳)

ترجمہ: (۱) (اے مخاطب) کیا تو نہیں دیکھتا کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے دین کو ظاہر (غالب) کر دیا اور قرآن کریم کو "عامر" قبیلہ کے لیے بیان فرمایا۔ (۲-۳) رحمان کی جانب سے، زمین میں چلنے والوں میں سے سب سے بہترین شخص کو ایک کتاب آئی ہے، جو ہم تمام کے لیے اور تمام ملکوں کے واسطے ایک نور ہے۔ (۴) ہم نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اس وقت کی جب دشمنوں کے پیٹ تلواروں اور نیزوں سے قطع کئے گئے۔

حضرت عوام بن جُہیلؓ کے نعتیہ اشعار:

حضرت عوام بن جُہیل الہمدانی المسلمیؓ نے بعد از اسلام یہ اشعار نعت کہے۔

بانا ھداھا اللہ ملحق بعدما   تھود منا حائرٌ و تنصرا

وانا برئنا من یغوث و قربہ   یعوق، وتابعناک یاخیر الوریٰ (۱۴۴)

حضرت فدفد بن خنافہ البکریؓ کے اشعار نعت:

حضرت فدفد بن خنافہ البکریؓ کو وادی مکہ میں ایک جن نے بشارت دی کہ نبی مرسل تشریف لے آئے ہیں، لہٰذا آپ بارگاہ رسالتؐ میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے، پھر یہ اشعار نعت کہے۔

الا ابلغا صخر بن حرب رسالۃ   یاتی رایت الحق عند ابی ھاشم

رایت امریدعوالی البر و التقیٰ   علیماً باحکام الھدی غیر ظالم

فاخبرنی بالغیب عمارایتہ   واسررتہ من معشرفی مکاتم (۱۴۵)

قیس بن ربیعؓ کے معذرت خواہانہ اشعار:

حضرت قیس بن ربیعؓ بہت تیز زبان، زود گو اور ترک بہ ترک تھے۔ آپ نے جب بعثت نبویؐ کی خبر سنی تو حضورؐ کے خلاف شدید غصے میں ہجو کہی، لیکن جب حضورؐ کے خصائص و کبائر، خلق و احسان ملاحظہ ہوئے تو بارگاہ رسالتؐ میں حاضر ہوئے، نادم ہوئے اور ہجو پر معذرت چاہی اور آپؐ کے حق میں یہ اشعار نعت کہے۔

حیّ ذوی الاضعان تسب قلوبھم   تحیتک الحسنیٰ و قدیر فع النّغل

فان الذی یؤذیک منہ سماعۃ   وان الذی قالوا: وراء ک لم یقل

وان دحسوا بالکرہ فاعف تکرما   وان کتموا عنک الحدیث فلا تسل (۱۴۶)

جناب کلبیؓ کے روایت شدہ اشعار:

جناب کلبیؓ یوم فتح کے روز اسلام لائے۔ آپ حضورؐ سے راوی کہ انہوں نے آپؐ کو ایک میانہ قد آدمی سے

یہ فرماتے ہوئے سنا۔"ان جبریل عن یمینی ومیکائیل عن یساری و الملائکة قد اظلت عسکری فخد فی هنائک" (۱۴۷) (جبریل میری داہنی جانب ہیں اور میکائل میری بائیں جانب ہیں اور فرشتوں نے میرے لشکر پر سایہ کیا ہوا ہے، پس (اب کوئی خوف نہیں ہے) تم اپنے اشعار سناؤ، تو اس شخص نے تھوڑی دیر سر جھکانے کے بعد یہ اشعار کہے)

یا رکن معتمد و عصمة لائذ　　وملاذ منتجع وجار فجاور

یامن تخیره الالٰه لخلقه　　نحباه بالخلق الزکی الطاهر

انت النبی و خیر عصبة آدم　　یامن وجود کفیض بحر زاخر

میکال معک و جبریل کلاهما　　مدد لنصرک من عزیز قاهر (۱۴۸)

ترجمہ: (۱) اے رکن معتمد اور اے جویائے پناہ کو، پناہ دینے والے (نبیؐ) اور اے بھوکوں کے جائے پناہ اور خائف کو امن دینے والے نبی ﷺ۔

(۲) اے وہ نبیؐ! جسے اللہ نے اپنی مخلوق کے لیے منتخب فرمایا اور عمدہ پاکیزہ عادات سے انہیں آراستہ کیا۔

(۳) آپؐ نبی خیر ہیں اور آدم کی عصمت (حفاظت) کا بہترین ذریعہ ہیں۔ اے وہ بزرگ، جو مثل دریائے رواں کے بخشش کرتے ہیں۔

(۴) میکائل اور جبریل دونوں آپؐ کے ہمراہ ہیں۔ خداوند غالب وقاہر ہے، ہر طرف آپ کی مدد کے لیے۔

حضرت کلبیؓ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا۔ یہ شاعر کون ہیں، تو کسی نے کہا۔ یہ حسان ہیں،(ا) پھر میں نے حضورؐ کو دیکھا، وہ ان کے لیے دعا مانگ رہے تھے اور ان کی تعریف کر رہے تھے۔

ماذن بن الغضوبہؓ کی نعت:

حضرت ماذن بن الغضوبہ الطائی الخطامیؓ کا تعلق بنو طے کے ایک ذیلی قبیلہ خطامہ سے تھا۔ ماذن کے دادا خطامہ نے کاہنوں کے انداز میں حضورؐ کی بعثت کے بارے میں پیش گوئی کی تھی۔ ماذن بن غضوبہ عمان میں بادر بت کے مجاور تھے۔ جب اس بت نے ماذن کو، حضور نبی کریمؐ کے ظہور و نبوت کی بشارت دی، تو آپ فوراً بارگاہِ رسالت مآبؐ میں حاضر ہوئے اور بعد از اسلام مکے میں، بحضور سرکار کائنات، یہ اشعار نعت کہے۔

کسرت بادر اجذاذ و کان لنا　　ربا نطیف به ملاء بتضلال

ترجمہ: میں نے بادر (بت) کو پاش پاش کر دیا، حالاں کہ وہ ہمارا رب تھا اور ہم زمانۂ گمراہی میں اس کا طواف کیا کرتے تھے۔

بالهاشمی هدانا من ضلالتنا　　ولم یکن دینه شیأ علی بال

ترجمہ: ہاشمی پیغمبرؐ کے ذریعے سے ہمیں گمراہی سے نجات اور ہدایت ملی، حالانکہ (قبل ازیں) اس دنیا کا میرے دل پر کوئی اثر نہ تھا۔

یا راکبا بلغا عمرا و اخواتها　　انی لماقال ربی بادر تالی (۱۴۹)

(الف) یہ اشعار شرح دیوان حسان للبرقوقی میں نہیں ہیں اور ان اشعار کا ذکر جناب کلبیؓ کے باب میں بھی سمجھ سے بالاتر ہے۔

ترجمہ: اے سوار! تو یہ بات عمر اور اس کے بھائیوں (ا) کو پہنچا دینا کہ میں اپنے رب کے حکم پر باور (بت) سے شدید نفرت کرتا ہوں۔

اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت ماذنؓ نے مذکور بالا نعت شریف کہی۔ بارگاہِ رسالتؐ سے انعام یافتہ ہونے اور دولت ایمان واعزاز واکرام سے نوازے جانے کے بعد آپ کا جذبۂ شاعری عود کر آیا اور جب آپ اپنے وطن عمان واپس جانے لگے تو آپ نے بحر طویل میں ایک خوب صورت نعت کریمہ کہی۔ آپ کہتے ہیں دولت ایمان سے سرفراز ہونے کے بعد سرکار دو عالمؐ سے مجھے اس قدر عشق ہو گیا کہ میں اکثر آپ کی شان میں یہ نعت شریف پڑھا کرتا تھا۔

الیک رسول اللہ حنت مطیتی تجوب الفیافی من عمان الی العرج

ترجمہ: (یا رسول اللہؐ! میری سواری (اونٹنی) آپ کی طرف دوڑ پڑی اور عمان سے عرج تک صحراؤں، بیابانوں اور ریگستانوں کو طے کرتی ہوئی ذوق وشوق کے ساتھ آئی ہے۔

تشفع لی یا خیر من وطئ الحصی فیغفرلی ذنبی وارجع بالفلج

ترجمہ: (تاکہ اے افضل البشرؐ! اے کنکریوں کو روندنے والوں میں بہترین شخص، آپؐ میری سفارش کریں (میرے شفیع بنیں) اور پھر میں مغفرت (گناہوں کی معافی کے بعد) کامیابی کے ساتھ لوٹوں۔)

الی معشر خالفت فی اللہ دینھم ولا رأیھم رأی ولا نھجھم نھجی(ب)

ترجمہ: (میں ایک ایسے قبیلے اور معاشرے کی طرف لوٹ جاؤں، جن کے دین کی میں نے اللہ کے لیے مخالفت کی ہے اور اب ان کی اور میری رائے ایک ہے اور نہ ہی طریقہ ایک ہے)

وکنت امرأ بالعمر و الخمر مولعا شبابی حتی آذن الجسم بالنھج

ترجمہ: (میں جوانی میں بے انتہا شرابی، زناکار یا (عیاش) ترین آدمی تھا۔ یہاں تک کہ جوانی اسی میں گزار دی اور (وہ برائیاں جو میرے جسم میں بری طرح رچ بس گئی تھیں، انہیں لیے ہوئے) اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔

فبدلنی بالخمر خوفاً و خشیۃ وبالعھر احصاناً فحصن لی فرجی

ترجمہ: (اب اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا خوف (فضل وکرم) توفیق اسلام عطا فرمائی اور زناکاری کے بدلے میں مجھے پاک دامنی عطا فرمائی جس سے میری شرم گاہ محفوظ ہو گئی)۔ (ج)

فاصبحت ھمی بالجھاد ونیتی فللہ ماصومی وللہ ماحجی(۱۵۰)

ترجمہ: (اب میری نیت اور خواہشات صرف اللہ کے راستے میں جہاد کے لیے ہے، اسی طرح میرے روزے اور میرا حج بھی اللہ کے لیے ہے، یعنی اللہ کے لئے جیوں اور اسی کے لیے مروں۔)

مالک بن عوف بن سعد النصریؓ کے نعتیہ اشعار:

حضورؐ نے طائف میں بنوثقیف کے حامی مالک بن عوف کو یہ پیغام بھجوایا کہ اگر وہ طائف سے چل کر، بنو

(الف) یہاں عمرو اور اس کے بھائیوں سے مراد بنی خطامہ ہیں جو قبیلہ طے کی ایک شاخ تھی۔
(ب) علامہ حلبی نے یہ مصرع یوں درج کیا ہے۔ "فلا دینھم دینی ولا شرجھم شرجی" (السیرۃ الحلبیہ۔ الجزء الاول، ص۲۰۲)
(ج) یہ حضورؐ کی دعاؤں کا اثر ونتیجہ تھا، جو آپؐ نے ان کی حالت زار کی تبدیلی کے لیے مانگی تھی۔

ثقیف کی حمایت سے دست بردار ہوکر، حضورؐ پر اسلام لے آئیں اور مسلمان ہوکر دین اسلام کے حامی و مددگار بن جائیں، توانہیں نہ صرف یہ کہ ان کے بیوی بچے جو مسلمانوں کی قید میں ہیں، واپس مل جائیں گے بلکہ حضور نبی کریمؐ کی جانب سے انہیں سواونٹ بھی مزید دیئے جائیں گے۔''اخبروا مالکاً انه ان اتانی مسلماً رددت الیه اهله وماله و اعطیته مائة من الابل''(۱۵۱) جب یہ خبر مالک بن عوف کو پہنچی تو آپ سرکار علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور اپنے بیوی بچوں کے علاوہ سواونٹ بھی نبی کریمؐ سے حاصل کر لیے اور آپ لشکر اسلام کے سالار جرار ہو گئے۔

فادرک النبیؐ بالجعرانه و قیل بمکة فرد علیه اهلا وماله و اعطاه مائة من الا بل کماوعدﷺ و اسلم و حسن اسلامهٗ وقال حین اسلم یمدح النبیﷺ. (۱۵۲)

حضرت مالک بن عوفؓ کے بحر کامل میں کہے گئے چند اشعار نعت ملاحظہ ہوں۔

ما ان رایت ولا سمعت بمثله — فی الناس کلهم بمثل محمد

اوفی واعطی للجزیل اذا اجتدی — ومتی تشأ یخبر عما فی غد

واذا الکتیبة عردت أنیابها — بالسمهری وضرب کل مهند

فکأنه لیث علی أشباله — وسط الهباءة خادر فی مرصد (۱۵۳)

ترجمہ: (۱) میں نے دنیا کے تمام انسانوں میں محمدؐ جیسا، آپ کی مثل کہیں، کسی کو نہیں دیکھا اور نہ ہی سنا۔

(۲) آپؐ بڑے کریم و باوفا ہیں۔ جب ان سے عطیے طلب کئے جاتے ہیں اور بخشش چاہی جاتی ہے، تو آپ مکمل سخاوت کرتے اور پوری طرح عنایت کرتے ہیں۔ جب دینے پر آتے ہیں تو پورا پورا اور بہت زیادہ دیئے چلے جاتے ہیں اور جب بھی تم چاہو، تو وہ مستقبل میں ہونے والی بات (کل پیش آنے والے واقعات) کی خبر تمہیں دے دیتے ہیں۔

(۳) اور جب بھی کوئی لشکر نیزے اور ہندی تلواروں کے ساتھ آمادۂ پیکار ہو۔

(۴) تو گویا آپ غبار کے اندر اہل وعیال کی مدد کرنے میں شیر کی مانند ہیں، جو گھاٹ میں بیٹھا ہوا ہو۔

حضور نبی کریمؐ کی اس کامیاب حربی حکمت عملی سے یہ بات ثابت ہوئی کہ دشمن اسلام کو کمزور کرنے، اسے شکست دینے اور آبروئے اسلام وایمان، قوم ووطن کی حفاظت، ناموس رسالتؐ کی عصمت وعظمت کی سربلندی کے لیے، اعدائے اسلام کو خاسر وخائب کرنے کے لیے، ہر حیلہ و بہانہ، حرص ولالچ وطمع، جس طرح وہ کمزور ہو سکتا، اور شکست کھا سکتا ہو، اس کے لیے اس طرح کا حربہ استعمال کرنا روا ہے۔

حضرت مالک بن نمط الہمدانیؓ کے نعتیہ اشعار:

حضرت مالک بن نمط الہمدانیؓ بہت عمدہ شاعر تھے۔''وکان مالک بن نمط شاعراً

محسناً'' (۱۵۴) آپ نے اسلام لانے کے بعد حضورؐ کی مدح وثناء میں، بحر طویل میں ایک خوب صورت نعت کہی، چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

ذکرت رسول الله فی فحمة الدجی ونحن باعلیٰ رحرحان و صلددِ

ترجمہ: میں نے تاریکیوں کی سیاہی میں رسول اللہؐ کو اس وقت یاد کیا جب ہم رحرحان اور صلدد پہاڑوں کی چوٹیوں کے مقام پر تھے۔

حلفت برب الراقصات الیٰ منیٰ صوادر بالرکبان من هضب فردد

بان رسول الله فینا مصدق رسول الی من عند ذی العرش مهتدی

ترجمہ: (میں ان اونٹنیوں کے پروردگار کی قسم میدان منیٰ میں کھاتا ہوں، جو اس میدان کی طرف جھومتی جھامتی جاتی ہیں، پھر اپنے سواروں کو لے کر بلند و مرتفع زمینوں سے واپس آتی ہیں کہ بلا شبہ ہمارے درمیان، ہم لوگوں میں سے ایک سچا رسول موجود ہے، جس کی اس ہادی مطلق کی طرح تصدیق کی جائے گی۔ وہ یقیناً عرش والے کی طرف سے (نمائندۂ الٰہی) بن کر آئے ہیں اور آپؐ ٹھیک راستے (راہِ مستقیم و راہ ہدایت) پر ہیں)

فما حملت من ناقة فوق رحلها اشد علیٰ اعدائه من محمد

ترجمہ: (اونٹ کی پشت پر سوار ہونے والوں میں، میں نے کسی بھی شخص کو، اپنے دشمن کے سامنے اتنا نڈر اور بہادر نہیں پایا، جیسا کہ رسول اکرمؐ ہیں)

واعطیٰ اذا ماطالب العرف جاء ه وامضی بحدالمشرقی المهندِ (۱۵۵)

ترجمہ: (اور اگر بخشش و عطا کا طالب آ جائے تو ان ﷺ سے زیادہ بخشش کرنے والا کوئی نہیں اور نہ ہی ہندی (مشرقی تلواروں کی دھار) ان سے زیادہ چلنے والی)

حضرت مسلمہ بن حزان الحدانیؓ کی نعت:

حضرت مسلمہ بن حزان الحدانیؓ نے فتح مکہ کے بعد بارگاہ رسالتؐ میں اپنے ایک وفد کے ہمراہ حاضری دی اور آپ کی مدح میں یہ اشعار نعت کہے۔

حلفت برب الرقصات الی منی طوالع من بین القصیمة بالرکب

بأن رسول الله فینا محمداً له الرأس والقدموس من سلفی کعب

أتانا ببرهان من الله قابس أضاء به الرحمن من ظلمة الکرب

أعز به الانصار لما تقازنت صلور العوالی فی الحنادس و الضرب(۱۵۶)

ترجمہ: (۱) میں منیٰ کی طرف تیز دوڑنے والی اونٹنیوں کی قسم کھاتا ہوں، جو مقام قصیمہ سے سواروں کو لے کر نکلتی ہیں (۲) کہ ہم میں اللہ تعالیٰ کے رسول محمدؐ ہیں جو حسب نسب کے لحاظ سے ''کعب'' سے تعلق رکھتے ہیں۔ (۳) آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک روشن برہان لے کر آئے، جس سے رحمان نے مصیبت کی تاریکی کو منور کیا۔ (۴) اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ذریعے انصار کو عزت بخشی جب بھی جنگ اور تاریکی میں نیزے ہم مقابل ہوئے۔

☆......☆......☆

باب چہارم:
فصل چہارم:

مدنی دور کی نعتیہ شاعری

سرزمین حبشہ پر کہے گئے اشعار نعت:

عبداللہ بن حارث القرشی السہمیؓ کے اشعار نعت:

حضرت عبداللہ بن حارث القرشی السہمیؓ بہترین شاعر اور مہاجرین حبشہ میں سے تھے۔ آپ ''المبرق'' کے لقب سے مشہور تھے۔ اس کی وجہ بحر طویل میں کہا گیا آپ کا ایک شعر تھا۔ صاحب اسد الغابہ نے آپ کے دو شعر نقل کئے ہیں۔ (۱۵۷) جب مسلمانوں نے سرزمین حبشہ کو اپنے لئے گہوارۂ امن پایا اور نجاشی کے قرب کو قابل ستائش دیکھا تو بلا خوف و خطر اپنی مذہبی عبادات میں مشغول ہو گئے اور علم و ادب کے سوتے بھی وا ہوئے۔ یہ لوگ نجاشی کے حسن سلوک کو دیکھ کر بہت متاثر ہوئے۔ یہ شخص حضورؐ سے نہایت محبت اور عقیدت رکھتا تھا۔ اس وقت بھی آپؐ کی مدح سے کوئی سرزمین خالی نہ تھی۔ مکہ اور مدینہ ہی نہیں بلکہ ملک شام و یمن، عراق و ہند و مصر و افریقہ میں بھی آپؐ کی شان میں نعتیہ قصائد رقم ہوئے۔ نعت آپ کی ولادت سے قبل ہی بین الاقوامی صنفِ ادب کا درجہ حاصل کر چکی تھی اور اس کا شہرہ کسی نہ کسی شکل میں بلاد عرب سے باہر ہو چکا تھا۔ سرزمین حبشہ بھی اس حوالے سے نہایت زرخیز تھی اور جو مہاجرین اسلام وہاں گئے تھے، انہوں نے اس زرخیزی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ادبی مجالس و نعتیہ محافل کا اہتمام شروع کر دیا تھا۔

حضرت عبداللہ بن حارث بن قیس القرشی السہمیؓ نے سرزمین حبشہ پر جو اشعار کئے، علامہ ابن ہشام نے بحر بسیط میں کہے گئے چھ شعر (۱۵۸) بحر طویل میں کہے گئے چھ شعر (۱۵۹) اور بحر طویل میں کہے گئے تین شعر (۱۶۰) نقل کئے ہیں۔

بہر بسیط میں کہے گئے چھ اشعار میں ایک شعر نعت کا یوں ہے۔

انـا تبـغـا رسـول الله واطـرحـوا   قول النبی وعالوا فی الموازین (۱۶۱)

ترجمہ: (ہم نے تو اللہ کے رسول کی پیروی اختیار کی، مگر انہوں نے (قریش) نبی کریمؐ کی بات کو پس پشت ڈال دیا اور حقوق کی دائیگی میں خیانت کی۔ یہ لوگ روز قیامت خسارہ میں رہیں گے)

صاحب اصابہ نے اس کے چار (۱۶۲)، اسد الغابہ نے تین (۱۶۳) اور صاحب استیعاب نے دو (۱۶۴) شعر نقل کئے ہیں۔ آپ نے بحر طویل میں جو تین شعر کہے، ان میں نعت کا ایک شعر یوں ہے۔

بارض من عبد الا الہٗ محمد   ابیـن مافی النفس اذا بلغ النقر (۱۶۵)

ترجمہ: اس سرزمین میں، جس میں خدا کا بندہ محمد (ا) موجود ہے، جب بحث کا موقع آ گیا ہے تو کچھ میرے دل میں ہے،

وہ صاف صاف بیان کر دیتا ہوں۔

شاہ نجاشی کی نعت:

شاہ نجاشی کے پاس جب حضور نبی کریمؐ کا مکتوب شریف پہنچا تو وہ ایمان لے آیا اور کہا۔ ''میں گواہی دیتا ہوں کہ موسیٰؑ نے جس طرح خر سوار یعنی عیسیٰؑ کی بشارت دی، اسی طرح شتر سوار محمدؐ کی پیش گوئی حضرت عیسیٰؑ نے بیان فرمائی۔'' علامہ نبہانی نے حافظ سیوطی کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں۔ ''ولھٰذا قال النجاشی لما جاء کتاب رسول اللہؐ وامن بہ اشھد ان بشارۃ موسیٰ براکب الحمار کبشارۃ عیسیٰ براکب الجمل'' (١٦٦)

نجاشی نے آپؐ کی شان اقدس میں یہ اشعار نعت کہے جس میں اس نے آپؐ کے اسمائے گرامی اور خصائص کا تذکرہ کیا ہے۔

النبی الامی العربی صاحب الجمل وصاحب المدرعۃ
وصاحب التاج وصاحب النعلین وصاحب الھراوۃ (١٦٧)

مدنی دور کی نعتیہ شاعری

مدنی دور کی نعتیہ شاعری اپنی پختگی اور وسعت موضوع و مضامین اور مدینہ کی ثقافت و رواج کے مطابق ایک وسیع بنیاد کی حامل ہے۔ وسعت نظری اور وسعت خیالی مدنی نعتیہ شاعری کا خاص وصف ہے۔ اس کا لب ولہجہ اور خیال آرائی مکی نعتیہ شاعری کے مقابل زیادہ خوب صورت اور نغمگین ہے۔ یہ ایک خاص ترنم و تفہیم کا عکاس ہے۔ مکی دور میں لگایا گیا نعتیہ ادب کا پودہ، مدنی دور کا شجر سایہ دار تھا جس کی چھاؤں میں صحابہ کرام کی ایک کثیر تعداد پناہ لیے ہوئے تھی۔

اولین استقبالی نعت جو مدینہ طیبہ میں پڑھی گئی:

واخرج البیھقی عن انس قال قدم رسول اللہؐ المدینۃ فقالوا دعوا الناقۃ فانھا مامورۃ فبرکت علی ابی ایوب فخرجت جوار من بنی النجار یضرب بالوفوف وھن یقلن .

ترجمہ: بیہقی نے حضرت انسؓ سے روایت کی کہ رسول اللہؐ سفر ہجرت کے موقع پر قبا سے چل کر مدینہ طیبہ پہنچے..... تو اس وقت بنی نجار کی لڑکیاں مسرت و شادمانی کے نعتیہ گیت خوش الحانی اور ترنم کے ساتھ گاتی اور ہاتھوں سے دف بجاتی ہوئی آپؐ کے استقبال کے لئے گھروں سے باہر نکل آئی تھیں۔ وہ یہ شعر پڑھ رہی تھیں۔

نحن جوار من بنی النجار   یا حبذا محمد من جار (١٦٨)

ترجمہ: (ہم نسل نجار سے تعلق رکھنے والی شریف لڑکیاں ہیں اور یہ کس قدر خوش بختی کی بات ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰؐ ہمارے

کس قدر اچھے نگہبان اور پڑوسی ہیں)۔

اولین استقبالی نعت جو حضور نبی کریمؐ کی مدینہ طیبہ آمد پر پیش کی گئی، وہ آپ کی ذات کے لئے مخصوص تھی۔ چوں کہ نعت سوائے رسول اکرمؐ کے، کسی اور کے لئے روا نہیں، اس لئے آپ کا استقبال، نعتیہ اشعار سے کیا گیا۔ یہ اولین نعتیہ استقبالی اشعار بنی نجار کی بچیوں نے پڑھا تھا، جو کہ آپ کی ننھیالی رشتہ دار تھیں۔(۱) اس شعر کے پہلے مصرع میں ان بچیوں نے خود اپنا تعارف پیش کیا ہے کہ وہ کون ہیں؟ نسل نجار کی شریف بچیوں کا اشارہ دین اسلام پر کاربند ہونے کی طرف ہے۔ علامہ سید زینی دحلان نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے۔(۱۶۹) آپ اس ضمن میں لکھتے ہیں:

فخرج الیھن رسول اللہؐ قال اتحبننی قلن نعم یارسول اللہؐ فقال اللہ یعلم ان قلبی یحبکن وفی روایۃ وانا واللہ احبکن قال ذلک ثلاثا. (۱۷۰)

ترجمہ: بس یہ آواز سن کر آپؐ باہر تشریف لائے اور ان گانے والی بچیوں کے پاس آ کر فرمایا۔ ''کیا تم مجھ سے محبت رکھتی ہو۔'' انہوں نے عرض کیا، ہاں یارسول اللہؐ، تو پھر آپؐ نے فرمایا۔ ''اللہ جانتا ہے کہ میرے دل میں بھی تمہارے لیے بہت زیادہ محبت ہے۔'' آپ نے یہ بات تین مرتبہ فرمائی۔

علامہ برہان الدین حلبی معروف شافعی عالم ہیں۔ آپ اس شعر کی روشنی میں لکھتے ہیں:

فخرج الیھن رسول اللہؐ وقال اتحببنی وفی روایۃ اتحبونی قلن نعم یارسول اللہؐ فقال اللہ یعلم ان قلبی یحبکن وفی روایۃ واللہ احبکم وفی روایۃ وانا واللہ احبکم وانا واللہ احبکم وانا واللہ احبکم قال ذلک ثلاثاً. وھذا دلیل لسماع الغناء علی الدف من المرأۃ لغیر العرس ویدل ذلک ایضاً ماجا عن ابن عباس مرفوعاً ان اصحاب النبیؐ جلسوا سماطین وجاء جاریۃ یقال لھا سیرین معھا مزھر تختلف بہ بین القوم وھی تغنیھم وقول۔

ھل علی ویحکم ان لھوت من حرج

فتبسم النبیؐ وقال لا حرج ان شاء اللہ تعالیٰ. (۱۷۱)

ترجمہ: حضورؐ نے ان کے محبت بھرے گیت سن کر فرمایا۔ ''کیا تم مجھ سے بہت محبت رکھتی ہو۔'' انہوں نے کہا ''ہاں یارسول اللہؐ''، پھر آپؐ نے فرمایا۔ ''اللہ جانتا ہے کہ میرے دل میں بھی تمہارے لیے محبت ہے'' ایک روایت میں آپؐ کے الفاظ یوں ہیں۔ ''خدا کی قسم! میں بھی تم سے محبت رکھتا ہوں۔'' ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے یہ الفاظ تین مرتبہ فرمائے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ بن بیاہی بچیوں سے دف پر گانا سننا جائز ہے۔ اس کی تائید حضرت ابن عباسؓ کی اس موضوع حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ ایک مرتبہ آپؐ اپنے صحابہ کرامؓ کے ہمراہ ایک مقام پر تشریف فرما تھے کہ ایک لڑکی وہاں آ گئی، جس کا نام سیرین تھا۔ اس

(۱) آپؐ کے والد، حضرت عبداللہ کی ننھیال بنی نجار (مدینہ) میں تھی۔ حضرت عبداللہ کی والدہ آپ کی دادی کا تعلق بنی نجار سے تھا۔ اس لحاظ سے یہ بچیاں آپ کی ننھیالی رشتہ دار تھیں۔

کے ہاتھ میں ایک فانوس تھا، جس کو لئے ہوئے وہ لوگوں کے درمیان گھومتے اور یہ نغمہ گانے لگی۔ "اگر میں تمہارے سامنے اس طرح گاؤں تو آخر اس میں کیا حرج ہے۔" اس پر آپؐ نے فرمایا: "ان شاء اللہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔"

آپ اس ضمن میں مزید لکھتے ہیں:

ای ولم ینکر علیهم وبه استدل ائمتنا علی جواز الرقص حیث خلا عن التکسر فقد صحت الاخبار وتواترت الآثار بانشاد الاشعار بین یدیهﷺ بالاصوات الطیبة مع الدف ولو فیه جلاجل کا هو سبب لاظهار السرور وعلیٰ جواز انشاد الشعرو استماعه حیث خلا عن هجو لغیر نحو فاسق متجاهر بفسقه وخلاعن تشبب بمعین من امراء ة وغلام ولاخلاف انما هو فی سماع الملاهی لما الاوتار والمزامیرو خوف الفتنة من سماع صوت المرأة والامرد الجمیل .(۱۷۲)

ترجمہ: ہمارے شافعی علماء اس رقص کے جائز ہونے کی دلیل پیش کرتے ہیں جس میں فحاشی، عریانیت اور تصنع نہ ہو کہ بدن کو توڑ مروڑ کر اور لچک کر یا کولہے مٹکا کر بل کھائیں جائیں۔ ایسی بہت سی حدیثیں اور متواتر آثار ہیں کہ جن سے معلوم ہوتا ہے آنحضرتؐ کے سامنے خوب صورت آوازوں میں شعر پڑھے گئے، جو کبھی دف کے ساتھ تھے اور کبھی بغیر دف کے تھے۔ چنانچہ ان ہی احادیث کی بنیاد پر ہمارے شافعی علماء نے دف بجانے کو جائز قرار دیا ہے، چاہے اس میں گھنگھرو بھی ہوں، جو سرور اور مسرت کے اظہار کے لئے ہوتے ہیں۔ اسی طرح ہمارے شافعی علماء نے ایسے شعر، گانے اور سننے کو جائز قرار دیا ہے، جن میں کسی کی ہجو اور برائی نہ کی گئی ہو یا اس قسم کی کوئی اور برائی نہ ہو، جیسے کسی فاسق کے فسق کا اظہار ہے یا کسی عورت یا لڑکے کے حسن وجوانی کی تعریف، جہاں تک اس بارے میں اختلاف کا تعلق ہے، تو وہ لہو ولعب کے سننے کی وجہ سے، جیسے ساز اور باجے گاجے وغیرہ ہیں یا کسی عورت یا خوش شکل اور نوخیز لڑکے کی آواز، جس کے سننے سے فتنہ پھیلنے کا ڈر ہوتا ہے۔

جب حضور نبی کریمؐ سرزمین بطحا پر قدم رنجہ ہوئے تو آپؐ کا استقبال ایک استقبالیہ نعت سے کیا گیا۔

واخرج البهیقی عن عائشةؓ قالت لما قدم النبیؐ المدینة جعل الناس والصبیان یقلن .

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا: جب حضور نبی کریمؐ مدینہ (یثرب) میں رونق افروز ہوئے تو ایک زاویہ پر لڑکیوں اور لڑکوں نے مل کر یہ گیت گایا۔

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع

وجب الشکر علینا ما دعا للہ داعی (۱۷۳)

ترجمہ: چودھویں رات کا چاند ثنیات الوداع کی طرف سے ہم پر، پرتو (طلوع) ہوا ہے، پس ہم پر شکر خداوندی لازم ہے، جب تک دعا گو (اللہ کو پکارنے والے) خدا سے دعا طلب کریں۔

یہ حضورؐ کا استقبال کرنے والا دوسرا گروپ تھا جس میں مدینہ کے لڑکے اور لڑکیاں سب ہی شامل تھے۔ یہ دوسری استقبالی نعت تھی جو آپؐ کے استقبال مدینہ آمد کے موقع پر پڑھی گئی۔

ان اشعار میں سے آخری شعر یہ ہے۔

ایها المبعوث فینا جئت بالامر المطاع (۱۷۴)

ترجمہ: اے ہمارے لئے مبارک انتخاب شدہ اور تشریف فرماؐ! آپؐ ایسے قابل عمل (اور باعث فلاح) امور و احکام (تحفہ) لے کر تشریف فرما ہوئے ہیں، جس کی پیروی و اطاعت ہم پر واجب ہے۔

حضرت ابن جابرؒ کی نعت:

علامہ سید زینی دحلان لکھتے ہیں: "قال المواهب ویرحم الله ابن جابر حیث قال فی وصف کرمهﷺ" (۱۷۵)

هـو الـذی لایتقـی فـقـرا اذا اعـطـی ولـو کثـر الانـام ودا موا

وادمـن الانـعـام اعـطـی آملا فـتـحـیـرت لـعـطـائـه الاوهـام

وقال ابن جابرؒ ایضاً فی وصفهؐ....

یروی حدیث الندی والبشر عن یده ووجهـه بیـن مـنهـل ومنسجـم

من وجـه احـمدلـی بدر ومن یده بـحـر ومـن فـمـه درلـمنشظـم

یمـم نبیـا تبـاری الـریـح انملـه والـمـزن من کـل هـامـی الودق مـرتکم

لوعا مت الفلک فیما فاض من یده لـم تـلـق اعـظـم بـحـرا امنـه ان تـعـم

تـحیط کـفـاه بـالبحر المحیط فلذ بـه ودع کـل طـامـی الـموج ملتطم

لولـم تـحـط کفه بالبحر ماشملت کل الانام وروّت قلب کل کاظمی (۱۷۶)

ابن لقیم عبسیؓ کے نعتیہ اشعار

ابن لقیم عبسیؓ نے بنونضیر کے بارے میں، بحر طویل میں پندرہ اشعار کہے ہیں۔ اس میں حضورؐ کے دفاع کا بھرپور تذکرہ کیا گیا ہے۔ ایک روایت کے مطابق یہ اشعار قیس بن بحر بن طریف نے کہے تھے، جب کہ ابن ہشام کا کہنا ہے کہ یہ قیس بن بحرا شجعی کے ہیں۔ لیکن انہوں نے اسے "قصیدہ للقیم العبسی" کے نام سے پندرہ اشعار درج کیے ہیں۔ (۱۷۷) نعتیہ اشعار ملاحظہ ہوں۔

اهـلـی فداء لا مری غیرهـالک احـل الیهـود بـالـحسی المـزنـم

ترجمہ: میری گھر کے تمام لوگ اس ہستی نادارؐ پر قربان ہوں، جس کے کارنامے غیر فانی ہیں اور جس نے یہودیوں کو غریب الدیار بنادیا ہے۔

فـان یک ظنـی صـادقاً بمحمد تـرو اخیلـه بین الصـلاویرمـرمـه

یـؤمُ بهـا عـمـرو بن بهثة انهم عـدوٌ ومـا حـي صـدیق کـمجـرم

ترجمہ: بس اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق میرا خیال صحیح ہے تو (ایک دن) ان کے گھوڑوں کو صلا اور یرمرم کے درمیان (دوڑتے ہوئے دیکھ لو گے) ان گھوڑوں کے ذریعے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرو بن بہثہ (ا) کو نکالیں گے۔ یہ

(الف) عمرو بن بہثہ بنی غطفان میں سے تھا۔

دراصل بڑے دشمن ہیں۔

فمن مبلغ عنی قریشا رسالة؟ فهل بعد هم فی المجرمن متکرم

ترجمہ: پس کوئی ہے جو قریشیوں تک میرا پیغام پہنچادے، کیاان قریشیوں کے بعد بھی (دنیا میں) کوئی شرف ومجد والا ہے۔

بان اخاکم فاعلمن محمداً تلید الندی بین الحجون و زمزم

ترجمہ: قریشیوں کو بتادو کہ اچھی طرح سمجھ لو، محمد (جو تمہارے ہی بھائی ہیں۔ حجون اور زمزم کے درمیان جود وکرم کی ایک مثال ہیں، اس نعمت غیر مترقبہ سے کچھ فائدہ اٹھاؤ)

فدینوا له بالحق تجسم امورکم وتسموا من الدنیا الی کل معظم

ترجمہ: پس حق قبول کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرلو تو تمہارے معاملات کو اہمیت حاصل ہو جائے گی۔ پھر دنیا میں بلند سے بلند تر مقام پر پہنچ جاؤ گے۔

نبی تلاقته من الله رحمة ولا تسالوه امر غیب مرجم

ترجمہ: وہ ایسے نبی ہیں، جن پر اللہ کی طرف سے رحمت نازل ہوتی رہتی ہے تم لوگ غیب کے غیر متیقن امور کے بارے میں سوالات نہ کیا کرو۔

غداة اتی فی الخزرجیة عامداً الیکم مطیعا للعظیم المکرمه

معاناً بروح القدس ینکی عدوهٗ رسولاً من الرحمن حقاً بمعلم

رسولاً من الرحمن یتلو کتابه فلما انا را الحق لم یتلعثم

ترجمہ: (اسی واقعہ بدر میں تمہارے لیے سامانِ عبرت ہے) جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس روز صبح کے وقت بنو خزرج کے ساتھ تمہارے مقابلے کے ارادے سے وہاں پہنچے تھے اور خدائے عظیم وکبیر کے حکم کی بجا آوری کے لیے پہنچے تھے۔ انہیں روح القدس جبریل امین کی معاونت حاصل تھی جو دشمنوں کو سخت سے سخت نقصان پہنچا رہے تھے۔ وہ رسول برحق کی حیثیت میں خدائے رحیم کی طرف سے اس مقام مرتفع پر پہنچے تھے۔ وہ اللہ کے ایسے رسول کی حیثیت میں پہنچے تھے جو اللہ کی کتاب پڑھ پڑھ کر سنا رہے تھے، پھر جب حق کی روشنی آ گئی تو ذرا بھی تامل اور ہچکچاہٹ سے کام نہ لیا۔

آری امره یزد ادنی کل موطن علواً لا مر حمه الله محکم (۱۷۸)

ترجمہ: میں دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام ہر جگہ بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس مستحکم معاملہ کو مقدر فرما دیا ہے۔

صفر المظفر ۷ھ میں جب خیبر فتح ہو گیا تو حضورؐ نے خیبر کی تمام مرغیاں اور پالتوں جانور ابن لقیمؓ کے حوالے کر دیئے، چنانچہ اس فتح عظیم (ا) کے سلسلے میں ابن لقیم نے جو اشعار کہے، ابن ہشام نے اس کے آٹھ اشعار نقل کئے ہیں، نعت کے دو شعر ملاحظہ ہوں۔

رمیت نطاة من الرسول بفیلق شهباء ذات مناکب وفقار

ولقد علمت لیغلبن محمدٌ ولیؤین بها الیٰ اصفار (۱۷۹)

(الف) فتح مکہ کو قرآن نے فتح مبین کہا ہے۔ سورۃ الفتح

ترجمہ: (۱) رسول اللہ کی جانب سے قلعہ نطاۃ پر مضبوط کاندھوں اور ہڈیوں والے لوگوں پر مشتمل تلواروں اور نیزوں سے چمکنے والا ایک عظیم لشکر چڑھ دوڑا۔

(۲) اور میں، واقعہ یہ ہے کہ خوب اچھی طرح سمجھ گیا تھا، کہ محمدؐ کو ہر طرح پر غلبہ حاصل ہوکر رہے گا۔ اور یہاں (ایک صفر ہی نہیں جس میں انہوں نے لشکر کشی کی اور خیبر فتح کیا، بلکہ) صفر کے بہت سے مہینوں میں (آپؐ یہاں) اقامت پذیر رہیں گے۔

حضرت ابودجانہؓ کے نعتیہ رجزیہ اشعار:

حضرت ابودجانہؓ کا اصل نام سماک بن خرشہ یا سماک بن اوس بن خرشہ بن لوذان الخزرجی الانصاری الساعدی ہے، لیکن آپ اپنی کنیت ابودجانہ سے ہی معروف ومشہور ہیں (۱۸۰) اور اسی نام سے پہچانے جاتے ہیں۔ یوم احد کے موقع پر حضورؐ نے ایک تلوار ہاتھ میں لے کر فرمایا۔ ''من یا خذ ھذا السیف بحقہ ''(۱۸۱) (کون شخص ہے جو اس تلوار کا حق ادا کرے) حضرت ابودجانہؓ کھڑے ہوئے اور کہا۔ ''انا اخذبحقہ ''(۱۸۲) (میں اسے، اس کے حق کے ساتھ لیتا ہوں) آپؐ نے تلوار ابودجانہ کو عطا فرمائی اور وہ اسے لے کر دشمنوں کی صف میں گھس گئے، اس طرح انہوں نے تلوار کا حق ادا کر دیا۔ ابودجانہؓ کی بہادری ضرب المثل تھی۔ آپ نے اس موقع پر اس موقع پر ایک نعتیہ رجز بھی کہا تھا۔

فقال الزبیرؓ کا منعنیہ رسول اللہؐ و اعطاہ ابودجانۃ قلت و اللہ لا نظرن ما یضع ابو دجانۃ فاتبعتہ فاخذ عصابۃ لہ حمراء مکتوبافی احد طرفیھا نصرمن اللہ و فتح قریب وفی طرفھا الآخرا بجنانۃ فی الحرب عارومن فرلم ینج من النار فعصب بھا راسہ فقالت الانصار اخرج عصابۃ الموت فخرج وھویقول.

انا الذی عاھدنی خلیلی ونحن بالسفح لدی النخیل

ان لا اقوم الدھرفی الکیول اضرب بیسف اللہ و الرسول(۱۸۳)

ترجمہ: (۱) میں ہی وہ شخص ہوں جس سے میرے خلیل (حبیب) نے دامن کوہ میں کھجور کے درخت کے نیچے عہدو پیمان لیا تھا اور میں نے کہا تھا کہ۔

(۲) میں کھڑے ہوکر، اعدائے رسولؐ سے، آخری صف تک مقابلہ کرتا رہوں گا اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی تلوار برابر چلاتا رہوں گا۔

ابوذباب المذحجیؓ کے نعتیہ شعر:

ابوذباب المذحجیؓ بہترین شاعر تھے۔ ''وکان شاعراً ''(۱۸۴) ان کے والد کا نام عبداللہ بن ذباب تھا۔ آپ ایک وفد کے ہمراہ بارگاہ رسالتؐ میں جمعہ کے روز حاضر ہوئے۔ آپ نے اسلام لانے کے بعد حضورؐ کی شان اقدس میں یہ اشعار نعت کہے۔

تبعت رسول اللہ اذجاء بالھدٰی وخلفت قرا بدارِ ھوان

فمن مبلغ سعد العشيرة انني   شريت الذي بما هوفان (۱۸۵)

ابومکعب الاسدیؓ الفقعسیؓ کے اشعارِ نعت:

حضرت ابومکعب اسدی الفقعسیؓ نے جب حضورؐ کی زیارت کی تو حضورؐ کے سامنے بحر متقارب میں یہ دو اشعار پڑھے۔

يقول ابو مكعب صادقاً:   عليك السلام ابا القاسم

سلام الا آله وريحانهُ   وروح المصلين و الصائم (۱۸۶)

ترجمہ: (۱) ابومکعب سچی بات کہتا ہے کہ اے ابوالقاسم! آپؐ پر سلام ہو۔
(۲) آپؐ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتی اور خوشی ہو اور نمازیوں اور روزہ داروں کی طرف سے بھی آپ کو خوشی و رحمت ہو۔

حضور نبی کریمؐ نے ابومکعبؓ کے اشعار سماعت فرمانے کے بعد فرمایا: ''يا ابو مكعب عليك السلام تحية الموتى'' (۱۸۷) (اے ابومکعب! تم پر بھی سلام ہو)

حضرت اسماء بن ربان الجرمیؓ کے شعر نعت:

حضرت اسماء بن ربان الجرمی (۱) کا تعلق بنی جرم بن ربان سے تھا۔ آپ نے حضورؐ کی خدمت میں، مدینہ میں حاضری دی اور آپؐ کی مدح میں یہ نعتیہ اشعار کہے۔

واني اخو جرم كما قد علمتم   اذا اجتمعت عند النبي المجامع

فان انتم لم تقنعوا بقضائه   فاني بما قال النبي لقانع (۱۸۸)

ترجمہ: (۱) میں قبیلہ جرم کا بھائی ہوں، جیسا کہ تم جانتے ہو، جب نبیؐ کے پاس لوگ جمع ہوتے تھے۔
(۲) پس اگر تم نبی کے فیصلے پر راضی نہیں ہو (تو نہ ہو) مگر میں تو نبیؐ کے فیصلے پر قناعت کرتا ہوں۔

اسود بن مسعود الثقفیؓ کا نعتیہ شعر:

حضرت اسود بن مسعود الثقفیؓ نے حضورؐ کی شان میں یہ اشعار نعت کہے۔

أمسيت أُعبد ربي لا شريك له   رب العباد اذا ما حصل اليسر

أنت الرسول الذي ترجى فواضله   عند القحوط اذا ما اخطا المطر (۱۸۹)

ترجمہ: (۱) میں اپنے رب کی عبادت کرتا ہوں، اس کا کوئی شریک نہیں، بندوں کے رب ہیں، جب بھی آسانی حاصل ہو۔ (۲) آپؐ وہ خاص رسول ہیں جن کے احسانات کی امید قحط سالی میں کی جاتی ہے، جب کہ بارش رک جائے۔

اصید بن سلمیٰ السلمی کی نعت:

حضرت اُصید بن سلمیٰ السلمیؓ بنوسلیم کے ہمراہ قید ہو کر مدینہ شریف لائے گئے تو آپؐ نے اسلام قبول کر لیا۔

(۱) ڈاکٹر اسحٰق قریشی نے ان کا نام اسماء بن یاب الجرمی لکھا ہے۔ (برصغیر پاک و ہند کی نعتیہ شاعری، ص ۳۲۸)

جب ان کے والد کو یہ خبر ملی تو انہوں نے بطور عار، کہ "تو نے میرے اس بڑھاپے میں اپنا دین ترک کر دیا ہے" کچھ اشعار بحر کامل میں لکھ کر انہیں بھیجے۔ یہ اشعار صاحب اسد الغابہ نے نقل کئے ہیں۔ (۱۹۰) اس کے جواب میں حضرت اسیدؓ نے حضور کی شان میں یہ اشعار نعت، بحر کامل میں کہے اور اپنے والد کو روانہ کر دیئے۔ چند شعر ملاحظہ ہوں۔

ان الذی سمک السماء بقدرة　　حتی علافی ملکه فتوحدا

بعث الذی لا مثله فیما مضی　　یدعو لرحمته النبی محمداً

ضخم الدسیعة کالغزالة وجهه　　قرنا تازر بالمکارم وارتدی

فدعا العباد لدینه فتتابعوا　　طوعا و کرها مقبلین علی الهدی (۱۹۱)

ترجمہ: (۱) وہ ذات جس نے آسمان کو اپنی قدرت سے بلند کیا، بادشاہت میں اس کی شان بلند ہے اور وہ ایک ہے۔ (۲) اس اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے نبی ﷺ کو بھیجا جن کی نظیر زمانہ گزشتہ میں نہیں، اور جو اس کی رحمت کی طرف بلاتے ہیں، یعنی محمد ﷺ کو نبی بنا کر بھیجا (۳) آپؐ وسیع دسترخوان والے ہیں، آپ کا چہرہ چاشت کے وقت کے سورج کی طرح ہے، اور آپؐ نے مکرم اخلاق کو اپنا اوڑھنا اور بچھونا بنایا۔ آپؐ نے بندوں کو اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف بلایا، اور انہوں نے طوعاً و کرہاً ہدایت کی طرف بڑھتے ہوئے تابعداری کی۔

الاعشیٰ المازنیؓ کا نعتیہ شعر:

الاعشیٰ المازنی بہت عمدہ شاعر تھے۔ "الاعشیٰ الشاعر" (۱۹۲) ان کا تعلق قبیلہ بنی مازن بن عمرو بن تمیم سے تھا۔ آپ کا نام عبداللہ بن الاعور ہے (۱۹۳) آپ بصرہ کے ساکن تھے، آپ کے پاس معاذہ نامی ایک عورت تھی جو آپ کو چھوڑ کر کسی اور کے ساتھ چلی گئی، تو آپ بارگاہ رسالتؐ میں حاضر ہوئے اور ایک استغاثہ پیش کیا۔ آپ نے جو رجز یہ اشعار سرکار کی بارگاہ میں پیش کئے اس میں نعت کا ایک شعر یہ ہے۔

یامالک الناس و دیان العرب　　انی لقیت ذربة من الذرب (۱۹۴)

ترجمہ: اے لوگوں کے سردار اور اے عرب کے زبردست حاکم! میں آپ کو تیز زبان عورتوں میں سے ایک تیز زبان عورت کی شکایت کرتا ہوں۔ حضرت اعشیٰ مازنیؓ کا ایک اور نعتیہ شعر......

انت لها منذر من بین البشر　　داهیة المدهز وصماء الغبر (۱۹۵)

ترجمہ: انسانوں میں سے آپؐ ان کو سخت حادثے اور سخت مصیبت سے ڈرانے والے ہیں۔

حضرت اوس بن مغر القریعیؓ کا نعتیہ شعر:

حضرت اوس بن مغر القریعیؓ کا شمار شعرائے مخضرم میں ہوتا ہے۔ آپ کی کنیت ابا المغراء تھی۔ آپ نے حضور کی مدح میں ایک طویل قصیدہ کہا، جس کا ایک شعر نعت یوں ہے۔

محمد خير من يمشي على قدم　　وصاحباه و عثمان بن عفان (۱۹٦)

امامہ المریدیہ کے دفاعی نعتیہ شعر:

ابوعفک، بنوعمرو ابن عوف کا ایک فرد تھا۔ نفاق سے پُر، بدترین منافقوں میں سے ایک، گستاخ رسول، شاتم رسول۔ حضورؐ نے اس کے قتل کا حکم دیا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''من لی بھٰذا الخبیث'' (۱۹۷) (میری طرف سے اس خبیث کے لیے کون ہے) اس پر حضرت عمیرؓ اٹھے، یہ بنی عمرو بن عوف کے بھائی تھے۔ ابوعفک نے حضورؐ کی شان میں گستاخانہ اشعار کہے تھے۔ بحر متقارب میں کہے گئے پانچ اشعار ابن ہشام نے نقل کئے ہیں۔ (۱۹۸)، آخراسے حضرت سالم بن عمیرؓ نے سریہ سالم بن عمیرؓ میں قتل کردیا۔ گستاخ رسولؐ کی سزا موت ہے، اس پر کوئی دوسری بات نہیں ہوسکتی۔ روشن خیالی کے پرچارک، جدید اسلام کے دعوے دار، اس واقعے سے سبق سیکھیں اور دیکھیں کہ روشن خیالی کے نام پر ڈنمارک اور جرمنی شان رسالتؐ کے خلاف کیا کچھ کررہے ہیں۔

اس موقع پر امامیہ المریدیہ نے حضورؐ کے لیے، بحر طویل میں یہ دفاعی نعتیہ اشعار کہے۔

تكذب دين الله و المراء احمدا　　لعمر الذى امناک ان بئس مايمنى

حباک حنيف اخير الليل طعنة　　ابا عفک خذها على كبرا السنّ (۱۹۹)

ترجمہ: قسم ہے اس شخص کی جان کی جس نے تیرا خون بہادیا، جو چیز تیرے خون بہانے (اور تیرے جان لینے) کا سبب ہوئی، وہ بہت بری ہے۔ تو اللہ کے دین کی اور احمد مصطفےٰؐ جیسی پاکیزہ ہستی کی تکذیب کرتا تھا۔ ایک مخلص مسلمان نے آخری رات میں ایک نیزے کی مار کا تحفہ یہ کہتے ہوئے پیش کیا۔'' اے ابوعفک یہ لے سن رسیدگی میں (گستاخی رسولؐ) کا تحفہ۔''

بجیر بن بجرہ الطائیؓ کے دفاعی نعتیہ اشعار (م ۳۰ھ الموافق ۶۵۰)

حضرت بجیرؓ بن بجرہ الطائیؓ معرکۂ دومتہ الجندل میں خالدؓ بن ولید کے ساتھ شریک رہے۔ جب حضرت خالدؓ، اکیدر کو لے کر نبی اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو حضورؐ نے انہیں جان بخشی فرمائی اور جزیہ پر صلح کرلی، پھر اسے رہا کردیا۔ بنوطے کے ایک شخص، بجیر بن بجرہ الطائی الفیدی نے اس واقعے کو ان اشعار نعت میں بیان کیا ہے، جو حضورؐ کے دفاع میں کہا گیا۔

تبارک سائق البقرات انى　　رايت الله يهدى كل هادٍ (۲۰۰)

ترجمہ: بابرکت ہے وہ جو نیل گایوں کو ہنکار کرلانے والا ہے۔ میں نے دیکھا کہ اللہ ہر طالب ہدایت کو ہدایت دیتا ہے۔

فمن يک حائداً عن ذى تبوک　　فانا قد امرنا بالجهاد (۲۰۱)

ترجمہ: (پس جو شخص تبوک والے نبیؐ سے منحرف ہوتا ہو، تو ہو۔ ہمیں تو جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ شعر سن کر حضورؐ نے فرمایا۔ (لایفضض اللہ فاک) (۲۰۲)

کبر بن جبلہؓ کا شعر نعت:

حضرت کبر بن جبلہ الکلبیؓ کا نام عبد عمرو تھا، حضورؐ نے ان کا نام بدل کر ''بکرا'' رکھ دیا۔ آپ نے حضور ﷺ کی شان میں یہ شعر نعت کہا۔

اتیت رسول اللہ اذا جاء بالھدیٰ ناصبحت بعد الجحدللہ مومنا (۲۰۳)

ثروان بن فزارہؓ کا نعتیہ شعر:

حضرت ثروان بن فزارہ ایک وفد کے ہمراہ بارگاہِ رسالتؐ میں آئے اور حضورؐ کی مدح میں یہ شعر نعت کہا۔

الیک رسول اللہ خبت مطیتی مسافۃ اربا ع تروح و تغتدی (۲۰۴)

ترجمہ: (۱) اے اللہ کے رسول! آپ کی طرف میری سواری ارباع کی مسافت صبح وشام طے کرتی ہوئی چلتی ہے۔

جبل ابن جوال الذبیانی الثعلبیؓ کا شعر:

حضرت جبل ابن جوال بن صفوان بن ہلال الثعلبی یہودی تھے۔ بنی قریظہ کے ہمراہ فتح خیبر کے موقع پر اسلام لائے۔ آپ بہت عمدہ شاعر تھے۔ جب حضورؐ نے خیبر فتح کیا تو آپ نے بحر کامل میں یہ شعر نعت کہا۔

رمیت نطاۃ من النبی بغلیق شھباء ذات مناقب وفقار (۲۰۵)

ترجمہ: (میں نے نطاۃ (چراگاہ یا کوئی خاص جگہ) پر نبیؐ کے ایک بہادر، مسلح اور بڑے محاسن والے لشکر کے ذریعے حملہ کیا)

اس شعر میں جبل بن حوالؓ نے حضور نبی کریمؐ کی اس مہارت جنگی اور فوجیوں کی اعلیٰ حسن کی تربیت اور عمدہ فنی وحربی تعلیم کی تعریف کی ہے کہ وہ لشکر جوان کے ساتھ تھا، وہ کن کن خصوصیات ومہارت کا حامل تھا اور حضور نبی کریمؐ اپنی افواج کی تعلیم وتربیت کس نہج کرتے تھے۔ یہ شعر آج کی افواج مسلم کے لیے مشعل راہ ہے۔

ابن ہشام نے یہ شعر ابن لقیم کا بتایا ہے اور اس کے آٹھ شعر نقل کئے ہیں۔ ان میں کا یہ پہلا شعر ہے۔ (۲۰۶)

حضرت جارود بن المعلیٰ العبدیؓ کے اشعار نعت:

حضرت جارود بن عمرو بن المعلیٰ العبدیؓ (الجارود بن العلاء العبدی) نصرانی تھے۔ آپ کا نام البشر بن حنش بن المعلیٰ بھی کہا گیا۔ آپ کی کنیت ابوغیاث یا ابوعتاب تھی۔ ایک روز آپ بنی عبد القیس کے ہمراہ بارگاہِ رسالتؐ میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا، بعد از اسلام بحر طویل میں یہ اشعار نعت کہے۔

اشھدت بان اللہ حق و سامحت بنات فوادی بالشھادہ و النھض

فابلغ رسول اللہ عنی رسالۃ بانی حنیف حیث کنت من الارض

واجعل نفسی دون کل مسلمۃ لکم جنۃ من دون عرضکم عرضی

فان لم تکن داری یثرب فیکم فانی لکم عند الاقامۃ و الحفض (۲۰۷)

ترجمہ: (۱) میں نے گواہی دی کہ اللہ حق ہے اور میرے جذبات نے بھی اسی شہادت اور عمل میں میرا ساتھ دیا۔ (۲) میری طرف سے رسول اللہ کو یہ پیغام پہنچادو کہ میں زمین کے جس حصے پر بھی رہوں گا، موحد رہوں گا۔ (۳) ہر مصیبت کے وقت میں اپنی جان پیش کروں گا۔ اے مسلمانو! تمہاری عزت کے لیے میری عزت ڈھال ہے۔ (۴) اگرچہ میرا مستقل قیام یثرب میں نہیں ہے، مگر اس عارضی اقامت میں بھی، میں تمہارا ہی ہوں۔

اللہ اللہ! یہ جذباتِ حسنہ اور رسول کریمؐ کے لیے ایسی جان سپاری۔ اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے ایسے پاکیزہ خیالات۔ یہی وہ جذبات عشق رسولؐ تھے جو نبی کریمؐ کے لیے سر کٹانے اور آتش سرفروشی کی مہمیز کا سبب بنے۔ یہی وہ عشق ہے جس نے جہاد کی آگ سرد نہ ہونے دی اور مسلمان کفن بردار رہے۔ یہی وہ سرشاری ہے جس نے ایسے عمدہ اشعار تخلیق کرائے۔ یہی جذبۂ عشق و سرفروشی ہر مسلمان کا خاصہ ہونا چاہئے اور اپنے رسولؐ اور اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے ایسے ہی حساس جذبات ہونے چاہئیں۔

جھیش بن اویسؓ النخعیؓ کے نعتیہ اشعار:

حضرت جھیش بن اویس النخعیؓ، بن نخع کے اصحاب کے ہمراہ بارگاہِ رسالت مآبؐ میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول فرمایا۔ آپ کا تعلق بنی بکر بن عمرو بن عوف بن النخع سے تھا۔ حضورؐ نے آپ کی قوم کے لیے یہ دعا فرمائی۔ ''اللهم بارک فی النخع'' (۲۰۸) حضرت جھیشؓ نے حضورؐ کی شان میں یہ اشعار نعت کہے۔

الا یـا رسـول الـلـه أنـت مصدق　　فـبـورکـت مهـدیـا وبـورکـت هـادیـا

شـرعـت لـنـا دین الحنیفیة بعدما　　عبدنا کأمثال الحمیر طواغیا (۲۰۹)

ترجمہ: (۱) اے رسول اللہ ﷺ آپ سچے ہیں، آپؐ مبارک ہدایت یافتہ اور مبارک ہادی ہیں۔ (۲) آپؐ نے ہمارے لیے دین حنیف کو شریعت بنایا، بعد اس کے کہ ہم نے گدھوں کی طرح سرکشوں کی عبادت کی تھی۔

جفشیش بن النعمان الکندیؓ:

جفشیش بن النعمان الکندیؓ کا نام معدان اور کنیت ابوالخیر ہے۔ آپ کو جریر بن معدان بھی کہا گیا۔ آپ نے رسول کریمؐ کی شان میں یہ شعر نعت کہا۔

جادت بنا العیس من اعراب ذی یمن　　تـغـور غـوراً بـنـا مـن بـعـد انـجـاد

حتیٰ انـجـنا بجنب الهضب من ملاء　　الی الرسول الامین الصادق الهادی (۲۱۰)

حضرت حارث بن عبد کلال الحمیریؓ کا نعتیہ شعر:

حضرت حارث بن عبد کلال الحمیریؓ یمن سے قبول اسلام کی نیت سے بارگاہ رسالتؐ کی طرف مدینہ روانہ ہوئے تو آپؐ نے ان کے آنے کی خبر دی۔ ''یدخل علیکم من هذا الفتح رجل کریم الجدّین صبیح

الخدّین ''(۲۱۱) آپ نے حضورؐ کی شان میں یہ شعر کہے۔

ودینک دین الحق فیه طهارة　　وانت بما فیه من الحق آمرا (۲۱۲)

حباب بن المنذر رالانصاری الخزرجیؓ کے اشعار نعت:

حضرت خباب بن منذر انصاری الخزرجیؓ میدان بدر میں شہید ہوئے۔ آپ شقیقہ بن ساعدہ میں مسئلہ خلافت پر گفتگو میں موجود تھے، آپ نے سرکارؐ کی حمایت میں کہا۔''انا جذیلها المحکک و عذیقها المرجب'' (۲۱۳) آپ نے حضورؐ کی شان میں یہ شعر کہے۔

المتعلما الله ذرا بیکما　　وما الناس الا اکمه وبصیر

انا واعداء النبی محمد　　اسود لها فی العالمین زینر

نصرنا و اوینا النبی ومالہ　　سوانا من اهل الملتین نصیر (۲۱۴)

ترجمہ: (۱) کیا تم دونوں نہیں جانتے، اور اس کی خوبی اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے ہے، کہ لوگ یا تو اندھے ہیں اور یا بینا۔ (۲) کہ ہم اور حضرت محمدﷺ کے دشمن شہروں کی مانند ہیں، جو دنیا میں چنگھاڑ رہے ہیں۔ (۳) ہم نے نبی کریمﷺ کی مدد کی اور ٹھکانا دیا، اور ہمارے سوا دنیا میں آپؐ کا کوئی مددگار نہیں۔

حُبیش الاسدی کا شعر نعت:

حضرت حُبیش الاسدیؓ کے قبیلہ کے لوگوں نے جب اسلام سے اعراض کیا اور نبی اسد کے لوگ اس دین سے باغی ہونے لگے اور طلحہ بن خویلد الاسدی کے فتنۂ ارتداد نے لوگوں کو انتشار میں مبتلا کر دیا تو آپ اس وقت ثابت قدم رہے اور اپنی قوم کے لوگوں کو دین پر قائم رہنے اور ایمان پر ڈٹے رہنے کی تلقین کرتے رہے۔ آپ نے اس وقت سرکارؐ کی شان میں یہ شعر نعت پڑھے تھے۔

شهدت بان الله لارب غیره　　طلیح و ان الدین دین محمد (۲۱۵)

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارا سوائے اللہ کے اور کوئی رب نہیں ہے اور یہ کہ بلاشبہ تمام دینوں میں ہمارا دین اسلام (دین محمدؐ) ہے۔

حضرت حرب بن ریطہؓ کے نعتیہ اشعار

حضرت حرب بن ریطہؓ کا تعلق بنی سامہ بن لوی سے تھا۔ آپ مدینہ میں اپنی جماعت کے ہمراہ حضورؐ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ اس موقع پر آپ نے یہ اشعار نعت کہے۔

الا بلغا عنی الرسول محمداً　　رسالة من أمسی بصحته صبا

حلفت برب الراقصات عشية　　خوارج من بطحاء تحسبها سربا

لقد بعث اللہ النبی محمداً　　بحق و برھان الھدی بکشف الکربا (٢١٦)

ترجمہ: (١) جان لو امیری طرف سے رسول یعنی محمد ﷺ کو پیغام پہنچاؤ اس شخص کا جو آپ کی صحبت سے فیض یاب ہوا۔ (٢) میں شام کے وقت دوڑنے والے اونٹوں کی قسم کھاتا ہوں، جو وادیٔ بطحاء سے نکلتے ہیں اور تم ان کو اونٹوں کا ریوڑ خیال کرتے ہو۔ (٣) کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو نبی بنا کر حق اور ہدایت کے دلائل کے ساتھ بھیجا اور آپ مصیبتوں کو دور فرماتے ہیں۔

حمید بن ثور الہلالیؓ کے اشعار نعت:

حضرت حمید بن ثور الہلالی المتنیؓ بہترین شاعر تھے۔ محمد بن سلام الجمحی نے آپ کو شعرائے اسلامیین کے طبقۂ رابعہ میں شمار کیا ہے، جب کہ مرزبانی کہتے ہیں: کان احد الشعراء الفصحا (٢١٧) اور صاحب استیعاب لکھتے ہیں: ''حمید احد الشعراء المجوّدین'' (٢١٨) غزوۂ حنین میں آپ کفار کے ہمراہ رہے، پھر بارگاہ رسالتؐ میں حاضری دی اور بعد از اسلام یہ رجزیہ اشعار نعت کہے۔

اصبح قلبی من سلیمی مقصدا　　ان خطامنھا وان تعمدا

جتی اتیت المصطفیٰ محمدا　　یتلوامن اللہ کتاباً مرشدا (٢١٩)

ترجمہ: میں نے صبح کی اس حال میں کہ میرے دل نے راہ راست پانے کا مقصد حاصل کرلیا، اپنی تمام تر خطاؤں اور غلطیوں کے باوجود وہ منزل مراد کو پہنچا۔ یہاں تک کہ میں بارگاہ محمد مصطفےؐ میں حاضر ہوا جو من جانب اللہ ہدایت یافتہ ہیں اور کتاب الٰہی (قرآن کریم) کی تلاوت کرتے اور اس کی تعلیم و تبلیغ کرتے ہیں۔

فلم تکذب و خررنا سجدا　　نعطی الزکاۃ و نقیم المسجدا (٢٢٠)

ترجمہ: تو ہم نے (اس رسول مکرم کی) تکذیب نہیں کی، بلکہ ہم سجدۂ شکر بجالائے اس نعمت عظمیٰ کے ملنے پر، اور ہم انؐ کی تعلیم و ہدایت پر مطابق زکوٰۃ ادا کرتے اور مساجد کو آباد کرتے (نماز پڑھتے) ہیں۔

خارج بن خویلد الخزاعی الکعبیؓ کے نعتیہ اشعار:

حضرت خارج بن خویلد الخزاعی الکعبیؓ نے حضورؐ کی مدح میں یہ اشعار نعت کہے۔

اذا ما رسول اللہ فینا رأیتنا　　کلجۃ بحر بان فیھا سریرھا

اذا ماارتدینا ھا فان محمد　　لھاناصرعزت و عزنصیرھا (٢٢١)

خالد بن ولید القرشی المخذومیؓ (م ٢١ھ الموافق ٦٤٢ء)

حضرت خالد بن ولید، بے مثل سپہ سالار، بے مثال فاتح، جری وقوی و شجیع، سیف اللہ و سیف الاسلام، زمانہ جاہلیت میں اشراف میں سے ایک تھے۔ حضورؐ کی شان میں یہ اشعار کہے۔

بک الحمد مولانا علی نعمۃ　　و شکرالما اولیت مع سابغ النعم

مننت علینا بعد کفر و ظلمۃ　　وانقدتنا من حندس الظلم و الظلم

واکرمتنا بالھاشمی محمد　　وکشفت عنا مانلاقی من الغمم (٢٢٢)

خزاعی بن عبد نُھم کے نعتیہ اشعار:

حضرت خزاعی بن عبد نُھم بہت عمدہ شاعر تھے، اچھے شعر کہتے تھے۔ قبیلہ مزنیہ کے بت کے نگران تھے، جس کا نام نُہم تھا۔ انہوں نے بت کو توڑ ڈالا اور نبی کریمؐ کے پاس حاضر ہو گئے۔ اسلام لائے اور چند اشعار پڑھے۔ اسد الغابہ نے بحر طویل میں کہے گئے تین شعر نقل کئے ہیں، ملاحظہ ہوں۔

ذھبت الی نهم لاذبح عنده عتیرة نسلک کالذی کنت افعل

فقلت لنفسی حین راجعت حزمها أهذا اله ابكم ليس يعقل؟

ابیت، فدینی الیوم دین محمد اله السماء الماجد المتفضل(۲۲۳)

ترجمہ: (۱) میں نہم (نامی بت) کے پاس گیا، تا کہ اس کے پاس قربانی کا جانور ذبح کروں، جس طرح میں کیا کرتا تھا۔ (۲) پھر میں نے اپنے دل میں کہا، جب خوب غور کیا، کہ کیا یہی خدا ہے جو گونگا اور بے عقل ہے۔ (۳) اب میں یہاں آ گیا اور میرا دین محمد ﷺ کا دین ہے۔ اس آسمانی خدا کا دین جو بزرگ اور بخشش کرنے والا ہے۔

حضرت خفاف بن نضلہؓ کی نعت:

حضرت خفاف بن نضلہؓ بن عمرو بن بھدلۃ الثقفیؓ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ اشعار نعت پڑھے۔ حضورؐ نے یہ اشعار سنے اور تعریف فرمائی اور فرمایا۔ ''ان من البیان لسحراً، و ان من الشعر کالحکم'' (۲۲۴)

انی اتانی فی المنام مخبر من جن وجرة فی الامور موات

یدعو الیک لیالیاً ولیالیاً ثم اخزال وقال لست بآت

فرکبت ناجیة اضرب بمتنها جمر تخب به علی الاکمات

حتی وردت الی المدینة جاهداً کیما اراک فتفرج الکربات (۲۲۵)

ترجمہ: (۱) کہ میرے پاس وجرہ کے بیابان کے جنات میں سے مجھے خواب میں ایک خبر دینے والا آیا۔ (۲) مجھے کئی راتیں آپ کی طرف بلاتا رہا، پھر ڈر کے کہا کہ پھر نہیں آؤں گا۔ (۳) تو میں ناجیہ نامی اونٹنی پر سوار ہوا، اور اس کو پیٹھ پر مارا، تو وہ ٹیلوں پر سے تیزی کے ساتھ گزرتی گئی۔ (۴) یہاں تک کہ میں کوشش کرتا ہوا مدینہ منورہ پہنچا تا کہ آپ کو دیکھوں اور مصیبتوں کا خاتمہ ہو جائے۔

حضرت ذباب بن حارث المذحجیؓ کی نعت:

قبیلہ سعد العشیرہ کا ایک بت تھا، جس کا نام فراض (ا) تھا۔ لوگ اس کی بڑی تعظیم کرتے۔ اس کا نگہبان ابن رقبیہ نامی ایک شخص تھا۔ اس کے پاس ایک جن آیا کرتا تھا۔ ایک دن وہ جن آیا اور اس نے ابن رقبیہ سے کچھ کہا۔ رقبیہ نے ذباب کی طرف دیکھا اور کہا۔

(الف) صاحب اسد الغابہ نے فراض اور علامہ نبہانی نے حیاض یا قراض لکھا ہے۔

یـــا ذبـــاب یـــا ذبـــاب　　اسـمـع العجب العجائب

بـعـث مـحـمـد بـالـکـتـاب　　یـدعـوا بـمـکة فلا یجاب (۲۲۶)

ترجمہ:(اے ذباب،اے ذباب! ایک حیرت وتعجب کی بات سنو۔محمدؐ کتاب مبین کے ساتھ بھیجے گئے ہیں۔وہ مکہ میں دعوت دین دے رہے ہیں،مگران کی بات نہیں مانی جاتی)

حضرت ذبابؓ کہتے ہیں کہ میں یہ بات سن کر بے کل ہوگیا اور بت کو توڑ ڈالا۔جب آپ کو من جانب اللہ دین اسلام کی ہدایت وبشارت ہوگئی تو آپ فی الفور حضور نبی کریمؐ کی خدمت عالیہ میں،مکہ شریف حاضر ہوگئے اور آپ نے حضورؐ کو اپنی مکمل داستان بشارت وہدایت گوش گزار کی۔حضورؐ نے انہیں دعوت اسلام دی جو آپ نے قبول کرلی اور بعد از اسلام حضورؐ کی شان میں یہ اشعار نعت کہے۔

تبعت رسول الله اذاجاء بالهدیٰ　　وخـلـقـت قـرّاضـاً بـدار هـوان

شـددت عـلـیـه شدة فتر کتـه　　کـان لم یکن والدهر ذوحدثان

رأیـت لـه کـلـبـاً یقوم بـامره　　یهـدد بـالـتـنـکیل و الـرجـفـان

ولـمـا رأیـت الـلـه اظهـر دینـه　　احببت رسول الـلـه حین دعـانی

واصبحت للاسلام ماعشت ناصراً　　والقیت فیـه کـلـکلی وجرانی

فـمـن مبلغ سعـد العشیرة اننی　　شریت الـذی یبقی بما هو فانی (۲۲۷)

ترجمہ:(۱) میں نے رسول کریمؐ کی پیروی اختیار کی،جب آپؐ ہدایت لے کر آئے اور قراض بت کو ذلت کے مقام پر چھوڑ دیا۔(۲) میں نے اس پر انتہائی سختی کی اور اسے اس حال میں چھوڑ گیا کہ،وہ گویا تھا ہی نہیں۔یہ زمانے کے انقلابات ہیں۔(۳) میں نے اس کا ایک کتا دیکھا جو اس کا کام کرتا اور وہ عبرت ناک سزا سے ڈراتا دھمکاتا۔(۴) جب میں نے دیکھا کہ اللہ نے اپنا دین غالب کردیا ہے اور جس وقت رسول اللہؐ نے مجھے دعوت اسلام دی۔(۵) تو میں نے اسے بلا تامل قبول کرلیا اور میں تاحیات اسلام وصاحب اسلام کا حامی وناصر،معین ومددگار بن گیا۔اور اپنا سینہ اور اپنی گردن اس کے لیے پیش کردی۔(۶) کوئی میری طرف سے میرے قبیلہ سعد العشیرہ کو یہ پیغام پہنچادے کہ میں نے فانی زندگی کا باقی ابدی زندگی کے ساتھ سودا کرلیا ہے۔

زباب بن فاتکؓ کا شعر نعت

حضرت ذباب بن فاتکؓ بن معاویہ الفصی اپنی قوم کے رئیس اور فارس کے بڑے شاعر تھے۔وہ بارگاہ رسالتؐ میں آئے اور اسلام قبول کرلیا اور حضورؐ کی شان میں یہ شعر کہے۔

انـت الـذی تهدی معـد الدینهـا　　بـل الله یهدیها، وقال لک اشهد (۲۲۸)

یہ شعر انس بن زنیم کا ہے اور اسے ساریہ بن زنیم میں بھی درج کیا گیا ہے۔اور صاحب اصابہ نے اسے یہاں بھی نقل کیا ہے۔(۲۲۹)

حضرت رافع ابن عمیرہ الطائیؓ کی نعت:

ابن عساکر نے روایت کی کہ محمد بن جعفر بن خالد دمشقی کہتے ہیں کہ حضرت رافع بن عمیرہ الطائیؓ کو ایک بھیڑیے نے رسول کریمؐ کی طرف جانے کی تاکید کی۔ وہ ان سے ہم کلام ہوا اور حضور نبی کریمؐ سے ملاقات کی ہدایت کی۔

حضرت رافع قبیلہ طے کے ایک فرد تھے اور زمانہ جاہلیت میں ٹھگی کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ یہ اپنی بھیڑیں چرا رہے تھے کہ واقعہ پیش آیا تو آپ بارگاہِ رسالت مآبؐ میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کرلیا، پھر آپ نے بحر وافر میں یہ نعت شریف کہی۔

رعیت الضّان احمیھا زماناً — من الضبع الخفّی و کل ذیب

فلما ان سمعت الذنب نادی — یبشّرنی باحمد من قریب

سعیت الیہ قد شمرت ثوبی — عن السّاقین قاصدة الرّکیب

فالقیت النبی یقول قولاً — صدوقاً لیس بالقول الکذوب

فبشّرنی لدین الحق حتی — تبیّنت الشریعة للمنیب

وابصرت الضیاء یضئی حولی — امامی عن سعیت ومن جنوبی (۲۳۰)

علامہ نبہانی نے بھی اس واقعے کو نقل کیا ہے اور آپ نے بالفاظ تغیر کثیر نعت کے آٹھ اشعار درج کئے ہیں۔ مزید دو شعر یوں ہیں۔

الا ابلغ بنی عمرو بن عوف — و اخوتھم جدیلة ان اجیبی

دعاء المصطفیٰ لاشک فیہ

فانک ان أجبت فلم تخیبی (۲۳۱)

ترجمہ: (۱) میں نے بھیڑوں کو چرایا اور ایک زمانہ تک انہیں شریر بجوؤں، ٹھگوں، کتوں اور بھیڑیوں سے بچاتا رہا۔ (۲) جب میں نے سنا کہ ایک بھیڑیا مجھے پکار رہا ہے اور قریب سے مجھے احمدﷺ کی بشارت دے رہا ہے (کہ ان کا زمانہ قریب ہے) (۳) تو میں اس کی طرف بھاگ کر گیا۔ میں نے لنگوٹ کس لیا اور سفر کا قصد کیا۔ (۴) تو میں نبی اکرم کو اس حال میں پایا کہ آپؐ انتہائی سچی بات کہہ رہے تھے، اور جو کچھ بھی کہہ رہے تھے۔ اس میں کچھ بھی جھوٹ نہ تھا۔ (۵) تو آپ نے میرے لیے دین حق بالکل آسان کردیا، یہاں تک کہ مجھ پر یہ بات واضح ہوگئی کہ شریعت رجوع کرنے والے کے لیے ہے۔ (۶) میں نے ایک روشنی دیکھی جس سے میرا ماحول (اردگرد) جگمگا اٹھا، اگر میں چلوں تو وہ روشنی میرے آگے اور بائیں کو روشن کرتی ہے۔ (۷) اے سننے والو! عمرو بن عوف کے قبیلے اور ان کے بھائیوں جویلہ کو بتادو کہ وہ حضرت محمد مصطفیٰؐ (۸) کی دعوت کو قبول کریں جس میں کوئی شک شبہہ کی گنجائش نہیں ہے۔ اگر تم قبول کرلو گے، تو گھاٹے میں ہرگز نہیں رہو گے۔

زہیر ابن صردؓ کا نعتیہ استغاثہ:

زہیر ابن صرد السعدی الجشمیؓ آپ کا نام تھا، جب کہ آپ ابو جرول الجشمیؓ کے نام سے بھی مشہور ہیں (۲۳۲)۔ وہ اپنی قوم کے رئیس تھے۔ "وکان رئیس قومه" (۲۳۳) آپ کا تعلق بنی سعد بن بکر ہوازن سے تھا۔ یوم حنین کے موقع پر آپ کے قبیلہ کے کچھ لوگ قید ہو کر آئے۔ تو آپ ان کی رہائی کے لیے بارگاہ رسالت میں آئے اور حضورؐ کے سامنے اشعار نعت پڑھے۔ علامہ حلبی لکھتے ہیں۔

ثم قدم عليهﷺ و فدهوازن وهم اربعون عشر رجلاً مسلمين و راسهم زهير بن صرد وفى لقط يكنى بابى صرد و ابو برقان بالموحدة عم رسول اللهؐ من الرضاعة اى فقالوا يارسول اللهؐ انا اصل و عشيرة و قداصابنا من البلاء مالا يخفى عليك وفى رواية تالوا يا رسول اللهؐ ان فيمن اصبتهم الامهات والاخوات و العمات و الخلات وهن صخازى الا قوام و نرعب الى الله و اليك يا رسول اللهؐ وقال زهير يا رسول اللهؐ انما فى الخطائر عماتك وخالاتك وخواضنك اللاتى كن يكفلنك اى لان ضعتهﷺ حليمة كانت من هوازن اى وقال له ايضا ولو ملحنا اى ارضعنا للحرث بن ابى شمر اى ملك الشام او للنعمان بن المنذر الى ملك العراق ثم نزل منابمثل مانزلت به رجونا عطفه وعائدته علينا و انت خير المكفولين و انشده ابياتا يستعطفهﷺ بها منها. (۲۳۴)

ترجمہ: حضورؐ کے پاس بنو ہوازن کا ایک وفد آیا جس میں چودہ آدمی تھے اور سب کے سب مسلمان تھے۔ اس وفد کے سربراہ زہیر ابن صرد تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ ان کا لقب ابوصرد اور ابو برقان تھا اور یہ حضورؐ کے رضاعی چچا تھے، ان لوگوں نے آ کر عرض کی، یارسول اللہؐ! ہم لوگ با عزت اور خاندانی لوگ ہیں مگر ہم پر جو وقت آ پڑا ہے، وہ آپ کو معلوم ہے۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ یارسول اللہؐ! آپؐ نے جن قیدیوں کو پکڑا ہے ان میں آپ کی ماں، بہنیں، پھوپھیاں اور خالائیں ہیں جو قوم کی عزت و ناموس ہیں۔ یارسول اللہ! ہم ان کے سلسلے میں اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں عرض پیش کرتے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق زہیر بن صرد نے کہا یارسول اللہ! ان پردہ نشینوں میں آپ کی پھوپھیاں، آپ کی خالائیں اور آپ کو دودھ پلانے والیاں اور پالنے والیاں ہیں۔ یہ بات انہوں نے اس لیے کہی کہ آنحضرت کی دایہ حلیمہ قبیلہ ہوازن ہی کی تھیں۔ پھر زہیرؓ نے کہا۔ اگر ہم نے شام کے بادشاہ حرث ابن ابوشمر یا عراق کے بادشاہ نعمان ابن منذر کو دودھ پلایا ہوتا اور پھر ہم پر ایسی مصیبت آتی تو ہم اس سے بھی مہربانی کی امید کرتے، جب کہ آپؐ تو ان میں سب سے بہتر رحم و کرم فرمانے والے ہیں۔ اس کے بعد زہیر نے یہ اشعار پڑھے جن میں حضورؐ سے مہربانی و عفو و کرم کی درخواست کی گئی ہے۔

صاحب عیون الاثر نے بحر بسیط میں کہے گئے اس نعتیہ استغاثہ کے بارہ شعر درج کئے ہیں۔

امنن علينا رسول الله فى كرم — فانك المرءُ نرجوه و ننتظر

امنن على بيضةٍ قد عاقها قدر — مشتت شملها فى دهرها غير

ابقت لنا الدھر ھتافاً علی حزن	علیٰ قلوبھم الغماء و الغمر
ان لم تدارکھم نعماء تنشرھا	یا ارجح الناس حلماً حین یختبر
امنن علی نسوۃٍ قد کنت ترضعھا	اذ فوک تملوہ من محضھا الدرر
اذا انت طفل صغیر کنت ترضعھا	واذیزنیک ماتاتی وماتذر
لاتجعلنا کمن شالت نعامتہ	واستبق منا فانا معشر زھر
ان نشکر للنعماء اذکفرت	وعندنا بعد ھذا الیوم مدخر
فالبس العفومن قد کنت ترضعہ	من امھاتک ان العفو مشتھر
یاخیر من مرحت کمت الجیادبہ	عند الھیاج اذا ما استوقد الشرر
انا نؤمل عفوامنک قلبسہ	ھذی البریۃ اذا تعفو و تنتصر

فاعف عفا اللہ عما انت راھبہ

یوم القیامۃ اذیھدی لک الظفر (۲۳۵)

ترجمہ: (۱) اے خدا کے پیارے رسولؐ! آپؐ ہم پر من جملہ اپنے کرم کے احسان کیجئے، کیوں کہ آپؐ ایسے چنیدہ شخص ہیں کہ ہم آپؐ سے صرف (بھلائی) کی امید رکھتے ہیں اور آپؐ کو اپنے لیے ذخیرہ (آخرت) کہتے ہیں۔

(۲) آپؐ ایک ایسی بے کس جماعت پر احسان کیجئے جس کو (قضاء و) قدر نے بے دست و پا کر دیا ہے۔ ان کی جماعت متفرق (منتشر اور پارہ پارہ) ہوگئی ہے اور ان کی مصیبت کے زمانے میں ہر وقت ترقی ہو رہی ہے۔

(۳) ہمارے لیے لڑائی نے دردناک آواز میں رونے کی بنیاد ڈال دی ہے اور ہمارے قبیلے والوں کے دل غم و رنج میں ڈوب گئے ہیں۔

(۴) اگر آپؐ کے احسانات ان کی دست گیری نہ کریں گے، اے بوقتِ امتحان، سب لوگوں سے زیادہ بردبار (ﷺ)، تو ہم ہلاک ہو جائیں گے۔

(۵) آپؐ ان عورتوں پر احسان کیجئے، جن کا آپؐ نے دودھ پیا ہے۔ جب آپؐ کا منہ ان کے پستان سے دودھ بھر لیتا تھا۔ آپؐ دودھ کی ان دھاروں سے سیر ہوئے۔ (ہم ان نعمتوں کو نہیں بھولے، چاہے آپؐ انکار کردیں۔)

(۶) جب آپؐ کم سن بچہ تھے اور ان کا دودھ پیتے تھے اور جب آپ کو ہر بات زیب دیتی تھی، جو آپ کرتے تھے، وہ بھی اور جو آپؐ نہ کرتے تھے، یعنی چھوڑ دیتے تھے۔

(۷) آپؐ، ہم کو ان لوگوں کی مثل نہ کیجئے جن کے کنویں کا سر بلند اٹھایا گیا تھا (یعنی انہوں نے لوگوں کو فائدہ پہنچانے کو اپنے کنویں کا دہانہ کھول دیا تھا، مگر خود ہی اس میں گر گئے) یعنی ہم قبیلہ زہر والے ہیں۔

(۸) اور ہم پر رحم کیجئے، کیوں کہ ہم خاندانی لوگ ہیں۔ ہم نعمت کی شکر گزاری کریں گے چاہے اور کوئی نہ کرے۔ اور ہم بعد آج کے دن کے، آپؐ کا برابر احسان مانتے رہیں گے، بلکہ (ہمارے پاس تو اس دن کے بعد بھی آپؐ کے کرم و گستری کے ذخیرے باقی رہیں گے)

(۹) ہم آپؐ سے اس عفو کی امید رکھتے ہیں، جو آپؐ کا لباس ہے۔ اے ہادی امتؐ! جس وقت کہ آپؐ معاف فرماتے ہیں اور مدد کرتے ہیں۔

(۱۰) اے وہ بہترین شخص (ﷺ)، جو گھوڑوں سے سب سے بہتر گھوڑے کمیت پر بوقتِ جنگ سوار ہوئے، جب کہ جنگ کی چنگاریاں روشن ہوئی تھیں۔

(۱۱) ہم آپؐ سے زبردست اور بڑے عفو و کرم کی امید کر رہے ہیں اور دنیا کی سب سے بڑی نیکی اور کامیابی یہی ہے کہ معاف کیا جائے اور نیک سلوک کیا جائے، لہٰذا اے رسول خدا! آپؐ اپنی ماؤں کو عفو کا لباس پہنائیں، جن کا دودھ آپؐ پیتے تھے۔ بے شک عفو و درگزر میں آپ شہرت یافتہ ہیں۔

(۱۲) آپؐ معاف فرمائیں! اللہ تعالیٰ آپؐ سے ہر اس چیز سے درگزر فرمائے جس سے آپؐ قیامت کے دن ڈرنے والے ہیں اور آپؐ ہر مشق میں کامیاب رہیں۔

علامہ ابن کثیر نے بحوالہ ابن اسحاق، آٹھ اشعار بالفاظ تغیر نقل کئے ہیں اس میں پانچویں اور چھٹے شعر کا مصرع اول ایک ہی ہے (۲۳۶) آپ نے ایک روایت بہ طریق عبد اللہ بن رماحس الکلبی الرملی عن زیاد بن طارق الجشمی عن ابی صرد زہیر بن جرول نقل کی ہے، اس میں گیارہ اشعار بالفاظ تغیر نقل کئے ہیں (۲۳۷) ایک مقام پر آپ نے اس نعتیہ استغاثہ کے نو اشعار بالفاظ تغیر نقل کئے ہیں۔ (۲۳۸) صاحب الاستیعاب نے اس کے گیارہ شعر نقل کئے ہیں (۲۳۹) صاحب اسد الغابہ نے آٹھ شعر نقل کئے ہیں (۲۴۰) صاحب سیرۃ حلبیہ نے پانچ شعر نقل کئے ہیں (۲۴۱) علامہ نبہانی نے ابو جرول الجشمی کے نام سے تین شعر نقل کئے ہیں۔ (۲۴۲)

حضرت زہیر بن عاصمؓ کے شعر:

حضرت زہیر بن عاصم بن حصین بن مُشمت نے یہ شعر نعت کہے۔

ان بلادی لم تکن افلاسا بهن خطّ القلم الانفاسا

من النبی حیث اعطی الناسا (۲۴۳)

حضرت زید العبدیؓ کا خراج عقیدت:

حضورؐ نے عبد القیس کے شاعر کے لیے دعا فرمائی، یہ ایک وفد کی شکل میں یمن سے حاضر خدمت ہوئے تھے۔ زید العبدی نے حضورؐ کی اس دعا کو منظوم شکل میں پیش کیا ہے۔ صاحب الاصابہ نے اس کے آٹھ اشعار نقل کئے ہیں۔

مناصحارّ ولا شجّ کلاهما حقا بصدق قالة المتکلم

سبقا الوفود الی النبی معهلّلا بالخیر فوق الناجیات الرشم

فی عصبة من عبد قیس اوجفوا طوعاً الیه وحدهم لم یکلم

واذکر بنی الجارود ان محلهم من عبد قیس فی المکان الاعظم

ثمه ابن سوار علی علاّته بذا الملوک بسؤدد و تکرم

وکفی بذید حین بذکر فعله طوبی لذلک من صریح مکرم
ذاک الذی سبقت لطاعة ربه منه الیمین الی جنان الانعم
فدعاء النبی لهم هناک دعوة
مقبولة بین المقام و زمزم (۲۴۴)

سلمٰی بن عیاض الاسدیؓ کا نعتیہ شعر:

حضرت سلمٰی بن عیاض الاسدیؓ ایک وفد کے ساتھ بارگاہِ رسالتؐ میں حاضر ہوئے اور حضورؐ کی شان میں یہ اشعار کہے۔

رایتک یا خیر البریة کلها نشرت کتاباجاء بالحق معلما
شرعت لنا فیه الهدی بعد رجعنا عن الحق لهاأصبح الأمر مظلما (۲۴۵)

ترجمہ: (۱) اے تمام مخلوقات میں سے بہترین! میں نے آپؐ کو دیکھا کہ آپؐ نے ایک کتاب کو پھیلایا (کھولا) جو حق کے ساتھ آئی ہے۔ (۲) آپ نے ہمارے لیے ہدایت کا قانون بنایا، بعد اس کے کہ ہم حق سے واپس ہو گئے تھے اور معاملہ تاریک ہو گیا تھا۔

الشماخ بن ضرار الغطفانیؓ کے اشعار نعت:

حضرت شماخؓ بن ضرار بن حرملہ الغطفانی مشہور و عمدہ شاعر تھے۔ زمانۂ جاہلیت و اسلام دونوں پایا۔ محمد بن سلام الجمحی نے حضرت شماخ کا تقابل حضرت لبید اور نابغہ ذبیانی سے کرتے ہوئے کہا کہ یہ شعراء کے ایک ہی طبقے سے تھے اور لبید کے مقابل شماخ کا کلام زیادہ شدید ہے۔ "وکان شدید متون الشعر" (۲۴۶) حضرت شماخ کی بیوی کا نام "کلبہ" تھا۔ یہ جدال کی بیٹی اور حضرت جبل بن جوال کی بہن تھیں۔ جبل اور شماخ، دونوں ایک ہی مرتبے کے شاعر تھے۔ حضرت شماخؓ نے حضورؐ کو مخاطب کر کے یہ اشعار نعت کہے۔

تعلم رسول الله انّا کانّنا افانا بانمار ثعالب ذی غسل
تعلّم رسول الله لم ترمثلهم اجرعلی الادنیٰ و احرم للفضل (۲۴۷)

طلحہ بن عبداللہؓ کے دفاعی نعتیہ اشعار:

نحن حماة غالب و مالک نذب عن رسولنا المبارک
نضرب عنه القوم فی المعارک ضرب صفاح الکرم فی المبارک (۲۴۸)

ترجمہ: (۱) ہم غالب اور مالک قبائل کے حامی ہیں، ہم اپنے مبارک رسول سے دشمنوں کو دفع کرتے ہیں۔ (۲) آپؐ کے خلاف جنگوں میں دشمن سے لڑتے ہیں۔

حضرت ظبیان بن کدادۃ الثقفیؓ کا نعتیہ قطعہ:

حضرت ظبیان بن کدادۃؓ الایادی الثقفی حضورؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، اسلام قبول کیا اور پھر حضورؐ کی شان میں یہ نعتیہ قطعہ بحر طویل میں کہا۔

واشهد بالبيت العتيق وباالصفا　　شهادة من احسانه متقبَل

بانک محمودُ لدينا مبارک　　وفى امين صادق القول مرسل (۲۴۹)

ترجمہ: (۱) میں مکہ اور کوہ صفا کی قسم کھا کر شہادت دیتا ہوں۔ بے مثل شہادت اس شخص (۲) کی جس کی راست بازی و بھلائی لوگوں میں مسلم ہے (۲) اس بات کی (شہادت) کہ آپؐ ستودہ تعریف ہیں اور دنیا کے لیے (آپ کا وجود مسعود) مبارک و بابرکت ہے۔ آپؐ باوفا ہیں، امانت دار ہیں اور اپنے قول میں سچے ہیں اور خدا کے رسول مقبول ہیں۔

عامر بن سنانؓ انصاری کا نعتیہ رجز:

حضرت عامر بن سنانؓ انصاری کا دوسرا نام اکوع ہے۔ آپ سلمہ بن عمرو بن الاکوع کے چچا ہیں۔ عامر بہت عمدہ شاعر تھے۔ حضورؐ کے ہمراہ غزوۂ خیبر میں شریک رہے اور اسی غزوہ میں شہادت پائی۔ سفر خیبر کے موقع پر آپ نے حضور نبی کریمؐ کی شان میں یہ نعتیہ رجز پڑھا۔

والله لولا انت ما اهتدينا　　ولا تصدقنا ولا صلينا

فانزلنا سكينة علينا　　وثبت الاقدام ان لا قينا

انا اذا قوم بغوا علينا　　و ان ارادوا فتنة ابينا

حضورؐ نے یہ سن کر فرمایا "رحمک ربک" (تمہارا رب تم پر رحمت نازل فرمائے) اس غزوہ میں عامرؓ خود اپنی تلوار لگنے سے شہید ہو گئے، پھر ان کے بھائی نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر شعر پڑھنے کی اجازت طلب کی۔ جب آپؐ نے کہا سناؤ، تو انہوں نے یہ رجزیہ شعر پڑھا۔

والله لولا الله مااهتدينا　　ولا تصدقنا ولا صلينا

ترجمہ: آپؐ نے یہ سن کر فرمایا۔ "صدقت" (تو نے سچ کہا) پھر انہوں نے یہ رجز پڑھا۔

فانزلن سكينة علينا　　وثبت الاقدام ان لاقينا

والمشركون قد بغوا علينا (۲۵۰)

ترجمہ: یہ سن کر حضورؐ نے فرمایا۔ یہ شعر کس کا ہے؟ تو انہوں نے کہا۔ "میرے بھائی عامر کا" حضورؐ نے فرمایا۔ "رحمہ اللہ" (اللہ تعالیٰ اس پر رحمت نازل کرے)

حضرت عباس ابن مرداس کے نعتیہ اشعار:

جنگ حنین کے موقع پر حضرت عباس بن مرداس نے بحر کامل میں جو اشعار کہے، ابن ہشام نے اس کے بارہ اشعار نقل کئے ہیں۔(۲۵۱) اس میں نعت کے اشعار ملاحظہ ہوں۔

یا خاتم الانبیاء انک مرسل   بالحق کل ھدی السبیل ھُدٰکا

ان الالہ بنی علیک محبة   فی خلقه و محمداً سمّاکا(۲۵۲)

ترجمہ(۱) اے سلسلۂ نبوت کے خاتم رسولؐ، بلاشبہ اے خاتم النبین! آپ بے شک رسول برحق ہیں، صحیح رستے کی ہر سچی ہدایت تو آپؐ ہی کی ہدایت ہے۔

(۲) کیوں کہ آپؐ اللہ کے سچے و برحق رسول ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی بناء آپؐ ہی پر ڈالی ہے۔ یعنی آپ کو مخلوق میں محبوب بنایا اور اسی نے آپ کا نام (صحیح معنی) میں محمد رکھا ہے (جو ہر طرح قابل تعریف ہے)

ھذی مشاھدنا التی کانت لنا   معروفة وولّینا مولاکا(۲۵۳)

ترجمہ: ہمارے یہ مشاہدے ہیں جو ہمارے لیے جانے پہچانے تھے اور ہمارا مددگار صرف ہمارا آقا تھا۔

اسی موقع پر حضرت عباسؓ بن مرداس نے مزید بحر کامل میں یہ اشعار کہے، ابن ہشام نے اس قصیدۂ عینیہ کے انیس اشعار نقل کئے ہیں۔(۲۵۴) اس میں نعت کے اشعار ملاحظہ ہوں۔

لا وفد کالوفدالالی عقدوا لنا   سبباً بحبل محمد لا یقطع

ترجمہ: دنیا میں کوئی وفد اس وفد جیسا نہیں، جس نے ہمارا رشتہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتے سے باندھ دیا ہے، جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں۔

فھناک اذا نصر النبی بالفینا   عقد النبی لنا یداء یلمع

ترجمہ: اس طرح اس موقع پر جب ہمارے ان ایک ہزار کی جمعیت سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تعاون کیا گیا تو آپ نے ہمارے لیے وہ جھنڈا قائم کیا جو روشنی پھیلا رہا ہے۔

فذنا برایته و ادرت عقده   مجد الحیاة و سودد الا ینزع

ترجمہ: ہم آپؐ کے جھنڈے کی برکتیں حاصل کر کے بامراد ہو گئے اور آپؐ کے ساتھ ہمارے عہد و پیمان نے ہمیں زندگی بھر کے شرف و مجد اور سیادت و سرداری کا وارث بنا دیا ہے جو ہم سے کسی حالت میں چھینی نہیں جا سکتی۔

وغداة نحن مع النبی جناحه   ببطاح مکة و القنایتھزع

کانت اجابتنا الداعی زینا   بالحق منا حاسرو مقنع

ترجمہ: جس روز بطحاء مکہ میں (جب نیزے خوب حرکت میں تھے) ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کے بازو بنے ہوئے تھے، ہم نے اپنے پروردگار عالم کی طرف بلانے والے اس داعی برحق کی آواز پر لبیک کہی تھی۔

نصر النبی بنا و کنا معشراً   فی کل نائبة نضرونفع

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے ذریعے سے مدد و نصرت پہنچائی گئی۔ اور ہم ایک ایسا گروہ تھے کہ ہر افتاد میں نفع و نقصان پہنچا رہے تھے۔(۲۵۵)

غزوۂ حنین ہی کے موقع پر حضرت عباسؓ بن مرداس نے ایک اور قصیدہ کہا جس میں حضورؐ کی مدح وثناء اور لشکر اسلام کی عظمت و بڑائی بیان کی گئی ہے۔ ابن ہشام نے بحر کامل میں کہے گئے اس قصیدۂ عینیہ کے سولہ اشعار نقل کئے ہیں۔(۲۵۶) اس میں کہے گئے نعتیہ اشعار ملاحظہ ہوں۔

فان نبتغی الکفار غیر ملومة فانی وزیر للنبی و تابع

ترجمہ: پھر اگر تم کفار کو قابل ملامت نہیں سمجھتے اور ان کے طالب ہو تو ہوا کرو۔ میں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معاون اور ان کا تابع ہوں۔

نبایعه بالاخشبین و انما ید الله بین لاخشین نبایع

ترجمہ: جب ہم مکہ کے دو پہاڑوں اخشبین پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کر رہے تھے تو دراصل ہم خود اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے۔

فحسبنا مع المهدی مکة عندة باسیافنا و النقع کاب و ساطع

ترجمہ: پھر ہم نے ہدایت یافتہ نبی کریمؐ کے ساتھ اپنی عدنی تلواروں سے مکہ کو بزور روند ڈالا۔

امام رسول الله یخفق فوقنا لواء کخذروف السحابة لامع

ترجمہ: رسول اللہؐ کے سامنے ہمارے اوپر درخشاں جھنڈا اس طرح لہرا رہا تھا، جیسے اڑتے ہوئے بادلوں کے کنارے لہراتے ہیں۔

عشیة ضحاک بن سفیان معتص بسیف رسول الله والموت کانع

ترجمہ: جس روز شام کے وقت ضحاک بن سفیان رسول اللہ کی تلوار ہاتھ میں لئے چلا رہے تھے اور موت قریب کھڑی تھی۔

ولکن دین الله دین محمد رضینا به فیه الهدی و الشرائع

ترجمہ: لیکن اللہ کا دین محمدؐ کا دین ہے، جسے ہم نے پسند کرلیا ہے، کیوں کہ اسی میں ہدایت اور شریعت و راستی اور اصول حیات وقوانین زندگی ہیں۔

اقام به بعد الضلالة امرنا ولیس لامر حمه الله دافع (۲۵۷)

ترجمہ: گمراہی کے بعد اس دین میں اب ہمارا معاملہ سدھرا ہے۔ اور جس چیز کو اللہ نے مقرر کردیا، اسے کوئی دور کرنے والا نہیں۔

حضرت عباسؓ بن مرداس نے جنگ حنین کے موقع پر بحر طویل میں ایک اور قصیدہ کہا، ابن ہشام نے اس کے سترہ اشعار نقل کئے ہیں۔(۲۵۸) اس میں نعت کے چند شعر ملاحظہ ہوں۔

وانا مع الهادی النبی محمد وفینا ولم یستوفها معشراً الفا (۲۵۹)

ترجمہ: اور یہ کہ ہم نے نبی ہادی مطلق حضرت محمدؐ کے ساتھ عہد وفاداری کو مستحکم کرلیا ہے۔ اور کوئی گروہ ایسا نہیں، جس نے ایک ہزار کی تعداد پوری کرلی ہے۔

بفتیان صدق من سلیم اعزه اطاعو فما یعصون من امره حرفا

ترجمہ: یہ ایک ہزار آدمی قبیلہ بنو سلیم کے وہ صداقت پسند اور باعزت نوجوان ہیں جنہوں نے رسول اللہ کی اطاعت پر کمر باندھی ہے، جو آپؐ کے حکم کے ایک لفظ کی نافرمانی نہیں کرتے۔

بنا عز دين الله غير تنحل وزدنا على الحى الذى معه ضعنا

ترجمہ: بلاخوف تکذیب وتردید اللہ کا دین ہمارے ذریعے سے غالب ہوگیا ہے اور ہم نے ان میں کئی گناہ اضافہ کردیا ہے جو رسول اللہؐ کے ساتھ ہیں۔

غداة و طئنا المشركين ولم بخذ لامر رسول الله عدلاً ولا صرفاً (۲۶۰)

ترجمہ: مکہ میں اس روز جب ہم مشرکین کو روندر ہے تھے اور رسول کریمؐ کے حکم کے مقابلے میں کوئی فدیہ یا توبہ قبول نہ کر رہے تھے (اور ہر قیمت پر ان کے حکم کی تعمیل کررہے تھے)

اس موقع پر، بحر کامل میں کہے گئے حضرت عباسؓ بن مرداس کے مزید سولہ اشعار نقل کئے ہیں۔(۲۶۱) اس قصیدۂ سینیہ کے نعتیہ اشعار ملاحظہ ہوں۔

يا ايها الرجل الذى تهدى به وجناء مجمره المناسم عرمس

اما اتبت على النبى فقل له حقا عليك اذا اطمان المجلس

ياخير من ركب المطى ومن مشى فوق التراب اذا تعد الانفس

انا وفينا بالذى عاهدتنا والخيل تقدع بالكماة و تضرس (۲۶۲)

ترجمہ: (۱) اے وہ شخص جسے نہایت مضبوط وفربہ وتوانا، نہایت جمے ہوئے پاؤں والی اور گٹھے ہوئے جسم والی اونٹنی لئے جا رہی ہے۔

(۲) اگر تم رسول اللہؐ کے پاس پہنچو تو اپنے آپ پر یہ بات ضروری قرار دے لو کہ تم اطمینان سے بیٹھ کر رسول اللہ کو (میری جانب سے) یوں مخاطب کر کے کہنا۔

(۳) اے وہ اعلیٰ وارفع انسان کے شمار کے وقت ان سب میں بہتر ثابت ہوا ہے، جو آج تک (اس پوری دنیا میں) اونٹوں پر سوار ہوئے ہیں اور جو اس زمین پر (پیدا ہوکر آج تک) چلے ہیں۔

(۴) آپؐ نے ہم سے جو عہد لیا تھا، اسے ہم نے ایسے وقت میں پورا کر دکھایا، جب بڑے بڑے مسلم بہادر جنگ جو ہمارے گھوڑوں کو روک کر زخمی کر رہے تھے۔

غزوۂ حنین کے موقع پر جب مشرکین کو شکست ہوگئی اور وہ ان کو چھوڑ کر بھاگ نکلے تو اس موقع پر آپ نے ایک طویل قصیدہ کہا۔ جس میں انہوں نے کفار کی شکست وریخت، لشکر اسلام کی مدح وفتح اور سرکار علی الصلوٰۃ و السلام کی مدح ودفاع اور دین اسلام کی خوبیاں اور محاسن اور ترغیب اسلام کی تاکید فرمائی ہے۔ بحر وافر میں کہے گئے اس قصیدۂ رائیہ کے اٹھائیس اشعار ابن ہشام نے نقل کئے ہیں۔ (۲۶۳) اس نعت کے دو شعر بیان ملاحظہ ہوں۔

بان محمداً عبد رسول لرب لايضل ولايجور

وجدناه نبياً مثل موسىٰ فكل فى يخابره ولا مخير (۲۶۴)

ترجمہ: (۱) بلاشک وشبہ محمد رسول اللہؐ پروردگار عالم کے بہترین بندے اور اس کے رسول برحق ہیں۔ وہ گمراہ نہیں بلکہ راہ خدا پر گامزن ہیں اور وہ (صلی اللہ علیہ وسلم) صراط مستقیم سے ادھر ادھر نہیں ہوتے، اور نہ ہی کسی پر زیادتی و جبر ظلم وتعدی کرتے ہیں۔

(۲) ہم نے انہیں (رسول مکرمؐ) کو موسیٰؑ جیسا نبی برحق پایا ہے، لہٰذا جو فرد بھی برتری وہمسری میں ان سے مقابلہ کرے گا، وہ مغلوب اور کم تر ثابت ہوگا۔ آپؐ ہر شخص کی نگاہ انتخاب ہیں۔

ایک موقع پر حضرت عباس بن مرداس نے مدح رسول میں یہ شعر پڑھا۔

رایتک یـاخیـر البـریة کلهـا　　نشـرت کتـابـاً جـاء بـالحق معلما

ونـورت بـالبـرهـان امراً مدمسا　　واطـفـأ بـالبـرهـان جمرا مضـرما

فمـن مبلـغ عنـی النبی محمداً　　وکـل امـری یـجـزیٰ بمـا قد تکلما

تعـالـی علـواً فوق عـرش الهنـا　　وکان مکان الله اعلیٰ و عظمها (۲۶۵)

ترجمہ: (۱) اے کائنات ارضی کی متاع بہتر از ہمہ، بلاشبہ میں نے دیکھ لیا کہ آپؐ نے ان احکامات الٰہی کو پھیلایا جس نے حق کو پوری طرح آشکار کر دیا۔

(۲) اور وہ چیز جو آج تک اندھیروں میں ڈوبی ہوئی تھی، اسے برہان حق سے روشن کر دیا اور اس برھان سے دہکتے ہوئے شراروں کو بجھا دیا۔

(۳) میرا یہ پیغام کوئی اللہ کے رسول محمدؐ تک پہنچا دے اور اپنے قول کی خبر ہر شخص کو ملتی ہے۔

(۴) خدائے بزرگ و برتر کی ذات بلند و بالا ارفع و اعلیٰ ہے اور اس مقام (ہمارے ادراک و تصور سے) بالاتر ہے۔

صاحب بدایہ والنھایہ نے ایک موقع پر حضرت عباس بن مرداس کے کہے گئے گیارہ اشعار نقل کئے ہیں۔(۲۶۶) ان میں سے چند اشعار نعت ملاحظہ ہوں۔

نبـی اتـانـا بـعـد عیسیٰ بنـاطق　　من الـحق فیه الفضل منه کذالکا

امینـا علـی الفرقـان اول شـافع　　وآخـر مبعـوث یـجیب الـملائکا

یـلافـی عری الاسلام بعد انفصامها　　فـاحـکـمهـا حتی اقام الـمناسکا

رایتک یـا خیـر البـریة کـلهـا　　توسطت فی القربیٰ من المجد مالکا

سبقتهـم بـالـمجدو الجود والعلا　　وبـالـغـایة القصویٰ تفوت السنابکا

فـانـت مصفیٰ من قریش اذا سمت　　غـلاصـمهـا تبغی القروم الفواتکا (۲۶۷)

ترجمہ: (۱) نبی اکرمؐ حضرت عیسیٰؑ کے بعد پیام حق لے کر ہمارے پاس آئے۔ حضرت عیسیٰؑ نے آپؐ ہی کے آنے کی بشارت دی۔ (یہی آپؐ کا طرۂ امتیاز ہے)

(۲) آپؐ حق و باطل کے مابین فرقان لے کر آئے۔ آپؐ اول شافع اور آخری مبعوث ہیں۔ جن پر سلسلۂ نبوت اور جبریلؑ کا آنا ختم ہو گیا۔

(۳) آپؐ نے عالم انسانیت کو انتشار کے بعد پھر اسلام کی اسی میں مضبوطی سے باندھا اور مناسک (فرائض و واجبات) کی پختہ بنیاد رکھی۔

(۴) یا خیر البشرؐ میں نے بلحاظ قرب الٰہی آپؐ کو کائنات میں عظیم المرتبت پایا۔

(۵) آپؐ نے بزرگی، سخاوت و عظمت میں سب پر سبقت پائی اور بلندیوں کی چوٹیاں بھی آپؐ سے پیچھے رہ گئیں۔

(۶) آپؐ قریش میں منتخب شدہ ہیں، وہ قبیلہ جو اپنے دلیروں اور جاں باز سرداروں کے سبب بلند ترین مقام کا حامل ہے۔

عبد عمرو بن عبد جبل الکلبیؓ کے نعتیہ اشعار:

حضرت عبد بن عمرو بن جبل الکلبیؓ (ابن ماکولا) کا نام حضورؐ نے "عمرا" رکھا تھا۔ آپ حضور کی بارگاہ میں آئے اور اسلام لانے کی خواہش ظاہر کی اور آپؐ کے بارے میں جاننا چاہا تو آپ نے فرمایا۔

"انا النبی لامی الصادق الزکی، الویل کل الویل لمن کذبنی ، و تولی عنی و قاتلنی، والخیر کل الخیر لمن آوانی و نصرنی، وآمن بی وصدق قولی، و جاھد معی" (۲۶۸) پھر عبد عمرو نے کہا۔ "نو من بک و نصدق قولک واسلماً" (۲۶۹) بعد از اسلام آپ نے یہ اشعار نعت کہے۔

اجبت رسول اللہ اذجاء بالھدی   فاصبحت بعد الجحد للہ اوجرا

وودعت لذات القداح و قداریٰ   بھا سو کاً عمری وللھوا صدرا

وآمنت باللہ العلی مکانہ   واصبحت للادیان ماعشت منکرا (۲۷۰)

عبد الرحمٰن بن الاخرہ الشمالیؓ کے نعتیہ دفاعی اشعار:

عبد الرحمٰن بن الاخرۃ الشمالیؓ نے حضورؐ کے دفاع میں یہ نعتیہ اشعار اس وقت کہے جب حضورؐ نے اسود عنسی کے قتل کا حکم جاری فرمایا۔

لعمری وما عمری علی بھین   لقد جزعت عنس لقتل الأسود

وقال رسول اللہ سیروا لقتلہ   علی خیر موعود واسعد اسعد

فسرنا الیہ فی فوارس بھمۃ   علی خیر امر من وصاۃ محمد (۲۷۱)

ترجمہ: (۱)۔ میری عمر کی قسم، اور میری عمر میرے نزدیک حقیر نہیں ہے۔ بے شک میں نے "اسود" کو قتل کرنے پر "عنس" کے خلاف فریاد کی۔

(۲) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اچھے اور نیک وعدے کے ساتھ اس کے قتل کے لئے چل نکلو۔

(۳)۔ پس ہم بہادر شہسواروں کو لے کر محمد ﷺ کے بہترین احکام میں سے اس حکم کے مطابق نکلے۔

عبد الرحمٰن بن حسانؓ کا نعتیہ شعر:

حضرت حسان بن ثابت کے صاحبزادے فرزند رسولؐ حضرت ابراہیمؑ کے خالہ زاد بھائی حضرت عبد الرحمٰن بن حسان بن ثابت انصاری الخزرجیؓ بہترین شاعر تھے، بلکہ خاندانی شاعر تھے۔ علامہ ابن اثیر الجزری نے ان کے تین شعر نقل کئے ہیں کہ جو بحر کامل میں کہے گئے ہیں۔ اس میں نعت کا ایک شعر ملاحظہ ہوں۔

یا حار من یغور بذمۃ جارہ   منکم فان محمدا لا یغدر (۲۷۲)

ترجمہ: اے حارث تمہارے قبیلہ کے لوگوں میں سے جو شخص اپنے پڑوسی سے بدعہدی کرتا ہے (اس سے کہہ دو کہ) محمدؐ عہد شکنی نہیں کرتے۔

حضرت عمرو بن جموح السلمیؓ کا نعتیہ شعر:

حضرت عمرو بن جموح السلمیؓ شہدائے بدر اور شعرائے انصار میں سے ہیں۔ حضور نبی کریمؐ نے آپ کے بارے میں ارشاد فرمایا۔"ولقد راية يطافى الجنة معرجته" (۲۷۳) علامہ ابن ہشام آپ کی شرافت و سیادت کے بارے میں لکھتے ہیں۔"وكان عمروبن الجموح سيداً عن سادات بن سلمة وشريفاً من اشرافهم" (۲۷۴) حضرت عمرو بن جموح کے خاندان، بنو سلمٰی کے کچھ لوگ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے ان سے پوچھا۔ تمہارا سردار کون ہے؟ لوگوں نے کہا۔ جد بن قیس۔ آپؐ نے فرمایا۔ تمہارا سردار یہ گھنگھروبالوں کا سفید رنگ کا آدمی یعنی عمرو بن جموح ہے۔"بل سيدكم الجعد الابيض عمرو بن الجموح" (۲۷۵) آپ انصاریوں میں سے، اسلام لانے والے سب سے آخری شخص ہیں۔"كان عمرو بن الجموح آخر الانصار اسلاماً" (۲۷۶) حضورؐ کے فرمان "بل سيدكم" کی مطابقت کے مطابق ایک انصاری شاعر نے حضورؐ کی شان میں، بحر طویل میں یہ شعر کہا، جس میں واقعے کی طرف اشارہ کیا ہے۔

وقال رسول اللہ والحق قوله   لمن قال منا من تسمّون سيدا (۲۷۷)

ترجمہ: رسول اللہؐ نے فرمایا اور ان کا قول سچا ہے، جب کہ آپؐ نے پوچھا کہ تم لوگ کس کو اپنا سردار مانتے ہو۔

حضرت عمرو بن جموح بت کے پجاری تھے، بعد از اسلام آپ نے نعتیہ رجز یہ اشعار کہے۔ اس میں نعت کے شعر ملاحظہ ہوں۔

الحمد لله العلیٰ ذی المنن   الواهب الرزاق ديان الدين

هو الذی انقذنی من قبل ان   اكون فی ظلمة قبر مرتهن

باحمد المهدى النبى المؤتمن (۲۷۸)

ترجمہ: تمام تعریفات اللہ رب ذوالجلال کو محیط ہیں جو احسانات کرنے والا، صاحب عطا، روزی دینے والا اور دین داروں کو جزائے خیر دینے والا ہے۔

وہی ذات ہے، جس نے قبر کے اندھیرے میں پھنسنے سے پہلے ہی مجھے (شرک وکفر سے) بچالیا۔

احمدؐ، ہدایت دینے والے اور دلوں کو اطمینان بخشنے والے نبی ہیں۔

عمرو بن سالم الخزاعیؓ کا بارگاہ رسالتؐ میں نعتیہ استغاثہ:

حضرت عمرو بن سالم الخزاعیؓ (۱) بہترین شاعر تھے۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں:"جب بنو بکر اور قریش نے بنو خزاعہ کے خلاف اتحاد کر لیا اور ان پر غلبہ حاصل کرنا چاہا اور انہیں جو نقصان پہنچانا تھا، پہنچا دیا اور وہ میثاق (عہد و پیمان) جو مقام حدیبیہ پر حضورؐ کے ساتھ کیا تھا، جس میں بنی خزاعہ کے لوگ بھی شامل تھے، توڑ دیا تو بنی کعب کا

---

(۱) عمرو بن سالم بن حصین بن سالم بن کلثوم الخزاعی۔

ایک شخص اور عمرو بن سالم الخزاعی مکہ سے نکل کر، آپ کی بارگاہ اقدس میں مدینہ المنورہ پہنچے۔ اس وقت آپ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان آپؐ کے اردگرد موجود تھے۔ یہی معاہدہ شکنی درحقیقت فتح مکہ کا سبب بنا۔" عمرو بن سالم الخزاعی نے مسجد نبوی میں کھڑے ہوکر آپؐ کے سامنے جو نعتیہ رجزیہ اشعار پڑھے اس میں آپؐ سے استعانت وامداد کی درخواست کی گئی ہے۔ یہ اشعار فصاحت وبلاغت کا مرقع ہیں۔ اس میں آپؐ کے لئے دفاعی نعتیہ اشعار بھی ہیں۔ ابن ہشام نے اس کے آٹھ شعر نقل کئے ہیں۔

یارب انی ناشد محمداً ۔۔۔ حلف ابینا وابیہ الا تلدا

قد کنتم ولداً وکنا والداً ۔۔۔ ثمت اسلمنا فلم ننزع یدا

فانصر ھداک اللہ نصراً عتدا ۔۔۔ وادع عباداللہ اللہ یاتوا مددا

فیھم رسول اللہ قد تجردا ۔۔۔ ان سیما خسفاً وجھہ تربّدا

فی فیلق کالبحر یجری مذبدا ۔۔۔ ان قریشاً اخلفوک الموعدا

ونقضو میثاقک المؤکدا ۔۔۔ وجعلو الی فی کداء رصَدا

وزعموا ان لست ادعواحداً ۔۔۔ وھم اذل واقل عددا

ھم بیّتونا بالوتیر ھجّدا ۔۔۔ وقتلونا رکّعا وسجّدا (۲۷۹)

ترجمہ: (۱) اے پروردگار! میں محمد (ﷺ) کی توجہ کریم چاہتا ہوں اور آپ کو اپنے اور ان کے آباؤاجداد کا قدیم معاہدہ یاد دلاتا ہوں، جو قدیم زمانے سے ہمارے درمیان چلا آرہا ہے۔

(۲)۔ اے محمدؐ وآل محمدؐ! تم ہماری نسل سے ہو(۱)۔ اور ہمارے ہی اندر کے لوگ تمہیں جننے والے ہیں۔ پھر ہم نے اسلام قبول کرلیا اور اس وقت سے آج تک ہم نے اسلام سے ہاتھ نہیں کھینچا۔

(۳)۔ اللہ آپ کو راہ ہدایت پر گامزن رکھے۔ (آپؐ ہماری ہدایت فرماتے رہیں) آپؐ ہماری فوری مدد فرمایئے اور اللہ کے ان نیک بندوں کو بلایئے کہ وہ ہماری مدد کو پہنچیں۔

(۴)۔ ان بندگان خدا میں رسول اللہ (ﷺ) موجود ہیں، جو واحد و منفرد ہستی رکھتے ہیں۔ جب آپ کو زیادتی کا ہدف بنایا جاتا ہے، تو آپؐ کے چہرے کا رنگ (مارے غصہ کے) بدل جاتا ہے۔

(۵) اس وقت وہ لشکر عظیم کے ساتھ جھاگ اچھالتے ہوئے سمندر کی طرف سامنے آجاتے ہیں۔ یقیناً قریش نے آپؐ سے وعدہ خلافی کی ہے۔

(۶) اور انہوں نے وہ میثاق توڑ دیا ہے جو نہایت مؤکد تھا اور مقام کداء میں میرے لئے لوگوں کو گھات میں بٹھادیا ہے۔

(۷) انہوں نے خیال کیا کہ ہم کسی کو (اپنی مدد) کے لئے نہیں بلاسکتے اور خود ان کا یہ حال ہے کہ وہ نہایت ذلیل اور بہت کم تعداد میں ہیں۔

(۸) انہوں نے وتیر کے مقام پر شب خون مارا، جب ہم سو رہے تھے، نیز ہمیں حالت رکوع وسجود میں قتل کیا۔ (مراد یہ ہے کہ ہم اسلام لاچکے تھے)۔

---

(۱) بنو عبد مناف کی ماں، بنو خزاعہ کی تھی۔ یونہی قصی کی ماں فاطمہ بنت اسعد بھی بنو خزاعہ سے تعلق رکھتی تھی۔

عمرو بن معدی کرب الزبیدیؓ کی نعت:

حضرت عمرو بن معدی کرب الزبیدیؓ (ا) کی کنیت ابوثور تھی۔ آپ فارسی کے مشہور شاعر تھے۔ "الشاعر الفارس المشهور" (۲۸۰) آپ کی زودگوئی اور اشعار کی پختگی ضرب المثل تھی۔ "وکان عمرو بن معدی کرب شاعر الحسنه ومن جید شعره" (۲۸۱)۔ صاحب اصابہ لکھتے ہیں۔ "وکان شاعراً محسناً ومما یستحسن من شعره" ۔(۲۸۲) آپ شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت عمدہ شہسوار اور شجیع و جری شخص تھے۔ شاعری کی طرح آپ کی شجاعت و بہادری بھی ضرب المثال تھے (گو کہ یہ دونوں چیزیں آپس میں متضاد ہیں کہ شاعر ہو اور بہادر (پہلوان) ہو)۔ "وکان فارس العرب مشهوراً بالشجاع"۔ (۲۸۳) صاحب اصابہ لکھتے ہیں۔ "وهو فحل الشجاعة والشعر" (۲۸۴) آپ ۳۰ھ میں وفد زبید کے ہمراہ بارگاہ رسالت مآبؐ میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ (۲۸۵) (ب) یہ واقعہ حضورؐ کے تبوک سے واپسی کے بعد کا ہے۔ وصال نبیؐ کے بعد آپ بھی فتنۂ ارتداد میں بہہ گئے اور اس موقع پر آپ اسود عنسی کے ہم خیال ہوگئے۔ "ارتداً مع الاسود العنسی" (۲۸۶) بعد ازاں آپ واپس ایمان لے آئے۔ (۲۸۷)

آپ اسلامی لشکر کے ہمراہ شامل جہاد رہے اور فتوحات کیں۔ جنگ قادسیہ میں شرکت کے وقت آپ کی عمر ایک سو دس سال تھی۔ آپ نے حضورؐ کی شان میں خوب صورت نعتیہ قصائد رقم کئے۔ آپ کے اشعار سے نور رسالتؐ چھلکتا ہے، چند شعر ملاحظہ ہوں۔

انني بالنبي موقنة نفسي — وان لم ار النبي عيانا
سيد العالمين طرا وادنا — هم الى الله حين بان مكانا

(ا) کسی شاطر الذہن، فاطر العقل، خبیث باطن، لعین طینت، شقی القلب شخص نے چار سو صفحات پر مشتمل، بڑے سائز کی تختی میں ایک ضخیم کتاب، داستان وقصہ گوئی پر مشتمل، کذب وافتراء سے پُر "داستان امیر حمزہ" تخلیق کی جس میں شجاعان اسلام حضرت عمرؓ بن خطاب کو (عمرو عیار)، حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب کو (امیر حمزہ) اور حضرت عمرو بن معدی کربؓ کو (کرب معدی) کے نام سے، باتصویر کردار تخلیق کر کے، جھوٹے، من گھڑت اور نہایت تضحیک آمیز قصے اور واقعات بیان کئے گئے ہیں، جس میں ان کی مردانگی وشجاعت، شخصیت اور ان کی عظمت کو بھرپور انداز میں، خوب خوب مذاق کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ ان نفوس قدسیہ کی بلند وارفع شان وشخصیت کو داستانی رنگ دے کر، ان کی شخصیت کی خوب تضحیک کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ اس کتاب میں حضرت ابراہیمؑ، حضرت خضرؑ اور حضور نبی کریمؐ کے حوالے سے بھی من گھڑت واقعات وقصص واحادیث بیان کی گئی ہیں۔ یہ کام نہایت باریکی سے عربی وفارسی اور عہد نبویؐ کے تاریخی شاعری میں کیا گیا ہے۔ یہ کتاب شیخ غلام علی اینڈ سنز ناشران وتاجران کتب کشمیری بازار، لاہور سے طبع شدہ ہے۔

(ب) ڈاکٹر اسحق قریشی آپ کے صحابی ہونے کے بارے میں لکھتے ہیں۔ "ان کے اشعار کا داخلی اشارہ یہی ہے کہ وہ مسلمان تھے۔ مگر صحابی نہ تھے۔" (برصغیر پاک وہند میں عربی نعتیہ شاعری، ص ۳۴۳۔

جاء بالناموس من لدن الله ‏ وكان الامين فيه المعانا

حكمة بعد حكمة وضياء ‏ فاهتدينا بنورها من عمانا

وركبنا السبيل حين ركبنا ‏ جديرا بكرهنا ورضانا

وعبدنا الاله حقا وكنا ‏ للجهالات نعبد الاوثانا

وانقلفنا به وكنا عدوا ‏ فرجعنا به معا اخوانا

فعليه السلام والسلام منا ‏ حيث كنا من البلاد وكانا

ان نكن لم نر النبی فانا ‏ تبعنا سبيله ايمانا (٢٨٨)

ترجمہ: (۱) میرا نفس نبی کریم ﷺ پر یقین رکھتا ہے، اگر چہ میں نبی کریم کو ظاہری طور پر نہیں دیکھتا۔
(۲) آپ ﷺ تمام عالم کے سردار ہیں، اور ان میں رتبے کے لحاظ سے آپ تمام لوگوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہیں۔
(۳) آپؐ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی لے کر آئے، اور آپؐ اس میں امین ہیں۔
(۴) حکمت پہ حکمت ہے، اور روشنی ہے، اور اسی کے نور سے ہم نے گمراہی سے ہدایت پائی۔
(۵) اور ہم نے راستہ اختیار کیا، جب اختیار کیا، چاہے خوشی سے اختیار کیا یا ناخوشی سے۔
(۶) اور ہم نے حق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی، اور ہم جہالت سے بتوں کی عبادت کرتے تھے۔
(۷) اور ہم آپؐ کے طفیل متحد ہوئے، حالانکہ ہم دشمن تھے، اور ہم بھائی بھائی بن گئے۔
(۸) پس آپؐ پر سلام ہو، اور ہماری طرف سے آپؐ پر سلام ہو، جس ملک میں بھی ہم ہوں اور جہاں بھی آپؐ ہوں۔
(۹) اگر چہ ہم نبی کریم کو نہیں دیکھتے، لیکن ہم نے ایمان کے ساتھ آپؐ کے راستے کی پیروی کی۔

عمرو بن فحیل الزبیدیؓ کے شعر نعت:

حضرت عمرو بن فحیل الزبیدیؓ نے حضورؐ کے وصال پر یہ اشعار مرثیہ بشکل نعت کہے۔

اسعدينی بدمعک الرقراق ‏ لفراق النبی يوم الفراق

ليتنی مت قبل يوم مات ولم ‏ الق من الرزء ما انا لاق (٢٨٩)

ترجمہ: (۱) جدائی کے دن نبی کریمؐ کی جدائی کی وجہ سے آنکھوں میں پھرتے ہوئے آنسو سے مدد کرو۔
(۲) کاش جس دن نبی کریمؐ نے وفات پائی، اس دن سے پہلے میری موت واقع ہو جاتی اور جو مصیبت مجھے پہنچی وہ مجھے نہ پہنچتی۔

حضرت فراس الخزاعی الحجازیؓ کے اشعار:

حضرت فراس الخزاعی الحجازیؓ شعرائے مخضرم میں سے ہیں۔ آپ نے عہد جاہلیت واسلام دونوں کو پایا۔ آپ نے یوم فتح مکہ کے موقع پر یہ اشعار نعت کہے۔ آپ کے یہ اشعار فتح مکہ کے روز حضرت خالدؓ بن ولید بطور مثل پڑھ رہے تھے۔

اذا ما رسول اللہ فینا رایتنا   کلجۃ بحر عام فیھا سریرھا

وان جوریت کعب فان محمدا   لھا ناصر عزت وعز نصیرھا (۲۹۰)

ترجمہ: (۱) جب ہم میں رسول اللہؐ موجود ہوں، تو آپؐ ہمیں ایسے سمندر کی طرح دیکھیں گے، جس میں "سدیر" (ایک دریا کا نام ہے) تیر رہا ہے۔

(۲) اگر کعب کے ساتھ جنگ ہو، تو محمد ﷺ ان کے ناصر ہیں، تو یہ قبیلہ بھی معزز ہے، اوراس کا مددگار بھی معزز ہے۔

حضرت فروہ بن عمرو بن النافرہ الجذامی النفاثیؓ کا شعرِ نعت:

حضرت فروہ بن عمرو بن النافرہ الجذامی النفاثیؓ (۱) بہترین شاعر تھے۔ آپ کا تعلق یمن سے تھا۔ آپ عمرو بن معدی کرب سے پہلے اسلام لائے۔ جب رومیوں کو حضرت فروہؓ کے اسلام لانے کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے انہیں گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا، بعدازاں قبول اسلام کی پاداش فلسطین کے مقام چشمہ صفراء میں سولی پر چڑھا کر شہید کر دیا۔ شہادت سے قبل آپ نے بحر کامل میں یہ شعرِ نعت کہا۔

بلغ سراۃ المسلمین باننی   سلم لربی اعظمی ومقامی (۲۹۱)

ترجمہ: یارو! مسلمانوں کے سردار (رسول کریمؐ) کو یہ خبر ضرور پہنچا دینا کہ، میں کیا اور کیا میری ہڈیاں، حتیٰ کہ میرا وجود تک آپؐ کے پروردگار کے حوالے ہے۔

فروہ بن مسیک المرادی الغطیفیؓ کا شعر:

حضرت فروہ بن مسیک المرادی الغطیفیؓ یمن کے رہنے والے تھے۔ آپ سلطنت کندہ سے وابستہ تھے لیکن جب آپ کو حضور نبی کریمؐ کی خبر ملی تو کندہ کی سلطنت کو خیر باد کہہ دیا اور دربار رسالتؐ میں حاضر ہو کر اطاعت رسولؐ اختیار کر لی۔ اپنے اس طرزِ عمل پر آپ نے بحر کامل میں یہ اشعارِ نعت کہے، بعدازاں کوفہ چلے گئے اور وہیں رہائش اختیار کر لی۔

لما رایت ملوک کندہ اعرضت   کالرجل خان الرجل عرق نسائھا

فربت راحلتی اوم محمداً   ارجو فواضلھا وحسن ثرائھا (۲۹۲)

ترجمہ: (۱) جب میں نے بادشاہان کندہ کو دیکھا کہ وہ اعراض کرتے ہیں جس طرح عرق النساء میں ایک پیر دوسرے پیر سے اعراض کرتا ہے۔ (۲) تو میں محمدؐ کے پاس قصد کر کے آیا تا کہ ان کے اخلاق حسنہ سے بہرہ مند ہوں۔

فضالہ بن عمرو اللیثیؓ کے اشعارِ نعت:

حضرت فضالہ بن عمرو اللیثیؓ کو فضار بن عبداللہ اور فضالہ بن وہب بھی کہتے ہیں۔ فتح مکہ کے وقت جب حضور نبی کریمؐ کے حکم پر حرم شریف میں بت شکنی کی تاریخ رقم کی جا رہی تھی، اس وقت آپ وہاں موجود تھے اور

(۱) صاحب اسد الغابہ نے آپ کے یہ نام بھی درج کئے ہیں۔ فروہ بن عامر، فروہ بن عمرو، فروہ بن نفاثہ، ابن نباتہ، ابن نعامہ الجذامی۔ (المجلد الرابع، ص۳۴۱)

بت شکنی کا نظارہ بچشم خود ملاحظہ فرما رہے تھے۔ اس تاریخی واقعے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ نے بحر کامل میں یہ اشعار نعت کہے۔

لو ما رایت محمداً وجنوده　　بالفتح یوم تکسر الاصنام

لرایت نور اللہ اصبح بینا　　والشرک یغشی وجھہ الاظلام (۲۹۳)

ترجمہ: (۱) اگر محمدؐ اور ان کے لشکر کو دیکھتے، فتح مکہ کے دن، جب کہ وہ ان بتوں کو توڑ رہے تھے۔

(۲) تو تم اس وقت نور خدا کو آشکار دیکھتے اور شرک کو تاریکیوں میں چھپا ہوا پاتے۔

فضل بن عباس القرشی الھاشمیؓ کا شعر نعت:

حضرت فضل بن عباس القرشی الھاشمیؓ حضورؐ کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب کے بیٹے تھے یعنی حضور کے چچازاد بھائی تھے۔ آپ نے حضور کی مدح میں یہ شعر کہا۔

اقروا بان ارسل احمدا　　نبیاً کریما للخلائق ھادیا (۲۹۴)

ترجمہ: بلاشبہ اس بات کا میں اقرار کرتا ہوں کہ احمد مصطفےٰ کو اللہ رب ذوالجلال نے اپنا رسول برحق بنا کر بھیجا ہے۔ آپؐ نبی کریم ہیں مخلوق خدا کے لئے اور ہادی اور رہنما ہیں گم کردہ راہ کے لیے۔

حضرت قردة بن نفاثة السلولیؓ کے اشعار نعت:

حضرت قردة بن نفاثة السلولیؓ کا تعلق بنی سلول سے تھا۔ آپ بہترین شاعر تھے۔ آپ بنی سلول کے ایک وفد کے ہمراہ آئے اور اسلام قبول کیا اور بطور تحدیث نعت یہ اشعار بحر بسیط میں کہے۔

بان الشباب فلم احفل به بالا　　واقبل الشیب والاسلام اقبالا

وقد ادوی ندیمی من مشعشعة　　وقد اقلب اورا اکا واکفالا

فالحمد للہ اذلم یاتنی اجلی(۱)　　حتی اکتسیت من الاسلام سربالا (۲۹۵)

ترجمہ: (۱) جوانی رفعت ہوگئی مگر کچھ پروا نہیں ہوئی۔ بڑھاپا اور اسلام ساتھ ساتھ آئے۔

(۲) میرے ساتھ والے سب (قبر کے) سایہ میں سیراب ہوگئے اور ان کے سرین وشانے بھی گل گئے۔

(۳) پس خدا کا شکر ہے کہ مجھ کو موت نہیں آئی، یہاں تک کہ میں نے اسلام سے کچھ حصہ حاصل کرلیا۔

حضورؐ نے قردہ السلولی کا تمام قصیدہ سننے کے بعد فرمایا۔ "الحمدللہ عرفک فضل الاسلام وجعلک من اھلہ" (۲۹۶)

---

(۱) مرزبان اور ابوعبید کے ایک قول کے مطابق یہ شعر لبید بن ربیعہ العامری کا ہے، جب کہ دوسرے قول کے مطابق یہ قردہ بن نفاثہ کا ہے اور لبید کی طرف منسوب ہے۔ (اسد الغابہ۔ المجلد الرابع، ص ۳۷۹۔ اور ۴۸۳۔ الاستیعاب۔ المجلد الثالث، ص ۳۶۵، الاصابہ المجلد الثالث، ص ۱۶۱۳)۔

حضرت قرہ بن ھبیرہؓ العامری القشیری کے نعتیہ اشعار:

حضرت قرہ بن ہبیرہ العامری القشیری کے والد الصمۃ القشیری بھی بہت عمدہ شاعر تھے۔ وفد کے ہمراہ بارگاہ رسالتؐ میں آئے اور حضور نبی اکرمؐ کے دست اقدس پر بیعت کی اور اسلام قبول کیا، بعدازاں یہ اشعار نعت کہے۔

حباها رسول الله اذ نزلت به   فامكنها من نائل غير مفقد

فاضمت بروض الخضروهي حثيثه   وقد انجحت حاجاتها من محمد(۲۹۷)

حضرت قطن بن حارثہ العلیمی الکلبیؓ کے اشعار نعت:

حضرت قطن بن حارثہ العلیمی الکلبیؓ (ا) اپنی قوم کے ہمراہ بارگاہ رسالتؐ میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا اور پھر یہ اشعار نعت کہے۔

رايتك يا خير البرية كلها   نبت نضارا فى الارومة من كعب

اغر كان البدرسنة وجهه   اذا ما بدا للناس فى حلل العصب

اقمت سبيل الحق بعد اعوجاجها   وربيت اليتامى فى السقاية والجدب (۲۹۸)

ترجمہ: (۱) اے تمام لوگوں میں سے زیادہ بہترین! آپؐ قبیلہ کعب کے سب سے عمدہ اور بہترین شخص ہیں۔
(۲) آپؐ سب سے زیادہ حسین ہیں، گویا بدر آپؐ کے چہرۂ اقدس کا ہالہ ہے۔ جب بھی آپؐ ایک عمامہ زیب تن فرماتے ہوئے لوگوں کے سامنے ظاہر ہوتے ہیں۔
(۳) آپؐ نے حق کا راستہ کجی کے بعد سیدھا کر دیا، اور آپؐ نے سرسبزی اور قحط سالی میں یتیموں کی تربیت کی۔

قیس بن بجد بن طریف الاشجعیؓ کی نعت:

حضرت قیس بن بجد بن طریف بن محمد الاشجعیؓ (ب) نے حضورؐ کی شان میں بحر بسیط میں یہ اشعار نعت کہے۔

فمن مبلغ عنى قريشا رسالة   فهل بعد هم فى المجد من متكرم

بان اخاكم فاعلمن محمدا   تليد الندى بين الحجون وزمزم

فدينوا له بالحق تجسم امور كم   وتسعوا من الدنيا الى كل معظم

بنى ثلاقته من رحمة   ولا تسالوه امر غيب مرجم

فقد كان فى بدر لعمرى لعبرة   لكم يا قريشا والقليب ملمم

(ا) علامہ عسقلانی نے ان کا تذکرہ حارثہ بن قطن کے نام سے کیا ہے اور یہ شعر نقل کیا ہے۔

وجدتك ياخير البريه كلها   نبت كريما فى الارومة من كعب

(الاصابہ، المجلد الاول، ص۳۳۹)

(ب) امام نبہانی نے ان کا نام قیس بن بحر لکھا ہے۔ (المجموعۃ النبہانیۃ، الجزء الاول، ص۷۳)

غدادة اتی فی الخزرجیة عامدا — الیکم مطیعا للعظیم المکرم

معانا بروح القدس ینکی عدوه — رسولا من الرحمن حقا بمعلم

اری امره یزداد فی کل موطن — علوا لا مرحمه اللہ محکم

اهلی فداءٌ لامری غیر هالک — احل الیهود بالحسی المزنم

رسولا من الرحمن یتلو کتابه — فلما انارا لحق لم یتعلثم(۲۹۹)

ترجمہ:(۱) میری طرف سے کون قریش کو پیغام پہنچائے گا کہ کیا ان کے بعد شرافت و بزرگی میں کوئی معزز ہے۔(۲) جان لو کہ آپ کے بھائی حضرت محمدؐ نے حجون اور زمزم کے درمیان زمین کو داد و دہش سے پُر کر دیا ہے۔(۳) آپ لوگ انؐ کے دین کو اپنا ئیں، آپ کے امور بڑے معظم ہو جائیں گے، اور دنیا میں ہر عظمت کو حاصل کر لیں گے۔(۴) آپ نبیؐ ہیں، آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اس نبوت کو پایا اور تم لوگ آپؐ سے غیب کی باتیں مت پوچھ لیا کرو۔(۵) اے قریش! بیشک بدر اور قلیب بدر میں آپ لوگوں کے لئے عبرت تھی۔(۶) اس صبح کو جب آپ لوگوں کا قصد کرتے ہوئے ٹھنڈی ہوا میں عظیم اور مکرم (اللہ تعالیٰ) کا حکم مانتے ہوئے آئے۔(۷) حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کی مدد کرتے ہوئے آپ کے دشمن کو شکست دے رہے تھے۔ وہ رحمٰن کی طرف سے حق اور نشان کے ساتھ بھیجے گئے تھے۔(۸) میں دیکھتا ہوں کہ ہر جگہ آپ کا امر اللہ تعالیٰ کے حکم سے ترقی کرتا ہے۔(۹) (میرے گھر کے تمام لوگ (میرا خاندان) اس ہستی عظیمؐ پر قربان ہوں۔ جس کے کارنامے غیر فانی اور لافانی ہیں اور جس نے یہودیوں کو غریب الدیار بنا دیا ہے)(۱۰) آپؐ رسول اللہؐ کی کتاب پڑھ پڑھ کر سنا رہے تھے، پھر جب حق کی روشنی آ گئی تو آپؐ نے ذرا بھی تامل اور ہچکچاہٹ سے کام نہ لیا۔

یہ حضورؐ کے عہد کی شعری کا ایک ایسا پہلو ہے جو محاکاتی ہے اور اکثر صحابہ کرام نے اس انداز سے اشعار کہے ہیں جس میں نبی کریمؐ کی مدح و ثناء کے پہلو بہ پہلو میدان جہاد کی تصویر کشی بھی شامل ہے۔ اس طرح یہ نعت گوئی اللہ کے محبوب کی مدح و ثناء بیان اوصاف و کمالات، حسن و جمال، جود و سخا، عفو و درگزر کے ساتھ ساتھ واقعات و حالات کی عکاسی کو اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے اور یہی اس شاعری کا اعزاز اور طرۂ امتیاز ہے۔

علامہ ابن ہشام نے اس قصیدۂ میمیہ کے پندرہ اشعار نقل کئے ہیں اور کہا ہے کہ یہ قصیدہ لقیم العبسی کا ہے، لیکن یہ قیس بن بحر کے نام سے منسوب ہے اور پھر انہوں نے قیس بن بحر سے ہی منسوب کر کے نقل کیا ہے۔ (۳۰۰) صاحب اصابہ نے اس قصیدے کے تین شعر قیس بن طریف میں بھی نقل کئے ہیں۔(۳۰۱)

قیس بن نشبہ السلمیؓ کے نعتیہ اشعار:

حضرت قیس بن نشبہ السلمیؓ موحد تھے۔ آپ حضرت عباس بن مرداسؓ کے چچا تھے یا چچا کے بیٹے۔(۳۰۲) یوم خندق کے بعد آپ رسول کریمؐ کی خدمت میں تشریف لائے اور اسلام قبول کیا، بعد ازاں اپنی قوم کی طرف لوٹ گئے۔ حضورؐ نے آپ کو "حبر بنی سُلیم" کا لقب دیا تھا۔ "فکان النبیؐ یسمّیه حبر بنی سُلیم" (۳۰۳) قیسؓ بہت عمدہ شاعر تھے۔ آپ نے حضورؐ کی شان میں یہ نعت کہی۔

تــابـعـت ديـن مـحـمـد رضيتـه　　كـل الـرضـا الأمـانـتـي ولـديـنـي

ذاك امـرو نـازعـتـه قـول الـعـدا　　وعـقـدت فيـه يـمـيـنـه بـيـمـيـنـي

قـد كـنـت آمـلـه وأنـظـر دهـره　　فـالـلـه قـدر انـه يـهـديـنـي

اعـنـي ابـن آمـنـة الأمـيـن، ومن بـه　　ارجـو الـسـلامـة من عذاب الهون(۳۰۴)

ترجمہ: (۱) میں نے حضرت محمد ﷺ کے دین کی پیروی کی، اور میں نے امانت اور دین کے واسطے آپ ہی کو پسند کیا۔ (۲) وہ ایک آدمی ہیں، جن کے بارے میں دشمنوں کی باتوں کا میں نے مقابلہ کیا، اور آپؐ کے ہاتھ میں، میں نے ہاتھ دے دیا۔ (۳) میں آپؐ (کی تشریف آوری) کا امیدوار تھا، اور مدتوں آپ کا انتظار کیا، تو اللہ تعالیٰ نے مقدر فرمایا، کہ وہ میری رہنمائی فرمائے۔ (۴) میں حضرت آمنہؓ کے بیٹے حضرت امین ﷺ کے طفیل رسواکن عذاب سے بچنے کی امید رکھتا ہوں۔

کلیب بن اسدؓ کا نعتیہ شعر:

حضرت کلیب بن اسد بن کلیب الحضرمی بہت عمدہ شاعر تھے۔ آپ حضورؐ کی خدمت میں حضرموت (یمن) سے آئے تھے اور یہ اشعار نعت حضورؐ کو خطاب کر کے کہے۔

أنـت الـنـبـي الـذي كـنـا نـخـبـره　　وبـشـرتـنـا بـه الأحـبـار والـرسـل

مـن ديـن موهوب يهدى في عذافره　　أكـيـدا بـا خـيـر مـن يـحـفـى و ينتعل

شُهـريـن اعـمـلـهـا نـصـاعلى وجل　　أرجـو بـذاک ثـواب الـلـه يا رجل(۳۰۵)

ترجمہ: (۱) آپؐ وہ نبی ہیں جن کی ہمیں خبر دی جاتی تھی، اور علماء اور رسولوں نے جن کی بشارت دی تھی۔ (۲) اے برہنہ پا اور جوتا پہننے والوں میں سے بہترین! میں الٰہی دین کی تلاش کروں گا۔ (۳) میں دو مہینے تک مضبوط اونٹ دوڑاتا رہوں گا، اور اے آدمی! میں اس میں اللہ کے ثواب کی امید رکھتا ہوں۔

لبید بن ربیعہ العامری الکلابی الجعفریؓ کے اشعار نعت: (م ۴۱ھ الموافق ۶۶۲ء)

حضرت لبید بن ربیعہ الکلابی الجعفریؓ نامور شاعر اور شعرائے مخضرمین میں سے تھے۔ آپ زمانۂ طفولیت سے شعر کہتے تھے۔ آپ ابوعقیل کے لقب سے شہیر ہیں۔ ''ابوعقیل، الشاعر المشہور'' (۳۰۶) علامہ مرزبانی معجمہ میں لکھتے ہیں۔ ''کان فارساشجاعاً، شاعراً سخياً، قال الشعر فى الجاهلية دهراً، ثم اسلم.'' (۳۰۷) صاحب جمہرۃ ابوزید قرشی نے آپ کو شعراء کے طبقۂ اولیٰ ''اصحاب المعلقہ'' میں شمار کیا، جب کہ صاحب اسد الغابہ نے فحول شعراء میں '' كان شاعراً من فحول الشعراء '' (۳۰۸)۔ آپ کا شمار عہد جاہلیت کے بڑے لوگوں میں کیا جاتا تھا۔ ابوعبید (المتوفی ۲۰۹ھ الموافق ۸۲۴ء) نے، جو خلیفہ ہارون الرشید کے زمانے میں اصمعی کا ہم پلّہ ادیب تھا، اس نے شعرائے جاہلیت کے بڑے شعراء کی یہ ترتیب قائم کی تھی۔ امراء القیس، زہیر، نابغہ، اعشیٰ، لبید، عمرو اور طرفہ، گویا آپ جاہلی شعراء میں تیسرے نمبر کے شاعر تھے، یہ آپ کی شاعری کی عظمت کی دلیل

تھی۔عہد اسلام میں آپ اول درجہ کے شاعر تھے، یہ آپ کے اسلام لانے کی فضیلت تھی۔آپ دونوں عہد میں افضل تھے۔"وهو افضلهم في الجاهلية و الاسلام" (٣٠٩)زمانۂ طفولیت میں آپ اپنے چچاؤں کے ہمراہ نعمان ابوقابوس کے پاس گئے تو وہاں آپ کی ملاقات نابغہ سے ہوئی۔ہونہار و ہوشیار لڑکے کے بشرہ سے آثار ذہانت وذکاوت ٹپک رہی تھی۔نابغہ سے یہ دیکھ کر رہا نہ گیا۔اس نے پوچھا اے صاحب زادے کیا شعر بھی کہتے ہو؟ آپ نے جواب دیا ہاں اور اپنی نظم"الم ترجع على الدمن الخوالي "سنادی۔نابغہ نے کہا۔تم تو بنی عامر کے سب سے بڑے شاعر ہوئے، کچھ اور سناؤ، تو لبید نے اپنی دوسری نظم"لخوله في الرسيس قديم "سنائی تو نابغہ پھڑک گیا اور بولا۔تم تو قبیلہ قیس کے تمام شاعروں سے بڑھ گئے۔یہاں یہ بات ذہین نشین رہے کہ قبیلہ قیس میں تیس عدد نامور شعراء گزرے ہیں، جن پر آپ کو فوقیت دی گئی ہے۔

پھر آپ کو توفیق ایزدی حاصل ہوئی اور آپ اپنی قوم بنی جعفر کے ہمراہ بارگاہ رسالت ؐ میں حاضر ہوئے۔ اسلام لانے کے بعد آپ نے شاعری چھوڑ دی تھی۔آپ کہتے تھے۔"انی ترکت الشعر منذ قرأت القرآن" (٣١٠)اور لوگ کہتے تھے۔"لانّه اسلم و حسن اسلامه و جمع القرآن و ترک قول الشعر "(٣١١) آپ حالت اسلام میں پچپن برس حیات رہے اور اس سے زیادہ عرصہ آپ نے زمانۂ جاہلیت میں شاعری کی۔آپ عہد فاروقیؓ میں کوفہ چلے گئے اور وہیں آپ کا وصال خلافت امیر معاویہؓ میں بعمر ۱۴۷ برس ہوا۔آپ نے نوے سال جاہلیت میں گزارے۔(٣١٢)

زمانۂ جاہلیت میں بھی آپ کا کلام خرافات سے پاک تھا۔آپ نے زمانۂ اسلام ہی نہیں بلکہ زمانۂ جاہلیت میں بھی بزرگ و امین کی حیثیت سے زندگی گزاری۔"لبيد بن ربيعة العامرى الشاعر كان شريفاً فى الجاهلية و الاسلام " (٣١٣)صاحب جمھرۃ کے بقول" وكان لبيد جواداً شريفاً فى الجاهلية و الاسـلام "(٣١٤) آپ نے فیاضی، شہ سواری، مہمان نوازی، قدرتی مناظر اور مے خواری کو موضوع بنایا۔ آپ کا کلام نہایت پاکیزہ وزوردار اور شجاعت وسخاوت سے پر ہے۔حکمت واخلاق کی تعلیم بھی آپ کے کلام میں پائی جاتی ہے۔محاکاۃ میں آپ کو خاص قدرت حاص تھی۔آپ کے کلام میں توحید باری، حیات اخروی، فلسفۂ حیات وممات، دنیا کی بے ثباتی پر بھی اشعار پائے جاتے ہیں۔اسلام لانے سے متعلق بحر بسیط میں کہا گیا آپ کا یہ شعر مستند دلیل ہے۔

الحمد لله اذلم ياتنى اجلى حتى لبست من الاسلام سربالا (٣١٥)

ترجمہ:(۱) خدا کا شکر ہے کہ اس نے جب تک مجھے اسلام کی قمیص نہیں پہنادی، مجھے موت نہیں آئی۔

(۲) ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بحر کامل میں کہا گیا یہ شعر پڑھا۔

ذهب الذی یعاش فی اکنافهم   وبقیت فی خلف کجلد الاجرب (۳۱۶)

ترجمہ(۱) وہ لوگ گزر گئے جن کے ظلِ حمایت میں آرام سے زندگی بسر کی جاتی تھی۔اب میں ان کے جانشینوں میں خارش زدہ (نااہل و ناکارہ) لوگوں کے مابین ہوں۔

(۲) پھر ام المومنینؓ نے فرمایا۔ ''اللہ لبید پر رحم کرے، اگر وہ ہمارا زمانہ پاتے، تو نہ معلوم کیا کہتے۔'' رحم اللہ لبیدا ما اشعرہ فی قولہٗ'' (۳۱۷)

حضور نبی کریمؐ ان کا یہ شعر ''الا کل شئی ماخل الله باطل'' (۳۱۸) پڑھا کرتے تھے۔لبید کے اس شعر کے بارے میں آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ ''اصدق کلمة قالها الشاعر، کلمة لبید.'' (۳۱۹)

لبید کی طرح ان کی بیٹی بھی بہت عمدہ شاعرہ تھی۔آپ نے ولید بن عتبہ بن عقبہ بن ابی معیط ، حاکم کوفہ کے بحر وافر میں کہے گئے اشعار (۳۲۰) کا جواب بھی اسی بیٹی سے بہ زبان شعر لکھوا کر بھجوایا تھا۔ جو اسی بحر میں کہا گیا تھا۔ (۳۲۱) کیوں کہ آپ نے شعر کہنا چھوڑ دیا تھا اور دن رات قرآن کریم کی تلاوت کو اپنا وظیفہ بنا لیا تھا۔

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے آپ سے فرمائش کی کہ کوئی شعر سناؤ، تو آپ نے جواب دیا۔ ''ما کنت لا اقول شعراً بعد ان علمنی الله البقرة وآل عمران فزاده عمرؓ فی اعطائه خمسمائة کان الفین.'' (۳۲۲)

حضرت لبیدؓ وفد قیس کے ہمراہ بارگاہ بے کس پناہؐ میں حاضر ہوئے اور قحط و افلاس سے نبرد آزما لوگوں کی طرف سے یہ نعتیہ استغاثہ بارگاہ رسالتؐ میں پیش کیا۔

اتینا یا خیر البریة کلها   لترحمنا مما لقینا من الازل

اتیناک و العذرا تدمی لبانها (ا)   وقد ذهلت ام الصبی عن الطفل (ب)

فان تدعوا بالسقیا و بالغوث رسل   السماء ولامر یبقی علی الاصل (ج)

والقی تکنیه الشجاع استکانه   من الجوع صمتاً لایمر ولایحلی (۳۲۳)

(الف) علامہ نبہانی نے یہ مصرع یوں درج کیا ہے ''اتینا والعذرا یدمی لسانها'' (المجموعۃ النبہانیہ، ص ۲۵)

(ب) امام نبہانی نے بحوالہ مواہب اللدنیہ، انس بن مالکؓ اور بیہقی کی روایت سے یہ شعر ایک اعرابی کا بتایا ہے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۴۵۵)

(ج) شعر سوم کے مصرع دوم میں الاصل کی جگہ ''العسل'' درج ہے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین، ۵۴۴)

امام نبہانیؒ نے حضرت لبیدؓ کا استغاثہ بالفاظ تغیر یوں نقل کیا ہے۔

اتیناک والعذراء یدمی لبابها   وقد شغلت ام الصبی عن الطفل

والقی بکفیه الفتی لاستکانه   من الجوع ضعفاً مایمر ولا یحلی

ولا شئی مما یاکل الناس عندنا   سوی الخنظل العامی والعلهز الفسل

ولیس لنا الا الیک فرارنا   وابن فرار الناس الا الی الرسل

(المجموعۃ النبہانیہ، ص ۲۵)

مالک بن عامر بن ہانیؓ کا نعتیہ شعر:

حضرت مالک بن عامر بن ہانی بن خفاف الاشعریؓ اپنے اسلام لانے کا تذکرہ اپنے بحرِ متقارب میں کہے گئے نعتیہ شعر میں یوں فرماتے ہیں۔

اتیت النبی علیٰ نابہ　　　فبایعتہ غیر مستنکر (۳۲۴)

ترجمہ: میں حضورؐ کی خدمت اقدس میں ایک طویل مسافت کے بعد حاضر ہوا اور خوشی خوشی آپؐ کے دستِ اقدس پر بیعت کر لی اس بات پر، جس پر آپؐ قائم ہیں۔ اور ہم انکار کرنے والے نہیں ہیں۔

لہ فدعالی بطولی البقا　　　وبالبضع بالطیب الاکبر

آپ ﷺ نے میرے لیے لمبی عمر (حیات طویل) اور اچھے بڑے سرمایہ کی دعا فرمائی۔

وعمرت حتی مللت الحیاۃ　　　ومات لداتی من الاشعر (۳۲۵)

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی دعا میں برکت دی اور میں عمر طویل کا مالک ہوا، لیکن میں اس لمبی زندگی سے عاجز آ چکا ہوں کیوں کہ (میرے قبیلے) قبیلہ اشعر کے، میرے تمام ہم عمر لوگ اس دار فانی سے، مجھے تنہا کر کے، کوچ کر چکے ہیں۔ صاحب اصابہ نے اس کے مزید تین شعر نقل کیے ہیں۔ (۳۲۶)

مجفیہ بن النعمان العتکیؓ کے اشعار نعت:

حضرت مجفیہ بن النعمان العتکیؓ قبیلہ ازد کے معروف شاعر تھے۔ جب فتنہ ارتداد بپا ہوا تو حضرت عمرو بن العاصؓ کو تفکرات نے آ گھیرا، اس وقت حضرت مجفیہؓ نے جناب عمروؓ کو مخاطب کر کے یہ اشعار کہے۔

یا عمرو ان کان النبی محمد　　　قد اتی بہ الامر الذی لایدفع

فقلو بنا قرحی وماء دموعنا　　　جار و اعناق البریہ خضع

یا عمرو ان حیاتہ کوفاتہ　　　فینا و نبصر مایقول و نسمع

فاقم فانک لاتخاف رجوعنا　　　یا عمرو ذاک ھوالاغر الامنع (۳۲۷)

مزرّد بن ضرار الغطفانیؓ کا نعتیہ شعر:

مُزرّد بن ضرارؓ کا نام یزید تھا، مگر عرف مزرّد تھا۔ یہ شماخ کے بھائی تھے۔ آپ کا تعلق قبیلہ انمار سے تھا۔ آپ اپنے ہی قبیلے کی ہجو کیا کرتے تھے۔ آپ حضورؐ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور بحرِ طویل یہ شعر نعت کہا۔

تعلم رسول اللہ لم ارمثلھم　　　اجرّ علی الادنیٰ و احرم للفضل

تعلم رسول اللہ انا کاننا　　　افانا بانمار تعالب ذی غِسل (۳۲۸)

ترجمہ: رسول کریمؐ کی خدمت میں عرض کیجئے کہ میں نے ان کی طرح ادنیٰ پر مہربان اور قطع تعلق کو ناجائز گرداننے والا نہیں ہوں، رسول کریمؐ کو بتا دو کہ ہم نے اتحاد کی مدد سے ذی غسل کی لومڑیوں کو ختم کر دیا ہے۔

محمد بن بشر بن معاویہؓ کی نعت:

عامر بکائی کہتے ہیں کہ سن نو ہجری کو بنو بکاء کا ایک وفد جو معاویہ بن ثور، ان کے بیٹے بشر، فجیع بن عبداللہ اور ایک غلام عمرو پر مشتمل تھا، بارگاہ رسالت ؐ میں آیا۔ حضرت معاویہؓ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ انی اتبرّک بمسّک فامسح وجهه ابنی بشر واعطانی اغتنزا عفرا" (۳۲۹) (یارسول اللہ! میں آپ ؐ کے مس کرنے سے برکت حاصل کرنا چاہتا ہوں، ازراہ کرم میرے بیٹے بشر کے چہرے پر اپنا دست اقدس پھیر دیجئے۔ حضور ؐ نے بشر کے چہرے پر دست مبارک پھیرا اور انہیں خاکستری رنگ کی بکریاں تحفہ میں عطا فرمائیں اور ان بکریوں پر دعائے برکت فرمائی۔ راوی کے بقول بنی بکاء پر اکثر قحط سالی آتی تھی مگر بشر بن معاویہؓ کا گھرانہ اس مصیبت سے محفوظ رہتا تھا۔ بشر کے بیٹے محمد بن بشر بن معاویہؓ نے اس واقعے کو قالب شعر میں ڈھال کر مدح مصطفیٰ بیان کی ہے اور آپ ؐ کے عطایا کا ذکر اور آپ ؐ کے کریمانہ رویّے کی تعریف بزبان نعت یوں کی ہے۔

وابی الذی مسح الرسول براسه

ودعاله بالخیر و البرکات

اعطاهُ احمد اذا اتاه اغنزا

عفرا نواجل لسن باللجبات

یملان وفد الحی کل عشیة

ویعود ذاک الملی بالغدوات

بُورکن من منح وبورک

مانحاُ وعلیه من ماحییت صلاتی (۳۳۰)

ترجمہ: (۱) میرا باپ وہ ہے جس کے سر پر رسول اللہ ؐ نے دست مبارک پھیرا اور اسے خیر و برکات کی دعا دی۔ (۲) جب احمد ؐ کے پاس آیا تو آپ ؐ نے اسے خاکستری بکریاں عطا فرمائیں، عمدہ نسل کی، جن کا دودھ کم نہ تھا۔ (۳) ہر شام قبیلہ میں آنے والے وفد کو برتن بھر کر دودھ دیتی تھیں۔ یونہی صبح کے وقت میں برتن لبالب بھر دیتیں۔ (۴) وہ بابرکت عطیہ ہے اور دینے والا بھی بابرکت ہے۔ جب تک میں زندہ رہوں، نبی کریم ؐ کی ذات پر میرا درود و سلام ہو۔

معاویہ بن ربیعہ الجرمیؓ کا نعتیہ شعر:

حضرت معاویہ بن ابی ربیعہ الجرمیؓ نے سرکار ؐ کی شان میں یہ نعتیہ شعر کہے۔

وانی أخو جرم کما قد علمتم اذا اجمعت عند النبی المجامع

فان انتم لم تقنعوا بقضائه فانی بما قال النبی لقانع (۳۳۱)

ترجمہ: (۱) اور میں "جرم" کا بھائی ہوں جیسا کہ تم جانتے ہو جب بھی نبی کریم ﷺ کے پاس جمع ہوتے ہیں (۲) اگر تم نبی کریم ﷺ کے فیصلے سے مطمئن نہیں، (تو نہ ہوں) میں تو آپؐ نے جو کچھ فرمایا، اس پر بہت مطمئن ہوں۔

حضرت معاویہ بن حکمؓ السلمیؓ کے نعتیہ اشعار:

بغوی معجم میں اور ابن سکن اور ابونعیم معاویہ بن الحکمؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا۔ ہم رسول اللہؐ کے ہم رکاب تھے۔ میرے بھائی علی بن حکم نے اپنے گھوڑے کو خندق پر سے چھلانگ لگوائی، مگر وہ کود نہ سکا، تو خندق کی دیوار سے ان کی پنڈلی کچل گئی۔ ہم ان کو گھوڑے پر اٹھا کر نبی کریمؐ کی خدمت اقدس میں لائے، نبی کریمؐ نے ان کی پنڈلی پر اپنا دست مبارک پھیرا تو وہ گھوڑے سے اترنے سے پہلے ہی اچھے ہوگئے۔ حضورؐ کے دستِ شفائی کی مدح کرتے ہوئے معاویہ بن حکم نے واقعے کو بحر وافر میں کہے گئے اپنے قصیدے میں یوں بیان کیا ہے۔

وانـزاهـا عـلـى وهـى تهوى	هـوىّ الـدلـو متـرعة بسـدل
صـفـوف الـخـنـدقين فـارهـقتـه	هـويـه مـظـلـم الـحـالـين عبـل
فـعـصـب رجـلـه فـسـمـاعليها	سـمـو الـصـقـر صـادف يوم ظـل
فـقـال مـحـمـد صـل عـلـيـه	مـلـيـك الـنـاس هـذا خير فـعـل
فـعـالـك فـاسـتـمـر بها سويـه	وكـانـت بـعـد ذاك اصـح رجل (۳۳۲)

ترجمہ: (۱) علی نے گھوڑے کو کدایا تو وہ اس طرح گرا، جیسے بھرا ہوا ڈول گرتا ہے۔ (۲) اس نے گھوڑے کو دو خندقوں پر کدایا جس نے انہیں ظلمتوں میں لپٹے ہوئے گڑھے میں خون آلود کر دیا۔ (۳) آپؐ نے اس (علی بن حکمؓ) کے پاؤں کو پٹی باندھی تو وہ گھوڑے پر یوں چڑھا جیسے ابر آلود دن میں باز بلندی کی طرف اٹھتا ہے۔ (۴) اس پر نبی کریم محمد رسول اللہؐ، جو کہ لوگوں کے تاج دار ہیں، نے فرمایا۔ یہ تو بہت اچھا فعل ہے، تم اپنے اس حسن عمل پر کار بند رہو۔ (۵) اور اس کے بعد، ان کا یہ پاؤں دوسرے پاؤں سے زیادہ صحیح، باقوت اور مضبوط ہو گیا۔

نابغہ جعدیؓ کے اشعار نعت:

حضرت نابغہ قیس بن عبداللہ الجعدیؓ کی کنیت ابولیلیٰ تھی۔ آپ کے نام کے بارے میں اختلاف ہے کہ قیس بن عبداللہ، عبداللہ بن قیس، حبان بن قیس (۳۳۳) علامہ کلبی کہتے ہیں۔ وہ قیس بن عبداللہ بن عدس بن ربیعہ ہیں (۳۳۴) آپ نابغہ جعدی کے نام سے معروف ہیں۔

حضرت نابغہ جعدیؓ بڑے زبردست شاعر تھے۔ آپ کا شمار اسلام و جاہلیت کے معمر (بزرگ) شعراء میں ہوتا ہے۔ "الشاعر المشهور العمر" (۳۳۵) آپ نے عہد جاہلیت اور عہد اسلام، دونوں میں اشعار کہنے

کا طویل زمانہ پایا۔ زمانۂ جاہلیت میں آپ نے اچانک شعر کہنا موقوف کر دیا تھا اور تیس سال تک خاموش رہے، لیکن پھر اچانک شعر کہنا شروع کر دیا اور پھر عہد اسلام میں بھی خوب شعر کہے۔ آپ نے طویل عمر پائی۔ آپ عمر میں نابغہ ذبیانی سے بڑے تھے۔ آپ زمانۂ جاہلیت میں دین ابراہیم (دین حنیف) (ا) کے پیروکار تھے۔ آپ باقاعدگی سے روزے رکھتے اور اللہ رب العزت کی بارگاہ میں اپنی کوتاہیوں کی معافی طلب کرتے تھے علامہ ابن حجر لکھتے ہیں "قال ابو عبیده معمر بن المثنیٰ، کان النابغة ممن فکر فی الجاهلیة و انکر الخمر و السکر و هجر الازلام و اجتنب الاوثان و ذکر دین ابراهیم "(٣٣٦) (ابوعبیدہ معمر بن المثنیٰ کہتے ہیں کہ نابغہ جعدی کو زمانۂ جاہلیت کی خرافات سے کوئی شغف و تعلق نہ تھا۔ آپ شراب ونشہ، بت پرستی وجواء اور گناہوں سے مجتنب رہے۔ آپ حضرت ابراہیم کے دین پر کاربند تھے)

اس سلسلے میں بحر سرح میں کہا گیا آپ کا یہ شعر اس بات کا بھرپور عکاس ہے۔

الحمد للہ لا شریک لہ　　من لم یقلها فنفسه ظلماً (٣٣٧)

ترجمہ: تمام اوصاف کا سزاوار وہ خدائے بزرگ و برتر ہے، جس کا کوئی شریک نہیں اور جو شخص اس کا قائل نہیں ہے، اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے۔

یہ شعر، دور جاہلیت میں کہے گئے آپ کے اس قصیدۂ "میمیہ" کا مطلع ہے جس میں آپ نے نظریات اسلامیہ کو اجاگر کیا ہے۔ اللہ کی وحدانیت، جزاوسزا، جنت و دوزخ اور عمل و بعثت کا اعتراف ہے۔ نابغہ کی صداقت جوئی، حق گوئی، صدق بیانی اور نیک عملی کا نتیجہ یہ نکلا کہ ۹ھ میں آپ اپنی قوم کے ہمراہ مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے اور سرکارِ عالی مقامؐ کے دست اقدس پر اسلام قبول کیا۔ پھر آپ نے مشہور قصیدۂ رائیہ سرکار کی بارگاہ میں پیش کیا، جو علامہ ابن عبدالبر کے قول کے مطابق دوصد اشعار پر مشتمل ہے۔ یہ تمام کے تمام اشعار بارگاہِ رسالت مآب میں گوش گزار ہوئے۔ "قال ابن البر قصیدة النابغة مطولة نحو مائتی بیت" (٣٣٨)

اس قصیدے کا ایک نعتیہ شعر یہ ہے۔

اتیت رسو ل الله اذ جاء بالهدیٰ　　و یتلو کتاباً کالمجرة نیّرا (٣٣٩)

ترجمہ: میں رسول کریم کے پاس اس وقت آیا جب آپؐ ہدایت لے کر آئے اور آپؐ ایک کتاب پڑھ رہے تھے، جو کہکشاں کی طرح روشن تھی۔

حضرت یعلی بن الاشدق کہتے ہیں کہ میں نے سنا، نابغہ جعدی نے حضورؐ کی بارگاہ میں یہ شعر نعت پڑھا۔

بلغنا السماء مجد نا وجد ودنا　　وانا لنرجوا فوق ذلک مظهرا (٣٤٠)

ترجمہ: یارسول اللہ! آپؐ کے سبب ہماری عزت اور حرمت آسمان تک پہنچی ہوئی ہے۔ اب ہم اس سے بھی بڑھ کر ایک اور مقام کے آرزومند ہے۔

(ا) اسلام سے قریب ترین۔

آپؐ نے یہ شعر اور نابغہ کے ارفع و پاکیزہ خیالات کو سماعت فرمایا اور یوں ارشاد فرمایا۔ ''ابن المظهر ایا ابا لیلیٰ۔'' تو نابغہ نے کہا۔ ''الجنة'' پھر حضورؐ نے فرمایا۔ ''اجل، ان شاء الله تعالیٰ'' (۳۴۱)

حضرت نابغہؓ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے حضورؐ کے سامنے یہ شعر نعت پڑھے۔

ولا خیر فی حلم اذا لم یکن له ۔۔۔ بوادر تحمی صفوه ان یکدرا

ولا خیر فی جهل اذا لم یکن له ۔۔۔ حلیم اذا ما اورد الامر اصدرا (۳۴۲)

ترجمہ: (۱) کوئی خیر نہیں اس بردباری میں جب تک کہ کچھ ایسے تحفظات (تلواریں) نہ ہوں، جو اس حلم کی پاکیزگی اور اس کے زلال و جوہر کو مکدر ہونے سے محفوظ رکھیں۔ (۲) اور ایسے جہل میں کوئی بھلائی نہیں جس کا سابقہ کسی ایسے حلیم و بردبار سے نہ پڑا ہو کہ جب وہ اپنی جہالت کے ذریعے سے کوئی شر و فساد پھیلائے اور کوئی غلط بات کہے تو وہ حلیم اس کا رخ پھیر دے۔

ابوزید قرشی نے اس نعتیہ قصیدۂ رائیہ کے چھہتر اشعار نقل کئے ہیں۔ (۳۴۳) صاحب استیعاب نے اس قصیدہ کے چوبیس اشعار نقل کئے ہیں۔ (۳۴۴) یہ شعر سن کر حضور نبی کریمؐ نے فرمایا۔ ''صدقت لا یفضض الله فاک'' (۳۴۵) (خدا تمہارا منہ کبھی کمزور نہ کرے) صاحب اسد الغابہ (۳۴۶) اور صاحب استیعاب (۳۴۷) نے ''اجدت'' لکھا ہے۔

اس دعا کا اثر یہ ہوا کہ نابغہؓ کے سامنے کے دانت، جو پہلے ہی بہت خوب صورت تھے، مزید اشکل ہوگئے۔ اور ایک نور کی طرح روشن ہوگئے۔ حضرت نابغہؓ کی عمر سو سال اور ایک قول کے مطابق ایک سو بیس سال ہوئی، مگر آپ کا کوئی دانت نہیں ٹوٹا۔ صاحب اصابہ لکھتے ہیں۔ '' کان النابغة قدیماً شاعراً مغلقاً طویل العمر فی الجاهلیة والاسلام'' (۳۴۸) اور صاحب استیعاب لکھتے ہیں۔ ''وکان قدیماً شاعراً طویل البقافی الجاهلیة و السلام'' (۳۴۹) آپ کے دانتوں کی آب داری و تاب داری کا ذکر کرتے ہوئے صاحب اصابہ لکھتے ہیں۔ ''فبقی عمرة احسن الناس ثغراً کلما سقطت سن عادت اخریٰ و کان معمراً'' (۳۵۰) اور صاحب استیعاب لکھتے ہیں۔ '' وکان من احسن الناس ثغراً وکان اذا سقطت له سن نبتت اخریٰ'' (۳۵۱)

بعد از اسلام حضرت نابغہؓ کی شاعری میں ایک انقلاب برپا ہوا اور ایک نہایت متاثر کن تبدیلی رونما ہوئی۔ اس میں نعتیہ شاعری کا اضافہ ہوا اور جاذبیت و شیرینی اور فرحت و شادمانی نے راہ پائی۔ الفاظ و امثال میں زور اور خوش نمائی پیدا ہوئی اور الفاظ و امثال قرآن سے تزئین و تدوین اشعار ہوئی۔ ہجو کی راہ مسدود ہوئی اور آپ کے اشعار اسلامی اثرات و انعکاس، معاشرت و ثقافت اور نعتیہ رواج کی اعلیٰ نمونہ قرار پائے۔ مخالف سے ٹکرائے تو ہجو یہ کلام کو بام عروج تک پہنچا دیا اور جب نعت کی طرف آئے تو عشق رسولؐ میں خود ہی ڈوب گئے اور اپنے تخیلات شعری کا محض رنگ ڈھنگ ہی نہیں بلکہ خود کو ہی بدل کر رکھ دیا۔ آپ کی اسلامی شاعری کے بارے میں کہا

گیا۔"ھو من ھذہ الناجیۃ من خیر الامثلۃ علی الاثر الا سلام فی شعر المخضر مین و مدی ھذا الاثر." (۳۵۲) ابن قتیبہ کے بقول آپ ابن زبیر کے زمانے میں اصفہان میں مرحوم ہوئے اور ابونعیم نے بھی تاریخ اصبہان میں ایسا ہی لکھا ہے۔ (۳۵۳)

النمر بن تولب العکلیؓ کے رجزیہ اشعار:

حضرت النمر بن تولب العکلیؓ (ا) شعرائے مخضر مین میں سے ہیں۔ آپ نہایت فصیح و بلیغ شاعر تھے۔ ایک وفد کے ہمراہ نبی کریمؐ کی بارگاہ میں آئے، اسلام قبول کیا اور آپ کو مخاطب کر کے، آپ کی مدح میں یہ رجزیہ اشعار کہے۔

انا اتیناک وقد طال السفر　　نقود خیلاً ضُمّراً فیھا ضرر

نطعمھا اللّحم اذا غرالشجر　　والخیل فی اطعامھا اللّحم عسر

اس کے بعد یہ رجز پڑھا۔

یاقوم انی رجل عندی خبر　　اللہ من آیاتہ ھذا القمر

والشمس و الشعری و آیات اخر (۳۵۴)

ترجمہ: (ا) اے نبی پاک! ہم آپؐ کی خدمت اقدس میں بڑا لمبا سفر طے کر کے حاضر ہوئے ہیں۔ آپؐ ہمیں گوشت کھلایئے، جب درختوں کے پتے جھڑ جائیں۔

(۲) میں اپنی قوم میں وہ آدمی ہوں کہ مجھے علم ہے کہ یہ چاند، سورج، شعری اور اسی طرح کی فطرت کے دیگر تمام کرشمے اور حسن سازیاں اللہ رب ذوالجلال کی آیات (نشانیاں) ہیں۔

ایک اعرابی کا نعتیہ استغاثہ بارگاہ رسالتؐ میں:

بیہقی و ابن عساکر حضرت انس بن مالکؓ سے راوی کہ ایک اعرابی دربار رسالت مآبؐ میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ! ہم آپؐ کی بارگاہ میں اس حال میں آئے ہیں کہ فاقہ کشی کی وجہ سے ہمارے بچوں کی آوازیں نہیں نکلتیں اور نہ ہمارے اونٹوں میں حرکت کرنے کی سکت ہے، پھر اس نے یہ شعر پڑھے۔

اتیناک و العذراء یدمی لسانھا　　وقد شغلت ام الصبیی عن الطفل

والقی بکفیہ الفتی لاستکانۃ　　من الجوع ضعفاً مایمرو لایحلی

ولاشیء ممایاکل الناس عندنا　　سوی الحنظل القانی والعلھز الغسل

ولیس لنا الا الیک فرار　　واین فرار الناس الاالی الرسل (۳۵۵)

(الف) عوف بن وائل کے بیٹوں کو عکل کہتے ہیں، کیوں کہ جس لونڈی نے ان کی پرورش کی تھی، اس کا نام عکل تھا۔ اس لیے سارا خاندان اس نام پر مشہور ہو گیا۔

ترجمہ: (۱) یارسول اللہ! ہم آپ کی خدمت میں اس حال میں حاضر ہوئے کہ کنواری لڑکیوں کے سوڑھوں (بروایت لبان سینوں) کے پھٹ جانے کی وجہ سے خون جاری ہے اور مائیں اپنے بچوں کو بھول گئی ہیں۔ (۲) اور نوجوان بوجہ گرسنگی (بھوک کے) کمزور ہو کر گر پڑتے ہیں اور ان کے منہ سے تلخ و شیریں بات نہیں نکلتی۔ (۳) اور سوائے اندرائن اور ردی اشیاء کے ہمارے پاس کھانے کو کچھ نہیں ہے۔ (۷) اس مصیبت میں ہم سوائے آپ کی بارگاہ کے کہاں بھاگ کر جائیں اور لوگوں کے لیے رسولوں کی بارگاہ کے علاوہ جائے فرار ہے ہی کہاں؟

اردو نسخہ میں یہ اضافی شعر بھی درج ہے۔

والـلـه يـعـصـمـك مـن الـنـاس

مـن يـمـنـعـك مـنـي يـا مـحـمـد (۳۵۶)

اعرابی کی فریاد فریاد سن کر حضورؐ نے باران رحمت کی دعا فرمائی اور لوگ سیراب ہو گئے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھئے۔ حجۃ اللہ علی العالمین۔ ص ۴۵۵۔

بنی کنانہ کے ایک شخص کی نعت:

مدینہ شریف میں حضورؐ نے دعائے باران رحمت مانگی تو مدینہ المنورہ کے گلی کوچے، گرد ونواح، وادی و پہاڑ، جل تھل ہو گئے۔ اس موقع پر ابو طالب کا کہا گیا یہ شعر "ابیض یستسقیٰ.......... الخ" دہرایا گیا، تو اس مناسبت سے بنی کنانہ کے ایک شخص نے یہ نعت کریمہ کہی۔

لک الحمد و الحمد ممن شکر ۔۔۔ سقینا بوجه النبی المطر

دعا اللـه خالقـه دعوة ۔۔۔ الیه و اشخص منه البصر

فلم یک الا کما ساعة ۔۔۔ واسرع حتی رأینا الدرر

دقاق العز الی کثیر البعاق ۔۔۔ اغاث به اللـه علیا مضر

فکان کما قاله عمه ۔۔۔ ابو طالب ذاروءِ اغر

فمن یشکر اللـه یلقی المزید ۔۔۔ ومن یکفر اللـه یلقی الغرر (۳۵۷)

ترجمہ: (۱) اے پروردگار! تیری حمد ہے۔ ہر شکر گزار کی طرف سے تعریف وثناء ہے، تو نے ہمیں نبی اکرمؐ کے چہرۂ اقدس کے صدقے میں بارش سے سیراب کیا۔ (۲) حضورؐ نے اپنے خالق کو پکارا اور اس کی طرف توجہ کی۔ (۳) تو لحہ بھر میں، ہم نے دیکھا کہ بارش کے قطرے گر رہے ہیں۔ (۴) گویا مشک کا دہانہ کھل گیا ہو اور جگہ جگہ سے اس میں شگاف پڑ گیا ہو۔ اللہ نے اس بارش کے ذریعے مضر کے بالائی علاقوں کی امداد کی۔ (۵) یہ واقعہ اس طرح رونما ہوا جیسے آپؐ کے چچا ابو طالب نے کہا تھا کہ "حضورؐ روشن چہرے والے اور سیراب کرنے والے ہیں۔" (۶) پس جو شخص اللہ کا شکر بجالاتا ہے، اللہ اسے مزید عطا کرتا ہے، اور جو ناشکری کرتا ہے اللہ اسے خسارے میں ڈالتا ہے۔

نبی کریمؐ نے یہ اشعار سن کر فرمایا...... ان یکن شاعر احسن فقد احسنت" (۳۵۸) (اگر شعراء کی زبان پر عمدہ کلام آسکتا ہے تو فی الواقع تم نے بہت اچھا کلام کہا ہے۔"

☆......☆......☆

باب چہارم:
فصل پنجم:

خلفائے راشدین کی نعتیہ شاعری

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے نعتیہ اشعار (۱۳ھ المواقف ۶۳۴ء):

خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ کو شاعری سے خاص تعلق تھا جو کہ عہد اسلام میں بھی برقرار رہا۔ آپ کو دیگر شعراء کے سیکڑوں اشعار ازبر تھے۔ حضور نبی کریمؐ آپ کے اس وصف سے بخوبی واقف تھے، یہی وجہ تھی کہ حضورؐ آپؓ سے شعر کی فنی ولسانی اور اس کے تاریخی حقائق کے صحیح ہونے کی تصدیق طلب فرمایا کرتے تھے۔ حضرت صدیق اکبر کو مع اسمائے شاعر، اشعار نہ صرف حفظ تھے بلکہ آپ ان کے تاریخی حوالوں اور ثقافتی پس منظر سے بھی مکمل جان کاری و آ گاہی رکھتے تھے۔ آپ فن شعر و ادب میں بھی ''صدیق رسولؐ'' ثابت ہوئے۔ آپ فنا فی الرسول، جانشین مصطفےؐ، مصدق رسالتؐ اور راز دار نبی تھے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ بہت عمدہ شاعر تھے۔ آپ نے حضورؐ کے عشق میں نہایت عمدہ اشعار رقم کئے۔ آپ فن شاعری کی تمام باریکیوں سے مکمل طور پر واقف تھے۔ حضورؐ کی شان میں کہا گیا آپ کا ایک نعتیہ شعر یوں ہے۔

عن انس ابن مالک قال کان ابو بکر صدیقؓ اذا رائی النبی ﷺ یقول:

آمین مصطفیٰ بالخیر یدعوا کضوء البدر زایلۃ الظلام (۳۵۹)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ حضور ابوبکر صدیقؓ جب بھی حضور نبی کریم کو دیکھتے، تو یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔
(حضورؐ امانت دار، چنے ہوئے اور خیر و بھلائی کی طرف بلانے والے ہیں اور آپ کی شکل چودھویں کے چاند کی روشنی کی مانند ہیں، کیوں کہ چاند کی روشنی اندھیروں کو مٹا کر رکھ دیتی ہے)

حضرت صدیق اکبرؓ، حضرت نبی کریمؐ کے چہرۂ اقدس کی تعریف میں ہمیشہ یہ بات فرمایا کرتے تھے کہ ''حضور نبی کریمؐ کا چہرۂ انور چاند کا گول ٹکیہ کی طرح ہے، یہی وجہ تھی کہ آپ جب بھی حضور نبی کریمؐ کے چہرۂ انور کا دیدار فرماتے تو مذکورہ بالا شعر پڑھتے۔ یہ آپ کی حضورؐ سے شدید محبت اور عشق محبوب کی علامت تھی۔

حضرت صدیق اکبرؓ، سراقہ بن مالکؓ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس واقعے کے عینی شاہد ہیں، جب ہجرت مدینہ کے وقت سراقہ نے حضورؐ کا تعاقب کیا اور اس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا، پھر اس نے معذرت کی اور جو مکالمہ اس وقت نبی صادقؐ اور سراقہ کے مابین ہوا اور جو معجزات سرکارؐ رونما ہوئے۔ آپ نے اسے بڑی تفصیل و تنظیم کے ساتھ منظوم شکل میں پیش کیا ہے۔ چوں کہ آپ اس واقعے کے واحد عینی شاہد ہیں۔ اس حوالے

سے کہے گئے، آپ کے یہ نعتیہ اشعار اولین درجہ رکھتے ہیں، گوکہ سراقہ نے بھی ابوجہل کو مخاطب کر کے چند اشعار کہے ہیں، لیکن جو بات صدیق اکبر، افضل البشرؓ مابعد خیر البشرؐ کی، وہ بات کسی اور کی کہاں؟ یہی وجہ ہے کہ آج تک اس موضوع پر کسی نے اور ایسے تفصیلی اشعار نہیں کہے۔ یہ اعزاز محض صدیق اکبرؓ کو حاصل ہے کیوں کہ آپ ہی یارِ غار ہیں۔ اس موقع پر کہے گئے اشعار نعت ملاحظہ ہوں۔

وقال النبی ولم یزل یوقرنی	ونحن فی سدف من ظلمة الغار
لا تخشی شیئا فان الله ثالثنا	وقد توکل لی منه باظهار
وانما کید من تخشی بوادره	کید الشیطین کادته لکفار
والله مهلکهم طرا بما کسبوا	وجاعل المنتهی منهم الی النار
وانت مرتحل عنهم وتارکهم	اما غدوا واما مدلج سار
وهاجر ارضهم حتی یکون لنا	قوم علیهم ذووا عز و انصار
حتیٰ اذا اللیل و ارتنا جوانبه	وسد من دون من تخشی باستار
سار الاریقط یهدینا واینقه	ینعبن بالقوم تعباتحت اکوار
یعسفن عرض الثنایا بعد اطولها	وکل سهب رقاق الترب موار
حتی اذا قد انجدن عارضها	من مدلج فارس فی منصب وار
یردی به مشرف الاقطار محترم	کالسید ذی اللبدة المستاسد الضاری
فقال کروا فقلت ان کرتنا	من دونهالک نصر الخالق الباری
ان یخسف الأرض بالأحوی وفارسه	فانظر الی اربع فی الارض غوار
فهیل المارائی ان ارساع مغربه	قد سخن فی الارض لم یحفر بمحفار
فقال هل لکم ان تطلقوا فرسی	تاخذون موثقی فی نصح اسرار
وأصرف الحی عنکم ان لقیتهم	وان اغور منهم عین غوار
فادعوا الذی هو عنکم کف عورتنا	یطلق جوادی و أنتم خیر ابرار
فقال قولا رسول الله مبتهلاً	یا رب ان کان منه غیر اخفار
فنجه سالما من شر دعوتنا	و مهره مطلقا من کلم آثار
فاظهر الله اذ یدعو حوافره	وفاز فرسه من هول أخطار (۳۶۰)

ترجمہ:(۱) نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اور آپؐ ہمیشہ میری عزت فرماتے تھے، اور ہم غار کی تاریکی میں تھے۔(۲) تم کسی چیز سے نہ ڈرو، بے شک اللہ ہمارا تیسرا ہے اور وہ ہی ہمارا وکیل ہے۔(۳) اور بے شک ان لوگوں کا مکروفریب جن کے حملوں سے ڈراجاتا ہے۔وہ شیطانوں کے حیلے اور مکر ہیں جو کافروں کے لیے کئے جاتے ہیں۔(۴) اللہ تعالیٰ ان تمام کو اپنے اعمال کے سبب ہلاک کرنے والا ہے اور ان کا انجام آگ بنانے والے ہیں۔(۵) اور آپؐ ان کو چھوڑنے والے اور ان سے جانے والے ہیں، صبح کے وقت یا رات کے وقت چلنے والے ہیں۔(۶) اور آپؐ ان کی زمین سے ہجرت کرنے والے ہیں، یہاں تک کہ ان کے مقابلے ہمارے لئے ایک ایسی قوم ہوگی جو عزت والی اور مدد کرنے والی ہوگی۔(۷) یہاں تک کہ جب رات نے ہم کو چھپایا، اور جن سے ہم ڈرتے تھے، رات نے ان کے درمیان اور ہمارے درمیان پردے لٹکائے۔(۸) اریقط ہمیں راستہ دکھاتے تھے، اور اس کی اونٹنیاں پالان کے نیچے گردنیں لمبی کرتی ہوئی چل رہی تھیں۔(۹) لمبے لمبے پہاڑوں میں چلنے کے بعد چوڑے چوڑے پہاڑوں اور تمام باریک مٹی والے بیابانوں مین چلتی تھیں۔(۱۰) یہاں تک کہ وہ اونٹنیاں نجد کے علاقے میں چل رہی تھیں، کہ تاریکی میں چلنے والا ایک سوار نمودار ہوا۔(۱۱) وہ گھوڑا بلند مقامات پر دور دور قدم رکھتا ہوا دوڑتا تھا، اور وہ سوار شیر کی طرح آیال رکھنے والے، اور درندہ کی مانند سردار کی طرح تھا۔(۱۲) تو اس نے کہا کہ حملہ کرو، تو میں نے کہا ہمارا اس پر حملہ کرنا آپ کے لیے خالق وباری کی طرف سے مدد ہے۔(۱۳) ایک آواز کے ساتھ اس کا گھوڑا اور سوار زمین کے اندر دھنس گئے، دیکھو اس کی چاروں ٹانگیں زمین کے اندر دھنس گئی ہیں۔(۱۴) پس وہ گھبرا گیا کہ جب اس نے اپنے گھوڑے کی ٹانگیں زمین میں دھنسی ہوئی دیکھیں اور زمین میں سخت ہو گئی تھیں، اور کسی کدال کے ذریعے نہیں نکالی جا سکتی تھیں۔(۱۵) تو اس سوار نے کہا کہ کیا آپ کو رغبت ہے، کہ میرے گھوڑے کو چھڑالیں، اور اس کے بدلے میں خیر خواہی کا پکا عہد مجھ سے لے لیں؟(۱۶) اور آپ کی طرف آنے والے قبائل کو پھیر دوں، اگر میں ان سے مل لوں، اور ان (میں سے حملہ کرنے والے) کی آنکھیں پھوڑ دوں۔(۱۷) پس آپؐ اس ذات سے دعا کیجئے، جس نے آپؐ سے ہمارے حملہ کو روکا ہے کہ وہ میرے گھوڑے کو آزاد کردے اور آپ بہترین لوگ ہیں۔(۱۸) پس رسول اللہ ﷺ نے خوش ہو کر دعا فرمائی کہ اے رب! اگر اس کی طرف سے بے وفائی نہ ہو۔(۱۹) تو اس کو ہماری بد دعا سے صحیح وسالم طور پر نجات دے اور اس کے گھوڑے کو بھی زخمی ہونے سے آزاد فرما۔(۲۰) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرماتے تھے، تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے اس کے کھر ظاہر فرمائے، اور اس کا گھوڑا خطروں کے خوف سے نجات پانے میں کامیاب ہو گیا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اشعار نعت

خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سریہ عبیدہ بن الحارث کے موقع پر جو اشعار کہے، ابن ہشام نے اس کے پندرہ اشعار نقل کئے ہیں۔(۳۶۱) اس سریہ میں جنگ نہ ہوئی لیکن حضرت سعد بن وقاصؓ نے راہ خدا میں جو پہلا تیر چلایا، وہ اسی غزوہ کا واقعہ ہے۔آپ کے اشعار کے جواب میں اسی ردیف وقافیہ میں عبداللہ بن الزبعری نے جو اشعار کہے، ان کے بارہ اشعار ابن ہشام نے نقل کئے ہیں۔(۳۶۲)۔ان اشعار کے بارے میں ابن ہشام نے لکھا ہے۔"لاترکنافیھا بیتاً واحداً واکثر اھل العلم بالشعر ینکر ھذہ القصیدۃ لابن الزبعری"(۳۶۳)۔

حضرت ابوبکر کے قصیدہ سے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

امن طیف سلمی بالبطائح الدمائث ارقت و امر فی العشیرۃ حادث

تری من لؤی فرقۃ لا یصدھا عن الکفر تذکیرو لابعث باعث

رسول اتاھم صادق فتکذبوا علیہ وقالو: لست فینا بماکث

اذا ما دعو ناھم الی الحق ادبرو و ھرّ واھر یرالمحجرات اللواھث(۳۶۴)

ترجمہ: (۱) کیا تم نرم پتھریلی زمین میں (رہنے والی) سلمی کے خیال سے بے قرار ہو؟ یا رشتہ داروں میں کوئی حادثہ پیش ہوا؟ (۲) تم "لوی" میں ایک فرقہ دیکھو گے جس کو کفر سے نہ وعظ و تذکیر روکتی ہے اور نہ کوئی بھیجا جانے والا پیغمبر۔ (۳) ان کے پاس ایک سچا رسول ﷺ آیا، تو انہوں نے جھٹلایا اور کہا تم ہم میں نہیں ٹھہر سکتے۔ (۴) اور جب ہم نے ان کو حق کا پیغام دیا، حق کی دعوت دی تو لوگوں نے اپنی پیٹھ موڑلی اور کتے کی مانند غرانے لگے۔

اس قصیدے کے بارے میں ابن ہشام کی رائے ہے۔ "واکثر اهل العلم بالشعر ینکر هذه القصیدة لابی بکرؓ" (۳۶۵)

حضرت عمر بن خطابؓ کے نعتیہ اشعار (شہادت ۲۳ھ الموافق ۶۴۴ء)

حضرت عمر بن خطابؓ بہ ملقب الفاروق، بہترین شاعر تھے۔ آپ شعر شناس تھے، شعر فہم تھے، کم کہتے لیکن خوب کہتے۔ آپ کی حضورؐ سے محبت وعقیدت کی جھلک، آپ کے اشعار میں بخوبی دیکھی جا سکتی ہے۔ آپ ادب شناس ہی نہیں بلکہ زبردست نقاد بھی تھے۔ آپ کی اس خوبی کا اعتراف سب ہی نے کیا ہے، جیسا کہ کہا گیا "هویقول الشعر الحسن، کان ناقداً له نظرات عمیقه فی نقد الشعر و تفضیل بعض الشعراء علی بعض۔" (۳۶۶)

علامہ سہیلی فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ ایمان لائے تو انہوں نے یہ اشعار نعت بحضور سرور کونینؐ کہے۔

وقـد یـدانـا فـکـذبـافـقـال لـنـا　　　صـدق الـحـدیـث نـبـی عـنـده الخبر

فـقـلـت اشهـد ان الـلـه خـالقـنـا　　　وان احـمـد فیـنـا الیـوم مشتهـر

ایقـنـت ان الـذی تـدعـوه خالقها　　　فـکـاد تسبـقـنـی مـن عبـر و درر

نبـی صـدق اتـی بـالـحق من ثقة　　　وافی الأمانة مافی عوده خور (۳۶۷)

ترجمہ: (۱) اور بے شک اللہ نے ہم پر نعمتوں کو شروع کیا، لیکن ہم نے تکذیب کی، پھر ہم کو سچ بات کہی، اس نبی نے جس کے پاس خبر ہے۔ (۲) تو میں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہی ہمارا خالق ہے، اور حضرت محمد ﷺ ہم میں آج خوب مشہور ہو گئے ہیں۔ (۳) مجھے یقین ہے کہ جس کو تم پکارتے ہو وہ اس کا خالق ہے، قریب ہے کہ میری آنکھوں سے آنسوؤں کے موتی سبقت کرتے ہوئے جاری ہوں۔ (۴) آپؐ سچے نبی ہیں، اور ایک ثقہ کی طرف سے حق لے کر آئے ہیں، آپؐ امانت کو پورا پورا ادا کرنے والے ہیں، اور اس کے واپس کرنے میں کوئی کمزوری نہیں ہوتی۔

حضرت عمر الفاروقؓ عشرہ مبشرہ میں ہیں۔ آپ نے حضورؐ کی بہت خوب صورت نعتیں بیان کی ہیں۔ آپ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی طرح حضور نبی کریم سے شدید محبت فرماتے تھے اور ابو بکرؓ کے اس قول کے قائل تھے کہ حضورؐ چودھویں رات کو روشن کرنے والے چاند ہیں۔" آپ جب بھی حضورؐ کا دیدار فرماتے تو خلیفۂ اول کی طرح ایک شعر پڑھا کرتے تھے۔

وکان عمر بن الخطابؓ لما رائی النبیؐ یتمثل بھٰذا البیت

لو کنت منی تشنی سوی بشر

کنت المنور لیلۃ البدر (۳۶۸)

ترجمہ:(۱) اگر آپ انسان سے سوا کوئی اور چیز ہوتے،تو چودھویں رات کو روشنی کرنے والے چاند ہوتے۔)

(۲) جب میدان بدر میں کفار کو شکست اور مسلمانوں کو فتح ہوئی تو آپؐ کے جان نثاروں نے خوشی میں اشعار کہے،ان میں حضرت عمرؓ نے بھی آپ کی شان میں یہ اشعار نعت کہے۔

الم تر ان اللہ اظہر دینہ علی کل دین قبل ذالک حائد

واسلبہ من اھل مکہ بعد ما تدعوا الی امر من الغی فاسد

فامسی رسول اللہ قد عزنصرہ وامسی عداۃ من قیل وشارد(۳۶۹)

ترجمہ:(۱) کیا نہیں دیکھا تم نے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو غالب کر دیا،ہر اس دین پر جو اس سے پہلے تھا حق سے پھرا ہوا۔(۲) اور اللہ نے اہل مکہ کو محروم کر دیا حضورؐ سے،جب ان لوگوں نے گمراہی کے خیال فاسد یعنی قتل پر کمر باندھی،پس رسول اللہ کو اللہ کی نصرت نے غلبہ بخشا اور ان کے دشمن مقتول ہوئے اور شکست کھا کے بھاگ گئے۔

حضرت عثمان بن عفانؓ (شہادت ۳۵ھ الموافق ۶۵۶ء)

خلیفۂ سوم حضرت عثمانؓ سے شاعری کا شغف ثابت نہیں،آپ کے کہے گئے چند اشعار جو کہ پند و نصائح پر مشتمل ہیں کہیں کہیں ملتے ہیں۔بصورت دیگر مستند حوالے سے کہیں ثابت نہیں۔اس سلسلے میں ڈاکٹر اسحٰق قریشی لکھتے ہیں۔

''مستند ماخذ آپ کی شعر گوئی کے تذکرے سے خالی ہیں مگر برصغیر میں عبدالستار النور الملتانی نامی کسی شخص نے ''دیوان غنی'' کے نام سے ایک مجموعہ مرتب کیا جس میں آپ کے اور آپ کے بارے میں دیگر صحابہ کرامؓ کے شعر درج ہیں۔۸۴ صفحات کا یہ رسالہ جس پر مولانا محمد عبدالتواب محدث ملتانی کی تقریظ موجود ہے۔حد درجہ مشکوک اور غیر مستند ہے،جس پر اعتماد کا کوئی قرینہ موجود نہیں۔'' (۳۷۰)

علامہ ابن رشیق القیروانی نے کتاب العمدۃ میں اخلاقیات کے بارے میں حضرت عثمانؓ سے دو شعر روایت کئے ہیں۔(۳۷۱) اسی طرح حضورؐ کے وصال پر آپ سے بھی مرثیہ کا ایک شعر منسوب ہے،مگر بروایت ابن سعد،یہ شعر حضرت ابوبکرؓ کا ہے(۱) جو انہوں نے وصال سرکار کے موقع پر پڑھا تھا۔(۳۷۲) علامہ نبہانی نے اپنے ''مجموعہ'' میں مرثیہ کا ایک شعر نقل کیا ہے۔(۳۷۳) علی حسین ادیب رائے پوری نے دو شعر نصائح پر

---

(۱) امام نبہانی نے اپنی تحقیق انیق تصنیف لطیف حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین،ص ۵۰۸ پر اس شعر کو حضرت ابوبکر صدیقؓ کا قرار دیا ہے۔

مشتمل نقل کیے ہیں۔(۳۷۴)

فیا عینی ابکی ولا تسامی — ترجمہ: تو اے میری آنکھ آنسو بہا اور نہ تھک۔
وحق البکاء علی السید(۳۷۵) — اپنے سردارؐ پر آنسو بہانا تو لازم آ چکا۔

حضرت علیؓ کے نعتیہ اشعار:

خلفائے اربعہ میں حضرت علیؓ بن ابی طالب، وہ واحد خلیفۂ راشد ہیں جو صاحب دیوان ہیں۔ آپ صرف میدان کارزار ہی کے شہہ سوار نہ تھے، بلکہ آپ میدان رزم و بزم کے ساتھ ساتھ فن خطابت کے بھی شہہ سوار تھے۔ آپ کی زود بیانی اور زور بیانی کا اعلیٰ شاہ کار آپ کے وہ خطبات ہیں جو آپ نے مختلف مواقع پر دیئے۔ جن سے اہالیان اسلام کے قلوب کو حدت وحدت، آتش عشق رسالت گرمی جہاد اور جذبۂ حیات کو مہمیز ملتی ہے اور عاشقان رسولؐ و بندگان خدا کو آگاہی و شعور دین حاصل ہوتا ہے۔

جہاد و خطبات کے ساتھ ساتھ آپ کے خصائص حسنہ میں فصاحت و بلاغت کا عنصر بھی بھرپور پایا جاتا ہے۔ کلام نثر کی طرح آپ کے کلام منظوم میں بھی حلوت و شیریں اور چاشنی، شوکت الفاظ کے ساتھ سلاست و روانی اور عمدہ و اعلیٰ معانی، شگفتگی و شیفتگی کا بحر ذخار موجزن ہے۔ آپ کے کہے گئے اشعار ضرب المثل ہیں۔

حضرت علیؓ کی نعتیہ شاعری اپنے والد کی طرح عشق رسالتؐ سے عرق ریز اور عطر بیز ہے۔ آپ کے کہے گئے اشعار نعت کے ایک ایک مصرعے سے بوئے رسولؐ پھوٹتی ہے۔ عشق رسالتؐ میں ڈوبے یہ اشعار قاری کی آتش عشق کو مزید ہوا دیتے ہیں۔

آپ کا دیوان، جس میں آپ کی جانب سے بے شمار اشعار منسوب ہیں، بارہا بلاد عرب کے علاوہ ہند و پاک سے بھی زیور طباعت سے آراستہ ہو چکا ہے۔ صاحب سیرۃ ہشام نے آپ کے دیوان میں منسوب اشعار سے اتفاق نہیں کیا ہے اور اسے الحاق دواوین پر محمول کیا ہے مثلاً دیوان علیؓ میں دو شعر حضرت حسانؓ کے درج ہیں، جو کہ دیوان حسان میں موجود ہیں۔ حضرت حسانؓ کو فن شاعری میں حضرت علیؓ کے مقابل بہر صورت اولیت حاصل ہے۔ حضورؐ کے موقع وصال پر بحر کامل میں کہے گئے یہ دو شعر دیوان حسانؓ میں موجود ہیں۔

کنت السواد لناظری — فبکیٰ علیک الناظر
من تساء بعد فلیمت — فعلیک کنت احاذر(۳۷۶)

دیوان علیؓ میں بھی یہ اشعار بعینہ موجود ہیں۔(۳۷۷) ابن ہشام نے اشعار علیؓ کے بارے میں لکھا ہے "لم ار احداً منهم یعر فهما لعلی" (۳۷۸) یہ بات حضرت علی کے ایک رجز پر کہی ہے انہوں نے بھی نقل کیا

ہے۔(۳۷۹) بحر متقارب میں کہے گئے شعر پر مشتمل ایک قصیدۂ فائیہ کے لیے بھی آپ کی یہی رائے ہے۔ (۳۸۰) اسی طرح یوم بدر کے موقع پر بحر طویل میں کہے گئے پندرہ اشعار پر مشتمل قصیدہ کے بارے میں آپ نے کہا۔ "لم ارحداً من اهل العلم بالشعر یعرفها ولا نقیضها" ۳۸۱) امام نبہانی نے بھی اس شعر کو حضرت حسان کا ہی قرار دیا ہے۔(۳۸۲)

ڈاکٹر اسحق قریشی اس بارے میں لکھتے ہیں۔

"دیوان میں شامل اشعار کا جھول اور متکلف انداز داخلی شہادت دے رہا ہے کہ ان میں سے اکثر حضرت علیؓ جیسے فصیح اللسان اور بدیع البیان سے غلط طور پر منسوب ہیں اور کسی اور طالع آزما کی طبع آزمائی کا ثمر ہیں۔"(۳۸۳)

قصیدہ فائیہ کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔ جس میں آپ نے بنونضیر کی جلاوطنی اور کعب بن اشرف کے قتل کا تذکرہ کیا ہے۔

عرفت و من یعتدل یعرف و ایقنت حقا ولم اصدف

ترجمہ: میں نے (حق بات) پہچان لی، اور جو بھی اعتدال پسند ہوگا پہچان لے گا اور میں تو حق پر یقین لے آیا اور میں اس سے اعراض نہ کرسکا۔

عن الکلم المحکم اللاءِ من لدی اللہ ذی الرافۃ الارأف

ترجمہ: ان کلماتِ محکم سے (میں نے پہچان لیا) جو رحمت وشفقت والے خدا کی طرف سے نازل ہوئے۔

رسائل تدرس فی المومنین بھن اصطفی احمد المصطفیٰ

ترجمہ: ایسے رسائل ہیں جو مسلمانوں میں پڑھے اور سیکھے جاتے ہیں انہیں رسائل کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے احمد مصطفیٰؐ کو برگزیدگی عطا کی ہے۔

فاصبح احمد فینا عزیزا عزیز المقامہ والموقف

ترجمہ: اسی لیے ہم میں احمد مصطفیٰؐ بہت زیادہ ہردل عزیز ہوگئے، ان کا مقام اور موقف قابلِ عزت ہیں۔

فیا ایھا الموعد وہ سفاھاً ولم یات جوراً ولم یعنف

ترجمہ: پس اے وہ لوگو جو اپنی حماقت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈراتے دھمکاتے ہو، اگرچہ انہوں نے کوئی ظلم زیادتی یا تشدد کی بات نہیں کی۔

الستم تخافون ادنی العذاب وما آمن اللہ کالا خوف

ترجمہ: کیا تم خدا کے ذلت خیز عذاب سے نہیں ڈرتے؟ جسے اللہ کی طرف سے امان ہو وہ اس شخص جیسا کیوں کر ہوسکتا ہے، جو خوف میں زندگی بسر کررہا ہو۔

وان تصرعوا تحت اسیافہ کمصرع کعب ابی الا شرف

ترجمہ: اور کیا تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ تمہیں کعب بن اشرف کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلواروں کے نیچے پچھاڑ کر قتل کردیا جائے گا۔

غدلة راعى الله طغيانه   واعرض كالجمل الا جنف

ترجمہ: کعب بن اشرف کو اس روز پچھاڑ کر مارا گیا تھا) جس روز اللہ تعالیٰ نے اس کی سرکشی دیکھی تھی اور اس نے (کعب نے ادھر ادھر بھاگنے والے اونٹ کی طرح اعراض وانحراف کیا تھا۔

فانزل جبريل فى قتله   يوحى الى عبده ملطف

ترجمہ: پھر اللہ تعالیٰ نے اسے (کعب کو) قتل کرنے کے سلسلے میں جبریل علیہ السلام کو وحی دے کر اپنے لطف وکرم والے بندے (رسول اللہؐ) کے پاس بھیجا تھا۔

قدس الرسول رسولاً له   بابيض ذى هبة مرهف (۳۸۴)

ترجمہ: چنانچہ اللہ کے قاصد نے اپنے پیغمبر (رسول اللہؐ) کو ایک چمکیلی، تیز رو اور قطع وبرید کرنے والی تلوار چپکے سے دے دی تھی۔

حضرت علیؓ کے دفاعی نعتیہ اشعار:

حضرت علیؓ بن ابی طالب نے یہ دفاعی نعتیہ اشعار فتح غزوۂ بدر کے موقع پر کہے۔ بحر طویل میں کہے گئے یہ پندرہ اشعار ابن ہشام نے نقل کئے ہیں۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

الم تر ان الله ابلى رسوله   بلاء عزيزذى اقتدار و ذى فضل؟

بما انزل الكفار دار مذلة   فلا قوا هوانا من اسار ومن قتل

فامسى رسول الله قد عز نصره   وكان رسول الله ارسل بالعدل

فجاء بفرقان من الله منزل   مبينة آياته لذوى العقل

فامن اقوام بذاک وايقنوا   فامسوبحمد الله مجتمعى الشمل

وانكر اقدام فزاغت قلوبهم   فزادهم ذوالعرش خبلاً على خبل

وامكن منهم يوم بدر رسوله   وقوماً غضاباً فعلهم احسن الفصل (۳۸۵)

ترجمہ: (۱) کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کا امتحان لیا ہے؟ ایسا امتحان جیسے صاحب عزت واقتدار او صاحب فضل وشرف کا (امتحان ان کی عزت وشرف وقدر وفضیلت کو بڑھانے کے لیے) کیا جاتا ہے۔

(۲) ایسی آزمائش جس کے ذریعے سے کافروں کی میزبانی ذلت کے گھر میں کی۔ آخر انہوں نے قتل واسیری کی ذلت سے ملاقات کی۔

(۳) تو رسول اللہ کی مدد (کرنے والوں) کو بھی عزت حاصل ہوگئی اور رسول اللہ ﷺ اللہ کے امین تھے اور آپؐ تو انصاف (ہی) کے ساتھ مبعوث فرمائے گئے تھے۔

(۴) اور آپؐ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اتاری ہوئی (حق وباطل میں) فرق کرنے والی چیز (فرقان) لے کر آئے۔ جس کی آیتیں عقل والوں کے لیے واضح ہدایات ہیں۔

(۵) تو کچھ لوگوں نے اسے مان لیا اور یقین کر لیا تو بحمد اللہ تو وہ اپنی تمام تر پراگندہ قوتوں کو ایک جگہ جمع کرنے والے ہو گئے۔

(۶) اور کچھ لوگوں نے (اس کا) انکار کیا تو ان کے دل ٹیڑھے ہو گئے اور عرش والے نے ان کے فساد و بربادی میں اور

زیادتی کردی۔

(۷) اور اس نے رسول کو بعد کے روز ان پر قدرت دے دی اور اس قوم کو قدرت دے دی جو غضب آلود تھی اور ان کا یہ کام بہترین کام تھا (کہ ان کا غصہ بھی خدا کے لیے تھا)

مزید اشعار کے لیے دیکھئے السیرۃ النبویۃ لابن ہشام ص ۳۵۱)

حضرت علی کی نعت ابجد:

باب العلم حضرت علیؓ دیگر علوم کے علاوہ علوم ابجد (علم الاعداد) کے ماہر و ثقہ استاذ فن تھے۔ آپ نے حضور نبی کریمؐ کی کئی اصناف میں نعوت بیان فرمائی ہیں، لیکن ایک نعت اپنے زبان و بیان کے لحاظ سے عروج کو پہنچی ہوئی ہے اور اس دور میں آپ کے علاوہ کوئی دوسرا اس فن پر قادر نظر نہیں آتا۔ آپ نے حضورؐ کے نام مبارک کا بحساب ابجد، بزبان نعت ایک معما تخریج فرمایا ہے۔ یہ ایک دل چسپ اور پُرکشش و پُرلطف نعت ہے۔ ملاحظہ ہو۔

الا خذو وعد موسیٰ مرّتین　　وضع اصل الطبایع تحت ذین

ترجمہ: سنو، موسیٰ کے وعدے کو دو مرتبہ لو، اور اصل طبائع کو اس کے نیچے لو۔

وسکۃ خان شطرنج فخذھا　　و ادرج بین ذین المدرجین

ترجمہ: (پھر سکہ خان کو لو، اور ان دونوں مدرجوں میں اس کو درج کردو)

فذٰلک اسم من یھواہ قلبی　　وقلب جمیع من فی الخافقین (۳۸۶)

ترجمہ: یہ اس شخص کا نام ہے جس کو میرا دل اور تمام مشرق و مغرب کے لوگوں کا دل چاہتا ہے۔

☆......☆......☆

باب چہارم:

فصل ششم:

عہدِ نبویؐ میں خواتین کی نعتیہ شاعری

خواتین ہر معاشرے کا حساس ترین حصہ ہوتی ہیں۔ قدرت نے ان کی حس میں ایک ایسی لہر بیداری کی رکھی ہے کہ جب تک وہ کام کرتی رہتی ہے، احساس معاشرہ جاگتا رہتا ہے اور جب وہ سو جاتی ہے تو معاشرہ مُردہ ہو جاتا ہے۔ وجہ کوئی بھی ہو، علمی ہو یا جاہلی، عالمی ہو یا ملکی، علاقائی ہو یا خانگی، شہری ہو یا دیہی، عورت ہر معاشرہ اور ہر مقام پر، اسی ڈگر پر کام کرتی رہتی ہے جو اسے قدرت کی طرف سے ودیعت ہے اور یہ اس کی فطرت ہے کہ وہ ہر نامکمل کو، مکمل تک پہنچاتی ہے۔ ہر وہ کام، جس کے کرنے سے مَرد اُکتا جائے، اسے عورت پایۂ تکمیل تک پہنچاتی ہے، اس کے باوجود عورت کی زندگی ادھوری کہلاتی ہے۔

عرب کے جاہل معاشرے میں اس کی جھلکیاں نمایاں طور پر دیکھی جاسکتی ہیں۔ عورت کی حس، اس کی قلبی کیفیت کی آئینہ دار ہوتی ہے جو اس کا دل محسوس کرتا ہے، وہی اس کا ذہن کہتا ہے اور اس کی زبان پر وہی کچھ ہوتا ہے، جو اس کے دل میں ہوتا ہے۔ یہ اس کے لئے قدرت کی طرف سے بہترین عطیہ ہے کہ وہ اللہ کی امانت کی خائن نہیں، یہ اللہ کی نہایت صابر و شاکر، بلند ہمت اور با حوصلہ مخلوق ہے۔ ثنائے رب کی طرح یہ ثنائے خلق میں بھی بخیل نہیں۔ یہ اپنی ذات میں ضعیف نہیں، اس کی طاقت وقوت اس کے مضبوط ارادوں میں مضمر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ جس شعبے میں بھی ہاتھ ڈالتی ہے، کامیاب رہتی ہے۔ دراصل اس کی کامیابی ہی مَرد کی کامیابی کا سبب بنتی ہے۔ اس کی حوصلہ مندی اور بلند قوت ارادی ہی مَرد کے لئے سہارا قرار پاتی ہے۔

صنفِ نازک کی طبعی ساخت، گو کہ نازک مزاجی (آ بگینوں) سے تعبیر کی جاتی ہے لیکن اس کے جذبوں کی گہرائی، قوتِ ارادہ اور فیصلے پر مضبوطی اور استقامت پر کسی کی نظر نہیں جاتی۔

اُم المومنین حضرت خدیجہؓ ہادی برحقؐ کو نہایت گھبراہٹ اور پریشانی کے عالم میں اطمینان بخش تسلّی دیتی ہیں۔ ڈھارس بندھاتی ہیں۔ قلب تک راحت پہنچاتی ہیں۔ جگر کو ثلج کرتی ہیں اور آپ کی دل جوئی اس طرح کرتی ہیں کہ آپ کا سارا خوف، ڈر اور انجانی وحشت رفع ہو جاتی ہے۔ یہ عورت کے مضبوط ارادوں، گہرے جذبوں، باحوصلہ اور عالی ہمت ہونے کی اعلیٰ دلیل ہے کہ اس موقع پر، اُم المومنین کے ہاتھ پاؤں نہیں پھولے اور نہ ہی

انہوں نے ماتھے کو ہتھیلی پر رکھا اور نہ ان کی زبان سے یہ شکست خوردہ، شکستہ و دل گرفتہ لفظ نکلا کہ ہائے میرا شوہر! بلکہ آپ نے نہایت اطمینان سے حضور کو چادر اوڑھائی، عرق آلود پیشانی کو خشک کیا۔ قدرت کے عطا کردہ عطیے سے خوب صورت جملوں سے آپ کو سکون بخشا، اپنی خوش کن عادت و اخلاق کے مطابق آپ کی ہر طرح سے مدد کی، پھر جب آپ مطمئن ہو گئے تو انہیں ساتھ لیا اور سیدھے اپنے چچا ورقہ بن نوفل کے پاس پہنچیں۔

اسی طرح حضور کی پھوپھی حضرت صفیہؓ نے یہودی کو خیمہ کی سلاخ مار کر ہلاک کر دیا۔ اس کی بنیادی وجہ آپ کا وہ جذبہ تھا جو قدرت نے عورت میں ودیعت کیا ہے کہ وہ مَرد کی ناکامی نہیں دیکھ سکتی کیوں کہ حضرت حسانؓ اس کام کے کرنے سے پیچھے ہٹ گئے تھے۔ یہی حضرت صفیہؓ ہیں کہ جب شاعری کا شعبہ ہاتھ میں لیا تو اس فن میں جدتوں کا ڈھیر لگا دیا۔

عہدِ نبویؐ میں ہر بنیاد کو نئی بنیاد اور بے بنیاد کو، بنیاد فراہم کی گئی۔ از سرِ نو حیات انسانی کا ارتقاء ہوا اور اسی میں فن شاعری کو بھی ایک نئی جہت، نئی طرز، نئی ادا اور نئی بنیاد بہ شکل ''نعت'' فراہم کی گئی اور وہ تمام شعرائے عرب جو بے بنیاد شاعری کی طرف مائل تھے، ایک بنیاد پر جمع ہو گئے اور وہ بنیاد نبی کریم کی ذات گرامی تھی۔

آپؐ کی شان میں جو قصائد و مراثی تخلیق ہوئے اور جو نعوت آپؐ کی شان میں کہی گئیں، ان سب کا مرجع خلائق، محور و منبع، ملجا و ماویٰ آپؐ کی ذات گرامی صرف اس لئے تھی کہ بہ زبان شاعری، اس فن کو نعت کہا جائے اور یہ ہر زبان میں نعت کہلائے اور جو نعوت آپؐ کے عہدِ مبارک میں وارد ہوئیں، وہ ان محذرات اسلام کے ذاتی شواہد پر مشتمل تھیں، جو آئندہ قرائن کے تمام نعت گویان کے لئے بنیاد بنی۔

میدانِ شاعری میں عہدِ نبویؐ کی خواتین کا بڑا حصہ ہے۔ اس شعبے میں وہ حِس طبعی کے سبب بہت آگے بڑھ گئیں اور انہوں نے حضور نبی کریمؐ کی شان میں بڑے عمدہ قصائد، مراثی اور نعوت رقم کیں، گو کہ اس شعبے میں محذرات، اسلام، مراثی پر بھاری ہیں اور ان کی زیادہ تر نعوت حضورؐ کے مرثیہ کے طور پر کہی گئی ہیں لیکن یہ فن کیا کم مشکل ہے کہ مرثیہ میں نعت کا تصور خواتین نے اُجاگر کیا ہے۔ ویسے تو حضور نبیؐ کا یہ اعزاز و اکرام اور اللہ رب ذوالجلال کا یہ انعام ہے کہ آپؐ کی شان میں، آپؐ کے جس پہلو پر بھی شعر موزوں کیا جائے گا، وہ آپ کی نعت ہی کہلائے گی، جیسے مرثیہ میں نعت، قصیدہ میں نعت، ہجو میں نعت، رزم و بزم کے میدان میں کہی گئی نعت، دفاعی اشعار اور آپؐ کی بارگاہ میں پیش کئے گئے استغاثوں میں نعت کا تصور۔ یہ فن نعت میں ایک نیا تصور اور نئی جدت ہے، جس میں عہدِ نبویؐ کی خواتین پیش پیش ہیں۔

مکی صحابیات کی نعتیں

حضرت آمنہؓ کے اشعارِ نعت:

آمنہ بنت وہب بن عبد مناف نسباً وطناً قریش کی افضل ترین خاتون تھیں۔ آپ کے امتیازات میں ذکاوت، حسن بیان اور فطانت بطور خاص شامل ہیں۔ آپ حضورؐ کی والدہ ماجدہ اور بہترین شاعرہ تھیں۔ کائنات کی خواتین میں نعت کہنے کا اوّلین شرف آپ کی والدہ ماجدہ کو حاصل ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر اطہر ابھی محض پانچ برس کی تھی اور آپؐ کی والدہ بستر مرگ پر تھیں۔ آپؐ ان کے سرہانے کھڑے تھے۔ وہ آپؐ کے چہرۂ انور کو دیکھ رہی تھیں اور اُن کی زبان پر اشعارِ نعت جاری تھے، بعد ازاں ان کا وصال ہوگیا۔ آپ نے حضورؐ کی شان میں بہترین نعتیہ اشعار کہے ہیں۔

آپ کی کہی ہوئی نعت کے چھ اشعار امام سیوطی نے نقل کئے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں۔

اخرج ابونعیم من طریق الزهری عن ام سماعة بنت ابی رهم، طن امها قالت شهدت آمنة ام رسول اللهؐ فی علتها التی ماتت فیها و محمد غلام یقع له خمس سنین عند راسها فنظرت الیٰ وجهه ثم قالت.

ترجمہ: ابونعیم نے بہ سند زہری ام سماعہ بنت ابی رہم سے اور انہوں نے اپنی امہات (ماؤں) سے روایت کی کہ میں رسول اللہ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہؓ کے پاس اس مرض کے زمانے میں، جس میں ان کی وفات ہوئی، موجود تھی اور حضورؐ، جن کی عمر صرف پانچ سال تھی، بالیں پر بیٹھے تھے اور مریضہ ماں اپنے صاحب زادے کو دیکھ رہی تھیں، پھر حضرت آمنہ نے یہ دعائیہ نعتیہ اشعار پڑھے۔

نعت حضرت آمنہؓ والدہ ماجدہ رسول کریمؐ:

بارک فیک اللہ من غلام	یا ابن الذی من حومته الحمام
نجا بعون الملک المنعام	فودی غداة الضرب بالسهام
بمائته من ابل سوام	ان صح ما ابصرت فی المنام
فانت مبعوث الی الانام	من عند ذی الجلال والاکرام (۱)
تبعث فی الحلّ وفی الحرام	تبعث بالتحقیق والاسلام
دین ابیک البر ابراهام	فالله انهاک عن الاصنام

ان لاتو الیها مع الاقوام (۳۸۷)

---

(۱) صاحب سیرۃ النبویہ و الآثار محمدیہ نے اس شعر کی ترتیب یوں لکھی ہے۔ فانت مبعوث الی الانام، مبعث فی حلّ وفی الاکرام۔ اور یہ مصرع "من عند ذی الجلال ولاکرام" درج نہیں ہے۔ علامہ سیوطی نے خصائص میں تیرہ، جب کہ علامہ سیّد زینی دحلان نے اپنی سیرۃ میں بارہ مصرعے درج کئے ہیں۔

ترجمہ: (۱) اے میرے بیٹے! اللہ تعالیٰ تمہاری عمر میں برکت دے، اے اس شخص کے فرزند جو (میرا شوہر ہے اور وہ) وفات پاچکا ہے۔

(۲) جس نے انعام واکرام کرنے والے خدا کی مدد سے اس وقت نجات پائی تھی، جب قرعہ اندازی میں ان کا نام نکلا تھا۔

(۳) پھران کی دیت میں چھوڑے ہوئے سواونٹ ذبح کئے گئے اور جوخواب میں نے دیکھا ہے اگر وہ صحیح ہے تو،

(۴) یقیناً آپ لوگوں کی طرف عظمت وجلالت والے خدا کی جانب سے مبعوث ہوں گے۔

(۵) آپ حل وحرم میں مبعوث ہوں گے، بلاشبہ اسلام کے ساتھ آپ کی بعثت ہوگی۔

(۶) اسلام، بلاشبہ تمہارے نیکوکار والد حضرت ابراہیمؑ کا دین ہے۔ اب اللہ تعالیٰ آپ کو بتوں سے محفوظ رکھے کہ آپؐ لوگوں کے ساتھ ان کی پیروی نہ کریں۔

حضرت خدیجہ القرشیۃ الاسدیہؓ کے اشعارِ نعت:

اُم المومنین حضرت خدیجہ الاسدیۃؓ وھی اول مومن بالله من الرجال والنسا وكانت للنبیﷺ وزیر صدق عنه مابعث. (۳۸۸) نے یہ اشعار نعت مکہ میں کہے۔

نطق البعیر بفضل احمد مخبراً ھٰذا الذی شرفت بہ ام القریٰ

ھٰذا محمد خیر مبعوث اتیٰ فھو الشفیع وخیر من وطئ الثریٰ

یاحاسدیہ تمز قوامن غیظکم فھو الحبیب ولا سواہ فی الوریٰ (۳۸۹)

حضرت عائشہ صدیقہؓ کا شعر نعت:

حضرت عائشہ صدیقہؓ بہت عمدہ شعری وادبی ذوق رکھتی تھیں۔ آپ کو شعرائے عرب کے سیکڑوں اشعار ازبر تھے۔ یہ ورثہ آپ کو، اپنے والد کی طرف سے ملا تھا۔ ایک مرتبہ آپ نے حضورؐ کی شان میں یہ معرکۃ الآراء، تاریخی پس منظر سے پُر شعر، آپؐ کی جبین اقدس کے بارے میں کہا۔

فلو سمعوا فی مصر اوصاف خدہ لما بذلوا فی سوم یوسف من نقد

لواحی زلیخا لو راین جبینہ لاثرن بالقطع القلوب علی الاید (۳۹۰)

ترجمہ: (۱) اگر مصر میں آپؐ کے رخسار کے اوصاف وہ لوگ سن لیتے، تو حضرت یوسفؑ کے سودے میں نقدی خرچ نہ کرتے۔ (۲) اگر زلیخا کی سہیلیاں آپ کی جبین کو دیکھ لیتیں تو وہ ہاتھوں کی جگہ اپنے دلوں کو کاٹ لیتیں۔

اسی طرح حضور نبی کریمؐ نے ام المومنین حضرت عائشہ کی زبان پاک سے ابوکبیر حذلی کے اشعار سماعت فرمائے اور آپؐ نے نہایت ہی خوشی کا اظہار فرمایا۔

امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں۔

واخرج الخطیب وابن عساکر و ابونعیم والدیلمی من طریقین عن محمد بن اسماعیل البخاری ثنا عمروبن محمد بن جعفر ثنا ابو عبیده معمر بن المثنی ثنا ھشام بن عمرو عن ابیه عن عائشة قالت، کنت قاعده اغزل و النبیؐ یخصف نعله فجعل جبینه یعرق و جعل عرقک یتوالد نوراً ولورآک ابو کبیر الھذلی لعلم انک احق بشعره حیث یقول شعر.

ترجمہ: خطیب بغدادی، ابن عساکر، ابونعیم اور دیلمی نے دوسندوں کے ساتھ محمد بن اسماعیل بخاری سے روایت کی کہ حضرت عائشہ نے فرمایا، میں سوت کاٹ رہی تھی اور حضورؐ جوتا کوسی رہے تھے۔ آپ کی پیشانی پر پسینہ آ گیا، اس سے ایسا نور پیدا ہوا کہ میں حیران ہوگئی۔ حضورؐ نے میرے بشرہ سے اندازہ کر کے حیرانی کی وجہ پوچھی تو میں نے پسینہ، نور کی کیفیت کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ آپؐ پر ابوکبیر ہذلی کا یہ شعر صادق آتا ہے۔

ومبرأ من کل عنبر حیضة　　وفساد مرضعة وداء مغیل

واذا نظرت الی اسرة وجهه　　برقت کبرق العارض المتھلّل

ترجمہ: وہ ہر بچے ہوئے حیض اور دودھ پلانے والی کے فساد اور جلد ہلاک کرنے والے مرض سے پاک ہے۔ اور جب تم اس کے چہرے کی شکنوں کو دیکھو گے تو وہ یوں چمکیں گی جیسے برسنے والے بادل کی بجلی چمکتی ہے۔

فوضع رسول اللهؐ ماکان فی یده وقام الی فقبل مابین عینی و قال. جزاک الله یا عائشه خیراً فما اذکرانی سررت کسروری بکلامک. (۳۹۱)

ترجمہ: پھر رسول اللہؐ نے اپنے دست مبارک سے جوتا رکھا اور کھڑے ہوئے اور میرے پاس آ کر میری دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور فرمایا "اللہ تمہارا بھلا کرے، مجھے یاد نہیں کہ مجھے کبھی ایسی خوشی ہوئی ہو جیسے اس وقت ہوئی ہے۔

اس واقعے سے معلوم ہوتا ہے کہ عائشہؓ کو شعراء کے اشعار خوب یاد تھے اور آپ موقع کی مناسبت سے اس کا اظہار فرماتی تھیں۔ حضورؐ کا اشعار سن کر خوشی کا اظہار فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ کسی کی منظوم تعریف کرنا عمدہ اشعار بیان کرنا معیوب نہیں ہے بلکہ افضل واحسن بات ہے۔

سعدیٰ کرزیہؓ کا شعر نعت:

سعدیٰ کرزیہؓ حضرت عثمان کی خالہ تھیں اور زمانہ جاہلیت میں کہانت کیا کرتی تھیں۔ آپ نے بعد از اسلام حضورؐ کی شان میں یہ شعر نعت کہا۔

فدیً لک یا ابن الھاشمین مھجتی　　فانت امین الله ارسلت للخلق (۳۹۲)

ترجمہ: اے ہاشم کے بیٹے (محمد ﷺ!) میری جان آپ پر قربان! آپ تو اللہ کے امین ہیں، مخلوق کی ہدایت کیلئے بھیجے گئے ہیں۔

مدنی صحابیات کی نعتیں

امامہ المریدیہؓ کا شعر نعت:

حضرت امامہ المریدیہؓ نے یہ شعر اس وقت کہا جب سالم بن عمیر نے، (ابوعتیک) ابوعفک منافق کو قتل کر دیا جس کا تعلق بنو عمرو بن عوف سے تھا اور اس کا نفاق عیاں ہوگیا تھا۔ آپؐ نے اس کے بارے میں فرمایا کہ "اس خبیث سے میرا پیچھا کون چھڑائے گا۔" "من لی من ھذا الخبیث" (۳۹۳) پھر حضرت سالم بن عمرؓ نے اس کا م کو انجام دیا۔ س موقع پر حضرت امامہ المریدیہؓ نے حضورؐ کے دفاع میں یہ شعر نعت کہا۔

تـکـذب دیـن الـلـہ و الـمرء احمد　　لعمر الذی اضاک ان بئس ملیمنسی (۳۹۴)

ترجمہ: تو اللہ کے دین اس کے رسول کریمؐ کی تکذیب کرتا ہے، بخدا جس نے تیرے دل میں یہ خواہش پیدا کی۔ اس نے بہت ہی بری اور نہایت خراب خواہش پیدا کی۔

حضرت امّ ایمنؓ کے اشعار نعت:

حضورؐ نبی کریمؐ کے والد مکرم کی باندی، حضرت آمنہ کی خدمت گار، حضور نبی کریم ﷺ کی دایہ اور خدمت گار، حضرت زید بن حارثہؓ کی زوجہ اور اسامہ بن زید کی والدہ ماجدہ، آپؐ سے نہایت انس و شفقت و محبت سے پیش آنے والی اور آپ کی ذات اقدسہ پر جان چھڑکنے والی عظیم جنتی خاتون تھیں۔ آپ نے حضور نبی کریمؐ کے وصال پر بڑا دل گداز مرثیہ کہا۔ اس میں نعت کے چند شعر ملاحظہ ہوں۔

فـلـقـد کـان مـاعـلـمـت و صـولا　　ولـقـد جـاء رحـمـة بـالـضـیـاء

ولـقـد کــان بـعـد ذلـک نـوراً　　وسـراجـاً یـضـیٔ فـی الظلماء

طیـب الـعـود و الـضـریـبـہ و المعد　　ن و الـخـیـم خـاتـم الانـبـیـاء (۳۹۵)

ترجمہ: (۱) میں بہت اچھی طرح جانتی ہوں کہ وہ (نبی ﷺ) بہترین رفیق تھے۔ اور وہ چمک دار روشنی کے ساتھ رحمت بھی لائے تھے۔ (۲) اور اس کے بعد وہ نور اور چراغ تھے، ایسے چراغ، کہ جو اندھیرے میں نور بکھیرتا تھا۔ (۳) جس نے عفو، عادات اور معادن کو خوشبو دی اور وہ ہی خاتم الانبیاء تھے۔

حضرت صفیہؓ کے نعتیہ اشعار:

حضرت صفیہ حضور نبی کریمؐ کی پھوپھی تھیں، نہایت جری و شجاع خاتون تھیں۔ حضور نبی کریمؐ پر جان چھڑکنے والی۔ اپنی جان کی پروانہ کرتے ہوئے حضور سید عالمؐ پر جان نثار کرنے والی اور آپ کی خدمت میں پیش پیش رہنے والی تھیں۔ آپ نے حضورؐ نبی کریمؐ کے وصال پر نہایت دل دوز مراثی کہے، ان مراثی کا خاص پہلو یہ ہے کہ،

یہ آپ کی خوب صورت نعت ہیں۔ جو بشکل مرثیہ کہی گئی ہیں۔ یہ فن مرثیہ میں ایک نئی جدت اور فن نعت گوئی میں ایک نئی طرز ہے۔ صاحب شاعرات فی عصر النبوۃ نے اس کے چھ شعر درج کئے ہیں، چند شعر ملاحظہ ہوں۔ یہ بحر خفیف میں ہیں۔

خلقاً عالیاً و دنیاً کریماً — وصراطاً یھدی الیہ سویّا
وسراجاً یجلو الظلوم منیرا — ونبیاً مسدداً عربیّا
حازماً عازماً کریماً حلیماً — عائذاً بالنوال تقیّا
فعلیک السلام منا و من رب — سلک بالروح بکرۃ و عشیّا (۳۹۶)

عاتکہ بنت عبدالمطلب کے اشعار نعت:

حضرت عاتکہ بنت عبدالمطلب حضورؐ کی پھوپھی تھیں، آپ بہترین شعری ذوق کی حامل اور فن شاعری پر حاوی تھیں۔ آپ کا شعری معیار نہایت اعلیٰ اور عمدہ تھا۔ آپ نے حضورؐ کے وصال پر جو مراثی کہے ان میں نعت کے اشعار ملاحظہ ہوں۔

یا عین فانھملی بالدمع واجتھدی — للمصطفیٰ دون خلق اللہ بالنور
من فقد ازھر ضافی الخلق ذی فخر — صاف منی العیب والعاھات و الزور
انی لک الویلات مثل محمد — فی کل نائبۃ تنوب و مشھد
ام من لوحی اللہ یترک بیننا — فی کل ممسی لیلۃ اوفی غد
اعینی جوداً بالدموع السواجم — علی المصطفیٰ بالنور من آل ھاشم
علی الطاھر المیمون ذی الحلم و الندی — وذی الفضل و الداعی لخیر الترحم (۳۹۷)

ترجمہ: (۱) اے میری آنکھ، آنسوؤں کی برسات کرو، بنو ہاشم کے اس فرزند ارجمند پر جو سراپا نور تھا اور اسکی تخلیق نور سے تھی۔ (۲) اس ذات مصطفےٰ پر آنسو بہاؤ جو پاکیزہ ترین اخلاق حمیدہ کا حامل و مالک تھا۔ جو ایک مبارک وجود تھا۔ اور جس کی سرشت ہی حلم و تحکم و سخاوت و بردباری، خیر و بھلائی عزو بڑائی اور رحم و عفو درگزاری، کرم گستری علم گساری تھی، جو معدن کل الخیر تھا۔

علی المصطفیٰ بالحق و النور الھدیٰ — بالرشد بعد المنوبت العظائم
علی المرتضیٰ للبر والعدل و التقیٰ — والدین و الاسلام بعد المظالم (۳۹۸)

ترجمہ: (۱) مصطفےٰ کریمؐ پر گریہ کرو، جو نور حق، حق بالنور اور ہدایت ورہنمائی لے کر آیا تھا۔ اور اس کی فیاضی وسخاوت، اس کی جود و کرم سے سوا تھا۔ (۲) وہ جو چنا ہی کرم گستری، حسن سلوک خدا ترسی، کسوٹی کے نمونے کے بطور گیا تھا اور جو اپنے روشن دین کے سبب تاریکیوں میں نور فارق بنے۔

حضرت فاطمہؓ کے اشعار نعت:

بنت رسول کریم، خوشبوئے رسول عظیم، جگر گوشۂ نبی رحیم، بذات خود لطیف و شمیم، جسیم و نسیم، نور چشم سرور و قلب سید المرسلینؐ، حضرت فاطمہ الزہرا، "سیدۃ النساء من اھل الجنۃ" نے اپنے والد محترمؐ کے غم میں ڈوب کر کئی مراثی رقم کیے اور ان میں اشعار نعت کو نمایاں حیثیت حاصل ہوئی۔

آپ نے نو اشعار پر مشتمل ایک مرثیہ کہا، اس میں نعت کے دو شعر ملاحظہ ہوں۔

وکنت بدرونور یستضاء بہ　　علیک تنزل من ذی العزۃ الکتب

وکان جبریل بالآیات یونسنا　　فقد فقدت، فکل الخیر محتجب (۳۹۹)

حضرت نائلہؓ کے اشعار نعت:

حضرت نائلہؓ بنت الفرافصہ بن الاحوص بن عمرو۔ ان کے والد نصرانی تھے۔ حضرت نائلہ حضرت عثمان بن عثمانؓ کی زوجہ تھیں۔ جب حضرت عثمان کو شہید کر دیا گیا تو آپ نے اپنی قوم کے لوگوں کے سامنے ایک مؤثر و دل نشین خطبہ دیا، پھر اپنے چہرے کو حضورؐ نبی کریمؐ کی قبر انور کی طرف پھیر کر کہا" اللّٰھم اشھد" (۴۰۰) پھر بحر وافر میں یہ شعر کہے۔

ایا قبر النبیّ وصاحبہ　　عزیزی ان شکوت ضیاع ثوبی

فانی لاسبیل فتنفعونی　　ولاایدیکم فی منع حوبی (۴۰۱)

ہند بنت اثاثہ کے اشعار نعت:

ہند بنت اثاثہ بن عباد بن المطلب بن عبد مناف القرشیۃ، مسلم بن اثاثہؓ کی بہن تھیں۔ آپ زمانہ جاہلیت میں بہترین شاعرہ کے بطور مشہور تھیں۔" کانت فی الجاھلیۃ شاعرۃ ذات شھرۃ "(۴۰۲) آپ معرکۂ بدر کے بعد حضورؐ کے دست اقدس پر اسلام لائیں اور بیعت کی۔

آپ نے فتح خیبر کے بعد ابو جندب سے شادی کی اور ان سے ایک صاحب زادی ریطہ تولد ہوئیں۔ آپ نے حضور نبی کریمؐ کا نہایت پر اثر مرثیہ تخلیق کیا اور اس میں حضرت فاطمہؓ سے اظہار تعزیت فرمایا۔ اس میں دو شعر نعت کے ملاحظہ ہوں۔

انک خیر من رکب المطایا　　وآر مھتد اذا نسبو جدودا

رسول اللہ فارقناوکنا　　نرجی ان یکون لنا خلودا (۴۰۳)

ایک جگہ آپ کہتی ہیں۔

قد کنت بدراً و نوراً یستضاء بہ علیک تنزل من ذی العزۃ الکتب (۴۰۴)

ایک دیناری عورت کا مصرع نعت:

ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے عبدالواحد بن ابوعون نے اسمٰعیل بن محمد کے واسطے سے سعد بن ابی وقاص کی روایت بیان کی۔ قبیلہ بنو دینار کی ایک عورت کا شوہر، اس کا بھائی اور باپ (تینوں) جنگ احد میں ایک ایک کر کے (راہ خدا، عصمت رسولؐ پر) شہید ہو گئے۔ اسے تینوں کی خبر شہادت سنائی گئی تو (عشق رسولؐ سے سرشار، آپؐ کی جان نثار) اس خاتون نے پوچھا۔ یہ تو بتاؤ کہ رسول اللہ کا کیا حال ہے؟ اسے جواب دیا گیا۔ اے ام فلاں! آپؐ بفضل خدا بخیر ہیں، جیسی تیری آرزو ہے۔ خاتون کو قرار نہ آیا، جذبۂ عشق رسول اللہ آیا۔ کہنے لگی۔ آپ کہاں ہیں، میں اپنی آنکھوں سے تو دیکھ لوں؟ چنانچہ رسول اللہ کی طرف اشارہ کر کے اسے دکھایا اور بتا دیا گیا کہ وہ رسول کریم تشریف فرما ہیں۔ جب اس عورت نے سرکار کا دیدار کر لیا تو اس کی ساری کلفت، درد و غم رفع ہو گئے اور اس نے بطور شادمانی آپ کی شان میں یہ مصرع نعت پڑھا۔

کل مصیبۃ بعدک جلل (۴۰۵)

(آپؐ کے ہوتے ہوئے سب مصیبتیں ہیچ ہیں)

ایک عورت کی نعت:

حضرت عمرؓ ایک رات نکلے تو دیکھا ایک گھر میں چراغ کی روشنی میں ایک ضعیف عورت بیٹھی ہوئی یہ رجز پڑھ رہی تھی۔ یہ حضورؐ کے وصال پر کہا گیا۔

علی محمد صلاۃ الابرار صلی علیک المصطفون الاخیار

قد کنت قداماً بکی الاسحار یالیت شعری و المنایا اطوار

ھال تجمعنّی وحبیبی الدار؟ (۴۰۶)

ترجمہ: (۱) محمدؐ پر پاکیزہ نفوس کا درود ہو۔ پسندیدہ اور منتخب حضرات کا ان پر سلام ہو۔ (۲) میں راتوں کو جاگتی اور سحر تک آنسو بہاتی رہوں۔ اے کاش موت کی بھی تو شکلیں ہیں۔ کیا ہمارے حبیبؐ سے ہم کو آخرت میں ملائے گا۔

☆......☆......☆

حواشی

۱۔ حجة الله علی العالمین، ص ۱۵۰

۲۔ السیرة الحلبیة، الجزء الاول، ص ۴۷

۳۔ حوالۂ مذکور

۴۔ السیرة النبویة والآثار المحمدیه. باب فیما ورد علی لسانه الانبیاء علیهم الصلوة و الصلام من التنوبة بشانه ﷺ مع ماورد من ذالک علی لسان آبائه، الجزء الاول، ص ۴۱.

۵۔ حجة الله علی العالمین، ص ۱۰۶

۶۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۰۷

۷۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۸۔ حوالۂ مذکور

۹۔ حوالۂ مذکور

۱۰۔ السیرة الجلبیة۔ باب وفاة عبد المطلب و کفاله عمه ابی طالب لهﷺ، جلد اول، ص ۱۱۳ تا ۱۱۵. الخصائص الکبری. باب معرفة عبد المطلب بشان النبیؐ، الجزء الاول، ص ۱۳۹، ۱۴۰. حجة الله علی العالمین. الباب الثانی، فی بعض مااخبربه احبار الیهود غیر ماتقدم من البشائربهﷺ. ص ۱۰۷ تا ۱۰۹ بروایت ابن عباسؓ

۱۱۔ الخصائص الکبریٰ. باب ماظهرفی لیلة مولدهٗ من المعجزات و الخصائص، الجزء الاول، ص ۸۵، ۸۶. السیرة النبویه ولآثار المحمدیه. باب فیما وردعلی لسان الانبیاء علیهم الصلوٰة و السلام من التنوبه بشانهٖ مع ماورد من ذلک علی لسانه آبائه، الجزء الاول ص ۴۱. حجة الله علی العالمین، الباب الثالث. فی بعض مااخبره به به رهبان النصاری غیر ماتقدم من البشائر بهٖ، ص ۱۱۹، ۱۲۰.

۱۲۔ الخصائص الکبری. باب اخبار الاخبار و الرهبان به قبل میعثه، الجزء الاول، ص ۴۳. السیرة النبویة والآثار المحمدیة. الجزء الاول، ص ۴۲. حجة الله علی العالمین. ص ۱۲۲.

۱۳۔ الخصائص الکبریٰ. الجزء الاول، باب ماظهر فی لیلة مولدٖ فی المعجزات و الخصائص، ص ۸۸، ۸۹. حجة الله علی العالمین. الباب السادس...... الخ، ص ۱۴۷.

۱۴۔ حجة الله علی العالمین، ص ۱۰۵

۱۵۔ تاریخ جنات و شیاطین، مترجم مولانا امداد الله انور، ص ۲۵۴ بحواله آکام المرجان للسیوطی

۱۶۔ حوالۂ مذکور

۱۷۔ پاره ۳، سورة البقره، آیت ۲۵۳

۱۸۔ تفسیر جلالین. پاره۳، سورة البقره، ص ۳۹

۱۹۔ حوالۂ مزکور

۲۰۔ حوالۂ مذکور حاشیه نمبر ۱۰

۲۱۔ پاره ۲، سورة البقره، آیت ۱۴۳

۲۲۔ پارہ ۲۹، سورۃ المزمل، آیت ۱۵
۲۳۔ تفسیر جلالین، ص ۴۷۸، پارہ ۲۹، سورۃ المزمل
۲۴۔ حوالۂ مذکور
۲۵۔ پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۴۵
۲۶۔ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن، ص ۶۷۴، پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۴۵، حاشیہ ۱۱۰ بحوالہ ابو السعود و جمل
۲۷۔ حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۸۷، پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۴۵
۲۸۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۵
۲۹۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۵
۳۰۔ حوالۂ مذکور ایضاً
۳۱۔ حوالۂ مذکور ۳۶
۳۲۔ حوالۂ مذکور
۳۳۔ حجۃ اللہ علی العالمین ص ۹۵
۳۴۔ حوالۂ مذکور، ص ۹۹
۳۵۔ حوالۂ مذکور
۳۶۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۲۳۰
۳۷۔ الاصابہ۔ المجلد الثانی، ص ۱۳۶۳
۳۸۔ الخصائص الکبریٰ۔ باب ماقع عند المبعث من المعجزات و الخصوصیات، الجزء الاول، ص ۱۶۹۔۱۷۰۔ الاصابہ المجلد الثانی، ص ۱۳۶۳، ۱۳۶۴ چھ شعر۔ السیرۃ النبویہ والآثار المحمدیۃ۔ باب ماجاء من امر رسولﷺ (واما اخبار الکہان لا علی السنۃ الجان)، الجزء الاول، ص ۱۲۶۔ حجۃ اللہ علی العالمین۔ ص ۱۰۶، ۱۰۷۔
۳۹۔ حجۃ اللہ علی العالمین۔ ص ۱۰۶، ۱۰۷
۴۰۔ حوالہ مذکور، ص ۱۰۶
۴۱۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۲۳
۴۲۔ السیرۃ النبویہ لابن ہشام، ۲۱۷۔ الاصابہ۔ المجلد الرابع، ص ۲۱۴۶، ۲۱۴۷
۴۳۔ حوالۂ مذکور ایضاً
۴۴۔ حوالۂ مذکور
۴۵۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام ۷ ص ۲۱۷، ۲۱۸۔ البدایۃ والنہایۃ۔ الجزء الاول، ص ۳۴۱
۴۶۔ الاصابہ۔ المجلد الاول، ص ۷۶، ۷۷۔ الاسد الغابۃ۔ المجلد الاول، ص ۲۳۶۔
۴۷۔ حوالۂ مذکور، ص ۷۷
۴۸۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۴۸
۴۹۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۴۸
۵۰۔ اسد الغابہ۔ المجلد السادس، ص ۱۹
۵۱۔ الاستیعاب۔ المجلد الرابع، ص ۱۶۸۔

۵۲۔ السیرة النبویة لابن ھشام، ص ۵۵۵
۵۳۔ البدایة والنھایة. الجزء الاول، ص ۲٦۱
۵۴۔ الاصابه. المجلد الاول، ص ٦٧۴، ٦٧۵
۵۵۔ حوالۂ مذکور، ص ٧٦، ٧٧
۵٦۔ اسد الغابه. المجلد الثانی، ص ۱۹
۵٧۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۳٦
۵۸۔ المجموعة النبھانیة. الجزء الاول، ص ٧۲
۵۹۔ اسد الغابه، المجلد الاول، ص ۲۳٧
٦۰۔ السیرة النبویة لابن ھشام، ص ۵۵۵
٦۱۔ الاصابه۔ المجلد الاول، ص ٧٧
٦۲۔ السیرة النبویة لابن ھشام، ص ۵۵۵
٦۳۔ عیون الاثر. الجزء الثانی، ص ۲۴٦، ۲۴٧. صاحب اصابہ نے یہ شعر یوں نقل کیا ہے۔

ونبی رسول الله ان قد ھجوته فلا رفعت سوطی الی اذا یدی

(الاصابه، المجلد الاول، ص ٧٧)

٦۴۔ السیرة النبویة لابن ھشام، ص ۵۵٧
٦۵۔ حوالۂ مذکور، ص ۵۵٦
٦٦۔ حوالۂ مذکور ایضاً الاصابه. المجلد الثانی، ص ۱۵٦. البدایة والنھایة، الجزء الاول، ص ۲٦۱
٦٧۔ حوالۂ مذکور، ص ۵٧۲
٦۸۔ حوالۂ مذکور ایضاً. البدایة والنھایة. الجزء الاول، ص ٧۴٦۲، صاحب بدایہ نے ابن ہشام کے حوالے سے مزید دو شعر کئے ہیں۔
٦۹۔ اسد الغابه، المجلد الاول، ص ۳۸٧
٧۰۔ الاصابه، المجلد الاول، ص ۱٧۳
٧۱۔ اسد الغابه، المجلد الاول، ص ۴۰۰
٧۲۔ الاصابه، المجلد الاول، ص ۱٧۳
٧۳۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۸۸
٧۴۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۹٧
٧۵۔ الاستیعاب. المجلد الاول، ص ۴۱٧
٧٦۔ الرشید (ماھنامه، نعت نمبر)، ص ۱۰۳ بحواله البدایة و النھایة ۵۴/٦
٧٧۔ الاسد الغابه، المجلد الثانی، ص ۲۳۱
٧۸۔ حوالۂ مذکور ایضاً
٧۹۔ حوالۂ مذکور
۸۰۔ الاصابه. المجلد الاولٰ، ص ٦۳۰ ایک شعر

٨١ـ عیون الاثر فی الفنون المغازی و الشمائل و السیر۔ الجزء الاول، ص ١٦٥ ۔ حجة الله علی العالمین ص ١٣٦ ۔ السیرة الحلبیة۔ الجزء الاول، باب ماجاء من امر رسولؐ عن الیهود...... الخ، ص ٢٠٣ با الفاظ تغیر۔ السیرة النبویة والآثار المحمدیة بهامش السیرة الحلبیة۔ الجزء الاول، باب ماجاء من امر رسولؐ...... الخ۔ (واماخبرزمیل بن عمرو الغدری)، ص ١٣٥

٨٢ـ الاستیعاب، المجلد الثانی، ص ١١٦

٨٣ـ الاصابه۔ المجلد الاول، ص ٦٣٥

٨٤ـ پاره ٢٢، سورة الاحزاب، آیت۵

٨٥ـ اسدالغابه۔ المجلد الثانی، ص ٣٥١

٨٦ـ الخصائص الکبریٰ۔ الجزء الاول، ص ١٧١

٨٧ـ الاستیعاب، المجلد الثانی، ص ٣٣٣۔ الاصابه المجلد الاول، ٧٨٩ آخری شعر۔ الخصائص الکبری۔ باب ماسمع من الکهان والاصوات بظهور النبیؐ عند مبعثه، الجزء الاول، ص ١٧١ باالفاظ تغیر۔ حجة الله علی العالمین۔ ص ١٣٦ با الفاظ تغیر۔ السیرة النبویة والآثار المحمدیة۔ باب ماجاء من امر رسولؐ، الجزء الاول، ص ١٣٠ باالفاظ تغیر۔ السیرة الحلبیة۔ الجزء الاول، ص ٢٠٠ بالفاظ تغیر۔

٨٨ـ السیرة الحلبیة۔ الجزء الاول، ص ٢٠٠

٨٩ـ السیرۃ النبویة لابن هشام۔ ص ٥٨٣۔ اسد الغابه۔ المجلد الثانی، ص ٢١٥ با الفاظ تغیر۔ الاصابه۔ المجلد الاول ص ٨٣٢ دو شعر۔ البدایة و النهایة۔ الجزء الاول، ص ٦٧٧۔

٩٠ـ الاصابه۔المجلد الاول ص ٨٧٤۔ اسد الغابه۔ المجلد الثانی ص ٢٢٨ چار، چار شعر۔

٩١ـ الاستیعاب۔ المجلد الثانی، ص ٣٠٠

٩٢ـ حوالۂ مذکور

٩٣ـ اسد الغابه۔ المجلد الثالث، ص ٥٤

٩٤ـ الاصابه۔ المجلد الثانی، ص ٩٢٧

٩٥ـ السیرة النبویة والآثار المحمدیة۔ باب المغازیه (سریة ابی قتادهؓ الی اضح) الجزء الثانی، ص ٢٥٨

٩٦ـ حوالۂ مذکور ایضاً

٩٧ـ البدایة والنهایة۔ الجزء الاول، ص ٦٥٦۔عیون الاثر،الجرء الاول،ص ١٥٢ سات شعر

٩٨ـ الاستیعاب۔ الجزء الثانی، ص ٣٠٠

٩٩ـ حوالۂ مذکور، ص ١٦٣، ١٦٤

١٠٠ـ حوالۂ مذکور، ص ٣٠٠

١٠١ـ عیون الاثر۔ الجزء الثانی، ص ٢٣٢، ٢٣٣

١٠٢ـ الاسدالغابة۔ المجلد الثالث، ص ٥٤

١٠٣ـ الاصابه۔ المجلد الثانی، ص ٩٣٦

١٠٤ـ حوالۂ مذکور

١٠٥ـ *الرشید(ماہنامہ،نعت نمبر) حصہ اول،ص* ١١٠ بحوالہ کتاب الاغانی لابن الفرح الاصبهانی، ١٨/١٥۔ قصص العرب ٢/٢٧٦۔

۱۰۶۔ عہد رسالت میں نعت، ص ۸۳، بحوالہ حیاۃ صحابہ، مولوی محمد یوسف کاندھلوی، حصہ اول، ص ۳۱۳۔
۱۰۷۔ الاستیعاب. المجلد الثالث، ص ۳٦.
۱۰۸۔ اسد الغابہ. المجلد الثالث، ص ۲۳۹.
۱۰۹۔ حوالۂ مذکور ایضاً.
۱۱۰۔ الاصابہ. المجلد الثانی، ص ۱۰۴٦.
۱۱۱۔ الاستیعاب، المجلد الثالث، ص ۳٦.
۱۱۲۔ الاصابہ. المجلد الثانی، ص ۱۰۴٦. اسد الغابہ. المجلد الثالث، ص ۲۳۹.
۱۱۳۔ حوالۂ مذکور ایضاً
۱۱۴۔ حوالہ مذکور ایضاً
۱۱۵۔ الاستیعاب. المجلد الثالث، ص ۳٦.
۱۱٦۔ حوالۂ مذکورہ ایضاً
۱۱۷۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۵۵۲. اسد الغابہ. المجلد الثالث، ص ۲۳۹. الاصابہ. المجلد الثانی، ص ۱۰۴۵
۱۱۸۔ الاستیعاب. المجلد الثالث، ص ۳٦.
۱۱۹۔ اسد الغابہ. المجلد الثالث، ص ۲۳۹.
۱۲۰۔ الاستیعاب، المجلد الثالث، ص ۳۷.
۱۲۱۔ الاصابہ. المجلد الثانی، ص ۱۰۴٦.
۱۲۲۔ السیرۃ النبویہ لابن ہشام، ص ۵۵۲، ۵۵۳.
۱۲۳۔ اسد الغابہ. المجلد الثالث، ص ۲۳۹، ۲۴۰.
۱۲۴۔ الاستیعاب. المجلد الثالث، ص ۳۷. صاحب استیعاب لکھتے ہیں کہ یہ اشعار تاریخ طبری ۳/۶۴ میں اس طرح درج ہیں۔

اذ اباری الشیطان فی سنن الرب...... سبح و من مال میلہ مثبور
امن اللحم و الغطام لربی ...... ثمہ نفس الشہید انت النذیر
اننی عنک زاجز ثم حی ...... من لوی فکلمہم مغرور
عمہ بزینہ بنو جمح و توازرت فیہ بنو سمہد
فالیوم امن بعد قسوتہ ...... عظمی و امن بعدہ لحمی
لمحمد ولما یجئ بہ ...... من سنۃ البرہان و الحکم

(استیعاب المجلد الثالث، ص ۳۷، حاشیہ نمبر ۵)

۱۲۵۔ الاصابہ. المجلد الثانی، ص ۱۰۴٦.
۱۲٦۔ حوالہ مذکور ایضاً.
۱۲۷۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۵۵۲، ۵۵۳. البدایۃ و النہایہ. الجزء الاول، ص ۲٦۰.
۱۲۸۔ الاصابہ. المجلد الثانی، ص ۱۰۴٦
۱۲۹۔ اسد الغابہ. المجلد الثالث، ص ۲۳۹، ۲۴۰. الاستیعاب. المجلد الثالث، ص ۳۷. المجموعۃ النبہانیہ، الجزء الاول، ص ۲۰۹.

۱۳۰۔ برصغیر ہندوپاک میں نعتیہ شاعری، ص ۳۲۰۔
۱۳۱۔ السیرۃ النبویہ لابن ہشام، ص ۵۵۳۔
۱۳۲۔ حوالۂ مذکور ایضاً۔
۱۳۳۔ اسد الغابہ۔ المجلد الثالث، ص ۲۴۰۔
۱۳۴۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۵۵۳۔
۱۳۵۔ الاصابہ۔ المجلد الثانی، ص ۱۰۴۷ چار شعر۔
۱۳٦۔ اسد الغابہ۔ المجلد الثالث، ص ۲۴۰۔ الاستیعاب، المجلد الثالث، ص ۳۸۔
۱۳۷۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۵۵۳۔ البدایۃ و النھایۃ۔ الجزء الاول، ص ۲٦۰۔
۱۳۸۔ الاصابہ۔ المجلد الثانی، ص ۱۲۳۱ با الفاظ تغیر
۱۳۹۔ اسد الغابہ۔ المجلد الرابع، ص ۲۱۴، ۲۱۵۔ المجموعۃ النبہانیہ۔ الجزء الاول، ص ۴۷ تین شعر۔
۱۴۰۔ الاصابہ۔ المجلد الثانی، ص ۱۰۹۲
۱۴۱۔ الوفا باحوال مصطفےٰ لابن الجوزی (اردو)، ص ۱۰٦۔ شعر الدعوۃ الاسلامیہ، ص ۱۰۹۔ البدایۃ و النھایۃ، الجزء الاول، ص ۳٦۳۔
۱۴۲۔ البدایۃ و النھایۃ الجزء الاول، ص ۳٦۳
۱۴۳۔ حوالۂ مذکور ۹ شعر۔ الوفا باحوال مصطفےٰ لابن جوزی (اردو) ص ۱۰٦۔ الدعوۃ الاسلامیہ، ص ۱۰۹۔
۱۴۴۔ الاصابہ المجلد الثانی، ص ۱۳۸۹ تین شعر
۱۴۵۔ الاصابہ۔ المجلد الثالث، ص ۱۵۷۴
۱۴٦۔ حوالۂ مذکور، ص ۱٦۳۱
۱۴۷۔ اسد الغابہ۔ المجلد الاول، ص ۵۵٦
۱۴۸۔ الاصابہ۔ المجلد الاول۔ ص ۵۵٦۔ الاستیعاب۔ المجلد الاول، ص ۳۴۰۔ اسد الغابہ۔ المجلد الاول، ص ۵۵٦۔
۱۴۹۔ السیرۃ النبویۃ والآثار المحمدیۃ۔ الجزء الاول، ص ۱۳۲۔ السیرۃ الحلبیۃ۔ باب ماجاء من امر رسول......الخ۔ الجزء الاول، ص ۲۰۱ با الفاظ تغیر۔ حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۱۴۵ دو شعر (اول و دوم)
۱۵۰۔ السیرۃ النبویہ والآثار المحمدیۃ بھامش السیرۃ الحلبیۃ۔ الجزء الاول، ص ۱۳۲۔ السیرۃ الحلبیۃ، الجزء الاول، ص ۲۰۱، ۲۰۲۔ حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۱۲۴ با الفاظ تغیر۔ البدایۃ و النھایۃ۔ الجزء الاول، کتاب سیرت رسول اللہؐ، ص ۳٦۱۔ عیون الاثر۔ الجزء الاول، ص ۱۵۵ با الفاظ تغیر۔ اسد الغابہ۔ المجلد الخامس، ص ۵۔ الاستیعاب۔ المجلد الثالث۔ ص ۴۰۰۔ المجموعۃ النبہانیۃ۔ الجزء الاول، ص ۷٦۔ الاصابہ۔ المجلد الثالث، ص ۱۷۳٦ دو شعر (اول و ثانی)
۱۵۱۔ السیرۃ النبویہ لابن ہشام، ص ۵۸۷

۱۵۲۔ حوالۂ مذکور
۱۵۳۔ حوالۂ مذکور. الاصابہ. المجلد الثالث، ص ۱۷۵۵ . اسد الغابہ. المجلد الخامس، ص ۳۹ دو شعر. الاستیعاب. المجلد الثالث، ص ۳۱۳ .اول شعر. السیرۃ النبویۃ والآثار المحمدیۃ. الجزء الثانی، باب المغازیۃ(غزوۃ الطائف)، ص ۳۰۶، ۳۸۴ . المجموعۃ النبہانیۃ. الجزء الاول، ص ۴۷
۱۵۴۔ عیون الاثر. الجزء الثانی، ص ۳۲۸ .الاصابہ. المجلد الثالث، ص ۱۷۶۰
۱۵۵۔ السیرۃ النبویہ لابن ہشام. ص ۲۳۸ عیون الاثر، الجزء الثانی، ص ۳۹۲. المجلد الخامس، ص ۴۷. الاستیعاب. المجلد الثالث ص ۳۱۶. المجموعۃ النبہانیۃ. الجزء الاول، ص ۴۷ (سات، سات اشعار). الاصابہ المجلد الثالث، ص ۱۷۶۰ (پانچ شعر)
۱۵۶۔ الاصابہ. المجلد الثالث، ص ۱۸۳۷
۱۵۷۔ الاسد الغابہ، المجلد الثالث، ص ۲۰۷ . السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۱۵۴
۱۵۸۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۱۵۳، ۱۵۴
۱۵۹۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۵۴
۱۶۰۔ حوالۂ مذکور
۱۶۱۔ حوالۂ مذکور، اسد الغابہ، المجلد الثالث، ص ۲۰۸
۱۶۲۔ الاصابہ، المجلد الثانی، ص ۱۰۲۷
۱۶۳۔ اسد الغابہ. المجلد الثالث، ص ۲۰۸
۱۶۴۔ الاستیعاب، المجلد الثالث، ص ۲۱
۱۶۵۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۱۵۴
۱۶۶۔ حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلینؐ، ص ۸۸
۱۶۷۔ حوالۂ مذکور
۱۶۸۔ الخصائص الکبریٰ. الجزء الاول، باب ماوقع فی الھجرۃ من الآیات والمعجزات، ص ۳۱۳
۱۶۹۔ السیرۃ النبویۃ والآثار المحمدیۃ بھامش السیرۃ الحلبیۃ. الجزء الاول، باب ماجاء من امر رسول...... الخ، ص ۳۲۶. السیرۃ الحلبیۃ، الجزء الثانی، باب الھجرت الی المدینۃ، ص ۵۴.
۱۷۰۔ السیرۃ النبویۃ والآثار المحمدیۃ، الجزء الاول، ص ۳۳۱
۱۷۱۔ السیرۃ الحلبیۃ. الجزء الثانی، ص ۶۱
۱۷۲۔ حوالۂ مذکور، ص ۶۲
۱۷۳۔ حوالۂ مذکور، ص ۵۴ عن انس بن مالکؓ. البدایۃ والنھایۃ. الجزء الاول، ص ۳۵۲. الخصائص الکبری. الجزء الاول، باب ما وقع فی الھجرۃ من الآیات و المعجزات، ص ۳۱۳
۱۷۴۔ السیرۃ الحلبیۃ. الجزء الثانی، ص ۵۴
۱۷۵۔ السیرۃ النبویۃ والآثار المحمدیۃ. الجزء الثالث، باب ومن معجزاتہؐ مافضلہ اللہ بہ زائد علیٰ غیرہ من کمال خلقہ وجمال صورتہ...... الخ، ص ۲۷۴
۱۷۶۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۷۴، ۲۷۵
۱۷۷۔ السیرۃ النبویہ لابن ہشام، ص ۳۴۴

۱۷۸۔ حوالۂ مذکور
۱۷۹۔ حوالۂ مذکور، ص ۵۱۶۔ البدایة والنهایة، الجزء الاول، ص ۶۱۷
۱۸۰۔ الاصابه. المجلد الاول، ص ۲۲۱۳
۱۸۱۔ اسد الغابه. المجلد الثانی، ص ۵۵۰
۱۸۲۔ حوالۂ مذکور
۱۸۳۔ السیرۃ النبویة والآثار المحمدیة. الجزء الثانی، باب مغازیۂ (غزوۂ احد)، ص ۲۶. السیرۃ النبویة لابن هشام، ص ۳۸۱. عیون الاثر. الجزء الثانی، ص ۱۷. البدایة و النهایة الجزء الاول، ص ۵۲۶. اسد الغابة المجلد الثانی، ص ۵۵۱
۱۸۴۔ الاصابه. المجلد الرابع، ص ۲۲۱۷
۱۸۵۔ حوالۂ مذکور
۱۸۶۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۳۶۲. اسد الغابه. المجلد السابع، ص ۲۹۲
۱۸۷۔ حوالۂ مذکور
۱۸۸۔ اسد الغابه. المجلد الاول، ص ۲۱۸. الاستیعاب. المجلد الاول، ص ۱۸۰
۱۸۹۔ الاصابه. المجلد الاول، ص ۵۰
۱۹۰۔ اسد الغابه. المجلد الاول، ص ۲۵۴
۱۹۱۔ حوالۂ مذکور، چھ شعر، المجموعة النبهانیة، الجزء الاول، ص ۷۳ پانچ شعر. الاصابه. المجلد الاول، ص ۵۸
۱۹۲۔ الاصابه. المجلد الثانی، ص ۱۰۰۶. الاستیعاب. المجلدالاول، ص ۲۲۹
۱۹۳۔ الاستیعاب، المجلد الثالث، ص ۴
۱۹۴۔ البدایة و النهایة. الجزء الاول، ص ۲۳۷ چار شعر. اسد الغابه. المجلد الاول، ص ۲۵۷ تین شعر. الاصابه. المجلد الثانی، ص ۱۰۰۶ ایک شعر.
۱۹۵۔ الرشید (ماہنامہ۔ نعت نمبر) حصہ اول، ص ۸۷، بحوالہ لسان العرب لابن منظور ۲/۱.
۱۹۶۔ الاصابه. المجلد الاول، ص ۱۳۸
۱۹۷۔ السیرۃ النبویة لابن هشام، ص ۶۵۷
۱۹۸۔ حوالۂ مذکور
۱۹۹۔ حوالۂ مذکور. عیون الاثر. الجزء الاول، ص ۳۳۳
۲۰۰۔ الاصابه، المجلد الاول، ص ۱۵۶ ایک شعر.
۲۰۱۔ البدایة و النهایة. الجزء الاول، ص ۲۹۷. اسد الغابه. المجلد الاول، ص ۳۵۰. حجة الله علی العالمین، ص ۳۵۳
۲۰۲۔ الاصابه. المجلد الاول، ص ۱۵۶
۲۰۳۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۸۵
۲۰۴۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۲۷. اسد الغابه، المجلد الاول، ص ۲۶۱
۲۰۵۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۵۴
۲۰۶۔ السیرۃ النبویة لابن هشام، ص ۵۱۶

۲۰۷۔ الاصابہ. المجلد الاول، ص ۲۳۸ . اسد الغابہ، المجلد الاول، ص ۴۹۹. الاستیعاب. المجلد الاول، ص ۳۲۹
۲۰۸۔ الاصابہ. المجلد الاول، ص ۲۹۲
۲۰۹۔ حوالۂ مذکور
۲۱۰۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۷۵
۲۱۱۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۲۳
۲۱۲۔ حوالۂ مذکور
۲۱۳۔ حوالۂ مذکور ۳۴۴
۲۱۴۔ حوالۂ مذکور
۲۱۵۔ حوالۂ مذکور، ص ۴۲۳
۲۱۶۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۶۴
۲۱۷۔ حوالۂ مذکور ص ۴۰۴
۲۱۸۔ الاستیعاب. المجلد الاول، ص ۴۳۰
۲۱۹۔ الاصابہ. المجلد الاول، ص ۴۰۴. الاستیعاب. المجلد الاول، ص ۴۲۹ اور الجزء الثانی، ص ۷۶. اسد الغابہ. المجلد الثانی ، ص ۷۷ صاحب استیعاب و اسد الغابہ نے پہلا مصرع یوں درج کیا ہے. 'اضحی فوادی من سلیمی مقصداً' اور استیعاب کی ایک روایت کے مطابق "اضحی قلبی من سلیمی مقصداً" ہے.
۲۲۰۔ الاستیعاب. المجلد الاول، ص ۴۳۰. الرشید (ماہنامہ، نعت نمبر)، ص ۸۱ بحوالہ دیوان حمید بن ثورؓ، ص ۲۸ دوسرا مصرع یوں درج ہے. "حتی ارانا ربنا محمداً"
(یہاں تک کہ ہمارے رب نے ہمیں محمد کو دکھا دیا)
۲۲۱۔ الاصابہ. المجلد الاول، ص ۴۵۲
۲۲۲۔ شعر الدعوۃ الاسلامیہ. ص ۱۲۹ بحوالہ فتوح الشام ۲۱، ۲۲
۲۲۳۔ اسد الغابہ. المجلد الثانی ، ص ۱۶۹ . الاصابہ. المجلد الاول، ص ۴۸۴
۲۲۴۔ الاصابہ. المجلد الاول، ص ۵۱۵
۲۲۵۔ حوالہ مذکور. الخصائص الکبریٰ. الجزء الثانی، باب ماوقع فی قدوم خفاف بن فضلۃؓ. ص ۵۸.
۲۲۶۔ حوالۂ مذکور، ص ۵۴۷
۲۲۷۔ حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۱۴۲ . اسد الغابہ. المجلد الثانی، ص ۲۰۸ بالائی دو شعر۔ شعر دوم میں "فترکتہ" کی جگہ "فکسرتہ" اور "قراضاً" کی جگہ "قرّاص" درج ہے۔
۲۲۸۔ الاصابہ المجلد الاول، ص ۵۴۸
۲۲۹۔ حوالہ مذکور، ص ۷۶. السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۵۵۵
۲۳۰۔ اسد الغابہ. المجلد الثانی، ص ۲۴۱ چھ شعر. الاصابہ. المجلد الاول، ص ۵۶۷ دو شعر
۲۳۱۔ حجۃ اللہ علی العالمین. ص ۳۳۳. الخصائص الکبریٰ. الجزء الثانی، باب قصۃ الذئب، ص ۱۰۴
۲۳۲۔ اسد الغابہ. المجلد السابع، ص ۴۸. المجلد الثانی، ص ۳۲۵

۲۳۳۔البدایہ و النهایة. الجزء الاول، ص ۳۳۱
۲۳۴۔السیرۃ الحلبیة. الجزء الثالث، باب ذکر مغازیةً (غزوۃ الطائف) ص ۱۲۶ . السیرۃ البنویة والآثار المحمدیة. الجزء الثانی، باب المغازیة (غزوہ الطائف) ص ۳۰۷
۲۳۵۔ عیون الاثر . الجزء الثانی، ص ۲٦۳، ۲٦۴
۲۳٦۔ البدایة و النهایة. الجزء الاول، ص ۳۳۱
۲۳۷۔ حوالۂ مذکور
۲۳۸۔ حوالۂ مذکور .ص ٦۸۰
۲۳۹۔ الاستیعاب. المجلد الثانی، ص ۹۷
۲۴۰۔ اسد الغابہ. المجلد الثانی، ص ۳۲۵
۲۴۱۔ السیرۃ الحلبیة. الجزء الثالث، ص ۱۲٦
۲۴۲۔ المجموعة النبهانیة. الجزء الاول، ص ۴۷، ۴۸
۲۴۳۔ الاصابہ. المجلد الاول، ص ٦۳۳
۲۴۴۔ حوالۂ مذکور، ص ٦۵۸
۲۴۵۔ حوالۂ مذکور ، ص ۷۵۴
۲۴٦۔ حوالۂ مذکور، ص ۷۵۹. دیوان الشمّاخ، ص ۱۱۹
۲۴۷۔ حوالۂ مذکور ص ۸٦۰
۲۴۸۔ الرشید(ماہنامہ۔نعت نمبر) حصہ اول، ص ۹۸ بحوالہ حیلة الصحابة لمحمد یوسف الکاندلوی ۵۳۱/۱
۲۴۹۔ اسد الغابہ. المجلد الثالث، ص ۱۰۳ . الاصابہ.المجلد الثانی، ص ۴٦۹ آپ کا نام "کرادہ" اور شعر کا لفظ اول "فاشہد" لکھا ہے۔
۲۵۰۔ اسد الغابہ .المجلد الثالث، ص ۱۲۲ . الاستیعاب. المجلد الاول، ص ۳۳٦ بتغیر کثیر
۲۵۱۔ المجموعة النبهانیة. الجزء الاول ، ص ۴۵. اول دو شعر۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام) ص ۵۷۳، ۵۷۴
۲۵۲۔ السیرۃ النبویہ لابن هشام، ص ۵۷۴.
۲۵۳۔حوالۂ مذکور، ص ۵۷۴. البدایة و النهایة، الجزء الاول ، ص ٦۷۵.
۲۵۴۔ حوالۂ مذکور ایضاً.
۲۵۵۔ حوالۂ مذکور، ص ۵۷۴.
۲۵٦۔ حوالۂ مذکور، ص ۵۷۴، ۵۷۵.
۲۵۷۔ حوالۂ مذکور ایضاً، البدایہ والنهایہ. الجزء الاول ص ٦۷۵ . عیون الاثر. الجز الاول، ص ۲٦۴، ۲٦۵.
۲۵۸۔ السیرۃ النبویہ لابن هشام، ص ۵۷۵.
۲۵۹۔ الاصابہ المجلد الاول، ص ۵۵۰ دو شعر.
۲٦۰۔ السیرۃ النبویة لابن هشام، ص ۵۷۵.
۲٦۱۔ حوالۂ مذکور، ص ۵۷٦، ۵۷۷.
۲٦۲۔ حوالۂ مذکور، ص ۵۷٦ البدایة و النهایہ ، الجزء الاول، ص ٦۷٦ .

۲۶۳_حوالۂ مذکور، ۵۶۷، ۵۶۹.

۲۶۴_حوالۂ مذکور، ۵۶۷.

۲۶۴_ البداية و النهاية. الجزء الاول، ص ۳۵۸، باب سيرة رسولؐ هواتف الجان و كلام الكهان فی المبعث. المجموعة النبهانيه، الجزء الاول، ص ۷۵ بحواله كتاب شرف الرسول لابن عبد السميع الهاشمی.

۲۶۵ _ المجموعة النبهانية. الجزء الاول، ص ۴۸، ۴۹. مشكٰوة النعت، ص ۴۸۳.

۲۶۷_ حوالۂ مذکور

۲۶۸ الاصابه. المجلد الثانی، ص ۱۱۸۹

۲۶۹_ حوالۂ مذکور

۲۷۰_ حوالۂ مذکور

۲۷۱_ حوالۂ مذکور، ص ۱۱۵۹

۲۷۲_ اسد الغابه. المجلد الثالث، ص ۴۳۰

۲۷۳_ الاستيعاب، المجلد الثانی ص ۲۵۴

۲۷۴_ السيرة النبوية لابن هشام، ص ۲۰۷. الاصابه. المجلد الثانی، ص ۱۳۲۱

۲۷۵_ اسد الغابه. المجلد الرابع، ص ۱۹۴

۲۷۶_ الاصابه. المجلد الثانی، ص ۱۳۲۱. اسد الغابه. المجلد الرابع، ص ۱۹۵

۲۷۷_ اسد الغابه. المجلد الرابع، ص ۱۹۵، ۱۹۴ پانچ شعر. الاصابه. المجلد الثانی، ص ۱۳۲۲ چار شعر.

۲۷۸_ السيرة النبويه لابن هشام، ص ۲۰۸. اسد الغابه، المجلد الرابع، ص ۱۹۵، مصرع خامس نہیں لکھا۔

۲۷۹_ السيرة النبوية لابن هشام، ص ۵۴۰. اسد الغابة. المجلد الرابع، ص ۲۱۳ بتغیر الفاظ کثیر چھ شعر. الاصابه. المجلد الثانی، ص ۱۳۳۰ اور ۱۵۴۰ چھ شعر "اللّٰهم" الاستيعاب المجلد الثالث، ص ۲۶۰ باالفاظ تغیر. البداية و النهاية. الجزء الاول، ص ۶۴۶ "لاهُمّ" آٹھ شعر. حجة الله على العالمين، ص ۳۵۴. المجموعة النبهانية. الجلد الاول، ص ۴۸. چھ شعر باالفاظ تغیر علامہ نبہانی نے شاعر کا نام عمرو بن مالک الخزاعی لکھا ہے۔ السيرة الحلبية. الجزء الاول، باب فتح الله شرفهه الله تعالىٰ، ص ۷۱ تین شعر

۲۸۰_ الاصابه. المجلد الثانی ص ۱۳۶۰

۲۸۱_ الاستيعاب. المجلد الثالث، ص ۲۸۱. اسد الغابه. المجلد الرابع، ص ۲۶۲

۲۸۲_ الاصابه. المجلد الثانی، ص ۱۳۶۳

۲۸۳_ الاستيعاب، المجلد الثانی، ص ۲۸۰

۲۸۴_ الاصابه، المجلد الثانی، ص ۱۳۶۳

۲۸۵_ البداية و النهاية. الجزء الاول، ص ۲۲۷ (فركب عمرو بن معدی كرب حتىٰ قدم على رسول اللهؐ فاسلم)، اسد الغابه. المجلد الرابع، ص ۲۶۱ (قدم على النبیؐ فی وفد مراد. ووفدمعهم الى النبیؐ فاسلم معهم)، الاستيعاب. المجلد الثالث، ص ۲۷۹. (قدم على رسول اللهؐ فی وفد زبيد فاسلم. قدم على رسول اللهؐ عمرو بن معدی كرب فی وفد زبيد فاسلم). الاصابه، المجلد الثانی، ص ۱۳۶۰ (قدم عمرو بن معد يكرب على رسول اللهؐ فی وفد زبيد فا سلم)

٢٨٦۔ اسد الغابہ. المجلد الرابع، ص ٢٦١. البداية و النهاية. الجزء الاول، ص ٧٢٢. (فلما توفی رسول اللہؐ ارتد عمروبن معدی کرب)، الاصابہ. المجلد الثانی، ص ١٣٦٠
٢٨٧۔ البداية والنهاية. الجزء الاول، ص ٧٢٢ (ثم رجع الی الاسلام و حسن اسلامه و شهد فتوحات کثیره فی ایام الصدیق و عمرو الفاروق رضی الله عنهما و کان من الشجعان المذکورین و لا بطال المشهورین و الشعراء المجیدین). اسد الغابہ. المجلد الرابع، ص ٢٦١(عاد الی الاسلام). الاصابہ. المجلد الثانی، ص ١٣٦ (فعاود اسلام)
٢٨٨۔ البداية والنهاية. الجزء الاول، ص ٧٢٢.
٢٨٩۔ الاصابہ. المجلد الثانی، ص ١٣٥١.
٢٩٠۔ حوالہ مذکور، المجلد الثالث، ص ١٥٧٨.
٢٩١۔ السيرة النبوية لابن هشام، ص ٦٣٥. اسد الغابہ. المجلد الرابع، ص ٣٤١.
٢٩٢۔ حوالہ مذکور، ص ١٦٣١. الاصابہ، المجلد الثالث، ص ٣٤٣. شعر دوم کے مصرع اول میں 'فزیت' کی جگہ "یممت" درج ہے. اسد الغابہ. المجلد الرابع. ص ٣٤٣. عيون الاثر. الجزء الثانی، ص ٣٢١. البداية والنهاية. الجزء الاول، ص ٧٢٢.
٢٩٣۔ اسد الغابة. المجلد الرابع، ص ٣٤٧. الاصابہ. المجلد الثالث، ص١٥٨٥. السيرة النبوية لا بن هشام، ص ٥٥٢. السيرة النبوية والآثار المحمدية. الجزء الثانی، باب غزوه الفتح الاعظم وهو فتح مكة شرفها الله تعالیٰ، ص ٢٨٣. المجموعة النبهانية. الجزء الاول، ص ٧٦. البداية والنهاية، الجزء الاول، ص ٦٦٠. عيون الاثر، الجزء الثانی، ص ٢٣٢.
٢٩٤۔ شعر الدعوة الاسلاميه، ص٣٥.
٢٩٥۔ الاستيعاب. المجلد الثالث، ص ٣٦٤، ٣٦٥. اسد الغابہ. المجلد الرابع. ص ٣٧٩. الاصابہ. المجلد الثالث، ص ١٦١٣.
٢٩٦۔ الاصابہ. المجلد الثالث، ص ١٦١٣.
٢٩٧۔ حوالہ مذکور، ص ١٦١٧. المجموعة النبهانيه، الجلد الاول، ص ٥١، ٣، ٣شعر.
٢٩٨۔ حوالہ مذکور، ص ١٦٢٢. السيرة النبوية والآثار المحمدية، الجزء الثالث، باب ذكر كتابةً قطن بن حارثة العليمی، ص ٨٩.
٢٩٩۔ السيرة النبوية ابن هشام. ص ٣٤٣. البداية والنهاية. الجزء الاول، ص٥٥٥، پندره اشعار. المجموعة النبهانية، الجزء الاول، ص ٧٣، ٧٤ نو شعر. الاصابہ. المجلد الثالث، ص ١٦٢٦، ١٦٢٧ تین شعر.
٣٠٠۔ السيره النبوية لابن هشام، ص ٣٤٣.
٣٠١۔ الاستيعاب، المجلد الثالث، ص ١٦٣٨.
٣٠٢۔ الاصابہ. المجلد الثالث، ص١٦٣٨.
٣٠٣۔ حوالہ مذکور
٣٠٤۔ حوالہ مذکور، ص ١٦٣٨، ١٦٣٩
٣٠٥۔ حوالہ مذکور ص ١٧٠١. المجموعة النبهانية. الجزء الاول، ص٧٥. الخصائص الكبریٰ. الجزء الثانی، باب ماوقع فی وفد حضرموت من الأيات، ص ٣٦ بتغير كثير.

۳۰۶۔ الاصابہ. المجلد الثالث، ص۱۷۲۴ ۔
۳۰۷۔ حوالہ مذکور۔
۳۰۸۔ اسد الغابہ. المجلد الرابع،ص۳۸۳۔
۳۰۹۔ جمہرۃ اشعار العرب، ص۵۷۔
۳۱۰ حوالہ مذکور، ص ۵۸۔
۳۱۱۔ حوالہ مذکور۔
۳۱۲ الاصابہ. المجلد الثالث، ص ۱۷۲۴ ۔
۳۱۳۔ الاستیعاب، المجلد الثالث، ص ۳۹۳. اسد الغابہ. المجلد الرابع، ص۳۸۳۔
۳۱۴۔ جمہرۃ اشعار العرب، ص۵۷
۳۱۵۔ الاصابہ. المجلد الثالث، ص ۱۷۲۴ . اسدالغابہ. المجلد الرابع، ص۳۸۳. الاستیعاب، المجلدالثالث، ص ۳۹۳۔
۳۱۶۔ الاستیعاب ، المجلد الثالث، ص ۳۹۴. الاصابہ. المجلد الثالث. ص۱۷۲۵ . اسد الغابہ، المجلد الرابع، ص ۳۸۳۔
۳۱۷۔ جمہرۃ اشعار العرب، ص ۵۷۔
۳۱۸۔ الاصابہ، المجلد الثالث، ص ۱۷۲۵ ۔
۳۱۹۔ حوالہ مذکور،ص۱۷۲۴ ۔
۳۲۰۔ الاستیعاب، المجلد الثالث، ص۳۹۳،۳۹۴چار شعر. اسد الغابہ. المجلدالرابع، ص ۳۸۳،۳۸۴۔
۳۲۱۔ حوالہ مذکور، پانچ شعر. ایضاً ص ۳۸۴۔
۳۲۲۔ حوالہ مذکور، ص۳۹۴. ایضاً
۳۲۳۔الاصابہ. المجلد الثانی، ص ۱۷۲۵ ۔
۳۲۴۔ اسد الغابہ . المجلد الخامس، ص ۴۲۔
۳۲۵۔ الاصابہ. المجلد الثالث، ص ۱۷۴۸ ۔
۳۲۶۔ حوالہ مذکور۔
۳۲۷۔ حوالہ مذکور، ص ۱۷۷۱ ۔
۳۲۸۔ اسد الغابۃ. المجلد الخامس، ص ۱۴۴ . الاستیعاب ، المجلد الرابع، ص۳۳. الاصابہ. المجلد الثالث،ص۱۸۲۰ ۔
۳۲۹۔ الخصائص الکبریٰ. الجزء الثانی، باب ما وقع فی وفد بنی البکاء، ص ۴۶. اسد الغابہ، المجلد الاول، ص ۳۹۱. البدایۃ والنھایۃ. الجزء الاول، ص ۲۳۱. حجۃ اللہ علی العالمین، ص۴۱۹۔
۳۳۰ حوالہ مذکور ایضاً . الاصابہ، المجلد الثانی،ص۱۸۳۵
۳۳۱۔ الاصابہ. المجلد الثالث، ص۱۸۵۵ ۔
۳۳۲۔حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۳۱۰. الاستیعاب، المجلد الثالث، ص ۴۷۰ چار شعر۔
۳۳۳۔ الاصابہ. المجلد الثالث، ص ۷۷۔

۳۳۴۔ اسد الغابہ. المجلد الخامس، ص ۲٧٦ .

۳۳۵۔ الاصابہ. المجلد الثالث، ص۱۹٧۵ .

۳۳۶۔ حوالہ مذکور، ص ۱۹٧٦ .

۳۳٧۔ حوالہ مذکور ایضاً. الاستیعاب، المجلد الرابع، ص ٧٨. اسدالغابہ، المجلد الخامس، ص ٢٧٧ .

۳۳۸۔ حوالہ مذکور، ص ١٩٧٧

۳۳۹۔ حوالہ مذکورہ ایضاً تین شعر مزید. الاستیعاب ،المجلدالرابع، ص٧٨، اسد الغابہ، المجلد الخامس، ص٢٧٧ ، المجموعة النبھانیة، الجزء الاول، ص ٧۵.

۳۴۰۔ اسد الغابہ، المجلد الخامس، ص ٢٧٧ ، الاستیعاب، المجلد الرابع، ص ۸۳، ۸۹ اور ۳۰۶، الاصابہ، المجلد الثالث، ص ١٩٧٦ ، المجموعة النبھانیة، الجزء الاول، ص ۵۱.

۳۴۱۔ الاستیعاب المجلد الرابع، ص٧٩، الاستیعاب ، المجلد الثالث، ص ١٩٧٦ .

۳۴۲۔ الاصابہ. المجلد الثالث، ص١٩٧٦ ، الاستیعاب، المجلد الرابع، ص ٧٩اور ۳۰۶، اسدالغابہ، المجلد الخامس، ص ٢٧٧، المجموعة النبھانیه، الجزء الاول ، ص ۵۱، السیرة الحلبیة، الجزء الثالث، باب ذکر نبذمن معجزاتہ، ص.۲۹۵ .

۳۴۳۔ جمھرة اشعار العرب ، ص ۲۳۱تا۲۳۵ .

۳۴۴۔ الاستیعاب، المجلد الرابع، ص ۸۲،۸۳.

۳۴۵۔ الاصابہ، المجلد الثالث، ص ١٩٧٧ .١٩٧٨ .

۳۴۶۔ اسد الغابہ، المجلد الخامس، ص٢٧٧ .

۳۴٧۔ الاستیعاب، المجلد الرابع، ص٧٩.

۳۴۸۔ الاصابہ، المجلد الثالث، ص١٩٧۵ .

۳۴۹۔ الاستیعاب، المجلد الرابع، ص٧٨،٧٩.

۳۵۰۔ الاصابہ، المجلد الثالث، ص١٩٧٧ .

۳۵۱۔ الاستیعاب، المجلد الخامس، ص٧٩.

۳۵۲۔ تاریخ الادب العربی العصر الاسلامی، ص ۱۰۳ .

۳۵۳۔ الاصابہ. المجلد الثالث، ص١٩٧٦ ،١٩٧٧ ، الاستیعاب، المجلد الرابع، ص٧٨.

۳۵۴۔ حوالہ مذکور، ص ۲۰۱٦ .حوالہ مذکور، ص ۹۲ .اسد الغابہ. المجلد الخامس، ص۳۳٧.

۳۵۵۔ حجة اللہ علی العالمین، ص ۳۵۵، المجموعة النبھانیة، ص ۵۲، الخصائص الکبریٰ، الجزء الثانی، ص ۲٧۵.۲٧٦ .

۳۵٦۔ حجة اللہ علی العالمین (اردو)، مترجم پروفیسر محمد اعجاز جنجوعہ، ص ۱۰۲۲ .

۳۵٧۔ حوالہ مذکور، ص ۳۵۵، الخصائص الکبریٰ، الجزء الثانی، باب دعائہ فی الاستسقاء وذلک مرات غیر ما تقدم، ص ٢٧٦ بتغیر الفاظ کثیر

۳۵۸۔ حوالہ مذکور.

۳۵۹۔ السیرة الحلبیة، الجزء الثانی، باب الھجرة الی المدینة، ص ۸۳ .الطبقات الشافیعة الکبریٰ، جلد۳، ص ۱٦۱ .

۳٦۰۔ الرشید (ماہنامہ، نعت نمبر)، حصہ اول، ص ۸۲ بحوالہ الروض الانف للسھیلی، ۲/٦ .

۳۶۱۔ السیرۃ النبویۃ لابن ھشام. ص ۲۸۲،۲۸۱. البدایۃ النھایۃ،الجزء الاول،ص ۴۷۲ چار شعر
۳۶۲۔حوالۂ مذکور،ص ۲۸۲ . ایضاً
۳۶۳۔حوالۂ مذکور ایضاً
۳۶۴۔حوالۂ مذکور ،ص ۲۸۱
۳۶۵۔حوالۂ مذکور ایضاً
۳۶۶۔شعر الدعوت الاسلامیہ، ص ۶۲ .
۳۶۷۔الرشید (ماہنامہ نعت نمبر)،حصہ اول،ص ۹۲ . بحوالہ الروض الانف ۲۱۸/۱ شعر الدعوت الاسلامیہ،ص ۶۲ .
۳۶۸۔السیرۃ النبویۃ والآثار المحمدیۃ. الجزء الثالث، باب ومن معجزاتہؐ مافضل اللہ بہ زائدا علی عیزہ فی کمال خلقہ وجمال صورتہ......الخ، ص ۲۱۲ .
۳۶۹۔شعر الدعوت اسلامیہ، ص ۶۲ ۔ارمغان نعت،ص ۴۲۔مشکوٰۃ النعت ،ص ۳۲۰.
۳۷۰۔ برصغیر پاک و ہند میں عربی نعتیہ شاعری،ص ۳۲۵۔
۳۷۱۔ کتاب العمدۃ، الجلد الاول، ص ۱۴ .
۳۷۲۔طبقات ابن سعد، الجلد الثانی. ص ۳۱۹.
۳۷۳۔المجموعۃ النبھانیۃ، الجلد الاول، ص ۵۴ .
۳۷۴۔ مشکوٰۃ النعت،ص ۱۲۷ .
۳۷۵۔ ارمغان نعت،ص ۴۴.
۳۷۶۔شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاریؓ، ص ۲۲۱ .
۳۷۷۔الدیوان لسید ناعلیؓ مع حاشیہ بعمدۃ البیان، ص ۵۴ . دیوان حضرت علی (مترجم اردو)،ص ۷۸.
۳۷۸۔السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، ص ۴۳۰اور ۴۴۵.
۳۷۹۔ حوالہ مذکور، ص ۴۳۰.
۳۸۰۔ حوالہ مذکور،ص ۴۴۵.
۳۸۱۔ حوالہ مذکور،ص ۳۵۱.
۳۸۲۔ المجموعۃ النبھانیہ، ص ۶۰ .
۳۸۳۔برصغیر پاک و ہند میں عربی نعتیہ شاعری،ص ۳۲۷.
۳۸۴۔السیرۃ النبویۃلابن ھشام، ص ۴۴۵، دیوان علیؓ مع حاشیہ عمدۃ البیان، ص ۷۵،۷۶.
۳۸۵۔حوالۂ مذکور ص ۳۵۱. الدیوان علی مع حاشیہ عمدۃ البیان، ص ۹۶ .
۳۸۶۔ دیوان علیؓ (اردو) ترجمہ مولوی سعید احمد اعظم گڑھی،ص ۳۱۳
۳۸۷۔ الخصائص الکبریٰ، الجزء الاول، باب ماوقع عند وفاۃ امہؐ من الآیات، ص ۱۳۵ .
۳۸۸۔شاعرات فی عصر النبوۃ، ص ۵۷.
۳۸۹۔ حوالہ مذکور
۳۹۰۔ الرشید (ماہنامہ نعت نمبر)،حصہ اول،ص ۲۷ بحوالہ شرح الزرقانی، علی المواھب اللدنیہ ۲۳۴/۳ .
۳۹۱۔ الخصائص الکبریٰ. الجزء الاول، باب الآیۃ فی عرقہ الشریفؐ، ص ۱۱۵ ،یہی روایت معمولی تغیرات الفاظ کے ساتھ تاریخ بغداد ۲۵۳/۱۳ اور حلیۃ الاولیاء للاصبھانی ۴۶/۲ پر بھی موجود ہے۔

۳۹۲۔ الرشید (ماہانہ،نعت نمبر)،حصہ اول،ص ۹۸ .
۳۹۳۔اسد الغابہ، المجلد السابع، ص ۲۱، الاصابہ، المجلد الرابع، ص ۲۴۲۵، دو شعر.
۳۹۴۔حوالہ مذکور ایضاً.
۳۹۵۔ طبقات ابن سعد، جلد دوم، ص ۳۳۲
۳۹۶۔ شاعراۃ فی عصر النبوۃ،ص ۱۱۵ .
۳۹۷۔طبقات ابن سعد، جلد دوم، ص ۳۲۶،۳۲۷.
۳۹۸۔ عربی میں نعتیہ کلام،ص ۱۱۳ .
۳۹۹۔ شاعرات فی عصر النبوۃ، ص ۱۵۳ .
۴۰۰۔ حوالہ مذکورہ ۱۸۴ .
۴۰۱۔ حوالہ مذکور
۴۰۲ حوالہ مذکور، ص ۱۹۰ .
۴۰۳۔ حوالہ مذکور.
۴۰۴۔ طبقات ابن سعد، جلد دوم، ص ۳۳۱.
۴۰۵۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام،ص ۳۹۷.
۴۰۶۔ الجموعۃ النبہانیۃ، الجزء الاول، ص ۶۰ . شاعرات فی عصر النبوۃ، ص ۲۴۱ .

☆......☆......☆

باب پنجم:

فصل اول:

دربار رسالت ﷺ کے چار شعراء

حضرت حسان بن ثابت الانصاریؓ کی نعوت:

اشعر الشعراء، حضرت حسان بن ثابت بن منذر بن حرام الانصاری الخزرجی النجاریؓ کا نام تیم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو بن االخزرج ہے۔ "ثم من بنی مالک بن النجار" (۱) حضرت حسان کو اسلام کے سب سے بڑے شاعر ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ آپ اولین صحابی رسولؐ ہیں، جنہیں شاعر رسول اللہؐ کا خطاب ملا۔ "کان یقال لہ شاعر رسولؐ" (۲) جب کہ دیگر شعرائے صحابہ کو شاعر اسلام سے ملقب کیا جاتا ہے۔ سید الشعراء حضرت حسان وہ پہلے صحابی ہیں، جن کے لیے حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ "ان اللہ یؤید حسان بروح القدوس، مانافح عن رسول اللہؐ" (۳) آپ نے قریش کے بڑے بڑے فصیح اللسان مشرکیں شعراء کی ہجو کہی یا ان کی کہی ہوئی ہجویات کا جواب دیا۔ جو انہوں نے دین اسلام، صاحب اسلام اور اطاعت گزاران اسلام، صحابہ علیھم الرضوان کے خلاف کہی تھیں۔ ان بدگویان میں ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب، عبداللہ بن الزبعری، عمرو بن العاص اور ضرار بن خطاب جیسے سرخیل شعرائے قریش و مشرکین شامل تھے۔ "ان الذین کانوا یھجون رسول اللہؐ من مشرکی قریش، عبد اللہ بن الزبعری، ابوسفیان بن الحارث بن عبد المطلب، عمرو بن العاص اور ضرار بن الخطاب" (۴) ایک موقع پر آپؐ نے فرمایا۔ "اھجھم اوھاجھم و جبریل معک" (۵) جب مشرکین کی عداوت حد سے بڑھ گئی اور مشرکین نے شاعری کو ہتھیار بنالیا تو آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا۔ "مایمنع القوم الذی نصروا رسول اللہؐ باسیافھم (ا) ان ینصرون بالسنتھم" (۶) تو اس وقت آپ کی بات پر سب سے پہلے لبیک کہنے والے حضرت حسان ہی تھے۔ آپ نے کہا "انا لھا" (۷) (میں حاضر ہوں یا رسول اللہؐ) اور جب حضور نبی کریم نے فرمایا۔ "کیف تھجوھم وانا منھم و کیف تھجو ابا سفیان وھوا بن عمی۔" (۸) تو اس وقت حضرت حسان نے فرمایا۔ "لا سئلنک منھم کما تسل الشعرۃ من العجین۔" (۹)

حضور نبی کریمؐ کے شعرائے خاص میں عموماً تین شعراء کا نام لیا جاتا ہے اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ ان کا تعلق

(الف) صاحب استیعاب نے "بسلاحھم" لکھا ہے۔ (الاستیعاب، المجلد الثانی، ص ۴۰۰)

انصار سے ہے۔ انصار شروع ہی سے شعر و ادب کے دل دادہ تھے اور آپؐ ان کے اس مزاج سے بخوبی آگاہ تھے۔ حضرت حسان، حضرت کعب بن مالک اور حضرت عبداللہ بن رواحہ علیہم الرضوان کا شمار، حضورؐ کے سیف اللّسان شعراء میں ہوتا تھا۔

لیکن ان میں اولیت وفضیلت حضرت حسانؓ کو حاصل تھی۔ ابوعبید کہتے ہیں۔ ''فضل حسان الشعراء بثلاث ، کان شاعر الانصار فی الجاهلیة وشاعر النبیؐ فی ایام النبوة و شاعر الیمن کلها فی الاسلام'' (۱۰) (حضرت حسان کو دیگر شعراء کے مقابل تین باتوں کے سبب فضیلت حاصل تھی۔ اول، وہ زمانۂ جاہلیت میں انصار کے شاعر تھے۔ دوم، وہ زمانۂ نبوت میں نبی کریمؐ کے خاص الخاص، منظور نظر شاعر رہے اور سوم، یہ کہ آپ زمانۂ (اشاعت) اسلام میں تمام یمن کے شاعر تھے)۔ آپ کا شمار انصار صحابہ کے جید ین میں ہوتا ہے۔ آپ دور جاہلیت میں آل جفنہ الغساسنہ ملوک الشام وملوک العراق اور قحطان یمانی (کہلان وحمیر) ملوک الیمن کے دربار سے بھی وابستہ رہے۔ آپ کے اجداد کا شمار روؤسان عرب میں ہوتا تھا۔ اس ضمن میں ابوعبیدہ کا یہ قول بھی معروف ومعتبر ہے۔ ''اجمعت العرب علی ان الشعرا اهل المدر اهل یثرب، ثم عبد القیس، ثم ثقیف، علی ان الشعرا اهل المدر حسان بن ثابت ''(۱۱) (تمام عرب کا اس مقام پر اتفاق ہے کہ تمام صحرائے (عرب) کے باشندوں میں اہل مدینہ کے شعراء اچھے ہوتے ہیں، پھر قبیلہ عبدالقیس کے، پھر قبیلہ ثقیف والوں کے، اور اس بات پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ اہل مدینہ میں سب سے بہتر حضرت حسانؓ کے اشعار رہے ہیں)، گویا حضرت حسانؓ کو بیک وقت سلطنت یمن وعرب اور قبیلہ انصار کے قومی شاعر کا درجہ حاصل تھا۔ حضرت حسانؓ کا شمار عہد جاہلیت کے بہترین شعراء میں ہوتا تھا۔ ''شعر حسان فی الجاهلیة من اجو شعر۔'' (۱۲) ابوعبیدہ اور ابوعلاء کہتے ہیں: حسان بن ثابت الشعرا اهل الحضر۔'' (۱۳) استاذ الشعراء حضرت حسانؓ کے لیے یہ تین باتیں بڑی شرف وقدر وفضیلت وعزت وعظمت کی تھیں، جنہیں اکثر صحابہ کرامؓ ذکر کیا کرتے تھے۔

شعرائے رسول، شعرائے اسلام، حضور نبی کریمؐ کے حکم کے مطابق، آپؐ کی جانب سے، میدان جہاد میں، فن شاعری میں مختلف فرائض انجام دیا کرتے تھے۔ ابن سیرین فرماتے ہیں! ''فکان حسان و کعب یعارضا نهم مثل قولهم فی الوقائع والایام و المائر و یذکرون مثالبهم، و کان عبد الله بن رواحه یعیرهم بالکفر و بعبادة مالا یسمع ولاینفع فکان قوله اهون القول علیهم و کان قول حسان و کعب اشد القول علیهم، فلما اسلموا کان قول عبد الله اشدالقول علیهم.''
(۱۴) پس حسان وکعب تو انہیں (مشرکین) کے اقوال کی مشاکلت کرتے تھے، واقعات، حوادث اور فضائل

(نسب) کے بیان میں اور مشرکین کے معائب (ذاتی) بیان کیا کرتے تھے۔ اور عبداللہ بن رواحہ انہیں کفر اور ایسی چیزوں کی پرستش کی عار دلایا کرتے تھے، جو نہ سن سکتے ہیں اور نہ نفع پیش کر سکتے ہیں، لہٰذا عبداللہ بن رواحہؓ کا کلام انہیں نرم معلوم ہوتا تھا اور حسان وکعب علیہم الرضوان کا کلام انہیں بہت گراں گزرتا تھا، مگر جب کفار قریش مسلمان ہوئے اور سمجھ ان کی درست ہوئی تو عبداللہ بن رواحہؓ کا قول انہیں سخت معلوم ہوا)

سلطان الشعراء حضرت حسان نے اپنی عمر کے ساٹھ برس جاہلیت میں گزارے اور ساٹھ برس اسلام میں۔ اسی طرح ان کے والد ثابت اور ان کے دادا منذر اور ان کے دادا کے والد حرام یعنی حضرت حسان کے پردادا، ان سب لوگوں کی عمریں ایک سو بیس برس ہوئیں۔ مؤرخین و ماہرین انساب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عرب میں، عرب کے کسی قبیلہ یا خاندان میں چار پشتیں، ایک نسل میں ایسی نہیں گزری ہیں جن کی مسلسل عمریں یکصد بیست برس ہوئی ہوں۔ ''وانہ عاش ستین سنة فی الجاهلية و ستين فی الاسلام و كذلك ابوه ثابت وجده المنذر و ابو جده حرام و عاش كل منهم مائة عشرين سنة غيرهم۔''(۱۵)

حضرت حسانؓ کو یہ شرف و اعزاز بھی حاصل ہے کہ آپ حضور نبی کریم ﷺ کے ہم زلف بھی تھے، یعنی حضرت حسانؓ کی اہلیہ محترمہ سیرینؓ، حضور نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت ماریہ قبطیہؓ کی بہن تھیں۔ اس طرح حضرت حسانؓ کے فرزند ارجمند حضرت عبدالرحمٰنؓ، حضور نبی کریم ﷺ کے صاحب زادے حضرت ابراہیمؑ کے حقیقی خالہ زاد بھائی تھے۔ اس لحاظ سے بھی اصحاب رسول ﷺ میں حضرت حسانؓ کو یک درجہ یکتائی حاصل تھی۔

"ووهب له النبیؐ جاريته سيرين اخت مارية فاولدها عبد الرحمن بن حسان فهوو ابراهيم ابن رسول اللهؐ ابنا خالة." (۱۶)

عشق رسولؐ، ذکر رسولؐ، نعتِ رسولؐ اور فکر رسولؐ، حضرت حسان کے لیے جنت کا سبب بنے۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہؓ حالتِ طواف میں تھیں اور ان کے ہمراہ حکیم بن خالد بن عاص کی والدہ اور ام حکیم بنت عبد اللہ بن ابی ربیعہ تھیں۔ ان خواتین نے کہا کہ ہم نے حضرت حسان کا ذکر کیا اور انہیں برا کہا تو حضرت عائشہؓ نے سن کر کہا۔ میں تو ان کے لیے اس بات کی امید رکھتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں داخل فرمائے گا۔ اس لیے کہ وہ اپنی زبان سے رسول خداؐ کی حمایت کیا کرتے تھے۔ کیا تم کو ان کا یہ شعر یاد نہیں ہے۔ (پس بہ تحقیق میرے والد اور میرے دادا اور میری آبرو، محمدؐ کی آبرو کے لیے تم لوگوں کے سامنے سپر (ڈھال) ہے۔ "ان عائشة كانت فی الطواف و معها ام حكيم بنت خالد بن العاص و ام حكيم بنت عبد الله بن ابی ربيعةفذكرنا حسان بن ثابت وسبتاه فقال عائشة انی لارجو ان يد خله الله لجنة بذبة عن النبیؐ بلسانه، اليس القائل.

فـان ابـی ووالـده وعـرضـی لعـرض محـمد منکم وقاء (۱۷)

ترجمہ: حضرت حسان کا شمار فحول شعراء میں ہوتا ہے۔ "حسان بن ثابت احد فحول الشعراء" (۱۸) حضورؐ نے آپ کے اشعار کو بہت پسند فرمایا ہے، کیوں آپ کے اشعار خرافات سے پاک، عشق رسولؐ سے پُر اور اوصاف حسنہ اور صفاتِ کریمہؐ سے متصف تھے۔ لغویات و کذبیات اور مبالغہ سے گریز آپ کی شاعری کا خاص وصف ہے۔ چوں کہ اسلام ان تمام لغویات ولہویات سے منع کرتا ہے، اس لیے آپ ان سے دور رہے۔ آپ اپنے اشعار کے بارے میں اس بات کے قائل ہیں کہ، آپ کے شعر عمدہ نہیں ہیں، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ آج دنیا میں آپ سے بڑھ کر کوئی نعت گو نہیں اور نہ ہی نعت خواں ہے۔ عرب وعجم سب، آپ کے دیوانے ہیں۔ دراصل یہ بات آپ کی عاجزی وانکساری اور شرافت وعظمت کی دلیل ہے، ورنہ آپ تو ہر زبان میں، ہر زمانے میں نعت گویان ونعت خواں کے لیے بنیاد ہیں۔ آپ مشعل راہ اور منبع ہدایت ہیں۔ علامہ اصمعی کہتے ہیں: "اشعر نکد یقوی فی الشر ویسھل فاذا دخل فی الخیر یضعف لان ھذا حسان کان من فحول الشعراء فی الجاھلیۃ جاء الاسلام سقط شعرہ۔" (۱۹)

جب حضرت حسان سے یہ بات کہی گئی کہ آپ کے اشعار کمزور کیوں ہو گئے تو آپ نے فرمایا۔ "**وقیـل لحسـان، لا لان شعرک و ھرم یا ابا الحسام، فقال للسائل، یا ابن اخی. ان الاسلام یحجز عن الکذب یعنی ان الا جادہ فی الشعر ھو الا فراط فی الذی یقول و ھو کذب یمنع الاسلام منہ فلایجی الشعرا جیداً**" (۲۰)

ملک الشعراء حضرت حسانؓ بہترین، عمدہ ترین، زود گو وزور گو شاعر تھے۔ آپ کو فی البدایہہ شعر کہنے میں ملکہ حاصل تھا۔ آپ "ماہر ہجویات" ہجو گوئی کے ملک الشعراء تھے۔ آپ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ سید الانبیاء، تاجدار نبوت، رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین ﷺ آپ کے لیے مسجد نبوی میں منبر شریف بچھواتے تھے اور آپ کو شاعری کا حکم فرماتے تھے۔ شعر کہنے کی ترغیب دیتے تھے۔ اور آپ کی شاعری کو پسند بھی فرماتے تھے، یہ تھا آپ کا سرکا ﷺ سے عشق اور سرکا ﷺ کی آپ سے محبت کا عالم، اور یہ تھی شاعر رسول، حقیقی تلمذ رحمٰن کی اہمیت وحیثیت اور یہ تھا مقام ومرتبہ آپ کا سرکار کل عالم ﷺ کی نظر میں، تو پھر کس طرح ممکن تھا کہ کوئی کا فرو مرتد فن شاعری میں آپ کو مات دے جاتا، یا یہ کیوں کر ممکن تھا کہ کوئی شاعر جاہلیت آپ کو نیچا دکھا جاتا یا آپ کو شکست دے جاتا۔ یہ تو سرکار دو عالم ﷺ کا فیض وکرم تھا کہ وہ اپنے منہ کی آپ کھاتا اور الٹے پیروں واپس پھر جاتا تھا، کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ وملائکہ آپ کے مددگار تھے۔

حضرت حسانؓ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ آپ عالم اسلام کے واحد شاعر عرب، صحابی رسول ﷺ ہیں،

جن کے لیے مسجد نبوی میں منبر بچھایا گیا۔

حضرت حسان کو یہ شرف وعز وقدر بھی حاصل ہے کہ سرکار عالی مقام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کے اشعار کو پسند فرمایا اور نہ صرف یہ کہ آپ کی حوصلہ افزائی و ہمت بندھائی بلکہ آپ کو شعر کہنے پر ابھارا اور اکسایا، خصوصاً کفار و مشرکین، مرتدین وملحدین کی ہجو کے لیے آپ کو بر سر منبر بٹھایا۔

حضور نے حضرت حسانؓ کے اشعار کے بارے میں فرمایا۔ ''اشد من وقع النبل ''(۲۱)

یعنی حضرت حسان کا ہر شعر تیر و نشتر کا کام کرتا ہے یا اشعار احسان تیر سے زیادہ سخت مجروح کرنے والے ہیں۔

اشعار حسان کے بارے میں حاکم اللسان عبدالملک بن مروان کا فیصلہ یہ ہے کہ ''ان امدح بیت قالتہ العرب بیت حسان هذا ''(۲۲) یعنی عرب نے جتنے بھی مدح میں اشعار لکھے ہیں۔ ان سب سے بہتر اشعار حضرت حسانؓ کے ہیں۔ ''حطیئہ نے آپ کو اشعر العرب قرار دیا۔ ''ابلغو الانصار ان شاعرهم اشعر العرب ''(۲۳)

حضرت حسان نے حضور نبی کریمؐ کی شان اقدس میں ایک ایسا حسین وجمیل قطعہ نذر عقیدت کیا ہے جس کی نظیر عربی نعتیہ شاعری میں کہیں اور نظر نہیں آتی۔ حضور کی ولادت با سعادت سے متعلق اتنا اعلیٰ وارفع تخیل اس قصیدہ کے سوا کہیں اور نظر نہیں آتا۔ یہ آپ کا ایسا نادر شاہ کار قطعہ ہے، اسے اگر عہد نبوی کی نعتیہ شاعری اور عربی نعتیہ ادب کی روح کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ ملاحظہ ہو، بحر وافر میں کہا گیا حضرت حسانؓ کا شاہ کار نعتیہ قطعہ۔

واحسن منک لم ترقط عینی

واجمل منک لم تلدالنساء

خلقت مبرّأ من کلّ عیب

کانک قد خلقت کما تشاء (۲۴)

ترجمہ: آپؐ سے زیادہ حسین وجمیل، خوب صورت و بہترین شخص میری آنکھوں نے کہیں نہیں دیکھا اور نہ ہی کسی ماں نے آپؐ سے زیادہ کامل کوئی پیدا کیا۔

آپ کو ہر عیب و برائی سے پاک (منزہ ومطہر) پیدا کیا گیا، گویا آپ کو آپ کی مرضی ومنشاء کے عین مطابق پیدا کیا گیا۔

آپؐ کی ظاہری صورت فی الحقیقت اس طرز پر ہے لیکن آپؐ کی حقیقت کو سوائے پروردگار عالم کے کوئی نہیں جانتا، حضور نبی کریمؐ نے سیدنا صدیق اکبرؓ سے فرمایا۔ "والذی بعثنی بالحق لم یعلمنی حقیقة غیر

ربی" (۲۵)

اس قطعہ کے متعلق امام نبہانی کہتے ہیں کہ" ایک روایت کے مطابق یہ کلام حضرت عائشہ صدیقہ ام المؤمنینؓ کا ہے۔ "ویروی انه من کلام الصدیقه بنت الصدیق سید تناام المؤمنین عائشہؓ" (۲۶) جب کہ اکثر علمائے ادب وشعر کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ قطعہ حضرت حسانؓ ہی کا ہے۔ عبدالرحمٰن البرقوتی نے اسے حضرت حسان کے قصیدۂ ہمزیہ کے ذیل میں درج کیا ہے۔ (۲۷)

حضرت حسان بن ثابتؓ نے حضورؐ کی شان میں بحر طویل میں ایک ایسی نعت کہی جو ایک جن کی بحر طویل میں کہی گئی نعت کی، جوابی نعت ہے۔ اس میں آپ نے حضورؐ کے علم غیب کو بیان کیا ہے۔ یہ پہلی نعت ہے جو کسی جن (ناری) مخلوق کے جواب میں، کسی خاکی مخلوق نے کہی ہے۔ اس سے حضرت حسان کا، شاعر اعظم ہونا ثابت ہوتا ہے۔ امر یہ کہ اس فن میں آپ کو حضورؐ اور حضرت جبریلؑ کی مدد و تائید اور نصرت حاصل تھی اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شاعری "بطور خاص فن" عطا فرمایا تھا۔ جواب نعت جنیہ ملاحظہ ہو۔

لقد خاب قوم غاب عنهم بنيهم ... وقدس من يسرى اليهم ويفتدى
ترحل عن قوم فضلت عقولهم ... وحل على قوم بنور مجدد
هداهم به بعدالضلالة ربهم ... وارشدهم من يتبع الحق يرشد
وهل يستوى ضلال قوم تسفهوا ... عمى وهداة يهتدون بمهتد
لقد نزلت منه على اهل يثرب ... ركاب هدى حلت عليهم باسعد
نبى يرى مالا يرى الناس حولهم ... ويتلو كتاب الله فى كل مسجد
وان قال فى يوم مقالة غائب ... فتصديقها فى اليوم اوفى ضحى الغد
ليهن ابابكر سعادة جده ... بصحبة من يسعد الله يسعد(۲۸)

ترجمہ: (۱) وہ قوم (یعنی قریش) ناکام ہوئی جن سے ان کے نبی ﷺ غائب ہوگئے، اور پاک مقدس ہوئے وہ لوگ (انصار) جن کی طرف نبی ﷺ صبح وشام چلتے ہیں۔

(۲) ایک قوم سے نبی ﷺ چلے گئے تو ان کی عقلیں گمراہ ہوئیں، اور ایک قوم (یعنی انصار) کے پاس ایک نئے نور کے ساتھ رہنے لگے۔

(۳) آپ ﷺ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ان کو ہدایت فرمائی، اور جو حق کی تابعداری کرتا ہے، ہدایت پاتا ہے۔

(۴) کیا ایک قوم کے گمراہ لوگ جو بیوقوف اور اندھے ہوں، ان لوگوں کے برابر ہو سکتے ہیں، جو ہدایت یافتہ ہیں؟ (یعنی برابر نہیں ہو سکتے)۔

(۵) بے شک اہل یثرب (مدینہ والوں) کے پاس ہدایت کے سوار اترے اور وہ سعادت کے ساتھ ان کے پاس اترے۔

(۶) آپ ﷺ ایک ایسے نبی ہیں، جو ان چیزوں کو دیکھ لیتے ہیں، جو آپ ﷺ کے ارد گرد کے لوگ نہیں دیکھتے، اور

آپ ﷺ ہر نماز میں اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھتے ہیں۔
(۷) اگر آپ ﷺ کسی غائب کے متعلق بات کریں تو اس کا ظہور آج یا کل ضرور ہو جاتا ہے۔
(۸) ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنے والد (حضرت ابو قحافہؓ) کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت مبارک ہو، جس کو اللہ تعالیٰ سعادت بخشے وہی سعادت مند ہوتا ہے۔

جنگ بدر کے موقع پر حضرت حسان بن ثابت انصاریؓ نے حضور نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں ایک نہایت ہی حسین اور خوب صورت، زبان و بیان کا مرقع اور معانی سے مرصّع بحر بسیط یہ نعت کریمہ کہی۔

مستشعری حلق الماذی یقدمهم   جلد النحیزة ماض غیر رعدید
اعنی الرسول فان الله فضله   علی البریة بالتقوی وبالجود
وقد زعمتم بان تحموا ذمارکم   وماء بدر زعمتم غیر مورود
وقد وردنا ولم نسمع لقولکم   حتی شربنا رواء غیر تصرید
مستعصمین بحبل غیر منجزم   مستحکم من حبال الله ممدود
فینا الرسول وفینا الحق نتبعه   حتی الممات ونصر غیر محدود
ماضی علی الهول رکاب لما قطعوا   اذا الکماة تحاموا فی الصنادید
واف وماض شهاب یستضاء به   بدر انار علی کل الاماجید
مبارک کضیاء البدر صورته   ماقال کان قضاء غیر مردود(۲۹)

ترجمہ: (۱) لوہا پہنے ہوئے لشکر کی کمان ایک قوی شخص حضرت محمد ﷺ فرما رہے ہیں جو بزدل نہیں ہیں۔
(۲) میری مراد رسول اللہ ﷺ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام مخلوقوں پر تقویٰ اور جود وسخا کے لحاظ سے فضیلت دی ہے۔
(۳) تم خیال کرتے تھے کہ تم قابل حفاظت چیزوں کی حفاظت کرو گے، اور تمہارا خیال تھا کہ بدر کے پانی کے پاس کوئی نہیں آسکے گا۔
(۴) اور ہم بدر کے پانی کے پاس آئے اور تمہاری بات نہیں سنی، اور ہم نے خوب سیراب ہو کر پانی پیا۔
(۵) ہم نے اللہ تعالیٰ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑا ہوا ہے، جو نہ ٹوٹنے والی ہے، اللہ تعالیٰ کی رسّیاں محکم اور مضبوط رسّیاں ہیں۔
(۶) ہم میں رسول اللہ ﷺ ہیں، اور ہم میں حق موجود ہے جس کی موت تک پیروی کریں گے اور اس کی غیر محدود مدد کریں گے۔
(۷) آپؐ خوف کی طرف بڑھنے والے ہوتے ہیں، جب کہ لشکر بہادر لوگوں کے ساتھ پناہ لیتے ہیں۔
(۸) آپ وعدہ پورا کرنے اور نافذ کرنے والے ہیں اور آپ بدر کی مانند ہیں، جو ہر بلندی پر چمکتا ہے۔
(۹) آپ مبارک ہیں، آپؐ کی صورت بدر کے نور کی طرح روشن ہے، آپؐ جو بھی فرماتے ہیں وہ ایک نہ ٹلنے والی تقدیر بن جاتی ہے۔

حضرت حسان بن ثابتؓ کے واقعہ بنو قریظہ کے بارے میں بحر وافر میں کہے گئے پندرہ اشعار ابن ہشام نے

نقل کئے ہیں، اس میں نعت کے دوشعر ملاحظہ ہوں۔

غـداة اتـاهـم يهـوى اليهـم　　رسـول اللـه كـالـقـمـر المنير

كـفـر تـم بـالـقـرآن وقـد اتيتـم　　بتصـديق الـذى قال النذير (۳۰)

ترجمہ: (۱) بنوقریظہ کی طرف عالم کو منور کردینے والے چاند کی طرح رسول اللہ ﷺ بڑھے چلے آرہے تھے۔
(۲) تمہیں قرآن دیا گیا، مگر تم نے اسے لینے اور ماننے سے انکار کردیا حالاں کہ رسول نذیر (محمد ﷺ) نے کتب سابقہ اور (تورات کی) تصدیق کی تھی۔

غزوۂ ذی قرد کے بارے میں حضرت حسان بن ثابتؓ نے جو اشعار کہے ابن ہشام نے اسے نقل کیا ہے۔
ایک موقع پر، بحر متقارب میں کہے گئے چھ اشعار یوں درج کئے ہیں، اس میں دو شعر نعت کے ملاحظہ ہوں۔

اميـر عـليـنـا رسـول المليـك　　احـبـب بـذاك اليـنـا اميـراً

رسـول نـصـدق مـاجـاءه　　ويتـلـوا كتـابـاً منيـراً (۳۱)

ترجمہ: (۱) مالک الملک کے پیغمبر ﷺ ہمارے امیر تھے، ہمارے سب سے زیادہ محبوب امیر۔
(۲) ایسے پیغمبر کہ جو کچھ وہ لائے، ہم اس کی تصدیق کرتے ہیں، وہ ہمیں نور اور روشنی والی کتاب پڑھ کر سناتے ہیں۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ ایک مرتبہ رسول کریم ﷺ کی تعریف کررہی تھیں تو انہوں نے کہا۔ خدا کی قسم! آپ ویسے ہی ہیں جیسا کہ حسان نے آپ کی شان میں کہا ہے، اور حضرت حسان کے بحر طویل میں کہے گئے یہ اشعار پڑھے۔

متى يبـدفى الـداجى البهيم جبينه　　يـلـح قبل مصباح الدجىٰ المتوقد

فـمـن كـان اومـن ذايكون كـا حمد　　نـظام الحق اونكال الملحد (۳۲)

ترجمہ: (۱) جب شب تاریک میں ان کی پیشانی کھل جاتی ہے تو اس طرح چمکتی ہے جیسے اندھیرے میں روشن چراغ۔
(۲) پس مثل احمد ﷺ کے حق کا معلم منتظم اور کج رو کو سزا دینے والا کون ہوا ہے یا کون ہوگا۔

عرب کے تاریخی اور جاہلی پس منظر میں، بحر کامل میں کہی گئی ایک نعت کے چند اشعار:

اغـر عـليـه لـلـنبـوة خـاتـم　　من الـلـه مشهـود يلوح و يشهد

نبـى اتـا نـا بـعـد يـاس وفتـرة　　من الرسل والأوثان فى الارض تبعد

فـأمسـى سـراجـا مستنيـرا وهاديا　　يـلـوح كـمـا لاح الصقيل المهند

وانـذرنـا نـارا و بشـر جـنـة　　و عـلـمـنـا الاسلام فـالله نحمد

وأنـت الـه الـحق ربـى و خـالقـى　　بذلك ما عمرت فى الناس اشهد

تعاليت رب الناس عن قول من دعا　　سـواك الهـا انـت اعلى و امجد

لك الـخـلـق و النعماء و الأمر كله　　فـايـاك نستهـدى و اياك نعبد (۳۳)

ترجمہ: آپؐ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہر نبوت چمک رہی ہے، جس کی گواہی دی گئی ہے اور جو چمکتی ہے۔ (۲) ہمارے

پاس ناامیدی اور سلسلۂ نبوت کے طویل وقفے کے بعد رسولوں میں سے ایک نبی تشریف لائے۔ اور حال یہ تھا کہ زمین میں بتوں کی عبادت کی جاتی تھی۔ (۳) آپ ایک روشن چراغ اور ہادی بن کر آئے، آپ ایک ایسے درخشاں تھے، جیسے کہ ہندی تلوار چمکتی ہے۔ (۴) آپ نے ہمیں آگ سے ڈرایا اور جنت کی بشارت دی، اور ہمیں اسلام سکھایا، پس ہم اللہ کی حمد بیان کرتے ہیں۔ (۵) اور تو لوگوں کا معبود، میرا راب اور میرا خالق ہے، اور تا دم زیست میں اس کی گواہی دیتا رہوں گا۔ (۶) اے لوگوں کے رب! تو ہر اس شخص کے قول سے بہت بلند اور پاک ہے، جو تیرے سوا کسی دوسرے کو معبود ٹھہراتا ہے، تیری شان اعلیٰ اور بڑی ہے۔ (۹) اے اللہ! تیرے قبضہ قدرت میں مخلوق، نعمتیں اور تمام امر ہیں، اور ہم تجھ ہی سے ہدایت کی درخواست کرتے ہیں اور تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔

بحر کامل میں کہی گئی ایک نعت کے چند اشعار جس میں آپ کی صفات کا خصوصی تذکرہ ہے۔

والـلـــه ربـى لا نـفـارق مـاجـدا — عف الـخـلـيفة مـاجـد الامـجـاد

متكـرمـا يـدعـو الـى رب العلى — بـذل الـنـصـيحة رافـع الاعـمـاد

مثـل الهـلال مبـاركـا ذارحـمة — سـمـع الخليفة طيب الاعـواد

ان تتـركـوه فـان ربـى قـادر — امسـى يـعـود بـفـضـلـه العـواد

والـلـــه ربـى لانـفـارق امـره — مـاكـان عيـش يـرتـجى المعـاد

لا تبتـغـى ربـا سـواه نـاصـرا — حتى نـوافى ضحوة الميعاد(۳۴)

ترجمہ: (۱) میرے اللہ میرے رب کی قسم، ہم اس بزرگی سے جدا نہیں ہوں گے، جو پاکیزہ اخلاق والے ہیں، اور سخاوت کرنے والوں میں سے سب سے زیادہ سخاوت کرنے والے بزرگ ہیں۔ (۲) جو مکرم ہیں، رب جل وعلا شانہ کی طرف بلاتے ہیں، نصیحت کرنے والے اور شریف ہیں۔ (۳) آپ ہلال کی مانند، مبارک، رحم والے، نرم خو، اور بہترین نسل وحسب والے ہیں۔ (۴) اگر آپ کو لوگ چھوڑیں گے، تو میرا رب آپ کی امداد وحمایت پر قادر ہے۔ ۵۔ میرے رب، اللہ کی قسم کہ ہم آپ کے حکم کو نہیں چھوڑیں گے، جب تک کہ قیامت میں اچھی زندگی کی امید کی جاتی ہو۔ (۶) ہم اللہ کے سوا کسی کو رب اور مددگار نہیں چاہتے (یعنی نہیں مانتے) یہاں تک کہ ہم قیامت میں جا پہنچیں گے۔

حضرت حسانؓ کی بحر طویل میں کہی گئی ایک نعت، جس میں انبیائے سابقین کا بالخصوص ذکر کیا گیا ہے۔ یہ اپنی صفات وخصوصیت کے لحاظ سے عہد نبوی کی اولین نعت ہے جس میں دیگر انبیائے کرام کی نعت، حضور کی نعت کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔ یہ نعت حضرت حسان کی جدت طبع کی ایک واضح مثال ہے۔ اس نعت کی ایک اہم ترین خصوصیت یہ ہے کہ اس نعت کو حضور کی مکمل تائید وحمایت حاصل ہے۔ حضورؐ نے اس نعت کو سماعت فرمایا اور اس کے مکمل متن سے اتفاق کرتے ہوئے فرمایا۔

"انا شهد معک" (۳۶) (میں بھی تمہارے ساتھ گواہی دیتا ہوں)

شهـدت بـاذن الـلـه ان مـحـمـدا — رسول الذى فوق السموات من عل

وان أبـايـحـى ويحـى كـلاهـمـا — لـه عـمـل فـى ديـنـه متقبل

وان التی بالجزع من بطن نخله	ومن دانها ذل من الخیر معزل
وان الذی عادی الیھود ابن مریم	رسول اتی من عند ذی العرش مرسل
وان اخا الاحقاب اذ یعذلونه	یقوم بدین اللہ فیھم فیعدل(۳۵)

ترجمہ:(۱) اللہ تعالیٰ کے اذن سے میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس ذات کے رسول ﷺ ہیں، جو آسمان کے اوپر ہے۔(۲) اور بے شک یحییٰ علیہ السلام کے والد (ذکریا علیہ السلام) اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کے ایسے اعمال ہیں، جو دین میں مقبول ہیں۔(۳) اور وہ بت (یعنی عزیٰ) جو مقام نخلہ میں تھا، اور وہ جو اس کی پرستش کرتا ہے، ذلیل اور خیر سے دور ہیں۔(۴) اور وہ عیسیٰ علیہ السلام بن مریم جن کے ساتھ یہود دشمنی کرتے ہیں، رسول ہیں اور عرش والے کی طرف سے رسول بن کر آئے ہیں۔(۵) اور ہود علیہ السلام جن کو قوم ملامت کرتی وہ اللہ تعالیٰ کے دین کو قائم کرتے اور انصاف کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ الانصاری الخزرجیؓ کے نعتیہ اشعار (۸ھ الموافق ۶۲۹ء)

حضرت عبداللہ بن رواحہ الانصاری الخزرجیؓ دربار رسالتؐ کے مشہور اور بہترین شاعر تھے۔ "الشاعر المشهور "(۳۷) صاحب الاستیعاب لکھتے ہیں۔ "واحد الشعراء المحسنين "(۳۸) آپ نقبائے رسولؐ میں سے تھے۔ "كان احد النقباء ليلة العقبة "(۳۹) آپ بدر واحد وخندق اور حدیبیہ وخیبر جیسے عظیم غزوات میں ہمرکاب رسول کریمؐ رہے۔ آپ اسلام کے بنیادی جاں نثاروں میں سے ہیں۔ آپ سابقین و اولین ہیں۔ "من السابقين والاولين من الانصار "(۴۰) آپؐ کے لیے حضورؐ نے فرمایا۔ "رحم الله ابن رواحة انه يحب المجالس التی تتباهى بها الملائكة "(۴۱) جب شعراء کے رد میں آیت کریمہ نازل ہوئی تو عبداللہ بن رواحہؓ نے کہا۔ "قد علم الله ان معهم "(۴۲) تو پھر اس موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ " الّا الذين آمنوا وعملوا الصلحت "(۴۳) علامہ مرزبانی معجم الشعراء میں لکھتے ہیں۔ "كان عظيم القدر فی الجاهلية و الاسلام و كان يناقض قيس بن العظيم فی حروبهم۔"(۴۴)

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ عظیم شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ لشکر اسلامی کے سالار اعظم بھی تھے۔ آپ نے میدان شاعری ہی نہیں میدان کارزار میں بھی اپنے جوہر دکھائے ہیں اور تاریخ اسلامی پر سنہری نقش ثبت کئے ہیں۔ آپ کے اشعار کو حضورؐ نے دشمنوں پر تیر سے زیادہ سخت مجروح کرنے والا فرمایا۔(۴۵)

صاحب اسد الغابہ نے حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کا یہ واقعہ بھی نقل کیا ہے۔

عن عكرمه قال: بينا عبد الله بن رواحه مع اهله اذخطرت جارية له فی ناحية الدار، فقام اليها فواقها فادر كته امراته وهو عليها فذهبت لتجئ بالسكين، فجاء ت و قد فرغ وقام عنها، فقالت! لم ارك حيث كنت قال! فقلت: ان رسول اللهؐ نهانا ان يقراء احدنا القرآن جنباً." قالت: فانه كنت صادقاً فاقراء، قال نعم و قال.

ترجمہ: عکرمہ سے یہ روایت ہے کہ عبداللہ بن رواحہ اپنی بیوی کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ مکان کے ایک کنارے پر ان کی نظر ایک لونڈی پر پڑی۔ یہ اٹھے اور اس لونڈی پر پڑ گئے، چناں چہ ان کی بیوی نے ان کو اس حالت میں دیکھ لیا۔ وہ چھری لینے کے لیے گئی لیکن جب یہ خاتون واپس آئی تو عبداللہ فارغ ہو چکے تھے۔ بیوی نے ان سے پوچھا۔ تم اتنی دیر سے کہاں گئی تھے، میں نے تمہیں دیکھا نہیں۔ عبداللہ بن رواحہ نے بیوی کو جو جواب دیا، وہ خاتون اس سے مطمئن نہیں ہوئی۔ اس نے کہا، تو قرآن کی تلاوت کر اگر تو سچا ہے۔ تو، انہوں نے کہا بہت اچھا، لیکن رسول کریمؐ نے ہمیں بحالت جنابت قرآن پڑھنے سے منع کیا ہے۔ پھر آپ نے بحرطویل میں یہ اشعار نعت اپنی بیوی کے سامنے کہے۔

اتـانـا رسـول الـلـه يتلـو كتـابـه　　　كما لاح مشهور من الصبح ساطع

ترجمہ: اللہ کے رسول کریمؐ ہم میں، اللہ کی کتاب ہدایت کی تلاوت فرماتے ہوئے یوں تشریف لائے، جس طرح صبح کے وقت چمکتا سورج اپنی آفتابی کرنوں کے ساتھ طلوع ہوتا ہے اور آپؐ نے ہمیں اللہ کی کتاب مبین پڑھ کر سنائی۔

الى بـالهـدى بـعـد الـعمى فقلوبنا　　　بــه موقـنـات ان مــاقــال واقـع

ترجمہ: آپؐ نے ہمیں اندھے پن کے بعد راستہ دکھایا، آپؐ ہدایت لے کر تشریف لائے اور ہمارے دل کفر کی جہالت کے بعد اس پر یقین رکھتے ہیں کہ آپؐ نے جو کچھ فرمایا اور جو کچھ فرمائیں گے، وہ ضرور بالضرور واقع ہو کر رہے گا۔

يبيت يـجـافـى جنبـه عن فراشـه　　　اذا استشقلت بالمشركين المضاجع

ترجمہ: آپؐ رات اس طرح بسر کرتے ہیں کہ آپؐ کے پہلو بستر سے دور رہتے ہیں (آپؐ شب زندہ دار ہیں) حالانکہ مشرکین کا یہ حال ہوتا ہے کہ ان کے بستر ان کے پہلوؤں سے چمٹے ہوئے ہوتے ہیں یعنی گہری نیند سوتے ہیں۔

خاتون نے یہ سن کر کہا: میں خدا کے کلام کو (وہ ان اشعار نعت کو آیات قرآنیہ سمجھیں) سچا اور اپنی آنکھوں کو جھوٹا قرار دیتی ہوں۔

وقيـل: انـما قال غير هذا الابيات ، فقالت: آمنت بالله و كذبت بصرى، قال عبد الله: غدوت الى رسول اللهؐ فذكرت ذلک له، فضحک حتى بدت نواجذه. (۴۶)

دوسرے دن عبداللہ بن رواحہ حضور نبی کریمؐ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور آپ کو سارا واقعہ سنایا۔ حضور اکرمؐ اس خاتون کی سادگی اور شوہر کی چالاکی پر اتنا ہنسے کہ آپ کو ڈاڑھیں مبارک تک نمایاں ہو گئیں۔

غزوۂ موتہ کے موقع پر جب لشکر اسلام کی روانگی کا وقت آیا اور حضور نبی کریمؐ نے سالاران لشکر کا انتخاب فرمایا، جن میں ایک نام بحیثیت سالار حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کا بھی تھا، تو آپ حضورؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور الوداع کہی، پھر آپ نے بطور عقیدت و محبت، حضورؐ کے سامنے بحر بسیط میں کہے گئے یہ اشعار نعت پڑھے۔

فثبت الـلـه مـا اتـاک من حسن　　　تثبيت موسىٰ و نصراً كالذى نصر

انى تـفـرست فيـک الـخير نـافلة　　　الـلـه يعلـمُ انـى ثـابت البصر

انـت الـرسـل فـمـن يـحرمه نوافله　　　والـوجه منه فقل ازرى به القدر (۴۷)

بہر صورت اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو محاسن عطا فرمائے، وہ پایۂ ثبوت پر پہنچ گئے ہیں، جس طرح حضرت موسیٰ کے محاسن پایۂ ثبوت تک پہنچ گئے تھے۔ اس نے آپ کی مدد و نصرت کا معاملہ بھی پایۂ تکمیل پر پہنچا دیا، جیسا کہ اس سے قبل دیگر انبیاء علیہم السلام کی پوری مدد و نصرت کی گئی تھی۔ میں نے یہ بات بفراست سمجھ لی کہ آپ کی خیر و فلاح اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ تحفہ ہے، اللہ جانتا ہے کہ میں یہ بات علیٰ وجہ البصیرت سمجھتا ہوں۔ آپ پیغمبر خدا ہیں، پس جو شخص اللہ کے دیے ہوئے عطیوں اور ہدایتوں سے، نیز اس کی خوشنودی سے محروم رہے گا، اس کی شومی قسمت اسے کوتاہ دست اور خوار رکھے گی۔

یہ اشعار سن کر حضورؐ نے فرمایا۔ ''وانت فثبت الله یا ابن رواحه'' (۴۸) ہشام بن عروہ کہتے ہیں کہ اللہ نے ان کو اس دعا کی برکت سے خوب ثابت رکھا، حتیٰ کہ یہ شہید ہو گئے اور ان کے لیے جنت کے دروازے کھول دیئے گئے۔

ابن اسحٰق نے کہا: آخر فوج روانہ ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے الوداع کہنے اور رخصت کرنے کے لیے نکلے۔ جب واپس ہوئے تو عبداللہ بن رواحہ نے بحر کامل میں کہا گیا یہ شعر پڑھا۔

خلف السلامُ علی امری ودعته فی النخل خیر مشیع و خلیل (۴۹)

ترجمہ: اس (برگزیدہ) ہستی پر ہمارے پیچھے اللہ تعالیٰ کی سلامتی ہو جس سے ہم اس نخلستان میں رخصت ہوئے، جہاں تک آپ ہمیں پہنچانے آئے، جو سب سے بہتر مشایعت کرنے والے اور سب سے بہتر دوست ہیں۔

بدر الآخرۃ سے متعلق عبداللہ بن رواحہ نے بحر طویل میں جو اشعار کہے، ابن ہشام نے اسے نقل کیا ہے، اور شعر نعت ملاحظہ ہوں۔

فانی و ان عنّفتمونی تعائل فدی لرسول الله اهلی ومالیا

الطعناه لم نعوله فینا بغیره شهاباً فی ظلمة اللّیل هادیا (۵۰)

ترجمہ: (۱) سن لو! خواہ تم مجھے کتنی ہی ملامت کرو، میں تو یہی کہوں گا کہ میرے اہل و عیال اور میرا مال و متاع اللہ کے رسولؐ پر قربان ہو جائے۔

(۲) ہم نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے لیے سر تسلیم خم کر دیا ہے۔ وہ رات کی تاریکیوں میں ہمارے لیے ایک روشن ستارہ اور رات کے اندھیرے میں رہنمائی فرماتے ہیں۔ ہم اپنے میں سے کسی کو بھی آپ کا ہم پلہ نہیں ٹھہرا سکتے۔

آپ نے حضور ﷺ کے دفاع میں یہ شعر نعت بھی کہا۔

عصیتم رسول الله اف لدینکم وامرکم السیٔ الذی کان غاویا (۵۱)

ترجمہ: اے قریش! تم نے رسول اللہ کی نافرمانیاں کیں، تف ہے تمہارے اس دین پر اور تف ہے تمہارے ان معاملات پر جو نہایت مذموم اور گمراہ کن ہیں۔

ایک موقع پر حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے یہ شعر نعت پڑھے۔

روحی الفداء لمن اخلاقه شهدت ۔۔۔ بانہ خیر مولود من البشر

عمّت فضائلہ کل العباد کما ۔۔۔ عم البریة ضوءُ الشمس و القمر

لولم یکن فیہ آیات مبینہ

کانت بدیھتہ تکفی عن الخبر (۵۲)

ترجمہ: (۱) میری جان ان پر فدا جن کے اخلاق شاہد ہیں کہ وہ بنی نوع انسان میں افضل ترین ہیں۔

(۲) ان کے فضائل بلا امتیاز سب بندوں کے لیے عام ہیں جس طرح سورج چاند ساری مخلوق کے لیے عام ہے۔

(۳) نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے بارے میں اگر دیگر معجزات اور ان کی صداقت پر مہر تصدیق کرنے والی نشانیاں نہ بھی ہوتیں، تو خود ان کی واضح شخصیت، چہرۂ انور کی تابانی، جہاں آرائی اور رعنائی ہی آپ کی صداقت و نبوت و رسالت کی خبر گواہی کے لیے کافی تھی۔

تحملہ الناقة الأدناء معتجرا ۔۔۔ بالبرد، کالبدر جلی نوره الظلما (۵۳)

ترجمہ: (۱) چادر میں لپٹے ہوئے آپ ایک اونٹنی پر سوار ہوئے اور بدر کی طرح ہیں۔ جس کے نور سے تاریکی روشن ہو جاتی ہے۔

کعب بن زہیرؓ کے نعتیہ اشعار:

جب کعب بن زہیر کو اپنے بھائی بجیرؓ بن زہیر کے اسلام لانے کے بارے میں معلوم ہوا تو آپ نے بجیرؓ کی ہجو میں چند اشعار کہے۔ (۵۴) اور اس میں حضورؐ کے خلاف بات کہی۔ جب حضورؐ کو کعب کی اس حرکت (اشعار قبیحہ) کا علم ہوا تو آپؐ نے ان کے بلیک وارنٹ جاری فرما دیئے اور یہ اعلان عام ہو گیا کہ "ومن لقی کعباً فلیقتله" (۵۵) (جو شخص بھی کعب کو پائے، وہ اسے قتل کر دے)۔ اس فرمان رسولؐ کے جاری ہونے کے بعد کعب نے روپوشی اختیار کر لی، بعد ازاں ان کے بھائی حضرت بجیرؓ نے ایک خط کے ذریعے کعب کو حضور کریمؐ کے عفو و درگزر کی عادت کریمہ کے بارے میں بتایا کہ اگر تم نے یہاں آ کر بارگاہ رسالتؐ میں حاضری نہ دی اور دست اقدسؐ پر بیعت نہ کی تو تمہارے قتل ہو جانے میں اب کوئی شک نہیں ہے کہ گستاخ رسول کی سزا سوائے موت کے اور کچھ نہیں۔ یہ قانون ازلی وابدی ہے، اس میں کوئی تبدیلی کی گنجائش نہیں ہے، سوائے اس کے کہ گستاخ صدق دل سے تائب ہو جائے۔

اب کعب موت کے ڈر اور قتل کے خوف سے بھاگے اور بارگاہِ رسالتؐ میں خاموشی سے خفیہ طور پر حاضر ہوئے، چوں کہ حضورؐ کعب کو پہچانتے نہ تھے، لہٰذا انہوں نے آتے ہی حضورؐ کے دست اقدس و دستِ شفقت کو تھام لیا اور یوں گویا ہوئے۔ "الامان یا رسول اللہ" آپؐ نے فرمایا۔ "ومن انت؟" کعب نے کہا۔ "انا کعب" آپؐ نے فرمایا۔ "انت الذی تقول" (کیا تو نے ہی یہ اشعار کہے ہیں؟)، پھر آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ

سے فرمایا کہ وہ اشعار سنائیں۔ جب آپ نے کعب کے کہے ہوئے زہریلے نشتر دہرائے تو کعب نے فوراً کہا۔ یارسول اللہؐ میں نے تو یہ نہیں کہا۔

"وانھلک المامور منھا وعلکا" (۵۶) (ابوبکر نے تجھے بہن بری تعلیم دی جس سے تو ہلاک ہوگیا) بلکہ میں نے تو یہ کہا تھا۔ "و ان ھلک المامون وعلکا" (۵۷) (اور تو ابوبکر کی تعلیم سے ہر طرح سے محفوظ و مامون ہوگیا)۔

یہ شاعرانہ پیڑا تھا جو کعب مار گئے اور ایسا داؤ لگایا کہ محض ایک لفظ "مامون" کے ہیر پھیر سے معاملہ اپنے حق میں کرلیا۔ حضور نبی کریمؐ آپ کی اس چالاکی، بدیہہ گوئی اور شاعرانہ صلاحیتوں سے خوب محظوظ ہوئے اور آپؐ نے انہیں "امانِ جاں" دے دی۔

پھر آپ نے اپنا وہ معروف قصیدہ، جس پر آپ کو بردِ یمانی عطا ہوئی یعنی قصیدۂ بانت سُعاد جو "قصیدہ بردہ" کے نام سے شہرت پذیر ہوا۔ آپ نے یہ قصیدہ حالت شرک میں کہا تھا لیکن بارگاہ رسالتؐ میں پیش اس وقت کیا جب آپ اسلام لے آئے۔ حضورؐ نے اس کے ایک مصرع میں تصحیح فرمائی۔ یعنی جب کعب نے کہا۔ "مھند من سیوف الھند مسئول" تو آپؐ نے فرمایا۔ "مھند من سیوف اللہ مسئول" یہی مصرع اس قصیدے کی روح کہلایا اور کعب کو سارے عالم میں مقبول کرگیا۔ شاید اسی موقع کے لیے کسی شاعر نے یہ خوب صورت بات کہی تھی۔

ما ان مدحت محمد بمقالتی لکن مدحت مقالتی بمحمد

ترجمہ: (میں حضورؐ کی منقبت اپنے مقالے میں نہیں کرتا، بلکہ حضورؐ کے نام کی برکت سے اپنے مقالے کو مقبول بنا رہا ہوں)۔

کعب کا شمار مخضرم شعراء میں ہوتا ہے۔ "وکان کعب بن زھیر شاعراً مجوّدا" (۵۸) حضرت کعب عرب کے نامور شاعر زہیر بن ابی سلمٰی کے بیٹے تھے۔ آپ نے اپنے اس طویل قصیدہ میں سعاد (اونٹنی) کو بطور استعارہ استعمال کیا ہے اور اسے تکیہ بنا کر اپنے دل کی تمام باتیں کہہ گئے ہیں۔ اس میں بارگاہِ رسالتؐ میں پیش کردہ استغاثہ بھی شامل ہے جو بطور معذرت آپ نے پیش کیا، اس میں گریز وتشبیب کے اشعار بھی ہیں۔ اس انسٹھ شعری قصیدہ میں محض چند اشعار نعت کے ہیں۔ قصیدہ میں اشعار کی ترتیب کچھ یوں ہیں۔ اول تا تیرہ اشعار میں کعب نے اپنی لیلیٰ کا تذکرہ چھیڑا ہے اور اس کے پیکر حسن وناز و ادا پر دل کھول کر تعریف کی ہے، پھر پچیس اشعار تک عرب کی قدیم روایت وثقافت کے مطابق ناقہ کا تذکرہ ہے اور انہوں نے اونٹنی کی تعریف میں الفاظ کے سمندر بہائے ہیں، پھر پچاس اشعار تک حضورؐ سے گزارش کہ حاسدین کی چغلیاں اور بدعملیاں، بدظنی و بد

معاملگی پر آپ کان نہ دھریں۔(یہ وہ راستہ تھا جو بارگاہِ رسالتؐ میں حاضری کے لئے آپ نے ہموار کیا)۔اس کے بعد انسٹھ شعر تک حضورؐ کی تعریف، مدح وستائش پر مشتمل ہے اوراس میں صحابہ کرامؓ کی ہمت و جواں مردی، ان کی حق پرستی، سچائی و دین پر استقامت اوران کے اوصاف پاکیزہ کا تذکرہ ہے۔قصیدہ لامیہ کی بے شمار شروح لکھی گئیں، تفصیل کے لئے دیکھئے۔(۵۹) اس قصیدۂ لامیہ کو لوگوں نے حرز جاں بنایا۔ یہ محض سرکارؐ کی عطا تھی جو ایک لفظ ''اللہ'' کے اضافے سے اسے مقبول کرگئی اوراس لفظ اللہ کی اضافت سرکارؐ کی طرف ہونے سے رب ذوالجلال کا یہ فرمان درست ثابت ہوگیا۔''ورفعنا لک ذکرک''(۶۰)

قصیدۂ بانت سعاد:

جب آپ مدینے میں حضورؐ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ نے اسلام قبول کیا،اس وقت حضور نبی کریمؐ مسجد میں تشریف فرما تھے۔آپ نے اپنا بحر بسیط میں کہا گیا طویل قصیدۂ بانت سعاد سرکارؐ کے گوش گزار کیا۔ ابن ہشام نے اس کے انسٹھ اشعار نقل کئے ہیں۔اس میں آپ نے اپنی جانب سے بارگاہ رسالتؐ میں اپنی پچھلی کارستانیوں کے سبب اعتذار بھی پیش کیا اور سرکارؐ کی مدح بھی فرمائی ہے، چند اشعار نعت ملاحظہ ہوں۔

نبئت ان رسول الله او عدني　　والعفو عند رسول الله مامول (۶۱)

ترجمہ: مجھے یہ خبر دی گئی کہ رسول اللہؐ نے مجھے تنبیہ فرمائی ہے مگر رسول اللہؐ کے پاس جا کر عفو ودرگزر کی امید لگی ہوئی تھی۔

مهلاً هداك الذي اعطاك نافلة　　القرآن فيها مواعيظ و تفصيل

لا تأخذني باقوال الوشاة ولم　　اذنب ولو كثرت في الاقاويل

ترجمہ: یارسول اللہؐ: ذرا سہولت سے سوچئے! آپ کواس ذات نے ہدایت دی ہے، جس نے آپ کو نبوت کے ساتھ قرآن عنایت فرمایا۔قرآن میں ہر قسم کی نصیحتیں اور ہدایتیں ہیں اور پوری پوری تفصیل ہے۔
آپؐ چغل خوروں کی باتوں پر نہ جایئے۔میرے بارے میں وہ کسی ہی طرح کی باتیں کریں، مگر میں نے کسی گناہ کا ارتکاب نہیں کیا۔

لقد اقوم مقاماً لويقوم به　　يرىٰ و يسمع ما قد اسمع الفيل

لظل يرعد الا ان يكون له　　من الرسول باذن الله تنويل

ترجمہ: خدا کی قسم! میں آپؐ کی مجلس میں حاضر ہوں اور سب کچھ دیکھ اور سن رہا ہوں۔اگر ہاتھی بھی (پاکیزہ و بابرکت) مجلس میں حاضر ہو کر یہ سب باتیں سنتا تو وہ بھی (خشیت الٰہی اور رعب رسولؐ) سے کانپنے لگتا، سوااس صورت کے کہ اس کے لیے بہ حکم باری تعالیٰ، رسول اللہؐ کی طرف سے عفو ودرگزر کی بخشش ہو جاتی۔

حتى وضعت يميني ما انا زعها　　في كف ذى نقمات قيله القيل

فلهو اخوف عندى اذا اكلمه　　وقيل: انك منسوب و مسؤول

من ضيغم بضراء الارض مخدره   فی بطن عثر غيل دونه غيل (۶۲)

ترجمہ: پس میں نے اپنا داہنا ہاتھ صاحب نقمات (یعنی رسول کریمؐ، جو کفار سے سخت انتقام لینے والے تھے) کے ہاتھ میں دے دیا۔ آپؐ ہی کا قول، اصل میں قول ہے (کیوں کہ آپؐ کا قول نافذ ہونے والا قول تھا) لیکن جب میں رسول اللہؐ سے بات کر رہا تھا اور مجھ سے یہ کہا جا رہا تھا کہ تمہاری طرف یہ، یہ اقوال منسوب ہیں، لہٰذا تم ان کے لیے جواب دہ ہو، تو اس وقت رسول اللہؐ میرے لیے گھنے جنگل والے اس شیر سے بھی زیادہ ہیبت ناک تھے، جس کا کچھار بطن حشر میں ہو (جہاں کے درندے مشہور ہیں) جس میں درختوں کی جھاڑیاں ایک دوسرے سے بالکل قریب اور متصل تھیں۔

ان الرسول لنور يستضاء به   مهند من سيوف الله مسلول (۶۳)

ترجمہ: اس میں کیا شک ہے کہ رسول اللہؐ ایک ایسا نور ہیں جس سے حق کی روشنی حاصل کی جاتی ہے اور آپؐ اللہ کی تلواروں میں سے نیام سے نکلی ہوئی ایک برہنہ ہندی تلوار ہیں۔

صاحب اصابہ (۶۴) نے اس معروف قصیدہ کے صرف دو شعر، صاحب اسد الغابہ (۶۵) نے تین شعر، امام نبہانی (۶۶) نے تین شعر اور ابوزید قرشی (۶۷) نے اٹھارہ شعر نقل کئے ہیں۔

وقال کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ:

تسعى الوشاة بجنبيها و قولهم   انک يا ابن ابی سلمى لمقتول

وقال كل خليل كنت آمله   لا ألهينک انی عنک مشغول

فقلت خلوا سبيلی لا أبالكم   فكل ما قدر الرحمن مفعول

كل ابن انثى و ان طالت سلامته   يوما على آلة الحدبا محمول (۶۸)

ترجمہ: (۱) اس کے ساتھ بیٹھنے والے چغل خور چغلی کرنے میں کوشش کرتے ہیں، اور ان کا یہ قول ہے کہ اے ابن ابی سلمی تم ضرور قتل کیے جاؤ گے۔ (۲) اور ہر دوست نے، جس کی دوستی کی میں امید رکھتا تھا کہا تجھے یہ بات غفلت میں نہ ڈالے کہ میں تجھ سے غافل ہوں۔ (۳) تو میں نے کہا کہ مجھے چھوڑ دو۔ تمہارا باپ نہ رہے۔ (باپ مر جائے) کہ جو کچھ رحمان نے مقدر فرمایا ہے ہو کر رہے گا۔ (۴) ہر عورت کا بیٹا (ہر انسان) چاہے اس کی عافیت و سلامتی کتنی ہی لمبی ہو، ضرور ایک دن مر کر اس کی لاش کو لکڑیوں پر اٹھایا جائے گا۔ (یعنی قبر میں لے جایا جائے گا)

حضرت کعب بن مالک الانصاریؓ کے اشعار نعت:

حضرت کعب بن مالک الانصاری الخزرجی السلمیؓ دربار رسالتؐ سے وابستہ شاعر تھے۔ آپ حضورؐ نبی کریم کی جانب سے کفار کی ہجو کا جواب دیتے تھے۔ دربار رسالتؐ سے وابستہ شعرائے اربعہ میں سے تین کا تعلق قبیلہ انصار سے ہے۔

حضرت کعبؓ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ غزوۂ احد کے روز آپ نے حضورؐ کی زرہ پہنی ہوئی تھی اور کعب کی زرہ حضورؐ کے زیب تن تھی۔ یہ اعزاز کعب کے بعد کسی اور کو حاصل نہ ہوا۔ صاحب اسد الغابہ لکھتے ہیں۔ "ولبس كعب يوم احد الأمة النبیؐ و كانت صفراء و لبس النبیؐ لأمته" (۶۹) آپ نے حضرت کعبؓ کو

شعرائے رسولؐ میں شمار کیا ہے۔" وکان من شعرائے رسولؐ "(۷۰)علامہ ابن سیرین نے دربار رسالتؐ کے تین شعراء شمار کیے ہیں اوران تینوں کے ذمے مختلف کام تھے۔"کان شعراء النبیؐ حسان ثابت و کعب بن مالک و عبد اللہ بن رواحۃ علیہم الرضوان ، فکان کعب بن مالک یخو فہم الحرب و کان حسان یقبل علی الانساب و کان عبد اللہ بن رواحہ یعیرھم بالکفر " (۷۱) (دربار نبیؐ کے شعراء حسان بن ثابت،کعب بن مالک اورعبداللہ بن رواحہ تھے۔کعب بن مالکؓ کافروں کو جنگ سے خوف دلایا کرتے تھے۔حسان بن ثابتؓ ان کے حسب نسب پر نشتر چلایا کرتے تھے اورعبداللہ بن رواحہؓ کفار کو،ان کے کفر پر عار دلایا کرتے تھے)،صاحب استیعاب نے ان تینوں کو شعرائے مسلمین کہا ہے،گویا یہ مسلمانوں کے قومی شاعر ہیں۔"وکان شعرائے المسلمین حسان بن ثابت و عبد اللہ بن رواحۃ و کعب بن مالک" (۷۲)حضورؐ نے حضرت کعب بن مالک کے اشعار کو،زبان سے جہاد کرنے کے مترادف قرار دیا۔آپ بڑے سیف زبان شاعر تھے۔حضورؐ نے فرمایا" المومن یجاھد بسیفہ و لسانہ" (۷۳) ابوعمر کہتے ہیں کہ کعبؓ کے لیے حضورؐ نے فرمایا۔" اتری اللہ عزوجل شکر لک قولک ."(۷۴)

ان شعرائے رسول کا یہ تینوں عمل ایک نفسیاتی حربہ تھا، جو جنگ کے مواقع پر آپ اختیار فرماتے تھے۔ان تینوں عمل کے ذریعے کفار کی مذہبی،نسلی،جدی پشتی جواں مردی اوران کی غیرت وحمیت کو چیلنج کیا جاتا تھا،پھر یہ کہ اگر کسی کافر میں ان تینوں باتوں میں سے کوئی کمی،نقص یا عیب ہوتا،تو وہ جیتے جی مرجاتا تھا،کیوں کہ یہ اس کی ایسی خفیہ کمزوری تھی جو شاعر اسلام نے اجاگر کردی اور وہ اپنی ہی قوم کے سامنے رسوا ہوگیا۔اس شرمندگی میں اکثر ایسا ہوتا کہ وہ مسلمان ہوجاتا اور اسلام چوں کہ ذات پات،چھوت چھات،اعلیٰ ادنیٰ،حسب نسب،قوی و کمزور، جری و بے جوڑ،رنگ ونسل،کالے گورے،عربی وعجمی اور دیگر نقائص وعیوب سے مبرا،پاک صاف،طاہر وطیب، مجلیٰ و مصفیٰ مذہب ہے، اس لیے ہر آئے کو، جو صراط مستقیم کو اپنائے اپنے اندر سمولیتا ہے اور ہر ایک،امیر و غریب،چھوٹے بڑے کو بارگاہ الٰہ میں برابر کردیتا ہے اور معیار برتری و بلندی صرف تقویٰ قرار پاتا ہے۔حضورؐ خود ایسے نومسلمین کی تالیف قلوب فرماتے۔چوں کہ یہ ایک کامیاب حربہ تھا،اس لیے اسے جنگ کے مواقع پر ضرور استعمال کیا جاتا اور یہ ان کے مزاج ورسوم اور قبیلہ کی ذہنی ساخت اوران کی خواہش کے عین مطابق تھا،اس لیے اسے بطور ہتھیار استعمال کیا جاتا تھا۔شعرائے اسلام اس فن میں طاق تھے،جن میں حضرت کعب بھی شامل تھے۔ حضرت حسانؓ کو،اسلامی نقطۂ نظر کے مطابق کفار کی ہجو کہنے کی ترغیب وتربیت حضورؐ نے دی تھی اور آپ حضور نبی کریمؐ کے ارشاد کے مطابق کفار کی ہجو کیا کرتے تھے۔چوں کہ آپ حضورؐ کے خاص تربیت یافتہ شاعر تھے،اس لیے آپ کو اہل اسلام مسلمانوں کا قومی شاعر تسلیم کیا جاتا ہے اور دیگر شعراء کو آپ کے بعد،آپ کے جانشین کے طور پر،بنظر استحسان دیکھا جاتا ہے۔

کعب بن مالک کے نعتیہ اشعار:

جنگ بدر کے موقع پر حضرت کعب بن مالکؓ نے بحر طویل یہ سات شعر کہے، دو شعر نعت کے ملاحظہ ہوں۔

لانا عبد نا اللہ کم نرج غیرہ　　رجاء الجنان اذا اتانا زعیمھا

بنی لہ فی قومہ ارث عزۃ　　واعراق صدق ھذبتھا ارومھا (۷۵)

ترجمہ: اس لیے کہ جب ہمارے پاس اللہ کا رسول آیا تو ہم نے جنت کی امید میں اللہ کے سوا کسی اور سے امید نہ رکھی اور اس نبی مکرم کی غلامی اختیار کی۔

وہ ایسا (باصفات) نبی ہے کہ اسے اپنی قوم میں موروثی عظمت و عزت حاصل ہے اور وہ سچی صفات کا حامل ہے، جنہیں اس کے اصول نے مہذب بنا دیا ہے۔

اسی بدر کے موقع پر آپ نے یہ سات عدد اشعار نعت بھی کہے جو بحر وافر میں کہے گئے ہیں۔ اس میں آپ نے فرشتوں کی آمد کا تذکرہ بھی کیا ہے جو مسلمانوں کی اس جنگ میں مدد کے لیے بھیجے گئے تھے۔ دو شعر نعت ملاحظہ ہوں۔

وردناہ بنور اللہ یجلو　　دجی الظلماء عنا و الغطاء

رسول اللہ یقدمنا بامر　　من امر اللہ احکم بالقضاء (۷۶)

ترجمہ: ہم اپنے ساتھ اللہ کا نور لے کر اس مقام پر پہنچے ہیں جو اندھیری رات کی تاریکی اور سیاہی کے پردے (اپنے نور کے سبب) ہم سے دور کر رہا تھا۔

(وہ نور اللہ تعالیٰ کا رسول تھا، جو اللہ تعالیٰ کے احکام میں سے کسی حکم کے تحت ہمارے آگے چل رہا تھا، جو قضا (وقدر) سے مستحکم کر دیا گیا ہے۔

جنگ احد کے موقع پر حضرت کعب بن مالکؓ نے کفار قریش کو ان کی شکست یاد دلائی اور آپ نے اس موقع پر جو اشعار کہے، ابن ہشام نے دس شعر نقل کئے ہیں۔ بحر بسیط میں کہے گئے نعت کے پانچ اشعار ملاحظہ ہوں۔

فینا الرسول شھاب ثم نتبعہ　　نور مضی لہ فضل علی الشھب

الحق منطقہ و العدل سیرتہ　　فمن یجبہ الیہ ینج من تبب

نجد المقدم ماضی الھم معتزم　　حین القلوب علی رجف من الرعب

یمضی و یذمرنا عن غیر معصیۃ　　کانہ البدر لم یطبع علی الکذب

بدالنا فاتبعناہُ نصدقہ　　و کذبوہ فکنا اسد العرب (۷۷)

ترجمہ: (۱) ہمارے اندر ایک ایسے رسولؐ موجود تھے جو شہاب ثاقب کی طرح روشن تھے اور روشنی پھیلانے والا ان کا ذاتی نور مستزاد تھا۔ اس شہاب ثاقب (منبع نور) کو دیگر تمام ستاروں (انبیائے کرام و افراد کائنات) پر فضیلت حاصل تھی۔

(۲) ان کا کلام حق پر اور ان کی سیرت عدل و انصاف پر مبنی ہے، پس جو بھی شخص انہیں لبیک کہے گا، نقصان و خسران و تباہی و بربادی سے نجات پا جائے گا۔

(۳) جب قلوب ڈر کے مارے تھرا جاتے ہیں، تو اس وقت رسول اللہ ﷺ پیش قدمی کرنے والے، باہمت اور صاحب عزم ثابت ہوتے ہیں۔

(۴) رسول اللہ ﷺ ہمیں ایسی باتوں پر آمادہ کرتے ہیں، جو معصیت سے دور ہوتی ہیں اور انہیں نافذ فرماتے ہیں۔ وہ گویا

چودھویں رات کا چاند ہیں۔آپ کذب اور غیر واقفیت پر پیدا ہی نہیں کئے گئے۔
(۵) وہ نبی مکرمؐ ہمارے اندر (عرب میں) مبعوث ہوئے تو ہم تصدیق کر کے ان کے تبع بن گئے اور کفار نے ان کی تکذیب کی اور وہ گمراہ ہو گئے، لہٰذا ہم عرب میں سب سے زیادہ باسعادت بن گئے۔

غزوۂ خندق کے موقع پر حضرت کعب بن مالکؓ نے یہ اشعار نعت حضور اقدس کے لیے بحر کامل میں کہے تھے۔ یہ اشعار آپ کے قصیدۂ قائیہ کا حصہ ہیں جو آپ نے لشکر اسلام کی شجاعت و مدح میں کہے تھے۔ ابن ہشام نے اس کے بائیس اشعار نقل کئے ہیں۔(۷۸)

ونطیع امر نبینا ونجیبہ و اذا دعا الکریھۃ نور نسبق
ترجمہ: ہم اپنے نبی کی اطاعت کرتے ہیں اور آپؐ کے حکم پر لبیک کہتے ہیں اور جب بھی آپ ہمیں (دشمنوں سے مقابلے کے لیے) محاذ جنگ پر بلاتے ہیں تو ہم اس وقت پیچھے نہیں رہتے۔

ومتی ینادی الی الشد ائدناتھا ومتی نوا الحومات فیھا نعنق
ترجمہ: اور جب آپ شدائد کے وقت آواز دیتے ہیں تو ہم فوراً حاضر ہو جاتے ہیں۔ اور جب ہم بڑے بڑے معرکے دیکھتے ہیں تو دوڑ کر ان میں شریک ہوتے، ہجوم اور موت سے بغل گیر ہوتے ہیں۔

من یتبع قول النبی فانہ فینا مطاع الامر حق مصدق
ترجمہ: جو بھی نبی کریم کے قول کا اتباع کرتا ہے یا کرے گا (اسے تو ایسا کرنا ہی چاہئے) کیونکہ نبی کریمؐ ہمارے اندر واجب الاحترام اور واجب الاطاعت ہیں (جن کا حکم ماننا ہی چاہئے) اور ان کا اتباع کرنا تصدیق کردہ نبی کا واجبی حق ہے۔

فبذاک ینصرنا ویظھر عزنا ویصیبنا من نیل ذاک بمرفق
ترجمہ: اس کے طفیل ہماری مدد کی جاتی ہے اور پھر اسی بناء پر وہ ہماری مدد فرماتے ہیں اور عزت بڑھاتے ہیں اور اس چیز کے حصول کی وجہ سے وہ ہمیں اپنا دست و بازو پاتے ہیں۔

ان الذین یکذبون محمداً کفروا وصلوا عن سبیل المتقی (۷۹)
ترجمہ: جو لوگ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے تکذیب کرتے ہیں، وہ منکر حق ہیں۔ اور پرہیزگاروں کے راستے سے بھٹکتے ہوئے اور گمراہ ہو چکے ہیں۔

جب نبی کریمؐ جنگ حنین سے فارغ ہوئے تو آپؐ طائف کی طرف روانہ ہو گئے۔ کیوں کہ بنو ثقیف کے شکست خوردہ عناصر اور ہزیمت زدہ لوگ شہر طائف کی فصیل کے دروازے بند کر کے جنگی تیاریوں میں مصروف تھے۔ آپؐ ان کا قلعہ قمع کرنے کے ارادے سے نکلے تو روانگی کے وقت حضرت کعب بن مالکؓ نے ایک طویل قصیدہ، بحر وافر میں کہا۔ اس کے پچیس اشعار ابن ہشام نے نقل کئے ہیں۔(۸۰) چند اشعار نعت ملاحظہ ہوں۔

وانا قد اتینا ھم بزحف یحیط بسور حضھم صفوفا
رئیسھم النبی و کان صلبا نقی القلب مصطبراً عزوفا
رشید الامر ذاحکم و علم و حلم لم یکن نزقاً خفیفا

نطیع نبینا و نطیع ربا　　هو الرحمن کان بنا رؤوفا (۸۱)

ترجمہ: (۱) اور انہیں یہ خبر دے کہ ہم ان کے اوپر ایک عظیم لشکر لائے ہیں جو ان کے قلعے کی چار دیواری کو چاروں طرف سے صف بہ صف ہو کر گھیرے گا۔

(۲) اس لشکر کے رئیس و سردار اعلیٰ نبی کریمؐ ہیں جو مضبوط ریڑھ کی ہڈی والے ہیں، جو پاکیزہ دل، نہایت صابر و شاکر اور نہایت زاہدانہ زندگی گزارنے والے ہیں۔

(۳) وہ (نبیؐ) سیدھے سیدھے معاملہ اور درست امر والے ہیں۔ حکم چلانے اور قوت فیصلہ رکھنے والے، صاحب علم اور بردبار ہیں۔ ہلکی طبیعت کے یا جلد غصے میں آ جانے (جلد باز و ضعیف) والے نہیں۔

(۴) ہم اپنے نبی مکرمؐ کا اتباع کرنے والے ہیں اور اس رب عالم کے فرماں بردار و اطاعت گزار ہیں جو بڑا مہربان اور ہم پر بڑی عنایات و نوازشات کرنے والا ہے۔

باب پنجم:

فصل دوم:

حضورؐ کے دفاع میں کہے گئے اشعار نعت

نعتیہ شاعری کا ایک پہلو حضورؐ کے دفاع میں کہے گئے اشعار نعت بھی ہیں۔ جب کفار ومشرکین آپ کی ذات مطہرہ پر کوئی تہمت لگاتے، الزام تراشی کرتے یا بدزبانی وبدکلامی کرتے، تو شعرائے اسلام، اس کا بھرپور اور منہ توڑ جواب دیا کرتے تھے، کیوں کہ یہ اہل ایمان اپنے رسولؐ سے سچا عشق رکھتے تھے، عصمت انبیاء کے محافظ تھے اور اپنے رسول کریمؐ کے جاں نثار تھے، لہٰذا انہیں حضور کی شان میں کفار کا گستاخی کرنا نہایت شاق گزرتا اور یہ اسے کسی صورت برداشت نہ کرتے تھے۔ اس لیے فوراً ردعمل ظاہر کرتے تھے۔ ایک ہم آج کے مسلمان ہیں کہ...... ''جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود'' اس کے باوجود ہم ''عاشق رسولؐ'' ہونے کے دعوے دار ہیں۔

یہ بات تو خالق کائنات، رب العالمین کو بھی قطعاً ناپسند ہے کہ کوئی شخص اس کے محبوب، رسول کریمؐ کی شان میں گستاخی کرے یا سبُّ وشتم کرے یا آپؐ کے خلاف محاذ قائم کرے۔ ایسی صورت میں رب کریم نے ناموس عظمت رسولؐ کا تحفظ ودفاع فرمایا ہے۔ گزشتہ انبیائے کرام پر جب دشمن انگلی اٹھاتا تھا اور ان پر بہتان باندھتا یا نکتہ چینی کرتا، ان کی شان کے خلاف کوئی بات کرتا، تو وہ ان الزام تراشیوں اور بہتان ودشنام کا جواب خود دیتے، تردید کرتے اور اپنا دفاع خود فرماتے تھے، مثلاً حضرت نوحؑ نے اپنے اوپر لگنے والے الزام کا جواب اس طرح ارشاد فرمایا۔

یاقوم لیس بی ضلالۃ. (۸۲)

ترجمہ: اے میری قوم مجھ میں گمراہی کچھ نہیں (ا)

اسی طرح حضرت ہودؑ نے جواب دیا۔

یاقوم لیس بی سفاھۃ. (۸۳)

ترجمہ: اے میری قوم مجھے بے وقوفی سے کیا علاقہ۔ (ب)

یونہی دیگر انبیائے کرام نے اپنی مدافعت خود فرمائی، جب کہ آپؐ کا معاملہ ان کے بالکل برعکس ہے۔ آپ کی جوابی کارروائی اللہ رب ذوالجلال نے خود نمٹائی اور آپؐ کے دشمنان دندان شکن جواب دے کر قصر

(ا)۔ کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن (ب)۔ ایضاً

مذلت میں دھکیل دیا۔ اللہ جل جلالہ نے آپ کی برأت کی ذمہ داری اپنے ذمہ لے کر آپ کو ایک اور خصوصیت عطا فرمائی۔ جب کفار و مشرکین نے آپؐ پر مجنون کا طعن کیا تو اللہ رب ذوالجلال نے آپ کا بھرپور دفاع کیا اور ان الفاظ میں اس کی تردید فرمائی۔

ماانت بنعمة ربک بمجنون. (۸۴)

ترجمہ: تم اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں۔ (ا)

اور جب کفار نے آپؐ پر ضلالت و گمراہی کا الزام دھرا، تو یہ شان الٰہی کو گوارہ نہ ہوا کہ اس کے محبوبؐ کی شان میں گستاخی کی جائے، فوراً جواب ارشاد فرمایا۔

ماضل صاحبکم وما غویٰ وما ینطق عن الھویٰ (۸۵)

ترجمہ: تمہارے صاحب نہ بہکے ہوئے نہ بے راہ چلے اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔ (ب)

اسی طرح جب کافروں نے آپ کو شاعر قرار دیا، تو اس کے جواب میں ارشاد ربانی ہوا۔

وما علمنه الشعر . (۸۶)

ترجمہ: اور ہم نے ان کو شعر کہنا نہ سکھایا۔ (ج)

یہ تمام آیات کریمہ اور اسی طرح دیگر، کہ ان کا نزول ہوا تو آپؐ کے دفاع میں، لیکن وہ آپؐ کی بہترین نعت کریمہ شمار ہوئیں۔

حضورؐ کی تعریف و توصیف میں کہے گئے اس طرح کے اشعار جو آپؐ کے دفاع، حفاظت، نگرانی و نگہبانی کے لئے کہے گئے ہوں، خواہ وہ جنگ و جدل کے مواقع پر کہے گئے ہوں یا دشمنان اسلام کی ہجو کی رد میں یا آپؐ کے شمائل و فضائل اور خصائل و مفاخر، ان اعداء کے مقابل بیان کرنے کے لئے کہے گئے ہوں یا دشمنوں کے سامنے آپ کی شان و عظمت، شرف و قدر، فخر و بڑائی، عز و بلندی ظاہر کرنے کے لئے، ایسے تمام اشعار کا شمار بھی نعتیہ اشعار ہی میں کیا جائے گا اور اسے آپ کی نعت شریف ہی کہا جائے گا۔ صنف ادب میں اسے کوئی بھی نام دیا جائے، اسم با مسمّٰی ''نعت'' ہی رہے گا۔ اس سلسلے میں پہلا نام اور پہلا کام آپؐ کے چچا حضرت ابوطالب کا ہے۔ کوئی محقق، کوئی مصنف، کوئی مورخ، کوئی سیرت نگار، کوئی ادیب، کوئی شاعر خواہ کتنا ہی متعصب (FANATIC) اور قوم پرست (Nationalist) یا تنگ نظر (Chauvinist) کیوں نہ ہو، اسے ابو طالب کا ادبی حق دینا ہی پڑے گا اور اگر اس سے صرف نظر کرے گا تو وہ اپنی تحقیق، تصنیف اور تاریخ میں عیب ڈالے گا، جو کسی محقق، مصنف یا مورخ کے شایان شان نہیں ہے۔

ا۔ کنزالایمان۔ ب۔ ایضاً۔ ج۔ ایضاً، ص ۸۰۰۔

حضورؐ کے دفاع میں اشعار نعت کہنا درحقیقت اللہ رب ذوالجلال کی وہ حکمت عملی ہے جو اس نے قرآن کریم میں اختیار کی اور آپؐ کے حق میں، کفار و مشرکین کے جواب میں آیات قرآنیہ کا نزول فرمایا اور اعدائے اسلام کو دندان شکن جواب دیا۔ اور انہیں ذلیل و خوار بتایا ہے۔ اس طرح کی کئی Defencive آیات کریمہ، قرآن کریم میں مذکورہ ہیں۔ جیسے "تبت یدا ابی لھب وتب "(۸۷)

ترجمہ: (تباہ ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا) (ا) مزید تفصیل کے لئے دیکھئے سورۃ اللھب، کنزالایمان، ص ۱۰۸۶، حاشیہ نمبر ۲،۳۔

اسی طرح "ان شانئک ھو الابتر" (۸۸)

ترجمہ: (بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر چیز سے محروم ہے) (ب)

تفصیل کے لئے دیکھیے۔ پارہ ۳۰، سورۃ الکوثر، آیت ۳، حاشیہ ۵، کنزالایمان، ص ۱۰۸۴، ۱۰۸۵۔ اور دیکھئے انا اعطینک الکوثر (۸۹) (اے محبوبؐ! بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں) (ج)، مزید تفصیل کے لئے دیکھئے۔ کنزالایمان، ص ۱۰۸۴، حاشیہ ۲۔ مزید ارشاد فرمایا۔ "وما ھو بقول شاعر" (۹۰) (اور وہ کسی شاعر کی بات نہیں) (د) اور اسی طرح "ولا بقول کاھن" (۹۱) (اور نہ کسی کاہن کی بات) (ہ) اسی طرح کی بے شمار 'Defencive' آیات کریمہ، قرآن کریم میں موجود ہیں، جن کا شمار آپ کی نعت کریمہ میں ہوتا ہے۔

ابوطالب کے دفاعی نعتیہ اشعار:

زمانہ ابتدائے اسلام میں، روئے زمین پر حضرت ابوطالب ہی کی وہ اولین ہستی اور آہنی ذات تھی، جس کے سائے میں شجر اسلام، سائبان و سایہ دار بنا، یعنی دین اسلام کی سرپرستی ایک ایسے شخص نے کی، جو نہ تو اہل اسلام سے تھا اور نہ کلمہ گو، نہ ہی مسلمان تھا نہ ہی مومن، لیکن اپنے عقیدے میں سچا اور پکا۔ اپنے بھتیجے کے عشق، "عشق رسولؐ" میں سرتاپا ڈوبا ہوا اور اللہ کے دین کی ترویج و اشاعت کے سلسلے میں، مخالفین اسلام سے مقابلہ کرنے اور معاملہ حق میں باطل کے سامنے ڈٹ جانے میں، ان سب سے بڑھ کر تھا۔ اس بات کی دلیل حضورؐ کا یہ فرمان عالی شان ہے کہ جب ابوطالب کے انتقال کے بعد قریش کی ایذا رسانیاں بڑھ گئیں۔ ان کا ظلم و تعدی زور پکڑ گیا تو آپؐ بہت زیادہ دل گرفتہ ہوئے اور ارشاد فرمایا۔

(ا) کنزالایمان، ص ۱۰۸۶۔

(ب)۔ کنزالایمان، ص ۱۰۸۴۔ (بحوالہ مذکور۔ (ج) کنزالایمان، ص ۱۰۲۲،

(د) کنزالایمان، ۱۰۲۲۔

(ہ) کنزالایمان، ص ۱۰۲۲

ما نالت منی قریشاً اکرهه حتی مات ابو طالب .(۹۲)

ترجمہ: ابوطالب کے مرنے تک قریش مجھ سے ایسا کوئی برتاؤ نہ کر سکے، جو مجھے ناپسند ہوا ہو۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں: جب صحابہ کرام علیہم الرضوان نے دین اسلام اختیار کیا تو قبائل قریش ان پر پل پڑے اور طرح طرح کی ایذائیں، سزائیں اور لوگوں کو دین اسلام سے برگشتہ کرنے کی تدابیر کرنے لگی، لیکن اللہ رب ذوالجلال نے حضور نبی کریم کو، ان کی ان معاندانہ سازشوں، چالوں اور کارروائیوں سے آپؐ کے چچا ابوطالب کے سبب محفوظ رکھا۔ "**ومنع اللہ رسولہٗ فھم بعمه ابی طالب**" (۹۳) (جب ابوطالب نے قریش کی مذکورہ کارروائیاں بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کے متعلق دیکھیں تو اٹھ کھڑے ہوئے رسول کریمؐ کی حفاظت کرنے اور آپؐ کے اعداء کے سامنے سینہ سپر ہونے کے لیے۔ انہوں نے تمام (بنو ہاشم) کو جمع کیا، اس بات پر، جس پر وہ خود بھی ڈٹے اور جمے ہوئے تھے یعنی رسول کریمؐ کی حفاظت و نگہبانی، مدد و استعانت اور ان کے معین و مددگار بننے پر۔ اس بات پر صرف واحد ملعون، دشمن رسولؐ، ابولہب تھا جس نے اس سے اتفاق نہیں بلکہ انکار کیا۔ "**الا ماکان من ابی لھب عدواللہ الملعون**" (۹۴)

جب ابوطالب نے اپنی قوم کی یہ حالت دیکھی، جو ان کے لیے مسرت کا سبب تھی، یعنی یہ کہ وہ رسول کریمؐ کے دفاع اور سعی و کوشش میں شریک ہیں تو آپ نے ان کی مدح و ستائش کی اور انہیں قصۂ پارینہ واقعات یاد دلائے اور حضور نبی کریم کا وہ مقام و مرتبہ، عظمت و فضیلت و حقیقت، جو آپؐ میں ودیعت تھی، اسے واضح کیا تھا کہ وہ بھی اس موقع پر آپؐ کے شایہ بشانہ ہوں۔ اس موقع پر ابوطالب نے آپ کی شان میں اور آپؐ کے دفاع میں وہ اشعار نعت کہے جو درحقیقت ابوطالب کا ہتھیار تھے۔ شاعری کو بطور اسلحہ، ہتھیار، دفاع و حفاظت، آہنی حصار کے طور پر جس طرح ابوطالب نے استعمال کیا، آج تک عربی ادب میں خصوصاً نعتیہ ادب میں اس کی کوئی دوسری نظیر نہیں ملتی۔

ابوطالب دفاعی نعتیہ اشعار کے بانی (Founder) اور اس موضوع پر اولین شعر کہنے والے، اولین فرد ہیں، گو کہ اس میں انہوں نے اپنے خاندانی مفاخر بیان کیے ہیں، لیکن درحقیقت یہ حضور کی صفات و نعت کا مظہر ہیں، بالخصوص اس میں آپ نے حضورؐ کا عالی نسب ہونا بتایا ہے، حالانکہ خود ابوطالب بھی اسی قبیلہ، خاندان، نسل، نسب، باپ دادا کی پشت سے تھے، لیکن اس کے باوجود جو برتری، تخصص اور وجہ افتخار کا سبب اس شعر میں ظاہر کیا ہے، ملاحظہ ہوں اشعار ابوطالب۔

اذا اجتمعت یوما قریش لمفخر　　فعبد منافِ سرھا و صمیمھا

فان حصلت اشراف عبد منافھا　　ففی ھاشم اشرافھا و قدیمھا

وان فخرت یوماً فان محمداً　　هوا لمصطفیٰ من سرها و کریمها

تداعت قریش غشها و سمینها　　علینا فلم تظفر و طاشت حلومها

وکنا قدیماً لانقر ظلامة　　اذا ماثنو صعر الخدود نقیمها

ونحمی حماها کل یوم کریهة　　ونضرب عن احجاز ها من یرومها

بنا انتعش العود الذواء و انما　　باکنافنا تندیٰ و تنمی اروما(۹۵)

ترجمہ: (۱) جب کبھی قریش کسی قابل فخر کام کے لیے مستعد ہوئے تو ان میں (بنی) عبدمناف ان کی جان اور ان کی روح رواں رہے۔ ان کے کارنامے سب سے ممتاز اور نمایاں نظر آئے۔

(۲) پھر جب ان میں سے (بنی) عبدمناف کے اشراف کو شمار (یکجا) کیا گیا تو ان میں سب سے بڑھ کر، بلند، اشراف و اعلیٰ مرتبہ والے اور آگے بڑھائے جانے کے قابل بنی ہاشم ہی کے لوگ نکلے۔

(۳) اور جب کبھی بنی ہاشم نے فخر کیا تو ان میں محمدؐ ہی منتخب، سب سے مکرم و معظم، قابل فخر و تکریم اور اس قبیلے کی جان اور ان میں بڑے مرتبہ والے نکلے۔

(۴) قریش کے اچھے اور برے (چھوٹے اور بڑے) تمام لوگوں نے (یکجا ہوکر) ایک دوسرے کو ہماری مخالفت و عداوت میں ابھارا، تاہم انہیں کوئی کامیابی نصیب نہ ہوئی، بلکہ ان متانت اور عقلیں چلی گئیں، چھن گئیں، سلب ہوگئیں اور وہ اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھے۔

(۵) ہمیشہ سے ہماری حالت یہ رہی ہے کہ ہم کسی ظلم کو قائم نہیں رہنے دیتے۔ جب کبھی لوگوں نے تکبر سے گالوں کے جھکاؤ کو ٹیڑھا کیا، تو ہم انہیں سیدھا کرتے رہے ہیں۔

(۶) ہر خوف ناک موقع یا جنگ کے وقت (حفاظت حضورؐ کی خاطر) ہم میدان میں کود پڑے ہیں اور پھر جس طرف سے آئے گا، اسی طرف لوٹا دیا جائے گا۔ یا انہیں ان کی حدود سے تجاوز سے روکنے اور ہماری مدافعت کے لیے ہے۔

(۷) سوکھی ہوئی لکڑیاں اور پتے ہمارے طفیل سرسبز و شاداب ہوگئے۔ ہمارے اضلاع میں سوکھی لکڑیوں کی جڑیں تروتازہ ہوتی اور نشو ونما پاتی ہیں۔

علامہ حلبی نے اس کے تین شعر نقل کئے ہیں۔ (۹۶)

ابو طالب کا قصیدۂ لامیہ:

جب ابو طالب کو یہ خوف دامن گیر ہوا کہ عرب کے تمام لوگ حضورؐ کی مدد وحمایت کرنے پر آپ کے بھی دشمن ہوجائیں گے تو انہوں نے ان اعدائے ایمان واسلام کو یہ باور کرادیا کہ وہ رسول اللہؐ کو کسی بڑی سے بڑی چیز کے عوض یا کسی طمع ولالچ، حرص وہوس میں آئے بغیر، حضورؐ کو تنہا چھوڑنے یا ان کے حوالے کرنے والے نہیں، بلکہ وہ آپ کی حفاظت واعانت کرتے ہوئے خود بھی اپنی جان دینے کو تیار ہیں۔ اس ضمن میں آپ نے عربی زبان و ادب کا وہ شاہ کار و لازوال قصیدہ تخلیق کیا، جس کی حلاوت وشیرینی تاثیر وتاثر اور اس کے ادبی ولسانی محاسن آج بھی ویسے ہی تروتازہ ہیں، جیسے آج سے سولہ سو سال قبل تھے۔

یہ معروف قصیدہ اپنے فنی خصائص، عمدگی وخوبیوں کے سبب آج بھی ایک معنبر ومعطر گلدستہ ہے، جس کے مشک ریزیاں فضائے لامکان تک عطر بیز ہیں۔ عربی زبان وادب کا یہ طویل شاہ کار بحر طویل میں کیا گیا ہے اور چورانوے اشعار (۹۷) پر مشتمل ہے، (ا) گوکہ اس میں نعت کے محض اٹھارہ اشعار ہیں، لیکن یہ ایک نعتیہ شاہ کار بھی ہے۔ علامہ سید زینی دحلان نے اس قصیدے کے اسی اشعار بتائے ہیں۔ (۹۸) اور صاحب بدایہ نے نوے، (۹۹) ابوطالب نے اس میں قریش کی دل جوئی بھی کی ہے اور انہیں کھلے لفظوں دھمکیاں بھی دی ہیں اور حضورؐ کے دفاعی اشعار میں اپنی جاں نثاری وجان سپاری کا پیغام بھی اہل قریش کو دیا ہے کہ ان کے ہوتے ہوئے محمدؐ کو تنہا نہ سمجھا جائے۔ اس موقع پر انہوں نے حرم مکہ، نیز اپنے اس رتبے ومرتبے، عزت وشرف وقدر کی پناہ لی، جو انہیں وہاں کی سکونت کے سبب حاصل تھا اور اپنی قوم کے بلند مرتبہ لوگوں پر اپنی محبت واحسانات بھی جتائے، غرض یہ کہ اس قصیدے میں کلیتاً اس بات کا اعادہ وارادہ ہے کہ ہم کسی صورت ڈرنے، جھکنے یا دبنے والے نہیں۔

ان اشعار قصیدہ کو ابوطالب نے بطور ہتھیار بھی استعمال کیا۔ اس کے ایک ایک لفظ خلوص وعقیدت میں عرق ریز، بھتیجے کی محبت والفت میں ڈوبا ہوا اور اعدائے اسلام کے لیے کانٹوں کی سیج ہے۔ یہ وہ نشتر ہے جو گلاب میں سمو کر اور عطر میں ڈبو کر لگایا گیا ہے۔ غیرت وحمیت، عقیدت ومحبت، سوز وساز، اس قصیدے کا جوہر خاص ہے۔ حقیقتاً اگر دیکھا جائے تو ابوطالب کا یہ قصیدہ عتاب لطیف، عذاب شفیق، عذر جمیل کا آئینہ دار اور دعوتِ اسلام کا علم بردار ہے اور یہ اس تاریخی مقاطعے، شعب ابی طالب میں گزارے ہوئے لمحات کی مکمل داستان ہے۔

ابوطالب اس دور کی نابغۂ روزگار شخصیت تھی، جس کا احترام کیا جاتا تھا اور اہل قریش ان کے مقام ومرتبہ سے بخوبی واقف تھے۔ آپ سردار قریش اور سردار مکہ تو تھے ہی، لیکن آپ اس دور کے لازوال شاعر (Legend Poet) بھی تھے، گوکہ اس زمانے میں آپ کے معاصرین میں قریش کے بڑے بڑے نامور اور عرب کے زور آور شعراء بھی تھے، لیکن آپ کی شاعری کو عروج اور دوام حضور نبی کریمؐ کی ذات گرامی کے سبب اور آپؐ کی نعوت کے طفیل حاصل ہوا، اور ایسا ہوا کہ تاقیامت باقی رہے گا۔ نعتیہ شاعری کا تذکرہ ابوطالب کے بغیر نامکمل، ادھورا اور پھیکا ہے۔ ملاحظہ ہوں قصیدۂ لامیہ کے چند اشعار۔

ولـمـا رأيـت الـقـوم لاودّفيهـم   وقـد قـطـعـوا كـل الـعُـرىٰ الـوسـائـل

ترجمہ: جب میں نے قوم کو دیکھا کہ ان میں کوئی محبت نہیں رہی اور انہوں نے تمام تعلقات اور رشتوں، ناتوں کو توڑ دیا ہے، اور ہر قسم کے روابط ووسائل منقطع ہو گئے ہیں۔

(الف) علامہ سید رضی جعفر رضوی نقوی نے اپنے مرتب کردہ دیوان ابوطالب میں قصیدۂ ابوطالب کے ایک سودس اشعار نقل کئے ہیں۔ ص ۱۱۱ تا ۱۱۷۔ ناشر ادارۂ اصلاح (کھجوا) پاکستان۔

وقد صارحونا بالعداوة ولاذلیٰ   وقد طاوعوا امر العدو المزایل

ترجمہ: اور انہوں نے ہم سے کھلی دشمنی اور ایذا رسانی شروع کی۔ انہوں نے ہم سے الگ ہو جانے والے دشمن کی بات کی۔

وقد حالفوا قوماً علینا اظنّة   یعضون غیظاً خلفنا بالانامل

ترجمہ: انہوں نے ہمارے خلاف تہمت زدہ لوگوں سے، جو ہم سے بدگمان و برگشتہ تھے، معاہدے کئے اور جو ہمارے پیٹھ پیچھے غصے سے انگلیاں چباتے تھے اور بھرپور دشمنی کرتے۔

صبرت لهم نفسی بسمراء سمحةٍ   وابیض غضب من تراثِ المقاول (۱۰۰)

ترجمہ: پھر بھی میں نے صبر سے کام اور اپنے گندم گوں چمکیلے نیزوں اور شاہان سلف (بزرگوں) کی وراثت میں ملی ہوئی آب دار، چمکیلی تلواروں کو ان کے مقابلے سے روکے رکھا۔

اس منظر کشی کے بعد دفاع رسولؐ میں ابو طالب کے دفاعی نعتیہ اشعار ملاحظہ ہوں۔

وثور ومن ارسیٰ ثبیراً مکانه   وراق لیرقیٰ فی حراء و نازل

ترجمہ: اور جبل ثور اور اس ذات کی پناہ جس نے کوہ ثبیر کو اس کی جگہ گاڑ دیا (یا) چڑھنے اور اترنے والے کی پناہ (جو ثبیر سے اس لیے اترتا ہے) تا کہ کوہ حرا پر چڑھ جائے۔ (اشارۂ نبی کریمؐ یعنی۔ اللہ جو پہاڑ مکہ کو بنانے والا اور رسولؐ (ان پہاڑوں پر آنے جانے والے) کی پناہ چاہتا ہوں)

کذبتم و بیت الله نترک مکة   ونطعن الاٰ امر کم فی بلابل

ترجمہ: بیت اللہ کی قسم! تم نے جھوٹ کہا، یعنی تمہارا یہ خیال قطعاً غلط ہے کہ ہم (محمدؐ و آلہ) مکہ چھوڑ دیں گے اور یہاں سے سفر (کوچ، ہجرت) کر جائیں گے، صرف تمہارے خیالی وسوسے ہیں، مکہ ہرگز نہیں چھوڑا جا سکتا۔

کذبتم و بیت الله بنذیٰ محمداً   ولمّا نُطاعن دونه وننا ضل

ترجمہ: بیت اللہ کی قسم! تم نے غلط خیال کیا کہ ہم محمدؐ کے متعلق مغلوب ہو جائیں گے۔ (ان کا ساتھ چھوڑ دیں گے یا ان کی حمایت سے دست بردار ہو جائیں گے) حالاں کہ ابھی تک ہم نے ان کے بچاؤ کے لیے نہ تو نیزہ زنی کی ہے اور نہ ہی تیر اندازی (جان لو کہ ہم تمہارا مقابلہ ان ہتھیاروں سے کریں گے)

ونسلمه حتیٰ نصرع حوله   ونذهل عن ابنائنا و الحلائل

ترجمہ: تم نے (اے قریش) غلط خیال کیا کہ ہم انہیں (محمدؐ کو) تمہارے حوالے کر دیں گے، ہرگز نہیں، حتیٰ کہ ہم ان کے اطراف میں بچھڑ جائیں گے (اپنی جانیں محمدؐ کے لیے دے دیں گے) اور اپنے بیوی بچوں کو بھول جائیں گے، ان سے (جدا ہو جائیں گے)

وماترک قومه، لاابالک، سیدا   یحوط الذمار غیر ذاب مواکل

ترجمہ: تیرا باپ مرجائے، ایسے سردار کو چھوڑ دینا کبھی (بدترین) بات ہے جو حمایت کے قابل چیزوں کی نگرانی کرتا ہے۔ جو نہ فسادی ہے اور نہ اپنا کام دوسروں پر چھوڑنے والا ہے۔ ایسے عالی وقار سید و سردار کو چھوڑنا نہایت برا ہے۔ (ایسے نبی کو ہم کیسے چھوڑ دیں)

وابیض یستقی الغمام بوجهه   ثمال الیتامیٰ عصمة للا رامل (ا)

ترجمہ: جو ایسے روشن چہرے والا (نبیؐ) ہے کہ اس کے وسیلے سے بارش طلب کی جاتی ہے۔ وہ یتیموں کی سرپرستی کرنے والا ہے اور بیواؤں کی پناہ گاہ ہے۔

(الف) اس شعر کا شمار ابو طالب کی تمام نعتیہ شاعری میں معرکتہ الآرا شعر میں کیا جاتا ہے۔ یہ شعر اس قصیدہ کا حسن تغزل ہے۔

یلوذبہ الهلاک ال هاشم فهم عنده فی رحمة و فواضل

ترجمہ: بنی ہاشم کے مفلس (ستم رسیدہ) افراد اس (محمدؐ) کے ہاں پناہ لیتے ہیں اور وہ اس کے پاس ناز و نعم میں بڑی نعمت بڑے احسان وعظمت کے ساتھ اعلیٰ مراتب پر فائز ہیں۔

لعمری لقد کلفت و جدا باحمدٍ واخوانه داب المحب المواصل

ترجمہ: اپنی عمر کی قسم! جس طرح دائمی محبت کرنے والوں کی حالت ہوتی ہے، میں بھی احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے (چچازاد) (ا) بھائیوں کے عشق میں مبتلا کیا گیا ہوں۔ محمد مصطفےٰ سے بے پناہ محبت کرتا ہوں۔

فلا زال فی الدنیا جمالاً لا هلها وزیّناً لمن والاهُ ربّ المشاکل

ترجمہ: ایک دوسرے سے مشابہ شکلیں بنانے والا پروردگار، احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے بھائیوں سے تعلقات رکھنے والوں کے لیے جمال دنیوی ہمیشہ رکھے اور جن لوگوں کی اس نے سرپرستی کی ہے، ان کی زینت کو دوام عطا فرمائے۔

فمن مثله فی الناس ای مؤمل اذا قاسه الحکامه عند التفاضل

ترجمہ: احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا سا لوگوں میں ہے کون؟ جس سے لوگوں کی امیدیں وابستہ ہوں۔ فیصلہ کرنے والوں نے جب فضائل کا مقابلہ کرنے کے لیے اس (کے مرتبے) کا اندازہ کیا تو اس کے لیے ان لوگوں میں جن سے امیدیں وابستہ کی جاتی ہیں، عجیب قسم کی برتری پائی۔

حلیم رشید عادل غیر طائش یوالی الهاً لیس عنه بغافل

ترجمہ: وہ بردبار سیدھی راہ پر چلنے والا منصف ہے، جلد باز نہیں وہ ایسے معبود سے تعلقات رکھنے والا ہے، جو اس سے غافل نہیں۔

فوالله لولا ان اجیء بسبّةٍ تجر علی اشیا خنا فی المحافل

ترجمہ: واللہ اگر میری وجہ سے ہمارے بزرگوں پر مجمعوں میں (میرے اسلام اختیار کرنے کی وجہ سے) گالیاں پڑنے کا خوف، نہ ہوتا (گمراہی کا الزام)

لکنا اتبعناه علی کل حالةٍ من الدهر جداً غیر قول التهازل

ترجمہ: تو ہم اس کی پیروی ضرور کرتے، خواہ زمانے کی حالت کچھ ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ بات میں نے حقیقت کے لحاظ سے کہی ہے، دل لگی یا مذاق کے طور پر نہیں کہی۔

لقد علموا ان ابننا لا مکذب لدینا ولا یعنی بقول الا باطل

ترجمہ: سب لوگ جانتے ہیں کہ ہمارے لڑکے پر جھوٹ کا الزام لگانے والا ہم میں کوئی نہیں اور جھوٹے الزامات لگانے والوں کی باتوں پر تو کوئی توجہ نہیں کی جا سکتی۔

فاصبح فینا احمد فی ارومة تقصر عنه سورة المتطاول

ترجمہ: ہم میں احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایسی جڑوں سے ظہور کیا ہے (ایسے ماں باپ سے پیدا ہوا ہے) کہ دست درازی کرنے والوں کی سختیاں اسے ضرر پہنچانے یا اس کا رتبہ اور منزلت حاصل کرنے سے قاصر ہیں۔

(الف) علی اور جعفرؓ

حدبت بنفسی دونہ و حمیتہ   ودافعت عنہ بالذراوالکلاکل

ترجمہ: اس (محمدؐ) کی مدافعت کی خاطر میں نے اپنی جان خطرے میں ڈال دی، اپنی پیٹھ کی انتہائی بلندی اور سینے کے بڑے حصے سے اس کی حفاظت کی (اپنے تمام اعضاء جوجوارح سے۔

فـایـدہ رب العبـاد بـنـصـرہ   و اظھـر دینـاً حقـهٗ غیـر بـاطل (۱۰۱)

ترجمہ: پس بندوں کے پالنے والی ذات نے اس کی امداد کی اور اپنے سچے دین کو، جو جھوٹا نہیں غلبہ دیا۔

کفار و مشرکین عرب نے جب حضور نبی کریمؐ اور ان کے آل و اصحاب کو شعب ابی طالب میں محصور و محبوس کر دیا تو ابو طالب نے بحر طویل میں، یہ اشعار نعت، آپؐ کے دفاع میں رقم فرمائے۔

الا ابـلـغـاعـنّـی عـلـیٰ ذات بیننا   لـؤیـاً وخـصّـاً من لؤیّ بن کعب

ترجمہ: ترجمہ: سن لو! ہمارے آپس کے تعلقات کی نسبت بنی لوئی کو یہ پیام پہنچا دو اور بنی لوئی میں سے بھی خاص کر بنی کعب کو یہ سنا دو۔

الـم تـعـلـمـوا انـا وجدنا محمداً   نبیاً کـمـوسیٰ خُطّ فی اول الکتب؟

ترجمہ: کہ، کیا تمہیں خبر نہیں کہ ہم نے محمدؐ کو ایسا نبی پایا کہ موسیٰ کی طرح اگلی کتابوں میں اس کا حال لکھا ہے۔

و ان عـلـیـہ فـی العـبـاد محبة   ولا خیر ممـن خصّـه الله بالحب

ترجمہ: بندوں کا میلان محبت انہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کے لیے خاص کر دیا ہے، بھلا یہ بات کس طرح ممکن ہے کہ جس شخص کو خداوند عالم اپنا محبوب قرار دے، اس سے بھلائی حاصل نہ ہو۔

وان الـذی الـصـفـتـم مـن کـتـابـکـم   لـکـم کـائـن نـحـسـاً کـراغیة السقب

ترجمہ: اور تمہارا وہ نوشتہ (معاہدہ مقاطعہ)، جسے تم نے حضورؐ اور آل نبیؐ کے خلاف لکھ کر (دیوار کعبہ) پر چسپاں کیا، وہ تمہارے ہی واسطے منحوس ثابت ہوگا، حضرت صالحؑ کی اونٹنی (ا) کے بچے کی آواز (ثابت ہوئی)

فـلـسـنـا ورب البیت نسلم احمدا   لـعـزّاء من عضّ الزمان ولا کرب (۱۰۲)

ترجمہ: رب البیت کی قسم! ہم وہ لوگ نہیں جو زمانے کی کسی صبر طلب سختی یا تنگی کے سبب سے احمدؐ کی مدد سے دست کش ہو جائیں، (ہم مصطفےٰ کو کسی صورت نہیں چھوڑ سکتے)

صاحب ہدایہ نے اس کے چودہ شعر نقل کئے ہیں۔ (۱۰۳)

حضرت ابوطلحہؓ کا دفاعی شعر نعت:

حضرت ابوطلحہؓ کا دفاع رسولؐ میں کہا گیا یہ رجزیہ شعر نعت زبان و بیان اور تسلسل و روانی کا مرقع اور عقیدت و

(الف) سیرت النبی لابن ہشام (مرتبہ عبدالجلیل صدیقی و غلام رسول مہر) کے اردو نسخہ میں معجزہ کا اونٹنی، کو حضرت نوحؑ سے منسوب کیا گیا ہے۔ ''جس طرح نوحؑ کی) اونٹنی کے بچے کی آواز'' درج ہے۔ دیکھئے جلد اول، ص ۳۸۶) اس ترجمہ کو شاکر اعوان نے اپنی کتاب ''عہد رسالت میں نعت'' ص ۷۷ پر من وعن نقل کر دیا ہے۔ اس ایک غلطی سے تاریخ اسلام اور تاریخ انبیاء کا ایک باب مسخ ہو رہا ہے۔ اس غلطی پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

محبت کا اعلیٰ ترین مظہر، جان نثاری و جاں سپاری کا مبلّغ ہے۔ حضرت ابوطلحہ انصاریؓ نقیب انصار تھے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ القرشی کے ساتھ آپ کی مواخاۃ قائم ہوئی۔ آپ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ صحابہ کرام میں دولت مندترین آدمی تھے۔ حضور نبی کریمؐ نے آپ کو''امین الامت'' کا خطاب دیا۔ آپ نہایت شجیع ووجیہہ شخص تھے۔ لشکر اسلام کے عظیم سپاہی، آپ کے لیے حضورؐ نے فرمایا''**لصوت ابی طلحة فی الجیش خیر من مائة رجل**'' (۱۰۴) (ابوطلحہ کی آواز فوج میں سو آدمیوں سے بہتر ہے) آپ نے حضورؐ کے دفاع میں آپ کی شان میں یہ شعر نعت پڑھا۔

نفس لنفسک الفداء　　　ووجھی لوجھک الوقاء (۱۰۵)

ترجمہ: میری جان آپ کی جان پر قربان، اور میرا چہرہ، آپؐ کے چہرۂ انور کی سپر (ڈھال) ہو۔

حضرت حسانؓ کے دفاعی نعتیہ اشعار:

کعب بن اشرف جو بنی طے کی شاخ بنی نبہان میں سے تھا اور اس کی ماں بنی النضیر میں سے تھی۔ اس نے جنگ بدر کے موقع پر لوگوں کو حضورؐ کے خلاف اکسانے اور بھڑکانے کے لیے مقتولین بدر کا مرثیہ کہا۔ بحر کامل میں کہے گئے اس مرثیہ کے گیارہ اشعار ابن ہشام نے نقل کئے ہیں۔ (۱۰۶) اس کا جواب شاعر اسلام حضرت حسان بن ثابت انصاریؓ نے دیا۔ آپ کے بحر کامل میں کہے ہوئے پانچ اشعار سیرت ابن ہشام میں درج ہیں۔ حضورؐ کے دفاع میں کہے گئے دو نعتیہ اشعار ملاحظہ ہوں۔

ولقد شفی الرحمن منا سیدا　　　و اھان قوماً قاتلوہ و صُرّعوا

ونجاو افلت منھم من قلبہ　　　شعف یظل لخوفہ یتصدّع (۱۰۷)

ترجمہ: اور ہمارے سردار صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو رحمٰن نے مطمئن فرمادیا اور جن لوگوں نے اس سے جنگ کی، انہیں ذلیل وخوار کیا اور وہ پچھاڑے گئے۔

اور ان میں سے جو بچ نکلا اور بھاگ گیا، اس کے دل میں آگ بھڑک رہی ہے اور اس (ہمارے سردار ﷺ) کے خوف سے (اس کا دل پھٹا جاتا ہے)

جب کعب بن اشرف اور سلام بن الحقیق کے قتل کی خبر حضرت حسان کو ملی تو آپ نے تو حضورؐ کی شان میں اور صحابہ کرامؓ کی شجاعت وجرأت پر چند اشعار کہے۔ ابن ہشام نے بحر کامل میں کہے گئے چار شعر نقل کئے ہیں۔ اس میں ایک شعر یہ ہے۔

مستنصرین لنصر دین نبیھم　　　مستصغرین لکل امرٍ مجحفٍ (۱۰۸)

ترجمہ: (جو) اپنے نبی ﷺ کے دین کی مدد کے لیے ایک دوسرے کی امداد کے طالب تھے (اور) جان ومال کو تباہ کرنے والے ہر خطرے کو حقیر جاننے والے تھے۔

حضرت حسان نے غزوۂ بدر کے موقع پر جو اشعار کہے اس میں سے سولہ اشعار ابن ہشام نے نقل کیے ہیں۔ یہ اشعار بحر وافر میں کہے گئے ہیں۔ اس میں سے چند دفاعی نعتیہ اشعار ملاحظہ ہوں۔

فلاقيناهم منا بجمع ۔۔۔ كاسد الغابة مردان و شيب

امام محمد قد و ازروه ۔۔۔ على اعداء في لفح الحروف

بايديهم صوارم مرهفات ۔۔۔ وكل مجرب خاطي الكعوب

يناديهم رسول الله لما ۔۔۔ قذفناهم كباكب في القليب

الم تجدوا اكلامي كان حقاً ۔۔۔ و امر الله يأخذ بالقلوب؟

فما نطقوا، ولو نطقوا لقالوا ۔۔۔ صدقت، و كنت ذارای مصيب؟ (۱۰۹)

ترجمہ: (۱) ہم نے ایک ایسی جماعت سے ان کا مقابلہ کیا، جس کے بوڑھے اور جوان سب جنگل کے شیر تھے۔
(۲) ان لوگوں نے شعلہ ہائے جنگ کی لپیٹ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی۔
(۳) ان کے ہاتھوں میں باڑھ دی ہوئی تلواریں تھیں اور موٹی موٹی گرہوں والے نیزے۔
(۴) جب ہم نے ان کے جتھے کے جتھے گڑھے میں ڈالے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں پکار کر فرماتے تھے۔
(۵) کیا تم نے نہیں جان لیا کہ میری بات سچی تھی اور اللہ کا حکم دلوں کو (بھی) پکڑ لیتا ہے؟
(۶) انہوں نے کوئی بات نہ کی اور اگر وہ بات کرتے تو کہتے کہ آپؐ نے سچ کہا تھا اور صحیح رائے آپ کی ہی تھی۔

حضرت حسان بن ثابتؓ نے غزوہ بدر کے موقع پر اپنے قبیلے انصاری کے مفاخر بیان کرتے ہوئے حضورؐ کی شان میں دفاعی نعتیہ اشعار کہے۔ بحر بسیط میں کہے گئے یہ دس اشعار ابن ہشام نے نقل کئے ہیں۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

قومي الذين هم آووا نبيهم ۔۔۔ وصدقوه واهل الارض كفار

مستبشرين بقسم الله، قولهم ۔۔۔ لما اتاهم كريم الاصل مختار

اهلاً و سهلاً ففي امن و في سعة ۔۔۔ نعم النبي و نعم القسم و الجار

فانزلوه بدار لا يخاف بها ۔۔۔ من كان جارهم داراً هي الدار (۱۱۰)

ترجمہ: (۱) میری قوم کے لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اپنے نبی کو پناہ دی اور ان کی تصدیق ایسی حالت میں کی، کہ زمین والے کافر تھے۔
(۲) جب ان کے پاس شریف النسب، برگزیدہ (نبیؐ) آیا تو وہ خدا کی تقسیم پر خوش ہوئے (کہ انہیں یہ سعادت حاصل ہوگئی ہے)
(۳) اور ان کا قول اهلاً و سهلاً تھا یعنی آپ کے لیے یہی مقام سزاوار اور آرام دہ ہے۔ آپ امن و کشائش میں رہیں گے۔ نبی بھی اچھا ہے (ہمارا) نصیب بھی اچھا اور پڑوس بھی اچھا ہے۔
(۴) انہوں نے آپ کو ایسے مقام پر اتارا جس میں کسی طرح کا خوف خطر نہیں۔ جو شخص ایسے لوگوں کا ہمسایہ ہو تو ایسا ہی

گھر، گھر (کہا جانے کا مستحق) ہے۔

جنگ بدر کے مقتولین کے متعلق عبداللہ الزبعری السہمی نے بحر کامل میں ان کا مرثیہ کہا، جس کے سات اشعار ابن ہشام نے نقل کیے ہیں۔ (۱۱۱) اس کے جواب میں حضرت حسان بن ثابت انصاریؓ نے بحر کامل میں ہی پانچ شعر کہے، جس میں آپ نے حضورؐ کی توصیف فرمائی اور زبعری پر طعن کیا۔ ملاحظہ ہوں حضرت حسانؓ کے دفاعی نعتیہ اشعار۔

وذکرت منا ماجداً ذاهمة   سمع الخلائق صادق الاقدام

اعنی النبی اخاالمکارم و الندی   وابر من یولی علی الاقسام

فلمثله و کمثل مایدعوله   کان الممدح ثم غیر کهام (۱۱۲)

ترجمہ: (۱) اور (تو نے اپنے مرثیے میں) ہم میں کی بزرگ، ہمت والی، وسیع الاخلاق اور جو کام شروع کرے، اسے پورا کرنے والی ہستی کا ذکر کیوں نہ کیا؟

(۲) میری مراد اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے، جو سخی اور اعلیٰ صفات والا ہے اور قسمیں کھانے والوں میں سب سے زیادہ قسمیں پوری کرنے والا ہے۔

(۳) پس بلاشبہ اس کے سے لوگ اور جس چیز کی طرف وہ بلاتا ہے، اس کی سی چیز قابل ستائش ہے پھر (قابل تعریف صفات کے ساتھ کسی قسم کی) کمزوری رکھنے والا نہیں۔

جنگ احد کے موقع پر عتبہ بن ابووقاص نے رسول کریمؐ کے چہرۂ اقدس کو زخمی کیا تو حسان بن ثابت نے اس موقع پر کچھ اشعار کہے جس میں اسے بد دعا دی گئی ہے اور مقام عبرت یاد دلایا گیا ہے۔ ابن ہشام نے چار شعر نقل کیے ہیں۔ اس میں ایک شعر یہ بھی ہے جو حضورؐ کے دفاع میں اور قرآن کریم کی آیت کریمہ "تبت یدا ابی لهب وّتب" (۱۱۳) کے معنی و مفہوم کی مثل مکمل ترجمانی کرتا ہے دفاع رسولؐ کی۔ ملاحظہ ہو بحر طویل میں کہا گیا حضرت حسان بن ثابت کا یہ شعر۔

بسطت یمیناً للنبی تعمداً   فادمیت فاه قطعت بالبوارق (۱۱۴)

ترجمہ: تیرا ہاتھ بالعمد نبی کی طرف اٹھا اور اس سے آپؐ کا چہرۂ مبارک خون آلود ہو گیا۔ خدا کرے، تیرا یہ ہاتھ تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے۔

اسی جنگ کے موقع پر جب حضورؐ کو قتل کرنے کے ارادے سے ابی بن خلف آپؐ کے قریب پہنچا تو، آپؐ نے اسے نیزہ مار کر زخمی کر دیا اور وہ اسی زخم میں مر گیا، تو حسان بن ثابتؓ نے بحر وافر میں اس موقع پر ابی کی ذلت و خواری اور حضورؐ کے لیے جو دفاعی اشعار کہے، ابن ہشام نے پانچ شعر نقل کیے ہیں۔ دو شعر ملاحظہ ہوں۔

لقد ورت الضلالة عن ابیه   ابی یوم بارزه الرسول

اتیت الیه تحمل رمّ عظیم   وتوعده، و انت به جهول (۱۱۵)

ترجمہ: (۱) ابی ابن خلف کو گمراہی باپ سے وراثت میں ملی تھی۔ وہ میدان احد میں رسول اللہؐ سے برسرپیکار ہوا۔
(۲) اے ابی بن خلف! تو اپنی بوسیدہ ہڈیاں اٹھائے حضورؐ کی طرف اس حال میں بڑھ رہا تھا کہ تو ان (حضورؐ) کی حقیقت (ان کے مقام و مرتبہ و عظمت) سے قطعاً نابلد، اور ناواقف تھا۔ (اور اس نادانی و جہالت کے سبب تو) انہیں (ﷺ کو) دھمکیاں دے رہا تھا۔

اس موقع پر بحر وافر میں کہے گئے آپ کے پانچ اشعار مزید نقل کئے گئے ہیں جو اسی سیاق وسباق سے متعلق ہیں۔ اس میں دو شعر دفاع کے یوں ہیں۔

فقد لاقتک طعنة ذی حفاظ　　کریم البیت لیس بذی فجور

لہ فضل علی الاخیاء طراً　　اذا نابت ملمات الامور (۱۱۶)

ترجمہ: (۱) یہی وجہ ہے کہ تجھ سے ایک ایسے انسان کا نیزہ دوچار ہوگیا جو کریم النفس، باحمیت، شریف خاندان اور فواحش سے دور رہنے والا ہے۔
(۲) اور جسے بڑے بڑے پیش آنے والے امور کے ہجوم کے وقت بھی تمام انسانوں پر فضیلت حاصل ہے۔

اسی طرح جنگ احد کے موقع پر ہبیرہ بن ابی وہب (بن عمرو بن عائذ بن عبد ابن عمران بن مخزوم) نے مشرکین و کفار کے حق میں جو اشعار کہے، ابن ہشام نے بحر بسیط میں کہے گئے یہ تیئیس اشعار نقل کئے ہیں۔ (۱۱۷) ہبیرہ کے ان اشعار کا جواب شاعر اسلام حضرت حسانؓ نے بحر بسیط میں ہی اس کا جواب دیا ہے۔ ابن ہشام نے آپ کے پانچ اشعار نقل کئے ہیں جن میں ایک دفاع رسولؐ پر یوں ہے۔

سقتم کنانة جهلاً سفاهتکم　　الی الرسول فجند الله مخزیها (۱۱۸)

ترجمہ: اپنی بے وقوفی اور سفاہت کی وجہ سے حقیقت حال کو نہ جان کر (مرتبہ و مقام مصطفےٰؐ سے نابلد و ناواقف ہونے کے سبب) تم رسول اللہؐ کے مقابلے میں بنو کنانہ کو لائے اور نتیجہ آخر کار یہ ہوا کہ اللہ کے لشکر نے بنو کنانہ کو اچھی طرح ذلیل و رسوا کر دیا۔

جنگ احد ہی کے موقع پر عبداللہ بن زبعری نے (مشرک) کفار کے حق میں جو اشعار کہے، ابن ہشام نے بحر رمل میں کہے گئے اس کے سولہ اشعار نقل کئے ہیں۔ (۱۱۹) اس کے جواب میں حضرت حسانؓ کے بھی بحر رمل میں کہے گئے پندرہ اشعار نقل کئے ہیں۔ جس میں آپؐ کے دفاع میں کہے گئے چند شعر ملاحظہ ہوں۔

برجال لستم امثالهم　　ایدوا جبریل نصراً منزل

وعلونا یوم بدر بالتقی　　طاعة الله وتصدیق الرسل

ورسول الله حقاً شاهداً　　یومه بدر والتنابیل الهبل (۱۲۰)

ترجمہ: (۱) ہم ایسے آدمیوں کے ساتھ گئے تھے کہ تم ان کی مانند نہیں ہوسکتے، انہیں جبریلؑ کے ذریعے سے ہمیشہ مدد و نصرت ملتی رہتی ہے۔ (۱)

(الف) کنایہ رسول کریمؐ اور آپ کے صحابہ کرام

(۲) ہم جنگ بدر میں تقویٰ و پرہیز گاری، اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور رسولوں کی تصدیق کی وجہ سے تم پر غالب آ گئے تھے۔
(۳) اور اللہ کے رسول برحق، جنگ بدر کا مشاہدہ فرما رہے تھے اور پیٹ والے حقیر وقصیر لوگوں کو دیکھ رہے تھے۔

جنگ احد ہی کے ایک اور موقع پر ابن زبعری نے مقتولین کفار پر خوب آہ بکار کی اور اس میں اس نے حضورؐ کے قتل کرنے کی بھی خواہش ظاہر کی۔ اس کے سترہ اشعار ابن ہشام نے نقل کئے ہیں۔ (۱۲۱) اس کے جواب میں حضرت حسان نے بحر طویل میں اٹھارہ اشعار پر مشتمل ایک خوب صورت قصیدہ کہا اور اس میں اس کی خوب خوب خبر لی۔ اس کے اٹھارہ اشعار ابن ہشام نے نقل کئے ہیں۔ (۱۲۲) اس میں دو شعر آپ کے دفاع میں کہے گئے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

وحامی بنو النجار فیه و صابروا　　وما کان منهم فی اللقاء جزوع

امام رسول الله لا یخذلونه　　لهم ناصر من ربهم و شفیعُ (۱۲۳)

ترجمہ: اس جنگ میں بنونجار نے بھی بڑی حمیت اور صبر وضبط سے کام لیا اور ان میں کوئی آدمی ایسا نہ تھا جو جنگ کے موقع پر رسول اللہؐ کے سامنے گھبرانے والا ہو، وہ آپ کو یوں ہی بے مدد نہیں چھوڑ سکتے تھے۔ آپؐ ہر مددگار کی جانب سے ان کے مددگار اور شفیع تھے۔

حضرت حسان بن ثابتؓ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے بارے میں جو کچھ کہا تھا۔ اس کے متعلق آپ نے بطور معذرت جو اشعار کہے۔ ابن ہشام نے بحر طویل میں کہے گئے آپ کے سات شعر نقل کئے ہیں (۱۲۴) اس میں ایک شعر دفاع رسول میں یوں کہا ہے۔

لهم رتب عال علی الناس کلهم　　تقاصر عنه سورة المتطاول (۱۲۵)

ترجمہ: دنیا کے تمام انسانوں سے رسول اللہ کا مرتبہ بہت بلند اور اونچا ہے۔ بتکلف طویل بننے والے شخص کی اچھل کود آپؐ کے بلند و عالی مقام و مرتبہ پر پہنچنے سے قاصر ہی رہے گی۔

عبداللہ ابن زبعری سہمی نے جنگ خندق کے موقع پر بحر کامل میں جو اشعار کہے، ابن ہشام نے اس کے پندرہ اشعار نقل کئے ہیں۔ (۱۲۶) اس کے جواب میں حضرت حسان بن ثابت نے بحر کامل میں ہی جو اشعار کہے، اس کے بھی پندرہ اشعار نقل کئے ہیں۔ (۱۲۷) اس دفاعی نعت کے چند شعر ملاحظہ ہوں۔

حتی اذا اوردوا المدینه وارتجوا　　قتلی الرسول مغنم الاسلاب

وغدو اعلینا قادرین بایدیهم　　ردوا بغیظهم علی الاعقاب

بهبوب معصفة تفرق جمعهم　　وجنود ربک سید الارباب

ترجمہ: یہاں تک کہ جب (کفار کے) یہ لشکر مدینہ پہنچے اور انہوں نے رسولؐ کے قتل اور لوٹ مار کے مال کی امیدیں لگائیں اور محض اپنی طاقت وقوت کے بھروسے پر ہم پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا تو انہیں مع ان کے غصے کے الٹے پاؤں پھیر دیا گیا اور طوفانی ہواؤں کے چلنے اور رب الارباب کی افواج (نظر نہ آنے والے ملائکہ کی افواج نے ان جمیعتوں کو تتر بتر کر کے رکھ دیا)

فکفی الا لـه المومنین قت لهم　　وانـابهـم فـی الاجـر خیـر ثـواب

مـن بـعـد مـا قـنـطوا ففرق جمعهم　　وتـنـزیـل نـصـر مـلیـکنـا الوهـاب

ترجمہ: پس اللہ تعالیٰ ہی مسلمانوں کی طرف سے ان کفار کی لڑائی کے لیے کافی ہو گیا اور انہیں بہترین اجر وثواب کا مستحق بھی بنا دیا پھر اس کے بعد کہ مسلمانوں پر مایوسی چھا گئی تھی، مالک الملک خدائے وہاب کی مدد ونصرت کے نزول نے کفار کی جمعیت بکھیر کر رکھ دی۔

واقـرعیـن مـحـمـد و صـحـابـه　　واذلّ کـل مـکـذب مـرتـاب

عـاقـی الـفـواد موقـع ذی ربیة　　فـی الـکـفـر لیس بطاهر الاثواب

عـلـق الـشـقـاء بقلبـه فـواده　　فـی الـکـفـر اخر هذه الاحقاب(۱۲۸)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ (ساتھیوں) کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچادی اور ہر اس تکذیب کرنے والے اور شک وشبہ میں پڑنے والے شخص کو ذلیل ورسوا کر دیا جس کا دل شقی تھا، جو بیت میں پڑا ہوا تھا اور تذبذب وتامل کا شکار تھا اور جو کفر کے باعث کپڑوں کی طہارت کے اصول تک سے واقف نہ تھا، شقاوت اس کے قلب میں چمٹ گئی (مگر) کے لیے اس کا دل اب زمانے کا آخری دل ہے (اس کے بعد کوئی دل کفر کی جگہ نہیں بن سکتا)

حضرت حسانؓ شاعر اسلام، شاعر دربار رسالت کہلاتے ہیں۔ آپ کا شمار معروف صحابۂ انصارؓ میں ہوتا ہے۔ آپ اسلامی شاعری کا بنیادی ستون ہیں، جس نے حضورؐ کے پہلو بہ پہلو اشعار نعت رقم کئے۔ آپ جنگی معرکوں میں بھی حضور نبی کریمؐ کے ہمراہ شریک کار رہے اور اپنی شاعری کے ذریعے میدان کارزار کو گرماتے اور اعدائے اسلام کو دندان شکن جواب دیتے رہے۔ آپ کی جوابی شاعری کا خاص وصف یہ ہے کہ دشمن نے جس صنف، جس ردیف، جس قافیے اور جس بحر میں گستاخی کی ہے۔ نبی کریم، دین حنیف، اہل اسلام، مسلمانوں یا ان کے کسی بھی پہلو پر ہرزہ سرائی کی ہے، تو آپ نے اس کا جواب، اس فنی تناظر میں دیا ہے اور بہت خوب دیا ہے۔ ایک مرتبہ آپ نے انصاران مدینہ ومکہ کے محاسن اپنے اشعار میں اس حال میں بیان کئے کہ جن جن جنگوں میں حضرات صحابۂ انصار حضور نبی کریمؐ کے ہمراہ داد شجاعت دیتے رہے اور حضور نبی کریمؐ کی حفاظت اور امداد و استعانت آبروئے دین اسلام کی خاطر اپنے سرتنوں سے جدا کراتے رہے، آپ نے ان جہادی معرکوں کا ذکر کیا ہے اور ان جنگوں کا شمار کراتے اور انصاران کی شجاعت ومردانگی اور بہادری کا ذکر کرتے ہوئے حضور نبی کریمؐ کے دفاع میں نعتیہ اشعار کہے۔ اس ضمن میں ابن ہشام نے آپ کا بحر بسیط میں کہا گیا انیس اشعار پر مشتمل ایک قصیدۂ لامیہ نقل کیا ہے۔ (۱۲۹) اس موضوع پر آپ کا کہا گیا دوسرا قصیدۂ لامیہ بحر طویل میں ہے۔ جس کے گیارہ اشعار ابن ہشام نے نقل کئے ہیں۔ (۱۳۰) اس میں کہے گئے چند اشعار دفاع ملاحظہ ہوں۔

کـنـا مـلـوک الـنـاس قبل محمد　　فـلـمـا الی الاسلام کان کنا الفضل

واکرمنا اللہ الذی لیس غیرہ الہ بایام مضت مالھاشکل

بنصر الالہ و الرسول ودینہ و البسناہ اسماً مضی مالہ مثل(۱۳۱)

ترجمہ:(۱) محمدؐ سے پہلے ہم لوگوں کے بادشاہ تھے، اسی لیے جب (ہمارے اندر) دین اسلام آیا (تو اس موقع پر بھی) فضیلت ہمیں کو حاصل تھی۔

(۲) اس اللہ نے، جس کے سوا کوئی اللہ نہیں، (اپنے کرم سے) ہمیں ایسے دور میں عزوشرف بخشا، جس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

(۳) ایک ایسے دور میں جس کی کوئی نظیر ومثال کہیں نہیں گزری، خدا اور رسولؐ اور اس کے دین کی مدد ونصرت کرنے کی وجہ سے اس معبود حقیقی نے ہمیں شرف وعزت بخشا ہے۔ جس کے سوا اور کوئی ہستی قابل پرستش نہیں اور اس دین (اسلام) کو ایسے نام کا جامہ پہنایا جس کی نظیر اور کوئی نہیں گزری۔

اس موضوع پر آپ نے بحر متقارب میں تینتیس اشعار پر مشتمل ایک طویل قصیدۂ میمیہ کہا جسے ابن ہشام نے نقل کیا ہے۔(۱۳۲) اس میں کہے گئے چند دفاعی اشعار نعت ملاحظہ ہو۔

فلما اتانا الرسول الرشید بالحق والنور بعد الظلم

ترجمہ: پھر جب ہمارے پاس وہ رسول مکرمؐ آئے، جنہوں نے تاریکیوں کے بعد حق اور نور کی طرف ہماری رہبری ورہنمائی فرمائی۔

فقلنا: صدقت رسول الملیک ھلم الینا وفینا اقم

ترجمہ: تو ہم نے ان صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی۔ اے مالک الملک کے سچے پیغامبر! آپ ہماری طرف آئیے اور ہمارے اندر امامت گزیں ہوجائیے۔

فنشھد انک عبد الالہ ارسلت نوراً دین قیم

ترجمہ: ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں اور اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ آپؐ معبود حقیقی کے بندۂ خاص ہیں، اور آپ کو دین قیم کی روشنی دے کر رسولؐ بنایا گیا ہے۔

فانا و اولادنا جنۃ نقیک وفی مالنا فاحتکم

ترجمہ: پس ہم اور ہماری مدد آپؐ کے لیے ایک ایسی ڈھال ہیں کہ ہم اس سے آپ کی بھرپور اور مکمل حفاظت کریں گے اور ہمارے اموال وجائیداد میں آپؐ جو چاہیں فیصلہ کریں۔ آپؐ مختار ہیں۔

فنحن اولئک ان کذبوک فنادنداء ولا تحتشم

ونادبما کنت اخفیتہ نداء جھاراً ولا تکتتم

ترجمہ: پس اگر ان لوگوں نے (قریش وغیرہ نے) آپؐ کی تکذیب کی ہے (اور آپؐ کی رسالت تسلیم نہیں کی) تو ہم وہ لوگ ہیں کہ آپؐ کی تصدیق کرتے ہیں اور آپؐ کی ہر مدد کے لیے تیار ہیں۔ اس لیے آپؐ پکار پکار کر (زورشور سے اپنا پیغام دین پہنچائیے) اور آپؐ ذرا نہ ہچکچائیے اور جس پیغام کو (آپؐ برملا پیش نہیں کرسکے اور اسے) چھپائے رہے، اب آپؐ کھلے بندوں پکار پکار کر اس کا اعلان کیجیے اور ذرا کچھ نہ چھپائیے۔

فسارا نعولۃ باسیافھم الیہ یظنون ان یخترم

ترجمہ: پھر مفسد اور گمراہ لوگ اپنی تلواریں لے کر آپؐ کی طرف بیزعم باطل لئے بڑھے کہ آپ کو ہلاک کردیا جائے گا۔

فقمنا اليهم باسيافنا نجالد عنه بغاة الامم (۱۳۳)

ترجمہ: مگر ہم اپنی تلواریں لے کر ان کے مقابلے کے لیے کھڑے ہو گئے اور ان گمراہ اور باغی اقدام سے ہم نے پوری بہادری و جرأت کے ساتھ آپ ﷺ کی بھرپور مدافعت اور مکمل حفاظت کی۔

جب عطارد بن حاجب اور حضرت ثابت بن قیسؓ کے مابین، نثری مقابلۂ فخر ہو چکا تو بنو تمیم کی طرف سے ان کا ایک شاعر زبرقان ابن بدر کھڑا ہوا اور اس نے اپنی قوم و سرداران کے مفاخر بزبان نظم بیان کئے۔ زبرقان کے بحر بسیط میں کہے آٹھ اشعار ابن ہشام نے نقل کئے ہیں۔ (۱۳۴) اس کے اشعار کا بھرپور لعینہٖ جواب دینے کے لیے آپؐ نے شاعر اسلام حضرت حسان بن ثابتؓ کو طلب فرمایا، لیکن آپ اس وقت موجود نہ تھے، قاصد رسولؐ نے آپ کو بعد از تلاش حضورؐ کا پیغام پہنچایا، چنانچہ آپ فوراً بارگاہ رسالتؐ میں حاضر ہوئے۔ بنو تمیم کے شاعر زبرقان کا جواب بزبان شعر دیا۔ بحر بسیط میں ہی کہے گئے آپ کے انیس اشعار ابن ہشام نے نقل کئے ہیں۔ (۱۳۵)

اكرم بقوم رسول الله شيعتهم اذا تفاوتت الاهواء والشيع

ترجمہ: وہ قوم جس کی جماعت رسول اللہ کی جماعت ہے، اس وقت کتنی صاحب مجد و شرف معلوم ہوتی ہے، جب جماعتوں اور ان کی خواہشات و خیالات میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

اهدى لهم مدحتى قلب يوازره فيما احب لسان حائك صنع

ترجمہ: رسول اللہؐ نے ان لوگوں کو میری حمد و ثناء کا تحفہ پیش کیا ہے۔ اس مدح و ثناء میں (اس قصیدۂ مدحیہ) میں جیسا پسند کرتا ہوں، میرے قلب کی وہ زبان پوری پوری موافق ہے جو اس دل کی بہترین اور مفید ترجمانی کر رہی ہے۔

فانهم افضل الاحياء كلهم ان جدبالناس جدالقول اوسمعوا

ترجمہ: دنیا کے انسانوں میں خواہ حقیقی بات چل رہی ہو، یا مذاق، اس قوم (اہل اسلام) کو (ہر دو صورت میں) تمام انسانوں سے افضل کہا جاتا ہے۔

يرضى بها كل من كانت سريرته تقوى الاله وباالامر الذى شرعوا (۱۳۶)

ترجمہ: یعنی ہر وہ شخص جس کے دل میں خدا کا خوف ہے، ان لوگوں سے اور ان کی شریعت سے خوش ہوگا جو انہوں نے جاری کی ہے۔

ترجمہ: یہ اشعار کہنے سے قبل آپ نے بحر طویل جو اشعار کہے، ابن ہشام نے اس کے چار شعر نقل کئے ہیں۔ (۱۳۷) اس میں نعت کے اشعار ملاحظہ ہوں۔

منعنا رسول الله اذحلّ و سطنا على انف راض من معدٍ وراغم (۱۳۸)

ترجمہ: جب رسول اللہؐ ہمارے درمیان آ کر اقامت پذیر ہوئے تو ہم نے معد کے علی الرغم ان کی حفاظت و حمایت کی ہے۔

زبرقان جب بنو تمیم کے وفد کے ساتھ حاضر ہوا تو کھڑے ہو کر اس نے جو شعر پڑھے، ابن ہشام نے بحر طویل میں کہے گئے اس کے یہ چار اشعار نقل کئے ہیں۔ (۱۳۹) اس کے جواب میں حضرت حسانؓ نے بحر طویل

میں جو اشعار کہے اس کے گیارہ اشعار ابن ہشام نے نقل کئے ہیں۔(۱۴۰) اور علامہ برقوقی نے چودہ اشعار نقل کئے ہیں۔(۱۴۱)

بحر طویل میں کہے گئے چند اور دفاعی نعتیہ اشعار ملاحظہ ہوں۔

نصرنا و اوينا النبي محمداً　　على الف راضٍ من معدوزاغم

ترجمہ: ہم نے قبیلہ معد کے علی الرغم محمد النبی کی مدد کی ہے اور انہیں اپنے یہاں ٹھکانہ دیا ہے۔

نصرناه لماحل وسط ديارنا　　باسيافنا من كل باغ وظالم

ترجمہ: جب نبی کریمؐ ہمارے دربار میں آ کر اترے (اور قیام فرمایا) تو ہم نے اپنی تلواروں سے ہر ظالم و باغی آدمی کے برخلاف ان کی مدد کی۔

جعلنا بنينا دونه و بناتنا　　و طبنا له نفساً بفئ المغانم

ترجمہ: ہم نے اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو آپؐ کے سامنے محافظ بنا کر کھڑا کر دیا اور جو مال غنیمت ہمیں ملا، ہم آپ کی وجہ سے اس پر دل سے خوش رہے۔

ونحن ضربنا الناس حتى تتابعوا　　على دينه بالمرهفات الصوارم

ترجمہ: اور ہم نے تیز تر تلواروں سے لوگوں (کفار) کو اتنا مارا کہ اب وہ آپؐ کے دین میں جوق در جوق داخل ہونے کے لیے چلے آ رہے ہیں۔

ونحن ولدنا من قريش عظيمها　　ولدنا نبي الخير من ال هاشم

ترجمہ: اور ہم وہ ہیں کہ ہمارے اندر قریش کا عظیم ترین انسان پیدا ہوا۔ (یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ رسول کریمؐ کے دادا عبدالمطلب کی ماں انصار میں سے ایک لڑکی تھیں۔ اس طرح رسول اللہؐ کی پردادی انصاری ہوئیں) پھر ہمارے اندر آل ہاشم سے نبی خیر (بھلائیوں کے نبیؐ) پیدا ہوئے۔

بني دارم لاتفخرون و انتم　　لناخول مابينا ظنروخادم (۱۴۲)

ترجمہ: او بنو دارم! فخر مت کرو، کیوں کہ مکارم (اخلاق کریمانہؐ) کے بیان کے وقت تمہارا یہ فخر تمہارے ہی لیے ایک وبال اور بوجھ ہو جاتا ہے۔

قال ابن اسحق فلما فرغ حسان بن ثابت من قوله قال الاقرع بن حابس! و ابی، ان هذا الرجل المؤتى له، لخطيبه اخطب من خطيبنا، و لشاعره اشعر من شاعرنا، ولاصواتهم اعلىٰ من اصواتنا. فلما فرغ القوم اسلموا، وجوزهم رسول الله فاحسن جوائزهم .(۱۴۳)

ابن اسحٰق نے کہا! جب حسان بن ثابتؓ اپنے اشعار سنا کر فارغ ہوئے تو بنو تمیم کے وفد کے ایک رکن اقرع بن حابس نے کہا۔

”باپ کی قسم! یہ آدمی (نبی کریمؐ) وہ ہیں جنہیں توفیق الٰہی حاصل ہے۔ ان کا خطیب ہمارے خطیب سے بہتر، ان کا شاعر، ہمارے شاعر سے بہتر اور ان کے الفاظ، ہمارے الفاظ سے بہترین ہیں۔“

اس کے بعد وفد بنوتمیم کے تمام افراد حلقہ بگوش اسلام ہو گئے اور حضورؐ نے انہیں بہترین انعام واکرام سے نوازا۔

حضرت سعد بن وقاص القرشی الزہریؓ کے دفاعی نعتیہ اشعار: (م ۵۵ھ الموافق ۶۷۴ء)

آپ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ السابقون والا ولون میں سے ہیں۔ اسلام لانے والوں میں آپ کا نمبر ساتواں ہے۔

حضرت سعد بن وقاصؓ کا شمار عظیم سالار اسلام میں ہوتا ہے۔ آپ فاتح ایران (کسریٰ) و عراق (مدائن) اور جنگ قادسیہ کے ہیرو ہیں۔ آپ کا نام سعد بن مالک ہے، لیکن سعد بن ابی وقاص کے نام سے مشہور ہیں۔ "سعد بن مالک وهو سعد بن ابی وقاص "(ا)(۱۴۴) آپ کی کنیت ابو اسحٰق تھی۔ آپ کی والدہ حمنہ بنت سفیان بن امیہ بن عبد شمس تھیں۔ "بنت عمر ابی سفیان بن حرب بن امیه." (۱۴۵) آپ کے لیے یہ بات مشہور ہے کہ "وهو احد الذی شهد لهم رسول اللهؐ بالجنة ، واحد العشرة سادات الصحابة، واحد الستة اصحاب الشوریٰ " (۱۴۶) آپ تاریخ اسلام، راہِ خدا میں، دفاع رسولؐ کے لئے پہلا تیر چلانے والے اور اوّلین خون بہانے والے شخص ہیں۔ "وهواول من اراق دماً فی سبیل الله، واول من رمی بسهم فی سبیل الله" (۱۴۷) صاحب اصابہ لکھتے ہیں۔ "وکان احد الفرسان" (۱۴۸) حضرت سعد کہتے ہیں کہ میں عربوں میں پہلا عرب ہوں جس نے راہ خدا میں پہلا تیر چلایا۔ "انی لاول العرب رمی بسهم فی سبیل الله " (۱۴۹) علامہ ابن ہشام لکھتے ہیں!" فکان اول سهم رمی به فی الاسلام ۔"(۱۵۰) آپ کی تیراندازی میں برکت کے لیے حضورؐ نے یہ دعا فرمائی تھی۔

"اللّٰهم اجب دعوته وسدّد رمیته." (۱۵۱)

حضور نبی کریمؐ، حضرت سعدؓ کو اپنا ماموں فرماتے ہیں (ب) اور یہ کہ کسی شخص کا ماموں، میرے ماموں جیسا نہیں ہے۔ "فقال رسول الله، هذا خالی فلیرنی امرّئو خاله "(۱۵۲)

آپ نہایت مستجاب الدعوات تھے۔ کوئی بھی دعا جو آپ مانگتے بارگاہ خداوندی میں لازماً مقبول ہوتی ہے، لوگ آپ کی دعا سے ڈرتے تھے، یہ عجیب اتفاق ہے کہ ڈراتو بد دعا سے جاتا ہے لیکن آپ کے معاملے میں ایسا

(الف) آپ کا سلسلۂ نسب یوں ہے: سعد بن مالک ابن اهیب (وهیب) بن عبد مناف بن زهرہ بن کلاب بن مرّہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ القرشی الزہری۔ (اسد الغابہ۔ المجلد الثانی۔ص ۴۵۲، ۴۵۳)

(ب) اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت سعدؓ کا تعلق قبیلہ زہرہ سے ہے اور آپ کی والدہ ماجدہ بھی اسی قبیلے سے تھیں اور یہ آپ کی والدہ کے چچا کے بیٹے تھے، کیوں کہ آمنہ وہب بن عبد مناف بن زہرہ کی بیٹی ہیں اور دونوں کا نسب عبد مناف میں مل جاتا ہے۔ عرب میں ماں کی طرف والوں کو ماموں کہتے ہیں۔

نہیں تھا بلکہ معاملہ برعکس تھا، کیوں کہ حضور نبی کریمؐ نے، بارگاہ خداوندی میں سعد بن وقاصؓ کے بارے میں دعا مانگی تھی کہ اے اللہ تو سعد کی ہر دعا قبول فرما، وہ جب بھی تجھ سے جو دعا مانگے۔ ''اللّٰھم استجب لسعد اذا دعاک'' (۱۵۳) حضور نبی کریم نے یوم احد کے موقع پر حضرت سعدؓ کے لیے فرمایا۔ ''اے زورمند لڑکے تیر چلا، میرے ماں باپ دونوں تجھ پر قربان ہوں۔ ''ارم فداک ابی و امی، ارم ایھا الغلام الحزوّر'' (۱۵۴) حضرت سعد کہتے ہیں کہ یوم احد کے روز انہوں نے ایک ہزار تیر چلائے۔ آپ بہترین تیرانداز تھے اور حضورؐ کو آپ کی تیراندازی پر بڑا ناز تھا۔

حضرت سعد بن وقاصؓ نے اپنی اسی تیراندازی سے متعلق یہ اشعار کہے ہیں۔ درحقیقت یہ حضورؐ کے حق میں کہے گئے دفاعی نعتیہ اشعار ہیں۔ ابن ہشام نے اس کے چھ اشعار نقل کئے ہیں، چند شعر ملاحظہ ہوں۔

الاھل اتی رسول اللہ انی — حمیت صحابتی بصدور نبلی

اذودبھا اوائلھم ذیاداً — بکل حزونۃ وبکل سھل

فما یعتد رام فی عدو — بسھم یا رسول اللہ قبلی

وذالک ان دینک دین صدق — وذوحق اتیت بہ وعدل

ینجی المؤمنون بہ ویجزیٰ — بہ الکفار عند مقام مھل (۱۵۵)

ترجمہ: (۱) سنو جی! کیا رسول اللہؐ کے پاس بھی یہ خبر پہنچی ہے کہ میں نے اپنے تیروں کے اگلے حصوں سے (یا تیروں کے سینوں) سے اپنے ساتھیوں کی حمایت کی ہے؟

(۲) میں پتھریلی زمین میں بھی اور نرم زمین میں بھی انہیں تیروں سے ان لوگوں (دشمن کے) سامنے والے حصے (ہراول دستے) کی مدافعت کرتا رہوں گا۔

(۳) غرض اے رسول اللہؐ! مجھ سے پہلے کوئی تیر مارنے والا دشمن کے لیے تیر تیار نہ رکھے گا۔

(۴) اور یہ اس لیے کہ آپؐ کا دین سچا دین ہے اور آپؐ نے اس دین کے ذریعے سے حقیقت اور انصاف کی بات پیش فرمائی ہے۔

(۵) اسی دین کے ذریعے سے ایمان داروں کو نجات ملے گی اور کافر اس کی باعث مہلت سے رہنے کے مقام میں رسوا ہوں گے۔

ابن ہشام نے ان اشعار کے بارے میں لکھا ہے کہ ''واکثر اھل العلم بالشعر ینکرھا لسعداً (۱۵۶) (اکثر علمائے شعر حضرت سعدؓ کے اس شعر سے منکر ہیں)

حضرت حمزہؓ کے دفاعی اشعار نعت:

حضرت حمزہؓ بن عبد المطلب، عم رسولؐ نے سریہ حمزہ کے موقع پر چودہ اشعار پر مشتمل ایک قصیدہ کہا، (۱۵۷) جس میں دیگر باتوں کے علاوہ آپ نے یہ بات بھی بیان کی، کہ حضورؐ نے آپ کو اس موقع پر ایک پرچم

عطا فرمایا تھا اور یہ پہلا پرچم تھا جو نبی کریمؐ نے کسی کو اپنے دست اطہر سے بنا کر عطا کیا تھا۔ اس سے قبل یہ شرف و مرتبہ کسی اور کو حاصل نہ ہوا۔ یہ بڑی شان و عظمت والا تھا، جس کی سربلندی کو آپ نے اپنی حیات کا جز بنالیا تھا۔ اس پرچم سے متعلق تین شعر نعت ملاحظہ ہوں۔

بـامـر رسـول الـلـه اول خـافـق　　علیه لـواءٌ لـم یکن لاح من قبلی

لـوأ لـدیـه الـنـصـر من ذی کـرامة　　الـه عـزیـز فـعلـه افـضـل الـفعل

فـیـا لـلـؤی لاتـطیـعـوا غـواتـکـم　　وفیئو الی الاسلام و المنهج السهل

(۱۵۸)

ترجمہ: (۱) وہ ایسی چیز تھی کہ اللہ کا رسولؐ اس کا پہلا پرچم کشا تھا، ایسا پرچم میرے اس واقعے سے پہلے کبھی ظاہر نہ ہوا تھا۔
(۲) وہ پرچم ایسا تھا کہ اس عزت و شان والے معبود کی مدد اس کے ساتھ تھی، جس کا ہر کام بہترین ہے۔
(۳) تو اے بنی لؤی! اپنے گمراہوں کی بات نہ مانو اور اسلام، جو ایک سہل راستہ ہے، اس کی طرف لوٹ آؤ۔

ان اشعار کے بارے میں علامہ ابن ہشام لکھتے ہیں: "**واکثر اهل العلم بالشعر ینکر هذا الشعر لحمزة**ؓ" (۱۵۹)

حضرت زبیر بن عوام القرشی الاسدیؓ کا دفاعی شعر نعت:

حضرت زبیر بن عوام القرشی الاسدیؓ (۱) حواری رسولؐ کے لقب سے نوازے گئے۔ "ان لـکـل نبـی حـواریاً و ان حواری الزبیر." (۱۶۰) آپ اصحابہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ آپ نے دو ہجرتیں کیں، پہلے حبشہ، بعد ازاں مدینہ کی طرف۔ "وهـاجر الـزبیر الـهـجرتین." (۱۶۱) حضرت زبیر، حضورؐ کے پھوپھی زاد بھائی اور حضرت صفیہ کے بیٹے تھے۔ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ حضرت زبیر کی پھوپھی اور حضرت زبیر ان کے بھتیجے تھے۔ اس لحاظ سے حضورؐ، حضرت زبیر کے پھوپھا تھے۔ حضرت زبیر کی زوجہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی بڑی بہن حضرت اسماء بنت صدیق تھیں۔ اس نسبت سے آپ، حضور نبی کریمؐ کے ہم زلف بھی تھے۔ حضرت زبیر کا سلسلۂ نسب قصی بن کلاب پر حضورؐ کے سلسلۂ نسب سے جاملتا ہے، اس طرح وہ حضرت نبی کریمؐ کے ہم جد بھی تھے۔

حضرت زبیر بچپن ہی میں سایۂ پدری سے محروم ہوگئے تھے اور آپ کی پرورش، آپ کے چچا ورقہ بن نوفل نے کی تھی۔ (ب) حضرت زبیر اپنی والدہ کی طرح نہایت شجاع اور شیر دل واقع ہوئے تھے۔ (ج) حضرت

(الف) سلسلۂ نسب یوں ہے: الزبیر بن العوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی القرشی الاسدی۔ (اسد الغابہ۔ المجلد الثانی، ص ۳۰۷)
(ب) یہ وہی ورقہ ہیں جو حضرت خدیجہؓ کے چچا ہیں۔
(ج) یہ عجیب اتفاق ہے کہ لوگ بہادر باپ کے بیٹے کہلاتے ہیں، لیکن حضرت زبیرؓ ماں کی طرف سے شجیع تھے۔

صفیہ نے آپ کی پرورش اس نہج پر کی تھی کہ لڑکپن میں آپ نے ایک پہلوان کو ایسی ضرب لگائی کہ اس کا ہاتھ ٹوٹ گیا۔ جب اس کی شکایت لے کر لوگ حضرت صفیہؓ کے پاس گئے تو آپ نے ان لوگوں سے، سب سے پہلا سوال یہ کیا کہ ان لوگوں نے زبیر کو کیسا پایا، بہادر یا بزدل؟

یہ حضرت زبیرؓ کی ماں کی تربیت کا اثر تھا کہ بڑے ہو کر آپ دلاور شکن اور ضیغم شجاعت بنے۔ آپ سابقون والاولون میں سے ہیں اور اسلام قبول کرنے والوں میں آپ کا چوتھا یا پانچواں نمبر ہے۔ حضرت نبی کریمؐ نے آپ کے لیے فرمایا۔ " فداک ابی و امی."(۱۶۲) (میرے ماں اور باپ (اے زبیر) تم پر قربان ہوں)

غزوۂ خندق کے موقع پر آپ نے نوفل بن عبداللہ بن مغیرہ مخزومی کو دو ٹکڑے کرنے کے بعد یہ نعتیہ رجز پڑھا۔

انــی امــرء احــمــی و احتـمــی   عــن النبـی الـمصطفیٰ الامّی (۱۶۳)

ترجمہ: میں وہ شخص ہوں جو اپنی بھی حفاظت کرتا ہوں اور اپنے نبی مصطفےٰ امّی کریمؐ کی بھی حفاظت کرتا ہوں۔

حضرت صرمہ بن ابی انس انصاریؓ کے دفاعی نعتیہ اشعار:

سیدنا حضرت صرمہ ابن ابی انس انصاریؓ (ابوقیس ابن ابی انس) نے حضورؐ کے دفاع میں بھرپور نعتیہ اشعار کہے۔ علامہ ابن اسحٰق لکھتے ہیں۔

"وکانہ رجلاً قد ترھب فی الجاھلیة ولبس المسوح و فارق الاوثان و اغتسل من الجنابة و تطھر من الحائض من النساء." (۱۶۴)

آپ نے زمانۂ جاہلیت میں رہبانیت اختیار کر لی تھی۔ بتوں کی پوجا چھوڑ دی تھی۔ موٹے کپڑے پہنا کرتے تھے۔ آپ جنابت کے موقع پر غسل کرتے اور حائضہ عورتوں سے پرہیز۔ آپ نے گھر میں ہی مسجد بنالی تھی اور اس میں گوشہ نشین ہو کر ہر معصیت سے بچنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ آپ اکثر کہا کرتے تھے کہ میں رب ابراہیمؑ کی پرستش کرتا ہوں۔"اعبد رب ابراھیم" (۱۶۵) آپ سچی اور کھری بات کرنے کے ماہر تھے۔ آپ زمانۂ جاہلیت میں بھی عظمت الٰہی کا اظہار کرتے اور اس کی بڑائی و کبریائی بیان کرتے تھے، اس کی نمایاں جھلک آپ کے اشعار میں بھی پائی جاتی ہے۔

جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے دین اسلام کو اختیار کر لیا اور اچھے مسلمان ثابت ہوئے۔ آپ نے اپنے اس اعزاز کا ذکر کرتے ہوئے، جو انہیں اسلام کے سبب سے حاصل ہوا اور اس خصوصیت اور فیوض و برکات، جو حضور نبی کریمؐ کی تشریف آوری کے سبب سے حاصل ہوئی تھی

،بالخصوص ذکر کرتے ہوئے چودہ اشعار کہے۔(۱۶۶) اس میں حضورؐ کے دفاع میں نعت کے نو اشعار، جب کہ پانچ شعر حمد خداوندی پر مشتمل ہیں۔ (۱۶۷) اس کے علاوہ آپ نے پند و نصائح پر مشتمل چھ شعر اور خدا کی وحدانیت و یکتائیت اور اخلاقیات واحکامات پر مشتمل پندرہ اشعار کہے ہیں، جو سیرت ابن ہشام میں درج ہیں۔ (۱۶۸) صاحب اسد الغابہ نے اس طویل قصیدہ کے چھ شعر نقل کئے ہیں۔(۱۶۹) اور صاحب الاستیعاب نے با الفاظ تغیر سات اشعار نقل کئے ہیں۔(۱۷۰) آپ بہت عمدہ شاعر تھے اور حضرت ابن عباسؓ آپ کے پاس شاعری سیکھنے کے لیے آیا کرتے تھے۔ "وکان ابن عباس یختلف الیه یا خذعنه الشعر." (۱۷۱) صاحب استیعاب لکھتے ہیں۔" رایت ابن عباس یختلف الی صرمه بن قیس یتعلم منه هذه الابیات." (۱۷۲)

ثوی فی قریش بضع عشرة حجة　　یذکر لو یلقی صدیقاً مواتیا

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس سال سے کچھ زائد وقت تک قریش میں اس امید پر نصیحت فرماتے رہے کہ کوئی موافق دوست مل جائے۔

و یعرض فی اهل المواسم نفسه　　فلم یرمن یووی ولم یرداعیاً

ترجمہ: اور آپ حجوں کے موقعوں پر اپنی ذات کو پیش کرتے رہے تو آپؐ نے کسی ایسے کو نہ دیکھا جو آپ کو پناہ دیتا (آپؐ کا ہم آواز ہوتا)، نہ کوئی ایسا نظر آیا جو (دین الٰہی کی طرف لوگوں کو بلانے والا ہوتا۔

فلما اتانا اظهر الله دینه　　فاصبح مسروراً بطیبة راضیا

ترجمہ: جب آپؐ ہمارے پاس (مدینہ) تشریف لائے تو اللہ نے اپنے دین کو عنایت فرمایا اور آپؐ طیبہ سے خوش اور راضی ہو گئے۔

و الفی صدیقاً و اطمانت به النوی　　وکان لنا عدنا من الله بادیا

ترجمہ: اور آپؐ نے ایسا دوست پالیا، جس میں آپ کی غریب الوطنی کو اطمینان حاصل ہوا۔ آپؐ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایسے معاون تھے کہ آپ کی مدد بالکل ظاہر تھی۔

یقص لنا ما قال نوح لقومه　　وما قال موسیٰ اذا اجاب المنادیا

ترجمہ: حضرت نوحؑ نے اپنی قوم سے جو کچھ کہا، وہ آپؐ ہم سے بیان فرماتے ہیں اور موسیٰ نے ایک غیب سے، پکارنے والے کو جو جواب دیا، اس کی تفصیل فرماتے ہیں۔

فاصبح لا یخشی من الناس واحداً　　قریباً ولا یخشیٰ من الناس نائیا

ترجمہ: اور آپؐ نے اس حالت میں صبح کی کہ لوگوں میں سے کسی سے آپ نہیں ڈرتے، چاہے وہ نزدیک والا ہو یا دور والا۔

بذلنا له الاموال من حل مالنا　　وانفسنا عند الوغاد التاسیا

ترجمہ: ہم نے آپؐ کے لیے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے، اور اپنے حلال مال کا بڑا حصہ جنگوں اور ہمدردیوں میں صرف کیا۔

ونعلم ان اللہ لا شی غیرہ　　و نعلم ان اللہ افضل ھادیا

ترجمہ: اور ہم جاننے لگے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی چیز ہے ہی نہیں اور جان رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی بہترین رہنما ہے۔ اس سے بڑھ کر کوئی نہیں۔

نعادی الذی عادی من الناس کلھم　　جمیعاً و ان کان الحبیب المصافیا

ترجمہ: سب لوگوں میں سے، جس سے آپ دشمنی کا اظہار فرماتے ہیں، ہم بھی اس کے دشمن ہوجاتے ہیں، اگر چہ وہ مخلص دوست ہو۔

اقوال اذا ادعوک فی کل بیعۃ　　تبارک قد اکثرت لا سمک داعیا

ترجمہ: اے بابرک! ہر وقت، جب میں عبادت گاہ میں جاکر تجھ سے دعا کرتا ہوں تو کہتا ہوں کہ میں نے دعا کرتے ہوئے تیرا نام بہت لیا ہے۔

اقول اذا جاوزت ارضا مخوفۃ　　حنانیک لا تظھر علی الاعادیا

ترجمہ: جب میں کسی خطرناک سرزمین سے گزرتا ہوں تو کہتا ہوں کہ تو اپنی مہربانیوں سے مجھ پر میرے دشمنوں کو غلبہ نہ دے۔

العباس بن مرداس السلمیؓ کے دفاعی اشعار نعت:

حضرت العباسؓ بن مرداس السلمیؓ عرب کی مشہور شاعرہ الخنساؓ کے سوتیلے بیٹے اور قبیلہ سلیم کے بہادروں میں سے تھے۔ آپ زمانۂ جاہلیت میں بھی شراب سے اجتناب برتتے اور اسے حرام سمجھتے تھے۔ آپ سے کسی نے کہا کہ آپ شراب کیوں نہیں پیتے کہ جس کے باعث آپ کی قوت وشجاعت، بہادری اور مردانگی اور بڑھ جائے، تو آپ نے جواب دیا کہ میں ہرگز یہ نہیں چاہتا کہ صبح کو میرا شمار قوم کے سرداروں میں ہو اور شام کو قوم کے بے وقوفوں میں، خدا کی قسم میرے شکم میں کبھی کوئی ایسی چیز داخل نہ ہوگی جو میرے اور میرے عقل کے مابین حائل ہوجائے۔ "و کان العباس بن مرداس ممن حرم الخمرفی الجاھلیۃ فانہ قیل لہ الاتاخذ من الشراب فانہ یزید فی قوتک و جرأتک؟قال: لا اصبح سید قومی و امسی سفیھھا؟لا و اللہ لا یدخل جوفی شیٔ یحوبینی و بین عقلی ابداً." (۱۷۳) آپ کو شعر گوئی والد اور والدہ کی طرف سے عطیہ تھی۔ آپ نہایت قادر الکلام، زود گو اور بہت عمدہ شاعر تھے، ساتھ ہی نہایت شجیع اور بہادر بھی تھے "و کان شاعراً محسناً و شجاعاً مشھوراً." (۱۷۴) عبدالملک بن مروان کا کہنا ہے کہ شعر میں سب سے زیادہ بہادری دکھانے والے عباس بن مرداس ہیں۔ " اشجع الناس فی شعرہ العباس بن مرداس." (۱۷۵) فتح مکہ سے چند روز قبل آپ اپنی قوم کے تین سو سواروں کے ہمراہ حاضر خدمت ہوئے اور اسلام لائے۔ آپ مؤلف القلوب میں سے تھے۔ "و کان العباس من المؤلفۃ القلوب." (۱۷۶)

جب حنین کے مال سے آپ کو مال غنیمت دیا گیا تو اس وقت دو جماعتیں مؤلفۃ القلوب کی تھیں۔ ایک مثل

اقرع حابس وعیینہ بن حصن وغیرہ اور دوسری میں عباس ابن مرداس تھے۔ آپ کو جب حصہ کم ملا تو آپ نے سرکارؐ کی بارگاہ میں بحر متقارب میں یہ استغاثہ پیش کیا۔

اتجعل نهبی و نهب العبید بین عیینة والا قرع

فی کان حصن ولا حابس یفوقان مرداس فی مجمع (۱۷۷)

ترجمہ: (۱) کیا اے رسول خدا، آپ مال غنیمت میں میرا اور عبید کا حصہ عیینہ اور اقرع کے مابین تقسیم کئے دیتے ہیں۔
(۲) حالاں کہ نہ اقرع کے باپ اور نہ عیینہ کے باپ، حابس میرے والد مرداس سے کسی مجمع میں فوقیت لے گئے اور نہ میں خود ان دونوں سے کسی بات میں کم ہوں۔

دراصل آپ کے کلام میں یہ سختی بدوی خصائص اور جاہلی انا و تکبر کے سبب جھلکتی نظر آ رہی ہے۔ آپ کی شاعری میں زمانہ جاہلیت کے اثرات تادیر باقی رہے، کیوں کہ جب حضورؐ نے آپ کا لب ولہجہ اور شکوہ وشکایت کا یہ انداز دیکھا تو فرمایا۔ (میری بدگوئی سے اس کی زبان بند کرو)'' اذهبوا فاقطعوا عن لسانه'' (۱۷۸) جب لوگوں نے سبب پوچھا تو آپؐ نے فرمایا۔ '' فامر لبه بحلة قطع بها لسانه.'' (۱۷۹) پھر آپ نے انہیں مزید مال عطا فرمایا یہاں تک کہ وہ راضی ہو گئے۔ ''فاعطوه حتی رضی.'' (۱۸۰)

حضرت عباسؓ بادیہ نشین تھے۔ دیہات میں رہتے تھے اور آپ نے کبھی شہر میں رہائش اختیار نہیں کی، حتیٰ کہ مکہ و مدینہ میں بھی آباد نہ ہوئے، اس لئے شہری بود و باش، عادات و خصائص اور طرز و آداب معاشرت میں نرمی و شگفتگی کے مقابل طبیعت میں سختی اور انا کا عنصر شامل تھا۔ طبقات ابن سعد میں ہے۔ ''ولم یسکن العباس بن مرداس مكة ولا المدينة و كان بغز و مع النبیؐ و یرجع الیٰ بلادقومه.'' (۱۸۱) آپ حضرت عمر کے زمانہ تک حیات رہے۔

آپ کی بادیہ نشینی نے آپ کے ملکۂ شعری اور حسن کلامی کو وہ جلا و توانائی بخشی کہ اس کے سبب وہ دیہاتی شعراء کے مقابل نمایاں مقام رکھتے تھے۔ آپ نے مدح رسولؐ میں خوب اشعار کہے، جس میں آپ کی قدرت الکلامی کی جھلک نمایاں ہے۔ آپ نے خصائص و خصائل نبویہ کو خاص طور پر اپنی شاعری کا موضوع بنایا۔ حضورؐ کو ہادی و رہنما کے طور پر ذکر کیا۔ آپ کی طبیعت جدّت پسندی کی طرف مائل تھی، جس کی نمایاں جھلک آپ کے کلام میں نظر آتی ہے۔

حضرت عباس بن مرداس السلمی نے فتح مکہ کے موقع پر بحر کامل میں جو اشعار نعت دفاع رسولؐ میں کہے، اس کے چھ شعر ابن ہشام نے نقل کئے ہیں، چند شعر ملاحظہ ہوں۔

منا بمكة یوم فتح محمد الف تسیل به البطاع مسوم

ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح کے روز مکہ میں ہمارے ایک ہزار بہادروں سے، جن کے جنگ کی علامتیں لگی ہوئی تھیں

ساری سرزمین بطحا منذر رہی تھی۔

نصروا الرسول و شاهدوا ایامه　　و شعارهم، یوم اللقاء مقدم

ترجمہ: ان ہزار آدمیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعاون کیا اور ان کا زمانہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا، جنگ کے وقت ان کا نشان سب سے آگے آگے تھا۔

الله مکنه له و اذله　　حکم السیوف لنا وجد مزحم

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے حجاز پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو با اختیار بنا دیا اور تلواروں کے فیصلے نے اور ہماری غالب آنے والی کوششوں نے اسے ہمارے لیے مسخر کر دیا۔

عود الریاسة شامخ عرنینه　　متطلع ثغر المکارم خضرم (۱۸۲)

ترجمہ: وہ سرداری کے لائق ہیں، ان کی ناک اور عزت اونچی ہے۔ وہ اخلاق کریمانہ کے راستوں پر چلنے والے اور زبردست فیاض وسخی ہیں۔

جنگ حنین کے موقع پر حضرت عباسؓ بن مرداس نے کئی قصائد کہے، آپ بہترین شاعر تھے۔ زود گوئی اور قادرالکلامی آپ کا خاصہ تھا۔ آپ نے بے شمار اشعار کہے، جن میں ہجویات، حمدیات، نعوت و مراثی شامل ہیں۔ آپ کے زیادہ تر اشعار میدان کارزار میں کہے گئے ہیں۔ آپ کی شاعری لشکر اسلام کے لیے وقف ہے۔ آپ نے زیادہ تر اشعار حضورؐ کے دفاع میں کہے ہیں۔ بحر کامل میں کہے گئے آپ کے سات اشعار ابن ہشام نے نقل کئے ہیں۔ (۱۸۳) حضورؐ کے دفاع میں کہے گئے نعتیہ اشعار ملاحظہ ہوں۔

نصرنا رسول الله من غضب له　　بالف کمی لا تعد حواسره

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملے میں دشمنوں پر ہمیں جو غصہ آیا، اس کے سبب ہم نے آپ کی مدد و اعانت ان ایک ہزار مسلح اور جنگجو بہادروں سے کی جن میں زرہ نہ پہننے والوں کو شمار نہیں کیا جا سکتا تھا (ان میں ایک آدمی بھی بغیر زرہ کے نہ تھا)

حملنا له فی عامل الرمح رایة　　یذود بها فی حومة الموت ناصره

ترجمہ: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا نیزے کی نوک میں لگا کر اٹھا لیا، جس کے ذریعے سے (جھنڈے کو توشہ بنا کر) آپ کے حامی و مددگار موت کے منہ میں گھس کر دشمنوں سے مدافعت و مزاحمت کر رہے تھے۔

وکنا علی الاسلام میمنة له　　وکان لنا عقد اللواءِ و شاهره

ترجمہ: اور ہم اسلامی لشکر کے میمنے پر متعین تھے اور جھنڈا گاڑنا اور اسے اٹھانا ہمارا کام تھا، کیوں کہ اسے آپؐ نے اپنے دست اقدس سے باندھا تھا اور اسے شہرت دی تھی۔

وکنا له دون الجنود بطانة　　یشاورنا فی امره ونشاوره

ترجمہ: اور ہم محافظ کے لشکر کی حیثیت سے ہر امر کے راز داں تھے وہ اپنے معاملے میں ہم سے مشورہ کرتے اور ہم ان سے مشورہ کرتے تھے۔

دعانا فسمانا الشعار مقدما　　وکنا له عون علی من یناکره

ترجمہ: آپؐ نے ہمیں دعوت اسلام دی، پھر ہمیں اپنے خواص میں سب سے پہلے رکھا اور ہم اس شخص کے خلاف تھے، جو اس کا انکار کرتا تھا اور وہ اسلام کے معاون نہ تھے۔

جزی اللہ خیراً من نبی محمداً　　وایدۂ بالنصر و اللہ ناصرہ (۱۸۴)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جزائے خیر دے اور آپ کو اپنی نصرت اور اعانت سے تقویت پہنچائے اور اللہ ہی ان کا مددگار ہے۔

میدان کارزار میں عباسؓ بن مرداس نے جو دفاعی نعتیہ اشعار کہے، اسے ابن ہشام نے نقل کیا ہے۔ (۱۸۵) بحر کامل میں کہے گئے یہ اٹھارہ اشعار دفاعی نعتیہ شاعری کے اشعار ہیں۔ چند شعر ملاحظہ ہوں۔

من مبلغ الاقوام ان محمداً　　رسول الالٰہ راشد حیث یمما

ترجمہ: کون دنیا کی تمام اقوام کو یہ پیغام کون پہنچانے والا ہے کہ اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم جہاں کا قصد کرتے ہیں، وہاں کا سیدھا راستہ پالیتے ہیں۔

دعا ربہ و استنصر اللہ وحدہ　　فاصبح قد وفی الیہ و انعما

ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے دعا کی اور صرف خدائے واحد سے نصرت و اعانت طلب کی، اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا پوری کر کے آپ کو انعامات سے سرفراز فرمایا۔

سرینا وواعدنا قدیداً محمداً　　یؤمُ بنا امراً من اللہ محکما

ترجمہ: ہم رات کو نکلے، جب ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے قدید کا وعدہ کیا تھا جو اللہ کی جانب سے امر محکم کے لیے ہماری قیادت فرما رہے تھے۔

وجندٌ من الانصار لایخذلونہ　　اطاعو فما یعصونہ ماتکلما

ترجمہ: اور انصاریوں کی فوج بھی رسول اللہ کو بے مدد نہیں چھوڑتی۔ انہوں نے آپ کی اطاعت کی ہے۔ اس لیے آپؐ جو بھی حکم فرماتے ہیں، اس کی ذرہ برابر بھی نافرمانی نہیں کرتے۔

حلفت یمینا برۃ لمحمدٍ　　فاکملتھا الفامن الخیل ملجما

ترجمہ: میں نے محمدؐ کے لیے ایک پوری کرنے والی قسم کھائی۔ اس لیے میں نے ایک ہزار گھوڑے، جنہیں لگام دے کر تیار کیا گیا تھا، دے کر قسم پوری کر دی۔

وقال نبی المومنین: تقدموا　　وحب الینا ان تکونا المقدما

ترجمہ: اور مسلمانوں کے نبی کریمؐ نے حکم دیا کہ آگے بڑھو تو اس وقت ہمارے لیے یہ بات بڑی مرغوب ہوگئی کہ ہم سب سے آگے بڑھ کر مقابلہ کریں۔

اطعناک حتی اسلم الناس کلھم　　وحتی صبحنا الجمع اھل یلملما (۱۸۶)

ترجمہ: ہم نے آپ کی اطاعت کی، یہاں تک کہ تمام لوگ اسلام لے آئے۔ یہاں تک کہ ہم نے صبح صبح پہاڑ کے لوگوں کی جمعیت پر دھاوا بول دیا۔

حضرت عباس بن مرداسؓ نے جنگ حنین کی منظر کشی کرتے ہوئے بہت خوب صورت انداز اختیار کیا ہے اور آپؐ کی خوب صورت نعت بیان فرمائی ہے۔ بحر وافر میں کہے گئے آٹھ اشعار ابن ہشام نے نقل کئے ہیں،

(۱۸۷) چند شعر ملاحظہ ہوں۔

انی والسوابح یومہ جمع　　ومایتلوا الرسول من الکتاب

لقد اجبت مالقیت ثقیف　　بجنب الشعب احسن من العذاب

بذی لجب رسول اللہ فیھم　　کتیبتہ تعرض للضراب (۱۸۸)

ترجمہ: (۱) گھاٹی کے پہلو میں معرکہ قائم ہونے کے وقت بنوثقیف نے جو مقابلہ کیا، میں نے سبک رو اور تیز گھوڑوں کو اور اس کتاب الٰہی کو لے کر جسے رسول اللہؐ تلاوت فرما کر ہمیں سناتے تھے۔

(۲) ہم نے عذاب کی سی کیفیت محسوس کرتے ہوئے، ان کے مقابلے کا سخت جواب دیا۔

(۳) ہم ایک ایسے عظیم لشکر کے ساتھ تھے جس میں رسول اللہؐ بہ نفس نفیس موجود تھے اور آپ کا یہ لشکر تلواریں چلانے کے لیے پوری طرح دشمنوں کے در پے تھے۔

حضرت کعب بن مالکؓ کے دفاعی نعتیہ اشعار:

حضرت کعب بن مالکؓ نے حضورؐ کے دفاع میں جو اشعار نعت کہے وہ تاریخی اہمیت کے حامل ہیں۔ آپ نے ان میں حضورؐ کے معجزات و خصوصیات کا بھی تذکرہ کیا ہے اور اعدائے اسلام کو آپؐ کے رعب و دبدبہ سے بھی آگاہ کیا ہے۔ ایک مقام پر آپ ابوسفیان کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

وابلغ ابا سفیان ان قد بدالنا　　باحمد نورمن ھدیٰ اللہ ساطع

ودونک فاعلم ان نقض عھودنا　　اباہ علیک الرھط حین تبا یعوا

وما ابن ربیع ان تناولت عھدہ　　بمسلمہ لا یطمعن ثمہ طامع

وایضاً فلا یعطیکہ ابن رواحۃ　　واخفارہ من دونہ السّمّ ناقع

وفاء بہ والقوقلی ابن صامت　　بمندوحۃ عما تحاول یافع (۱۸۹)

ترجمہ (۱) کوئی ابوسفیان کو یہ پیغام پہنچا دے کہ احمدؐ کے سبب سے ہم پر اللہ تعالیٰ کی ہدایت کا چمکتا (ہوا) نور ظاہر ہو گیا ہے۔

(۲) اس (بات) کو (گرہ میں باندھ) لے اور (اچھی طرح) جان لے کہ ہمارے عہد کے توڑنے سے مسلسل جماعتوں نے تیرے آگے انکار کر دیا ہے۔ (ہم نے رسول اللہؐ سے جو عہد کیا ہے، ہم اس کے توڑنے والے نہیں)۔

(۳) اور ابن ربیع بھی ایسا شخص نہیں کہ اگر تو اس سے عہد بھی لے لے، تو وہ نبی کریم کو تیرے حوالے کر دے، غرض کسی لالچی کو اس معاملے میں کسی طرح کا لالچ (حرص و طمع) نہیں چاہئے۔

(۴) اور ابن رواحہ بھی نبی کریم کو تیرے حوالے نہیں کرے گا اور آپؐ کے لیے سینہ سپر ہونے کے عہد کو توڑنا اس کے لئے زہر قاتل ہوگا۔

(۵) آپؐ کے ساتھ وفاداری کرنے کے لئے توقلی من الصامت کو بھی وسعت و قدرت ہے کہ تو ان جان بازوں سے بچنے کے لیے جو کر رہا ہے، وہ (اس سے) بلند و برتر ہے۔

حضرت کعبؓ نے اور بھی کئی لوگوں کے نام ان اشعار میں ذکر کئے ہیں، مزید تفصیل کے لئے دیکھئے۔

(۱۹۰) ابن ہشام نے اس ضمن میں کہے گئے چودہ اشعار نقل کئے ہیں۔ (۱۹۱)
کعب بن مالک انصاری خزرجی السلمیؓ نے جنگ بدر کے موقع پر ضرار بن الخطاب کے کہے گئے اشعار کے جواب میں سولہ اشعار کہے۔ کعب کا تعلق بنی سلمہ سے تھا۔ آپؐ کے کہے گئے اشعار ابن ہشام نے نقل کئے ہیں (۱۹۲)۔ ملاحظہ ہوں، بحر طویل میں کہے گئے دفاعی نعتیہ اشعار۔

وفینا رسول الله، والا وس حوله — لـه مـعقل منهم عزیز وناصر
وجمع بنی النجار تحت لواء ہ — یمیسون فی الماذی 'والنقع ثائر
شھدنا بان اللـه لارب غیره — وان رسول الله بالحق ظاھر(۱۹۳)

ترجمہ: (۱) اور (ہماری حالت یہ ہے کہ) ہم میں اللہ کا رسولؐ ہے اور اس کے اطراف بنی اوس ہیں۔ وہ (ﷺ) اس کے لئے قلعہ بنے ہوئے ہیں اور غلبہ رکھنے والے اور مدد کرنے والے ہیں۔
(۲) بنی النجار کی جماعت اس (ﷺ) کے پرچم کے نیچے ہے اور وہ سفید اور نرم زرہوں میں ناز سے چلے جا رہے ہیں اور گرد و غبار اڑا جا رہا ہے۔
(۳) ہم نے اس بات کی گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی پروان چڑھانے والا نہیں اور یہ کہ اللہ کا سچائی کا پیغام رسا (رسولؐ) غلبہ حاصل کرنے والا ہے۔

جنگ احد کے موقع پر کفار و مشرکین کی حوصلہ افزائی کے لیے ہبیرہ بن ابی وہب المخزومی نے بحر بسیط میں جو اشعار کہے، ابن ہشام نے اس کے تیئیس اشعار نقل کئے ہیں۔ (۱۹۴) اور حضرت حسانؓ نے اس کا جواب اسی بحر و ردیف و قافیہ میں دیا، ابن ہشام نے اس کے پانچ شعر نقل کئے ہیں۔ (۱۹۵) اور پھر حضرت کعب بن مالکؓ نے بھی ہبیرہ کے جوابی اشعار کہے۔ حضرت کعبؓ کے بحر طویل میں کہے گئے ''قصیدۂ عینیہ'' کے اڑتالیس اشعار ابن ہشام (۱۹۶) نے اور صاحب بدایہ (۱۹۷) نے نقل کئے ہیں۔ اس میں چھ شعر حضورؐ کے دفاع میں کہے گئے، ملاحظہ ہوں۔

ولکن ببدر سائلوا من لقیتم — من الناس، والانباء بالغیب تنفع
وفینا رسول اللـه نتبع امره — اذا قال فینا القول لا نتظلّع
تدلی علیه الروح من عند ربه — ینزل من جوّ السماء ویرفع
نشاوره فیما نرید وقصدنا — اذا ما استھی انا نطیع ونسمع
وقال رسول اللـه لما بدوالنا: — ذروا عنکم ھول المنیات واطمعوا
وکونوالمن یسری الحیاة تقربا — الی ملک یحیا لدیه ویرجع
ولکن خذو اسیافکم وتوکلوا — علی الله ؟ ان الامر لله اجمع (۱۹۸)

ترجمہ: (۱) ذرا دریافت کر کے دیکھو کہ مقام بدر میں تم کو کن بہادروں سے واسطہ پڑا تھا' جب غیب سے رسول اللہؐ کے پاس بذریعہ وحی خبریں آ رہی تھیں اور ان کا فائدہ بھی مل رہا تھا۔

(۲) اور ہمارے درمیان اللہ کا پیغمبرؐ موجود ہے۔ ہم ہر معاملے میں ان (ﷺ) کی اتباع کرتے ہیں۔ وہ ہمارے بارے میں جب کچھ فرماتے ہیں تو ہم احترام وجلال سے نظر بھی نہیں اٹھاتے۔ (ادب سے سر جھکائے رہتے ہیں)۔

(۳) اللہ رب العزت کی طرف سے رسول اللہؐ پر روح القدس، حضرت جبریلؑ نازل ہوتے ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے فضائے آسمانی سے اتارے اور پھر واپس اوپر بلائے جاتے ہیں۔

(۴) ہم جس چیز (ہر معاملے) میں رسول اللہؐ سے مشورہ کرتے ہیں، پھر آپؐ کی جو مرضی اور خواہش ہوتی ہے، اسے نہایت توجہ اور انہماک سے سن کر، آپ کی اطاعت گزاری وفرماں برداری کرتے ہیں۔

(۵) جب دشمن ہمارے سامنے آئے تو رسول اللہؐ نے ہم سے فرمایا۔ (تم لوگ) موت کا خوف دلوں سے نکال دو، بلکہ موت کی طمع وخواہش کرو (اچھی موت کی) اور ان لوگوں کی طرح ہو جاؤ، جو اللہ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے (اپنی) زندگیاں بھی (اللہ کی راہ میں) فروخت کر دیتے ہیں۔ اس اللہ کا تقرب حاصل کرنا، جس کے پاس ہر انسان کو زندہ کیا جائے گا اور اس کی طرف سب کو لوٹ جانا ہے۔

(۶) اپنی تلواروں کو سنبھال لو اور اللہ پر بھروسا کرو، کیوں کہ تمام امور اللہ ہی کی مشیت کے تابع ہیں۔

مزید اشعار کے لیے دیکھئے، السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۴۱۴، ۴۱۵۔

جنگ احد ہی کے موقع پر حصرت کعب بن مالک نے حضرت حمزہؓ کی شہادت پر مرثیہ کہا، جس کے سولہ اشعار ابن ہشام نے نقل کئے ہیں۔ (۱۹۹) اس میں تین شعر حضورؐ کے دفاع میں یوں کہے گئے ہیں۔

بمـا صبروا تـحت ظل اللواء　　لـواء الـرسـول بـذی الا ضـوج

غـداة اجـابـت بـا سيافهـا　　جـمـيـعـاً بـنـو الاوس والـخـزرج

واشيـاء احـمـد اذا شـايعوا　　على الحق ذی النور و المنهج (۲۰۰)

ترجمہ: یہ اس لئے جنت میں پہنچے ہیں کہ انہوں نے وادی احد میں رسول اللہؐ کے جھنڈے کے نیچے اس وقت صبر واستقلال سے کام لیا جب اوس وخزرج کے لوگوں نے اور اسی طرح احمد مرسلؐ کے دیگر متبعین، سب نے اپنی تلواروں سے کفار کا جواب دیا تھا، اور یہ سب مسلمان واضح وروشن حق کی پیروی کر رہے تھے۔

جنگ احد کے موقع پر عمرو بن العاص (مشرک) نے مسلمانوں کے خلاف بحر طویل میں جو قصیدۂ قافیہ کہا، ابن ہشام نے اس کے چھ اشعار نقل کئے ہیں۔ (۲۰۱) حضرت کعب بن مالک نے اس کا جواب، بحر طویل میں ہی دیا اور آپ کے اس قصیدۂ قافیہ کے بھی چھ اشعار نقل کئے ہیں۔ (۲۰۲) اس میں آپ نے ایک شعر حضورؐ کے دفاع کے طور پر کہا، ملاحظہ ہوں۔

لـنـا حومة لاتستطاع يقـودهـا　　نبیٌ اتـا بـالحق عف مصدق (۲۰۳)

ترجمہ: ہمارا ایک معظم مقام ہے جس پر کوئی حملے کی تاب نہیں لاسکتا۔ اس کی قیادت وہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کر رہا ہے جو ہمارے پاس حق لایا اور جو عفیف وصادق ومصدوق ہے۔

جنگ احد میں ہی ایک اور موقع پر عمرو بن العاص (مشرک) کے کہے گئے دس اشعار ابن ہشام نے نقل کئے ہیں۔(۲۰۴)اس کے جواب (رد) میں حضرت کعب بن مالک نے اپنا معروف قصیدۂ لامیہ بحر بسیط میں، تیس اشعار پر مشتمل بحر کامل میں کہا۔(۲۰۵) اس میں ایک شعر دفاع رسولؐ میں یوں فرمایا۔

تلقاکم عصب حول النبی لھم　　مما یعودون للھیجا سرابیل (۲۰۶)

ترجمہ: اور تمہیں رسول اللہؐ کے گرد جمع ہونے والی ایسی جماعتیں ملیں گی جن کے پاس زرہیں ہیں۔ یہ زرہیں ان اسلحہ میں سے ہیں، جنہیں انہوں نے جنگ کے لیے خاص طور پر تیار کر رکھا ہے۔

حضرت کعب بن مالکؓ نے جنگ احد کے سلسلے میں بحر متقارب میں، انتیس اشعار پر مشتمل ایک طویل قصیدۂ نونیہ کہا، جسے ابن ہشام نے نقل کیا ہے۔(۲۰۷)اس میں آپ نے دو شعر اس مشرک کی مذمت میں کہے، جو آپؐ پر ہذیان بک رہا تھا۔ ملاحظہ ہوں، دفاع رسولؐ میں کہے گئے دو شعر۔

تبجّست تھجو رسول الملیک　　قاتلک اللہ جلفاً لعینا

تقول الخناثم ترمی بہ　　نقی الثیاب تقیاً امیناً (۲۰۸)

ترجمہ: (۱) انتہائی گنوار پن اور ملعونیت کے ساتھ مالک الملک رسول اللہ کی ہجو و مذمت کرتے ہوئے تو بکواس کرتا چلا گیا، اللہ تجھے ہلاک کرے۔

(۲) تو فحش کلام بک رہا تھا، پھر اس فحش کلامی کا تیر ایک ایسی ہستی پر پھینک رہا تھا جو پاکیزہ جوانی والی متقی اور امین ہے۔

جنگ احد ہی کے موقع پر حضرت کعب بن مالکؓ نے بحر متقارب میں کچھ شعر کہے، ابن ہشام نے پانچ شعر نقل کئے ہیں، اس میں حضورؐ کے دفاع میں یہ شعر کہا۔

تقاتل عن دینھا و سطھا　　بنی عن الحق لم ینکل(۲۰۹)

ترجمہ: یہ اپنے دین کی مدافعت میں لڑ رہے ہیں۔ ان کے درمیان وہ نبیؐ موجود ہیں جو حق کے راستے میں ایک قدم پیچھے نہیں ہٹے۔

جنگ خندق کے موقع پر ضرار ابن خطاب بن مرداس الفہری، اخو محارب بن فہر نے لشکر کفار کے حق میں بحر وافر میں سترہ اشعار کہے۔(۲۱۰)اس کے جواب میں کعب بن مالک، اخو بن سلمہ کے بحر وافر میں ہی کہے ہوئے سترہ اشعار ابن ہشام نے نقل کئے ہیں۔(۲۱۱)اس کے تین شعر دفاع رسول میں یوں درج ہیں۔

وکان کنا النبی و زیر صدق　　بہ نعلو البریۃ اجمعینا

فوارسنا اذا بکروا وراحوا　　علی الاعداء شوسا معلمینا

لننصر احداً واللہ حتی　　نکون عباد صدق مخلصینا (۲۱۲)

ترجمہ: (۱) اور ہمارے لیے نبیؐ تھے جو حق و صداقت میں ہمارے مددگار تھے۔ ان کے توسط سے ہم ساری مخلوق پر فوقیت و تسلط حاصل کر سکیں گے۔

(۲) نشان جنگ لگانے والے اور غرور کی ترچھی نگاہوں سے دیکھنے والے دشمن پر جب ہمارے سوار صبح و شام حملے کر رہے تھے تو ہم (اپنے پیارے) احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کر رہے تھے۔ جس کے نتیجے میں آج ہم خدا کے سچے اور مخلص بندے بن گئے۔

جنگ خندق ہی کے موقع پر جب عبداللہ بن الزبعری السہمی نے کفار کے حق میں بحر کامل میں جو اشعار کہے ابن ہشام نے اس کے پندرہ اشعار نقل کئے ہیں۔ (۲۱۳)، تو اس کا جواب حضرت حسان نے اس بحر میں دیا۔ ابن ہشام نے اس کے بھی پندرہ اشعار نقل کئے ہیں۔ (۲۱۴) اس کا جواب حضرت حسان اور حضرت کعب بن مالک دونوں نے دیا تھا۔ اس کے جواب میں کہے گئے حضرت کعبؓ کے بحر کامل میں کہے گئے اکیس اشعار پر مشتمل قصیدۂ بائیہ ابن ہشام نے نقل کیا ہے۔ (۲۱۵) چند اشعار نعت و دفاع ملاحظہ ہوں۔

ومواعظ من ربنا نهدی بها بلسان ازهر طيب الاثواب

ترجمہ: اور ہمیں اپنے رب کی جانب سے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی پاکیزہ جواب و ثواب دینے والی حسین زبان مبارک سے سے ایسے مواعظ و نصائح ملے جن سے ہماری ہدایت و رہنمائی ہوئی ہے۔

وعرضت علينا فاشتهينا ذكرها من بعد ما عرضت على الاحزاب

ترجمہ: اس کے بعد کہ یہ مواعظ و نصائح ان قبائل اور ان جمعیتوں کو پیش کیے گئے تھے، جب ہمارے سامنے پیش کئے گئے تو ہم نے انہیں انتہائی شوق سے یاد رکھا۔

حكيماً يراها المجرمون بزعمهم حرجاً و يفهمهما ذوو الالباب

ترجمہ: اور ہمیں ایسی حکمت و دانائی کی باتیں ملیں جو مجرم بزعم خود حرام تصور کرتے ہیں، جب انہیں صاحب دانش و بینش لوگ اچھی طرح سمجھ لیتے ہیں۔

جاء ت سخينة كى تغالب ربها فليغلبن مغالب الغلاب

ترجمہ: یہ قریشی اس خیال سے آئے تھے کہ غلبہ حاصل کرنے میں اپنے رب سے مقابلہ کریں گے، لیکن سب سے غلبے والی ہستی سے جو مقابلہ کرتا ہے وہ ضرور بالضرور مغلوب ہو کر رہتا ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں: مجھ سے ایک قابل اعتماد شخص نے کہا کہ مجھ سے عبدالملک بن یحییٰ (ابن عباس بن عبد اللہ بن الزبیر) نے بیان کیا، جب کعب بن مالک نے یہ شعر کہا۔ (۲۱۶)

جاء ت سخينة كى تقالب ربها فليغلبن مغالب الغلاب

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کعب! تمہارے اس شعر پر اللہ تعالیٰ نے تمہارا شکر یہ ادا کیا۔ یہ قصہ سننے کے بعد حضور نبی کریمؐ نے حضرت کعب کے لیے یہ الفاظ دعا ادا فرمائے۔ "لقد شكرك الله يا كعب على قولك هذا؟" (۲۱۷)

یوم خیبر کے موقع پر حضرت کعب بن مالکؓ نے بحر طویل میں جو اشعار کہے، اس کے سات اشعار ابن ہشام

نے نقل کیے ہیں۔(۲۱۸) اس میں حضورؐ کے دفاع میں کہے گئے چار شعر ملاحظہ ہوں۔

یری القتل مدحا ان اصاب شهادة　　من اللـه یرجوها وفوزاً باحمد

یذود و یحمی عن ذمار محمد　　ویدفع عنـه باللسان وبالید

و ینصره من کل امر یریبه　　یجود بنفس دون نفس محمد

یصدق بالابناء بالغیب مخلصاً　　یرید بذاک الفوز و العزّفی غدٍ(۲۱۹)

ترجمہ: (۱) وہ احمدؐ کے نام پر قتل ہو جانا قابل تعریف سمجھتے ہیں۔ اس طرح وہ احمدؐ کو جیتنا اور درجۂ شہادت کو پانا چاہتے ہیں، اور اس کامیابی و کامرانی کی وہ اپنے رب سے امید کرتے رہتے ہیں۔

(۲) وہ محمدؐ کے حقوق و عظمت کی ہر طرح پاسبانی اور مدافعت و حمایت کرتے رہتے ہیں اور خود ان کی نگہبانی و حمایت و مدافعت کے لیے اپنی زبان اور اپنا ہاتھ، سب استعمال کرتے ہیں۔

(۳) اور وہ ہر ایسی چیز میں ان کا تعاون و مدد کرتے ہیں، جس میں انہیں ذرا بھی شبہ یا شک ہو جاتا ہے۔ اور وہ محمدؐ کی جان کی حفاظت میں اپنی جان تک نچھاور کر دیتے ہیں۔

(۴) وہ حضورؐ کے امور غیب اور اخبار غیب کی انتہائی خلوص کے ساتھ تصدیق کرتے ہیں، کیوں کہ وہ آنے والے کل (آخرت) کی عزت و کامیابی چاہتے ہیں۔

حضرت کعب بن مالکؓ نے بنو نضیر کی جلاوطنی اور کعب بن اشرف کے قتل پر جو اشعار کہے، ابن ہشام نے بحر وافر میں کہے گئے بیس اشعار نقل کیے ہیں۔(۲۲۰) اس میں حضورؐ کے لیے کہے گئے دفاعی نعتیہ اشعار ملاحظہ ہوں۔

لقد خزیت بغدر تها الحبور　　کذاک الدهر ذوصرف یذور

ترجمہ: احبار یہود (علماء یہود) اپنی غداری کی وجہ سے ذلیل و خوار ہو کر رہ گئے۔ یہ زمانہ حوادث کو لے کر اسی طرح گردش کرتا ہے۔

وقد اوتوا معاً فهماً و علماً　　وجاء هم من اللـه النذیر

ترجمہ: حالانکہ انہیں علم بھی دیا گیا اور فہم بھی اور ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نذیر (آخرت سے ڈرانے والا نبی) بھی آیا تھا۔

نذیرُ صادق اری کتاباً　　و ایات مبینة تنیر

ترجمہ: وہ ایسا نذیر تھا جو صادق القول تھا اور جس نے (اللہ کی طرف سے) کتاب اور ایسی کھلی اور واضح نشانیاں دی تھیں، جو بالکل روشن ہیں۔

فقالوا ما اتیت بامر صدق　　وانت بمنکر منا جدید

ترجمہ: پھر بھی ان یہود نے کہا کہ تم امر حق نہیں لائے اور یہ کہ تم ایسی چیز کے لائق ہو جو ہمیں بالکل عجیب و نادر معلوم ہوتی ہے۔

فقال بلی لقد ادیت حقا　　یصدقنی به الفهم الخبیر

ترجمہ: اس نذیر نے جواب دیا: بھائی! میں تو اپنا وہ حق ادا کر چکا، جس کی دانش مند اور سمجھ بوجھ والے لوگ کرتے ہیں۔

فمن يتبعه يهد كل رشد ومن يكفر به يجز الكفور

ترجمہ: پس جو بھی اس کا (حق کا) اتباع کرے گا، ہر قسم کی ہدایت کی طرف اس کی رہنمائی ہوگی اور جو اسے نہ مانے گا تو نہ ماننے والے ضدی کو ضرور سزا ملے گی۔

فلما اشربوا غدراً و كفراً وجدبهم عن الحق النفور

ارى الله النبى برأى صدق وكان الله يحكم لا يجور

ترجمہ: پس جب ان کے رگ وریشہ میں غداری اور کفر پلا دیا گیا اور ان کی نفرت نے حق سے ان کا منہ موڑ دیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ایک صحیح رائے دے دی۔ اور وہ ٹھیک فیصلہ کرتا ہے، ظلم وجور نہیں کرتا۔

فايده وسلطه عليهم وكان نصيره نعم النصير

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تقویت پہنچادی، انہیں ان احبار یہود پر مسلط کر دیا اور وہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مددگار ہے اور کیا ہی اچھا مددگار ہے۔

فغودر منهم كعب صريعاً فذلت بعد مصرعه النصير

ترجمہ: نتیجہ یہ ہوا کہ ان یہود میں سے کعب کو قتل کر دیا گیا اور اس کے ساتھ کوئی وفاداری نہیں کی گئی۔ پھر اس کے بچھڑ جانے اور قتل ہو جانے کے بعد بنو نضیر بھی ذلیل وخوار ہو گئے۔

بامر محمدٍ اذ دس ليلاً الى كعب اخا كعب يسيرُ

ترجمہ: یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہوا، جب انہوں نے کعب کے بھائی کو اس رات اشارہ کر دیا کہ وہ کعب کے پاس جائے۔

عداة اتاهم نى الزحف رهواً رسول الله وهوبهم بصيرُ

ترجمہ: یہ اس دن کا واقعہ ہے جب افواج کے ساتھ رسول اللہ خراماں خراماں تشریف لے گئے تھے، اور آپؐ ان لوگوں کو خوب سمجھتے تھے۔

وغسان الحماة موازروه على الاعداء وهولهم و زير (۲۲۱)

ترجمہ: اور رسول اللہؐ کے تمام حامی وناصر نہایت جوش وخروش سے دشمنوں کے خلاف حمایت واعانت کر رہے تھے۔

حضرت ابواحمد بن جحش الاسدیؓ کے نعتیہ دفاعی اشعار:

حضرت ابواحمد بن جحش الاسدیؓ جو کہ عبداللہ بن جحش بن رئاب کے نام سے معروف ہیں۔ آپ عبداللہ بن جحش کے بھائی تھے۔ نہایت عمدہ شاعر تھے۔ "وكان شاعراً" (۲۲۲) آپ ذوہجرتین ہیں۔ غزوۂ عبداللہ بن جحشؓ کے متعلق جب قریش نے کہا (محمدؐ) اور اس کے ساتھیوں نے ماہِ حرام کو حلال کر ڈالا ہے، اس میں انہوں نے خوں ریزی کی، مال واسباب لوٹ لیا اور لوگوں کو قید کر لیا تو عبداللہ بن جحش نے حضورؐ کے حق، آپ کے دفاع میں چھ اشعارِ نعت کہے، اس کے چند شعر ملاحظہ ہوں۔

كفو جين امامنهما فموفق على الحق مهدى، وفوج معذب

ورعنـا الـى قـول النبـى مـحـمـد　　فـطـاب ولاـة الـحـق منـا و طيبـوا

نـمـت بـار حـام اليهـم قـريبـة　　ولاقـرب بالارحام اذا لا نقرب (۲۲۳)

ترجمہ:(۱) جب دوفوجیں ہیں کہ ان میں سے ایک حق کی توفیق سے ہدایت یافتہ ہے اور ایک سزاؤں میں گرفتار ہونے والی۔
(۲) ہم پیغمبر خدا (محمدؐ) کی جانب لوٹے، حق کی سرپرستی کرنے والے پاک وصاف ہوگئے اور پاک وصاف کردیئے گئے۔
(۳) ہم ان لوگوں سے قریب کرنے والے رشتوں سے تقرب حاصل کرتے ہیں، اور ان رشتوں سے کوئی قرب حاصل نہیں ہوتی، جو قریب کرنے والے نہیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دفاعی نعتیہ اشعار:

حضرت ابوبکر صدیق نے حضورؐ کے دفاع میں جو اشعار نعت کہے اس کے پندرہ اشعار ابن ہشام نے نقل کئے ہیں۔ (۲۲۴) ابن اسحٰق کہتے ہیں: فقال ابوبکر صدیقؓ فی غزوۂ عبیدہ بن الحارث. (۲۲۵) (ابوبکر صدیقؓ نے یہ قصیدہ غزوۂ عبیدہ الحارث کے موقع پر (یا اس سے متعلق) کہا)، دو شعر دفاع رسولؐ سے متعلق ملاحظہ ہوں۔

رسـول اتـاهـم صـادق فـكـذبـوا　　عليـه وقـالـو الـسـت فيـنـا بمـاكـث

اذا مـادعـونـاهـم الى الحق ادبرو　　وهـروهـرير المجحرات اللواهث(۲۲۶

ترجمہ:(۱) ان کے پاس ایک سچا رسول آیا، تو انہوں نے اسے جھٹلایا اور کہا کہ تو ہم میں (زیادہ دن) رہنے والا نہیں۔
(۲) جب ہم نے انہیں حق کی جانب دعوت دی تو وہ پیچھے ہٹ گئے اور مجبور ہو کر بلوں میں چھپنے والے اور ہانپتے ہوئے زبان نکالنے والوں کی طرح آوازیں نکالنے لگے۔

☆......☆......☆

باب پنجم:

فصل سوم:

عہد نبویؐ کے غیر مسلم نعت گو شعراء

مشرکین مکہ کی نعتیہ شاعری:

حضور نبی کریمؐ کے عہد حیات میں غیر مسلمین یہود و نصاریٰ، کفار و مشرکین اور موحدین نے بھی آپؐ کی بارگاہِ بے کس پناہ میں خلوص و تبریک کے ساتھ ہدیۂ نعوت پیش کیا ہے۔ انہوں نے اپنے جذبات کا اظہار جس پیرائے میں کیا ہے، وہ دنیا کا خوب صورت پہلو ہے، یعنی حضورؐ پر نعت پڑھنا، دنیا کی افضل ترین عبادات میں سے ایک ہے۔ یہ دنیا کے بہترین کاموں میں سے ایک کام ہے۔ اس کام کے لیے کسی رنگ و مذہب کی قید نہیں۔ دائرۂ شریعت و حدود اخلاق میں رہتے ہوئے، بلحاظ مرتبۂ رسول کریمؐ، عظمت رسول کو پیش نظر رکھتے ہوئے، خوب صورت ترین الفاظ و معانی کے ساتھ، ہر شخص یہ عمل صالح کر سکتا ہے، اس کے لیے زبان و زمان و مکان کی قید نہیں۔

اس بات سے قطع نظر کہ نعت کہنے والا کون ہے؟ صاحبان تاریخ و سیر نے مسلم و غیر مسلم کی نعتیہ شاعری کو یکجا کر دیا ہے، جیسے جارود بن معلیٰ کی نعت۔ یہ نعت سے زیادہ تشبیب کے اشعار ہیں۔ یہ مسجد نبوی میں، سرکار رسالت مآبؐ کے روبرو، کسی غیر مسلم کی کہی گئی پہلی نعت ہے۔ جو انہوں نے دوران نصرانیت کہی تھی۔

ہم نے وہ نعوت جو سرکارؐ پر ایمان لانے سے قبل کہی گئی تھیں، وہ چاہے یہود مکہ ہوں یا مدینہ، نصاریٰ مدینہ ہوں یا مکہ یا پھر مشرکین مکہ و مدینہ، ان کو عہد نبوی کے غیر مسلم شعراء میں شامل کیا ہے، پھر بعد میں جو لوگ ان میں سے ایمان لائے اور درجۂ صحابیت پر فائز ہوئے، پھر انہوں نے حضورؐ کی شان میں اپنے جذبات و عقیدت و مؤدت کا اظہار بشکل نعت فرمایا، تو ان کو مسلم نعت گو شعراء میں شمار کیا گیا، لیکن حالت شرک میں کہا گیا کلام اپنی جگہ اسی شکل پر قائم ہے۔ اسی طرح موحدین کا نعتیہ کلام یعنی ایسے تمام شعراء جو حضورؐ پر ایمان نہیں لائے، لیکن انہوں نے خود کو جاہلیت کی تمام آلائشوں سے محفوظ رکھا اور اس کی تمام تر غلط کاریوں سے اپنے دامن کو بچائے رکھا، تو یہ ان کی ذات کا تقویٰ تھا، لیکن تکمیل ایمان تو حضورؐ کی تصدیق باللسان سے ہوتی ہے، اس لیے ہم نے انہیں بھی غیر مسلمین میں رکھا ہے، لیکن اکثر لوگوں نے ایسے اور ویسے، دونوں شعراء کو مسلمانوں کی فہرست میں شامل کیا ہے، لیکن ہم نے عہدِ نبویؐ کے اس خصوصی شعبے ''عہد نبوی کے غیر مسلم شعراء'' کو الگ باب میں

باندھا ہے، تاکہ اس کی خصوصیت وافادیت قائم رہے، پھر یہ کہ اس دور کی اصناف سخن میں یہ ایک نیا اضافہ ہے۔

ابوجہل کا شعرِ نعت:

سریۂ حضرت حمزہؓ کے موقع پر چودہ اشعار پر مشتمل جو قصیدۂ لامیہ حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب نے کہا تھا، اس کے جواب میں ابوجہل نے پندرہ اشعار پر مشتمل ایک قصیدۂ لامیہ کہا تھا۔ (۲۲۷) جس میں اس نے اپنی غیر اسلامی رندگی کی باغیانہ روش پر قائم رہتے ہوئے خیالات کیا تھا۔ اسی قصیدے میں اس نے یہ شعرِ نعت بھی کہا۔

فقالوا لنا ان وجدنا محمداً

رضا لذوی الاحلام منّا وذی العقل(۲۲۸)

ترجمہ: ان لوگوں نے ہم سے کہا، ہم نے محمدؐ کو اپنے یہاں عقل مندوں اور فضیلت والوں کی مرضی کے مطابق پایا ہے۔ ابو جہل کا، اس شعر کو منفی پہلو دینے کے باوجود اس کی سیاہ زبان سے مدح مصطفےٰؐ پھوٹی پڑتی ہے۔ کسی کے کندھے پر رکھ کر اس بات کا اقرار کیا ہے کہ آپؐ افضل البشرؐ اور خیر البشرؐ ہیں۔ ابن ہشام نے قصیدۂ ابوجہل کے بارے میں یوں لکھا ہے۔ ''واکثر اھل العلم بالشعر ینکر ھذا الشعر لابی جھل'' (۲۲۹)

اعشیٰ بن قیس کے اشعارِ نعت:

ابوبصیر میمون بن قیس بن جندل، عربی ادب میں، مدحِ رسالتؐ میں غیر مسلم شاعر کے حوالے سے دوسرا بڑا نام ہے۔ پہلا نام ابوطالب کا ہے۔ ''یہ الأعشیٰ کے لقب سے مشہور اور ابوبصیر کی کنیت سے معروف تھا۔ اسے دنیائے عرب میں اعشیٰ بکر بن وائل اور اعشیٰ الکبیر کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ یمن کی ایک بستی منفوحہ میں پرورش پائی۔ اس کا شمار اصحاب معلقات میں ہوتا ہے۔ اس نے شاعری کو منفعت کا ذریعہ بنایا۔ شاہوں کی مدح کرتا، ملکوں ملکوں گھومتا اور کلام بیچ کر جلب حاصل کرتا۔ شاہ نجران بنوعبدالمدان کے دربار میں کاسۂ گدائی لیے جا پہنچا، یہاں سے شراب نوشی کا تحفہ پایا اور اس موضوع کو اپنی شاعری کا حصہ بنایا۔ طویل العمری کے سبب نابینا ہوگیا۔ بلا کا زود گو تھا اور عجمی الفاظ کو گھیرنے کا ماہر، اسی سبب ''صنّاجة العرب'' کہلایا۔

جب اس نے حضور نبی کریمؐ کا شہرہ سنا تو آپؐ کی شان میں تیئیس اشعار پر مشتمل بحرِ طویل میں ایک نعتیہ قصیدۂ دالیہ کہا۔ (۲۳۰) اور آپؐ کی بارگاہ میں روانہ ہوا۔ جب مشرکین مکہ کو اس کی خبر ہوئی تو ان پر مردنی چھا گئی۔ ابوسفیان فوراً اس کی تلاش میں نکلا اور اسے راستے میں جالیا اور اسے شرائط (احکامات) شرعیہ کی سختی (پابندی) اور جاہلیت کی عیاشیوں کا سراب دکھا کر اور اسے سو اونٹوں کا طمع دے کر، لالچ جمل میں گھیر کر، اس کے ارادوں سے برگشتہ کردیا۔

کفار کو اس بات کا اندازہ تھا کہ اگر یہ ایمان لے آیا اور محمدؐ کے گروہ میں شامل ہوگیا تو یہ اپنی شاعری کے

ذریعے جہال عرب اور اعدائے اسلام کی اینٹ سے اینٹ بجادے گا، اس لیے انہوں نے اس کے خلاف یہ سازش تیار کی اور اس میں وہ کامیاب رہے۔ اعشیٰ نے خاموشی سے سو اونٹ پکڑے اور گھر کی راہ لی۔ شرابی آدمی تھا، امتناع شراب کی حد سے گھبرا گیا۔ نشہ خور ویسے بھی بزدل ہوتا ہے، ابھی وہ راستے ہی میں تھا کہ اس کا اونٹ بدک گیا اور اعشیٰ کو نیچے پٹخ دیا۔ اس کے گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی اور وہیں حالت کفر میں ڈھیر ہو گیا۔

ابن ہشام نے ان وجوہ کا ذکر کیا ہے جو اس کے اسلام سے دوری کا سبب بنیں۔ (۲۳۱) محمد زکی عبدالسلام مبارک نے اعشیٰ کا بدکنا اور بہکنا چار وجوہ کے سبب لکھا ہے۔ "انہ ینھاہ عن الزنا و القمار و الربا و الخمر." (۲۳۲) اعشیٰ نے جو قصیدۂ نعتیہ لکھا تھا اس کا مقصد محض مال بنانا تھا۔ اس کی بنیاد محض حرص و ہوس تھی نہ کہ عقیدت و محبت یا مؤدت و عظمت۔ یہ خلوص پر مبنی نہ تھا بلکہ اس کی نیت محض جلب زر کی تھی، جب اس کی نیت پوری ہو گئی تو وہ راستے ہی سے واپس ہو گیا۔ (ا) اسی لیے زکی مبارک کہتے ہیں کہ یہ قصیدہ اس قابل نہیں کہ اسے اپنی کتاب المدائح النبویہ میں شامل کروں۔ آپ لکھتے ہیں۔

"لان الاعشیٰ لم یقل ھذا الشعر و ھو صادق النیة فی مدح الرسول و انما کانت محاولة ارادبھا التقرب من نبی الاسلام. و آیة ذلک انه انصرف حین صرفته قریش. ولو کان صادقاً ماتحول." (۲۳۳)

"وھذا القصة تدل علیٰ ان مدحه للرسول لم یکن لا صحاولة کسائر محاولات الشعراء الذین یکتسبون بالمدح، ولیس قصیدته اثراً لعاطفة دینیة قویة حتیٰ تلحق بالمدائح النبویة." (۲۳۴) ادبی لحاظ سے یہ ایک بلند پایۂ زبان و بیان سے پر اور فنی لحاظ سے ایک بھرپور قصیدہ ہے، لیکن بقول ڈاکٹر اسحٰق قریشی: "اعشیٰ نے مدح رسالت کو عام مدح کی سطح سے لا کر "مدح نبوی" کے پاکیزہ جذبے کو نقصان پہنچایا ہے۔ (ب)" (۲۳۵) احمد حسن زیات نے بھی اس واقعے کو نقل کیا ہے اور قصیدے کے آٹھ شعر نقل کئے ہیں۔ (۲۳۶) امام نبہانی نے اس قصیدہ کے تیئیس اشعار نقل کئے ہیں۔ (۲۳۷) چند شعر ملاحظہ ہوں۔

ایھٰذا السائلی این یممت ۔۔۔ فان لھا فی اھل یثرب موعدا

ترجمہ: اے مجھ سے اس بات کے پوچھنے والو! کہ آخر ان اونٹوں نے کہاں کا قصد کیا ہے، سن لو کہ ان کی وعدہ گاہ یثرب والے لوگوں میں پہنچنا ہے۔

و آلیت لھا آوی لھا من کلالة ۔۔۔ والا من حفی حتی تلاقی محمدا

ترجمہ: اور میں نے قسم کھالی ہے کہ کسی تھکن یا کھر کے گھس جانے کے سبب سے میں اس پر رحم نہیں کروں گا، یہاں تک کہ محمدؐ

(ا) آج کل کے نعت گویان و نعت خواں بھی اس بات پر غور و فکر کریں۔

(ب) آج کل کے نعت گو اور نعت خواں بھی اپنے آپ کو ڈاکٹر اسحٰق قریشی کے الفاظ کی روشنی میں پرکھیں جو محض جلب زر، دنیا کمانے کے چکر میں نعت کا حلیہ بگاڑ رہے ہیں۔ نعت، گانا، مرثیہ اور قوالی میں کوئی فرق ہی نہیں رہا۔

کے پاس پہنچ جائے۔

متیٰ ماتنافی عندباب ابن ھاشم　　تراحی و تلقی من فواضلہ ندیٰ

ترجمہ: جب تو ابن ہاشم کے دروازے کے پاس بٹھائی جائے گی تو راحت پائے گی اور آپؐ کے اخلاق کا فیض حاصل کرے گی۔

نبی یرا مالا ترون وذکرہ　　اغار لعمری فی البلاد و انجدا

ترجمہ: وہ ایسے نبی ہیں جو ایسی چیزیں ملاحظہ فرماتے ہیں جنھیں تم لوگ نہیں دیکھتے اور آپ کی شہرت پست و بلند شہروں میں پھیل گئی۔

لہ صدقات ما تغب و فائل　　ولیس عطاء الیوم مانعہ غدا

ترجمہ: آپ کی خیرات و عطا لگاتار اور بے وقفہ ہے، آج کا دینا پھر کل دینے کے لیے مانع نہیں ہوتا۔

اجدک لم تسمع و صاۃ محمدٍ　　نبی الالہ حیث اوھیٰ و اشھدا (۲۳۸)

ترجمہ: کیا تیری دوڑ دھوپ نے محمدؐ کی نصیحتوں کو نہیں سنا جن کی ہر نصیحت اور ہر گواہی اللہ کی اطلاع پر مبنی ہوتی ہے۔

اعشیٰ نے اس قصیدہ میں آٹھ شعر تعلیمات نبویؐ، احکامات و اوامر و نواہی پر مشتمل کہے ہیں اور چھ اشعار نعت پر مشتمل ہیں، جب کہ دیگر اشعار تشبیب کے ہیں۔ تعلیمات نبویؐ پر مشتمل اشعار میں اس نے تقویٰ اختیار کرنے، بتوں کو نہ پوجنے، زنا نہ کرنے، صلہ رحمی کرنے، حمد الٰہی کرنے، لاچاروں، بے کسوں و بے بسوں کی حاجت روائی کرنے کا ذکر کیا ہے۔

ڈاکٹر زکی مبارک نے اعشیٰ میمون بن قیس کے قصیدے کو قدیم ترین نعتیہ قصیدہ قرار دیا ہے۔ ''من اقدم ما مدح بہ الرسول قصیدۃ الاعشیٰ'' (۲۳۹) (حضورؐ کی مدح میں اولین و قدیم ترین قصیدہ اعشیٰ نے کہا ہے۔) یہ بات کسی صورت درست نہیں اور اردو کے بعض محققین ڈاکٹر طلحہ برق رضوی (۲۴۰) اور پروفیسر محمد اکرم رضا (۲۴۱) نے بھی بلا تحقیق نعت گوئی کی اولیت کا سہرا اعشیٰ کے سر باندھا ہے، جب کہ ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق نے اس قصیدے کو عربی زبان کا سب سے قدیم قصیدہ قرار دیا ہے۔ (۲۴۲)

دراصل بات یہ ہے کہ جس وقت اعشیٰ نے اپنا یہ قصیدہ کہا تو اس وقت حضور نبی کریمؐ کی تبلیغ کا سلسلہ بڑی شد و مد سے جاری تھا اور کافی حد تک پھیل چکا تھا اور زنا، قمار، رباء اور خمر کی ممانعت آپؐ فرما چکے تھے، کیوں کہ ابوسفیان نے انہیں چار باتوں کو بنیاد بنا کر اسے برگشتہ کر دیا تھا، گویا آپؐ کی تبلیغ دین کے کافی عرصے بعد اعشیٰ کو آپؐ کے بارے میں معلوم ہوا اور اس نے آپ کی شان میں قصیدہ رقم کیا، لیکن ورقہ بن نوفل نے بحیثیت غیر مسلم آپؐ کا نعتیہ قصیدہ اس وقت کہا جب آپؐ پر پہلی وحی کا نزول ہوا، گویا یہ زمانۂ ابتدائے اسلام ہوا، اس لحاظ سے اول قصیدہ گو غیر مسلم ورقہ قرار پائے نہ کہ اعشیٰ۔ حضرت عبدالمطلب اور حضرت ابوطالب کو اس زمرے میں

اس لیے شمار نہیں کیا کہ علمائے حدیث وسیر وتاریخ نے انہیں موحدین میں شمار کیا ہے اور موحد بھی ایسے جو کہ دین حنیف (اسلام) کے پیروکار تھے اور ان کے تمام اعمال عین اسلام کے مطابق رہے اور یہ دونوں حضرات حضورؐ کے معاون ومددگار بھی رہے۔ اس لیے موحد کا درجہ کفر سے اوپر ہے، انہیں قرب الٰہی کے ساتھ ساتھ قرب رسول بھی حاصل تھا۔

ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی نے بھی ڈاکٹر زکی مبارک کی اس رائے سے اختلاف کیا ہے، آپ لکھتے ہیں ''ڈاکٹر زکی مبارک نے ان اشعار کو آنحضرتؐ کی سب سے پہلی مدح قرار دیا ہے لیکن یہ بات درست نہیں'' (۲۴۳)

شاہ رشاد عثمانی اپنے مقالۂ پی ایچ۔ ڈی میں لکھتے ہیں ''عربی میں پہلی نعت عم رسول آنحضرتؐ کے مربی ومحسن حضرت ابوطالب کی نعتیں ہیں۔ آنحضرتؐ کی مدح میں سب سے پہلے آپ ہی نے زبان کھولی۔'' (۲۴۴)

ایک جگہ لکھتے ہیں۔ ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی نے ابن ہشام کے حوالے سے سات اشعار نقل کیے ہیں جو عربی نہیں بلکہ صنف نعت میں پہلی نعت قرار دی جاسکتی ہے، کیوں کہ اس قصیدہ سے پہلے کوئی ایسا کلام نہیں ملتا جس میں براہ راست نبی کریمؐ کی نعت یا مدح ہو۔ (۲۴۵)

ایک مقام پر شعر الجنی المجہول کے بارے میں لکھتے ہیں ''بہر حال نعت کے اشعار ام معبد کی طرف اشارہ کرتے ہیں اس طرح جناب ابوطالب کی نعت کے بعد تاریخی طور پر یہ دوسری نعت کہی جاسکتی ہے۔ (۲۴۶)

ابوطالب کی نعت اور واقعۂ ام معبد میں کئی برس کا فاصلہ ہے، اس دوران یا اس سے قبل جو نعتیں اور قصائد کہے گئے وہ جناب عثمانی کی نظر سے نہیں گزرے، ایسی تحقیق پر صرف آفرین ہی کہی جاسکتی ہے

ہماری تحقیق کے مطابق اولیات نعت وقصائد کی ترتیب کچھ اس طرح بنتی ہے۔

۱۔ ماقبل از ولادت خاندان رسالتؐ کے اولین نعت گو: حضرت کعب بن لوی

۲۔ بعد از ولادت خاندان رسالتؐ کے اولین نعت گو: حضرت عبدالمطلب

۳۔ ماقبل از اسلام اولین نعت گو: تبع ثانی الحمیری (ولادت سے ایک ہزار سال قبل)

۴۔ تاریخ نعت وعربی ادب کے اولین قصیدہ گو: عبدالمطلب

۵: اولین غیر مسلم نعتیہ قصیدہ گو: ورقہ بن نوفل

۶۔ خواتین میں اولین نعت گو: حضرت آمنہؓ

اوس بن حارثہ کی نعت:

علامہ خرائطی نے کتاب الہواتف میں اور ابن عساکر نے جامع بن جران سے نقل کیا ہے کہ، اوس بن حارثہ ایک عیسائی راہب تھا۔ جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے بیٹے مالک کو وصیت کی، اس کے بعد یہ اشعار نعت پڑھے۔

واخرج الخرائطی فی) کتاب الھواتف) و ابن عساکر عن جامع بن جران بن جمیع بن عثمان بن سمال بن ابی الحصن بن السموال بن عادیا قال لما حضرت الاوس ابن حارثه الوفاة اوصی ابنه مالکاً بو صایاثم انشادیقول.

الـم یأت قومی ان للـه دعوة　　یـفـوز بها اهـل السعـادة والبر

اذا بعث الـمبعوث من ال غالب　　بـمکـه فیـمـا بیـن زمزم و الحجر

هنـالک فـابـغوا نصره ببلادکم　　بـنـی عـامر ان السعادة فی النصر (۲۴۷)

ترجمہ: (۱) کیا میری قوم کے پاس یہ خبر نہیں آئی کہ اللہ کی طرف سے دعوت ایک ہے۔ جس کے ذریعے سے سعادت مند لوگ اور نیکوکار بامراد ہوتے ہیں۔

(۲) جس وقت وہ (منتخب کائنات) مبعوث ہونے والا، اس آل غالب (۱) سے ایک عظیم پیغمبر مکہ میں زم زم اور حجر اسود کے مابین ظہور کرے گا۔

(۳) تو اس وقت تو بھی اے بنی عامر! اپنے بلاد کے لیے فتح و کامرانی تلاش کرو، کیوں کہ بلاشبہ تمہاری سعادت فتح و نصرت ہی میں پوشیدہ ہے۔

ابوثروان کی نعت:

ابن سعدؒ امام زہری سے نقل کرتے ہیں کہ جب بنو ہوازن کا وفد نبی اکرمؐ کی خدمت اقدس میں آیا تو ان میں آپؐ کا رضاعی چچا ابوثروان بھی تھا۔ اس نے کہا۔

یـا رسـول الله لقد رایتک مرضعاً فما رأیت مرضعاً خیراً منک ورأیتک فطیماً خیراً منک ثـم رایتک شاباً فـمـا رأیت شابا خیراً منک و قد تکاملت فیک خلال الخیر.

(۲۴۸)

ترجمہ: یارسول اللہ! میں نے آپ کو حالت رضاعت میں دیکھا تو کوئی رضیع (دودھ پینے والا بچہ) آپؐ سے بہتر نہیں دیکھا۔ اس طرح آپؐ نے دودھ چھوڑا تو کوئی دودھ چھوڑنے والا بچہ آپ کا ہم پایہ نہ تھا، پھر جوان ہوئے تو کسی جوان کو آپ کا ہم سر نہیں دیکھا، بلاشبہ حسن و جمال اور باطنی کمال کی آپ کی ذات میں تکمیل ہوگئی ہے۔

---

(۱) آل غالب سے کنایہ قریش کی طرف ہے کہ غالب قریش کے فرزند تھے جو سرور کائناتؐ کے گیارہویں مورث ہیں یعنی عبد اللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدالمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب۔ قریش کو آل عدنان بھی کہا جاتا ہے، عدنان ان کے مورث اعلیٰ ہیں۔

امیہ بن الصلت الثقفی کے اشعار نعت (المتوفی ۵ ھ الموافق ۶۲۳ ء):

امیہ بن الصلت عہد عرب کا نامور شاعر تھا۔ اس کا پیشہ تجارت اور مشغلہ شاعری تھا۔ یہود و نصاریٰ کی کتب کا عالم تھا۔ اسے یہ خوش فہمی تھی کہ آنے والا نبی وہ خود ہوگا۔ حضورؐ کو نبوت ملنے کے بعد یہ حاسد ہوگیا۔ امیہ بت پرستی اور شراب نوشی سے متنفر تھا۔ اس کی شاعری میں انبیائے کرام کے قصص، بہشت و نار کا احوال، ملائکہ اور حشر کا ذکر، رب ذوالجلال کی حمد و ثناء کے مضامین بکثرت پائے جاتے ہیں۔ اس کا باپ بھی اول درجے کا شاعر تھا۔ قرآن کریم میں اسے گمراہوں کا حصہ بتایا گیا ہے۔ کیونکہ حضورؐ سے بغض و حسد و عداوت کے سبب مخالفین اسلام کو آپؐ کے خلاف اکساتا۔ اس نے جنگ بدر میں مشرکین کے مقتولوں کا مرثیہ کہا۔ اس کے لیے قرآن کریم کا فرمان ہے۔

واتل علیهم نبا الذی آتیناه آیاتنا فانسلخ منها فاتبعه الشیطن فکان من الغاوین." (۲۴۹)

امیہ اتنا عمدہ شاعر تھا کہ حضورؐ نے اس کے اشعار پسند فرمائے اور یہ فرمائش سماعت فرمائے۔ امیہ کہتا ہے۔

کل دین یوم القیامة　　عند الله دین الحنیفه بور (۲۵۰)

ترجمہ: قیامت کے روز اللہ کے نزدیک سوائے دین حنیف کے ہر دین باطل ہوگا۔

یہ شعر حضور نبی کریمؐ کے دین اسلام کی حقانیت وسچائی کی تائید میں ہے، جیسا کہ فرمان الٰہی ہے۔ "ان الدین عند الله الاسلام." (۲۵۱) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے امیہ کے اس شعر پر ارشاد فرمایا۔" صدق امیه فی شیٔ من شعره." (۲۵۲) جب حضورؐ نے امیہ کا یہ شعر سماعت فرمایا۔

اجل و ثور تحت اجل یمینه　　والنسر للاخریٰ ولیث مرصد

فقال رسول اللہؐ "صدق" (۲۵۳) اور جب حضورؐ نے اس کا یہ شعر سماعت فرمایا۔

والشمس تطلع کل آخر لیلة　　حمراء یصبح لونها یتورّد

تابی فی تطلع لنا فی رسلها　　الا معذبة والا تجلد

فقال رسول اللہؐ "صدق" (۲۵۴)

ایک مقام پر حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ "امن شعره و کفر قلبه" (۲۵۵)

امیہ کی تمام تر دین دشمنی کے باوجود حضور کی وسیع القلبی اعلیٰ ظرفی اور رواداری کی اس سے بڑھ کر اور کیا مثال ہوسکتی ہے کہ آپؐ نے اس کے اشعار پسند فرمائے اور سماعت بھی فرمائے۔

سراقہ بن مالک بن جعشم الکنانی المدلجی (۲۴ھ الموافق ۶۴۴ء)

سراقہ بن مالک بن جعشم الکنانی المدلجی نے رقم کی لالچ میں حضورؐ کا پیچھا کیا، لیکن ناکام رہا۔ اس کا گھوڑا تین مرتبہ زمین میں دھنسا، آخر سراقہ نے معذرت چاہی، اپنے ارادے سے باز آیا اور حضورؐ سے امان کی درخواست کی اور تحریری امان کا طلب گار ہوا۔ حضورؐ نے اس سے وعدہ لیا کہ وہ اس روانگی (ہجرت رسولؐ) کو راز رکھے گا اور اس واقعے کو خفیہ۔ آپؐ نے اسے تحریری امان نامہ دے دیا۔ "فقال سراقه انی لا اعلم ان سیظهر امرک فی العالم و تملک رقاب الناس فعاهدنی انی اذا اتیتک یوم ملکک تکرمنی فامر عامر بن فهیرة فکتب له." (۲۵۶) (سراقہ نے کہا۔ میں بخوبی جانتا ہوں کہ آپ کا دین جہاں بھر میں غالب ہوگا اور آپ لوگوں کی گردنوں کے مالک بنیں گے، پس مجھے پیمان دیجئے کہ جب میں آپؐ کے زمانۂ اقتدار (بادشاہی) میں آپؐ کے پاس حاضر ہوں، تو آپؐ میری حوصلہ افزائی فرمائیں گے، چنانچہ حضورؐ نے عامر بن فہیرہ کو حکم دیا تو انہوں نے ایک نوازش نامہ لکھ دیا) اور فرمایا۔ "کیف بک اذا لبست سواری کسریٰ" (۲۵۷) صاحب اسد الغابہ نے "منطقته و تاجه" (۲۵۸) کا اضافہ کیا ہے۔ (اے سراقہ! اس وقت تو کیسا محسوس کرے گا، جب تجھے کسریٰ کا کنگن (سونے) کا پہنایا جائے گا۔ آپ کا یہ فرمان حضرت عمرؓ کے دور میں پورا ہوا، جب ایران (کسریٰ) فتح ہوا۔ جس وقت سراقہ کو کنگن پہنائے گئے تو انہوں نے خوشی سے دونوں ہاتھ بلند کر کے یہ الفاظ شکر ادا کئے۔ "الله اکبر، الحمد لله الذی سلبهما کسریٰ بن هرمز الذی کان یقول، انارب الناس والبسهما سراقه بن مالک بن جعشم اعرابی ابن من بنی مدلج." (۲۵۹) سراقہ جب حضورؐ سے عہد و پیماں کر کے واپس لوٹے تو آپ کی شان میں چند اشعار نعت کہے۔ جس میں ابوجہل کو خطاب کیا گیا ہے۔ سراقہ بڑے پُر مغز شاعر تھے۔ "سراقه بن مالک بن جعشم شاعراً مجوّداً" (۲۶۰) صاحب الغابہ لکھتے ہیں۔ "وکان سراقه شاعراً." (۲۶۱) فتح مکہ کے وقت اسلام لائے، کنیت ابوسفیان تھی۔

علامہ سیوطی لکھتے ہیں۔

واخرج ابن سعد و البیهقی و ابونعیم عن انس قال لما خرج النبیؐ و ابوبکر التفت ابوبکر فاذا هوبفارسی قد لحقهم فقال یا نبی الله هذا فارس قد لحق بنا فقال اللّٰهم اصرعه فصرع عن فرسه فقال یا نبی الله مرنی شئت قال تقف مکانک لاتترکن احداً یلحق بنا فکان اول النهار جاهداً علی رسول اللهؐ و آخر النهار مسلمة له وفی ذلک یقول سراقه

مخاطباً لابی جھل . (۲۶۲)

ترجمہ: ابن سعد، بیہقی اور ابونعیم نے حضرت انسؓ سے روایت کی، فرمایا، جب رسول کریمؐ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ مشرکین مکہ سے بچ کر ہجرت کے سفر پر روانہ ہوئے، تو گھوڑے کی ٹاپوں جیسی آواز سن کر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مڑکر دیکھا تو ایک سوار ان کے نزدیک ہی پہنچ چکا تھا۔ آپ نے کسی قدر پریشان ہوکر کہا۔ ''اے اللہ کے رسولؐ! یہ گھڑ سوار ہمارا پیچھا کرتا ہوا ہمارے قریب تک آگیا ہے۔'' پس حضورؐ نے دعا فرمائی۔ ''اے خدا، اس کو روک دے۔'' اس کے بعد دیکھا تو وہ شخص گھوڑے سے گر رہا تھا اور یہ کہہ رہا تھا۔ ''اے اللہ کے سچے رسولؐ! میں اب آپ کا فرماں بردار ہوں اور اطاعت کے لیے حکم کا منتظر۔ حضورؐ نے فرمایا، تو اپنی جگہ ٹھہر اور کسی کو بھی ہماری طرف نہ آنے دے۔''

پھر وہ جب مکہ واپس آئے تو ابوجہل کو مخاطب کر کے بحر طویل میں یہ شعر نعت پڑھے۔

اباحکم و اللہ لو کنت شاھداً — لامر جوادی اذ تسوخ قوامہ (۲۶۳)

علمت ولا تشکک بان محمد — رسول ببرھان فمن ذایقا ومہ

علیک بکف القوم عنہ فاننی — اری امرہ یوماً ستبدو معالمہ (۲۶۴)

بامر یؤد الناس فیہ باسرھم — بان جمیع الناس طراً یسالمہ (۲۶۵)

ترجمہ: (۱) اے ابوالحکم (ا)! خدا کی قسم، اگر تو اس وقت موجود ہوتا جب ان (ﷺ) کے حکم سے میرے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس رہے تھے۔

(۲) اس وقت تو جان لیتا اور تو کوئی شک نہ کرتا اور تجھے یقین آجاتا کہ محمد مصطفےؐ برہان کے ساتھ رسول ہیں، تو ان کے مقابلے میں کون ٹھہر سکتا ہے۔

(۳) لہٰذا تجھ پر لازم ہے کہ تو اپنی قوم کو محمدؐ کی مخالفت سے باز رکھ۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک دن ان (ﷺ) کے دین کے جھنڈے بلند ہوں گے۔

(۴) ایک ایسے امر کے بارے میں، جس میں تو مدد کا خواہش مند ہوگا اور (لوگ، قریش) اور تمام دوسرے لوگ آپؐ کے ساتھ صلح کریں گے۔

مشرکین مدینہ کی نعتیہ شاعری

ابوبکر بن الاسود کا دفاعی نعتیہ شعر:

ابوبکر بن الاسود بن شعوب اللّیثی کا نام شداد ابن الاسود تھا۔ اس نے غزوۂ بدر کے مشرکین کے قتل پر جو شعر کہے، اس ایک کا ایک شعر حضورؐ کے حق میں ہے۔ ابن ہشام نے بحر وافر میں کہے گئے نو شعر نقل کئے ہیں۔ (۲۶۶) نعتیہ شعر یوں ہے۔

یخبرنا الرسول لسوف نحیا — وکیف لقاء اصداء وھام؟! (۲۶۷)

ترجمہ: ہمیں رسول ﷺ خبر دیتا ہے کہ عن قریب زندہ کئے جائیں گے (ہمیں تعجب ہوتا ہے کہ) گلی سڑی ہڈیوں اور فضول

(الف) ابوجہل کا اصل نام

کے سر سے نکلے ہوئے پرندے سے کیوں کر ملاقات ہوگی؟

ابن ہشام نے کہا، "و کان قد اسلم ثم ارتد" (۲۶۸) (وہ مسلمان ہوا پھر مرتد ہوگیا)

ابوعزہ بن عبداللہ الجمحی کی نعت:

ابوعزہ بن عبداللہ (ا) ایک محتاج و کثیر العیال شخص تھے۔ یہ غزوۂ بدر کے موقع پر دیگر مشرکین کے ساتھ قیدی بنا تو اسے حضورؐ نے بغیر فدیہ لئے چھوڑ دیا۔ اس احسان عظیم کا اس پر اتنا اثر ہوا کہ اس نے نہ صرف حضور کی شان اقدس میں یہ اشعار نعت کہے بلکہ اس نے اپنی قوم میں آپؐ کی فضیلت بیان کی بلکہ وہ آپ کی مداحی کرتا اور آپؐ کے احسان کا اقرار کرتا۔ اس سرشاری میں اس نے یہ اشعار کہے ملاحظہ ہوں۔

ومن مبلغ عنی الرسول محمدا ۔۔۔ بانک حق و الملیک حمید؟

وانت امرؤ تدعوا الی الحق و الهدی ۔۔۔ علیک من اللہ العظیم شهید

وانت امرؤ بوّئت فینا مُباءۃ ۔۔۔ لها درجات علی سهلة و صعود

فانک من حاربته لمحارب ۔۔۔ شقی و من سالمته لسعید

ولکن اذا ذکرت بدراً و اهله ۔۔۔ تاوّب مابی حسرةً و قعود (۲۶۹)

ترجمہ: (۱) میری جانب سے رسول اللہ کو یہ پیغام پہنچانے والا کون ہے کہ آپؐ سچے ہیں اور بادشاہِ حقیقی قابل حمد و ثناء ہے۔

(۲) اور آپؐ ایسے شخص ہیں کہ سچائی اور سیدھی راہ کی جانب بلاتے ہیں۔ آپ کی سچائی پر عظمت والے اللہ کی جانب سے گواہ موجود ہیں۔

(۳) اور آپؐ ایسے شخص ہیں کہ ہم میں آپؐ نے اونچا مقام حاصل فرمالیا ہے۔ جس کی سیڑھیوں پر چڑھنا ایک لحاظ سے نہایت آسان اور ایک لحاظ سے نہایت مشکل ہے۔

(۴) آپ کی حالت یہ ہے کہ آپؐ جس سے نبرد آزما ہوں، وہ بدنصیب دشمن ہے اور جس سے آپ صلح فرمالیں، وہ خوش نصیب ہے۔

(۵) لیکن مجھے جب بدر اور بدر والوں کی یاد دلائی جاتی ہے تو حسرت و کم ہمتی، جو مجھ میں موجود ہے، مجھے گھیر لیتی ہے۔

اس شخص کے بارے میں حضورؐ نے فرمایا۔ " ان المؤمنین لا یلدغ من حجر مرتین. " (ب) (بے شک مومن کو ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاسکتا۔) آپ نے عاصم بن ثابتؓ کو حکم دیا کہ اس کی گردن ماردیں، پس اسے قتل کردیا گیا۔

ابوکبیر ہذلی کی نعت:

حضرت عائشہ صدیقہ زوجۂ رسولؐ فرماتی ہیں کہ میں سوت کات رہی تھی اور نبی کریمؐ جوتا گانٹھ رہے تھے۔

(ا) بن عثمان بن اھیب بن حذافۃ بن جمح۔ (سیرۃ ابن ہشام، ۳۱۶)

(ب) ابوداؤد، کتاب الادب، السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۳۹۹)

اسی دوران آپؐ کی پیشانی مبارک پر پسینہ آنے لگا اور اس پسینے سے ایسی نورانیت ظاہر ہونے لگی کہ میں حیران و ششدر رہ گئی۔ حضورؐ نے میری حیرانی دیکھی تو پوچھا۔ اے عائشہؓ! تمہیں کیا ہوا؟ تم اس قدر حیران و ششدر کیوں ہو؟ میں نے عرض کی یارسول اللہؐ! آپ کی پیشانی عرق آلود ہوگئی ہے، جس سے نورانیت پھوٹ رہی ہے اور تجلّیات پیدا ہو رہی ہیں۔ آج اگر ابوکبیر ہذلی آپ کو اس حال میں دیکھ لیتا تو اپنے ان اشعار کا مصداق آپ کو قرار دیتا۔

و متبـرا مـن كـل غيـر حيضة   وفسـاد مـرضـعة وداء مغيل

واذا نـظـرت الـىٰ اسـرة وجهـه   بـرقـت بـروق الـعارض المتهلل (۲۷۰)

ترجمہ: (ایسا پاک سرشت نبیؐ) جو حیض کے آخری ایام کے جماع، دودھ پلانے والی کے فساد، اور مدت رضاعت کی حاملہ عورت کی بیماری سے پاک تھا۔ جب تو اس نبیؐ کے رخ تاباں کی لکیریں دیکھے تو ایسی چمکتی ہیں جیسے بادل میں بجلی کوندتی ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ، یہ سن کر حضورؐ نے دست اقدس سے جوتا رکھا اور اٹھ کر میری چشمان کے درمیان بوسہ دیا اور فرمایا۔ ''اللہ تمہارا بھلا کرے اے عائشہ، مجھے یاد نہیں کہ مجھے کبھی ایسی خوشی ہوئی ہو، جیسے اس وقت تمہارے کلام سے ہوئی ہے۔''

"فوضع رسول اللہؐ ما كان فى يده و قام الى مقبل بين عينى وقال جزاك الله يا عائشه خيراً فما اذكرانى اسررت كسرورى بكلامك (۲۷۱)

ضرار بن الخطاب کے دفاعی نعتیہ اشعار:

ضرار بن الخطاب بن مرداس (محارب بن خیر کا بھائی) ہے۔ اس لئے غزوہ بدر کے موقع پر کفار کی شکست پر یہ اشعار کہے جس میں اس نے اپنی شکست اور مسلمانوں کی فتح کا سبب حضورؐ اور خلفائے اربعہ (حضرت ابوبکر، عمر و عثمان و علی اور حضرت حمزہؓ کو قرار دیا ہے۔ بحر طویل میں کہے گئے یہ پندرہ اشعار ابن ہشام نے نقل کئے ہیں (۲۷۲) چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

فـان تـظـفـروا فـى يـوم بـدر فانما   بـاحـمـد امسـى جـد كـم وهـو ظـاهـر

وبـالـنـفـر الاخيـار هم اوليائو ه   يحامون فى اللاواء والموت حاضر (۲۷۳)

ترجمہ: اگر تم نے بدر کے روز فتح پائی تو اس کا سبب بھی صرف یہی ہے تمہارا نصیب (ہم میں کے ایک فرد) احمد (ﷺ) کے ساتھ ہو گیا ہے اور یہ بات ظاہر ہے۔

اور ان منتخب لوگوں کے ساتھ ہو گیا ہے، جو اس (ﷺ) کے رشتے دار ہیں، لیکن آخر کار موت تو موجود ہے۔

مالک بن نمط کا رجز:

حضور نبی کریمؐ کی خدمت میں بنو ہمدان کا ایک وفد حاضر ہوا، اس میں مالک بن نمط بھی شامل تھے۔ ان لوگوں نے اپنے آنے کی غرض بیان کی پھر مالک بن نمط اور ایک ہمدانی شخص نے مل کر حضورؐ کے سامنے یہ رجز پڑھا۔

الیک جاوزن سواد الریف فی هبوات الصیف والخریف

مخطّاتٍ بجبال اللّیف (۲۷۴)

ترجمہ: ہم اپنے تر و تازہ اور شاداب علاقے چھوڑ کر صرف اور صرف آپؐ کے پاس ہی آئے ہیں۔ ہم نے تو موسم سرما و گرما کی ان ہواؤں کو بھی آپؐ کے لیے چھوڑ دیا ہے، جو طیف کے پہاڑوں میں سرسراتی ہیں۔

کعب بن زہیر (مشرک) کا نعتیہ شعر:

حضور کریمؐ جب طائف سے مدینہ واپس لوٹے تو بجیر بن زہیر بن سلمی نے اپنے بھائی کعب بن زہیر کو حضورؐ کی خدمت میں آ کر اسلام قبول کرنے دعوت دی اور صاف لکھ دیا کہ حضورؐ نے گستاخان رسول کو مکہ میں قتل کرادیا ہے اور جو تائب ہوئے انہیں امان دی ہے، اگر تم تائب نہیں ہوتے، تو تمہارے لیے دنیا میں کہیں جائے پناہ نہیں۔ کعب نے اس کے جواب میں اپنے بھائی بجیر کو بڑا سخت سست کہا اور دین اسلام قبول کرنے پر لعن طعن کی۔ اس موقع پر کعب بن زہیر نے اپنے بھائی کو، بحر طویل میں جوابی اشعار بھیجے، اس کے پانچ شعر ابن ہشام نے نقل کیے ہیں۔ (۲۷۵) ایک شعر میں اس نے حضورؐ کے ایک خاص وصف کا ذکر یوں کیا ہے۔

سقاک بها المامون کاساً روتة فانهلک المامون منها وعُلّکا (۲۷۶)

ترجمہ: محمد امینؐ نے تجھے اس دین (اسلام) کا پیالہ خوب سیراب کر کے پلایا ہے۔ (عمدہ تعلیم و تربیت کی ہے) پھر انہوں نے اس جام سے تجھے بار بار پلایا ہے۔

بجیر بن زہیرؓ نے جب کعب بن زہیر کا یہ شعر " سقاک البها المامون" حضور نبی کریمؐ کی بارگاہ اقدس میں پیش کیا تو آپؐ نے سن کر فرمایا۔ یہ بات اس نے سچ کہی ہے، حالاں کہ وہ خود بڑا جھوٹا ہے، میں تو واقعی مامون (امین) ہوں۔ (سیرت ابن ہشام، ص ۵۹۳)

" صدق و انه لکذوب انا المامون. " (۲۷۷)

ترجمہ: (کفار و مشرکین حضورؐ کو محمد امین، محمد مامون اور محمد مامور (من جانب اللہ) کہہ کر پکارتے تھے۔

معبد خزاعی کا دفاعی شعر:

معبد بن ابی معبد الخزاعی نے دوران شرک جب کہ ابھی انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا، آپؐ کے دفاع

میں جو اشعار کہے، اس میں انہوں نے کفار کو خصوصاً ابوسفیان کو حضورؐ سے مقابلہ کرنے پر ڈرایا۔ ابن ہشام نے بحر بسیط میں کہے گئے چھ اشعار نقل کئے ہیں۔ (۲۷۸) تین شعر ملاحظہ ہوں۔

فقلت ویل ابن حرب من لقائکم　　اذا تغطمطت البطحاء بالجیل

انی نذیر لاحل البسل ضاحیة　　لکل ذی اربة منهم و معقول

من جیش احمد لا وخش قنابله　　ولیس یوصف ما انذرت بالقیل (۲۷۹)

ترجمہ: (ا) میں نے کہا! ابن حرب (ابوسفیان) کا برا ہوگا کہ وہ لشکر اسلام (تم مسلمانوں سے) مقابلہ کرے۔ یہ میں نے اس وقت کہا تھا، جب بطحاء کی سرزمین ان گروہوں سے جوش میں تھی۔
(۲) میں قرابتوں کو بلکہ ہر صاحب وفراست اور ہوش مند وعقل آدمی کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے اس لشکر سے ڈراتا ہوں۔
(۳) محمدؐ کا لشکر عظیم، جو کہ حقیر وقصیر لوگوں کا لشکر نہیں ہے اور میں انہیں جس چیز سے ڈرا رہا ہوں، اسے صرف زبانی جمع خرچ نہ سمجھا جائے۔

نصاریٰ کی نعتیہ شاعری......جارود بن معلیٰ کی نعت:

نصرانیوں (عیسائیوں) نے حضورؐ کی بارگاہ بے کس پناہ میں نعوت کے تحفے پیش کئے ہیں اور زبانی و بیانی سے مرصع شاہ کار نعتیں کہی ہیں۔ علامہ حلبی لکھتے ہیں۔

ومنها و فد عبد القیس و فیهم الجارود کان نصرانیاً ای قد قرأ الکتب فقال ابیاتا. مخاطبا بها النبیؐ ومنها. (۲۸۰)

ترجمہ: جب وفد عبدالقیس رسول اللہؐ کے پاس آیا تو ان میں جارود بھی تھے جو نصرانی المذہب تھے اور انہوں نے ادیان کا بہت مطالعہ کیا ہوا تھا۔ انہوں نے حضورؐ کو خطاب کر کے چند شعر کہے۔

آپ مزید لکھتے ہیں۔ قیل کانوا ستة عشر فعرض علیهمؐ الاسلام فقال یا محمد انی کنت علی دین وانی تارک لدینک فتضمن لی ذنبی فقال النبی نعم انا ضامن لک (۲۸۱)

ترجمہ: اس وفد میں سولہ افراد تھے۔ رسول اللہؐ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا تو جارود نے عرض کی۔ اے محمدؐ میں بھی ایک مکمل دین کا پیروکار تھا، مگر اب میں آپ کا دین قبول کرنے کے لیے اپنا دین چھوڑتا ہوں۔ تو کیا آپؐ ہمارے گناہوں کی بخشش کی ضمانت لیتے ہیں تو آپؐ نے فرمایا۔ ہاں میں تمہارا اس معاملے میں ضامن ہوں۔"

ابن ہشام لکھتے ہیں: "الجارود، ابن بشر بن المعلی فی وقد عبد القیس، و کان نصرانیاً۔" (۲۸۲) حضورؐ نے جارود سے فرمایا۔" نعم انا ضامن ان قدهداک الله الیٰ ماهو خیر منه." (۲۸۳)

علامہ نبہانی لکھتے ہیں۔" جب حضور نے جارود کا کلام سنا تو انتہائی مسرت کا اظہار فرمایا۔ انہیں عزت بخشی اور فرمایا۔" اے جارود! تم نے اور تمہاری قوم نے اسلام لانے میں تاخیر سے کام لیا ہے۔" یہ ایک طویل کلام ہے جسے علامہ نبہانی نے نقل کیا ہے۔ جس میں آخر میں جارود نے کہا۔" آپؐ اپنا دست مبارک آگے

بڑھایئے (تاکہ میں بیعت کروں)" (۲۸۴)

اسلام قبول کرنے سے قبل جارود بن بشر بن معلّٰی نے جو اشعار کہے، علامہ نبہانی نے اس کے پانچ شعر اپنی حجۃ میں نقل کئے ہیں۔(۲۸۵) صاحب بدایۃ والنھایۃ نے اس کے نو شعر درج کئے ہیں۔(۲۸۶) جارود نے یہ اشعار مدینہ میں مسجد نبوی کے اندر روبروئے سرکار رسالت مآبؐ دست بستہ کھڑے ہو کر عرض کئے۔

یا نبی الھدیٰ اتتک رجال   قطعت فدفدا و آلا فآلا

وطوت نحوک الصحاصح طرا   لاتخال الکلال فیک کلالا

کل دھماء یقصر الطرف عنھا   ارقلتھا قلاصنا ارقالا

وطوتھا الجیاد تجمع منھا   بکماۃٍ کانجم تلالا

تبتغی دفع یوم بوس عبوس   اوجل القلب ذکرہ ثم ھالا (۲۸۷)

ترجمہ:(۱) اے صاحب ہدایت پیغمبر! آپ کی خدمت میں کچھ لوگ صحرا، جنگل اور سراب در سراب طے کر کے آئے ہیں۔
(۲) انہوں نے تیزی کے ساتھ آپ کی طرف آتے ہوئے چٹیل میدان اور ویرانے عبور کئے ہیں اور اس مقدس سفر میں تھکاوٹ کو تھکاوٹ نہیں جانتے۔
(۳) ہر جانور نے تھکن کے باعث ان صحراؤں سے نگاہ پست کر لی ہے۔ ... ہماری سواریوں نے ان صحراؤں کو برق رفتاری سے عبور کیا ہے۔
(۴) ان صحراؤں کو عمدہ سواریوں نے ستاروں کی مانند روشن مسلح بہادروں کو طے کیا ہے۔
(۵) وہ لوگ بڑے خوف ناک دن کے عذاب سے نجات چاہتے ہیں، جس نے دلوں کو مضطرب اور ہول ناک بنا رکھا ہے۔

یہ تین اشعار بھی اسی سے منسلک ہیں۔

نحو نور من الالہ و برھان   وبر ونعمۃ ان تنالا

خصک اللہ یا ابن آمنۃ الخیر   اذ انت سجالا سجالا

فاجعل الحظ منک یا حجۃ اللہ   جزیلا لا حظ خلف اجالا (۲۸۸)

ترجمہ:(۱) تاکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور، دلیل، نیکی اور نعمت کو حاصل کیا جائے۔
(۲) اے آمنہ بی بی کے بیٹے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاص کیا ہے اور آپؐ خیر (بھلائی و نیکی کی دعوت) دینے والے ہیں۔
(۳) اے اللہ تعالیٰ کی حجت! آپؐ مجھے بہت زیادہ دیجئے، ایسا عطا کرتا کہ جس میں وعدہ خلافی نہ ہو۔

فروہ بن مسیک کا شعر نعت:

فروہ ابن مسیک المرادی نصرانی تھے اور شاہ کندہ کے دربار سے وابستہ تھے۔ جب وہ اس کا در چھوڑ کر دربار رسالت مآب سے وابستہ ہونے نکلے تو آپ نے حالت شرک میں یہ شعر نعت کہے۔ بحر کامل میں کہے گئے دو شعر

نعت ملاحظہ ہوں۔

یما رأیت ملوک کندة اعرضت　　کاالرجل خان الرجل عرق نسائها

ترجمہ: میں نے جب دیکھا کہ ملوک کندہ کی رگوں نے اسی طرح اعراض کرلیا ہے جس طرح ایک آدمی دوسرے آدمی کی خیانت کرتا ہے۔

قرب راحلتی اوم محمداً　　ارجو فواضلها و حسن ترائها (۲۸۹)

ترجمہ: تو میں نے اپنی اونٹنی کو محمدؐ کے پاس جانے کے قصد سے چلا دیا، میں ان کے احسانات اور بہترین عطیات کی امید کرتا ہوں۔

ورقہ بن نوفل کا نعتیہ قصیدہ:

ورقہ بن نوفل مکہ کے نصرانی تھے۔صاحب سیرۃ علامہ دحلان نے ورقہ بن نوفل کا ایک قصیدہ نقل کیا ہے جو بارہ اشعار پر مشتمل ہے۔اس میں نعت کے شعر ملاحظہ ہوں۔

فاخبار صدق خبرت عن محمد　　بخبرها عنه اذا غاب ناصح

یخبرنا عن کل خیر بعلمه　　وللحق ابواب لهن مفاتح

بانی ابن عبدالله احمد مرسل　　الیٰ کل من ضمت علیه الا باطح

وظنی به ان سوف یبعث صادقا　　کا بعث العبد ان هودو صالح (۲۹۰)

صاحب ہدایہ نے آپ کی ایک نعت کے سات شعر نقل کئے ہیں۔اس کے دو شعر ملاحظہ ہوں۔

فان یک حقایا خدیجه فا علمی　　حدیثک ایانا فاحمد مرسل

وجبریل یاتیه ومیکال معهما　　من الله وحی یشرح الصدر منزل

(۲۹۱)

غیر مسلم خواتین کی نعت گوئی (مکی)

حلیمہ سعدیہ کی پُر کیف لوری بزبان نعت:

حلیمہ بنت ابوذویب، لقب ام کشہ تھا۔یہ قبیلہ بنی ہوازن سے تھیں یعنی بنی سعد ابن بکر ابن ہوازن کی اولاد میں سے تھیں۔حلیمہ کے شوہر کا نام حضرت ابن عبدالعزیٰ تھا۔علامہ سیوطی لکھتے ہیں۔

قال ابن الطراح رایت فی کتاب الترقیص لابی عبدالله محمد بن المعلی الازدی ان من شعر حلیمة مما کانت ترقص به النبیؐ.

ترجمہ: ابن طراح کہتے ہیں کہ میں نے ابوعبداللہ محمد بن معلیٰ ازدی کی کتاب ''الترقیص'' میں دیکھا ہے کہ حلیمہ سعدیہ کا وہ

شعر جس کو گنگنا کر وہ حضورؐ کو بہلایا کرتی تھیں، یہ ہے۔

یـارب اذا اعـطیتـه فـابقـه　　واعـلـه الـیٰ الـعـلا وارقـه

واد حض ابا طیل العدی بحقه (۲۹۲)

ترجمہ: ''یعنی اے پروردگار کائنات! جب تو نے مجھ کو اپنی عظیم نعمت (حضورؐ جیسا بچہ) عطا فرمادیا ہے تو (براہ کرم) اس عطیہ کو دوام و بقا (حیات جاوداں) عطا فرما اور (آپؐ کے درجات و مقامات اعلیٰ میں مزید) ترقی عطا فرما کر بلندیوں کی انتہائی منزل پر فائز کردے اور دشمنوں کے درد (سازش اور معاندانہ رویہ)، تمام باطل منصوبوں کو، آپؐ کی سچائی، راست بازی اور حق کی تائید سے بے اثر، لایعنی و بے معنی اور باطل بنادے۔

جب حلیمہ سعدیہ، حضورؐ کو لے کر واپس مکہ آرہی تھیں، تو آپ نے یہ نعتیہ رجز پڑھے۔

لاهـم رب الـراکـب الـمسـافـر　　مهـاجـراً قـلـب بـخيـر طـائـر

و احـفـظـه لـی مـن اعین الـسـواحـر　　وعـيـن كـل حـاسـد و فـاجـر

وحية تـرصـد بـالـهـواجـر　　حـتـی تـو دیـه عـلـی الابـاعـر

مکرما زین فی المعاشر (۲۹۳)

شیما بنت حلیمہ سعدیہ کے اشعار نعت:

علامہ حلبی کہتے ہیں۔

عن حـلـيـمـة انهـا كـانـت بعد رجوعها بهٖ من مكة لا تدعه ان يذهب مكانا بعيدا ای عنها فـغـفـلـت عـنـهُ يوما فی ظهيرة فخرجت تطلبه فوجدته مع اخته ای من الرضاعة وهی الشيماء و كانت تحضنه مع امهاای ولذلک تدعی ام النبی ايضاً، ای و كانت ترقصه يقولها. (۲۹۴)

ترجمہ: حلیمہ سعدیہ بیان کرتی ہیں: وہ مکے سے آنحضرتؐ کو (حضرت آمنہؓ سے اجازت لے کر) جب دوبارہ اپنی بستی میں آئیں تو کبھی آنحضرتؐ کو تنہا کہیں دور نہیں جانے دیتی تھیں، مگر ایک روز دوپہر کے وقت وہ آپؐ سے غافل ہوگئیں (اور آپؐ کے ساتھ نہیں جاسکیں، جب خیال آیا اور آپؐ انہیں نہیں ملے) تو وہ آپ کی تلاش میں نکلیں، آخر ایک جگہ انہوں نے آپ کو شیما کے ساتھ دیکھا (جو آنحضرتؐ کی دودھ شریک بہن تھیں) اور جو اپنی والدہ حلیمہ کے ساتھ ساتھ خود بھی آنحضرتؐ کی پرورش میں حصہ لیتی تھیں، اسی وجہ سے ان کو بھی ام النبیؐ ''آپ کی ماں'' کہا جاتا ہے۔ وہ اکثر آپؐ کو کھلاتے ہوئے اچھل اچھل کر، جھوم جھوم کر، یہ شعر پڑھا کرتی تھیں۔

هـذا اخ لـی لـم تـلـده امـی　　ولـيـس مـن نـسـل ابـی وعـمـی

فـديتـه مـن فـحـول مـعـم　　فـانـمـه الـلّٰهـم فيمن تنمی (۲۹۵)

ترجمہ: ''یہ میرے ایسے بھائی ہیں جن کو میری ماں نے نہیں جنا اور نہ ہی یہ میرے باپ یا چچا کی اولاد میں سے ہیں (یعنی خون کا کوئی رشتہ نہیں ہے)، مگر میں اپنے ماموں، چچا کے تمام رشتے اس پر قربان کرتی ہوں۔ پس اے اللہ! تو ان کو نشو و نما دے اور انہیں پروان چڑھا، ان لوگوں کے درمیان جنہیں بڑھاتا ہے۔''

جناب شیما جن کا نام خذامہ بنت حارث تھا، حضورؐ سے بہت محبت رکھتی تھیں اور آپؐ کے ساتھ ماؤں جیسا سلوک کرتی تھیں۔ آپ ان اشعار کے علاوہ یہ اشعار بھی بطور لوری پڑھا کرتی تھیں۔

یا ربنا ابقی لنا محمداً　　حتی نراہ عافیاً و امردا

ثمہ نراہ سیداً مسوداً　　و اکبت اعادیہ معاً والحسدا

واعطہ عزاً یدوم ابدا(۲۹۶)

ترجمہ:(۱) اے ہمارے رب! محمد (ﷺ) کو ہمارے لیے عمر دراز دے، یہاں تک کہ ہم آپ کو بھرپور جوانی اور عالم شباب میں دیکھ لیں۔

(۲) پھر ہم آپ کو سردار و مطاع دیکھیں اور آپؐ کے دشمنوں اور حاسدوں کو ذلیل و رسوا فرما۔

(۳) اور آپ کو لافانی عزت و عظمت عطا فرما۔(۱)

اس نعت کے بارے میں علامہ زینی دحلان لکھتے ہیں: "وما کانت ترقصہ بہ اختہ الشیماء"۔(۲۹۷) جب کہ علامہ نبہانی لکھتے ہیں: "وما کانت ترقصہ بہ" (۲۹۸)۔

جناب شیماء کی کہی گئی اس نعت میں جس دلی کیفیات کا اظہار کیا گیا ہے، یہ کسی بہن کے اپنے بھائی کے لئے دنیا کے سب سے پاکیزہ خیالات ہیں اور دنیا کا کوئی ادب اس کی کوئی دوسری نظیر پیش نہیں کرسکتا۔ شیماء کے یہ الفاظ ان کے قلبی جذبات کے آئینہ دار ہیں۔ جذبات ومحبت کا ایک چشمہ ہے جو پھوٹا پڑتا ہے۔ اتنی چھوٹی عمر میں کسی بچی نے آپؐ کے لیے ایسی دعا نہیں کی، جیسی شیماء نے اپنے بچپن میں، آپؐ کے بچپن کے لیے کی۔ جناب شیماء آپ کی نعت پڑھنے والی تیسری خاتون ہیں، جب کہ جناب حلیمہؓ دوسری اور جناب آمنہؓ اول۔

قُتیلہ بنت النضر بن حارث کے نعتیہ اشعار:

دشمن اسلام، دشمن رسول ﷺ، النضر بن الحارث (بن کلدہ بن علقمہ بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصی کی حالت یہ تھی کہ جب رسول اللہ ﷺ کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے اور دعوت دین اسلام و ایمان من جانب اللہ دیتے، تلاوتِ قرآن فرماتے اور وعظ و بیان، پند و نصائح میں لوگوں کو راہ ہدایت، طریق مستقیم پر آنے کی تلقین کرتے اور جب آپ ﷺ اس مقام سے اٹھ کر تشریف لے جاتے تو یہ نامعقول و ناہنجار شخص آ کر، آپ ﷺ کی جگہ پر بیٹھ جاتا اور لوگوں کے سامنے رستم و سہراب، اسفندیار اور شاہان فارسی کے حالات و واقعات بیان شروع کر دیتا اور کہتا کہ "واللہ! محمد (ﷺ) مجھ سے بہتر بیان کرنے والا نہیں اور اس کی باتیں تو صرف پرانے قصے ہیں، اس نے بھی ان قصوں کو ویسا ہی لکھ لیا ہے، جس طرح میں نے لکھ لیا ہے۔" علامہ سید زینی دحلان لکھتے ہیں"

(۱)۔ جناب شیما (خذامہ) کی یہ دعائیہ نعت لفظ بہ لفظ پوری ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس حسین دعا کو شرف قبولیت سے نوازا۔

و کان من اشد الناس عداوة للنبی ﷺ و کان یقول فی القرآن انه اساطیر الاولین و یقول لو شئنا لقلنا قتل هذا و غیر ذالک من الاقاویل. (۲۹۹) سیرت حلبیہ میں ہے "فقال له رسول الله ﷺ انه کان یقول فی کتاب الله ما یقول" (۳۰۰) علامہ ابن اثیر الجزری لکھتے ہیں۔ "لان کان شدیداً علی رسول الله ﷺ والمسلین" (۳۰۱) اللہ رب ذوالجلال نے اس بدطینت شخص کے رد میں کئی آیات کریمہ نازل فرمائیں۔ قتیلہ اسی باپ کی بیٹی تھی۔

جب گستاخ و دریدہ دہن نضر جنگ بدر کے موقع پر اسیر ہو کر آیا تو آپ ﷺ نے اس کی گردن مارنے کا حکم فرمایا۔ حضرت علیؓ نے اسے قتل کر دیا۔ "اجمع اهل المعازی و السیر علی انه قتل یوم بدر کافراً و انما قتله." (۳۰۲) ایک مقام پر آپ لکھتے ہیں۔ "فان النضر اسر یوم بدر و قتل کافراً علی ابن ابی طالب امره رسول الله ﷺ بذالک" (۳۰۳)

قتیلہ بیٹی تھی یا بہن، اس بارے میں علمائے تاریخ و سیر کی آراء مختلف ہیں۔ قتیلہ نے یہ اشعار حالت شرک میں کہے تھے۔ بعد ازاں وہ اسلام لائیں اور صحابیات میں آپ کا شمار ہوا۔ آپ بہت عمدہ شاعرہ تھیں۔

ابن اسحٰق نے کہا۔ قتیلة بنت الحارث اخت نضر بن الحارث (۳۰۴) ایک مقام پر لکھتے ہیں۔ قتیلة بنت الحارث تبکی اخاها النضر بن الحارث. (۳۰۵) آپ نے اس کے بحر کامل میں کہے گئے دس شعر نقل کیے ہیں۔ (۳۰۶)

صاحب بدایہ والنہایہ کہتے ہیں۔ قبیله بنت الحارث اخت النضر بن الحارث فی مقتل اخیها. (۳۰۷) آپ نے اس کے کہے ہوئے دس شعر نقل کیے ہیں۔ (۳۰۸) صاحب استیعاب نے اسے نضر کی بیٹی لکھا ہے۔ قبیله بنت نضر بن الحارث (۳۰۹) صاحب اصابہ نے بھی اس بات کا اعادہ کیا ہے۔ (۳۱۰)۔ صاحب استیعاب لکھتے ہیں۔ قال ابو عمر قتل رسول اللهؐ اباها یوم بدر (۳۱۱) صاحب صاحب عیون الاثر لکھتے ہیں۔ وقالت قتیله بنت الحارث اخت النضر بن الحارث (۳۱۲) آپ نے بھی اس کے دس اشعار نقل کیے ہیں۔ (۳۱۳) صاحب استیعاب نے قتیلہ کو عمدہ شاعرہ لکھا ہے۔ "و کانت شاعرة محسنة" (۳۱۴) اس نے اپنے باپ کے قتل پر بڑا بلیغ و اثیر مرثیہ کہا، جس میں اس نے حضور نبی کریم ﷺ کو خطاب فرمایا ہے اور آپؐ سے رحم کی درخواست کی ہے۔ علامہ نبہانی لکھتے ہیں۔ فقالت اخته قتیله بنت الحارث ترثیه" (۳۱۵) آپ نے اس مرثیہ کے نو شعر نقل کیے ہیں۔ (۳۱۶) صاحب استیعاب لکھتے ہیں۔ "ولما انصرف رسول اللهؐ من بدر کتبت له قتیله ابنة النضر بن الحارث فی ابیها و ذلک قبل اسلامها" (۳۱۷) صاحب اصابہ لکھتے ہیں۔ قالت الابیات القافیه فی رسول اللهؐ

لماقتل اباها النضر بن الحارث یوم بدر" (۳۱۸) صاحب اسد الغابہ نے علامہ واقدی کے حوالے سے اس بات کو نقل کیا ہے۔(۳۱۹) صاحب اسد الغابہ(۱) لکھتے ہیں۔ ولما قتل قالت اخته وقتل ابنة قتیله ابیاتاً. (۳۲۰)

جنگ بدر کے موقع پر جب النضر بن حارث کو قتل کر دیا گیا تو اس کی بیٹی نے بحر کامل میں شکوہ سے پُر، پر شکوہ اشعار کہے۔

أمحمد یا خیر ضمن ء کریمة ۔۔۔ فی قومها الفحل فحل معرق

ماکان ضرّک لومننت وربما ۔۔۔ من الفتیٰ وهو المغیظ المحنق

او کنت قابل فدیة فلینفقن ۔۔۔ یاعزمایغلو به ما ینفق

فالنضر اقرب من اسرت قرابة ۔۔۔ و احقهم ان کان عنق یعتق(۳۲۱)

ترجمہ:(۱) اے محمدؐ! اے اپنی قوم کے شریف عورت کی بہترین اولاد! بلاشبہ شریف تو نسل کے لحاظ سے شریف ہی ہوتا ہے۔ اور بے شک آپؐ بڑے بہادر اور تنومند مرد ہیں۔

(۲) آپ کا کیا نقصان ہوتا، اگر آپؐ احسان کرتے اور اسے چھوڑ دیتے، جو آپ کا دشمن تھا۔ کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک کینہ پرور غصے میں بھرے ہوئے جوان مرد نے احسان کیا ہے۔

(۳) یا آپ فدیہ قبول کر لیتے تو مصارف زیادہ سے زیادہ دشوار ترین ہوتے، وہ ہماری جانب سے ضرور خرچ کئے جاتے۔

(۴) کیوں کہ آپؐ نے جن لوگوں کو اسیر کیا، ان سب میں النضر تو قریب ترین قرابت والا تھا اور اس بات کا زیادہ حقدار تھا کہ اگر (کسی کو) آزادی دی جاتی تو وہ (پہلے) آزاد ہو جاتا۔

ابن ہشام نے کہا۔ بعض لوگوں نے کہا کہ جب حضورﷺ کو اس شعر کی خبر پہنچی تو آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ "لو بلغنی هذا قبل قتله لمننت علیه (۳۲۲) صاحب اسد الغابہ لکھتے ہیں کہ حضورﷺ نے حضرت ابوبکر سے فرمایا۔ " یا ابابکر! لوسمعت شعرها لم اقتل اباها (۳۲۳) صاحب استیعاب نے بھی اسے نقل کیا ہے۔ (۳۲۴) صاحب اصابہ نے اسے بروایت زبیر بن بکار نقل کیا ہے۔(۳۲۵) اس قول کو باالفاظ تغیر بحوالہ ابن ہشام، امام نبہانی نے بھی نقل کیا ہے۔((۳۲۶) صاحب اصابہ نے عبداللہ بن ادریس کا یہ قول بھی نقل کیا ہے۔ وقال لو بلغنی شعر ما قبل ان اقتله ما قبله " (۳۲۷) صاحب استیعاب لکھتے ہیں۔ " لو بلغنی شعر ها قبل ان اقتله لعفوت عنه " (۳۲۸) عبداللہ بن ادریس نے ابوزبیر کے حوالے سے کہا کہ جب حضورﷺ نے یہ شعر سنے آپ کی چشم کرم سے آنسو جاری ہو گئے۔ وقال فرق رسول اللهﷺ لها حتی دمعت عیناه" (۳۲۹) علامہ سید زینی دحلان لکھتے ہیں۔ جس وقت آپ نے یہ اشعار سنے تو آپؐ رو دیئے اور آپؐ نے فرمایا۔ اگر یہ اشعار مجھ تک نضر سے قتل سے پہلے پہنچ جاتے تو میں اسے معاف کر دیتا۔ حین

(۱) قتیلہ بنت النضر بن الحارث بن علقمہ بن کلاہ بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی القرشیہ العبدایہ (اسدالغابہ المجلد السابع ص ۲۳۵)

سمع ذلک ﷺ بکی وقالوا لوبلغنی هذا الشعر قبل قتله لمننت علیه (۳۳۰) صاحب اصابہ لکھتے ہیں کہ آپؐ اس شعر کو سننے کے بعد اس قدر روئے کہ آپ کی ریش مبارک تر ہوگئی۔ ذلک بکی حتی احتضلت لحیته." (۳۳۱) سیرت حلبیہ میں ہے۔ وحین سمع ذلک رسول الله ﷺ حتی افضل ای بل لحیته وقال لو بلغنی هذا الشعر قبل قتله لمننت علیه ای لقبول شفاعتها عندی بهذا الشعر. (۳۳۲)

آپ کا یہ فرمان کہ میں اس شعر کے حق میں اس کی شفاعت قبول فرماتا اور اسے معاف کر دیتا، آپؐ کے رؤف و رحیم ہونے کی اعلیٰ دلیل ہے۔ علامہ واقدی کہتے ہیں کہ قتیلہ یوم الفتح کے موقع پر ایمان لائی۔ "اسلمت قتیلة یو م الفتح" (۳۳۳) صاحب اصابہ کہتے ہیں۔ ولم ار التصریح با سلامها لکن ان کانت عاشت الی الفتح فی من جملة الصابیات." (۳۳۴) علامہ زینی دحلان لکھتے ہیں۔ ولما ضربت عنق النضر و بلغ الخبر اخته قتیله وقیل انما هی رثته ثم اسلمت و تلک الابیات تقول فیها." (۳۳۵)

حواشی

۱۔ اسد الغابہ. المجلد الثانی، ص ۲
۲۔ الاستیعاب. المجلد الثانی، ص ۴۰۰. الاصابہ. المجلد الاول، ص ۳۷۱. اسد الغابہ. المجلد الثانی، ص ۲
۳۔ اسد الغابہ. المجلد الثانی، ص ۲
۴۔ حوالۂ مذکور. الاستیعاب. المجلد الثانی، ص ۴۰۰
۵۔ الاستیعاب. المجلدالثانی، ص ۳۷۲
۶۔ اسد الغابہ. المجلد الثانی ص ۲. الاستیعاب ، المجلد الثانی، ص ۴۰۰، ۴۰۱
۷۔ حوالۂ مذکور. الاستیعاب، المجلدالثانی، ص ۴۰۱
۸۔ حوالۂ مذکور ایضاً
۹۔ حوالۂ مذکور. ایضاً
۱۰۔ حوالۂ مذکور، ص ۷.حوالۂ مذکور، ص ۴۰۳. الاصابہ. المجلد الاول، ص ۳۷۱
۱۱۔ حوالۂ مذکور. ایضا
۱۲۔ الاستیعاب، المجلد الثانی، ص ۴۰۳
۱۳۔ حوالہ ٔمذکور
۱۴۔ حوالۂ مذکور. الاسد الغابہ. المجلد الثانی، ص ۷
۱۵۔ اسد الغابہ. المجلد الثانی، ص ۹
۱۶۔ حوالۂ مذکور
۱۷۔ حوالۂ مذکور، ص ۸. الاستیعاب. المجلد الثانی، ص ۴۰۱اور۴۰۴۔آپ نے پہلامصرع باالفاظ تغیریوں درج کیا ہے۔ "فان ابی ووالدتی و عرضی"
۱۸۔ الاستیعاب. المجلدالثانی ص ۴۰۳
۱۹۔ حوالۂ مذکور. اسد الغابہ. المجلد الثانی، ص ۸
۲۰۔ اسد الغابہ. المجلد الثانی، ص ۸
۲۱۔ الاستیعاب. المجلد الاول، ص ۴۰۳
۲۲۔ حوالۂ مذکور، ص ۴۰۴
۲۳۔ حوالۂ مذکور
۲۴۔ شرح . دیوان حسان بن ثابت الانصاری للبرقوتی، ص ۶۲. حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ، ص ۴۱
۲۵۔ حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۴۲
۲۶۔ حوالۂ مذکور
۲۷۔ شرح دیوان حسان للبرقوتی، ص ۲۶
۲۸۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۴۳، ۱۴۴. حجۃ اللہ علی العالمین. ص ۳۳۶ دو شعر با الفاظ تغیر. البدایۃ و النهایۃ. الجزء الاول، ص ۴۵۰

۲۹۔ شرح دیوان حسان للبرقوتی. ص ۱۳۶، ۱۳۷ نوشعر. السیرة النبویة لابن هشام، ص ۳۵۶ سات شعر. البدایة و النهایة. الجزء الاول، ص ۵۱۵ سات شعر

۳۰۔ السیرة النبویة لابن هشام، ص ۴۸۱. علامہ برقوتی نے یہ اشعار دو الگ الگ مقامات پر نقل کئے ہیں۔ پہلا شعر ص ۲۷۹ پر اور دوسرا شعر ص ۲۵۰ پر ہے۔

۳۱۔ السیرة النبویة لابن هشام، ص ۴۸۹.

۳۲۔ الاستیعاب. المجلد الثانی، ص ۴۰۰. اسد الغابه. المجلد الثانی، ص ۶. شرح دیوان حسان للبرقوتی، ص ۱۵

۳۳۔ شرح دیوان حسان للبرقوتی، ص ۱۳۴، ۱۳۵

۳۴۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۷۵، ۳۷۶

۳۵۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۷۵، ۳۷۶

۳۶۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۷۶

۳۷۔ الاصابه. المجلد الثانی، ص ۱۰۴۴

۳۸۔ الاستیعاب. المجلد الثالث، ص ۳۴

۳۹۔ الاصابه. المجلد الثانی، ص ۱۰۴۴

۴۰۔ حوالۂ مذکور

۴۱۔ حوالۂ مذکور

۴۲۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۰۴۵

۴۳۔ پارہ ۱۹، سورۃ الشعراء، آیت ۲۲۷

۴۴۔ الاصابه، المجلد الثانی، ص ۱۰۴۵

۴۵۔ حوالۂ مذکور ص ۱۰۴۶

۴۶۔ اسد الغابه. المجلد الرابع، ص ۴۱۴. حجة الله علی العالمین. ص ۳۳۶ با الفاظ تغیر۔ دو شعر یہ اشعار آپ نے حضورؐ کے علم غیب پر غالب ہونے کے حوالے سے لکھا ہے۔ المجموعة النبهانیه، الجزء الاول، ص ۶۶ بحوالہ اسد الغابہ لیکن آپ نے پہلے شعر کا مصرع ثانی یوں درج کیا ہے۔ " اذا نشق معروف من الفجر ساطع."

۴۷۔ السیرة النبویة لابن هشام، ص ۵۳۱ ان اشعار کو بتغیر الفاظ و اشعار آپ نے ایک اور مقام پر بھی نقل کیا ہے۔ اسد الغابه. المجلد الثالث، ص ۲۳۶ با الفاظ تغیر

۴۸۔ الاستیعاب. المجلد الثالث، ص ۳۵

۴۹۔ السیرة النبویه لابن هشام، ص ۵۳۱. اسد الغابه. المجلد الثالث، ص ۲۳۶. السیرة النبویة والآثار المحمدیة. الجزء الاول، باب مغازیة (ثم سریة موته) ص ۲۲۴، ۲۲۵

۵۰۔ السیرة النبویة لابن هشام، ص ۴۵۱ چھ اشعار

۵۱۔ حوالۂ مذکور

۵۲۔ المجموعة النبهانیه. الجزء الاول، ص ۶۲. حجة الله علی العالمین، ص ۵۹، ۴۸ باالفاظ تغیر۔ ارمغان نعت. ص ۳۷

۵۳۔ الرشید (ماہنامہ نعت نمبر) حصہ اول، ص ۱۰۷ بحواله الباغة الواضعه، ص ۲۶۷

۵۴۔ اسد الغابہ. المجلد الرابع، ص ۳۴۹، ۳۵۰. الاصابہ. المجلد الثالث، ص ۱۶۸۸. الاستیعاب. المجلد الثالث، ص ۳۷۳ تینوں نے تین تین شعر نقل کئے ہیں

۵۵۔ حوالۂ مذکور

۵۶۔ المدائح النبویة. محمد زکی عبد السلام مبارک، ص ۲۰، ۲۱ پانچ شعر

۵۷۔ اسد الغابہ المجلد الرابع، ص ۳۴۹، ۳۵۰. الاصابہ. المجلد الثالث، ص ۱۶۸۸. الاستیعاب. المجلد الثالث، ص ۳۷۳

۵۸۔ شعراء الرسول، ص ۳۵۸

۵۹۔ مشکوٰة النعت، ص ۴۴۰ تا ۴۴۲

۶۰۔ پارہ ۳۰، سورۃ الم نشرح، آیت ۴

۶۱۔ اسد الغابہ. المجلد الرابع، ص ۳۵۰

۶۲۔ السیرة النبویة لابن ہشام، ص ۵۹۴ تا ۵۹۶. البدایة و النہایة، الجزء الاول، ص ۶۸۹

۶۳۔ حوالۂ مذکور، ص ۵۹۵

۶۴۔ الاصابہ، المجلد الثالث، ص ۱۶۸۸، ۱۶۸۹

۶۵۔ اسد الغابہ. المجلد الرابع، ص ۳۵۰

۶۶۔ المجموعة النبہانیہ، ص ۶۰

۶۷۔ جمہرة اشعار عرب، ص ۲۳۶ تا ۲۴۰

۶۸۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۳۸. البدایة والنہایة. الجزء الاول، ص ۶۸۹

۶۹۔ اسد الغابہ. المجلد الرابع، ص ۳۶۱. الاستیعاب. المجلد الثالث ص ۳۸۱

۷۰۔ حوالۂ مذکور

۷۱۔ حوالۂ مذکور. الاستیعاب، المجلد الثالث، ص ۳۸۲

۷۲۔ الاستیعاب. المجلد الثالث، ص ۳۸۲

۷۳۔ حوالۂ مذکور. اسد الغابہ. المجلد الرابع، ص ۳۶۱

۷۴۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۷۵۔ السیرة النبویة لابن ہشام، ص ۳۵۸، ۳۵۹

۷۶۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۵۹

۷۷۔ حوالۂ مذکور ، ص ۴۲۷

۷۸۔ حوالۂ مذکور، ص ۴۶۷

۷۹۔ حوالۂ مذکور

۸۰۔ حوالۂ مذکور، ص ۵۸۱، ۵۸۲

۸۱۔ حوالۂ مذکور، ص ۵۸۲

۸۲۔ پارہ ۸، سورۃ الاعراف، آیت ۶۱

۸۳۔ حوالۂ مذکور، آیت ۶۷

۸۴۔ پارہ ۲۹، سورۃ القمر، آیت ۲

۸۵۔ پارہ ۲۷، سورۃ النجم، آیت ۲۹

۸۶۔ پارہ ۲۳، سورۃ یٰس، آیت ۲۹
۸۷۔ پارہ ۳۰،سورۃ اللّھب، آیت ۱
۸۸۔ پارہ ۳۰، سورۃ الکوثر، آیت ۳
۸۹۔ حوالۂ مذکور، آیت ۱
۹۰۔ پارہ ۲۹، سورۃ الحاقۃ، آیت ۴۱
۹۱۔ حوالۂ مذکور، آیت ۴۲
۹۲۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۱۹۱ بحوالہ تاریخ الاسلام للذھبی، ص ۲۳۵
۹۳۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۲۳
۹۴۔ حوالۂ مذکور
۹۵۔ حوالۂ مذکور. المجموعۃ النبھانیۃ الجز الاول، ص ۵۳. البدایۃ و النھایۃ، الجزء الاول، کتاب سیرۃ رسول اللّٰہؐ، ص ۳۲۱
۹۶۔ السیرۃ الحلبیۃ، الجزء الاول، باب نسبہ الشریف، ص ۲۸
۹۷۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۱۲۵ تا ۱۲۸
۹۸۔ السیرۃ النبویۃ لآثار المحمدیۃ. الجزء الاول، ص ۸۲
۹۹۔ البدایۃ و النھایۃ. الجزء الاول، ص ۳۸۸، ۳۸۹
۱۰۰۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۱۲۵
۱۰۱۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۲۵ تا ۱۲۷
۱۰۲۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۶۳
۱۰۳۔ البدایۃوالنھایۃ، الجزء الاول، ص ۳۰۳
۱۰۴۔ الاستیعاب، المجلد الرابع، ص ۲۶۱
۱۰۵۔ حوالۂ مذکور
۱۰۶۔ السیرۃ البنویۃ لابن ہشام، ص ۳۴۱، ۳۴۲
۱۰۷۔ حوالۂ مذکور
۱۰۸۔ شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاریؓ للبرقوتی، ص ۳۲۹
۱۰۹۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۳۰۶. شرح دیوان حسان للبرقوتی، ص ۴۲، ۴۳ باالفاظ تغیر. شعراء الرسولؐ (فی ضوء الواقع والقریض) ص ۱۸۵، ۱۸۶
۱۱۰۔ السیرۃ البنویۃ لابن ہشام، ص ۳۱۸. شعراء الرسول، ص ۱۸۶
۱۱۱۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۵۴
۱۱۲۔ حوالۂ مذکور ایضاً. شرح دیوان حسان للبرقوتی، ص ۴۴۱، ۴۴۲
۱۱۳۔ پارہ ۳۰، سورۃ اللھب، آیت ۱
۱۱۴۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۳۸۷. شرح دیوان حسان للبرقوتی، ص ۳۴۸
۱۱۵۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۸۹. ایضاً ص ۳۹۶ بالفاظ تغیر
۱۱۶۔ حوالۂ مذکور
۱۱۷۔ حوالۂ مذکور، ص ۴۱۳

۱۱۸۔ حوالۂ مذکور ایضاً۔ شرح دیوان حسان، ص ۳۸۵
۱۱۹۔ حوالہ مذکور، ص ۶۱۶، ۶۱۵۔ شرح دیوان حسان، ص ۳۶۰ با الفاظ تغیر
۱۲۰۔ حوالہ مذکو، ص ۶۱۶
۱۲۱۔ حوالۂ مذکور، ص ۶۱۸
۱۲۲۔ حوالۂ مذکور، ص ۶۱۹
۱۲۳۔ حوالۂ مذکور ایضاً۔ شرح دیوان حسان، ص ۳۱۴
۱۲۴۔ حوالۂ مذکور، ص ۴۸۹۔ ایضاً ص ۳۸۱
۱۲۵۔ حوالۂ مذکور
۱۲۶۔ حوالۂ مذکور، ص ۴۷۴
۱۲۷۔ حوالۂ مذکور، ص ۴۷۴،۴۷۵۔ شرح دیوان حسان، ص ۶۸، ۶۹
۱۲۸۔ حوالۂ مذکور، ص ۴۷۵
۱۲۹۔ حوالۂ مذکور، ص ۶۱۷، ۶۱۸
۱۳۰۔ حوالۂ مذکور، ص ۶۱۸
۱۳۱۔ حوالۂ مذکور ایضاً۔ شرح دیوان حسان ص ۳۸۴
۱۳۲۔ حوالۂ مذکور، ص ۶۱۸، ۶۱۹
۱۳۳۔ حوالۂ مذکور، ص ۶۱۹۔ شرح دیوان حسان، ص ۴۲۸ تا ۴۳۲ با الفاظ تغیر، چونتیس اشعار
۱۳۴۔ حوالۂ مذکور ص ۶۲۱
۱۳۵۔ حوالۂ مذکور، ص ۶۲۲
۱۳۶۔ حوالۂ مذکور ایضاً۔ شرح دیوان حسان، ص ۳۰۴ تا ۳۰۷ بائیس اشعار
۱۳۷۔ حوالۂ مذکور ایضاًو ایضاً
۱۳۸۔ حوالۂ مذکور ایضاً
۱۳۹۔ حوالۂ مذکور ص۶۲۳
۱۴۰۔ حوالۂ مذکور ایضاً
۱۴۱۔ شرح دیوان حسان، ص ۴۳۹ تا ۴۴۱
۱۴۲۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۶۲۳۔ شرح دیوان حسان، ص ۴۳۹ تا ۴۴۱
۱۴۳۔ حوالۂ مذکور ایضاً
۱۴۴۔ اسد الغابہ۔ المجلد الثانی، ص ۴۵۲
۱۴۵۔ الاصابہ۔ المجلد الاول، ص ۷۱۲۔ اسدالغابہ۔ المجلد الثانی،ص ۴۵۳
۱۴۶۔ اسد الغابہ۔ المجلد الثانی، ص ۴۵۳۔ الاصابہ۔ المجلد الاول، ص ۷۱۲
۱۴۷۔ حوالۂ مذکور ایضاً و ایضاً
۱۴۸۔ الاصابہ۔ المجلد الاول، ص ۷۱۲
۱۴۹۔ اسد الغابہ۔ المجلد الثانی، ص ۴۵۳
۱۵۰۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۲۸۱

۱۵۱۔ الاستیعاب. المجلد الاول، ص ۱۷۲
۱۵۲۔ اسد الغابہ. المجلد الثانی. الاصابہ. المجلد الاول، ص ۲۱۷
۱۵۳۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۵۴. ایضاً
۱۵۴۔ حوالۂ مذکور ایضاً
۱۵۵۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۲۷۲، ۲۷۳. البدایۃ و النہایۃ، الجزء الاول، ص ۴۷۲ چھ شعر، الاصابہ. المجل الاول، ص ۳۱۷، اول سہ اشعار. الاستیعاب، المجلد الثانی ص ۱۷۳
۱۵۶۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۲۸۳. البدایہ و النہایۃ. الجزء الاول، ص ۴۷۲
۱۵۷۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۸۲، ۲۸۴
۱۵۸۔ حوالۂ مذکور ایضاً. البدایۃ و النہایۃ. الجزء الاول، ص ۴۷۳
۱۵۹۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۸۳
۱۶۰۔ الاصابہ. المجلد الاول، ص ۶۲۴. اسد الغابہ. المجلد الثانی، ص ۳۰۸
۱۶۱۔ حوالۂ مذکور، ص ۶۲۳
۱۶۲۔ حوالۂ مذکور، ص ۶۲۴
۱۶۳۔ البدایۃ و النہایۃ. الجزء الاول، ص ۵۶۷. *تیس پروانے شمع رسالت کے۔ طالب الہاشمی، ص ۵۳*
۱۶۴۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۲۳۷. الاستیعاب، المجلد الثانی ص ۲۹۱. اسد الغابہ. المجلد الثالث، ص ۱۹
۱۶۵۔ حوالۂ مذکور ایضاً
۱۶۶۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۳۸
۱۶۷۔ حوالۂ مذکور ایضاً
۱۶۸۔ حوالۂ مذکور ، ص ۲۳۷، ۲۳۸
۱۶۹۔ اسد الغابہ. المجلد الثالث، ص ۱۸
۱۷۰۔ الاستیعاب. المجلد الثانی، ص ۲۹۱
۱۷۱۔ اسد الغابہ .المجلد الثانی، ص ۱۹
۱۷۲۔ الاستیعاب، المجلد الثانی، ص ۲۹۱
۱۷۳۔ اسد الغابہ. المجلد الثالث، ص ۱۶۸
۱۷۴۔ حوالۂ مذکور ایضاً. الاستیعاب. المجلد الثانی، ص ۳۶۳
۱۷۵۔ حوالۂ مذکور ایضاً و ایضاً
۱۷۶۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۶۷. حوالہ مذکور، ص ۳۶۲
۱۷۷۔ اسد الغابہ. المجلد الثالث، ص ۱۶۷، ۱۶۸ سات شعر. الاستیعاب. المجلد الثانی، ص ۳۶۲، ۳۶۳. سات شعر
۱۷۸۔ اسد الغابہ. المجلد الثالث، ص ۱۶۸ .الاستیعاب ، المجلد الثانی، ص ۳۶۳
۱۷۹۔ العقدالفرید، الجزء الثالث، ص ۳۰۱
۱۸۰۔ اسد الغابہ، المجلد الثالث، ص ۱۶۸. الاستیعاب، المجلد الثانی، ص ۳۶۳
۱۸۱۔ طبقات ابن سعد. الجزء الرابع ، ص ۲۷۳

١٨٢۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ٥٥٦. المجموعۃ النبھانیۃ. المجلد الاول، ص ٣٩ چار شعر.
البدایۃ و النہایۃ. الجزء الاول، ص ٦٦٢
١٨٣۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ٥٧٧
١٨٤۔ حوالۂ مذکور ایضاً
١٨٥۔ حوالۂ مذکور ص ٥٧٧، ٥٧٨
١٨٦۔ حوالۂ مذکور ایضاً. البدایۃ و النہایۃ. الجزء الاول ، ص ٦٧٦
١٨٧۔ حوالۂ مذکور، ص ٥٧٣
١٨٨۔ حوالۂ مذکور ایضاً. البدایۃ و النہایۃ. الجزء الاول، ص ٦٧٥
١٨٩۔ حوالۂ مذکور، ص ٣٠٢
١٩٠۔ حوالۂ مذکور ایضاً
١٩١۔ حوالۂ مذکور ایضاً
١٩٢۔ حوالۂ مذکور ، ص ٣٥٣. البدایۃ و النہایۃ، الجزء الاول، ص ٥١٣
١٩٣۔ حوالۂ مذکور ایضاً
١٩٤۔ حوالۂ مذکور، ص ٣١٣
١٩٥۔ حوالۂ مذکور ایضاً
١٩٦۔ حوالۂ مذکور، ص ٣١٤، ٣١٥
١٩٧۔ البدایۃ و النہایۃ. الجزء الاول، ص ٥٣٣، ٥٣٤
١٩٨۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ٣١٤
١٩٩۔ حوالۂ مذکور، ص ٣١٤
٢٠٠۔ حوالہ مذکور ایضاً
٢٠١۔ حوالۂ مذکور، ص ٣١٩
٢٠٢۔ حوالۂ مذکور، ص ٣٢٠
٢٠٣۔ حوالۂ مذکور ایضاً
٢٠٤۔ حوالۂ مذکور، ص ٣٢١، ٣٢٢
٢٠٥۔ حوالۂ مذکور ص ٣٢١
٢٠٦۔ حوالۂ مذکور، ایضاً
٢٠٧۔ حوالۂ مذکور، ص ٣٢٧
٢٠٨۔ حوالۂ مذکور ایضاً
٢٠٩۔ حوالۂ مذکور، ص ٣٢٨
٢١٠۔ حوالۂ مذکور، ص ٣٧٢، ٣٧٣
٢١١۔ حوالۂ مذکور، ص ٣٧٣، ٣٧٤
٢١٢۔ حوالۂ مذکور، ص ٣٧٣
٢١٣۔ حوالۂ مذکور، ص ٣٧٤
٢١٤۔ حوالۂ مذکور، ص ٣٧٤، ٣٧٥

۲۱۵۔ حوالۂ مذکور، ص ۴۷۵

۲۱۶۔ حوالۂ مذکور، ص ۴۷۵. البدایہ و النہایۃ. الجزء الاول، ص ۵۸۰

۲۱۷۔ حوالۂ مذکور، ص ۴۷۶

۲۱۸۔ حوالۂ مذکور ص ۵۲۰

۲۱۹۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۲۲۰۔ حوالۂ مذکور، ص ۴۳۶

۲۲۱۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۲۲۲۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۱۶

۲۲۳۔ حوالۂ مذکو، ص ۲۱۷

۲۲۴۔ حوالۂ مذکور ، ص ۲۸۱، ۲۸۲

۲۲۵۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۸۱

۲۲۶۔ حوالۂ مذکور، ایضاً

۲۲۷۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۲۳۸

۲۲۸۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۲۲۹۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۲۳۰۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۷۸، ۱۷۹

۲۳۱۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۷۹

۲۳۲۔ المدیح النبویۃ ، ص ۱۹

۲۳۳۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۲۳۴۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۲۳۵۔ برصغیر پاک وہند کی عربی نعتیہ شاعری، ص ۲۸۷

۲۳۶۔ تاریخ ادب عربی (اردو) مترجم محمد نعیم صدیقی، ص ۸۸ تا ۹۱

۲۳۷۔ المجموعۃ النبہانیۃ. الجزء الاول، ص ۷۰، ۷۱

۲۳۸ السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، ص ۱۷۸ . البدایہ و النہایۃ. الجزء الاول، ص ۴۰۹. عیون الاثر، الجزء الاول، ص ۲۳۸ .نو شعر. المجموعۃ النبہانیۃ. الجزء الاول، ص ۷۰، ۷۱

۲۳۹ المدیح النبویۃ، ص ۱۸

۲۴۰ اردو کی نعتیہ شاعری۔ ڈاکٹر طلحہ برق رضوی، ص ۷

۲۴۱ شام وسحر (ماہنامہ) ،نعت نمبر، ص ۶

۲۴۲ اردو میں نعتیہ شاعری، ص ۶۸

۲۴۳ عربی میں نعتیہ کلام، ص ۵۴

۲۴۴ اردو شاعری میں نعت گوئی ،ایک تنقیدی مطالعہ، ص ۴۱

۲۴۵ حوالۂ مذکور، ص ۴۲

۲۴۶ حوالۂ مذکور، ص ۴۷

۲۴۷۔ الخصائص الکبری. الجزء الاول، باب اخبار الاحبار و الرهبان به قبل مبعثه، ص ۴۹، ۵۰ . پانچ شعر. حجة الله علی العالمین، الباب السادس، ص ۱۵۳

۲۴۸۔ حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۱۹۴

۲۴۹۔ پارہ۹،سورۃالاعراف،آیت ۱۷۵

۲۵۰۔ البدایۃ و النھایۃ، الجزء الاول، کتاب اخبار العرب، ص۳۸۵ آٹھ شعر

۲۵۱۔ پارہ۳،سورۃ آل عمران، آیت ۱۹

۲۵۲۔ البدایۃ و النھایۃ. الجزء الاول ، کتاب اخبار العرب. ص ۳۰۸

۲۵۳۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۲۵۴۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۲۵۵۔ حوالۂ مذکور

۲۵۶۔ حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۳۲۰

۲۵۷۔ الاصابہ. الجزء الاول، ص ۶۹۵ . الاستیعاب. المجلدالثانی ص ۱۴۸ . السیرۃ النبویۃ و الآثار المحمدیۃ. الجز الاول، ص ۳۲۳

۲۵۸۔ اسد الغابہ المجلد الثانی، ص ۴۱۴

۲۵۹۔ الاستیعاب. المجلد الثانی، ص ۱۴۹ . الاصابہ المجلد الاول، ص ۶۹۵ . با الفاظ تغیر. اسد الغابہ. المجلد الثانی. ص ۴۱۴. "رجلاً اعرابیاً" کے الفاظ کے ساتھ، السیرۃ النبویۃ والآثار المحمدیۃ. الجز الاول، ص ۳۲۳

۲۶۰۔ الاستیعاب. المجلد الثانی ، ص ۱۴۹

۲۶۱۔ اسد الغابہ. المجلد الثانی ، ص ۴۱۴

۲۶۲۔ الخصائص الکبریٰ، باب ماوقع فی الھجرۃ من الآیات و المعجزات، الجزء الاول، ص ۳۰۷ دوشعر

۲۶۳۔ حوالۂ مذکور ایضاً دو شعر با الفاظ تغیر. الاصابہ المجلد الاول، ص ۶۹۵ دو شعر. السیرۃ الحلبیہ. الجز الثانی، باب الھجرات الی المدینۃ

۲۶۴۔ حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۳۲۱ تین شعر. السیرۃ النبویۃ والآثار المحمدیۃ. الجز الاول، ص ۳۲۳. ص ۴۴ دو شعر. ان حضرات نے "واللہ کی جگہ" واللات" لکھا ہے

۲۶۵۔ الاستیعاب. المجلد الثانی، ص ۱۴۹ . اسد الغابہ. المجلد الثانی، ص ۴۱۴. البدایۃ و النھایۃ. الجزء الاول، ص ۴۴۷. چار،چار شعر

۲۶۶۔ السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، ص ۳۶، ۳۶۱

۲۶۷۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۶۱

۲۶۸۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۲۶۹۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۱۶. البدایۃ و النھایۃ. الجزء الاول، ص ۵۰۳. المجموعۃ النبھانیہ. الجزء الاول ، ص ۶۹

۲۷۰۔ الخصائص الکبریٰ. الجزء الاول، باب الآیۃ فی عرقۃ الشریف، ص ۱۱۵ . حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۲۸۸

۲۷۱۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۲۷۲۔ السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، ص ۳۵۲، ۳۵۳

۲۷۳۔ حوالۂ مذکور ، ص ۳۵۳. البدایة و النهایة، الجز الاول، ص ۵۱۶

۲۷۴۔ السیـرة النبـویة لابـن هشام، ص ۶۳۸۔ المجموعة البنهائیه. الجزء الاول، ص ۷۱ با الفاظ تغیر۔ عیون الاثر الجزء الثانی، ص ۳۲۷

۲۷۵۔ السیرة النبویة لابن هشام، ص ۵۹۳. اسد الغابه. المجلد الرابع، ص ۵۰ با الفاظ تغیر

۲۷۶۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۲۷۷۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۲۷۸۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۹۹

۲۷۹۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۲۸۰۔ السیرة الحلبیه. الجزء الثالث، باب یذکرفیه مایتعلق بالو فود التی وفدت علیہؐ(ومنها و فدعبد القیس) ص ۲۲۰، ۲۲۱

۲۸۱۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۲۸۲۔ السیرة النبویة لابن هشام، ص ۶۲۷

۲۸۳۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۲۸۴۔ حجة الله علی العالمین، ص ۱۵۵

۲۸۵۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۲۸۶۔ البدایة و النهایة، الجزء الاول، کتاب اخبار العرب، ص ۳۰۹

۲۸۷۔ حجـه الـلـه عـلی العالمین،ص ۱۵۵ .عیون الاثر. الجزء الثانی، ص ۳۱۵. السیرة الحلبیه. الـجـزء الثـالـث، باب یذکرفیه مایتعلق بالوفود التی وفدت علیہؐ (ومنها وفد عبد القیس) ص ۲۲۰، ۲۲۱ صرف دوشعر اول و آخر

۲۸۸۔ البدایة و النهایه. الجزء الاول کتاب اخبار العرب، ص ۳۰۹

۲۸۹۔ السیـرة الـنبـویة لابن هشام، ص ۶۳۱. السیرة الحلبة. الجزء الثالث، باب یذکرفیه مایتعلق بـالـوفـود الـتـی وفوت علیہؐ (ومنها وخود فروة بن میسک المرادی) ص ۲۲۶، ۲۲۷. اسد الغابه، المجله الرابع، ص ۳۴۳

۲۹۰۔ السیرة النبویه والآثار المحمدیة، الجزء الثالث، ص ۲۹۶

۲۹۱۔ البدایة و النهایة. الجزء الاول، کتاب سیرة رسولؐ، ص ۳۳۹ آپ نے چار شعر مزید نقل کئے هیں اور کها هے۔ "وزاد الاودی" عیون الاثر، ص ۱۲۰ تین شعر

۲۹۲۔ الـخـصـائص الکبریٰ. الجزء الاول، باب فائده فی ذکرشعر حلیمة مماکانت ترقص بها النبیؐ فی زمان صباه، ص ۱۰۰. حجة الله علی العالمین، ص ۱۹۴

۲۹۳۔ شاعرات فی عصر النبوية ص ۴۹، ۵۰

۲۹۴۔ السیرة الحلبیه. الجزء الاول، باب ذکر رضاتہؐ وما القل به، ص ۱۰۲

۲۹۵۔ حجة الله علی العالمین، ص ۱۹۴. السیرة حلبیه حوالۂ مذکور ایضاً علامه حلبی نے دوسرے شعر کا مصرع اول نقل نهیں کی اهے

۲۹۶۔ حـوالـۂ مـذکـور ایضاً. السیرة النبویة والآثار المحمدیة. الجزء الاول، ص ۵۵ با الفاظ تغیر. الاصابه. المجلدالرابع، ص ۲۵۵۴

۲۹۷۔ حوالۂ مذکور ایضاً
۲۹۸۔ حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۱۹۳
۲۹۹۔ السیرۃ النبویۃ وٗلآثار المحمدیۃ. الجزء الاول، ص ۳۰۵
۳۰۰۔ السیرۃ الحلبیہ. الجزء الثانی، باب غزوۂ بدرۃ الکبریٰ، ص ۱۸۶
۳۰۱۔ اسد الغابہ. المجلد الخامس، ص ۳۰۲
۳۰۲۔ حوالۂ مذکور ایضاً
۳۰۳۔ حوالۂ مذکور ایضاً
۳۰۴۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۳۶۷
۳۰۵۔ حوالۂ مذکور
۳۰۶۔ حوالۂ مذکور
۳۰۷۔ البدایۃ و النہایۃ. الجزء الاول، ص ۵۰۰
۳۰۸۔ حوالۂ مذکور
۳۰۹۔ الاستیعاب. الجزء الاول، ص ۵۴۷
۳۱۰۔ الاصابہ، الجزء الرابع، ص ۲۶۱۲
۳۱۱۔ الاستیعاب، الجزء الاول، ص ۴۵۷
۳۱۲۔ عیون الاثر، الجزء الاول، ص ۴۴۰
۳۱۳۔ حوالۂ مذکور
۳۱۴۔ الاستیعاب. الجزء الرابع، ص ۴۵۸
۳۱۵۔ المجموعۃ النبہانیہ. الجزء الاول، ۴۷
۳۱۶۔ حوالۂ مذکور
۳۱۷۔ الاستیعاب، المجلد الرابع، ص ۴۵۸
۳۱۸۔ الاصابہ، المجلد الرابع، ص ۲۶۱۲
۳۱۹۔ اسد الغابہ المجلد السابع، ص ۲۳۵
۳۲۰۔ اسد الغابہ. المجلد الخامس، ص ۳۰۲
۳۲۱۔ السیرۃ النبویہ لابن ہشام، ص ۳۶۷. البدایۃ و النہایۃ. الجزء الاول، ص ۵۰۰. عیون الاثر، الجزء الاول، ص ۴۴۰. الاصابہ، المجلد الرابع، ص ۲۶۱۲. اسد الغابہ. المجلد الخامس، ص ۳۰۲. المجلد السابع، ص ۲۳۵۔ الاستیعاب، المجلد الرابع، ص ۴۵۸. پہلا مصرع یوں درج ہے" ا محمد ولدتک منتونجیبہ" السیرۃ النبویۃ وٗلآثار المحمدیۃ. الجزء الاول، ص ۳۰۵، ۴۰۶. المجموعۃ النبہانیہ، (الجزء الاول، ص ۴۷
۳۲۲۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۳۶۷. عیون الاثر، الجزء الاول، ص ۴۴۰. البدایۃ والنہایۃ، الجزء الاول، ص ۵۰۰
۳۲۳۔ اسد الغابہ، المجلد السابع، ص ۲۳۵
۳۲۴۔ الاستیعاب، المجلد الرابع، ص ۴۵۸
۳۲۵۔ الاصابہ. المجلد الرابع، ص ۲۶۱۲

۳۲۶۔ المجموعه النبهانیه، الجزء الاول، ص ۴۷

۳۲۷۔ الاصابه. المجلد الاول، ص ۲۶۱۲. اسد الغابه، المجلد الخامس، ص ۳۰۲

۳۲۸۔ الاستیعاب، المجلد الرابع، ص ۴۵۸

۳۲۹۔ حوالۂ مذکور

۳۳۰۔ السیرة النبویة والآثار المحمدیه، الجزء الاول، ص ۴۰۵، ۴۰۶

۳۳۱۔ الاصابه، المجلد الرابع، ص ۲۶۱۲

۳۳۲۔ السیرة الحلبیة. الجزء الثانی، باب غزوة بدرة الکبریٰ، ص ۱۸۶

۳۳۳۔ الاستیعاب، المجلد الرابع، ص ۲۶۱۲

۳۳۴۔ الاصابه،المجلد الرابع،ص ۲۶۱۲

۳۳۵۔ السیرة النبویة وآلاثار المحمدیة، الجزء الاول، ص ۴۰۵، ۴۰۶

باب ششم:

فصل اول:

عہد نبویؐ میں نثری نعت کے عمدہ نمونے

صحابہ کرام کی نثری نعوت:

حضورؐ کی نعوت، منثور ومنظوم، بہر صورت پائی جاتی ہے۔ مختلف زبانوں میں اصنافِ سخن کے معیارات مختلف ہیں۔ ردائف وقوائف کی قید، یعنی پابند شاعری ہر زبان کا خاصہ نہیں، لیکن شاعری لازمہ ضرور ہے اور یہی ضرورتِ شعری نثری نظم کا سبب ہے۔

عربی، فارسی اور اردو زبانیں' دونوں اصناف کا بھرپور تنوع رکھتی ہیں اور حضورؐ کی نعتیہ شاعری کا کثیر ذخیرہ انہیں زبانوں کا رہین منت ہے۔ منثور ومنظوم نظم سے مبرّا، ان زبانوں کے شعراء کا نعت کہنا فن شاعری کا خاصہ اور ان کی زندگیوں کا لازمہ ہے۔

شعرائے اہل اسلام نعت گوئی کو اپنی حیات مستعار کا لازمہ قرار دیتے ہیں، بلاشبہ ان کے لئے یہ حکم ربی ہے کہ وہ، محبوبؐ رب اور اپنے محبوب نبی کی تعریف وتوصیف، مدح وثنا، ویسی ہی کریں، جیسا کہ ان کا رب اور اس کے ملائکہ کرتے ہیں، لیکن یہ کسی انسان (مخلوق) کی قدرت میں کہاں کہ وہ اس شان بے نیاز (خالق) کی ہمسری کرے، لیکن اپنی استطاعت قدرت کے مطابق، حتی المقدور جتنی مدح سرکار کر سکتا ہے، اتنی تو کرے۔

قرآن کریم واحادیث نبویہ، نعوت نبویؐ کے بڑے اور مستند مآ خذ، بلکہ مآ خذات نعوت کا مصدر ومرکز ومحور اور منبع وسرچشمہ ہیں۔ اگر اس بات میں کوئی شخص قیل وقال کرتا ہے تو اس کی طبیعت سہی نہیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی نعوت بالمشاہدہ وبالمشافہ تھیں، لہٰذا ان کی نعتیہ شاعری ہمارے لئے ہدایت ورہنما اور مشعل عمل ہے، بلکہ معیار نعت کا اصل پیمانہ ہے۔ اس صنف میں صحابیات بھی کسی سے پیچھے نہیں۔ انہوں نے بھی منثور منظوم نعوت کے اعلیٰ اشعار رقم کئے اور نثری نعوت کے فروغ کے لئے منثور نعتیں کہیں۔ نعت منثور ہو یا منظوم، وہ نعت ہی کہلائے گی۔ قرآن واحادیث کا نعتیہ نغز، منثور ہے، لہٰذا نثری نعت کہنا کوئی معیوب بات نہیں، لیکن جہاں تک ترنم وتمکینیت، طرز وخوب صورتی، ادائیگی وگائیکی کے لحاظ سے دیکھا جائے تو ردائف وقوائف کی پابندی میں جو فنی اسلوب پوشیدہ ہے، وہ اپنی جگہ پر درست ہے کہ نثری نظم، جامعیت ومقصدیت کے باوجود نظمی کشش ودل کشی نہیں رکھتی، لیکن نعت کا معاملہ اس کے برعکس ہے اور آیات قرآنیہ کا معاملہ اس کے بھی برعکس کہ قرآن کریم

ومجموعۂ احادیث، نثری صنف میں ہونے کے باوجود دنیا کی پرکشش ترین نثری کتب ہیں اوران کا مطالعہ ہر مذہب سے تعلق رکھنے والا کرتا ہے۔ یہی قرآن کریم ومجموعۂ احادیث کا خاصہ ہے کہ ''ہر دور میرے رسول کریمؐ کا ہے۔''

قرآن کریم اور مجموعۂ احادیث کریمہ نعتیہ ادب کا اولین خزینہ ہیں اور صحابہ کرامؓ کی نعوت اولین نمونہ۔ حضرت ام معبدؓ اس لحاظ سے اولین صحابیہؓ اور پہلی عرب خاتون ہیں جنہوں نے اولین طویل ترین نثری نعت تخلیق کی اور اس کے بعد کوئی اور اس مرتبہ کو نہ پاسکا، قبل از اسلام اور نہ ہی بعد از اسلام، آپ کے بعد یہ شعبہ خالی ہی رہا۔

ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی لکھتے ہیں۔ ''عربی میں چوں کہ ''مدح'' کا اطلاق نظم ونثر دونوں پر ہوتا ہے، اس لئے ترتیب زمانی کے لحاظ سے ام معبد کی مدح کا ذکر بھی مناسب ہوگا۔''(۱)

میں نے صحابہ وصحابیاتؓ کی منظوم نعوت کے ساتھ ساتھ کچھ منثور نعوت کو بھی اپنے مقالہ کا جز بنایا ہے، تاکہ مقالہ ہم وزن رہے اور یہ کہ شعرائے نعت گویان کی کچھ توجہ اس طرف بھی رہے تاکہ نعتیہ ادب کا دامن شاعری کے ان دونوں اصناف صدف سے پُر رہے

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی نثری نعت:

حضرت ابوبکر صدیقؓ فرماتے ہیں۔''کان وجه رسول اللهؐ كدارة القمر.'' (۲)(ابونعیم)

ترجمہ: حضورؐ کا روئے انور مثل قمر مدوّر یعنی گول تھا۔

حضرت ابوہریرہؓ کی نثری نعت:

حضرت ابوہریرہؓ نے حضورؐ کی خدمت میں جو عرصہ گزارا وہ نہایت طویل وقریب ہے۔ آپؐ ان سے بہت زیادہ محبت وشفقت فرماتے۔ حضرت ابوہریرہؓ نے حضورؐ کی مدح وثناء ان الفاظ میں بیان کی ہے۔

فارأيت شيئاً احسن من رسول اللهؐ كان الشمس تجری فی وجهه اذا ضحک يتلالا فی الجدر۔(۳)

ترجمہ: میں نے نبی اکرمؐ سے حسین تر کسی کو نہیں دیکھا، یوں معلوم ہوتا تھا، گویا آپؐ کے چہرۂ اقدس میں آفتاب روشن ہے۔ جب آپؐ تبسم ریز ہوتے تو دیواریں جگمگا اٹھتیں۔

ایک مقام پر فرماتے ہیں:

مارأيت شيئاً احسن من رسول اللهؐ كان الشمس تجری فی وجهه، وما رايت احداً

اسرع فی مشیہ من کان الارض تطوی لہ، انالنجھد وانہ غیر مکترث (۴)(ابن سعد، ترمذی ، بیھقی)

ترجمہ: میں نے حضورؐ سے زیادہ حسین وخوب صورت کسی کو نہیں دیکھا۔ یوں معلوم ہوتا جیسے آپؐ کے چہرۂ انور میں نیر تاباں محو خرام ہو۔ رفتار میں کوئی آپؐ سے زیادہ تیز نہ تھا، گویا زمین آپؐ کے لئے لپٹتی جاتی تھی۔ ہم آپؐ کے ہمراہ چلتے تو بڑی مشکل سے آپؐ کا ساتھ دے پاتے، حالاں کہ آپؐ اپنی معمول کی رفتار سے چلتے۔

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

کان النبیؐ احسن الناس کان ربعة وھو الی الطول اقرب بعید ما بین المنکبین، اسیل الخدین، شدید سواد الشعر، اکمل العینین اھدب اذا وطئی بقدمہ وطئی بکلھا، لیس لہ اخمص اذا وضع رداء ہ عن منکبین، فکانہ سبیکة فضة ، واذا ضحک یتلألأ فی الجدر لم ارمثلہ قبل ولا بعدہ. (۵)(بزار، بیھقی)

ترجمہ: نبی اکرمؐ سب لوگوں سے زیادہ حسین تھے۔ آپؐ متناسب قامت مائل بہ طوالت تھے۔ دونوں شانوں کے درمیان فاصلہ تھا۔ رخسار مبارک نرم وگداز، بال خوب گہرے سیاہ، آنکھیں سرگیں اور پلکیں دراز تھیں۔ آپؐ جب گامزن ہوتے تو پورا قدم مبارک زمین پر پورا لگاتے تھے۔ پیروں کے تلوؤں میں گڑھا نہ تھا۔ جب چادر مبارک شانۂ اطہر پر رکھتے تو آپ سیم تن نظر آتے اور جب تبسم ریز ہوتے تو دیواریں جگمگا اٹھتیں۔ میں نے آپؐ سے پہلے یا بعد، کوئی بھی آپؐ جیسا نہیں دیکھا۔

حضرت انسؓ کی نثری نعت:

حضرت انسؓ خادم رسولؐ بیان کرتے ہیں. **کان رسول اللہؐ وبعة من القوم لیس بالطویل البائن ولا بالقصیر ازھر اللون لیس بالادم ولا ابیض الا مھق رجل الشعر لیس بالسبط ولا بالجعد القطط.(۶)(شیخان)**

ترجمہ: نبی اکرمؐ کا قد مبارک درمیانہ تھا۔ آپؐ نہ دراز قامت تھے اور نہ ہی کوتاہ قد۔ آپ کا رنگ خوب صورت گورا تھا، گندمی مائل نہ تھا (بھورا یا مشکی (کالا) اور نہ ہی انتہائی سفید (برص جیسا) بلکہ سرخی مائل گورا تھا۔ آپؐ کے بال مبارک گھنے، لٹکے ہوئے تھے، گھنگھریالے نہ تھے۔

ایک مقام پر فرماتے ہیں: **مامسست حریراًولا دیباجاً الین من کف رسول اللہؐ ولا شممت مسکاً ولا عنبراً اطیب من ریح رسول اللہؐ.(۷) (شیخین)**

ترجمہ: میں نے رسول اللہ کی مبارک ہتھیلی کو ریشم ومخمل سے زیادہ نرم وملائم محسوس کیا اور مشک وعنبر سمیت کوئی خوشبو، خوش بوئے رسولؐ سے زیادہ پاکیزہ ومعطر نہیں پائی۔

براء بن عاذبؓ فرماتے ہیں:

فارأیت من ذی لمّة فی حلة حمراء احسن من رسول اللہؐ.(۸)

ترجمہ: میں نے سرخ جبہ میں ملبوس دراز زلفوں والا شخص نبی اکرمؐ سے زیادہ حسین کسی کو نہیں دیکھا۔

ایک مقام پر کہتے ہیں: کان وجه رسول اللہؐ مثل السیف قال لا مثل القمر. (۹)
ترجمہ: کسی نے پوچھا کیا، حضورؐ کا چہرۂ انور تلوار کی طرح (لمبا) تھا، آپؐ نے فرمایا نہیں سفید چاند کی شکل (گول) تھا۔

حضرت ابی طفیلؓ کی نثری نعت:

حضرت ابی طفیلؓ فرماتے ہیں کہ ان سے کسی نے رسول اللہؐ کے اوصاف پوچھے تو آپ نے فرمایا:

کان ابیض ملیح الوجه. (مسلم)(۱۰)
ترجمہ: حضور گورے رنگ کے ملیح الوجہ (روشن چہرے والے) تھے۔

حضرت جابر بن سمرہؓ کی نثری نعت:

حضرت جابر بن سمرہؓ فرماتے ہیں: کان رسول اللہؐ ضلیع انعم اشکل العینین منهوش العقبین (۱۱)(مسلم)
ترجمہ: نبی اکرمؐ کا دہن مبارک کشادہ، آنکھیں بڑی سرخی مائل اور پیروں کی دونوں مبارک ایڑیاں کم گوشت، دبلی پتلی تھیں۔

ایک مقام پر حضورؐ کی مدح یوں فرماتے ہیں: ان سئل کان وجه رسول اللہؐ طویلاً؟ قال لا، بل مثل الشمس والقمر مستدیراً(۱۲)(مسلم)
ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہؓ سے کسی نے پوچھا۔ کیا حضورؐ کا رخ مبارک طویل تھا؟ آپ نے کہا۔ نہیں، بلکہ آفتاب و ماہتاب کی طرح روشن اور گول تھا۔

ایک اور مقام پر حضرت جابر سے روایت ہے کہ:

کان رسول اللہؐ احسن الناس وجهاً واحسنهم خلقاً لیس بالطویل الذاهب ولا بالقصیر (۱۳)
ترجمہ: حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ لوگوں میں سب سے زیادہ حسین وجمیل، خوب رو و خوب خُو، خلقت میں سب سے زیادہ احسن اور میانہ قد تھے۔

ایک جگہ فرماتے ہیں۔ ان سئل کان وجه رسول اللہؐ مثل السیف؟ قال! لا، ولکن کان مثل القمر. (۱۴)
ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہؓ سے کسی شخص نے سوال کیا۔ کیا حضور اکرمؐ کا رخ انور شمشیر کی مانند تھا؟ آپ نے جواب دیا، نہیں بلکہ قمر کی مانند گول تھا۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ کی نثری نعت:

حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں: کان فی رسول اللہؐ خصاله لم یکن فی طریق فتیجه احد

الاعرف انه قد سلكه من طيب عرقه او طرفه ولم يكن يمر بحجر ولا شجر الاسجد له.(۱۵)(دارمی والبھیقی وابو نعیم)

ترجمہ: حضور نبی کریمؐ کی بعض خصوصی علامات تھیں۔ آپؐ جب کسی راستے سے گزرتے تو آپؐ کے پیچھے آنے والا آپ کی خوشبو سے پہچان لیتا تھا کہ آپؐ اس راستے سے گزرے ہیں۔ آپؐ جس درخت یا پتھر کے پاس سے گذرتے تو وہ آپؐ کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتا۔

ثابت بن قیسؓ کی نثری نعت:

بنو تمیم کا ایک وفد مسجد نبوی میں داخل ہوا اور اس کے اراکین نے حجروں کے پیچھے سے آپ کو آواز دی۔ ''اے محمدؐ! باہر نکل کر ہمارے پاس آؤ۔'' آپ کو اس سے سخت ایذا پہنچی تو آپ حجرۂ اقدس سے باہر تشریف لائے۔ انہوں نے کہا۔ اے محمدؐ! ہم فخر و مباہات میں تم سے مقابلہ کرتے آئے ہیں تاکہ فخر و عظمت میں ہم تم پر غلبہ حاصل کرلیں۔ اس کام کے لئے ہم اپنی قوم کے شاعر اعظم اور خطیب بے بدل عطارد بن حاجب کو ساتھ لائے ہیں۔ اس لئے ہمارے اس شاعر و خطیب کو اجازت دو کہ وہ ہمارے فخر بیان کرے۔'' آپؐ نے اسے اجازت دے دی۔ عطارد بن حاجب کھڑا ہوا اور اس نے اپنی قوم کے عیاروں کے مال و ثروت کا ذکر بزبان نثر کرنا شروع کر دیا اور ان کی دولت کی فراوانی کی تعریف کی۔ یہ سب کچھ کر کے جب وہ بیٹھ گیا تو آپؐ نے خطیب اسلام حضرت ثابت بن قیس بن شماس، جو کہ بنو حارث بن خزرج کے بھائی ہیں، کو حکم دیا کہ کھڑے ہو کر اس شخص کی نثری تقریر کا جواب دو۔ چنانچہ ثابت بن قیس کھڑے ہوئے اور نبی کریمؐ کی یہ نثری نعت مبارکہ بیان فرمائی۔

الحمد لله الذی السموات والارض خلقه' قضی فیهن امره ووسع کرسیه علمه' ولم یک شئی قط الامن فضله، ثم کان من قدرته ان جعلنا ملو کا، واصطفی من خیر خلقه رسولا، اکرمه نسباً، واصدقه حدیثاً، وافضله حسباً، فانزله علیه کتابه، وائتمنه علی خلقه، فکان خیرة الله من العالمین.(۱۶)

ترجمہ: تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس کی مخلوق یہ زمین و آسمان ہیں، جن کے اندر اس کا حکم چلا اس کری نے علم کو اپنے اندر لے لیا ہے اور کوئی چیز بغیر اس کے فضل کے نہیں ہوئی۔ پھر اس کی قدرت سے یہ بات ہوئی کہ اس نے ہمیں بادشاہ بنایا اور اپنی بہترین مخلوق میں سے رسول کا انتخاب کیا، جو نسب کے اعتبار سے سب سے زیادہ شریف، بات کے لحاظ سے سب سے زیادہ سچے اور اخلاق کی حیثیت سے سب سے زیادہ افضل ہیں، پھر اس نے اس رسولؐ پر اپنی کتاب نازل فرمائی اور انہیں اپنی ساری مخلوق پر امین بنایا۔ اس لئے وہ (رسولؐ) تمام عالم میں اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں۔

خطبہ کی مزید تفصیل کے لئے دیکھئے، السیرۃ النبویہ لابن ہشام، ص ۶۲۱۔

حضرت سعد بن وقاصؓ کی نثری نعت:

حضرت سعد بن وقاصؓ فرماتے ہیں۔

اشتکیت بمکۃ فدخل علی رسول اللہؐ یعودنی فوضع یدہ علی جھتی فمسح وجھی وصدری و بطنی' فمازلت یخیل الی انی اجد بردیدہ علی کبدی حتی الساعۃ (۱۷)(امام احمد)

ترجمہ: میں مکہ میں بیمار ہوا، رسول اللہؐ عیادت کے لیے تشریف لائے اور دست مبارک میری پیشانی پر رکھا، پھر میرے چہرے، سینے اور پیٹ پر پھیرا تو آج تک مجھے سرورِ کائناتؐ، کے دست اقدس کی ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے۔

حضرت عباسؓ کی نثری نعت:

دندان مبارک

کان رسول اللہؐ افلج الثنیتین اذا تکلم روی کا النور یخرج من بین ثنایاہ .(۱۸)

(الدارمی والترمذی فی شمائل والبیھقی و الطرانی (ابی الاوسط) وابن عساکر)

ترجمہ: حضورؐ کے سامنے کے دونوں دانتوں میں کشادگی تھی۔ آپؐ جب گفتگو فرماتے تو ان سے نور نکلتا ہوا محسوس ہوتا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی نثری نعت:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔

مارایت احداً اشجع ولا اجو دولا اوضأ من رسول اللہ۔ؐ (۱۹) دارمی)

ترجمہ: میں نے کوئی شخص حضور انورؐ سے زیادہ بہادر، زیادہ سخی، اور زیادہ خوب صورت نہیں دیکھا۔

حضرت علیؓ کی نثری نعت:

حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔

کان رسول اللہؐ عظیم العینین اھوب الاشفار مشرب العین بحمرہ (۲۰) (بیھقی)

ترجمہ: نبی اکرمؐ کی چشمان مبارک بڑی، پلکیں دراز اور آنکھوں میں سرخی کی لکیر تھی۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں:

مابعث الله نبیاً قط الاصبیح الوجه کریم الحسب حسن الصوت و ان نبیکمؐ کان صبیح الوجه کریم الحسب حسن الصوت .(۲۱) (ابن سعد، ابن عساکر، ابو نعیم)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ہر نبی کو صبیح الوجہ (روشن چہرہ)، کریم الحسب (شریف الاصل) اور حسن الصوت (خوش آوازی) کے ساتھ مبعوث فرمایا، یونہی تمہارے نبیؐ خوش رو، کریم الحسب اور خوش آواز تھے۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔

کان النبیؐ ابیض مشرباً بحمرة .(۲۲) (بیهقی)

ترجمہ: حضورؐ کا رنگ نہایت گورا، سرخی لئے ہوئے اور جاذب نظر تھا۔

عبداللہ بن بریدہؓ کی نثری نعت:

حضرت عبداللہ بن بریدہؓ فرماتے ہیں۔

ان کان رسول اللهؐ کان احسن البشر قدماً (۲۳)(ابی سعد)

ترجمہ: حضور نبی کریمؐ قدم مبارک میں احسن البشر تھے۔

حضرت کعب بن مالکؓ کی نثری نعت:

روشن چہرہ

حضرت کعب بن مالکؓ فرماتے ہیں۔

کان رسول اللهؐ اذا سر استنار وجهه کانه قطعة قمر و کنا نعرف ذلک منه.

(۲۴)(بخاری)

ترجمہ: رسول اللہؐ جب خوش ہوتے تو آپؐ کا چہرۂ اقدس جگمگا اٹھتا۔ یوں ہوتا جیسے چاند کا ٹکڑا ہو۔ اس سے ہمیں حضور انورؐ کی حالت مسرت وشادمان کا علم ہو جاتا۔

حضرت محرش کعبی کی نثری نعت:

حضرت محرش الکعبیؓ فرماتے ہیں۔

اعتمر النبیؐ من الجعرانة لیلاً فنظرت الیٰ ظهره کانه سبیکة فضة. (۲۵) (احمد وبیهقی)

ترجمہ: حضرت محرش کعبیؓ کہتے ہیں کہ نبی اکرمؐ نے مقام جعرانہ سے رات کے وقت عمرہ کی نیت کی۔اس وقت اتفاقاً آپؐ کی پشت مبارک پر میری نظر پڑی، وہ ایسی تھی گویا سیم پارہ (چاندی کا ٹکڑا)

حضرت معاذ بن جبلؓ کی نثری نعت:

حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں:

کنت اسیر مع رسول اللہؐ فقال ادنیٰ منی فدنوت منه فما تسممت مسکاً ولا عنبراً اطیب من ریح رسول اللہؐ .(۲۶)(البزار)

ترجمہ: میں حضورؐ کے ہمراہ چل رہا تھا کہ آپؐ نے فرمایا۔ میرے قریب آؤ میں قریب ہوا تو مجھے رسول اکرمؐ کے جسم اطہر سے ایسی تیز مہک اور لطیف خوشبو آپؐ کے جسم اطہر سے پھوٹ رہی تھی کہ مشک وعنبر کی خوشبو ایسی نہ ہوگی۔

حضرت وہب بن منبہؓ کی نثری نعت:

دانش عالم

حضرت وہب بن منبہؓ فرماتے ہیں۔

قرات احداً وسبعین کتاباً فوجدت فی جمیعها ان الله لم یعط جمیع الناس من بطء الدنیا الیٰ انقضائها من العقل فی جنب عقل محمدً الاکحبة ومل من بین جمیع ومال الدنیا وان محمداً ارجح الناس عقلاً وارجحهم رایاً (۲۷)(اخرج ابو نعیم فی (الحلیة، وابن عساکر)

ترجمہ: میں نے اکہتر آسمانی کتب کا مطالعہ کیا ہے اوران سب میں یہی پایا کہ اللہ تعالیٰ نے آغاز آفرینش سے اختتام دنیا تک تمام لوگوں کو عقل عطا فرمائی جتنی ذرہ ریگ کو ریگسان دنیا کے ساتھ نسبت ہے، بے شک محمد رسول اللہؐ دانش ورائے عالم میں سب لوگوں سے زیادہ ہیں۔

یزید بن اسودؓ کی نعت:

حضرت یزید بن اسودؓ فرماتے ہیں۔

ناولنی رسول اللہؐ یده فاذا هی ابرد من الثلج و اطیب ریحاً من المسک (۲۸) (بیهقی)

ترجمہ: نبی اکرمؐ نے اپنا دست اقدس میرے ہاتھ میں دیا تو وہ ہر طرف سے زیادہ ٹھنڈا اور بوئے مشک سے زیادہ معطر و معنبر تھا۔

مخدرات اسلام کی نثری نعوت

حضرت امّ معبد الخزاعیؓ (عاتکہ بنت خالد) کی نثری نعت:

اللہ رب ذوالجلال نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو جو مقامات محمودہ، درجات رفیعہ اور مقامات عظیمہ عطا فرمائے ہیں، وہ اللہ کریم کی لازوال نشانیاں ہیں کہ آپؐ نے جس جگہ، جس مقام پر بھی، خواہ وہ صحرا ہو یا ریگستان، جنگل ہو یا بیابان، نخلستان ہو یا بے آب وگیاہ میدان، چٹیل پہاڑ ہو یا سنگین ٹیلہ، بحر ہو یا دریا۔ جب جب، جہاں جہاں قدیم رنجہ فرمایا، تو وہاں وہاں اپنے جلوۂ انور سے گل ریزی فرمائی۔ آپ گیا تشریف لائے، گویا کہ بہار آ ئی۔ عرش وفرش، لوح وقلم، آپؐ کے زیر قدم، اقوام وامم، آپؐ کے زیر لوا ٹھہرے۔

حضرت ام معبدؓ(۱) (عاتکہ بنت خالد) کی بکری کا واقعہ اور حضور نبی کریم کا معجزۂ شاۃ لبن، کتب احادیث و تاریخ وسیر میں مذکور ومحفوظ ہے کہ آپؐ نے کس طرح نہایت ہی لاغرو کمزور، دودھ نہ دینے والی (بانجھ) بکری کے دودھ سے تمام اصحاب کو سیراب فرمایا۔

ام معبدؓ الخزاعیہ، ایک سن رسیدہ مگر باوقار و پرعزم، بڑے حوصلہ کی مالک بدوی خاتون تھیں، جو شہر مکہ سے کافی دور اور سرحد مدینہ سے کچھ فاصلے پر، اپنے خیمے کے باہر بیٹھی مسافروں کی راہ تکتی رہتی اور ان کی آمد پر، مہمانوں کی تواضع کھانے پینے سے کرتیں۔ ان کی زندگی کا مقصد ہی ابن السبیل کی خدمت تھا۔ وہ بھوکوں کو کھانا اور مسافروں کو پناہ دے کر خوش ہوتیں۔

حزام بن ہشام بن حبیش اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرمؐ، حضرت ابوبکر صدیق اور ان کے غلام عامر بن فہیرہؓ اور عبداللہ بن اریقط (دلیل راہ)، مکہ مکرمہ سے، مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے لئے روانہ ہوئے تو

---

(۱)۔ ام معبد اپنے بیٹے معبد کے سبب ''ام معبدؓ'' کی کنیت سے مشہور ہیں۔ ان کے شوہر کا نام اکثم بن الجون الخزاعی ہے۔ یہ ابو معبد ہیں۔ ام معبد کا نام عاتکہ بنت خالد بن منعقذ بن ربیعہ ہے اور عاتکہ بن خالد بن خلیف بن منعقذ بن ربیعہ بن احرم بن ضبیس بن حرام بن حُبشیّہ ابن سلول بن کعب بن عمرو بن ربیعہ الخزاعیہ بھی کہا گیا ہے۔ (اسد الغابہ، المجلد الرابع، ص۱۸۰۔ الاستیعاب۔ المجلد الرابع، ص۴۳۱)، مزید تفصیل کے لئے دیکھئے، البدایۃ والنھایۃ، الجزء الاول، کتاب سیرۃ رسول اللہؐ (ھجرۃ النبیؐ وابی بکر الصدیقؓ)، ص۴۴۹ بحوالہ ابن اسحٰق، ابن ہشام واموی)۔

عبدالرحمٰن البرقوتی لکھتے ہیں: اسمھا عاتکہ بنت خالد ابن منقذبن ربیعہ بن، اصرم بن حنیبس بن حرام بن حبشیۃ خزاعیۃ کعبیۃ صحابیتہ، وکانت نازلۃ نخباء فی طریق المدینۃ وقصتھا مع رسول اللہؐ مشھورۃ مرویۃ من طرق عدیدۃ تعضدھا وتصححھا وحبیش بن خالد ھو اخوھا. (شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاریؓ، ص۱۳۸، حاشیہ نمبر۳)

ابن ہشام نے کہا۔ ام معبد بنت کعب، امرأۃ من بنی کعب من خزاعۃ (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، ص۲۲۵)

ان کا گزر ام معبدؓ کے خیموں پر ہوا، بعد ازاں ابو معبد کے استفسار پر جب ام معبد نے حضور نبی کریمؐ کی نعت کریمہ، سراپائے اقدس اور معجزۂ سید المرسلین کا ذکر ابو معبد کے سامنے کیا تو اوصاف و مدح رسول کریمؐ سنتے ہی ابو معبد بے ساختہ بول پڑے۔ "ھذا واللہ صاحب قریش الذی تطلب " (۲۹) (یہ تو، بخدا وہی صاحب قریش معلوم ہوتا ہے)۔

قبیلہ قریش کے لوگ جس کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔) پھر آپ نے مزید کہا۔ "ولو صادفتہ لالتمست ان اصحبہ ولا جدنّ ان وجدت الیٰ ذلک سبیلاً. (۳۰) ام معبدؓ کی یہ نعت عربی نعتیہ ادب ہی نہیں بلکہ تاریخ نعت کا ازلی و ابدلی حصہ بن گئی اور "ام النعت فی النثر" قرار پائی۔ ملاحظہ ہو ام معبدؓ کی نثری نعت۔

رأیت رجلاً	میں نے ایک شخص کو دیکھا
ظاھر الوضاء ۃ (ا)	جس کا حسن نمایاں
ابلج الوجہ (ب)	چہرہ حسین (چودھویں کے چاند سے زیادہ روشن، گویا آفتاب)
حسن الخلق	ڈیل ڈول خوب صورت (سڈول جسم)
لم تعبہ ثجلۃ (ج)	نہ بڑے پیٹ کا عیب
ولم تزربہ (د) صعلۃ	نہ چھوٹے سر کا نقص
وسیم قسیم (ح)	انتہائی خوب صورت، خوب رو
فی عینیہ دعج (ت)	آنکھیں سیاہ اور بڑی، دل کش و خوب صورت
وفی اشفارہ عطف (ث)	پلکیں دراز اور گھنی
وفی عنقہ سطح (ر)	اور گردن بلند (صراحی دار)
وفی صوتہ صھل (ز)	شیریں اور گونج دار آواز
وفی لحیتہ کثاثۃ (س)	ریش مبارک گھنی، چمک دار، بال گویا سونے کے تار
ازجّ (ش) اقرن	ابرو خمیدہ (مثل کمان) اور درمیان سے پیوستہ
ان صمت فعلیہ الوقار	جب خاموش رہے تو باوقار
وان تکلم سماہ وعلاہ البھاء (ص)	لب کشا ہو تو چہرے پر بہار اور چہرہ پروقار
وابھاہ اجمل الناس	سب سے زیادہ بڑھ کر باجمال

وابهاه من بعيد	دور ونزدیک سے دیکھنے میں یکساں حسین وجمیل
واحلاه احسنهم من قريب	جیسا دور سے ویسا ہی قریب سے، خوب صورت و خوب رو
حلوّ المنطق فصل (ط)	شیریں زباں، شیریں مقال، شیریں سخن، شیریں دہن، گفتگو صاف اور واضح، ایک ایک حرف موتی کی طرح بکھرے ہوئے۔
لا نذر، ولا هذر	گفتگو، نہ بے فائدہ، نہ بے ہودہ، نہ فضول گو
كان منطقه خرزات	دہان سخن وا کرے تو موتی جھڑے
نظمن ربعة (ع)	میانہ قد
لابائن من طول	نہ لمبا تڑنگا کہ دراز قامتی بری لگے
ولا تقتحمة عين من قصر	اور نہ پست کہ آنکھوں میں حقارت پیدا ہو
غصناً بين غصنين	دو سرسبز وشاداب شاخوں کے درمیان لچکتی ہوئی شاخ
فهو انضر (ف) الثلاثة	جو حسین منظر اور عالی قدر ہو
منظراً و احسنهم قدراً	
له رفقاء يخفون به (ک)	اس کے خدام ورفقاء، حلقہ بستہ
ان قال انصتوا له	اگر وہ لب کشا ہو تو غور سے سنیں
وان امر تبادروا الیٰ امره	اور اگر حکم دے تو تعمیل کے لئے دوڑ پڑیں
محفود (ل) محشود	قابل رشک، قابل فخر، قابل تعظیم، قابل احترام
لا عابس ولا معتد (۱۳)	نہ تلخ رو، نہ زیادتی کرنے والا اور نہ ہی ظالم کو برداشت کرنے والا

علامہ برقوت شرح الفاظ نعت میں لکھتے ہیں۔

ا. الو ضاءة:. حسن الوجه ونظافته وضه اشتقاق الوضوء.

ب. ابلج الوجه:. ای مشرق الوجه، يقال تبلج الصبح : اذ اشرق وانار.

ج. ثجلة : . فی ادری الروايات لم تبعه ثجلة. اما لاولیٰ فالثجله عظم البطن واسترخائوه.

شرم ديوان حسان. للبرقوتی ص ۱۴۰.

د. لم تزر:. لم تقصر وفی معنی لم تغبه. وصعلة من قولهم اجل اصعل :صغير الرأس. وهو من اوصاف الحسنة.

ح. الوسيما. الوسامة الحسن و مثلها القسامة ای جميلاً كله كان كل موضع منه اخذ قسما من الجمال.

بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ ہوں

یہ نعت سننے کے بعد ابو معبد نے کہا۔ "ھو واللہ صاحب قریش الذی ذکر لنا من امرہ ما ذکر بمکۃ ۔" (۳۲) (ارے، بخدا یہ تو وہی صاحب قریش ہے، صبح وشام مکہ میں جس کا چرچا ہے)۔

ابن سعد و ابو نعیم از طریق واقدی ام معبد سے نقل کرتے ہیں کہ جس بکری کو رسول کریمؐ نے مس کیا تھا، وہ ہمارے پاس زمانہ رمادہ (ہلاکت) تک رہی اور ہم اس سے صبح وشام دودھ حاصل کرتے تھے، جب کہ قحط سالی کی وجہ سے زمیں پر خاک اڑتی تھی۔ "بقیت الشاۃ التی لمس ضرعھا عندنا حتی کان زمان الرمادۃ زمان عمر بن الخطابؓ و کنا نحلبھا صبوحاً وغبوقاًوما فی الارض قلیل ولا کثیر۔" (۳۳)

ام معبد کی یہ نثری نعت، عہد نبوی ہی نہیں بلکہ دنیائے نعت میں کہے گئے تمام نثری نعتیہ کلام میں، کسی خاتون کا کہا گیا یہ دنیا کا سب سے بہترین واعلیٰ ترین اور خوب صورت ترین نثری نعت کا بے مثل و بے نظیر نمونہ ہے۔ اس کی انفرادیت اور خصوصیت یہ ہے کہ، یہ مدح وثنا، تعریف وتوصیف اور نعت گوئی، ممدوح کو سامنے رکھ کر کی گئی ہے اور جو صفات واوصاف وامتیازات، جو ثنا وستائش، تعریف وتوصیف اور مدح آنکھوں سے دیکھ کر زندہ وکھلی آنکھوں سے بیان ہوسکتی ہے، وہ بلا دیکھے، بند آنکھوں سے ممکن نہیں۔ جب پیکر حسن سامنے ہو تو رنگ چوکھا ہی آتا ہے۔ محبوب، محب کے سامنے ہو تو قلبی وبصری اور سمعی احساسات خود بول پڑتے ہیں اور اگر خیالی تصویروں

پچھلے صفحے کا بقیہ حاشیہ

ت. الاعدج. شدۃ سواد العین .

(ث) .الوطف. طول شعر اشفار العین.

ر.سطع . سطع ای اشراف وطول یقال عنق سطعاً اذا اشرفت وطالت.

ز. الصحل . کالبحۃ یرید انہ لیس بحاد الصوت.

س.الکثاثۃ. یرادبھا کثرۃ اصول اللحیۃ وکثا فتھا وانھا لیست مدقیقۃ ولا طویلۃ.

ش. الزجج. دقۃ شعر الحاجبین مع طولھا والقرن ان یتصل ما بینھما .

ض . البھاء ھنا. حسن الظاھر.

ط. الفصل . الکلام البین، والنزر: الکلام القلیل، والھذر: الکلام الکثیر وارادت ان کلامہ لیس بقلیل فینسب الی العیی ولابکثیر فینسب الی التزید.

ع.ربعۃ. ای مربوع الخلق لا بالطویل ولا بالقصیر کما فسرتھا بعد ذلک وقولہ لاباس من طول قال ابن قیتبۃ احسبہ لا بائن من طول یرید ان طولہ لیس بمفرط ومعنی لایاس من طول لیس یعد من الطول وقولہ ولا تقتحمہ عین من قصر معناہ لا تزدریہ وتحتصرہ، یقال رأیت فلانا فاقتحمتہ عینی: احتقرتہ.

(شرح دیوان حسان للبرقوتی، ص ۱۴۱)

ف: النضرۃ. الحسن و الرونق و بریق النعیم.

ک: یحفون بہ. من حفی بالرجل حفارۃ بالغ فی اکرامہ وقام فی حاجتہ.

ل: محفود. ای خادم، و الحفدۃ: الخدمۃ، و یقال حضرت الرجل، خدمۃ، و محشود، یقال رجل محشود اذاکان الناس یحفون بخدمتہ لان مطاع فیھم، و العابس: اذاکثر کلام الرجل من خرف منھو المفند. و الفند فی الاصل: کذب. و افندتکلم بالفند ثم قالوا للشیخ اذا ھرم قد افند لانہ یتکلم بالمحرف من الکلام، عن سنن الصحۃ.(شرح دیوان حسان،ص ۱۴۲)

اور تصوراتی خاکوں میں رنگ بھرا جائے تو تصویر مصنوعی ہوتی ہے۔

معروف صحابیہ حضرت ام معبدؓ کی یہ نعت چند انفرادیت وخصوصیات کے سبب ممتاز ہے۔

۱۔ آپ تاریخ اسلام کی اولین خاتون صحابیہؓ ہیں، جنہوں نے سرکار علیہ الصلوۃ والسلام کی اولین طویل ترین نثری نعت بیان کی، گوکہ آپ شاعرہ نہیں تھیں، لیکن سراپائے اقدس کو دیکھ کر نعت کہنے پر مجبور ہوئیں۔

۲۔ آپ نے نعت کہنے سے قبل سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سراپا، حسن وکمال، وجہ جمال اور قامت زیبا کا بھرپور عکس اپنے قلب وچشم میں سمولیا۔

۳۔ آپ نے سرکار علیہ الصلوۃ والسلام کا حسن وجمال اور معجزہ کا عملی مشاہدہ فرمایا، جس نے آپ کو نثری نعت کہنے پر اکسایا۔

۴۔ آپ نے سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام وجمال اور جمال وکمال سے اپنی نعت کا وہ مواد اخذ کیا، جس نے آپ کو دیگر صحابیات پر ممتاز فرمایا۔

۵۔ آپ کے اس قدر عالی شان نثری نعت کے مرتبے کو، کوئی نہ پہنچ سکا۔ زبان وبیان، الفاظ وکلام، فکر وتخیل بام عروج کو پہنچے ہوئے ہیں۔ اور جو مشاہدہ آپ نے اس نعت میں تخلیق فرمایا ہے، وہ بلا شبہ دید وشنید کے قابل ہے۔

۶۔ آپ کی نعت تمام صحابیات کی کہی گئی نثری نعوت سے اعلیٰ درجہ رکھتی ہے۔

۷۔ کسی صحابیہ کی یہ اولین طویل تین نثری نعت ہے جو بتیس ٹکڑوں (نثری جملوں) پر مشتمل ہے۔

۸۔ انبیاء علیہم السلام کے بعد جو بات کسی صحابی یا صحابیہ کی زبان مبارک سے نکلے، اس سے بہتر بات یا کلام دنیا میں کسی کا نہیں ہوسکتا۔

اردو ادب کے معروف نقاد ڈاکٹر فرمان فتح پوری لکھتے ہیں۔

''عربی کے اولین نعت نگاروں میں جناب ابو طالب اور ام معبد کے نام آتے ہیں۔ جناب ابو طالب کی نعت منظوم اور ام معبد کی منثور ہے۔ دونوں کی نعتیں عربی ادب کی تاریخ میں خاص اہمیت رکھتی ہیں اور ان کے حوالے، بعد کے اکثر نعت گو شعراء کے یہاں ملتے ہیں۔ ام معبد کا نام عاتکہ بنت خالد ہے اور اس کی نثری نعت کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اسے متعدد عربی شعرا نے منظوم کیا ہے۔ اس کے مواد کو بطور تلمیح اپنے کلام میں صرف کیا ہے اور حضرت حسان بن ثابت نے اس کے حوالے سے پورا نعتیہ قصیدہ کہہ کر اپنے دیوان کو مزین کیا ہے۔'' (۳۴)

عبداللہ عباس ندوی ام معبد کی نثری نعت کے بارے میں یوں رقم طراز ہیں۔ ''جس کی نثر بھی کسی نظم سے

میمونہؓ بنت کروم کی نثری نعت:

حضرت میمونہؓ بنت کروم کہتی ہیں۔

رأیت رسول اللہؐ فمانسیت طول اصبع قدمه السبابة علی سائر اصابعه. (۴۱) (طبرانی و البیهقی)

ترجمہ: میں نے نبی اکرمؐ کا دیدار کیا۔ مجھے حضورؐ کے پاؤں کی انگلیوں میں سے انگوٹھے سے متصل انگلی کی درازی نہیں بھولی۔

ہمدانی عورت کی نثری نعت:

ابواسحٰق ایک ہمدانی عورت سے نقل کرتے ہیں کہ اس نے بیان کیا۔

عن امرأة من همدان قالت: حججت مع النبیؐ قلت لها شبهیه قالت کالقمر لیلة البدر لم ارقبله ولا بعد مثله. (۴۲) (بیهقی)

ترجمہ: ہمدانی عورت نے کہا۔ میں نے حضورؐ کے ساتھ حج کیا۔ ابواسحٰق کہتے ہیں۔ میں نے اس عورت سے کہا، تم مجھے نبی کریمؐ کے نقش ونگار کے متعلق بتاؤ۔ آپ کی مشابہت کیسی تھی؟ اس نے جواب دیا۔ حضورؐ چودھویں کے چاند کی طرح ہیں۔ میں نے آپؐ سے پہلے اور آپؐ کے بعد، آپؐ جیسا کوئی نہیں دیکھا۔

ہند بنت ابی ہالہؓ کی نثری نعت:

ہند بنت ابی ہالہ حضورؐ کی شان میں یوں رطب اللّسان ہیں۔

کان رسول اللہؐ فخماً مضخماً یتلالؤ وجهه وتلالؤ القمر لیلة البدر. (۴۳)

باب ششم:

فصل دوم:

نعتیہ شاعری میں سوانحی، حیاتی اور تاریخی عناصر کا ارتقاء

نعت میں سوانحی، حیاتی اور تاریخی عناصر کا ارتقاء حضور نبی کریمؐ کے عہد میں ہوا اور عہد نبویؐ ہی میں اس صنفِ نو کو عروج حاصل ہوا۔ عہد نبویؐ کی نعوت میں حضور نبی کریمؐ کی مکمل سوانح حیات اور آپؐ کی تاریخ حیات کا مکمل ذکر موجود ہے، جسے آپؐ کے عہد کے شعرائے اسلام نے منظوم و منعوت کیا ہے۔ حضورؐ نبی کریمؐ کی اولین سوانحی تاریخ نعت ہی کی زبان میں بیان کی گئی ہے۔ نعت حضور نبی کریمؐ کی جامع تعریف اور مکمل اوصاف کے بیان کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔ آپؐ کی تعریف وستائش، مدح وثناء، آپؐ کا اسوۂ کامل نعت ہی ذریعے اجاگر کیا گیا ہے، لیکن اس نعت کی ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ یہ "نعت" دنیائے ادب کی وہ اولین صنف ہے جس میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی سوانحی، حیاتی تاریخی، معاشی، سماجی، معاشرتی عناصر کا مکمل تذکرہ پایا جاتا ہے اور یہ اعزاز دنیا کی کسی اور ہستی کا حاصل نہیں ہے۔ آپؐ کے عہد میں رونما ہونے والے تمام سوانحی وحیاتی حالات و واقعات وسانحات بشکل نظم، نعت کی صورت، نعت کی زبان میں آج تک موجود ومحفوظ و مامون ہیں۔ نعتیہ ادب میں آپؐ کے سوانحی وحیاتی خاکے نثری ادب سے زیادہ مضبوط و مستحکم اور توانا ہیں، جو آج (پندرہ سو سال) کا طویل ترین عرصہ گزر جانے کے باوجود اہل عالم کے کے لیے مشعل راہ ہیں۔ حضور نبی کریمؐ کے سوانحی، حیاتیاتی، معاشی، سماجی، معاشرتی عناصر کے تذکار پر مشتمل نعت کی اولین کتاب قرآن کریم فرقان حمید ہے۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل آزاد فتح پوری لکھتے ہیں۔

"نعتوں میں حضورؐ کی مکمل سوانح حیات موجود ہے۔ کوئی بھی نعت ایسی نہ ملے گی جو آپؐ کی حیات مقدسہ کے کسی گوشہ پر صراحتہً یا کنایۃً روشنی نہ ڈالے۔ نعتوں میں سوانحی حیاتی عناصر بالتفصیل محفوظ ہیں۔ تمام عالم کی صغیر و کبیر ہستیوں میں سے ایک ہستی بھی ایسی نہ ملے گی، جس کی زندگی کا ایک ایک جزئیہ اشعار میں محفوظ ہو۔"

(۴۴)

شعرائے نعت نے بالخصوص نعت گویان صحابہؓ نے حضورؐ کا مکمل سوانحی وحیاتی خاکہ، مکمل شجرۂ خانوادہ اور آپؐ کے جملہ اسمائے گرامی خواہ وہ کتب سابق میں مذکور ہوں یا صحف سماوی میں، قرآن کریم کے عطا کردہ ہوں یا ملائکہ و اجنہ وانسان کے، ان تمام اسمائے مبارکہ اور ان کے معانی و مطالب کو اور ان تمام معمولی و غیر معمولی،

چھوٹے سے چھوٹے اور بڑے سے بڑے واقعات وحادثات وسانحات کو، جو آپ کی حیات وذات مبارکہ سے متعلق ہوں، دامن نعوت میں محفوظ ومحصور کرلیا ہے، گویا نعت آپ کی منظوم تاریخ حیات ہے جو نثری تاریخ سے زیادہ وقعت ووسعت اور معنویت وجامعیت رکھتی ہے اور نعت ہی وہ پہلا اور بنیادی مآخذ ہے، جس سے آپؐ کے سراپا وتاریخ حیات کا پتا چلتا ہے۔ یہ بھی آپ کی ذات اقدس کا زندہ معجزہ ہے کہ آج تک کسی بڑے سے بڑے شخص کی حیات کے واقعات وحالات اتنے جامع ومفصل انداز میں منظوم نہیں کئے گئے کہ اس کی زندگی کے تمام پہلو نمایاں ہو گئے ہوں۔ یہ شرف وعزت، مقام ومرتبہ محض آپ کی ذات بابرکات کو حاصل ہے کہ آپ کی حیات طیبہ کے نقوش اطہر، ڈیڑھ ہزار سال کا طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود من وعن منظوم حالت میں، بشکل نعت موجود ہے اور آپؐ کے حیات مقدسہ کے پل پل کی خبر دیتی ہے۔

شعرائے اسلام نے آپؐ سے متعلق ماقبل ومابعد آپ کے تمام تر حالات وواقعات، آپ کی ولادت و وصال، آپ کی رضاعت وبعثت، تمام احوال وکوائف، آپ کی نبوت ورسالت، فصاحت وبلاغت، خطابت و شجاعت، بہادری وجرأت، محبت والفت، عزت وعظمت، پند وموعظت، اخلاق اعلیٰ، اوصاف حسنہ، خصائل حمیدہ، شمائل جمیلہ، آپؐ کے اسفار ومعراج، ہجرت وغزوات وسرایا، حیات رزم وبزم کے واقعات، آپ کی عادات شریفہ، حسن اخلاق، آپ کی شرافت وصداقت، لیاقت ودیانت، امانت واعانت، سخاوت وجود وعطا، صلہ وعنایت، شفقت ورحمت، مروّت واخوت، آپؐ کے مستقل مزاجی، خوش روئی، خوش خَلقی وخوش خُلقی، آپؐ کے علم وحلم وعفو ودرگزر، آپ کی نجابت ونیابت، آپؐ کے حسن وجمال، خوش طبعی، خوش رفتاری، خوش گفتاری، خوش اطواری، خوش وضعی، آپؐ کے سراپائے اقدس، تن مبارک، جسم اطہر، رخسار مبارک، گیسوئے مبارک، موئے مبارک، صدر مبارک، قد وقامت اطہر، دست اقدس، پائے اقدس، لب مبارک، دہن مبارک، چہرۂ انور، پیشانی مقدس، عینین مکحل، شفتین اکمل، کف دست اقدس، کف پا، اصابع مبارک، بینی اطہر، خانگی معاملات، ازواج مطہرات، آپؐ کے مشروبات وماکولات، عزم واستقلال، صبر وقناعت، عبادات واذکار وافکار وافعال کریمہ، ملبوسات، جذبات واحساسات، لطف وکرم، عنایات ومہربانیاں اور قہر سامانیاں، آپ کی ادبی نگارش، نقد وتبصرہ، ذوق شعری، شعر فہمی، شعر پڑھنا، معجزات وخوارق عادات، واقعات رجعت شمس وشق القمر، اصنام واشجار واحجار، ذرات ووحوش ودرند وغنائم، کا تکلم کرنا، کلمہ پڑھنا، شہادت دینا، سلام بھیجنا، اہل وعیال واقرباء سے تعلقات آپ کی خصوصیات نبوت اور اعجازات نبویؐ، آپ کا طرز تکلم، طرز تبسم، آپ کا علم غیب، آئندہ کی پیش گوئی وپیش بندی، خصوصیات شہر مکہ ومدینہ، ان کا حدود اربعہ، تاریخی وجغرافیائی حالات، روضۂ اطہر، سنگ در، قبر انور، خاک تربت، سنہری جالیاں وگنبد خضراء، ہجر ووصال، غرض یہ کہ آپؐ سے منسوب ایک ایک ذرے کو اس شکل میں منظوم

کیا ہے کہ آج تک ایسی منظوم تاریخ کسی شخصیت یا کسی اور دور کی نہیں ملتی۔ یہ تمام کارہائے نمایاں آپؐ کے عہد تاباں کا زریں باب ہے، جو کہ آج ''عہد نبویؐ کی نعتیہ شاعری'' کے عنوان سے تاریخ میں مرقوم ہے۔

یہ خاصہ محض سرکار دو عالم کو حاصل ہے کہ آپؐ سے قبل جو ایک لاکھ تیئیس ہزار نو سو ننانوے انبیائے کرام تشریف لائے اور انہوں نے طویل ترین عمریں پائیں اور لمبے لمبے عہد گزارے، صدیوں پر محیط عرصہ تک تبلیغ کرتے اور تعلیم توحید دیتے رہے، لیکن ان میں سے کسی ایک کی مکمل تاریخ منظوم تو منظوم، منثور بھی نہیں ملتی، جس سے ان کے اپنے اور ان کے دور کے تاریخی، سوانحی، معاشرتی و سماجی حالات و واقعات کی تفصیل مہیا ہو سکے، حتیٰ کہ ان انبیائے کرام کے بشری خاکے بھی پوری طرح سے محفوظ نہیں اور نہ ہی ان کے کارہائے نمایاں مذکور ہیں اور وہ بھی چند ایک کے، اکثر کے محض اسمائے گرامی صحف سماوی میں مذکور ہیں۔ ان کا خاندانی پس منظر، ان کی عادات واخلاق، ان کے علم وحلم، عبادات وریاضت، ان کا حلیہ وسراپا و دیگر پہلوئے حیات کی کوئی تفصیل مہیا نہیں اور جن کی ہے، ان میں بھی شکوک وشبہات وتضادات ہیں، گویا اس تناظر میں ہم بہ بانگ دہل یہ کہہ سکتے ہیں کہ الحمدللہ! نعت گوئی اس لحاظ سے ایک زندہ معجزہ ہے، حضور نبی کریم کا، جس سے ہمیں آپؐ کے اول وآخر، ماقبل از اسلام و مابعد کے حالات و واقعات کا پتا چلتا ہے۔ نعت آپ کی سوانح عمری ہے، جو نعت گویان نے مرتب کی ہے اور اس تربیت کا ذریعہ قرآن کریم اور ذات مصطفیٰ کریمؐ ہے۔

ڈاکٹر اسمٰعیل آزاد لکھتے ہیں۔ ''سرور کائناتؐ سے پہلے لاتعداد انبیائے کرام اور رسل عظام آئے، شعر تو شعر، نثر میں بھی ان کے اہم واقعات اور سوانح محفوظ نہیں۔ اگر قرآن شریف سے قطع نظر کر کے دیکھا جائے تو کسی ایک فرد کا صحیح نام اور اس کی صحیح تعلیم بھی نہیں معلوم کی جا سکتی۔ نہیں بتلایا جا سکتا کہ وہ کہاں پیدا ہوئے۔ ان پر کون کون سے صحیفے نازل ہوئے۔ انہوں نے کیا کیا کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ ان کے تعلقات خاندانی اور قومی کیا تھے، کن کن سے جہاد کیا، کیا کیا مشقتیں اٹھائیں، کہاں وفات پائی۔ ان کے اخلاق وصفات کیسے تھے۔ اٹھنے، بیٹھنے، سونے، جاگنے کے کیا اصول تھے۔ عورتوں، بچوں اور گھر والوں، نیز اہل محلّہ اور شہر والوں سے ان کا سلوک کیسا تھا، وغیرہ؟ سوالات کے جواب ڈھونڈنے اور تلاش کرنے پر بھی نہ مل سکیں گے اور انبیاء و مرسلین کو چھوڑیئے، حضرت عیسیٰؑ ہی کو لے لیجیے، آج ان کے نام لینے والوں کی تعداد کس قدر کثیر ہے، زمین کے اکثر حصے ان ہی کے قبضے میں ہیں، جن کی تحقیق اور علمی ذوق کا یہ عالم ہے کہ زمین کے طبقات کھود کھود کر ہزاروں سال کی گم شدہ چیزیں اور نامعلوم تہذیب وتمدن برآمد کر رہے ہیں اور صدیوں کے پوشیدہ احوال وکوائف دریافت کر لیے ہیں۔ چاند پر اپنی کمند تفتیش پھینک چکے ہیں۔ مریخ پر جانے کی تیاریاں ہیں۔ اپنی مشینیں بھیج کر مٹی منگوا کر تحقیقی کام کے ذریعے مریخ اور وہاں کے مخفی اسرار کا جائزہ لینے کے لیے کوشاں ہیں، مگر افسوس حضرت مسیحؑ کو ''خدا کا

بیٹا'' کہنے والوں کو ان کے حالات معلوم کرنے میں جو سخت ناکامی ہوئی، وہ ہمیشہ عیسائی دنیا کے لیے حسرت ناک مناظر پیش کرتی رہے گی اور اب تو امریکی نقاد انجیل کے متفرق اور مختلف تعلیمات کو دیکھ دیکھ کر کھلے لفظوں میں حضرت مسیحؑ کے وجود مسعود ہی پہ شک کرنے لگے ہیں، بہر حال حضرت مسیحؑ کی الہامی کتاب انجیل مرتب کرنے والوں میں سے جو چار مستند مراتب مانے گئے ہیں، ان میں سے کسی ایک نے بھی حضرت مسیحؑ کو نہیں دیکھا، بلکہ کم از کم ۶۰ء کے بعد انہوں نے ترتیب انجیل کی خدمات انجام دیں۔ اس کو سامنے رکھ کر اگر غور سے دیکھا جائے تو موجودہ اناجیل اور اس کی صداقت کا کیا مرتبہ رہ جاتا ہے۔ اس لحاظ سے بھی پیغمبر اسلام کی سوانح حیات اور سیرت سب سے زیادہ مکمل ہے۔ (۴۵)

تاریخ عالم شاہد ہے کہ دیکھے اور بلا دیکھے کی تعریف روشنی اور تاریکی کی طرح ہے۔ جس طرح کھلی آنکھ اور بند آنکھ کا فرق ہے، بینا و نابینا کے کلام میں تضاد ہوتا ہے، جو کچھ سامنے دیکھ کر، مشاہدہ و معائنہ کی روشنی میں بیان کیا جا سکتا ہے، بے دیکھے ممکن نہیں، اسی لئے حاضر کے مقابل غائب کی شہادت باطل ہوتی ہے، بعینہ یہی معاملہ حضور نبی کریمؐ اور انبیائے سابقین کا ہے۔ ان کے بارے میں جو کچھ قرآن کریم نے فرمایا، وہ حق اور سچ ہے، اور جو کچھ ان کے حواریین، مرتبین و مؤلفین نے بیان کیا، وہ گپ ہے، کیوں کہ ان کی ہاں کوئی ایسی منظوم و منثور تاریخ مرتب و منظم نہیں ہوئی جس کے عینی شواہدین موجود ہوں، لیکن قرآن تو خود ایک منظم جغرافیائی تاریخ بھی ہے اور شخصیات کا انسائیکلوپیڈیا بھی۔ یہ ام الکتاب ہی نہیں، ام التواریخ بھی ہے۔ یہ اپنی سچائی کا اعتراف ان الفاظ کرتا ہے۔

ذالک الکتاب لاریب فیه. (۴۶)

ترجمہ: وہ بلند مرتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک کی گنجائش نہیں۔ (۱)

ایک مقام پر ارشاد فرمایا۔

انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون (۴۷)

قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ اس بات پر دال ہے کہ رب ذوالجلال نے قرآن کے علاوہ کسی اور کتاب کی حفاظت کا ذمہ نہیں لیا۔ جس کی حفاظت وہ حی القیوم، خیر الحافظین کرے، اس کو مٹانے والا کون؟ اور اس میں ترمیم و تنسیخ کرنے والا کون؟ سوا اس کے کہ جس نبی کو اس نے یہ اذن دیا۔

ڈاکٹر اسمٰعیل آزاد کہتے ہیں۔ ''نبی کی ذات کے علاوہ صحیفۂ کائنات میں کوئی ایک شخصیت بھی ایسی نہیں ہے کہ تاریخ اپنی صداقت کے دائرے میں اس ذات کے متعلق معمولی معمولی جزئیات کو محفوظ رکھے ہو۔'' (۴۸)

(الف) کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن، ص ۳

نعت میں سوانحی، تاریخی اور حیاتی تذکار کی ابتداء اسلام سے ہوئی اور اس سلسلے میں شعرائے نعت نے حضورؐ کے بھرپور تذکرے لکھے۔ عہد نبویؐ میں اس کے مکمل اور جامع نقوش ملتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد اکبر ملک لکھتے ہیں۔ ''آنحضرت کی بعثت نے عرب معاشرے میں زبردست انقلاب برپا کر دیا۔ آپؐ کی ذات اقدس عرب شعراء کے لئے مرکزی موضوع بن گئی۔ عرب کے وہ لوگ جو قبل از اسلام اپنی مدحیہ شاعری میں اپنے خاندانوں اور قبیلوں کی مدح کیا کرتے تھے، اسلام لانے کے بعد ایسے اصحاب اسلام اور مسلمان کی شان میں شعر کہنے لگے، اس طرح ان کی مدحیہ شاعری دعوت اسلام اور مدافعت اسلام میں کام آنے لگی۔ اس کے علاوہ ان شعراء نے آنحضورؐ کے ساتھ محبت عقیدت کا اظہار اور سیرت پاکؐ کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ بھی نعتیہ شعر و شاعری کے ذریعے کیا۔ انہوں نے کفار کے رد میں، نبی اکرمؐ کے اعلیٰ حسب ونسب اور کردار وصفات کی مدح میں جو نظمیں لکھیں، انہیں عربی نعت کے اولین نمونوں میں شمار کیا جاتا ہے۔'' (۴۹)

آپ ایک مقام پر لکھتے ہیں:

''عربی کے اس ابتدائی سرمایۂ نعت کے مطالعے سے ہمیں آنحضورؐ کی حیات پاک اور اس دور کے عرب معاشرے کے بارے میں معلومات ملتی ہیں۔ اس میں آپؐ کی سیرت طیبہ کی ستائش وثناء، جمال ظاہری، امانت و دیانت، شجاعت و بسالت، اخوت ومحبت، رحمت وشفاعت، جود وسخا، فضل وعطا، ایثار واحسان، حلم و بردباری، عفو و درگزر، شرافت، صداقت، عدالت جیسے اعلیٰ اوصاف اور اخلاق حمیدہ کا بیان، آپؐ کے خاندان، آباء واجداد کی اور اصحاب وآل کی مدح، دوسرے پیغمبروں کے مقابلے میں آپؐ کی فضیلت کا بیان اور اس کے ساتھ ساتھ عقائد اسلام، تحریک اسلام، قرآن کریم، تبلیغ کے لیے آپ کی مساعی جمیلہ اور آپؐ کے غزوات اور معجزات کا تذکرہ ملتا ہے۔'' (۵۰)

حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب کی سوانحی اور تاریخی نعت:

عم رسول، حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب اولین شاعر اسلام ہیں جنہوں نے حضورؐ کی پہلی سوانحی، حیاتیاتی اور تاریخی نعت کہی۔ اس نعت میں ابتدائے آدمؑ سے آپ کی ولادت تک، منتقلی نور مصطفےٰؐ کا اجمالی خاکہ پیش کیا گیا ہے جو بہت سے اوراق تاریخ کو الٹتا پلٹتا تاریخ اسلام تک پہنچتا ہے۔ جنت سے نکالے جانے کے بعد زمین پر حضرت آدمؑ ستر پوشی کے لیے جب پتوں کا استعمال کرتے تھے تو اس وقت بھی نور مصطفےٰؐ جبین آدمؑ میں ایک پاکیزہ نور کے بطور تاباں تھا اور جب عالم تمام کشتی نوح پر پر سوار تھا اور اہل فرش طوفان نوحؑ میں غرق ہو رہے تھے، اس وقت بھی نور مصطفےٰؐ جبین نوحؑ میں فروزاں تھا اور جب حضرت ابراہیمؑ کو نار نمرود میں پھینکا جارہا تھا، اس

وقت بھی نورِ مصطفیٰؐ جبین جلیل میں روشن تھا اور جب آپؐ ولادت ہوئی تو اس نور سے سارا عالم منور ہوگیا۔ ملاحظہ ہو نعتِ حضرت عباسؓ، جو غزوۂ موتہ سے واپسی پر آپؐ کے روبرو پیش کی گئی اور حضورؐ نے نہایت خوشی سے اسے سماعت فرمایا اور آپ کو دعائے خیر دی۔

من قبلها طبت فی الظلال وفی مستودع حیث یخصف الورق

ترجمہ: یارسول اللہؐ، آپ اپنے آباء و اجداد کی اصلاب وارحام میں اس وقت سے پاکیزہ رہے جب سے آدمؑ جسم پر پتے لپیٹتے تھے۔

ثم هبطت البلاد ولا بشر انت ولا مضغة ولا علق

پھر آپ شہروں میں اس شان کے ساتھ آئے کہ اس وقت آپؐ نہ انسانی جسم میں تھے اور نہ مضغہ تھے اور نہ جما ہوا خون۔

بل نطفة ترکب السفین وقد الجم نسرا و اهله الغرق

بلکہ آپ بصورت نطفہ تھے اور اس کشتی میں سوار تھے جب کہ کوہِ نسر اور اس کے رہنے والے غرقاب ہو رہے تھے۔

تنقل من صاحب الیٰ رحم اذا مضی عالم بدا طبق

آپؐ صلب سے رحم کی طرف منتقل ہوتے رہے، جب کہ ایک جہان دنیا سے رخصت ہو جاتا اور دوسرے ان کی جگہ پیدا ہوتے رہے۔

وردت نار الخلیل مستتراً فی صلبه انت کیف یحترق

آپؐ حضرت خلیلؑ کے صلب میں پوشیدہ ہوکر نارِ نمرود میں اترے، جب آپؐ ان کی صلب میں تھے تو وہ آگ انہیں کیسے جلاتی؟

حتیٰ احتوی بیتک المهیمن من خندف علیاء تحتها النطق

یہاں تک کہ آپ کو اس شرف نے جو آپؐ کے فضل پر شاہد ہے، اس اعلیٰ شرف کو گھیر لیا جو ذی نسب خندف سے ہے اور اس کے تحت نطق یعنی بلندیاں یا قبائل ہیں۔

وانت لما ولدت اشرقتِ الی ارض وضاءت بنورک الافق

اور آپ کی شان یہ ہے کہ جب آپؐ پیدا ہوئے تو زمین روشن ہوگئی اور آپ کی شعاعِ نور سے افق آسمان منور اور روشن ہوگیا۔

فنحن فی ذلک الضیاء و فی النور و سبل الرشاد تخترق (۵۱)

اب ہم اس روشن، اس نور اور ہدایت کے راستے میں رواں دواں ہیں۔

نسبِ نبویؐ اور قصیدۂ ابن عباسؓ:

حضرت نبی کریمؐ پاکیزہ و منزہ و مطہر نسب تھے۔ آپؐ اشرف الانساب تھے۔ آپؐ کا سلسلۂ نسب طاہر و طیب ہے، جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ کی روایت میں ہے۔

واخرج ابن ابی عمر العدنی فی سنده عن ابن عباس ان قریشاً کانت نوراً بین یدی الله تعالیٰ قبل ان یخلق آدم بالفی عام یسبح ذلک النور و تسبح الملائکة بتسبیحه فلم خلق

الله آدم القی ذلک النور فی صلبه قال رسول اللهؐ فاهبطنی الله الی الارض فی صلب آدم و جعلنی فی صلب نوح و قذف بی فی صلب ابراهیم ثم لم یزل الله ینقلنی من الاصلاب الکریمة و لا رحامه الطاهرة حتی اخرجنی من بین ابوی لم یلتقیا علی سفاح قط. (۵۲)

ترجمہ: ابن عمر عدنی نے اپنی مسند میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضرت آدمؑ کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے قریش نور تھے۔ وہ نور خدا کی تسبیح کرتا تھا اور فرشتے تسبیح میں موافقت کرتے تھے، پھر جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو پیدا فرمایا تو اس نور کو ان کے صلب میں ودیعت فرما دیا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے آدمؑ کے صلب میں زمین پر اتارا۔ اس کے بعد صلب نوحؑ میں رکھا اور اس کے بعد صلب ابراہیمؑ میں، اسی طرح اللہ تعالیٰ مجھے پاکیزہ اصلاب اور مطہر ارحام میں منتقل فرماتا رہا۔ یہاں تک کہ مجھے اپنے والدین کے ذریعے ظاہر فرما دیا۔ میرے اجدادی سلسلے میں کوئی ایک مرد و عورت بھی رشتۂ مناکحت کے بغیر قریب نہیں ہوئے۔

حضرت عباسؓ نے اس حدیث کو بنیاد بنا کر آپؐ کی شان میں یہ قصیدہ کہا، جس میں آپؐ کی صلبی و نسبی خصوصیات کا ذکر کیا گیا۔

نور نبوت اور قصیدۂ عم رسولؐ حضرت ابن عباسؓ:

سیرت حلبیہ میں ہے۔

وروی ابن سعد ان رسول اللهؐ قال رأت امی حین و ضعتنی سطع منها نور اضاءت له قصور بصری و فی روایة انها قالت لما و ضعته خرج معه نور اضاء له مابین المشرق و المغرب فاضاء ت له قصور الشام و اسواقها حتی رایت اعناق الابل ببصری.(ا)

(ا)............................(ب) و الیٰ هذا النور یشیر عمه العباسؓ بقول فی قصیدته التی امتدح بها رسول اللهؐ عند رجوعهؐ من غزوة تبوک و قد قال له فی مرجعه من تلک الغزوه یا رسولؐ ارید ان امتدحک فقال رسول اللهؐ قال لا یفضض الله فاک فقال قصیدة منها. (۵۳)

ترجمہ: ابن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جب میری ولادت ہوئی تو ایسا نور پھیلا کہ میری والدہ نے بصریٰ کے محلات دیکھ لئے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جب میری ولادت ہوئی تو ایک نور کا شعلہ برآمد ہوا اور ایسی روشنی پھیلی کہ مشرق و مغرب روشن ہو گئے اور میری والدہ نے شام کے محلات اور بازار یہاں تک کہ بصریٰ کے اونٹوں کے گلے میں پڑے ہوئے پٹوں کا بھی نظارہ کیا۔............................ اسی نور کی طرف آپؐ کے چچا حضرت عباسؓ نے اپنے اس قصیدے میں اشارہ کیا ہے جو حضورؐ کی شان میں اس وقت لکھا تھا جب آپؐ نے غزوۂ تبوک سے (فتح حاصل کر کے) واپس

(الف) علامہ سیوطی نے الخصائص الکبریٰ، الجزء الاول، باب ماظھر فی لیلۃ مولدہؐ من المعجزات والخصائص، ص ۷۸، ۷۹ پر اس طرح کی کئی احادیث کریمہ ذکر کی ہیں۔

(ب) بسبب طوالت عبارت حذف کی گئی۔

تشریف لائے تھے۔اس غزوہ سے آنحضرتؐ کی واپسی پر حضرت عباسؓ نے آپؐ سے عرض کیا۔یا رسول اللہؐ میں آپؐ کی شان اقدس میں ایک قصیدہ لکھنا چاہتا ہوں۔آپؐ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ تمہارے دانتوں کو سلامت رکھے، پھر حضرت عباسؓ نے یہ قصیدہ کہا۔

حلیہ شریف بزبان حضرت علیؓ:

حضورؐ کا حلیۂ مبارک، بشری خاکہ، اسوۂ حسنہ اور شمائل مبارک کو ہر دور، ہر زمانہ میں، ہر زبان کے شاعر نے نظم کیا ہے اور ہر ایک کی سعی بلیغ یہ رہی ہے کہ آپؐ کے حلیہ مقدسہ کے بیان میں سرِمُو فرق نہ آنے پائے۔ان شعراء نے آپؐ کے مختلف اعضائے مبارک کی اصل ہیئت وحقیقت کو تشبیہات واستعارات حقیقی کے ذریعے قریب الفہم کرنے اور اس میں شعریت وحقیقت کی جھلک دکھلانے کے لئے فصاحت وبلاغت کے عظیم جوہر دکھلائے۔۔اس سلسلے میں آپؐ کے خصوصی تربیت یافتہ خلیفہ وجانشین، جاں نثار وجاں سپار، حضورؐ کے دامن سے وابستہ، آپؐ کے پروردہ اور آپؐ سے تعلیم یافتہ، آپؐ سے فیض یافتہ، پرتو رسولؐ، خاوند بتولؓ حضرت سیدنا امیر المومنین علی ابن ابی الطالب (کرم اللہ وجہہ الکریم) آپؐ کے سب سے بڑے ناعت ہیں۔آپ نے ستاون اشعار پر مشتمل حلیہ شریف منظوم کیا ہے، جو آپؐ کے سوانحی خاکہ کا ایک جز ہے۔آپؐ کے بعد ایسی تاریخی نعتیہ سوانحی بشری خاکہ کسی نے مرتب نہیں کیا۔یہ عہد نبویؐ میں کہی گئی ایک تاریخی نعتیہ شاہ کار ہے، جس میں حضور نبی کریمؐ کے اعضائے جسمانی کے ہر پہلو پر عرق ریزی کی گئی ہے۔

حضرت علیؓ کی نعتیہ شاعری، عہد نبویؐ کی نعتیہ شاعری کا وہ نقش اول ہے جس کی تابنا کی وتابانی آج بھی روز اول کی طرح خیرہ ومنور ہے۔آپؐ نے چھوٹی چھوٹی بحور میں حضور نبی کریمؐ کا سراپا بیان کیا ہے۔چوں کہ حضرت علیؓ نے حضورؐ کے سایۂ عاطفت، دست شفقت، آپؐ کی محبت والفت اور آپؐ کے زیر سایۂ دامن اطہر میں پروان چڑھے۔آپ حضورؐ کے نقش قدم پر چلنے والے، اطاعت وفرماں برداری اور آپؐ کے قریب ترین رازداروں میں اولین تھے اور آپؐ کی عادات واطوار، شمائل وخصائل واسوہ کے عینی شاہد بھی، گھرانے کے فرد ہونے کی حیثیت سے حضورؐ کو نہایت قریب سے دیکھا، سفر وحضر میں بھی ساتھ رہے، اس لیے آپ نے حضورؐ کی حلیہ نویسی میں اپنی دقّت نظری اور ژرف نگاہی کے جابجا عمدہ واعلیٰ نمونے فراہم کیے ہیں۔

حضرت علیؓ بڑے مشاق نعت گو شاعر تھے اور آپؐ نے حضورؐ کی شان میں نہایت عمدہ اشعار رقم فرمائے ہیں۔"دیوان علیؓ" اس بات پر دال ہے، جس میں آپ کا نعتیہ کلام یکجا کیا گیا ہے۔آپ کو تشبیہات واستعارات کے استعمال پر ملکہ حاصل تھا اور آپ ایسی حقیقت کو سامنے لاتے تھے جس کی نظیر ممکن نہ ہو۔آپؐ ایسے دیدہ وبینا، شاہد وناظر وحاضر شاعر نعت تھے جو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں، روئے روشن کو سامنے رکھ کر شعر کہتے

تھے۔آپ کے بیان کردہ قصیدۂ حلیہ شریف میں حضورؐ کے حسن و جمال، جسم اقدس، قدم مبارک، موئے مبارک، لون مبارک، چہرۂ انور، صدر مبارک، ناف مبارک، مونڈھے شریف، دست اقدس، گوش مبارک، چشمان مبارک، ابروئے مبارک، جود وسخا، جبین مبارک، قلب مبارک، بنی مبارک، لحی مبارک، رخسار مبارک، دہن مبارک، دندان ہائے مبارک، عنق مبارک، رفتار مبارک، وضع وقطع، آخر میں حضورؐ کے لیے دعائے صحت فرمائی ہے۔

اس طویل قصیدۂ نعت کے ہر بند میں تین مصرعے ہیں، پہلے دو مصرعے ہم قافیہ ہیں اور ہر بند کا مصرع ثالث مکرر ہے۔ یہ نعت کریمہ بشکل مثلث ترجیع بند ہے۔ اس قصیدۂ علیؓ کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں حضرت علیؓ نے اپنا تخلص ''ہاشمی'' بیان کیا ہے۔ آپ اپنے قصیدۂ نعت میں ملاحت وحسن و جمال مصطفےٰؐ میں یوں لب کشاں ہیں۔

قرن الملاحة طینه — والحسن صار قرینه
ملاحت آنحضرتؐ کی سرشت میں ملی ہوئی تھی — اور حسن و خوبی سرکار کائناتؐ میں پیوست ہے

صلی علیه الهنا
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو

صاد القلوب جماله — شاع الافاق جلاله
ان کے حسن و جمال نے سب کے دلوں کو شکار کرلیا ہے — تمام عالم میں ان کی بزرگی مشہور ہے

صلی علیه الهنا
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو

والبدر یقصر نوره — اذا ما استبان ظهوره
اور چاند چودھویں رات کا اپنے نور میں کمی کرتا تھا — جس وقت آنحضرتؐ کا نور جلوہ ظہور فرماتا تھا

صلی علیه الهنا
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو(۵۴)

آپ حضورؐ کے جسم اقدس اور قامتِ زیبا کے بارے میں یوں فرماتے ہیں۔

مربوع قد کانه — والله اعظم شانه
جسم اقدس آں سرور کائناتؐ کا میانہ تھا — اوراللہ جل شانہٗ نے ان کا رتبہ نہایت بلند کردیا تھا

صلی علیه الهنا
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو

لکن یطاول جاره　　والله اعظم شانه
لیکن آنحضرتؐ اپنے پاس والے سے دراز قد معلوم ہوتے تھے　　اور آنجنابؐ دریائے سخاوت کے بہانے والے تھے

صلی علیہ الہنا
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو

اذ ما یماشیہ احد　　قد کان یعلیہ الصمد
جس وقت آنحضرتؐ کے ہمراہ ہو کر کوئی چلتا تھا　　یقیناً اللہ بے نیاز آں جناب کے قد کو اس سے بلند کر دیتا

صلی علیہ الہنا
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو

والعظم کان لھامتہ　　والحسن کان لقامتہ
اور عظمت و بزرگی کے آثار ان کے چہرے پر نمایاں تھے　　اور حسن و خوبی ان کے قامتِ زیبا پر ختم تھی

صلی علیہ الہنا(۵۵)
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو

حضرت علی نے موئے مبارک کو شب تاریک سے تشبیہ دی ہے، ان کے خم دار اور گھونگھریالے ہونے کا ذکر کیا ہے۔ شانوں پر پڑے رہنے اور گوش مبارک سے تجاوز نہ کرنے کا ذکر کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

کاللیل سود شعرہ　　فاض العجائب بحرہ
موئے مبارک کے شب تاریک کے مانند سیاہ تھے　　ان کی دریادلی نے عجیب وغریب امور کا اضافہ فرمایا تھا

صلی علیہ الہنا
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو

شعر الحبیب تکثر　　رجلاً ملیحاً فی الورٰی
موئے مبارک محبوب خدا کے کثرت سے تھے　　خمدار اور ملیح تمام مخلوق سے

صلی علیہ الہنا
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو

شعرُ مشیط لا قطط　　سود وّدود لا سبط
موئے مبارک آنحضرت کے شانے کٹے ہوئے تھے نہ پیچیدہ　　موئے مبارک سیاہ اور محبوب دلہا گھونگروالے تھے لانبے

صلی علیہ الہنا
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو

اذمـــــا يــوفـــر جـمـتـــه لـيـسـت لـجـاوز شـحـمـتـه
جس وقت یوفرہ (بال نرمہ گوش تھے) تو وہ نرمۂ گوش مبارک سے
آنحضرتؐ اپنی موئے مبارک لٹکی ہوؤں کو تجاوز نہیں کرتے تھے

صـلّـــی عـلـيـــه الـهـنـــا (۵۶)
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو

حضرت علیؓ نے حضور نبی کریمؐ کے رنگ انور، وجود مبارک، رأس مبارک، چہرۂ انور، موئے مبارک کی حدود کا نقشہ اس خوب صورت پیرائے میں کھینچا ہے۔

قـد كـــان ازهـــر لـونـــه وهــو الـمـبـــارك كـونـهُ
بے شک رنگ مبارک آنحضرتؐ کا روشن تھا اور وجود باجود آپ کا تمام خیر وبرکت تھا

صـلّـــی عـلـيـــه الـهـنـــا
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو

عـظـمـت ر ءوس عـظـامـه كـبـرت وجـوه مـرامـه
بزرگ تھے سرہائے استخوانِ مبارک آنحضرتؐ کے چہرہ ہائے مبارک آنحضرتؐ کے عظمت والے تھے

صـلّـــی عـلـيـــه الـهـانـــا
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو

كـالـخـط تـجـری شـعـره اعـلـــیٰ حـدود نـحـره
خط مستقیم کے مانند موئے مبارک سرور کائناتؐ کے رواں تھے فوقانی جانب ان کے حدود کی پیش سینۂ مبارک آنحضورؐ کی تھی

صـلّـــی عـلـيـــه الـهـنـــا
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو

اسـفـل حـدودِه سـرة لـلـنـاظـريـن مسـرة
تحتانی جانب ان کے حدود کی ناف مبارک تھی ناظرین کے لیے مشاہدہ کرنا ان کا مسرت تھا

صـلّـــی عـلـيـــه الـهـنـــا (۵۷)
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو

آپ نے قصیدۂ ہٰذا میں حضورؐ کے دوش مبارک اور صدر مبارک کا ذکر بڑے دل نشیں انداز میں کیا ہے۔ آپ کہتے ہیں حضورؐ کا صدر مبارک، موئے مبارک کے سبب مزین تھا اور آپ کے سینۂ اقدس کے مابین موئے مبارک کی پتلی سی لکیر تھی اور یہ کہ آپؐ کے شانۂ اقدس موئے مبارک سے مزین تھے۔ آپ فرماتے ہیں۔

الـمـنـكـبـان و صـدره عـرضـت ورفـعـت قـدره
دونوں دوش اور صدر مبارک آنحضرتؐ کے وسیع تھے اور ہر ایک کی قدر و منزلت اللہ سبحانہ کے نزدیک بلند تھی

صلّے علیہ الٰہنا
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو

بالشعر زین صدرہ لا کلہ بل صدرہ
موئے مبارک کی وجہ سے صدر مبارک مزین تھا کل نہیں بلکہ درمیانی حصہ صدر مبارک کا

صلّے علیہ الٰہنا
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو

ایضاً ذراعاہ بہ والمنکبان بسرہ
نیز دونوں بازو آنحضرتؐ کے موئے مبارک کی وجہ سے مزین تھے اور ہر دو گوش نبویؐ موئے مبارک سے نہایت موزوں و مزین تھے

صلّے علیہ الٰہنا(۵۸)
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو

حضرت نبی کریمؐ کی چشمان مبارک کی مدح اللہ رب ذوالجلال نے قرآن کریم میں "مازاغ البصر" (۱) کہہ کر فرمائی۔ عہد نبویؐ کے شعرائے کرام نے اس موضوع کو اظہار خیال بنایا ہے۔ اور حضرت علیؓ نے اس حوالے سے جو نقشہ کھینچا ہے، وہ آپ کے عمدہ ذوق کی اعلیٰ دلیل ہے۔ آنکھوں کی سیاہی، پتلی مبارک کے دل فریبی و رعنائی، سپیدی و جلوہ نمائی کو جس تاریخی و حیاتیاتی پس منظر میں بیان کیا ہے، وہ آپ ہی کا خاصہ ہے۔ عہدہ نبویؐ نے قبل اور نہ مابعد، ایسی خوب صورت حقیقی خیال آفرین نعت بچشمان سرکارؐ نہیں ملتی۔ ملاحظہ ہو، حضرت علیؓ کے کہے ہوئے چشمان رسالتؐ پر آٹھ اشعار۔

عیناہ صاد قلوبنا اللحظ صار طلوبنا
آپ کی دونوں آنکھوں نے ہمارے دلوں کا شکار کرلیا ہمارا مقصد صرف آپ کا گوشہ چشم سے دیکھنا ہے

صلّے علیہ الٰہنا
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو

کمل السواد سوادُھا للحاسدین حسادھا
سیاہی آنکھوں کی پتلیوں کی نہایت کامل دلفریب تھی حاسدوں کے لیے ان کا حسد کرنا کامل ہے

صلّے علیہ الٰہنا
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو

العین عین فی النظر بل کان عیناً ذاالقدر
چشم مبارک دیکھنے میں چشمہ معلوم ہوتی تھی بلکہ وہ چشم عین مرتبہ والی شے تھی

(!) پارہ ۲۷، سورۃ النجم، آیت ۱۷

صلّی علیہ الٰہنا

ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو

عین مضیٔ مرتفع عینٌ ملّی مشفع

چشم مبارک آنحضرت کی تفع یعنی وسیع اور گذرنیوالی تھی چشم مبارک حسن و جمال سے پر اور بایکدگر یکساں تھی

صلّی علیہ الٰہنا

ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو

العین تنفع فی الثری عیناہ حسنت الوریٰ

چشمۂ آب زمین میں نافع ہے لیکن چشمان مبارک نے مخلوق کو خوبی عطا فرمائی ہے

صلّی علیہ الٰہنا

ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو

العین تنفع فی التمر عیناہ یحیی ذا النظر

چشمۂ آب میوہ جات میں نافع ہے لیکن چشمان مبارک آنحضرت کی ارباب نظر کو زندہ کردیتی ہیں

صلّی علیہ الٰہنا

ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو

ایضاً بیاضہ قد کمل والحسن فیہ مشتمل

سفیدی ان کی بھی بیشک مرتبۂ کمال پر تھی اور حسن اس میں ملا ہوا تھا

صلّی علیہ الٰہنا

ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو

قد شاع فیھا حمرۃ للناظرین مسرۃ

یقیناً اس سفیدی میں گلابی پن منتشر تھا جو ناظرین کے لیے مسرت بخش تھا

صلّی علیہ الٰہنا(۵۹)

ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو

زبان و بیان کا مرقع و مرصع، تسلسل وروانی کا شاہ کار یہ قصیدہ نعتیہ ادب میں روح کی حیثیت رکھتا ہے۔اس میں شمائل رسولؐ کے تاریخی پہلو بیان کئے گئے ہیں۔حضورؐ کے دست جود و سخا کا مظہر یہ شعر ملاحظہ ہو۔

للجود وسع عفه   عن كل بخل كفه
بخشش کے لئے کفِ دست آنحضرت کا کشادہ تھا   ہر بخل سے اس کو آپ نے باز رکھا تھا

صلی علیه الهنا (۶۰)
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو

حضورؐ کے قدمین مبارک کا حضرت علیؓ نے بڑا عمدہ نقشہ کھینچا ہے اور آپؐ کی اطاعت و فرماں برداری کو فلاح حیات کا راستہ بتایا ہے آپ کہتے ہیں کہ حضورؐ کے قدموں کے نیچے بزرگی کا حصول ہے۔ آپ نے حضورؐ کے رفتار، چلنے کا انداز بڑے دل نشین پیرائے میں بیان کیا ہے اور آپؐ کے پائے اقدس کی بلندی کا تذکرہ بھی فرمایا ہے کہ آپؐ کے نقش پا تلے عرش اعظم بھی ہے۔، ملاحظہ ہو اشعار نعت۔

قدماه ايضاً وسعا   فی العرش ليلاً رفعا
ہر دو قدم آنحضرتؐ کے فراخی دیئے ہوگئے تھے   عرش پر شب قدر میں بلند کئے گئے تھے

صلی علیه الهنا
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو

من تحت كانت رفعة   ولعين ذاته رفعة
آپؐ کے قدموں کے نیچے بزرگی کا حصول تھا   اور نفس ذات میں آنحضرتؐ سراپا بزرگی تھے

صلی علیه الهنا
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو

ان كان يمشي يتحدر   فكان صبباً ليحدر
آنحضرتؐ اگر مسافت قطع فرماتے تو شتابی کیساتھ چلتے   گویا کہ نشیب میں آپؐ اترتے ہیں

صلی علیه الهنا
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو(۶۱)

آپ نے حضورؐ کے چہرۂ انور کے رنگ مبارک، حضورؐ کی جبین مبارک اور قلب مبارک کے عشق خدا سے لبریز اور بحرِ عشق میں مستغرق، ہونے کے بارے میں یہ شعر کہے۔

قد كان ابيض مشرباً   ولعاشقيه مطربا
اس میں شک نہیں کہ آنحضرتؐ سرخ و سفید تھے   اور اپنے عشاق کے واسطے مسرت بخش تھے

صلی علیه الهنا
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو

بالوسع کان جبینہٗ فی العشق کان جنینہ
پیشانی مبارک آنحضرتؐ کی فراخ تھی اور قلب مبارک عشقِ خدا میں مستغرق تھا

صلّے علیہ الٰھنا(۶۲)
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو

آپ نے سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ابروؤں کا وہ سچا، اچھا اور حقیقی نقشہ کھینچا ہے اور ایسی عمدہ اعلیٰ تشبیہ استعمال کی ہے، جو آج بھی قاری کو نہ صرف یہ کہ نور چشم رسالت میں غوطہ زن کر دیتی ہے اور آپؐ کی پلکوں کے خنک سائے میں پہنچا دیتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

کالقوس کان حواجبہ قد کانہ یفرح خاطبہٗ
ابروہائے مبارک کمان کی طرح بھی و درازی میں تھیں کلام کرنیوالا آپ سے گفتگو میں خوش ہوجاتا تھا

صلّے علیہ الٰھنا
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو

کانت سوابغ تنفصل لیست تقارن تتصل
ہر دو ابرو بتمامہ ایک دوسرے سے جدا تھیں وہ دونوں ایک دوسرے سے ملی جلی نہ تھیں

صلّے علیہ الٰھنا
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو(۶۳)

خاتم النبیین حضور نبی کریم رؤف الرحیمؐ کے دونوں ابروؤں کے مابین ایک رگ تھی جو صرف بوقتِ غیظ و غصہ ظاہر ہوتی تھی۔ اس کا مشاہدہ ہر شخص نہیں کر سکتا تھا اور اگر کرے تو یہ اس کے لیے نا قابل فہم ہوتا تھا کہ یہ کیا ہے؟ اور کیوں ہے؟ جب کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان چوں کہ مزاج آشنائے رسول تھے، لہٰذا وہ اسے بخوبی سمجھتے تھے۔ اکثر محدثین و مؤرخین اور سیرت نگاران نے اس رگ مبارک کا تذکرہ کیا ہے۔ حضرت علیؓ نے اس رگ سے متعلق اپنی خیال آفرینی کو یوں رفعت دی ہے۔

عرق تبارک شانہ فی البین کان مکانہ
ایک رگ جس کا مرتبہ اللہ سبحانہ کے نزدیک بزرگ ہے دونوں ابروؤں کے درمیان ان کی جگہ تھی

صلّے علیہ الٰھنا
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو

کانت تدرُ بغیظہ لافی ملاحۃ فیضہ
وہ رگ حالتِ غیظ میں جنبش میں آتی نہ حالتِ فیض ملیح میں آنحضرتؐ کے

صلّے علیہ الٰھنا(۶۴)
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو

حضرت علیؓ فنافی الرسول تھے۔آپ کو اپنے محبوب کی ہر ادا بھاتی تھی۔آپ کا محبوبؐ، درحقیقت محبوبِ رب تھا۔اور رب نے جو مدح اپنے محبوب کی فرمائی، اس کا احاطہ کوئی عام زبان نہیں کرسکتی۔حضرت علیؓ نے آپ کی حتی المقدور نعت بیان فرمائی ہے۔آپ نے حضورؐ کی بینی مبارک کا بڑا عمدہ نقشہ کھینچا ہے، ملاحظہ ہو۔

والانف حسنت ذاتھا　　اقنیٰ اشم صفاتھا
اور بینی مبارک نفس ذات میں حسن و خوبی تھی　　دراز و باریک بلند و ہموار اس کے صفات تھے

صلّٰے علیہ الھنا
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو

عرنینھا قد ارتفع　　والسمع مثلہ ما سمع
بینی مبارک کی دیواریں بلند تھیں　　اور گوشِ مبارک کے مانند کوئی گوش سنا نہیں گیا

صلّٰے علیہ الھنا
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو

یعلوہٗ نورٌ بالیقین　　لسبیٰ قلوب العاشقین
یقیناً اس بینی مبارک سے نور بلند ہوتا تھا　　البتہ وہ بینی عاشقوں کے دلوں کو گرفتار کرتی تھی

صلّٰے علیہ الھنا
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو(۶۵)

حضورؐ کی لحی مبارک کے بارے میں آپ یوں رطب اللسان ہیں۔

قد فاق لحیتہ اللحیٰ　　الوانھا نورُ الدجی
یقیناً داڑھی مبارک آنحضرت کی تمام داڑھیوں پر فوقیت رکھتی تھی　　رنگ اس کا نور دجےٰ تھا

صلّٰے علیہ الھنا
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو

کث المحاسن نعمة　　ولکل نفس رحمة
انبو ہی ریش مبارک کی نعمتِ عظیم ہے　　اور ریش مبارک ہر شخص کے حق میں رحمت ہے

صلّٰے علیہ الھنا(۶۶)
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو

حضورؐ کے رخسار مبارک کے لیے آپ کی فکر رساں یہ کہتی ہے۔

قد کان خداهُ السھل　　والنور بھما قد نزل
یقیناً دونوں رخسارے آنحضرتؐ کے نرم تھے　　اور روشنی ان دونوں سے اترتی تھی

صلّٰے علیہ الھنا(۶۷)
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو

حضرت علیؑ نے حضورؐ کے دہن مبارک اور مکارم اخلاق کا یہ نقشہ کھینچا ہے۔

کمل المحاسن فی فمہ ملأ الوریٰ بمکارمہ
تمام خوبیاں دہان مبارک میں بوجہ کمال تھیں اپنے مکارم اخلاق سے خلق کو پُر کردیا تھا

صلّے علیہ الھنا
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو

فی فیہ کانت وسعة فی کل لفظہ نعمة
دہانِ مبارک میں آنحضرتؐ کے معتدل فراخی تھی ہر سخن میں دہانِ مبارک نعتِ عظیم تھا

صلّے علیہ الھنا(۶۹)
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو

حضورؐ کے دندان مبارک کے بارے میں آپ فرماتے ہیں۔

اسنانہُ قد انفرج والنورُ فیھا امتزج
دندانہائے مبارک بہ تحقیق کشادہ تھے اور نور ان میں بھرا ہوا تھا

صلّے علیہ الھنا
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو

حضورؐ کی عنق مبارک کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ اس میں عزت وحرمت اور اللہ کی اطاعت وفرماں برداری کا قلادہ پڑا تھا اور یہ مثل نقرہ کے تھی۔

فاق الخلائق جیدُہ فی الحسنِ کان مزیدہُ
خلائق کی گردنوں سے آنحضرتؐ کی گردن مبارک بلند تھی حسن میں ان سے آپ کی گردن بڑھی ہوئی تھی

صلّے علیہ الھنا
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو

کانت صفآء کفضة فیھا قلآئد عزة
گردن مبارک جلائیت میں مانند صفائی نقرہ تھی اس گردن میں عزت وحرمت کے قلادے پڑے ہوئے تھے

صلّے علیہ الھنا(۷۰)
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو

حضورؐ کے اعضائے کریمہ، آپ کی رفتار، چال ڈھال، اور معجزۂ رسولؐ کے بارے میں آپ یوں فرماتے ہیں۔

قد احکمت اعضاءُہٗ قد اتلفت اعدآءُہٗ
یقیناً اعضاء آنحضرتؐ کے محکم کئے گئے تھے بہ تحقیق آپ کے دشمن ہلاک کئے گئے تھے

صلّے علیہ الھنا
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو

الماءُ یتبع عنھما قد کان وطئہُ مرحما
پانی مانند چشمہ کے آنحضرتؐ کے قدموں سے جاری ہوتا تھا اور رفتار سرور کائنات کی عین رافت و مہربانی تھی

صلّے علیہ الھنا
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو

والمشی کان نکفیاً للحسن کان موفیاً
رفتار آنحضرتؐ کی شتابی و چستی کے ساتھ تھی حسن و خوبی کو وہ رفتار پورا کرنیوالی تھی

صلّے علیہ الھنا (۷۱)
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو

حضور نبی کریمؐ کی خلقت کس شان کی تھی، آپ کا حسن و جمال کس قدر بے مثل تھا، ہماری اصلاح کس طرح ممکن ہے، حضرت علیؑ کی زبان مبارک سے سماعت فرمائیے۔

قد طال زندُ حبیبنا منہ صلاحُ قلوبنا
بے شک بند و بست ہمارے حبیب مصطفےٰؐ کے دراز تھے انہیں کے ساتھ ہمارے دلوں کی اصلاح و حق متعلق ہے

صلّے علیہ الھنا
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو

قد کان خلقہ یعتدل والحسن فیہ مشتمل
بیشک خلقت میں آنحضرتؐ اعتدالی حالت رکھتے تھے اور حسن و جمال آپ میں مشتمل تھا

صلّے علیہ الھنا
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو

لیس الھزال بوضعہ لاشحم فیھم بوصفہ
آپ کی وضع و خلقت میں لاغری نہ تھی اور نہ فربہی جس سے آپ متصف ہوسکتے

صلّے علیہ الھنا
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو(۷۲)

اس قصیدۂ علیؑ کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے آپ نے یہ قصیدہ حضورؐ کے وصال پر کہا تھا جیسا کہ مقطع میں آپ کہتے ہیں، جس میں آپ نے اپنا تخلص ''ہاشمی'' استعمال کیا ہے۔

والھاشمی متکلم من ھجرہٖ متألم
اور ہاشمی آپؐ کے اوصاف کو بیان کرنیوالا ہے اور آپ کے ہجر و جدائی میں دردناک ہے

صلّے علیہ الھنا (۷۳)
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو

اس کے بعد آپ فرماتے ہیں کہ آپ کا وصف بیان کرنا ممکن ہی نہیں ہے، اس لیے آپ کی ذات کا مکمل ادراک کیسے ہے کہ آپؐ کی شخصیت کیا تھی، اور اس کے کتنے پہلو نمایاں و نہفتہ تھے؟ یہ بات تو صرف اللہ ہی جانتا ہے کہ آپؐ کی شان کیا تھی؟ اور وہی رب کریم، آپؐ کی حقیقی مدح و ثناء کرسکتا ہے جو آپؐ کی شان و مرتبہ سے واقف ہے، کسی بشر کے بس کی بات نہیں، آپ کہتے ہیں۔

عن درک وصفہ جاھل وبقصر فھمہ قائل
ان کے وصف کے دریافت کرنے سے جاہل ہے اور قصور فہم کا اپنے قائل ہے

صلّٰی علیہ الھنا
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو

اللہ یعلمُ شانہ وھوالعلیمُ بیانہُ
اللہ ہی ان کی شان کو خوب جانتا ہے اور وہی جانتا ہے اس کے بیان کرنے کو

صلّٰی علیہ الھنا (۷۴)
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو

ایک شعر سے تو یہ معلوم ہو رہا تھا کہ حضرت علیؓ نے یہ قصیدہ حضورؐ کے وصال پر کہا ہے، لیکن قصیدہ کے آخری شعر میں اس کی صراحت موجود ہے کہ آپ نے یہ قصیدہ اس وقت کہا جب حضور نبی کریم علیل تھے اور آپ کی علالت کے سبب ہر شخص دل گرفتہ تھا، کیوں وہ مجلس اور محفلیں بے رونق ہو گئی تھیں جس میں آپ محفل کی جان اور مجلس کی روح رواں ہوتے تھے۔ اس بات کو، آپؐ کی کمی کو حضرت علیؓ نے شدت سے محسوس کیا اور مقطع میں اس کا اظہار کیا ہے، آخری شعر میں آپؐ نے حضورؐ کی صحت کے لیے دعا کی ہے کہ اے اللہ! تو انؐ پر اپنا فضل و رحم و کرم فرما۔

یارب صحح سقمہ بالفضل دمر جرمہ
اے میرے پروردگار اس کی بیماری کو صحت عطا فرما اور اپنے فضل سے اس کے جرم کی بیخ کنی کردے

صلّٰی علیہ الھنا (۷۵)
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو

یہ وہ بلیغ ترین وصف ہے جو حضرت علیؓ نے اپنی نعت شریف میں بیان کیا اور جس سے حضورؐ کے سیرت نگاروں کو ایک نیا پہلو ملا ہے۔ عہد نبویؐ کی نعتیہ شاعری میں ایسے ایسے فصیح و بلیغ اشارے، استعارے، کنایے اور حقائق و وقائع بے شمار ملیں گے جن کی نظیر ممکن نہیں، غالباً اسی لیے علامہ ابن رشیق نے کہا تھا۔

”ابلغ الوصف ما قلب السمع بصراً (۷۶)
(بلیغ ترین وصف وہ ہے جو کان کو آنکھ بنادے)

اس فصاحت و بلاغت کو اردو زبان میں مرقع نگاری کہتے ہیں، یعنی وہ انداز بیان جو سامع و قاری کو اس تصویر کے سامنے لاکر کھڑا کر دے۔ اس شخص کی جھلک نمایاں کر دے، جس کی تعریف و توصیف، مدح و ثنا کر رہا ہے، گویا سامع اپنی قوت سمع سے اور قاری اپنی قوت قرأت سے وہ قوت بصر حاصل کر لیتا ہے جو ممدوح کو اس کے روبرو حاضر کر دیتی ہے۔

حضرت حسان بہترین وقائع نگار تھے اور واقعہ نگاری ان کے گھر کی لونڈی۔ آپؓ نے اصناف سخن میں بالخصوص وصفِ رسولؐ میں وہ سماں باندھا کہ آج سارا زمانہ اس روش پر آپ کا مقلد ہے۔ آپ نے اٹھارہ اشعار پر مشتمل، بحر کامل میں حضور نبی کریمؐ کا ایک مرثیہ کہا جو اپنی تاریخی زبان کے لحاظ سے بے نظیر ہے۔ آپ نے اس میں وصال کے دن کا تعین یوں فرمایا ہے۔

بابی و امی من شهدت و فاته   فی یومه الاثنین النبی المهتدی (۷۷)

ترجمہ: میرے ماں باپ اس ہدایت یافتہ نبیؐ پر قربان ہو جائیں، جس کا وصال دوشنبہ کے روز ہوا۔

عہد نبویؐ میں نعتیہ قصائد کا ارتقاء

دور جاہلی کی عرب شاعری میں قصائد کو ایک خاص اور نمایاں مقام حاصل تھا اور قصیدہ ان عربوں کی شاعری کی روح تھا، یہ ان کی روحانی غذا تھا۔ قصیدہ گوئی ان کی گھٹیوں میں پڑی ہوئی تھی۔ عربوں کے ہاں بلاشبہ قصائد کا رواج عربی شاعری میں ہوا، لیکن عہد نبویؐ میں جب نعتیہ قصائد کی بنیاد پڑی اور اسلامی قصائد کا آغاز ہوا تو اس کے سامنے ''سبع معلقات'' جیسے عظیم الشان، دور جاہلی کے نادر شاہ کار قصائد ماند پڑ گئے۔

کہا جاتا ہے کہ نعت کی کوئی مستقل ساخت نہیں ہے۔ یہ ہر صنف اور ہر ہیئت میں کہی جاتی ہے۔ نعت کا صنفی و ہیئتی تنوع نہایت وسیع و عریض ہے اور یہ ساخت کے اعتبار سے نہایت جامع و وسیع اور عالمگیر صنف ہے جو ہر زبان میں کہی گئی ہے۔

ڈاکٹر محمد ابو سحر کہتے ہیں۔ ''نعت ابتدا میں قصیدہ کی شکل میں کہی جاتی تھی، وجہ یہ تھی کہ عرب کی شاعری میں، جہاں نعت کی پیدائش ہوئی ہے مافی الضمیر کے اظہار کے لیے قصیدہ کی شکل مروّج تھی۔'' (۷۸)

قصیدہ شعرائے عرب کی ایجاد ہے، جس کے لغوی معنی مغز غلیظ کے ہیں۔ مولوی سید احمد دہلوی لکھتے ہیں۔

''عربی زبان کا یہ اسم مذکر ہے، اس کے لغوی معنی ٹھوس اور بھرا ہوا مغز یا دماغ'' ہے۔ (۷۹)

مؤلف فرہنگ آصفیہ لکھتے ہیں۔ ''ہماری اور نیز کشف اللّغات کی رائے کے موافق یہ لفظ قصد سے مشتق ہوا ہے، یعنی اس قدر نظم لکھنی کہ شاعر قصیدہ کے تمام مراتب جس میں مدح و ذم، گردش زمانہ، حسن و عشق، بہار و گل

زار و دعا وغیرہ کا بیان شامل ہے، طے کر کے اپنے مقصود پر لا ڈالے۔ جن لوگوں نے ٹھوس مغز کے معنی میں یہ لکھا ہے، وہ بھی یہی دلیل لاتے ہیں کہ شاعر تمام حالت کو نظم میں بھر کر پھر اپنا اپنا مقصد بیان کرتا، یا یوں کہو کہ کثرت سے مضامین جلیلہ لاتا ہے، پس اس وجہ سے پر مغز کہنا بے جا نہیں۔ جب غزل اپنی حد سے گزر جائے تو وہ بھی قصیدہ ہی بہ لحاظ تعداد خیال کیا جاتا ہے۔ غزل اقل درجہ پانچ شعری اور زیادہ سے زیادہ اکیس شعر کی ہوتی ہے۔ قصیدہ کم سے کم پندرہ شعر اور زیادہ کی انتہا نہیں۔ غرض قصیدہ وہی ہے جو کسی کے واسطے بالقصد مدح یا ذم، پند یا حکایت کے طور پر نظم کیا جائے اور اس کے اول بیت کے دونوں مصرعے ابیات دیگر کے مصرع ہائے ثانی سے ہم قافیہ ہوں۔ قصیدے میں چند امور کا لحاظ رکھنا واجبات سے ہے۔ مثلاً (۱) تشبیب یعنی تمہید (۲) حسن تخلص یا گریز یعنی تمہید سے مضمون مدح کی طرف دوڑنا (۳) تعریف ممدوح (۴) حسن الطلب یعنی ایک لطف اور انداز کے ساتھ اپنا مقصود بیان کرنا (۵) دعا اس میں شرطیہ ہو یا بلا شرط۔ (۸۰)

آپ مزید لکھتے ہیں۔ "قصیدہ کئی طرح کا ہوتا ہے، جیسے بہاریہ، جس میں گل و بلبل اور بہار و بوستان کا ذکر ہو۔ حالیہ، جس میں انقلاب زمانہ کا بیان ہو۔ فخریہ، جس میں شاعر اپنے کمال ہنر کی تعلی کرے، بعض اوقات جب قصیدے کے اخیر میں حروف روی اس طرح واقع ہو کہ اس کے بعد ردیف نہ آئے تو اس سے بھی قصیدہ منسوب ہو جاتا ہے، جیسے الفیہ، لامیہ وغیرہ یعنی الف یا لام کی روی والا قصیدہ۔" (۸۱)

وارث علی سرہندی لکھتے ہیں۔ "قصیدہ نظم کی وہ قسم ہے جس میں کسی کی تعریف یا ہجو ہو۔ اس کے پہلے دو مصرعوں اور ہر شعر کے آخری مصرعے میں قافیے کا التزام ہوتا ہے۔" (۸۲)

صاحب المنجد لکھتے ہیں۔ القصیدہ ج: قصیدہ و قصائد (۸۳) (قصیدہ، جمع قصید اور قصائد ہے) ومن الشعر، ماجاء سبعة او عشر ابيات (۸۴) (قصیدہ سات یا دس شعر کا ہوتا ہے)، وما كان من ثلاثه ابيات صاعداً. وقالو ستة عشر و صاعداً" (۸۵) (تین شعر یا اس سے زائد یا سات یا دس شعر سے زائد اشعار پر مشتمل قصیدہ کہلاتا ہے) الواحد من القصيد. وهو المخّ السمين. و كان مجوّداً و منقّحاً منه. (۸۶)

عہد نبویؐ کی نعتیہ شاعری میں قصائد کو ایک خاص مقام حاصل ہے، کیوں کہ عربی کی ابتدائی نعتیہ شاعری بکثرت قصائد کی شکل میں کہی گئی ہے اور خواجہ عبدالمطلب، خواجہ ابو طالب اور ورقہ بن نوفل کا شمار اسلام، عہد نبویؐ کے ابتدائی قصیدہ نگاران میں ہوتا ہے، گو کہ حضرت حسان بن ثابت الانصاریؓ عہد نبویؐ ہی نہیں بلکہ ہر عہد کے، بعد ازاں خصوصاً عہد اسلام کے سب سے بڑے نعتیہ قصیدہ گو شاعر تسلیم کئے جاتے ہیں۔ آپ نے بکثرت نعتیہ قصائد رقم کئے، جن میں حضور نبی کریمؐ کے مناقب و مفاخر کو پر جوش انداز میں بیان کیا ہے۔ آپ کے کلام کی

خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ قصیدے کی ہیئت میں کہی گئی آپ کی نعوت میں قصیدے کے تمام اجزائے ترکیبی پائے جاتے ہیں۔ یہ آپ کے فن شاعری پر مہارت کی دلیل ہے۔ اسی طرح کعب بن زبیرؓ کا کہا گیا قصیدہ بانت شعاد، قصائد حضرت علیؓ، سواد بن ثابت کا قصیدہ، قصائد عباسؓ بن مرداس، قصائد عبداللہ الزبعریؓ اور عبداللہ بن رواحہؓ کے قصائد۔

قصیدہ کی طرح عربی شاعری میں ایک اور صنف مرثیہ بھی مروّج رہی ہے اور قصیدہ ہی کی طرح مرثیہ گوئی کو بھی عرب شاعری میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔ قصیدہ اور مرثیہ کے بنیادی فرق کو واضح کرتے ہوئے الطاف حسین حالی لکھتے ہیں۔

''زندوں کی تعریف کو قصیدہ بولتے ہیں اور مُردوں کی تعریف کو جس میں تاسّف اور افسوس شامل ہوتا ہے، مرثیہ لکھتے ہیں۔'' (۸۷) اس کے برعکس ڈاکٹر ابو محمد سحر نظریہ مرقومہ بالا کی تردید کرتے ہوئے اپنا نقطۂ نظر یوں پیش کرتے ہیں۔

''قصیدہ اور مرثیے میں بنیادی فرق زندوں اور مُردوں کی تعریف کا نہیں بلکہ یہ ہے کہ قصیدہ میں مدح کی جاتی ہے اور مرثیہ میں کسی موت پر اظہار افسوس۔'' (۸۸)

ڈاکٹر موصوف کا نظریہ بالا تفاق نہیں ہے، کیونکہ عربوں میں یہ دستور رہا ہے کہ وہ مراثی میں میت کے محاسن اس شدت سے بیان کرتے ہیں کہ مرحوم پر اظہار افسوس کا گمان بھی نہیں رہتا۔ ڈاکٹر اسمٰعیل آزاد فتح پوری اس ضمن میں لکھتے ہیں۔

''محقق بات یہ ہے کہ دونوں میں محاسن کا بیان ہوتا ہے، فرق ہیئت اور انداز کا ہے، اگر عنصر رثاء غالب ہے تو وہ مرثیہ ہے اور اگر اشعار میں عناصر رثاء ضمناً آ گئے ہیں، تو پھر اشعار کے مجموعے کو قصیدہ کہیں گے۔ ڈاکٹر ابو محمد سحر کو تعریف مذکور اس لیے کرنی پڑی، کیوں کہ بزرگان دین کی شان میں جو قصائد ہیں ان کے پیش نظر یہ پوری طرح صحیح نہیں، مگر حالی کی بیان کردہ تعریف کی صحت کو تسلیم کرتے ہوئے بھی راقم الحروف کے نزدیک کوئی دقت نہیں ہے۔ (۸۹)

آپ مزید لکھتے ہیں۔ ''حالی کی تعریف کی جمع و منع میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا اور تعریف کا حصار نہیں ٹوٹتا، کیوں کہ شہداء و صلحاء اور بزرگان دین اپنے رب کے حضور زندہ رہتے ہیں اور جہاں سرورِ کائناتؐ کی ذات بابرکات کا تعلق ہے وہ افعال حیات کی قدرت کے ساتھ با حیات ہے اور آپ کا نام و کام ہمیشہ زندہ و تابندہ ہے۔ تاریخ انسانی آز آدم تا ایندم کوئی ایک ایسی شخصیت نہیں پیش کرسکتی ہے جس کے اعمال و افعال اقوال و احوال شمائل و گفتار، عادات و اطوار یہاں تک کہ حلیہ جسمانی اور اس کے تمام خدوخال، چال ڈھال اور خواب و

بیداری کے طور طریقے وغیرہ سب کے سب محفوظ ہوں۔ دنیا نے بڑے بڑے مفکر، فلسفی، بادشاہ، سخی، شجاع پیدا کیے ہیں، مگر ان کے صرف نام وقت کے ظالم ہاتھوں سے بچ پائے ہیں، جب کہ حضورؐ کی حیات کا ایک ایک جزئیہ محفوظ ہے۔ اس لیے راقم الحروف کے نزدیک حضورؐ کے ظاہری پردہ فرمانے پر کہے گئے اشعار قصیدے کے زمرے میں رکھے جانے چاہئے، کیوں کہ شعراء نے اس قسم کے اشعار میں بھی آپؐ کے اوصاف حمیدہ پر روشنی ڈالی ہے، وفات کا تذکرہ ضمنی ہے اور عناصر رثاء مغلوب ہیں۔" (۹۰)

حضورؐ کے وصال پر کہے گئے اشعار میں بھی قصیدہ ہی کا انداز غالب ہے، ہاں کچھ اشعار ضرور ایسے ہیں جن میں رثاء کا عنصر غالب ہے۔ حافظ شمس الدین ناصر الدمشقی نے اس قسم کے اشعار کو "سلوۃ الکئیب بوفاۃ الحبیب" میں یکجا کیا ہے۔ مراثی میں حضورؐ کی پھوپھی حضرت صفیہؓ، صاحب زادی حضرت فاطمہؓ، چچازاد بھائی حضرت علیؓ اور ابو سفیانؓ، آپؐ کے چہیتے صحابی حضرت حسانؓ، حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت سوادؓ بن قارب کے مراثی سادگی فکر، فطری اظہار غم اور نیچرل اسلوب سے مرقع و مرصع ہیں۔ یہ مراثی کم اور آپؐ کی شان میں کہے گئے قصائد نعت زیادہ ہیں۔ آپؐ کا مرثیہ کہنا چہ معنی وارد؟ اصل بات تو آپؐ کی نعت کہنا ہے یا پھر ان اصناف سخن میں نعتیہ پہلو کی تلاش و جستجو کرنا۔

قدیم ترین عربی قصائد کا منتخب مجموعہ "المعلقات السبع" جن سات قصائد پر مشتمل ہے، ان کے اشعار کی تعداد کا اوسط اسّی ابیات کے لگ بھگ ہے۔

امراء القیس بن حجر بن الحارث کا بحر طویل میں کہا گیا قصیدۂ لامیہ، جو "المعلقة الاولی" میں شمار ہوتا ہے، ستاسی اشعار پر مشتمل ہے۔ (۹۱) فیض الحسن سہارن پوری نے اس قصیدہ کے اکیاسی اشعار نقل کئے ہیں۔ (۹۲) آپ لکھتے ہیں: "احدی و ثمانون بیتا" (۹۳) طرفہ بن العبد بن سفیان بن سعد کا بحر طویل میں کہا گیا "قصیدۂ دالیہ" "المعلقة الثانية" سبع معلقہ کا طویل ترین قصیدہ ہے۔ ابی زید قرشی نے اس قصیدہ کے ایک سو سولہ اشعار نقل کئے ہیں، جب کہ شمار ایک سو چار کئے ہیں۔ (۹۴) صاحب المغلقات نے ایک سو سات ابیات نقل کئے ہیں۔ (۹۵) "مائة و ستة ابيات" (۹۶) زہیر بن ابی سلمہ ابن ریاح بن قوۃ کا بحر طویل میں کہا گیا قصیدہ میمیہ "المعلقة الثالثة" سبع معلقہ کا مختصر ترین قصیدہ ہے، جو صرف چونسٹھ اشعار پر مشتمل ہے۔ (۹۷) صاحب المغلقات نے اس قصیدہ کے چونسٹھ اشعار نقل کئے ہیں۔ (۹۸) "اربعة و ستّون ابياتاً" (۹۹) ابی زید قرشی نے لبید بن ربیعہ بن مالک کے بحر طویل میں کہے گئے قصیدۂ الفیہ "المعلقة الرابعة" کے نواسی اشعار نقل کئے ہیں۔ (۱۰۰)، جب کہ شمار ستاسی اشعار کئے ہیں۔ (۱۰۱) اور سہان پوری نے نواسی اشعار نقل کئے ہیں۔ (۱۰۲) "تسع و ثمانون بيتاً" (۱۰۳) لبید شعرائے معلقات کے واحد شاعر ہیں جو اسلام لائے اور

بعد اسلام نعتیہ اشعار کہے۔ "وھو ادرک الاسلام و تشرف بہ و قد ترک الشعر بعد الاسلام" (۱۰۴) شعرائے معلقات میں لبید واحد شاعر ہیں جو عجمی (غیر عرب) ہیں۔ آپ فارسی النسل تھے۔ "و کان فارساً" (۱۰۵) عمرو بن کلثوم بن مالک کا بحر وافر میں کہا گیا قصیدۂ الفیہ "المعلقة الخامسة." ایک سو تین اشعار پر مشتمل، سبعہ معلقہ کا دوسرا طویل ترین قصیدہ ہے۔ (۱۰۶) صاحب جمہرہ نے اس قصیدہ کے ایک سو پندرہ اشعار نقل کئے ہیں۔ (۱۰۷) جب کہ شمار چھہتر اشعار کئے ہیں۔ (۱۰۸) عنترہ بن شداد کا بحر کامل میں کہا گیا قصیدۂ میمیہ "المعلقه السادسة" کے صاحب جمہرہ نے ایک سو نو اشعار نقل کئے ہیں۔ (۱۰۹) جب کہ شمار چھیاسی اشعار کئے ہیں۔ (۱۱۰) صاحب المخلقات نے چھیاسی اشعار نقل کئے ہیں۔ (۱۱۱) "ابیاتھا خمس و ثمانون." (۱۱۲) عنترہ سبع معلقہ کا واحد شاعر ہے جس سے ملنے کی خواہش کا اظہار حضور نبی کریمؐ نے کیا تھا۔ "قال فیه رسول اللہؐ ما وصف لی اعرابی قط فاجبت ان اراد لا عنترة." (۱۱۳) حارث بن حلزہ بن بکرۃ کا بحر خفیف میں کہا گیا قصیدہ ہمزیہ "المعلقه السابعة" کے تراسی اشعار درج ہیں (۱۱۴)، جب کہ شمار بیاسی اشعار بتائے گئے ہیں۔ (۱۱۵) "اثنان و ثمانون بیتاً." (۱۱۶)

علامہ ابن رشیق لکھتے ہیں۔ "قدیم عرب شعراء کے ہاں قصائد کے موضوعات میں تنوع پایا جاتا ہے۔ جن میں سے وصف یا منظر نگاری و تصویر کشی سرفہرست ہے، مثلاً اپنی محبوبہ کے دیار و اطلال کی تصویر کشی، اپنی سواری اور شکار یا مناظر فطرت کی تصویر کشی (جاہلی شعراء میں امراء القیس اس میدان کا سوار تصور کیا جاتا ہے) عربی قصائد کا معتد بہ حصہ اسی بیانیہ اور وصفیہ شاعری یا منظر نگاری پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ سفر و حماسہ، مدح و مرثیہ، غزل و تشبیب، ادب و حکمت اور ہجو و طنز بھی اہم موضوعات رہے ہیں۔" (۱۱۷)

ابن قتیبہ کے بقول: "اولین شعرائے عرب نے عربی قصیدے کے اجزائے ترکیبی اور مدارج ترتیبی کے سلسلے میں ایک خاص نہج مقرر کر رکھی تھی۔ عرب شعراء عموماً اسی ڈگر پر چلتے تھے۔ قصیدے کا آغاز غزل و نسیب یا تشبیب سے ہوتا تھا۔ جس میں شاعر اپنی محبت اور عشق کا قصیدہ بیان کرتا تھا۔ محبوبہ کے آثار و دیار، جن میں چشمۂ آب، خیمہ و اقامت گاہ کا تذکرہ ہوتا تھا، کیوں کہ صحرائی بدو چارے اور پانی کے لیے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے رہتے تھے۔ اس لئے شاعر محبوب کے اجڑے دیار و آثار کا تذکرہ کرتا۔ ہجر و وصال کا درد اور اس کی لذتیں بیان کرتا۔ آتش و فراق اور زمانے کا شکوہ کر کے اپنی اور دوسروں کی آتش شوق کو بھڑکاتا۔ ان تمہیدی امور کے بیان میں حکمت یہ ہوتی تھی کہ ہر انسان زندگی کے کسی نہ کسی مرحلے میں محبت کے دور سے بھی گزرتا ہے۔ ہر شخص کے دل میں الفت و محبت اور جذبہ و کشش موجود ہوتی ہے۔ اس لیے قدرتی طور پر حدیث عشق و درد سن کر ہر کوئی متاثر ہوتا ہے اور شاعر کی بات سننے پر مائل ہوتا ہے۔" (۱۱۸)

آپ مزید لکھتے ہیں۔ ''عربی ادب کی محفوظ تاریخ کے مطابق سب سے پہلا طویل قصیدہ کہنے والا مہلہل بن ربیعہ تغلبی تھا، جس نے اپنے بھائی کلیب بن ربیعہ کے مرثیے کے لیے تیس اشعار پر مشتمل قصیدہ کہا تھا۔ (۱۱۹)

ظہور اسلام اور نزول قرآن کے بعد قصائد عربیہ کی ساخت و ہیئت و ترتیب و تنظیم میں کوئی بہت بڑا تغیر و تبدل ہوا اور نہ ہی اس کے لفظی و معنوی اسالیب، فصاحت و بلاغت اور زبان بیان میں کوئی کمی بیشی واقع ہوئی، لیکن چند ایک اہم بنیادی تبدیلیاں ضرور نمایاں ہوئیں، جن میں سب سے اہم اور خاص بات ایک نئے موضوع، ایک نئے عنوان، ایک نئے باب اور ایک نئی صنف یعنی ''نعتیہ قصائد'' کا اضافہ ہوا، جس کے سبب صدر اسلام کے شعراء نے مدح میں مبالغہ آرائی، لغو و فضول گوئی، ہجو میں فحش گوئی اور جھوٹ و کذب بیانی سے اجتناب کیا، جب کہ شعرائے جاہلیت کے ہاں یہ خرافات بعینہٖ موجود رہیں۔ اسی طرح جب حضورؐ کے عہد میں نعتیہ شاعری میں، نعتیہ قصائد کا ارتقاء ہوا تو غزل و تشبیب میں بھی عفت و پاکیزگی اور طہارت و صداقت کو ملحوظ رکھا گیا۔ اس کے برعکس ظہور اسلام سے قبل کے شعراء میں یہ بات نہیں پائی جاتی اور وہ لوازم ادب و آداب سے قطعاً گریزاں نظر آتے ہیں۔ (۱)

شیخ بیومی کہتے ہیں۔ ''صدر اسلام میں عربی قصائد کے اوزان و بحور بھی وہی رہیں جو عصر جاہلی میں قدر اول تھیں، البتہ رجز میں طویل قصائد کہنے کا سلسلہ شروع ہوا۔ عہد جاہلی میں یہ بحر شتر بانوں کی حدی خوانی اور میدان جنگ میں رزمیہ اشعار کے ذریعے جذبۂ قتال کو ابھارنے تک محدود رہیں، مگر اب اس نے رجزیہ قصیدے کا رنگ اختیار کر لیا جس میں عام قصیدے کے رجز، تشبیب، گریز اور مدح وغیرہ کے موضوعات استعمال ہونے لگے۔'' (۱۲۰)

عہد اسلام کے سب سے بڑے نعتیہ قصیدہ گو حسان بن ثابت ہیں۔ آپ عہد نبویؐ کے سب سے بڑے ہجوگو شاعر بھی ہیں۔ آپ نے کئی معرکتہ الآراء، قصائد، حضور نبی کریمؐ کی شان میں رقم فرمائے ہیں۔ اس طرح حضرت کعب بن زہیر، کعب بن مالک کے علاوہ اولین عہد اسلامی کے قصیدہ گویان ابوطالب و ورقہ بن نوفل کے قصائد اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔ حضرت عباس بن مرداس کا شمار بھی قصیدہ گویان اسلام میں ہوتا ہے۔ نعتیہ قصیدہ کے ساتھ ساتھ ایک اور صنف نعتیہ رجز کا بھی ارتقاء ہوا اور شاعر اسلام نے خوب صورت ترین نعتیہ رجز کہے۔

یوم بدر کے موقع پر کہے گئے حضرت حسان کے ایک نعتیہ قصیدہ کے چند اشعار ملاحظہ ہوں، جو تمام عناصر

(۱) قصیدۃ کے ضمن میں مزید تفصیل کے لئے دیکھئے۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد ۱۶/۲، ص ۲۸۵ تا ۳۱۶، طبع اول ۱۳۹۸ھ الموافق ۱۹۷۸ء، دانش گاہ پنجاب، لاہور

قصائد سے پُرسولہ اشعار پر مشتمل، بحر وافر میں کہا گیا ہے اور دیوان حسان میں نقل ہے۔(۱۲۱)

عرفت دیار زینب بالکثیب　　　كخط الوحي في الورق القشيب
ترجمہ: میں نے اس ٹیلہ سے زینب کا مکان پہچان لیا جو تازہ اور صاف ستھرے پتے پر لکھی ہوئی وحی کی طرح ہے۔

فامسیٰ رسمها خلقاً و امست　　　هبابا بعد ساكنها الحبيب
ترجمہ: پس اس کے نشانات پرانے ہوگئے اور معشوق کے مسکن کے بعد ویران ہوگیا۔
حضرت حسانؓ کے اس قصیدہ کی تشبیب عشقیہ ہے، لیکن اس کے بعد شاعر برجستہ تخلیص (گریز) کرتے ہوئے کہتا ہے۔

فدع عنک الذکر کل یوم　　　وردحزازة الصدر الکئیب
ترجمہ: چھوڑو اس روزانہ کے تذکرے کو اور غمگین سینے کی گرمی کو رفع کرو۔

وخبّر بالذی لاعیب فیه　　　بصدق غیر اخبار الکذوب
ترجمہ: اور ایسی خبر جس میں کوئی عیب نہ ہو، سچی ہو، اس میں جھوٹ کی آمیزش نہ ہو۔

بعدہ شاعر اصل میں مقصد میں اپنی جولانی طبع دکھاتا ہے اور مقصد حقیقی (بیان جنگ) کا آغاز کرتے ہوئے کہتا ہے۔

بما صنع الملیک غداة بدر　　　لنا في المشركين النصيب
ترجمہ: جو خدا نے بدر کی صبح کیا، مشرکین میں ہمارا حصہ مقرر کردیا۔

اس کے بعد بھی اشعار اصل واقعہ سے متعلق ہیں۔ شاعر جزئیات حرب بیان کرتا ہے۔ حزب مخالف کے نامور سرداروں کے قتل کا نقشہ کھینچتا ہے۔ اس کو اپنے صدق مقال پر اتنا اعتبار ہے کہ وہ آخر میں پورے وثوق کے ساتھ کہتا ہے۔

فما نطقوا، ولو نطقوا القال　　　صدقت وکنت ذارای مصیب (۱۲۲)
ترجمہ: وہ نہیں بولے (کیوں کہ مرگئے ہیں) اور اگر بولتے تو یہی کہتے، کہ (اے رسولؐ) تو نے سچ کہا اور تیری رائے درست ثابت ہوئی۔

حضرت حسان نے ایک اور قصیدۂ بائیہ، غزوۂ اخراب کے موقع پر ارشاد فرمایا۔ یہ قصیدہ بحر کامل میں ہے اور چودہ اشعار پر مشتمل ہے۔(۱۲۳) تشبیب و گریز کے علاوہ اس قصیدے میں اشعار نعت ملاحظہ ہوں۔

وکفی الاله المومنین متالهم　　　واثابهم في الاجر خير ثواب
ترجمہ: مسلمانوں کے لیے ان کے قتال (جہاد) کے بدلے میں خدا کافی ہے اور خدا کا عطا کردہ بدلہ بہترین بدلہ ہے۔

من بعد ما قنطوا ففرج عنهم　　　تنزیل نص ملیکنا الوهاب
ترجمہ: خدا نے (مسلمانوں کے) ناامید ہو جانے کے بعد ان کا غم اپنی مدد نازل فرما کر دور کردیا۔

واقرعین محمد وصحابه　　　واذل کل مکذّب مُرتاب (۱۲۴)
ترجمہ: محمدؐ اور ان کے ساتھیوں کی آنکھوں کو ٹھنڈک عطا کی اور ہر جھوٹے، کاذب و شکی کو ذلیل و رسوا کردیا۔

عہدِ نبویؐ میں نعتیہ مراثی کا ارتقاء

مرثیہ، قصیدہ اور عربی شاعری کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ حضور نبی کریمؐ کے دادا شیبہ (عبد المطلب) کے چچا المطلب بن ہاشم اور عبد المطلب کے دادا عبد مناف (مغیرہ) دونوں کا مرثیہ کہا گیا۔ مطلب کا انتقال یمن میں اور ہاشم کا شام میں ہوا۔ یہ مرثیہ اس وقت کہا گیا جب نوفل بن عبد مناف کی موت کی خبر پہنچی۔ ان کا انتقال عراق میں ہوا۔ مطرود بن کعب الخزاعی نے تینوں کا مرثیہ کہا۔ پہلا ''مرثیہ تائیہ'' بحر سریع'' میں کہا گیا جو نو اشعار پر مشتمل ہے۔ (۱۲۵) دوسرا ''مرثیہ تائیہ'' بحر بسیط میں کہا گیا جو بتیس اشعار پر مشتمل ہے۔ (۱۲۶) مطرود سے قبل کسی عرب شاعر نے المطلب پر سہ مصرعی مرثیاتی رجز کہا تھا، اس کے تین مصرعے ابن ہشام نے نقل کئے ہیں۔ (۱۲۷) یہ خاندانِ رسالتؐ کے اولین افراد تھے، جن کا مرثیہ کہا گیا۔

حضورؐ کے دادا عبد المطلب عرب ہی نہیں بلکہ دنیا کے اولین فرد تھے جنہوں نے اپنی زندگی ہی میں، اپنی چھ بیٹیوں سے اپنا مرثیہ کہلوا کر سنا اور پھر اس طرح اپنے مرنے کے بعد اسے پڑھنے کا حکم دیا۔ ابن اسحاق نے کہا، مجھ سے سعید بن المسیب نے بیان کیا۔ "**ان عبد المطلب حضرته الوفاة و عرفه انه ميّت؟ جمع بناته و كن ستّ نسوة: صفية، و برّة، و عاتكة وام حكيم البيضاء و اُميمة و اروىٰ فقال لهن: ابكين على حتىٰ اسمع ماتقلن قبل ان اموت**۔ (۱۲۸)

ترجمہ: جب عبد المطلب کی رحلت کا وقت آیا اور انہیں اپنی موت کا یقین ہو گیا تو انہوں نے اپنی تمام بیٹیوں کو جمع کیا، ان کے نام یہ تھے۔ صفیہ، برّہ، عاتکہ، ام حکیم البیضاء، اُمیمہ اور اروئ، عبد المطلب نے ان سے کہا تم سب مجھ پر گریہ زاری کرو تا کہ میں اپنے مرنے سے پہلے سن لوں، کہ تم کیا کہو گی، اور مجھ پر کس طرح روؤ گی؟

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ سعید بن مسیّب نے مجھے بتایا۔ ''**انه اشار برأسه وقد اصمت، ان هكذا فابكينني**۔''

(جب عبد المطلب کی زبان بند ہو گئی تو انہوں نے سر سے اشارہ کر کے کہا۔ ہاں! مجھ پر ایسے ہی بین کرو)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ عباس بن عبد اللہ بن معبد بن عباس اپنے گھر والوں سے راوی کہ "**ان عبد المطلب توفى و رسول الله بن ثمانى سنين**." (۱۲۹) (جب عبد المطلب کی وفات ہوئی تو حضورؐ کی عمر اطہر آٹھ سال تھی) عبد المطلب خاندان رسالتؐ کے مردوں میں اولین اور مجموعی طور پر دوسرے فرد ہیں جن کا مرثیہ حضورؐ کی حیات میں کہا گیا۔ بحیثیت خاتون اور مجموعی طور پر پہلا مرثیہ آپؐ کی والدہ ماجدہ کا کہا گیا۔ اس

وقت آپ کی عمر اطہر چھ برس تھی۔ "ان ام رسولؐ آمنة توفیت و رسول اللهؐ ابن ست سنین." (۱۳۰)
ابن ہشام نے صفیہ بنت عبدالمطلب کے بحر وافر میں کہے گئے "مرثیۂ دالیہ" کے گیارہ اشعار (۱۳۱)، برّہ بنت عبدالمطلب کے بحر متقارب میں کہے گئے "مرثیۂ رائیہ" کے چھ اشعار (۱۳۲)، عاتکہ بنت عبدالمطلب کے بحر متقارب میں کہے گئے "مرثیۂ میمیہ" کے آٹھ اشعار (۱۳۳)، ام حکیم البیضاء کے بحر وافر میں کہے گئے "مرثیۂ تائیہ" کے نو اشعار، (۱۳۴)، امیمہ بنت عبدالمطلب کے بحر طویل میں کہے گئے "مرثیۂ دالیہ" کے سات اشعار (۱۳۵) اور اروٰی بنت عبدالمطلب کے بحر وافر میں کہے گئے "مرثیۂ ہمزیہ" کے دس اشعار (۱۳۶) نقل کئے ہیں۔ حذیفہ بن غانم (جو کہ بنی عدی بن کعب بن لؤی کا بھائی تھا)، اس نے عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدالمناف کا بحر طویل میں ایک طویل مرثیہ کہا ہے، اس "مرثیۂ رائیہ" کے اکتالیس اشعار نقل کئے ہیں۔ (۱۳۷) مطرود بن کعب الخزاعی نے عبدالمطلب کا بحر کامل میں ایک "مرثیہ فائیہ" کہا، جس کے سات اشعار ابن ہشام نے اپنی سیرۃ میں نقل کئے ہیں۔ (۱۳۸)

عربی اصناف سخن میں مرثیہ گوئی ایک اہم صنف کی حیثیت رکھتی ہے اور عربوں کے ہاں تو مرثیہ گوئی اتنی ہی قدیم صنف ہے، جتنی ان کی شاعری۔ شعرائے عرب کو یہ مقام حاصل ہے کہ وہ زمانہ جاہلیت میں بھی اپنے فوت شدہ افراد کے مناقب ومحاسن اور ان کے اوصاف وکمالات بیان کرتے تھے اور اس کی موت پر اشعار کی شکل میں (منظوم) اپنے حزن وملال، رنج وغم، درد والم اور کرب وافسوس وتاسّف کا اظہار کررتے تھے۔ اس طرح وہ اپنے مرنے والوں کی اہمیت وحیثیت کا اظہار کرتے تھے، یہی نہیں بلکہ وہ اپنے تعزیتی پیغامات بھی منظوم شکل میں دیا کرتے تھے جس سے مرنے والے کے اہل خانہ (پس ماندگان) سے اظہار ہمدردی وتعزیت کیا جاتا تھا۔ ادب قدیم یعنی دور جاہلی کا سب سے معروف شاعر مہلہل بن ربیعہ ہے، جس کے مراثی آج بھی لازوال داستان کے طور پر رقم ہیں۔

زمانہ جاہلیت میں شعرائے عرب اپنے بہادروں، سپاہیوں، شعراء وادباء، رؤساوامراء اور سرداران وتوابین کے مراثی محض اس مقصد کے پیش نظر لکھا کرتے تھے تاکہ وہ اپنے خاندان وقبائل کو اپنے مقتول کا بدلہ لینے پر آمادہ کرسکیں۔ "انہیں اس بات پر اکسائیں اور آتش انتقام کو اپنی نظموں "منظوم مراثی" کے ذریعے دوآتشہ کردیں۔ وہ میّت ومقتول کے محض مناقب ومحاسن ہی نہیں بلکہ ان کے بہادری اور جرأت وحماست وفراست بھی بیان کرتے تھے اور مرثیہ گوئی میں ان مرد شعراء کے ساتھ ساتھ خواتین شعرا بھی پیش پیش ہوتی تھیں اور اپنے اشعار سے مقتول کے لواحقین کی آتش انتقام کو دوآتشہ کرتی تھیں۔ عربی مراثی میں خواتین کو بھی ایک خاص مقام حاصل ہے اور عربی ادب کا ایک بڑا حصہ ان کی شاعری پر مشتمل ہے۔

عرب شاعرات محض مرثیہ گوئی ہی نہیں کرتی تھیں بلکہ ان کا کام مرثیہ گوئی کے علاوہ مقتول ومیت پر نوحہ و ماتم کرنا، چھاتی پیٹنا، سر کے بالوں کو نوچنا، چہرے پیٹنا، خاک اڑانا، سر خاک آلودہ کرنا، شدید آہ وبکا کرنا، رونا، چیخنا، چلانا اور بین کرنا ان کے فرائض میں شامل تھا اور اس کام کے لیے باقاعدہ اجرت پر عورتیں بلائی جاتی تھیں۔ یہ اجرتی نوحہ خواں اور مرثیہ خواں اور سینہ کوبی کرنے والی عورتیں عرب جاہلیہ کا ورثہ شمار ہوتی تھیں اور دور دور تک سے ان کا بلاوا آتا تھا۔ رونے دھونے کا یہ سلسلہ برسوں چلتا اور اس کے لیے باقاعدہ ایک جگہ مخصوص کر دی جاتی اور جب تک مقتولین کا بدلہ نہ لے لیا جاتا، اس وقت تک یہ سلسلہ جاری وساری رہتا اور جب فریق ثانی یا فریق اول کا انتقام پورا ہو جاتا، کوئی ان کے ہوس انتقام کی بھینٹ چڑھ جاتا تو یہی سلسلہ دوسرے قبیلہ میں شروع ہو جاتا تھا اور تاوقتیکہ وہ اپنے انتقام کی آگ بجھا لے، اسی طرح یہ سلسلہ برس ہا برس خاندانوں، نسلوں اور قبیلوں میں چلتا رہتا۔ یہ اجرتی ڈیرہ دار عورتیں نہ صرف یہ کہ میت ومقتول کی قبر پر اپنے فرائض آہ وبکا انجام دیتیں بلکہ وہ ان قبائل کی جانب سے منعقد کی جانے والی مجالس، بڑے بڑے میلوں ٹھیلوں (میلہ عکاظ وغیرہ) میں بھی گریہ وزاری، آہ وبکا اور نوحہ خوانی کے علاوہ سینہ کوبی کرتیں۔ یہ خواتین دیگر قبائل کی حمایت واعانت اور مدد وہمدردی کے حصول کی خاطر یا اپنے مقتول کو شہرت وشناخت کی خاطر ان کے مراثی پڑھتیں، جس میں ان کی خوب خوب جھوٹی وسچی کہانیاں بیان کرتیں، ان کی شجاعت وبہادری کے گن گاتیں اور وہاں موجود قبائل سے اپنی مدد اور ان سے تعاون کا مطالبہ کرتیں۔ اس کے عوض وہ اپنی عزت بھی داؤ پر لگا دیتیں، جو ان کے ہاں معیوب نہیں بلکہ قابل فخر بات سمجھی جاتی تھی۔

یہ اجرتی خواتین خود بھی عمدہ شاعرہ ہوتی تھیں اور بڑے گھاؤ کے اشعار کہتیں۔ یہ ان میلوں ٹھیلوں اور عوامی اجتماعات کو اپنی شہرت کا ذریعہ بناتیں۔ یہ شاعری کے ساتھ ساتھ اپنے چہرے کا مثلہ بھی کرتیں اور اس عہد کے ساتھ اپنے سر منڈوا دیتیں کہ جب تک وہ اپنے مقتول کا انتقام نہ لے لیں، اس وقت تک نہ وہ سر پر بال رکھیں گی، نہ چٹیاں رکھیں گی، نہ کنگھا کریں گی اور نہ ہی وہ آنکھوں میں سرمہ ڈالیں گی، غرض یہ کہ بناؤ سنگھار سے انہیں کوئی واسطہ نہ ہوگا۔" (۱۳۹) مرثیہ کے ضمن میں مزید تفصیل کے لئے دیکھئے (۱۴۰)

مرثیہ گوئی کا ثبوت اسلام کے ابتدائی عہد، بالخصوص عہد نبویؐ میں بھی ملتا ہے۔ جب مشرکین عرب اپنے مقتولین پر مرثیہ کہتے تو مسلمان اپنے شہداء پر ان کا مرثیہ کہتے تھے اور خود آنحضرت پر بھی آپؐ کے وصال مبارک پر مراثی کہے گئے ہیں، یہی نہیں بلکہ آپؐ نے شہدائے اسلام، صحابہ کرامؓ پر کہے گئے مراثی سماعت بھی فرمائے ہیں۔ شعرائے جہلاء کے مقابلے میں مسلمانوں کے مراثی میں نہ تو انتقامی جذبہ وجنون کارفرما ہوتا تھا اور نہ ہی مذکورہ بالا خرافات فاسدہ وافعال قبیحہ اور کارشنیعہ، جو کہ زمانۂ جاہلیت میں، خصوصاً خواتین میں مروّج

تھیں، کیوں کہ آپؐ نے ایسی تمام بے ہودہ و فرسودہ رسومات اور انتقام پر ابھارنے اور بدلہ لینے پر اکسانے والی انتقامی شاعری پر پابندی لگادی تھی اور زمانۂ جاہلیت میں جو عورتیں عملاً یہ کام کرتی تھیں، ان بدعات قبیحہ اور عادات شنیعہ کو بھی آپؐ نے ختم کردیا، ہاں مقتول و شہداء کے مناقب و محاسن بیان کرنے کا سلسلہ نہ صرف جاری رہا بلکہ آپؐ نے اس کی ترغیب بھی فرمائی، جیسے حضرت حسان بن ثابتؓ کے مراثی، صحابہ کرام علیھم الرضوان و خلفائے راشدین پر اور حضرت خنساءؓ کے مراثی عہد اسلام میں زیادہ معروف ہیں اور اسی طرح لیلیٰ الاخیلہ کے مراثی بھی عربی ادب میں بڑا مقام و امتیاز رکھتے ہیں۔

صاحب لغات مرثیہ کو یوں بیان کرتے ہیں۔ صاحب المنجد نے مرثیہ کے درج ذیل معنی و مادّے بیان کئے ہیں۔

رث ء. رثا. الشعر المیّت. بکاء. و عدّد محاسنة. نظم فیه شعراً.

رثی. رثیاً و رثاءً، و رثایة. و مرثاة و مرثیة. المیّت: رثاء. و...... له: ر قّ له رحمة.

رثّی و ترثّی: المیّت بمعنی رثاء. الرثاءة. و الرثایة: النواحة.

المرثاة و المرثیة ج مراث: ما یرثی به المیّت من شعر بسواء. المراثی السبع: من مختارات اشعار العرب. (۱۴۲)

امام الشعراء حضرت حسان بن ثابت عہد نبویؐ ہی نہیں بلکہ قبل از اسلام بھی معروف مرثیہ گو شاعر تھے۔ ابن ہشام نے یوم احد کے موقع پر، بحر کامل میں کہا گیا تینتالیس اشعار پر مشتمل ''مرثیۂ حائیہ'' نقل کیا ہے، جس میں حضرت حمزہؓ و دیگر صحابہ کرامؓ کے مراثی کے علاوہ نوحہ خواں عورتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

یا میّ قومی فاندبن — بسحیرة شجو النوائح

کالحاملات الوقر با — لثقل الملحّات الدّوالح

المعولات الخامشا — ت وجوه حُرّاتٍ صحائح

وکان سیل دموعها الا — نصاب تخضب بالذبائح

ینقضن اشعاراً لهن — هناک بادیة المسائح

وکانّها اذناب خیل — بالضحی شمسٍ روامح

من بین مشذور مج — ذور یذعذع بالبوارح

یبکین شجوا مسلبات — کدّحتهن الکوادح (۱۴۱)

ترجمہ: اے میری ماں! اٹھ کھڑی ہو اور نوحہ کرنے والیوں کا سا غم واندوہ لے کر مقام سُحیرہ پر (مدینہ میں ایک کنویں کا نام)

فریادوں سے لبریز نوحہ کر۔ ان عورتوں کی طرح نوحہ کر، جو بوجھ کو اور زبردست بوجھ کو پوری مشقت کے ساتھ اٹھا رہی ہوں۔ جو عورتیں منہ نوچ نوچ کر با آواز بلند نوحہ اور آہ و بکا کر رہی ہیں، ان کے چہرے آزاد اور شریف عورتوں کے چہرے ہیں اور ان کے آنسوؤں کا سیلاب گویا سنگ انصاب (۱) ہے، جو قربانی کے جانوروں کے خون سے رنگا جا رہا ہے۔ یہ نوحہ خواں عورتیں اس جگہ اپنے بال کھولے ہوئے تھیں، ان کی مینڈھیاں صاف نظر آ رہی تھیں۔ اور وہ مینڈھیاں دن کی روشنی میں ان گھوڑوں کی دُموں کی مانند معلوم ہوتی تھیں، جو چاروں پاؤں چلا چلا کر بدک رہے ہوں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان کی مینڈھیاں یا تو سوکھے ہوئے گوشت کی طرح تھیں یا کٹے ہوئے گوشت کی طرح، جن پر تیز و تند ہوائیں چل رہی ہوں۔ ماتمی لباس پہنے وہ نہایت غم انگیز رونا رو رہی تھیں اور ان حادثات نے انہیں بالکل افسردہ کر دیا تھا۔

صاحب مصباح اللغات مرثیہ کی لغوی تفہیم یوں بیان کرتے ہیں۔

رثا . یرثوا. رثواً . و رثیٰ. یرثی . رثیاً. ورثائةً.ورثایةً و مرثاةً.

و مرثیة. ا لمیّت. رونا اور محاسن شمار کرنا۔ مرثیہ کے اشعار کہنا۔ رثّی و ترثّی. رونا اور محاسن شمار کرنا۔ الرثاء ة و الرثایة. نوحہ کرنے والی عورت۔ المرثاة و المرثیة. وہ اشعار وغیرہ جس میں میت کے محاسن بیان کئے جائیں۔ مراثٍ "و المراثی السبع": عرب کے سات مشہور اور منتخب مرثیے۔(۱۴۳)

صاحب فرہنگ آصفیہ اس ضمن میں لکھتے ہیں۔

"مرثیہ. اسم مذکر، عربی (رثی بمعنی درد و رحم) مُردے کا وہ بیان جس سے رحم اور درد پیدا ہو۔ اوصاف مردہ، میت کی صفات۔

وہ نظم یا اشعار جن میں کسی شخص کی وفات یا شہادت کا حال اور اس کے رنج و غم کا بیان درج ہو۔ مجازاً وہ اشعار جن میں حضرت امام حسن و امام حسین علیہما السلام کی شہادت، اہل بیت کی مصیبت، کربلا کے واقعات اور حادثا کا غم انگیز بیان کیا جائے۔ یہ نظم خواہ کسی قسم کی ہو، اگر وہ نظم رباعی یا قطعہ یا غزل یا قصیدے کی طرز پر ہوگی تو اسے مجرا یا سلام کہیں گے اور یہ التزام ضرور رکھیں گے کہ اس کے مطلع یعنی اول شعر میں لفظ مجرا یا سلام، سلامی یا مجرائی ضرور لائیں گے۔ اور اگر مستزاد کی وضع پر ہوں تو اسے نوحہ کہیں گے اور جو مسمط یا ترجیع بند یا ترکیب بند کے طور پر ہوگی تو اسے مرثیہ۔"(۱۴۴)

صاحب "علمی اردو نعت" کہتے ہیں۔ "مرثیہ۔ وہ نظم یا اشعار جن میں کسی شخص کی وفات یا شہادت کا حال اور ان مصیبتوں کا ذکر ہو، خصوصاً شہید کربلا کا۔ یہ نظم مسدس، مسمط یا ترجیع بند یا ترکیب بند کے طور پر ہونی چاہئے۔"(۱۴۵)

عہد اسلام خصوصاً عہد نبویؐ میں جب نعتیہ شاعری میں مرثیہ (Eleg) میں نعت گوئی کا ارتقاء ہوا یعنی مرثیہ میں نعت گوئی کی بنیاد آپ کے دور میں استوار ہوئی تو شعرائے اسلام، اپنے شہداء کے لیے ان کے مرثیہ میں

(۱) انصاب ایک پتھر تھا جس پر جانور ذبح کئے جاتے تھے اور خون اس پر ملا جاتا تھا۔

بالخصوص مناقب ومحاسن کا التزام کرتے تھے۔

ڈاکٹر محمد زکی عبدالسلام مبارک نعت ومرثیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

”واکثر المدائح النبویة قیل بعد وفاة الرسول، و مایقال بعد الوفاة یسمی رثاء، ولکنه فی الرسول یسمیٰ مدحاً، کأنهم لخطواان الرسولؐ موصول الحیاة، و انهم یخاطبونه کمایخاطبون الاحیاء وقدیمکن القول بان الثناء علی المیت لا یسمیٰ رثاء الا اذا قبل فی اعقاب الموت. و لذلک نراهم یقولون: (قال حسان یرثی النبیؐ) لیفرقواحالین من الثناء: ماکان فی حیاة الرسول، وماکان بعد موت الرسول، بخلاف ما یقع من شاعر ولد بعد وفاة النبیؐ، فان ثناه علیه مدیح لارثاء، لانه لاموجب للتفرقة بین حال و حال، ولان الرثاء یقصد به اعلان التحزن و التبع، علی حین لایراد بالمدح النبویة الا التقرب الی الله بنشرمحاسن الدین، و الثناء علی شمائل الرسول. (۱۴۲)

ترجمہ: حضور نبی کریمؐ کی اکثر نعوت (مدح) بعد وصال سرکارؐ، کہی گئی ہیں(ا) اور جو مدح بعد وفات کی جائے اسے رثاء (مرثیہ) کہتے ہیں، لیکن حضور نبی کریمؐ وہ واحد ہستی کائنات ہیں جنہیں استثنیٰ حاصل ہے کہ ان کی مدح ومرثیہ کو بعد وفات بھی نعت کہا جاتا ہے۔ آپ کی حیات ووفات میں کوئی فرق نہیں ہے۔ آپ کو بعد وصال بھی اسی طرح خطاب کیا جاتا ہے جس طرح آپ کی حیات مبارکہ میں کیا جاتا تھا۔ اسی لیے آپ کا مرثیہ نہیں بلکہ آپ کی نعت کہی جاتی ہے جیسا کہ حضرت حسانؓ نے آپ کا مرثیہ کہا، لیکن آپ کہتے ہیں کہ مجھے سرکار علیہ الصلوٰۃ و التسلیم کی حیات وممات دونوں حالتوں میں کوئی فرق محسوس نہیں ہوتا کہ میں جب بھی آپ کی نعت کہتا تھا اور اب بھی آپ کی نعت کہتا ہوں۔ موقع خوشی کا ہو یا غم کا، آپ کی نعت کہنا تقرب الی اللہ، محاسن دین کی نشر واشاعت اور شمائل رسول (اسوۂ حسنہؐ) کی ترویج وتبلیغ کا بلیغ وفصیح اور موثر ترین ذریعہ ہے۔

عہد اسلام کے سب سے بڑے مرثیہ گو حضرت حسان بن ثابتؓ ہیں اور آپ ہی نے مرثیہ میں نعت کی

(الف) ڈاکٹر زکی مبارک کا یہ ذاتی خیال ہے، مجموعی طور پر اکثر نعوت وقصائد حضور کی حیات مبارکہ میں، آپؐ کے روبرو پیش کی گئیں۔ آپ کی حیات طیبہ میں اکثر نعوت وقصائد کا اظہار عام طور پر جنگی معرکوں اور شہدائے اسلام کے حوالے سے ہوتا ہے اور اکثر مراثی بھی انہیں مواقع پر کہے گئے۔ آپ کی حیات ہی میں اکثر شعرائے اسلام شہید ہوئے اور آپؐ کے وصال کے بعد جو قلیل تعداد بچ رہی وہ دیگر علاقوں کو منتقل ہو کر گوشہ نشین ہو گئے۔ جو مراثی آپؐ کے وصال پر کہے گئے ان میں اشعار نعت ضرور پائے جاتے ہیں، لیکن وہ آپ کی حیات مبارکہ میں کہے گئے اشعار نعت کے مقابل نہایت قلیل ہیں۔ رثائی نعت میں چند مخصوص صحابہ و صحابیات کے اسماء گرامی ملتے ہیں، لیکن عمومی نعتیہ جائزے میں ایک کثیر تعداد پائی جاتی ہے، لہٰذا یہ کہنا کہ ”اکثر نعوت (مدح) بعد وصال سرکار کہی گئی ہیں“ یہ درست نہیں۔

طرح ڈالی۔ آپ کے مراثی میں جا بجا نعتیہ اشعار پائے جاتے ہیں۔

حضرت حسانؓ کو یہ اعزاز و شرف بھی حاصل ہے کہ آپؐ نے حمد و نعت وقصائد وہجویات کے علاوہ معروف و جید صحابہ کرام علیہم الرضوان کے وصال وشہادت پر نہایت ہی پُر اثر و پُر درد، از حد فصیح و بلیغ مراثی بھی کہے ہیں، جن میں خلیفۂ اول، جانشین سرکارؐ، یار غار، سید الصدیقین حضرت ابوبکر صدیقؓ، خلیفۂ دوم حضرت عمر بن خطابؓ، خلیفۂ سوم حضرت عثمان بن عفانؓ، حضرت عبداللہ ابن عباسؓ، حضور نبی کریمؐ کے پھوپھی زاد بھائی حضرت سیدنا زبیر بن عوامؓ، حضورؐ کے چچا سید الشھداء حضرت حمزہ بن عبدالمطلب، حضرت سعد بن معاذؓ، حضرت خبیب بن عدیؓ الانصاری، حضرت جعفر طیارؓ، حضرت زید بن حارثؓ اور حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کے مراثی کے علاوہ شہدائے احد کے مراثی، غزوۂ موتہ کے مراثی، غزوۂ بنو قریظہ کے شہداء کے مراثی اوراسی طرح حضور نبی کریمؐ کے وصال پر آپؐ کے ہجر وفراق میں کئی کرب انگیز، ادب و زبان سے بھرپور مراثی رقم فرمائے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے مرثیہ میں اشعار نعت:

صحابہ کرامؓ کے نعتیہ مراثی

حضورؐ کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آپؐ کا جو مرثیہ کہا، اس کے چھ شعر امام نبہانی نے نقل کئے ہیں۔ (۱۴۷) اس کے چند اشعار نعت ملاحظہ ہوں۔

یاعین بکی ولا تسامی	وحق البکاء علی السید
علی ذی الفضائل و المکرمات	ومحض الفرسیۃ ولمحتد
علی خیر فندف عند البلاء	امسیٰ یغیب فی الملحد
فصلی الملیک ولی العباد	ورب البلاد علی احمد
فکیف الاقامہ الحبیب	وزین المحافل و المشھد
فلیت الممات لنا کلنا	وکنا جمیعاً مع المھتدی (۱۴۸)

ترجمہ: (۱) اے آنکھ تو خوب رو اور ملول نہ ہو۔ یہ ایسے سردار کے شایان شان ہے کہ اس پر روئیں۔ (سید پر رونا اس کا حق ہے)
(۲) اس صاحب فضل سردار پر رو جو بڑی شان کا مالک اور طبیعت اور ذات کا خالص اور اصل ہے۔
(۳) خندف کے بہترین سردار پر آنسو بہا، جو غم والم کے ہجوم میں سرشام گوشۂ قبر میں چھپا دیا گیا۔
(۴) بادشاہ عالم، بندوں کا والی اور شہروں کا روزی رساں، احمدؐ پر درود بھیجئے۔
(۵) اس پیارے، زینت محافل اور جان عالم کے کھو جانے کے بعد زندگی کا کیا لطف ہے۔
(۶) اے کاش، ہم سب کو موت آ جاتی اور ہم سب اس زندگی میں اس بادل و مہتدی کے ساتھ ہوتے۔

علامہ زینی دحلان نے حضرت ابوبکر کے کہے گئے مرثیے کے دو شعر (۱۴۹) اور ایک اور مرثیے کے پانچ شعر (۱۵۰) نقل کئے ہیں۔

صاحب طبقات نے بھی حضرت ابوبکر کے کہے گئے اشعار مرثیہ نقل کئے ہیں۔(۱۵۱) ابی زید قرشی نے حضرت ابوبکرؓ کے مرثیے کا ایک اور شعر نقل کیا ہے جو حضورؐ کے وصال پر کہا گیا۔(۱۵۲) اسی شعر کو علامہ نبہانی نے بھی نقل کیا ہے۔(۱۵۳)

ہاتف غیبی سے وصال رسولؐ کی خبر

حضرت ابوذویب الھذلی کا نعتیہ مرثیہ:

حضرت ابوذویب الھذلی کا نام خویلد بن خالد بن محرث تھا۔ آپ دور جاہلیت اور دور اسلام کے مشہور و معروف اور نامور شاعر تھے۔ "الشاعر المشهور" (۱۵۴)۔صاحب استیعاب لکھتے ہیں۔ "ابو ذو ئیب الهذلی الشاعر." (۱۵۵) محمد بن سلام الجمحی نے اپنے طبقات الشعراء میں ان کا ذکر اس طور کیا ہے۔ "من اشعرا الناس." (۱۵۶) علامہ مرزبانی نے انہیں فصیح اللّسان کہا ہے۔ "کان فصیحاً، کثیر الغریب، متمکناً فی الشعر." (۱۵۷) ابوذویب الھذلی نے زمانۂ اسلام پایا اور اسلام قبول کیا اور عہد اسلام میں بھی خوب شعر کہے۔ "وعاش فی الجاهلية و ادرک الاسلام فاسلم و عامة ما قال من الشعر فی الاسلامة." (۱۵۸) صاحب اسد الغابہ لکھتے ہیں۔ "اسلم علی عهد رسول اللّٰه ولم یره." (۱۵۹) اور یہی بات صاحب استیعاب بھی لکھتے ہیں کہ آپ اسلام لائے لیکن آپ نے حضور نبی کریم کو دیکھا نہیں۔ "کان مسلماً علی عهد رسول اللّٰه ولم یره." (۱۶۰)

صاحب استیعاب وصاحب اصابہ لکھتے ہیں کہ جناب ابوذویب کو حضور نبی کریمؐ کے وصال کی خبر اس طرح ملی کہ جب آپ کا وصال ہوا تو سخت تاریک رات میں ایک نور طلوع ہوا، ایسا محسوس ہوتا تھا کہ سحر ہوگئی ہے، پھر ایک غیبی آواز سنائی دی اور اس ہاتف نے حضور نبی کریمؐ کے وصال کی خبر دی اور اس نے بحر کامل میں دو شعر پڑھے، یعنی یہ منظوم اطلاع تھی۔ "وبتّ باطول لیلة لاینجاب دیجورها ولا یطلع نورها حتی اذا کان قرب السحر اغفیت فهتف بی هاتف یقول.

خطب اجلّ اناخ بالاسلام　　　بین النخیل و معقل الآطام

قضی النبی محمد فعیوننا　　　تذری الدموع علیه بالتسجام (۱۶۱)

ترجمہ: جب یہ جگر گوش شعری خبر اور سانحاتی اطلاع آپ کو ملی، تو آپ نہایت متوشش ہوئے۔ آپ نے فوراً سواری پکڑی اور بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہوئے۔ آپ حضور نبی کریم کی تدفین میں شریک ہوئے، بعدازاں آپ نے حضور نبی کریم کا، بحر کامل میں ایک پُر اثر نعتیہ مرثیہ کہا۔ صاحب استیعاب نے اس کے سات شعر نقل (۱۶۲) کئے ہیں اور صاحب اصابہ نے ایک شعر (۱۶۳) نقل کیا ہے۔ ملاحظہ ہو دو شعر مرثیہ۔

فھنـاک صرت الی الھموم ومن بیت　　جـار الھـمـوم یبیـت غیـر مـروّح

کسـفـت لـمـصـرعـه النجوم و بدرھا　　وتـزعـزعـت آطام بطن الابطح (۱۶۴)

ابوذویب کے بارے میں کہا گیا کہ آپ کا وصال زمانہ عثمان غنیؓ میں مکہ میں ہوا، بعض لوگوں نے افریقہ اور بعض نے روم، جب کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ مصر میں ہوا۔ (۱۶۵)

حضرت عبداللہ ابن رواحہؓ کا نعتیہ مرثیہ:

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے جنگ احد میں سید الشھداء حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب کی شہادت پر خوب آہ و بکاء کرتے ہوئے، بحر وافر میں، سولہ اشعار پر مشتمل ایک پُر اثر مرثیہ رقم کیا۔ ابن ہشام نے اسے نقل کیا ہے۔ (۱۶۶) علامہ ابن الثیر الجزری نے اس کے چودہ اشعار نقل کئے ہیں۔ (۱۶۷) اس مرثیہ میں نعت کا شعر ملاحظہ ہوں۔

رسـول الـلـه مـصـطبر کـریـم　　بـامـر الـلـه ینطق الی رسول(۱۶۸)

ترجمہ: اللہ کے رسولؐ صابر اور کریم آدمی ہیں۔ وہ جب کچھ فرماتے ہیں تو اللہ ہی کی بات دہن مبارک سے نکالتے ہیں۔ (۱)

اس قصیدہ کے بارے میں ابن اسحاق کہتے ہیں۔ " وقـال عبد الله بن رواحة یبکی حمزه بن عبد الـمـطلب." (۱۶۹) جب کہ ابن ہشام کہتے ہیں۔ " انشـدینهـا ابـو زیـد الانـصـاری لکعب بن مالک."(۱۷۰)

حضرت ابوسفیانؓ کا نعتیہ مرثیہ:

حضور کے چچا زاد بھائی حضرت ابوسفیانؓ بن حارث، حضور نبی کریم سے شدید محبت کرتے تھے۔ حضورؐ کے وصال پر آپ خوب روئے، کہا جاتا ہے کہ آپ پر ایک شدید کیفیت طاری ہوگئی تھی۔ آپ نے حضورؐ کے وصال پر بحر وافر میں ایک بڑا ہی پُر اثر مرثیہ رقم کیا۔ اس مرثیہ میں آپ نے حضورؐ کے اوصاف کریمہ کا بالخصوص ذکر کیا ہے۔ اس مرثیہ کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں حضرت ابوسفیانؓ نے جگر گوشۂ رسولؐ سیدۃ النساء ذکیہ و طاہرہ بتول حضرت فاطمہ سے، اظہار تعزیت کیا ہے۔

امام نبہانی نے اپنے مجموعۂ نبہانیہ (۱۷۱) اور حجۃ اللہ علی العالمین (۱۷۲) میں انیس، انیس اشعار نقل کئے ہیں، جب کہ حجۃ اللہ علی العالمین کے اردو نسخہ (۱۷۳) میں چودہ اشعار درج ہیں۔ صاحب بدایۃ والنھایۃ (۱۷۴)، صاحب الاستیعاب، (۱۷۵) اور علامہ زینی دحلان نے اپنی سیرۃ (۱۷۶) میں دس، دس، جب کہ

(الف) یہ شعر اس آیت کریمہ "وما ینطق عن الھوی، ان ھو الاّ وحی یّوحٰی۔" .... کا بھرپور ترجمان ہے۔ پارہ ۲۷، سورۃ النجم، ص ۴۰۳۔

صاحب عیون الاثر (١٧٧) نے دو شعر نقل کئے ہیں۔ چند اشعار نعت مرثیہ ملاحظہ ہوں۔

فقدنا الوحی و التنزیل فینا یروح بہ و یغدو جبریل

نبی کان یجلو الشک عنا بما یوحی الیہ وما یقول

ویھدینا فلانخشیٰ ضلالا علینا و الرسول لنا دلیل

یخبرنا بظھر الغیب عما یکون فلا یخونا ولا یحول

فلم نر مثلہ فی الناس حیاً ولیس لہ من الموتیٰ عدیل (١٧٨)

ترجمہ: (١) وحی و تنزیل کا جو سلسلہ ہمارے درمیان جاری تھا وہ کھو گیا۔ جس کے ساتھ جبریل امین صبح و شام آمد و رفت رکھتے تھے۔

(٢) حضورؐ ایک ایسے نبی تھے جو ہمارے شکوک و شبہات کو دور کرتے تھے، کبھی آئی ہوئی وحی کے ذریعے اور کبھی اپنے ارشاد پاک سے۔

(٣) وہ ہمیں ہدایت دیتے تھے راہ راست کی طرف کہ پھر کبھی کسی گمراہی کا ڈر نہ ہوتا تھا۔ اس لئے کہ رسول اکرمؐ خود ہمارے لئے دلیل و راہنما تھے۔

(۴) رسول اللہؐ ہمیں آئندہ زمانے کی خبریں بتاتے تھے اور غیب کی باتیں بتانے میں خیانت نہ کرتے تھے اور نہ ہی ہیر پھیر۔

(۵) پس نہ زندوں میں حضور نبی کریمؐ جیسا ہم نے دیکھا اور نہ ہی مرنے والوں میں کوئی آپ کی نظیر و مثل کوئی ہے اور نہ ہوگا۔

اس نعتیہ مرثیہ میں حضرت ابوسفیانؓ نے حضور نبی کریم کے وصال پر حضرت فاطمہؓ سے اظہار تعزیت بھی کیا ہے اور نہایت خوب صورت اشعار نعتِ و مرثیہ رقم کئے ہیں۔ یہ منظوم تعزیت نامہ عربی ادب کا شاہ کار ہے، غالباً اس کی کوئی اور مثال بھی نعتیہ ادب میں نہیں ملتی۔ آپ جگر گوشۂ رسول کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

أفاطم جزعت فداک عذر وان لم تجزعی فھو السبیل

فعوذی بالعذاء فان فیہ ثواب اللہ و الفضل الجزیل

فقولی فی ابیک ولا تملی وھل یجزی بفعل ابیک قیل

فقبر ابیک سید کل قبر وفیہ سید الناس الرسول

صلاۃ اللہ من رب الرحیم

علیہ لاتحول ولا تزول (١٧٩)

ترجمہ: (١) اے فاطمہ! اگر دامن صبر تجھ سے چھوٹ جائے تو کوئی حرج نہیں، لیکن صحیح راستہ یہی ہے کہ تو جزع و فزع نہ کرے۔

(٢) پس اگر تو صبر و استقامت کا سہارا لے تو اس میں اللہ کی طرف سے ثواب ہے اور بہت بڑا اجر ہے۔ پس اپنے رب کی تعریف جی بھر کر کیجئے اور اکتایئے مت۔

(٣) مگر! کیا آپ کے باپ کے کارہائے نمایاں کا بدل یہ قول ہو سکتے ہیں۔

(۴) آپ کے باپ کی قبر تمام قبروں کی سردار ہے، کیوں کہ اس میں وہ رسول محوِ استراحت ہے جو تمام انسانوں کا سردار ہے۔

(۵) رحمت والے رب کی طرف سے آپ پر رحمتیں ہوں جو کبھی ختم نہ ہوں اور نہ ہی کبھی ختم ہوں۔

حضرت حسان بن ثابتؓ کے نعتیہ مراثی:

حضرت حسانؓ دربار رسالتؐ، عہد اسلام کے سب سے بڑے شاعر، نعتیہ ہجو اور نعتیہ مراثی کے بانی، سب سے بڑے نعتیہ مرثیہ گو اور نعتیہ ادب میں شاہ کار نعتیہ مراثی تخلیق کرنے والے اولین فرد ہیں۔ جب حضور نبی کریمؐ کا وصال ہوا تو آپ خوب روئے، پھر آپ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے وہ مراثی کہے جو عربی نعتیہ ادب میں تاریخی سند کے حامل ہیں۔ ان میں آپ نے حضورؐ کے محاسن بیان فرمائے ہیں۔

آپ نے حضور نبی کریمؐ کے وصال پُر ملال پر پہلا طویل ترین بحر طویل میں چھیالیس اشعار پر مشتمل نعتیہ ''مرثیہ دالیہ'' کہا۔ اس میں آپ نے حضورؐ کی ایسی نعت بیان فرمائی ہے جو آثار واحوال پر مشتمل ہے۔ حضورؐ کے وصال پر محسوساتی کرب کا اظہار کھل کر بیان کیا ہے اور اس بات کا اقرار کیا ہے کہ آپؐ ہمارے محسن و مربّی تھے، ہم ان احسانات کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں۔ آپؐ کی عنایات و عطایات بے بہا ہیں، لیکن افسوس ہے کہ ہم آپؐ اس طرح رو بھی نہ سکے، آنسو بھی نہ بہا سکے جیسا کہ آپؐ کا حق ہے۔

آپ نے حضورؐ کے جود و سخا، عفو و درگزر، ہدایت و رہنمائی کا بالخصوص ذکر فرمایا ہے۔ آپؐ کے وصال سے اہل اسلام کو جو صدمہ پہنچا، اس کا ذکر اور جو دینی نقصان ہوا، اس کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ آپؐ کے نہ ہونے پر جو کال پڑا اس کا اور آپؐ کی حیات میں جو کچھ ملا، اس کو بھی بیان کیا ہے۔ آپؐ کی عصمت و عفت کا تذکرہ بھی کیا۔ آخر میں آپ نے اس امید کا اظہار کیا ہے کہ آپؐ کی، میری اس مدح سے شاید اللہ تعالیٰ مجھے جنت کا حق دار ٹھہرا دے۔

علامہ ابن ہشام (۱۸۰) علامہ یوسف نبھانی (۱۸۱)، علامہ عبد الرحمن البرقوتی نے (۱۸۲) چھیالیس، چھیالیس، جب کہ علامہ ابن کثیر (۱۸۳) نے اڑتالیس اشعار نقل کیے ہیں۔ ملاحظہ ہو نعتیہ مرثیۂ حسان بن ثابتؓ۔

بطیبہ رسم للرسول و معهد — منیر وقد تعفو الرسوم و تهمدُ

ولا تستحی الآیات من دار حرمة — بها منبر الهادی الذی کان یصعد

وواضع اثار وباقی معالم — وربع لـه فیه مصلّی و مسجد

بها حجرات کان ینزل وسطها — من الله نور یستضاء و یوقد

معالم لم تطمس علی العهد ایها — اتاها البلی فالآی منها تجدد

عرفت بها رسم الرسول وعهده — وقبرا بـه واراه فی الترب ملحد

ظللت بها ابکی الرسول فاسعدت　　عیون و مثلاها من الجفن تسعد

تذکرن آلاء الرسول وما أری　　لها محصیا نفسی فنفسی تبلد

مفجعة قد شفها فقد احمد　　فظلت لأ لآء الرسول تعدد

وما بلغت من کل أمر عشیره　　ولکن لنفسی بعد ما قد توجد (۱)

أطالت وقوفا تذرف العین جهدها　　علی طلل القبر الذی فیه أحمد

فبورکت یا قبر الرسول و بورکت　　بلاد ثوی فیها الرشید المسدد

وبورک لحد منک ضمن طیبا　　علیه بناء من صفیح منضد

تهیل علیه للترب أید و أعین　　علیه وقد غارت بذلک اسعد

لقد غیبوا حلماً و علماً ورحمة　　عشیة علوه الثری لا یوسد

وراحوا بحزن لیس فیهم نبیهم　　وقد وهنت منهم ظهور واعضد

بیکون من تبکی السموات یومه　　ومن قد بکته الأرض فالناس أکمد

وهل عدلت یوما رزیة هالک　　ورزیة یوم مات فیه محمد؟

نقطع فیه منزل الوحی عنهم　　وقد کان ذانور بغور وینجد

یدل علی الرحمن من یقتدی به　　وینقذ من هول الخزایا و یرشد

امام لهم یهدیهم الحق جاهدا　　معلم صدق ان یطیعوه یسعدوا

عفو عن الزلات یقبل عذرهم　　وان یحسنوا فالله بالخیر اجود

وان ناب امر لم یقوموا بحمده　　فمن عنده تیسیر ما یتشدد

فبیناهم فی نعمة الله بینهم　　دلیل به نهج الطریقة یقصد

عزیز علیه ان یجوروا عن الهدی　　حریص علی ان یستقیموا ویهتدوا

عطوف علیهم لا یثنی جناحه　　الی کنف یحنو علیهم ویمهد

فبینا هم فی ذلک النور اذغدا　　الی نورهم سهم من الموت مقصد

فاصبح محمودا الی الله راجعاً　　یبکیه جفن المرسلات و یحمد

وامست بلاد الجرم و حسنا بقاعها　　لغیبة، ماکنت من الوحی تعهد

فقارا سوی معمورة اللّحد ضافها　　فقید یبکیه بلاط وغرقد

---

(۱) علامہ برقوقی نے یہ مصرع یوں نقل کیا ہے۔ ''ولکن نفسی بعض ما فیہ تو محمد'' (شرح دیوان حسان، ص ۱۳۶

ومسجده فالموحشات لفقده | خلاء لـه فيـه مقام و مقعد
وبالجمرة الكبرى له ثم أ وحشت | ديار و عرصات وربع و مولد
فبكى رسول الله يا عين عبرة | ولا أعرفنك الدهر دمعك يجمد
ومالك لا تبكين ذا النعمة التى | على الناس منها سابغ يتغمد
فجودى عليه بالدموع واعولى | لفقد الذى لا مثله الدهر يوجد
وما فقد الماضون مثل محمد | ولا مثله حتى القيامة يفقد
اعف، واوفى ذمة بعد ذمة | واقرب منه نائلا لاينكه
وابذل منه للطريف و تالد | اذا ضن معطاء بما كان يتلد
واكرم حيا فى البيوت اذا انتمى | واكرم جدا ابطحيا يسود
وأمنع ذروات و اثبت فى العلى | دعائم عز شاهقات تشيد
واثبت فرعا فى الفروع و منبتا | وعودا غداة المزن فالعود اغيد
رباه وليدا فاستتم تمامه | على اكرم الخيرات رب ممجد
تناهت وصاة المسلمين بكفه | فلا العلم محبوس ولا الراى يفند
اقول ولا يلفى لقوى عائب | من الناس الا عازب العقل مبعد
وليس هوائى نازعا عن ثنائه | لعلى به فى جنة الخلد أخلد
مع المصطفى ارجو بذاك جواره | وفى نيل ذاك اليوم أسعى وأجهد

(۱۸۴)

ترجمہ: (۱) مدینہ طیبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منزل ومقام کے ہمیشہ روشن رہنے والے آثار ہیں۔

(۲) جب دوسرے لوگوں کے نام ونشان پرانے ہوکر نیست ونابود ہو جاتے ہیں اور اس قابل احترام مقام کی نشانیاں کبھی نہیں مٹ سکتیں جس میں ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ منبر موجود ہے جس پر آپ چڑھ کر تقریر فرماتے تھے۔

(۳) جس میں آپ کے کھلے ہوئے اثرات اور ہمیشہ باقی رہنے والی یادگاریں ہیں اور آپ کا وہ مقدس گھر ہے، جس میں آپ کی نماز پڑھنے کی جگہ اور آپ کی سجدہ گاہ ہے۔

(۴) اور جس میں آپ کے وہ مکانات موجود ہیں، جن کے بیچ میں اللہ کا نور نازل ہوتا تھا، جسے بھڑکا کر خوب روشنی حاصل کی جاتی تھی۔

(۵) ایسے نشانات ہیں، جو زمانے کے گزرنے کے باوجود نہیں مٹے، ان پر بوسیدگی آئی، تو وہ نشانات مزید تازہ اور نئے ہوگئے۔

(۶) میں اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نشانات جانتا ہوں اور میں اس قبر کو بھی جانتا ہوں جس میں آپ کو مٹی کے اندر چھپایا گیا ہے۔

(۷) میں ان نشانات پر (کھڑے ہوکر) رسول اللہ ﷺ پر روتا رہا، اور میری آنکھوں نے میری مدد کی۔

(۸) میرا نفس رسول اللہ ﷺ کے احسانات کو یاد کرتا ہے، لیکن میں دیکھتا ہوں کہ میرا نفس ان کو شمار نہیں کر سکتا اور وہ حیران رہ جاتا ہے۔

(۹) میرے نفس کو احمد ﷺ کی وفات سے تکلیف پہنچی ہوئی ہے، اور رسول اللہ ﷺ کے احسانات کو یاد کر رہا ہے۔

(۱۰) اور میرے نفس نے ان کے احسانات کا عشر عشیر بھی بیان نہیں کیا، لیکن میرا نفس ان میں سے بعض کو بیان کر سکا۔

(۱۱) میرا نفس اس قبر پر طویل وقت تک ٹھہر کر آنسو بہاتا ہے، جس میں احمد ﷺ تشریف فرما ہیں۔

(۱۲) پس اے رسول ﷺ کی قبر! تو مبارک ہے، اور مبارک ہے وہ ملک شہر، جس میں ہدایت یافتہ نبی ﷺ مدفون ہیں۔

(۱۳) اور وہ لحد مبارک ہے، آپ کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے، جس کے اوپر آسمان کی مضبوط چھت ہے۔

(۱۴) ہاتھ آپ پر مٹی، ڈال رہے ہیں، اور آنکھیں آنسو، اور آپ ﷺ کی وفات کی وجہ سے برکت چلی گئی۔

(۱۵) آج لوگوں نے حلم، علم اور رحمت کو زمین کے اندر چھپایا جہاں کوئی تکیہ اور مسکا نہیں ہے۔

(۱۶) لوگ (بعد از دفن) غم کے ساتھ چلے گئے، اور ان کے درمیان نبی ﷺ نہیں تھے، اور ان کی کمر اور بازو ٹوٹ گئے۔

(۱۷) یہ لوگ اس شخص پر رو رہے ہیں، جن کی وفات پر آسمان رو رہے ہیں اور جن پر زمین رو رہی ہے، تو لوگ بہت ہی غمگین ہیں۔

(۱۸) جس دن حضرت محمد ﷺ نے وفات پائی، اس دن کی مصیبت کے برابر کسی مرنے والے کا دن نہیں۔

(۱۹) یہ وہ دن تھا جس میں لوگوں سے وہ منقطع ہوگیا، جس پر وحی کا نزول ہوتا اور اس کا نور پست و بالا مقامات کو منور کرتا تھا۔

(۲۰) اس کے نور کی جو اقتدا کرتا اسے خدا کے راستے پر لگا دیتا تھا اور ذلت وخواری اور رسوائیوں کی ہولنا کیوں سے نکال کر عزت و شرف کے راستے پر چلا دیتا تھا۔

(۲۱) وہ ان کا ایک ایسا مقتدی و رہنما تھا جو انہیں حق کے راستے کی نشان دہی پوری کوشش سے کر دیتا تھا، سچائی کا سبق دینے والا تھا، اگر لوگ اس کی اطاعت کرتے تو نیک وسعید بنا دیے جاتے تھے۔

(۲۲) وہ لوگوں کی لغزشوں کو معاف کر دینے والے اور ان کے عذر قبول کرنے والے تھے اور اگر کوئی اچھے کام کرتے تو اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ بھلائی کرنے میں بے حد سخی ہوتا تھا۔

(۲۳) اور اگر کوئی ایسا معاملہ پیش آجاتا جس کے لوگ متحمل نہ ہو سکے تھے تو آپ کی طرف سے ہر ایسے معاملے میں جو دشوار ہوتا، آسانی اور سہولت پیدا کر دی جاتی تھی۔

(۲۴) پھر اسی اثناء میں جب ان کے درمیان اللہ کی یہ نعمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں موجود تھی، جو ایک ایسے رہبر تھے جن کے ذریعے سے صاف اور واضح راستہ نظر آجاتا تھا۔

(۲۵) اور اس پر لوگ چل پڑتے تھے، جن پر یہ چیز بڑی شاق تھی کہ لوگ ہدایت کے راستے سے بہک جائیں۔ جو اس بات کے بڑے حریص تھے کہ لوگ ٹھیک ہو کر صحیح راستے پر لگ جائیں۔

(۲۶) لوگوں پر اتنے مہربان تھے کہ ان سے کسی طرح بے رخی نہیں برتتے تھے۔ ان پر اتنے شفیق تھے کہ ان کے لیے راستہ ہموار کرتے رہتے تھے۔

(۲۷) پس یہ لوگ اسی نور میں تھے کہ ان کے نور کو موت کا ایک تباہ کن تیر لگا۔

(۲۸) پس آپ اچھی حالت میں اللہ تعالیٰ کی طرف واپس گئے اور سورۂ مرسلات کی آنکھیں آپ کو روتی ہیں، اور آپ کی تعریف کرتی ہیں۔

(۲۹) حرم کے میدان وحی کے غائب ہو جانے کی وجہ سے ویران ہو گئے۔

(۳۰) سوائے لحد کے جو آپ کی وجہ سے آباد ہوئی ہے، باقی غرقد اور بلاط آپ پر روتے ہیں۔

(۳۱) اور آپ کی مسجد جو آپ کی وفات کی وجہ سے ویران اور خالی ہوگئی ہے، وہاں آپ اٹھتے بیٹھتے تھے۔

(۳۲) جمرۂ کبریٰ، ملک، میدان اور آپ کی جائے پیدائش ویران ہو گئے۔

(۳۳) اے آنکھ! رسول اللہ ﷺ پر خوب رو، اور قیامت تک تیرے آنسوؤں کو تھمتے نہ دیکھوں۔

(۳۴) اے آنکھ! تجھے کیا ہوا کہ تو اس احسان کرنے والے پر نہیں روتی، جن کے احسانات لوگوں پر کامل طور سے ہوتے تھے۔

(۳۵) پس تم آپؐ پر خوب آنسو بہاؤ، ایسے شخص کے فوت ہونے پر جن کی مثال قیامت تک نہیں پائی جائے گی۔

(۳۶) گزشتہ لوگوں نے محمد ﷺ جیسے شخص کو نہیں کھویا، اور نہ قیامت تک آپ کی طرح کسی کو کھویا جائے گا۔

(۳۷) وہ سب سے زیادہ عفیف تھے، وہ ایک کے بعد ایک ذمہ داریوں کو پورا کرنے والے تھے اور وہ سب سے زیادہ ایسی بخشش کرنے والے تھے، جس کا احسان نہیں جتایا جاتا تھا۔

(۳۸) اور اس وقت جب بڑے سے بڑا عطاو بخشش کرنے والا شخص بھی اپنی موروثی قدیم دولت کو بچا کر رکھتا اور بخل کرتا تھا تو آپؐ اپنی کمائی ہوئی نئی دولت کو اور پرانی موروثی دولت کو خرچ کرنے میں سب سے آگے تھے۔

(۳۹) اور جب انتساب کیا جاتا تو گھروں میں شرافت کے لحاظ سے آپ کی ہی سب سے زیادہ شہرت تھی، اور آپ اپنے ان آباؤ اجداد کے اعتبار سے سب سے بڑھ چڑھ کر تھے، جو بطحاء مکہ کے رہنے والے اور مانے ہوئے سردار تھے۔

(۴۰) اور بلندیوں کے سب سے زیادہ محافظ اور بلندی پر قائم ہونے والے عزت اور وقار کے وہ مرتفع ستون جنہیں نہایت مستحکم طور پر بنایا گیا ہو، ان پر سب سے زیادہ مستقل مزاجی سے جمے رہنے والے تھے۔

(۴۱) اور تمام شاخوں میں شاخ اور جڑ دونوں کے اعتبار سے سب سے زیادہ مضبوط اور اس لکڑی کے اعتبار سے بھی سب سے زیادہ مضبوط تھے، جسے بادلوں نے اپنے پانی سے غذا پہنچائی ہو پھر وہ لکڑی سب سے زیادہ نرم اور لچکیلی ہو گئی ہو۔

(۴۲) اور بزرگ و برتر پروردگار عالم نے آپ کے بچپن ہی میں آپ کی بہترین ساخت و پرداخت کی تھی، اس لیے تمام اعلیٰ واشرف نیکی وفلاح کی صلاحیتوں میں آپ کامل و مکمل ہو گئے تھے۔

(۴۳) آپؐ کے دست مبارک سے مسلمانوں کی لکڑی نہایت مضبوط ہو گئی تھی، پس نہ آپ کا علم محدود تھا اور نہ آپ کی رائے میں کوئی نقص نکالا جا سکتا تھا۔

(۴۴) میں یہ دعویٰ کر رہا ہوں اور لوگوں میں کوئی بھی، ایسا شخص نہیں مل سکتا، جو میرے اس دعوے کو غلط ثابت کر سکے، بجز اس شخص کے جو عقل و دانش ہی سے بعید ہو۔

(۴۵) اور میں آپ کی تعریف سے رکنے والا نہیں ہوں، شاید اسی کے ذریعے میں جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہوں۔

(۴۶) اسی کے ذریعے مصطفیٰ ﷺ کے پڑوس میں رہنے کی امید کرتا ہوں، اور اسی کے حصول کے لیے کوشش کرتا ہوں۔

حضرت حسانؓ نے حضور کے چار مرثیے کہے۔ دوسرا نعتیہ ''مرثیۂ دالیہ'' اٹھارہ اشعار پر مشتمل ہے۔ ابن ہشام (۱۸۵)، علامہ نبہانی (۱۸۶) اور علامہ برقوتی نے (۱۸۷) اٹھارہ، اٹھارہ اشعار نقل کئے ہیں، جب کہ علامہ نبہانی نے اپنی کتاب حجۃ اللہ علی العالمین (۱۸۸) میں اس مرثیہ کے سولہ اشعار نقل کئے ہیں۔ اور اسی کتاب کے اردو نسخہ (۱۸۹) میں پندرہ اشعار درج ہیں۔ چند اشعار نعتیہ مراثی کے ملاحظہ ہوں۔

بابی و امّی من شهدت وفاته — فی یوم الاثنین النبی المهتدی

یا بکر امنة المبارک بکرها — ولدته محصنة بسعد الاسعد

نوراً اضاء علی البریة کلها — من یهد للنور المبارک یهتدی

یارب فاجمعنا معاً و بینا — فی جنة تثنی عیون الحسد

والله اسمع مابقیت بهالک — الا بکیت علی النبی محمد

والـلـه اکرمنا بـه وهدی بـه انـصـاره فـی کـل سـاعة مشهـد
صـلـی الالـه ومـن یـحف بعـرشـه والـطیبـون(۱) علی المبارک احمد

(۱۹۰)

ترجمہ:(۱)اس ہدایت یافتہ نبیؐ پر میرے ماں باپ قربان، جس کا وصال پیر کے دن میرے سامنے ہوا۔
(۲)اے آمنہؓ کے لعل! جن کا یہ لعل مبارک ثابت ہوا اور آمنہ کے وہ لعل جسے ہزار نیک بختیوں اور سعادت مندیوں کے ساتھ ایک عفیفہ (ہر لحاظ سے پاک) ماں نے جنا تھا۔
(۳)اس پاک دامن نے ایسا نور جنم دیا، جس نے سارے عالم کو منور کر دیا اور جو بھی اس مبارک نور سے ہدایت کے راستے پر لگایا جا سکتا تھا وہ سیدھے راستے پر لگ گیا۔
(۴)اے پروردگار! تو سب کو ہمارے نبیؐ کے ساتھ اس جنت میں ایک جگہ جمع کر دے جہاں حاسدوں کی نظریں نہ پڑ سکیں۔
(۵)بخدا! زندگی میں جب کبھی کسی مرنے والے کا ذکر سنوں گا تو مجھے نبی کریمؐ پر رونا آئے گا۔
(۶)اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپؐ کے ذریعے سے شرف عطا فرمایا اور آپؐ کے ذریعے سے ہر موقع پر انصار مدینہ کی ہدایت فرمائی۔
(۷)محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بابرکت ہستی پر اللہ اپنی رحمت نازل فرمائے اور وہ ملائکہ جو عرش الٰہی کو گھیرے رہتے ہیں اور پاک وطیب لوگ آپ کے لیے دعائے رحمت فرمائیں۔

حضرت حسانؓ نے حضورؐ کا تیسرا مرثیہ بحر بسیط میں کہا ہے۔ اس نعتیہ ''مرثیہ الفیہ'' کے آٹھ شعر سیرۃ ابن ہشام میں بحوالہ ابن اسحٰق درج ہیں۔(۱۹۱) جب کہ علامہ نبہانی نے اپنے مجموعہ (۱۹۲) میں اسی حوالے سے اس کے دیگر سات شعر نقل کئے ہیں اور علامہ برقوقی نے اپنی شرح دیوان حسان میں سات شعر درج کئے ہیں۔ ملاحظہ ہو زبان وبیان سے پُر چند شعر نعتیہ مرثیہ۔

نـب الـمسـاکـیـن ان الخیر فارقهم مـع الـنـبـی تـولـی عنهـم سـحـرا
مـن ذالـدی عنـه رحلی و راحلتی ورزق اهـل اذا لـم یـونسـوالـمـطـرا
ام مـن نـعـاتـب لانـخشـی جنادعـه اذا الـلّسـان عتـا فـی القول اوعشـرا
کـان الـضـیـاء و کـان النور نتبعـه بعد الا اله و کان السمع و البصرا(۱۹۳)

ترجمہ:(۱)مساکین کو خبر دے دو کہ خیر وفلاح ان سے ان نبی کریمؐ کے ساتھ رخصت ہو گئی جنھوں نے صبح کے وقت ان سے اپنا منہ پھیر لیا ہے۔
(۲)اب وہ کون ہے جس کے لیے میرے سامان سفر اور سواری کا انتظام کیا جائے گا اور جس کے پاس میرے اہل خانہ کو اس وقت رزق ملتا تھا جب لوگ بارش کو محسوس نہیں کرتے تھے (یعنی قحط سالی ہوتی تھی)۔
(۳)یا رب وہ کون ہے جس سے اگر ہم روٹھ جائیں تو اس کے فتنہ وشر کا اس وقت ہمیں کوئی اندیشہ نہ ہو، جب ہماری زبان سے کچھ غلط کلمات نکل جائیں یا اس سے کوئی لغزش ہو جائے۔
(۴)وہ روشن تھا، وہ نور تھا کہ خدا کے بعد ہم اس کا اتباع کرتے تھے۔ وہ ہمارا کان اور ہماری آنکھ تھا۔

(الف) حجۃ اللہ علی العالمین میں علامہ نبہانی نے ''الصالحون'' لکھا ہے۔(ص ۵۱۰)

حضرت حسانؓ نے حضورؐ کا چوتھا مرثیہ بھی بحرِ بسیط میں کہا ہے۔ اس نعتیہ ''مرثیۂ دالیہ'' کے سات اشعار ابن ہشام (۱۹۴)، چھ اشعار امام نبہانی (۱۹۵) اور علامہ برقوتی (۱۹۶) نے آٹھ اشعار نقل کئے ہیں۔ چند شعر ملاحظہ ہوں۔

تـالـلـهِ مـاحملت انثى ولا وضعت　　　مثـل الـرسـول بـنـي الامة الهـادى

ترجمہ: (۱) خدا کی قسم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اورامت کے نبی، ہادی کے مانند آج تک کسی بھی ماں نے نہ کوئی بچہ حمل میں رکھا ہے اور نہ جنا ہے۔

ولا بـرالـلّـهُ خـلـقـا مـن بـريتـه　　　اوفـى بـذمة جـار او بـمـيـعـاد

مـن الـذى كـان فينـا يستضـاء بـه　　　مبـارك(ا) الامـر ذاعـدل وارشـاد

ترجمہ: (۲) اور اللہ تعالیٰ نے آج تک اپنی ساری مخلوقات میں کوئی بھی ایسا انسان پیدا نہیں کیا، جو پڑوسی کی ذمہ داری اور اپنا عہد اس ہستی سے زیادہ پورا کرنے والا ہو جو ہمارے اندر تھی۔

(۳) جس کے ذریعے سے روشنی حاصل کی جاتی تھی، جس کا ہر معاملہ بابرکت تھا اور جو عدل وانصاف اور رشد وہدایت کا سرچشمہ تھی۔

يـا افـضـل الناس انى كنت في ظهر　　　اصبحت منه كمثل المفرد االصاوى(۱۹۷)

(۴) اے وہ ہستی، جو تمام انسانوں میں افضل ہے۔ میں پہلے ایک دریا میں تھا (ب) اور اب اس دریا سے اس شخص کی طرح دور ہو گیا ہوں، جو یکہ و تنہا اور پیاسا ہو۔

حضرت حسان نے حضورؐ کی تدفین کے موقع پر بحرِ بسیط میں یہ شعر کہا۔

الا دفـنـتـم رسـول الـلـه فـى سقطٍ　　　مـن الالـوّة والكافور منضود (۱۹۸)

علامہ نبہانی نے بحوالہ مواہب حضرت حسان کے کہے گئے مرثیہ کے دو شعر نقل کیے ہیں۔ (۱۹۹)، علاوہ ازیں حضرت حسانؓ نے کفار و مشرکین کے اپنے مقتولین پر کہے گئے فخریہ اور مسلمانوں پر کہے گئے ہجویہ مراثی کے جواب میں مسلم شہداء، جاں نثاران اسلام اور عاشقان رسولؐ کے جو مفاخر و مناقب پر مشتمل مراثی کہے ہیں، ان میں بھی حضور نبی کریمؐ کی شان و مدح میں نعتیہ اشعار بھی بکثرت پائے جاتے ہیں۔

سیرۃ ابن ہشام میں عبداللہ بن الزبعری السہمی کے مقتولین بدر کے حوالے سے بحرِ الکامل میں کہے گئے مرثیہ کے سات اشعار درج ہیں (۲۰۰)، اس کے جواب میں حضرت حسان بن ثابتؓ کے بحرِ کامل میں، اسی ردیف وقافیہ میں کہے گئے پانچ شعر درج ہیں (۲۰۱)۔ اس میں تین شعر نعت کے ملاحظہ ہوں۔

وذكـرت مـنـامـا جداً اذا هـمـة　　　سـمـع الـخلائق صـادق الا قـدام

الـمـن الـنـبـى اخـاالمكارم والندى　　　والبـرّمـن يـولّـى عـلـى الاقسـام

فـلـمـثـلـه والـمـثـل مـايـد عـوالـه　　　كـان الـمـمـدّح ثم غير كهام (۲۰۲)

(الف) السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۶۷۶۔ (ب) حوالۂ مذکور ایضاً

(۱) اور ہم میں کی بزرگ، ہمت والی، وسیع الاخلاق اور جو کام شروع کرے۔ اسے پورا رائے والی ہستی کا ذکر کیوں نہ کیا؟
(۲) میری مراد اس نبیؐ سے ہے، جو سخی اور اعلیٰ صفات والا ہے اور قسمیں کھانے والوں میں سب سے زیادہ قسمیں پوری کرنے والا ہے۔
(۳) پس بے شبہ اس کے سے لوگ اور جس چیز کی طرف وہ بلاتا ہے، اس کی سی چیز، قابل ستائش ہے، پھر (قابل تعریف صفات کے ساتھ کسی قسم کی) کمزوری رکھنے والا نہیں۔

پھر اس کے بعد آپ نے بحر کامل میں ہی اس ردیف وقافیہ میں بائیس اشعار پر مشتمل شہدائے بدر کا مرثیہ کہا، اسے علامہ ابن ہشام نے نقل کیا ہے۔ (۲۰۳)

اسی غزوہ میں بحر بسیط میں کہے گئے حضرت حسانؓ کے سات اشعار ابن ہشام نے بحوالہ ابن اسحٰق نقل کیے ہیں (۲۰۴)، جب کہ علامہ برقوقی نے نو اشعار درج کئے ہیں۔ (۲۰۵) چند شعر نعت ملاحظہ ہوں۔

مستشعری حلق الماذی یقدمهم　　　جلد النحیزة ماض غیر رعید

اعنی رسول الله الخلق فضله　　　علی البریه بالتقویٰ وبالجود (۲۰۶)

ترجمہ: (۱) ان لوگوں کے آگے آگے ایک شخص تھا، جو سفید اور جسم سے لگی ہوئی نرم کڑیوں کی زرہ پہنے قوی مزاج، ہر ارادے کو پورا کرنے والا تھا۔ بزدل نہ تھا۔ (صفات مذکورہ سے) میری مراد معبود خلق کے رسولؐ (کی ذات مبارک) سے ہے، جسے اس نے مخلوق پر تقویٰ اور سخاوت کے باعث فضیلت دی ہے۔

آپ نے مزید کہا ہے۔

مستعصمین بحبل غیر منجذم　　　مستحکم من جبال الله ممدود

فینا الرسول وفینا الحق نتبعه　　　حتی الممات ونصر غیر محدود

واف وماض شهاب یستضاء به　　　بدر انار علیٰ کلّ الا ماجید (۲۰۷)

ترجمہ: (۱) ہم ایسی رسّی تھامے ہیں جو ٹوٹنے والی نہیں، اللہ کی جانب سے دراز کی ہوئی رسیوں میں سے مضبوط رسّی ہے۔
(۲) ہم میں رسول ہے اور ہم میں حق ہے، جس کی پیروی ہم مرتے دم تک کرتے رہیں گے اور (یہ) غیر محدود مدد ہے۔
(۳) مکمل ہے، تیز ہے، ایسا شباب ہے، جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے، جس نے تمام عزو شان والوں کو روشن کر دیا ہے۔

شہدائے جنگ موتہ پر جو ماتمی اشعار کہے گئے، ابن ہشام نے ابن اسحاق کے حوالے سے، حضرت حسانؓ کے بحر طویل میں کہے گئے سترہ اشعار درج کئے ہیں۔ (۲۰۸) یہ مرثیہ شہدائے موتہ، حضرت جعفر بن ابی طالب کا مرثیہ بھی ہے۔ اس میں کہے گئے نعت کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

بهالیل منهم جعفر وابن امه　　　علی ومنهم احمد متخیر

هم اولیاء انزل حکمه　　　علیهم وفیهم ذا الکتاب المطهر (۲۰۹)

ترجمہ: (۱) یہ بنو ہاشم روشن چہرے والے سردار ہیں جن میں حضرت جعفر اور ان کے حقیقی بھائی حضرت علیؓ (جیسی شخصیتیں ہیں) اور سب سے بڑھ کر یہ کہ انہیں میں سے احمد مختارؐ ہیں (وہ احمدؐ، جو بنو ہاشم میں سب سے زیادہ منتخب ہستی ہیں)۔

(۲) یہ اولیاء اللہ ہیں (یہ اللہ سے قریبی تعلق رکھنے والے لوگ ہیں)۔ اللہ نے اپنی ہدایت انہیں میں اتاری ہے، پھر یہ کہ یہ کتاب مقدس (قرآن کریم) بھی انہیں میں موجود ہے۔

حضرت حسان بن ثابتؓ نے حضورؐ کے چچازاد بھائی حضرت جعفرؓ بن ابی طالب (جعفر طیارؓ) کی شہادت پر خوب آنسو بہائے اور پھر بحر کامل میں ایک بڑا ہی پُر اثر مرثیہ کہا۔ ابن ہشام نے اس کے آٹھ اشعار نقل کیے ہیں۔ (۲۱۰) اس میں نعت کا ایک شعر ملاحظہ ہو۔

بالعرف غیر محمد لا مثلہ حیی من احیاء البریۃ کلھا (۲۱۱)

ترجمہ: ہاں! صرف محمدؐ کی ایک ایسی ہستی ہے، ساری دنیا کے انسانوں میں، جس کی کوئی مثال نہیں۔

جنگ بدر کے موقع پر حضرت حسان بن ثابتؓ نے حضرت سعد بن معاذؓ و دیگر شہدائے صحابہؓ کا مرثیہ کہا اور ان پر آہ و بکاء کی۔ آپؐ کے بحر طویل میں کہے گئے گیارہ اشعار ابن ہشام نے نقل کئے ہیں۔ (۲۱۲) اس میں حضورؐ کے دفاع میں نعت کے دو شعر ملاحظہ ہوں۔

فذلک یا خیر العباد بلاؤنا اجابتنا للہ و الموت ناقع

لنا القدم الاولی الیک و خلفنا لاولنا فی ملۃ اللہ تابع (۲۱۳)

ترجمہ: اے خیر البشرؐ! یہ تو ہماری آزمائش ہے، اس لئے حق کو سمجھتے ہوئے اللہ کے حکم پر راضی اور حاضر ہیں۔ ہمارا پہلا قدم اسلام قبول کر لینے کے لحاظ سے۔ آپؐ کی طرف بڑھا اور ہمارا دوسرا قدم یعنی ہماری آنے والی نسلیں بھی اللہ کے دین کے معاملہ میں پہلا قدم ہے اور وہ اس کے (آپؐ کے حکم کے) حکم کے تابع ہوں گی۔

جنگ موتہ کے موقع پر حضرت حسانؓ نے حضرت زیدؓ بن حارثہ اور حضرت عبداللہؓ بن رواحہ کی شہادت پر بھی آہ و بکاء کی اور ان حضرات کا مرثیہ کہا۔ بحر خفیف میں کہے گئے آٹھ شعر ابن ہشام نے نقل کئے ہیں۔ (۲۱۴)، جب کہ علامہ برقوتی نے سات شعر (۲۱۵) اس میں ایک شعر حضورؐ سے بطور تعزیت اس طرح نقل ہے۔

ذا کم احمد الذی لاسواہ ذاک حزنی لہ معاً و سروری (۲۱۶)

ترجمہ: یہ صرف احمد مصطفیٰؐ ہی کی ہستی پاک ہے۔ ان کے سوا اور کوئی (ایسی باعظمت) ہستی نہیں، جن کے حزن و ملال اور جن کے سرور و انبساط میں، ہم برابر کے شریک ہیں۔

حضرت سوادؓ بن قارب کا نعتیہ مرثیہ:

حضرت سواد بن قارب الاویسیؓ نے حضورؐ کے وصال پر بڑا پُر اثر نعتیہ ''مرثیۂ دالیہ'' کہا۔ صاحب اصابہ (۲۱۷) نے اس کے دو شعر، جب کہ ماہنامہ الرشید (۲۱۸) میں دس شعر درج ہیں۔ ملاحظہ ہو اشعار مرثیۂ نعت۔

ملت مصیبتک الغداوۃ سواد واری المصیبۃ بعدھا تزداد

ابقی لنا فقد النبی محمد صلی الالہ علیہ بما یعتاد

حزنا لعمرک فی الفواد مخاھوا وھل لمن فقد النبی فواد

كنا نحل به جنابا مصرعا جف الجناب فاجدب الرواد

قل المتاع به وكان عيانه حلما تضعن سكريته رفاد

كان العيان هو الطريف و خزنه باق لعمرك فى النفوس تلاد

ان النبى وفاته كحياته الحق حق والجهاد جهاد

لو قيل تفدون النبى محمدا بذلت له الأموال و الاولاد

وتسارعت فيه النفوس ببذلها هذا له الأغياب والاشهاد

هذا وهذا لا يرد نبينا لو كان يفديه فداء سواد(۲۱۹)

ترجمہ:(۱) آپ کی مصیبت نے صبح کو سواد بن قارب کو ملول کیا، اور میں دیکھتا ہوں کہ اس کے بعد مصیبت بڑھتی گئی۔

(۲،۳) محمد ﷺ کی وفات نے، اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت نازل فرمائے، دل میں ایک پوشیدہ غم کو باقی چھوڑا، اور کیا اس شخص کا دل ہوتا ہے، جس کا نبی وفات پا جائے؟

(۴) ہم آپؐ کے پاس (سرسبز پہلو کے ساتھ) خوش خوش آتے تھے۔ اب پہلو خشک ہو گیا، جستجو کرنے والے ناکام رہ گئے۔

(۵) آپؐ سے ہم بہت ہی کم بہرہ ور ہوئے، اور آپؐ کا ظاہر مجسمہ حلم تھا، اور آپ کی تختی نیند پر مشتمل تھی۔

(۶) بے شک آپ ظاہر کے لحاظ سے ایک نادر میوے کی طرح تھے، اور آپ کا غم، آپ کی عمر کی قسم، دلوں میں پرانے مال کی طرح باقی رہنے والا ہے۔

(۷) بے شک نبی کریم ﷺ کی وفات ان کی زندگی کی طرح ہے، یہ بات حق ہے اور جہاد جہاد ہے۔

(۸) اگر یہ کہا جائے کہ آپ لوگ محمد ﷺ کے بدلے قربانی دیں، تو اس کے لیے مال واولاد کی قربانی پیش کی جائے گی۔

(۹) اور اس کے لیے نفوس قربانی ہو جانے کے واسطے ایک دوسرے سے آگے بڑھیں گے، اور غائب وحاضر لوگ بھی ایک دوسرے سے آگے بڑھیں گے۔

(۱۰) ان تمام باتوں سے ہمارے نبی کریم ﷺ واپس نہیں آئیں گے، اگرچہ سواد بن قارب اپنی جان کو قربان کردے۔

حضرت طالب کے مرثیہ میں نعتیہ اشعار:

حضور کے چچازاد بھائی حضرت طالب بن ابی طالب نے یوم بدر کے موقع پر قلیب ہونے والوں کے لئے ایک پُر اثر مرثیہ کہا۔ بحر طویل میں کہے گئے اس مرثیہ کے بارہ اشعار ابن ہشام نے نقل کئے ہیں۔ (۲۲۰) اس میں آپ حضورؐ کی شان میں بھی چند اشعار کہے ہیں۔ ملاحظہ ہوں، حضرت طالب کے مرثیہ میں نعت کے چند اشعار۔

فما ان جنينا فى قريش عظمة سوى ان حمينا خير من وطئ التربا

اخا ثقة فى النائبات مرزأ كريماً ثناه لا بخيلا و لا ذربا

يطيف به العافون يغشون بابه يؤمون بحرا لا نزورا ولا صربا (۲۲۱)

ترجمہ:(۱) بجز اس کے کہ ہم نے روئے زمین پر چلنے والوں میں سے سب سے بہترین فرد (ﷺ) کی حمایت کی۔ قریش کا ہم نے کوئی بڑا جرم تو نہیں کیا تھا۔

(۲) (ہم نے اس فرد کی حمایت کی جو) شریف اور آفات و مصائب کے مواقع پر قابل بھروسا، قابل تعریف وستائش اور بلحاظ توصیف و تعریف سب سے بڑے مرتبے پر فائز ہے۔ (وہ) نہ تو بخیل ہے (اور) نہ ہی فسادی

(۳) اس کے دروازے پر مانگنے والوں کی (ہمہ وقت) بھیڑ لگی رہتی ہے۔ وہ (منگتا فقیر) اپنے مطلب و مقصد و حاجت کی برآری کے لیے) ایک ایسی نہر پر آ جاتے ہیں، جس کا پانی نہ تھوڑا ہے اور نہ ہی سوکھ جانے والا۔

عامر بن طفیل بن حارثؓ کا نعتیہ شعر مرثیہ نبوی میں:

حضرت عامر بن طفیل بن الحارث الازدیؓ نے حضورؐ کا بہترین مرثیہ کہا جس میں حضورؐ کی شان میں نعتیہ اشعار بھی کہے ہیں۔ مرثیہ کے دو شعر ملاحظہ ہوں۔

بکت الأرض و السماء علی النور والذی کان للعباد سراجا

من هدینا به الی سبیل الحق وکنا لا تعرف المنهاجا (۲۲۲)

ترجمہ: ارض وسما اس نور پرنور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر روتے ہیں جو بندگان خدا کے لیے چراغ راہ تھے۔ جن (ﷺ) کے ذریعے ہم نے راہ حق کی طرف رہنمائی اور ہدایت پائی، جب کہ ہم اس راہ مستقیم سے ناواقف تھے۔

عبداللہ بن مالک الارحیؓ کا نعتیہ مرثیہ:

حضرت عبداللہ بن مالک الارحیؓ نے رسول کریمؐ کے مرثیہ میں یہ اشعار نعت کہے۔

لعمری لئن مات النبی محمد لما مات یا ابن القیل رب محمد

دعاه الیه ربه فأجابه فیا خیر غوری ویا خیر محمد (۲۲۳)

ترجمہ:(۱) میری عمر کی قسم، اگر حضرت محمد ﷺ کی وفات ہوگئی، تو حضرت محمد ﷺ کے رب نے وفات نہیں پائی۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی طرف بلایا، اور آپؐ نے اسے قبول فرمایا، تو اے پست و بلند زمین میں سب سے بہترین!

حضرت علیؓ کے نعتیہ مراثی:

حضرت علیؓ نے اپنے چچا، حضور نبی کریمؐ کے وصال پر نہایت پُر اثر نعتیہ مراثی کہے۔ آپ کے کہے گئے اس نعتیہ مراثیہ کے بارہ اشعار دیوان علیؓ (۲۲۴) میں درج ہیں۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

أمن، بعد تکفین النبی ودفنه باثواب اسنی علی هالک سویٰ

رزانا رسول الله فینا فلن نری بذاک عدیلا ما حیینا من الردیٰ

وکان لنا کالحصن من دون اهله له معقل حرزٌ حریر من العدیٰ

وکنا بمرأة نری النور والهدی صباحاً مسّآء راح فینا اواغتدیٰ

لقد غشيتنا ظلمة بعد موته	نهارا فقد رادت على ظلمة الدجى
فيا خير من صنم الجوائح و الحشا	ويا خير ميت ضمه الترب و الثرى
كأن امور الناس بعدك ضملت	سفينة موج حين فى البحر قد سما
فضاق فضاء الارض عنهم يرجه	لفقد رسول الله اذقيل قد مضیٰ
وفى كل وقت للصلوٰة يهيجه	بلال ويدعوا باسمه كلما دعیٰ
ويطلب اقوام مواريت هالک	وفينا مواريت النبوة وا لهدٰی (۲۲۵)

ترجمہ:(۱) کیا نبی کریم ﷺ کی تکفین وتدفین کے بعد کسی اور مرنے والے پر افسوس کروں گا؟

(۲) نبی کریم ﷺ ہمیں داغ مفارقت دے گئے، پس ہم جب تک جئیں گے، اس مصیبت کے برابر کسی مصیبت کو نہیں دیکھیں گے۔

(۳) آپ ﷺ ہمارے اور اپنے اھل خانہ کے لئے قلعے کی مانند تھے، جس میں پناہ لینے والے محفوظ ہوتے ہیں۔

(۴) ہم ایک آئینے کے سامنے تھے، جب بھی آپ صبح وشام آتے جاتے، ہم نور اور ہدایت کو صبح وشام دیکھتے اور ہدایت پاتے تھے۔

(۵) آپ ﷺ کی موت کے بعد ہم پر دن کے وقت تاریکی چھا گئی، اور اس تاریکی پہ مزید تاریکی کا اضافہ ہوا۔

(۶) پس اے بہترین ذات، جو پسلیوں کے درمیان رہی، اور اے بہترین میت جو مٹی کے اندر بھی رہی۔

(۷) گویا آپ ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد لوگوں کے معاملات ایک ایسی کشتی میں ہو گئے، جو سمندر میں بلند موجوں میں گھر گئی ہو۔

(۸) پس زمین باوجود اپنی وسعت کے تنگ ہو گئی۔ جب یہ کہا گیا کہ رسول ﷺ نے پردہ فرمایا۔

(۹) اور ہر نماز کے وقت بلال ان ﷺ کو اٹھاتے ہیں اور جب جب پکارتے ہیں، ان ﷺ کا نام لے کر پکارتے ہیں۔

(۱۰) لوگ مردہ کی وراثت چاہتے ہیں اور ہم میں نبوت اور ہدایت کی وراثت ہے۔

حضرت علیؓ نے حضور ﷺ کا بڑا پُر اثر مرثیہ کہا اور اس میں نعت کے اشعار کہے۔

الا طرق الناعی بلبل فراغی	وأرقنی لما استهل منادیا
فقلت له مارايت الذى انى	اغير رسول الله اصبحت ناعيا
فحقق ما اشفقت منه ولم بيل	وكان خليلى عدتى وجماليا
فوالله لا انساک احمد ما مشت	بی العيس يوما و جاورت واديا
وكنت متى اهبط من الارض تلعة	ارى اثرا قبلی حديثا وعافيا
جوادا تشظى الخيل عنه كانما	يرون به ليثا عليهن ضاريا
من الاسد قد اصمى العزين مهابة	تفادى سباع الأرض منه تفاديا
شديد جری الصدر نهدمصدر	هو الليث معديا عليه و عاديا

لبیک رسول اللہ خیل مغیرۃ　　تثیر غبارا کالضبابۃ کابیا

لبیک رسول اللہ صف مقدم اذا　　کان ضرب الھام نقفا تفالیا(۲۲۶)

ترجمہ:(۱)رات کے وقت ایک موت کی اطلاع دینے والا آیا تو میں گھبرایا،اور مجھے جگایا،جب آواز دینے والے نے آواز دی۔
(۲)تو میں نے جب وہ خبر سنی،جو وہ لے کر آیا تھا،تو اس سے کہا کہ آیا رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی اور کی موت کی اطلاع دے دی۔
(۳)پس وہی بات واقع ہو چکی ہے،جس کا مجھے ڈر تھا،اور میرے خلیل ہی میرے توشہ اور سامان تھے۔
(۴)پس اللہ تعالیٰ کی قسم اے احمد ﷺ میں آپ کو نہیں بھولوں گا،جب بھی کسی دن مجھے اونٹ لے کر چلے،اور وادی کو عبور کرے۔
(۵)جب بھی میں بلند زمین سے اترتا ہوں،تو اپنے سامنے ایک نیا اور ایک پرانا اثر دیکھتا ہوں۔
(۶)آپ ایک ایسے تیز رفتار گھوڑے کی مانند ہیں،جس سے دوسرے گھوڑے متفرق ہو جاتے ہیں گویا وہ ایک خونخوار شیر کو دیکھتے ہیں۔
(۷)آپ ایک ایسے شیر کی مانند ہیں،جس کے ذریعے سے زمین کے دوسرے درندے اپنی حفاظت کرتے ہیں۔
(۸)آپ تیز رفتار ہیں،اور آپ(گویا)سب سے پہلے رہنے والے شیر ہیں اور آپ شیر(کی مانند)ہوتے ہیں،چاہے آپ پر حملہ ہو،یا [illegible] یا آپ حملہ کریں۔
(۹)رسول اللہ ﷺ پر تاخت و تاراج کرنے والے گھوڑے روئیں جو گرد و غبار کو بلند کرتے ہیں۔
(۱۰)رسول اللہ ﷺ پر پہلی صف روئے،جس وقت کہ آپ کو پریاں(سر سے)اڑا دی جاتی ہوں۔

جب حضرت علیؓ نے حضور نبی کریمؐ کی قبر اطہر کی زیارت کی،تو آپؓ نے رسول کریم ﷺ کا یہ نعتیہ مرثیہ کہا۔

ماغاض دمعی عندنائبۃ　　الاجعلتک للبکا سببا

واذا ذکرتک سامحتک بہ　　منی الجفون ففاض و انسکبا

انی اجل ثری حللت بہ　　عن ان اریٰ لسوالۃ مکتئبا(۲۲۷)

ترجمہ:(۱)میرا آنسو جس مصیبت کے وقت خشک ہوتا ہے،تو میں آپ کو رونے کا سبب بنا لیتا ہوں۔
(۲)جب میں آپ کو یاد کرتا ہوں،تو آپ کی یاد میں میری آنکھیں فیاضی کرتی ہیں،تو آنسو بہتا ہے اور جاری ہوتا ہے۔
(۳)اس خاک کو جس میں حضورؐ نزول فرما ہیں،میں اس کو اس سے بلند تر سمجھتا ہوں کہ میں اس کے سوا اور کسی پر رنجیدہ دیکھا جاؤں۔

حضرت علیؓ نے حضور نبی کریم ﷺ کا ایک اور مرثیہ کہا ہے۔اس کے دو شعر دیوان علیؓ(۲۲۸)میں موجود ہیں۔ایک شعر ملاحظہ ہوں۔

لاخیر بعدک فی الحیوۃ و انما　　ابکی مخافۃ ان یطول حیواتی(۲۲۹)

ترجمہ:آپؐ کے بعد زندگی میں کچھ بھلائی نہیں۔میں صرف اس لیے روتا ہوں کہ کہیں میری عمر طویل نہ ہو جائے۔

حضرت علیؓ اپنے والد کی طرح بہت عمدہ فی البدیہہ اور زود گو شاعر تھے۔آپ نے اپنے پدرِ محترم کا مرثیہ کہا،جس میں ان کے شعار موافقت اور مذمت قریش کا خاص طور پر ذکر کیا ہے،جنہوں نے لباس عداوت اختیار کیا تھا۔آپ نے اس میں ابو طالب کے ان محاسن کا ذکر کیا ہے جو ان کا خاصہ تھیں،جود و سخا اور غرباء کی حمایت و

اعانت، مظلوموں کی مدد اور ظالموں سے عداوت۔

آپ کے اس مرثیے کا ایک خاص پہلو یہ بھی ہے کہ اس میں آپ نے حضور نبی کریمؐ کی شان میں نہایت عمدہ مدح بیان فرمائی ہے اور یہ نعتیہ مرثیہ عربی ادب ہی نہیں بلکہ نعتیہ ادب میں بھی زبان و بیان سے مرصع و مرقع ہونے کے سبب شاہ کار کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس میں آپ نے حضورؐ کی حمایت و نصرت میں بھی اشعار کہے ہیں۔ دیوان علیؓ (۲۳۰) میں اس نعتیہ ''مرثیۂ الفیہ'' کے چودہ اشعار درج ہیں۔ نعتیہ اشعار ملاحظہ ہوں۔

والافان الحی دون محمد — بنو هاشم خیر البریة محتدا

وانه له فیکم من الله ناصراً — ولست بلاق صاحب الله اوحد

نبی اتامن کل وحی بخطة — فسماه ربی فی الکتب محمدا

اغر کضوء البدر صورة وجهه — جلا الغیمه عنه ضوء ہ متوقدا

امین علیٰ ما استودع الله قلبه — و ان کان قولاً کان فیه مسوداً (۲۳۱)

ترجمہ: (۱) اور اگر ایسا نہیں ہے تو محمدؐ کے حامی بنو ہاشم ہیں، جو اصل کے لحاظ سے بہترین مخلوق ہیں۔
(۲) اور ان کے لیے تم میں خدا کی طرف سے ایک مددگار ہے اور میں محبِ خدا سے تنہا نہیں ملوں گا۔
(۳) وہ ایسے بھی ہیں کہ ہر وحی سے ایک اہم چیز بیان فرماتے ہیں۔ اسی لئے خدا نے کتاب میں ان کا نام محمدؐ رکھا ہے۔
(۴) چودھویں رات کے چاند کی طرح ان کے چہرے کی صورت روشن ہے۔ ابر کو اس کی روشنی نے چھانٹ دیا جس میں جھلک اٹھا۔
(۵) جو کچھ خدا نے ان کے دل میں ودیعت رکھا، وہ اس کے امین ہیں۔ اور اگر کوئی قول ہو تو اس میں آپؐ سچے ہیں۔

دیوان علیؓ میں حضرت علیؓ کے کہے گئے ایک اور مرثیے کے دو شعر درج ہیں۔ (۲۳۲) اسے علامہ نبہانی نے اپنے مجموعہ میں بحوالہ المواہب نقل کیا ہے۔ (۲۳۳) اس میں آپ نے حضورؐ کی ذات گرامی کو اپنی حیات کا مظہر قرار دیا ہے۔ اشعار ملاحظہ ہوں۔

کنت السواد لناظری — فیکیٰ علیک الناظر

ترجمہ: آپؐ میری سیاہی چشم تھے — پس آپؐ پر آنکھیں روئیں

من شاء بعدک فلیمت — فعلیک کنت احاذر (۲۳۴)

پس آپؐ کے بعد جو چاہے مرے — مجھ کو صرف آپؐ کی موت کا خوف تھا

حضرت عمرؓ کا شعر مرثیہ نعت:

خلیفۂ راشد الثالث کا کہا گیا نعتیہ مرثیہ کا ایک شعر علامہ نبہانی نے نقل کیا ہے، ملاحظہ ہو۔

ما زلت فدوضعوا فراش محمد — کیما یمرّض خائفاً التوجع (۲۳۵)

ترجمہ: جب سے محمدؐ کو بستر مرگ پر لٹایا گیا ہے، میں بہت خوف زدہ ہو رہا ہوں اور مجھے درد محسوس ہو رہا ہے۔

حضرت کعب بن مالکؓ کا نعتیہ مرثیہ:

حضرت کعب بن مالکؓ نے حضرت حمزہؓ اور دیگر شہدائے احد، جاں نثاران مصطفےٰ کا بحر متقارب میں جو مرثیہ کہا، ابن ہشام نے بحوالہ ابن اسحاق، اس کے سولہ اشعار درج کئے ہیں۔(۲۳۶) اس ''مرثیۂ جیمیہ'' میں کہے گئے اشعار نعت ملاحظہ ہوں۔

بمـا صبـروا تحـت ظل اللواء　　لـواء الـرسـول بـذی الاضـوج

غـدلـة اجـابـت بـاسيـافهـا　　جـمـيـعـا بـنـوا الاوس و الـخـزرج

واشيـاع احـمـ اذ شـايـعـوا　　علـى الحق ذى النور و المنهج(۲۳۷)

ترجمہ:(۱) یہ اس لئے جنت میں پہنچے ہیں کہ انہوں نے وادی احد میں رسول اللہؐ کے جھنڈے کے نیچے اس وقت صبر و استقبال سے کام لیا۔

(۲) جب اوس وخزرج کے لوگوں نے اور اسی طرح احمد مرسلؐ کے دیگر متبعین، سب نے اپنی تلواروں سے کفار کا جواب دیا تھا۔

(۳) اور یہ سب مسلمان احمد مصطفےٰ کی روشنی میں، جو تاریکی کو روشن کرنے والے تھے، واضح و روشن حق کی پیروی کر رہے تھے جو روشنی کی طرف ہدایت کرنے والے تھے۔

حضرت کعبؓ کے اس مرثیہ کا جواب ضرار بن الخطاب الفہری نے کفار کی طرف سے اسی بحر و ردیف و قافیہ میں دیا تھا۔ اس کے چودہ اشعار ابن ہشام نے نقل کئے ہیں۔(۲۳۸) لیکن ان اشعار کے بارے میں آپ لکھتے ہیں: '' وبعض اهل العلم بالشعرينكرها لضرار. '' (۲۳۹)

مجفیہ بن النعمان العتکیؓ کے اشعار مرثیۂ نعت:

حضرت مجفیہ بن نعمان العتکیؓ قبیلہ ازد کے معروف شاعر تھے۔ آپ نے مدینہ میں جو اشعار مرثیہ حضورؐ کے لیے کہے، صاحب اصابہ نے چار شعر نقل کئے ہیں، تین شعر ملاحظہ ہوں۔

يـا عـمـرو ان كـان النبـی محمد　　قـد أتـی بـه الأمـر الـذی لا يـدفـع

فـقـلـوبـنـا قـرحـی ومـاء ومـوعـنـا　　جـار و اعـنـاق الـبـرية خـضـع

يـا عـمـرو ان حـيـاتـه كـوفـاتـه　　فيـنـا نبـصـر مـا يقول و نسمع(۲۴۰)

ترجمہ:(۱) اے عمرو! اگر نبی کریم ﷺ کے پاس وہ امر آیا، جس کو دفع نہیں کیا جا سکتا۔(۲) پس ہمارے دل زخمی ہیں اور ہمارے آنسو جاری ہیں، اور لوگوں کی گردنیں جھکی ہوئی ہیں۔(۳) اے عمرو! آپ کی زندگی اور وفات ہمارے نزدیک برابر ہیں، اور جو کچھ آپ کہتے ہیں، ہم اس کو دیکھتے اور سنتے ہیں۔

حضرت مرّ ان ابن ذی عمیر الھمد انیؓ کا مرثیہ:

حضرت مرّ ان ابن ذی عمیر الھمد انیؓ کا تعلق ملوک ہمدان سے تھا۔ آپ کو جب حضورؐ کے وصال کی خبر ملی تو آپ نے حضورؐ کی شان میں یہ مرثیۂ اشعار نعت کہے۔

ان حــزنــی عـلـی الـرسول طویل　　ذاک مـنـی عـلـی الـرسـول قـلـیـل

مـکـت الارض و السـمـاء عـلـیـه　　وبـکـاه خـدیـمـه جـبـرئـیـل (۲۴۱)

ایک اعرابی کا نعتیہ مرثیہ:

حضور نبی کریمؐ کے وصال کے بعد دفن کے وقت ایک اعرابی بوقت تدفین حاضر ہوا اور مرثیہ کے یہ اشعار کہے۔

هـل دفـنـتـم رسـول الـلـه فی سقط　　مـن الألـوة احـوی مـلـبـساً ذهـبـا

اوفی سحیق من المسک الذکی ولم　　تـرضـوا لـجـنـب رسـول الـلـه متـربـا

خـیـر الـبـریة اتـقـاهـا و اکـرمهـا　　عـنـد الا لـه اذا مـا ینسبوان ابا (۲۴۲)

ترجمہ: (۱) تم نے رسول اللہ کو اگر کی لکڑی سے بنے ہوئے سرخی مائل سنہری تابوت میں کیوں دفن نہیں کیا۔
(۲) یا باریک پسی ہوئی مشک کیوں نہ لگائی اور تم نے نبی اکرمؐ کے پہلو کے لیے مٹی کیسے گوارا کر لی۔
(۳) حضور نبی کریمؐ اللہ کے نزدیک ساری مخلوق سے بہتر، متقی اور کریم ہیں، جب لوگ اپنے باپ کی طرف منسوب کیے جائیں۔

علامہ نبہانی لکھتے ہیں۔ **فـقـال لـه ابـوبـکـر انـی لارجوان یغفر الله لک بماقلت الا ان هذه سنّتنا.** (۲۴۳)

ترجمہ: یہ اشعار سن کر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس بدو سے فرمایا۔ ''مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ان اشعار کے بدلے میں بخش دے گا'' مگر اس طرح دفن کرنا ہمارا طریقہ ہے۔

عہد نبویؐ میں خواتین کے نعتیہ مراثی:

عربی ادب ہو یا عربی نعتیہ ادب، ان کا ایک بڑا حصہ رثائی ادب پر مشتمل ہے اور اس میں صنفی تخصیص کے بغیر خواتین و حضرات نے بھرپور حصہ لیا ہے۔ عہد نبوی کی نعتیہ شاعری کا ایک بڑا حصہ رثائی شاعری پر مشتمل ہے، جو صحابہ و صحابیات کرام علیہم الرضوان کی رہین منت ہے۔ اس وقت جو مراثی کہے گئے اس کا شمار نعتیہ مراثی میں کیا جاتا ہے، کیوں کہ اس کا بڑا حصہ نعتیہ شاعری پر مشتمل ہے۔

ڈاکٹر ریاض مجید لکھتے ہیں: ''آنحضرتؐ کی وفات مبارک پر صحابہ کرام کی طرح صحابیات نے بھی شعروں میں رثائی جذبات و خیالات کا اظہار کیا ہے۔ جناب عائشہؓ، جناب فاطمہؓ، جناب صفیہؓ، جناب عاتکہؓ کے کہے

ہوئے مختصر مرثیے نعت صحابیات کے مطالعے میں ایک خاص حیثیت رکھتے ہیں۔ نعت کے موضوع میں وفات رسول کریم ﷺ پر مرثیہ کا نسائی اظہار دردانگیز اور مؤثر ہے۔" (۲۴۴)

حضرت صفیہؓ کا نعتیہ مرثیہ:

حضور کی پھوپھی حضرت صفیہؓ نے آپ کا بڑا خوب صورت مرثیہ رقم کیا ہے۔ اس میں آپ نے حضرت فاطمہؓ سے اظہار تعزیت بھی کیا ہے۔ علامہ سید زینی دحلان نے بالفاظ تغیر آٹھ شعر، (۲۴۵) امام نبہانی نے اس نعتیہ مرثیہ کے دس اشعار حجۃ اللہ علی العالمین (۲۴۶) میں، جب کہ اپنے مجموعہ (۲۴۷) میں آٹھ شعر نقل کیے ہیں۔ ملاحظہ ہوں اشعار مرثیہ۔

الایا رسول اللہ کنت رجاء نا ۔۔۔ وکنت بنا برا ولم تلک جافیا

وکنت بنا رؤفاً رحیماً نبیناً ۔۔۔ لبیک علیک الیوم من کان باکیا

لعمرک ما ابکی النبی لموتہ ۔۔۔ ولکن لھرج کان بعدک اتیا

کان علیٰ قلبی لذکری محمد ۔۔۔ وما خفت من بعد النبی المکاویا

فدی لرسول امی وخالتی ۔۔۔ وعمی و نفسی قصرۃ ثم خالیا

صبرت وبلغت الرسالۃ صادقاً ۔۔۔ وقومت صلب الدین ابلج صافیا

فلوان رب العرش ابقاک بیننا ۔۔۔ سعدنا ولکن امرہ کان ما ضیا

علیک من اللہ السلام تحیۃ

وادخلت جنات من العدل راضیا (۲۴۸)

ترجمہ: (۱) یارسول اللہ! آپ تو ہماری امیدوں اور تمناؤں کا محور و مرکز تھے۔ آپؐ ہمارے ساتھ نیکی و بھلائی (صلہ رحمی) کرتے تھے۔ آپ امید و وفا کا پیکر تھے۔

(۲) اے ہمارے نبی کریمؐ! آپ تو ہمارے ساتھ بہت مہربان اور رحیم تھے۔ اس لیے چاہئے کہ آج رونے والا آپؐ پر اشکبار ہو۔

(۳) مجھے آپ کی زندگانی کی قسم! میں نبی کریمؐ پر، آپ کی موت کی وجہ سے نہیں رو رہی، بلکہ اس مصیبت پر رو رہی ہوں جو آپؐ کے بعد آنے والی ہے۔

(۴) گویا میرے دل پر یاد محمدؐ اور آپؐ کے بعد وقوع پذیر ہونے والے واقعات کے خوف کی وجہ سے غم کا داغ ہے۔

(۵) رسول اللہ کی ذات اقدس پر میری ماں اور میری خالہ اور میرے چچا اور میری جان بھی فدا ہو، نیز میرا ماموں بھی آپؐ پر قربان ہو۔

(۶) آپؐ نے صبر کا مظاہرہ کیا اور صحیح صحیح پیغام ربانی پہنچایا اور دین کی پشت کو سیدھا کر کے مضبوط بنایا۔

(۷) اگر یہ ہوتا کہ عرش کا مالک آپ کو ہمارے درمیان باقی رکھتا، تو ہمارے لیے سعادت تھی، مگر اللہ کا حکم نافذ ہو کر رہا۔
(۸) آپ کی ذات اقدس پر اللہ کی طرف سے سلام ہو اور آپ جنت کی بہاروں میں راضی بہ خوشی داخل ہوں۔

حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے نعتیہ مراثی:

حضرت علیؓ بن ابی طالب فرماتے ہیں۔

لمارش قبر رسول اللہؐ جاء ت فاطمۃؓ فاخذت قبضۃ من تراب القبر فوضعتہ علی عینھا وبکت و انشات تقول.

ترجمہ: حضرت علیؓ بن ابی طالب سے مروی ہے کہ جب نبی اکرمؐ کی قبر انور پر پانی چھڑک دیا گیا تو حضرت فاطمہؓ تشریف لائیں (۱) اور قبر انور کی مٹی سی مٹھی بھر کر آنکھوں پر رکھی اور رو پڑیں اور یہ شعر پڑھنے لگیں۔

ماذا علی من شمّ تربۃ احمد — ان لا یشم مدی الزمان غوالیا

صبت علی مصائب لو انھا — صبت علی الایام عدن لیالیا (۲۴۹)

ترجمہ: (۱) کیا چاہئے اس کو، جس نے احمد مصطفےٰؐ کی خاک تربت کو سونگھا ہے، تو تعجب نہیں کہ وہ ساری عمر کوئی اور خوشبو نہ سونگھے۔
(۲) (حضورؐ کے وصال کی وجہ سے) مجھ پہ وہ مصیبتیں ٹوٹی ہیں کہ اگر وہ دن پر پڑتیں تو وہ شدت غم سے رات میں تبدیل ہو جاتا۔

اس مضمون کو علامہ سید زینی دحلان نے باضافت نقل کیا ہے۔ (۲۵۰)

ابوبکر محمد بن حسین آجری کتاب الشریعہ میں لکھتے ہیں۔

بلغنی انہ لما دفن النبیؐ جاء ت فاطمۃؓ فوقفت علی قبرہ و انشاۃ نقول.

---

(۱) زیارۃ و خصائص قبر رسولؐ کے بارے میں امام نبہانی نے یہ روایات نقل کی ہیں۔

ومن خصائص القبر الشریف ما اخرجہ الدار قطنی فی سننہ عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہؐ من زار قبری وجبت لہ شفاعتی و خرجہ بنحوہ ابوعلی بن السکن فی صحیحہ و الطبرانی فی معجمہ الکبیر و الضیاء المقدسی فی الاحادیث المختارہ و مجالس فی الصحیحین وھذا مشعر بنصیححہ. وروی والدار قطنی من طریق اخریٰ عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہؐ من حج فزار قبری بعد وفاتی فکانما زارنی فی حیاتی. واول من زار القبر الشریف فیما اعلم سیدۃ النساء ھذہ الامۃ فاطمۃ الزھراءؓ لمارمس النبیؐ جاء تہ واخذت قبضۃ من تراب القبر الشریف فوضعتہ علی عینھا وبکت و انشدت: ماذا علی ماشمّ تربۃ احمدؐ. (حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۵۰۸)

ترجمہ: نبی کریمؐ کے روضۂ مبارک کے خصائص پر دلالت کرنے والی وہ روایت ہے جو دار قطنی میں حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے، نبی کریمؐ نے فرمایا۔ من زار قبری وجبت لہ شفاعتی ''جس نے میرے روضۂ اطہر کی زیارت کی اس پر میری شفاعت لازمی ہوگئی۔'' ایسے میں اس روایت کی تخریج ابوعلی بن سکن نے اپنی صحیح میں، طبرانی نے معجم کبیر میں اور ضیاء مقدسی نے احادیث مختارہ میں کی ہے۔ یہ روایت اگرچہ صحیحین میں موجود نہیں، تاہم اس کی صحت کا اشارہ ملتا ہے۔ دار قطنی نے دوسری سند کے ساتھ حضرت ابن عمرؓ سے یہ الفاظ نقل کئے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا۔ من حج فزار قبری بعد وفاتی فکانما زارنی فی حیاتی ''جس نے حج کیا اور میرے وصال کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو گویا اس نے میری زندگی ہی میں میرا دیدار کیا۔'' میرے علم کے مطابق سب سے پہلے حضورؐ کے روضۂ اطہر کی زیارت حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراؓ نے کی۔ آپؐ کے مدفون ہونے کے بعد تشریف لائیں اور نبی اکرمؐ کے روضۂ اطہر کی خاک سے ایک مشت بھر کر آنکھوں پر رکھی، پھر رو پڑیں، اور مذکورہ بالا اشعار پڑھے۔

ترجمہ: مجھے روایت ملتی ہے کہ جب نبی کریمؐ کی تدفین ہو چکی تو حضرت فاطمہؓ تشریف لائیں اور قبر انور پر کھڑے ہو کر یہ اشعار پڑھے۔

امسیٰ بخدی للدموع رسوم   اسفاً علیک وفی الفواد کلوم

والصبر یحسن فی المواطن کلها   الا علیک فانه مذموم

لاعتب فی حزنی علیک لوانه   کان البکاء لمعلتی یدوم (۲۵۱)

ترجمہ: (۱) آپؐ کے غم میں میرے رخساروں پر آنسوؤں کے نشان پڑ گئے ہیں اور جگر چھلنی ہے۔
(۲) مصیبت کے تمام مقامات پر صبر کرنا اچھا ہے، سوائے آپؐ کے غم کے، کہ یہاں وہ قابل مذمت ہے۔
(۳) میرے غم و حزن میں آپ پر کوئی عتاب نہیں ہے، اے کاش میری آنکھیں ہمیشہ اشک بار رہیں۔

ڈاکٹر اسمعیل آزاد لکھتے ہیں۔ ''حضورؐ کے وصال مبارک پر کہے گئے اشعار میں بھی قصیدہ ہی کا انداز غالب ہے، ہاں کچھ اشعار ضرور ایسے ہی کہ جن میں رثا کا عنصر غالب ہے اور ان کو مرثیہ کے ضمن میں رکھا جاتا ہے، مگر وہ الشاذ کالعدم کے تحت آتے ہیں، جیسے وہ اشعار جو حضرت فاطمہؓ کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں۔ ان میں مدحت کے بجائے عنصر رثاء غالب ہے۔ حافظ شمس الدین ناصر الدمشقی نے اس قسم کے اشعار کو ''سلوۃ الکئیب بوفاۃ الحبیب'' میں جمع کیا ہے۔ مراثی میں حضورؐ کی پھوپھی حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب، ابوسفیانؓ اور حضرت حسان بن ثابتؓ کے مراثی سادگی فکر، فطری اظہار غم اور نیچرل اسلوب کے مرقع ہیں۔(۲۵۲)

حضرت فاطمہ بنت محمدؐ کے رثائی اشعار جو انہوں نے اپنے والد ماجدؐ کے وصال پر کہے، عربی ادب میں شاہ کار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ کے نعتیہ مراثی بھی نعتیہ ادب کا شاہ کار ہیں۔ زبان و بیان کی دل آفرینی اور مضمون کا وقیع و وسیع ہونا اس کا خاصہ ہے۔ حضرت فاطمہ بہترین مرثیہ گو شاعرہ تھیں اور لغات شاعری پر کامل دست رس رکھتی تھیں۔

آپ نے اپنے والد کا ایک بڑا بھرپور مرثیہ کیا ہے۔ یہ نعتیہ ''مرثیۂ نوینہ'' آپ کے دلی جذبات کا آئینہ دار ہو، ملاحظہ ہوں اشعار مرثیہ۔

اغبر آفاق السماء و کورت   شمس النهار واظلم العصران

والارض من بعد النبی کئیمة   اسفاً علیه کثیرة الاحزان

فلیبکه شرق البلاد وغربها   والیبکه مضرة و کل یمانی

والیبکه متطرد الاشم وجوه   کالبیت والاستار والارکان

یاخاتم الرسل المبارک وجهه   صلّی علیک منزل القرآن (۲۵۳)

ترجمہ: (۱) آسمان کی پہنائیاں غبار آلود ہو گئیں اور لپیٹ دیا گیا دن کا سورج اور تاریک ہو گیا زمانہ۔

(۲) اور زمین بھی نبی کریمؐ کے بعد مبتلائے درد ہے اور آپؐ کے غم میں سراپا ڈوبی ہوئی۔
(۳) چاہئے کہ اب آپ کی جدائی پر آنسو بہائیں، ممالک کے مشرق بھی اور مغرب بھی، اور ان پر مضر اور تمام یمانی کو رونا چاہئے۔
(۴) اور چاہئے کہ آپ پر بلند پہاڑ اور اس کی فضا روئے، جس طرح خانۂ کعبہ، پردۂ خانۂ کعبہ اور ارکان خانہ کعبہ روئے ہیں۔
(۵) اے رسولوں کے خاتمؐ! جن کا چہرۂ انور مبارک ہے۔ آپؐ پر قرآن کریم کا نازل کرنے والا (خدا) رحمتیں نازل فرمائے۔(۱)

حضرت فاطمۃ الزہرہؓ نے اپنے والد محترم حضور اکرم نور مجسم ہادی اعظم، رحمت عالمؐ کا ایک مرثیہ اور بھی کہا ہے، جو آپ کے دلی جذبات کا بھرپور عکاس ہے۔ اشعار مرثیۂ نعتیہ ملاحظہ ہوں۔

اذا اشتدّ شوقی زُرّت قبرک باکیاً　　انوح و اشکوالا اراک مجاوبی
فیا ساکن الصحراءِ علمتنی البکا　　وذکرک انسانی جمیع المصائب
فان کنت عنّی فی التراب مغیبا　　فماکنت عن قلبی الحزین بغائب (۲۵۴)

ترجمہ: (۱) جب میرا شوق شدید ہوتا ہے تو میں روتی ہوئی آپ کی قبر کی زیارت کرتی ہوں۔ نوحہ کرتی ہوں اور شکایت کرتی ہوں، پر آپ کو اپنا جواب دینے والا نہیں پاتی۔ (۲) پس اے صحرا کے ساکن تو نے مجھے رونا سکھایا اور تیرے ذکر نے تمام مصیبتوں کو بھلا دیا۔ (۳) پس اگر آپ مجھ سے مٹی میں غائب ہیں، لیکن آپ میرے غمگین دل سے غائب نہیں ہیں۔

مشرکہ کا شعر نعت

قتیلہ بنت حارث کا مرثیہ:

ڈاکٹر اسماعیل آزاد لکھتے ہیں: ''عربی میں ایسے قصائد تعداد میں کم ہیں، جن میں عنصر رثاء مستولی ہو، لیکن جتنے ہیں، وہ بے مثل ہیں، کیوں کہ ان میں سوز و گداز اور بلا کی تاثیر ہے۔ عربی میں ایسی نعتوں کی تعداد بھی کافی ہے، جن میں حماست کے عناصر غالب ہیں۔ ایسے اشعار حضرت علیؓ اور حضرت حسانؓ کے دواوین میں کثرت سے ملتے ہیں، جو حماسہ سرائی کے عمدہ نمونے ہیں۔'' (۲۵۵)

ایسے رثائی جذبات و خیالات خواتین کی شاعری میں بھی پائے جاتے ہیں۔ قتیلہ بنت حارث ایک مشرکہ عورت تھی، بعد ازاں نور اسلام سے منور ہوئی۔ نضر بن حارث کے قتل کے بعد اس کی بہن قتیلہ بنت حارث نے اپنے بھائی کا جو مرثیہ کہا، اس میں آپ کی شان میں کہا گیا یہ شعر نعت بھی ہے۔

أمحمد یا خیر ضمن ء کریم　　فی قومها و النحل فحل معرق (۲۵۶)

ترجمہ: اے محمدؐ! آپ تو نجیب الطرفین ہیں۔ آپ کا کیا بگڑ جاتا اگر آپؐ احسان کر دیتے۔

(۱) الدیوان لسیدنا علیؓ مع حاشیہ المسمٰے بعمدۃ البیان ص ۶، میں ان اشعار کو حاشیہ میں درج کیا گیا، جب کہ دیوان حضرت علیؓ کے ص ۶، نگارشات پبلشرز لاہور، ترجمہ مولوی سعید اعظم گڑھی اور دیوان حضرت علیؓ (مترجم اردو) مطبوعہ ایم ایم سعید کمپنی کراچی، ص ۹ پر اسے دیوان علیؓ کے متن میں شامل رکھا ہے۔

عبداللہ بن زبعری کا نعتیہ شعر:

عبداللہ بن زبعری مشرک نے جنگ احد کے مقتولین (کفار) کا، بحر طویل میں ایک دردناک مرثیہ کہا۔ اس کے سترہ اشعار ابن ہشام نے نقل کیے ہیں۔ (۲۵۷) اس میں اس نے حضرت حمزہؓ کو شہید کرنے کا نقشہ بھی کھینچا ہے۔ اسی مرثیہ میں اس نے حضورؐ کی شجاعت و بہادری کو خراج پیش کرتے ہوئے ایک شعر آپ کی شان میں یوں کہا ہے۔

ولولا علو الشعب غادرن احمداً   ولكن علا، و السمهري شروع (۲۵۸)

ترجمہ: اور اگر ان لوگوں (مسلمانوں) کا گھاٹی پر چڑھنا نہ ہو جاتا تو ان تلواروں نے احمد (محمد رسول اللہؐ) کو بھی اسی حالت پر پہنچا دیا ہوتا (یعنی قتل کر دیتے) لیکن وہ (محمدؐ) حرکت میں آئے ہوئے نیزوں کے سائے میں (صحابہ کرام علیہم الرضوان کے جھرمٹ، ان کے حصار و حفاظت میں) اوپر چڑھ گئے تھے۔

جنّات کا نعتیہ مرثیہ:

صرف انسان ہی نہیں بلکہ اجنہ بھی آپؐ سے محبت رکھتے اور آپ کی نعت بیان کرتے ہیں۔ وہ بھی آپ کی تکریم و تعظیم کرتے ہیں اور اپنے جذبات و احساسات کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ آپؐ کے رحمت عالم ہونے کی دلیل ہے۔ جب حضور نبی کریمؐ کی والدہ ماجدہ کا وصال ہو گیا تو آپ کے وصال پر جنّات نے آپ کا مرثیہ کہا۔ اس کے تین شعر علامہ سیوطی نے نقل کیے ہیں۔ (۲۵۹) جس میں دو شعر یہ ہیں۔

زوجة عبد الله و القرينه   ام نبي الله ذی السكينة

وصاحب المنبر با المدينه   صارت لدى حضرتها رهينة (۲۶۰)

ترجمہ: (۱) وہ حضرت عبداللہ کی بیوی محترمہ اور ان کی رفیقۂ حیات اور صاحب سکینہ اللہ کے نبی کی والدہ ماجدہ ہیں۔ (۲) وہ نبی مدینہ طیبہ میں صاحب منبر ہوگا۔ ان کی والدہ اپنی قبر میں مدفون ہو گئیں۔

ہجو میں نعت نگاری:

اہل عرب کے ہاں ہجو نگاری، ان کی شاعری کا خاصہ تھی، بلکہ ہجو گوئی ان کی زندگی کا جز تھی۔ وہ تیر و تبر سے زیادہ اس موضوع پر توجہ دیتے تھے اور زخم شمشیر کے بجائے، زبان کے زخم سے گھائل کرتے تھے۔ اس صنف میں وہ مدمقابل کے تمام معائب و نقائص اور اپنے تمام محاسن و اوصاف حسنہ بیان کرتے تھے۔ وہ دشمنی میں اس حد تک اخلاق سے گر جاتے تھے کہ دشنام طرازی، سبّ و شتم اور ذاتیات پر اتر آتے تھے۔

ہجو گوئی زمانۂ جاہلیت کا شاہکار تھا۔ ادبی و فنی لحاظ سے ہجوی گوئی کو عربی ادب میں اعلیٰ مرتبہ حاصل تھا اور لوگ فخریہ ہجو نگاری کرتے تھے۔ ہجو نگاری میں بنیادی تبدیلی بعد از اسلام رونما ہوئی اور حضور نبی کریمؐ نے ہجو

گوئی کو بد گوئی سے نکال کر خوش گوئی اور نعتیہ ہجو میں تبدیل کر دیا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان گالم گلوچ سے اجتناب کرتے اور سَبّ وشتم سے پرہیز۔ کفار ومشرکین کی کہی گئی ہجو کے مقابل صرف نعتِ رسولؐ پیش کی جاتی۔ حضور نبی کریمؐ کی مدح کی جاتی اور آپؐ کی شان میں اشعار پڑھے جاتے۔ آپؐ کے اوصافِ جلیلہ اور اسوۂ حسنہ بیان کئے جاتے۔ اعدائے اسلام اور دشمنان رسولؐ کے سامنے آپؐ کے کردار وافعال پر مشتمل مفاخر ومناقب بیان کرتے اور دشمن کے کمزور پہلوؤں کا ذکر نہایت شستہ وشائستہ انداز میں بیان کرتے، چوں کہ ان کے پاس نہ تو حضور نبی کریم جیسی کوئی ایسی عظیم وباکردار وباصفا ہستی تھی اور نہ ہی آپ کوئی بشری کمزوری رکھتے تھے اور نہ ہی آپؐ کا کوئی پہلو ہلکا تھا۔ وہ آپؐ میں کوئی نقص یا کوئی کمزوری بار ہا جتن کے باوجود تلاش نہ کر سکے تھے، کیوں کہ آپؐ ایسے تمام معائب ونقائص سے پاک صاف، منزہ ومطہر تھے، اس لیے وہ آپؐ پر انگشت نمائی کرنے سے قاصر وخاسر رہتے تھے۔ آپؐ کی مدح یعنی نعت دشمنوں پر اتنی بھاری پڑ جاتی تھی کہ ان سے کوئی جواب نہ بن پڑتا، لہٰذا وہ چپ ہو رہتے۔ چوں کہ ہجو کا اصول گالی کے مقابل گالی اور فحش گوئی کے مقابل فحش گوئی ہے، لہٰذ وہ نعت کے مقابل نعت بیان سے قاصر تھے، اس لیے خاموش ہو جانے میں ہی اپنی عافیت سمجھتے اور مسلمان صحابہ کرام علیہم الرضوان اس موقع سے خوب خوب فائدہ اٹھاتے اور آپؐ کی بہترین نعوت بیان فرماتے۔

جہال عرب کے اس موروثی فن میں، عہد نبویؐ میں یہ بنیادی اور انقلابی تبدیلی رونما ہوئی اور اس فن شاعری میں، ہجو گوئی کا رخ خوش گوئی کی طرف بڑی عمدگی سے موڑ دیا گیا، بلکہ یہ فن جہلائے عرب کے ہاتھوں سے نکل کر مسلمانوں کے دامن فن میں سما گیا۔ یہ سب کچھ محض حضورﷺ کی نعت کریمہ کی برکت سے ہوا۔

عرب کے بڑے بڑے نامور ہجو گو، بدگو شعراء ابوسفیان اور عبداللہ بن الزبعری جیسے لوگ، جو ہجو گوئی کے ماہر (MASTER MIND) مانے جاتے تھے۔ آپؐ کی نعت کے سامنے سرنگوں ہو گئے اور تائب ہو کر داخل اسلام ہوئے اور پھر خود بھی کفار کی ہجو گوئی کا جواب نعت رسول کریمؐ کی شکل میں دینے لگے۔ اس ضمن میں سب سے بڑا نام حضرت حسانؓ کا ہے، جنھوں نے کفار کی ہجو کا بھرپور اور منہ توڑ جواب دیا، اور اس کے مقابل نعت رسول کریمؐ پیش کی۔

حضرت حسانؓ نے قبیلۂ ہذیل کی اسلام دشمنی اور عداوت رسولؐ کے سبب، ان کی شدید ہجو کی اور بحر طویل میں جو اشعار کہے اس قصیدہ میمیہ کے ابن ہشام نے تیرہ اشعار نقل کئے ہیں۔ (۲۶۴)، جب کہ دوسرے قصیدۂ ہمزیہ کے گیارہ شعر (۲۶۵)۔ آپ نے انہیں سخت انتباہ کیا کہ وہ اپنی اس اوچھی حرکت سے باز آ جائیں اور آپ نے یہ بھی بیان کر دیا کہ میری زندگی کا مقصد صرف اور صرف حضور نبی کریمؐ کا تم جیسے دشمنوں سے دفاع کرنا اور

آپ کی نعت بیان کرنا ہے، لہٰذا تم جس قدر مخالفانہ اشعار کہو گے میں اس کا بھر پور جواب دوں گا۔ ملاحظہ ہوں حضرت حسان کے انتہاہی اور دفاعی اشعار نعت، جو آپ نے بحر بسیط میں کہا ہے۔

لولا الرسول فانی لست عاصیۂ حتی یغیّبنی فی الرمس ملحودی(۲۶۳)

ترجمہ: اگر رسول کریم نہ بھی ہوں، جب بھی میں ان کی نافرمانی نہیں کروں گا، تا آں کہ مجھے قبر میں دفن کر دیا جائے۔

آپ نے اپنا ایک شعر انتہاہی، بحر بسیط میں یوں بیان فرمایا۔

بامر رسول اللہ والا مرامرہ یبیت للحیان الخنا بضاء (۲۶۴)

ترجمہ: جو کچھ میں کروں گا، رسول کریم کے حکم سے کروں گا اور حکم تو دراصل انہیں کا ہے۔ قبیلہ لحیان کے فاش اور بے ہودہ لوگ رات کھلے میدان میں گزار رہے ہیں۔

ایک مقام پر آپ فرماتے ہیں۔

بامر رسول اللہ، انا رسولہ رائی رانی ذی خرم بلحیان عالم (۲۶۵)

ترجمہ: یہ حادثات ہم رسول اللہ کے حکم سے برپا کریں گے۔ یاد رکھو، اللہ کے رسول، نے لحیان کو اچھی طرح سمجھنے والے پختہ کار اور محتاط انسان کی حیثیت سے یہ رائے قائم کی ہے۔

حواشی

۱۔ عربی میں نعتیہ کلام، ص۴۳
۲۔ الخصائص الکبریٰ۔ الجزء الاول، باب جامع فی صفۃ خلقہ، ص۱۲۳، حجۃ اللہ علی العالمین، ص۴۹۱
۳۔ حجۃ اللہ علی العالمین۔ ص۴۸۴
۴۔ حوالۂ مذکور، ص۴۹۱۔ الخصائص الکبریٰ۔ الجزء الاول، باب جامع فی صفہ خلقہ، ص۱۲۳۔ جامع الترمذی مع شمائل ترمذی (اردو)، جلد دوم، باب ماجاء فی خاتم النبوۃ، ص۶۸۴
۵۔ حجۃ اللہ علی العالمین، ص۴۹۲۔ الخصائص الکبریٰ، الجزء الاول، باب جامع فی صفۃ خلقہؐ، ص۱۲۷
۶۔ شمائل ترمذی (اردو)، جلد دوم، باب ماجاء فی مبعث النبیؐ، ص۶۷۳۔ حجۃ اللہ علی العالمین، ص۴۹۱۔ الخصائص الکبریٰ۔ الجزء الاول، باب جامع فی صفۃ خلقہؐ، ص۱۲۳
۷۔ بخاری شریف (اردو) کتاب الانبیاء، ص۳۶۔ حجۃ اللہ علی العالمین، ص۴۹۲۔۴۹۳۔ الخصائص الکبریٰ۔ الجزء الاول، باب جامع من صفۃ خلقہؐ، ص۱۲۷
۸۔ جامع الترمذی جامع شمائل الترمذی (اردو)۔ جلد دوم، باب ماجاء فی صفۃ النبیؐ، ص۸۲۱،۸۲۲
۹۔ حوالۂ مذکور، ص۶۷۹ اور ۸۲۲
۱۰۔ الخصائص الکبریٰ۔ الجزء الاول، باب جامع فی صفۃ خلقہؐ، ص۱۲۳۔ حجۃ اللہ علی العالمین، ص۴۹۱
۱۱۔ جامع الترمذی مع شمائل ترمذی (اردو)۔ جلد دوم۔ باب ماجاء فی خاتم النبوۃ، ص۶۸۳ اور ۸۲۲۔ الخصائص الکبریٰ۔ الجزء الاول، باب جامع فی صفۃ خلقہؐ، ص۱۲۴۔ حجۃ اللہ علی العالمین، ص۴۹۱
۱۲۔ حجۃ اللہ علی العالمین، ص۴۸۴ اور ۴۹۱
۱۳۔ الخصائص الکبریٰ۔ الجزء الاول، باب جامع فی صفۃ خلقہ، ص۱۲۲
۱۴۔ حوالۂ مذکور ایضاً
۱۵۔ حوالۂ مذکور، ص۱۱۴۔ حجۃ اللہ علی العالمین، ص۴۸۸
۱۶۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص۲۶۱
۱۷۔ الخصائص الکبریٰ۔ الجزء الاول، باب جامع فی صفۃ خلقہؐ، ص۱۲۷۔ حجۃ اللہ علی العالمین ص۴۹۳
۱۸۔ حوالۂ مذکور، باب الآیات فی فمہ الشریف وریقہ و اسنانہؐ، ص۱۰۶، حجۃ اللہ علی العالمین، ص۴۸۵
۱۹۔ حوالۂ مذکور، باب جامع فی صفۃ خلقہ۲، ص۱۲۴۔ حجۃ اللہ علی العالمین، ص۴۹۱
۲۰۔ حوالۂ مذکور ایضاً
۲۱۔ حوالۂ مذکور ایضاً وایضاً اسے ابن سعد وابن عساکر نے حضرت انسؓ سے بھی روایت کیا ہے
۲۲۔ حوالۂ مذکور، ص۱۲۳۔ حجۃ اللہ علی العالمین، ص۴۹۱
۲۳۔ حوالۂ مذکور، ص۱۲۸
۲۴۔ حوالۂ مذکور، ص۱۲۳۔ حجۃ اللہ علی العالمین، ص۴۹۱
۲۵۔ حوالۂ مذکور، ص۱۲۵۔ وایضاً، ص۴۹۲

۲۶۔ حوالہٗ مذکور، باب الآیۃ فی عرقۃ الشریف، ص ۱۱۶۔ حوالہ ایضاً، ص ۴۸۸

۲۷۔ حوالہٗ مذکور۔ باب الآیۃ فی عقلہٗ، ص ۱۱۴

۲۸۔ حوالہٗ مذکور، ص ۱۲۷۔ وایضاً، ص ۴۹۳

۲۹۔ البدایۃ والنھایۃ۔ الجزء الاول، کتاب سیرۃ رسولؐ (ہجرۃ النبی وابی بکر الصدیقؓ)، ص ۴۵۰

۳۰۔ حوالہٗ مذکور ایضاً

۳۱۔ الخصائص الکبریٰ۔ الجزء الاول، باب ماوقع فی الہجرۃ من الآیات والمعجزات، ص ۳۱۰۔ حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۴۴۳ بالفاظ تغیر۔ و اخرج البغوی و ابن شاھین و ابن السکن و ابن منده و الطبرانی و الحاکم وصححه و البیھقی و ابونعیم من طریقه حزام بن ھشام بن حبیش بن خالد عن ابیه عن جده.
البدایۃ والنھایۃ۔ الجزء الاول، کتاب سیرۃ رسول، ص ۴۵۰۔ شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری للبرقوقی، ص ۱۴۰ تا ۱۴۲ با الفاظ تغیر کثیر

۳۲۔ الخصائص الکبریٰ، الجزء الاول، ص ۳۱۰۔ حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۴۴۳

۳۳۔ حوالہٗ مذکور، ص ۳۱۱ وایضاً، ص ۴۴۴

۳۴۔ اردو نعت، تاریخ وارتقاء۔ سید افضال حسین نقوی فضل فتح پوری، ص ۱۴ (پیش لفظ از ڈاکٹر فرمان فتح پوری) حمد و نعت (ماہنامہ) شمارہ جولائی ۱۹۹۰، ص ۹

۳۵۔ عربی میں نعتیہ کلام، ص ۴۳

۳۶۔ اردو میں نعت گوئی، ص ۵۷۶، ضمیمہ ۲، خواتین اسلام کی شاعری

۳۷۔ الخصائص الکبریٰ۔ الجزالاول۔ باب الآیات فی فمه الشریف وریته و اسنانهٗ، ص ۱۰۷۔ حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۴۸۵

۳۸۔ حوالہٗ کور، ص ۱۲۳۔ وایضاً ص ۴۹۱

۳۹۔ حوالہٗ مذکور۔ باب الآیۃ فی عرقۃ الشریف، ص ۱۱۵۔ وایضاً، ص ۴۸۸

۴۰۔ حوالہٗ مذکور۔ باب المعجزہ و الخصائص فی عینیه الشریفتین، ص ۱۰۴۔ وایضا، ص ۴۸۴

۴۱۔ حوالہٗ مذکور، ص ۱۲۶ وایضاً، ص ۴۹۲

۴۲۔ حوالہٗ مذکور، ص ۱۲۳۔ وایضاً ص ۴۹۱

۴۳۔ جامع الترمذی مع شمائل ترمذی (اردو)، جلد دو، ص ۸۲۱۔ الخصائص الکبریٰ (اردو) مترجم مولانا غلام معین الدین نعیمی۔ جلد اول، ص ۱۵۷، حاشیہ نمبر ۱

۴۴۔ نعتیہ شاعری کا ارتقاء (عربی، وفارسی کے خصوصی مطالعے کے ساتھ) ص ۹۹

۴۵۔ حوالہٗ مذکور، ص ۱۰۱، ۱۰۲

۴۶۔ پارہ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۲

۴۷۔ پارہ ۱۴، سورۃ الحجرات، آیت ۹

۴۸۔ نعتیہ شاعری کا ارتقاء، ص ۱۱۴۔

۴۹۔ فکرونظر، جنوری، مارچ ۲۰۰۳ء، جلد ۴۰، شمارہ ۳، ص ۶۔ مضمون ''عہدِ رسالتؐ کے چند نعت گو، ایک تعارف'' از ڈاکٹر محمد اکبر ملک

۵۰۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۵۱۔ الخصائص الکبریٰ۔ الجزء الاول باب اختصاصہؐ بطھارۃ نسبہ و انہ لم یخرج من سفاح من لون آدم، ص ۶۶، ۶۷۔ المجموعۃ النبھانیہ۔ الجزء الاول ص ۶۱۔ السیرۃ الحلبیۃ۔ الجزء الاول، باب ذکر مولدہٗ والمغازیہؐ (غزوۂ تبوک) سات شعر۔ ص ۳۳۴۔ حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۱۶۶۔ البدایۃ والنھایۃ۔ الجزء الاول، کتاب سیرت رسولؐ، ص ۳۲۱۔ اسد الغابہ، الجلد الثانی، ص ۱۶۶۔ نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیبؐ، ص ۸۰۹۔ المدیح النبوی۔ یٰسین اختر اعظمی، ص ۲۶۔ المیزان (ماہنامہ) شمارہ جولائی ۱۹۸۰ء، ص ۱۴

۵۲۔ الخصائص الکبریٰ۔ الجزء الاول باب اختصاصہؐ بطھارۃ نسبہ و انہ لم یخرج من سفاح من لون آدم، ص ۶۶

۵۳۔ السیرۃ الحلبیہ۔ الجزء الاول، باب ذکر مولدہٗ وشرف وکرم۔ ص ۵۶۔ السیرۃ النبویۃ والآثار المحمدیۃ۔ الجزء الاول، ص ۳۸

۵۴۔ دیوان حضرت علیؓ (مترجم اردو) ص ۲۰۲، ۲۰۳

۵۵۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۰۳

۵۶۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۰۳، ۲۰۴

۵۷۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۰۴

۵۸۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۰۵

۵۹۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۰۵، ۲۰۶

۶۰۔ حوالۂ مذکور ص ۲۰۶

۶۱۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۰۶، ۲۰۷

۶۲۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۰۷

۶۳۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۶۴۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۰۸

۶۵۔ حوالۂ مذکور، ایضاً

۶۶۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۰۹

۶۷۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۶۸۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۶۹۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۷۰۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۱۰

۷۱۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۷۲۔ حوالۂ مذکور، ایضاً

۷۳۔ حوالۂ مذکور ص ۲۱۱
۷۴۔ حوالۂ مذکور ایضاً
۷۵۔ حوالۂ مذکور ایضاً
۷۶۔ کتاب العمدۃ۔ جلد دوم، ص ۲۲۶
۷۷۔ دیوان حضرت حسان بن ثابت الانصاریؓ، ص ۱۵۳
۷۸۔ اردو میں قصیدہ نگاری۔ ڈاکٹر محمد ابو سحر، ص ۱۳۰
۷۹۔ فرہنگ آصفیہ۔ مولوی سید احمد دہلوی، جلد سوم، ص ۳۸۷
۸۰۔ حوالۂ مذکور ایضاً
۸۱۔ حوالۂ مذکور ایضاً
۸۲۔ علمی اردو لغت۔ وارث سرہندی، ص ۱۰۷۹
۸۳ تا ۸۶ المنجد فی اللغۃ، ص ۶۳۲
۸۷۔ مقدمہ دیوان حالی، ص ۲۰، ۲۱
۸۸۔ اردو میں قصیدہ نگاری، ص ۱۶
۸۹۔ نعتیہ شاعری کا ارتقاء، ص ۵۲، ۵۳
۹۰۔ حوالۂ مذکور ایضاً
۹۱۔ جمہرۃ اشعار العرب، ص ۷۹ تا ۸۸
۹۲۔ السبع المعلقات وعلیٰ حاشیھا فتح المغلقات، فیض الحسن سہارن پوری، ص ۲ تا ۱۷
۹۳۔ حوالۂ مذکور ایضاً، ص ۲، حاشیہ نمبر ۱
۹۴۔ جمہرۃ اشعار العرب، ص ۱۲۵ تا ۱۳۵
۹۵۔ فتح المغلقات، ص ۱۸ تا ۳۵
۹۶۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۷ حاشیہ نمبر ۱
۹۷۔ جمہرۃ اشعار العرب، ص ۸۹ تا ۹۵
۹۸۔ السبع المعلقات وعلی ہامشھا فتح المغلقات، ص ۳۶ تا ۴۵
۹۹۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۶، حاشیہ نمبر ۱
۱۰۰۔ جمہرۃ اشعار العرب، ص ۱۰۹ تا ۱۱۶
۱۰۱۔ حوالۂ مذکور ایضاً
۱۰۲۔ فتح المغلقات، ص ۴۵ تا ۵۸
۱۰۳۔ حوالۂ مذکور، ص ۴۵، حاشیہ نمبر ۱
۱۰۴۔ حوالۂ مذکور ایضاً
۱۰۵۔ حوالۂ مذکور ایضاً
۱۰۶۔ حوالۂ مذکور، ص ۵۸ تا ۷۰

۱۰۷۔ جمہرۃ اشعار العرب، ص ۱۱۷ تا ۱۲۷

۱۰۸۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۱۰۹۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۴۳ تا ۱۵۱

۱۱۰۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۱۱۱۔ فتح المغلقات، ص ۷۰ تا ۸۳

۱۱۲۔ حوالۂ مذکور، ص ۷۱، حاشیہ ۱۰

۱۱۳۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۱۱۴۔ حوالۂ مذکور، ص ۸۳ تا ۹۶

۱۱۵۔ حوالۂ مذکور، ایضاً

۱۱۶۔ حوالۂ مذکور، ص ۸۳، ۸۴، حاشیہ نمبر ۵

۱۱۷۔ کتاب العمدۃ، ص ۲۸۷۔ الوسیط فی الادب عربی وتاریخہ، ص ۳۶ تا ۵۱

۱۱۸۔ کتاب الشعر والشعراء، ص ۳۰۔ کتاب العمدۃ، ص ۱۳۷۔

C.J.Lyall, Ancient Arabic Poetry.P. xix(preface)

۱۱۹۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۵۶۔ کتاب الاغانی۔ جلد ۴، ص ۱۴۶۔ طبقات فحول الشعراء، ص ۳۳۔ خزانۃ الادب۔ جلد اول، ص ۲۰۲

۱۲۰۔ تاریخ قصہ والنقد فی الادب، العربی، ص ۳۵۔ الوسیط فی الادب العربی والتاریخہ، ص ۱۴۱

۱۲۱۔ شرح دیوان حسان للبرقوتی، ص ۷۰ تا ۷۳

۱۲۲۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۱۲۳۔ حوالۂ مذکور، ص ۶۷ تا ۶۹

۱۲۴۔ حوالۂ مذکور، ص ۶۹

۱۲۵۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۶۸

۱۲۶۔ حوالۂ مذکور، ص ۶۸، ۶۹

۱۲۷۔ حوالۂ مذکور، ص ۶۸

۱۲۸۔ حوالۂ مذکور، ص ۸۰

۱۲۹۔ حوالۂ مذکور، ص ۸۳

۱۳۰۔ حوالۂ مذکور، ص ۸۰

۱۳۱۔ حوالۂ مذکور، ایضاً

۱۳۲۔ حوالۂ مذکور، ص ۸۰، ۸۱

۱۳۳۔ حوالۂ مذکور، ص ۸۱

۱۳۴۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۱۳۵۔ حوالۂ مذکور، ص ۸۲

۱۳۶۔ حوالۂ مذکور، ایضاً

۱۳۷۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۱۳۸۔ حوالۂ مذکور، ص۸۳،۸۴

۱۳۹۔ تاریخ الادب العربی، احمد حسن الزیات، جلد دوم، ص ۲۰۷

۱۴۰۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، مرثیہ۔ جلد ۲۰، ص ۳۹۰ تا ۴۰۴

۱۴۱۔ السیرۃ النبویہ لابن ہشام، ص ۴۲۳۔۴۲۴

۱۴۲۔ المنجد فی الاعلام۔ ص ۲۴۹

۱۴۳۔ مصباح اللغات، عبدالحفیظ بلیاوی، ص ۲۷۹۔۲۸۰

۱۴۴۔ فرہنگ آصفیہ، ص ۳۲۰

۱۴۵۔ علمی اردو لغت، ص ۱۳۶۷

۱۴۶۔ المدائح النبویۃ فی الادب العربی، ص ۱۷

۱۴۷۔ حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۵۰۸

۱۴۸۔ حوالۂ مذکور ایضاً۔ طبقات ابن سعد، جلد دوم، ص ۳۱۹۔ مشکوٰۃ لغت، ص ۳۱۲ پانچ شعر

۱۴۹۔ السیرۃ النبویۃ ولآثار المحمدیۃ۔ الجزء الثالث، باب فی ذکر وفاتہ ص ۳۵۹۔ طبقات ابن سعد، جلد ۲، ص ۳۲۰

۱۵۰۔ حوالۂ مذکور ایضاً ص ۳۵۹، ۳۶۰

۱۵۱۔ طبقات ابن سعد، جلد دوم، ص ۳۲۰

۱۵۲۔ جمہرۃ اشعار العرب، ص ۳۱

۱۵۳۔ المجموعۃ النبہانیہ، الجزء الاول، ص ۵۴۔ حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۵۰۸

۱۵۴۔ الاصابہ۔ المجلد الرابع، ص ۲۲۲۰۔ اسد الغابہ، المجلد الثانی ص ۱۹۳

۱۵۵۔ الاستیعاب۔ المجلد الرابع، ص ۲۱۳

۱۵۶۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۱۵۔ الاصابہ۔ المجلد الرابع، ص ۲۲۲۰

۱۵۷۔ الاصابہ، المجلد الرابع، ص ۲۲۲۱

۱۵۸۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۱۵۹۔ اسد الغابہ۔ المجلد الثانی، ص ۱۹۳

۱۶۰۔ الاستیعاب۔ المجلد الرابع، ص ۲۱۳

۱۶۱۔ حوالۂ مذکور ایضاً۔ الاصابہ۔ المجلد الرابع، ص ۲۲۲۱

۱۶۲۔ الاستیعاب۔ المجلد الرابع، ۲۱۳

۱۶۳۔ الاصابہ۔ المجلد الرابع، ص ۲۲۲۰

۱۶۴۔ حوالۂ مذکور ایضاً۔ دو شعر۔ الاستیعاب، المجلد الرابع، ص ۲۱۳، الاعلام، جلد دوم، ص ۳۷۳

۱۶۵۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۱۶۶۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۴۲۸

۱۶۷۔ اسد الغابہ۔ المجلد الثانی، ص ۶۹، ۷۰

۱۶۸۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۴۲۸۔ اسد الغابہ، المجلد الثانی ص ۶۹۔ البدایۃ والنھایۃ۔ الجزء الاول، سولہ اشعار، ص ۵۴۶

۱۶۹۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۱۷۰۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۱۷۱۔ المجموعۃ النبہانیہ۔ الجزء الاول، ص ۵۵، ۵۶

۱۷۲۔ حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۵۰۹

۱۷۳۔ حجۃ اللہ علی العالمین (اردو) ترجمہ علامہ پروفیسر محمد اعجاز جنجوعہ، ص ۱۱۵۶، ۱۱۵۷

۱۷۴۔ البدایۃ والنھایۃ۔ الجزء الاول، ص ۸۲۴

۱۷۵۔ الاستیعاب۔ المجلد الرابع، ص ۲۳۸

۱۷۶۔ السیرۃ النبویۃ والآثار المحمدیۃ، الجزء الاول، ص ۳۵۸، ۳۵۹

۱۷۷۔ عیون الاثر۔ الجزء الثانی، ص ۴۵۲

۱۷۸۔ حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۵۰۹۔ المجموعۃ النبہانیۃ۔ الجزء الاول، ص ۵۶۔ البدایۃ والنھایۃ۔ الجزء الاول، ص ۸۲۴۔ الاستیعاب۔ المجلد الرابع، ص ۲۳۸۔ السیرۃ النبویۃ والآثار المحمدیۃ۔ الجزء الثانی، ص ۳۵۹

۱۷۹۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۱۸۰۔ السیرۃ النبویہ لابن ہشام، ص ۶۷۳، ۶۷۵

۱۸۱۔ المجموعۃ النبہانیہ۔ الجزء الاول، ص ۵۶ تا ۵۸

۱۸۲۔ دیوان شرح حسان للبرقوقی، ص ۱۴۵ تا ۱۵۳

۱۸۳۔ البدایۃ والنھایۃ، الجزء الاول، ص ۸۲۵

۱۸۴۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۶۷۳ تا ۶۷۵۔ المجموعۃ النبہانیۃ۔ الجزء الاول، ص ۵۶ تا ۵۸۔ دیوان شرح حسان بن ثابت الانصاری للبرقوقی، ص ۱۴۵ تا ۱۵۳۔ (۴۶، ۴۶ اشعار) البدایۃ والنھایۃ الجزء الاول، ص ۸۲۵ (اڑتالیس اشعار)

۱۸۵۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۶۷۵

۱۸۶۔ المجموعۃ النبہانیۃ۔ الجزء الاول، ص ۵۸، ۵۹

۱۸۷۔ دیوان شرح حسان للبرقوقی، ص ۱۵۳ تا ۱۵۵

۱۸۸۔ حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۵۰۹، ۵۱۰

۱۸۹۔ حوالۂ مذکور (اردو نسخہ)، ص ۱۱۵۷، ۱۱۵۸

۱۹۰۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۶۷۵۔ المجموعۃ النبہانیۃ۔ الجزء الاول، ص ۵۸، ۵۹۔ شرح دیوان حسان للبرقوقی۔ ص ۱۵۳ تا ۱۵۵۔ حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۵۰۹، ۵۱۰

۱۹۱۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۶۷۶

۱۹۲۔ المجموعۃ النبہانیہ۔ الجز الاول، ص ۵۹

۱۹۳۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۶۷۶۔ المجموعۃ النبھانیہ، الجزء الاول، ص ۵۹۔ شرح دیوان حسانؓ للبرقوتی، ص ۲۲۰

۱۹۴۔ حوالۂ مذکور

۱۹۵۔ المجموعۃ النبھانیہ۔ الجزء الاول، ص ۵۹، ۶۰

۱۹۶۔ شرح دیوان حسان للبرقوتی، ص ۵۵۔ ۱۵۶

۱۹۷۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۶۷۶۔ المجموعۃ النبھانیہ، الجزء الاول، ص ۵۹، ۶۰۔ شرح دیوان حسان للبرقوتی۔ ص ۱۵۵، ۱۵۶

۱۹۸۔ شرح دیوان حسان للبرقوتی، ص ۱۵۷

۱۹۹۔ المجموعۃ النبھانیہ۔ الجزء الاول، ص ۶۰۔ شرح دیوان حسان للبرقوتی، ص ۲۲۱

۲۰۰۔ السیرۃ النبویہ لابن ہشام، ص ۳۵۴

۲۰۱۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۲۰۲۔ حوالۂ مذکور ایضاً۔ شرح دیوان حسان للبرقوتی، ص ۴۴۱، ۴۴۲

۲۰۳۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۵۴، ۳۵۵

۲۰۴۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۵۶

۲۰۵۔ شرح دیوان حسان للبرقوتی، ص ۱۳۶، ۱۳۷

۲۰۶۔ السیرۃ نبویۃ لابن ہشام، ص ۳۵۶۔ شرح دیوان حسان، ص ۱۳۶، ۱۳۷

۲۰۷۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۲۰۸۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۵۳۵، ۵۳۶۔ شرح دیوان حسان للبرقوتی، ص ۲۳۵ تا ۲۳۷

۲۰۹۔ حوالۂ مذکور ایضاً۔ شرح دیوان حسان للبرقوتی، ص ۲۳۷

۲۱۰۔ حوالۂ مذکور ص ۳۵۷۔ حوالہ مذکور، ص ۳۹۲، ۳۹۳

۲۱۱۔ حوالۂ مذکور ایضاً۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۹۳۔ یہ شعر یوں درج ہے

الخير بعد محمد لا شبهه...... بشر يعدّ من البرية جلّها

۲۱۲۔ حوالۂ مذکور، ص ۴۸۰، ۴۸۱۔ حوالۂ مذکور ص ۳۰۹، ۳۱۰

۲۱۳۔ حوالۂ مذکور، ص ۴۸۱۔ حوالۂ مذکور ص ۳۱۰

۲۱۴۔ حوالۂ مذکور، ص ۵۳۷

۲۱۵۔ شرح دیوان حسان للبرقوتی، ص ۲۳۸، ۲۳۹

۲۱۶۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۵۳۷۔ شرح دیوان حسان للبرقوتی، ص ۲۳۹

۲۱۷۔ الاصابہ المجلد الثانی، ص ۷۹۰

۲۱۸۔ الرشید (ماہنامہ نعت نمبر) ص ۶۸، ۶۹۔ بحوالہ الروض الانف للسہیلی، جلد اول، ص ۱۴۰، ۱۴۱

۲۱۹۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۲۲۰۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۳۵۹

۲۲۱۔ حوالۂ مذکور

۲۲۲۔ الاصابہ۔ المجلد الثانی، ص ۹۷۶

۲۲۳۔ الاصابہ۔ المجلد الثانی، ص ۱۱۱۸

۲۲۴۔ الدیوان لسیدنا علیؓ مع حاشیہ بعمدۃ البیان۔ ص ۶

۲۲۵۔ حوالۂ مذکور

۲۲۶۔ الدیوان لسیدنا علیؓ مع حاشیہ بعمدۃ البیان، ص ۱۳۳، ۱۳۵۔ المجموعۃ النبہانیہ، الجزء الاول، ص ۵۴۔ صرف ایک شعر

۲۲۷۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۹

۲۲۸۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۹

۲۲۹۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۲۳۰۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۷، ۳۸

۲۳۱۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۸

۲۳۲۔ حوالۂ مذکور، ص ۵۴

۲۳۳۔ المجموعۃ النبہانیہ فی المدائح النبویہ۔ الجزء الاول، ص ۶۰ بحوالہ المواہب

۲۳۴۔ الدیوان علی مع حاشیہ بعمدۃ البیان، ص ۵۴

۲۳۵۔ المجموعۃ النبہانیہ۔ الجزء الاول، ص ۵۴

۲۳۶۔ السیرۃ النبویہ لابن ہشام، ص ۴۱۷

۲۳۷۔ حوالۂ مذکور ص ۴۱۷، ۴۱۸

۲۳۸۔ حوالۂ مذکور، ۴۱۸

۲۳۹۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۲۴۰۔ الاصابہ۔ المجلد الثالث، ص ۱۷۷۰

۲۴۱۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۹۳۰

۲۴۲۔ حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۵۰۷

۲۴۳۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۲۴۴۔ اردو میں نعت گوئی، ص ۶۷۵ ضمیمہ ۶، خواتین کی نعتیہ شاعری

۲۴۵۔ السیرۃ النبویہ والآثار المحمدیہ، الجزء الثالث، ص ۳۵۸ باالفاظ تغیر

۲۴۶۔ حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۵۱۰ اردو نسخہ میں نو شعر درج ہیں، ص ۱۱۵۸، ۱۱۵۹

۲۴۷۔ المجموعہ النبہانیہ۔ الجزء الاول، ص ۵۵

۲۴۸۔ حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۵۱۰۔ المجموعۃ النبہانیہ۔ الجزء الاول، ص ۵۵۔ السیرۃ النبویہ والآثار المحمدیہ الجزء الثالث، ص ۳۵۸۔ الاستیعاب۔ المجلد بالاول، ص ۱۴۹ دس شعر

۲۴۹۔ حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۵۰۷۔ عیون الاثر۔ الجزء الثانی، ص ۴۵۱ صاحب عیون الاثر لکھتے ہیں۔ ''وممّا ینسب لعلی اوفاطمۃؓ'' المجموعۃ النبہانیہ۔ الجزء الاول، ص ۵۵ بحوالہ المواہب

۲۵۰۔ السیرۃ النبویہ والآثار المحمدیہ۔ باب فی ذکر وفاتہؐ، الجزء الثالث، ص ۳۶۵

۲۵۱۔ حجۃ اللہ علی العالمین ص ۵۰۷

۲۵۲۔ نعتیہ شاعری کا ارتقاء، ص ۵۳

۲۵۳۔ عیون الاثر۔ الجزء الثانی، ص ۴۵۱۔ دیوان حضرت علیؓ (مترجم اردو) ص ۹ السیرۃ النبویۃ والآثار المحمدیۃ، باب فی ذکر وفاتہؐ، الجزء الثالث، ص ۳۶۵

۲۵۴۔ دیوان حضرت علیؓ (مترجم اردو) ص ۲۸۔ الدیوان سیدنا علی مع حاشیہ عمدۃ البیان، ص ۱۹۔ یہ اشعار حاشیہ میں نقل ہیں

۲۵۵۔ نعتیہ شاعری کا ارتقاء۔ ص ۵۳

۲۵۶۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۳۶۷۔ عیون الاثر، الجزء الاول، ص ۴۴۰۔ الاصابہ المجلد الرابع، ص ۲۶۱۲۔ البدایۃ والنہایۃ۔ الجزء الاول، ص ۵۰۰۔ الاستیعاب۔ المجلد الرابع، ص ۴۵۸۔ اسد الغابۃ۔ المجلد الخامس، ۳۰۶۔ السیرۃ النبویۃ والآثار المحمدیۃ۔ الجزء الاول، ص ۴۰۶۔ المجموعۃ النبھانیہ۔ الجزء الاول، ص ۴۷

۲۵۷۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۴۱۸

۲۵۸۔ حوالہ مذکور ایضاً

۲۵۹۔ الخصائص الکبریٰ۔ الجزء الاول، ص ۱۳۶

۲۶۰۔ حوالہ مذکور

۲۶۱۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۴۳۷، ۴۳۸

۲۶۲۔ حوالہ مذکور ص ۴۳۸

۲۶۳۔ شرح دیوان حسان للبرقوقی، ص ۱۹۱

۲۶۴۔ السیرۃ النبویہ لابن ہشام، ص ۴۳۸

۲۶۵۔ حوالہ مذکور ایضاً

باب ہفتم:

فصل اول:

عہد نبویؐ کی نعتیہ شاعری بحوالہ شمائل رسولؐ

(چودھویں کا چاند)

عہد نبویؐ میں حضور نبی کریمؐ کے عمدہ ترین مداح صحابہ کرام علیہم الرضوان تھے۔ ان نفوس قدسیہ نے آپؐ کے سراپا کو اپنی نعت کا موضوع بنایا اور خوب صورت اشعار تخلیق کیے۔ صحابہ کرام کے دیگر موضوعات بھی عنوان نعت رہے اور جس کسی نے بھی، جس پہلو پر اظہار محبت کیا تو بہت خوب کیا اور زبان و بیان کے وہ لطیف جوہر دکھائے کہ آج سارا عالم ان کا متبع نعت ہے۔ شمائل رسول بھی انہیں موضوعات میں سے ایک ہے۔ منثور نعت کے حوالے سے جو شہرت شمائل ترمذی کو حاصل ہوئی، وہ مقام کوئی اور کتاب نہ لے سکی۔ اس میں صاحب کتاب نے آپؐ کے بارے میں صحابہ کرامؓ کے ایسے تمام اقوال نقل کر دیے ہیں جو آپؐ کے شمائل کو نمایاں کرنے والے تھے۔

حضور کی نعت کی بنیاد محبت رسولؐ ہے اور یہی ایک نکتہ آج بھی امت مسلمہ کو اس مرکز پر یکجا کیے ہوئے ہے۔ صحابہ کرامؓ نے آپ کی محبت میں جو کچھ کہا۔ اپنے دلی جذبات کا اظہار منثور یا منظوم، کسی بھی شکل میں کیا، وہ آپؐ کی نعت کہلائی۔

مولانا سید عبدالقدوس ہاشمی ندوی لکھتے ہیں: ''شاعری تو نام ہی ہے حقیقی جذبات قلبی کے اظہار کا، جو کلام موزوں و مقفٰی کی شکل میں ہو۔ مسلمانوں کو عموماً اور صحابہ کرامؓ کو خصوصاً جو محبت اور دلی وابستگی ذات قدسی صفات حضرت رسالت مآبؐ سے تھی، اس کا تقاضا ہی یہ تھا کہ دل کی بات زبان پر آئے اور جب آئے تو کیوں نہ شعرو سخن بن کر آئے۔ اس لئے تقریباً ان تمام صحابہ کرامؓ نے جو شعر کہے، نعتیہ اشعار کہے ہیں، کسی نے کم اور کسی نے بہت زیادہ۔''(۱)

پروفیسر ڈاکٹر ابوالخیر کشفی صحابہ کرامؓ کی نعتیہ شاعری اور محبت رسولؐ کے بارے میں یوں اظہار خیال کرتے ہیں۔ ''آپؐ کے صحابہؓ آپؐ سے اپنی اولاد، ماں، باپ اور سارے انسانوں سے بڑھ کر محبت کرتے تھے۔ یہ وہ تھے کہ آپؐ کے وضو کے پانی کو زمین پر نہ گرنے دیتے۔ اس قربت اور محبت کے ساتھ آپ کا احترام بھی صحابہ کرام اس درجہ کرتے کہ سانس لینے میں بھی احتیاط برتتے، گفتگو میں آواز کو پست رکھتے کہ کہیں حبط اعمال میں

مبتلا نہ ہو جائیں، یوں وہ اپنی محبت کے اظہار میں بھی سلیقہ کو بدرجہ کمال برتتے۔ حضورؐ کے ساتھ ان کا رشتہ ایسا تھا کہ حضورؐ کی وفات کے موقع پر ان صحابہؓ کے جذبات نے بھی شعر کا قالب اختیار کر لیا جو با ضابطہ شاعر نہیں تھے۔'' (۲)

شمائل نبویؐ کے حوالے سے اولین شعر نعت آپ کے عم محترم حضرت ابو طالب نے تخلیق کیا۔ یہ شعر ابو طالب کے قصیدۂ لامیہ کی روح اور اس کی جان ہے۔ آپ نے یہ شعر مکہ میں اس وقت کہا تھا، جب قریش نے خاندان بنو ہاشم کا مقاطعہ کر رکھا تھا اور حضور نبی کریمؐ شعب ابی طالب میں اپنے چچا کی پناہ میں، ان کے زیر نگرانی زندگی بسر فرما رہے تھے، ابو طالب کہتے ہیں۔

وابیض یستسقی الغمام بوجهه　　ثمال الیتامیٰ عصمة للارامل (۳)

ترجمہ: وہ روشن چہرے والے، جن کے روئے انور کی تابندگی کا واسطہ دے کر (خداوند عالم) سے بارش کی درخواست کی جاتی ہے۔ (وہ میرے بھتیجے اور خدا کے نبی حضرت محمد مصطفےٰؐ ہیں) جو یتیموں کے سرپرست اور بیواؤں کی حفاظت و خبر گیری کرنے والے ہیں۔

حضرت حسانؓ فرماتے ہیں۔

فامسیٰ سراجاً مستنیراً وهادی　　یلوح کمالاح الصیقل المهند (۴)

آپ مزید کہتے ہیں۔

متی یبد فی الدّاجی البهیم جبینه　　یلح مثل مصباح الدّجیٰ المتوقد (۵)

حضرت اصید بن سلمٰی روئے رسولؐ کے بارے میں فرماتے ہیں۔

ضخم الوسیعة کا الغزالة و جهه　　قرنا تازر با المکارم و ارتدی (۶)

حضور نبی کریمؐ کے شمائل صحابہ کرامؓ کی نعتیہ شاعری کے خاص موضوع رہے ہیں، خصوصاً آپ کا چہرۂ اقدس، ان کے پیش نظر رہا اور ہر شخص نے اپنے حسن نظر کے مطابق اپنے جذبات و خیالات کا اظہار کیا۔ حضرت قطن بن حارثۃ العلیمی الکلبیؓ آپؐ کے رخ انور کو بدر کامل دیتے قرار دیتے ہوئے یوں گویا ہیں۔

اغرّ کان البدر سنّة وجهه　　اذا مابدا للناس فی حلل العصب (۷)

شاعر اسلام حضرت حسانؓ نے اس مضمون کو یوں باندھا ہے۔

وافٍ وماضٍ شهاب یستضاء به　　بدر الانارہ علی کلّ الاماجید

مبارک کضیاء البدر صورته　　ماقال کان قضاء غیر مردود (۸)

ایک اعرابی آپ کی خدمت میں آیا اور یہ شعر پڑھا۔

فما کان قاله عمّه　　ابوطالب ذا رُواء اغرّ (۹)

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے جو نقشہ آپؐ کے روئے جمال کا کھینچا ہے اور جو اوصاف شمائل آپؐ کے بیان کئے ہیں، زبان و بیان، شستگی و شائستگی، بے ساختہ ادائیگی، جملے کی موزونیت، شعر کی چستی و بندش اس بات کی غماز ہے کہ آپ نہایت بلیغ و فصیح اور صاحب زبان و بیان اور شاعری کا عمدہ ذوق رکھنے والی خاتون تھیں۔ معیار ادب اور تاریخ عربی ادب میں موضوع کے لحاظ سے آپ کی شان اقدس میں اس سے عمدہ شعر ممکن نہیں، کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان ہی آپؐ کے سب سے بہترین و عمدہ ترین نعت گو ہیں، عام لوگ تو اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے، کیوں کہ صحابہ کرام کی نعتیہ شاعری مشاہداتی ہے، جو دیکھا رقم کیا، جیسا دیکھا رقم کیا، دل پر جو ادائے رسول نقش ہوگئی، وہی زبان پر رواہوگئی۔ اب ایسا سماں کہاں جو ایسی تخلیق ہو، بے موسم کا پھل مصنوعی ہوتا ہے اور پھول بے بُو۔

امّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما نے اپنے نعت اشعار میں، اپنے جذبات کا اظہار یوں فرمایا ہے۔

فلو سمعوا فی مصر اوصاف خده　　لما بذلوا فی سوم یوسف من نقد

لواحی زلیخا لو راین جبینه　　لاثرن بالقطع القلوب علی الأید (۱۰)

ترجمہ: اگر مصر میں آپؐ کے رخسار کے اوصاف وہ لوگ سن لیتے، تو حضرت یوسف کے سودے میں نقدی خرچ نہ کرتے، اگر زلیخا کی سہیلیاں آپ کی جبیں پاک کو دیکھ لیتیں تو وہ ہاتھوں کی جگہ اپنے دلوں کو کاٹ لیتیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا عشق، رسول کریمؐ سے ایسا عیاں ہے جیسے بوئے مشک و عود و عنبر، عطر گلاب و حنا ہوتی ہے۔ آپ کے بارے میں یہ بات مشہور ہے کہ صحابہ کرامؓ میں آپ حضور کریمؐ کی ذات سے سب سے زیادہ عشق فرمانے والے تھے۔ آپ کے عشق کا چرچا فرش سے زیادہ عرش پر ہوتا تھا۔ ملائکہ اپنے رب سے اور ذات باری تعالیٰ سے اس بات کا اظہار کرتے تھے۔ اس بات پر قرآن بھی شاہد ہے۔ آپ کے فضائل کریمہ میں نازل شدہ آیات ربانی اور احادیث کریمہ بھی اس کی گواہ ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق شب و روز میں کئی بار بلکہ بار بار حضور نبی کریمؐ کی زیارت فرماتے۔ آپ جب بھی رخ انور، گل زیب مصطفےٰ، کتاب اللہ کا دیدار فرماتے تو آپ کی زبان پر بے ساختہ یہ شعر نعت جاری ہو جاتا۔

آمین مصطفیٰ بالخیر یدعوا　　کضوء البدر زایله الظلام (۱۱)

ترجمہ: آپؐ خیر اور بھلائی کی طرف بلانے والے ہیں اور آپ مثل چودھویں کے چاند کی روشنی کی مانند ہیں، کیوں کہ چاند کی روشنی اندھیروں کو مٹا کر رکھ دیتی ہے۔

یہ قول بھی حضرت ابوبکر صدیق کا ہی ہے کہ ”حضورؐ کا چہرۂ اقدس چاند کی طرح گول ٹکیہ کی طرح ہے۔“

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ جب بھی سرکار دو عالم کا دیدار فرماتے تو یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔ (۱۲)

حضرت عمر فاروقؓ نے آپؐ کے شمائل کا مطالعہ اس شعر میں بیان کیا۔

لـو كـنـت مـن شـئـى سـوى بشـر   كـنـت الـمـنـور لـيـلـة الـبـدر (۱۳)

ترجمہ: (اگر آپ انسان سے سوا کوئی اور چیز ہوتے تو چودھویں رات کو روشن کرنے والا چاند ہی ہوتے)

حضرت علیؓ نے اس مضمون کو یوں باندھا۔

اغـرّ كـضـؤ الـبـدر صـورة وجـهـه   جـلا الـغـيـم عـنـه ضـوء ه متوقدا (۱۴)

(چودھویں رات کے چاند کی طرح ان کے چہرے کی صورت روشن ہے، ابر کو اس کی روشنی نے چھانٹ دیا، پس چمک اٹھا)

عہد نبویؐ کی نعتیہ شاعری بحوالہ سیرت رسولؐ:

عہد نبویؐ میں نعتیہ شاعری کا سب سے بڑا ماخذ سیرت رسولؐ ہے۔ یہ نعتیہ شاعری کا سب سے اہم اور بنیادی منبع و سرچشمہ ہے جس سے نعت کائنات کے سوتے پھوٹے۔ "السیرۃ" عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کی جمع "السیر" ہے۔ اور اسی سے "السیـارۃ"، جمع "سیارات" ہے۔ (۱۵) یہ لفظ دراصل سـار، یسیـر، سیراً و مسیراً سے مشتق ہے۔ ابن منظور الافریقی کے مطابق "سیراً" کا مطلب ہے چلنا پھرنا (۱۶) "جعل يسير بين الناس (۱۷)" علامہ زبیدی کے مطابق "السیرۃ" کے معنی طریقہ کے ہیں، چناں چہ کہا جاتا ہے "سـارا لوالی فـى رعيّتـه سيرت حسنة" (حاکم نے رعایا کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا) "احسـن السيـر" کا مطلب ہے اچھا طریقہ۔ "السيـرة النبوية" اور کتب "السير" کے الفاظ سیرت بھی طریقہ سے ماخوذ ہیں اور مغازی وغیرہ کو الحاقی طور پر یا تاویل کی بناء پر اس میں شامل کیا گیا ہے۔ (۱۸) صاحب المنجد لکھتے ہیں: السيــرة: الهيـئة (السنّة) الـطـريـقـه و الـمـذهـب، سيـرة الرجل (صحيفة اعماله. كيفية سلو كه بين الناس "هـوحسـن السيرة" الى حسن السلوک بن الناس. "طابت سريرته حمدت سيرته" اى من طابت نيته حمد سلو كه. (۱۹)

"سیرت کے ابتدائی مفہوم کے مطابق اس سے مراد رسالت مآبؐ کے سوانحی حالات اور اخلاق و عادات کا بیان ہے" (۲۰) "سیرت" کا اطلاق حضور سرور کائناتؐ کی حیات طیبہ پر پہلے بھی ہوتا رہا اور اب بھی اس کا اصطلاحی مفہوم یہی ہے۔ سیرت کی اولین کتابیں چوں "مغازی" کہلاتی تھیں اس لیے سیرت کے معانی میں خصوصیت سے آنحضرت کے مغازی کا بیان اور بعدازاں آپ کی حیات طیبہ کا بیان شامل ہو گیا۔ (۲۱)

"محدّثین کی اصطلاح میں رسول اکرمؐ کے خاص غزوات کو مغازی کے علاوہ "سیرۃ" کہتے ہیں مثلاً ابن اسحٰق کی کتاب کو مغازی بھی کہا جاتا ہے اور سیرۃ بھی، کتب مغازی کا موضوع بھی درحقیقت اکثر سیرت ہوتا تھا، آگے چل کر فقہ میں سیرت کے لفظ سے غزوات اور جہاد کے احکام مراد لئے گئے۔ (۲۲)

G. Levidella vida کی تحقیق کے مطابق حضور اکرمؐ کی سوانح عمری کے لیے لفظ "سیرت" کا

استعمال سب سے پہلے ابن ہشام (المتوفی ۲۱۳ھ الموافق ۸۲۸ء) نے کیا۔ اس نے ابن اسحاق (المتوفی ۱۵۱ھ الموافق ۷۶۸ء) کی کتاب ''المغازی'' میں گراں قدر اضافے کر کے اپنی مرتبہ کتاب کو ''السیرۃ'' کا نام دیا۔ وہ اسے "ھٰذا کتاب سیرۃ رسول اللہ" (یہ کتاب سیرت رسول اللہؐ ہے) کہہ کر متعارف کراتا ہے۔'' (۲۳)

جی ویڈا ویلا کی تحقیق کے مطابق سیرت النبیؐ کے مآخذ و مصادر بھی تقریباً وہی ہیں جو نعت کے ہیں۔ (۲۴)

حضرت حسانؓ سیرت رسولؐ کے بارے میں یوں گویا ہیں۔

لک الخلق و النعماء والا مر کله فایاک نستھدی و ایاک نعبد (۲۵)

سیرت رسولؐ کے حوالے سے حضرت انس بن زنیمؓ کے کہے گئے یہ نعتیہ اشعار بے مثال ہیں۔

وما رحملت من نا قة فوق رحلھا ابرّوا وفی ذمة علٰی محمد

احث علٰی خیر و اسبغ نائلاً اذا راح کاالسّیف الصّیقل المھند

واکسی لبرد الخال قبل ابتذاله واعطی لراس السابق المتجرد (۲۶)

سیرت رسولؐ کے حوالے سے حضرت جر یہ الا مدیؓ کا یہ شعر نعت کیا خوب ہے۔

یاقیم الدین اقمنا نستقم فان اصادف ماثمافلم اثم (۲۷)

حضرت حکیم بن حزام آپ کی سیرت مبارکہ کو یوں بیان کرتے ہیں۔

اذا قاسیده الجد اربی علیھم بمستفرع ماء الذناب سجیل (۲۸)

آپؐ کی ذات مبارکہ عدل و انصاف کا نمونہ ہے۔ مظلوم ہی نہیں ظالم بھی، دوست ہی نہیں دشمن بھی، مسلمان ہی نہیں غیر مسلم، کافر و مشرک بھی آپ کی بارگاہ عدل میں انصاف کے لئے حاضر ہوتے۔ آپؐ کے چچا حضرت ابو طالب نے آپ کے میزان عدل کا جو نقشہ کھینچا ہے، اس کی نظیر تاریخ عالم میں کوئی آج تک نہ پیش کر سکا۔ آپ فرماتے ہیں۔

ومیزان عدل لا یخیس شعیرۃ ووزان صدق وزنه غیر ھائل (۲۹)

ترجمہ: (اور آپؐ میزان عدل ہیں کہ ایک جَو برابر (کم و بیش) نہیں تولتے اور آپ سچائی کا وزن کرنے والے ہیں۔ آپؐ کی تول کسی طرف جھکتی نہیں)

حضرت اصید بن سلمٰی مکارا خلاق رسولؐ کے بارے میں کہتے ہیں۔

ضخم الوسیعة کا الغزالة وجھه قرنا تازر بامکارم وارتدی (۳۰)

حضرت نبی کریمؐ کی سیرت مبارکہ کا ایک اہم عنصر ایفائے عہد بھی ہے۔ شعرائے اسلام نے اسے خوب اچھے انداز سے برتا ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن حسان بن ثابتؓ فرماتے ہیں۔

یــا جــارمــن یـعــذر بـذمـة جــاره ‏ مــنـکــم فــان مـحـمـداً لا یـعـذر (۳۱)

حضورؐ کی سیرت مبارکہ پر حضرت الفضل بن عباس القرشی الھاشمی کا یہ شعر نعت سند کی حیثیت رکھتا ہے۔

اقــر وابــان الــلــہ ارسـل احـمـدا ‏ نـبـیـاً کــریـمـاً لـلـخـلائق هـادیـا (۳۲)

سیرت رسولؐ کا ایک پہلو صلہ رحمی اور مہربانی بھی ہے۔ حضرت مزرّد بن ضرارؓ الغطفانی فرماتے ہیں۔

تـعـلـم رسـول الـلـہ لـم ارمـثـلـهـم ‏ احـر عـلـی الادنیٰ و احرم للفضل (۳۳)

سیرت رسولؐ کیا ہے؟ شخصیت رسولؐ کیا ہے؟ عشق رسولؐ کیا ہے؟ حب رسولؐ کیا ہے؟ فنافی الرسول کیا ہے؟ تعلیم قرآن، فرمان رب ذوالجلال کیا ہے؟ ایمان کیا ہے؟ دین کیا ہے؟ اسلام کیا ہے؟ مومن کیا ہے؟ مسلمان کیا ہے؟ ان تمام سوالوں کا جواب صرف اس ایک جملے میں پوشیدہ ہے کہ رسول مکرمؐ کی ذات اقدس پر یقین کامل ہے، اندھا اعتماد، آپؐ کی ذات مقدس پر اپنی اولاد اپنے اہل خانہ اور ہر اس چیز کی جو اسے دنیا میں عزیز تر ہو، اس کی قربانی، ہر بات اور ہر ذات پر حضورؐ کی ذات گرامی کو تقدم۔

یہ ہے آپؐ سے ابتدائے عشق، انتہا کی کوئی تھاہ نہیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان آپؐ سے بےلوث، بے خوف اور بلا حرص محبت کرتے تھے۔ انہیں صرف ایک فکر رہتی تھی کہ حضورؐ کو کہیں کچھ نہ ہو جائے، وہ حضورؐ کی حفاظت کے لیے راتوں کو جاگتے اور دن کو آپؐ کی محفل میں شریک ہو کر درس حاصل کرتے۔ ان کا اوڑھنا بچھونا ہی عشق رسولؐ تھا۔ جب کوئی بات کرتے تو ابتدائی جملہ یہ ہوتا "فداک ابی و امّی" میرے ماں باپ آپؐ پر قربان، اپنی جانیں یہ میدان جہاد میں قربان کرتے جو ان کے لیے انتہائی اعزاز کی بات ہوتی۔ مال ہمہ وقت ہاتھ میں اور سر ہتھیلی پر لئے گھومتے جہاں ضرورت پیش آئی، ابروئے محبوب نے جنبش کی، وہیں خرچ کر دیا۔ یہ ان کے اعلیٰ ایمان، یقین کامل اور ذات رسولؐ سے محبت و عشق کی معراج تھی کیوں کہ وہ شخصیت ہی ایسی تھی کہ جن کے لئے حضرت عبداللہ بن رواحہؓ یوں اظہار خیال فرماتے ہیں۔

لــو لــم یــکــن فـیــہ آیــات مبیّنة ‏ کــانـت بـدیـهـتـہ تـکـفی عن الخبر (۳۴)

ترجمہ: (اگر ان کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کرنے والی نشانیاں نہ بھی ہوتیں، تو خود ان کی واضح و کامل شخصیت ہی ان کی صداقت کے لیے کافی تھی)

سیرت رسولؐ کے حوالے سے حضرت فاطمہؓ کا یہ شعر بڑا معرکۃ الآراء ہے، جس میں آپ نے اپنے والد ماجد حضور نبی کریمؐ کے اوصاف سیرت بیان کئے ہیں۔

علی الطاهر المیمون ذی الحلم الندیٰ ‏ وذی الفضل و الداعی لخیر التراحم (۳۵)

ترجمہ: (اس ذات مصطفےٰ پر آنسو بہاؤ جو پاکیزہ ترین اخلاق حمیدہ کا حامل و مالک تھا۔ جو ایک مبارک وجود تھا اور اس کی سرشت ہی علم و حلم و حکم و سخاوت و بردباری، خیر و بھلائی، عز و بڑائی اور رحم و عفو و درگزر، صلہ رحمی، کرم گستری، غم گساری و عاجزی و

انکساری تھی، جومعدن کل الخیر تھا)

ایک مقام پر آپ کہتی ہیں۔

علی المرتضیٰ للبروالعدل و اتقیٰ ولـلـدین والاسلام بعد المظالم (۳۶)

ترجمہ: (جو جناہی کرم گستری، حسن سلوک، خدا ترسی اور تقوئی کے بطور گیا تھا اور جو اپنے روشن دین کے سبب تاریکیوں میں نور فارق بنے۔)

حضرت حسان آپ کی سیرت کے بارے میں کہتے ہیں۔

والـلـه ربـی لا نـفـارق مـاجـدا عف الـخـلیفة مـاجـد الامـجـاد(۳۷)

ایک مقام پر آپ کہتے ہیں:

مثل الھلال مبارکاً ذا رحمة سمح الخلیفة طیب الاعداد(۳۸)

حضرت کعب بن مالکؓ سیرت رسول کا مطالعہ ومشاہدہ یوں پیش کرتے ہیں۔

نبـی لـه فـی قـومـه ارث عـزة و اعـراق صـدق هذبتها ارومها (۳۹)

ترجمہ: (وہ ایسا (باصفات) نبی ہے کہ اسے اپنی قوم میں موروثی عظمت وعزت حاصل ہے اور وہ سچی صفات کا حامل ہے، جنہیں اس کے اصول نے مہذب بنایا ہے)

اس شعر میں کعب بن مالکؓ نے سیرت نبویؐ سے جو تعلیم حاصل کی، اسے آپ بیان کرتے ہوئے یہ بتارہے ہیں کہ اگر تم مہذب قوم بننا چاہتے ہو تو سچائی کی صفت اختیار کرو، کیوں کہ زندگی کا سب سے اہم اصول راست بازی اور صدق گوئی ہے اور صدق گوئی آپ کو وراثت میں ملی تھی، پھر یہ کہ آپ کی زندگی کا اصول فرمان الٰہی تھا اور فرمان الٰہی کی تعلیم صدق گوئی پر مبنی تھی، لہٰذا محض ایک صفت سچائی اختیار کرلیں، تو ہم ہی نہیں بلکہ پوری قوم مہذب ہوجائے گی۔ اس ضمن میں ہم اغیار کی امثال تو دیتے ہیں، لیکن از خود عمل پیرا نہیں ہوتے۔

حضور نبی کریمؐ کی سیرت طیبہ کے حوالے سے حضرت کعب بن مالکؓ کا یہ شعر بھی نہایت معرکۃ الآراء ہے۔

الـحق مـنـطـقـه و الـعدل سیرتـه فـمـن یـجـبـه الـیـه ینبح من تبب (۴۰)

ترجمہ: (ان کا کلام حق پر اور ان کی سیرت عدل وانصاف پر مبنی ہے، پس جو بھی شخص انہیں لبیک کہے گا، نقصان وخسران اور تباہی وبربادی سے نجات پا جائے گا۔)

سیرت رسولؐ سے متعلق حضرت کعب بن مالکؓ کے یہ دو شعر معرکۃ الآراء ہیں۔

رئیسهـم الـنـبـی و کـان صـلـبـا نـقـی الـقـلـب مـصـطـبـراً عـزوفـاً

رشـیـد الامـر ذاحـکـم وعـلـم وحـلـم لـم یـکـن نـزقـاً خـفـیفـاً (۴۱)

ترجمہ: (اس لشکر کے رئیس وسردار اعلیٰ نبی کریمؐ ہیں جو مضبوط ریڑھ کی ہڈی والے ہیں۔ جو پاکیزہ دل، نہایت، صابر وشاکر اور نہایت زاہدانہ زندگی گزارنے والے ہیں۔

وہ (نبی ﷺ) سیدھے سادے اور درست امر والے ہیں۔ حکم چلانے اور قوت فیصلہ رکھنے والے، صاحب علم اور بردبار ہیں۔ ہلکی طبیعت کے یا جلد غصے میں آجانے والے (جلد باز و خفیف) نہیں ہیں۔

حضرت عباس ابن مرداسؓ سیرت رسولؐ کا مطالعہ و مشاہدہ یوں پیش کرتے ہیں۔

عـود الـريـاسة شـامـخ عـرنيـنـه　　متطلـع ثغـر الـمكـارم خضـرم (۴۲)

ترجمہ: (وہ نبی کریم! سرداری کے لائق ہیں۔ ان کی ناک اور عزت اونچی ہے۔ وہ اخلاق کریمانہ کے راستوں پر چلنے والے اور زبردست فیاض و سخی ہیں)

سیرت رسول کریمؐ کے بارے میں حضرت عباس بن مرداسؓ یوں گویا ہیں۔

بـــان مـــحــمــداً عـبـد رسـول　　لـــرب لايـضـــل ولايـجـور (۴۳)

ترجمہ: (بلاشک وشبہ محمد رسول اللہؐ پروردگار عالم کے بہترین بندے اور اس کے رسول برحق ہیں، وہ گمراہ نہیں بلکہ راہ خدا پر گامزن ہیں اور وہ (نبی) صراط مستقیم سے ادھر اُدھر نہیں ہوتے اور نہ ہی کسی پر زیادتی و جبر اور نہ ہی ظلم و تعدی کرتے ہیں)

عہد نبویؐ کی نعتیہ شاعری بحوالہ حدیث رسولؐ:

حضرت حسانؓ کہتے ہیں۔

وانــذرنـــانـــاراً و بشّــر جـنّة　　وعـلـمـنـا الاسـلام فـالِلـه نحمد (۴۴)

ابوطالب کہتے ہیں۔

وعـرضــت دينـا لا مـحـالة انـه　　مـن خيـر اديـــان البريّة دينـا (۴۵)

حضرت ابواحمد بن جحشؓ حدیث رسول کے حوالے سے کیا خوب شعر نعت کہتے ہیں۔

ورعنـــا الــى قـول الـنبـى محمد　　فـطـاب ولاة الـحق منا و طيبوا (۴۶)

حدیث رسولؐ کے بارے میں ایک شعر حضرت بلیح بن خشیؓ نے یوں فرمایا۔

بـــامــر الا لـــه لـــه ؤامــر الـنبــى　　ومـــا فـوق امـريـهـمـا مـــامـر (۴۷)

حضورؐ جو کچھ فرما دیں وہی قانون شریعت ہے۔ آپ حرام کو حلال اور حلال کو حرام کرتے ہیں۔ آپؐ کے فرمان پر قانع ہونا ہی اسلام ہے اور وہی مسلمان ہے جو آپ کے ہر فیصلے پر راضی ہو۔ حدیث رسولؐ پر ایمان و ایقان کی اس سے بڑھ کر کوئی اور دلیل نہیں ہوسکتی، جیسا کہ حضرت اسماء بن ربان الجرمیؓ تے اپنے اس شعر نعت میں فرمایا ہے اور یہی ایک سچے عاشق کی علامت ہے۔

فـــان انتـم لـم تـقـنـعـوا بـقـضـائـه　　فـــانـــى بـمـــا قـــال الـنبـى قـانع (۴۸)

آپ کی حیات مبارکہ کا ایک اہم عنصر جہاد بھی ہے۔ قرآن کریم میں رب ذوالجلال نے آیات قرآنیہ کے ذریعے اور آپؐ نے اپنے فرمان مبارک، احادیث کریمہ کے ذریعے جہاد کو اسلام و ایمان کا اہم رکن قرار دیا

ہے۔آپؐ کے فرمان کے مطابق حضرت بجیر بن بجرہؓ یوں گویا ہیں۔

فمن یک حائداً عن ذی تبوک　　فان قد امرنا بالجهاد (۴۹)

حضورؐ کا فرمان عالی شان، حدیث رسول، صحابہ کرم کی جان اوران کا ایمان ہے۔جو نبیؐ نے فرمادیا وہی ان کی راہِ حیات اورمنزل ونشان ہے۔حضرت حمید بن ثور الهلالی فرماتے ہیں۔

فلم تکذب و خزرنا سجدا　　نعطی الرکاۃ و نقیم المسجداً (۵۰)

آپؐ کی حیات مبارکہ صحابہ کرامؓ کے لیے شریعت وہدایت وقانون کامنبع وماخذ تھی۔آپؐ کی حدیث قولی و فعلی ان کے لیے رہنماء تھی۔حضرت سلمٰی بن عیاض الاسدی اس بات کو اپنی نعت میں یوں بیان کرتے ہیں۔

شرعت لنا فیه الهدی بعد رجعنا　　عن الحق لها اصبح الامر مظلما (۵۱)

حدیث رسولؐ پر عمل کرنا، احکام رسولؐ کی تکمیل میں جان دے دینا، راہِ خدا میں سر کٹا دینا، فرمان رسولؐ پر مرمٹنا ہی صحابہ کرام علیہم الرضوان کی زندگی کا مقصد تھا۔صحابہ کرام محض حضورؐ کے لیے زندہ رہے اور آپؐ ہی کے لیے شہید ہوئے اور آپؐ کے لیے دوبارہ زندہ کئے جائیں گے۔حضورؐ نے اسود العنسی کو قتل کرنے کا حکم جاری فرمایا تو اس موقع پر حدیث رسول، کو عملی جامہ پہنانے کے لیے حضرت عبدالرحمٰن بن الآخرہ الشمالیؓ نکل پڑے اور یہ اشعار نعت کہے۔

وقال رسول اللـه سیرو القتله　　علی خیر موعدد و اسعد اسعد (۵۲)

فسرنا الیه فی فوارس بهمة　　علی خیر امرمن وصلة محمد

حضرت عبدالرحمٰنؓ نے شاتم رسول، دشمن اسلام کو قتل کرنا، حضورؐ کے بہترین احکام میں سے قرار دیا ہے۔ درحقیقت دیکھا جائے تو اسلام یا صاحب اسلام کے خلاف دشمنی کسی بھی شکل میں ہو، یہ ایک فتنہ ہوتا ہے اور اللہ رب ذوالجلال نے فتنہ کو مٹانے کا حکم دیا ہے کہ یہ قتل سے بھی زیادہ شدید تر ہوتا ہے، کیوں کہ فتنہ پھیلانے والے ایک یا دو چار اشخاص اگر قتل کردیئے تو اس فتنہ کی لپیٹ میں آنے سے ہزار ہا افراد کی زندگیوں کو تحفظ حاصل ہوجاتا ہے۔(۱)

(الف) اس آیت کریمہ اور حدیث رسول پر عمل نہ کرنے کے سبب آج ہم ملعون رشدی اور تسلیمہ نسرین کو بھگت رہے ہیں۔اسی طرح ڈنمارک اور جرمن کے اخبارات میں حضورؐ کے خاکے شائع کرنے والوں کے خلاف کوئی مؤثر قدم نہ اٹھا کر بھی ہم انہیں از خود شہہ دے رہے ہیں۔اس سے قبل اسی ملک کے ایک مصور نے آیات قرآنیا ایک برہنہ عورت کے جسم پر رقم کی تھیں۔اب ایک فلم حضورؐ سے متعلق ریلیز ہوئی ہے۔یہ سب ہماری غفلت اور قرآن واحادیث سے دوری اور کمزور جذبۂ ایمانی کے سبب ہے۔اس وقت ہمیں حضرت سالم بن عمیرؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن الآخرہ الشمالی اور گجّ (حضرت عبداللہ) جن جیسے جذبات اور ہمت کی ضرورت ہے۔جب تک یہ عناصر خبیثہ زندہ رہیں گے۔آپ کی شان میں گستاخیاں کرتے رہیں گے۔انہیں پیار کی نہیں تلوار کی زبان سے سمجھانے اور بتانے کی ضرورت ہے۔یہی فرمان تعالیٰ اور فرمان رسولؐ ہے۔

حدیث رسولؐ کے حوالے سے حضرت حسانؓ کا یہ قول کتنا سچا ہے۔

مبارک کضیاء البدر صورتہ ماقال کان قضاء غیر مردود (۵۳)

(آپ اپنے مبارک اور مثل بدر کے چاند، اور چمکتے چہرے کے ساتھ جو بھی کچھ فرماتے ہیں، وہ ایک نہ ٹلنے والی تقدیر بن جاتی ہے۔)

حدیث رسولؐ، حضورؐ کی باتیں اور آپؐ کے فرمان واحکامات اور آپ کی تقاریر وخطبات اور آپؐ کے بیانات کا مجموعہ ہے۔ یہ ایسا مجموعۂ حدیث ہے، جس میں آج، ابھی، کل، گذشتہ اور آنے والا، حاضر اور غائب، جو کچھ ہو چکا اور آئندہ ہونے والا ہے، سب کا بیان اس میں ہے۔ ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ جو کچھ آپؐ نے فرمایا، وہ ہو کر رہے گا۔ آج نہیں تو کل اور کل نہیں تو پرسوں، بات پرسوں پر محیط ہو یا صدیوں پر، آپ کا فرمایا ہوا سچ ہے۔ اس پر ایمان لانا مسلمان کے ایمان کامل کی دلیل ہے، ذرا بھی شک وشبہ کی گنجائش دائرہ اسلام سے خارج کر دیتی ہے۔ آپؐ کی احادیث کریمہ، آیات قرآنیہ کی تشریحات اور فرمان رب ذوالجلال کی تعبیرات ہیں۔

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ شاعر اسلام، حضورؐ کے چہیتے نعت گو شاعر اور آپؐ کے ہراول دستہ میں شامل نہایت شجیع وجری صحابی تھے۔ آپؐ نے حضورؐ کی حدیث کے بارے میں یہ اشعار نعت کہے۔

ارانا الھدیٰ بعد العمی فقلوبنا بہ موقنات ان ماقال واقع (۵۴)

ترجمہ: آپ نے ہمیں اندھے پن کے بعد راستہ دکھایا۔ آپؐ ہدایت لے کر تشریف لائے اور ہمارے دل کفر کی جہالت کے بعد اس پر یقین رکھتے ہیں کہ آپؐ نے جو کچھ فرمایا اور جو کچھ فرمائیں گے، وہ ضرور بالضرور واقع ہو کر رہے گا۔

حدیث رسولؐ کے بارے میں حضرت کعب بن مالکؓ کہتے ہیں۔

یمضی و یذمرنا عن غیرہ معصیة کانہ البدر لم یطبع علی الکذب (۵۵)

ترجمہ: (رسول اللہ ہمیں ایسی باتوں پر آمادہ کرتے ہیں جو معصیت سے دور ہوتی ہیں اور انہیں نافذ فرماتے ہیں۔ وہ گویا چودھویں رات کا چاند ہیں۔ آپ کذب اور غیر واقفیت پر پیدا ہی نہیں کیے گئے۔)

حدیث رسولؐ یہ ہے کہ اس پر عمل کیا جائے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی زندگیوں کا مقصد ہی یہی تھا کہ وہ حضورؐ کے ہر حکم پر عامل تھے۔ وہ ابروئے جنبش کے منتظر رہتے تھے کہ کب حکم مبارک ملے اور وہ گردن پر رکھا بوجھ کٹا دیں، سمندر میں کود جائیں، پہاڑوں پر چڑھ جائیں، صحرا میں دوڑ جائیں۔ حضرت عباس بن مرداسؓ کہتے ہیں۔

وقال النبی المؤمنین تقدموا وحب الینا ان تکون المقدما (۵۶)

ترجمہ: اور مسلمانوں کے نبی کریمؐ نے حکم دیا کہ آگے بڑھو، تو اس وقت ہمارے لیے یہ بات بڑی مرغوب ہوگئی کہ ہم سب سے آگے بڑھ کر (دشمن کا) مقابلہ کریں۔

حدیث رسول کیا ہے؟ حضرت کعب بن مالکؓ کی زبان حق شناس سے ملاحظہ ہو۔

ومن مواعظ من ربنا فهدى بها　　بلسان ازهر طيب الاثواب (٥٧)

حدیث قولی ہو کہ فعلی، بہرصورت اہل اسلام کے لیے قابل عمل ولائق اتباع ہے۔اس سے یک سرِ مُو انحراف نہیں کیا جاسکتا۔حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔

نبی اتی من کل وحی بخطة　　فسمّاه ربی فی الکتاب محمد (٥٨)

ترجمہ: وہ ایسے ہی ہیں کہ ہر وحی سے ایک اہم چیز بیان فرماتے ہیں۔اس لیے خدا نے کتاب میں ان کا نام محمد رکھا ہے۔

عہد نبویؐ کی نعتیہ شاعری بحوالہ عشق رسولؐ:

جب حضورؐ کی تدفین ہوگئی تو حضرت حسانؓ کا جذبۂ عشق رسولؐ عود کر آیا اور بے اختیار کہہ بیٹھے۔

الا دفنتم رسول الله فی سفط　　من الألوّة والكافور منضود (٥٩)

دادا اپنے پوتے کے عشق میں یوں رطب اللّسان ہیں۔

عندی اری ذلک باب الرشد　　بل احمد قدیر تجی للرشد (٦٠)

ایک جگہ کہتے ہیں۔

محمد ذوالعرب والذوائب　　قلبی الیه مقبل وائب (٦١)

چچا کا عشق اپنے بھتیجے سے یوں مخاطب ہے۔

والله لن یّصلوا الیکم، بجمعهم　　حتی اوسد فی التراب دفینا (٦٢)

ورقہ بن نوفل عشق رسالتؐ سے سرشار یوں گویا ہوئے۔

فیالیتنی اذا ما کان ذاکم　　شهدت فکنت اولهم ولوجا (٦٣)

عشق رسولؐ کے حوالے سے حضرت ابواحمد بن جحشؓ کہتے ہیں۔

الی الله وجهی والرسول و من یقم　　الی الله یوماً وجهه لایخیّب (٦٤)

عشق رسولؐ کے حوالے سے حضرت انس بن زنیمؓ کا معرکۃ الآرا شعر نعت۔

تعلم رسول الله انک مدرکی　　وان وعیداً منک کا الاخذ بالید (٦٥)

حضرت زمیل بن عمر والعذریؓ کا عشق ومحبت سے بھرپور شعر نعت۔

لانصر خیر الناس نصرا مؤزراً　　واعقد حبلاً من حبالک فی حبلیٰ (٦٦)

ولید بن مغیرہ (لعنۃ اللہ) نے جب حضرت عثمان بن مظعونؓ کو تھپڑ مار کر ان کی آنکھ ضائع کردی تو آپ نے

اس پر صبر کیا اور عشق سے معمور اور حب رسول سے بھر پور سینہ کھول کر اس کے سامنے رکھ دیا اور فرمایا۔

فان تک عینی فی الرب فانھا — یدا ملحدٍ فی الدین لیس بمھتد

فانی وان کنتم قلتم غوی مضلّل — سفیہ علی دین محمد (۶۷)

حضرت عبداللہ بن عجرہ السلمیؓ عشق رسولؐ سے سرشار فرماتے ہیں۔

دعانا فسمانا الشعار مقدما — وکنا لہ عونا علی من ینافرہ (۶۸)

عشق رسولؐ سے لبریز ابوطالب کا یہ شعر۔

فاصبح احمد فینا عزیزاً — عزیز المقامۃ المواقف (۶۹)

عشق رسولؐ کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کو اپنی جان و دل سے زیادہ عزیز رکھا جائے، حد تو یہ ہے کہ اگر آپ کی ناموس کی خاطر، آپ کی عصمت وعظمت کے تحفظ و بلندی کے لیے اگر سر کٹانا پڑے تو اس سے دریغ نہ کیا جائے۔ دین اسلام کی سربلندی قرآن کی پابندی، ناموس اسلام اور سرکار عالی مقامؐ کے مقام کے تحفظ کی خاطر جان دے دینا ہی اصل میں عشق رسالتؐ کا حقیقی مقام ہے۔

ابوعفک ایک بدترین منافق اور گستاخ رسول تھا۔ اسے حضورؐ نے قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔ حضرت سالم بن عمیرؓ کی آتش عشق بھڑکی ہوئی تھی۔ آپ نے اسے قتل کر دیا۔ حضرت امامہ مریدیہؓ کا جذبۂ عشق فروزاں ہوا اور آپ نے یہ اشعار کہے۔

حباک حنیف آخر اللّیل طعنۃ — اباعفک خذھا علی کبر السنّ (۷۰)

ترجمہ: تو اللہ کے دین کی اور احمد مصطفےؐ جیسی پاکیزہ ہستی کی تکذیب کرتا تھا۔ ایک مخلص مسلمان نے آخری رات میں ایک نیزے کی مار کا تحفہ یہ کہتے ہوئے پیش کیا۔ ''اے ابوعفک یہ لے بن رسیدگی میں گستاخی رسولؐ کا تحفہ''

ابوعفک کے قتل کے اس موقع پر امامہ المریدیہؓ نے یہ شعر بھی کہا۔

تکذب دین اللہ و المرء احمد — لعمر الذی اضاک ان بنس مایمنی (۷۱)

حضرت جارود بن معلّیؓ کا عشق یہ کہتا ہے۔

فابلغ رسول اللہ عن رسالۃ — بان حنیف حیث کنت من الارض

واجعلی نفسی دون کل مسلمۃ — لکم جنۃ من دون عرضکم عرضی (۷۲)

اور حضرت جحش اسدیؓ کا عشق یہ کہتا ہے۔

شھدت بان لارب غیرہ — طلیح و ان الدین محمد (۷۳)

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارا سوائے اللہ کے اور کوئی رب نہیں ہے اور یہ کہ بلاشبہ تمام دینوں میں عمدہ دین، ہمارا دین اسلام (دین محمدؐ) ہے۔

حضرت ذباب بن حارثؓ اپنا عشق دنیا کے سامنے یوں پیش کرتے ہیں۔

واصبحت بلا سلام ماعشت ناصراً   والقیت فیہ کلکلی و جرانی (۷۴)

فمن مبلغ سعد العشیرۃ اننی   شریت الذی یبقی بماھو فان

حضورؐ سے عشق کے لیے حضرت عمرو بن معدی کربؓ کے جذبے اور اندھے اعتماد کامل کی ضرورت ہے، جیسا کہ وہ کہتے ہیں۔

اننی بالنبی موقنۃ نفسی   وان لم ارالنبی عیانا(۷۵)

ایک مقام پر آپ کہتے ہیں۔

وان لم تکن نرا النبی فانا   تبعنا سبیلہ ایمانا(۷۶)

حضورؐ کا وصال بھی اہل ایمان کے لیے باعث سعادت ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے آپؐ کے وصال پر بھی عشق و محبت سے بھرپور نعتیہ اشعار کہے ہیں۔ حضرت عمرو بن فحیلؓ اپنے جذبات کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

لیتنی مت قبل یوم مات ولم   القامن الرزء ما انا لاق (۷۷)

عشق رسولؐ کے حوالے سے صحابہ کرام علیہم الرضوان میں حضرت فروہ بن عمرو بن النافرہ الجذامی النفاثیؓ جیسے عمدہ و پاکیزہ خیالات اور عشق و محبت سے بھرپور جذبات اور آتش شوق سے فروزاں خیالات کہیں نہیں پائے جاتے۔ آپ کی زندگی کا مقصد ہی حضورؐ پر جان نچھاور کرنا تھا۔ آپ کو رومیوں نے قبول اسلام کی پاداش میں، سرزمین فلسطین پر تختۂ دار پر لٹکا کر شہید کر دیا۔ شہادت سے قبل آپ نے جن خیالات کا اظہار فرمایا، وہ بعد کے آنے والوں کے لئے مشعل راہ بن گیا۔ آپ جذبۂ عشق رسالت سے سرشار تختۂ دار پر فرماتے ہیں۔

بلّغ سراۃ المسلمین باننی   سلّم لربی اعظمی و مقامی (۷۸)

ترجمہ: یارو! مسلمانوں کے سردار، رسول کریم کو یہ خبر ضرور پہنچا دینا کہ میں کیا اور کیا میری ہڈیاں، حتیٰ کہ میرا وجود تک آپؐ کے پروردگار کے حوالے ہے۔

حضور نبی کریمؐ سے عشق کے بارے میں حضرت قیس بن بجد بن طریف الاشجعیؓ فرماتے ہیں۔

اھلی فداءٌ لامری غیر ھالک   احلّ الیھود بالحشیّ المزنم (۷۹)

ترجمہ: میرے گھر کے تمام لوگ (میرا خاندان) اس ہستی عظیمؐ پر قربان ہو، جس کے کارنامے غیر فانی ہیں اور جس نے یہودیوں (ا) کو غریب الدیار بنا دیا ہے۔

(الف) یہودی اس زمانے میں بھی کتنی خطرناک، شاطر، عیار، دشمن اسلام اور دشمن رسولؐ قوم تھی، اس بات کا اندازہ حضرت قیس بن بجد الاشجعیؓ کے اس شعر سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

حضرت نابغہ جعدیؓ کا عشق یوں گویا ہے۔

بلغنا السماء مجدنا و جدودنا   وانا لنرجوا فوق ذلک مظهرا (۸۰)

حضرت عثمان غنیؓ کی خالہ حضرت سعدیہ قرشیہ کا عشق یہ کہتا ہے۔

فدی لک یا ابن الهاشمین مهجتی   فانت امین الله ارسلک للخلق (۸۰)

جب ابوسفیان نے حضورؐ کی ہجو کی تو حضرت حسانؓ تڑپ اٹھے اور کوئی بس نہ چلتا تھا کہ اس کے ساتھ کیا سلوک کریں۔ آخر آپ کو سرکار رسالت مآب کی جانب سے حکم آ گیا کہ اس کا جواب دو۔ آپ کا جذبۂ عشق عود کر آیا۔ آپ نے ایسا دندان شکن اور آپ کو قابل قبول جواب دیا کہ آج وہ تاریخ کا حصہ بن گیا ہے اور آپ اس ہجو کے جواب کے سبب آج بھی امر ہیں اور حضور نبی کریم کا یہ فرمان کہ ''اے حسان جواب دو جبریل تمہارے ساتھ ہیں۔'' ایک تاریخی اور مذہبی داستان بن چکی ہے جو تا قیامت اسی طرح دہرائی جاتی رہے گی، جیسی روز اول پڑھی گئی تھی۔ آپ نے فرمایا۔

هجوت محمداً فاجبت عنه   وعند الله فی ذاک الجزاء

هجوت مبارکاً برّاحنیفاً   امین الله شیمته الوفاء

فان ابی ووالده و عرضی   لعرض محمد منکم وفاء (۸۱)

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کا عشق یوں بولتا ہے۔

روحی الفداء لمن اخلاقه شهدت   بانه خیر مولود من البشر (۸۲)

عشق رسول کیا ہے؟ آیئے حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر پوچھتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

فانی و ان عنّفتمونی لقائل   فدیً الرسول الله اهلی ومالیا (۸۳)

ترجمہ: سن لو! خواہ تم مجھے کتنی ہی ملامت کرو، میں تو یہی کہوں گا کہ میرے اہل وعیال اور میرا مال ومتاع اللہ کے رسولؐ پر قربان ہو جائے۔)

حضرت کعب بن مالکؓ کا عشق کیا کہتا ہے، ملاحظہ ہو۔

لانا عبدنا الله لم نرج غیره   رجاء الجنان اذا اتاناز عیمها (۸۳۸)

ترجمہ: اس لیے کہ جب ہمارے پاس اللہ کا رسول آیا تو ہم نے جنت کی امید میں اللہ کے سوا کسی اور سے امید نہ رکھی اور اس (نبی مکرم) کی غلامی اختیار کر لی۔

حضرت ابوطالب سچے عاشق رسول تھے۔ آپ نے جلتے سورج، تپتی زمین پر حضور نبی کریم کو سایۂ شفقت پدری بخشا اور اپنی جان سے زیادہ آپؐ کی حفاظت کی۔ جب سرداران قریش مقاطع پر اتر آئے اور انہوں نے

حضرت ابوطالب کو زوروعب ودھونس ودھمکی سے زیر کرنا چاہا اور اپنے اس حربے میں ناکام ہو گئے تو ابوطالب کو دوٹوک الفاظ میں حضورؐ سے دست کشی کا مطالبہ کیا، بصورت دیگر...... حضرت ابوطالب پر ان کی گیدڑ بھبکیوں کا تو کیا ہی اثر ہونا تھا، یہ سن کر ان کا جذبۂ پدری جوش میں آیا اور عشق رسولؐ عود کر آیا۔ آپ حضور نبی کریمؐ کی محبت میں ڈوب گئے، حبِ رسولؐ میں مغلوب ہو گئے اور آپ کی زبان سے یہ اشعار نعت جاری ہو گئے جو کفار کے لئے دندان شکن جواب تھے اور آپ ان اشعار مدح کے سبب امر ہو گئے۔

کذبتم وبیت اللہ نترک مکۃ — ونظعن الا امرکم فی بلابل

کذبتم و بیت اللہ نبذیٰ محمداً — ولما نطاعن دونہ و نناضل

ونسلی حتی تصرّع حولہ — ونذھل عن ابنائنا والحلائل (۸۴)

وما ترک قومہ، لاابالک، سیداً — یحوط الذمار غیر ذرب مواکل (۸۵)

ترجمہ: بیت اللہ کی قسم! تم نے جھوٹ کہا، یعنی تمہارا یہ خیال قطعاً غلط ہے کہ ہم (محمدؐ وآلہ) مکہ چھوڑ دیں گے اور یہاں سے سفر (کوچ یا ہجرت) کر جائیں گے۔ یہ صرف تمہارے خیالی وسوسے ہیں، (یاد رکھو) مکہ ہرگز نہیں چھوڑا جا سکتا۔

بیت اللہ کی قسم! تم نے یہ غلط خیال کیا ہے کہ ہم محمدؐ کے متعلق مغلوب ہو جائیں گے (ان کا ساتھ چھوڑ دیں گے، یا ان کی حمایت سے دست بردار ہو جائیں گے) حالانکہ ابھی تک ہم نے ان کے بچاؤ کے لیے نہ تو نیزہ زنی کی ہے اور نہ ہی تیراندازی (ہم تمہارا مقابلہ ان ہتھیاروں سے کریں گے)

تم نے غلط خیال کیا کہ ہم انہیں (محمدؐ کو) تمہارے حوالے کر دیں گے، ہرگز نہیں، حتیٰ کہ ہم ان کے اطراف میں پچھڑ جائیں گے (اپنی جانیں محمدؐ کے لیے دے دیں گے) اور اپنے بیوی بچوں کو بھول جائیں گے (ان سے جدا ہو جائیں گے)

تیرا باپ مر جائے! ایسے سردار کو چھوڑ دینا کیسی (بدترین) بات ہے جو حمایت کے قابل چیزوں کی نگرانی کرتا ہے۔ جو نہ تو فسادی ہے اور نہ ہی اپنا کام دوسروں پر چھوڑنے والا ہے۔ (ایسے عالی وقار سید وسردار کو چھوڑنا نہایت برا ہے، اپنے نبی کو ہم کیسے چھوڑ دیں۔

ایک مقام پر آپ کہتے ہیں۔

فلسنا ورب البیت نسلم احمدا — لعزاء من عضّ الزمان و لاکرب (۸۶)

حضرت ابوطلحہ انصاریؓ کا عشق رسولؐ یوں پھوٹ پڑا۔

نفسی لنفسک الفداء — ووجھی لوجھک القاء (۸۷)

ترجمہ: میری جان حضور نبی کریمؐ کی جان پر قربان، اور میرا چہرہ حضور نبی کریمؐ کے چہرۂ اقدس کی سپر (ڈھال) ہو۔

حضرت حسانؓ کا عشق رسول یہ کہتا ہے۔

بسطت یمیناً للنبی تعمداً — فادمیت فاہ، قطعت بالبوارق (۸۸)

ترجمہ: تیرا ہاتھ بالعموم نبی کریمؐ کی طرف اٹھا اور اس سے آپؐ کا چہرۂ انور خون آلود ہو گیا۔ خدا کرے تیرا یہ ہاتھ تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے۔

حضور نبی کریمؐ سے عشق کی معراج یہ ہے کہ آپ کو اپنی جان و مال و آل و اولاد، اپنے ماں باپ اور دنیا کی تمام شے سے زیادہ عزیز و مقدم رکھا جائے، جب تک یہ فارمولا "اول رسول بعده فضول" نہیں اپنایا جائے گا۔ عشق رسول کا دعویٰ بے معنی ہے۔ ایسا بے مقصد و بے حس دعویٰ تو ہم آج بھی کر رہے ہیں اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ شان رسالتؐ میں گستاخی پر گستاخی کر رہے ہیں، شاتمان رسول کی تعداد بڑھتی ہی چلی جا رہی ہے۔ اغیار آزادیٔ اظہار رائے کے کھوکھلے اور نمائشی دعوؤں اور دوغلی پالیسیوں اور ڈھکوسلوں کے نام پر جس طرح چاہ رہے ہیں۔ حضورؐ کی شان میں ہرزہ سرائی کر رہے ہیں اور ہم دعویٰ داران عاشقان رسول محض تماشائی بنے تماشا دیکھ رہے ہیں۔ ہاتھ سے اس برائی کو روکنا تو درکنار، زبان سے دو لفظ بھی بولنا گوارا نہ رہا۔ اگر ہم آج ناموس رسولؐ کی حفاظت کے لیے نہ کھڑے ہوئے تو پھر کب ہوں گے۔ بقول شاعر "امت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے۔"

شاعر رسولؐ حضرت حسان بن ثابت کا دعویٰ عشق۔ آپ کہتے ہیں۔

فانا واولادنا جنة نقيك وفي مالنا فاحتكم (۸۹)

اے رسول کریمؐ! ہم اور ہماری اولاد آپ کی (ناموس) کے لیے ایک ایسی ڈھال ہیں کہ ہم اس سے آپ کی بھرپور اور مکمل حفاظت کریں گے اور ہمارے اموال و جائیداد میں آپؐ جو چاہیں فیصلہ کریں، آپؐ مالک و مختار ہیں۔

حضورؐ کی عزت و آبرو، دین اسلام کی حفاظت مسلمان کا ایمان عین ہے۔ ناموس رسالتؐ اور شاتمان رسول، اعدائے اسلام سے اس معاملے پر جنگ و جدال، قتل و قتال، جہاد کرنا، جان لے لینا اور جان دے دینا، مار دینا یا شہید ہو جانا، کسی بھی صورت ہو، روا ہے۔ یہی عشق رسولؐ حب رسول، تقاضائے ایمان، فرمان الٰہی اور فرمان رسولؐ ہے۔ آپؐ نے عملاً ایسا کیا اور کرنے کا حکم فرمایا۔ حضرت حسانؓ کا عشق رسولؐ یہی کہتا ہے۔

فنحن اولک ان کذبوک فناد نداء ولا تحتشم

وناد بما کنت اخفیته نداء جهاداً ولا تکتم

فسار الغواة باسیافهم الیه یظنون ان ینخترم

فمنا الیهم باسیافنا نجالدعنه بغاة الاقم (۹۰)

(اے رسول معظمؐ! پھر اگر ان لوگوں نے (قریش و اعدائے رسولؐ) نے آپ کی تکذیب کی ہے (اور آپ کی رسالت کو تسلیم نہیں کیا) تو ہم وہ لوگ ہیں کہ آپ کی تصدیق کرتے ہیں اور آپ کی ہر طرح کی مدد کے لیے تیار ہیں۔ اس لیے آپ پکار پکار کر زور شور سے اپنا پیغام دین پہنچایئے (اور آپ ذرا بھی نہ ہچکچایئے اور جس پیغام کو آپؐ برملا پیش نہیں کر سکے اور اسے چھپاتے رہے، اب آپ کھلے بندوں پکار پکار کر اس کا اعلان کیجئے اور ذرا بھی کچھ نہ چھپایئے۔)

پھر خفتہ اور گمراہ لوگ اپنی تلواریں لے کر آپ کی طرف یہ زعم باطل لیے آگے بڑھے کہ وہ آپ کو ہلاک کر دیں گے۔ مگر ہم نے (انہیں یہ موقع ہی نہ دیا) اور اپنی تلواریں لے کر ان کے مقابلے کے لیے کھڑے ہو گئے اور ان گمراہ اور باغی

اقوام سے ہم نے پوری بہادری اور جرأت کے ساتھ آپ کی بھرپور مدافعت اور مکمل حفاظت کی۔

غیر مسلم کا عشق رسولؐ:

حب رسول، عشق رسالتؐ سے بھرپور، آتش شوق، شعلۂ عشق کی گرمی سے شعلہ زن، جذبات ومحبت رسولؐ سے مغلوب اور پائے نبویؐ میں گزر بسر کی امید وآس، تمنا وخواہش، آپ کی طلب، دیدار شوق، شوق ملاقات، قلبی کیفیات سے لب ریز مالک بن نمط اور ان کے ساتھیوں کا یہ رجز عشاقان رسول کے لیے مشعل راہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

الیک جـــاوزن ســواد الـــریف　　فـــی هبـوات الـصیف والـخـــریف

مخطمات بجبال اللّطیف (۹۱)

اے نبی مکرم، ہادی اعظم! ہم اپنے تر وتازہ اور سرسبز وشاداب (ہرے بھرے) علاقے چھوڑ کر صرف اور صرف (آپ کی محبت اور عشق سے مغلوب) آپ کے پاس (بارگاہ نبوی) میں آئے ہیں۔ ہم نے تو موسم سرما و گرما کی ان ہواؤں لذت وکیف وسرور) کو بھی آپؐ (کی خاطر) چھوڑ دیا ہے، جو سیف کے پہاڑوں میں سرسراتی ہیں۔

جن کا عشق رسولؐ:

حضورؐ سے عشق مومن کی معراج ہے۔ گستاخ کتنے ہی بڑے مرتبے کا حامل ہو، اس کا قتل واجب ہے۔ حضورؐ سے محبت کا جذبہ انسانوں ہی میں نہیں بلکہ جنات میں بھی بدرجہ اتم پایا جاتا ہے اور وہ سرکار کی شان ومقام وعظمت کو سمجھتے ہیں اور دین اسلام کی ترویج واشاعت اور مقام رسالت کے تحفظ کے لیے انسانوں ہی کی طرح کوشاں رہتے ہیں۔

علامہ جلال الدین سیوطی خصائص کبریٰ میں لکھتے ہیں کہ ابونعیم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ ایک جن (کافر) نے جبل ابوقبیس پر سے جو مکہ میں ہے، یہ آواز دی۔

قبـح الـلــه رای کعب بن فهر　　مـــا ارق الـــعـــقـــول والا حـــلام

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کعب بن فہر(۱) کی رائے کو برا (خراب ونامراد) کرے، وہ کتنا کم عقل اور نادان ہے۔

دیـــنـهـــا انهـــا یـــعـنف فیهـــا　　دیـن آبـــا ئهـــا الـحـمـــاة الـکـــرام

ترجمہ: ان کا دین، ان کے برگزیدہ آباء کی حمایت کرنے والوں کا دین ہے اور (پھر بھی) وہ اس دین میں ملامت کیے جاتے (عیب لگائے جاتے) ہیں۔

۱۔ کعب اور فہد دونوں حضورؐ کے اجداد ہیں۔

خالف الجن حین یقضی علیکم ورجال النخیل والآطام

ترجمہ: جب ان کو حکم دیا جائے گا تو جنّات اور نخلستان اور ریگ زار زمین کے رہنے والے لوگ ان کی حمایت کریں گے)۔

یوشک الخیل ان تراها تهادی تقتل القوم فی البلاد العظام

ترجمہ: عن قریب سبک خرام سواروں کو تم دیکھو گے، جب کہ بڑے بڑے شہر میں لوگ قتل کیے جائیں گے۔

هل کریم منکم له نفس حر ماجد الوالدین والا عمام

ترجمہ: کیا تم میں کوئی جان ایسی ہے جو آزاد اور باعزت ہے اور جس کے والدین اور چچا لائق احترام سمجھے جاتے ہیں۔

ضارب ضربة تکون نکالا ورواحاً من کربة واغتمام (۹۲)

ترجمہ: وہ عزت والا شخص خواری کی مار لگانے والا ہے اور سختی ومصیبت سے خوشی کی جانب لے جانے والا ہے۔

جب صبح ہوئی تو یہ بات تمام مکہ میں پھیل گئی اور مشرکین ان شعروں کو مزاحیہ انداز میں گنگناتے اور مہذب و باوقار مسلمانوں کی جانب اشارے وکنایہ کرتے۔ رسول اللہؐ نے ان کے اس طرز عمل کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ "هذا شیطان یکلم الناس فی الاوثان، یقال له (مسعر) والله یخزیه"(۹۳)

(یہ شیطان کی آواز ہے جو بتوں کے ذریعے لوگوں سے ہرزہ سرائی کرتا ہے۔ اس کا نام مسعر ہے، اللہ تعالیٰ اسے ذلیل وخوار کرے)۔

اس کے تین دن بعد اچانک جبل ابوقبیس پر ہاتف کو کہتے سنا۔

نحن قتلنا مسعرا لما طغیٰ واستکبرا

ترجمہ: ہم نے مسعر شیطان کو قتل کر ڈالا، جب کہ اس نے سرکشی اور تکبر کیا۔

وسفّه الحق و سنّ المنکرا قنعته سیفاً جروفاً مبترا

بشمه بنینا المطهر (۹۴)

ترجمہ: مسعر نے حق (ﷺ) کو سبک ٹھہرایا اور بری بات کو نعمت قرار دیا۔ مسعر کو اسی تلوار سے قتل کیا جو بنیادوں کو کھودنے والی ہے۔ مسعر کا قتل اس بناء پر ہے کہ اس نے ہمارے پاک نبیؐ کے ساتھ دشنام طرازی کی۔

اس موقع پر حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ ''جنّات میں وہ عفریت ہے جس کا نام سمج ہے، اس نے مسعر کو قتل کیا۔ میں نے سمج کا نام عبداللہ رکھ دیا ہے، کیوں کہ وہ مجھ پر ایمان لے آیا اور اس نے مجھے بتایا کہ وہ مسعر کی تلاش میں کئی روز سے تھا۔(۹۵) حضرت عباس کی اس روایت شدہ حدیث کو فاکہی نے ''اخبار مکہ'' میں عامر بن ربیعہ سے روایت کیا ہے۔(۹۶) اسی روایت کو ابونعیم اور فاکہی نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے روایت کیا ہے۔(۹۷)

۔اس روایت کو علامہ نبہانی نے بھی نقل کیا۔(۹۸)

علامہ یوسف نبہانی۔ ''حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین میں لکھتے ہیں کہ خرائطی نے ہواتف میں

حضرت ابن عباسؓ سے یہ روایت کی جب رسول کریمؐ نے ۶ ہجری کو مکہ شریف کی طرف عزم سفر اختیار کیا اور اپنے صحابہ کرامؓ کو کوچ کا حکم دیا تو اس رات کو کوہ ابوقبیس پر ایک پکارنے والے نے چیخ کر کہا جس کی آواز کو اہل مکہ نے سنا۔

هبوا فساحر كم معه صحابته سيروا اليه و كونوا معشراً كرما

شاهت وجوههم من معشر نكل لاينصرون اذا ماحاربوا صنماً(۹۹)

ترجمہ: چلو کہ تمہارے ساحر اپنے اصحاب کے ہمراہ آ رہا ہے اس کی طرف بڑھو اور معزز گروہ بن جاؤ۔ ایک مضبوط لشکر کے ہاتھوں ان کے چہرے بگڑیں گے، جب بتوں سے جنگ کریں گے تو کوئی ان کی امداد کے لیے نہ آئے گا۔

تو مشرکین مکہ نے اکٹھے ہو کر طے کیا کہ وہ دس سال محمدؐ کو مکہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ رسول اللہؐ کو جب اس بات کی اطلاع ملی تو آپؐ نے فرمایا۔ ”یہ ہاتف سلفعہ شیطان کی ہے عن قریب اللہ تعالیٰ اسے ہلاک فرمائے گا۔“ وہ لوگ ابھی اسی حال میں تھے کہ انہوں نے پہاڑ کی چوٹی پر کسی کو یہ کہتے ہوئے سنا۔

شاهت وجوه رجال حلفوا صنما وخاب سعيهم ما اقصر الهما

انى قتل عدو الله سلفعة شيطان اوثانكم سحقاً لمن ظلما

وقد اتاكم رسول الله فى نفر وكلهم محرم لا ينفكون دما (۱۰۰)

ترجمہ: (۱) جب انہوں نے بت کی قسم کھائی تو ان کے چہرے بگڑ گئے اور ان کی کوشش ناکام ہوگئی وہ کس قدر دوں ہمت ہیں۔

(۲) میں نے دشمن خدا سلفعہ کو قتل کر دیا ہے جو کہ تمہارے بتوں کا شیطان ہے، دھتکار ہو ظالموں پر۔

(۳) تمہارے پاس رسول کریمؐ ایک گروہ کے ساتھ تشریف لائے ہیں جو سب کے سب حالت احرام میں ہیں، وہ خون ریزی نہیں کریں گے۔

باب ہفتم:

فصل دوم:

عہد نبوی ﷺ کی نعتیہ شاعری کے ماخذ

عہد نبوی ﷺ کی نعتیہ شاعری جس مستند ترین حوالے پر مشتمل ہے، وہ حوالۂ احسن خود حضور نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ شعرائے کرام، خصوصاً صحابہ کرام علیہم الرضوان کی نعتیہ شاعری کا محور و مرکز حضور نبی کریم علیہم الصلوۃ و التسلیم کی ذات اطہر تھی۔ انہوں نے آپ کے پاکیزہ اخلاق واطوار، اسوۂ حسنہ، فضائل وعادات کریمہ اور آپ کی ذات

اطہر تھی۔ انہوں نے آپ کے پاکیزہ اخلاق واطوار، اسوۂ حسنہ، فضائل وعادات کریمہ اور آپ کی

ذات باسعادت کے ان پہلوؤں کو اپنی شاعری کا منبع بنایا جن انہوں نے ازخود مشاہدہ کیا۔ مشاہداتی نعتیہ شاعری کا اہم پہلو یہ ہے کہ اس میں آپ ﷺ کی شبیہ اور آپ ﷺ کی ذات مبارکہ کا عکس، ان کے اشعار میں نظر آتا ہے اور جس پہلو کو وہ اجاگر کرنا چاہتے ہیں، وہ مثل نور اظہر، سامنے آجاتا ہے۔

آپ کی ذات گرامی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جسے عہد نبوی کے شعرائے کرام یعنی آپ ؐ کے جاں نثار صحابہ کرامؓ نے اجاگر نہ کیا ہو اور انہوں نے اسے اپنی شاعری کا جز نہ بنایا ہو۔ آپ ﷺ کی باتیں گویا ''لب سے جھڑتے پھول'' آپ ؐ کا تبسم گویا ''نورانی کھلتا گلاب، آپ کا رخ انور گویا'' تیرتا آفتاب'' آپ کی پیشانی گویا ''روشن ماہتاب'' آپ کی عینین مبارک گویا ''روشن سچے موتی'' آپ کا پسینہ گویا گوہر آب دار، آپ کے جسم اطہر کی خوشبو گویا'' معدن مشک، عنبر معطر'' آپ کے شعر مبارک گویا ''سونے کے تار'' یعنی آپ کی ذات اطہر، مجموعۂ صفات اور نعتِ کائنات تھی۔

ان موضوعات کو شعرائے اسلام نے خوب برتا، اس کے علاوہ آپ ﷺ کی صداقت وامانت و دیانت، قیادت و شجاعت، ان کا خاص موضوع رہی۔ اہل مکہ ہوں یا اہل مدینہ، ان کی نعتیہ شاعری کا اولین مصدر و منبع آپ ﷺ کی ذات مبارک ہی تھی۔ اسی لئے میرزا دبیر نے کہا تھا۔

مصحف کو نہ کیوں فخر ہو اس صورت پر
قرآن سے پہلے یہ کتاب (ا) آئی ہے

قرآن نے تو آپ کی ذات اور موضوعات نعت کی تصدیق فرمائی ہے۔ درحقیقت قرآن کریم آپ کی

(الف) کتاب استعارہ ہے حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اطہر کے لیے۔

نعوت کا اولین مجموعہ ہے، چوں کہ یہ ایک الہامی کتاب ہے اس لیے اسے نعت رسول کریمؐ کا سب سے مقدم، اہم ترین اور مستند ماخذ تسلیم کیا جاتا ہے۔

قرآن کی کئی جہتیں اور کئی حیثیتیں ہیں۔ یہ مجموعۂ نعت رسول کریم ہے۔ یہ مجموعۂ ضابطۂ حیات ہے۔ یہ کتاب ہدایت ہے۔ یہ کتاب تصدیق ہے۔ یہ کتاب ناسخ و منسوخ ہے۔ یہ کتاب مبین ہے۔ یہ کتاب نور ہے۔ یہ کتاب منشور ہے۔ یہ کتاب عبادت ہے۔ اس کا پڑھنا باعث سعادت ہے۔

جب انسان اس کتاب کو پڑھے تو یہ بات ذہن نشین رکھے کہ یہ کئی جہتوں اور کئی حیثیتوں کا حامل اعلیٰ و ارفع مجموعہ ہے، لیکن اجر و ثواب سب کا برابر ہے۔ یہ اللہ کی اپنے رسول سے باتیں ہیں، پیغام ہے، ہدایت ہے۔ وہ جس بھی کسی حیثیت کو ذہن نشین کر کے پڑھے گا تو اسے اجر پورا پورا ملے گا۔ مجموعۂ نعت کی صورت ہو یا کتاب حق کی شکل۔ جس مقصد کے لیے بھی پڑھے گا بامراد ہوگا، کیوں کہ اس سے بڑھ کر افضل و برتر، دنیا میں کوئی اور کتاب نہیں، جس میں آپ کی نعت مبارک اس کثرت سے رب ذوالجلال نے بیان کی ہو۔

شاعر نے سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت ''کتاب'' میں رکھ کر ایک بحر ذخار کو قید کر دیا ہے۔ اس کی تعبیر و تشریح کے لیے ایسے ہی ایک دفتر چاہیے، جیسے کہ کتاب کریم میں بیان کردہ آپؐ کی نعوت کے لیے۔ اصل میں حقیقت بھی یہی ہے کہ اہل ''کتاب'' تو آپ کی ذات مبارک ہی ہے، جس کے نور سے لوگ راہ پاتے ہیں۔ مسافر ہو یا گمراہ، کافر ہو یا مومن ہر ایک اپنی منزل مراد کو پاتا ہے۔

درحقیقت کتاب الٰہی تو آپ کو راہ بتانے کے لیے ہے، کیوں کہ لوگوں کو عملی ہدایت تو آپؐ کی ذات اقدس سے حاصل ہوئی ہے، لہٰذا اصل کتاب تو آپؐ کی ذات مبارک ٹھہری ہے کیوں کہ اس کتاب الٰہی کا سبب بھی آپؐ ہی کی ذات اقدس ہے، لہٰذا ثابت یہ ہوا کہ نعت کا اصل منبع و مخرج آپ کی ذات مقدس ہے اور قرآن کریم تو ضابطۂ نعت ہے، جس سے لوگ اس بات کی رہنمائی حاصل کرتے ہیں کہ آپؐ کی شان اقدس میں نعت کہنے کا سلیقہ کیا ہے۔ قرآن کہتا ہے۔

امنتم برسلی وعزرتموهم (۱۰۱)	میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو
اذا قضی الله و رسوله امراً ان یکون لهم خیرة من امرهم (۱۰۲)	جب اللہ و رسول کچھ حکم فرما دیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے
ومن یعص الله و رسوله فقد ضل ضلالاً مبیناً (۱۰۳)	اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا وہ بے شک صریح گمراہی بہکا
وما كان لكم ان تؤذو رسول الله (۱۰۴)	اور تمہیں نہیں پہنچتا کہ رسول اللہ کو ایذا دو۔
لتؤمنوا بالله و رسوله وتعزّروه و تعقّروه (۱۰۵)	اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔

یا ایها الذین امنو لاتقدموا بین یدی اللہ ورسولہ (۱۰۶)	اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو
یا ایها الذین امنو لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی	اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے نبی کی
و لا تجھروا لہ بالقول (۱۰۷)	آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو
یا ایها الذین آمنو لا تقولوا راعنا و قولوا انظرنا و	اے ایمان والو راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر بھی نظر رکھیں اور
اسمعوا (۱۰۸)	پہلے ہی سے بغور سنو

یہ وہ ضوابط واصول وآداب نعت ہیں بلکہ قانون حیات ہیں جو قرآن نے انسانوں اور جنوں کو عطا کئے ہیں اور اسی سے آپؐ کے بے شمار پہلوئے نعت ثابت ہوتے ہیں۔

دوسرا سلیقہ وہ ہے جو عطائے الٰہی بھی ہے اور رضائے رسول بھی، یعنی جس کی نسبت حضورؐ سے ہو جائے اس کی عظمت کو قرآن یوں بیان کرتا ہے۔

و کذالک جعلنکم امۃ وسطالتکونوا شھداء علی	اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں
الناس و یکون الرسول علیکم شھیداء (۱۰۹)	افضل کہ تم لوگوں پر گواہ ہو، اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ۔
لااقسم بھذا البلد وانت حلّ بھذا البلدہ (۱۱۰)	مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب، تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔
وھذا البلد الامین (۱۱۱)	اور اس امان والے شہر کی
والضحیٰ و الّیل اذا سجیٰ (۱۱۲)	چاشت کی قسم اور رات کی جب پردہ ڈالے

یہ وہ اسلوب نعت ہیں جو قرآن کریم نے برتا اور ہمیں برتنے کا حکم دیا۔ یہی موضوعات نعت ہیں جو ہمیں قرآن نے عطا کئے ہیں۔ یہ آپ کی سیرت طیبہ کے وہ بلیغ اشارے ہیں جو آپ کی امت کے اہل ایمان کو عشق مصطفےٰؐ سے سرفراز کرتے ہیں۔ آپؐ سے عقیدت و محبت کی راہ ہموار کرتے ہیں۔ آیات قرآنیہ ہی وہ اصل روح ہیں جو اسلام میں اپنے رسولؐ کی شمع کو فروزاں رکھتی ہیں۔ اللہ نے اپنے رسول سے محبت والفت کا جو درس دیا ہے، وہ اہل ایمان کا جوہر حیات ہے اور یہی ہماری دنیاوی واخروی کی نجات ہے اور اسی میں مضمر ہماری کائنات حیات ہے۔ شاعر ہو یا ادیب اگر اس کے دل میں عشق رسول جائز ہی ہے۔ تو اس کے قلم کا محور ومرکز محض آپ کی ہی ذات ہے۔ آپؐ کے محور سے ہٹ کر نہ زندگی، زندگی ہے اور نہ موت، موت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپؐ سفر میں یا حضر میں، مسجد میں ہوں میدان کارزار میں، اہل محبت نے ہر جا نعتوں کے چراغ جلائے اور شعر بہ مقابلہ شعر، ہجو بہ مقابلہ ہجو، رجز بہ مقابلہ رجز اور اعدائے اسلام نے اگر آپؐ کے خلاف شعر کہے تو اہل ایمان نے ان کے مقابل دفاعی نعتیہ اشعار کہہ کر آپ کا بھرپور دفاع کیا ہے۔ اہل ایمان کو یہ جوش وجذبہ اللہ رب ذوالجلال نے اپنے محبوب کے طفیل عطا کیا کہ اگر ان سے کچھ نہ بن پڑا تو انہوں نے ناموس رسالتؐ پر سر کٹوا دیا، لیکن اپنے

پیارے رسول کی شان کے خلاف کوئی بات گوارانہ کی۔قرآن کا،اپنے پیروکاروں کے لیے یہی درس عشق مصطفیٰؐ ہے۔

حضرت مسلم بن حزان الجد ائیؓ قرآن کریم کواللہ کی روشن برھان قرار دیتے ہیں جوحضور لے کرآئے اور اس سے ساراشہر منور ہوگیا۔آپ فرماتے ہیں۔

اتـانـا ببـرهـان من اللـه قـابـس　　　اضاء به الرحمن من ظلمة الكرب (۱۱۳)

احادیث مبارکہ:

حضور نبی کریمؐ کے مجموعۂ فرامین کوحدیث نبوی کہاجاتا ہے جوکہ نعتیہ شاعری کا دوسرا سب سے بڑا ماٰخذ وموضوع ہے۔یہ مجموعۂ احادیث اسلامی ادب،عربی ادب،شریعت وطریقت،افکار وعقائد اور اقوال و افعال رسول عظیم کاعظیم ذخیرہ ہے۔یہ احادیث کریمہ قرآن کریم کا وہ عظیم عکس اطہر ہیں،جن کی روشنی میں تفہیم قرآن اور نور عرفان حاصل ہوتا ہے۔حدیث نبویؐ آگہی کی اولین منزل ہے۔حدیث کو سمجھے بغیر قرآن کو سمجھنا ممکن نہیں۔

شعرائے اسلام نے اقوال رسول، تقاریر ومواعظ حسنہ، افعال رسولؐ، اخلاق رسولؐ اور سیرت رسولؐ کو موضوع نعت بنایااورآپ کی شان میں بہترین نعتیں رقم کیں۔

احادیث نبویؐ اپنے جامع موضوع،عمدہ مضامین اور ارفع تخیل کے سبب شعرائے اسلام کا خاص موضوع رہی ہیں، کیوں کہ ان میں اسلامی عقائد،دینی فرائض، احکام وارکان اسلام، آداب واخلاق،طرز معاشرت، معاملات حیات اور وہ تمام عنوانات،جنہیں قرآن نے موضوع بنایا ہے،نہایت شرح وبسط کے ساتھ آپ نے بیان فرمائی ہیں۔آپ کی وضاحت وصراحت،تفہیم قرآن کا عمدہ سبب ہیں۔آپ کی حیات طیبہ قرآن ہی نہیں بلکہ احادیث کی روشنی میں بھی نہایت جامع ومجموع طور پر دیکھی جاسکتی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ شعرائے نعت نے مضامین احادیث کواپنی شاعری میں باندھاہےاورخوب عمدہ طریقے سے موضوع کو بیان کیاہے۔

آپ کی ذات وحیات کا کوئی پہلوایساہی نہیں جوان احادیث میں اجاگر نہ ہواورکوئی ایسی چھوٹی سے چھوٹی بات نہیں کہ جس کا تذکرہ اس میں نہ ہو۔آپ کا حلیہ شریف،سراپا مبارک، عادات کریمہ، خصائل عظیمہ تمام کا ذکراحادیث میں موجود ہے۔یہ احادیث کریمہ آپ کی حیات اطہر کی شاہد ہیں۔آپؐ نے انہیں احادیث میں اپنے مناصب رسالت،نسب وولادت،اپنی ذات وخاندان کے بارے میں جو کچھ بیان فرمایا۔آپ کی زندگی میں جوکچھ بھی واقعات ومعجزات کی شکل میں پیش آیا،ان سب کوآپ نے بیان فرمایااورشعرائے اسلام نے اسے موضوع بنایا۔

شعرائے اسلام کا خاص موضوع آپؐ کے معجزات، عادات وخصائل واخلاق واسوۂ حسنہ ہیں،آپؐ کے

شمائل آپ کی صفات کریمہ،عفوودرگزر، صلہ رحمی، جودوسخا، مقام رسالتؐ، لباس وخوراک ،طور واطوار،خوارق عادات، آپ کی جسمانی صفات،اعضائے جسمانی،نعلین مبارک،مہر نبوت اور آپؐ کے اسمائے مبارک،فضائل اسماء بالخصوص ان شعراء کا موضوع ہیں۔

الہامی صحائف و مذہبی کتب:

حضور نبی کریم کے عہد میں نعتیہ شاعری کا تیسرا سب سے بڑا اور اہم ماخذ وہ الہامی صحائف اور مذہبی کتب ہیں جن میں آپؐ کے ذکر میلاد و بعثت کو مختلف طریقہ پر ذکر کیا گیا ہے۔ان صحائف وکتب میں آپ کی جو نعوت بیان ہوئی ہیں وہ اول تو نثری ہیں، دوم ان کا بڑا حصہ مبشرات پر مبنی ہے۔اس دوسرے حصے میں آپ کی بعثت کی خوش خبری دی گئی ہے اور آپ کی ولادت باسعادت کی بشارت عظمیٰ ہے اور پھر آپؐ کے نبوت سے متعلق وہ پیش گوئیاں ہیں جو انبیائے کرام نے بیان فرمائی ہیں۔ان صحائف وکتب کا تیسرا پہلو آپؐ کے ان اوصاف حمیدہ ،خصائل طیبہ،اخلاق کریمہ اور عادت نفسیہ سے متعلق ہے جو آپؐ نے اپنی حیات میں برتی۔

ان مبشرات و پیش گوئیوں میں بے شمار ایسی باتیں کہی گئی ہیں جو آپؐ سے قبل کسی اور کے لیے بیان نہیں کی گئیں۔یہ وہ معجزات صادقہ ہیں جو آپ کو دیئے گئے یا آپ سے قبل رونما ہوئے۔اس سلسلے میں توریت،انجیل، زبور کے علاوہ قدیم قدیم صحف سماویہ میں آپ کا ذکر کسی نہ کسی صورت ملتا ہے۔مثلاً آپ کا اسم گرامی کتب قدیمہ میں مذکور ہے اور انبیائے سابقین نے آپ کی نعت، آپ کی بشارت، آپؐ کے نام کے ذریعے ہی دی ہے جو کہ ان کے صحائف میں درج ہیں۔

انبیائے سابقین علیہم السلام نے آپ کی جو بشارات اپنی امت کو پہنچائیں اور دین اسلام کی حقانیت وسچائی اور آپ کی صفات کریمہ بیان فرمائیں، وہ بھی عہد اسلام کے [illegible] نعت گو شعراء کا ایک خاص موضوع رہا ہے۔توریت، انجیل اور زبور ہی نہیں بلکہ قدیم صحف سماوی آپ کی نعت سے پُر ہیں اور اس کی تصدیق خود اللہ رب ذوالجلال نے قرآن کریم میں بھی فرمائی ہے۔دیکھئے پارہ ۳،سورۂ آل عمران، آیت ۳۔ پارہ ۹،سورۃ الاعراف، آیت ۱۵۷۔ پارہ ۲۶،سورۃ الفتح، آیت ۲۹۔ پارہ ۲،سورۃ الانعام، آیت ۲۰۔ پارہ ۱،سورہ بقرہ، آیت ۹۷۔ پارہ ۶،سورۃ المائدہ، آیت ۴۶ تا ۴۸۔ پارہ ۱۹،سورہ الشعراء، آیت ۱۹۶، ۱۹۷۔ پارہ ۲۶،سورۃ احقاف ،آیت ۱۰۔ پارہ ۲۹،سورۃ مزمل، آیت ۱۵۔

علامہ نبہانی نے اس حوالے سے امام سبکیؒ کے قصیدۂ تائیہ سے تین شعر نقل فرمائے ہیں۔(۱۱۴) اور آپ نے یہود کی وہ دعا بھی نقل فرمائی ہے جو وہ شدید مصائب خصوصاً جنگ وجدل کے موقع پر حضور نبی کریمؐ کی صفات

جلیلہ، اوصاف حمیدہ اور اسوۂ حسنہ کے وسیلے سے مانگا کرتے تھے اور فتح پاتے تھے۔ (۱۱۵)

توریت میں بیان شدہ بشارات مصطفیؐ بکثرت موجود ہیں جسے نعت گو شعراء نے اپنا موضوع بنایا ہے۔ جس میں آپ کی صفات کریمہ کا بھرپور ذکر کیا گیا ہے۔

دیکھئے حضرت یسعیاہ کی بشارات۔ یسعیا، باب ۹، آیت ۱ تا ۷۔ باب گیارہ، آیت ۷ تا ۹۔ باب ۲۱، آیت ۱۳ تا ۱۷۔ باب ۲۸، آیت ۹ تا ۱۲ اور ۱۶، ۱۷۔ باب ۲۹، آیت ۱۱ تا ۱۳۔ باب ۴۰، آیت ۴، ۵۔ حضرت دانیال کی بشارت، توریت کی کتاب دانی ایل میں ملاحظہ ہو۔ دانی ایل، باب ۲، آیت ۱ تا ۵، ص ۸۵۲۔ حضرت ذکریا کی بشارت۔ ذکریا، باب ۴، آیت ۱ تا ۱۴، ص ۸۸۴، ۸۸۵۔

توریت میں مذکور وہ صفات کریمہ جو قرآن کریم میں مذکور ہیں، یہ بھی شعرائے اسلام کا خاص موضوع ہیں۔ دیکھئے عبداللہ بن عمرو بن العاص کی روایت۔ الخصائص الکبری، الجزء الاول، باب ذکرہ فی التوراۃ والانجیل وسائر الکتب اللہ المنزلۃ، ص ۱۸، ۱۹۔ اسی حوالے پر دیکھئے معروف عالم یہود مدینہ عبداللہ بن سلام کی روایت، ص ۱۹۔

خود حضورؐ کی بیان کردہ صفات جو توریت میں مذکور ہیں۔ اس حوالہ کا ص ۲۰ ملاحظہ ہو۔ معروف عالم یہود حضرت کعب احبارؓ کی بیان کردہ صفات کے لیے دیکھئے ص ۲۰، ۲۱۔

مزید صفات کریمہ کے لیے ملاحظہ ہو، توریت کی کتاب استثنا، باب ۱۸، آیت ۱۵ تا ۲۲، ص ۱۸۴۔ حضرت موسیٰ کی بشارت کے لیے دیکھئے استثناء کتاب ۳۲، آیت ۱ تا ۳۔ ص ۲۰۱۔ کتاب پیدائش، باب ۲۱، آیت ۹ تا ۲۱، اور ص ۲۰ اور ۲۱ میں ملاحظہ ہو۔ حضرت ہاجرہ کی بشارت دیکھئے یسعیاہ، باب ۵۴، آیت ۱ تا ۷، ص ۴۰۷۔

شعرائے اسلام کے لیے نعت کا ایک خاص موضوع وہ دعائے کریمہ ہے جو حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل کے ہمراہ بنائے کعبہ کے وقت فرمائی تھی۔ دیکھئے قرآن، پارہ ۱، سورۃ البقرۃ، آیت ۱۲۹۔ کتاب توریت میں صفات رسول کریمؐ کے تحت مذکور ہے۔ کتاب پیدائش، باب ۱۷، آیت ۲۰ ص ۱۷۔

حضرت ادریس کی بشارت کے لیے دیکھئے۔ یہودا حواری کا عام خط، باب ۱، آیت ۱۴، ۱۵، ص ۲۴۱۔ حضرت یعقوب کی بشارت کے لئے دیکھئے پیدائش،، باب ۴۹، آیت ۱۰، ص ۴۵۔

حضرت ابراہیم و اسمٰعیل کا وہ حلف کہ جو انہوں نے اپنی اولادوں سے لیا کہ وہ دین احمد کی پیروی اختیار کریں گے اور محمدؐ کی مدد و نصرت اور استعانت کریں گے اور ان کا دین اختیار ہی نہیں بلکہ اس دین کی تبلیغ بھی کریں گے، دیکھئے پارہ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۱۳۲، ۱۳۳۔

زبور میں حضرت داؤد کی بشارت کے لئے دیکھئے زبور، باب ۱۴۹، آیت ۱ تا ۹، ص ۶۱۹۔ مولانا عنایت

رسول چریا کوٹی نے اپنی کتاب ''بشریٰ'' اور علامہ وڈیارتھی نے اپنی کتاب ''میثاق النبیین'' میں اس کے بے شمار حوالے نقل کیے ہیں۔

انجیل میں بشارات مصطفیٰ کے لئے دیکھیں۔متی کی انجیل، باب ۳، آیت ۱ تا ۳۔ص ۶۔متی کی انجیل، باب ۴، آیت ۱۲ تا ۱۷ اور آیت ۲۳، ص ۷۔متی کی انجیل۔باب ۶، آیت ۹، ص ۹۔متی کی انجیل باب ۱، آیت ۶، ۷، ص ۱۳۔لوقا کی انجیل، باب ۱۰، آیت ۶، ۷، ص ۱۳۔لوقا کی انجیل، باب ۹، آیت ۱، ۳، ص ۶۲۔لوقا کی انجیل، باب ۱۰، آیت ۱، ۳، ص ۶۳۔لوقا کی انجیل، آیت ۸، ۱۱، ص ۶۴۔یوحنا کی انجیل، باب ۱۴، آیت ۱۵ تا ۱۷، ص ۹۹۔لوقا کی انجیل، آیت ۲۵ تا ۲۰، ص ۹۹۔لوقا کی انجیل۔باب ۱۵، آیت ۲۶، ۲۷، ص ۱۰۰۔لوقا کی انجیل، باب ۱۶، آیت ۷ تا ۱۵۔۱۰۱۔

اسمائے رسول ﷺ:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے اسمائے گرامی بھی شعرائے نعت گویان کے لیے اہم ماخذ ہیں۔یہ اسمائے گرامی قدیم صحفِ سماویہ، قرآن کریم، احادیث نبویہ اور کتب سیرو مغازی، میں درج ہیں۔یہ اسمائے گرامی محض اسماء ہی نہیں ہیں، بلکہ یہ صفات بلیغہ، جامع استعارات، اوصاف چنیدہ، معانی و مفاہیم کی گہرائی و گیرائی، شروحات اسمائے اور اثرات حسنہ کے سبب عشاقان رسولؐ کے لئے حرز جان ہیں۔یہ ہر اہل ایمان کے ایمان کا جز ہیں۔انہیں عبادت کا درجہ حاصل ہے اور انہیں اوراد و وظاف کے بطور پڑھنا اہل اسلام کا شیوہ ہے۔یہ اسمائے گرامی اپنی صفات و خصوصیات کے مطابق مستعمل ہیں، کہیں بطور ورد ہیں اور کہیں بطور نعت، کہیں بطور عشق ہیں اور کہیں بطور وظیفہ۔

آپؐ کے بہت سے اسماء قرآن کریم میں مذکور ہیں، لیکن آپؐ کے صرف دو نام ذاتی ہیں محمدؐ اور احمدؐ، بقیہ تمام اسماء صفاتی ہیں۔آپ کا اسم گرامی احمدؐ، حضرت عیسیٰ نے ذکر کیا ہے۔جو توریت میں مذکور ہے۔آپ نے فرمایا۔ "واذا قال عیسیٰ ابن مریم...... من بعدی اسمه احمد" (۱۱۶) جب کہ ''محمدؐ'' قرآن میں۔یہ اسم گرامی آپؐ کے دادا نے من جانب اللہ رکھا تھا۔یہ بات اس مشہور قول کے مطابق ہے، جیسا کہ علامہ حلبی لکھتے ہیں۔

وهذا هو الموافق لما اشتهران جده سماه محمداً بالهام من الله تعالیٰ تفاء لا بان يكثر حمد الخلق له للكثرة خصاله الحميدة التی يحمد عليها و لذلک كان ابلغ من محمود والی ذلک يشير حسان لا بقوله.

فستق لـه من اسمه ليجلـه فذوالعرش محمود و هذا محمدٌ (۱۱۷)

آپؐ کے دادا نے آپ کا نام محمد اللہ تعالیٰ کی جانب سے دل میں ڈالے جانے کی بناء پر رکھا تھا۔ جس میں یہ فال نیک بھی تھی کہ آپؐ ان عمدہ صفات اور خوبیوں کی وجہ سے جن کی تعریف کی جاتی ہے، ساری مخلوق آپ کی بہت زیادہ تعریف کرے، اسی وجہ سے یہ نام زیادہ عمدہ اور مراد کے لحاظ سے صحیح ہے (یوں تو محمود کے معنی بھی وہی ہیں جو محمد کے ہیں یعنی وہ جس کی تعریف کی جائے مگر محمدؐ کے معنی ہیں وہ جس کی بہت زیادہ تعریف کی جائے) اسی بات کی طرف صحابی رسول، دربار رسالت کے معروف شاعر حضرت حسان اپنے اس شعر میں اشارہ کیا ہے۔

ترجمہ: آں حضرتؐ کی عظمت کی وجہ سے آپ کا نام اللہ تعالیٰ کے نام سے بنایا گیا، پس اللہ تعالیٰ محمود ہے، اور آپؐ محمد ہیں۔

احادیث کریمہ میں آپؐ کے کئی نام مذکور ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔

ان لی خمسة اسماء انا محمد و انا احمد و انا ماحی الذی یمحوالله بی الکفر و انا الحاشر الذی یحشر و الناس علی قدمی و انا العاقب.

ایک حدیث میں: **انا رسول الله الرحمة و رسوله الراحة و رسول الملاحة وانا المقفی و انا القیم (۱۱۸)**

ترجمہ: بے شک میرے پانچ نام ہیں۔ میں محمد (بہت زیادہ تعریف کیا گیا) ہوں۔ اور میں احمد (اللہ کی بہت زیادہ تعریف کرنے والا) ہوں۔ اور میں ماحی (کفر و معصیت کو مٹانے والا) ہوں۔ اور میں عاقب (آخر و خاتم) ہوں۔ میں رسول رحمت ہوں اور رسول راحت ہوں اور رسول ملاحت (اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا) ہوں اور میں مقفّی ہوں اور قیم (قیم) ہوں۔

حدیث حذیفہ میں ہے، حضورؐ نے فرمایا۔

انا محمد و انا احمد و انا منی الرحمة ونبی التوبة و انا المقفی وانا الحاشر و نبی الملاحم (۱۱۹)

ترجمہ: میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں۔ میں نبی رحمت اور میں نبی توبہ ہوں اور میں مقفّی ہوں (سب سے آخر میں آنے والا) اور میں حاشر (جمع کرنے والا) ہوں۔ میں نبی ملاحم (راہ خدا) میں جہاد کرنے والا ہوں۔

حضور نبی کریم کے بہت سے اسمائے گرامی مسجد نبویؐ میں کندہ کیے گئے ہیں۔ یہ اسماء آپؐ کے اسمائے مبارک کی عظمت کی دلیل اور اہل ایمان کے عشق کی شان ہے۔ مسجد نبوی کی قبلہ رخ دیوار پر نصب لکڑے کے ٹکڑوں پر نہایت خوب صورتی سے خط ثلث میں آپ کے اسمائے گرامی درج ہیں۔

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی (المتوفی ۱۱۷۴ھ الموافق ۱۷۶۰ء) نے اپنی تصنیف ''حدیقۃ الصفاء فی اسمائے المصطفیٰ'' میں حضورؐ کے ایک ہزار ایک سو اکیاسی اسمائے مبارکہ درج کیے ہیں۔ یہ کتاب فارسی زبان میں ہے، پھر

آپ نے اس کی ایک شرح بھی فارسی زبان میں لکھی اور اس کا نام ''وسیلہ الفقیر فی اسماء النبی'' رکھا۔

امام شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن یوسف شامی (المتوفی ۹۴۲ھ) نے اپنی تحقیق ''سبیل الهدیٰ والارشاد فی سیرۃ خیر العباد'' المعروف سیرت شامی میں ایک ہزار اسمائے گرامی بتائے ہیں۔ آپ نے ۸۷۷ اسماء درج کیے ہیں۔ (جلد اول، ص ۴۰۷۔ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

شیخ عبد الرؤف بن تاج العارفین بن علی حداد مناوی (المتوفی ۱۰۳۱ھ) نے اپنی کتاب ''شرح انموذج اللبیب'' میں امام ابن فارس کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ''حضورؐ کے دو ہزار بیس اسمائے گرامی ہیں۔

علامہ ابن قیم الجوزی نے اپنی کتاب ''زاد المعاد فی ھدی خیر العباد'' میں حضورؐ کے اسماء ایک ہزار بتائے ہیں۔

امام احمد القسطلانی (المتوفی ۹۲۳ھ) نے المواھب اللدنیہ میں حضورؐ کے چار سو سے زائد اسمائے گرامی بہ اعتبار حروف تہجی درج کیے ہیں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے یہ اسمائے گرامی ''مدارج النبوت'' میں درج کیے ہیں۔

امام جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب ''الریاض الانیقہ فی شرح اسماء خیر الخلیقہ'' میں چار سو تیس اسمائے گرامی درج کیے ہیں۔

شیخ محمد بن سلمان الجزولی السملالی الشاذلی المتوفی (۸۷۰ھ) نے اپنی کتاب ''دلائل الخیرات وشوارق الانوار فی ذکر علی النبی المختار'' میں دو سو ایک اسمائے گرامی تحریر کیے ہیں۔ یہ کتاب ۱۸۴۲ء میں سینٹ پیٹرز برگ سے طبع ہوئی۔ اس کا ایک مخطوطہ برلن اور لائڈن میں بھی محفوظ ہے۔

حافظ ابوالخیر سخاوی نے ''القول البدیع'' میں چار سو تیس اسمائے گرامی ذکر کیے ہیں۔

ابن عساکر نے ''تاریخ دمشق'' میں ایک باب اسماء النبی کے نام سے رقم کیا ہے۔

ابن وحید نے اپنی کتاب ''المستوفی'' میں تین سو اسمائے گرامی درج کیے ہیں۔

امام قاضی عیاض نے کتاب ''الشفا'' میں اور محی الدین ابن عربی نے ''القبس الاحکام'' میں چار چار سو اسماء درج کیے ہیں۔

امام احمد رضا نے ''العروس الاسماء الحسنیٰ فیما لنبینا من الاسماء الحسنیٰ میں ایک ہزار اسمائے گرامی کا تذکرہ کیا ہے۔

امام یوسف نبہانی نے اپنے قصیدہ احسن الوسائل فی اسماء النبی الکامل میں 182 اسماء ذکر کیے ہے۔

قرآن کریم میں سورۂ محمد آپؐ کے نام پر نازل ہوئی ہے جو اس نام کے عظمت کی دلیل ہے۔

مختلف زبانوں میں حضورﷺ کے اسمائے گرامی:

رومی	البر قلیطس ۔ التلقیط	
سریانی	المنحمنا ۔ السر	
	حلیطس ۔ المشفع	
پالی	میتیا	Metteyya
برمی	اریمیدیا	Aremideia
چینی	مائی تالی	Mei,ta,li,ye
	میلانی پوسا	Melie pusa
	میلی فو	Mili fo
	ژوشی	Tzu,shih
تبتی	مانی ایمس پا	Byams,pa
	ساہتیر ایجا	Sahit,eia
جاپانی	میروکو	Miroku
سنسکرت	میتریا ۔ متریا	Maitre,ya
	احمدہی ۔ احمیدھی ۔ اہدی	Ahmidhi
	ماماح ۔ ماخ ۔ مدح ۔ مہ مہ	Mamah
	مہامت	Mahamet-mahomet
	نراشنس	Narashans
ژندی	اسنوٹ اریتا	Astvat-ereta
	سوشینت ۔ سوایشتی نیت	Soesh yant
	اشنر ریکا ۔ ہوشی شیتو	

☆......☆......☆

باب ہفتم:

فصل سوم:

نعت صحابہؓ کے مضامین و موضوعات

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی مدح وستائش، تعریف وتوصیف عالمگیر و وسعت پزیر ہے۔ عہد نبویؐ میں نعتیہ شاعری کو جو عروج و ارتقاء صحابہ کرام علیم الرضوان کے دور میں حاصل ہوا وہ نعت کا حقیقی دور تھا۔ وہ محسوسات و مشاہدات کی شاعری تھی، آنکھوں دیکھی بات تھی، جو کچھ دیکھتے، سنتے، اس پر عمل کرتے اور اس کو موضوع بناتے اور مضمون نعت کے بطور اشعار میں باندھتے۔ نعت کا موضوع ہر دور میں ہمہ گیر رہا ہے اور دربار رسالتؐ میں اپنی عقیدت ومحبت کے پھول نچھاور کرنا، اشکوں کے موتی رواں کرنا ہر اہل اسلام کی خواہش رہی ہے۔

عہد نبوی کی نعتیہ شاعری بھی پاکیزہ، ستھری نتھری اور ہر آلائش سے پاک شاعری تھی۔ حضورؐ نے اپنے ہر ہر پہلو اور زاویے سے شعرائے اسلام کو نت نئے مواقع و موضوعات وعنوانات فراہم کیے۔ صحابہ کرام نے آپ کے عمل واعمال، گفتار وکردار واطوار، انکار واقرار کے ہر پہلو سے نقاب کشائی کی۔ صحابہ کرام نے آپ کی ہر ہر ادا کو اپنے اشعار نعت میں سمولیا اور اپنے بعد آنے والوں کو ایک ایسی مضبوط اور حقیقی بنیاد فراہم کی جو تا حشر قائم و دائم رہے گی۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اپنے نعتیہ مضامین میں لافانی ولازوال عنوانات کو برتا۔ ایک ایسے موضوع کو جو بحر ناپید کنار تھا، اپنی شاعری کا موضوع بنایا۔ بقول ڈاکٹر اسحٰق قریشی" کہنے والوں کو قرار نہیں اور موضوع کی وسعت کی کوئی حد نہیں، دونوں جانب پھیلاؤ ہی پھیلاؤ ہے۔ (۱۲۰)

ان کے موضوعات کا محور و مرکز ذات رسول کریم تھی۔ انہوں نے قرآن کریم اور اوصاف رسول کو اپنی شاعری کا مستقل موضوع بنایا۔ آیات قرآنیہ، احکامات قرآنیہ، عنوانات قرآنیہ، موضوعات قرآنیہ، آثار قرآنیہ، احوال قرآنیہ، فرمان قرآنیہ، اقوال قرآنیہ، واقعات قرآنیہ، صفات قرآنیہ اور پھر قرآنی موضوعات میں بشریت ورسالت مقصد بعثت، کار نبوت، نصرت ملائکہ، وحی والہامات، فرمان الٰہی، احسانات الٰہیہ، آپ کے بنی نوع انسان واجنہ پر فیوض وبرکات اور آپ کی عبادات بھی ان کا موضوع رہے۔

اس کے علاوہ آپ کی ایک اعلیٰ وارفع، برگزیدہ وبزرگ، شرف وعز سے بھرپور رسول کی حیثیت جو قرآن

نے بیان کی۔ آپ کو نعمت عظمیٰ و نعمت کبریٰ اور رحمت عالمین و نبی آخرین و اولین، نور و بشر، وحی، بشیر و نذیر و نور، رؤف و رحیم، آپ کی رفعت شان، شرح صدر، معراج و رمضان، صلوٰۃ و حج، درود و سلام، جبریل و ملائکہ و اجنہ پر آپ کی عمل داری، جنت و دوزخ، کوثر و مقام محمود، انبیائے کرام کی قیادت و سیادت جیسے لافانی و قرآنی ان کے موضوع ہیں۔

اس بات کو اہل اسلام کے علاوہ غیر مسلمین نے بھی محسوس کیا اور مسلم سیرت نگاروں اور مؤرخین و سیر و مغازی کے محققین کے علاوہ غیر مسلم مستشرقین مؤرخین و سیرت نگاروں نے بھی بطور ماخذ اول ایک جامع اور اہم عنوان کے تحت رقم کیا۔

نعت گو شعراء کے لیے سب سے وسیع و عریض عشق و محبت، سوز و الفت سے بھرپور موضوع نعت، حضور نبی کریمؐ کی ذات گرامی ہے۔ تمام ہی شعرا کی عمیق توجہ اور گہری نظر آپؐ کے صفات و احوال و کردار و اخلاق رسول پر رہی۔ انہوں نے آپؐ کی سیرت طیبہ اور خصائل کریمہ کو اپنا مرکز و محور بنایا۔ آپؐ کے سوانحی و حیاتی حالات و عادات، بچپن، لڑکپن، جوانی کے پاکیزہ و منزہ و معطر اطوار و کردار، آپؐ کی صدق روی، راست بازی، آپ کی شجاعت و بہادری، دلیری، لیاقت و دیانت و امانت، قیادت و سیادت اور امام امت کو اپنا موضوع بنایا۔

نعت گو شعرا کا ایک بڑا اور وسیع موضوع غزوات رسالت مآب، جہاد و معجزات بھی ہیں۔ دشمنوں سے آپؐ کا حسن سلوک، خواتین سے عمدہ برتاؤ اور دل جوئی و تسلی، ہمدردی و غم خواری، آپ ﷺ کا جود و سخا، عطاء و ہدا بھی ان کا خاص موضوع رہے۔

نعت میں اسم ''محمدؐ'' کا استعمال:

یہ بات اپنی جگہ اٹل ہے کہ آپؐ کی مدح سرائی کا اولین باب اس وقت وا ہوا جب آپ کی ولادت با سعادت خاندان قریش میں، عبدالمطلب کے گھرانے میں، حضرت آمنہ بنت وہب کے بطن سے ہوئی۔ آپ کا اس جہان ہست و بود میں آنا اہل عرش و فرش ہی نہیں بلکہ تحت الفرش و بحر و بر پر بسی مخلوق کے لیے باعث سعادت تھا۔ آپؐ کی مدح و ثناء میں جن و انس کی قید نہیں، سب ہی آپؐ کی نعت کے دیوانے ہیں۔ اور یہ بات بھی ایک مسلّم حقیقت ہے کہ کائنات کی نعوت ایک طرف اور آپؐ کے دادا حضرت مطلب کا فرمایا ہوا تمام نعتوں کا مجموعہ من جانب اللہ عطا کردہ لفظ ''محمدؐ'' ایک طرف۔ یہ لفظ تمام دنیا کی نعتوں کے الفاظ پر بھاری ہے۔ اس سے زیادہ خوب صورت، خوب سیرت، جامع، جمع الجوامع نعت کوئی نہیں۔ یہ خالصتاً عربی لفظ ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ آپؐ افصح العرب ہیں۔ یہ نام درحقیقت آپؐ کے دادا کی خواہش تھی۔ ''اردت ان یحمده اللہ فی

السمـاء و يحمد الناس في الارض. (۱۲۱) (میں چاہتا تھا کہ میرے بیٹے کی تمام جہان میں (زمین) پر ایسے ہی تعریف کی جائے جیسی کہ اللہ تعالیٰ اس کی تعریف آسمان پر کرتا ہے۔ شعرائے نعت گویان نے آپؐ کے اس اسم گرامی کو حرز جاں بنالیا اور نعت کے ہر مصرعے، ہر شعر میں اس کی تکرار کردی، حتیٰ کہ اوزان وقوافی بھی اس لفظ ''محمدؐ'' کے بناڈالے۔ یہ لفظ ''محمدؐ'' کا اعجاز ہے کہ بار بار کی تکرار کے بعد بھی شعری حسن میں کمی، بدصورتی و بدہیئتی ہونے کے بجائے حسن شعری میں نمایاں اضافہ اور خوب صورتی میں چار چاند لگ جاتے ہیں بلکہ معنوی و صوری لحاظ سے کوئی شعر اس کے مقابل کا نہیں رہتا۔ یہ اس لفظ کی برکت ہے۔

آپؐ کے ساتویں دادا حضرت کعب بن لوئی آپ کی شان میں یوں رطب اللّسان ہیں۔

على غفلة يـاتـي النبـي محمد　　يـجبـر اخباراً صدوق خبيرها (۱۲۲)

آپ کے دادا عبدالمطلب یوں نغمہ سنج ہیں۔

يـا رب رد ولـدي محـمـدا　　اردده ربي و اصطنع عندي يدا (۱۲۳)

آپ کے چچا ابوطالب یوں مدحت سرا ہیں۔

فـمـا رجعوا حتى راوا من محمد　　احـاديـث تـجلو غم كل فواد (۱۲۴)

آپ کے چچازاد بھائی حضرت ابوسفیان کہتے ہیں۔

لـعمـرک انی يوم احـمـل راية　　لتغـلـب خيـل اللّات محمد (۱۲۵)

ایک جگہ آپ کہتے ہیں۔

اصد و انـأى جـاهـد عن محمد　　وادعى و ان لم انتسب من محمد (۱۲۶)

آپ کے چچازاد بھائی حضرت نوفل بن حارث کہتے ہیں۔

شهدت علـى ان النبـي مـحمد　　اتـى بـالهدىٰ من ربه البصائر (۱۲۷)

حضرت علیؓ کہتے ہیں:

والآفـان الـحـي دون مـحمـد　　بنو هاشم خير البرية محتدا (۱۲۸)

یہ نام محمدؐ، آپ کا ذاتی اسم شریف ہے۔ اس کی خصوصیات تمام ناموں میں نمایاں اور اظہر ہے۔ اس جیسا اطہر نام نہ کسی کا ہوا اور نہ ہوگا کہ یہ نام آپ کا اللہ کریم نے قرآن میں ذکر کیا ہے اور اس نام پر ایک سورۃ مبارکہ، سورۂ ''محمدؐ'' بھی نازل فرمائی ہے۔ یہ اسم گرامی صحابہ کرامؓ کا ہی نہیں بلکہ تمام دنیائے اہل ایمان کا جزو ایمان ہے اور اہل کبار اسے اوراد و وظائف کے بطور پڑھتے ہیں۔ عامہ الناس بطور نعت پڑھتے ہیں، خواص اس اسم عظیم کو ''اسم اعظم'' کے طور پر پڑھتے ہیں۔ یہ نام ہر دور کے ناکام لوگوں کے لئے کامیابی اور نامرادوں کے

لیے بامرادی کا وظیفہ ہے۔ عہد نبوی میں صحابہ کرام اپنی نعتوں میں بطور استغاثہ اس کو استعمال کرتے ہیں اور آج بھی یہ نام اہل ایمان کے عظمت کی دلیل ہے۔ یہ نام دنیا کا خوب صورت ترین نام ہے۔ اس کے خواص و برکات بے شمار اور اس کے انوار بے عدد ہیں۔ نعت محبت کی دلیل اور اسم محمد عظمت کی دلیل ہے۔

نعت میں اسم ''احمد'' کا استعمال:

آپ کا ایک دوسرا نام ''احمد'' بھی ہے۔ یہ نام توریت میں مذکور ہے جسے حضرت موسیٰ نے پہلی مرتبہ اپنی قوم کے سامنے پیش کیا کہ میرے بعد آنے والا ایک نبی آخر معظم ہے۔ اس کا نام نامی گرامی ''احمد'' ہے۔ شعرائے نعت گویان کے لیے یہ اسم گرامی بھی حرز جان ہے۔ عہد نبوی کے نعت گو شعراء، خصوصاً صحابہ کرام نے اپنے نعتیہ مضامین میں اس نام کو خوب خوب باندھا ہے۔

آپؐ کے چچا سید الشھداء حضرت حمزہؓ فرماتے ہیں۔

واحمد مصطفیٰ فینا مطاعاً فلا تقشوه بالقول العنيف (۱۲۸)

ایک جگہ آپ فرماتے ہیں۔

رسائل جاء احمد من هداها باآيات مبينة الحروف (۱۲۹)

آپ ﷺ کے چچا زاد بھائی حضرت نوفلؓ بن حارث کہتے ہیں۔

حرام على حرب احمد انني ارئ احمد مني قريباً او اصره (۱۳۰)

آپ کی صاحب زادی حضرت فاطمہ فرماتی ہیں۔

ماذا على من شم تربة احمد ان لا يشم مدى الزمان غواليا (۱۳۱)

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔

فقلت اشهدان الله خالقنا وان احمد فينا اليوم مشتهر (۱۳۲)

حضرت علیؓ کہتے ہیں۔

يا شاهد الله على فاشهد اني على دين النبي احمدً (۱۳۳)

قرآن میں اللہ رب ذوالجلال نے اس بات کی تصدیق فرمائی ہے کہ احمد نام کا نبی حضرت موسیٰ کے قول کے مطابق آنے والا ہے۔ آپ کا یہ نام بھی قرآن میں مذکور ہے۔ یہ نام بھی بڑا بابرکت و باسعادت ہے۔ مدحت رسولؐ کی وسعت بے کراں ہے۔ کائنات کا ذرہ ذرہ آپ کا مدح خواں و مدح ثنا ہے۔ صحابہ کرام علیھم الرضوان نعت گوئی کا کوئی پہلو ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ انہیں جہاں کوئی بات صدر رسول سے نظر آتی اسے موضوع نعت

بنا لیتے۔ صحابہ کی مضمون آفرینی نے فن شاعری کے وہ جوہر دکھائے ہیں جو آج اسی طرح تروتازہ ہیں جیسے پندرہ سو سال قبل تھے۔ یہ اعجاز ہے آپ کی ذات اطہر کا، سچائی کے سانچے میں ڈھلے اس پیکر کا، جس کا آج سارا زمانہ زمزمہ خواں ہے۔

ذاتی اوصاف:

حضور نبی کریمؐ کے ثناء خوانوں کے لیے آپؐ کے ذاتی اوصاف، آپؐ کے خصائل وشمائل پسندیدہ اور من بھاتا موضوع رہے ہیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان تو آپؐ کی اداؤں کی خوش بو سونگھتے پھرتے تھے۔ جہاں کہیں کوئی بات نظر آئی، نظر میں سمائی فوراً دل میں اتر آئی اور شعر موزوں ہو گیا۔

آپؐ کے سیرت پاک کا وہ تذکرہ جو قرآن کریم میں ہوا، آپ کے جوار شادات واقوال صحابہ کرامؓ نے سماعت کئے۔ اس پیکر حسن کی ثناء ومدح کا سبب نے۔ اس سلسلے میں سب سے خوب، صورت، سب سے عمدہ اور شستہ وزم زم میں دھلی ستھری، نکھری زبان سے اداشدہ، باتفاق وباجماع صحابہ کرام سے آج تک کہی گئی نثری نعتوں کا سب سے خوب صورت مجموعہ حضرت ام معبد الخزائیہؓ کا وہ نعتیہ شاہ کار ہے جسے ہر دور کے صاحب علم وفن نے اپنی تحقیق وتصنیف وتالیف کا جز بنایا ہے۔ اس نعتیہ شاہ کار سے آج تک لوگ استفادہ کر رہے ہیں اور تا قیامت کرتے رہیں گے، لیکن اس صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کہی ہوئی بات میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔ تشبیہات و استعارات کا یہ شاہ کار، آپؐ کے سراپا کا ایسا عمدہ مجموعہ، ام معبد کے علاوہ کہیں اور نظر نہیں آتا۔

ایسی مشاہداتی وتجزیاتی نعت نہ آپ سے قبل اور نہ مابعد، کبھی نہیں لکھی گئی۔ زبان وبیان کا ایسا شستہ ومرقع و مرصع نعتیہ شاہ کار جسے ایک بار نہیں بار بار پڑھنے پر بھی نہ اس کی لذت میں کمی آئے اور نہ زبان وبیان کی چاشنی کم ہو بلکہ پڑھتے پڑھتے جب آدمی گم ہو جائے تو خود کو بارگاہ رسالتؐ میں کھڑا پائے۔ اللہ تعالیٰ حضرت ام معبد الخزاعیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے ہم عاصیوں کو ایسا عظیم ذریعۂ نجات فراہم کیا۔

حضرت ام معبدؓ کی یہ نعت (۱۳۳) فی البدیہہ ہے جو حضورؐ کے ذاتی اوصاف کا مجموعہ ہے۔ ام معبدؓ نے حضور نبی کریم کو پہلی بار دیکھا اور اپنے جذبات کا اظہار کر بیٹھیں، ذرا سوچئے اگر آپ کو حضور کی مستقل رفاقت میسر آتی اور آپ، حضور نبی کریم کو بار بار دیکھتیں تو پھر کیا تخلیق فرماتیں۔ وہ جذبات کیسے ہوتے، وہ الفاظ کیسے ہوتے۔

صحابہ کرامؓ کی سب سے زیادہ توجہ حضور نبی کریمؐ کے ذاتی اوصاف وصفات پر رہی۔ آپؐ کے اقوال وافعال، کردار واطوار، اخلاق ومحاسن کریمانہ ان کی توجہ کا مرکز رہے۔ انہوں نے آپؐ کی سیرت طیبہ اور خصائل عظیمہ کو

اپنی شاعری کا محور بنایا۔ آپ کی عادات کریمہ، آپ کی صدق روی، راست بازی، آپ کی لیاقت، دیانت، امانت، قیادت وسیادت اور امامت کو اپنا موضوع سخن بنایا۔

حضرت انس بن زنیمؓ حضور کی راست بازی اور ذمہ داری کے بارے میں کہتے ہیں۔

وما حملت من ناقة فوق رحلها ابر واوفی ذمة من محمد (۱۳۴)

حضرت مالک بن عوف بن سعد النصریؓ آپ کے حسن و جمال سے متعلق کہتے ہیں۔

ما ان رأیت ولا سمعت بمثله فی الناس کلهم بمثل محمد (۱۳۵)

حضرت مالک بن نمطؓ آپ کی شجاعت وسخاوت کے بارے میں کہتے ہیں۔

واعطی اذا ماطلب العرف جاء ه وامضی بحد المشرفی المهند (۱۳۶)

آپؐ کے مکارم اخلاق اور مہمان نوازی کے بارے میں حضرت اصید بن سلمیٰ السلمیؓ کہتے ہیں۔

ضحم الوسیعة کالغزالة وجهه قرنا تازو بالمکارم وارتدیٰ (۱۳۷)

حضور کی صداقت وہدایت کے بارے میں حضرت جُھیش بن اویسؓ کہتے ہیں۔

الا یا رسول الله انت مصدق فبورکت مهدیا و بورکت هادیا (۱۳۸)

حضور کی نیکی وکرم کے بارے میں حضرت زبیر ابن صردؓ کہتے ہیں۔

امنن علینا رسول الله فی کرم فانک المرءُ نرجوه و ندخر (۱۳۹)

اور آپ حضور نبی کریمؐ کے عفوودرگزر کے بارے میں کہتے ہیں۔

انا نومل عفومنک تلبسه هدی البریة اذا تعفوو تنصر (۱۴۰)

حضرت ذیبان بن کدادہ الثقفیؓ آپ کی وفا وامانت داری، آپؐ کے قول صادق اور آپ کی رسالت کے بارے میں فرماتے ہیں۔

بانک محمود لدینا مبارک وفی امین صادق القول ؤرسل (۱۴۱)

شعرائے کرام کی کثیر تعداد نے آپؐ کے ذاتی اوصاف ومحاسن حسنہ کو قالب شعر میں ڈھالا ہے۔ آپ کی نعت کا یہ وہ اعلیٰ وصف ہے جو انسان کے عشق کی معراج ہے۔

اسمائے رسول کریمؐ:

اللہ رب ذوالجلال نے قرآن کریم میں اپنے چنیدہ بندوں کے اسماء والقابات وخطابات کا جو سلسلہ جاری کیا ہے وہ آپ کی ذات مبارک کے حوالے سے آج بھی جاری وساری ہے۔ ہر شخص کی خواہش ہے کہ وہ آپؐ کے

لیے کوئی خاص، بامعنی عمدہ اور ارفع اسم تلاش کرے۔

ڈاکٹر اسحٰق قریشی کہتے ہیں۔ ''محبت کی یہ پرانی رسم ہے کہ محبوب کو خوب صورت القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ عموماً اس جذبۂ محبت کے اظہار کے لیے مروجہ اسماء کا سہارا لیا جاتا ہے مگر بعض اوقات جذبے کی شدت اور اس کی خصوصی کیفیت نئے اسماء والقاب تراشنے پر مجبور کرتی ہے تا کہ اظہار میں اپنائیت کا عنصر نمایاں ہو جائے۔ آنحضرتؐ کی ذات گرامی سے ہر مسلمان کو اک گونہ شیفتگی ہے۔ یہ وارفتگی محبت ایمان کی جان ہے، اس لیے ہر دور کا مسلمان اپنے محبوب کے لیے نئے سے نیا اور حسین سے حسین تر نام وضع کرتا رہا ہے۔'' (۱۴۲)

قرآن کریم کا اسلوب یہ ہے کہ اس نے دیگر انبیائے کرام کے لیے جو طرز تخاطب اختیار کیا اور جس طرز تکلم کو اپنایا وہ چاہت و محبت سے پُر ہے اور اس کے باوجود کہ انہیں ان کے ناموں سے پکارا گیا ہے۔ دیکھئے قرآن کریم پارہ ا، سورۃ البقرہ، آیت ۳۵۔ پارہ ۲۳، سورۃ الصافات، آیت ۱۰۴۔ پارہ ۱۲، سورۂ ھود، آیت ۷۶۔ پارہ ۱۶، سورۂ طٰہٰ، آیت ۱۷۔ پارہ ۱۶، سورۂ مریم، آیت ۷۔ پارہ ۱۶ سورۂ مریم، آیت ۱۲۔ پارہ ۳، سورۂ آل عمران، آیت ۵۵۔ پارہ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۵۵، ۶۱۔ پارہ ۷، سورۃ المائدہ، آیت ۱۱۲۔ پ ۹، سورۃ الاعراف، آیت ۱۴۴۔

لیکن اس کے برعکس حضور نبی کریم ﷺ کی عزت وتکریم کے سبب اللہ رب ذوالجلال نے حضورؐ کا نام لینا گوارا نہ کیا اور آپ کو عمدہ عمدہ، اچھے اچھے صفاتی اسماء، القابات وخطابات عطا فرمائے۔ ایسے اسماء جو اس سے قبل کسی کو عطا نہ کیے۔ اکثر نام اللہ کے نام کے جز ہیں یا اس سے مشتق۔ یہ سب کچھ حضور نبی کریمؐ سے محبت کے سبب تھا۔ ان اسماء کی ایک طویل فہرست قرآن کریم، احادیث مبارکہ، کتب سیر و مغازی میں موجود ہیں۔ قرآن کریم میں آپؐ سے خطاب باری تعالیٰ یوں ہے۔ **یا ایھا الرسول** (۱۴۳) **یا ایھا النبی** (۱۴۴) **یا ایھا المزمل** (۱۴۵) **یا ایھا المدثر** (۱۴۶)

ان اسمائے کرام کو صحابہ کرام نے اپنی شاعری کا جز بنایا۔ قرآن کریم، احادیث کریمہ سے قبل کتب قدیمہ اور صحائف انبیاء میں آپؐ کے اسماء کا ذکر موجود ہے جو اس بات کی شہادت ہے کہ آپؐ کے اسمائے گرامی ملکوتی و محبوبی ہیں۔ وہ ایمان وایقان کی منزل پر پہنچنے کا راہنما نشان ہیں۔ امام ابن حجر العسقلانی نے آپؐ کے اسمائے عظیمہ کے شرف وعز کا اظہار یوں فرمایا ہے۔

نبی براہ اللہ اشرف خلقہ   و اسماہ اذسماہ فی الذکر احمداً (۱۴۶)[۸]

شیخ عبدالحق محدث دہلوی اسمائے نبوی کے بارے میں لکھتے ہیں۔

''جناب رسالت مآبؐ کے اسمائے گرامی آپ کی اعظم کرامات اور جامع ترین فضائل وکرامات میں شامل

ہیں اور وہ محامد اخلاق، محاسن افعال اور جامع جمال وجلال ہیں۔(۱۴۷)

علامہ محمد مہدی بن احمد الفاسی اسمائے نبویہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"ثم اعلم ان الله تعالیٰ قدسمی بنبیه محمداً با سمائے کثیرة فی القرآن العظیم وغیر من الکتب السماویة و علی السنة انبیائه علیهم الصلوٰة و السلام و فی احادیث رسول اللهؐ وفیما اطلقته علی امته مما اشتهر و تلقی القبول." (۱۴۸)

آپ ایک مقام پر لکھتے ہیں۔

"وکثرة اسماء تدل علیٰ شرف المسمّٰی لایسمّاوهی اوصاف مدح دالة علی ذلک بمعانیها." (۱۴۹)

قرآن کریم میں مندرج حضور نبی کریمؐ کے اسمائے گرامی میں سے چند یہ ہیں۔

(۱۵۰) محمد. وما محمد الا رسول. ماکان محمد ابا احد. نزل علی محمد. محمد رسول الله.

(۱۵۱) احمد. من بعدی اسمه احمد.

(۱۵۲) المزمل. یا ایها المزمل.

(۱۵۳) المدثر. یا ایها المدثر.

(۱۵۴) الشاهد. انا ارسلنک شاهدا.

(۱۵۵) المبشر. انا ارسلنک شاهدومبشرا.

(۱۵۶) البشیر. انا ارسلناک بالحق بشیرا. انا الانذیر و بشیر. منه نذیر و بشیر. کافة للناس بشیرا. انا ارسلنک بالحق بشیرا.

(۱۵۷) النذیر. انا ارسلنک بالحق بشیرا ونذیرا. الانذیر مبین. انا نذیر. منه نذیر. کافة للناس بشیرو نذیرا. ان انت الانذیر. انا ارسلناک بالحق بشیر و نذیرا. انا نذیر مبین. منه نذیر مبین. انا نذیر مبین.

(۱۵۸) الداعی. وداعیاالی الله.

(۱۵۹) الصاحب. صاحبکم وما غوٰی.

(۱۶۰) النبی الامی. بالرسول النبی الامی.

(۱۶۱) السراج. سراجا منیرا.

(۱۶۲) المنیر. سراجاً منیرا.

(۱۶۳) المعلم. و یعلمهم الکتاب.

(۱۶۴) المزکی. ویزکیهم.

(۱۶۵) التالی. یتلوا علیهم.

(۱۶۶) الرئوف. الرؤ رحیم.

(۱۶۷) الرحیم. رؤ رحیم.

(۱۶۸) رحمة للعالمین. وما ارسلناک الا رحمة للعالمین.

(۱۶۹) خاتم النبیین. ولکن رسول الله و خاتم النبیین.

(۱۷۰) النور. قدجاء کم من الله نور و کتب مبین.

(۱۷۱) الحق. قدجاء کم الرسول بالحق من ربکم.

حضرت علیؓ نے اس مضمون سے پُر ایک شعر نعت یوں کہا ہے۔

وفی کل وقت للصلوٰة بهیجه   بلال و یدعوا باسمه کلها دعیٰ (۱۷۲)

قرآن کریم کے بعد آپؐ کے اسمائے گرامی حدیث کریمہ میں بھی بیان ہوئے ہیں۔ محمد، احمد، الماحی، الحاشر، العاقب (۱۷۳) المقفی، البنی التوبۃ، من الرحمۃ (۱۷۴) نبی الملحمۃ (۱۷۵) النبی المصطفیٰ (۱۷۶) خاتم النبیین، (۱۷۷) سید العالمینؐ   رسول رب العالمین، رحمۃ للعالمین (۱۷۸) الصادق المصدوق (۱۷۹) حبیب اللہ، حامل لواء الحمد (۱۸۰)

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضور نبی کریمؐ کے اسمائے مبارکہ کو اپنی شاعری کا جز بنایا ہے اور اس کے معنوی وصوری حسن کو خوب خوب نمایاں کیا ہے۔

شاہ حبشہ نجاشی نے آپؐ کے اسمائے گرامی کو اس خوب صورتی سے بیان کیا ہے۔ یہ وہ اسمائے گرامی ہیں جو کتب سابقہ میں مذکور ہوئے ہیں۔

النبی الامی العربی صاحب الجمل و صاحب المدرعة.

وصاحب التاج و صاحب النعلین و صاحب الهراوة (۱۸۱)

آپ کا نام نامی سراج ہے۔ آپ کا اسم گرامی منیر ہے۔ آپ نبی ہیں، آپ کا ایک نام العربی ہے۔ آپ کی پھوپھی حضرت صفیہؓ نے آپؐ کے ان اسمائے گرامی کو اپنے شعر نعت میں یوں بیان کیا ہے۔

وسراجا یجلو الظلام منیرا   ونبیاً مسدوداً عربیاً (۱۸۲)

حضرت عامر بن واثلہ ؓ اپنی نعت میں فرماتے ہیں:

ان النبی ھوا النور الذی کشفت　　بہ عمایات باقینا وما ضیا (۱۸۳)

آپ کا ایک نام نور ہے۔آپ کی صاحب زادی حضرت فاطمہ ؓ اپنے شعر نعت میں یوں گویا ہیں۔

وکنت بدر و نور یتضاء بہ　　علیک تنزل من ذی العزۃ الکتب (۱۸۳)

حضرت ام ایمن ؓ کہتی ہیں۔

ولقد کان بعد ذالک نوراً　　وسراجاً یضئ فی الظلماء (۱۸۴)

آپ کا ایک نام معلم، ایک نام امام اور ایک نام الحق ہے۔حضرت حسان ؓ نے ان اسماء کو یوں بیان کرتے ہیں۔

امام لھم یھدیھم الحق جاھداً　　معلم مصدق یطیعوہ یسعدوا (۱۸۵)

آپ رحیم ہیں، ھادی ہیں، معلم ہے۔یہ اسمائے گرامی بھی قرآن میں مذکور ہے۔آپ کی پھوپھی حضرت صفیہ ؓ فرماتی ہیں۔

وکنت رحیماً ھادیاً و معلماً　　لیبک علیک الیوم من کان باکیا (۱۸۶)

آپ فاتح ہیں، خاتم ہیں، رؤف ہیں، رحیم ہیں، صادق القول ہیں۔آپ کی پھوپھی حضرت صفیہ ؓ فرماتی ہیں۔

فاتح، خاتم، رئوف رحیم　　صادق القیل طیب الاثواب (۱۸۷)

حضرت ابوطالب کہتے ہیں۔

حلیم رشید عادل غیر طائش　　یوالی الٰھا لیس عنہ بغافل (۱۸۸)

حضور نبی کریمؐ عفیف ومصدق (صادق ومصدوق) ہیں، کعب بن مالک ؓ فرماتے ہیں۔

لنا قومۃ لا تستطاع یقودھا　　نبی اتا بالحق عف مصدق (۱۸۹)

حضورؐ کی کنیت ابوالقاسم تھی۔یہ بھی شعرائے اسلام کے لیے ایک اہم موضوع ہے۔آپ کو یہ کنیت حضرت جبریلؑ نے من جانب اللہ تعالیٰ عطا کی تھی۔آپؐ نے فرمایا کہ میرے نام پر اپنا نام رکھو لیکن میری کنیت پر کوئی اپنا نام نہ رکھے۔"تسموا باسمی ولا تکتنوا بکنیتی" (۱۹۰)

حضرت ابومکعت الاسدی الفقعسی ؓ نے جب حضورؐ کی زیارت فرمائی تو بے ساختہ آپ کی زبان میں یہ شعر جاری ہوگیا۔

یقول ابومکعت صادقاً　　علیک الاسلام ابا القاسم (۱۹۱)

حضور نبی کریم کو اہل عرب، جمال قریش، کفار و مشرکین نے صادق وامین جیسے عظیم لقب سے نوازا تھا۔ یہ خطاب انہوں نے آپؐ کی سچائی و امانت داری پر دیا تھا، وہ آپ کی ان صفات حسنہ پر کامل یقین رکھتے تھے، مگر جب ان سے اسلام لانے کی بات کی جاتی تو پھر وہ ساحرہ و کاہن کہنے لگتے۔ یہ عجیب معاملہ تھا کہ ان کی نظر میں ایک طرف تو صادق وامین ہیں، وہ اس بات کا اقرار خود اپنی زبانی کفر سے کر رہے ہیں، مگر پھر دوسری یہ بات بھی کرتے، لیکن صحابہ کرام علیھم الرضوان نے آپ کی ان صفات کاملہ کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا اور خوب خوب انصاف کیا۔

حضرت ہفشیش بن نعمان الکندیؓ اپنے شعر نعت میں کہتے ہیں۔

حتیٰ الخنا بجنب الهضب من ملاء　　　الی الرسول الامین الصادق الهادی (۱۹۲)

اور حضرت ذبیان بن کدادہؓ کہتے ہیں۔

بانک محمود لدینا مبارک　　　وفی امین صادق القول مرسل (۱۹۳)

حضورؐ انسانوں ہی میں نہیں بلکہ جنات میں بھی صادق وامین کے لقب سے مشہور ہیں۔ ابوسعید نے ''شرف مصطفیٰ'' میں جندل بن نھلہ سے روایت کی کہ انہوں نے حضور کو بتایا۔ ایک جن میرا ساتھی تھا، اچانک وہ میرے پاس آیا اور مجھے یوں خوش خبری دی۔

هب، فقد لاح سراج الدین　　　الصادق، مهذب ، الامین (۱۹۴)

ترجمہ: اٹھ، دین کا چراغ روشن ہوگیا، اس نبی صادق کے ذریعے جو صادق ہے، مہذب ہے اور امین ہے۔

آپ کا ایک نام خاتم الانبیا بھی ہے۔ آپ کی خادمہ حضرت ام ایمنؓ نے آپؐ کے اسم گرامی کو اپنے شعر نعت میں کس خوب صورتی سے پرویا ہے۔

طیب العود الضريبة و المعدن　　　والخیم خاتم الانبياء (۱۹۵)

حضورت نبی کریمؐ کے خاتم الرسل نبی آخر اور شافع اول ہونے کے بارے میں حضرعباس بن مرداسؓ اپنے شعر نعت میں یوں گویا ہیں۔

امینا علی الفرقان اول شافع　　　و آخر مبعوث یجیب الملائکا (۱۹۶)

حضرت فاطمہؓ کہتی ہیں۔

یا خاتم الرسل مبارک وجهه　　　صلی علیک منزل القرآن (۱۹۷)

حضورؐ کا ایک نام ''الحق'' بھی ہے۔ حضرت حسان اس نام کے حوالے سے فرماتے ہیں۔

وانت الٰه الحق ابی و خالقی　　　بذلک ما عمرت فی الناس اشهد (۱۹۸)

سوانح حیات:

حضور نبی کریمؐ کی مدح وثناء میں ایک اہم اور مؤثر و معظم عنصر آپؐ کی سوانحی خاکوں کی ترتیب ہے۔ سیرت نگاروں اور مؤرخین نے اس ترتیب کو جمار کھا ہے۔ عہد نبویؐ کے نعت گو شعراء نے ان سوانحی خاکوں کو بڑی اہمیت دی ہے اور اس سلسلے میں آپؐ کے چچا حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب کی سوانحی نعت خصوصی اہمیت کی حامل ہے، بلکہ آپؐ کے سوانح پر اتنی جامع نعت کہیں اور نہیں ملتی۔ آپؐ کے تذکار سیرت، آپ کی حیات ظاہرہ سے مملو ہے۔

بقول ڈاکٹر اسحٰق قریشی "سیرت" کے واقعات میں مداحین کے نزدیک سب سے زیادہ توجہ کا مستحق "ولادت" کا واقعہ ہے۔ (۱۹۹)

حضرت عباسؓ کہتے ہیں۔

من قبلها طبت فی الظلال و فی مستودع حیث یخصف الورق

ثم هبطت البلاد لا بشر انت ولا مضغة ولا علق (۲۰۰)

مداحین و سیرت نگاران و شعر گویان کے نزدیک یہ غیر معمولی واقعہ جس کی صدیوں سے پیش تر خبر دی جارہی تھی اور انبیائے سابقین کی بشارات، کتب قدیمہ کی خوش خبریاں اور احبار و رہبان و کہان کی اطلاعات اس انتظار کو مزید مہمیز دے رہی تھیں اور جذبات گویائی کو توانا کر رہی تھیں۔ ان الفاظ کو قوت و رعنائی بخش رہی تھیں اور جب یہ غیر معمولی وقت سعادت آن پہنچا تو جو واقعات و حالات، خوارق و معجزات اس دوران رونما ہوئے، وہ نعت گویان و عشاقان کے لیے نہایت اہمیت کے حامل بن گئے۔

جبین عبداللہ میں نور مصطفٰے کا روشن ہونا (۲۰۱) ملائکہ کی آمد، آپؐ کی ولادت سے قبل کے حالات، مشاہدات، پیش گوئیاں، آثار رحمت، عجائبات کا ظہور، حضورﷺ کے خصائص ولادت۔ (۲۰۲) حضرت آمنہؓ سے بعض خوارق کی حکایات، بحیرہ ساوہ کا خشک ہونا، (۲۰۳) گہوارہ میں چاند سے باتیں کرنا (۲۰۴) کھیلنا، اشارے پر چاند کو چلانا، محلات کسریٰ کے کنگروؤں کا منہدم ہو جانا (۲۰۵) آتش کدۂ فارس کا بجھ جانا، بتوں کا اوندھے منہ گر جانا (۲۰۶)، مختون و ناف بریدہ متولد ہونا، (۲۰۷) محمد و احمد اسماء کے اشارات (۲۰۸) حلیمہ سعدیہ کی رضاعت، (۲۰۹) واقعہ شق الصدر (۲۱۰) اور ان جیسے دیگر واقعات جو آپ کی عزوشرف کی عظمت کی دلیل ہیں، نعت گویان رسول کے لیے بہترین موضوعات ثابت ہوئے۔ اس طرح آپؐ کا نسب نامہ، نور محمدی کی تخلیق، نطق حیوانات اور آپ کی تاریخ ولادت بھی نعت گویان کے لیے نہایت اہم اور مثبت موضوعات ہیں۔

ملائکہ کی آمد کے حوالے سے جناب کلبیؒ نے کسی شخص کا یہ شعر بیان کیا ہے۔

میکال معک و جبریل کلاھما　　مدد لنصرک من عزیز قاھر (۲۱۱)

اسی موضوع کو حضرت قیس بن بجد الاشجعیؓ بیان کرتے ہیں۔

معانا بروح القدوس ینکی عوده　　رسول من الرحمن حقا بمعلم (۲۱۲)

حضرت عباس بن مرداسؓ کہتے ہیں۔

تدلیٰ علیه الروح من عندربه　　ینزل من جوّ السماء و یرفع (۲۱۳)

بنت اوندھے منہ گرے تو عثمان ابن الحویرث نے شعر کہا۔

ایا صنم العبد الذی صف حوله　　ضادید و قد من بعید و عن قرب

تنکس مغلوبا فی ذاک قل لنا　　أذاک شیٔ ام تنکس اللعب (۲۱۴)

آپ گا حسب ونسب نامہ صحابہ کرامؓ کی شاعری کا جزو ہے۔ حضرت زید بن حارثہؓ اس ضمن میں فرماتے ہیں۔

فانی بحمد الله فی خیراسرة　　کرام معد کابرا بعد کا برا (۲۱۵)

حضرت ابوطالب کہتے ہیں۔

وان فخریوماً فان محمداً　　ھو المصطفٰے من سرھا و کریمها (۲۱۶)

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی نعت گوئی کے چند موضوعات یہ بھی ہیں کہ حضور نبی کریم کو اللہ رب ذوالجلال نے فضائل کثیرہ عنایت فرما کر تمام خلق پر افضل کیا، آپ کو حسن ظاہر بھی دیا اور حسن باطن بھی، نسب عالی بھی، نبوت و کتاب و حکمت وعلم وحلم وشفاعت بھی دی۔ حوض کوثر بھی عطا کیا اور مقام محمود بھی، کثرت امت بھی اور اعدائے دین پر فتح ونصرت وغلبہ بھی عطا فرمایا۔ یہ موضوعات اپنے اندر ایک خاص کشش رکھتے ہیں جو شعراء کو اس بات پر مجبور کرتے تھے کہ وہ ان پر کچھ کہیں۔

آپ کی شفاعت کے بارے میں حضرت سواد بن قارب یوں رطب اللّسان ہیں۔

وکن لی شفیعاً یوم لا ذوشفاعة　　بمغن فتیلاً عن سواد بن قارب (۲۱۷)

حضور نبی کریمؐ کے بچپن اور لڑکپن کا دور ہمیشہ عقیدت مندان رسالتؐ کے پیش نظر رہا ہے۔ اس موضوع کو شمع رسالت کے پروانوں نے خوب خوب برتا ہے۔ اس تاریک دور آپ گا عہد مبارک روشن کی کرن تھا جس سے لوگوں کی آنکھیں خیرہ ہوگئیں، نابینا، بینا اور بینا دوربیں ہوگئے۔ ہوش وخرد سے عاری، عقل وفہم سے بیگانہ لوگ عقل وذکاء کے بادشاہ ہوگئے، نور کے اس سفر میں لوگ نورانی ہوگئے۔

آپ کے بچپن کے کارنامے، کردار اور اقوال وافعال کے لوگ ایسے گرویدہ ہوئے کہ صادق وامین کہہ

بیٹھے۔ یہ لقب آپ کی ذات کا جز بن گیا۔ سرداران قریش عدل وانصاف، صلاح مشورے اور اپنے فیصلوں پر آپ کو حاکم بناتے اور جو فیصلہ آپ فرماتے وہ ان کے لیے قابل قبول ہوتا۔ آپ کا ہر حکم فیصلہ کا درجہ رکھتا تھا۔ شعرائے اسلام نے اس موضوع کو خوب برتا ہے۔

ہجرت حبشہ، ہجرت مدینہ، شعب ابی طالب کی محصوری، عہد نامہ کی بوسیدگی اور سفر طائف بھی شعراء اسلام کے خاص موضوعات ہیں۔ حضورؐ کے سفر شام کو بھی شعراء نے موضوع نعت بنایا ہے۔ اس سلسلے میں آپؐ کے چچا حضرت ابوطالب کے اشعار خوب ہیں۔

ونفی قصی بنی هاشم　　كنفی الطهارة لطاف الخشب

وقول لاحمد، انت امراء　　خلوف الحديث ضعيف السبب

وان كان احمد قد جاء هم　　بحق ولم ياتهم بالكذب (۲۱۸)

ترجمہ: (۱) قصی کے خاندان والوں نے، خاندان ہاشم کو الگ کر رکھا ہے، جیسے تندور والے، چھوٹی چھوٹی لکڑیوں کو چن کر الگ کر دیتے ہیں۔ (۲) اور یہ لوگ (میرے بھتیجے) محمدؐ سے کہہ رہے ہیں کہ تمہاری باتیں غلط ہیں۔ یہ بہت ہی بودی اور واہیات بات ہے۔ (۳) جب کہ محمدؐ تو ان کے پاس حق کا پیغام لے کر آئے ہیں۔ انہوں نے تو کوئی بات نہیں کہی۔

سفر شام سے متعلق ابوطالب کہتے ہیں۔

ساروا الا بعد طية معلومه　　فلقد تباعد طيه المرتاد (۲۱۹)

ایک مقام پر آپ کہتے ہیں۔

فلما هبطنا ارض بصرى تشرفوا　　لنا فوق دور ينظرون جسام (۲۲۰)

ہجرت مدینہ کے موقع پر حضرت ابواحمد بن جحش الاسدیؓ نے یہ نعت شعر کہا۔

الى الله نغدوبين مثنى و موجد　　ودين رسول الله و الحق بينها (۲۲۱)

حضرت بجید بن عمران الخزاعیؓ کہتے ہیں۔

وهجرتنا بی و رضعنا عندنا بها

كتاب اتى من خير ممل و كاتب (۲۲۲)

مدینے کی گلی کوچوں میں شادیانے بج رہے ہیں۔ مکینوں کے چہروں کی تمکنت، خوش لباسی، خوشی سے مسرور چہرے بتا رہے ہیں کہ آج کوئی بہت بڑا جشن ہوا چاہتا ہے۔ "طلع البدر علینا" سے فضائے مدینہ گونج رہی ہے۔" آج اس شہر کی قسمت بدلنے والی ہے۔ آج وہ ہستی یہاں رونق افروز ہوا چاہتی ہے جس کے لیے یہ کائنات رنگ و بو سجائی گئی ہے۔ آج تیرہ سالہ آبائی واجدادی وطن سے رفاقت ختم ہوا چاہتی ہے۔ نیا شہر، نئے

لوگ، دس سال میں یہ لوگ اتنے مانوس، ہمدرد وغم گسار و جاں نثار و جاں سپار بن گئے کہ وہ لوگ تیرہ سال میں اتنے ہمدرد نہ ہو سکے، جب کہ وہ قریبی خاندانی تھے، یہ تو میلوں دور کے پڑوسی ہیں، لیکن کیا خوب پڑوسی ہیں جو یہ کہہ رہے ہیں۔

نحن جوار من بنی نجّارا   یا حبّذا محمد من جار (۲۲۵)

ذات نبویؐ کی جسمانی وطبعی خصوصیات (شمائل نبویؐ):

حضور نبی کریمؐ کی حیات مبارکہ کے دیگر پہلوؤں کے ساتھ ساتھ آپؐ کی جسمانی وطبعی خصوصیات بھی شعرائے اسلام کا بڑا دل چسپ اور وسیع موضوع ہے۔ آپ کے ہر ہر عضو کی مدح میں شعراء نے شعر کہے اور آپ نے انہیں سماعت فرمایا اور نعت گو کو اعزاز و اکرام سے نوازا۔ آپ کی کئی طبعی خصوصیت کا ذکر قرآن کریم میں رب ذوالجلال نے فرمایا۔

آپؐ کی مہر نبوتؐ شعراء کا خاص موضوع ہے۔ آپؐ کے شعر مبارک، جبین مبارک، چشمان کریمین، بنی مبارک، رخسار مبارک، گوش مبارک، پھر چہرۂ انور، دہن مبارک، لسان مبارک، دندان مبارک، گفتگو کی لطافت و بلاغت، لباس مبارک، صدر مبارک، اعجاز شجاعت، اعجاز آواز، عقلی برتری، پسینہ کی عطر ریزی، قد زیبائے مبارک، جسم اطہر کا بے سایہ ہونا، موئے مبارک نقش پا، اعجاز رفتار، حسن و جمال، ابروئے مبارک، دست اقدس اور آپؐ کے صدر مبارک کو شعراء نے اپنے اشعار میں خوب خوب برتا ہے۔

شاعر اسلام حضرت حسان بن ثابتؓ مہر نبوت کے بارے میں یوں لب کشا ہیں۔

اغر علیہ للنبوۃ خاتم   من اللہ من نور یلوح و یشھد (۲۲۶)

حضرت ابو طالب آپ کی جبین مبارک، حسب نسب اور عزو شرف کے بارے میں کہتے ہیں۔

النبی الاغر ذی الحسب الناقب   و الباع والکریم النجیب (۲۲۷)

ترجمہ: وہ نبی کریم، جو روشن پیشانی والے ہیں، حسب نسب کے اعتبار سے ستاروں کی مانند درخشاں وتابندہ ہیں اور فضل و شرف میں (سب سے بلند) صاحب جود و کرم اور نجیب و شریف ہیں۔

معجزات نبویؐ:

آپؐ کی پیغمبرانہ خصوصیات اور معجزات نبویؐ بھی شعرائے اسلام کے خاص موضوعات ہیں۔ علامہ یوسف نبہانی کی کتاب الخصائص الکبریٰ اور ''حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین'' اس موضوع پر جامع ترین کتب ہیں۔ آپؐ کے معجزات کا ظہور قبل از ولادت، مابعد از ولادت، بعد وصال، تین ادوار پر مشتمل ہے۔ آپ کی

ذات اقدس کا ہر ہر عضو معجزانہ شان وعظمت رکھتا ہے۔ واقعۂ معراج، اس کے تمام جزئیات، حرم تا اقصیٰ کا سفر مبارک، رف رف و برّاق کی سواری، راستے کے عجائبات، امامت انبیاء، عرش وفرش کے مابین سفر، جبریلؑ کی ہمراہی، پھر حضرت جبریلؑ اور آپ کی عرش اعظم پر قدم نشینی، مشاہدۂ حق، باری تعالیٰ سے کلام پر شعرائے کرام نے بڑے عمدہ، زبان وبیان سے پُر قصیدۂ معراجیہ تخلیق فرمائے، عہد نبویؐ میں اس کی گونج سنائی دیتی ہے۔

حضورؐ کے معجزات میں بارش وپانی کو بڑی اہمیت حاصل ہے اور اس موضوع کو شعرائے اسلام نے بہت عمدہ انداز میں باندھا ہے۔ کتب سیرت میں آپؐ کے اس معجزہ کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ آپؐ کے چچا ابو طالب کے قصیدۂ لامیہ میں یہی ایک شعر معرکۃ الآراء کہلایا اور علمائے شعر کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس سے بہتر شعر ابو طالب نے کوئی نہیں کہا۔

وابیض یستقی الغمام بوجهه ثمال الیتامیٰ عصمة للارامل (۲۲۷)

حضرت اسود بن مسعود الثقفیؓ فرماتے ہیں۔

انت الرسول الذی ترجی فواضله عند القحوط اذا ما اخطا المطر (۲۲۸)

ایک اعرابی نے آپؐ کے اس وصف کو اپنے شعر میں یوں باندھا ہے۔

لک الحمد و الحمد ممن شکر سقینا بوجه النبی المطر (۲۲۹)

غزوات میں آپؐ کے معجزات بھی شعرائے نعت گویان کے لئے خوب اور مستند ماخذ ہے۔ جنگ خیبر کے موقع پر آپؐ کا حضرت علیؓ کے آشوب چشم کا علاج، درخت کی شاخ کا تلوار بن جانا، کٹا ہوا بازو، کٹی ہوئی ایڑی کا لعاب دہن سے جڑ جانا، ہاتھوں کی انگلیوں سے چشمے کا بہنا، ابو دجانہؓ کو تلوار عطا فرمانا، ایسے موضوعات ہیں جو اہل شعر کو اپنی جانب کھینچتے ہیں۔ دراصل یہ کشش اس عشق کی ہے جو شاعر کے دل میں اپنے نبیؐ کے لیے موجزن ہے۔ اسی طرح کے ایک معجزہ کا ذکر حضرت معاویہ بن حکمؓ نے اپنی نعت کے اشعار میں کیا ہے۔

فعصب رجله فسماعلیه سموالصقر صادف یوم الظل

فعالک فاستمر بها سویه وکانت بعد ذاک اصح رجل (۲۳۰)

آپ کی شجاعت و بہادری بھی ان شعراء کا خاص موضوع ہے۔ حضرت شداد ابن عارض الجشمیؓ فرماتے ہیں۔

ان الرسول متی ینزل بلادکم یظعن ولیس بها من اهلها بشر (۲۳۱)

حضورؐ کی شجاعت و بہادری سے متعلق حضرت مالک بن نمطؓ کا یہ شعر نعت معرکۃ الآرا ہے۔

فما رحلت من ناقة فوق رحلها اشد علی اعدائه من محمد (۲۳۲)

اور حضرت حسانؓ کہتے ہیں۔

مستشعری حلق الماذی یقدمهم　　جلد النحیزة ماضی غیر رعدید
(۲۳۳)

دین اسلام:

عہد نبویؐ کے نعت گو شعرائے کرام یعنی صحابہ کرام علیہم الرضوان کے لیے دین اسلام کا ظہور، دین اسلام کی برکات وسعادات، دین اسلام کی حیثیت واہمیت، خوبیاں اور بھلائیاں، دین اسلام کی رحمتیں اور عظمتیں اور دین اسلام کا دین الہامی ہونا بھی ایک خاص موضوع رہا ہے۔ خصوصاً اس حوالے سے کہ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے اور یہ تمام کتب وادیان کا ناسخ ہے، پھر یہ کہ دین اسلام کا قدیم نام دین حنیف تھا اور اس کے پیروکاروں میں حضرت ابراہیمؑ اور ان کے صاحب زادگان اور ان متعلقین ومحبین تھے۔

دین حنیف کو اسلام کا نیا نام دے کر نئی شریعت، نئی کتاب، نیا قانون اور نئے ضابطے دے کر، ایک نیا نبی، نبی اعظم، رحمت عالم کو بھیجا گیا جو پچھلے تمام ادیان سے اس لئے منتخب وچنیدہ ہے کہ یہ اللہ رب ذوالجلال، خالق کائنات کا پسندیدہ دین ہے، جیسا کہ فرمان عالی شان ہے۔ "ان الدین عند الله الاسلام"

دین اسلام کے ماننے والوں کو مسلمان کہا گیا اور یہ بھی بتایا گیا کہ اس دین کا پیروکار کسی غیر کا محتاج نہیں رہتا۔ ان کا رب اور اس کا رسول اپنے بندوں کے حاجت روا ہوتے ہیں، بس عقیدہ پکا اور ایمان پختہ ہونا شرط ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان اس بات کے سچے اور پکے عامل تھے۔ اپنے اسی مشاہدہ اور تجربہ کی روشنی میں حضرت قیس بن بجد بن ظریف الاشجعیؓ فرماتے ہیں۔

فدینوا اله بالحق تجسم امورکم　　وتسموا من الدنیا الی کل معظم (۲۳۴)

ترجمہ: آپ لوگ ان کے دین کو اپنا ئیں، آپ کے امور بڑے معظم ہو جائیں گے اور آپ لوگ دنیا میں ہر عظمت کو حاصل کرلیں گے۔

حضرت قیس بن نشبہ السلمیؓ بھی دین اسلام کے بارے میں ایسے ہی خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔

تابعت دین محمد رضیته　　کل الرضا لامانتی ولدینی (۲۳۵)

حضرت لبید بن ربیعہؓ کہتے ہیں۔

الحمد لله اذلم یاتنی اجل　　حتی لبست من الاسلام سربالا (۲۳۶)

بلاشبہ دین اسلام حضرت ابراہیمؑ کا دین ہے اور آپ کی تخلیق وپرورش اسی دین کے پاکیزہ اوصاف پر ہوئی جو آپ کی والدہ ماجدہ کی دعا کا اثر بھی تھی۔ اس بات کی تصدیق آپ کی والدہ ماجدہ نے اپنی نعت کے اس شعر

میں کی ہے جوانہوں نے اپنے وصال سے چند لمحے قبل کہی تھی۔

دیــن ابیک البــر ابــراھــام　　　فـاللـه انهاک عن الاصنام (۲۳۷)

(دین اسلام، بلاشبہ تمہارے والد حضرت ابراہیمؑ کا دین ہے۔رب اللہ تعالیٰ آپ کو بتوں سے محفوظ رکھے، نیز یہ کہ آپ لوگوں کے ساتھ ان کی پیروی نہ کریں)۔

حضرت سعد بن وقاصؓ دین اسلام کی حقایت وصداقت کو یوں بیان کرتے ہیں۔

وذلک ان دیـنـک دیـن صـدق　　　وذوحــق تیف بــه وعــدل (۲۳۸)

دین اسلام۔دین اللہ ہے۔یہ دین فطرت، دین عطرت، دین عشرت اور دین رحمٰن ہے اور اس دین میں کیا کیا ہے؟ آیئے اس سلسلے میں حضرت عباس بن مرداسؓ سے رجوع کرتے ہیں۔آپ فرماتے ہیں۔

ولـکـن دیـن الـلـه دیـن مـحـمـد　　　رضینا به فیه المولیٰ والشرائع(۲۳۹)

(لیکن اللہ کا دین ہی محمدؐ کا دین ہے، جسے ہم نے پسند کرلیا ہے، کیوں کہ اس دین میں ہدایت وشریعت وراستی اور اصول حیات وقوانین زندگی ہیں)۔

حضرت علیؓ دین اسلام کی صداقت وحقانیت کو یوں بیان کرتے ہیں۔

یـا شـاهـداً لـلـه علی فاشهـد　　　ان عــلــی دیـن الـنـبـی احـمـدً

مـن شـک فـی الـدیـن فـانی مهتدٍ　　　یا رب فـاجـعل فی الجنان موردی(۲۴۰)

ترجمہ:(۱) اے اللہ کی طرف سے میری گواہی دینے والے، تو میرے لیے گواہ رہ، کہ میں احمدؐ کے دین پر ہوں۔

(۲) جس کو دین میں شک ہو تو ہو، میں تو ہدایت یافتہ ہوں۔اے میرے رب میرا ٹھکانا جنت میں کر۔

چوپایوں اور حیوانات کا آپؐ سے ہم کلام ہونا بھی آپؐ کے معجزات میں سے ہے اور صحابہ کرام نے اسے بھی اپنے نعتیہ کلام کا موضوع بنایا ہے۔ام المومنین حضرت خدیجہؓ فرماتی ہیں۔

نـطق الـبعیـر بـفضل احمد مخبرا　　　هــذا الــذی بــه ام الـقـریٰ(۲۴۱)

کتب قدیمہ وانبیائے سابقین کی بشارت وپیش گوئیاں بھی صحابہ کرام کی نعت گوئی کے اہم موضوعات رہے۔حضرت کلیب بن السد الحضرمیؓ فرماتے ہیں۔

انـت الـنـبـی الـذی کـنـا نـخـبره　　　وبشـرتنا به الاخبار والرسول (۲۴۲)

حضرت حسان فرماتے ہیں۔

کـفـر تـم بـالـقـرآن وقـد اتیتم　　　بـتـصـدیق الـذی قـال النذیر (۲۴۳)

(تمہیں قرآن دیا گیا مگر تم نے لینے اور اسے ماننے سے انکار کردیا، حالاں کہ رسول نذیر (محمدؐ) نے کتب

سابقہ کی تصدیق کی تھی۔)

حضرت عباس بن مرداسؓ اس سلسلے میں کہتے ہیں۔

بنی اتانا بعد عیسیٰ بناطق من الحق فیه الفضل منه کذالکا(۲۴۴)

قرآن کریم معجزۂ رسولؐ ہے جو صحابہ کرامؓ کے نعتیہ موضوعات کا خاص جز اور اہم عنصر ہے۔ قرآن کریم اور سرکار رسالتؐ کی ذات مبارکہ لازم وملزوم ہیں، یہی وجہ ہے کہ شعرائے اسلام نے ان دونوں کتابوں کا تذکرہ یکجا کیا ہے۔ حضورؐ کی ذات اطہر کی تصدیق وتحقیق کے لیے کتاب اللہ کو معیار مانا گیا ہے اور اس کتاب نے آپؐ کے نعتیہ مضامین کی بنیاد فراہم کی ہے، لہٰذا صحابہ کرامؓ اسوہ رسول کو قرآن کی روشنی میں دیکھتے، پرکھتے اور بیان کرتے ہیں۔ حضرت نابغہ جعدیؓ فرماتے ہیں۔

اتیت رسول الله اذ جاء بالهدیٰ ویتلو کتاباً کالمجرّة نیرا(۲۴۵)

ترجمہ: میں رسول کریمؐ کے پاس اس وقت آیا جب آپ ہدایت لے کر آئے اور آپؐ ایک کتاب پڑھ رہے تھے جو کہکشاں کی طرح روشن تھی۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔

فجاء بفرقان من الله منزل مبینة آیاته لذوی العقل(۲۴۶)

ترجمہ: آپؐ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اتاری ہوئی (حق و باطل میں) فرق کرنے والی چیز (فرقان) لے کر آئے۔ جس کی آیات بینات میں عقل والوں کے لیے واضح ہدایات ونور ہے۔

قرآن پر عمل کرنے اور نہ کرنے والے کا فرق بیان کرتے ہوئے آپ کہتے ہیں۔

فامن اقوام بذاک والقینوا فامسو بحمدلله مجتمعی الشمل

وانکر اقوام فزاغت قلوبهم فزادهم ذوالعرش خبلاً علیٰ خبل(۲۴۷)

ترجمہ: تو کچھ لوگوں نے اسے مان لیا اور یقین کر لیا تو بحمد للہ، تو وہ اپنی تمام تر پراگندہ قوت کو ایک جگہ جمع کرنے والے ہوگئے اور کچھ لوگوں نے اس کا انکار کیا تو ان کے دل ٹیڑھے ہوگئے اور عرش والے نے ان کے فساد و بربادی میں اور زیادتی کر دی۔(۱)

حضرت حسانؓ فرماتے ہیں۔

رسول نصدق ماجاء ه ویتلوا کتاباً مضیاً منیرا(۲۴۸)

نورانی نور، ہر بلا دور:

حضورؐ کی تخلیق نور سے ہوئی۔ قرآن کہتا ہے۔ آپؐ نورانی نور"نور" علیٰ نور" تھے۔(۲۴۹) مزید فرمایا۔

---

(۱) یہ شعر ہمیں آج مسلمانوں کی ابتر صورت حال کو سمجھنے کی دعوت دے رہا ہے۔

"مثل کمشکوٰۃ فیھا مصباح" (۲۵۰) مزید تفصیلات کے لئے دیکھئے۔(۱) حضورؐ نے فرمایا۔ "انا نور من نور اللہ (میں اللہ کے نور میں سے ایک نور ہوں)۔

جگر گوشۂ رسولؐ حضرت فاطمہؓ نے اپنے شعر نعت میں اس مضمون کو یوں باندھا ہے۔

یا عین فانھملی بالدمع واجتھدی للمصطفیٰ دون خلق اللہ بالنور (۲۵۱)

ترجمہ: اے میری آنکھ، آنسوؤں کی برسات کرو، بنو ہاشم کے اس فرزند ارجمند پر جو سراپا نور تھا اور جس کی تخلیق نور سے ہوئی تھی۔

ایک مقام پر آپ کہتی ہیں۔

علی المصطفیٰ بالحق والنور الھدیٰ بالرشد بعد المنوبات العظائم (۲۵۲)

ترجمہ: اس مصطفیٰ کریمؐ پر گریہ کرو جو نور حق، حق بالنور تھا اور ہدایت ورہنمائی لے کر آیا تھا اور اس کی فیاضی وسخاوت، اس کا جودوکرم سب سے سوا تھا۔

بلاشبہ حضورؐ نورِ خدا ہیں، اگر کسی کو شک وشبہ ہے کہ آپؐ کیسے نور ہیں؟ تو وہ حضرت کعب بن مالکؓ کے اس شعر نعت سے اپنا جواب پالے اور عشق رسولؐ کی گرمی سے اپنے دل کو گرما لے۔ اس پر آپ کو ردائے یمانی عطا ہوئی تھی اور یہ قصیدۂ بردہ لکعب بن مالکؓ مشہور ہو گیا ورنہ اس سے قبل یہ قصیدہ بانت سعاد کے نام سے گوشۂ گمنامی میں تھا۔ آپ فرماتے ہیں۔

ان الرسول یستضاء بہ مھند من سیوف اللہ مسلول (۲۵۳)

ترجمہ: اس میں کیا شک ہے کہ رسول اللہؐ ایک ایسا نور ہیں جس سے حق کی روشنی حاصل کی جاتی ہے اور آپؐ اللہ کی تلواروں میں نیام سے نکلی (ایک برہنہ تلوار ہیں)۔

ایک مقام پر آپ کہتے ہیں۔

فینا الرسول شھاب ثمہ نتبعہ نور مضیء لہ فضل علی الشّھب (۲۵۴)

ترجمہ: ہمارے اندر ایک ایسے رسولؐ موجود ہیں جو شہاب ثاقب کی طرح روشن ہیں اور روشنی پھیلانے والا ان کا ذاتی نور مستزاد ہے۔

حضورؐ کا علم غیب بھی شعرائے اسلام، صحابہ کرام علیہم الرضوان کے لیے نعت گوئی کا بہترین اور اہم موضوع رہا ہے۔ حضورؐ کا علم غیب ذاتی نہیں صفاتی ہے یعنی آپؐ بالذات عالم الغیب نہیں بلکہ آپؐ کو من جانب اللہ عطا کیا

(۱) پارہ ۶، سورۃ المائدہ، آیت ۱۵۔ پارہ ۱۰، سورۃ التوبۃ، آیت ۳۲، پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۴۵، ۴۶۔ پارہ ۲۸، سورۃ الصف، آیت ۸

گیا تھا، خود قران کریم اس کا شاہد ہے، دیکھیے (۱) حضور کو جو عام غیب دیا گیا، وہ آپ نے کھل کر بیان کر دیا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔ "وما هو على الغيب بضنين" (۲۵۵) (اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں)۔

اگر حضور نبی کریمؐ بخل سے کام لیتے اور جو کچھ آپ کو باری تعالیٰ نے تعلیم کیا، جو علم دیا اگر آپؐ وہ مکمل طور پر بیان نہ فرماتے، کوئی ایک نقطہ یا حرف بھی رہ جاتا۔ تو آج یہ دین مکمل نہ ہوتا اور تکمیل دین سے متعلق یہ آیت کریمہ غلط ثابت ہو جاتی کہ "اليوم اكملت لكم دينكم." (۲۵۶)

حضور نبی کریمؐ عالم الغیب تھے، اس کی مزید تفصیل کے لیے دیکھیے قرآن کریم۔ پارہ ۴، سورۃ عمران، آیت ۱۷۹۔ پارہ ۱۵، سورۃ النساء، آیت ۱۱۳۔ پارہ ۷، سورۃ الانعام، آیت ۳۸۔ پارہ ۱۱، سورۂ یونس، آیت ۳۷، پارہ ۱۴، سورۃ النحل، آیت ۸۹۔ پارہ ۲۷، سورۃ الرحمٰن، آیت ۱-۲۔ پارہ ۲۹، سورۃ الجن، آیت ۳۷۔

حضرت حسان بن ثابتؓ اس بات کو بڑی خوب صورتی سے بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

بنبی یری مالا یری الناس حولهم　　ويتلو كتاب الله فی كل مسجد (۲۵۷)

آپ مزید کہتے ہیں۔

وان قال فی يوم مقالة غائب　　فصديقها فی اليوم اوفی ضحى الغد (۲۵۸)

علم غیب کے بارے میں حضرت کعب بن مالکؓ فرماتے ہیں۔

ولكن ببدرٍ سائلوا من لقيتهم　　من الناس والا بناء بالغيب تنفع (۲۵۹)

عظمت مصطفیؐ کیا ہے؟ مقام مصطفیؐ کیا ہے؟ تعظیم مصطفیؐ کیا ہے؟ ادب مصطفیؐ کیا ہے؟ حضورؐ کا ادب و تعظیم کرنا رکن ایمان ہے۔ اللہ رب ذوالجلال کا فرمان عالی شان ملاحظہ کیجئے۔ پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۶۵۔ پارہ ۶، سورۃ المائدہ، آیت ۱۲۔ پارہ ۹، سورۃ الانفال، آیت ۲۴۔ پارہ ۹، سورۃ الاعراف، آیت ۱۵۷۔ پارہ ۱۸، سورۃ النور، آیت ۔۶۳، پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب آیت ۳۶۔ پارہ ۲۲۔ سورۃ الاحزاب آیت ۵۳۔ پارہ ۲۶، سورۃ الفتح آیت ۹۔ پارہ ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت ۱۔ پارہ ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت ۲۔ یہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا ایمان وعقیدہ ہے جو قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے۔ اس کی ایک نظیر حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کے اس شعر نعت میں بھی دیکھی جا سکتی ہے۔

اطعناه لم نعدله فينا بغيره　　شهاباً لنا فی ظلمة الليل هاديا (۲۶۰)

ترجمہ: ہم نے رسول اللہ کی اطاعت کے لیے سر تسلیم خم کر دیا ہے۔ وہ رات کی تاریکیوں میں ہمارے لیے ایک روشن ستارہ

۱۔ پارہ ۷، سورۃ الانعام، آیت ۵۰۔ پارہ ۹، سورۃ الانعام، آیت ۱۸۶،۱۸۔ پارہ ۲۹، سورۃ الجن، آیت ۲۵ تا ۲۸۔

اور رات کے اندھیرے میں رہنمائی کرتے ہیں۔'' ہم اپنے میں سے کسی کو بھی آپ گا ہم پلہ نہیں ٹھہرا سکتے۔(۱)

حضرت کعب بن مالکؓ جب دربار رسالتؐ سے دور، شرک و گمراہی کی چادر میں لپٹے رہے، اس وقت تک انہیں حضورؐ کے دربار کے رعب و دبدبہ اور ہیبت مصطفیؐ کا علم نہ تھا۔ آپ ابھی ان تمام باتوں سے نابلد تھے جو حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے بیان فرمائیں، لیکن جب دربار مصطفیؐ میں حاضر ہوئے، اپنی ضلالت و جہالت پر نادم ہوئے اور نور اسلام سے اپنے قلب کو منور کیا۔ دست رسالتؐ اپنے ہاتھوں میں تھام لیا اور شفقت رسالت کو پالیا اور مقام رسالت کو پہچان لیا تو یوں گویا ہوئے۔

لقد اقوم مقاماً لويقولوبه　　　يرىٰ و يسمع ماقد اسمع الفيل (۲۶۱)

ترجمہ: خدا کی قسم! میں آپ کی مجلس میں حاضر ہوں اور سب کچھ (بچشم خود) دیکھ اور سن رہا ہوں۔'' اگر ہاتھی بھی اس (پاکیزہ و بابرکت) محفل میں حاضر ہو کر یہ سب باتیں سنتا تو وہ بھی (خشیت الٰہی اور رعب رسولؐ) سے کانپنے لگتا۔''

آپؓ ایک مقام پر فرماتے ہیں۔

من يتبع قول النبي فانه　　　فينا مطاع الامر حق مصدق (۲۶۲)

ترجمہ: جو بھی نبی کریمؐ کے قول کا اتباع کرتا ہے یا کرے گا (اسے تو ایسا کرنا ہی چاہیے) کیوں کہ نبی کریمؐ ہمارے اندر واجب الاحترام اور واجب الاطاعت ہیں (جن کا حکم ماننا ہی چاہئے اور ان کا اتباع کرنا تصدیق کردہ نبی کا واجبی حق ہے)۔

حضرت حسان بن ثابتؓ اس سلسلے میں کہتے ہیں۔

سقتم كنانة جهلاً سفا هتكم　　　الى الرسول فجند الله مخزيها (۲۶۳)

ترجمہ: اپنی بے وقوفی اور سفاہت کی وجہ سے، حقیقت حال کو نہ جان کر (مرتبہ و مقام مصطفیؐ سے نابلد و ناواقف ہونے کے سبب) تم رسول اللہؐ کے مقابلے میں بنو کنانہ کو لائے اور نتیجہ آخر کار یہ ہوا کہ اللہ کے لشکر نے بنو کنانہ کو اچھی طرح ذلیل و رسوا کر دیا۔

عظمت رسالتؐ، شان رسالتؐ، مقام رسالتؐ کے بارے میں حضرت حسانؓ کا یہ نعتیہ شعر معرکتہ لآ راء ہے۔

له رتب عال على الناس كلهم　　　تقاصر عنه سورة المتطاول (۲۶۴)

ترجمہ: دنیا کے تمام انسانوں سے رسول اللہؐ کا مرتبہ بہت بلند اور اونچا ہے۔ بتکلف طویل بننے والے شخص کی اچھل کود بھی آپؐ کے بلند و عالی مقام اور مرتبہ پر پہنچنے سے قاصر ہی رہے گی۔

رفعت مصطفیؐ، عظمت مصطفیؐ اور شان مصطفیؐ کیا ہے؟ حضرت عباس بن مرداسؓ یوں بیان فرماتے ہیں۔

وجدناه بينا مثل موسىٰ　　　فكل فتى يخابره ,,, مخير (۲۶۵)

ترجمہ: ہم نے انہیں (رسول مکرمؐ) کو موسیٰ جیسا نبی برحق پایا ہے، لہٰذا جو فرد بھی برتری و ہمسری میں ان (نبی معظمؐ) سے مقابلہ (یا اپنا موازنہ) کرے، وہ مغلوب اور کم تر ثابت ہوگا، کیوں کہ آپؐ ہر شخص کی نگاہ انتخاب ہیں۔

۱۔ اس زمانے کے جو لوگ اس بات پر مصر ہیں کہ حضور نبی کریمؐ ہمارے جیسے بشر تھے، وہ اس زمانے "خیر من قرون الناس" کے صحابی رسولؐ حضرت عبداللہ ابن رواحہؓ اور حضرت کعب بن مالکؓ کے اشعار کے مرکزی خیال سے درس و رہنمائی حاصل کریں۔

ادب رسول گیا ہے۔ حضرت حمزہ کہتے ہیں۔

واحمد مصطفی فینا مطاعاً　　فلا تغشوہ بالقول العنیف(۲۶۶)

ترجمہ: اوراحمدؐ ہی سب سے برگزیدہ ہیں جن کی اطاعت کی جاتی ہے، لہٰذا تم ان کے سامنے ہلکے الفاظ بھی منہ سے نہ نکالنا۔

حضور نبی کریمؐ کے مقام ومرتبہ، عزت واحترام، رعب وجلال اور اتباع رسولؐ کے بارے میں حضرت کعب بن مالکؓ کا یہ شعر قابل تفہیم ہے۔

وفینا رسول اللہ نتبع امرہ　　اذ قال فینا القول لانتطلّع(۲۶۷)

(اور ہمارے درمیان اللہ کا پیغمبر موجود ہے۔ ہم ہر معاملے میں ان کی اتباع کرتے ہیں۔ وہ ہمارے بارے میں جب کچھ فرماتے ہیں تو ہم احترام واجلال سے نظر بھی نہیں اٹھاتے (ہم ادب سے سر جھکائے رہتے ہیں)

آپ ایک مقام پر کہتے ہیں۔

نشاورہ فیما نرید و قصدنا　　اذا ما استھی انا نطیع ونسمع (۲۶۷)

ترجمہ: ہم ہر چیز (ہر معاملے) میں رسول اللہؐ سے مشورہ کرتے ہیں، پھر آپ کی جو مرضی وخواہش ہوتی ہے، اسے نہایت توجہ اور انہماک سے سن کر، آپ کی اطاعت گزاری وفرماں برداری کرتے ہیں۔

حضرت حسانؓ فرماتے ہیں:

لولا الرسول فانی لست عامیہ　　حتیٰ یغیّبنی فی الرمس ملحودی (۲۶۸)

ترجمہ: اگر رسول کریم نہ بھی ہوں، جب بھی میں ان کی نافرمانی نہیں کروں گا تا آں کہ مجھے قبر میں دفن کر دیا جائے۔

جہاد فی الشعر:

جہاد بھی شعرائے اسلام، صحابہ کرام علیہم الرضوان کے لیے ایک اہم موضوع رہا ہے۔ وہ صحابہ کرام جب جہاد کے لئے تلواریں تیز کرتے، نیزوں پر دھار لگاتے تو جہادی رجز یہ اشعار پڑھتے۔ حضورؐ کے دفاع میں، دفائی نعتیہ اشعار گنگناتے۔ ان کی زندگی کے تین مقصد تھے۔ اتباع الٰہی، قرآن پڑھنا، اتباع رسولؐ، (حضور کے فرمان پر چلنا، عمل کرنا) اور جہاد (ترویج دین، تحفظ اسلام، عقیدۂ توحید، ناموس رسالتؐ کی حفاظت کے لیے اعدائے اسلام سے جنگ کرنا۔

آج صورت حال یہ ہے کہ نام نہاد مسلمان روشن خیالی اور روشن پسندی کے گمراہ کن یہودی ونصرانی پروپیگنڈہ کا شکار ہو کر آیات جہاد کو ترک کرنے اور نصاب اسلام سے موضوعات جہاد کو ختم کرنے کی بات کرتے ہیں۔ وہ اقوام مغرب (یہود ونصاریٰ) جو سلطان صلاح الدین ایوبی کی شکست فاش کے زخم کو آج تک چاٹ رہے ہیں اور اہل اسلام کے خلاف علم صلیب اور جنگ صلیبی کو اپنا عظیم نظریہ قرار دے کر بلاد اسلامیہ کو تاراج کر رہے ہیں، جب کہ ہمارے یہاں لوگوں کو روشن خیالی کا سبز باغ دکھا کر جذبۂ جہاد اور ناموس رسالتؐ پر مرمٹنے کا عشق اور رسول کریمؐ کی محبت کو دلوں سے نکالنے کے لیے دین اسلام کے احکامات وشریعت رسولؐ کے ارکان کو

نشانہ بنارہے ہیں۔ ڈالروں کی چمک سے مسلمانوں کے ایمان وعقیدے اور عشق رسولؐ کا سودا کررہے ہیں، جب کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عقیدہ وعشق، حب رسول اور تقاضائے محبت حضرت کعب بن مالکؓ کی زبان میں یہ ہے۔

یری القتل مدحاً ان اصابک شهادةً — من الله یرجوها و فوزاً باحمد

یذود و یحمی عن ذمار محمد — ویدفع عنه باللسان و بالید

و ینصره من کل امر یریبه — یجود بنفس دون نفس محمد (۲۶۹)

ترجمہ: وہ احمدﷺ کے نام پر قتل ہوجانا قابل تعریف سمجھتے ہیں۔ اس طرح وہ احمد مختارﷺ کو جیتنا اور درجۂ شہادت کو پانا چاہتے ہیں اور اس کامیابی وکامرانی کی وہ اپنے رب سے امید کرتے رکھتے ہیں۔

وہ محمدﷺ کے حقوق وعظمت کی ہر طرح پاسبانی اور مدافعت وحمایت کرتے رہتے ہیں اور خود ان کی نگہبانی وحمایت و مدافعت کے لیے اپنی زبان اور اپنا ہاتھ، سب استعمال کرتے ہیں۔

اور وہ ہر ایسی چیز میں انﷺ کا تعاون ومدد کرتے ہیں، جس میں انہیں ذرا بھی شبہ یا شک ہوجاتا ہے اور وہ محمدﷺ کی جان کی حفاظت میں اپنی جان تک نچھاور کردیتے ہیں۔

درود وصلاۃ وسلام:

حضور نبی کریمؐ کی ذات اطہر پر درود وسلام پڑھنا بحکم قرآن ایک اہم دینی فریضہ اور تقاضۂ ایمان ہے۔ اللہ رب ذوالجلال کا قرآن کریم میں یہ فرمان عالی شان "ان الله و ملائکته یصلون علی النبی یا ایها الذین امنوا صلّوا علیه وسلموا تسلیماً (ا)

ترجمہ: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر، اے ایمان والوان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ (ب)

آپؐ کا فرمان ذی شان ہے کہ جب میرا نام سنا جائے تو درود پڑھا جائے اور جو شخص ایسا نہ کرے تو وہ بخیل ہے۔ (ترمذی)

درود وسلام کی اہمیت پر علامہ ابن قیم الجوزی نے باقاعدہ ایک کتاب "جلاء الافہام فی الصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام" تصنیف فرمائی ہے۔ کتب احادیث میں محدثین کرام نے باقاعدہ درود وسلام کے موضوع پر مستقل ابواب بھی قائم کئے ہیں۔

جس طرح حضور نبی کریمؐ کی ذات اور مدح خوانی لازم وملزوم ہیں، بعینہٖ نعت خوانی ونعت گوئی اور درود و

(الف) پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۵۶۔

(ب) کنزالایمان فی ترجمہ القرآن۔ ص ۶۷۶۔

سلام ایک دوسرے سے ملحق ہیں۔ بلا صلاۃ وسلام محفل نعت ادھوری اور ذات رسولؐ پر کثرت درود کا رثواب ہے۔
صحابہ کرام علیہم الرضوان اپنی محافل نعوت میں، نعتیہ شاعری میں بالخصوص ذات رسالت مآبؐ پر درود و سلام کا اہتمام والتزام کرتے تھے۔

حضرت عمرو بن معدی کربؓ اپنی ایک نعت میں ہدیۂ درود وسلام پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

فعلیہ السلام و السلام منا　　حیث کنا من البلاد و کانا (۲۷۰)

حضرت محمد بن بشرؓ کہتے ہیں۔

بورکنا من فسم و بدارک　　ماتحاً وعلیہ منی ماحییت صلاتی (۲۷۱)

ترجمہ: وہ بابرکت عطیہ ہے اور دینے والا بھی بابرکت ہے، جب تک میں زندہ رہوں نبی کریم کی ذات اقدس پر میرا درود وسلام ہو۔

حضرت فاطمہؓ فرماتی ہیں۔

یا خاتم الرسل مبارک وجھہ　　صلی علیک منزل القرآن (۲۷۲)

حضرت عمرؓ نے ایک ضعیف عورت سے ملاقات کی جو کہ آپؐ پر نعت کے گلستان نچھاور کر رہی تھی اور اس کی آنکھوں سے اشک رواں تھے۔ حضرت عمرؓ نے سنا کہ وہ آپؐ پر یوں ہدیۂ درود وسلام پیش کر رہی تھیں۔

علیٰ محمد صلوٰۃ الابرار　　صلی علیک المصطفون الاخیار (۲۷۳)

ترجمہ: محمدؐ پر پاکیزہ نفوس کا درود ہو۔ پسندیدہ اور منتخب حضرات کا ان پر سلام ہو۔

<u>اجنّہ کا نعتیہ سلام:</u>

قرآن کریم کا وہ حکم ربی کہ جس میں سرکار کی ذات اقدس پر درود وسلام بھیجنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ حکم عام ہے۔ اس میں جن وانس سب داخل ہیں۔ علامہ سیوطی خصائص کبریٰ میں لکھتے ہیں کہ آپ کی ذات اقدس پر اجنہ نے درود وسلام بھیجا ہے۔ ایک جن کہتا ہے۔

ارسلنا فینا احمد　　خیر نبی قد بعث

صلی اللہ علیہ اللہ ما　　حج لہ مارکب وحث (۲۷۴)

ترجمہ: اس رب تعالیٰ نے ہمارے درمیان احمدﷺ کو رسول بنا کر بھیجا۔ بلاشبہ وہ افضل نبی مبعوث ہوئے۔ اللہ تعالیٰ حضورؐ پر صلوٰۃ بھیجے، جب تک کہ حج کرنے والے سوار ہو کر آئیں اور اس پر آمادہ ہوں۔

ابوسعید ''شرف مصطفیٰ'' میں جعد بن قیس راوی سے راویت کی ہے کہ انہوں نے ہاتف غیبی سے یہ سلام بر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سنا۔

محمد المبعوث مناتحیۃ　　تشیعۃ من حیث سارو یمیما (۲۷۵)

ترجمہ: ہماری طرف سے محمدﷺ کو سلام، جہاں وہ تشریف لے جائیں اور جس جا کا وہ قصد وارادہ کریں، ہماری تحیت انؐ کے ساتھ ہو۔

توسل واستعانت:

حضرت نبی کریم، رسول عظیم کے شرف عز وخصائل وفضائل تمام انبیاء ورسل سے خاص ہیں۔ آپ کو بے شمار خصائص عطا کئے گئے ان میں ایک توسل واستغاثہ ہے۔ حضور نبی کریمؐ شفیع ہیں اور اللہ کی بارگاہ میں وسیلہ بھی اور آپ کی ذات سے استغاثہ طلب کرنا جائز۔ قرآن کریم میں فرمان عالی شان ہے۔

فرمان رب ذوالجلال ہے۔

یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ و ابتغوآ الیہ وسیلا. (۲۷۶)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو (کنز الایمان، ص۲۰۴)

صحابہ کرام علیہم الرضوان آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپؐ سے استعانت طلب کرتے اور توسل کے خواہش مند ہوتے۔ آپؐ کے دادا حضرت عبدالمطلب کا آپ کے وسیلہ سے دعائے آپ باراں کا طلب کرنا (۲۷۷)۔ ابوطالب کا آپؐ کے توسل سے بارش کا طلب کرنا۔(۲۷۸) وسیلہ واستعانت کی مستند امثال ہیں۔

شعرائے اسلام، صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اپنے اشعار نعت میں اس موضوع کو بڑے احسن طور پر باندھا ہے۔ حضرت ابوطالب اس موضوع پر سب سے بازی لے گئے اور آپ کا یہ شعر آج پندرہ سو سال بعد بھی اسی طرح تر و تازہ ہے جیسا روز اول تھا۔ اس سے عمدہ، اعلیٰ وارفع اور اتنا سنجیدہ، مرصع ومرقع، زبان وبیان کا شاہ کار شعر، اپنے معنوی وفنی اور صوری وہیئتی لحاظ سے ایسا جامع المجموع بلحاظ موضوع کوئی دوسرا سامنے نہ آسکا۔

وابیض لیتسقی الغمام بوجھہ ثمال الیتامیٰ عصمۃ للارامل (ا)

حضرت قیس بن نشبہ السلمیؓ فرماتے ہیں۔

اعنی ابن آمنہ الامین و من بہ ارجو السلامۃ من عذاب الھون (۲۷۹)

عقیدت ومحبت:

حضور نبی کریمؐ کی مدح سرائی، آپ کی ثناء خوانی، قصیدہ گوئی، آپ کی نعت بیان کرنے اور آپ کی تعریف وتوصیف کا سب سے بڑا ذریعہ ومحرک، تحریک وجذبہ، آپ کی مودت وعقیدت ومحبت اور آپ کی شیفتگی وفریفتگی ہے۔ آپ کی جلوہ ریزیاں، ظاہری حسن وجمال، صورت باکمال اور سیرت حسنہ اہل نعت گویان کے لیے منظر دل فریب اور کشش ثقل کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ وہ جذبہ ہے جسے الفاظ میں بیان کرنا اور جملوں میں سمونا ممکن نہیں۔ اگر آپؐ کے لیے چشم نم فرش راہ کی جائیں تو دل خود سجدہ ریز ہو جاتا ہے اور دل کو قابو کیا جائے تو آنکھوں سے

(الف) السیرۃ النبویہ لابن ہشام، ص۱۳۶)

اشک عقیدت ومحبت کے بحر رواں ہوجاتے ہیں۔اس کیفیت کو جوبھی نام دیا جائے ،وہ آپ کی عقیدت سے جڑا ہوتا ہے۔

اس محبت وعقیدت کی سب سے بڑی وجہ آپؐ سے رشتۂ امت ہے،رشتۂ دین ہے،احکام دین ہے،فرمان الٰہی ہے،حکم ربی ہے۔آیات قرآنیہ میں یہ بیان ہے کہ آپ کی طاعت وفرماں برداری ہر مسلمان پر فرض ہے۔ قرآن کریم میں باری تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی ''اطیعو الرسول (ا) اسی بات کی علامت ہے۔روحِ اطاعت وثمرۂ ایمان محبت رسول ہے۔ایمان بلا محبت،عقیدت بلا تعظیم متحقق نہیں۔رضائے الٰہی،رضائے رسول میں اور رضائے رسول محبت رسول میں ہے۔حضور نے ارشاد فرمایا۔

والذی نفسی بیدہ لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ (۲۸۰)

ایک مقام پر ارشاد فرمایا۔

لایومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ و الناس اجمعین. (۲۸۱)

اور ایک مقام پر ارشاد فرمایا۔

لا یومن من عبد واو الرجل حتی اکون احب الیہ من اھلہ ومالہ و الناس اجمعین. (۲۸۲)

ان روایات جلیلہ میں حکم رسول کے مطابق جب تک آپ کی محبت ماں،باپ،آل اولاد،عزیز وواقارب، مال ودولت حتیٰ کہ تمام بنی نوع انسان اور کائنات کی تمام اشیاء کی محبت سے اللہ ورسول کی محبت کو اعلیٰ وبرتر ،ارفع و فزوں تر نہ قرار دیا جائے اس وقت نہ تو ایمان کامل ہے اور نہ عقیدہ درست۔جس طرح اللہ کی عبادت میں کوئی شریک نہیں اسی طرح رسول کی محبت بھی شرک سے پاک منزہ ومطہرہ اور تنہا ہے۔قرآن کریم نے ایمان کی بنیاد محبت کو قرار دیا ہے۔

حب رسول،تعظیم رسول اور تعظیم رسول کی اولین مظہر،اولین جماعت،اولین شخصیات،منازل فنافی الرسول کی آخری حدود پر قائم ودائم ہوئے حبیب سے آشنا،مزاج رسول سے روشناس،رسول کریم کی محبت وعقیدت سے سرشار، مست والست تمام صحابہ کرام علیھم الرضوان تھے۔جن کی عقیدت ومحبت کے مظاہر سے کتب احادیث وسیر ومغازی پر ہیں۔

کتب احادیث میں بھی عقیدت ومحبت کے مظاہر ان ابواب میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

(بخاری شریف،کتاب الانبیاء ص ۲۵۸،جلد دوم۔)

(الف) پارہ ۱۰،سورۃ التوبۃ،آیت ۲۵

بخاری شریف، کتاب الانبیاء ص ۳۶۱ جلد دوم)

(بخاری، کتاب الایمان، باب استعمال وضوعن المسورؓ)

(بخاری، کتاب الاستیذان باب من زاقد ماعن ثماثہ)

(کتاب الوضو، باب الماء الذی یغسل بہ اشعر، عن انس بن مالک)

(کتاب المناقب لابی طلحہ عن انس بن مالک)

(کتاب الایمان، باب کون الاسلام یھدم ماقبلہ، عن ابن ثماثہ)

(کتاب المغازی، باب مرض النبیؐ وفات، عن عائشہ۔)

عقیدت ومحبت میں ڈوبا حضرت عمرؓ کا یہ شعر دیکھئے۔

ما زلت مذوضعوا فراش محمد　　　کیما یمرض خائفاً التوجع(۲۸۳)

ترجمہ: جب سے محمد رسول اللہ کو بستر مرگ پر لٹایا گیا ہے میں بہت خوف زدہ ہو رہا ہوں اور مجھے درد محسوس ہو رہا ہے۔

☆......☆......☆

باب ہفتم:

فصل چہارم:

نعتیہ شاعری: عہد نبویؐ اور عصر حاضر (علمی وتقابلی جائزہ)

نعت اہل اسلام کے عقائد وایمانیات کا جز ہے۔ جب تک وہ حی القیوم (ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہنے والا رب) چاہے گا اور روئے زمین پر ایک بھی کلمہ گو مومن ومسلمان، اہل ایمان محافظ اسلام، خواہ اس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ہی ایمان کیوں نہ ہو، اپنے رب العالمین کی حمد وثناء اور اس کی پاکی اور محبوب رب، رحمۃ للعالمین کی نعت بیان کرتا رہے گا، کہ یہی جز وایمان اور مومن کا سرمایۂ حیات آخرت ہے۔

قرآن کریم، کتب احادیث اور تاریخ عالم کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ روئے زمین پر اللہ رب ذوالجلال کی حمد وثناء اور تسبیح وپاکی بیان کرنے والے سب سے اولین وبہترین وعمدہ ترین انبیائے کرام علیہم السلام تھے، بعد ازاں حضور ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ اسی طرح حضور نبی کریم ﷺ کی سب سے عمدہ اور بہترین وجامع ترین نعت بیان کرنے والے بھی انبیائے سابقینؑ ہی تھے، ان کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان، لیکن حضور نبی کریم کی سب سے عمدہ وجامع نعوت اللہ رب ذوالجلال نے قرآن کریم میں مذکور فرمائی ہیں جو تمام نعتوں کا منبع وسرچشمہ ہیں، نیز کتب سابقہ میں بھی نعت سرکا ﷺ اور حمد رب ذوالجلال مذکور ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کی نعوت وصفات قدیم صحائف وکتب تواریخ میں بھی پائی جاتی ہے اور عبرانی، سریانی، یونانی ودیگر زبانوں میں بھی اس کے شواہد وآثار موجود ہیں۔ فصاحت وبلاغت ونزاکت، ندرت وقدرت، روانی وسلاست، شائستگی وشگفتگی، جدّت وشدّت شعرائے عرب کا خاصہ ہے۔ ان کی زبان وبیان یہ تمام لطافتیں پائی جاتی ہیں، اس لحاظ سے شعرائے عرب کو یہ اعزاز وبرتری اور فضیلت وعظمت وشرف وقدر حاصل ہے کہ وہ بہترین ثناء گو ہیں، کیوں کہ شاعری ہی ان کا آبائی واجدادی پیشہ رہا ہے، پھر یہ کہ ان کے یہاں ذخیرۂ الفاظ ولغات کا ایک ٹھاٹھیں مارتا سمندر موجود ہے جس سے ہر شاعر اپنی پسند کے الفاظ ومحاورات وامثال ومصطلحات چُن لیتا ہے۔ عربی جیسی وسیع اللّغات زبان آج تک دنیا میں کوئی نہیں ہے اور اس کا شاہد وگواہ خود اللہ رب العزت کا پاک کلام ''قرآنِ کریم'' ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

انا انزلنه قرآناً عربیاً لعلکم تعقلون (۲۸۴)

ترجمہ: (بے شک ہم نے قرآن کو عربی زبان میں اتارا، تا کہ تم اسے سمجھو)

اور قرآن جیسی نادرالوجود کتاب اور جس پر نازل ہوئی ایسا صاحب کتاب اور جس کے لیے نازل ہوئی ایسا قاری کتاب دنیا میں کوئی اور نہیں۔

شعرائے عرب لچر وفحش شاعری میں اپنا ثانی ومماثل نہیں رکھتے، لیکن جب دین اسلام کی منور کرنوں سے یہ جہنم کدہ، جنتِ ارضی کا نمونہ بنا تو اصنافِ شاعری میں ایک نئی صنف ''نعت'' کا اضافہ ہوا تو شعرائے اسلام اپنے کلام کی ابتداء وانتہا نعت کا سرکار ﷺ سے کرنے لگے۔

عہد نبوی ﷺ میں کہی گئی نعتیہ شاعری خواہ وہ مسلمان نے کہی یا غیر مسلم نے، اپنے اندر ایک خاص کشش، جاذبیت، عقیدت ومحبت رکھتی ہے۔ غیر مسلم کی کہی گئی نعتیہ شاعری بھی عشق ومودّت کی آئینہ دار ہے، گو کہ وہ اسلام نہیں لائے لیکن صاحب اسلام کے لیے اپنے قلب صمیم میں نرم گوشہ ضرور رکھتے تھے اور آپ ﷺ کی تعلیمات سے کسی قدر متاثر ضرور تھے۔ جس کا اعتراف وہ برملا کرتے بھی تھے۔

نضر بن حارث کی توصیف:

ابن اسحٰق، بیہقی اور ابونعیم نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ نضر بن حارث نے کھڑے ہو کر کہا۔ ''اے قرشی بھائیو! تم ایک الجھن میں مبتلا ہوئے ہو کہ اس سے پہلے نہ ہوئے تھے۔ جب محمد ﷺ نوجوان تھے تو وہ تمہارے اندر سب سے زیادہ پسند کئے جاتے اور وہ سب سے زیادہ صادق القول اور امانت دار سمجھے جاتے تھے اور جب وہ جوان ہوئے اور ان کی نہاد میں مزید پختگی اور خوبیوں میں متانت کا نکھار آ کر ان خوبیوں میں اور جلا ہوگئی اور وہ خدا کا کلام لے کر آئے، تو پھر تم اسی جامع صفات کو ساحر کہنے لگے، حالانکہ سحر سے ان کو کیا نسبت، کاہن کہنے لگے، دراں حالیکہ کہانت سے ان کو کیا سروکار۔ مجنوں کہنے لگے، باوجود کہ جنون سے ان کو کیا علاقہ۔ پس اے برادران قریش! انصاف کر کے اپنے رویہ پر نظر ثانی کرو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان عظیم فرمایا ہے کہ تمام عالم آباد کو چھوڑ کر تمہارے اندر سے ایک نبی کو اٹھایا ہے۔ (۲۸۵)

تصدیق ثانی:

مسلم نے حضرت ابوذر غفاری سے روایت کی کہ میرا بھائی انیس جو مکہ گیا تھا اس نے آ کر بتایا کہ میں نے حرم میں ایک شخص سے ملاقات کی، جو کہتا ہے کہ مجھے اللہ نے بھیجا ہے۔ میں نے پوچھا، لوگ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا۔ لوگ اسے شاعر، ساحر، کاہن کہتے ہیں اور انیس شعر وادب میں پاکیزہ ذوق رکھتا تھا، دنیائے عرب اس کی اس حیثیت کو تسلیم کرتی تھی، نیز وہ بڑا سمجھدار فہم وادراک والا شخص تھا، لہٰذا میں نے خود اس کا تاثر لیا تو اس نے کہا۔ میں نے کاہنوں کو بہت قریب سے دیکھا ہے، وہ کاہن نہیں ہیں۔ ادب وشعر

کی اصناف میں سے کسی صنف سے ان پر جو کلام نازل ہوا ہے تعلق نہیں رکھتا۔ اس وجہ سے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ سچے ہیں اور بدگو لوگ متعجب اور جھوٹے ہیں۔'' (۲۸۶)

وہ آپؐ کے مقام و مرتبے اور عظمت و رفعت کو بخوبی جانتے تھے۔ انہوں نے جو کچھ دیکھا، سچائی اور حقیقت کی بنیاد پر کہہ دیا۔ ان کی نثر ہی نہیں نظم اس پہلو کی آئینہ دار ہے۔

آپ کی کہی گئی نعتیہ شاعری میں صدق و اخلاص، جذب و سرور کا پہلو سب سے نمایاں ہے۔ انہوں نے سرکار علیہ السلام کی گفتگو، آپ کے شمائل، آپ کے اسوہ اور آپ کی عادات و خصائل کا بہ نفس نفیس مشاہدہ کیا، اس کے بعد اپنی بات زبان حال پر لائے۔ یہ بات اپنے اندر ایک خاص حقیقت رکھتی ہے کہ جو بات مشاہدات و تجربات، عینی شواہد کے بناء پر کی جائے، اس سے بڑی حقیقت اور اس سے گہرا سچ کوئی نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی نعتیہ شاعری میں ایک خاص کیفیت اور حقیقت و سچائی کی جھلک نمایاں ہے اور قاری کو بلا توقف اپنی طرف متوجہ کر لیتی ہے۔

عہد نبویؐ میں اہل اسلام، صحابہ کرام و صحابیات علیہم الرضوان کی کہی گئی نعتیہ شاعری میں عشق رسول ﷺ بالخصوص نمایاں ہے۔ یہ ان کی نعت کے لوازم کی اساس و بنیاد ہے۔ جب تک شاعری میں عشق نہ ہوگا، کلام میں کیف و اثر بھی نہ ہوگا۔ نعت کا ایک لازمہ مودّت و احترام و عقیدت بھی ہے، پھر یہ کہ مضمون آفرینی، طرز اظہار، انتخاب الفاظ، تشبیہ و استعارات و کنایات، انداز خطاب، حقیقت نگاری بھی لوازم نعت میں شامل ہے۔ عہد نبوی ﷺ میں صحابہ کرام ان باتوں کا از حد خیال رکھتے اور دیگر کو بھی اس کی تاکید فرماتے تھے۔

عہد نبوی ﷺ میں کہی گئی نعتیہ شاعری کی ایک اور بڑی وجہ شہرت ان نعت گویان کا اہل زبان ہونا بھی ہے۔ انہوں نے لسان ترجمان سے جو حق ادا کیا ہے اس کے متبادل کوئی اور زبان نہیں ہو سکتی۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جو ادب اپنی زبان میں عروج پاتا ہے اور اپنے زمانے، حالات، معاشرے، تہذیب اور ثقافت کو دوام بخشتا ہے، وہ کسی دوسری زبان میں ڈھلنے کے بعد الفاظ و معانی، مفہوم و تفہیم،، جملوں اور الفاظ میں کمی بیشی، چناؤ اور ربط وضبط، تسلسل میں کمی، زبان و بیان سلاست و روانی، شستگی و شائستگی اور پختگی میں عدم مساوات اور دیگر ادبی ولفظی (فنی) خلا ورکاوٹ کے باعث اپنی خوب صورتی، معیار، حلاوت و شیرینی و نمکینی، یعنی زبان کا اصل مزا کھو دیتا ہے۔ جب زبان سے مٹھاس و طراوٹ ختم ہو جائے تو پھر اس کی ادبی و فنی عظمت و رفعت اور بلند خیالی و بلند آفرینی میں کمی آجاتی ہے۔ اسی وجہ سے عہد نبوی ﷺ میں کہی گئی نعوت کا جو مزاج و معیار اس مخصوص حالات و واقعات اور مشاہدات کے سبب اعلیٰ معیار رکھتی ہیں، وہ کسی اور دور میں کہی گئی نعوت کے مقابلے پر نہیں لائی جا سکتیں۔ ان نعتوں کا معیار ایک بنیاد (Bare) اور فاؤنڈیشن (Foundation) کی حیثیت رکھتا ہے اور یہ

اتنی مضبوط اور پختہ بنیاد ہے کہ اس پر جتنی چاہیں منازل طے کرتے چلے جائیں، لیکن اس کی بنیاد پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ آج سے پندرہ سو سال پہلے کہی گئی نعتوں کو ہی اس دور ہی نہیں بلکہ ہر دور کے شعراء نے اپنے لئے مشعل راہ بنایا اور اسے ہادی ورہنما پایا ہے۔

عہد نبوی ﷺ میں کہی گئی نعوت کی قدر مشترک بات یہ ہے کہ وہ مبنی بر حقیقت ہے۔ اس کا معیار سچائی وخلوص اور عقیدت ومحبت۔ کہنے والا مسلم ہو یا غیر، اس نے جو کچھ کہا، قول ''صادق وامین'' کی روشنی میں کہا۔ اس نے ذات مصطفیٰ ﷺ کو دیکھا اور فدا ہو گیا، پھر اس کی زبان ترجمان سے کیا نکلا، اسے آج تک سارا زمانہ سن رہا ہے اور پڑھ رہا ہے۔ بقول ڈاکٹر محمد اکبر ملک! ''اگر چہ عرب کے بعض شعراء شرف اسلام سے محروم رہے، لیکن اس کے باوجود وہ آنحضرتؐ کے ذاتی اوصاف اور خوبیوں کا اعتراف کئے بغیر نہ رہ سکے، چنانچہ انہوں نے بھی آپ کی صفاتِ عالیہ اور کمالات شریفہ کو نہایت احترام اور خلوص سے منظوم صورت میں پیش کیا ہے۔'' (۲۸۷)

شعرائے عہد نبوی ﷺ کے بارے میں آپ ایک مقام پر لکھتے ہیں: ''یہ وہ شعراء تھے، جنہوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں خراج عقیدت اشعار کی شکل میں پیش کیا۔ ان کے سارے کلام کی مشترکہ خصوصیت یہ ہے کہ وہ تصنع اور بناوٹ سے بالکل پاک ہے اور اس میں سچائی اور سادگی خوب پائی جاتی ہے۔ ان شعراء نے اپنے روبرو حضرت محمدؐ کی سراپا زندگی کو دیکھا اور آپؐ کے سامنے عقیدت مندانہ جذبات اور احساسات کا اظہار بغیر کسی مبالغے کے کیا۔ انہوں نے آپ کی ذات اقدس کی جو منہ بولتی تصویر کھینچی ہے، دنیا میں کہیں اس کی مثال نہیں ملتی۔'' (۲۸۸)

ڈاکٹر اسمٰعیل آزاد فتح پوری لکھتے ہیں۔

''نعت گو شاعر کے اعتقاد کا صالح ہونا بہت ضروری ہے، کیوں کہ اعتقاد کی صداقت وحقانیت اور عقیدے کی پختگی کے بغیر دل میں جوش اور وارفتگی، عشق میں خلوص، الفاظ وخیالات میں طہارت ونظافت، جو کہ کسی بھی کاوش میں اثر آفرینی اور اثر انگیزی کے ضامن ہیں، پیدا نہیں ہو سکتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عناصر مرقومہ بالا کا ظہور اسی وقت ممکن ہے، جب کہ زبان وقلب میں نفاق نہ ہو، ہم آہنگی ہو۔ جب عشق میں سچائی اور قلب میں خلوص ہوتا ہے تبھی شعر میں اس خون جگر کی آمیزش ہوتی ہے، جس کے بغیر شعر جسد بے روح معلوم ہوتا ہے۔'' (۲۸۹)

ایک مقام پر آپ لکھتے ہیں۔

''ذات نبویؐ سے عشق بغیر عقیدہ اور اعتقاد کی درستگی کے ناممکن ہے اور جب شاعر اس نعمتِ عظمیٰ سے مشرف ہو جاتا ہے تو عشق کی وارفتگی اور فطری جوش کلام میں بقائے دوام پیدا کر دیتا ہے۔'' (۲۹۰)

آپ مزید لکھتے ہیں۔

''اچھی نعت بغیر اعتقاد اور عقیدہ کی پختگی کے نہیں لکھی جا سکتی۔ راسخ عقیدہ کے ساتھ کہی گئی نعت اپنے خالق کو دنیا و دین کی نعمت سے مالا مال کر دیتی ہے۔ وہ اس کو زندہ جاوید بناتی اور اس میں ابدیت کا شعور پیدا کر دیتی ہے۔'' (۲۹۱)

عہد نبوی ﷺ کے شعراء نعت گویان کی ایک طویل فہرست ہے، جس میں صحابہ و صحابیات کے علاوہ غیر مسلم بھی شامل ہیں۔ ان میں بعض تو ایسے عاشق رسولؐ تھے، جنہوں نے نعت کو ہی اپنا جز و حیات بنا لیا تھا اور انہوں نے اس قدر نعتیں کہیں کہ ان کے باقاعدہ دیوان مرتب و طبع ہوئے۔ جناب ابو طالب، عہد نبوی ﷺ کے اولین غیر مسلم نعت گو، قصیدہ گو شاعر خاندان رسول ﷺ ہیں، جن کا دیوان نعت طبع ہوا۔ نعت گو شعرائے صحابہ میں دیوان حضرت لبیدؓ بن عامر، دیوان حضرت حسان بن ثابتؓ، دیوان حضرت علیؓ، دیوان، حضرت حمید بن ماثورؓ اور دیوان حضرت الشماخؓ بن ضرار الغطفانی معروف ہیں۔

عہد نبوی ﷺ میں صحابہ کرام نے جو نعوت بیان فرمائیں، ان کے بعد یہ سلسلہ رکا نہیں بلکہ اور بھی شدّ و مد کے ساتھ جاری رہا، چوں کہ خلفائے راشدہ بھی نعت گو تھے، اس لیے ان کے عہد میں نعتیہ شاعری اپنی ٹھیک روش پر قائم رہی، لیکن اموی اور پھر عباسی عہد میں یہ فن ہوس زر اور ذات پسندی کا شکار ہو گیا۔ ڈاکٹر اسحاق قریشی لکھتے ہیں۔

''عہد صحابہ رضی اللہ عنہم میں مدحیہ شاعری ایک ایسی شخصیت کے گرد گھومتی تھی جو سب کے لیے محترم اور ہر ایک کے محبوب تھی۔ اسی لیے تو خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی اپنی سیاسی حیثیت کے باوجود مدح کا موضوع ایک ہی ذات رہی اور کسی کے ہاں بھی شعراء کی ناز برداری نہ ہوئی، مگر بعد کے دور میں خلیفہ کی ذات ممدوح کی حیثیت سے سامنے آئی۔ شعراء اس کی مدح میں ساری توانائیاں خرچ کرتے رہے۔ مدح خوانی کا مرکز خلیفہ کی ذات یا اس کے خدام و حشم تھے۔ شعراء ان کے درباروں کا رخ کرتے اور داد و دہش سے نوازے جاتے، شعراء کی معاشرتی حیثیت کے پیش نظر انہیں اپنایا جانا اور سیاسی مخالفین کی آواز کو دبانے کے لیے ان کی بیساکھی استعمال کی جاتی۔ ایسے ماحول میں المدائح النبویہ ایک بھولی بسری روایت بن کر رہ گئے۔ (۲۹۲)

دولت کی فراوانی اور دین سے بے زاری بھی المدائح النبویۃ سے دوری کا سبب تھی۔ صحابہ کرام کی مدحیہ شاعری کے سبب عربی ادب میں ایک نئی صنفِ سخن کا اضافہ ہوا، جسے نعت نبی یعنی ''المدائح النبویہ'' کا پاکیزہ نام عطا کیا گیا۔ اس کردار کے پیش رو و پیش امام صحابہ علیہم الرضوان تھے۔ انہوں نے ہی اس کے اصول وضوابط مقرر کئے۔ یہ وہی قوائد وضوابط تھے جو قرآن نے بیان کئے تھے اور انہوں نے اسے مشعل راہ بنایا۔ اس شاعری کی

خاص بات یہ تھی جو شخص جس قدر اس صنفِ سخن سے قریب ہوا، وہ اسی قدر معزز و محترم ٹھہرا۔

اموی دور، نعتیہ شاعری پر ابتلاء کا دور تھا۔ اس کی بنیادی وجہ کثرت دولت، مال کی فراوانی، دین سے بے زاری، سیاسی و مذہبی انتشار اور حکومتی تسامح تھے۔ اس دور میں نعت گوئی کے حوالے سے کوئی بڑا نام پیش نظر نہیں، جو نعتیہ شاعری کے حوالے سے بھاری ہو۔ اس دور میں نعت کی بے قدری کا اندازہ اس ایک بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ بنو امیہ کے فحول شعراء کو بھی مدح رسالت ﷺ کی توفیق نصیب نہ ہوئی، حالانکہ دور اموی، دور خلافت راشدہ اور خاندان رسالتؐ سے متصل رہا ہے۔ الاخطل محض نصرانی ہونے کے سبب اس سعادت سے محروم رہا، جب کہ جریر (م ۱۱۰ھ) خاندان اموی کا درباری شاعر تھا۔ اسے ان کے حکمرانوں کی مداح خوانی سے فرصت نہ تھی، البتہ رہا سہا ایک فرزدق (م ۱۱۰ھ) اور الکمیت تھے۔ وہ بھی اہل بیت سے عقیدت کے سبب ان کے ثناء خواں رہے۔ اسی سبب کچھ نمونہ شعر نعت ان کے ہاں پائے جاتے ہیں۔

اموی دور میں علمائے کرام نے نعتیہ شاعری کو جلا بخشی اور ان میں سب سے نمایاں نام امام علی بن الحسین زین العابدینؓ (م ۹۴ھ) کا ہے۔ آپ خاندان اہل بیت کی نسبت کے سبب تاریخ اسلام کی معزز و محترم شخصیت اور آماج گاہ عقیدت و محبت تھے۔ آپ کی طرف دس اشعار پر مشتمل ایک قصیدہ منسوب ہے۔ جس میں حالات کی شکستہ حالی اور ذات رسولؐ سے استغاثہ پر مشتمل ہے۔ شفیق بریلوی نے اس قصیدہ کے سات شعر نقل کئے ہیں۔ (۲۹۳) ڈاکٹر اسحاق قریشی اس تاریخی قصیدہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

''قصیدہ برصغیر کی عقیدت مندانہ فضاؤں میں نہایت احترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور اس کے اشعار زبان زد خاص و عام ہیں بلکہ اس پر تضامین بھی لکھی گئی ہیں، مگر ان اشعار کی تاریخی سند کیا ہے اور اس میں استناد کا مقام کیا ہے، اس کا جواب ابھی کسی ژرف نگاہ محقق کا منتظر ہے۔ قصیدے کا داخلی ہیولا عرب ذوق سے قدرے مختلف ہے، اس لیے ان اشعار کی شعری عظمت کے باوجود ان کا انتساب تحقیق کا متقاضی ہے۔'' (۲۹۴)

دور بنو عباس میں جو اسلامی حکومتوں میں سب سے بڑی اسلامی حکومت اور ریاست تصور کی جاتی ہے اور اس کا تعلق بھی حضورؐ کے خاندانی سلسلے سے ملتا ہے، اس دور کے فحول شعراء بشار ابن برد (م ۱۶۷ھ)، ابوتمام (م ۲۳۱ھ)، ابونواس (م ۱۹۹ھ)، البحتری (م ۲۸۴ھ)، المتنبی (م ۳۵۴ھ) اور المعری (۴۴۹ھ) اس سعادت سے محروم رہے، سوائے ابوالعتاہیہ (۲۱۱ھ) کے، کہ اس کے ہاں چند نمونے مدح نبویؐ کے پائے جاتے ہیں۔ عباسی دور کے علماء میں یہ ذوق شعری بھرپور انداز میں پایا جاتا ہے، بلکہ اس دور کے بعد ہر دور میں علمائے کرام نے ہی فن نعت کو زندہ رکھا اور مدح نبویؐ میں رطب اللّسان رہے، جب کہ شعراء ہوس و حرص زر، طمع دولت اور دین سے بیزاری کی لعنت میں مبتلا رہے۔

عہد اسلام کی دوسری ممتاز شخصیت امام اعظم ابوحنیفہؒ بن نعمان بن ثابت زوطی کی ہے جو بانی فقہ حنفی ہیں اور ملت اسلامیہ کی کثیر آبادی آپ کو اپنا فقہی امام وپیشوا تسلیم کرتی ہے۔ آپ بلا شبہ جید تابعین میں سے ہیں اور کئی صحابہ کرامؓ کے دیدار سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈی کر چکے ہیں۔ آپ کا کہا ہوا قصیدہ ''القصیدۃ النعمانیۃ'' نہایت معروف ہے۔ الحاج ابراہیم میں محمد التلواجی نے ۱۲۶۵ھ میں استنبول میں مجموعہ القصائد کے نام سے، قصائد وقطعات کا جو مجموعہ مرتب کیا، اسے اس میں شامل کیا ہے۔ (۲۹۵) شفیق بریلوی نے اس کے آٹھ شعر نقل کئے ہیں۔ (۲۹۶)، جب کہ مجلّہ اسلامی اتحاد میں اس کے سولہ اشعار درج ہیں۔ (۲۹۷) ابو العتاہیہ (ابواسحاق اسماعیل بن القاسم) عہد عباسیہ کا معروف شاعر، اس نے مدح رسالتؐ میں جو اشعار کہے وہ اس نظریے کے تحت تھا کہ رسول اللہؐ کائنات کے تمام ممدوحین سے برتر ہیں۔ اس لیے ان کی مدح کی جانی چاہئے۔ عبداللہ عباس ندوی نے اس کے کہے گئے مختلف نعتیہ قصائد کے اشعار نقل کئے ہیں۔ (۲۹۸)

عہد عباسی کے دیگر عربی نعت گویان میں، علم نحو میں امام النحو السیبویہ کا شاگرد، معروف معتزلی عالم ابوعلی القطرب، محمد بن مستنیر بن احمد (م ۲۰۶ھ) نے دوستر اشعار پر مشتمل ایک نعتیہ قصیدہ لکھا، جسے یاقوت الحموی (م ۶۲۶ھ) نے معجم الادباء میں نقل کیا ہے۔ اس قصیدہ میں معجزات رسول کو موضوع خاص کے بطور بیان کیا گیا ہے۔ اس قصیدۂ دالیہ کے ستائیس اشعار عبداللہ عباس ندوی نے نقل کئے ہیں۔ (۲۹۹) المتنبی، ابوالطیب احمد بن الحسین (م ۳۵۴ھ) عربی ادب کا سب سے بڑا نمائندہ شاعر تسلیم کیا گیا ہے، اس نے ابوالمنتظر شجاع بن محمد کی مدح کے دوران محض ایک شعر نعت کا کہہ کر خود کو امر کرلیا۔ وہ کہتا ہے۔

لم یخلق الرحمان مثل محمد ابداوظنی انہ لا یخلق (۳۰۰)

غوث الاعظم شیخ عبدالقادر الگیلانی الحسنی الحسینیؒ (م ۵۶۱ھ) دنیائے تصوف کے شیخ الشیوخ امام الصوفیاء والاولیاء واقطاب وابدال، بانی سلسلۂ قادریہ کو شعر کہنے کا عمدہ ذوق حاصل تھا۔ آپ کا قصیدۂ لامیہ جو کہ قصیدۂ غوثیہ کے نام سے معروف ہے، سلسلۂ قادریہ میں بطور وظیفہ پڑھا جاتا ہے۔ ملّا علی قاری نے اس قصیدہ کو نقل کیا ہے۔ (۳۰۱) آپ نے ایک دوسرا قصیدہ باز اشہب کے عنوان سے رقم کیا، جسے شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے نقل کیا ہے۔ (۳۰۲) عصر حاضر کے معروف عالم دین، [illegible] مفسر، مترجم، محدث، فقیہ اور نعت گو امام احمد رضا بریلویؒ نے اس قصیدۂ غوثیہ کے انتیس اشعار نقل کئے ہیں اور اس کا فارسی زبان میں ترجمہ اور پھر دو اشعار میں اس کی تسریح یعنی سہ مصرعی شعری تفہیم فرما کر ایک نئی طرح ڈالی ہے۔ اس طرح یہ صنعت ملمع کا اعلیٰ شاہکار اور صنعت اتصال تربیعی میں امام رضا کی نادر الوجود تشریح، قصیدۂ غوثیہ وجود میں آئی ہے۔ آپ نے اس کا تاریخی نام ''وظیفۂ قادریہ (۱۳۲۱ھ) رکھا ہے۔ (۳۰۳)

الشقراطیسی، ابوعبداللہ بن ابی زکریا الشقراطیسی المغربی (م۴۹۲ھ) نے حضورؐ کے معجزات و غزوات اور واقعات سیرۃ کے حوالے سے ایک سو پینتیس اشعار پر مشتمل قصیدۂ لامیہ رقم کیا ہے۔ علامہ نبہانی نے اپنے مجموعہ میں اسے نقل کیا ہے۔ (۳۰۴) اسماعیل بن حماد الجوہری، اسماعیل بن محمد بن عبدوس الدحان النیسا بوری (م۳۹۳ھ)، صاحب الصحاح فی اللغۃ کے اشعار نعت صاحب معجم الادباء نے نقل کئے ہیں۔ (۳۰۵) الابیوردیؒ ابوالمظفر محمد بن ابی العباس احمد الاموی الابیوردی خراسانی مؤرخ و شاعر، آپ نے قصیدۂ بانت سعاد کے معارضے کے بطور قصیدۂ لامیہ رقم کیا۔ علامہ نبہانی نے اس کے تیس شعر نقل کئے ہیں۔ (۳۰۶)۔

امام الزمخشری، محمود بن عمر ابوالقاسم الزمخشری خراسانی (المتوفی ۵۳۸ھ) صاحب الکشاف، ملک الشعراء تھے، صاحب دیوان ہیں۔ آپ نے بھی قصدۂ بانت سعاد کا معارضہ لکھا۔ امام نبہانی نے اس کے چھتیس اشعار نقل کئے ہیں۔ (۳۰۷) آپ نے ترپین اشعار پر مشتمل ان کا ایک اور بھی قصیدۂ رائیہ نقل کیا ہے۔ (۳۰۸) علی بن محمد العمرانی الخوارزمی (م۵۶۰ھ) نے بھی قصیدۂ بانت سعاد کے بطور قصیدۂ لامیہ رقم کیا۔ اسے معجم الادباء نے ذکر کیا ہے۔ (۳۰۹)، ملک النحاۃ الحسن بن ابی الحسن صافی (المتوفی ۵۶۸ھ) صاحب دیوان، آپ نے کئی نعتیہ قصائد کہے۔ آپ کا قصدۂ لامیہ، قصیدۂ میمیہ اور قصیدۂ قائیہ معروف ہیں۔ صاحب معجم الادباء نے ذکر کیا ہے۔ (۳۱۰)، شیخ ابوالعباس سید احمد الرفاعی (م۵۷۸ھ) روضہ رسولؐ پر حاضر ہوئے اور جو شعر نعت کہے اسے صاحب وفیاۃ الاعیان نے نقل کیا ہے۔ (۳۱۱)، امام الاولیاء ابومدین المغربی (م۵۸۰ھ) نے جو قصیدۂ فائیہ کہا، اس کے تیرہ شعر امام نبہانی نے نقل کئے ہیں (۳۱۲) شرف الدین عمر بن علی الحموی، ابوحفص شہیر بہ ابن الفارض (۶۳۲ھ) عربی ادب میں صوفیاء شعراء کے سرخیل و امام اور صاحب دیوان ہیں۔ حسن البورینی اور عبدالغنی نابلسی نے آپ کے دیوان کی شرح لکھی ہے، اول الذکر نے ظاہری معنی کے ساتھ اور مؤخر الذکر نے صوفیانہ طرز تحریر اختیار کیا ہے۔ مدح رسالتؐ میں آپ کے اشعار استعارات و کنایات اور تشبیہات پر مشتمل ہیں۔ آپ کا قصیدۂ تائیہ الکبریٰ جو نظم السلوک کے نام سے معروف ہے اور قصیدۂ عینیہ بہت مشہور ہیں۔ علامہ نبہانی نے ان کے قصیدۂ رائیہ کے دو شعر نقل کئے ہیں۔ (۳۱۳) عبدالمحسن التنوخی الحلبی (م۶۴۳ھ) صاحب دیوان ہیں۔ ان کا قصیدۂ لامیہ بانت سعاد کا معارضہ ہے اور ایک سو چالیس اشعار پر مشتمل ہے۔ (۳۱۴) جمال الدین یوسف سبط ابن الجوزی (م۶۵۴ھ) صاحب مرأۃ الزمان کا قصیدۂ میمیہ کے علامہ نبہانی نے دو شعر نقل کئے ہیں۔ (۳۱۵) امام جمال الدین الصرصری البغدادی، ابوزکریا یحیٰی بن یوسف الصرصر العراقی (م۶۵۶ھ) مدحیہ شاعری میں امام الشعراء اور مداح رسالتؐ کی حیثیت سے، مداح رسولؐ کے نام سے معروف ہیں۔ آپ عہد عباسی کے آخری ایام کے شاہد شاعر ہیں۔ آپ نابینا تھے لیکن مدحت رسولؐ میں اس دور میں آپ سے بڑا کوئی مداح رسول نہیں

گزرا۔ آپ کا دیوان شعری، مجموعۂ ابیات بیس جلدات پر مشتمل تھا۔ آپ 'حسان وقت' کہلاتے تھے۔ سیرۃ رسول، اسماء النبی، درود وسلام، غزوات و معجزات اور عظمت خاندان رسالت ان کے خاص موضوع تھے۔ امام نبہانی نے، امام صرصری کے ساٹھ قصائد پر مشتمل تین ہزار اڑسٹھ اشعار نقل کئے ہیں۔ ان میں تین قصیدے روضۂ رسولؐ پر حاضری کے وقت کہے گئے۔ آپ کا قصیدۂ ہمزیہ اکیاسی اشعار پر مشتمل ہے۔ (۳۱۶)، جب کہ قصیدۂ الفیہ ایک سوانتیس اشعار پر (۳۱۷)، امام نبہانی نے الصرصری کے کہے گئے قصید یائیہ کے چھ قصائد نقل کئے۔ اس میں آپ نے حرمین الشریفین میں حاضری اور اپنے دلی جذبات کا اظہار کیا۔ (۳۱۸) قصیدۂ اول (اکیاسی اشعار پر مشتمل ہے۔ (۳۱۹)، جب کہ قصیدۂ دوم اکسٹھ اشعار پر (۳۲۰) اور قصیدہ سوم چھتیس اشعار پر رقم کیا ہے۔ (۳۲۱) صرصری کا چوتھا قصیدہ پچیس اشعار پر مشتمل ہے۔ (۳۲۲)، جب کہ پانچواں قصیدہ تیس اشعار پر (۳۲۳) اور چھٹا قصیدہ بیس اشعار پر رقم کیا ہے۔ اس طرح یہ قصیدہ دوسوترپن اشعار پر مشتمل ہے۔ امام نبہانی نے امام صرصری کے کہے گئے قصیدۂ تائیہ کے تین قصائد نقل کئے ہیں (۳۲۴)۔ اول قصیدہ ایک سو چوالیس (۳۲۵)، قصیدۂ ثانی چوالیس (۳۲۶) اور قصیدۂ ثالث اڑتیس (۳۲۷) اشعار پر مشتمل ہے، جن کا مجموعہ دوصد چھبیس اشعار بنتا ہے۔ صرصری کا کہا گیا قصیدۂ تائیہ بتیس اشعار پر مشتمل ہے۔ (۳۲۸) آپ کے قصیدۂ جیمیہ کے دو قصائد درج ہیں (۳۲۹)، جن میں قصیدۂ اول کے بیالیس (۳۳۰) اور قصیدۂ دوم کے انیس اشعار درج ہیں۔ (۳۳۱) جن کا مجموعہ اکسٹھ اشعار بنتا ہے۔ آپ کے کہے گئے قصیدۂ حائیہ کے دو قصائد نقل ہیں (۳۳۲)، جن میں اول قصیدہ اٹھاون (۳۳۳) اور قصیدہ دوم کے انتیس (۳۳۴) اشعار درج ہیں۔ ان قصائد کا مجموعہ ستانوے اشعار بنتا ہے۔ (۱) آپ کے کہے گئے قصیدۂ دالیہ کے تین قصائد مجموعہ نبھانیہ میں درج ہیں۔ (۳۳۵) قصیدۂ اول اڑتالیس، (۳۳۶)، قصیدۂ دوم اڑتالیس (۳۳۷) اور قصیدۂ سوم اکتالیس (۳۳۸) اشعار پر مشتمل ہے۔ ان کا مجموعہ ایک صد سینتیس اشعار بنتا ہے۔ امام صرصری کے کہے گئے قصیدۂ رائیہ کے چار قصائد امام نبہانی نے اپنے مجموعہ میں نقل کئے ہیں۔ (۳۳۹) قصیدۂ اول پچھتر (۳۴۰)، قصیدۂ دوم اکیاون (۳۴۱)، قصیدۂ سوم تینتالیس (۳۴۲) اور قصیدۂ چہارم دوصد (۳۴۳) اشعار پر مشتمل ہے۔ ان کا مجموعہ تین سواڑسٹھ اشعار بنتا ہے۔ امام صرصری کا ایک نعتیہ قصیدۂ زائیہ چونتیس اشعار پر مشتمل ہے (۳۴۴) اور قصیدۂ سینیہ تینتالیس اشعار پر (۳۴۵)، آپ نے باعتبار حروف تہجی نعتیہ قصائد رقم کئے ہیں۔ آپ کا کہا گیا قصیدۂ سینیہ تینتیس اشعار پر مشتمل ہے۔ (۳۴۶) آپ کا قصیدۂ عینیہ دو قصائد پر مشتمل ہے۔ اسے امام نبہانی نے نقل کیا ہے (۳۴۷) قصیدۂ اول تیئیس (۳۴۸) اور قصیدۂ دوم اٹھارہ (۳۴۹) اشعار پر مشتمل ہے۔ ان کا مجموعہ اکتالیس اشعار بنتا ہے۔ آپ کا

(۱) امام نبہانی نے ان قصائد کا مجموعہ ترپن اشعار لکھا ہے۔ (المجموعۃ النبھانیہ، الجزء الاول، ص۱۴)

کہا گیا قصیدہ عینیہ چوبیس اشعار مشتمل ہے۔(۳۵۰) آپ کا کہا گیا قصیدۂ قائیہ چار قصائد پر مشتمل ہے جسے امام نبہانی نے اپنے مجموعہ میں نقل کیا ہے۔(۳۵۱) قصیدۂ اول ساٹھ اشعار (۳۵۲)، قصیدہ دوم پینتیس اشعار، (۳۵۳) قصیدہ سوم بتیس اشعار (۳۵۴) اور قصیدۂ چہارم انیس اشعار (۳۵۵) پر مشتمل ہے۔ان کا مجموعہ یک صد چھیالیس اشعار بنتا ہے۔آپ کے قصیدۂ قائیہ کے دو قصائد امام نبہانی کے نقل کئے ہیں۔(۳۵۵) قصیدۂ اول چونتیس اشعار (۳۵۶) اور قصیدۂ دوم چوبیس اشعار (۳۵۷) پر مشتمل ہے۔ان کا مجموعہ اٹھاون اشعار، بنتا ہے۔امام نبہانی نے، امام صرصری کے کہے گئے قصیدۂ لامیہ کے دو قصائد نقل کئے ہیں۔(۳۵۸) یہ دونوں قصائد، قصیدۂ بانت سعاد کے بطور معارضہ کہے گئے ہیں۔امام صرصری نے ان قصائد کا نام ''بذخر المعاد فی معارضة بانت سعاد'' (۳۵۹) رکھا ہے۔

قصیدۂ اول ایک صد سڑسٹھ اشعار (۳۶۰) اور قصیدۂ دوم اٹھانوے اشعار (۳۶۱) پر مشتمل ہے، ان کا مجموعہ سہ صد دو شعر بنتے ہیں، جب کہ امام نبہانی نے چار سو تراسی اشعار لکھے ہیں۔(ا) امام نبہانی نے، امام صرصری کے کہے گئے قصیدۂ میمیہ کے دس قصائد نقل کئے ہیں۔(۳۶۲) قصیدۂ اول ساٹھ اشعار (۳۶۳)، قصیدہ دوم ستاون اشعار، (۳۶۴)، قصیدۂ سوم چوّن اشعار (۳۶۵)، قصیدۂ چہارم باون اشعار، (۳۶۶) قصیدۂ پنجم پینتالیس اشعار، (۳۶۷) قصیدۂ ششم چالیس اشعار، (۳۶۸)، قصیدۂ ہفتم اکتالیس اشعار، (۳۶۹)، قصیدۂ ہشتم اکتیس اشعار، (۳۷۰) قصیدۂ نہم اٹھائیس اشعار (۳۷۱) اور قصیدۂ دہم سولہ اشعار (۳۷۲) پر مشتمل ہے۔ان کا مجموعہ چار صد چوبیس اشعار بنتے ہیں، جب کہ امام نبہانی نے چار سو انیس اشعار لکھے ہیں۔(ب) امام نبہانی نے، امام صرصری کے کہے گئے قصیدۂ نونیہ کے تین قصائد نقل کئے ہیں۔(۳۷۳) اول قصیدہ ستر اشعار، (۳۷۴) قصیدۂ دوم بتیس اشعار (۳۷۵) اور قصیدۂ سوم اٹھارہ اشعار (۳۷۶) پر مشتمل ہے۔ان کا مجموعہ یک صد بیست اشعار بنتے ہیں۔امام صرصری کے کہے گئے قصیدۂ ہائیہ کے تین قصائد امام نبہانی نے نقل کئے ہیں۔(۳۷۷) قصیدۂ اول ساٹھ اشعار، (۳۷۸) قصیدہ دوم چھپّن اشعار (۳۷۹) اور قصیدہ سوم سات اشعار (۳۸۰) پر مشتمل ہے۔ان کا مجموعہ ایک سو تیئس بنتا ہے۔آپ کا قصیدۂ وائیہ چالیس اشعار پر مشتمل ہے۔(۳۸۱)، جب کہ قصیدۂ ہائیہ ایک سو چونسٹھ اشعار پر (۳۸۲)، اس طرح امام نبہانی نے، امام صرصری کے چوّن قصائد کے دو ہزار نو سو چھتیس اشعار نقل کئے ہیں، جب کہ آپ نے لکھا ہے۔''**فجملة ماله من المديح النبوى ستّون قصيده مجموعه ابيا**

(ا) المجموعۃ النبھانیہ، الجزء الاول، ص ۱۴۔

(ب) حوالۂ مذکور ایضاً

تھا ۳۰۶۸ بیتا." (۳۸۳)، اسی بات کو ڈاکٹر اسحٰق قریشی نے بھی بعینہٖ نقل کیا ہے۔(۳۸۴) امام نبہانی نے، امام صرصری کے سات قصائد اور بھی نقل کئے ہیں (۳۸۵) جن میں قصیدۂ لامیہ اور دو قصائد لام الف "لا" کی تختی میں ہیں۔ قصیدۂ لامیہ کا اول قصیدۂ اٹھانوے اشعار پر، (۳۸۶) قصیدۂ دوم سڑسٹھ اشعار پر (۳۸۷)، قصیدۂ سوم ترپن اشعار، (۳۸۸) قصیدہ چہارم اکیاون اشعار پر (۳۸۹) قصیدۂ پنجم تینتالیس اشعار (۳۹۰)۔ ان کا مجموعہ دو سو بارہ اشعار بنتا ہے۔ قصیدۂ لام الف کا اول قصیدہ سڑسٹھ اشعار (۳۹۱) اور قصیدۂ دوم تینتیس اشعار (۳۹۲) پر مشتمل ہے۔ ان کا مجموعہ سو شعر بنتا ہے، اگر انہیں بھی شامل کر لیا جائے تو قصائد کی تعداد اکسٹھ اور اشعار کی تعداد تین ہزار دو سو اڑتالیس ہو جاتی ہے۔

عصر حاضر کے نعتیہ قصیدہ گویان کا سب سے ضخیم و عظیم مجموعہ، امام نبہانی نے مرتب کیا ہے۔ اس میں آپ نے صحابہ کرامؓ کی نعتیہ شاعری کا ذکر کیا ہے۔ ان تمام معروف نعتیہ قصائد کا بھی ذکر کیا ہے جو عہد نبوی سے ۱۳۵۰ھ تک لکھے گئے۔ آپ نے امام بوصیری، ابوعبداللہ شرف الدین محمد بن سعید بن حماد الشہیر بہ البوصیری (المتوفی ۶۹۶ھ) کا معروف قصیدۂ البردہ اور دیگر قصائد نقل کئے ہیں۔ آپ نے امام بوصیری کو "امام المدیح النبویؐ" (۳۹۳) لکھا ہے اور امام بوصیری کا قصیدۂ ہمزیہ، جس کا نام "امّ القریٰ فی مدح خیر الوریٰ" ہے (۳۹۴)، اس کے چار صد چھپن اشعار نقل کئے ہیں۔(۳۹۵) امام بوصیری کے قصیدۂ بائیہ کے تین قصائد نقل کئے ہیں۔(۳۹۶) قصیدۂ اول میں یک صد دہ اشعار (۳۹۷)، قصیدہ دوم میں یک صد پنج اشعار (۳۹۸) اور قصیدۂ سوم میں اناسی اشعار (۳۹۹) شامل ہیں۔ ان کا مجموعہ دو صد چورانوے اشعار بنتے ہیں۔ امام نبہانی نے آپ کے کہے گئے قصیدۂ حائیہ بھی نقل کیا ہے جو اٹھاون اشعار پر مشتمل ہے۔(۴۰۰) امام بوصیری کا کہا گیا قصیدۂ دالیہ، بنام "تقدیس الحرم من تدنیس الضرم" (۴۰۱) جو کہ ستانوے اشعار پر مشتمل ہے۔(۴۰۲) امام نبہانی نے اسے اپنے مجموعہ میں نقل کیا ہے۔(۴۰۳)

امام بوصیریؒ نے حضرت کعب بن زہیرؓ کے قصیدۂ بانت سعاد کا معاوضہ لکھا اور اس کا نام "بذخر المعاد فی معارضة بانت سعاد" (۴۰۴) رکھا۔ امام نبہانی نے اس قصیدۂ لامیہ کے دو صد چار اشعار نقل کئے ہیں۔(۴۰۵) امام بوصیری کا معروف قصیدۂ البردہ "الکواکب الدریّة فی مدح خیر البریّة" (۴۰۶) جو کہ بارگاہ رسالتؐ سے مقبول و انعام یافتہ ہے، امام نبہانی نے اس کے ایک سو ساٹھ اشعار نقل کئے ہیں۔(۴۰۷) یہ قصیدہ عرب و عجم میں یکساں مقبول ہے۔ بوصیری کا قصیدۂ نونیہ جو کہ ساٹھ اشعار پر مشتمل ہے، مجموعہ میں شامل ہے۔(۴۰۸) امام بوصیری کا ایک اور قصیدۂ لامؔ الف "لا" کی تختی میں درج ہے اس کے دو صد بانوے اشعار امام نبہانی

نے نقل کیے ہیں۔(۴۰۹) ان قصائد کا مجموعہ ایک ہزار چھ سو اکتالیس بنتا ہے، جب کہ امام نبہانی نے ۱۶۲۱ لکھا ہے۔(۱)

ان نعتیہ قصائد کے علاوہ بھی عشاقان رسولؐ نے آپ کی شان میں نعتیہ قصائد و نعوت رقم کی ہیں جو آج بھی اوراق تاریخ پر نقش ہیں۔ مدح خوان رسالت کو دعوت محبت دے رہے ہیں۔ الوتری، امام مجد الدین ابوعبداللہ محمد بن الرشید ابوبکر البغدادی مشہور واعظ تھے۔ آپ نے قصیدہ کہنے کا خاص اہتمام فرمایا اور سب سے جدا ایک انوکھی راہ چنی۔ آپ نے بلحاظ حروف تہجی، علاوہ الف مکسورہ کے، ہر حرف پر اکیس اشعار پر مشتمل ایک قصیدہ کہا۔ آپ اس التزام کے سبب الوتری معروف ہیں اور ان قصائد کو وتریات کہا گیا۔ آپ کا دیوان "**القصائد الوترية يابستان العارفين في معرفة الدنيا والدين**" کے نام سے طبع ہو چکا ہے۔ اس میں اٹھائیس قصائد ہیں۔ امام نبہانی نے بھی ان قصائد کو نقل کیا۔

قصیدۂ بائیہ (۴۱۰)' قصیدۂ تائیہ (۴۱۱)' قصیدۂ ثائیہ (۴۱۲)' قصیدہ جیمیہ (۴۱۳)' قصیدۂ حائیہ (۴۱۴)' قصیدۂ خائیہ (۴۱۵)، قصیدۂ دالیہ' (۴۱۶)' قصیدۂ ذالیہ' (۴۱۷)' قصیدہ رائیہ (۴۱۸)' قصیدۂ زائیہ (۴۱۹)' قصیدۂ سینیہ (۴۲۰)' قصیدۂ شینیہ (۴۲۱)' قصیدہ صادیہ' (۴۲۲) قصیدۂ ضائیہ (۴۲۳) قصیدۂ طائیہ (۴۲۴) قصیدۂ ظائیہ (۴۲۵) قصیدۂ عینیہ (۴۲۶) قصیدۂ غینیہ (۴۲۷) قصیدۂ فائیہ (۴۲۸) قصیدۂ قائیہ (۴۲۹) قصیدۂ کائیہ (۴۳۰) آپ نے قصیدۂ لامیہ میں دو قصیدے کہے۔ قصیدۂ قصیدۂ لامیہ اول (۴۳۱) اور دوسرا قصیدۂ لامیہ (۴۳۲)، قصیدۂ میمیہ (۴۳۳)، قصیدۂ نونیہ (۴۳۴ قصیدۂ ہائیہ (۴۳۵)، قصیدۂ وائیہ (۴۳۶)، قصیدۂ یائیہ (۴۳۷)

امام الوتری کے کہے گئے ان قصائد کی خاص بات یہ ہے کہ تمام قصائد نعتیہ اکیس اکیس اشعار پر مشتمل ہیں۔ دوم یہ کہ الوتری نے ان قصائد میں یہ اہتمام کیا ہے کہ جس لفظ کا قافیہ باندھا ہے، اسی لفظ کو تمام اشعار مصرع کے اول لفظ کے بطور استعمال کیا ہے۔ یہ نہایت مشکل فن ہے۔ ایسا خوب صورت التزام کہیں اور نظر نہیں آتا۔ دراصل یہ عشق رسولؐ کی بات ہے کہ کون اپنے دل کی بات، دل کی آواز کو کتنی خوب صورتی اور عمدگی سے بارگاہ رسالتؐ میں پیش کرتا ہے۔ ستائیس حروف تہجہ (ب) پر کہے گئے ان قصائد کا مجموعہ پانچ سو اٹھاسی اشعار بنتا ہے۔

ابن عساکر حافظ ابوالیمین عبدالصمد بن عساکر الدمشقی (م ۶۸۶ھ) مشہور محدث تھے۔ چالیس سال مکہ

---

(۱) المجموعہ النبھانیہ، الجزء الاول، ص ۵۔

(ب) ڈاکٹر اسحٰق قریشی لکھتے ہیں "مکمل ۲۹ قصائد ہیں۔" (برصغیر پاک و ہند میں عربی نعتیہ شاعری، ص ۴۰۳)

مکرہ میں بسر کئے اور مدینہ میں وصال کیا۔ عمدہ شعری ذوق رکھتے تھے۔ آپ نے حضورؐ کی بارہ گاہ میں سترہ اشعار پر مشتمل قصیدۂ لامیہ پیش کیا، جسے امام نبہانی نے نقل کیا ہے۔ (۴۳۸) ابن دقیق العید، امام تقی الدین ابوالحسن محمد بن علی القشیری المعروف بابن دقیق المصری (المتوفی ۷۰۲ھ) معروف شافعی محدث وقاضی القضاۃ تھے۔ آپ محدث، فقیہ، قاضی، اصولی ادیب نحوی اور قادر الکلام شاعر تھے۔ امام نبہانی نے آپ کے قصیدۂ دالیہ کے کہے گئے پینتیس اشعار نقل کئے ہیں۔ (۴۳۹) آپ نے قصیدۂ رائیہ کے سینتالیس اشعار (۴۴۰) لکھے ہیں، لیکن یہ اشعار ان کے مجموعے میں کہیں درج نہیں ہیں۔ اس طرح علامہ نبہانی نے خاتمہ تخمیس کے اڑتالیس اشعار (۴۴۱) لکھے ہیں لیکن مجموعہ میں صرف انیس تخامیس اشعار درج ہیں۔

ابن العطار، قاضی ابوعبداللہ محمد بن العطار المغربی الجزائری (م ۷۰۷ھ) زبردست مداح رسول تھے۔ آپ نے مدح رسالت ﷺ میں دو تالیفات "نظم الدرر فی مدح سید البشر" اور "الورد العذب المعین فی مولد سید الخلق اجمعین" یادگار چھوڑی ہیں۔

امام نبہانی نے آپ کے کئی قصائد نفح الطیب کے حوالے سے نقل کئے ہیں۔ آپ کی بے شمار مسدسات ہیں۔ جن کا موضوع درود وسلام ہے۔ اور آپ کے مدحیہ اشعار میں خواہش وصال کا رنگ نمایاں ہے۔ مدینہ کی محبت اور بوئے رسول ﷺ آپ کے اشعار میں رچی بسی ہے۔

آپ کے کہے گئے قصیدۂ بائیہ کے تین قصائد مجموعہ نبہانیہ میں درج ہیں۔ (۴۴۲) قصیدۂ اول بیس اشعار (۴۴۳) قصیدۂ دوم بتیس اشعار (۴۴۴) اور قصیدہ سوم بیس اشعار (۴۴۵) پر مشتمل ہے۔ ان کا مجموعہ بہتر اشعار بنتا ہے۔ آپ کے کہے گئے قصیدۂ رائیہ کے دو قصائد درج ہیں۔ (۴۴۶) قصیدۂ اول بائیس اشعار (۴۴۷) اور قصیدۂ ثانی نو اشعار (۴۴۸) پر مشتمل ہے۔ ان کا مجموعہ اکتیس بنتا ہے(۱) آپ کے کہے گئے قصیدۂ عینیہ کے تین قصائد نقل کئے ہیں۔ (۴۴۹) قصیدۂ اول سات اشعار (۴۵۰) قصیدۂ دوم سات اشعار (۵۵۱) اور قصیدہ سوم کے چار اشعار (۴۵۲) نقل کئے ہیں۔ آپ کے قصیدۂ لامیہ کے تین قصائد نقل کئے ہیں۔ قصیدہ اول سات اشعار (۴۵۳)، قصیدۂ دوم نو اشعار (۴۵۴) اور قصیدۂ سوم کے پانچ اشعار درج ہیں۔ (۴۵۵) آپ کے کہے گئے قصیدۂ نونیہ کے تین قصائد امام نبہانی نے نقل کئے ہیں۔ قصیدۂ اول (ب) سات اشعار (۴۵۶) قصیدۂ دوم بارہ اشعار (۴۵۷) اور قصیدۂ سوم نو اشعار (۴۵۸) پر مشتمل ہے۔

---

(۱) المجموعہ النبہانیہ، جلد اول، ص ۸ پر یہ مجموعہ ۲۱ لکھا ہوا ہے۔

(ب) امام نبہانی نے لکھا ہے کہ یہ قصیدہ محمد بن عطار کی طرف منسوب ہے۔ یہ قول ابوعبداللہ محمد بن محمد بن الحنان المریؒ کا ہے اور یہ کتاب 'نغمۃ الظمان من فوائد ابی حیّان' میں درج ہے۔ (المجموعہ النبہانیہ، الجزء الرابع، ص ۱۴۷)

امام نبہانی نے امام العطار المغربی کے چودہ قصائد کے ایک سوستر ہ اشعار نقل کئے ہیں۔

الشہاب محمود الحلبی، محمود بن سلیمان بن فہد الحلبی الحنبلی (م ۷۲۵ھ) مشہور کاتب اور سچے عاشق رسولؐ تھے۔ آپ مصر وشام کے دواوین الانشاء پر پچاس سال تک فائز رہے۔ امام نبہانی نے آپ کو ''رئیس دواوین الانشاء فی الشام'' (۴۵۹) لکھا ہے۔ آپ کو نظم ونثر پر یکساں قدرت حاصل تھی۔ آپ صاحب سیف اللّسان و سیف القلم تھے۔ آپ کا منظوم کلام تین مجلدات اور منثور کام تیس مجلدات پر محیط ہے۔ آپ کو مدح النبی، میں امام صرصری کا جانشین مانا گیا ہے، کیوں کہ ان کے بعد سب سے زیادہ نعتیہ قصائد آپ ہی نے رقم کئے ہیں۔

آپ کے مدحیہ قصائد کا مجموعہ "اھنی ، المنائح فی اسنی المدائح" کے نام سے مرتب ہوا ہے۔ امام نبہانی نے ان کے کہے گئے قصیدۂ ہمزیہ کے تریسٹھ اشعار نقل کئے ہیں۔ (۴۶۰) جب کہ قصیدۂ بائیہ کے پانچ قصائد (۴۶۱) قصیدۂ اول سڑسٹھ اشعار (۴۶۲)، قصیدۂ دوم اکسٹھ اشعار (۴۶۳) قصیدۂ سوم انسٹھ اشعار (۴۶۴)، قصیدۂ چہارم انسٹھ (۴۶۵) اور قصیدۂ پنجم پچاس اشعار (۴۶۶) پر مشتمل ہے۔ ان کا مجموعہ دو سو چھیانوے اشعار بنتا ہے۔ آپ کے کہے گئے قصیدۂ تائیہ کے ستاون اشعار (۴۶۷)، قصیدہ جیمیہ کے اٹھائیس اشعار (۴۶۸) قصیدۂ حائیہ (۱) کے اناسی اشعار اور قصیدۂ دالیہ کے باون اشعار (۴۶۹) درج کئے ہیں۔ آپ کے کہے گئے قصائد رائیہ کے دس قصائد (ب) نقل کئے ہیں۔ (۴۷۰) قصیدۂ اول چھیالیس اشعار (۴۷۱)، قصیدۂ دوم ایک سو انتیس اشعار (۴۷۲)، قصیدہ سوم ترانوے اشعار (۴۷۳)، قصیدۂ چہارم ستر اشعار (۴۷۴)، قصیدۂ پنجم چوالیس اشعار (۴۷۵) قصیدۂ ششم چوالیس اشعار (۴۷۶)، قصیدۂ ہفتم پچیس اشعار (۴۷۷)، قصیدہ ہشتم ترپن اشعار (۴۷۸) قصیدہ ہفتم پانچ اشعار (۴۷۹)، قصیدہ دہم چار اشعار (۴۸۰)، اس کے علاوہ ایک قطعہ دوشعر پر (۴۸۱) اور سینتیس اشعار کا معارضہ (۴۸۲) شامل ہے۔ ان کا مجموعہ پانچ سو باون اشعار بنتا ہے۔ آپ کے کہے ہوئے قصیدہ سینیہ کے پینتالیس اشعار (۴۸۳)، قصیدہ صادیہ کے پینتالیس اشعار (۴۸۴) اور قصیدہ ضائیہ کے اٹھائیس اشعار (۴۸۵) درج ہیں۔ آپ کے کہے گئے قصیدۂ عینیہ کے چار قصائد امام نبہانی نے نقل کئے ہیں۔ (۴۸۶) قصیدۂ اول انہتر اشعار (۴۸۷)، قصیدۂ دوم پچاس اشعار (۴۸۸)، قصیدۂ سوم سینتالیس اشعار (۴۸۹)، قصیدۂ چہارم چوالیس اشعار (۴۹۰) درج ہیں۔ ان کا مجموعہ دو سو دس بنتا ہے۔ آپ کے قصیدۂ فائیہ کے تینتالیس شعر (۴۹۱) اور قصیدۂ قائیہ کے دو قصائد (۴۹۲) نقل کئے ہیں۔ قصیدۂ اول تہتر اشعار (۴۹۳) قصیدۂ دوم اکہتر اشعار پر (۴۹۴) جب کہ نعتیہ قطعہ پانچ

---

(۱) امام نبہانی نے قصیدۂ حائیہ کا تذکرہ تو کیا ہے لیکن اشعار قصیدہ نقل نہیں کئے۔

(ب) امام نبہانی

شعر(۴۹۵) پر مشتمل ہے۔ان کا مجموعہ ایک سو انچاس اشعار بنتا ہے۔آپ کا کہا گیا قصیدۂ کائیہ کے چالیس اشعار درج ہیں(۴۹۶) آپ کے قصیدۂ لامیہ کے سات قصائد امام نبہانی نے نقل کئے ہیں۔(۴۹۷) قصیدۂ اول ایک سو اکیاسی اشعار(۴۹۸)،قصیدۂ دوم پچاسی اشعار(۴۹۹)،قصیدۂ سوم تہتر اشعار(۵۰۰)،قصیدۂ چہارم ستر اشعار(۵۰۱) قصیدۂ پنجم پینسٹھ اشعار(۵۰۲)،قصیدہ ششم ترپن اشعار(۵۰۳) اور قصیدۂ ہفتم کے سات اشعار(۵۰۴) درج ہیں۔اسی تختی میں دو شعر کا ایک نعتیہ قطعہ بھی نقل کیا ہے(۵۰۵) ان کا مجموعہ پانچ صد چھتیس اشعار بنتا ہے۔آپ کے کہے گئے قصائد میں پانچ قصائد(ا)میمیہ بھی مجموعہ میں درج ہیں(۵۰۶) قصیدۂ اول پچھتر اشعار(۵۰۷)،قصیدۂ دوم اٹہتر اشعار(۵۰۸) قصیدۂ سوم سڑسٹھ اشعار(۵۰۹)،قصیدۂ چہارم اکیاون اشعار(۵۱۰)اور قصیدۂ پنجم پینتالیس اشعار(۵۱۱) پر مشتمل ہے،جب کہ اسی تختی میں دس اشعار قطعہ کے نکل ہیں(۵۱۲) ان کا مجموعہ تین سو سات بنتا ہے۔امام نبہانی نے آپ کے قصیدۂ نونیہ کے تین قصائد نقل کئے ہیں(۵۱۳) قصیدہ اول ترپن اشعار(۵۱۴)،قصیدۂ دوم باون اشعار(۵۱۵)،قصیدۂ سوم انتالیس اشعار(۵۱۶)ان کا مجموعہ ایک سو پچاس بنتا ہے،جب کہ امام نبہانی نے دو سو دس لکھا ہے۔جب کہ چھ اشعار پر مشتمل ایک نعتیہ قطعہ نقل کیا ہے۔(۵۱۷)

آپ کے قصیدہ ہائیہ کے پینسٹھ اشعار درج ہیں(۵۱۸)۔امام نبہانی نے قصیدۂ دائیہ کے تیس اشعار کا ذکر تو کیا ہے لیکن اشعار قصیدہ درج نہیں کئے۔آپ کے کہے گئے قصیدۂ بائیہ کے دو قصائد نقل کئے ہیں۔(۵۱۹) قصیدۂ اول کے اسی اشعار(۵۲۰)اور قصیدۂ دوم کے تینتالیس اشعار(۵۲۱) درج ہیں۔ان کا مجموعہ ایک سو تینتیس بنتا ہے۔امام نبہانی نے،امام شہاب حلبی کے اڑتالیس قصائد کے دو ہزار سات سو نواسی اشعار درج کئے ہیں۔اگر ان میں تعداد مقطوعات اور ان اشعار کی تعداد کو بھی شامل کرلیا جائے جس کے اشعار درج نہیں تو یہ تعداد تین ہزار سے بھی زائد ہو جائے گی۔جب کہ امام نبہانی نے ان کے علاوہ لکھا ہے۔ ''فجملة ماله من القصائد النبوية خمسون قصيده و خمس مقاطيع مجموعه ابيهاتها ۲۹۵۸ بيتاً''(ب)(۵۲۲)

ابن سید الناس(م۷۳۴ھ)،الصفی الحلی(م۷۵۰ھ)،ابن نباتہ(م۷۶۸ھ)،القیر اطی(م۷۸۱ھ)،البرعی(م۸۰۳ھ) ابن خلدون(م۸۰۸ھ)،مجدالدین الفیروز آبادی(م۸۱۷ھ)،ابن حجۃ الحموی(م۸۳۷ھ)،ابن حجر العسقلانی(م۸۵۲ھ)،النواجی(م۸۴۹ھ)،ابن خلوف(م۸۹۹ھ)،ابن ملیک

(ا)المجموعہ النبھانیہ،الجزءالاول،ص۳۱
(ب)''وفی الواو قصیدۃ ۳۰ بیتا''(المجموعہ النبہانیہ،الجزءالاول،ص۱۳)

الحموی (م ۹۱۷)، عائشۃ الباعونیۃ الدمشقیہ (م ۹۲۲ھ)، محمد البکری (م ۹۹۴ھ) محمد الصالحی الہلالی الدمشقی (م ۱۰۱۲ھ)، عبد العزیز القشتالی الفاسی (م ۱۰۳۰ھ)، الشہاب القری (م ۱۰۴۱ھ)، الشہاب الخفاجی (م ۱۰۶۹ھ)، عبداللہ البشراوی المعری (م ۱۱۷۱ھ)، عبدالغنی النابلسی (م ۱۱۴۳ھ) جیسے اہم مشاہیر نے نعتیہ قصائد رقم کیے۔

آٹھویں، نویں، دسویں گیارہویں، بارہویں صدی ہجری میں بھی یہ سلسلۂ محبت وعقیدہ عروج پر رہا اور اس سرسری جائزہ سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ عہد نبویﷺ کے بعد بھی المدیح النبویہ کی روشنی ماند نہیں پڑی بلکہ اسے مزید تابانی عطا ہوئی اور اہل اسلام بالخصوص علماء وصوفیائے کرام نے اس فن کو جلا بخشی۔

نعت گوئی کا عہد عرب وعراق وشام ویمن اور مصر سے نکل کر براعظم افریقہ ویورپ تک جا پہنچا۔ اندلس جو مسلمانوں کا سنہری دور کہلایا، عربی نعتیہ شاعری کا بھی سنہری دور تھا۔ اس دور میں ابن حبیب (م ۲۳۸ھ)، ابن خرم الظاہری (م ۴۵۶ھ) ابن العریف (م ۵۳۶ھ) ابن جبیر (م ۶۱۴ھ) الفازازی الاندلسی (م ۶۲۷ھ) محی الدین ابن عربی (م ۶۳۸)، ابن الجبان (م ۶۵۰ھ)، مالک بن المرحل السبتی (م ۶۹۹ھ) محمد بن خرج السبتی، ابو العلا ادریس بن موسیٰ القرطبی (ساتویں ہجری)، ابو حیان الاندلسی (م ۷۴۵ھ)، ابن الجیاب (م ۷۴۹ھ)، لسان الدین ابن الخطیب (م ۷۷۶)، ابن جابر الاندلسی (م ۷۸۰ھ)، ابن زمرک (۷۹۳ھ) ابن العفیف (آٹھویں ہجری)، ابوالحجاج یوسف بن موسیٰ المنتشاضری الاندلسی (آٹھویں ہجری) الکفعمی (آٹھویں ہجری م) جیسے نامور قصیدہ گویان نعت نے عشق کی جوت جگائی۔

سقوط بغداد نے مسلمانوں کی نفسیات پر بڑا برا اثر ڈالا اور کئی عرصے تک وہ اس کے اثرات سے نکل نہ سکے۔ شاہانہ چپقلش، درباری سازشوں اور حکمرانوں کا نااہلیوں نے انہیں ہر لحاظ سے کمزور کیا، لیکن ایسی صورت میں بھی عشاقان رسولؐ نے بارگاہِ رسالتؐ سے اپنا ناتا توڑا اور سرکار کی خدمت میں استغاثوں کی شکل میں اپنے جذبات کا اظہار کرتے رہے۔

چودھویں صدی ہجری میں اس تحریک نے اور زور پکڑا اور ان کا رابطہ نسبت سرکارؐ کے سبب مزید مضبوط ہوا اور عقیدت ومحبت میں گل فشاں ہوئے۔ ایسے میں عبد الحلیم اللوجی الدمشقی (م ۱۳۱۷ھ)، عمر الیافی (م ۱۲۳۳ھ)، الشیخ حسین الدجانی (م ۱۲۶۸ھ) عبد الباقی افندی العمری الموصلی (م ۱۲۷۸ھ) ابراہیم بیک مرزوق (م ۱۳۸۳ھ) محمود بک بن خلیل بک العظم الدمشقی (م ۱۲۹۲ھ) عمر افندی (م ۱۲۹۳ھ)، عبداللہ فکری باشا الحولی (م ۱۳۰۷ھ) محمود سامی البارودی (م ۱۳۲۲ھ) اور علامہ یوسف نبہانی جیسے نابغۂ روزگار نے سرکار کی مدح میں نام کمایا۔

چودھویں صدی کا عربی زبان کا سب سے بڑا شاعر احمد شوقی کو تسلیم کیا گیا ہے۔ جس نے نہج البردہ اور ولد الھدیٰ جیسے معرکۃ الآراء نعتیہ قصائد رقم کئے۔ احمد محرم (۱۳۶۴ھ) محمد سماوی (م ۱۳۷۰ھ) الشیخ محمد بن حبیب (م ۱۳۹۱ھ) شیخ مصطفےٰ السباعی (چودھویں ہجری) شفیق جبری (چودھوی ہجری)، محمد ابراہیم جدع اور محمود حسن اسماعیل جیسے عشاقان رسولؐ نے گل ہائے عقیدت پیش کئے۔

۱۴ھ تاریخ کا وہ زرین باب ہے جب عہد فاروقیؓ میں ایران، اسلامی ایران کے قالب میں ڈھلا، گو کہ اس سے قبل بھی عربوں کے تعلقات ایرانیوں سے استوار رہے اور کئی صحابہ کرامؓ کا تعلق اس سرزمین سے رہا اور انہوں نے سرکار ﷺ کی بارگاہ میں عقیدت کے پھول نچھاور کئے، لیکن وہ عہد نبوی کی نعتیہ شاعری کا دور کہلایا۔ بلحاظ فارسی نعت کے، فارسی زبان میں نعتیہ شاعری بہت کم ہوئی اور اس حوالے سے محض چند نام ہی معتبر ہیں۔

فارسی شاعری کا آغاز یوں تو رودکی (۳۲۹ھ الموافق ۹۴۱ء) سے بھی پہلے ہوا اور صاحب دیوان ہونے کے باعث اسے فارسی شاعری کا باوا آدم بھی کہا گیا، مگر اس کے ہاں نعت کا کوئی شعر نظر نہیں آتا۔ فردوسی نے (م ۴۱۱ھ الموافق ۱۰۲۰ء) نے ساٹھ ہزار اشعار پر مشتمل [illegible] مثنوی شاہ نامہ اسلام تخلیق کی، لیکن یہ بھی نعتیہ شاعری سے خالی ہے۔ اسی طرح سامانی اور غزنوی عہد کے اہم قصیدہ گو شعراء ابوشکور بلخی، رقیقی، کسائی مروزئی، فرخی سیستانی، مسعودی، غزنوی، عنصری، عسجدی اور منوچہری جیسے قادر الکلام بھی اس سعادت سے محروم رہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ شاہان دنیاداران سے ان کی وابستگی، درباری چکا چوند اور زرین سکوں کی کھنک نے اتنی مہلت ہی نہ دی کہ وہ بارگاہ رسالت کا رخ کرتے۔ فارسی زبان کی پہلی باقاعدہ نعت فخر الدین اسعد گورگانی کی مثنوی (۴۴۶ھ الموافق م ۱۰۵۴ء) میں ملتی ہے۔ سنائی (۱۱۳۱ء) معروف صوفی شاعر تھا۔ جس نے مولانا روی کو اپنا مقتدا مان کر نعتیہ قصائد رقم کئے اور اس نے نعت گوئی ہی کو اپنی روح اور غذا قرار دیا، وہ کہتا ہے۔

مرا مدحِ مصطفےٰ ست غذائی　　　جان من باد جانشؐ را بفدائی

شاعر کہتا ہے۔ ''میری غذا صرف اور صرف مدح مصطفےٰ ہے اور میری جان آپؐ کی جان پر فدا ہے'' ایک مقام پر وہ لکھتا ہے۔

مرا یادِ توؐ باید بر زبان، بس　　　سنائی گرد داز یادِ تو خرم (۵۲۳)

ترجمہ: میری زبان پر تو بس آپ ﷺ کا نام نامی اسم گرامی لکھا رہنا چاہئے اور سنائی تو صرف آپ کو ہی یاد کر کے خوش و خرم رہ سکتا ہے۔

ایک جگہ شاعر کہتا ہے۔

شبستانِ مقامت قاب قوسین　　　دیرِ درگاہِ تو ''بطحا'' وہ زم زم'' (۵۲۴)

ترجمہ: قاب قوسین کا مقام آپؐ کا شبستان ہے اور آپ کی درگاہ میں بطحا اور زمزم ہے۔

انوری (۵۸۷ھ) کو فارسی قصیدہ کے شعراء کا سرخیل کہا گیا ہے لیکن اس کے سرمایۂ اشعار میں نعت کے محض چند شعر ہیں۔ جمال الدین اصفہانی (۵۸۸ھ) نے اپنی عجز بیانی کا اظہار یوں کیا ہے، گو کہ ان کے نعتیہ قصائد فارسی نعتیہ ادب کا عظیم سرمایہ ہیں۔

خود خاطر شاعرے چہ سنجد　　　نعت تو سزائے تو خدا گفت

ترجمہ: شاعر بے چارے کی اپنی کیا اوقات کہ وہ آپ کی نعت کہے۔ آپ کے شایان شان نعت تو خدا نے کہی ہے۔

فارسی زبان میں بلحاظ تناسب شعراء نعت بہت کم کہی گئی اور فارسی نعتیہ شاعری کا دامن اتنا وسیع بھی نہیں لیکن جو نعوت ان شعراء نے کہیں، اس کی گونج آج بھی عالم میں ہے۔ چند فارسی نعت گویان کے اسماء یہ ہیں۔ خاقانی (م۵۹۵ھ) فارسی قصیدے کا بانی تھا، اس نے فارسی و عربی میں ہی نعتیہ قصائد کہے۔ اسے حسان عجم کا لقب گیا دیا۔ نہایت　قادر الکلام شاعر تھا۔ اس نے کئی نعتیہ قصائد رقم کئے۔ فارسی مثنوی میں حمد کے بعد نعت کی روایت کو نظامی (م۶۱۴ھ) نے آگے بڑھایا۔ فرید الدین عطار (۶۲۷ھ) نے نعتیہ قصائد رقم کئے۔ جلال الدین رومی (م۶۷۲ھ) مشہور صوفی بزرگ تھے۔ آپ نے عربی و فارسی تراکیب کے استعمال سے خوب صورت نعتیہ اشعار رقم کئے۔ آپ کی مثنوی کو فارسی زبان کا قرآن کہا گیا۔ آپ کا سینہ عشق رسولؐ سے معمور تھا۔ عراقی (م۶۸۸ھ) صوفی شاعر تھے۔ آپ کے یہاں عمدہ اشعار نعت پائے جاتے ہیں۔ شیخ سعدیؒ عالم گیر شہرت کے حامل فارسی شاعر ہیں۔ آپ کے یہاں نعتیہ شاعری کا ڈھیر نہ بھی ہوتا جب بھی آپ کا یہ نعتیہ قطعہ ایران کے تمام شعراء کی نعتیہ شاعری پر بھاری تھا۔

بلغ العلی بکمالہ　　　کشف الدجی بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ　　　صلوا علیہ و آلہ

فارسی کی نعتیہ شاعری اس قطع پر ختم ہے۔ سعدی کا عشق رسولؐ اس قطع سے نمایاں ہے۔ اس کے علاوہ بھی آپ کے یہاں نعت کے بہت عمدہ اشعار پائے جاتے ہیں۔

خواجو کرمانی (م۷۵۰ھ) حافظ شیرازی کے پیش رو اور مقتدا تھے۔ حافظ نے ان کے کلام سے استفادہ کیا ہے۔ آپ کے ہاں عمدہ نعتیہ اشعار ملتے ہیں۔

سلمان ساوُجی (م۷۷۸ھ) اپنے وقت کا ملک الشعراء تھا، قصیدہ میں لاثانی تھا۔ کئی نعتیہ قصائد رقم کئے۔

حافظ شیرازی (م۷۹۱ھ) آپ کے یہاں نعتیہ شاعری کا رنگ ایک نئے طرز سے نمایاں ہے۔ آپ نے عربی و فارسی کا وہ حسین امتزاج برتا ہے کہ اس نے آپ کی شاعری کو دو آتشہ کر دیا ہے۔

مولانا جامی (م ۸۹۸ھ) مشہور عالم دین اور مداح رسولؐ تھے۔ آپ کے کلام کا بیش تر حصہ نعت پر مشتمل ہے۔ سنائی اور خاقانی کے بعد نعت گوئی میں آپ بنیادی شاعر ہیں۔ آپ نے نعت کے ہر موضوع کو برتا ہے۔

ملا معین کاشفی (م ۹۰۷ھ) مؤلف معارج النبوۃ بہترین فارسی شاعر تھے۔ آپ کے ہاں عربی و فارسی کے نعتیہ اشعار پہلو بہ پہلو پائے جاتے ہیں۔

مولانا جمال الدین عرفی (۹۹۹ھ) بنیادی طور پر قصیدہ گو ہیں، لیکن جب بارگاہ رسول ﷺ میں کھڑے ہوتے ہیں تو ان کی حالت دیدنی ہوتی ہے اور جلالت وعظمت سرکارؐ کے باعث یہی کہہ پاتے ہیں۔

عرفی مشتاب این رہ نعت ست نہ صحرا ست

آہستہ کہ رہ بر دم تیغ است قدم را

آپ کے یہاں بہت خوب صورت اور متاثر کن نعتیہ اشعار پائے جاتے ہیں۔

جان محمد قدسی فارسی زبان کے وہ شہرت یافتہ شاعر ہیں کہ اگر وہ اس نعت ''مرحبا سید مکی مدنی العربی'' کے علاوہ اور کچھ نہ کہتے تو یہی نعت ان کی عظمت نعت گوئی کے لیے کافی تھی۔

قاآنی (م ۱۲۷۰ھ) فارسی زبان کا بہت بڑا قصیدہ گو شاعر، لیکن جب بارگاہ نبویؐ میں پہنچتا ہے تو اپنی تمام تر شیریں مقالی کو بھول کر کج زبان ہو جاتا ہے۔ اس کے نعتیہ اشعار قرآنی تلمیحات سے پر ہیں۔ اس کا حب رسول دیدنی ہے۔ ان شعراء کے علاوہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی اوشیؒ (م ۶۳۳ھ) کمال اسمٰعیل مقتول (م ۶۳۵ھ) حضرت صابر کلیریؒ (۶۹۰ھ) خواجہ ہمام الدین علاء تبریزی (م ۷۱۴ھ)، حضرت امیر خسرو ۷۲۵ھ)، حسن سنجری دہلوی (م ۷۳۸ھ)، محتشم کاشانی (۹۹۶ھ)، فیضی (۱۰۰۴ھ)، نظیری (۱۲۳ھ)، مرزا اسداللہ غالب دہلوی (م ۱۸۶۹ھ) اور علامہ محمد اقبال (م ۱۹۳۸ء) کے یہاں بھی نعت کے عمدہ نمونے پائے جاتے ہیں۔

فارسی نعت گوئی کے حوالے سے فارسی زبان کا دامن نہایت تنگ ہے۔

فارسی زبان کا سب سے ضخیم انتخاب سید ضیاء الدین دھشیری کا ''نعت حضرت رسول اکرم ﷺ اور شعر فارسی'' ہے۔ جو آٹھ سو سے زائد صفحات پر مشتمل ہے، لیکن اس میں محض انتیس شعرائے نعت گویان فارسی کا تذکرہ اور ان کے اشعار نعت درج ہیں۔

عربی زبان کے بعد ماسوا اردو زبان کے، کوئی ایسی زبان نہیں جس میں اس قدر نعتیہ مواد پایا جاتا ہو۔ فارسی، ترکی اور ہندی زبانیں، گوکہ ان کا شمار بڑی اور قدیم زبانوں میں ہوتا رہا ہے اور دین اسلام کی کرنیں اولین دنوں میں انہیں سرزمین پر طلوع ہوئیں، لیکن اس کے باوجود جو تنوع اردو زبان کو نعت کے حوالے سے ملا ہے، وہ عربی

زبان کے بعد کسی اور زبان کو نہیں ملا۔

برصغیر پاک و ہند میں عربی نعتیہ شاعری کو جو عروج حاصل ہوا، وہ صوفیاء اور علمائے کرام کی مرہون منت ہے۔ ان میں شیخ حامد جمالی (م۹۴۲ھ) مولانا جامی کے ہاں قیام پذیر رہے۔ حسین واعظ کاشفی سے ملاقات رہی۔ آپ کی کئی نعتیہ مثنویات یادگار ہیں۔ السید شیخ عبداللہ الحضرمی السعید روسی (م۹۹۰ھ) روسی خاندان سے تھے۔ آپ کا نعتیہ دیوان یادگار ہے۔ شیخ محمد یعقوب صرفی (م۱۰۰۳ھ) مدح رسالت مآب میں آپ کے اشعار لاجواب ہیں۔ شیخ ابوالفیض فیضی (م۱۰۰) عربی و فارسی کا ملک الشعراء تھا۔ قصائد میں نعتیہ اشعار کہے۔ الحسن بن علی بن شدقم (م۱۰۴۶ھ) قم خاندان کے مدنی الاصل عالم ہیں۔ عمدہ نعتیہ قصائد رقم کیے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م۱۰۵۲) آپ کے نعتیہ قصائد عربی ادب کا شاہ کار ہیں۔ مولانا عبدالقادر جونپدری (۱۲۰۲ھ) شیخ اوحد الدین بلگرامی (۱۲۵۰ھ) مولانا جیون امیٹھوی (م۱۱۳۰ھ) سید عبدالجلیل واسطی بلگرامی (م۱۱۳۸ھ) مولوی علی اصغر قنوجی (م۱۱۴۰ھ)، القصیدۃ المیمیۃ فی النغمات الحمدیہ، ۱۱۸۰ اشعار پر مشتمل مدحیہ قصیدہ ہے۔ حسین بن رشید (م۱۱۵۲ھ) دیوان مدحیہ **ذخائر المآل فی مدح النبی المصطفیٰ الآل** ہے۔

شیخ محمد علی حزین قادری (۱۱۸۰ھ) نے عربی میں نعتیہ قصیدہ لکھا جب کہ آپ فارسی کے مایہ ناز شاعر تھے۔ شاہ فقیر اللہ جلال آبادی (۱۱۹۵ھ)

محمد باقر آگاہ (۱۲۲۰ھ) اردو کے شاعر تھے، لیکن عربی قصائد بھی ملتے ہیں۔ مولانا عظیم اللہ عظیم آبادی (۱۲۳۳ھ) مدح رسالت میں معروف نعتیہ قصیدہ القصیدۃ العظمیٰ کہا۔ مفتی الٰہی بخش کاندھلوی (م۱۲۴۵ھ) معروف عالم دین مداح رسول تھے۔ شاہ نیاز بریلوی (۱۲۳۱ھ) علامہ محمد عابد السندی (۱۲۵۷ھ) سید نور الدین منور (۱۲۶۸ھ)، مولانا غلام محی الدین قصوری (۱۲۷۰ھ) مولانا فیض احمد بدایونی (۱۲۷۴ھ) اور مولانا حسن خان کاکوروی عمدہ شاعر رسول تھے۔

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی (۱۱۷۴ھ) عربی نعتیہ اسماء و شمائل پر یادگار ہیں۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا قصیدہ بائیہ جو حضرت سواد بن قارب کے تتبع میں کہا گیا ہے، یادگار ہے۔ اس کے علاوہ آپ کا قصیدہ ہمزیہ بھی شاہ کار ہے۔ آپ نے فن شاعری کی کئی اصناف کو برتا ہے۔ شاہ رفیع الدین محدث دہلوی (۱۲۳۱ھ) اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م۱۲۳۹ھ) کی نعتیہ عربی شاعری بہت خوب ہے۔ آپ حضرات کے کہے گئے نعتیہ قصائد عربی ادب کا لازوال شاہ کار ہیں۔ سید غلام علی آزاد بلگرامی کی نعتیہ شاعری ایک عظیم ذخیرہ ہے۔ آپ کو برصغیر کا سب سے بڑے عربی نعت گو شاعر ہونے کا شرف حاصل ہے۔

اردو عربی میں جن شعراء نے نعتیہ اشعار رقم کیے، ان میں قادر بخش بیدل (م۱۲۷۹ھ) الموافق ۱۸۶۲ء) کا

نام بلند پایہ شعرامیں شامل ہے۔آپ سندھی،فارسی،عربی،سرائیکی،اوراردو کے بلند پایہ شاعر تھے۔
امیر مینائی (۱۳۱۸ھ الموافق ۱۹۰۰ء) اردو کے باکمال شاعر تھے۔آپ کے اشعار نعت اردو عربی میں ملتے ہیں۔

شاہ عبدالقادر بدایونی ابن مولانا فضل الرسول بدایونی عربی میں صاحب دیوان تھے۔
الشیخ عبدالقادر الکوکنی (م ۱۳۲۰ھ الموافق ۱۹۰۲ء) آپ کے کئی نعتیہ قصائد ملتے ہیں۔مولوی ذوالفقار علی دیوبندی (م ۱۳۲۲ھ الموافق ۱۹۰۴ء) کا عربی میں قصیدہ کائیہ معروف ہے۔مولانا شاہ ابوالحسن احمد نوری مارہروی قادری (م ۱۳۲۴ھ الموافق ۱۹۰۶ء) اردو وعربی کے باکمال شاعر تھے۔مولانا عبدالعلی آسی مدراسی (م ۱۳۲۷ھ الموافق ۱۹۰۹ء) مولانا دیدار علی الوری (م ۱۳۵۴ھ الموافق ۱۹۳۵ء)،مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی (۱۳۶۷ھ الموافق ۱۹۴۸ء) عربی،اردو،اور فارسی کے معروف شاعر،صوفی محمد اکبر خان میرٹھی (م ۱۳۷۲ھ الموافق ۱۹۵۲ء) مولانا غلام محمد جلوآنوی (۱۳۷۵ھ الموافق ۱۹۵۶ء) مولانا محمد ابراہیم ناظم یاسینی (م ۱۳۸۴ھ الموافق ۱۹۶۴ء) ابو محمد طاہر سیف الدین (م ۱۳۸۰ھ الموافق ۱۹۶۵ء) میر واعظ محمد یوسف کشمیری (م ۱۳۸۹ھ الموافق ۱۹۶۸ء) شفیق جونپوری (م چودھویں ہجری) اردو نعتیہ شاعر،دیوان شفیق چار حصوں میں طبع ہے۔اس میں عربی اشعار نعت بھی پائے جاتے ہیں۔آغا محمد حسین جان مجددی (چودھویں صدی ہجری) خیابان سرہندی کے نام سے فارسی میں دیوان طبع ہے۔اس میں عربی نعتیہ اشعار بھی کہے ہیں۔
غلام مصطفےٰ عشقی (چودھویں ہجری) اردو فارسی اور عربی کے معتبر شاعر تھے۔صاحب زادہ خواجہ عبدالرسول قصوری چودھویں صدی ہجری) مخدوم محمد صالح نقش بندی (چودھویں ہجری) اردو عربی فارسی اور سندھی کے معروف شاعر نعت وقصیدہ اور سید شرافت نوشاہی (م ۱۴۰۴ھ الموافق ۱۹۸۱ء) بحیثیت نعتیہ شاعر معروف ہیں۔
مولانا فضل حق خیرآبادی م ۱۲۷۸ھ الموافق ۱۸۶۱ء) کا شمار فحول شعراء میں ہوتا ہے۔آپ معقولات و منقولات کے جید عالم دین اور سچے عاشق رسول تھے۔آپ عربی زبان کے بے تاج بادشاہ تھے۔فارسی وعربی کے پختہ وکہنہ مشق شاعر تھے اور اردو فارسی پر تو آپ کی گرفت اتنی شدید تر تھی کہ مرزا غالب جیسا بادشاہ شاعر بھی آپ سے مشورے لیا کرتا تھا۔آپ کے عربی اشعار کی تعداد چار ہزار کے قریب ہے۔آپ تینوں زبانوں کے قادرالکلام شاعر تھے،لیکن عربی زبان سے آپ کو شدید الفت تھی۔آپ ایک کا قصیدہ ہمزیہ،ایک سو چھیاسی اشعار،قصیدۂ دالیہ سو اشعار،دوسرا قصیدۂ دالیہ ستاون اشعار اور قصیدۂ میمیہ نوے اشعار پر مشتمل ہے۔ڈاکٹر اسحٰق قریشی لکھتے ہیں ''مولانا مرحوم کی نعتیہ شاعری ان تمام موضوعات کو محیط ہے جس سے مدحیہ شاعری ترتیب پائی ہے۔خصائص وفضائل کا تذکرہ،اشرفیت واکملیت کا ذکر،خاندانی اوصاف،شمائل ظاہرہ و باطنہ،معجزات،

شفاعت طلبی واستمداد، خواہش زیارت، حاضری مدینہ، درود وسلام اور تشبیب غرضیکہ ان کا ہر قصیدہ نعتیہ قصائد کا مکمل معیار پیش کرتا ہے۔(۵۲۵)

مولانا فیض الحسن سہارنپوری (م ۱۳۰۷ھ الموافق ۱۸۸۷ء) مولانا فضل حق خیرآبادی کے تلمذ رشید تھے اوران کی شاعری پر اپنے استاد کا گہرا اثر ہے۔ دیوان فیض کے نام سے عربی کلام طبع ہے۔ جس میں نعتیہ قصائد رقم ہیں۔ ڈاکٹر الحق قریشی لکھتے ہیں۔ ''مولانا نعت کے مضامین کے انتخاب میں اپنے استاد مولانا فضل حق خیرآبادی سے نہ صرف یہ کہ معنوی طور پر متاثر ہیں بلکہ اکثر اس کا حوالہ بھی دیتے ہیں۔''(۵۲۶)

نواب صدیق حسن خان (م ۱۳۰۷ھ الموافق ۱۸۹۰ء) اردو و عربی اور فارسی کے نمایاں شاعر تھے۔ آپ کا ''قصیدۃ العنبریۃ فی مدح خیر البریۃ'' معروف ہے۔ قاضی طلا محمد پشاوری (م ۱۳۱۰ھ الموافق ۱۸۹۲ء) عربی کے عمدہ شاعر تھے۔ آپ کا کہا گیا قصیدہ میمیہ ۸۲ شعر، قصیدہ الف مکسورہ ۴۵ شعر، قصیدہ لامیہ ستر شعر، اور دوسرا قصیدہ لامیہ اٹھاون شعر پر مشتمل ہے۔

مولانا خیر الدین (م ۱۳۲۶ھ الموافق ۱۹۰۸ء) عمدہ عربی شاعر تھے۔ آپ کئی نعتیں عربی زبان میں رقم کیں۔

مولانا احمد رضا خان بریلوی کثیر التصانیف شخصیت تھے۔ آپ کی تالیفات وتصنیفات کی تعداد ۶۰ سے زائد علوم پر ایک ہزار سے زائد شمار کی گئی ہیں۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد لکھتے ہیں۔ ''پچپن علوم وفنون میں مہارت حاصل تھی۔ انہوں نے ہر فن میں علمی یادگار چھوڑی ہے۔ ان کی تصانیف کی تعداد ایک ہزار سے زائد ہے۔'' (۵۲۷) امام احمد رضا اردو، عربی، فارسی اور ہندی زبانوں پر کامل عبور رکھتے تھے اور ان زبانوں میں بھرپور شعر کہتے تھے۔ آپ اعلیٰ ادبی ذوق کے حامل تھے، اس کے باوجود کہ آپ مشہور عالم دین، مفسر، مترجم، محدث، فقیہہ تھے۔ آپ کی تصانیف کے کثیر موضوعات ہیں۔ آپ علم سائنس پر بھی کامل عبور رکھتے تھے اور عربی و فارسی زبانوں میں آپ نے سو سے زائد تصانیف یادگار چھوڑی ہیں۔ ان میں علم ہیئت، فلسفہ، طبیعیات، ریاضی، تکسیر الجبراء، ٹریگنومیٹری، جیومیٹری، علم مثلث، لوگارثم، زیجات، جبر ومقابلہ، ارثماطیقی، ارضیات، علم توقیت، علوم نجوم، فلکیات، مدنیات، علم ہندسہ اور تقویم جیسے علوم شامل ہیں۔

امام رضا کے علمی تبحر کے بارے میں حازم محمد احمد عبدالرحیم المحفوظ لکھتے ہیں۔

''من منزلۃ رفیعۃ سامیۃ فی اکثر من خمسۃ و خمسین علماً و فناً.'' (۵۲۸) آپ کے کثیر التصانیف ہونے کے بارے میں لکھتے ہیں۔ ''وقد بلغت مصنفاتہ فی ھذا العلوم و غیر ھا اکثر من الف مابین کتاب فی عدۃ مجلدات ضخمۃ و رسالۃ صغیرۃ.''(۵۲۹)

امام احمد رضا کی شاعری اردو میں ہو یا عربی یا فارسی میں، زبان و بیان کی چاشنی سے پُر ہے۔ آپ سچے عاشق رسولؐ تھے۔ اس کی جھلک آپ کی نعتیہ شاعری میں نمایاں ہے۔ آپ کی شاعرانہ عظمت کا اعتراف ڈاکٹر محی الدین الوائی (جامعہ الازہر) نے بھی کیا ہے، آپ کہتے ہیں۔

"قديماً قيل ان التحقيق العلمي الاصيل و الخيال الذهني الخصيب لا يجتمان في شخص واحد ولكن المولانا احمد رضا خان كان قد برهن على عكس هذهِ النظرية التقليدية. فكان شاعراً ذاخيال نصيب و تشهدله بذٰلک دوا و ينه الشعرية باللّغات الفارسية والا ر دوية والعربية ." (۵۳۰)

امام احمد رضا کا ترجمۂ قرآن کنزالایمان اور آپ کا مجموعۂ فتاوی "العطايا النبوية في الفتاوىٰ الرضوية "لافانی شاہ کار ہے۔

امام رضا کی نعتیہ شاعری کے بارے میں ڈاکٹر اسحٰق قریشی کہتے ہیں۔ "مولانا کی نعتیہ شاعری کا مرکزی نقطہ توسل واستغاثہ ہے۔ ان کے ہاں شعری حکایت کا تصور نہیں ہے۔ وہ جو کچھ کہتے ہیں اسے اپنے دل کی آواز اور روح کی پکار بناتے ہیں۔ ان کا رجحان طبعی خودسپردگی اور جان دادگی کا غماز ہے۔ کیف آمیز وجدانی احساسات نے ان کی شاعری کو والہانہ پن عطا کیا ہے۔ وہ جس زبان میں بھی اظہار کرتے ہیں، یہی طرز ادا اپناتے ہیں۔ بے ساختہ پکاران کی شاعری کا امتیازی وصف ہے۔" (۵۳۱)

امام احمد رضا کا عربی دیوان بساتین الغفر ان کے نام سے طبع ہو چکا ہے۔ اس میں ایک حمد درج ہے جس میں اشعار نعت بھی ہیں اور یہ بہتر اشعار پر مشتمل ہے۔ (۵۳۲) اس میں امام رضا کا کہا گیا معروف قصیدہ " آمال الا برار و الآم الاشرار" بھی درج ہے جو ایک سو چوہتر اشعار پر مشتمل ہے۔ (۵۳۳) ایک قصیدہ در مدح فضل رسول میں درج ہے جو دوسو تینتالیس اشعار پر مشتمل ہے۔ (۵۳۴) امام احمد رضا اردو اور فارسی کے بھی زبردست نعت گو شاعر تھے۔ آپ کو حسام الہند کہا گیا ہے۔ آپ کا اردو نعتیہ دیوان حدائق بخشش کے نام سے طبع ہے اور یہ دو حصوں پر مشتمل ہے۔ حصہ اول اردو اور دوم فارسی زبان میں ہے۔ آپ کو تاریخی مادّے نکالنے پر بھی قدرت حاصل تھی۔ آپ جیسا ماہر علم الاعداد نہیں گزرا ہے۔ یہ بات تاریخ کا حصہ ہے کہ آپ کی اکثر کتب کے نام تاریخی ہیں جو صرف آپ کا خاصہ ہے یہ جو ہر کسی اور کے یہاں نہیں پایا جاتا۔

امام احمد رضا کا عشق رسول ان کی عربی، فارسی اور اردو نعتیہ اشعار میں جھلکتا ہے۔ آپ نے بہت عمدہ نعتیہ قصائد رقم کئے۔ آپ قادر الکلام شاعر تھے۔ آپ کی شاعری کا ایک وصف فنی پختگی بھی ہے، بقول ڈاکٹر ریاض مجید: "مولانا احمد رضا کی نعت گوئی داخلی کیفیات کے بیان اور اظہار شیفتگی کے باوصف فنی شکوہ سے عبارت ہے۔

ناقدین نعت نے مولانا کے جذبۂ حب رسول ﷺ کا ذکر تو اکثر کیا ہے، مگر ان کی نعت کے فنی محاسن، شعری پختگی اور قادر الکلامی کا تذکرہ بہت کم ہوا ہے۔ حدائق بخشش کا جوہر اگرچہ مولانا کی داخلی کیفیات اور محبت رسول کا والہانہ پن رہی ہے، لیکن اگر فنی محاسن کے نقطۂ نظر سے مولانا کی نعت گوئی کا تجزیہ کیا جائے تو ان کے تبحر علمی، شعری صلاحیت، تخلیقی استعداد' صنعت گری اور زور بیان کے متعدد نمونے ملتے ہیں۔'' (۵۳۵)

عصر حاضر میں عربی نعت گوئی کے جو اثرات اردو نعت پر مرتب ہوئے، اس نے اردو زبان میں نعت کو تحریک کی شکل دی۔ عربی نعتیہ شاعری کا بنیادی ماخذ حب رسول تھا، اور یہی بنیاد اردو نعت گویان میں نعت گوئی کا سبب بنی۔ اردو نعتیہ شاعری کو بھی دیگر زبانوں کی طرح صوفیاء وعلمائے کرام نے جلا بخشی۔

مولانا امام احمد بریلوی عہد حاضر کے معروف اور نامور شاعر ہیں آپ اردو، عربی اور فارسی نعتیہ شاعری کے سبب اپنے ہم عصروں، متقدمین ومتاخرین پر سبقت رکھتے ہیں۔ آپ کے معاصرین ومتقدمین اور متاخرین میں مولوی کرامت علی شہیدی (المتوفی ۱۲۵۶ھ الموافق ۱۸۴۰ء)، حکیم مومن خان مومن (المتوفی ۱۲۶۹ھ الموافق ۱۸۵۲ھ)، مولانا کفایت علی کافی (۱۲۷۴ھ الموافق ۱۸۵۸ء)، مولوی غلام علی امام شہید (المتوفی ۱۲۹۶ھ الموافق ۱۸۷۹ء)، امیر مینائی (المتوفی ۱۳۱۸ھ الموافق ۱۹۰۰)، مولوی سید محسن کاکوروی (۱۳۲۳ھ الموافق ۱۹۰۵ء) جیسے استاذ الاساتذہ، ماہر فن، کامل ہنر'' امام نعت گویان'' شامل ہیں۔

امام احمد رضا کی نعت گوئی زبان وبیان کے سبب ان سب پر بھاری ہے۔ ڈاکٹر ریاض مجید لکھتے ہیں۔

مولانا احمد رضا خان بریلوی (م ۱۳۴۰ھ) جو بریلوی مکتب فکر کے بانی......اور برصغیر کے معروف عالم دین ہیں، محسن کوکوروی کے بعد اردو کے دوسرے بڑے نعت گو ہیں، جنہوں نے اپنے شغف نعت اور اجتہادی صلاحیت سے اردو نعت کو ترویج وارتقاء میں تاریخ ساز کام کیا۔ اردو نعت کی تاریخ میں اگر کسی فردِ واحد نے شعرائے نعت پر سب سے گہرے اثرات مرتسم کئے ہوں تو وہ بلاشبہ مولانا احمد رضا کی ذات ہے۔ انہوں نے نہ صرف یہ کہ خود نعت میں وقیع شاعری کی بلکہ اپنے ہم مسلک شاعروں، خلفاء اور تلامذہ میں نعت گوئی کو ایک تحریک کی شکل دی۔ اردو نعت میں بریلوی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے سیکڑوں شاعروں کے ذوق نعت ﷺ کو جلا مولانا ہی کی نعت گوئی سے ملی۔ (۵۳۶)

ایک مقام پر آپ لکھتے ہیں۔

'' یہ ان کا کمالِ فن ہے کہ ان کی نعتوں میں مختلف علمی وفنی اصطلاحات وحوالہ جات سطح پر تیرتے پھرتے نظر نہیں آتے۔ انہوں نے اپنے وسیع مطالعہ کو تخلیقی انداز میں اپنی نعت گوئی کا جزو بنایا ہے اور ان کی نعت میں ان کی تبحر علمی حارج ہونے کی بجائے ترسیل فکر میں ممد ثابت ہوتی ہے۔ نعتیہ مضامین کے اظہار میں انہوں نے مختلف

علوم وفنون کو سمو کر جہاں اپنی نعت گوئی کو وقیع بنایا ہے وہاں اردو نعت کے علمی وفکری دائرے کو بھی وسیع کیا ہے۔'' (۵۳۷)

امام احمد رضا کی عقیدت ومحبت رسول ﷺ کے بارے میں آپ کہتے ہیں۔

''تبحر علمی کے شانہ بشانہ مولانا کے نعتیہ کلام میں ملنے والی دوسری خصوصیات ان کا زور بیان ہے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ شاعری میں اصطلاحات اور علمی حوالوں کا کثرتِ استعمال اظہار میں رکاوٹ پیدا کر کے فن پارے کے فطری بہاؤ کو مدھم کر دیتا ہے۔ مگر مولانا کی نعت گوئی میں اظہار کسی ایسی دقت یا مشکل سے دوچار نظر نہیں آتا۔ مولانا کی نعتِ رسول اکرمؐ سے وابستگی وعقیدت اور صاحب موضوع سے شیفتگی ومحبت کی شدت کی جولانی ان کے کلام میں شروع سے آخر تک یکساں اور موٴثر انداز میں جاری وساری نظر آتی ہے، تبحر علمی، زورِ بیان اور وابستگی وعقیدت کے عناصر ان کی نعت میں یوں گھل مل اور رچ بس گئے ہیں کہ اردو نعت میں ایسا خوشگوار امتزاج کہیں اور دیکھنے میں نہیں آیا۔'' (۵۳۸)

امام رضا کا نعتیہ مجموعۂ کلام ان کے تبحر علمی کا شاہ کار ہے۔ اور انہوں نے مختلف موضوعات کے اشعار کو نہایت شائستگی اور سلیقے سے برتا ہے۔

''حدائق بخشش، مولانا احمد رضا خاں کے نعتیہ کلام کا مجموعہ ہے۔ اس کے مطالعہ سے سب سے پہلا تاثر جو قاری کے ذہن پر مرتسم ہوتا ہے وہ مولانا کے تبحر علمی کا ہے۔ مولانا اردو نعت کی تاریخ میں واحد شخصیت ہیں جنہوں نے اپنے وسیع مطالعے کو پوری طرح اپنے فنِ نعت میں برتا۔ انہوں نے نعتیہ مضامین کے بیان میں قرآن و حدیث سے لے کر منطق وریاضی، ہیئت ونجوم، ہندسہ و مابعد الطبیعیات وغیرہ علوم وفنون کی مختلف اصطلاحوں کو نہایت سلیقے سے برتا۔'' (۵۳۹)

امام احمد رضا بریلوی ہندوپاک یا ایشیا کی نہیں بلکہ دنیا کی اولین شخصیت ہیں، جن پر دنیا کی کئی جامعات میں پی ایچ۔ ڈی کے مقالات لکھے جا رہے ہیں۔ (۵۴۰) بائیس محققین تحقیقی مقالات جات کی تکمیل کر کے اسناد حاصل کر چکے ہیں۔ (۵۴۱) جب کہ تیرہ مقالہ جات تکمیل کے مراحل میں ہیں۔ (۵۴۲) امام احمد رضا پر ایم فل کے آٹھ مقالہ جات لکھے جا چکے ہیں، جب کہ دو زیرِ تکمیل ہیں۔ (۵۴۳) امام احمد رضا کے نظریۂ تعلیم کے حوالے سے تیرہ مقالہ جات لکھے جا چکے ہیں۔ (۵۴۴) اعلیٰ ترین سطح پر امام رضا کی خدمات کا اعتراف ان کی عظمت کی دلیل ہے۔

مولانا امام رضا نے اردو وعربی کو کئی نعتیہ قصائد دیئے اور بڑے معرکۃ الآراء اشعار رقم کئے۔ محاورات وصنعتوں کا استعمال آپ کے شاعری کا خاصہ ہے اور آپ کی نعتیہ شاعری ان صنعات سے پُر ہے۔

آپ کے بھائی مولانا حسن رضا خان آپ ہی کے نقش قدم پر عمدہ نعت گو ثابت ہوئے۔ مفتی غلام سرور لاہوری، غلام مصطفےٰ عشقی، صحوابو العلائی، مفتی محمد دیدار گل شاہ، مولانا حکیم سید غوث شاہ، بیدم شاہ وارثی، امجد حیدر آبادی، مولانا ماہر القادری، بہزاد لکھنوی، مولانا ضیاء القادری، علامہ اقبال جیسے عشاقان رسول کے نعتیہ اشعار کی گونج آج بھی اردو نعت گوئی کے حوالے سے موجود ہے۔

مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی (م ۱۳۴۸ھ ۱۹۲۹ء) مولانا انور شاہ کشمیری (م ۱۳۵۲ھ، ۱۹۳۳ھ) مولانا قاضی عبدالسلام سلیم (۱۳۶۵ھ ۱۹۴۶ء) مولانا اصغر علی روحی ۱۳۷۳ھ۔۱۹۵۴ء) مولانا اعزاز علی دیوبندی (م ۱۳۷۷ تا ۱۹۵۷ء) محمد عبدالقدیر حسرت (۱۳۸۱ اور ۱۹۶۱ء) مولانا ظفر احمد عثمانی (۱۳۹۴ھ۔۱۹۷۴ء) مولانا محمد ادریس کاندھلوی (۱۳۹۴ھ۔۱۹۷۴ء) مفتی محمد شفیع دیوبندی (۱۳۹۶ھ ۱۹۷۶ء) مولانا محمد یوسف بنوری (۱۳۹۷ھ ۱۹۷۷) کے نعتیہ قصائد واشعار عربی نعتیہ شاعری کے حوالے سے عمدہ ذخیرہ ہیں۔

عبدالسنان دہلوی، مولانا لطافت الرحمٰن سواتی، نبیرۂ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا، مولانا مفتی اختر رضا خان بریلوی الازہری (۱) شیخ الحدیث منظر اسلام بریلی، علوم دینیہ کے عالم وکامل، ماہر فن حدیث ہیں۔ آپ کا ذوق شعری نہایت عمدہ ہے۔ عربی زبان وبیان پر خوب کامل دسترس حاصل ہے۔ آپ عربی زبان میں بڑی روانی سے اشعار کہتے ہیں۔ اپنے جد کی طرح پکے اور سچے عاشق رسول ﷺ ہیں۔ آپ کی شاعری کا موضوع ذات رسول ﷺ اور نعت رسول ﷺ ہے۔ آپ کا کہا ہوا قصیدہ بائیہ بہت معروف ہے۔

مولانا ابو الضیاء محمد باقر ضیاء النوری عربی زبان کے عمدہ شاعری ہیں اور آپ کی کئی نعوت اس زبان میں معروف ہیں۔ سید محمد امین نقوی، عبدالعزیز خالد اور محمد حسین اقبال بھی عمدہ شعری ذوق رکھتے ہیں۔

دور امیہ کہ طرح اردو شاعری پر ابتلائی دور اس وقت شروع ہوا جب ترقی پسند شعراء کے نام سے ایک گروہ نے جنم لیا۔ جس کی بنیاد مذہب سے انکار پر رکھی گئی تھی۔ انہوں نے اپنے اسلام دشمن رویّوں کے سبب نعت گوئی کی شدید مخالفت کی اور تضحیک آمیز اشعار نعت رقم کئے۔ ڈاکٹر ریاض مجید لکھتے ہیں۔

''نعت گوئی کے بارے میں ترقی پسند شعراء کا رویہ بے اعتنائی کا رہا۔ ترقی پسند تحریک جس نظام ومنشور کی پیداوار تھی اس کی بنیاد مذہب کی نفی پر رکھی گئی تھی، لہٰذا ترقی پسند شاعروں کے ہاں مذہبی موضوعات ومضامین کے بارے میں لاتعلقی بلکہ تضحیک آمیز رویوں کا اظہار ملتا ہے۔ ان کے ہاں مذہب کی بنیاد اور فلسفہ پر سنجیدہ غور وفکر کی بجائے ان کی ظواہر کا مذاق اور فروعی اختلافات وتضادات کو ابھارنے کی شعوری کوشش نظر آتی ہے، یہی وجہ ہے کہ ترقی پسند تحریک کے پہلے ربع میں نعت کا ذکر تو کیا شاعری میں نعتیہ حوالوں کو بھی ہدف تنقید بنا کر ان شعری

(۱) راقم اور اس کے اہل خانہ کو حضرت والا سے شرف بیعت ودیدار حاصل ہے۔

تخلیقات کی حوصلہ شکنی کی جاتی رہی جن میں کسی نہ کسی طور نعتیہ یا مذہبی حوالے کا اظہار ہوتا تھا۔ اس تحریک سے وابستگان کا یہ رویہ قیام پاکستان سے بعد تک قائم رہا۔(۵۴۵)

ترقی پسندی ہو یا جدت پسندی، حضور نبی کریم ﷺ کی شان میں استخفاف، گستاخی، شان رسالت ﷺ کے منافی الفاظ کا استعمال، کسر شان رسالت ﷺ پر مشتمل مضمون آفرینی، اہانت پر مبنی خیال آرائی۔ حضور نبی کریم ﷺ کے مراتب جلیلہ اور شان عظیمہ کے خلاف تو ایک نقطہ بھی ناقابل معافی ہے۔ اسی طرح نعتیہ شاعری میں طنز و مزاح کے طور پر نعت کہنا، نعتیہ اشعار پڑھنا استغاثہ کی شکل میں شعر کہنا، یہ سب کچھ تو ہیں رسالت کے زمرے میں آتا ہے۔ نعت کہنے کے لیے علوم شرعیہ (قرآن و حدیث) کا جاننا ضروری ہے۔ بصورت دیگر وہ مذکورہ بالا صورت سے دوچار ہوگا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان عالم باعمل تھے اور معرکۃ الآراء اشعار کہتے تھے۔ عصر حاضر میں نہ صرف یہ کہ علم کی کمی ہے بلکہ عمل بھی ناپید ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب نعت محض رسماً یا طبع آزمائی کے لیے (جلب منفعت) کی خاطر کہی جاتی ہے۔ عشق رسول، حب رسول، ارادت و مؤدت عنقا ہے۔ جس نے منہ اٹھایا نعت کہنی شروع کر دی، اسے اس بات سے کوئی غرض نہیں کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اور کیوں کہہ رہا ہے۔ اب نعت کہنے کا مقصد واہ واہی حاصل کرنا ہے، جب کہ درحقیقت نعت ہمارے مذہب کا حصہ ہے، اس کا شہرت حاصل کرنے سے کوئی تعلق نہیں۔ رشید وارثی لکھتے ہیں۔

''بارگاہ رسالت ﷺ کے ادب و اقرار کی جلوہ گری کے آئینہ دار اور عرفان و آگہی کی روشنیاں بکھیرتے ہوئے ان ہزاروں اشعار کی خوش گوار موجودگی سے قطع نظر ہم اس روح فرسا حقیقت کو بھی فراموش نہیں کر سکتے کہ اردو نعتیہ ادب میں ایسے اشعار کی بھی کمی نہیں جو بارگاہ محبوب و ممدوح کردگار کی عظمت و شان اور آپ ﷺ کے ادب و احترام کو ہر آن پیش نظر رکھنے کے حوالے سے کتاب و سنت کی واضح تعلیمات کے نہ صرف منافی ہیں بلکہ ان میں سے بعض اشعار میں تو غیر مؤدب اظہار کی ایسی مثالیں بھی ہمارے سامنے آتی ہیں جن میں موجود رکیک، سوقیانہ و عامیانہ بلکہ معاذ اللہ گستاخانہ حد تک گرے ہوئے الفاظ و معانی اور انداز بیان سے کسی طور چشم پوشی نہیں کی جا سکتی۔(۵۴۶)

آپ ایک مقام پر لکھتے ہیں۔

''نعت نگاری میں اکثر بے احتیاطیوں کی سب سے بنیادی اور عام وجہ یہ ہے کہ ہمارے اکثر نعت گو شعرائے کرام ذات محبوب خدا ﷺ کی عظمت و توقیر اور آپ کی تعظیم و تکریم کے فرض عین ہونے اور آپؐ کے اسوۂ کامل، آپؐ کے محاسن اخلاق، آپؐ کی حلالت اور بارگاہ کبریائی میں آپؐ کے مقام رفیع کے حوالے سے کتاب و سنت کی تعلیمات سے واجبی سی بھی آگاہی نہیں رکھتے۔''(۵۴۷)

جدید اور ترقی پسند اردو شعراء کی جرأتیں، بے باکیاں، ہرزہ سرائیاں اور ان کی شان رسالت ﷺ میں گستاخیاں ملاحظہ ہوں۔

آدمی کو لباس تمدن دیا اس نے باب جہالت میں تحریف کی

(اعجاز رحمانی)......(۵۴۸)

سرکار کا ذکر جو کرتا ہوں اک کیف سا حاصل ہوتا ہے۔ (اعجاز رحمانی)......(۵۴۹)

اس ذکر میں لوگو! ساتھ میرے اللہ بھی شامل ہوتا ہے۔ (اعجاز رحمانی)......(۵۴۹)

طبیعت میں وہ قدر کی شرم جیسے کہ پردہ نشیں کوئی ناکتخدا ہے

(عبدالعزیز خالد)......(۵۵۰)

جو دعا دل سے مرے نکلی وہ پوری ہوگئی
مجھ سے عاصی کو بھی محسن کب خفا اس نے کیا

(محسن احسان)......(۵۵۱)

یہ قلب سلیم اس کا پڑھتا ہے کلمہ جس البیلے افعی نے اس کو ڈسا ہے

(عبدالعزیز خالد)......(۵۵۲)

(یہاں حضور ﷺ کو نہایت زہریلے سانپ سے تشبیہ دی گئی ہے)(۵۵۳)

مصر کے بازار میں ہوتے شبہ یثرب ﷺ یوسف کا کوئی مفت خریدار نہ ہوتا

(مولانا احمد علی)......(۵۵۴)

ہمیں کیوں یا نبی کہنے سے منع کرتے ہو نبی سے تم کہو وہ چھوڑ دیں چارہ گری اپنی

(وحید الحسن ہاشمی)......(۵۵۵)

لکھوں جو نعت تو ہوتا ہے ہر گھڑی محسوس میں حرف ہوں تو میری لَے کا معجزہ ہے

(۵۵۶)

(حضور ﷺ کو شاعر اپنی لَے (ترنم) کا معجزہ قرار دے رہا ہے)

غور سے دیکھا جب دل کے آئینے میں خود حقیقت بنی حسن کا آئینہ
ساری دنیا نظر آئی اک سانس میں جلوۂ ساغر جم ہے نام آپ کا (۵۵۷)

(حافظ مستقیم)......(۵۵۸)

(آپ کا نام مبارک کا فرجم کے شراب کے پیالے کی مانند ہے، اتنا بھونڈا اس شاعر کا خیال ہے)......(۵۵۹)

جا زندگی مدینے سے جھونکے ہوا کے لا شاید حضور ﷺ ہم سے خفا ہیں منا کے لا

(مظفر وارثی)......(۵۶۰)

خود کو حضور ﷺ کا مثیل، آپ کا ثانی اور آپ کی تشبیہ اختیار کرنے اور آپؐ جیسا بننے کی اس جاہل شاعر کی شاعری دیکھئے۔

میں اپنی خاک سے گلشن کھلاؤں تیری طرح　　تری طرح میں تمنائے رنگ و بونہ کروں (۵۶۱)

وہ میرے خون کا پیاسا ہزار ہوں لیکن　　تری مثال میں بد خواہیٔ عدو نہ کرو (۵۶۲)

میں پھیل جاؤں تری طرح ان فضاؤں میں　　یوں مجھ کو رنگ و نور کی صورت اچھال دے (۵۶۳)

میں کروں تیری طرح تسخیر یہ ارض و سما

یوں شب معراج کے خاکے میں خود کو ڈھال لوں　　(عارف عبدالمتین) (۵۶۴)

باب رحمت مرے سرکار ﷺ کھلے گا کہ نہیں　　حق کی میزان پہ انصاف ملے گا کہ نہیں (۵۶۵)

داغ مظلومی انسان دھلے کہ نہیں　　تا بہ کے اپنے مقدر میں یہ خوں پیرہنی

(طفیل ہشیار پوری)......(۵۶۶)

یہ کیا ستم ہے کہ بادہ کنان روز الست　　بہت دنوں سے پریشان ہیں یا رسول اللہ

(شورش کاشمیری)......(۵۶۷)

غلام زادوں کی سب خطائیں معاف کیجئے رسول رحمت

برہنہ سر ہم کھڑے ہیں کب سے حضور ﷺ کب تک سزا ملے گی

(ریاض حسین چودھری)......(۵۶۸)

کہاں ہے تیرگیٔ خاکداں کہ میں امشب　　فلک سے تری تجلی اٹھا کے لایا ہوں

(عارف عبدالمتین)......(۵۶۹)

اے شہنشاہ کونین جود و سخا میری جانب ذرا غور سے دیکھئے

ظرف داماں ہستی کے پیش نظر مجھ کو کم ہی نہیں کم سے کم چاہئے　　(حافظ مستقیم)　　...... (۵۷۰)

(دور جاہلیت کے یہودیوں کا طرز تخاطب)

کہیں ایسا نہ ہو شاعر کو اپنے بھول ہی جاؤں　　مرے مولا ذرا تم دھیان رکھنا روز محشر کا

(آغا قزلباش)......(۵۷۱)

(اتنا بھونڈا اور اوچھا انداز، یہ سرکار ﷺ کی اہانت ہے)

اے خواجہ کہاں مرے ہاتھوں کی طرف دیکھو　　بیداری ملت کی دعا مانگ رہا ہوں

(نیر قصوری)......(۵۷۲)

عجیب مشکل میں کارواں ہے نہ کوئی جادہ نہ پاسبان ہے　　بشکل رہبر چھپے ہیں رہزن اٹھو ذرا انتقام لے لو

(قاری طیب)......(۵۷۳)

ہر تقرب مجھے سرکار دئے جاتے ہیں کیوں پشیماں پہ پشیماں کئے جاتے ہیں
(حافظ مستقیم)......(۵۷۴)

مرا وجدان مجھے روز یہ دیتا ہے خبر روبرو ساقی کوثر کے بھی پیاسا ہوگا
(ریاض حسین چودھری)......(۵۷۵)

حق و باطل میں گوارا نہ ہوا سمجھوتا کفر و اسلام کو آپس میں لڑانے والے
(نعیم صدیقی)......(۵۷٦)

(سرکار ﷺ کو جنگ جو بتایا گیا ہے، یہ شاعر کی نری جہالت و گمراہی ہے)

حضور ﷺ پاک شاہی کو مٹانے کے لیے آئے ملے اذن تخاطب تو کہوں کس طرح شاہا
(نعیم صدیقی)......(۵۷۷)

قصاص غیر بھی خود اپنی ذات سے لیتے عبور کر گئے در عدل کی مرے آقا
(مظفر وارثی)......(۵۷۸)

قول الطاع سن سن کر ان کی رحمت کی ہوا باندھتے ہیں
(بشیر حسین ناظم)......(۵۷۹)

تری حدیث ترے روبرو شناؤں تجھے یہ آرزو ہے کبھی آئینہ دکاؤں تجھے
(بشیر حسین ناظم)......(۵۸۰)

(ہوا باندھنا اور آئینہ دکھانا، ان میں اہانت رسول ہے)

شمع کو پوچھتا پھرتا ہے کہیں پروانہ آپ کے جلوے تو جان لے جاتے ہیں
(حافظ مستقیم)......(۵۸۱)

مرا ہر نفس ہے عذاب جاں، ترا عشق ایسا وبال ہے
کرم اے شہ عرب و عجم مری زندگی کا سوال ہے
(ضمیر عبرت)......(۵۸۲)

جس کے صید و شکار سرکش ہیں دام خُلق نبی سا جال کہاں
(بشیر حسین ناظم)......(۵۸۳)

(حضور ﷺ کے حسن اخلاق کو جال سے تعبیر کیا گیا ہے)

اب ان کی محبت ہمیں جینے نہیں دیتی مرنے کا تقاضا ہے مسیحا کی طرف سے
(مظفر وارثی)......(۵۸۴)

کون دیتا ہے کسی کو کوئی محبوب اپنا   جانے کس طرح کیا ہے یہ گوارا حق نے
(اعظم چشتی)......(۵۸۵)

جیسے کوئی دوشیزہ لٹا بیٹھی ہو عصمت   یوں روتے ہیں حافظ کے سمرقند و بخارا
(نعیم صدیقی)......(۵۸٦)

(حضورعلیہ السلام کی حیاوعفت کے لیے کہا گیا یہ شعر گستاخی وتوہین رسالت علیہ السلام کا اعلیٰ مظہر ہے۔

سکہ عشق و محبت بھی عطا کرتا ہے   بوجھ بنتا نہیں اپنے خریداروں پر
(مظفروارثی)......(۵۸۷)

اک مشترک کہانی اور وہ بھی جاودانی   کچھ میں سنارہا ہوں کچھ وہ سنا رہے ہیں
(نعیم صدیقی)......(۵۸۸)

(سرکار،کوقصہ گوقرار دیا گیا ہے)

سارا عالم تری خوشبو سے مہک اٹھا ہے   عود کی طرح سدا خود کو جلایا تو نے
(عارف عبدالمتین)......(۵۸۹)

عجز میں ہی بلندی ہے فقر میں بھی شکوہ   کہاں یہ وصف کسی اورکج کلاہ میں ہے
(محسن احسان)......(۵۹۰)

(حضورعلیہ السلام کوکج کلاہ کہا گیا ہے)

قدم قدم پہ ہے خوف رہزن زمیں بھی دشمن فلک بھی دشمن

زمانہ ہم سے ہوا ہے برہم تمہیں محبت سے کام لےلو   (قاری طیب)......(۵۹۱)

آپ کے جلوے تو تڑپتے ہیں مرے سینے میں   طور کی بات تو ہے دور مدینے والے
(حافظ مستقیم)......(۵۹۲)

کرم کرتا ہے یوں حضرت آزار کے ساتھ   کہ مسیحائی کو عزت ملی بیمار کے ساتھ
(حافظ مستقیم)......(۵۹۳)

اس شعر کا سیدھا سا مفہوم یہ نکلتا ہے کہ بیمار حافظ مستقیم کی وجہ سے سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عزت ملی ہے (نعوذ باللہ)
اتنے گھٹیا خیالات پر مبنی اشعار نعت،نعت کی توہین ہیں اور صاحب نعت کی شان میں توہین آمیز یہ گستاخی

رسول پرمبنی خیالات ہیں)

جس کو تیری گدائی کا اعزاز مل گیا　　تقدیر اس کی ہمسر تقدیر جم ہوئی
(طفیل ہوشیار پوری)......(۵۹۴)

(شاعر کے بقول جم اتنی بڑی چیز ہے کہ صحابہ کرام وامت مسلمہ کی تقدیر، آپؐ پر ایمان لانے کے بعد اس کافر کی تقدیر کے برابر ہوئی ہے۔ اس سے بڑھ کر توہین رسالت وصحابہ وامت مسلمہ اور کیا ہوگی۔)

شان نبی میں توہین آمیز شعر ملاحظہ ہو۔

خدائے پاک کوئی اب نئی زمیں ڈھونڈھے　　کہ اس محیط پہ جنت نشان حجاز ہوا
(محمد نواز)......(۵۹۵)

اپنی غفلت کا یہ عالم اور یہ شفقت آپ کی　　جرم ہم سے ہو رہے ہیں اور شرمندہ ہیں آپؐ
(۵۹۶)

الٰہی کتنا خوش کن ہے یہ انداز کرم ان کا　　گناہ ہوتا ہے مجھ سے اور وہ شرمائے جاتے ہیں
(۵۹۷)

ہمارے جرم پہ ان کو ندامت　　وگرن نہ ان کے ماتھے پر پسینہ
(۵۹۸)

مبنی بر جہالت چند مزید اشعار ملاحظہ ہوں جن میں آپؐ کی کھل کر توہین کی گئی ہے اور آپ کو بے خبر، خفتہ اور دنیا و مافیہا سے بے خبر بتایا گیا ہے۔

جاگ او یثرب کی میٹھی نیند کے ماتے کہ آج　　لٹ رہا ہے آنکھوں آنکھوں میں تیری امت کا راج
(۵۹۹)

بزم ہستی میں ہے ہنگامہ محشر بپا　　اب تو ہو خواب سے بے دار مسیحائے حجاز
(۶۰۰)

سرکار نیند کب تک للہ جلد اٹھئے　　امت کا دم رکا ہے گویا لبوں پہ آ کر
(۶۰۱)

کھڑے ہیں دیر سے در پہ سلامی　　قم قم یا حبیبی کم تنامی
(۶۰۲)

جانے کب ہوں گے آپ پر روشن　　میرے حالات سید السادات
(۶۰۳)

انسانیت کو بخشی وہ توقیر آپؐ نے ہر آدمی سمجھنے لگا ہے خدا ہوں میں

(۶۰۴)

اردو غزل میں نعت کی ابجد سے ناواقف شعراء کی کچھ مزید کارستانیاں ملاحظہ ہوں، جس میں انبیائے کرامؑ کا تمسخر جس بھونڈے انداز میں اڑایا گیا ہے، وہ ناقابل فہم ہے۔

دعویٰ کروں گا حشر میں موسیٰ پہ خون کا کیوں آب تو نے دی مرے قاتل کی تیغ کو

(۶۰۵)

وہ کوہ طور کا قصہ یہاں بھی آپڑا موسیٰ مجھے ہے دید کا لپکا، وہ محولن ترانی ہے

(۶۰۶)

بجلی کی روشنی میں چلے آیئے کلیم کھلنے کھڑے ہیں خود ید بیضا لئے ہوئے

(۶۰۷)

مجھ کو تجھ کو دیکھ کر ہاتھی پہ یوں کہتی ہے خلق

یہ تجلی ہے، یہ موسیٰ ہے، یہ کوہ طور ہے (۶۰۸)

آتو جاتی سامنے اس کی تجلی کم سے کم حضرت موسیٰ نے شاید کھودیا سب کا بھرم (۶۰۹)

(۶۱۱)(۶۱۰)

واں ایک جھلک دیکھی موسیٰ نے تو کیا دیکھا یاں روز محمد سے ہوتی ہیں ملاقاتیں (۶۱۰)

(۶۱۲)

زندگی وادیٔ یثرب میں بسر کرنا تھی حضرت خضر کو جی بھر کے نہ جینا آیا (۶۱۱)

(۶۱۳)

مرے سخن پہ رشک داؤد کو ہے مدینے کی گلیوں کا نغمہ سرا ہوں

(۶۱۳)

نعت میں طنز و مزاح کا ایک پہلو بھی جدید ترقی پسند شعراء کی ایک شان ہے اور جس لچر پن سے انہوں نے اپنے جہل کے سبب تقدس نعت کو پامال کیا ہے، اس کی ایک جھلک اور ملاحظہ ہو۔ فاضل حمیدی نامی شاعر نے ایک کتاب بنام "طنز و نزاح مزاح وزاح" میں شان رسالت میں کس قدر اوچھی زبان استعمال کی ہے، کیا یہ شان رسالتؐ کے منافی نہیں۔ کیا نعت میں طنز و مزاح، تمسخر و تضحیک کی گنجائش ہے؟ فیصلہ استغاثہ پڑھ کر کیجئے۔

یارسول اللہ استغاثہ

تری امت کو ہے سب نے لتاڑا یا رسول اللہ — اسے ہے بیچ میداں میں پچھاڑا یا رسول اللہ

کہ جس کے نام سے لرزاں تھے سارے قیصر و کسریٰ — اسے دشمن نے ہے جڑ سے اکھاڑا یا رسول اللہ

مرے گلشن کو گلچیں اور اس کے ہمنواؤں نے — اجاڑا ہے اجاڑا یا رسول اللہ

روا کشمیریوں پر ظلم کر رکھا ہے بھارت نے — ہے بھارت کا انہوں نے کیا بگاڑا یا رسول اللہ

علاج اس کا نہیں ممکن کہ ہم نے اپنے ہاتھوں سے — ہے مارا پاؤں پر خود ہی کلہاڑا یا رسول اللہ

مرے پیارے وطن کو قوم اور فرقہ پرستوں نے — بنا رکھا ہے مل جل کے اکھاڑا یا رسول اللہ

میں سنی تم شیعہ یہ دیوبندی وہ وہابی ہے — کیا مذہب کا ملا کے کباڑا یا رسول اللہ

وڈیروں کی طرف دیکھئے اسے اتنی کہاں جرأت — پولیس نے بھی غریبوں ہی کو تاڑا یا رسول اللہ

فضا میں شور ہے اتنا سنائی کچھ نہیں دیتا — بہت ہونے لگا ہے غل غپاڑا یا رسول اللہ

سبھی نے اپنے دروازوں پہ بھینسیں باندھ رکھی ہیں — کہ میرا شہر ہے بھینسوں کا باڑا یا رسول اللہ

توجہ بلدیہ والوں کی اس جانب بھی ہوجائے — ہے سب باڑوں سے گندا میر پاڑا یا رسول اللہ

چڑھا ہے بھوت دولت کا جو سر پہ وہ نہیں اترا — بہت پڑھ پڑھ کے پھونکا اور جھاڑا یا رسول اللہ

کئے جاتا ہے وہ تقریر پر تقریر ہاں پھر بھی — نہیں دکھتا ہے لیڈر کا جباڑا یا رسول اللہ

مدرس ایسے بھی کچھ ہوگئے بھرتی جنہیں سچ مچ — نہیں آتا ہے دو کا بھی پہاڑا یا رسول اللہ

مدینے میں بھی ہو آتا مگر مجبور و بیکس ہوں — مدینے کا نہیں کھیسے میں بھاڑا یا رسول اللہ

دلوں سے دور ہو نفرت محبت عام ہوجائے — اخوت کا علم ہے میں نے گاڑا یا رسول اللہ

عطا کر امن کی دولت وطن کے چپہ چپہ کو — وہ نانک واڑہ ہو یا چاکی واڑہ یا رسول اللہ

ترا فاضل تو اپنی کھال ہی میں مست رہتا ہے — اسے کیا سخت گرمی ہو کہ جاڑا یا رسول اللہ

نہ اس کو فکر دنیا ہو نہ ہو کچھ خوف عقبیٰ کا — یونہی چلتا رہے فاضل کا گاڑا یا رسول اللہ

(۶۱۴)

اسی طرز و انداز میں الیاس قادری عطاری کے ایک سلام کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

کوئے محبوب کی بکریوں کو، کگڑیوں، لکڑیوں، مکڑیوں کو
بلکہ تنکے وہاں کے اٹھاکر، تو سلام میرا رو رو کے کہنا
بلّیاں جب مدینے کی دیکھے، خوب ادب سے انہیں پیار کرکے
ہاتھ نرمی سے ان پہ پھرا کر، تو سلام میرا رو رو کے کہنا
تو مدینے کی ہر بالیوں کو، اور پھلوں سے لدی ڈالیوں کو
میٹھی میٹھی کھجوریں منگاکر، تو سلام میرا رو رو کے کہنا
جب سگان مدینہ کو دیکھے، جوڑ کر ہاتھ تو ان کے آگے
اشک بار آنکھ ان پر جماکر، تو سلام میرا رو رو کر کہنا
وہ مدینے کے پیارے کبوتر، جب نظر آئیں تجھ کو برادر
ان کو گھوڑے سے دانے کھلاکر، تو سلام میرا رو رو کے کہنا
تو درختوں کو اور جھاڑیوں کو، ان کی گلیوں کی سب گاڑیوں کو
ہاتھ اپنا ادب سے لگاکر، تو سلام میرا رو رو کے کہنا
بوتلوں بلکہ ڈھکنوں کو بھی تو، دال ، گندم کے دانوں کو بھی تو
چوم آنکھوں سے اپنی لگا کر، تو سلام میرا رو رو کر کہنا
بینگنوں، بھنڈیوں، توریوں کو گوبیوں، گاجروں، مولیوں کو
آنکھ سے لوکیوں کو لگاکر، تو سلام میرا رو رو کے کہنا
کہنا سیبوں کو اور آڑوؤں کو، اور کیلوں کو، زرد آلوؤں کو
اور تربوز سر پر اٹھاکر، تو سلام میرا رو رو کے کہنا
تو قنادیل کو، قمقموں کو، تار و سوئچ، اور تو کولروں کو
ٹھنڈا پانی کسی کو پلاکر، تو سلام میرا رو رو کے کہنا
چیونٹیوں، کھونٹیوں، ٹونٹیوں کو، ہر طرح کی جڑی بوٹیوں کو
بار بار ان پہ نظریں جماکر، تو سلام میرا رو رو کے کہنا

چاولوں، روٹیوں، بوٹیوں کو مرغ، انڈوں کو اور مچھلیوں کو
سبزیوں کو وہاں کی پکاکر، تو سلام میرا رو رو کر کہنا
تھالیوں کو پیالیوں کو کہنا، تو مرچ مسالوں کو کہنا
چائے کی کیتلی کو اٹھاکر، تو سلام میرا رو رو کے کہنا
ٹھنڈے پنکھوں کو اور ہیٹروں کو بلکہ تاروں کو اور میٹروں کو
بتیوں کو وہاں کی جلاکر، تو سلام میرا رو رو کے کہنا
جس قدر بھی ہیں پانی کے نلکے، پھل تو پھل بلکہ بیج اور چھلکے
ہاتھ ان کی طرف بھی بڑھاکر، تو سلام میرا رو رو کے کہنا
تو مکانوں کو بھی ، کھڑکیوں کو، اور دیوار و در سیڑھیوں کو
تو عقیدت سے دل میں بٹھا کر، تو سلام میرا رو رو کے کہنا
رسیوں، قینچیوں اور چھریوں، چادروں، سوئی دھاگوں کو دریوں
سب کو سینے سے اپنے لگاکر، تو سلام میرا رو رو کے کہنا

(۷۱؎)

حضورؐ نعتیہ اشعار پسند فرماتے تھے۔ حضرت حسان کو محض نعت گوئی کے سبب انعاماً و اکراماً مسجد نبوی میں برسرِ منبر بٹھایا گیا۔ آپؐ کے اس عمل سے نعت گو اور نعت خواں کی حیثیت و اعلیٰ مرتبہ بھی واضح ہو جاتا ہے، بشرطیکہ وہ حضرت حسان کی طرح شریعت مطہرہ کا عامل و کامل اور پابند شرع ہو، بے شک نعت کہنا اور سننا کارِ خیر ہے، لیکن اگر نعت میں آدابِ رسول ملحوظ خاطر نہ رکھے جائیں اور نعت کے نام پہ ایسے اشعار کہے جائیں، جس سے شانِ رسالتؐ میں تنقیص و ذم کا کوئی پہلو نکلتا ہو یا ذاتِ خداوندی میں شرک و ریا کا کوئی پہلو لازم آتا ہو، تو یہ گناہ عظیم بلکہ ''قائد الی النار'' والی بات ہے اور بعض مقام پر تو ناعت ہو یا واصف، نعت گو ہو یا وصف گو، دائرہ اسلام و ایمان سے بھی خارج ہو جاتا ہے۔

حضورؐ سے عشق، محبت، عقیدت، ارادت، مؤدت یہ بڑے وسیع المعانی الفاظ ہیں۔ جب تک ان کی اہمیت و عظمت اور سرکار کی شخصیت کے کمالات و خصائص کو نہ سمجھے گا، نعت گوئی کا تصور ممکن نہیں۔ الفاظ ہی کے چناؤ سے آپؐ کی شخصیت اجاگر ہوتی ہے، عقیدت میں کچھ بھی کہہ دینا، عشق کے نام پر تک بندی کرنا، شاعری نہیں، وبال ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور نبی کریمؐ کی صحیح اور سچی و پکی عقیدت ومحبت اور تمام آلائشوں سے پاک، معائب سے مبرّا عشق عطا فرمائے، تاکہ ہم آپ کی عمدہ سے عمدہ، خوب سے خوب تر الفاظ وخیالات کے ذریعے آپ کی نعت ومدح بیان کرسکیں۔ آمین بجاہ نبی الکریم الامین. صلّوا علیہ سیدنا وحبیبنا ومولانا محمد وّآلہٖ و اصحابہٖ و ازواجہٖ و ذریتہٖ اجمعین.

"لایمکن الثناء کما کان حقہ"

تمام شدہ

☆......☆......☆

خلاصۂ بحث

نعت کا سفر عقیدت سے شروع ہو کر عقیدت پر ہی ختم ہوتا ہے اور عقیدت بھی ایسی جو مؤدت وارادت کا شاہ کار ہو۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان آپؐ کے ایسے معتقد تھے کہ بند آنکھوں سے آپؐ پر جان نثار کرنے کو تیار رہتے تھے۔ بقول اُمّ معبد:

لــــہ رفــقــــاء یـحـفّـون بـــہ.	اس کے خدّام ورفقاء، حلقہ بستہ
ان قـــــال انــصــتــــوا لـــــــہ.	اگر وہ لب کشا ہو تو غور سے سنیں
وان امــر تبـــادروا الـی امرہٖ.	اور اگر حکم دے تو تعمیل کے لئے دوڑ پڑیں۔

جب تک یہ جوہر عقیدت ہمارے دل میں اجاگر نہیں ہوگا، ہم اس وقت تک نہ تو نثر لکھ سکتے ہیں اور نہ ہی نظم، کہ جو ہماری خواہشات کی تکمیل کر سکے اور ہمارے قلوب واذہان کے لیے باعث تمکنت ہو سکے اور نہ ہی ہم اپنے رسول کی ایسی تعریف کر سکتے ہیں جو آپؐ کے شایان شان ہو۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شاعری کا جوہر خاصہ محض سرکارؐ سے عقیدت ومحبت تھی، یہی وجہ ہے کہ عہد نبویؐ میں کہی گئی نعوت آج پندرہ صدیاں بعد بھی ہمارے لیے ہادی ورہنما کا درجہ رکھتی ہیں اور ہماری شاعری کا خمیر اسی سے بنتا ہے۔

حضور نبی ﷺ کے عہد میں جو نعتیں کہی گئیں، بلاشبہ اس کا مرجع ومنبع ذات گرامی رسول تھی اور صحابہ کرامؓ نے آپؐ کے گوشہ ہائے حیات کے ہر ہر پہلو کو اپنی شاعری کا جز بنایا۔ اس طرح یہ کلام نہ صرف آپ کی حیات مبارکہ کو محیط ہے بلکہ اس دور کی تہذیب وثقافت کو بھی بڑی حد تک بیان کرتا ہے، مثلاً اس دور میں کہے گئے رجز یہ نعتیہ اشعار، میدان رزم کے حقیقی عکاس ہیں اور جو مراثی میدان کارزار میں کہے گئے، وہ اس حقیقت کو آشکار کرتے ہیں کہ وہ اپنے مرنے والوں کو کس طرح یاد کرتے تھے اور اس کے درد اور کسک کو کس طرح محسوس کرتے اور بیان کرتے تھے۔ مرثیہ ان کی ثقافت کا حصہ تھا اور اس میں جاہلی عرب کی ثقافتی چھاپ نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔ عہد نبوی کی نعتیہ شاعری کا ایک حصہ رثاء پر مشتمل ہے۔

نعت رسول مقبول کی خوشبو سے آیاتِ قرآنیہ عطر بیز ہیں۔ یہ آپ کی اوّلین نعوت بیان کرتی ہیں۔ حضور کی ذات ستودہ صفات سے رونما ہونے والے اَن گنت معجزات میں، ایک معجزۂ ''نعت'' بھی ہے، جس نے دیگر

معجزات کی طرح عصری و زمانی تقاضوں کے اعتبار سے اعداء و مخالفین اور دشمنان دین پر اتنے گہرے نقوش و اثرات ثبت کیے ہیں کہ وہ آج بھی زبان حال سے اس کے معلن ہیں کہ اس طرح کے محیّر العقول کارہائے نمایاں کا مصدر و منبع و مخرج و مآخذ صرف اور صرف نبی کریم ﷺ کی ذات مقدسہ و مطہرہ ہو سکتی ہے، یہ کسی اور کے بس کی بات نہیں۔

حضور نبی کریمؐ کے تمام معجزات ایک سے بڑھ کر ایک ہیں، جس کی نظیر و مثال نہیں، انہیں معجزات میں سے ایک حیرت انگیز معجزہ لفظِ نعت بھی ہے، جو عربوں میں نعتِ سُوء کے بطور مشتمل تھا، لیکن آپ کی لسان حق شناس سے صادر و قادر ہونے کے بعد یہ لفظ، شاعری کی جان اور ''حیاتِ انسان'' بن گیا۔

نعت گوئی کا شمار عہد نبویؐ ہی سے فرائض دینیہ میں کیا جاتا ہے اور صحابہ کرامؓ اسی نظریہ کے تحت آپ کی نعوت بیان فرماتے تھے اور آج بھی اسی نظریے کے تحت نعت کہی اور پڑھی جاتی ہے۔ نعت ایک کھلی حقیقت، بیّن صداقت، واضح دعوت اور آپ کی ذات کے لیے دلیل مستحکم ہے۔ یہ وہ برہان قطعی ہے جو، قرآن کریم نے بیان فرمائی ہے۔ یہ اعجاز لفظی و معنوی کا ایسا اعلیٰ نمونہ اور عمدہ بیان ہے کہ پندرہ سو سال سے آج تک اس کی زبان و بیان میں کوئی فرق نہیں آیا ہے۔

نعت ہر دور کے لیے ہے اور ہر دور نعت کا ہے۔ زمانہ آپ کی ولادت و بعثت سے قبل کا ہو یا مابعد کا، نعت ہر دور، ہر زبان میں کہی گئی ہے۔ اس میں بلا تخصیص مذہب تمام لوگ شامل تھے، خواہ وہ مُوحّدین ہوں یا دین حنیف کے پیروکار، یہود ہوں یا نصاریٰ یا بت پرست، سب ہی اس لذتِ نعت سے آشنا ہوئے۔

حضورؐ کی نعتیہ مبشّرات و بشارات، اطلاعات و اظہار اور پیش گوئیوں کا زیادہ تر ظہور و صدور قبیلۂ اوس و خزرج سے تعلق رکھنے والے یہود و نصاریٰ، (احبار و رہبان و کہان) کے ذریعے ہوا۔ یہ لوگ شروع سے ہی آپؐ کے معین و مددگار تھے اور اول روز سے ہی راہِ راست پر گامزن تھے۔ بنیادی طور پر یہ مذہبی لوگ تھے اور لہو و لعب سے کوئی شغف نہ رکھتے تھے۔

سرزمین مکہ پر پہلی نعت مردوں میں آپؐ کے دادا عبدالمطلب نے کہی، جو کہ آپ کی ولادت کے فوراً بعد حرم کعبہ میں کہی گئی۔ اس سرزمین پر خواتین میں اوّلین نعت کہنے کا شرف آپ کی والدۂ ماجدہ کو حاصل ہوا۔ اسی سرزمین پر پہلا نعتیہ قصیدہ بھی عبدالمطلب ہی نے کہا تھا۔ سرزمین مدینہ پر پڑھی جانے والی اوّلین استقبالی نعت وہ ہے جو جاریۂ نجار نے آپ کی مدینہ آمد کے موقع پر بطور استقبال یا خیر مقدم پڑھی تھی۔ سرزمین یمن پر کہی جانے والی پہلی بشاراتی نعت شاہِ یمن سیف ابن ذی یزن نے اس وقت کہی تھی جب کہ آپ کی عمر اطہر سات برس تھی۔ یہ سرزمین یمن میں کہی جانے والی کسی نصرانی بادشاہ کی پہلی نعت تھی۔ سرزمین حبشہ پر عبداللہ بن حارث

القرشی السہمیؓ اور شاہِ نجاشی کی کہی گئی نعتیں، شعرائے خاندان رسالتؐ کی نعوت، اصحاب مدینہ کی نعتیں اور آپ کی ولادت باسعادت سے ایک ہزار سال قبل کہی گئی سرزمین مکہ پر تبع ثانی کی نعت، اس بات کی غماز ہے کہ آپ کا دور ماقبل و مابعد، نعت کا ہی دور ہے۔ صحابہ کرامؓ کے بعد تابعین اور تبع تابعین نے اور پھر ان کے مابعد نے نعتیہ شاعری کی حیثیت کو کم نہ ہونے دیا بلکہ ان کے مضامین وموضوعات میں وسعت وندرت اور فن میں جدّت و لطافت نے، نعت کی چاشنی کو مزید بڑھادیا۔

ان نعت گویان کے پیش نظر جو جذبہ کارفرما رہا، وہ عقیدتِ رسولؐ، محبتِ رسولؐ، اطاعتِ رسولؐ مؤدّت رسولؐ، حصول ثواب وشفاعت، طلبی خیر و برکت اور خوش نودی رسولؐ تھے۔ ان محرکات کو کوئی بھی نام دے دیا جائے، اصل میں نعت کے محرکات یہی ہیں اور ان کا محور و مرکز ذات رسول کریمؐ ہے۔

عہد نبویؐ کی نعتیہ شاعری نے نعت گوئی اور نعتیہ ادب کی بنیاد فراہم کی۔ رسول کریمؐ کے اسوۂ حسنہ پر مشتمل نعتیہ شاعری انسانی رہنمائی کے ساتھ ساتھ اخلاقی وسماجی اور مذہبی اصلاح کا بھی موثر ترین ذریعہ ہے اور اس کے ذریعے سماجی رویّوں میں بھی مثبت تبدیلی آتی ہے، نیز یہ اصلاح معاشرہ، تبلیغ دین اور تعلیم اسلام کو عام کرنے کا بھی مؤثر ومؤقر اور ارزاں ترین ذریعہ ہے۔ نعتیہ شاعری معاشی مسائل کے حل کا بھی ذریعہ ہے۔ یہ نہایت غریب پرور فن ہے، جس کی جہات کا احاطہ ممکن نہیں۔

CONCLUSION

The Journey of Nahat (Praise of Holy Prophet) begins from sincereity and ends upon sincerety, The Sahaba Karam(followers) were so sincere that they secrifices their lives with close eyes. As per Um-Mubahad. " if his servants, colleagues, followers say any thing, listen them carefully, and if order run for its Completion when ever this sincerity is not alive in our hearts, at that time we cannot wirte any poem or text, which fulfill our wishes, and satisfaction for our hearts and minds.We cannot prasise our Holy prophet according to his status.
The essence of Sahaba Karam(followers) poetry was their sincerity with the Holy Prophet., this is the reason that the Nahat which were wrote about fifteen centuries ago these are the guidence for us and our poetry is started from there.

In the age of Holy prophet the Nahats were wrote for the personality of Holy Prophet and the Sahaba karam(Folowers) mad e then aspect of Holy Prophet Life as a part of their poetry., and this poetry is not although cover the personality of the Holy Prophet but also covers the culture of that age for example Rijzia poems are the real representives of Maidan Rizm , and all Marsias also elobrate the death of their dears, and how they feel their pain, Marsia was the part of their culture, and in it the Illitarte Arab culture is very prominant in their poetry, In the age of Holy prophet the large part of poetry is consist upon Risa.

From the Nahat of Holy Prophet all the verses Holy Quarn are full and they are the praiser of the Holy Prophet. The most other merical of his personality on merical is also Nahat(Praise) and they have left the very deep effects on the enemies of the Holy Prophet and they are still annoyed, and they are very strange that how the great personality was of the Holy Prophet, and this personality can only be of the Holy Prophet Muhammad (P.B.U.H)

All the Miricals of the Holy Prophet are very unprecedental, and one of them is Nahat, which was consist as "Nahat bad" in the Arabs, but after sayings from his tongue this world become the heart of poetry and life of Humanity.

cont..P/2.

The Nahat Saying was included in the religious duty in the age of Holy Prophet, and the Sahaba Karam(Followers) were saying these Nahats according to this idea, and in the present age the Nahat is also read and write according to this idea, Nahat is an open truth,reality, an open invitation, and is very strong argument for his dynamic personality,it is the definate truth which the Holy Quarn has narrated, and these are the competent mirical of words and its meaning that no any different came after passing fifteen Centries.

Nahat is for every age and every age is for Nahat, the age before his birth and after his birth, Nahat said in every age and in every language., and all the people are included in it without any caste/race, either they are christain or judish, all knows the taste of Nahat.

The information, and pre-information regarding Holy Prophet were mostly given by Aous & Khizraj Tribes who belongs to Judish & Christian , these people were then helper of the Holy Prophet from very early days and they were on right path, basically these people were religious minded they they do not have any enimity.

In Holy Macca Land the first Nahat said by his Grand father Abdul Mutlib from men, which was said Kahaba after birth of Holy Prophet. The Second Nahat said by the Mother of Holy Prophet in this Holy Land, and also first Nahtia Qasida

(Prise) was also said by Abdul Mutlib.In the land of Holy Madina the first Welcom Nahat which was said by Bani Najar tribe upon arrival of Holy Madina, In the land of Yaman the First Nahat king of Yaman Saif ibne Zee Yazan said at that time when the age of Holy prophet was just only seven years. This was the very first Nahat of any christian king in the land of Yaman . In "HABSHA" Abdullah Bin Haris Al-Qarshi Al- Sahami and King of Nijashi Nahats, the poems of Holy prophets poets, the Nahts of Holy Madina "Followers", before the the one thousand years of birth of Holy Prophet the Nahat of Tubah Second shows that it is the age of before & after the birth of Holy Prophet.

cont. P/3

After Sahaba Karam(Folowers) Tabieen (their folowers) and Taba Tabeen (their followers) and after them their followers did not decrease the Nahtia poetry,but they increased it in their articles, and their modernization also made more tasteful to Nahatia poetry.

In these Nahatia Poems the only Passion was the sincirity with Holy Prophet, Love with Rasool, and obedience of Holy Prophet,and respect of Holy prophet, and to get the goodness and to get the willingness of the Holy prophet, you can give them any name but the real aspect of Nahat are these which are the centeral of the personality of the Holy Prophet.

In the Age of Nahtia Poetry provided the base of Nahat and Nahat saying. The Natia poetry on the Character of the Holy Prophet also way of ethical, social, and religious path

and by this a positive change has become, and it is also best and very cheapest way for correctness of society, preaching of Islam, and education of Islam. Nahtia poetry is also the solution of the Social Problems, it is art of poor growth and it cannot be measue by any way.

حواشی

۱۔ ارمغان نعت، ص ۱۷
۲۔ حضرت حسان (مجلہ) نعت ایوارڈ ۔۱۹۸۸، ۱۹۸۹
۳۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۱۲۷ ۔ البدایۃ و النہایۃ۔ الجزء الاول، ص ۲۸۸ ۔ الخصائص الکبری، الجزء الاول، باب استسقاء ابی طالب بہؐ، ص ۱۴۶ ۔ المجموعۃ النبہانیۃ۔ الجزء الاول ص ۵۸
۴۔ شرح دیوان حسان للبرقوتی، ص ۱۳۵
۵۔ حوالۂ مذکور
۶۔ اسد الغابہ۔ المجلد الثانی، ص ۲۵۴
۷۔ الاصابہ۔ المجلد الثالث، ص ۱۶۲۲
۸۔ شرح دیوان حسان، ص ۱۳۶
۹۔ حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۴۵۵
۱۰۔ الرشید (ماہنامہ) نعت نمبر۔ ص ۶۲ بحوالہ شرح الزرقانی علی المواہب، ۲۳۴/۳)
۱۱۔ الطبقات الشافیۃ الکبری، ۱۶۱/۴
۱۲۔ السیرۃ الحلبیۃ۔ الجزء الثانی، ص ۸۴
۱۳۔ السیرۃ النبویۃ والآثار المحمدیۃ، الجزء الثالث، ص ۲۱۲
۱۴۔ الدیوان لسیدنا علیؓ بعمدۃ البیان، ص ۳۸
۱۵۔ المنجد فی اللغۃ، ص ۳۶۸
۱۶۔ لسان العرب۔ المجلد الرابع، ص ۳۸۹
۱۷۔ المنجد فی اللّغۃ، ص ۳۶۸
۱۸۔ تاج العروس۔ جلد سوم، ص ۲۸۷، ۲۸۸
۱۹۔ المنجد فی اللغۃ ، ص ۳۶۸
۲۰۔ فن سیرت نگاری، پروفیسر عثمان خالد یورش، ص ۹،۸
۲۱۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد ۱۱، ص ۵۰۵ مقالۂ سیرت۔ اردو نثر میں سیرت رسول، ص ۳۔
۲۲۔ حوالۂ مذکور، ص ۵۰۶
۲۳۔ The encyclopeadia of isalam leidon vol 5, p 439
۲۴۔ حوالۂ مذکور
۲۵۔ شرح دیوان حسان، ص ۱۳۵
۲۶۔ الاصابہ، المجلد الاول، ص ۷۷
۲۷۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۹۷
۲۸۔ الرشید (ماہنامہ، نعت نمبر) ص ۱۰۳ بحوالہ البدایۃ و النہایۃ۔ الجزء الاسادس، ص ۵۴۔
۲۹۔ الخصائص الکبری۔ الجزء الاول، با استسقاء ابی طالب بہؐ، ص ۲۰۸
۳۰۔ الاصابہ۔ المجلد الاول، ص ۵۸

۳۱ـ اسد الغابه. المجلد الثانی ص ۳۳۰
۳۲ـ شعر الدعوت الاسلامیة، ص ۳۵
۳۳ـ الاستیعاب، المجلد الرابع، ص ۳۳
۳۴ـ المجموعة النبهانیه. الجزء الاول، ص ۲٦
۳۵ـ الطبقات ابن سعد، ۲/۳۲۷
۳٦ـ حوالۂ مذکور
۳۷ـ شرح دیوان حسان، ص ۱۳۷
۳۸ـ حوالۂ مذکور
۳۹ـ السیرۃ النبویة لابن ہشام، ص ۳۵۹
۴۰ـ حوالۂ مذکور، ص ۳۲۷
۴۱ـ حوالۂ مذکور، ص ۵۸۲
۴۲ـ البدایة و النہایة، الجزء الاول، ص ۲٦۲
۴۳ـ السیرۃ النبویة لابن ہشام، ص ۵٦۸.
۴۴ـ السیرۃ دیوان حسان ص ۱۳۵
۴۵ـ الاصابہ، المجلد الرابع، ص ۲۲۸. السیرۃ النبویة والآثار المحمدیة، الجزء الاول، ص ۸٦، ۱۹٦
۴٦ـ البدایة و النہایة. الجزء الاول، ص ۱۳۴
۴۷ـ الاصابہ. المجلد الاول، ص ۱۸۸
۴۸ـ الاستیعاب، المجلد الاول، ص ۱۸۰
۴۹ـ الاصابہ. المجلد الاول، ص ۱۵٦
۵۰ـ الرشید (ماہنامہ نعت نمبر) ص ۸۱ بحوالہ دیوان حمید بن ما ثورؓ
۵۱ـ الاصابہ. المجلد الاول، ص ۴۵۷
۵۲ـ الاصابہ، المجلد الثانی، ص ۱۱۵۹
۵۳ـ شرح دیوان حسان، ۱۳۷
۵۴ـ المجموعة النبهانیة. الجزء الاول ص ۲٦
۵۵ـ السیرۃ النبویة لابن ہشام، ص ۳۲۷
۵٦ـ حوالۂ مذکور، ص ۵۷۸
۵۷ـ البدایة والنہانیہ. الجزء الاول، ص ۵۸۰
۵۸ـ الدیوان لسیدنا علیؓ بعمدۃ البیان، ص ۳۸.
۵۹ـ شرح دیوان حسان ، ص ۱۵۷
٦۰ـ الرشید (ماہنامہ نعت نمبر) حصہ اول، ص ۴۹
٦۱ـ حوالۂ مذکور ایضاً
٦۲ـ السیرۃ النبویة والآثار المحمدیة، الجزء الاول، ص ۸٦
٦۳ـ البدایة والنہایة، الجزء الاول، ص ۳۳۹

۶۴۔ حوالہ مذکور، ص ۴۴۱
۶۵۔ الاصابہ، المجلد الاول، ص ۷۷
۶۶۔ الاستیعاب۔ المجلد الثانی، ص ۳۰۰
۶۷۔ عہد رسالت میں نعت، ص ۸۳ بحوالہ حیاۃ الصحابہ، جلد اول، ص ۳۱۳
۶۸۔ الاصابہ۔ المجلد الاول، ص ۱۰۹۲
۶۹۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۲۵۴
۷۰۔ حوالہ مذکور، ص ۶۵۷
۷۱۔ حوالہ مذکور ایضاً۔
۷۲۔ الاستیعاب۔ المجلد الاول، ص ۳۲۹
۷۳۔ حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۱۳۲
۷۴۔ حوالہ مذکور۔ اسد الغابہ، المجلد الثانی، ص ۶۰۸
۷۵۔ البدایۃ والنہایۃ۔ الجزء الاول، ص ۲۲۷
۷۶۔ حوالہ مذکور
۷۷۔ الاصابہ المجلد الثانی، ص ۱۳۵۱
۷۸۔ السیرۃ لنبویۃ لا بن ہشام، ص ۶۳۵
۷۹۔ حوالہ مذکور، ص ۴۴۴۔ البدایۃ و النہایۃ الجزء الاول، ص ۵۵۵
۸۰۔ الاصابہ، المجلد الثالث، ص ۱۹۷۵
۸۱۔ شرح دیوان حسان، ص ۲۳ — واہنامہ الرشید (نعت نمبر، حصہ اول، ص ۹۸۵
۸۲۔ ارمغان نعت، ص ۳۷
۸۳۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۳۵۱ — السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۳۵۸
۸۴۔ حوالہ مذکور، ص ۱۲۵
۸۵۔ حوالہ مذکور، ص ۱۲۶
۸۶۔ حوالہ مذکور ، ص ۱۶۳
۸۷۔ الاستیعاب۔ المجلد الراب۔ ص ۲۶۱
۸۸۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۳۸۷
۸۹۔ حوالہ مذکور، ص ۶۱۸، ۶۱۹
۹۰۔ حوالہ مذکور ایضاً
۹۱۔ حوالہ مذکور، ص ۶۳۸
۹۲۔ الخصائص الکبریٰ۔ الجزء الاول، ص ۱۷۵
۹۳۔ حوالہ مذکور
۹۴۔ حوالہ مذکور ایضاً
۹۵۔ حوالہ مذکور ایضاً
۹۶۔ حوالہ مذکور، ص ۱۷۶
۹۷۔ حوالہ مذکور ایضاً

۹۸۔ حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۱۴۲، ۱۴۳
۹۹۔ حوالۂ مذکور
۱۰۰۔ حوالہ مذکور ایضاً
۱۰۱۔ پارہ ۶، سورۃ المائد، آیت ۱۲
۱۰۲۔ پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، ۳۶
۱۰۳۔ حوالۂ مذکور
۱۰۴۔ حوالۂ مذکور ، آیت ۵۳
۱۰۵۔ پارہ ۲۶، سورۃ الفتح، آیت ۹.
۱۰۶۔ پارہ ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت ۲
۱۰۷۔ حوالۂ مذکور ایضاً.
۱۰۸۔ پارہ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۱۰۴
۱۰۹۔ پارہ ۲، سورۃ البقرہ، آیت ۱
۱۱۰۔ پارہ ۳۰، سورۃ البلد، آیت ۱
۱۱۱۔ پارہ ۳۰، سورۃ التین، آیت ۳
۱۱۲۔ پارہ ۳۰، سورۃ الضحیٰ، آیت ۱ ۲
۱۱۳۔ الاصابہ، المجلد الثالث، ص ۱۸۳۷
۱۱۴۔ المجموعۃ النبھانیہ، الجزء الاول، ص ۴۱۹
۱۱۵۔ حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۹۵
۱۱۶۔ پارہ ۲۸، سورۃ الصف، آیت ۶
۱۱۷۔ السیرۃ الحلبیۃ. الجزء الاول، باب تسمیہ ﷺ محمداً اواحمداً، ص ۷۸
۱۱۸۔ بخاری شریف (اردو) جلد دوم، کتاب الانبیاء باب ماجاء فی اسماء الرسولﷺ، ص ۳۵۲.
جامع الترمذی مع شمائل ترمذی (اردو) باب ماجاء فی اسماء الرسول ﷺ، ص ۹۰۲
۱۱۹۔ جامع الترمذی مع شمائل ترمذی (اردو) جلد دوم، باب ماجاء فی اسماء الرسول، ص ۹۰۲
۱۲۰۔ برصغیر ہندوپاک کی عربی نعتیہ شاعری، ص ۲۵
۱۲۱۔ العمدۃ، الجزء الاول، ص ۷۷
۱۲۲۔ السیرۃ النبویۃ والآثار المحمدیۃ. الجزء الاول، ص ۱۲۵
۱۲۳۔ عیون الاثر. الجزء الاول، ص ۱۰۰
۱۲۴۔ الخصائص الکبریٰ. الجزء الاول، ص ۱۴۴
۱۲۵۔ البدایۃ و النھایۃ. الجزء الاول، ص ۲۵۰.
۱۲۶۔ حوالۂ مذکور ایضاً
۱۲۷۔ الطبقات لابن سعد. المجلد الرابع، ص ۴۵، ۴۶ سو شیدائی، ص ۲۸۱
۱۲۸۔ الدیوان سیدنا علیؓ بعمدۃ البیان، ص ۳۸.
A ۱۲۸۔ السیرۃ البدایۃ و الآثار المحمدیۃ. الجزء الاول، ص ۲۱۰. الروض الانف. المجلد الثانی، ص ۵۰.
۱۲۹۔ حوالۂ مذکور.

۱۳۰۔ الطبقات لابن سعد، المجلد الرابع، ص ۳۶. سو شیدائی، ص ۲۸۱
۱۳۱۔ شاعرات فی عصر النبوۃ، ص ۱۵۴
۱۳۲۔ شعر الدعوت الاسلامیہ، ص ۲۶
۱۳۳۔ الدیوان لسیدنا علی بعمدۃ البیان، ص ۳۹
۱۳۳ A۔ الخصائص الکبری، الجزء الاول، ص ۳۱۰
۱۳۴۔ الاستیعاب، المجلد الرابع، ص ۱۶۸
۱۳۵۔ السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، ص ۵۸۷
۱۳۶۔ عیون الاثر. الجزء الثانی، ص ۳۲۸
۱۳۷۔ اسد الغابہ. المجلد الاول، ص ۲۵۴
۱۳۸۔ الاصابہ، المجلد الاول، ص ۳۹۲
۱۳۹۔ اسد الغابہ. المجلد الاول، ص ۳۲۵
۱۴۰۔ السیرۃ الحلبیۃ. الجزء الثالث، ص ۱۲۶
۱۴۱۔ الاصابہ، المجلد الثانی، ص ۶۴۹
۱۴۲۔ برصغیر ھندو پاک میں عربی نعتیہ شاعری، ص ۳۰
۱۴۳۔ پارہ ۶، سورۃ المائدۃ، آیت ۶۷
۱۴۴۔ پارہ ۱۰، سورۃ انفال، آیت ۶۴
۱۴۵۔ پارہ ۲۹، سورۃ المزمل، آیت ۱
۱۴۶۔ پارہ ۲۹. سورۃ المدثر، آیت ۱
۱۴۶ A۔ دیوان لابن حجر، ص ۲۸
۱۴۷۔ مدارج النبوۃ، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مترجم علامہ عبدالمصطفےٰ محمد اشرف نقش بندی۔ الجزء الاول، باب ہفتم، اسمائے رسول۔ ص ۳۸۵
۱۴۸۔ الطالع المسرات، ص ۸۲
۱۴۹۔ حوالۂ مذکور.
۱۵۰۔ پارہ ۴، سورۃ آل عمران، آیت ۱۴۴. پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۴۰. پارہ ۲۶، سورۃ محمد، آیت ۲. پارہ ۲۶، سورۃ الفتح، آیت ۲۹
۱۵۱۔ پارہ ۲۸، سورۃ الصف، آیت ۶
۱۵۲۔ پارہ ۲۹، سورۃ المزمل، آیت ۱
۱۵۳۔ پارہ ۲۹، سور المدثر، آیت ۱
۱۵۴۔ پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۴۵. پارہ ۲۶، سورۃ الفتح، آیت ۸
۱۵۵۔ حوالۂ مذکور، آیت ۴۶. ایضاً
۱۵۶۔ پارہ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۱۱۹. پارہ ۹. سورۃ الاعراف، آیت ۱۸۸. پارہ ۱۱، سورۃ ھود، آیت ۲، پارہ ۲۲، سورۃ السبا، آیت ۲۸. پارہ ۲۲، سورۃ فاطر، آیت ۲۴.

۱۵۷۔ حوالۂ مذکور. پارہ ۹، سورۃ الاعراف، آیت ۸۴. ۱۸۸. پارہ ۱۱، سورۃ ہود، آیت ۲، پارہ ۲۲، سورۃ سبا آیت ۲۸. پارہ ۲۲، سورۃ فاطر، آیت ۲۳، ۲۴. پارہ ۱۴. سورۃ الحجر آیت ۸۹. پارہ ۱۹، سورۃ الشعراء آیت ۱۱۵. پارہ ۲۱، سورۃ العنکبوت، آیت ۵۰. پارہ ۲۳، سورۃ ص، آیت ۷۰. پارہ ۲۶. سورۃ الاحقاف، آیت ۹. پارہ ۲۷، سورۃ الذٰریت، آیت ۵۰، ۵۱. پارہ ۲۹، سورۃ الملک، آیت ۲۶

۱۵۸۔ پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۴۶

۱۵۹۔ پارہ ۲۷، سورۃ النجم، آیت ۲

۱۶۰۔ پارہ ۹، سورۃ الاعراف، آیت ۱۵۷

۱۶۱۔ پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۴۶

۱۶۲۔ پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۴۶

۱۶۳۔ پارہ ۴، سورۃ آل عمران آیت ۱۶۴. پارہ ۲۸. سورۃ الجمعۃ، آیت ۲

۱۶۴۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۱۶۵۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۱۶۶۔ پارہ ۱۱، سورۃ التوبۃ، آیت ۱۲۸

۱۶۷۔ حوالۂ مذکور

۱۶۸۔ پارہ ۱۷، سورۃ الانبیاء، آیت ۱۰۷

۱۶۹۔ پارہ ۲۲. سورۃ الاحزاب، آیت ۴۰

۱۷۰۔ پارہ ۶. سورۃ المائدہ، آیت ۱۵

۱۷۱۔ پارہ ۶، سورۃ النساء، آیت ۱۷۰

۱۷۲۔ الدیوان سیدنا علی بعمدۃ البیان، ص ۶

۱۷۳۔ الصحیح البخاری. الجلد الاول، المناقب، باب ماجاء فی اسماء رسول اللہ، ص ۵۰۱ عن جبیر بن مطعم. الصحیح المسلم. الجلد الثانی، کتاب الفضائل، باب فی اسماء رسول اللہ ﷺ، ص ۲۶۱. جامع الترمذی، الجلد الثانی، باب ماجاء فی اسماء النبی ﷺ، ص ۱۲۶.

۱۷۴۔ الصحیح المسلم. کتاب الفضائل، باب فی اسمائے رسول اللہ، ص ۲۶۱. شمائل الترمذی، باب ماجاء فی اسماء النبیؐ، ص ۳۱

۱۷۵۔ شمائل الترمذی، باب ماجاء فی اسماء النبیؐ، ص ۳۱

۱۷۶۔ الامن و العلیٰ للامام احمد رضا خان بریلوی، بحوالہ حاکم، ص ۱۰۳

۱۷۷۔ الصحیح البخاری. الجلد اول، کتاب المناقب، باب خاتم النبیین، ص ۵۰۱

۱۷۸۔ جامع الترمذی. الجلد الثانی، باب ماجاء فی بدء نبوۃ النبیؐ، ص ۲۲۵

۱۷۹۔ الصحیح البخاری. المجلد الاول، کتاب المناقب، باب علامات النبویۃ، ص ۵۰۱

۱۸۰۔ جامع الترمذی، الجلد الثانی، ابواب المناقب، ص ۲۲۴

۱۸۱۔ حجۃ اللہ علی العالمین، ۸۸

۱۸۲۔ شاعرات فی عصر النبوۃ، ص ۱۱۵

۱۸۳۔ الرشید (ماهنامه نعت نمبر) حصه اول، ص ۱۱۰ بحواله کتاب الابخاری. لابن الفرج الاصبهانی، ۱۸/۱۵ قصص العرب، ۲۷۶/۲ ......حوالۂ مذکور، ص ۱۵۳
۱۸۳۸۔ شاعرات فی عصر النبوۃ، ص ۱۵۳
۱۸۴۔ طبقات ابن سعد، جلد دوم، ص ۳۳۲

۱۸۵۔ شرح دیوان حسان، ص ۱۴۸

۱۸۶۔ الاستیعاب. المجلد الاول، ص ۱۴۹

۱۸۷۔ شاعرات فی عصر النبوۃ، ص ۱۱۴

۱۸۸۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۱۲۷

۱۸۹۔ حوالۂ مذکور، ص ۴۱۹

۱۹۰۔ الصیح البخاری. المجلد الاول، کتاب العلم، باب اثمه من کذب علی النبیؐ، ص ۲۱. بخاری شریف (اردو)، کتاب الانبیاء، باب کنیۃ النبیؐ، ص ۳۵۵ عن جابرؓ، یه حدیث کریمه حضرت انسؓ اور ابوہریرہؓ سے بھی مروی ھے.

۱۹۱۔ اسد الغابه، المجلد السابع، ص ۲۹۲. الاصابه، المجلد الرابع، ص ۲۳۲۶

۱۹۲۔ الاصابه، المجلد الاول، ص ۲۷۵

۱۹۳۔ الاصابه، المجلد الثانی، ص ۹۶۴

۱۹۴۔ الخصائص الکبریٰ، الجزء الاول، ص ۱۷۷

۱۹۵۔ الطبقات لابن سعد، جلد دوم، ص ۳۳۲

۱۹۶۔ البدایة و النهایة، الجزء الاول، ص ۳۵۸

۱۹۷۔ عیون الاثر، الجزء الثانی، ص ۳۵۱

۱۹۸۔ شرح دیوان حسان، ص ۱۳۵

۱۹۹۔ برصغیر ہندوپاک میں عربی نعتیه شاعری، ص ۳۲

۲۰۰۔ الخصائص الکبریٰ. الجزء الاول، ص ۶۷. اسد الغابه، المجلد الثانی ص ۱۶۶

۲۰۱۔ حوالۂ مذکور، ص ۶۹

۲۰۲۔ حوالۂ مذکور، باب ماظهر فی لیلة مولدة فی المعجزات الخصائص، ص ص ۶۸

۲۰۳۔ حوالۂ مذکور، ص ۸۷

۲۰۴۔ حوالۂ مذکور، باب مناغاتهٗ للقمر و هو فی مهده، ص ۹۰، ۹۱.

۲۰۵۔ حوالۂ مذکور، ص ۸۷

۲۰۶۔ حوالۂ مذکور، ص ۸۸، ۸۹

۲۰۷۔ حوالۂ مذکور، باب الآیة فی ولادتهٗ مختوناً مقطوع السر، ص ۸۷

۲۰۸۔ حوالۂ مذکور، ص ۸۱. الانوار المحمدیة من المواهب اللدنیة. الجزء الاول، ص ۱۳۶، ۱۳۷

۲۰۹۔ حوالۂ مذکور، باب ماظهر فی زمانۂ رضاعهٗ من الآیات و المعجزات، ۹۱ تا ۱۰۰. الوفابا حوال المصطفیٰ لابن الجوزی، ص ۱۴۲، ۱۴۳

۲۱۰۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۲۱۱۔ اسد الغابه. المجلد الاول، ص ۵۵۶

۲۱۲۔ البدایة و النهایة، الجزء الاول، ص ۵۵

٢١٣۔ السیرۃ لابن ہشام، ص ٣١۴
٢١۴۔ الخصائص الکبریٰ، الجزء الاول ، ص ٨٨
٢١٥۔ اسد الغابہ۔ المجلد الثانی، ص ٣٥١
٢١٦۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ١٢٣
٢١٧۔ الخصائص الکبریٰ ، الجزء الاول، ص ١٧١
٢١٨۔ دیوان ابو طالب، ص ٢
٢١٩۔ دیوان ابو طالب ، ص ٦٧۔
٢٢٠۔ الرشید (ماہنامہ نعت نمبر) حصہ اول، ص ٥٢
٢٢١۔ الاصابہ، المجلد الرابع، ص ٢١٣٦
٢٢٢۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ٥٥٧
٢٢٣۔ الخصائص الکبری، الجزء الاول، ص ٣١٣
٢٢٦۔ حوالۂ مذکور، ص ١٣۴ . شرح دیوان حسانؓ، ص ١٣۴
٢٢٧۔ دیوان ابو طالب، ص ٣٦
٢٢٧A۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ١٢٦ . الخصائص الکبریٰ. الجزء الاول ص ١٣٦
٢٢٨۔ الاصابہ. المجلد الاول، ص ٥٠
٢٢٩۔ حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۴٥٥
٢٣٠۔ حوالۂ مذکور، ص ٣١٠
٢٣١۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ٥٨٣
٢٣٢۔ المجموعۃ النبہانیہ، المجلد الاول، ص ۴٧
٢٣٣۔ شرح دیوان حسان، ص ١٣٦
٢٣۴۔ المجموعۃ البنہانیہ، الجزء الاول، ص ۴٧
٢٣٥۔ الاصابہ. المجلد الثالث، ص ١٦٣٩
٢٣٦۔ الاستیعاب، المجلد الثالث، ص ١٣٩٣
٢٣٧۔ الخصائص الکبریٰ. الجزء الاول، باب ماوقع عند وفاتہ امہؐ من الایات، ص ١٣٥
٣٨۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ٢٨١
٢٣٩۔ حوالۂ مذکور، ص ٥٧٥
٢۴٠۔ الدیوان لسیدنا علی بعمدۃ البیان، ص ٣٩
٢۴١۔ شاعرات فی عصر النبوۃ، ص ٥٧
٢۴٢۔ الاصابہ. المجلد الثالث، ص ١٧٠١
٢۴٣۔ شرح دیوان حسان ص ٢٥٠
٢۴۴۔ البدایۃ و النہایۃ، الجزء الاول،ص ٣٥٨

۲۳۵۔ الاصابہ، المجلد الثالث، ص ۱۹۷۷

۲۳۶۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۳۵۱

۲۳۷۔ حوالۂ مذکور

۲۳۸۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۸۱۔ شرح دیوان حسان ص ۲۶۹ یہ شعر یوں درج ہے۔
رسول نصدق ماجاء ہ...... من الوحی کان سراجاً منیرا......

۲۳۹۔ پارہ ۱۸، سورۃ النور، آیت ۳۵

۲۵۰۔ حوالۂ مذکور۔

۲۵۱۔ الطبقات لابن سعد، جلد دوم، ص ۳۲۶

۲۵۲۔ حوالۂ مذکور ایضاً

۲۵۳۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۵۹۵

۲۵۴۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۲۷

۲۵۵۔ پارہ ۳۰، سورۃ التکویر، آیت ۲۳

۲۵۶۔ پارہ ۶، سورۃ المائدہ، آیت ۳۔

۲۵۷۔ شرح دیوان حسان، ص ۱۴۴

۲۵۸۔ حوالۂ مذکور

۲۵۹۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۴۱۳

۲۶۰۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۴۵۱

۲۶۱۔ حوالۂ مذکور، ص ۵۹۴

۲۶۲۔ حوالۂ مذکور، ص ۴۷۶

۲۶۳۔ حوالۂ مذکور، ص ۴۱۳

۲۶۴۔ شرح دیوان حسان ص ۳۸۱

۲۶۵۔ السیرۃ لابن ہشام ص ۵۶۸

۲۶۶۔ المجموعۃ النبہانیۃ ص ۵۴

۲۶۷۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص [illegible] ۲۶۷A حوالۂ مذکور

۲۶۸۔ اسد الغابہ، المجلد الخامس، ص ۱۴۷

۲۶۹۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص ۵۲۰

۲۷۰۔ الاستیعاب، المجلد الثالث، ص ۲۸۱

۲۷۱۔ حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۴۱۹

۲۷۲۔ عیون الاثر، الجزء الثانی ص ۴۵۱

۲۷۳۔ شاعرات فی عصر النبوہ، ص ۲۳۱

۲۷۴۔ الخصائص الکبریٰ، الجزء الاول، ص ۱۸۴

۲۷۵۔ حوالۂ مذکور

۲۷۶۔ پارہ ۶، سورۃ المائدہ، آیت ۳۵، پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۶۴۔

۲۷۷۔ الخصائص الکبریٰ الجزء الاول، ۔ استسقاء اول مکہ بجدۃ وھو معہ و سقیاھم وماظھر فیہ
فمن الآیت، ص ۱۳۶۔

۲۷۸۔ حوالۂ مذکور، باب استسقاء، ابی طالب، ص ۱۳۶، ۲۰۸
۲۷۹۔ الاصابہ، المجلد الثانی، ص ۱۶۴۹
۲۸۰۔ الصیح البخاری. حصہ اول، کتاب الایمان باب حب الرسول من الایمان ص ۷، عن ابی ہریرہؓ
۲۸۱۔ الصیح المسلم. الجلد الاول، باب وجوہ لحبۃ رسول اللہ، ص ۴۹ عن انس بن مالک
۲۸۲۔ حوالۂ مذکور ایضاً. الصحیح البخاری، حصہ اول، کتاب الایمان، حب رسول من الایمان، ص ۷ عن ابی ہریرہؓ.
۲۸۳۔ المجموعۃ النبہانیہ، ص ۵۴
۲۸۴۔ پارہ ۱۲، سورۃ یوسف، آیت ۳
۲۸۵۔ الخصائص الکبریٰ. الجزء الاول، ص ۱۸۳
۲۸۶۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۹۳
۲۸۷۔ فکر و نظر(ماہنامہ) ص ۶
۲۸۸۔ حوالۂ مذکور
۲۸۹۔ نعتیہ شاعری کا ارتقاء، ص ۷۸
۲۹۰۔ حوالۂ مذکور، ص ۷۹
۲۹۱۔ حوالۂ مذکور . ایضاً.
۲۹۲۔ برصغیر پاک و ہند میں عربی نعتیہ شاعری، ص ۳۶۰، ۳۶۱.
۲۹۳۔ ارمغان نعت، ص ۵۴
۲۹۴۔ برصغیر پاک و ہند میں عربی نعتیہ شاعری، ص۳۰۷.
۲۹۵۔ مجموعہ القصائد الحاج ابراہیم بن محمد التلواجی، ص ۴۰تا۴۲
۲۹۶۔ ارمغان نعت ، ص۵۵
۲۹۷۔ اسلامی اتحاد (سہ ماہی) ، مدیر اعلیٰ، سید منیر علی جعفری، ص ۲۵
۲۹۸۔ عربی میں نعتیہ کلام ، ص۱۲۸تا۱۳۱ .
۲۹۹۔ حوالہ مذکورہ ص ۱۳۲تا۱۳۵ .
۳۰۰۔ شرح دیوان المتنبی للبرقوتی جلد سوم، ص۹۵
۳۰۱۔ نزہۃ الخاطر الفاتر فی مناقب شیخ عبدالقادر از ملا علی قاری، ص ۱۱۹، ۱۲۰
۳۰۲۔ حوالہ مذکورہ، ص۹۸ . زبدۃ الآثار تلخیص بھجۃ الابرار از شیخ عبدالحق دہلوی ،ص ۱۲۶
۳۰۳۔ حدائق بخشش. حصہ دوم، ص۱۵تا۲۱
۳۰۴۔ المجموعۃ النبہانیۃ ، الجزء الثالث ، ص ۱۵۰تا۱۶۰
۳۰۵۔ معجم الادباء، الجزء السابع ، ص ۴۱
۳۰۶۔ المجموعۃ النبہانیہ ، الجزر الثالث، ص ۲۶تا۲۸.
۳۰۷۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۸ تا ۳۱.
۳۰۸۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۱۰تا۱۱۳
۳۰۹۔ معجم الادباء ، ص ۱۵، ۶۴
۳۱۰۔ حوالۂ مذکور، ص۸، ۱۲۴، ۱۲۵ . وفیات الاعیان ، ص ۱۸۲/۴ حاشیہ.

٣١١۔ وفیات الاعیان، ص ٣/١٨٧، ١٨٨ حاشیہ۔
٣١٢۔ المجموعة النبهانیہ، الجزء الثانی، ص ٣٠٦، ٣٠٧۔
٣١٣۔ حوالۂ مذکور، ص ١١٣۔ الجزء الاول، ص ٣٤۔
٣١٤۔ حوالہ مذکورہ الجز الثالث، ص ٣١ تا ٤٠
٣١٥۔ حوالہ مذکور، الجزء الرابع، ص ٥٩۔ التاج المکلل، نواب صدیق حسن، ص ٢٤٦، ٢٤٧۔
٣١٦۔ حوالۂ مذکور، الجزء الاول، ص ١٠٥ تا ١١٠
٣١٧۔ حوالۂ مذکور، ص ٢٤٥، ٢٥٢۔
٣١٨۔ حوالۂ مذکور، ص ٣٢٣، ٣٣٦
٣١٩۔ حوالۂ مذکور، ص ٣٢٣، ٣٢٨۔
٣٢٠۔ حوالۂ مذکور، ص ٣٢٨ تا ٣٣١
٣٢١۔ حوالۂ مذکور، ص ٣٣١ تا ٣٣٣
٣٢٢۔ حوالۂ مذکور، ص ٣٣٣ تا ٣٣٤
٣٢٣۔ حوالۂ مذکور ٣٣٤ تا ٣٣٦
٣٢٤۔ حوالۂ مذکور، ص ٣٣٦، ٣٣٧
٣٢٥۔ حوالۂ مذکور، ص ٣٩٩ تا ٤٠٧
٣٢٦۔ حوالۂ مذکور، ص ٤٠٧ تا ٤٠٩
٣٢٧۔ حوالۂ مذکور، ص ٤٠٩ تا ٤١١
٣٢٨۔ حوالۂ مذکور، ص ٤٤٥ تا ٤٤٧
٣٢٩۔ حوالۂ مذکور، ص ٤٥١ تا ٤٥٧
٣٣٠۔ حوالۂ مذکور، ص ٤٥١ تا ٤٥٦
٣٣١۔ حوالۂ مذکور، ص ٤٥٦، ٤٥٧
٣٣٢۔ حوالۂ مذکور، ص ٤٦٧ تا ٤٧٣
٣٣٣۔ حوالۂ مذکور، ص ٤٦٧ تا ٤٧٠
٣٣٤۔ حوالۂ مذکور، ص ٤٧٠ تا ٤٧٣
٣٣٥۔ حوالۂ مذکور الجزء الثانی ص ١٤ تا ٢٢
٣٣٦۔ حوالۂ مذکور، ص ١٤ تا ١٧
٣٣٧۔ حوالۂ مذکور، ص ١٧ تا ٢٠
٣٣٨۔ حوالۂ مذکور، ص ٢٠ تا ٢٢
٣٣٩۔ حوالۂ مذکور، ص ٨٢ تا ١٠٤
٣٤٠۔ حوالۂ مذکور، ص ٨٢ تا ٨٧
٣٤١۔ حوالۂ مذکور، ص ٨٧ تا ٩٠
٣٤٢۔ حوالۂ مذکور، ص ٩٠ تا ٩٣
٣٤٣۔ حوالۂ مذکور، ص ٩٣ تا ١٠٤
٣٤٤۔ حوالۂ مذکور، ص ٢٠٠ تا ٢٠٢

۳۴۵۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۰۸ تا ۲۱۱
۳۴۶۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۲۳ تا ۲۲۵
۳۴۷۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۵۵ تا ۲۵۸
۳۴۸۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۵۵ تا ۲۵۷
۳۴۹۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۵۷، تا۲۵۸۔
۳۵۰۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۹۸، ۲۹۹
۳۵۱۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۲۶ تا ۳۳۵، ۳۵۱م حوالۂ مذکور، ص ۳۲۶ تا ۳۳۰
۳۵۲۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۳۰ تا ۳۳۲
۳۵۳۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۳۲ تا ۳۳۴
۳۵۴۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۳۴، ۳۳۵
۳۵۵۔ حوالۂ مذکور، ۳۸۱ تا ۳۸۴
۳۵۶۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۸۱ تا ۳۸۳
۳۵۷۔ حوالۂ مذکور ص ۳۸۳، ۳۸۴
۳۵۸۔ المجموعۃ النبہانیۃ، الجزء الثالث، ص ۹ تا ۲۶
۳۵۹۔ حوالہ مذکور، ص ۹
۳۶۰۔ حوالہ مذکور، ص ۹ تا ۲۰
۳۶۱۔ حوالہ مذکور، ۲۱ تا ۲۶
۳۶۲۔ حوالہ مذکور، ص ۳۱ تا ۵۶
۳۶۳۔ حوالہ مذکور، ص ۳۱، ۳۵
۳۶۴۔ حوالہ مذکور، ص ۳۵ تا ۳۸
۳۶۵۔ حوالہ مذکور، ص ۳۸ تا ۴۱
۳۶۶۔ حوالہ مذکور، ص ۴۱ تا ۴۴
۳۶۷۔ حوالہ مذکور، ص ۴۴ تا ۴۷
۳۶۸۔ حوالہ مذکور، ص ۴۷ تا ۴۹
۳۶۹۔ حوالہ مذکور، ص ۴۹ تا ۵۲
۳۷۰۔ حوالہ مذکور، ص ۵۲ تا ۵۴
۳۷۱۔ حوالہ مذکور، ص ۵۴، ۵۵
۳۷۲۔ حوالہ مذکور، ص ۵۵، ۵۶
۳۷۳۔ حوالۂ مذکور، جلد چہارم، ص ۱۳۸ تا ۱۴۵
۳۷۴۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۳۷ تا ۱۴۲
۳۷۵۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۴۳، ۱۴۴
۳۷۶۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۴۴، ۱۴۵
۳۷۷۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۰۶ تا ۲۱۵
۳۷۸۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۰۶ تا ۲۱۱

۳۷۹۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۱۱ تا ۲۱۴
۳۸۰۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۱۴، ۲۱۵
۳۸۱۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۳۳ تا ۲۳۵
۳۸۲۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۴۰ تا ۳۴۹
۳۸۳۔ المجموعۃ النبھانیۃ، الجزء الاول، ص ۷۷
۳۸۴۔ برصغیر پاک و ہند میں عربی نعتیہ شاعری، ص ۳۷۷
۳۸۵۔ الجموعۃ النبھانیہ، الجزء الثالث، ص ۱۸۱ تا ۲۰۶
۳۸۶۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۸۱ تا ۱۸۷
۳۸۷۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۹۲ تا ۱۹۵
۳۸۸۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۹۵ تا ۱۹۹
۳۸۹۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۹۹ تا ۲۰۲
۳۹۰۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۰۲ تا ۲۰۴
۳۹۱۔ حوالۂ مذکور، ۱۸۷ تا ۱۹۴
۳۹۲۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۰۴ تا ۲۰۶
۳۹۳۔ حوالۂ مذکور، الجزء الاول، ص ۷۷
۳۹۴۔ حوالۂ مذکور ایضاً
۳۹۵۔ حوالۂ مذکور، ص ۷۷ تا ۱۰۵
۳۹۶۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۹۹ تا ۳۱۳
۳۹۷۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۹۹ تا ۳۰۴
۳۹۸۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۰۴ تا ۳۰۹
۳۹۹۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۰۹ تا ۳۱۳
۴۰۰۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۶۷ تا ۳۷۴
۴۰۱۔ حوالۂ مذکور، الجزء الثانی، ص ۵
۴۰۲۔ حوالۂ مذکور، الجزء الثانی، ص ۵ تا ۹
۴۰۳۔ حوالۂ مذکور ایضاً
۴۰۴۔ حوالہ مذکور، الجزء الثالث، ص ۹
۴۰۵۔ حوالۂ مذکور الجزء الثالث، ۹ تا ۲۰
۴۰۶۔ حوالۂ مذکور، الجزء الرابع، ص ۵
۴۰۷۔ حوالۂ مذکور، الجزء الرابع، ص ۵ تا ۱۶
۴۰۸۔ حوالۂ مذکور ص ۱۲۸ تا ۱۳۱
۴۰۹۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۳۴ تا ۱۵۰
۴۱۰۔ المجموعۃ النبھانیہ، الجزء الاول، ص ۳۳۷، ۳۳۸
۴۱۱۔ حوالۂ مذکور، ص ۴۱۱، ۴۱۲
۴۱۲۔ حوالۂ مذکور، ص ۴۴۷، ۴۴۸

۳۱۳۔ حوالہ مذکور، ص ۳۵۷، ۳۵۸
۳۱۴۔ حوالہ مذکور، ص ۴۷۳، ۴۷۴
۳۱۵۔ حوالہ مذکور، ص ۴۹۱، ۴۹۲
۳۱۶۔ حوالہ مذکور، الجزء الثانی، ص ۴۲
۳۱۷۔ حوالہ مذکور، ص ۴۳، ۴۷
۳۱۸۔ حوالہ مذکور، ص ۱۰۹، ۱۱۰
۳۱۹۔ حوالہ مذکور، ص ۲۰۲، ۲۰۳
۳۲۰۔ حوالہ مذکور، ۲۱۱، ۲۱۲
۳۲۱۔ حوالہ مذکور، ۲۲۵، ۲۲۶
۳۲۲۔ حوالہ مذکور، ص ۲۲۷، ۲۲۸
۳۲۳۔ حوالہ مذکور، ۲۳۴، ۲۳۵
۳۲۴۔ حوالہ مذکور، ص ۲۳۸، ۲۳۹
۳۲۵۔ حوالہ مذکور، ص ۲۴۸، ۲۴۹
۳۲۶۔ حوالہ مذکور، ص ۲۵۷، ۲۵۸
۳۲۷۔ حوالہ مذکور ۲۹۹، ۳۰۰
۳۲۸۔ حوالہ مذکور، ص ۳۰۲، ۳۰۳
۳۲۹۔ حوالہ مذکور، ص ۳۳۵، ۳۳۶
۳۳۰۔ حوالہ مذکور،ص ۳۸۵،۳۸۶
۳۳۱۔ حوالہ مذکور، الجزء الثالث، ص ۲۰۶، ۲۰۷
۳۳۲۔ حوالہ مذکور، ص ۲۰۷، ۲۰۸
۳۳۳۔ حوالہ مذکور، الجزء الرابع، ص ۵۶، ۵۷
۳۳۴۔ حوالہ مذکور، ص ۱۴۶، ۱۴۷
۳۳۵۔ حوالہ مذکور، ص ۲۱۵، ۲۱۶
۳۳۶۔ حوالہ مذکور، ص ۲۳۵، ۲۳۶
۳۳۷۔ حوالہ مذکور، ص ۲۴۹، ۲۵۰
۳۳۸۔ حوالہ مذکور، الجزء الثالث، ص ۳۰۴، ۳۰۵
۳۳۹۔ حوالہ مذکور، الجزء الثانی، ص ۲۳، ۲۴
۳۴۰۔ حوالہ مذکور، الجزء الاول، ص ۱۷
۳۴۱۔ حوالہ مذکور، الجزء الرابع، ص ۲۷۶ تا ۲۷۹
۳۴۲۔ حوالہ مذکور، الجزء الاول، ص ۳۵۷ تا ۳۶۱
۳۴۳۔ حوالہ مذکور، ص ۳۵۷، ۳۵۸
۳۴۴۔ حوالہ مذکور، ص ۳۵۸ تا ۳۶۰
۳۴۵۔ حوالہ مذکور، ص ۳۶۰، ۳۶۱
۳۴۶۔ حوالہ مذکور، الجزء الثانی، ص ۱۵۲ تا ۱۵۴

۳۴۷- حوالۂ مذکور، ص ۱۵۲ تا ۱۵۴

۳۴۸- حوالۂ مذکور، ص ۱۵۴

۳۴۹- حوالۂ مذکور، ص ۲۵۹، ۲۶۰

۳۵۰- حوالۂ مذکور، ص ۲۵۹

۳۵۱- حوالۂ مذکور ص ۲۵۹، ۲۶۰

۳۵۲- حوالۂ مذکور، ص ۲۶۰

۳۵۳- حوالۂ مذکور، الجزء الثالث، ص ۲۰۹

۳۵۴- حوالۂ مذکور، ایضاً

۳۵۵- حوالۂ مذکور، ص ۲۱۰

۳۵۶- حوالۂ مذکور، ص الجزء الرابع، ص ۱۴۷

۳۵۷- حوالۂ مذکور، ص ۱۴۷، ۱۴۸

۳۵۸- حوالۂ مذکور، ص ۱۴۸

۳۵۹- حوالۂ مذکور الجزء الاول، ص ۱۳

۳۶۰- حوالۂ مذکور، ص ۱۲۰ تا ۱۲۴

۳۶۱- حوالۂ مذکور، ص ۳۳۸ تا ۳۵۴

۳۶۲- حوالۂ مذکور، ص ۳۳۸ تا ۳۴۱

۳۶۳- حوالۂ مذکور، ص ۳۴۱ تا ۳۴۴

۳۶۴- حوالۂ مذکور، ص ۳۴۵ تا ۳۴۸

۳۶۵- حوالۂ مذکور، ص ۳۴۸ تا ۳۵۱

۳۶۶- حوالۂ مذکور، ص ۳۵۱ تا ۳۵۴

۳۶۷- حوالۂ مذکور، ص ۳۱۲ تا ۳۱۵

۳۶۸- حوالۂ مذکور، ص ۳۵۸ تا ۳۶۰

۳۶۹- حوالۂ مذکور الجزء الثانی، ص ۲۷ تا ۳۰

۳۷۰- حوالۂ مذکور، ص ۱۱۷ تا ۱۳۵

۳۷۱- حوالۂ مذکور، ص ۱۱۷، ۱۲۰

۳۷۲- حوالۂ مذکور، ص ۱۲۰ تا ۱۲۶

۳۷۳- حوالۂ مذکور، ص ۱۲۶ تا ۱۳۰

۳۷۴- حوالۂ مذکور، ص ۱۳۱ تا ۱۳۵

۳۷۵- حوالۂ مذکور، ص ۱۳۵ تا ۱۳۷

۳۷۶- حوالۂ مذکور، ص ۱۳۸ تا ۱۴۰

۳۷۷- حوالۂ مذکور، ص ۱۴۰، ۱۴۱

۳۷۸- حوالۂ مذکور، ص ۱۴۱، ۱۴۴

۳۷۹- حوالۂ مذکور ۱۴۴

۳۸۰- حوالۂ مذکور، ایضاً

۴۸۱۔ حوالۂ مذکور

۴۸۲۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۴۴ تا ۱۴۷

۴۸۳۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۱۴ تا ۲۱۷

۴۸۴۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۲۹ تا ۲۳۲

۴۸۵۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۳۵، ۲۳۶

۴۸۶۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۶۱ تا ۲۷۳

۴۸۷۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۶۱ تا ۲۶۵

۴۸۸۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۶۵ تا ۲۶۷

۴۸۹۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۶۷ تا ۲۷۰

۴۹۰۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۷۰ تا ۲۷۳

۴۹۱۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۰۳ تا ۳۰۶

۴۹۲۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۳۹ تا ۳۴۸

۴۹۳۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۳۹ تا ۳۴۳

۴۹۴۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۴۳ تا ۳۴۸

۴۹۵۔ حوالۂ مذکور، ایضاً

۴۹۶۔ حوالۂ مذکور، ص ۳۸۶ تا ۳۸۸

۴۹۷۔ حوالۂ مذکور، الجزء الثالث، ص ۲۱۰ تا ۲۴۰

۴۹۸۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۱۰ تا ۲۲۰

۴۹۹۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۲۰ تا ۲۲۴

۵۰۰۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۲۴ تا ۲۲۸

۵۰۱۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۲۹، تا ۲۳۳

۵۰۲۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۳۳

۵۰۳۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۳۶، ۲۳۹

۵۰۴۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۳۹، ۲۴۰

۵۰۵۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۴۰

۵۰۶۔ الجزء الرابع ص ۵۹ تا ۷۶

۵۰۷۔ حوالۂ مذکور، ص ۵۹ تا ۶۳

۵۰۸۔ حوالۂ مذکور، ص ۶۳ تا ۶۷

۵۰۹۔ حوالۂ مذکور، ص ۶۷ تا ۷۰

۵۱۰۔ حوالۂ مذکور، ص ۷۰ تا ۷۳

۵۱۱۔ حوالۂ مذکور، ص ۷۳ تا ۷۵

۵۱۲۔ حوالۂ مذکور، ص ۷۵ تا ۷۶

۵۱۳۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۴۸ تا ۱۵۶

۵۱۴۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۴۸ تا ۱۵۱

۵۱۵۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۵۱ تا ۱۵۳
۵۱۶۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۵۴ تا ۱۵۶
۵۱۷۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۵۶
۵۱۸۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۱۹ تا ۲۲۳
۵۱۹۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۵۰ تا ۲۵۸
۵۲۰۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۵۰ تا ۲۵۵
۵۲۱۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۵۵ تا ۲۵۸
۵۲۲۔ حوالۂ مذکور، الجزء الاول ص ۱۳
۵۲۳۔ حوالۂ مذکور، ص ۵۸
۵۲۴۔ حوالۂ مذکور، ایضاً
۵۲۵۔ برصغیر پاک و ھند میں عربی نعتیہ شاعری، ص ۸۳۵
۵۲۶۔ حوالۂ مذکور، ص ۸۴۵
۵۲۷۔ رہبر و رہنما. پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، ص ۲
۵۲۸۔ بساتین الغفران. ص ۱
۵۲۹۔ حوالۂ مذکور.
۵۳۰۔ امام احمد رضا. ارباب علم و دانش کی نظر میں. مولانا یٰسین اختر مصباحی، ص ۲۹ بحوالہ جریدہ صوت الشرق، قاہرہ.
۵۳۱۔ برصغیر پاک و ہند میں عربی نعتیہ شاعری، ص ۸۶۹
۵۳۲۔ بساتین الغفران، مرتبہ حازم محمد احمد عبد الرحیم المحفوظ، ص ۵۸ تا ۶۹
۵۳۳۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۱۶ تا ۱۲۶
۵۳۴۔ حوالۂ مذکور ص ۷۲ تا ۸۸
۵۳۵۔ اردو میں نعت گوئی. ص ۴۱۴، ۴۱۵
۵۳۶۔ حوالۂ مذکور، ص ۴۰۸، ۴۰۹
۵۳۷۔ حوالۂ مذکور، ص ۴۰۹
۵۳۸۔ حوالۂ مذکور
۵۳۹۔ حوالۂ مذکور
۵۴۰۔ امام احمد رضا اور عالمی جامعات، ڈاکٹر محمد مسعود احمد، ص ۵۰۴
۵۴۱۔ معارف رضا. مدیر اعلیٰ سید وجاہت رسول قادری، ص ۲۷۶ تا ۲۸۴
۵۴۲۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۸۴، ۲۸۶
۵۴۳۔ حوالۂ مذکور ۲۸۰، ۲۸۶
۵۴۴۔ حوالۂ مذکور، ص ۲۸۶
۵۴۵۔ اردو میں نعت گوئی، ص ۵۲۰، ۵۲۱
۵۴۶۔ نعت رنگ، مرتبہ سید صبیح الدین رحمانی، ص ۱۰ مضمون "اردو نعت میں ادب رسالتؐ کے منافی اظہار کی مثالیں" از رشید وارثی

۵۴۷۔ حوالۂ مذکور، ص ۱۱

۵۴۸۔ نعت رنگ، ص ۱۸ تا ۳۵۔ اصل مسودہ ص ۸ تا ۲۷۔ اصل مسودہ راقم کے پاس محفوظ
تا۵۹۵ ھے۔ از رشید وارثی۔ مضمون "اردو نعت میں ادب رسالتؐ کے منافی اظہار کی مثالیں"

۵۹٦۔ نعت رنگ، ص ٦۷ تا ۱۹۳ ۔ مضمون "نعت نگاری میں ذم کے پہلو" از رشید وارثی۔
تا۶۰۴

٦۰۵ حوالۂ مذکور، ص ۱۳ تا ۲۸۔ مضمون "اردو نعت میں انبیائے سابقین کی رفعت شان
تا٦۱۲ کااستقصار" (از رشید وارثی)

٦۱۳۔ طنز و نز مزاح و زاح۔ مسمی باسم تاریخی "گتِ ظرافت" ۲۰۰۱ مرتبہ بزم آراء بزمی۔
شاعر فاضل حیدی، ص ۷۷ تا ۸۰

٦۱۴۔ مجموعہ اے شہنشاہ مدینہ۔ ص ۳۷ تا ۴۱

☆......☆......☆

مصادر و مراجع

عربی

نمبر	مصنف	کتاب
۱	القرآن	هذا کلام اللّٰہ
۲	آلوسی، شہاب الدین محمد شکری، ابو الفضل، البغدادی	الروح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم و السبع المثانی ادارہ الطباعۃ المنیریۃ بمصر ۱۳۵۳ھ/ ۱۹۳۴ء
۳	ابراهیم مصطفےٰ واحمد حسن زیات	المعجم الوسیط . طهران . ۱۹۳۴ء
۴	ابن الاثیر الجزری، حافظ عز الدین علی بن محمد، علامہ	اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ دار الکتب العلمیۃ بیروت. الطبعۃ الثانیۃ. ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۳ء المثل السائر مطبعۃ مصطفےٰ البابی، القاهرة بمصر. ۱۹۳۹ء النهانیۃ فی غریب الحدیث و الاثیر الجلد الخامس. قاهرة. ۱۹۲۳ء
۵	ابن حجر العسقلانی، شہاب الدین احمد، امام	فتح الباری فی شرح البخاری الجزء السابع. شرکۃ مکتبۃ مصطفیٰ البابی الحلبی و اولادہ بمصر ۱۳۷۸ھ/ ۱۹۵۹ء فتح الباری فی شرح البخاری الجزء العاشر. المطبعۃ الخیریۃ. القاهرة، مصر. طبع الاول، ۱۳۲۵ھ الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ دار المعارفۃ. الطبعۃ الاولیٰ، ۱۴۲۵ھ/ ۲۰۰۴ء
۶	ابن خلدون، عبد الرحمٰن، علامہ	مقدمۃ من کتاب العبر و دیوان المبتداو الخبر فی ایام العرب و العجم و البربر من عاصر هم من ذوی السلطان الاکبر المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ، الشار محمد علی، القاهرہ.
۷	ابن خلکان شمس الدین احمد بن محمد، قاضی	و فیات الاعیان فی ابناء الزمان مطبعۃ عیسیٰ البابی الحلبی و شرکاء ہ، مصر ۱۳۵۵ھ/ ۱۹۳۶ء
۸	ابن دریدازدی، محمد بن حسین	جمهرۃ اللّغۃ طبع جدید، جواهر حسنی قاهرہ ۱۳۵۱ھ

٩	ابن رشیق القیروانی، ابو علی الحسن	العمدة فی صناعة الشعر و نقده مکتبہ امین ہندیة بالموسکی و شارع المناخ. مصر ١٣٤٤ھ/ ١٩٢٥ء
١٠	ابن سعد الواقدی، ابو عبد اللہ محمد کاتب، امام	الطبقات الکبریٰ دار صادر، للطباعة و النشر، بیروت، ١٣٧٦ھ/ ١٩٥٢ء
١١	ابن سید الناس، محمد بن محمد، ابو الفتح الاندلسی	عیون الاثر فی الفنون المغازی و الشمائل و السیر مکتبة درالتراث. المدینة المنورة. الطبعة الاولیٰ ١٣١٤ھ/ ١٩٩٣ء.
١٢	ابن عباس، حضرت عبد اللہؓ	تنویر القیاس من تفسیر ابن عباسؓ قدیمی کتب خانہ. کراچی.
١٣	ابن عبد البرّ القرطبی، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ، حافظ	الاستیعاب فی معرفة اصحاب دارالکتب العلمیة. بیروت. الطبعة الثانیہ. ١٤٢٢ھ/ ٢٠٠٢ء
١٤	ابن عبد ربہ الاندلسی، شہاب الدین احمد بن محمد	العقد الفرید المطبعة الازہر. بمصر. ١٣٤٦ھ/ ١٩٢٨ء
١٥	ابن قتیبہ الدینوری، ابوعبد اللہ محمد بن مسلم	الشعر و الشعراء المکتبة التجاریة الکبریٰ شارع محمد علی. مصر. ١٣٥٠ھ/ ١٩٣٢ء
١٦	ابن قیم الجوزی، محمد بن ابی بکر	زاد المعادفی ھدی خیر العباد مطبة الرسالة بیروت ١٩٧٩ء
١٧	ابن کثیر الشافعی، عماد الدین اسماعیل بن عمر، علامہ	البدایة و النہایة. الجزء الاول. بیت الافکار الدولیة. بیروت. ٢٠٠٤ء
١٨	ابن ماجة القزوینی، محمد بن یزید، امام	سنن ابن ماجة اصح المطابع و کارخانہ تجارت کتب، آرام باغ، کراچی. ١٣٧٢ھ
١٩	ابن منظور الافریقی، جمال الدین محمد بن مکرم، ابو الفضل	لسان العرب مطبوعة المنیریة. بولاق، مصر ١٣٠١ھ/ ١٨٨٤ء
٢٠	ابن ہشام الحمیری، ابو محمد عبد الملک .امام.	السیرة النبویة دار ابن حزم للطباعة و النشر و التوزیع. الطبعة الاولی ١٤٢٢ھ/ ٢٠٠١ء
٢١	ابوداؤد السجستانی سلیمان بن الاشعث. امام .	سنن ابی داؤد ولی محمد اینڈ سنز، ناشران و تاجران کتب. کراچی. ١٣٦٩ھ

۲۲	ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن	سنن دارمی قدیمی کتب خانہ. کراچی.
۲۳	ابی زید، القرشی	جمهرة اشعار العرب شرکة دارالارقم بن ابی الارقم .بیروت
۲۴	احمد الاسکندری و مصطفیٰ عنانی	الوسیط فی الادب العربی و تاریخه دارالمعارف، مصر ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۶ء.
۲۵	الباقلانی، علامه	المبرد الکامل مطبعة المصطفےٰ البابی، بابلی بمصر. ۱۹۳۷ء.
۲۶	البخاری. محمد بن اسمٰعیل، امام	الصیحح البخاری نور محمد اصح المطابع کارخانہ تجارت کتب .آرام باغ، کراچی ۱۳۸۱ھ
۲۷	البرقوتی، عبد الرحمن(شارح)	شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاریؓ میر محمد کتب خانہ ، کراچی.
۲۸	بطرس البستانی. بریلوی،احمد رضاخان،امام	محیط المحیط مکتبۃ لبنان. ۱۹۸۷ء بساتین الغفران (الدیوان العربی) جمع و تحقیق الاستاذ حازم محمد احمد عبد الرحیم المحفوظ. طبع بمشارکة اکادیمیة رضا، برطانیه. رضا دارالاشاعة لاهور. مجمع بحوث امام احمد رضا، کراتشی ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۸ء
۲۹	البیضاوی. ناصرالدین. ابوالخیر عبد اللہ عمر	انوار التنزیل و اسرار التاویل (شهیر به التفسیر البیضاوی) شرکة مکتبة و مطبعة مصطفےٰ البابی الحلبی و اولاده بمصر ۱۳۸۵ھ ۱۹۳۹ء.
۳۰	البیومی البساعی، شیخ	تاریخ القصة او النقدفی الادب العربی مکتبة الانجلو. القاهره . المصریة .۱۹۵۶ء
۳۱	الترمذی، ابی عیسیٰ محمد بن عیسی. امام	جامع الترمذی فاروقی کتب خانه، اردوبازار، لاهور
۳۲	التلو اجی، ابراهیم بن محمد، الحاج	مجموعة القصائد مطبع المجتبائی.دهلی ۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء
۳۳	تونجی، محمد، الدکتور	شاعرات فی عصر النبوية دارالمعرفة، للطباع و النشرة و التوزیع. الطبعة الاولیٰ ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۲ء

٣٣	ثناء الله پانی پتی، قاضی	التفسیر المظهری سرکی روڈ کوئٹہ۔ پاکستان
٣٥	جاحظ ،علامہ	کتاب البیان و التبیئین مطبوعہ مصر
٣٦	الجر جانی، عبد القاهر، امام.	دلائل الاعجاز مطبوعة المجلة المنار، بمصر
٣٧	الحلبی، علی بن برهان الدین، علامہ	من انسان العیون فی سیرة الامین و المامون المعروف بالسیرة الحلبیة الناشر المکتبة الاسلامیه. بیروت.
٣٨	حاجی خلیفه چلپی	کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون وکالة المعارف الجلیة فی مطبها ١٣٦١ه
٣٩	خطیب بغدادی، ابوبکر احمد بن علی ،حافظ	تاریخ بغداد اومدینة الاسلام دارالکتب العربی.بیروت. ١٣٥٠ه
٤٠	الرازی، محمد فخر الدین، امام	مفاتیح الغیب المشتهر بالتفسیر الکبیر المطبعة العامره الشرقیة. ١٣٢٤ه
٤١	الزبیدی، سید محمد مرتضیٰ الحسینی، علامہ	تاج العروس دارلیبیا لنشر و التوزیع بن غازی. ١٣٨٦ه/ ١٩٦٦ء
٤٢	زکی، محمد، عبد السلام مبارک ،الدکتور	المدائح النبویة فی الادب العربی شرکة مکتبة و مطبعة مصطفیٰ البابی الحلبی و الاولاده بمصر. ١٣٥٤ه/ ١٩٣٥ء الموازنة بین الشعرو الشعراء مطبعة المقتطف. و المقطم بمصر. ١٣٤٤ه/ ١٩٣٦
٤٣	الزمخشری، ابو القاسم جار الله محمود بن عمر	الکشاف عن حقائق التنزیل و عیون الاقاویل فی وجده التاویل المکتبة المصطفیٰ البابی الحلبی و اولاده بمصر ١٣٦٧ه/ ١٩٤٨ء
٤٤	زیات، احمد حسن	تاریخ الادب العربی مکتبة الانجلو المصریة. ١٣٧٤ه/ ١٩٥٥ء
٤٥	زینی دحلان، سید احمد، مکی، علامہ	السیرة النبویة والآثار المحمدیة علی بهامش السیرة الحلبیة الناشر المکتبة الاسلامیه، بیروت.
٤٦	السبکی، ابو نصر عبد الوهاب.	طبقات الشافعیة الکبری المطبعة الحسینیة. مصر ١٣٢٤ه.

٤٧	السیوطی، جلال الدین عبد الرحمن ابی بکر ،علامہ.	كفاية الطالب اللّبيب فى خصائص الحبيب المعروف الخصائص الكبرىٰ المكتبة الحقانية. بشاور. الباكستان. تفسير جلالين قدیمی کتب خانہ، کراچی. الاتقان فى علوم القرآن دارالكتب العلمية بيروت. الطبقة الاولىٰ. ١٤٢٥ھ/ ٢٠٠٤ء
٤٨	سعید الاعظمی، ندوی، الدکتور	شعرائے الرسول، فی ضوء الواقع و القریض دارابن كثير للطباع و النشر و التوزيع. طبعة الاولىٰ. ١٤٢٢ھ/ ٢٠٠١ء،
٤٩	اسماعیل بن حمار الجوهری	الصحاح مرتب احمد عبدالغفور عطار ،جلد اول، مصر ١٩٥٦ ء
٥٠	سهارنفوری،فیض الحسن	السبع المعلقات على هامشهافتح المغلقات المصباح. لاهور.
٥١	السهيلى، ابو القاسم عبد الرحمن بن محمد بن عبد الله ،امام	الروض الانف مكتبة الفاروقيه، ملتان، الباكستان ١٣٩٧ھ/ ١٩٧٧.
٥٢	الشاطبی، ابو اسحٰق ابراهیم بن موسیٰ، امام.	الاعتصام مطبعة المنار. مصر ١٣٣١ھ
٥٣	الشامی، ابن عابدین، علامه	ردالمختار مكتبة الماجدية. كوئٹه. پاكستان
٥٤	الشماخ بن ضرار الغطفانیؓ. الصحابی.	ديوان مطبعة العامة بحوار محافظة مصر ١٣٢٧ھ
٥٥	شوقی ضیف الدکتور	تاريخ الادب العربى، العصر الاسلامى دارالمعارف ١١١٩ كورنيشن النهل، القاهرة. ١٩٥٠.
٥٦	الشهرستانی، ابو الفتح محمد بن عبد الکریم.	الملل و النحل مطبعة الحجازى. القاهرة. ١٣٦٨ھ/ ١٩٤٩ء.
٥٧	الیاس الظون	القاموس العربى ELEAS MODERN DICTIONERY ARABIC ENGLISH MODERN PRESS 716 CAIRO U.A.R

نمبر	مصنف	کتاب / مطبع
٥٨	صدیق حسن خان، نواب	ابجد العلوم المطبعة الصدیقیة، بهوپال. ١٢٩٦ھ التاج المکلل المطبعة الهندیة العربیة. ١٣٨٣ھ/١٩٦٣ء
٥٩	العسکری، ابو الهلال.	کتاب الصناعتین دارالاحیاء الکتب العربیة. القاهرة. ١٩٥٢ء
٦٠	عبد الله البستانی اللبنانی، الشیخ	البستان و هو معجم لغوی المطبعة الامیر کانیة. بیروت. ١٩٢٧ء
٦١	عبد الله بن حامد الحامد	شعر الدعوة الاسلامیة فی عهد النبوية و الخلفاء الراشدین مطبوعات الرئاسة العامة الکلیات و المعاهد. العلمیة، برياض. ١٣٩١ھ/ ١٩٧١ء
٦٢	عبد الحق محدّث دهلوی ، شیخ	زبدة الآثار تلخیص بهجة الاسرار مترجم، اقبال احمد فاروقی مکتبه نبویة،لاهور ١٣٩٥ھ/ ١٩٧٥ء
٦٣	عبد الرشید نعمانی ،محمد	ماتمس الیه الحاجة لمن یطالع سنن ابن ماجة میر محمد کتب خانه، مرکز علم و ادب، آرام باغ، کراچی.
٦٤	علیؓ بن ابی طالب، حضرت	الدیوان لسیدنا علیؓ مع حاشیه المسمّٰی بعمدة البیان. محمد سعید اینڈسنز. قرآن محل، مولوی مسافر خانه، کراچی.
٦٥	علی القاری، ملاّ	نزهة الخاطر الفاطر فی مناقب شیخ عبد القادر جیلانیؒ، ترتیب وترجمه، اقبال احمد فاروقی سنی دارالاشاعت علویه رضویه. لائل پور ١٩٧٣ء
٦٦	عی النجدی ناصف	الدین و الاخلاق فی شعر شوقی لطبعة کوستاتسو ماس و شرکاء، القاهره ١٣٦٧ھ/ ١٩٤٨ء
٦٧	العینی، بدر الدین ابو محمد محمود، علامه	العمدة القاری فی الشرح صحیح البخاری ادارة طباعة المنیریة لشارع الکحکبین، مصر
٦٨	الغزالی، ابو حامد محمد، امام.	احیاء علوم الدین شرکة مکتبه مطبعة مصطفیٰ البابی الحلبی و اولاده بمصر. ١٣٥٨ھ/ ١٩٣٩ء
٦٩	الفاسی، مهدی بن احمد، محمد	مطالع المسرات بجلاء دلائل الخیرات المکتبة النوریة الرضویة. فیصل آباد.

۷۰	لویس المعلوف.	المنجد فی الاعلام و المنجد فی اللّغة دارالمشرق، بیروت. ۱۳۹۷ھ/ ۱۹۷۶ء
۷۱	المتنبی، احمد بن الحسین، ابو الطیب	دیوان مع شرح للبرقوتی المکتبة التجاریة الکبریٰ شارع محمد علی بمصر. ۱۳۵۷ھ/ ۱۹۳۸ء
۷۲	محمد بن حبیب البغدادی	کتاب المنمّق فی اخبار قریش عالم الکتب بیروت. ۱۳۸۵ھ
۷۳	محمد حسن الاعظمی	المعجم الاعظم فرنٹیر پبلشنگ، لاہور
۷۴	محمد طاہر، مولانا، شیخ	مجمع بحار الانوار نول کشور. لکنؤ . بہارت ۱۲۸۳ھ
۷۵	المراغی، احمد مصطفےٰ، شیخ	تفسیر المراغی شرکة مطبعة البابی الحلبی واولاده بمصر. ۱۳۷۳ھ/ ۱۹۵۳ء
۷۶	مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری، ابو الحسن، امام	الصحیح المسلم نور محمد اصح المطابع و کارخانہ تجارت. کراچی الطبعة الثانیة. ۱۳۷۵ھ/ ۱۹۵۲ء
۷۷	المقری التلمسانی، احمد بن محمد، شیخ	نفح الطیب من غصن الاندلس الرطیب و ذکر و زیر ہالسان الدین بن الخطیب دارالکتب العربی. بیروت. ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۹ء.
۷۸	النبہانی. یوسف بن اسماعیل، شیخ، علامہ	حجة اللّٰه علی العالمین فی معجزات سید المرسلین. دارالکتب العلمیة. بیروت. الطبعة الثانیہ. ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء. المجموعة النبہانیة فی المدائح النبویة دارالکتب العلمیة. بیروت. الطبعة الاولیٰ. ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء
۷۹	وحید الزمان.	لغات الحدیث جلد ششم، کراچی.
۸۰	ولی الدین. ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ، الخطیب.	مشکوٰة المصابیح نور محمد اصح المطابع. کراچی ۱۳۶۸ھ
۸۱	ولیم ثامس ورنے	معجم العربیة باہتمام لالہ موتی رام منیجر مفید عام پریس. چٹر جی روڈ. لاہور.

۸۲	الھندی، رحمة اللہ بن خلیل الرحمن	اظہار الحق دار الکتب العلمیة الطبعة الثانیة. ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۲ء
۸۳	مصاجی، یسین اختر	المدیح النبویؐ الجامعة الاشرفیہ، مبارکفور، اعظم گڑہ، بھارت، ۱۹۷۹ء
۸۴	یاقوت الحموی	معجم الادباء مکتبة و مطبعة عیسیٰ البابی الحلبی و شرکاء. بمصر ۱۳۵۵ھ/ ۱۹۳۶ء
۸۵	صراح	مطبع نامی منشی نولکشور
۸۶	منتھی الارب	مطبع المصطفائی ۱۸۹۷ء

☆......☆......☆

اردو

نمبر	مصنف	کتاب	ناشر
١	آزاد، ابوالکلام، مولانا	رسول رحمت۔ ترتیب واضافہ، غلام رسول مہر	شیخ غلام اینڈ سنز، لاہور، بار دوم، ١٩٨١ء
٢	آزاد فتح پوری، محمد اسمٰعیل، ڈاکٹر	نعتیہ شاعری کا ارتقاء، (عربی و فارسی کے خصوصی مطالعے کے ساتھ)	مطبع فائن آفسٹ ورکس الہ آباد، ١٩٨٨
٣	ابن جوزی	الوفا باحوال مصطفیٰ (اردو) مترجم محمد اشرف سیالوی	جنرل پرنٹرز، ہجویری پارک، لاہور
٤	ابن عباسؓ، حضرت عبداللہ	تفسیر ابن عباسؓ (اردو) مترجم، علامہ عبد المقتدر شاہ قادری بدایونی	فرید بک اسٹال، لاہور
٥	ابوداؤد سجستانی، سلیمان بن الاشعث، امام	سنن ابوداؤد (اردو) مترجم، عبدالحکیم اختر شاہ جہاں پوری	فرید بک اسٹال، لاہور اشاعت اول ١٤٠٥ھ/١٩٨٥ء
٦	ابوطالب بن عبدالمطلب، حضرت	دیوان ابوطالب (اردو) مترجم، علامہ مجتہد علامہ سید رضی جعفر نقوی	ادارہ اصلاح کھجواہ، کراچی، ١٩٩٧ء
٧	ابوعبدالرحمٰن، احمد بن شعیب، امام	سنن نسائی (اردو) مترجم، مولانا دوست محمد شاکر قادری، مولانا محمد عبدالستار	فرید بک اسٹال، لاہور ١٣٩٦ھ/١٩٩١ء
٨	ادیب رائے پوری، حسین علی، سید	مدارج النعت مشکوٰۃ النعت	پاکستان نعت اکیڈمی، کراچی، ١٩٨٢ ایضاً......١٩٨٩
٩	اجمیری، محی الدین	مصطلحات علوم وفنون عربیہ	لاہور
١٠	احمد بن حنبلؒ، امام	مسند حنبلؒ	بیروت
١١	اسحٰق قریشی، محمد، ڈاکٹر	برصغیر پاک وہند میں عربی نعتیہ شاعری	مرکز معارف اولیا، محکمۂ اوقاف پنجاب۔ لاہور۔ ١٤٢٣ھ/٢٠٠٢ء
١٢	اشفاق، رفیع الدین سید، ڈاکٹر	اردو میں نعتیہ شاعری	اردو اکیڈمی سندھ، کراچی۔ ١٩٧٦ء
١٣	اطہر مبارکپوری، قاضی	تدوین سیر ومغازی	بیت الحکمت، لاہور۔ ٢٠٠٥ء
١٤	اعوان، ارشاد شاکر	عہد نبویؐ میں نعت	مجلس ترقی ادب، لاہور ١٩٩٣ء
١٥	الفاسی، عمر ابوعبداللہ، امام	تذکرۃ الحفاظ (اردو) مترجم، حافظ محمد اسحاق	اسلامک پبلشنگ ہاؤس۔ لاہور۔ ١٤٠١ھ/١٩٨١ء
١٦	اقبال، محمد، ڈاکٹر، علامہ	کلیات اقبال (اردو)	شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور ١٩٧٣ء
١٧	امداد اللہ انور، مولانا (مترجم)	تاریخ جنات وشیاطین	دار المعارف، ملتان، ١٩٩٧ء
١٧A	بزم آرا بزمی، مرتب ناصر حمیدی، شاعر	طنز و مزاح اور ... گیت، ... ٢٠٠١ء	انتخاب پریس، حیدرآباد، ٢٠٠١ء

۱۸	ـ	انجیل مقدس	پاکستان بائبل سوسائٹی، لاہور۔۱۹۷۵ء
۱۹	البخاری، امام	صحیح بخاری (اردو) مترجم، علامہ عبدالحکیم خان اختر شاہ جہاں پوری	فرید بک اسٹال، لاہور ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۴ء
۲۰	بریلوی، احمد رضا خان، امام	کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن حدائق بخشش ملفوظات مرتب، مولانا محمد مصطفےٰ رضا خان بریلوی الامن والعلی لناعتی المصطفےٰ بدافع البلاء	ضیاء القرآن پبلی کیشنز فرید بک اسٹال، لاہور ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۴ء لاہور نذیر سنز لاہور حامد اینڈ کمپنی۔لاہور نوری کتب خانہ۔لاہور
۲۱	بلیاوی، عبدالحفیظ	مصباح اللغات	دارالاشاعت کراچی
۲۲	الترمذی، امام	جامع الترمذی مع شمائل الترمذی (اردو) مترجم، مولانا محمد صدیق سعیدی ہزاروی	فرید بک اسٹال، لاہور ۱۴۰۴/ ۱۹۸۴ء
۲۳	تصدق حسین سید، مولوی	لغات کشوری	نولکشور، لکھنؤ
۲۴	ثناء اللہ پانی پتی، قاضی	تفسیر مظہری (اردو) مترجم، مولانا عبدالصائم جلال	دارالاشاعت، کراچی۔۱۹۹۷
۲۵	جامعہ پنجاب، لاہور	اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد ۲۴ و اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد ۱۱ مقالہ سیرت	دانش گاہ پنجاب، لاہور ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء
۲۶	جاوید، محمد اقبال، پروفیسر	مرتبہ مخزن نعت۔	علمی کتاب خانہ، لاہور، ۱۹۷۹ء
۲۷	چریاکوٹی، عنایت رسول، مولانا	بشریٰ	شروانی پریس، علی گڑھ، ۱۳۵۸ھ/۱۹۳۹ء
۲۸	حالی، الطاف حسین، مولانا	مقدمہ شعر و شاعری، مرتب، ڈاکٹر وحید قریشی	لاہور
28A	حفظ الرحمٰن، مفتی	اسلام اور قوالی	المطبعۃ العربیہ۔لاہور۔۱۴۱۱ھ
۲۹	حافظ لدھیانوی	کیف مسلسل	بیت الادب، فیصل آباد، بار اول ۱۹۸۲ء
۳۰	خالد، انور محمود، ڈاکٹر	اردو نثر میں سیرت رسولؐ	اقبال اکادمی، لاہور ۱۹۸۹ء
۳۱	دریابادی، عبدالماجد	تفسیر ماجدی	تاج کمپنی، لاٹ نمبر ۱/ ۶۶، لاہور
۳۲	دیوبندی، افتخار احمد، مولوی	التوضیحات علی السبع المعلقات	مکتبہ مجتبائی، دہلی
۳۳	دیوبندی، ذوالفقار علی مولوی	الارشاد شرح قصیدہ بانت سعاد	مکتبہ مجتبائی، دہلی ۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء
۳۴	دیوبندی، محمد شفیع، مولوی	تفسیر معارف القرآن	ادارۃ القرآن، کراچی۔۱۹۸۸ء
۳۵	راز کاشمیری	لوح بھی تو قلم بھی تو	انجمن حمایت اسلام پریس، لاہور
۳۶	رشید محمود، راجا	نعت کائنات	جنگ پبلشرز، لاہور۔اشاعت اول ۱۹۹۳ء

۳۷	رفیع الدین شاہ دہلوی، مولوی	خلاصہ البیان القرآن بر ترجمہ القرآن	تاج کمپنی لمیٹڈ، قرآن محل، لاہور
۳۸	ریاض مجید، ڈاکٹر	اردو میں نعت گوئی	اقبال اکادمی، پاکستان، لاہور، ۱۹۹۰ء
۳۹	-	زبور (اردو)	پاکستان بائبل سوسائٹی، لاہور
۴۰	کاندھلوی، محمد ذکریا، مولوی	شمائل ترمذی مع (اردو شرح) خصائل ترمذی	مکتبہ رحمانیہ، لاہور
۴۱	زیات، احمد حسن	تاریخ ادب عربی (اردو) مترجم، محمد نعیم، صدیقی	مکتبہ دانیال، لاہور
۴۲	سید احمد دہلوی، مولوی	فرہنگ آصفیہ	اردو سائنس بورڈ، لاہور ۱۹۹۵ء
۴۳	سعیدی، غلام رسول، مولانا (شارح)	صحیح مسلم (اردو)	فرید بک اسٹال، لاہور ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ء
۴۴	شبلی نعمانی	سیرۃ النبیؐ	مکتبہ مدینہ، لاہور ۱۹۸۸ء
۴۵	شمس بدایونی	اردو نعت کا شرعی محاسبہ	روشن پبلی کیشنز، بدایوں
۴۶	شمس الحق بخاری، سید	مثنوی جمال محمدؐ	ادارہ اشاعت تفسیر صدیقی، کراچی باراول۔۱۹۸۲ء
۴۷	شفیق بریلوی	ارمغان نعت	مرکز علوم اسلامیہ، کراچی، ۱۹۷۵
۴۸	صادق قصوری، محمد	اکابر تحریک پاکستان	فضل نور اکیڈمی، گجرات، ۱۹۷۰
۴۹	صوفی محمد اول، قادری، رضوی، مولانا	سخن ہائے رضا مطلب ہائے حدائق بخشش	مکتبہ دانیال، لاہور
۵۰	ضامن حسنی	ضامن حقیقت	بزم فروغ ادب، حیدرآباد، ۱۹۸۶ء
۵۱	طالب الہاشمی	سیرت حضرت ابوہریرہؓ تیس پروانے شمع رسالتؐ کے سوشیدائی سرور کائناتؐ کے پچاس صحابہؓ	حرا پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۳ء حرا پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۳ء حرا پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۸ء حرا پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۳ء
۵۲	طارق محمود، لطف اللہ گوہر (مرتب)	انبیاء کوئز	اورینٹ پبلشرز، لاہور ۱۹۸۸ء
۵۳	طاہر القادری، محمد، ڈاکٹر	عرفان القرآن (ترجمہ)	منہاج القرآن پبلی کیشنز، لاہور اشاعت ہفت دہم، ۲۰۰۶ء
۵۴	عبدالجلیل صدیقی، مولانا (مترجم)	سیرت النبی کامل ابن ہشام (اردو)	شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور ۱۹۰۹ء
۵۵	عبدالاحد، محمد	عربی ادب کی تاریخ	مطبع مجتبائی پریس، دہلی
۵۶	عبدالحق حقانی، ابو محمد، شیخ، مولانا	فتح المنان المشہیر بہ تفسیر حقانی	مکتبہ الحسن، لاہور، ۱۹۷۵ء
۵۷	عبدالحق محدث دہلوی، شیخ (شارح)	اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ (اردو) مترجم، مولانا عبدالحکیم شرف قادری، مولانا محمد خان قادری	فرید بک اسٹال، لاہور ۱۹۹۶ء
۵۸	عبدالرحمن، مولانا	مرأۃ الشعر	فیروز پرنٹنگ ورکس، لاہور ۱۹۵۰ء
۵۹	عبدالمعبود، محمد	تاریخ مدینۃ المنورہ	مکتبہ رحمانیہ، لاہور
۶۰	عثمانی، شاہ رشاد	اردو شاعری میں نعت	مجلس مصنفین اسلامی، آرہ بہار، پٹنہ، ۱۹۹۱ء

٦١	عثمانی، بشیر احمد، مولوی	موضح القرآن المعروف بہ تفسیر عثمانی	عالمین پبلی کیشنز، لاہور ۱۳۷۸ھ/۱۹۷۸ء
٦٢	عزیزی، عبدالنعیم، ڈاکٹر	اردو نعت گوئی اور فاضل بریلوی	ادارہ تحقیقات امام رضا انٹرنیشنل، کراچی، ۱۴۲۹ھ/۲۰۰۸ء
٦٣	علیؓ بن ابی طالب، حضرت	دیوان علیؓ (اردو) مترجم، مولوی سعید احمد اعظم گڑھی دیوان علیؓ (اردو ترجمہ)	نگارشات پبلشرز، لاہور ایچ۔ ایم سعید کمپنی۔ کراچی
٦٤	فخر الدین شاہ، قادری، مولانا	تفسیر حسینی مسمی بہ تفسیر قادری	مکتبہ سعید، کراچی
٦٥	فرمان فتحپوری، ڈاکٹر	اردو کی نعتیہ شاعری	لاہور، ۱۹۷۴ء
٦٦	فضل فتحپوری، افضال حسین نقوی، سید	اردو نعت، تاریخ وارتقاء	ڈار پبلی کیشنز، کراچی بار اول ۱۹۸۹ء
٦٧	قادری، سراج احمد	نعتیہ رواج کا عروج وارتقاء	اردو ترجمان ڈی آئی جی آفس بستی، بھارت
٦٨	قطب الدین خان، محمد، مولوی، نواب	مظاہر حق جدید شرح مشکوٰۃ	دارالاشاعت، کراچی، ۱۹۹۴ء
٦٩	قنوجی، محمد حسن عسکری، مولوی	میزان الصرف	قدیمی کتب خانہ، کراچی
٧٠	گوہر ملسیانی	دور حاضر کے نعت گو	گوہر ادب، پبلی کیشنز، صادق آباد اشاعت اول ۱۹۸۹ء
٧١	محمد اصغر، مولانا (مترجم)	عہد نبویؐ کی برگزیدہ خواتین	دارالاشاعت، کراچی، ۱۹۹۹ء
٧٢	محمد ثانی، حافظ، ڈاکٹر	محسن انسانیتؐ اور انسانی حقوق	دارالاشاعت، کراچی ۱۹۹۹ء
٧٣	مرادآبادی، محمد نعیم الدین، سید، مفتی	تفسیر خزائن العرفان برحاشیہ کنزالایمان	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاٹ نمبر ۱۶۳، لاہور
٧٤	مسعود احمد، محمد، پروفیسر، ڈاکٹر	رہبر ورہنما امام احمد رضا اور عالمی جامعات	ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی ادارۂ مسعودیہ، کراچی ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۸ء
٧٥	ممتاز حسن (مرتب)	خیر البشرؐ کے حضور میں	ادارہ فروغ اردو، کراچی، بار اول ۱۹۷۵ء
٧٦	مودودی، ابوالاعلیٰ، سید	تفہیم القرآن	ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، ۱۹۸۳ء
٧٧	النبہانی، امام	حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین (اردو) مترجم، پروفیسر محمد اعجاز جنجوعہ	نوریہ رضویہ پبلی کیشنز، لاہور، بار اول ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء
٧٨	ندوی، عبداللہ عباس	عربی میں نعتیہ کلام	میزان ادب، کراچی، ۱۹۷۸ء
٧٩	ندوی، عبدالحکیم، ڈاکٹر	عربی ادب کی تاریخ	ترقی اردو بیورو، نئی دہلی، ۱۹۸۹ء
٨٠	ندوی، عبدالسلام، مولانا	سیر الصحابہؓ (تحریر وترتیب)	ادارہ اسلامیات، لاہور
٨١	ندوی عبدالقیوم، مولانا	تاریخ اسلام کامل	ہمدم پریس، لکھنؤ

٨٢	نعیمی، احمد یار خان، مفتی	تفسیر نور العرفان مرأۃ شرح مشکوٰۃ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاٹ نمبر ۱۹۲۔ نعیمی کتب خانہ، گجرات ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
٨٣	نعیمی، غلام معین الدین (مترجم)	مدارج النبوۃ (اردو)	مطبوعہ دہلی
٨٤	نور الحسن	نور اللغات	لاہور
٨٥	وارث سرہندی	علمی اردو لغت	علمی کتاب گھر، لاہور، ۱۹۹۰
٨٦	وڈیار تھی، عبد الحق، مولانا	میثاق النبیین	دار الاشاعت کتب اسلامیہ، بمبئی بار دوم ۱۹۸۸ء
٨٧	ہاشمی، عبد القدوس، مولانا	تقویم تاریخ (قاموس تاریخی)	ایجوکیشنل پریس، کراچی ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء
٨٨	ہجویری، ابو الحسن سید علی بن عثمان (شہیر بہ "داتا گنج بخش")	کشف المحجوب (اردو) مترجم، ابو الحسنات مولانا محمد احمد قادری	المعارف، لاہور ۱۳۹۶ھ/۱۹۹۱ء
٨٩	----	مجموعہ اے شہنشاہ مدینہ	مکتبہ المدینہ، کھارادر، کراچی
٩٠	یسین اختر، مصباحی	امام احمد رضا، ارباب علم و دانش کی نظر میں	المجد دا حمد رضا اکیڈمی، کراچی

فارسی

١	محمد غیاث الدین	غیاث اللغات	نولکشور، لکھنؤ، ۱۳۱۷ھ

☆......☆......☆

ماہنامے/رسالے

۱	معارف (ماہنامہ)	شمارہ فروری	۱۹۹۲ء
۲	شاہ کار انسائیکلوپیڈیا (ماہنامہ)	سلسلہ نمبر ۸۔شمارہ ۱۵ مئی	۱۹۷۶ء لاہور
۳	شاہ کار انسائیکلوپیڈیا (ماہنامہ)	سلسلہ نمبر ۴۴ شمارہ یکم نومبر	۱۹۷۷ء لاہور
۴	تحقیقات اسلامی (سہ ماہی)	شمارہ جنوری ۱۹۹۹ء	علی گڑھ، بھارت
۵	ماہنامہ الرشید (نعت نمبر)	حصہ اول	۱۹۹۲ء
۶	نعت رنگ	شمارہ ۱ (تنقید نمبر) اقلیم نعت،	کراچی۔اپریل ۱۹۹۵ء
۷	نعت رنگ	شمارہ ۳ ستمبر	۱۹۹۵ء
۸	نعت رنگ	شمارہ ۱۰، اپریل	۲۰۰۰ء
۹	اخبار جہاں	شمارہ ۷،۱ مارچ	۱۹۷۶ء
۱۰	حمد و نعت	راجا رشید محمود	حصہ دوم
۱۱	نعت (ماہنامہ)	شمارہ فروری	۱۹۸۸ء
۱۲	ماہنامہ تحریر دہلی	جلد ۲، شمارہ ۲	۱۹۶۱ء، دہلی
۱۳	اسلامی اتحاد (سہ ماہی)	جلد ۲، شمارہ ۷، ۸	کراچی
۱۴	معارف رضا (سال نامہ)	شمارہ ۲، ۳، ۴، جلد ۲۶	مارچ ۲۰۰۶ء
۱۵	مجلہ حضرت حسانؓ	نعت ایوارڈ	۱۹۸۸، ۱۹۸۹ء کراچی

انگریزی

1	A Literary History of the Arabs, Combridge univercity 1953. by R.A Nicholoson.
2	The mining of the glorious quran, test & explanatory & transtiated by marma duke picthal , published by Taj Co. Karachi.
3	The life of muhammad , sir william mure, England 1861.
4	The first written constitution in the world by m.hamidullah. Lahore 1975.
5	The Encyclopeadia of islam. Leiden. Vol.4